[illegible]

تاریخ ابن کثیر

اردو ترجمہ

البدایۃ والنہایۃ

جلد دوم

حصہ سوم و چہارم

وحی کا آغاز، دعوت اسلام کا کسمپرسی کا دور، ہجرت حبشہ، کفار کے مظالم اور ہجرت مدینہ کے بعد غزوہ احد تک کے مفصل حالات
آغاز سن ۳ ہجری اسلامی غزوات اور ... صلح حدیبیہ، فتح مکہ، بادشاہوں سے خط و کتابت اور اسلام کی ترویج
اہم واقعات کے ساتھ ہجری تک کے واقعات

حافظ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ

مترجم

مولانا ابو طلحہ محمد اصغر مغل [illegible]

دارالاشاعت [illegible]

www.ahlehaq.org

جملہ حقوق ملکیت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : [illegible]
ضخامت : 812 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی گئی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ اس بات کی نگرانی کیلئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو از راہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

......ملنے کے پتے......

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
[illegible]

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

Islamic Books Centre
119-121 Halli Well Road
Bolton BL1 3NE, U.K.

Azhar Academy Ltd.
54-68 Little Ilford Lane
Manor Park, London E12 5QA
Tel: 020-8911-9797

امریکہ میں ملنے کے پتے

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET
BUFFALO, NY 14212, U.S.A.

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON, TX
77074, U.S.A.

www.ahlehaq.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

البدایہ والنہایہ معروف بہ
تاریخ ابن کثیر

حصہ سوم و چہارم

آغازِ وحی اور قرآن پاک کی پہلی آیات کے نزول کا بیان ۳۷
ورقہ بن نوفل ۳۸
ملائکہ کا کلام ۳۹
فرشتوں کی رفاقت ۳۹
ابو شامہ کی توجیہ ۳۹
اختلاف روایات ۳۹
خلوت پسندی کی وجہ ۳۹
اقرأ ۴۰
التحنث ۴۰
بعثت سے قبل عبادت کی کیفیت کیا تھی؟ ۴۰
پہلی وحی کا نزول ۴۰
نزولِ وحی کا مہینہ ۴۰
رمضان المبارک ۴۰
حضور ﷺ کا جبرائیل علیہ السلام کو جواب ۴۰
"اقرأ الحمد" کی تحقیق ۴۰
نزولِ وحی کے بعد آپ ﷺ کی کیفیت ۴۲
لقد خشیت علی نفسی ۴۲
ہر قسم کے بوجھ کا تحمل ۴۲
حضرت خدیجہ کی امداد ۴۲
ورقہ بن نوفل ۴۲
زید کا بیان حالات ۴۳
ورقہ کا قبول اسلام ۴۳
حضرت ورقہ کا زمانہ نبوت میں جوان ہونے کی حسرت کرنا ۴۳
حضور ﷺ کا مکہ بدر ہونے کی پیشگوئی سن کر حیرانگی کا اظہار کرنا ۴۳
حضرت ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ۴۳
زید کے متعلق آپ ﷺ کی خوشخبری ۴۳
ابوطالب کے متعلق آپ ﷺ کا جواب ۴۳
حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق جنت میں دخول کی بشارت ۴۳
سورۂ فاتحہ کا پہلی وحی ہونا ۴۳
ورقہ کے حزنیہ اشعار ۴۳
یونس بن بکیر کی روایت ۴۶
پتھروں اور درختوں کا آپ کو سلام کرنا ۴۸
وحی کی ابتداء کے بارے میں عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مجلس خطاب ۴۸
پہلی وحی کا نزول ۴۸
وحی کے بعد کے حالات ۴۸
حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ورقہ کی خدمت میں حاضر ہونا ۴۹
خواب پر تبصرہ ۴۹
آپ ﷺ کے خواب کی تفصیل ۴۹
واقعہ شق صدر ۵۰

www.ahlehaq.org

ورقہ کی حیرانگی اور حضرت خدیجہؓ کو آپ ﷺ سے کلام ۵۱
ورقہ کا آپ ﷺ سے سوال وجواب ۵۱
حضرت جبرائیل علیہ السلام کے متعلق حضرت خدیجہؓ کا سوال ۵۱
حدیث فاطمہؓ ۵۱
وحی کے نزول کا شوق ۵۱
زمانہ فترت کے بعد پہلی وحی کا نزول ۵۳
فترت وحی کے بعد والضحیٰ اور اللہ اکبر کا سب سے پہلے نازل ہونے کے متعلق روایت ۵۳
نبوت ورسالت پر فائز ہونا ۵۳
فترت وحی کا زمانہ ۵۳
حضور ﷺ کا تبلیغ دین میں مصروف ہونا ۵۳
اولین مسلمان ۵۳
فصل ۵۳
نزول وحی کے وقت جنات اور شیاطین سے آسمانوں کی حفاظت ۵۳
جنات کا قرآن سنتے ہی مسلمان ہو جانا ۵۴
نزول وحی کے دوران فرشتوں کی کیفیت ۵۵
ستاروں کی چال چلن کا علم ۵۵
اہل عرب کا ستاروں کے مارے جانے پر گمان ۵۵
ابوسفیان کا طائف کا سفر ۵۶
ایک اشتباہ کا ازالہ ۵۶
لطیفہ ۵۶
اہل طائف کی گھبراہٹ ۵۶
جنوں کی جماعت کا آپ حضور ﷺ سے قرآن سن کر ایمان لانا ۵۶
آپ ﷺ کی آمد پر ابلیس کی تصدیق اور آپ ﷺ کی تلاش ۵۶
حضور ﷺ کی آمد پر ابلیس کا جبرائیل علیہ السلام سے مقابلہ ہونا ۵۷
رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہونے کی کیفیت ۵۷
وحی کے دوران آپ ﷺ کی کیفیت ۵۷
پردے کے حکم کے نزول کے وقت آپ ﷺ کی کیفیت ۵۸
سورۂ حج کے نزول کے دوران آپ ﷺ کی کیفیت ۵۸
طریقہ طرز تعلیم ۵۹
نبوت کے تقاضے ۵۹
خدیجہؓ ۵۹
سب سے پہلی مسلمان خاتون ۵۹
تبلیغ ۶۰
صحابہؓ میں اولین مسلمان ۶۰
علیؓ ۶۰
عفیف کا چشم دید ۶۰
حضرت علیؓ کی فضیلت میں منکر حدیث ۶۱
تبصرہ ۶۱
تحقیق ۶۲
ابوبکرؓ ۶۲
منکر ۶۲
نوٹ ۶۳
اولین مسلمان ۶۳
غلط روایت ۶۳
امام ابوحنیفہؒ کی تطبیق ۶۴
تبلیغ ۶۴
راہب بصری ۶۴
قریشین ۶۵
پہلا خطیب ۶۵
حضرت عمرؓ کا اسلام لانا ۶۶
عمرو بن عبسہ سلمیؓ کا اسلام ۶۶
حر وعبد سے کیا مراد ہے؟ ۶۶
سعدؓ کا اسلام لانا ۶۶
عبداللہ ابن مسعودؓ کی روایت اور آپ ﷺ کا معجزہ ۵۵
خالد بن سعید ۶۷
نبی علیہ السلام کے چچا حمزہؓ کا اسلام لانا ۶۷
دین اسلام برحق ہے ۶۷
ابوذرؓ کا اسلام قبول کرنا ۶۸
حضرت ابوذرؓ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ ۶۸
ایک اور روایت ۶۹

www.ahlehaq.org

زمزم کے پانی کی برکت ۶۹
اسلم قبیلہ ۷۰
ضماد کے قبول اسلام کا قصہ ۷۰
سب سے پہلے مسلمان ہونے والی شخصیات ۷۱
دعوت وارشاد کا حکم اور ابن حنظل ۷۲
دور اسلام میں پہلی خون ریزی ۷۲
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک معجزانہ دعوت ۷۳
میرا قرض کون ادا کرے گا؟ کا مطلب ۷۳
کھلم کھلا تبلیغ کا اعلان ۷۳
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کا حسن سلوک ۷۵
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو لہب کی بد سلوکی ۷۵
ابو لہب کفر پر برقرار ۷۵
میرے بھتیجے نے کبھی غلط بات نہیں کی ۷۵
اپنا کام جاری رکھو ۷۵
ابو جہل کی جرأت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا محفوظ و مامون ہونا ۷۶
ابو جہل کو عذاب کے فرشتے پکڑ لیتے ۷۷
فرشتے تکا بوٹی کر ڈالتے ۷۷
آپ علیہ السلام کی بد دعا اور کفار قریش کا انجام ۷۸
اسلام کیا ہے؟ ۷۸
آپ علیہ السلام نے کفار قریش کے نام لے کر بد دعا فرمائی ۷۸
ابو جہل سے میرا حق کون دلائے گا؟ ۷۸
دین کے راستے پر آپ علیہ السلام نے طرح طرح کے مصائب جھیلے ۷۹
عمرو بن عاص یا عبداللہ بن عمرو بن عاص ۷۹
ایک شدید سانحہ ۷۹
ایک اور حربہ اور عمارہ بن ولید ۷۹
قریش کا کمزور مسلمانوں کو بے حد اذیت دینا ۸۲
حسب منشا معجزات کے ظہور نہ ہونے کی وجہ ۸۳
کفار کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لالچ دینا ۸۳
کفار کی مزید ایک بے ہودہ کوشش ۸۳
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کا بیٹا عبداللہ بن ابی امیہ ۸۳
کوہ صفا کو سونا بنانے کا مطالبہ ۸۳
توبہ اور رحمت کا دروازہ کھول دیجئے ۸۳
مجھے دولت نہیں چاہیے ۸۳
تین باتوں کے بارے میں سوالات ۸۳
نبی علیہ السلام نے ان شاء اللہ نہ کہا ۸۵
تین روز بعد وحی کا نزول ۸۵
روح سے متعلق آیت کا نزول کب ہوا؟ ۸۵
قصیدہ لامیہ ۸۵
حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر تشدد ۸۵
غلام خرید کر آزاد کر دیا ۸۶
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور قرآن کا نزول ۸۶
حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر تشدد ۸۶
دیگر حضرات پر تشدد ۸۶
ابو جہل کا مسلمانوں کے خلاف طرز عمل ۸۶
خباب رضی اللہ عنہ اور عاص بن وائل ملعون ۸۶
آپ کا چہرہ مبارک غصہ سے لال تھا ۸۷
سورج کی تپش و سخت دھوپ میں نماز ظہر کی ادائیگی ۸۷
ولید بن مغیرہ ۸۷
تم اسے جادوگر ہی کہو ۸۷
آیت کریمہ ۸۸
عتبہ بن ربیعہ کی پیشکش اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب ۸۸
ایک اور روایت ۹۹
قریش کی مجلس اور عتبہ بن ربیعہ ۱۰۰
وہ معجزانہ کلام ہے ۱۰۰
چوری چھپے قرآن سننا ۱۰۱
اخنس کا استصواب رائے ۱۰۱
ابو جہل کے ہمراہ پہلی ملاقات ۱۰۱
ابو سفیان اور غیرت قومی ۱۰۱
قرآن درمیانی آواز سے تلاوت فرمائیں ۱۰۳
اعتدال کی راہ اختیار فرمائیں ۱۰۳
ہجرت حبشہ ۱۰۳

www.ahlehaq.org

صحابہ کرام ؓ کی مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت ۱۰۲
قافلہ میں شامل حضرات ۱۰۲
مہاجرین کی تعداد ۱۰۲
سب سے پہلے مہاجر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ۱۰۳
دس مرد پہلے مہاجر ۱۰۳
حضرت جعفر ؓ کی ہجرت حبشہ ۱۰۳
ہجرت کب ہوئی؟ ۱۰۳
رفقاء ہجرت کی فہرست ۱۰۳
ابوموسیٰ اشعری ؓ ۱۰۷
ایک واقعہ اور عمارہ کا انجام ۱۰۸
واقعہ سے متعلق ضروری بات ۱۰۸
کشتی والو! تمہاری دو ہجرتیں ہیں ۱۰۸
نجاشی کے ساتھ جعفر ؓ کی گفتگو ۱۰۸
واقعہ میں روایت جعفر اور نجاشی کا تذکرہ ۱۰۸
ایک ساتھ دو خوشی ۱۰۸
نجاشی کے لیے مغفرت کی دعا ۱۰۸
روایت ام سلمہ ؓ ۱۰۹
بادشاہ نے جلد بازی سے کام نہیں لیا ۱۰۹
دربار نجاشی میں مسلمانوں کی طلبی اور قریش کے سفیروں کی بدبختی ۱۰۸
جعفر ؓ کا فصیح و بلیغ خطبہ ۱۱۱
دربار نجاشی میں مسلمانوں کی آمد ۱۱۱
قریش کے سفیروں کو نجاشی کا دو ٹوک جواب ۱۱۱
نجاشی کے خلاف بغاوت ۱۱۱
رشوت کی تفصیل ۱۱۱
حبشہ کے بادشاہ کا قتل ۱۱۱
سابق بادشاہ کے بیٹے کی تلاش ۱۱۳
دوسری وجہ ۱۱۳
نمائندگان قریش اور عمارہ ۱۱۳
عمارہ کا عمرو کی بیوی پر فریفتہ ہونا ۱۱۳
عمارہ کی ہلاکت ۱۱۳
نجاشی کے دربار میں مہاجرین کے ترجمان ۱۱۴
نجاشی کی تدبیر ۱۱۴
نجاشی کے اسلام کے بارے میں گواہی ۱۱۴
ایک تدبیر ۱۱۴
غائبانہ نماز جنازہ ۱۱۴
نجاشی کا اصل نام ۱۱۴
مختلف ممالک کے شاہی القابات ۱۱۴
غائبانہ نماز جنازہ کی حقیقت ۱۱۴
نجاشی کی تاریخ وفات ۱۱۴
احسان کا بدلہ ۱۱۶
عمر ؓ کا اسلام قبول کرنا ۱۱۶
مسلمانوں کا بیت اللہ میں نماز پڑھنا ۱۱۶
ام عبداللہ کے بیان کے مطابق عمر ؓ کا دل اسلام کے لیے نرم ہونا ۱۱۶
حضرت عمر ؓ کا حضور کے قتل کے ارادے سے نکلنا ۱۱۷
قبول اسلام کے بارے میں ایک اور روایت ۱۱۷
تشہیر ۱۱۷
حضرت عمر ؓ کب مسلمان ہوئے؟ ۱۱۹
عیسائی وفد کا اسلام قبول کرنا ۱۱۹
نجاشی اور وفد پر تبصرہ ۱۱۹
مکتوب بدست ضمری ۱۲۰
فصل ۱۲۰
قبائل قریش کا بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کی مخالفت کرنا، ان سے بائیکاٹ کر کے انہیں شعب ابی طالب میں محصور کرنا اور دیگر مختلف واقعات ۱۲۱
خاندان عبدالمطلب کا باتفاق آپ ﷺ کی حفاظت کرنا ۱۲۱
مشرکین مکہ کا بنو ہاشم کے خلاف معاہدہ بائیکاٹ ۱۲۱
ابوطالب کی احتیاط ۱۲۱
قریش کا معاہدہ ختم کرنا ۱۲۱
ورق معاہدے پر دیمک کا مسلط ہونا ۱۲۱
ابوطالب کا قریش کے پاس جانا ۱۲۲

www.ahlehaq.org

ابو طالب کی تجویز	۱۲۲
بنو عبد المطلب کا جواب	۱۲۲
قصیدہ لامیہ کا مقام	۱۲۳
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف معاہدہ لکھنے والے کا انجام	۱۲۳
ابو لہب	۱۲۳
نزول سورہ تبت	۱۲۳
حکیم بن حزام کا شعب ابی طالب میں غلہ پہنچانا	۱۲۵
شعب ابی طالب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دینا	۱۲۵
ابو جہل کی خدا کو گالی دینے کی دھمکی	
نضر بن حارث کی کہانیاں	۱۲۵
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان شکن جواب	۱۲۵
الم و حامیم کی تحقیق	۱۲۶
وحی ام پر کیوں نہ اتری؟	۱۲۶
رخ زیبا پر تھوکنا	۱۲۷
بوسیدہ ہڈی کو زندہ کرنا	۱۲۷
عبادت کا مشترکہ منصوبہ	۱۲۷
زقوم	۱۲۷
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چیں بجبیں ہونا	۱۲۷
سورہ نجم کا نزول اور کفار کا سجدہ کرنا	۱۲۷
دونوں روایتوں میں تطبیق	۱۲۷
مہاجرین حبشہ سے واپس آنے والے	۱۲۸
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کی ہجرت گاہ کو دکھلایا جانا	۱۲۹
دوران نماز بات کرنے کی ممانعت	۱۲۹
عثمان بن مظعون کا ولید کی پناہ رد کر دینا	۱۳۰
عثمان اور لبید	۱۳۰
ابو لہب کے کلمات	۱۳۰
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا عزم ہجرت	۱۳۱
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ابن دغنہ کی پناہ رد کرنا	۱۳۱
فصل	۱۳۲
صحیفہ کی منسوخی اور منتقلی	۱۳۳
صحیفہ چاک کرنے والوں کی مدح میں ابو طالب کے اشعار	۱۳۴
شعب ابی طالب سے محاصرے کا ختم ہونا	۱۳۷
فصل	۱۳۷
طفیل دوسی	۱۳۷
طفیل دوسی رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا	۱۳۷
ذوالکفین بت کو جلانا	۱۳۷
قبیلہ اوس کی سرکوبی کرنا	۱۳۸
طفیل دوسی رضی اللہ عنہ کا خواب اور اس کی تعبیر	۱۳۸
طفیل دوسی رضی اللہ عنہ کا ایک اور خواب دیکھنا	۱۳۹
تحقیق	۱۳۹
اعشیٰ بن قیس کا قصہ	۱۳۹
زنا اور شراب کی حرمت	۱۴۰
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رکانہ پہلوان سے کشتی لڑنا اور اسے پچھاڑ دینا	۱۴۲
کمزور مسلمانوں کی تضحیک	۱۴۳
کفار کا جبر، عیسائی کو آپ کا معلم کہنا	۱۴۳
سورہ کوثر کا نزول	۱۴۳
فرشتہ کیوں نہ آیا؟	۱۴۴
کفار کے روسا کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑانا اور قرآن کا نزول	۱۴۴
جبرائیل کا آپ ﷺ پر استہزاء کرنے والوں کو ہلاکت کا اشارہ کرنا	۱۴۴
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑانے والوں کی ہلاکت	۱۴۴
مستہزئین کے سرغنے	۱۴۴
ولید بن مغیرہ کی مرتے وقت کی وصیت	۱۴۵
ابو ازیہر	۱۴۵
خالد بن ولید کا اہل طائف سے ربا کی رقم کا مطالبہ کرنا	۱۴۶
ام غیلان کا دوس سے لڑائی کرنا	۱۴۶
آپ کا قریش کے واسطے قحط سالی کی بددعا کرنا	۱۴۶
ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا خیال	۱۴۷
سورہ روم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شرط	۱۴۷
فصل	۱۴۷

اسراء یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ سے بیت المقدس تک رات کو جانا ۱۴۷
اسراء ہجرت سے قبل ۱۴۸
سفر اسراء کب ہوا؟ ۱۴۸
سفر معراج کے متعلق ابن اسحاق کے کلام کا خلاصہ ۱۴۸
بیت المقدس میں آپ ﷺ کی ضیافت ۱۴۸
سفر معراج سے متعلق ام ہانی کی روایت ۱۴۹
آپ ﷺ کا قریش کو سفر معراج کی نشانیاں بتانا ۱۴۹
سورج کے غروب میں تاخیر ۱۴۹
آپ ﷺ کا زینے کے ذریعہ آسمان پر چڑھنا ۱۴۹
سابقہ روایات پر تبصرہ ۱۵۰
روایت شریک ۱۵۰
شرح صدر ۱۵۰
بیت المقدس میں داخل ہونے کا انکار ۱۵۰
آپ ﷺ نے نماز کب پڑھائی؟ ۱۵۰
آسمان پر کیسے پہنچے؟ ۱۵۰
انبیاء سے ملاقات ۱۵۰
تقرب الٰہی ۱۵۰
نماز نفلی کا ارتقا ۱۵۰
نماز پنجگانہ کی فرضیت ۱۵۱
دیدار الٰہی ۱۵۱
ایک گروہ کے مطابق آپ ﷺ کو اللہ کا دیدار نہیں ہوا ۱۵۱
آسمان سے اترنا اور آپ ﷺ کا امام بننا ۱۵۱
عمدہ استنباط ۱۵۲
پروقار اور حکیمانہ انداز ۱۵۲
ابوجہل کی سازش ۱۵۲
بیت المقدس کی علامات بتانا ۱۵۲
معراج جسم اطہر کے ساتھ بیداری میں ہوئی ۱۵۲
شریک کی غلطی اور اس کی توجیہ ۱۵۲
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ۱۵۳
ابن اسحاق کی تحقیق ۱۵۳
کیا اسراء اور معراج دونوں ایک وقت میں پیش آئے؟ ۱۵۳
بعض علماء کی تحقیق ۱۵۳
واقعہ اسراء میں امام بخاری کی ترتیب ۱۵۳
حدیث معراج ۱۵۳
نمازوں کی فرضیت ۱۵۵
مذکورہ بالا ۱۵۶
عمدہ بحث ۱۵۶
حضرت جبرائیل کا نماز کا طریقہ سکھانا ۱۵۶
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت پر اعتراض ۱۵۶
نماز کے بارے میں حسن بصری کا مذہب ۱۵۷
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت پر اعتراض ۱۵۷
شق قمر کا معجزہ ۱۵۷
احادیث انس رضی اللہ عنہ ۱۵۷
احادیث کی اسناد ۱۵۷
حدیث جبیر بن مطعم ۱۵۸
اسناد احادیث ۱۵۸
حدیث حذیفہ بن یمان ۱۵۸
حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ ۱۵۸
حدیث ابن عمر ۱۵۹
حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ۱۵۹
۱۰ ہجری کو ابوطالب کی وفات ۱۶۰
ابوطالب کی وفات کے بعد آپ ﷺ کو اذیتیں پہنچانا ۱۶۰
ابوطالب کی مرگ موت میں قریش کا مطالبہ ۱۶۱
اہل قریش کے مطالبے پر آپ ﷺ کا جواب ۱۶۱
ابوطالب کا ایمان کی جانب میلان ۱۶۱
حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے بعض لوگوں کا استدلال ۱۶۱
حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بات نہ ماننے کی وجہ ۱۶۳
کفن دفن ۱۶۳
ابوطالب کی عظمت ۱۶۳
ابوطالب کے بارے میں آیت کا نزول ۱۶۳
ام المومنین حضرت خدیجہ بنت خویلد کے فضائل و مناقب

www.ahlehaq.org

کا بیان ۱۶۵
آپ ﷺ کی وفات ۱۶۵
نکتہ ۱۶۵
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ۱۶۵
علماء کے درمیان فضیلت اور فوقیت کا متنازع مسئلہ ۱۶۷
صحیح تحقیق ۱۶۷
قدر مشترک ۱۶۷
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی کرنا ۱۶۸
نکاح کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۱۶۸
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے پر خولہ کی سفارت ۱۶۹
حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کا نکاح اور حضرت ابوبکر ؓ کا نکاح پڑھانا ۱۶۹
لطیفہ ۱۷۱
فصل ۱۷۱
آپ ﷺ کے چچا کی وفات کے بعد کے حالات ۱۷۱
قریش کی سازش ۱۷۱
آپ ﷺ کے پڑوسی ۱۷۱
تبلیغ اسلام کیلئے طائف کا سفر ۱۷۲
سرداران طائف کا جواب ۱۷۲
اہل طائف کا آپ ﷺ سے سلوک ۱۷۲
آپ ﷺ کے ساتھ اہل طائف کے ناروا سلوک پر آپ ﷺ کی دعا ۱۷۲
پسران ربیعہ کا آپ ﷺ کی مہمان نوازی کرنا ۱۷۳
پسران ربیعہ کے غلام کا آپ ﷺ سے کلام ۱۷۳
ربیعہ کا عداس کو تنبیہ کرنا ۱۷۳
سفر طائف کے دوران آپ ﷺ کا زخمی ہو جانا ۱۷۳
اہل طائف کی طرف سے سخت اذیتیں ملنے کے باوجود آپ ﷺ کا ان کے ساتھ نیک سلوک کرنا ۱۷۳
فصل ۱۷۳
طائف کے سفر سے واپسی پر جنات کی ایک جماعت کا آپ ﷺ کی تلاوت سننا ۱۷۳
مکہ کی جانب واپسی ۱۷۴
مکہ پہنچنے پر آپ ﷺ کا مطعم کے پاس پناہ لینا ۱۷۴
ہجرت کے بعد مطعم کا انتقال ۱۷۵
عرب قبائل میں آپ ﷺ کی تبلیغ اسلام ۱۷۵
آپ ﷺ کی تبلیغ پر ابولہب کا جواب ۱۷۶
آپ ﷺ کے پیچھے ابوجہل کا ہونا ۱۷۶
تحقیق ۱۷۶
کندہ قبیلے میں اسلام کی تبلیغ ۱۷۶
بنی عبداللہ میں تبلیغ اسلام ۱۷۷
اسلام کی تبلیغ کے لئے بنی حنیفہ میں جانا ۱۷۷
بنو عامر میں تبلیغ اسلام ۱۷۷
آپ ﷺ کا تبلیغ اسلام کا طریقہ ۱۷۷
آپ ﷺ کا حضرت عباسؓ کے ساتھ قبیلہ کندہ اور بکر بن وائل میں تبلیغ اسلام ۱۷۷
میلہ عکاظ میں بنی عامر ۱۷۸
بحیرہ قشیری ۱۷۸
بحیرہ کے عمل پر ایک مسلمان خاتون کا ردعمل ۱۷۹
نوجوانوں کے عمل پر آپ ﷺ کی دعا ۱۷۹
ابوبکر ؓ کی تبلیغ اسلام ۱۷۹
نوخیز لڑکے کے ساتھ عجیب کلام ۱۷۹
بنی شیبان میں حضرت ابوبکرؓ کی دعوت اسلام ۱۸۱
مفروق کا سوال ۱۸۳
اسلام کی تبلیغ کیا ہے؟ ۱۸۴
آپ ﷺ کی دعوت پر ہانی کا تبصرہ ۱۸۴
آپ ﷺ کی تبلیغ پر مثنی بن حارثہ کا جواب ۱۸۴
بنی شیبان کے حالات زندگی ۱۸۴
آپ ﷺ کی پیشن گوئی کا پورا ہونا ۱۸۴
نکتہ ۱۸۴
اہل ربیعہ کا آپ ﷺ کے اسم گرامی کو شعار ۱۸۴
میسرۃ کا واقعہ ۱۸۴
موسم حج میں آپ ﷺ کی میسرۃ سے ملاقات ۱۸۴

www.ahlehaq.org

طارق ذنگ کا آپ ﷺ کی صفات کا ذکر کرنا اور اپنی عداوت کا ذکر	۱۸۳	بیعت میں حضرت عباس ؓ کی موجودگی	۲۰۰
حجۃ الوداع میں میسرہؓ کا آپ ﷺ سے ملاقات اور قبول اسلام	۱۸۳	بیعت کرنے والوں کی تعداد	۲۰۰
امام واقدی کا قول عرب میں تبلیغ اسلام کا ذکر	۱۸۳	اوس و خزرج کا آپ ﷺ کے ساتھ معاہدہ	۲۰۰
موسم حج میں ہمدانی کا قبول اسلام اور اگلے سال واپسی	۱۸۵	براء بن معرور کا سوال	۲۰۰
کا وعدہ		نمائندگان انصار کی فہرست	۲۰۰
وفد انصار کا سال بہ سال آپ ﷺ کی خدمت میں آنا اور رسول	۱۸۵	پہلے کس نے بیعت کی؟	۲۰۳
اللہ ﷺ کی پیہم بیعت کے بعد بیعت کرنا بعد ازیں رسول اللہ	۱۸۵	آپ کا خطبہ	۲۰۳
ﷺ کا مدینہ کی طرف ہجرت کرجانا	۱۸۵	قرار داد بیعت	۲۰۳
آپ ﷺ کے خالہ زاد بھائی سوید کا قبول اسلام	۱۸۵	دوران بیعت شیطان کا اعلان	۲۰۴
سوید کی آمد پر آپ ﷺ کا ان سے ملاقات کے لئے جانا	۱۸۶	سعد بن عبادہ کی گرفتاری	۲۰۴
ایاس بن معاذ کا اسلام	۱۸۶	سعد کی رہائی	۲۰۴
سند	۱۸۶	عمرو بن جموح کا قبول اسلام	۲۰۵
اہل انصار میں اسلام کی ابتداء	۱۸۶	مسلمانوں کی جائے ہجرت	۲۰۸
اہل انصار میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے افراد	۱۸۷	جہاد کا اذن	۲۰۹
آٹھ افراد کا قبول اسلام	۱۸۷	سفر کی دلگداز داستان	۲۰۹
آپ ﷺ کے ہاتھوں پر بیعت عقبہ اولیٰ	۱۸۸	عثمان بن طلحہ عبدری کا قبول اسلام	۲۱۰
لطیفہ	۱۸۸	ابواحمد	۲۱۰
بیعت نسواں	۱۸۹	[illegible] کے منتظر	۲۱۰
حضرت عمر ؓ کی علم و فراست	۱۸۹	حضرت عمر ؓ اور عیاش بن ابی ربیعہ کا ہجرت کرنا	۲۱۲
مصعب ؓ کا بطور مبعوث جانا	۱۸۹	عیاش کا امتحان	۲۱۳
مدینہ میں پہلا جمعہ	۱۸۹	حضرت عمر ؓ کا مکتوب	۲۱۳
اسید اور سعد کا اسلام قبول کرنا	۱۹۰	امام بخاری کی ہجرت سے متعلق روایات	۲۱۳
مصعب ؓ کا جواب	۱۹۰	حضرت سعد ؓ نے کب ہجرت فرمائی؟	۲۱۳
ابو قیس بخاری	۱۹۰	حضرت عمر ؓ قباء میں اپنی قوم کے ساتھ	۲۱۳
ابو قیس نے اسلام قبول نہ کیا تھا	۱۹۱	حضرت صہیب کا سودمند سودا	۲۱۳
جنگ داحس کا سبب	۱۹۱	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صہیب کی حالت سے مطلع ہونا	۲۱۳
جنگ حاطب کا سبب	۱۹۱	حضرت حمزہ ؓ کا ہجرت کرنا	۲۱۳
بیعت عقبہ ثانیہ	۱۹۱	حضرت مسطح اور خباب وغیرہ کی ہجرت	۲۱۴
براء کا اجتہاد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان	۱۹۸	حضرت عبدالرحمن بن عوف ؓ کا ہجرت کرنا	۲۱۵
حضرت ابو جابر بن عبداللہ ؓ کا مسلمان ہونا	۱۹۹	حضرت زبیر ؓ کی ہجرت	۲۱۵
بیعت کا مفصل واقعہ	۱۹۹	حضرت ابو حذیفہ ؓ کی ہجرت	۲۱۵

www.ahlehaq.org

حضرت عثمان بن مظعون کی ہجرت ۲۱۵
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی اجازت ۲۱۵
گذشتہ آیت کی تفسیر ۲۱۵
دار الندوہ میں مجلس مشاورت ۲۱۵
شیطان کا انسان کا روپ دھارنا ۲۱۶
آپ کے قتل کے منصوبے ۲۱۶
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے منصوبوں کا وحی ہونا ۲۱۶
آپ ﷺ کا ابوجہل کو دندان شکن جواب اور آپ ﷺ کا معجزہ ۲۱۷
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی معیت میں مدینہ ہجرت کرنا ۲۱۷
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہجرت کرنا ۲۱۷
حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی تیاری ہجرت ۲۱۸
حضرت ابوبکر ؓ کا رفاقت کا سوال کرنا ۲۱۸
حضرت ابوبکر ؓ کی مسرت سے اشکباری ۲۱۸
عبداللہ بن اریقط ۲۱۸
حضور ﷺ کا عزم سفر اور دعا ۲۱۸
آپ ﷺ کا غار ثور میں پہنچنا ۲۱۹
کیا رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر ؓ سے قبل چلے تھے؟ ۲۱۹
ابوجہل کا اسماء رضی اللہ عنہا کو طمانچہ مارنا ۲۱۹
حضرت اسماء کی دانائی ۲۱۹
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا اہتمام ۲۲۰
حضرت ابوبکر ؓ کی ایک رات ۲۲۱
مکڑی کا گھر بنانا ۲۲۱
غار میں نماز ۲۲۱
غار ثور کی فضیلت ۲۲۱
عنکبوت درخت اور کبوتر والی روایت ۲۲۱
غار ثور کے واقعہ کی مزید تفصیل ۲۲۲
غار کا سمندر کے ساحل پر ہونا ۲۲۲
غار ثور کے متعلق حضرت ابوبکر ؓ کا قصیدہ ۲۲۳
آپ ﷺ کا غار میں داخل ہونے کا وقت ۲۲۳
ہجرت کی اجازت ۲۲۳
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے وقت آمد ۲۲۳
زاد سفر کی تیاری اور غار ثور کے لئے تیاری ۲۲۳
راستے کا ماہر ۲۲۳
غار ثور سے روانگی اور سراقہ کا تعاقب ۲۲۳
سراقہ عمرۃ الجعرانہ کے وقت مسلمان ہوئے ۲۲۵
سراقہ کا اشاعت معجزہ اور ابوجہل کا جواب ۲۲۵
زبیر کا راستہ میں سفید لباس پیش کرنا ۲۲۶
قبا میں آمد ۲۲۶
مسجد نبوی ۲۲۷
اشعار ۲۲۷
معجزہ اور سفر کی تفصیل ۲۲۷
سراقہ کا تعاقب کرنا ۲۲۸
قصواء دوڑ میں ۲۲۸
ام معبد کے ہاں قیام اور جن کے اشعار ۲۲۹
چار دن میں سفر اور طریق ہجرت ۲۲۹
نیک شگون ۲۲۹
ایام سفر کی تحدید ۲۲۹
ام معبد اور ان کا واقعہ ۲۳۰
قصہ ام معبد بروایت دیگر ۲۳۰
ام معبد کے احوال ۲۳۱
آپ کا حسن و جمال ۲۳۱
ابو معبد ۲۳۱
پہلے قصہ کی توثیق ۲۳۲
آپ کا معجزہ ۲۳۲
ابن مسعود کا ایمان اور معجزہ ۲۳۳
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کی تعبیر ۲۳۳
نبی علیہ السلام کا مدینہ میں داخل ہونا اور آپ کا فروکش ہونا ۲۳۵
آپ ﷺ کا قبا میں داخلہ کا وقت ۲۳۵
مسجد قبا کا سنگ بنیاد ۲۳۵
حضرت ابوبکر ؓ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کرنا ۲۳۵
سینکڑوں افراد کا استقبال ۲۳۵

www.ahlehaq.org

نعرۂ تکبیر کی صدائیں	۴۳۶	حسن بصری کا آپ ﷺ کی بعثت سے متعلق قول	۴۴۶
خواتین اور بچوں کے استقبالیہ اشعار	۴۳۶	اسرافیل کا تین سال تک آپ کے ساتھ رہنا	۴۴۶
رفع التباس	۴۳۶	قباء میں قیام کی تفصیل اور مسجد کا سنگ بنیاد	۴۴۶
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہجرت	۴۳۶	آمد و رفت کی فضیلت	۴۴۶
حضرت سہل کا خفیہ خدمت کرنا	۴۳۶	مسجد قباء کی فضیلت	۴۴۷
قباء میں آپ ﷺ کے ایام قیام	۴۳۶	حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا	۴۴۷
آپ ﷺ کا مدینہ میں پہلا جمعہ	۴۳۷	عبداللہ بن سلام کا اسلام قبول کرنا	۴۴۹
عبداللہ بن ابی منافق کے عزائم پر خاک	۴۳۷	حیی بن اخطب یہودی کی عداوت	۴۴۹
ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا اعزاز	۴۳۷	مدینہ میں پہلا جمعہ	۴۴۹
بچیوں کا دف بجانا	۴۳۸	مدینہ میں آمد کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا خطبہ	۴۵۱
آپ ﷺ کا انصار سے پیار	۴۳۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ میں دوسرا خطبہ	۴۵۱
قبائل مایوس ہو گئے	۴۳۸	مسجد نبوی کی تعمیر اور ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے مکان پر قیام	۴۵۱
انصار کا استقبال کرنا	۴۳۸	مسجد نبوی کی تعمیر	۴۵۱
عبداللہ بن سلام کا اسلام لانا	۴۳۹	یتیموں کی جگہ کا معاوضہ	۴۵۱
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب اور نچلی منزل میں قیام	۴۳۹	"عریش" "موسیٰ علیہ السلام"	۴۵۱
باقی ماندہ کھانا	۴۳۹	مسجد نبوی کی توسیع	۴۵۳
سوء ادب سے گریز	۴۴۰	مسجد نبوی میں اضافہ	۴۵۳
تحائف اور ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے پاس مدت اقامت	۴۴۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد نبوی کی تعمیر میں خود کام کرنا	۴۵۳
خاندان نبوت کی مدینہ آمد	۴۴۰	حضرت عمار بن یاسر کے قاتل	۴۵۳
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے پاس قیام فرمانا	۴۴۰	معجزہ اور اس کی عمدہ توجیہ	۴۵۳
مکافات عمل	۴۴۱	خلفاء کے متعلق پیشین گوئی	۴۵۵
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بنی مالک بن نجار کے محلے میں قیام فرمانا	۴۴۱	خلفاء کی خلافت کا عرصہ	۴۵۵
انصار کی فضیلت	۴۴۱	منبر کا رونا	۴۵۵
مکہ افضل ہے یا مدینہ؟	۴۴۳	مسجد نبوی کے فضائل	۴۵۶
جمہور کے مسلک پر مشہور ترین دلیل	۴۴۳	متعدد اسناد کے متعلق تحقیق	۴۵۶
تبصرہ	۴۴۳	مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی فضیلت	۴۵۶
ہجرت کے پہلے سال کے واقعات اور سن ہجری کا اجراء	۴۴۳	امام مالک کا مسجد نبوی سے متعلق مسلک	۴۵۶
اسلامی سال کا آغاز محرم سے	۴۴۵	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رہائشی مکانات	۴۵۷
سن ہجری کا آغاز	۴۴۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکانات کی تعمیرات	۴۵۷
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ میں مدت قیام	۴۴۶	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام رومان کی سواری کا بھاگنا	۴۵۷
		مدینہ کے وبائی امراض میں مہاجرین کا مبتلا ہونا	۴۵۷

www.ahlehaq.org

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ۴۵۸
دور جاہلیت میں وبائی امراض سے حفاظت کا ایک عجیب علاج ۴۵۹
ایک خواب اور اس کی تعبیر ۴۵۹
ایک اشکال اور اس کا جواب ۴۶۰
بیٹھ کر نماز پڑھنے والی حدیث ۴۶۰
مہاجرین اور انصار کے درمیان رشتہ اخوت اور یہود مدینہ سے مصالحت ۴۶۰
ایک مکتوب اور معاہدہ ۴۶۰
حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کی مواخات ۴۶۳
باب کیف آخی النبی بین اصحابہ ۴۶۳
حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ ۴۶۳
ایک تبصرہ ۴۶۳
عوالی حدیث ۴۶۳
کام کرنا اور حصہ لینا ۴۶۳
مدینہ میں سب سے پہلے ابوامامہ ؓ کی وفات ۴۶۵
کلثوم بن ہدم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد پہلے فوت ہونے والا صحابی ۴۶۵
ہجرت کے پہلے سال ماہ شوال میں عبداللہ بن زبیر ؓ کی ولادت ۴۶۶
اسلامی دور میں پہلا نومولود ۴۶۶
ماہ شوال ا ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی ۴۶۶
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ۴۶۶
نماز میں اضافہ ۴۶۷
اذان اور اس کی مشروعیت ۴۶۷
مجھے بھی ایسا ہی خواب آیا ہے ۴۶۷
تبصرہ ۴۶۸
الصلوۃ خیر من النوم کا اضافہ ۴۶۸
سہیلی کی روایت اسراء پر تعقب ۴۶۸
بذریعہ وحی اذان پر تعقب ۴۶۹
موذنان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۴۶۹
سریہ حمزہ ؓ ۴۶۹
سریہ عبیدہ بن حارث ۴۶۹
سریہ سعد ۴۶۹
ایک اشکال ۴۶۹
الامام واقدی ۴۷۰
حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ ۴۷۰
وفیات ۴۷۰
۲ھ کے واقعات کا بیان ۴۷۰
کتاب المغازی ۴۷۰
بنی نضیر کے احبار ۴۷۰
بنی ثعلبہ کے احبار ۴۷۰
بنی قینقاع کے احبار ۴۷۰
بنی قریظہ کے احبار ۴۷۱
بنی زریق کے احبار ۴۷۱
بنی حارثہ کے یہود اور دیگر یہود کے قبائل احبار کا ذکر ۴۷۱
تبصرہ ۴۷۱
مخیریق یہود سے بہتر آدمی ہے ۴۷۱
اوس قبیلے کے منافقین کی فہرست ۴۷۱
حارث بن سوید ۴۷۱
شیطان جیسی صورت کا حامل، بجاد بن عثمان بن عامر ۴۷۲
ابوحبیبہ بن الازعر ۴۷۲
حارث بن حاطب ۴۷۲
مسجد ضرار کا امام ۴۷۲
ودیعہ بن ثابت ۴۷۲
خذام بن خالد ۴۷۲
مربع بن قیظی ۴۷۲
اوس بن قیظی ۴۷۳
حاطب بن امیہ بن رافع ۴۷۳
ابوطعمہ بشیر بن ابیرق ۴۷۳
خزرج قبیلے کے منافقوں کی فہرست ۴۷۳
احبار یہود میں سے منافق ۴۷۳
یہودی منافقین کا مسجد نبوی ﷺ سے ذلت آمیز اخراج ۴۷۳

www.ahlehaq.org

غزوات کی ابتداء	۴۷۳
غزوۂ ابواء یا غزوۂ ودان	۴۷۳
غزوات کی تعداد	۴۷۳
امام حاکم کے تعاقب پر نظر	۴۷۵
سن وار غزوات	۴۷۵
علم مغازی کا اہتمام	۴۷۵
قریباً ایک سال کے بعد جہاد (ابواء)	۴۷۵
بنی ضمرہ سے صلح	۴۷۵
پہلا تیر جو جہاد میں چلایا گیا	۴۷۵
مقداد بہرانی اور عتبہ بن غزوان مازنی	۴۷۵
کفار کا سپہ سالار کون تھا؟	۴۷۵
اسلامی دور میں پہلا جھنڈا	۴۷۸
غزوۂ بواط	۴۸۰
غزوۂ عشیرہ	۴۸۰
مختلف روایتیں اور تحقیق	۴۸۰
دو بدبخت آدمی	۴۸۱
پہلا غزوۂ بدر	۴۸۱
جہینہ کا مسلمان ہونا	۴۸۱
حدیثوں کے مابین تعارض	۴۸۲
سریہ عبداللہ بن جحش	۴۸۲
مکتوب نبوی	۴۸۲
عبداللہ بن جحش کی مال غنیمت کی تقسیم آیت خمس کے مطابق تھی	۴۸۳
رسول اللہ ﷺ کے خلاف یہود کا فال نکالنا	۴۸۳
حکم بن کیسان شہید بیر معونہ اور جہاد سے متعلق آیت کا نزول	۴۸۳
پہلا مقتول پہلا مال غنیمت، پہلا قیدی	۴۸۴
آپ ﷺ کا اشتیاق	۴۸۴
ماہ حرام کے بارے میں ابن کثیر کی توجیہ	۴۸۴
یہ واقعہ رجب کی آخری تاریخ میں ہوا	۴۸۵
قبلہ کی تبدیلی کب ہوئی	۴۸۵
جمہور کا مسلک	۴۸۶
تحویل قبلہ کے وقت پہلی نماز، عصر تھی	۴۸۶
تحویل قبلہ سے متعلق آیت کا نزول اور یہودیوں پر رد	۴۸۶
آپ ﷺ کی دلی خواہش قبلہ ابراہیمی تھا	۴۸۶
تحویل قبلہ کی حکمت	۴۸۶
اہل کتاب کا حسد اور بدنصیبی	۴۸۷
غزوۂ بدر سے قبل ۲ھ میں ماہ رمضان کے روزوں کی فرضیت	۴۸۷
نماز اور روزے میں تین تبدیلیاں	۴۸۸
روزے سے متعلق مزید آیتوں کا نزول	۴۸۸
پہلی عید الفطر کی نماز	۴۸۸
غزوۂ بدر	۴۸۸
غزوۂ بدر کا مفصل واقعہ	۴۸۸
آنحضرت ﷺ کی پھوپھی عاتکہ کا خواب	۴۸۹
ابوجہل	۴۸۹
ابولہب خود نہ گیا	۴۸۹
امیہ بن خلف اور قتل کی پیش گوئی	۴۸۹
جنگ کا سبب قتل تھا	۴۹۱
شیطان سراقہ مدلجی کے روپ میں	۴۹۱
مشرکین کی فوجی طاقت اور اونٹوں کا ذبح	۴۹۲
مسلمانوں کا علم اور سامان حرب	۴۹۲
مسلمانوں کی فوجی طاقت	۴۹۲
باری باری سواری کرنا	۴۹۲
مساوات کا نمونہ	۴۹۲
جانور کے گلے سے گھنٹی اتارنے کا حکم	۴۹۳
کعب بن مالک کا قول	۴۹۳
مدینہ سے بدر کا راستہ	۴۹۳
ایک دیہاتی کا سوال	۴۹۳
جاسوسی کے لئے روانگی	۴۹۳
بدر کے ماحول پر نگاہ داری	۴۹۳
مقداد بن اسود کا جرأت مندانہ جواب	۴۹۳
حضرت سعد بن معاذ ﷺ کی تقریر	۴۹۴
حضرت مقداد ﷺ کا کارنامہ	۴۹۴
حضرت سعد بن عبادہ ﷺ کی تقریر	۴۹۵

www.ahlehaq.org

جب سچ بولتا ہے تو مارتے ہو	۲۹۵	حضرت ابوبکر ؓ کی فضیلت	۳۰۳
آپ ﷺ کی پیشین گوئی	۲۹۵	دعا	۳۰۳
آیت کا نزول	۲۹۵	امید اور خوف کا مقام	۳۰۳
رسول اللہ ﷺ اور ایک عربی شیخ	۲۹۶	اسود مخزومی سب سے پہلا مقتول	۳۰۴
قریش کے غلام	۲۹۶	آمنے سامنے کی جنگ	۳۰۴
عدی اور اس کی جاسوسی	۲۹۷	عبیدہ ؓ پہلا زخمی	۳۰۴
ابوسفیان کی عقلمندی	۲۹۷	آیت (۱۹/۲۲)	۳۰۴
جہیم کا خواب	۲۹۷	حضرت عبیدہ ؓ	۳۰۵
بدر میں ہر سال میلہ لگتا تھا	۲۹۷	مہجع پہلا شہید ہوا	۳۰۵
بنی زہرہ اور بنی عدی بدر میں شریک نہ تھے	۲۹۸	تیر اندازی	۳۰۵
طالب ابن ابی طالب بدر میں نہ شریک ہوا	۲۹۸	فرشتوں کی مدد	۳۰۵
بدر کا محل وقوع	۲۹۸	پروردگار سے اتنا ہی مطالبہ کافی ہے	۳۰۵
میدان جنگ کا نقشہ	۲۹۸	مردفین کا مطلب	۳۰۵
مدد و نصرت کا نزول	۲۹۹	فرشتوں کی تعداد	۳۰۵
پانی کا اہتمام اور فرشتے کا نزول	۲۹۹	دعائے بدر یا حی یا قیوم	۳۰۶
محبت کا اظہار اور جاں نثاری	۲۹۹	دو روایتوں کے درمیان تطبیق	۳۰۷
کفار قریش کے لئے بددعا	۲۹۹	ویولون الدبر کا مطلب	۳۰۷
خدا سے لڑائی کی کسی میں طاقت نہیں	۳۰۰	شہادت کا صلہ جنت ہے	۳۰۷
پانی پینے دو	۳۰۰	عمیر بن حمام سلمی جنت کا مشتاق	۳۰۸
جنگ بدر میں مجاہدین کی تعداد	۳۰۰	مشرکوں کی تعداد	۳۰۸
کمی و بیشی کی مصلحت	۳۰۰	صف قتال میں اللہ کا ذکر	۳۰۹
غیبی نصرت	۳۰۰	جنگ میں صحابہ ؓ کی کیفیت	۳۰۹
عمیر بن وہب اور کفار کا آپس میں مشورہ	۳۰۱	نبی علیہ السلام کی پناہ	۳۰۹
عتبہ کا جواب	۳۰۱	حضرت ابوبکر ؓ اور حضرت علی ؓ میمنہ اور میسرہ میں تھے	۳۱۰
ابوجہل کی رائے اور صلح میں ناکامی	۳۰۱	اہل بدر کی فضیلت	۳۱۰
ایک زبردست بدشگونی	۳۰۱	فرشتوں نے بھی حصہ لیا	۳۱۰
رسول اللہ ﷺ نے صحابہ ؓ کی بہترین صف بندی کی تھی	۳۰۲	غیبی امداد کا مشاہدہ	۳۱۰
اللہ کے رسول ﷺ سے محبت کا عجیب واقعہ	۳۰۲	جنگ میں ثابت قدمی کا طریقہ	۳۱۰
ابن عفراء کی شہادت	۳۰۲	ابوجہل کا عزم	۳۱۰
آپ ﷺ کی احتیاطی تدابیر	۳۰۲	فرشتوں کا نزول	۳۱۱
حضرت ابوبکر ؓ کی فضیلت حضرت علی ؓ کی زبانی	۳۰۳	فرشتوں کے عمامے	۳۱۱

www.ahlehaq.org

حیزوم کس فرشتے نے کہا؟	۳۱۲	میرا مال و دولت کہاں ہے؟	۳۲۱
صاحب کو فرشتے نے گرفتار کیا	۳۱۲	ایک شعر	۳۲۲
آسمانی امور کا مشاہدہ	۳۱۲	جنگ بدر میں سرداروں کو کنویں میں ڈالنا	۳۲۲
قتال سے قبل صورت حال	۳۱۲	وعدہ واقعی سچا تھا	۳۲۲
طمانیت، ثبات، سکون ایمان کی علامات ہیں	۳۱۲	سماع موتی کا مسئلہ	۳۲۲
ابوجہل کی دعا	۳۱۲	ابوحذیفہ بن عتبہ کی افسردگی	۳۲۵
وعدہ الٰہی	۳۱۳	آیت کی مراد	۳۲۵
یہ معجزہ ہی تو تھا	۳۱۳	تجارتی قافلہ پر حملے کا مشورہ	۳۲۶
ابلیس سراقہ کا روپ دھارے ہوئے تھا	۳۱۳	جہاد کی حکمت و مصلحت	۳۲۶
ایک مٹھی بھر مٹی	۳۱۳	مجبور مسلمان	۳۲۶
شیطان بھاگ نکلا	۳۱۳	ایک شرعی مسئلہ	۳۲۷
ابوجہل کی تقریر	۳۱۴	اسیران بدر کے بارے میں مشورہ اور آیت کا نزول	۳۲۷
مٹھی بھر مٹی سے شکست فاش	۳۱۴	اسیران بدر سے فدیہ لے لیا	۳۲۷
ابوجہل کی دعا	۳۱۴	ابن رواحہ کا مشورہ	۳۲۸
جبرائیل علیہ السلام کی آمد اور کنکریاں	۳۱۴	اصحاب رضی اللہ عنہم کی مثال	۳۲۸
مجھے قتل و خون ریزی گرفتاری سے زیادہ پسند تھی	۳۱۵	سہیل بن بیضاء	۳۲۸
ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ بن عتبہ کا کفارہ	۳۱۵	حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اسلام کا اشتیاق	۳۲۸
ابوالبختری بن ہشام کو قتل نہ کرو	۳۱۵	ایک روایت کے مطابق شرح فدیہ	۳۲۹
قتل کرنا مجبوری تھی	۳۱۶	کتاب من اللہ کی تفسیر اور مال غنیمت کی حلت	۳۲۹
امیہ بن خلف کے قتل کا واقعہ	۳۱۶	پانچ خصائص	۳۲۹
ابوجہل ملعون کا قتل	۳۱۷	زر فدیہ	۳۲۹
اس امت کا فرعون	۳۱۹	آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ	۳۳۰
سجدہ شکر	۳۱۹	حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اسلام کا دعویٰ	۳۳۰
اظہار شکرانہ	۳۲۰	میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے	۳۳۰
ابوجہل کی سزا	۳۲۰	بدر میں شہداء اور مقتولوں کی تعداد	۳۳۰
زبیر کا نیزہ عبیدہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں	۳۲۰	پہلا شہید مہجع	۳۳۱
عاص کو کس نے قتل کیا؟	۳۲۰	مشرکین کے اسیروں اور مقتولوں کی تعداد	۳۳۱
ٹہنی کا آہنی تلوار بن جانا	۳۲۰	جنگ بدر میں فریقین کی تعداد	۳۳۱
سلمہ کی چوبی تلوار	۳۲۱	غزوہ بدر کے وقوع کی تاریخ	۳۳۱
آنکھ ٹھیک ہو گئی	۳۲۱	ثابت ابن اثیم لیثی کے مسلمان ہونے کا واقعہ	۳۳۱
لعاب دہن لگایا اور آنکھ ٹھیک ہو گئی	۳۲۱	مال غنیمت کے استحقاق میں اختلاف	۳۳۲

www.ahlehaq.org

مال غنیمت کی تقسیم	۳۳۲	ابو عزہ غدار	۳۴۴
سورۂ انفال کا نزول	۳۳۲	عمیر بن وہب کی سازش	۳۴۴
خمس کا حکم کب نازل ہوا	۳۳۲	عمیر نے شیطان کو دیکھا	۳۴۴
فتح کے موقع پر آپ ﷺ کا دستور	۳۳۳	حرف الف	۳۴۵
عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ فتح کی خوشخبری لیکر آئے	۳۳۳	حرف باء	۳۴۵
غزوہ بدر کی فتح ناقابل یقین تھی	۳۳۳	حرف تاء	۳۴۵
جبرائیل کی رفاقت	۳۳۳	حرف ثاء	۳۴۵
رسول اللہ ﷺ کی رضا	۳۳۳	حرف ج	۳۴۵
منافقین کی ریشہ دوانیاں	۳۳۴	تعاقب	۳۴۵
اسید کی معذرت	۳۳۴	حرف حاء	۳۴۵
مال غنیمت کا نگران	۳۳۵	حرف خاء	۳۴۵
ہماری جنگ تو بوڑھوں سے ہوئی	۳۳۵	حرف ذال	۳۴۶
نضر بن حارث اور عقبہ کا قتل	۳۳۵	حرف راء	۳۴۶
ابو ہند سے تحفہ قبول کیا	۳۳۵	حرف زاء	۳۴۶
قیدیوں سے حسن سلوک	۳۳۷	حرف سین	۳۴۶
ابو عزیز بن عمیر بن ہاشم	۳۳۷	حرف شین	۳۴۶
ابو یزید سہیل بن عمرو اور سودہ بنت زمعہ	۳۳۷	حرف ص	۳۴۷
فتح بدر سے نجاشی کی خوشی اور اس کا عمل	۳۳۷	حرف ض	۳۴۷
مکہ میں کفار کی شکست کی خبر	۳۳۸	حرف ط	۳۴۷
اس المناک خبر سے ابولہب کا رد عمل	۳۳۸	حرف ظ	۳۴۷
نوحہ گری	۳۳۹	حرف ع	۳۴۷
رونے سے دل ہلکا ہو جاتا ہے	۳۳۹	حرف غ	۳۴۹
تین چیزوں کی ہلاکت	۳۳۹	حرف ف	۳۴۹
ابو وداعہ کا بیٹا اور پہلا فدیہ	۳۳۹	حرف ق	۳۴۹
سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ	۳۴۰	حرف ک	۳۴۹
ابوسفیان کا بیٹا قیدی بنا	۳۴۱	حرف م	۳۴۹
ابو العاص داماد رسول اللہ ﷺ	۳۴۱	حرف ن	۳۴۹
عتبہ بن ابولہب	۳۴۱	حرف ہا	۳۴۹
مسلمان عورت مشرک مرد پر حرام ہے	۳۴۱	حرف و	۳۴۹
حضرت زینب کا زر فدیہ	۳۴۱	حرف ی	۳۵۰
جن حضرات نے بلا فدیہ رہائی پائی	۳۴۲	باب الکنی	۳۵۰

www.ahlehaq.org

جنگ بدر میں مسلمانوں کی تعداد ۳۵۰
دیگر اقوال ۳۵۰
تعاقب ۳۵۰
وہ صحابہ جو بدر میں عدم شمولیت کے باوجود مال غنیمت سے فیضیاب ہوئے ۵۳۰
شہدائے بدر ۳۵۰
دیگر سامان حرب اور علم ۳۵۱
مشرکین کی تعداد ۳۵۱
قتیل اور اسیر ۳۵۲
پہلا قتیل اور پہلا جھگڑا ۳۵۲
قیدی اور مقتول ۳۵۲
بعض منت رہا کئے اور باقی سے فدیہ لیا ۳۵۲
زر فدیہ ۳۵۲
فضیلت اہل بدر ۳۵۲
اہل بدر کیلئے خصوصی مغفرت ۳۵۳
حاطب جہنم میں داخل نہ ہوگا امام مسلم ۳۵۳
امام احمد ۳۵۳
فضیلت کی دیگر روایت ۳۵۳
زینب بنت رسول اللہ ﷺ کا مکہ سے مدینہ آنا ۳۵۳
رازداری سے سفر ۳۵۴
آگ میں جلانا صرف اللہ کو سزاوار ہے ۳۵۶
حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا ۳۵۶
ایک فقہی مسئلہ ۳۵۶
حربی اور معاہدہ فریقین ۳۵۷
غزوہ بدر کے بارے میں شعرائے عرب کا کلام ۳۵۷
حاشیہ ۳۷۰
طالب بن ابی طالب کا مرثیہ ۳۷۱
ضرار کا قصیدہ ۳۷۳
ابوبکر شداد ۳۷۵
امیہ بن ابی صلت ۳۷۵
تبصرہ ۳۷۸
جاہلیت کے اشعار ۳۷۸
غزوہ بنی سلیم ۲ھ ۳۷۸
غزوہ سویق (غزوہ قرقرۃ الکدر) ۳۷۸
حضرت فاطمہؓ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شادی ۳۷۹
خمس کا حکم ۳۸۰
حضرت فاطمہؓ کا مہر ۳۸۰
حضرت فاطمہؓ کا جہیز ۳۸۰
رخصتی کا وقت ۳۸۱
۲ھ کے متفرق واقعات ۳۸۱
الحمد للہ علی اکمال الجزء الثالث من تاریخ ابن کثیر ۳۸۳
غزوہ نجد یا ذی امر ۳۸۳
۳ھ ۳۸۳
اللہ پر توکل کی اعلیٰ مثال ۳۸۳
مدینہ میں یہود بنی قینقاع کا واقعہ ۳۸۴
خاتون کی بے حرمتی ۳۸۴
قریش کے تجارتی قافلے پر زید بن حارثہ کا حملہ ۳۸۵
نعیم بن مسعود کی مدہوشی اور فرات بن حیان کا اسلام ۳۸۵
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان اور ام کلثومؓ کی شادی ۳۸۵
گستاخ رسول کعب بن اشرف کا قتل ۳۸۶
کعب کا سوگ ۳۸۷
رسول اللہ ﷺ کی مخالفت ۳۸۷
حضور ﷺ سے محبت کا اعلیٰ شان نمونہ ۳۸۹
نوٹ ۳۸۹
غزوہ احد شوال ۳ھ ۳۹۰
جذبہ انتقام ۳۹۰
خواب کے ذریعے سے جنگ احد کے حالات کے بارے میں خبر ہونا ۳۹۲
خواب کی تعبیر ۳۹۲
خواب کی مزید تفصیل ۳۹۲
اللہ کے راستے میں لڑنے کا شوق ۳۹۳
منافقین کی علیحدگی کی مفصل صورت حال ۳۹۳

www.ahlehaq.org

مالک نجاری کی وفات ۳۹۳
اللہ کی مدد کافی ہے ۳۹۳
بنی حارثہ اور بنی سلمہ کے بارے میں آیات کا نزول ۳۹۳
ایک منافق کی بدسلوکی ۳۹۳
حضور کی مجاہدوں کو ہدایت ۳۹۵
درے پر تیر اندازوں کا تقرر ۳۹۵
کم عمر مجاہدین کو واپس بھیجا ۳۹۵
حضور کی تلوار کا مستحق ۳۹۵
علم برداری ۳۹۶
ہند کے رزمیہ اشعار ۳۹۶
ابو عامر والد حضرت حنظلہ غسیل ملائکہ ۳۹۶
ابودجانہ ۳۹۷
ابودجانہ ۳۹۷
حضرت حمزہؓ کی شہادت ۳۹۸
وحشی اور حضرت حمزہؓ ۳۹۸
انصاری کون تھا؟ ۳۹۸
حضرت حمزہؓ کی شہادت کا بدلہ ۳۹۹
شراب نوشی ۴۰۰
مسلمانوں کا علم بردار کون تھا؟ ۴۰۰
غزوہ احد میں حضرت علیؓ کا کردار ۴۰۰
"زبیر میرا حواری ہے" ۴۰۰
عجیب عہد ۴۰۱
ابو عامر اور حنظلہ باپ اور بیٹے کا کردار ۴۰۱
ابوسفیان کے جنگ احد کے بارے میں کہے گئے اشعار ۴۰۱
شاعر اسلام کا ابوسفیان کو جواب ۴۰۱
غزوہ احد میں شکست کی وجہ ۴۰۲
نظم بددلی ۴۰۳
آنحضرت ﷺ کا زخمی ہونا ۴۰۳
سرکار دو عالم ﷺ کے تیر کا اثر ۴۰۳
حضرت انس بن نضر کا روح افزا قول ۴۰۵
ابوسفیان کا اترانا ۴۰۵
رسول اللہ ﷺ کے زخم ۴۰۵
جنگ کا نقشہ ۴۰۶
حضرت عمرؓ اور ابوسفیان کا مکالمہ ۴۰۶
مزید تفصیل ۴۰۷
جنت کے رفقاء ۴۰۷
حضرت طلحہؓ کی بہادری ۴۰۸
میرے ماں باپ تجھ پر قربان ۴۰۸
حضور ﷺ کی ڈھال ۴۰۹
سکینہ ۴۰۹
حضرت عثمانؓ پر اعتراضات ۴۰۹
اعتراضات کے جوابات ۴۱۰
احد میں بدر جیسے واقعات ہوئے ۴۱۰
رسول اللہ ﷺ کا احد میں زخمی ہونا ۴۱۰
خون روکنے کی تدبیر ۴۱۱
حضرت طلحہؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ کا حضور ﷺ کیلئے دفاع کرنا ۴۱۱
نبی کی حفاظت ۴۱۱
عتبہ کے بارے میں بددعا ۴۱۱
حدیث غریب ۴۱۲
جھوٹی خبر ۴۱۲
محمد ﷺ صرف اللہ کے رسول ہیں ۴۱۲
عم انس کی بہادری ۴۱۲
حضور ﷺ کا مقتول ۴۱۳
عجیب واقعہ ۴۱۳
حضرت جابرؓ کے والد عبداللہ کی فضیلت ۴۱۳
مصعب بن عمیرؓ کا کفن ۴۱۴
حضرت یمانؓ اور ثابت بن وقشؓ کی شہادت ۴۱۴
رسول اللہ ﷺ کے دست شفاء سے آنکھ کا ٹھیک ہونا ۴۱۵
ام عمارہ نسیبہ بنت کعب کا واقعہ ۴۱۵
ابودجانہؓ کا ڈھال بننا ۴۱۵
رسول اللہ ﷺ کی کمان ۴۱۵
عم انسؓ کی شہادت ۴۱۵

www.ahlehaq.org

حضرت عبدالرحمان بن عوف	٣١٥
حضرت کعب بن مالک ؓ کا اعلان کرنا	٣١٥
ابی بن خلف کا ہلاک ہونا	٣١٦
حضرت حسان ؓ بن ثابت کے ہجویہ اشعار	٣١٦
کفار کو چوٹی سے اتارنا	٣١٧
جنت کی بشارت	٣١٧
رسول اللہ ﷺ کا بیٹھ کر امامت کرنا	٣١٧
قومیت کی خاطر لڑنے والے کا انجام	٣١٧
فاسق کے ذریعہ دین کی امداد	٣١٨
مدینہ میں پہلا وقف	٣١٨
ایک صحابی جس نے کبھی نماز ہی نہیں پڑھی	٣١٨
عمرو بن جموح اعرج کا جہاد پر اصرار	٣١٨
ابوسفیان کی دشمنی	٣١٩
الوداعی گفتگو	٣١٩
حضرت علی ؓ کو ابوسفیان کے تعاقب میں بھیجنا	٣٢٠
اجتماعی دعا	٣٢٠
حضرت سعد بن ربیع کا پیغام	٣٢١
بدلہ لینے کے بارے میں نازل ہونے والی آیت	٣٢١
حضرت حمزہ ؓ کی شہادت کا غم	٣٢١
حضرت حمزہ ؓ کی نماز جنازہ	٣٢١
بہادر بہن اور بیوی	٣٢٢
حضرت حمزہ ؓ کا کفن قبر	٣٢٣
عبداللہ ؓ بن جحش کی دعائیں	٣٢٣
شارع کو کھود دیا جانا	٣٢٣
دو شہیدوں کیلئے ایک کفن اور ایک قبر	٣٢٣
قیامت کے دن شہید کس حالت میں اٹھایا جائے گا؟	٣٢٣
لحد میں پہلے کسے رکھا جائے؟	٣٢٣
شہیدوں کا مدفن کہاں ہونا چاہئے؟	٣٢٣
حضرت جابر ؓ کے والد کی لاش کا قصہ	٣٢٣
شہید زندہ رہتا ہے	٣٢٣
قانون قدرت	٣٢٥
رسول اللہ ﷺ کو شہادت کی آرزو	٣٢٥
شہداء کی قبور کی زیارت	٣٢٥
شہداء سلام کو جواب دیتے ہیں	٣٢٦
ایک واقعہ	٣٢٦
ہر شہید کی جنت میں کیا آرزو ہوتی ہے؟	٣٢٦
شہداء کی تعداد	٣٢٦
مسلمان ایک جگہ سے دو مرتبہ دھوکہ نہیں کھاتا	٣٢٧
عورت کے دل میں سب سے زیادہ قدر اپنے شوہر کی ہوتی ہے	٣٢٧
حضور ﷺ کی محبت سب سے بڑھ کر	٣٢٧
حضرت علی اور دیگر صحابہ کی بہادری و جرأت کی تعریف	٣٢٨
تلوار ذوالفقار	٣٢٨
حضرت حمزہؓ کے لئے رونے والا کوئی نہیں	٣٢٨
نوحہ کی ممانعت	٣٢٨
رسول اللہ ﷺ کا زخموں سے نڈھال صحابہ ؓ کو لے کر ابوسفیان کا پیچھا کرنا	٣٢٩
معبد خزاعی کی خیر خواہی	٣٣٠
معبد خزاعی کے اشعار	٣٣١
عبدالقیس کا قافلہ	٣٣١
آیت کریمہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل کی فضیلت	٣٣١
ایک غریب بیان	٣٣١
عجیب و غریب حدیث	٣٣١
ابوسفیان کا اپنے ارادے سے باز آنا	٣٣١
پتھروں پہ ملامت	٣٣٢
معاویہ اور ابوعزہ	٣٣٢
عبداللہ بن ابی کی منافقت	٣٣٢
شہدائے احد	٣٣٢
جنگ احد کے بارے میں مسلمانوں اور کافروں کے اشعار	٣٣٣
ہبیرۃ بن ابی وہب مخزومی کے ایام جاہلیت کے اشعار	٣٣٣
ہبیرۃ بن ابی مخزومی کو حسان ؓ بن ثابت کا جواب	٣٣٥
کعب ؓ بن مالک کا ہبیرۃ مخزومی کو جواب	٣٣٥

www.ahlehaq.org

عبداللہ بن زبعری کے حالات کفر کے اشعار	۴۳۰
حضرت حسان بن ثابتؓ	۴۳۰
کعب بن مالک ؓ انصاری کا شہدائے احد اور حضرت حمزہ ؓ کے بارے میں مرثیہ	۴۴۳
حضرت حسان ؓ	۴۴۴
کعب بن مالک کے اشعار	۴۴۷
مرثیہ	۴۴۹
حضرت صفیہؓ کے اشعار	۴۵۰
ہند بنت عتبہ کے اشعار	۴۵۱
واقعہ احد کا خلاصہ	۴۵۲
حضرت عثمان ؓ کا ام کلثومؓ سے نکاح	۴۵۳
حضرت حسن ؓ کی ولادت	۴۵۳
۴ھ	۴۵۳
۴ھ سریہ ابو سلمہ	۴۵۳
غزوۂ رجیع	۴۵۳
حضرت خبیب ؓ	۴۵۳
حضرت عاصم ؓ کی لاش کی حفاظت	۴۵۴
دو احادیث میں فرق	۴۵۵
حضرت عاصم ؓ کی منت پوری ہوئی	۴۵۶
حضرت عبداللہ بن طارق کی شہادت	۴۵۶
زید بن دثنہ کی شہادت	۴۵۶
حضور ﷺ سے محبت کا عالم	۴۵۶
حضرت خبیب کی سچائی اور کرامت	۴۵۷
حضرت خبیب کی شہادت اور دو رکعت نماز	۴۵۷
موت سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنے کا دستور	۴۵۸
محبت کی انتہاء	۴۵۸
سعید بن عامر جمحی	۴۵۸
خبیب کی لاش	۴۵۸
بعض آیات کا شان نزول	۴۵۸
واقعہ رجیع کے بارے میں شعراء کا کلام	۴۵۹
حسان ؓ کا خبیب ؓ کے لئے مرثیہ	۴۶۰

شاعر اسلام کے اصحاب رجیع کے ساتھ غداری کرنے والوں کی ہجو میں کہے گئے اشعار	۴۶۰
بنی لحیان اور ہذیل کی غداری کے بارے میں حسانؓ کے اشعار	۴۶۱
اصحاب رجیع کی مدح میں کہے گئے اشعار	۴۶۲
رسول اللہ ﷺ کے قتل کی سازش	۴۶۲
عمرو بن امیہ ضمری	۴۶۳
خبیب ؓ کی لاش	۴۶۳
بئر معونہ کا واقعہ	۴۶۴
حرام بن ملحان	۴۶۵
عامر بن فہیرہ ؓ کو فضا میں معلق ہوئے	۴۶۵
فزت و رب الکعبہ	۴۶۵
بئر معونہ کے لئے روانگی	۴۶۶
صحابہ کرام ؓ کی شہادت	۴۶۶
شہدائے بئر معونہ کا مرثیہ حسان بن ثابت ؓ نے کیا	۴۶۶
بنی نضیر کی سازش	۴۶۸
بنی نضیر کا محاصرہ	۴۶۸
بنی نضیر کا آپ سے جلاوطنی کا سوال	۴۶۹
مال فئی کی تقسیم	۴۶۹
صرف دو نضیری مسلمان ہوئے	۴۶۹
سورہ حشر کا نزول	۴۶۹
نخلستان جلانے کی حکمت	۴۶۹
بنی نضیر کی جلاوطنی پر کہے گئے اشعار	۴۷۰
کعب بن اشرف کے قتل کے بارے میں کہے گئے اشعار	۴۷۱
ابن لقیم عبسی کا قصیدہ	۴۷۳
مال فئی کسے کہتے ہیں؟	۴۷۵
ام ایمن کا قصہ	۴۷۵
منافقین کے بارے میں سورہ حشر کی آیات	۴۷۵
یہودیوں کے ممتاز علماء کی حضور ﷺ کے بارے میں بشارت	۴۷۶
غزوہ بنی لحیان کب ہوا؟	۴۷۶
صلوٰۃ الخوف	۴۷۷
غزوہ عسفان اور نماز خوف	۴۷۸

www.ahlehaq.org

غزوہ ذات الرقاع ۴۷۸
ذات الرقاع کہنے کی وجہ ۴۷۸
محل نظر ۴۷۹
غورث بن حارث کی دست درازی ۴۷۹
ایک شوہر کا قصہ ۴۸۰
انصاری کی نماز ۴۸۰
پرندے کا قصہ ۴۸۱
حضرت جابر کا اونٹ ۴۸۱
عجیب نکتہ ۴۸۲
غزوہ بدر دوم ۴۸۲
ابوسفیان کا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو جواب ۴۸۳
حضور بدر کی جانب یکم ذیقعدہ ۴ھ میں روانہ ہوئے ۴۸۵
(۲) ابوسلمہؓ کی وفات ۴۸۶
(۳) حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ۴۸۶
(۴) حضرت زینب بنت خزیمہؓ سے رسول اللہ ﷺ کی شادی ۴۸۶
حضرت ام سلمہؓ
ائمہ اربعہ کا اختلاف ۴۸۷
۵ ہجری کے واقعات ۴۸۷
غزوہ خندق یا غزوہ احزاب کب واقع ہوا ۴۸۸
یہودی کی جھوٹی گواہی ۴۸۹
معجزہ ۴۹۱
حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت اور حضور ﷺ کا معجزہ ۴۹۱
اہل خندق کی تعداد ۴۹۲
کھانے میں برکت کے لئے حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی ۴۹۳
کھجوروں میں برکت ۴۹۳
چٹان میں سے روشنیوں کا نکلنا ۴۹۳
سلمان ہم میں سے ہے ۴۹۳
سخت چٹان کے بارے میں بشارت ۴۹۳
ایک اور معجزہ ۴۹۵
چٹان کی روایت اور میمون ۴۹۵
خندق کا گھیراؤ ۴۹۶
نبی اور کعب کا مکالمہ ۴۹۷
یرغمالیوں کا مطالبہ ۴۹۷
فکرمندی ۴۹۸
حضور ﷺ کی دعا ۴۹۸
منافقوں کا نفاق ظاہر ہونے لگا ۴۹۸
صلح نامہ ۴۹۸
حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا استقلال ۴۹۹
حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عمرو بن عبدود ۴۹۹
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اشعار ۴۹۹
سابقہ حملہ کی تفصیل ۵۰۰
عمرو بن عبدود کے للکارنے کے وقت اشعار ۵۰۰
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عمرو کو جواب ۵۰۱
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیشانی کا زخمی ہونا ۵۰۱
مشرک کی لاش اور اس کا معاوضہ پلید ہے ۵۰۱
نوفل بن عبداللہ حضرت زبیر بن عوام کے ہاتھوں جہنم رسید ہوا ۵۰۲
حضرت سعد بن معاذ ۵۰۲
حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی دعا ۵۰۳
سعد رضی اللہ عنہ کی دعا قبول ہوئی ۵۰۳
صفیہ بنت عبدالمطلب کی شجاعت ۵۰۳
حملے کی شدت اور نماز عصر کا قضاء ہونا ۵۰۴
نماز موخر کرنا ۵۰۴
نماز موخر کرنے میں اختلاف ۵۰۵
حضور اکرم ﷺ نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء کے وقت میں پڑھا گیں ۵۰۵
خوف میں پڑھنے کی دعا ۵۰۵
حضور ﷺ کی بددعا ۵۰۵
نعیم بن مسعود اشجعی رضی اللہ عنہ کی چال ۵۰۶
احزاب میں پھوٹ ۵۰۷
نعیم کا قصہ موسیٰ بن عقبہ کے الفاظ میں ۵۰۷
حضرت حذیفہ بن یمانؓ کی جاسوسی ۵۰۷
احزاب کی واپسی ۵۰۸

www.ahlehaq.org

مقبول دعا ۵۰۹
نقاب پوش گھڑ سوار ۵۰۹
ایک دعا ۵۰۹
آیت میں پیشین گوئی ۵۰۹
شہدائے خندق ۵۱۰
مقتول مشرکین ۵۱۰
آیات کریمہ ۵۱۰
بنو قریظہ پر حملے کا حکم ۵۱۰
نفیر عام ۵۱۰
نماز عصر کے بارے میں نزاع ۵۱۱
محاصرہ ۵۱۲
خطبہ ۵۱۲
مفصل واقعہ ۵۱۲
حضرت ابولبابہؓ بحیثیت حلیف یہود ۵۱۳
کعب کی تجاویز ۵۱۳
حضرت ام سلمہؓ نے قبول توبہ کی بشارت دی ۵۱۳
بنی ہدل ۵۱۴
عہد شکنی نہ کرنے کا بدلہ ۵۱۴
اوس کی گزارش ۵۱۵
حضرت سعدؓ کا فیصلہ ۵۱۵
حضرت علیؓ کی للکار ۵۱۵
اللہ کا فیصلہ ۵۱۵
حضرت سعدؓ کی وفات ۵۱۶
حضرت سعدؓ کا زخم ہرا ہوا ۵۱۶
حضرت سعدؓ کی مقبول دعا ۵۱۶
فوائد و نکات ۵۱۷
حضرت عمرؓ کی ملامت ۵۱۷
بنو قریظہ کے مقتولین کی تعداد ۵۱۷
حی بن اخطب نضیری کے آخری کلمات ۵۱۸
زبیر بن باطا ۵۱۹
علامت بلوغ ۵۱۹
رفاعہ قرظی ۵۱۹
پہلا مال غنیمت جس میں خمس نکالا گیا ۵۲۰
قیدی فروخت کر کے سامان حرب ۵۲۰
حضرت ریحانہ ۵۲۰
خلادؓ اور ابو سنانؓ ۵۲۰
حضرت سعد بن معاذؓ کی وفات ۵۲۰
جبرائیل نے موت کی خبر دی ۵۲۱
قبر کا تنگ ہونے کے بعد کشادہ ہو جانا ۵۲۱
قبر دبوچتی ضرور ہے ۵۲۲
طہارت میں کوتاہی ۵۲۳
رنج و ماتم ۵۲۳
حضرت سعدؓ کی والدہ کا کہا ہوا مرثیہ ۵۲۳
سعد متوفی اور ازدواج ۵ھ ۵۲۳
غزوہ احزاب اور بنی قریظہ کے بارے میں اشعار و قصائد ۵۲۴
ضرار شاعر ۵۲۴
کعب بن مالکؓ کا جواب ۵۲۶
عبداللہ بن زبعری ۵۲۸
حضرت حسانؓ ۵۲۹
تنبیہ ۵۳۲
ابو سفیان بن حارث کا قبول اسلام سے پہلے کا جواب ۵۳۶
ابو رافع کا قتل ۵۳۸
سلام بن ابی الحقیق کا قتل ۵۳۸
حسانؓ کے ان کے بارے میں کہے گئے اشعار ۵۳۹
ابو رافع یہودی کے قتل کا مفصل قصہ ۵۳۹
خالد بن سفیان کی ہلاکت ۵۴۱
قیامت کے دن علامت کے لئے دیئے جانے والا عصا ۵۴۱
عبداللہ بن انیسؓ ۵۴۱
نجاشی کی سرپرستی محمد ﷺ کی ماتحتی سے بہتر ہے ۵۴۲
عمرو بن امیہ ضمری کے قتل کی خواہش ۵۴۲
عمرو بن عاص کا قبول اسلام ۵۴۳
خالد بن ولیدؓ کا قبول اسلام ۵۴۳

www.ahlehaq.org

ام المومنین ام حبیبہؓ کے ساتھ نکاح	۵۴۴	شاعر کی مجبوری	۵۵۶
ازواج مطہرات کا مہر	۵۴۴	غزوہ بنی مصطلق	۵۵۷
ابرہہ کی بشارت	۵۴۴	یکساں حملہ	۵۵۷
خطبہ نکاح	۵۴۵	ہشام اور مقیس پسران صبابہ کا واقعہ	۵۵۸
دعوت طعام	۵۴۵	ابن ابی کا خبث باطن	۵۵۹
نکاح کی تاریخ میں اختلاف	۵۴۵	منافقت	۵۵۹
ابوسفیان کی تین باتیں	۵۴۵	حکمت	۵۵۹
حضور ﷺ کے بستر پر مشرک کو نہیں بیٹھنے دیا	۵۴۵	آندھی	۵۶۰
نبی علیہ السلام کا زینب بنت جحش سے نکاح کرنا	۵۴۶	سورۂ منافقون کا نزول	۵۶۰
مہر	۵۴۶	منافق کا مخلص بیٹا	۵۶۰
آیت حجاب کا نزول	۵۴۷	نزول	۵۶۰
معجزہ	۵۴۸	حضرت جویریہؓ سے حضور ﷺ کا نکاح	۵۶۰
دل آزاری	۵۴۸	سو خاندان آزاد ہو گئے	۵۶۱
سب سے پہلے آیت حجاب کا علم حضرت انس ؓ کو ہوا	۵۴۸	حضرت جویریہؓ کا خواب اور اس کی تعبیر	۵۶۱
لمبا ہاتھ	۵۴۹	حضرت جویریہؓ کا مہر	۵۶۱
سن ۶ ھ کے حالات	۵۴۹	واقعہ افک	۵۶۳
مقتولوں کا بدلہ	۵۴۹	خطاب	۵۶۳
غزوہ ذی قرد	۵۵۰	حد قذف	۵۶۳
حضرت ابوعیاش زرقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۵۵۰	ابن معطل اور حسان ؓ کو معاوضہ	۵۶۵
حضرت محرز ؓ کی شہادت	۵۵۱	غزوہ حدیبیہ	۵۶۶
ابوقتادہ ؓ کی چادر	۵۵۱	اعراب کو دعوت عمرہ	۵۶۷
حضرت عکاشہ ؓ	۵۵۱	حدیبیہ جانے والوں کی تعداد	۵۶۷
تاریخ غزوہ	۵۵۱	ہائے قریش	۵۶۷
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی رائے	۵۵۱	کھلا حملہ	۵۶۷
قابو پا جاؤ تو معاف کر دو	۵۵۱	کنویں میں تیر لے کر اترنے والا شخص	۵۶۸
امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت	۵۵۲	بدیل بن ورقاء کی آمد	۵۶۸
اخرم اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہما	۵۵۲	بدعہد آدمی	۵۶۸
حضور ﷺ کی زلفیں مبارک	۵۵۳	حلیس	۵۶۸
سلمہ بن اکوع ؓ اور ایک انصاری کی دوڑ	۵۵۳	حلیس کی دھمکی	۵۶۹
عضباء اونٹنی	۵۵۴	عروہ ثقفی	۵۶۹
حضرت حسان ؓ کے اشعار	۵۵۴	ابن ابی قحافہ کا جوش ایمانی	۵۶۹

www.ahlehaq.org

حضور ﷺ کا کتنا احترام کیا جاتا تھا ۵۶۹
حضور ﷺ کے اونٹ کو قتل ۵۶۹
حضور ﷺ کا دشمن کو معاف فرمانا ۵۷۰
سفارت ۵۷۰
بیعت رضوان ۵۷۰
سب سے پہلے بیعت کرنے والا کون تھا ۵۷۰
حضرت عثمان ؓ کی بیعت ۵۷۰
عمر ؓ کا جوش وجذبہ ۵۷۱
صلح کی شرائط ۵۷۱
ابوجندل ۵۷۱
گواہ ۵۷۱
قربانی کرنا اور سر منڈوانا ۵۷۲
تین بار دعا کی حکمت ۵۷۲
ابوجہل کا اونٹ ۵۷۲
صلح حدیبیہ (صحیح احادیث کی روشنی میں) ۵۷۲
اللہ پر ایمان واعتماد کی علامت ۵۷۲
معجزہ ۵۷۳
پرسکون حالات کا راستہ ۵۷۳
معجزہ ۵۷۳
بیعت رضوان والے جہنم میں نہ جائیں گے ۵۷۳
احرام ذوالحلیفہ میں باندھا ۵۷۳
بیعت رضوان والا درخت ۵۷۵
حرم ۵۷۵
تین بار بیعت ۵۷۵
پہلے کس نے بیعت کی؟ ۵۷۵
ابن عمر کی بیعت پر اشکال ۵۷۵
حدیبیہ کا مفصل قصہ ۵۷۵
قریش کا پہلا نمائندہ ۵۷۶
حضرت مغیرہ ؓ کا قصہ ۵۷۶
رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ؓ کا حال ۵۷۷
قریش کا تیسرا نمائندہ ۵۷۷
اللہ رحمان اور رسول اللہ لکھنے پر اعتراض ۵۷۸
صلح کی بنیادی شرط ۵۷۸
حدیبیہ کی شرائط ۵۷۸
پہلی شرط ۵۷۸
ابوجندل کی آمد ۵۷۸
حضرت عمر ؓ کی پریشانی ۵۷۸
قربانی اور حلق ۵۷۹
ابوبصیر ؓ، ابوجندل ؓ ۵۷۹
حدیبیہ کی دوسری شرط کا اختتام ۵۸۰
صلح مصلحین کی بابت ایک بات ۵۸۰
ان سرایا اور فوجی مہمات کا بیان جو ۶ھ میں عمل میں آئے اور حافظ بیہقی نے واقدی سے ان کا خلاصہ نقل کیا ہے ۵۸۱
سریہ حضرت عکاشہ ؓ بن محصن ۵۸۱
سریہ حضرت ابوعبیدہ ؓ ۵۸۱
سریہ حضرت محمد ؓ بن مسلمہ ۵۸۱
سریہ حضرت زید ؓ بن حارثہ ۵۸۱
سریہ حضرت زید ؓ ۵۸۱
ابوالعاص کا تجارتی قافلہ ۵۸۱
سریہ حضرت زید ؓ ۵۸۲
سریہ حضرت علی ؓ ۵۸۲
سریہ حضرت عبدالرحمان ؓ بن عوف ۵۸۲
عرینہ کا قصہ اور سریہ حضرت کرز فہری ؓ ۵۸۲
مختلف جرائم میں ملوث تھے ۵۸۳
بھگوڑوں کے خلاف دعا ۵۸۳
۶ھ کے اہم واقعات ۵۸۳
حدیبیہ کی صلح میں تخصیص ۵۸۳
غزوہ مریسیع ۵۸۳
غزوہ خیبر کب پیش آیا؟ ۵۸۳
امیر مدینہ ۵۸۳
حضرت ابوہریرہ ؓ کو حصہ دار بنانا ۵۸۳
یہود کے تعاون کی ناکام کوشش ۵۸۳

www.ahlehaq.org

گدھے کے گوشت کی ممانعت	۵۸۵	حضور ﷺ کا انتخاب	۶۰۰
شہید عامر	۵۸۵	زراعت کے ماہر	۶۰۰
دعا	۵۸۵	قلعہ زبیر	۶۰۱
جنگ کا اصول	۵۸۶	ابی اور سموان کا قصہ	۶۰۱
حضرت صفیہؓ کا مہر	۵۸۶	نزار کا قلعہ	۶۰۱
انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث	۵۸۷	وطیح اور سلالم کے قلعے	۶۰۱
خیبر میں حضور ﷺ گھوڑے پر سوار تھے یا گدھے پر	۵۸۸	مصالحت	۶۰۱
فاتح خیبر	۵۸۸	بیوی	۶۰۱
غریب روایت اور بجلی	۵۸۸	تخفیف اور رشوت	۶۰۲
حضرت محمود بن مسلمہ کی شہادت	۵۸۹	خواب	۶۰۳
تین روز بعد	۵۹۰	نفقہ	۶۰۳
حضرت عامر	۵۹۱	عبد شمس اور نوفل کو پانچویں حصے میں سے نہیں دیا حصوں کی	۶۰۳
مرحب کا قاتل کون؟	۵۹۱	تقسیم	۶۰۳
مرحب کے بھائی یاسر کا قتل	۵۹۳	فتوحات کی عدم تقسیم کی وجہ	۶۰۳
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طاقت	۵۹۳	تقسیم میں اختلاف	۶۰۳
دم کرنے سے درد غائب	۵۹۳	خیبر کا بعض حصہ صلح سے قبضہ میں آیا	۶۰۳
اللہ پاک بدکار آدمی سے دین کی مدد کرواتا ہے	۵۹۳	کتیبہ	۶۰۵
شہید چرواہا	۵۹۳	رسول اللہ ﷺ کا حصہ	۶۰۵
بغیر سجدہ کئے جنتی بن گئے	۵۹۳	کتیبہ	۶۰۵
حوروں کا جھگڑا	۵۹۳	تقسیم و پیمائش کس نے کی	۶۰۵
ناعم اور قموص کی فتح	۵۹۵	فدک کا باغ	۶۰۵
حضور اکرم ﷺ نے حضرت صفیہؓ کو اپنے لئے پسند کیا	۵۹۵	نبی کا ترکہ صدقہ ہوتا ہے	۶۰۶
گدھے کے گوشت کے بارے میں اسلاف کے اقوال	۵۹۵	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقام	۶۰۶
گھوڑے کا گوشت	۵۹۵	غلام اور خواتین کو حصہ نہ دیا	۶۰۶
حصہ	۵۹۶	نمکین پانی سے وضو	۶۰۷
عمدہ جواب	۵۹۷	مردوں کی طرح حصہ دیا	۶۰۷
علاج نمی	۵۹۸	کھجوروں کا میٹھا پانی	۶۰۷
خوراک کی تقسیم لازمی نہیں	۵۹۸	مجھ پر تم سے زیادہ کسی کا حق نہیں	۶۰۸
خوراک میں خمس ضروری نہیں	۵۹۸	قرآن کی آواز سے پہچان لینا	۶۰۸
صفیہ بنت حیی اخطب کا قصہ	۵۹۸	فتح خیبر کی خوشی زیادہ ہے یا جعفر رضی اللہ عنہ کے آنے کی	۶۰۸
ولیمہ	۵۹۹	حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھی	۶۰۸

www.ahlehaq.org

نعمان بن قوقل کا قاتل ۶۱۰
ابان بن سعید ۶۱۰
حضرت ابوہریرہ فتح خیبر کے بعد آئے ۶۱۰
مال کا آگ بن جانا ۶۱۰
تقسیم سے پہلے لیا ہوا مال واپس کر دیا ۶۱۱
زہر آلود بھنی ہوئی بکری کا تحفہ ۶۱۱
حضور اکرم ﷺ کے یہودیوں سے ۶۱۱
جرم کا اقرار ۶۱۱
سینگی لگوانا ۶۱۱
سینگی لگانے والا کون ۶۱۲
عورت کو قصاص میں قتل کر دیا ۶۱۲
یہودی عورت کون تھی؟ ۶۱۲
بشر کی ہمشیرہ ۶۱۲
زہریلا گوشت کھایا اور نقصان نہ ہوا ۶۱۳
عیینہ کا خواب ۶۱۳
یہودی کا اعتراف ۶۱۳
نبوت کی وجہ سے حسد کرنا ۶۱۳
اونٹنی کا جنازہ ۶۱۳
بنی فزارہ کی بدحواسی ۶۱۳
سفر کے دوران نکاح فرمایا ۶۱۳
حضرت ابو ایوب ؓ کے لئے دعا ۶۱۳
خیبر سے واپسی میں نماز فجر سورج چڑھے پڑھی ۶۱۵
یاد آنے پر نماز پڑھ لی ۶۱۵
جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ۶۱۵
درست بات ۶۱۶
ابن لقیم عبسی کو مرغیاں دیں ۶۱۶
ابن لقیم عبسی کا قصیدہ ۶۱۶
خیبر کے شہداء ۶۱۷
حجاج بن علاط بہزی سلمی کا واقعہ ۶۱۷
خبروں کی ٹوہ ۶۱۷
حجاج ؓ کی چالاکی ۶۱۷
قریش خوشی سے بدحواس ہو گئے ۶۱۷
مال جمع کر لیا۔ ۶۱۸
حضرت عباس کی پریشانی ۶۱۸
راز کا ظاہر ہونا ۶۱۸
قریش کا افسوس ۶۱۸
حضرت عباس ؓ کا غم ۶۱۸
یہودیوں کا بدلہ ۶۱۸
حالات کا پلٹنا ۶۱۹
حسان بن ثابت ؓ کے غزوہ خیبر کے بارے میں کہے گئے اشعار ۶۲۰
وادی قریٰ میں قیام اور یہودیوں کا حملہ ۶۲۱
جنگ سے پہلے اسلام کی دعوت دی ۶۲۱
یہودیوں کی شکست ۶۲۱
حضرت عمر ؓ نے ملک بدر کیا ۶۲۲
یہودیوں کا بنایا ہوا جھوٹا عہد نامہ ۶۲۲
عہد نامہ کے جھوٹے ہونے کے چند ثبوت ۶۲۲
حضرت ابن عمر ؓ پر حملہ اور یہودی کی ملک بدری ۶۲۳
سرایا ۶۲۳
حضرت عمر ؓ کے سریہ کی تربہ کی جانب روانگی جو مکہ سے چار میل دور ہے ۶۲۳
عبداللہ بن رواحہ ؓ کا سریہ خیبر میں رزام یہودی کی جانب ۶۲۳
بشیر بن سعد ؓ کا سریہ ۶۲۳
غالب بن عبداللہ کلبی ؓ کا سریہ ۶۲۳
کلمہ شہادت کی عظمت ۶۲۳
کاش میں آج ہی مسلمان ہوتا ۶۲۵
کدید کا سریہ ۶۲۵
تیروں کی تکلیف کو برداشت کیا ۶۲۵
غیبی امداد ۲۶۵
بشیر بن سعد کا سریہ ۶۲۶
ابی حدرد کا غابہ کی جانب سریہ ۶۲۶
عمدہ حکمت عملی ۶۲۶
رفاعہ بن قیس کا قتل ۶۲۶

www.ahlehaq.org

عامر بن اضبط اشجعی کا قتل	۹۲۶
آیت کا نزول	۹۲۷
محلم کا قصہ	۹۲۷
یا اللہ اس کو نہ بخش	۹۲۷
اقرع بن حابس کی صلح کی کوشش	۹۲۷
بیاس گواہ	۹۲۷
محلم کو قبر نے اگل دیا	۹۲۸
عامر بن اضبط	۹۲۸
عبداللہ بن حذافہ سہمی کا سریہ اور امیر کی اطاعت کا نرالا قصہ	۹۲۸
آگ میں کود جاؤ	۹۲۸
عمرۃ القضا	۹۲۸
قصاص کا عمرہ	۹۲۹
حضور اکرم ﷺ کی آمد	۹۲۹
رمل	۹۲۹
ابن رواحہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اشعار	۹۳۰
اضافہ	۹۳۱
سواری پر طواف کیا	۹۳۱
اسلحہ بطن میں چھوڑ دیا	۹۳۱
حضور اکرم ﷺ کی مکہ سے روانگی	۹۳۲
زمانہ کے عجائبات	۹۳۲
مخصوص عرصے والا ہدی ساتھ لے جائے	۹۳۳
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ	۹۳۳
ہدی کے جانوروں کے کھانے	۹۳۳
سفر کی تفصیلات	۹۳۳
کمزور و ناتواں جماعت	۹۳۴
کھانے میں برکت	۹۳۴
رمل سنت قرار پایا	۹۳۴
رمل کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول	۹۳۴
طواف میں رمل کی بابت اختلاف	۹۳۵
اذان کی آواز سے کراہت	۹۳۵
رسول اللہ ﷺ کی حضرت میمونہ سے شادی	۹۳۵
سواری اور اس کا سوار سب رسول اللہ ﷺ کا ہے	۹۳۵
شادی احرام کی حالت میں ہوئی یا بعد میں ہوئی؟	۹۳۵
فائدہ	۹۳۶
خاتمہ	۹۳۶
دعوت ولیمہ سے انکار	۹۳۶
رسول اللہ ﷺ پر اعتراض	۹۳۶
میں آپ ﷺ کا نام بھی نہیں مٹاؤں گا	۹۳۷
حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی	۹۳۷
حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کی کفالت کے بارے میں جھگڑا	۹۳۷
بنت حمزہ رضی اللہ عنہ کا نام عمارہ تھا	۹۳۷
حضور ﷺ نے فیصلہ فرمایا	۹۳۷
عمارہ کی شادی	۹۳۸
عمرۃ القضا کی بابت نازل ہونے والی آیت	۹۳۸
ابن ابی العوجا سلمی کا سریہ	۹۳۸
حضرت زینب کو شوہر کے حوالے کرنا	۹۳۸
حضور اکرم ﷺ نے منبر کب بنوایا	۹۳۸
۸ھ کے واقعات	۹۳۸
حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا قصہ	۹۳۹
نجاشی کی ماتحتی محمد کی ماتحتی سے بہتر ہے	۹۳۹
قاصد کے قتل کا منصوبہ	۹۳۹
مقصد میں ناکامی اور نجاشی کا تھپڑ	۹۳۹
نجاشی کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت	۹۴۰
ساتھیوں سے علیحدگی	۹۴۰
نیک شگون	۹۴۰
حضور ﷺ کا سامنا	۹۴۰
اسلام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے عزت عطا فرمائی	۹۴۱
عمرو رضی اللہ عنہ کی مدینہ میں کب آمد ہوئی؟	۹۴۱
حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مشرف با اسلام ہونا	۹۴۱
ولید کا خط	۹۴۱
خواب	۹۴۲
ساتھی کی تلاش	۹۴۲

www.ahlehaq.org

عثمان بن طلحہؓ کا رضا مند ہونا ٦٤٢
ایک منزل کے راہی ٦٤٢
رسول اللہ ﷺ بہت خوش ہوئے ٦٤٢
خالد بن ولیدؓ کیلئے دعا ٦٤٢
شجاع بن وہبؓ کا ہوازن کی جانب سریہ ٦٤٣
شدید تعاقب نہ کرو ٦٤٣
قیدی لڑکی کا واپس جانے سے انکار ٦٤٣
امیر قافلہ کا مجاہدین کو انعام دینا ٦٤٣
کعب بن عمیر غفاری کا ذات اطلاح کی جانب سریہ ٦٤٣
تمام صحابہؓ ٦٤٣
غزوہ موتہ ٦٤٣
یہودی کا تبصرہ ٦٤٣
موتہ کی جانب جاتے ہوئے ابن رواحہؓ کے اشعار ٦٤٣
حضور ﷺ کے لئے الوداعی اشعار ٦٤٥
جمعہ حضور ﷺ کے ساتھ پڑھنے کی خواہش ٦٤٥
جہاد کیلئے سفر کرنے کی فضیلت ٦٤٥
جمعۃ المبارک کے دن لشکر روانہ ہوا ٦٤٥
کفار کی فوج کی تعداد ٦٤٥
حضور اکرم ﷺ کو خط لکھنے کا ارادہ کیا ٦٤٦
حضرت ابن رواحہؓ کی جوشیلی تقریر اور جذبہ ٦٤٦
عبداللہ بن رواحہؓ کے اشعار ٦٤٦
زیدؓ کو کوڑا مارنا ٦٤٧
موتہ میں صف بندی ٦٤٧
فتح کثرت سے نہیں ہوتی ٦٤٧
کونچیں کاٹنے والے پہلے غازی ٦٤٨
ایک استدلال ٦٤٨
حضرت جعفر طیارؓ ٦٤٨
ابن رواحہؓ کے اشعار ٦٤٨
حضرت خالد بن ولیدؓ کو امیر منتخب کیا ٦٤٩
شہداء کی خبر ٦٤٩
حضور اکرم ﷺ کا خواب ٦٤٩
شہادت کی اطلاع ٦٤٩
نو سے زیادہ زخم ٦٥٠
ذوالجناحین ٦٥٠
حضرت خالدؓ اور نو تلواریں ٦٥٠
کیا آپ زیدؓ کو مجھ پر امیر بنائیں گے؟ ٦٥٠
سیف اللہ ٦٥١
اللہ تعالیٰ نے تمام پردے ہٹا لئے ٦٥١
جنگ کا بازار گرم ہے ٦٥١
عمدہ حکمت عملی ٦٥١
تائید ٦٥١
تطبیق ٦٥١
استقبال ٦٥٢
حضرت سلمہؓ ٦٥٣
مہلک مقام سے بھاگنا جائز ہے ٦٥٣
عوف اشجعیؓ اور مددگار ٦٥٣
کامیابی ٦٥٤
ابن اسحاق کا موقف اور دلیل ٦٥٥
رسول اللہ ﷺ کی تعزیت ٦٥٥
فوائد ٦٥٥
مطابقت ٦٥٥
شہیدوں پر نوحہ نہیں کرنا چاہئے ٦٥٦
تین روز تک رونے کی مہلت ٦٥٦
دعا ٦٥٧
خصوصی احادیث ٦٥٧
حضرت جعفرؓ کی اہلیہ کا مرثیہ ٦٥٨
حضرت اسماء بنت عمیس کی ابوبکرؓ کے بعد حضرت علیؓ سے شادی ٦٥٨
اولاد جعفرؓ پر شفقت ٦٥٨
حضور ﷺ کے ہمراہ تین سوار ٦٥٨
قثم بن عباس ٦٥٩
تنبیہ ٦٥٩

www.ahlehaq.org

مسکت جواب	۶۵۹	حمص سے بیت المقدس تک پیدل کرتا	۶۷۰
حضرت زید ؓ، حضرت جعفر ؓ اور حضرت عبد اللہ بن	۶۵۹	قیصر کا خواب	۶۷۰
رواحہ ؓ کے فضائل وخصوصیات	۶۵۹	عرب میں حادثہ	۶۷۰
حضرت زید بن حارثہ ؓ	۶۵۹	ابوسفیان قیصر کے دربار میں	۶۷۰
زید بن حارثہ ؓ کے بارے میں نازل ہونے والی آیات	۶۵۹	ابوسفیان اور قیصر کے سوال وجواب	۶۷۱
سرایا میں امارت کا عہدہ	۶۶۰	حکیمانہ تبصرہ	۶۷۱
محبوب ترین	۶۶۰	ان کے پاؤں صاف کرتا	۶۷۱
شہدائے موتہ کے لئے حسان ؓ کا مرثیہ	۶۶۰	ہرقل کے نام حضور ﷺ کا خط	۶۷۱
حضرت جعفر طیار	۶۶۱	ہرقل کا اقرار	۶۷۲
حضرت جعفر ؓ کی عمر اور ابو المساکین	۶۶۱	ہرقل کی مجلس کا قصہ	۶۷۲
ایک حدیث کی تحقیق	۶۶۱	ہرقل کی حماقت	۶۷۲
جعفر طیار ؓ کا مرثیہ	۶۶۱	حضرت ابوسفیان ؓ کا بیان	۶۷۳
حضرت عبد اللہ بن رواحہ ؓ انصاری خزرجی	۶۶۱	حاکم ایلیا کا بیان	۶۷۳
کنیت	۶۶۳	ایک اور نجومی کی حماقت	۶۷۳
استقلال	۶۶۳	ہرقل کی تدبیر	۶۷۳
فرمانبرداری کی مثال	۶۶۳	ابوسفیان ایلیا میں	۶۷۳
تقویٰ و پرہیزگاری	۶۶۳	ضغاطر پادری کا بیان ؓ اور اس کی شہادت	۶۷۵
عبد اللہ بن رواحہ ؓ کے نعتیہ اشعار	۶۶۳	ہرقل مسلمان تھا مگر	۶۷۵
یمین کی نوحہ خوانی	۶۶۳	ملک اور کثرت پر غرور	۶۷۵
شہدائے موتہ کی تعداد اور اسماء	۶۶۵	مصالحت	۶۷۶
حیرت انگیز معرکہ	۶۶۵	کسریٰ کی گستاخی اور حضور ﷺ کی بددعا	۶۷۶
موتہ کے امراء کی فضیلت	۶۶۵	اے لوگو مجھ سے اختلاف نہ کرنا	۶۷۶
وقت سے پہلے روزہ افطار کرنے کا عذاب	۶۶۶	حضرت عبد اللہ بن حذافہ ؓ	۶۷۷
کافر مقتولوں کا حال	۶۶۶	حضور ﷺ کا مکتوب گرامی	۶۷۷
بدکاری کا عذاب	۶۶۶	کسریٰ کا اپنے گورنر کو حکم	۶۷۷
اپنے بچوں کو دودھ نہ پلانے کا عذاب	۶۶۶	لمبی داڑھی مونچھوں والوں کو دیکھنے سے کراہیت	۶۷۷
جعفر ؓ، زید ؓ اور عبد اللہ بن رواحہ ؓ کا مرتبہ	۶۶۶	کسریٰ کی اپنے بیٹے کے ہاتھوں موت	۶۷۸
شاعر اسلام نے شہدائے موتہ سے متعلق کہا	۶۶۶	وہ واقعی نبی اور رسول ہے	۶۷۸
حضرت کعب بن مالک انصاری ؓ کے اشعار	۶۶۶	شیرویہ کا خط	۶۷۸
رسول اللہ ﷺ کے خطوط بادشاہوں کے پاس کب بھیجے گئے	۶۶۹	باذام کا مسلمان ہونا	۶۷۸
اس کے باوجود خوف زدہ تھے	۶۷۰	خسرو پرویز کے قتل کی تاریخ	۶۷۸

www.ahlehaq.org

عورت بحیثیت سربراہ	۶۷۹	فتح مکہ	۶۸۵
سعد کسریٰ کی ہلاکت کی خبر لیکر آئے	۶۷۹	خزاعہ قبیلہ بنی بکر	۶۸۵
عصا والا منبع	۶۷۹	معاہدہ کی خلاف ورزی	۶۸۵
عصا مار کر کسریٰ کو قتل کر دیا	۶۷۹	روانگی کا حکم	۶۸۶
قیصر اور کسریٰ کا کوئی جانشین نہیں ہوگا	۶۷۹	جھگڑے کا سبب	۶۸۶
پیشین گوئی کی تائید	۶۸۰	آج کوئی معبود نہیں	۶۸۶
رسول اللہ ﷺ کا خط	۶۸۰	انس بن زنیم الدیلی کے اشعار	۶۸۶
ایک سوال بہترین جواب	۶۸۰	پیشین گوئی	۶۸۸
مقوقس کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کے لئے تحائف	۶۸۰	بستر لپیٹ لیا	۶۸۹
تحائف میں شامل چیزیں	۶۸۱	مومنین کے لشکر کے ساتھ جہاد	۶۸۹
حضرت ماریہؓ	۶۸۱	امان کا اعلان	۶۸۹
ھوذہ بن علی اور شاہان عمان	۶۸۱	غزوہ مکہ کی مزید تفصیل	۶۹۰
غزوہ ذات سلاسل	۶۸۱	حضور ﷺ کی دعا	۶۹۱
حضرت عمرو بن عاص ؓ نے نماز پڑھائی	۶۸۲	ابوسفیان کی مکہ میں واپسی	۶۹۱
عمرو بن عاص نے آگ جلانے اور تعاقب سے روک دیا	۶۸۲	ابوسفیان کی بیوی کا تبصرہ	۶۹۱
جنابت کی حالت میں نماز پڑھائی	۶۸۲	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رازداری	۶۹۱
صاحب الجزور	۶۸۲	زادِ راہ	۶۹۲
دسواں حصہ	۶۸۲	حضرت حاطب بن ابی بلتعہ	۶۹۲
شیخین کی پرہیزگاری	۶۸۳	مجھے برہنہ کریں گے	۶۹۲
سب سے پیارا کون؟	۶۸۳	حاطب کی صفائی	۶۹۲
حضرت ابوعبیدہؓ کا سریہ ساحل سمندر کی جانب	۶۸۳	حاطبؓ کے خط کا مضمون	۶۹۳
ایک ایک کھجور	۶۸۳	خط لکھنے کا سبب	۶۹۳
بڑی مچھلی	۶۸۳	حضرت عمرؓ کا قتل کی اجازت مانگنا اور حضور ﷺ کا جواب	۶۹۳
جیش خبط	۶۸۴	ماں کی وجہ سے احسان کا ارادہ کیا	۶۹۴
مچھلی سے حضور ﷺ نے بھی کھایا	۶۸۴	غزوہ مکہ کیلئے فوج کی تعداد	۶۹۴
امام مسلم کی متابعت	۶۸۴	روانگی کے بارے میں مختلف اقوال	۶۹۴
اسامہ بن زید کا سریہ جہینہ کے حرقہ قبیلہ کی جانب	۶۸۴	سفر میں روزہ	۶۹۴
کلمہ طیبہ پڑھنے والے کا قتل	۶۸۴	ہجرت سے ساڑھے آٹھ سال بعد مکہ فتح ہوا	۶۹۵
غائبانہ نماز جنازہ	۶۸۵	مکہ کب فتح ہوا	۶۹۵
نجاشی کب فوت ہوا؟	۶۸۵	روزہ دار نافرمان ہیں	۶۹۵
نجاشی کا تحفہ امہات المومنین میں تقسیم	۶۸۵	رسول اللہ ﷺ کے چچا عباس، ابوسفیان بن حارث،	۶۹۶

www.ahlehaq.org

رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی اور عبداللہ بن ابو امیہ بن مغیرہ	۶۹۶	کداء مقام	۷۰۲
مخزومی برادر ام سلمہ ام المومنین کا	۶۹۶	سفید جھنڈا	۷۰۲
اسلام لانا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کرنا اور مکہ جاتے		ترجیع کے ساتھ تلاوت	۷۰۲
ہوئے راہ	۶۹۶	حضور ﷺ کی تواضع	۷۰۲
میں آپ ﷺ سے ملاقات ہو جانا	۶۹۶	رعب	۷۰۲
حضرت عباس رضی اللہ عنہ	۶۹۶	فاتح شہر کا کون سا دروازہ	۷۰۳
ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ کا اسلام	۶۹۶	کداء یا کدی	۷۰۳
ابوسفیان کے اسلام کے بعد کے اشعار	۶۹۶	بالائی یا زیریں حصہ	۷۰۳
ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں	۶۹۷	حسان رضی اللہ عنہ نے کیسے کہا تھا	۷۰۳
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی فضیلت	۶۹۷	ابو قحافہ کا مسلمان ہونا	۷۰۳
خرگوش	۶۹۷	آج لوگوں میں دیانت داری کم ہے	۷۰۳
جاسوس	۶۹۸	بال کا رنگ تبدیل کرو	۷۰۳
ایک جاسوس کی گرفتاری	۶۹۸	تنبیہ	۷۰۳
حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی تشویش	۶۹۸	ترتیب لشکر	۷۰۳
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قتل کا ارادہ کیا	۶۹۸	حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا جھنڈا	۷۰۳
بدیل اور حکیم کا مسلمان ہونا	۶۹۹	خاتون کی شکایت	۷۰۳
ابوسفیان اور حکیم کا گھر جائے امان ہے	۶۹۹	جھنڈا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو دے دیا	۷۰۵
حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بحث	۶۹۹	قیس کو دے دیا گیا	۷۰۵
ابوسفیان کا اسلام اور اس کا اعزاز	۶۹۹	مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا	۷۰۶
اسلامی لشکر کا منظر	۶۹۹	مکہ میں مشرکوں سے لڑائی	۷۰۶
نبوت ہے نہ کہ بادشاہت	۷۰۰	عباس کی رائے کا صحیح	۷۰۶
قومی غیرت	۷۰۰	علامت	۷۰۷
حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی شکایت	۷۰۰	اللہ کا ارادہ کچھ اور تھا اور آپ ﷺ کا کچھ اور	۷۰۷
لڑائی کا نظارہ	۷۰۰	خالد رضی اللہ عنہ نے ستر آدمی قتل کیے	۷۰۷
لوگ کہاں کہاں مامون و محفوظ ہو گئے	۷۰۱	عبداللہ بن سعد بن ابی سرح	۷۰۷
دو عورتیں رو رہی ہیں	۷۰۱	نبی اشارے سے قتل نہیں کرتا	۷۰۷
اسلامی فوج کا نظارہ	۷۰۱	کعبے کے غلاف سے لٹکا ہوا پایا گیا	۷۰۸
حضور ﷺ کا جھنڈا حجون میں گاڑا جاتا ہے	۷۰۱	حویرث کا قتل	۷۰۸
دو مجاہد شہید	۷۰۱	مقیس بن صبابہ کا قتل	۷۰۸
حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی سفارش	۷۰۲	حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ	۷۰۸
سر پر خود موجود تھی	۷۰۲	عبداللہ اور ام سارہ	۷۰۹

www.ahlehaq.org

تمہیں تم نے امان دی انہیں ہم نے بھی امان دی	۷۰۹
نماز چاشت	۷۰۹
کبوتر ہاتھ سے توڑ دیا	۷۱۰
مقام ابراہیم کو پیچھے بنایا	۷۱۰
بہترین وہ ہے جو [illegible] ہے	۷۱۰
آزادی اور کعبہ کی کنجیاں	۷۱۰
خون بہا کا اعلان	۷۱۰
قصاص نہ ہونے کا حکم	۷۱۱
۳۶۰ بت	۷۱۱
ناکہ	۷۱۱
بت کو اشارہ	۷۱۱
سعی کے بعد دعا	۷۱۲
بزرگوں کی مورتیاں	۷۱۲
دو ستون	۷۱۲
بیت اللہ کے کونوں میں دعا	۷۱۲
دو رکعت نماز پڑھی	۷۱۳
ابن عمرؓ سب سے پہلے داخل ہوئے	۷۱۳
دو ستونوں کے درمیان	۷۱۳
نماز کی جگہ کی کیفیت	۷۱۳
کعبہ میں بلالؓ اذان اور کفار کے تبصرے	۷۱۳
کفار کا دل جلا	۷۱۳
رسول اللہ ﷺ نے ابو سفیان کو اس کے ارادے کا انجام بتایا	۷۱۳
مکہ ہمیشہ سے حرم ہے	۷۱۳
حرم میں پابندیاں	۷۱۴
مکہ صلح سے فتح ہوا یا بزور شمشیر	۷۱۴
ابو شریح اور امیر مدینہ	۷۱۴
خراش خزاعی	۷۱۵
مقتول کی دیت	۷۱۶
خصوصی اجازت	۷۱۶
آج کے بعد قیامت تک اس میں جنگ نہ ہوگی	۷۱۶
میرا مرنا جینا تمہارے ساتھ ہے	۷۱۶
دعوت میں تبلیغ کا اہتمام	۷۱۶
فضالہ لیثی اور ارادہ قتل	۷۱۷
ایمان کی علامت	۷۱۸
پہلا نکاح بحال رکھا	۷۱۹
مجاہدین کی تعداد	۷۲۰
شعراء اسلام کے فتح مکہ پر کہے گئے اشعار	۷۲۰
تتمہ	۷۲۱
بجیر بن زہیر بن ابی سلمیٰ کا قصیدہ	۷۲۳
عباس بن مرداس سلمی کے اشعار	۷۲۵
حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بحیثیت مبلغ	۷۲۶
رسول اللہ ﷺ کی بیزاری	۷۲۶
حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور سالم رضی اللہ عنہ کا اعتراض	۷۲۶
نوٹ	۷۲۶
اسلمنا اور صبانا میں فرق	۷۲۷
صحابی کا مرتبہ	۷۲۷
عوف اور فاکہ کے قتل کا قصہ	۷۲۷
[illegible]	۷۲۷
اذان کے وقت کسی کو قتل نہ کرو	۷۲۸
کیا قوم میں کوئی رحم دل آدمی نہ تھا	۷۲۹
حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا عزیٰ کو مسمار کرنا	۷۲۹
قصر کی مدت	۷۳۰
مکہ میں حضور اکرم ﷺ کے قیام کے بارے میں اقوال	۷۳۰
بیٹے کا فیصلہ	۷۳۱
شرعی حدود میں سفارش	۷۳۱
پچھلی قوموں کی تباہی اور بربادی کا سبب	۷۳۱
متعہ کئی بار حرام اور مباح ہوا	۷۳۱
بیعت	۷۳۱
[illegible]	۷۳۲
بیعت کا اصول	۷۳۲
بیوی شوہر کی دولت سے معروف طریقے سے بقدر کفایت مال لے سکتی ہے	۷۳۲

ہجرت کی فرضیت کا اختتام ۷۳۳
اب ہجرت نہیں ہے ۷۳۳
تبصرہ ۷۳۳
فتح مکہ کے پہلے ہجرت اور انفاق کرنے والے بعد والوں کے ۷۳۳
برابر نہیں ہیں ۷۳۳
حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی ہمت ۷۳۳
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی فضیلت ۷۳۴
سورہ نصر کے نزول کا مقصد ۷۳۴
ایک نادر روایت ۷۳۴
فتح مکہ کا انتظار ۷۳۴
امامت کا حقدار کون؟ ۷۳۴
غزوہ ہوازن اور غزوہ حنین ۷۳۵
ہوازن اور اس کے اتحادیوں کا اجتماع ۷۳۵
مالک کے جاسوسوں کی بے بسی ۷۳۵
مسلمانوں کا جاسوس ۷۳۶
مشرک سے عاریۃً ہتھیار لینا ۷۳۶
صفوان بن امیہ کا اسلام ۷۳۷
اسلامی لشکر کی تعداد ۷۳۷
ہوازن کی جانب روانگی کے وقت عتاب بن اسید کو امیر مکہ ۷۳۷
مقرر کیا
ذات انواط ۷۳۸
غنیمت کی بشارت ۷۳۸
انس غنوی کا پہرہ ۷۳۸
ابتدائے جنگ میں شکست کے بعد فتح ۷۳۹
رسول اللہ ﷺ کا اعلان ۷۳۹
ثابت قدم لوگ ۷۳۹
حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری کا کارنامہ ۷۳۹
ابوسفیان ۷۳۹
قہاری کی خاطر ۷۳۹
ابو طلحہ رضی اللہ عنہ، ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اور ام سلیم کے واقعات ۷۳۹
حضرت انس رضی اللہ عنہ اور علاء بن زیاد عدوی کی گفتگو ۷۴۰
دعا ۷۴۰
رسول اللہ ﷺ کی بہادری ۷۴۰
انا النبی لا کذب ۷۴۰
میں عاتکہ نامی خواتین کا فرزند ہوں ۷۴۱
ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے زرہ کے بدلے باغ خرید لیا ۷۴۱
حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی بہادری ۷۴۱
حمی الوطیس ۷۴۲
مکی لوگوں کی روانگی ۷۴۲
جاسوس ۷۴۲
آغاز جنگ ۷۴۲
صفوان کا قول ۷۴۳
تیز جنگ ۷۴۳
حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی منظر کشی ۷۴۳
حضرت حلیؓ کا قصہ ۷۴۳
حضرت ابو عبدالرحمن فہری کی روایت ۷۴۴
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ۷۴۴
ستر (۷۰) آدمی قتل ہوئے ۷۴۴
کلام کی تاثیر ۷۴۴
حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ ۷۴۵
حضرت زید رضی اللہ عنہ ۷۴۵
مٹی کی شکایت ۷۴۵
مقبول دعا ۷۴۵
شیبہ اور اس کا ارادہ ۷۴۵
آسمان سے فرشتوں کا نازل ہونا ۷۴۶
مالک بن عوف نضری کے اشعار ۷۴۶
ایک مسلمان خاتون کا شعر ۷۴۸
بددعا ۷۴۸
عیسائی ختنہ نہیں کرتے ۷۴۸
قاربؓ کے بارے میں عباسؓ کے اشعار ۷۴۸
دو افراد کے قتل کا واقعہ ۷۴۸
مالک کی ذہانت اور زبیر رضی اللہ عنہ کی بہادری ۷۵۱

www.ahlehaq.org

غنیمت کے مال کا نگران	۷۵۱	قافلے کی آمد و رفت میں پابندی	۷۷۱
اسیر بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنے کا حکم	۷۵۱	کل ہم یہاں سے چلے جائیں گے	۷۷۱
غزوہ اوطاس	۷۵۱	ایک نکتہ	۷۷۲
درید بن صمہ کا قتل	۷۵۲	بعث میں اولوعزمی	۷۷۲
ابو عامر رضی اللہ عنہ نے دس مشرک بھائیوں سے جنگ کی	۷۵۲	خواب اور اس کی تعبیر	۷۷۲
ابو عامر رضی اللہ عنہ کی شہادت	۷۵۳	عیینہ بن حصن	۷۷۲
باندیوں کا مسئلہ	۷۵۳	بد دعا کے بجائے دعا	۷۷۲
لطیف نکتہ	۷۵۳	طائف کے شہداء کی تعداد	۷۷۲
شہدائے حنین اور اوطاس	۷۵۳	بجیر شاعر	۷۷۳
بجیر بن زہیر بن ابی سلمیٰ کے اشعار	۷۵۴	بجیر کا خط	۷۷۳
عباس بن مرداس کے قافیہ میم کے اشعار	۷۵۵	بجیر کا مکتوب	۷۷۳
غزوہ طائف	۷۶۵	حضور ﷺ کا بجیر سے شرط	۷۷۳
کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے قصائد	۷۶۵	دعا کا اثر	۷۷۳
اشعار کا جواب	۷۶۷	طائف سے واپسی اور ہوازن کے مال غنیمت کی تقسیم	۷۷۵
تیر اندازی	۷۶۸	زہیر بن صرد کے اشعار	۷۷۵
اسلام کا پہلا قصاص	۷۶۸	رسول اللہ ﷺ کی تدبیر	۷۷۶
اور دبال	۷۶۸	مجھے قتل نہ کیا جائے	۷۷۶
قلعوں میں سے آواز	۷۶۹	ہوازن کا وفد	۷۷۷
محاصرہ کی مدت	۷۶۹	قیدیوں کی واپسی کے بارے میں بات چیت	۷۷۷
جو قلعے سے اتر آئے گا وہ آزاد ہے	۷۶۹	زہیر رضی اللہ عنہ کی روایت	۷۷۷
غلاموں کی آزادی	۷۶۹	عیینہ فزاری کا انکار	۷۷۷
امام احمد کا مسلک	۷۶۹	حسن فی مجاہد	۷۷۸
جنت حرام ہے	۷۷۰	کوڑے کا بدلہ	۷۷۸
قلعہ طائف سے اترنے والوں کی تعداد	۷۷۰	قیدیوں کی واپسی کے بارے میں اختلاف	۷۷۸
تحقیق	۷۷۰	ام سلیم کی دل جوئی	۷۷۸
انگور کے درخت کاٹنے کا حکم فرمایا	۷۷۰	حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کی متعدد اسناد	۷۷۸
ابو الاسود کے باغات	۷۷۰	انصار کی بے صبری	۷۷۹
تحقیق کس نے روانہ کی	۷۷۰	حضور ﷺ کی انصار کو صبر کرنے کی تلقین	۷۷۹
سفارت میں رکاوٹ	۷۷۰	تحقیق مقال	۷۷۹
اعمال جہاد کا ثواب	۷۷۱	انصار کا جواب	۷۸۰
چار اور آٹھ مہینے	۷۷۱	انصار کا غم	۷۸۰

www.ahlehaq.org

انصار کو رنج و غم ۷۸۱
تبصرہ ۷۸۱
سو سو اونٹ ۷۸۲
اس کی زبان مجھ سے روک دو ۷۸۳
الجعرانہ — امام بخاری ۷۸۳
حضور کی خوش اخلاقی ۷۸۳
وہ لوگ جن کو سو سو اونٹ دیئے ۷۸۳
تحلیل ۷۸۳
تالیف قلبی کی ایک عمدہ مثال ۷۸۳
مالک بن عوف النصری ۷۸۳
مالک کے اشعار ۷۸۳
عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ کے بارے میں کلمہ خیر ۷۸۳
حسان رضی اللہ عنہ کے انصار کی مال غنیمت سے محرومی کے بارے میں اشعار ۷۸۵
رسول اللہ ﷺ کی تقسیم پر نکتہ چینی ۷۸۶
حضور ﷺ کی پیش گوئی ۷۸۶
میں انصاف نہیں کروں گا تو کون کرے گا؟ ۷۸۶
ذوالقعدہ عمرہ ۷۸۷
رسول اللہ ﷺ کی رضاعی بہن کی جعرانہ میں آمد ۷۸۷
بہن سے حسن سلوک ۷۸۷
تنبیہ ۷۸۸
نضیر بن حارث ۷۸۸
عمرہ جعرانہ ۷۸۸
عمرہ و تلبیہ ۷۸۹
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کنیزوں کو آزاد کرنا ۷۸۹
استدراک ۷۸۹
حضور نے کتنے عمرے کئے ۷۸۹
چاشت اور عمرہ جعرانہ ۷۸۹
ایک وضاحت ۷۸۹
ایک روایت ۷۹۰
تقوی ۷۹۰
گدھوں کی گنتی ۷۹۰
عمرہ کا طریقہ ۷۹۰
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بال کاٹے ۷۹۱
عتاب اور معاذ ۷۹۱
عمرہ سے واپسی کب ہوئی ۷۹۱
کعب بن زہیر کا مسلمان ہونا ۷۹۱
کعب بن زہیر کے اشعار ۷۹۱
کعب کی چال ۷۹۳
قصیدہ لامیہ ۷۹۳
کعب اور بجیر ۷۹۸
انصار کی ناراضگی ۷۹۹
انصار کے بارے میں مدحیہ اشعار ۷۹۹
مسجد میں ۸۰۱
حضور اکرم ﷺ کی مدح ۸۰۱
۸ھ کے مشہور واقعات و اموات ۸۰۱
فاطمہ کلابیہ سے شادی اور علیحدگی ۸۰۱
ابراہیم کی پیدائش ۸۰۲
عزیٰ کا خاتمہ ۸۰۲
پانچ مرتبہ دعا فرمائی ۸۰۲

ختم شد

www.ahlehaq.org

تاریخ ابن کثیر ...... (حصہ سوم)

آغاز وحی اور قرآن پاک کی پہلی آیات کے نزول کا بیان

اس وقت آپ ﷺ کی عمر چالیس برس تھی۔ ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ اور سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کی عمر مبارک اس وقت ۴۳ سال تھی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ بن بکیر، (عقیل، ابن شہاب، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ سب سے پہلی وحی جو رسول اللہ ﷺ پر شروع ہوئی وہ سچے خواب تھے آپ ﷺ جو خواب دیکھتے تھے اس کی تعبیر صبح کی روشنی کی طرح نمودار ہو جاتی تھی۔ پھر آپ ﷺ کو تنہائی اور گوشہ نشینی پسند ہو گئی اور آپ ﷺ غار حرا میں مراقبہ فرمانے لگے اور وہاں اپنے گھر سے دور کئی رات مسلسل عبادت میں محو رہتے آپ ﷺ اپنے ہمراہ زادراہ لے جاتے، جب وہ ختم ہو جاتا تو گھر واپس آتے اور اسی قدر زادراہ پھر لے جاتے۔ آپ ﷺ کا یہی معمول تھا کہ ایک دن آپ ﷺ کے پاس غار حرا میں وحی آئی جس کی تفصیل یہ ہے کہ آپ ﷺ کے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا ”اقرا“ پڑھو آپ ﷺ نے فرمایا:

ما انا بقاری

میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔

یہ سن کر مجھے فرشتے نے پکڑ لیا اور اس قدر زور سے دبایا کہ مجھے تکلیف ہونے لگی پھر مجھے چھوڑ کر کہا ”اقرا“ پڑھئے تو میں نے پھر کہا ”ما انا بقاری“ میں ناخواندہ ہوں فرشتے نے دوبارہ مجھے اپنی گرفت میں لے کر اس قدر دبوچا کہ مجھے سخت تکلیف ہوئی۔ پھر چھوڑ کر کہا ”اقرا“ پڑھو میں نے کہا ما انا بقاری میں واقعی پڑھنا نہیں جانتا پھر فرشتے نے مجھے تیسری بار دبایا جس سے مجھے بہت تکلیف ہوئی۔ پھر مجھے چھوڑ کر کہا:

اقرا باسم ربک الذی خلق، خلق الانسان من علق اقرا وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم (۱۔۵،۹۶)

اپنے رب کے نام سے پڑھئے جس نے سب کو پیدا کیا۔ انسان کو خون بستہ سے پیدا کیا، پڑھئے اور آپ کا رب سب سے زیادہ کرم والا ہے جس نے قلم سے انسان کو سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔

بعد ازیں رسول اللہ ﷺ واپس لوٹے اور آپ کا دل دھڑک رہا تھا، روایت یونس اور معمر از زہری میں ہے کہ آپ کے کندھے اور گردن کی رگیں پھڑک رہی تھیں چنانچہ آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر کہا:

زملونی زملونی

مجھے کمبل اوڑھا دو، کمبل اوڑھا دو۔

گھر والوں نے آپ کو کمبل اوڑھا دیا اور جب آپ ﷺ کی کپکپاہٹ دور ہو گئی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سارا ماجرا سنا کر کہا:

”لقد خشیت علی نفسی“

مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔

تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ کو اس قسم کا خیال ہرگز نہیں کرنا چاہئے۔ اللہ کی قسم، اللہ آپ کو کبھی پریشان نہ کرے گا کیونکہ آپ صلہ رحمی

www.ahlehaq.org

کرتے ہیں، تھکے ماندے کا بوجھ اٹھاتے ہیں، نادار کو دیتے ہیں، مہمان نوازی اور مصائب میں لوگوں کی معاونت کرتے ہیں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو اپنے چچازاد بھائی، ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کے پاس لے گئیں۔

ورقہ بن نوفل...... یہ زمانہ جاہلیت میں عیسائی تھے اور عبرانی زبان کے ماہر تھے۔ مشیت الٰہی انجیل کو عبرانی میں تحریر کیا کرتے تھے، بوڑھے ہو چکے تھے اور بینائی جا چکی تھی۔ ان کے پاس جا کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اپنے بھتیجے کی بات سنئے ورقہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے برادر زادہ! کیا بات ہے سنائیے تو رسول اللہ ﷺ نے سارا ماجرا کہہ سنایا ورقہ نے کہا، یہ تو وہی ناموس ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتارا تھا۔ کاش کہ میں اس زمانے میں جوان ہوتا جب کہ آپ نبی ہوں گے۔ اے کاش! میں اس وقت زندہ ہوتا جب آپ کو آپ کی قوم مکہ بدر کرے گی رسول اللہ ﷺ نے حیرت سے فرمایا کیا یہ لوگ مجھے جلاوطن کر دیں گے؟ ورقہ نے کہا جی ہاں آپ جیسا پیغام جو نبی بھی لایا، ہمیشہ اس کی عداوت ہوئی ہے اگر مجھے آپ کی نبوت کا زمانہ میسر ہوا تو میں آپ کی خوب مدد کروں گا۔ چند روز بعد ورقہ وفات پا گئے اور وحی (اڑھائی یا تین سال کے لئے) رک گئی۔ (متفق علیہ)

بعض روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نہایت غمگین ہو کر بار بار پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جاتے کہ اپنے آپ کو گرا دیں، معاً جبرائیل علیہ السلام ظاہر ہو کر فرماتے:

"انک رسول اللہ حقاً"
آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں۔

یہ سن کر آپ ﷺ کی گھبراہٹ دور ہو جاتی اور دل مطمئن ہو جاتا اور واپس گھر تشریف لے آتے، پھر جب وحی کی بندش کا عرصہ دراز ہو جاتا تو پہاڑ کی چوٹی پر خود کو گرانے کی خاطر چڑھتے، یکایک حضرت جبریل علیہ السلام نمودار ہو کر کہتے:

انک رسول اللہ حقاً
آپ واقعی اللہ کے نبی ہیں۔ (صحیح بخاری شریف، باب التعبیر)

امام ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن (م ۹۴ھ) نے بتایا کہ جابر بن عبداللہ انصاری (م ۷۸ھ) بندش وحی کے سلسلے میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے ایک روز آسمان کی طرف سے ایک آواز سنی نظر اٹھائی تو دیکھا کہ ایک فرشتہ جو غار "حرا" میں نمودار ہوا تھا وہ فضا میں کرسی پر جلوہ افروز ہے۔

میں اسے دیکھ کر ڈر گیا اور گھر واپس آ کر کہا:

زملونی زملونی
(مجھے کمبل اوڑھا دو، کمبل اوڑھا دو)۔

اسی اثناء میں سورۂ مدثر (۱۔۵/۷۴) نازل ہوئی:

یا ایھا المدثر قم فانذر وربک فکبر وثیابک فطھر والرجز فاھجر..... الآیۃ

"اے کپڑے میں لپٹنے والے اٹھو اور (لوگوں کو) ڈراؤ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور میل کچیل دور کرو"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مذکورہ بالا قول (سب سے پہلے وحی جو رسول اللہ ﷺ پر شروع ہوئی وہ سچے خواب تھے آپ جو خواب دیکھتے تھے اس کی تعبیر صبح کی روشنی کی طرح نمودار ہو جاتی تھی) کی تائید وتوثیق محمد ابن اسحاق کی روایت از عبید بن عمیر لیثی سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبریل امین علیہ السلام خواب میں میرے پاس ریشمی کپڑے میں لپٹا ہوا ایک مکتوب لائے اور مجھے کہا پڑھو! میں نے کہا کیا پڑھوں؟ پھر اس نے مجھے اس قدر دبوچا کہ موت آ گئی اور پھر چھوڑ کر...... الخ۔ اگلے الفاظ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق ہیں۔ گویا یہ خواب

www.ahlehaq.org

حالت بیداری کی وحی کی تمہید اور دیباچہ تھا۔ موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ کے "مغازی" میں امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے صراحۃً مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ واقعہ پہلے خواب میں دیکھا پھر فرشتہ حالت بیداری میں آیا۔

علقمہ کا کلام...... دلائل النبوۃ میں حافظ ابو نعیم اصبہانی نے علقمہ بن قیس تابعی سے بیان کیا ہے کہ انبیاء علیہ السلام پر وحی کا آغاز خواب میں ہوتا ہے۔ تاکہ ان کے دل مانوس اور مطمئن ہو جائیں۔ بعد ازیں عالم بیداری میں وحی کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ علقمہ کا یہ قول نہایت عمدہ ہے اور گذشتہ اقوال و روایات سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

فرشتوں کی رفاقت...... امام احمد (محمد بن ابی عدی، داؤد بن ابی ہند) عامر شعبی سے بیان کرتے ہیں کہ

"رسول اللہ ﷺ چالیس سال کی عمر میں نبوت سے سرفراز ہوئے، حضرت اسرافیل علیہ السلام تین سال تک آپ کے رفیق خاص اور ہمدم مقرر ہوئے، اور آپ کو کوئی بات بتاتے اور ہم کلام ہوتے اور قرآن پاک نازل نہیں ہوتا تھا۔ ۳ سال کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کی رفاقت پر مامور ہوئے، بیس سال کے عرصہ میں آپ علیہ السلام پر قرآن کریم نازل ہوا۔ اور آنحضور ﷺ ۶۳ سال کی عمر مبارک میں فوت ہوئے۔" یہ سند بالکل صحیح ہے۔

ابو شامہ کی توجیہ...... شیخ شہاب الدین ابو شامہ (۵۹۹-۶۶۵ھ) فرماتے ہیں کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا (م ۵۷ھ) عامر شعبی (م ۱۰۳ھ) کی روایت کے منافی نہیں ہے کیونکہ اولاً آپ رویا صادقہ اور سچے خوابوں سے سرفراز ہوئے، پھر غار حرا کے قیام میں حضرت اسرافیل علیہ السلام تمرین و مشق کی خاطر آپ سے ہم کلام ہوتے یہاں تک کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام والا واقعہ بیان کیا اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کے واقعہ کو بطور اختصار حذف کر دیا یا ان کو یہ معلوم نہ تھا۔

اختلاف روایات...... امام احمد (یحییٰ بن ہشام، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام پر ۴۳ سال کی عمر میں قرآن پاک نازل ہوا۔ یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ اور سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

امام احمد (غندر، یزید بن ہارون، ہشام، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر قرآن پاک ۴۰ سال کی عمر میں نازل ہوا۔ دس سال مکہ مکرمہ میں اور دس سال مدینہ منورہ میں مقیم رہے، ۶۰ سال کی عمر میں آپ ﷺ کا وصال ہوا۔

امام احمد (عفان، حماد بن سلمہ، عمار بن ابی عمار) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام مکہ مکرمہ میں بعثت کے بعد ۱۵ سال مقیم رہے، سات سال تک صرف آواز سنتے اور روشنی دیکھتے رہے اور ۸ سال آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی جبکہ مدینہ منورہ میں دس سال مقیم رہے۔

ابو شامہ کے بقول حضور ﷺ بعثت سے پہلے عجیب و غریب قسم کے واقعات دیکھتے تھے۔ انہیں میں سے مسلم شریف کی ایک وہ روایت ہے جو جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ (م ۷۴ھ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اس پتھر کو جانتا ہوں جو مجھے بعثت سے پہلے سلام کیا کرتا تھا۔

"انی لاعرفہ الآن"
میں اسے اب بھی پہچانتا ہوں۔

خلوت پسندی کی وجہ...... نبی علیہ السلام خلوت اور تنہائی کو اس لئے پسند کیا کرتے تھے کہ پوری قوم بتوں کی پرستش اور ان بتوں کے سامنے سجدہ ریزی کی گمراہی و ضلالت میں مبتلا تھی اور وحی کے نزول کے قریب تو آپ ﷺ کو تنہائی اور بھی زیادہ پیاری ہو گئی تھی۔ محمد بن اسحاق نے عبد الملک بن عبد اللہ بن ابی سفیان بن علاء بن جاریہ کی معرفت بعض اہل علم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال غار حراء میں پورے

ایک ماہ عبادت کے لئے جایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے پاس جو بھی مسکین اور محتاج آتا آپ ﷺ اسے کھانا کھلاتے اور واپسی کے وقت بیت اللہ کا طواف کر کے گھر تشریف لاتے تھے۔ وھب بن کیسان (م ۱۲۷ھ) عبید بن عمیر کی معرفت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ایک ایسی ہی روایت بیان کرتے ہیں۔

دور جاہلیت میں یہ عبادت قریش کے نیک اور عبادت گزار لوگوں کی بھی تھی۔

اسی پر ابو طالب نے اپنے قصیدہ لامیہ میں کہا ہے:

وثور ومن أرسى ثبيرا مكانه … وراق ليرقى في حراء ونازل

"میں پناہ مانگتا ہوں، کوہ ثور اور جس نے کوہ ثبیر کو وہاں نصب کیا ہے اور غار حراء میں آنے جانے والے کے ساتھ"۔

لفظ حراء...... شیخ ابو شامہ، امام سہیلی ۵۸۱ھ اور شیخ ابو الحجاج مزی ۷۴۲ھ نے ممدود پڑھا ہے اور بعض حضرات نے اسے "حرٰی" پڑھا ہے جو کہ کمزور لغت اور غلط ہے۔ واللہ اعلم۔ لفظ حراء ممدود اور مقصور، مذکر اور مؤنث منصرف اور غیر منصرف دونوں طرح منقول ہے۔ غار حراء مکہ مکرمہ سے تین میل دور منیٰ کی جانب جاتے ہوئے بائیں جانب ایک پہاڑ واقع ہے اور یہ غار پہاڑ کی چوٹی پر جو کہ کعبہ کی جانب جھکی ہوئی ہے، واقع ہے۔ رؤبہ بن عجاج م ۱۴۵ھ نے کیا عمدہ بات کہی ہے:

فلا ورب الآمنات القطن … ورب ركن من حراء منحنى

"میں قسم ہے کبوتر کے رب کی جو پر امن رہتے ہیں مکہ میں اور قسم ہے غار حراء کے جھکے ہوئے کونے کے رب کی"۔

لفظ تحنث...... اس لفظ کا مجازی مفہوم "تعبد و بندگی" ہے، لیکن امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق لفظ تحنث کا معنی دخول فی الحنث، یعنی گناہ میں داخل ہونا ہے، جو کہ در حقیقت تحنث بمعنی تحنف سے ماخوذ ہے۔ لیکن امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چند افعال ایسے بھی مستعمل ہیں جن کا معنی سلب ماخذ کا ہوتا ہے۔ مثلاً:

تحنث، تحوب، تحرج، تاثم، تهجد (هجود، بمعنی نیند سے ہے، یہ اس سے مشتق ہے) تجنس، تقذر وغیرہ۔ (البدایہ)

ابن اعرابی رحمۃ اللہ علیہ لغوی، سے جب لفظ تحنث کا معنی دریافت کیا گیا تو اس نے کہا، لا اعرف هذا (مجھے معلوم نہیں ہے) پھر اس نے کہا، تحنث میں ث کے بجائے ف ہے جو لفظ حنفیت سے ماخوذ ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ عرب "تحنث" اور "تحنف" دونوں لفظ ایک معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ یعنی "ف" کو "ث" سے تبدیل کر دیتے ہیں۔ جیسے کہ رؤبہ بن عجاج نے اپنے شعر کے مصرعے میں کہا ہے۔ لو كان احجاري مع الاجداف یعنی اجداف سے اجداث مراد لیا ہے۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عرب لوگ "ثم" حرف عطف میں حرف "ث" کے بجائے فم، حرف "ف" سے پڑھتے ہیں۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض مفسر اسی وجہ سے فومہا (۲/۶۱) سے ثومہا مراد لیتے ہیں۔

بعثت سے قبل عبادت کی کیفیت کیا تھی...... اہل علم و دانش کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ عبادت قبل از بعثت کسی سابق کے موافق تھی یا نہیں، اگر وہ کسی شریعت کے مطابق تھی تو کون سی شریعت کے موافق تھی؟ بعض حضرات کے نزدیک نوح علیہ السلام کی شریعت کے مطابق تھی اور بعض لوگوں کے نزدیک موسیٰ اور بعض کے خیال میں عیسیٰ کے طریقے کے مطابق تھی اور بعض لوگ ابراہیم علیہ السلام کی شریعت بتاتے تھے اور یہی قول زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ جو فعل آنحضرت ﷺ کو مشروع معلوم ہوا اسی کی اتباع اور پیروی کی مگر اس بحث کا تعلق اصول فقہ سے ہے اور اس کا مفصل بیان وہیں ہوگا۔ بعض روایات میں ہے کہ غار حراء میں آپ پر اچانک وحی آئی بغیر کسی وعدے اور میعاد کے۔ جیسا کہ قرآن میں اس کی طرف اشارہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ما كنت ترجوا أن يلقى إليك الكتاب الا رحمة من ربك" (۲۸/ ۸۶)

www.ahlehaq.org

پہلی وحی کا نزول...... قرآن پاک میں سورہ علق کی پہلی پانچ آیات پورے قرآن میں سب سے پہلے نازل ہوئیں اور یہ پیر کا دن تھا۔ مسلم شریف میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ م ۵۴ھ سے یہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پیر کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں سوال ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسی روز میری پیدائش ہوئی اور اسی روز مجھ پر قرآن نازل ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ پیر کے دن ہمارے نبی کریم ﷺ کی پیدائش ہوئی اور اسی روز آپ نبوت کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ عبید بن عمیر تابعی رحمۃ اللہ علیہ، ابوجعفر الباقر وغیرہ اہل علم کا بالاتفاق یہی قول ہے کہ پیر کے دن آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی۔

نزول وحی کا مہینہ...... پیر کا دن ربیع الاول میں تھا جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول عام الفیل مطابق (۱۱ اپریل ۵۷۱ء) میں پیدا ہوئے اسی دن آپ ﷺ نبوت سے سرفراز ہوئے اور اسی روز فوت ہوئے۔ تاریخ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ بمطابق جون ۶۳۲ء۔

رمضان المبارک...... مشہور ہے کہ نبی علیہ السلام کی ماہ رمضان میں بعثت ہوئی جیسا کہ عبید بن عمیر تابعی رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن اسحاق وغیرہ کا بیان ہے۔ شهر رمضان الذي انزل فيه القرآن (۲:۱۸۵) سے محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے استدلال پکڑا ہے اور یہ مشہور ہے کہ قرآن پاک رمضان کے پہلے دھائی کے عشرے میں نازل ہوا۔ واقدی نے ابوجعفر باقر سے نقل کیا ہے کہ پیر کے دن ۱۷ رمضان کو رسول اللہ ﷺ پر وحی کا آغاز ہوا اور بعض حضرات ۲۴ رمضان کے بھی قائل ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ واثلہ بن اسقع سے نقل کرتے ہیں کہ رمضان کی پہلی رات "صحف ابراہیم" نازل ہوئے اور ۶ رمضان کو تورات اتری، اور ۲۴ رمضان کو قرآن مجید اترا۔ ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں جابر بن عبداللہ سے ایک مرفوع روایت بھی اسی جیسی نقل کی ہے۔ اسی بناء پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اور تابعین عظام کی ایک بڑی جماعت اس بات کی قائل ہے کہ لیلۃ القدر ۲۴ رمضان کو ہے۔

حضور ﷺ کا جبرائیل علیہ السلام کو جواب...... جبرائیل نے کہا، پڑھو، تو آنحضور ﷺ نے فرمایا: "ما انا بقارئ"۔ اس کا صحیح مطلب یہی ہے کہ میں پڑھ نہیں سکتا، اسی مفہوم کو امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے راجح قرار دیا ہے اور شیخ ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تائید کی ہے۔ اور لفظ "ما" کو حرف استفہامیہ کہنا بعید از فہم ہے کیونکہ مثبت جملہ میں "ب" زائدہ کا استعمال نہیں ہوتا۔ ابونعیم نے "معتمر بن سلیمان م ۱۸۷ھ از سلیمان م ۱۴۳ھ" سے ما نافیہ کی تائید میں ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ڈرتے کانپتے ہوئے فرمایا ما قرأت كتابا قط ولا احسنه وما اكتب وما اقرأ یعنی میں نے نہ کبھی پڑھا ہے نہ لکھا، پھر جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو سخت دبوچا پھر چھوڑ کر کہا پڑھو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں کچھ چیز نہیں دیکھ رہا، اور میں نے کبھی پڑھا لکھا ہی نہیں۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ، بخاری سے حرف نفی کی نفی پر بمعنی نفی بھی مروی ہے۔

لفظ "الجھد" کی تحقیق...... "ج" پر پیش ہو تو معنی وسعت و طاقت مثلاً "الا جهدهم" (۹:۷۹) اور اگر زبر ہو تو معنی ہے کثرت اور مشقت مثلاً جهد ایمانهم (۵:۵۳) الجهد بلغ کا فاعل اور مفعول دونوں طرح منقول ہے۔ ابوسلیمان خطابی فرماتے ہیں کہ م ۳۸۸ھ یہ دبوچنا اور دبانا آپ ﷺ کے صبر و تحمل کی آزمائش اور حسن تربیت کی خاطر تھا کہ آپ نبوت جیسے بھاری بھرکم بوجھ کو برداشت کرنے کے قابل ہو جائیں۔ اسی لئے آپ پر وحی کے وقت بخار کی سی کیفیت طاری ہو جاتی تھی اور آپ ﷺ پسینے سے شرابور ہو جاتے تھے۔ بعض حضرات کہتے ہیں یہ بھینچنا اس لئے تھا کہ آپ ﷺ آئندہ پیش آنے والے سخت مشکل اور بھاری کام کے لئے مستعد اور تیار ہو جائیں۔ ہم آپ پر ایک بھاری بات ڈالنے والے ہیں (۷۳:۵) انا سنلقي عليك قولا ثقيلا یہی وجہ تھی کہ جب نبی علیہ السلام پر وحی نازل ہوتی تو آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو جاتا اور اونٹ کے بلبلانے کی سی آواز نکلتی اور سخت سردی میں بھی آپ کی پیشانی مبارک پسینے سے تر ہو جاتی تھی۔

www.ahlehaq.org

(فرجع بها میں ہا ضمیر مجرور کا مرجع منصب نبوت ہے)۔ لفظ بوادرہ، بادرۃ کی جمع ہے بمعنی گوشت جو کندھے اور گردن کے درمیان ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں گھبراہٹ کے وقت رگ اور پٹھے کا پھڑکنا۔ بعض حضرات روایات میں ہے ترجف بادلہ اس کا واحد بادلۃ ہے یا بقول بعض حضرات کے بادل، یہ گردن اور ہنسلی کے درمیانی جسم کا نام ہے اور بعض حضرات کے نزدیک پستان کے گوشت کو بھی کہتے ہیں۔

نزول وحی کے بعد آپ ﷺ کی کیفیت...... آپ ﷺ نے فرمایا زملونی زملونی، جب گھبراہٹ دور ہو گئی تو آپ نے خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ مجھے کیا ہو گیا ہے اور مجھے کیا چیز لاحق ہو گئی ہے؟ اور پھر انہیں سارا واقعہ سنایا۔

لقد خشیت علی نفسی...... اور آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے، کیونکہ آپ ﷺ ایک انوکھے امر سے دوچار ہوئے۔ یہ امر آپ ﷺ کے دل و دماغ میں بھی نہ تھا۔ اسی وجہ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا مبارک ہو اور بشارت قبول فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو پریشان اور رسوا نہ کرے گا۔ بعض نے اسے "یحزن" سے مشتق پڑھا ہے۔ یعنی کہ اللہ آپ کو غمگین نہ کرے گا۔ یہ بات اس امر کی غماز ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ ﷺ کے عمدہ افعال اور اخلاق حسنہ سے بخوبی واقفیت تھی کہ ایسے عمدہ اخلاق کی حامل شخصیت کو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں رسوا اور پریشان نہ کرے گا۔ پھر انہوں نے آپ کے عمدہ خصائل و عادات صلہ رحمی، مہمان نوازی، حق گوئی وغیرہ کا ذکر فرمایا جن کا موافق و مخالف ہر خاص و عام قائل تھا۔

ہر قسم کے بوجھ کا تحمل...... آپ ﷺ غیروں کا بوجھ برداشت کرتے ہیں اور عیال دار کو اتنا عطا فرماتے ہیں کہ وہ اپنی ذمہ داری بخوبی پورا کیا کرتے تھے۔

محتاجوں اور ناداروں کی سرپرستی کرنا تکسب المعدوم آپ عمدہ کام کی طرف پیش رفت کرتے ہیں سب سے پہلے فقیر اور نادار کو دوسرے سے مستغنی کر دیتے ہیں۔ فقیر کو معدوم اور نادار اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس کی زندگی ناتمام اور ناقص ہوتی ہے اس کا وجود اور عدم دونوں یکساں ہیں جیسے عدی بن رعلاء نے کہا:

لیس من مات فاستراح بمیت　　انما المیت میت الأحیاء

"جو مر گیا اور آرام پا گیا وہ مردہ نہیں ہے بلکہ مردہ تو وہ شخص ہے جو زندہ لوگوں کے درمیان نادار و بے کس ہے"۔

قاضی عیاض شرح مسلم میں ابو الحسن تہامی کا کلام نقل کرتے ہیں:۔

عدّ ذا الفقر میتاً و کساه　　کفنا بالیاً و ماواه قبرا

"اس نے فقیر کو مردہ قرار دیا ہے اور اسے بوسیدہ کفن پہنا کر دفن کر دیا ہے"۔

خطابی کے قول کے مطابق تکسب المعدم درست ہے، باب افعال سے ہو تو اس کے معنی بکثرت عطیہ دے کر اس کی ناداری اور محتاجی کو اچھی زندگی میں بدل دینے کے ہیں۔ لیکن شیخ ابو الحجاج مزی کے مطابق معدوم سے مراد "مال" ہے۔ یعنی تہی دست کو سرمایہ مہیا کر دیتا ہے۔ اور جن لوگوں نے "معدوم" سے یہ مراد لیا کہ آپ تجارت کے ذریعہ مال حاصل کرتے ہیں اور آپ بے مثال اور نفیس مال کماتے ہیں اس معنی کو مراد لینے میں شدید تکلف ہے۔ کیونکہ ایسی بات مدح و ستائش کے زمرہ میں نہیں آتی۔ قاضی عیاض اور امام نووی وغیرہ نے بھی اس توجیہ کو مفید نہیں قرار دیا ہے واللہ اعلم۔

تقری الضیف آپ مہمان کے عمدہ طعام اور اچھے قیام کا انتظام کر کے اس کی تعظیم و تکریم کا سامان بہم پہنچاتے ہیں۔

مصیبت زدہ کی امداد...... ایک روایت میں لفظ "الحق" کی بجائے "الخیر" مذکور ہے آپ مصیبت زدہ کا تعاون کرتے ہیں اور آزردہ حال کی مدد کر کے آسودہ حال کر دیتے ہیں۔

ورقہ بن نوفل...... ورقہ بن نوفل کے پاس حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کو لے گئیں زید بن عمرو بن نفیل کے حالات زندگی کے

www.ahlehaq.org

حصن میں ہم یہ ذکر کر چکے ہیں کہ ورقہ بوڑھے تھے اور بینائی سے محروم تھے۔ مکہ چھوڑ کر زید بن عمرو، عثمان بن حویرث اور عبید اللہ بن جحش کے ہمراہ شام چلے گئے اور زید کے علاوہ سب نے عیسائیت قبول کر لی۔

زید کا بیان حالات...... زید نے اپنی افتادِ طبع اور سلیم فطرت کی وجہ سے عیسائیت قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ وہ فریب کاری، بے راہ روی اور تحریف و تبدیلی کا مجموعہ ہے۔ چنانچہ عیسائی علماء نے ان کو بتایا کہ آخر الزمان نبی کے ظہور کا وقت قریب آ چکا ہے، چنانچہ وہ اس نبی منتظر کی تلاش میں گھومتا رہے۔ توحید اور فطرت سلیم پر قائم رہے اور بعثت محمدیہ سے قبل وفات پا گئے۔

ورقہ کا قبول اسلام...... ورقہ نے آنحضور ﷺ کی بعثت کا زمانہ پایا اور اس نے آپ ﷺ کی ذات اقدس میں نبوت کے آثار نمایاں دیکھے اور آپ ﷺ کی ذات کو مکارم اخلاق اور پاکیزہ صفات کا مظہر پایا جیسا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ علیہ السلام کا تعارف کروایا تھا۔ اسی وجہ سے حراء میں جو کچھ پیش آیا اس کے بعد آپ کو ورقہ رضی اللہ تعالیٰ کے پاس لے جا کر فرمایا: اپنے برادر زادہ کی بات سنئے، جب رسول اللہ ﷺ نے سارا واقعہ ذکر کیا تو ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا سبوح سبوح، یہ وہی ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام اس وجہ سے نہیں لیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کا تکملہ اور تتمہ تھی جو بعد میں منسوخ ہو گئی جیسا کہ ۳:۵۰ میں ہے **ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم** ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق جنات نے بھی یہی کہا: **یا قومنا انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسیٰ مصدقا لما بین یدیہ** (۴۶:۳۰)

حضرت ورقہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ نبوت میں جوان ہونے کی حسرت کرنا...... ورقہ نے کہا: کاش! میں آپ ﷺ کے زمانہ نبوت میں جوان ہوتا۔ آپ ﷺ کے ایمان علم و عمل کی دولت سے سرفراز ہوتا اور فرمایا: کاش! میں اس وقت بقید حیات ہوتا، جب آپ ﷺ قوم کے کرتوت کی وجہ سے مکہ بدر ہوں میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہوں اور آپ ﷺ کی خدمت و نصرت کی سعادت سے کامران ہوں۔

حضور ﷺ کا مکہ بدر ہونے کی پیشگوئی سن کر حیرانگی کا اظہار کرنا...... مکہ بدری کی پیش گوئی سن کر آنحضرت ﷺ نے نہایت حیرت سے کہا۔ "**اومخرجی هم**" کیا وہ مجھے مکہ بدر کر دیں گے۔
امام سہیلی کے مطابق آپ ﷺ نے جلاوطنی پر سخت تعجب کا اظہار اس وجہ سے کیا کہ اپنا وطن چھوڑنا انسانی طبائع پر نہایت ناگوار ہوتا ہے۔ ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: جی ہاں! نبی آپ ہجرت کریں گے آپ ﷺ جیسی شریعت جو لایا اسی کی عداوت ہوئی اگر میں اس وقت زندہ ہوں تو آپ ﷺ کی بے حد مدد کروں۔

حضرت ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات...... اس قصہ کے تھوڑے ہی عرصے کے بعد جناب ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہو گئے۔ انا للہ۔ ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ گفتگو نازل شدہ وحی پر ایمان و یقین اور مستقبل کے لئے نیک نیت کا اظہار ہے۔
امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (حسن، ابن لہیعہ، ابوالاسود، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اکرم ﷺ سے ورقہ کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اسے دیکھا ہے ان کا لباس سفید تھا، میرا خیال ہے اگر وہ دوزخی ہوتے تو ان کا لباس سفید نہ ہوتا یہ سند حسن ہے لیکن عروہ رحمۃ اللہ علیہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اسے دیکھا ہے اس کا لباس سفید ہے۔ وہ جنت کے وسط میں ہے اور اس کا بالا پوش ریشمی ہے۔

زید کے متعلق آپ ﷺ کی خوشخبری...... زید بن عمرو بن نفیل کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا قیامت کے روز ایک

www.ahlehaq.org

قوم کے مساوی ہوگا۔

ابوطالب کے متعلق آپ ﷺ کا جواب ...... جناب ابوطالب کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اسے گہرے جہنم سے نکال کر پایاب میں داخل کر دیا ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق جنت میں دخول کی بشارت ...... حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ کہاں ہیں کیونکہ وہ فرائض اور اسلامی احکام کے نزول سے قبل فوت ہو چکی تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اسے جنت میں نہر کے کنارے ایک خولدار موتی کے گھر میں دیکھا ہے اس میں کسی قسم کا شور و غل ہے نہ کوئی تکلیف، اسناد حسن اور بعض شواہد کے مطابق صحیح ہے۔

سورۃ فاتحہ کا پہلی وحی ہونا ...... حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ دونوں اپنی اپنی "دلائل نبوۃ" میں (یونس بن بکیر، یونس بن عمرو، عمرو) عمرو بن شرحبیل سے یہ نقل کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا، جب میں تنہا ہوتا ہوں تو غیبی آواز سنتا ہوں، واللہ مجھے خطرہ ہے کہ یہ کوئی ان ہونی اور نرالی بات ہو، خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا، معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ آپ کو ہر خطرناک بات سے محفوظ رکھے گا۔ آپ امانت پورا کرتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں سچ گو ہیں (ایسے خصائل کے حامل انسان کو اللہ ضائع نہیں کرتا)۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو آنحضرت ﷺ گھر پر تشریف فرما نہ تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ قصہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا کر کہا: جناب! آپ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ورقہ کے ہاں جائیے جب رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لے آئے تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا دست مبارک پکڑ کر کہا ورقہ کے پاس چلیں، آنحضور ﷺ نے پوچھا: آپ کو کس نے یہ سب بتایا۔ عرض کیا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے۔ چنانچہ وہاں جا کر آپ ﷺ نے بتایا کہ جب میں تنہا ہوتا ہوں تو پیچھے سے یا محمد یا محمد سنتا ہوں اور میں یہ سن کر دوڑ جاتا ہوں۔

ورقہ نے کہا:

ایسا نہ کیجئے، جب یہ آواز آئے تو ٹھہر کر سنئے وہ کیا کہتا ہے۔ پھر آپ مجھے آ کر بتا دیں۔ جب آپ تنہا ہوئے تو آپ ﷺ کو آواز آئی، اے محمد! پڑھو، بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین تا ولا الضالین تک اور لا الہ الا اللہ بھی پڑھو۔ پھر آپ ورقہ کے پاس آئے۔ اسے یہ سارا قصہ سنایا تو ورقہ نے کہا: مبارک مبارک میں اس بات کا شاہد ہوں کہ آپ ﷺ وہی شخص ہیں جس کی نبوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ کے پاس موسیٰ علیہ السلام جیسا ناموس آیا ہے۔ "واللہ" آپ ﷺ نبی اور رسول ہیں۔ آپ ﷺ کو اس کے بعد بہت جلد جہاد کا حکم ہوگا، واللہ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو آپ ﷺ کے ساتھ جہاد کروں گا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت میں دیکھا ہے اور اس کا ریشمی لباس ہے۔ اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان لا چکا ہے اور میری تصدیق کر چکا ہے۔

یہ عبارت بیہقی رحمۃ علیہ کی ہے اور یہ مرسل ہے اور اس بات میں تعجب ہے کہ اس میں سورہ فاتحہ کا پہلی وحی ہونا مذکور ہے۔ (جو تواتر کے خلاف ہے) ہم ورقہ کے اشعار پہلے ذکر کر چکے ہیں جس سے یہ بات ظاہر ہے کہ اس کے دل میں ایمان مضمر تھا اور آپ ﷺ پر اس کا پختہ اعتقاد تھا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ورقہ کو آنحضور ﷺ پر بادل کے سایہ کرنے کا واقعہ سنایا تھا جو ان کے غلام میسرہ کا بھی چشم دید تھا۔

ورقہ کے مزید اشعار ...... ورقہ نے اس معاملے میں جو اشعار کہے ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں ان اشعار میں سے یہ بھی ہیں۔

لججت وكنت في الذكرى لجوجا
لأمر طالما بعث النشيجا
ووصف من خديجة بعد وصف
فقد طال انتظاري يا خديجا
ببطن المكتين على رجائي

www.ahlehaq.org

حدیثک ان أری منه خروجا
بما خبرتنا من قول قس
من الرهبان أکره أن یعوجا

"میں ایک فکر میں محو ہوں (حالانکہ میں ایک یاد میں گم تھا) جس نے مجھے اکثر اوقات رونے پر اکسایا ہے۔ اور خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بتکرار بیان پر بھی فکر مند ہوں۔ اے خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! میرا انتظار طویل ہو چکا ہے۔ تیرے بیان کی بناء پر غالب امید ہے کہ مکہ میں ان کا ظہور دیکھوں۔ اس راہب کی پیش گوئی کے مطابق جو آپ نے سنائی ہے، اس میں خطا مجھے ناگوار ہے۔"

بأن محمداً سیسود قوما
ویخصم من یکون له حجیجا
ویظهر فی البلاد ضیاء نورٍ
تقیم به البریة ان تعوجا
فیلقی من یحاربه خساراً
ویلقی من یسالمه فلوجا
فیالیتی اذا ما کان ذاکم
شهدت وکنت اولهم ولوجا

"کہ محمد ﷺ عنقریب قوم کے سردار ہونگے، اپنی حجت میں تمام بحث کرنے والے پر غالب آجائیں گے۔ ملک میں روشنی کا ظہور ہوگا جس کے باعث مخلوق کو ضلالت سے بچائے گا۔ ان سے جنگ کرنے والا خسارے میں ہوگا اور صلح کرنے والا کامیاب ہوگا۔ اے کاش! میں اس دوران زندہ ہوں اور سب سے پہلے دین میں داخل ہوں"۔

ولوجا فی الذی کرهت قریش
ولو عجت بمکتها عجیجا
ارجی بالذی کرهوا جمیعا
الی ذی العرش ان سفلوا عروجا
فان یبقوا وابق یکن امور
یضج الکافرون لها ضجیجا

"اگرچہ قریش ناگوار سمجھیں اور مکہ میں شور مچایا کریں۔ میں اللہ کی طرف عروج و ارتقاء کا امیدوار ہوں بے شک وہ لوگ زوال پذیر ہوں اس دین کے باعث جسے وہ لوگ ناپسند کرتے ہیں۔ اگر وہ لوگ اور میں زندہ رہا تو ایسے معرکے بپا ہوں گے جس سے کفار چیخ اٹھیں گے"۔

ایک اور قصیدہ میں ورقہ نے کہا:

وأخبار صدق خبرت عن محمد
یخبرها عنه اذا غاب ناصح
بأن ابن عبد الله احمد مرسل
الی کل من ضمت علیه الأباطح

www.ahlehaq.org

وظنی به أن سوف یبعث صادقا
کما أرسل العبدان هود وصالح
وموسی وإبراهیم حتی یری له
بهاء ومنشور من الحق واضح

"بہت سی ایسی باتیں مجھے محمد ﷺ کے بارے میں پتہ چلیں۔ ان کی غیر موجودگی میں "خیر خواہ" خبریں ہم کو پہنچاتا ہے کہ محمد ان سب کی طرف مبعوث ہیں جو پتھریلے مقامات میں رہتے ہیں۔ میرا ظن غالب ہے کہ وہ راست گو مبعوث ہوگا جیسے ہود علیہ السلام اور صالح علیہ السلام مبعوث ہوئے اور موسیٰ علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام بھی یہاں تک کہ ان کی روشنی اور دلیل ہر طرف پھیلا ہو"۔

ویتبعه حیا لؤی بن غالب
شبابهم والأشیبون الجحاجح
فإن أبق حتی یدرک الناس دهره
فإنی به مستبشر الود فارح
وإلا فإنی یا خدیجة فاعلمی عن
ارضک الأرض العریضة سائح

"لوی کے دونوں قبائل کے نوخیز اور عمر رسیدہ سردار ان کی اتباع کریں۔ اگر میں زندہ رہا (اور لوگوں نے بھی ان کا عہد پایا) مجھے ان کی محبت سے مسرت اور فرحت ہوگی۔ ورنہ اے خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! آپ جان لیں کہ میں آپ کا علاقہ چھوڑ کر کسی اور جگہ جانے والا ہوں"۔

یونس بن بکیر م کی روایت — یونس بن بکیر م۱۹۹ھ محمد بن اسحاق م۱۵۱ھ سے روایت کرتے ہیں کہ ورقہ نے یہ اشعار کہے:

فإن یک حقا یا خدیجة فاعلمی
حدیثک إیانا فأحمد مرسل
وجبریل یأتیه ومیکال معهما
من الله وحی یشرح الصدر منزل
یفوز به من فاز فیها بتوبة
ویشقی به العانی الغریر المضلل
فریقان منهم فرقة فی جنانه
وأخری باحواز الجحیم تغلل

"اے خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! اگر آپ کی بات سچ ہے تو جان لیجئے کہ محمد رسول ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئیں گے اور میکائیل علیہ السلام ان کے ہمراہ ہوں گے۔ اللہ کی جانب سے آپ ﷺ پر دل کشا وحی نازل ہوگی۔ وحی کے باعث وہ کامیاب ہوں گے جس نے دنیا میں توبہ کی وہ کامیاب ہے اور اس توبہ کی وجہ یعنی توبہ نہ کرنے کی وجہ سے لوگ ذلیل، فریب خوردہ اور گمراہ و بدبخت ہوں گے۔ تمام لوگ دو گروہوں میں منقسم ہیں ایک کو جنت میں اور دوسرے کو دوزخ میں بار بار لایا جائے گا"۔

www.ahlehaq.org

اذا ما دعوا بالويل فيها تتابعت
مقامع في هاماتهم ثم تشعل
فسبحان من يهوى الرياح بامره
ومن هو في الأيام ما شاء يفعل
ومن عرشه فوق السموات كلها
واقضاؤه في خلقه لا تبدل

"جب وہ اس میں افسوس کریں گے تو ان کے سروں پر مسلسل ہتھوڑے مارے جائیں گے پھر ان پر آگ تیز کر دی جائے گی۔ پاک ہے وہ ذات جو ہواؤں کو اپنے امر سے چلاتی ہے اور پاکیزہ ہے وہ ذات جو زمانہ میں جو چاہتی ہے کرتی ہے۔ منزہ ہے وہ ذات جس کا عرش تمام آسمانوں کے اوپر ہے اور جس کے فیصلے کائنات میں تبدیل نہیں کیے جا سکتے"۔

اور ورقہ نے مزید یہ اشعار کہے:

يا للرجال وصرف الدهر والقدر
وما لشيء قضاه الله من غير
حتى خديجة تدعوني لأخبرها
امراً اراه سيأتي الناس من أخر
وخبرتني بامر قد سمعت به
فيما مضى من قديم الدهر والعصر
بانّ احمد يأتيه فيخبره
جبريل انك مبعوث الى البشر

"اے لوگو! زمانہ اور قضاء وقدر کے انقلابات پر حیرت و تعجب کا اظہار کرو مگر اللہ کے فیصلہ میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تمنا ہے کہ میں اسے وہ بات بتاؤں جو میرے خیال میں بالآخر ظاہر ہونے والی ہے۔ آپ ﷺ نے مجھے ایسی بات سے مطلع کیا ہے جو عرصہ دراز سے مجھے معلوم ہے۔ کہ احمد ﷺ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئیں گے اور آگاہ کریں گے کہ آپ لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں"۔

فقلت علّ الذي ترجين ينجزه
لك الإله فرجي الخير وانتظري
وارسليه الينا كي نسائله
عن امره ما يرى في النوم والسهر
فقال حين أتانا منطقاً عجباً
يقف منه اعالي الجلد والشعر
اني رأيت امين الله واجهني
في صور أكملت من أعظم الصور

"میں نے ان سے کہا شاید اللہ تعالیٰ تمہاری امید بر لائے لہٰذا خیر و برکت کی حالت کی امید رکھیے اور انتظار کیجئے۔ ان کو ہمارے پاس لے کر آئیں تا کہ ہم ان سے دریافت کریں وہ خواب اور بیداری کی حالت میں کیا دیکھتے ہیں پھر وہ آئے اور ایک

ایسی عجیب بات بیان کی جسے سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ میں نے اللہ کے کلام کے امین کو دیکھا وہ میرے پاس کامل ترین شکل وصورت میں تشریف لائے"۔

ثم استمر فكاد الخوف يذعرني
مما يسلم من حولي من الشجر
فقلت ظني وما ادري أيصدقني
ان سوف يبعث يتلو منزل السور
وسوف يبليك ان اعلنت دعوتهم
من الجهاد بلا من ولا كدر

"پھر آپ تشریف لے گئے اور میں ارد گرد کے درختوں سے سلام کی آواز سے خوفزدہ تھا۔ میں نے کہا: غالب گمان یہ ہے (یقینی علم نہیں) کہ وہ بہت جلد رسالت کے فرائض سے مشرف ہوں گے اور سورتوں کی تلاوت کریں گے۔ اگر آپ ﷺ نے کفار کو جہاد کی طرف بلایا تو بغیر کسی پریشانی کے اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے گا"۔

دلائل نبوۃ میں حافظ بیہقی نے یہ سب اسی طرح نقل کیا ہے۔ لیکن میرے نزدیک ان اشعار کو ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کرنے میں شک ہے۔ واللہ اعلم۔

پتھروں اور درختوں کا آپ ﷺ کو سلام کرنا ---- ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالملک بن عبداللہ کی معرفت سے بعض اہل علم سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نبوت سے سرفراز ہونے سے پہلے رفع حاجت کے لئے جاتے تو (حسب دستور) دور نکل جاتے کسی گھاٹی اور وادی سے گزرتے تو وہاں پتھر اور درخت آپ کو "السلام علیکم یا رسول اللہ" کہتے آپ اپنے دائیں بائیں اور پیچھے مڑ کر دیکھتے تو پتھر اور پیڑ کے سوا کچھ نہ دیکھتے کچھ عرصہ آپ ﷺ کی یہ کیفیت رہی۔ پھر آپ ﷺ کے پاس جبرائیل غار حرا میں ماہ رمضان میں وحی لے کر آئے۔

وحی کی ابتداء کے بارے میں عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان خطاب ---- ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے وہب بن کیسان م ۱۲۷ھ نے بتایا کہ میں نے عبداللہ بن زبیر سے سنا وہ عبید بن عمیر قتادہ لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہہ رہے تھے، جناب رسول اللہ ﷺ پر وحی کا آغاز کیسے ہوا؟ تو عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضرین مجلس سے خطاب فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال غار حرا میں ایک ماہ عبادت کیلئے جایا کرتے تھے (اور قریش کا بھی یہ دستور تھا) آپ عبادت میں رہتے اور جو مسکین محتاج آتا اسے کھانا کھلاتے۔ جب عبادت کا مقررہ وقت پورا ہو جاتا تو گھر آنے سے پہلے بیت اللہ کا طواف کرتے، پھر واپس گھر تشریف لاتے۔ یہاں تک کہ وہ مبارک مہینہ قریب آ گیا جس میں قدرت کو منظور تھا کہ آپ کو رسالت سے سرفراز فرماتے۔ ماہ رمضان میں آپ حسب دستور غار حرا میں گئے اور آپ ﷺ کے ہمراہ آپ ﷺ کے اہل و عیال بھی تھے وحی کے آغاز کا وقت قریب آیا تو اللہ کے حکم سے آپ ﷺ کے پاس جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے۔

پہلی وحی کا نزول ---- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام میرے پاس خواب میں ریشمی کپڑے میں لپٹا ہوا ایک مکتوب لائے اور فرمایا پڑھو میں نے کہا: "ما اقرأ" میں نہیں پڑھ سکتا پھر آپ علیہ السلام نے مجھے اتنا دبایا کہ مجھے موت دکھائی دینے لگی اس نے مجھے چھوڑ کر وہی کہا تو میں نے حسب سابق وہی جواب دیا۔ اسی طرح تیسری دفعہ دبوچنے کے بعد جبرائیل علیہ السلام نے مجھے سورہ علق (۹۶/۱۵) کی پہلی پانچ آیات بتائیں میں نے وہ سب پڑھ لیں۔ جبرائیل علیہ السلام چلے گئے۔

وحی کے بعد کے حالات ..... میں خواب سے بیدار ہوا تو گویا وہ تحریر میرے دل میں پیوست ہو چکی ہے۔ میں غار حرا سے باہر نکلا اور کوہ حرا کے وسط میں تھا کہ آسمان کی طرف سے آواز آئی۔

یامحمد انت رسول اللہ وانا جبرائیل

"جناب محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبرائیل علیہ السلام ہوں"۔

میں نے آسمان کی طرف سر اٹھایا تو دیکھتا ہوں کہ جبرائیل علیہ السلام انسانی شکل میں آسمان کے افق پر موجود ہیں اور کہہ رہے ہیں:

یامحمد انت رسول اللہ وانا جبرائیل

اور آپ آسمان کے پورے افق پر محیط ہیں۔ میں دیر تک وہاں بغیر ادھر ادھر ہوئے ٹکٹکی باندھے کھڑا رہا یہاں تک خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے میری تلاش میں اپنے خدمت گار آدمیوں کو روانہ کیا مگر وہ پورے مکہ میں مجھے ڈھونڈ کر ناکام واپس لوٹ آئے اور میں وہیں کھڑا تھا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام منظر سے ہٹ گئے تو میں بھی گھر آیا، پھر میں ان کے پہلو میں بیٹھ گیا تو خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: جناب آپ ﷺ کہاں تھے؟ واللہ میں نے اپنے لوگوں کو آپ کی تلاش میں بھیجا مگر وہ ناکام واپس چلے آئے۔ پھر میں نے ان کو یہ سارا واقعہ سنایا تو خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: اے ابن عم! مبارک ہو حوصلہ کیجئے! واللہ! مجھے امید ہے کہ آپ ﷺ اس قوم کے نبی ہوں گے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ورقہ کی خدمت میں حاضر ہونا—— پھر وہ وہاں سے اٹھ کر ورقہ کے پاس گئیں اور ان کے سامنے سارا واقعہ بتایا تو ورقہ نے کہا: واللہ اگر آپ درست کہہ رہی ہیں تو ان کے پاس وہی "ناموس اکبر" آیا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا وہ اس قوم کے نبی ہیں اور میری طرف سے ان کو کہنا ثابت قدم رہیں۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو ورقہ کی ساری پیشین گوئی بتا دی۔

رسول اللہ ﷺ غار حرا سے واپس آئے اور حسب دستور بیت اللہ کا طواف شروع کیا تو دوران طواف ورقہ نے آپ سے پوچھا اے برادرزادہ! فرمائیے آپ نے کیا دیکھا اور کیا سنا؟ چنانچہ آپ نے اسے سارا قصہ سنا دیا تو اس نے کہا: واللہ آپ ﷺ اس قوم کے نبی ہیں آپ ﷺ کے پاس وہ "ناموس اکبر" آیا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔ یہ قوم آپ ﷺ کی تکذیب کرے گی، اذیت پہنچائے گی آپ کو ملک بدر کرے گی اور آپ کے خلاف برسرپیکار ہوگی۔ اگر میں اس وقت زندہ رہا تو میں اللہ تعالیٰ کے دین کی خوب مدد کروں گا۔ پھر اس نے قریب ہو کر آپ کا سر مبارک چوم لیا۔ بعد ازیں رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لے آئے۔

خواب پر تبصرہ—— عبید بن عمیر لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ بیان کہ حالت بیداری میں وحی کی خاطر ایک تمہید اور دیباچہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قول کے مطابق ہے کہ رسول اللہ ﷺ جو خواب دیکھتے ہیں اس کی تعبیر صبح کی روشنی کی طرح نمودار ہو جاتی۔ ممکن ہے یہ خواب بیداری کی حالت میں وحی نازل ہونے کے بعد آپ نے اسی رات دیکھا ہو اور یہ بھی امکان ہے کہ تھوڑے عرصے کے بعد یہ خواب آیا ہے۔

آپ ﷺ کے خواب کی تفصیل—— موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ زہری رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے علم میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ شروع شروع میں نیند میں خواب آنے شروع ہوئے اور یہ کیفیت آپ کے لئے نہایت تکلیف دہ تھی آپ ﷺ نے اس صورت حال سے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو آگاہ کیا۔ یہ اچھا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تکذیب کی بجائے تصدیق کی توفیق بخشی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: مبارک ہو اللہ کی طرف سے یہ خوش بختی کا پیش خیمہ ہے۔ پھر آپ باہر چلے گئے اور واپس گھر لوٹے تو بتایا کہ میرا سینہ چاک ہوا، پھر صاف کر کے دھویا گیا اور پھر حسب سابق وہیں لوٹا دیا گیا۔ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: واللہ یہ ایک خوش آئند بات ہے آپ ﷺ کو مبارک ہو۔ اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام مکہ کے بالائی علاقہ میں نمودار ہوئے اور آپ کو ایک بہترین خوشنما مقام پر مسند پیش کی۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: آپ علیہ السلام نے مجھے بہترین غالیچے پر بٹھایا جو یاقوت اور موتیوں سے آراستہ تھا اور رسالت کی نوید سنائی۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا: پڑھو۔ تو میں نے کہا کیسے پڑھوں؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا اقرا باسم ربک الذی خلق (علق پانچ آیات تک)

www.ahlehaq.org

سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بعض کا خیال ہے کہ سورہ مدثر سب سے پہلے اتری۔ واللہ اعلم۔ رسول اللہ ﷺ نے رسالت کو خندہ پیشانی سے قبول کیا اور جو وحی جبرائیل علیہ السلام لائے اس پر عمل کیا۔ جب گھر واپس آ رہے تھے تو جس شجر و حجر کے پاس گزرتے وہ سلام کرتے، چنانچہ آپ ایمان و یقین کی دولت لئے بہت خوشی کے ساتھ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے ان سے کہا میں نے جو خواب سنایا کہ مجھے جبرائیل علیہ السلام نظر آیا ہے اب اس نے میرے سامنے نمودار ہو کر کہا ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے میری طرف بھیجا گیا ہے اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کو تمام وحی اور واقعہ بتایا تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ مبارک قبول کیجئے واللہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر خیر و برکت کی نوازش کرے گا۔ آپ ﷺ ان حالات کو خوش آمدید کہئے اور بشارت قبول فرمائیے۔ آپ ﷺ بالکل اللہ کے رسول ہیں۔ پھر آپ ﷺ گھر سے تیار ہو کر عتبہ کے غلام نینوی کے باشندے عداس نامی نصرانی کے پاس تشریف لائیں اور اسے کہا خدا مجھے بتائیے کیا آپ جبرئیل علیہ السلام کے متعلق کچھ جانتے ہیں؟" اس نے کہا قدوس قدوس! بت پرستوں کے مرکز میں جبرئیل کا نام گرامی وہ پاک ہے! چہ نسبت خاک را با عالم پاک (خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے بتائیے! آپ ان کے متعلق کچھ بتاتے ہیں؟ تو اس نے کہا جبرئیل علیہ السلام اللہ اور انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان پیغام رسانی میں دیانت دار ہیں وہی موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے پاس اللہ کا پیغام لایا کرتے تھے۔ چنانچہ خدیجہ رضی اللہ عنہا وہاں سے واپس ہوئیں اور ورقہ کے پاس آئیں پھر اسے جبرئیل علیہ السلام کی آمد کا سارا قصہ سنایا، تو ورقہ نے کہا محترمہ! میرے علم کے مطابق آپ کا رفیق حیات وہی ہے جس کے انتظار میں اہل کتاب ہیں ان کا ذکر تورات اور انجیل میں موجود ہے۔ بہرحال اگر آپ وہی منتظر رسول ہیں اور آپ نے میری حیات میں ہی رسالت کا اظہار کیا تو میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت پر صبر و تحمل اور ان کے تعاون پر نصرت و یاوری کا انعام و اکرام اللہ سے پاؤں گا۔

واقعہ شق صدر — حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا واقعات بیان کر کے فرمایا ہے یہ ممکن ہے سینہ چاک ہونے کا یہ قصہ وہی ہو جو بچپن میں حلیمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیش ہوا، اور یہ بھی احتمال ہے کہ شق صدر کا یہ دوسرا واقعہ پیش آیا ہو۔

اور معراج کے وقت تیسری بار شرح صدر ہوا ہو واللہ اعلم۔ ورقہ بن نوفل کے ترجمہ و تعارف میں حافظ ابن عساکر نے سلیمان بن طرخان تیمی سے یہ نقل کیا ہے کعبہ کی تعمیر کے پانچ سال بعد اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو نبوت کے منصب پر فائز فرمایا۔ آپ ﷺ آغاز نبوت سے قبل سچے خواب دیکھا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے اس صورت حال سے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو آگاہ کیا۔ تو انہوں نے کہا مبارک ہو اللہ تعالیٰ آپ پر خیر و برکت کی نوازش کرے گا۔

آپ ﷺ ایک روز غار حرا میں تشریف فرما تھے اچانک جبرائیل علیہ السلام آئے آپ ان سے نہایت خوفزدہ ہوئے تو جبرئیل نے اپنا ہاتھ سینے اور کندھے پر رکھتے ہوئے دعا کی:

اللھم احطط وزرہ واشرح صدرہ وطھر قلبہ

ترجمہ "الٰہی ان کا بوجھ ہلکا کر دے سینہ کھول دے اور دل پاک صاف کر دے"۔

اے محمد! مبارک ہو، آپ اس قوم کے نبی ہیں پڑھئے آپ ﷺ نے فرمایا اور آپ پر خوف سے کپکپی طاری تھی اللہ کی قسم میں نے کبھی تحریر نہیں پڑھی مجھے پڑھنے سے میرا کوئی واسطہ نہیں جبرئیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو پکڑ کر خوب دبایا اور پھر چھوڑ کر فرمایا "اقرأ" پڑھئے آپ ﷺ نے حسب سابق جواب دیا پھر آپ ﷺ کو ریشمی قالین پر بٹھا کر جو یاقوت اور موتیوں سے آراستہ تھا کہا

اقرأ باسم ربک الذی خلق (اور سورت) کی پانچ آیات تک۔ پھر فرمایا اے محمد! خوفزدہ نہ ہوں بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں بعد ازاں جبرائیل علیہ السلام چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ فکر مند تھے کہ میں کیا کروں قوم کو کیا کہوں گا پھر آپ ﷺ خوفزدہ ہو کر باہر نکلے سامنے سے دیکھا تو جبرائیل علیہ السلام کو سامنے پایا ایک عجیب و غریب منظر دیکھا تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا جناب آپ ﷺ فکر نہ کریں۔ انبیاء و رسل کی طرف جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا فرشتہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعظیم و تکریم پر یقین کیجئے آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ وہاں سے واپس ہوئے تو ہر شجر و حجر جھک کر آپ کو "السلام علیکم یا رسول اللہ" کہہ رہا تھا یہ دیکھ کر آپ ﷺ کو بڑا اطمینان ہوا

اور نبوت و رسالت کے اثرات نمایاں ہوئے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے تو وہ آپ ﷺ کے چہرے پر تبدیلی کے آثار دیکھ کر گھبرا گئیں۔ اٹھ کر وہ آپ ﷺ کے چہرہ مبارک سے گرد و غبار صاف کرنے لگیں۔ شاید آپ ﷺ کو یہ صدمہ بھی آواز سننے اور خوفناک خواب دیکھنے کی وجہ سے لاحق ہوا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جو میں خواب میں دیکھا کرتا تھا اور بے خوابی میں اسے دیکھ کر ڈر جایا کرتا تھا وہ جبرائیل علیہ السلام ہے آج وہ میرے سامنے نمودار ہوا ہے اور میں اس منظر کو دیکھ کر ڈر گیا۔ پھر اس فرشتے نے دوبارہ میرے پاس آ کر کہا: آپ اس قوم کے نبی ہیں۔ چنانچہ جب میں وہاں سے واپس ہوا تو مجھے راستے میں ہر پتھر اور درخت السلام علیکم یا رسول اللہ کہہ رہا تھا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ ﷺ کو مبارک ہو۔ واللہ! مجھے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ضرر نہیں پہنچائے گا اور میں چشم براہ ہوں کہ آپ اس قوم کے وہ نبی ہیں جس کے یہود بڑے عرصے سے منتظر ہیں۔ یہ بات مجھے میرے غلام ناصح اور بحیری راہب نے بتائی تھی اور تین سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا ہے کہ اس نے مجھے آپ کے ساتھ نکاح کرنے کا مشورہ دیا تھا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی دل جوئی کرتی رہیں تا آنکہ آپ ﷺ نے مطمئن ہو کر کھانا کھایا۔ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک راہب کے پاس گئیں جو مکہ کے گرد و نواح میں رہائش پذیر تھا۔ اس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آتے ہوئے دیکھ کر کہا: یا سیدۃ نساء قریش اے قریش کی خاتون اول! کیا بات ہے؟ چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے آئی ہوں۔ اس نے نہایت تعجب خیز لہجے میں کہا: سبحان اللہ! بت پرستی کے مرکز میں جبرائیل علیہ السلام کا نام، جبرائیل علیہ السلام اللہ کے کلام کا امین ہے نبیوں اور رسولوں کی طرف اللہ کا پیغام لاتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ کا ساتھی ہے چنانچہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ کی نبوت پر یقین آ گیا۔ پھر وہ عتبہ بن ربیعہ کے غلام عداس کے پاس آئیں۔ اس سے دریافت کیا تو اس نے بھی راہب کی بات کی تصدیق کی مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا جب اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا تو جبرائیل علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ تھے۔ اللہ تعالیٰ جب کوہ طور پر موسیٰ علیہ السلام سے ہمکلام ہوتے تو جبرائیل علیہ السلام آپ کے ساتھ تھے۔ آپ ابن مریم علیہ السلام کے بھی رفیق تھے اور اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کی رفاقت سے ان کی تائید و مدد کی تھی۔ پھر آپ وہاں سے ورقہ بن نوفل کے پاس تشریف لے گئیں۔ اس سے جبرائیل علیہ السلام کے بارے میں سوال کیا اس نے بھی عداس کا سا جواب دیا تو پھر ورقہ نے پوچھا: کیا معاملہ ہے؟ تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس سے حلف لیا کہ وہ یہ بات صیغہ راز میں رکھے گا۔ چنانچہ ورقہ نے حلف اٹھایا تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت محمد ﷺ نے مجھے بتایا ہے کہ (خدا کی قسم! آپ ﷺ سچ گو ہیں اور کذب بیانی سے دور ہیں) کہ غار حرا میں ان کے پاس جبرائیل علیہ السلام آیا ہے اس نے یہ بتایا کہ آپ ﷺ اس قوم کے نبی ہیں اور آیات بھی پڑھائیں۔

ورقہ کی حیرانگی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا آپ ﷺ سے کلام ..... یہ بات سن کر ورقہ نے بڑی حیرانگی سے کہا: اگر جبرائیل علیہ السلام کے مقدس قدم اس زمین سے مس ہوئے ہیں تو واقعی وہ روئے زمین کی بہترین شخصیت پر نازل ہوئے ہیں اور وہ نبی ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام انبیاء و رسل کے قدیم رفیق ہیں۔ محترمہ! آپ محمد ﷺ کو میرے پاس بھیجئے تاکہ میں ان سے پوری صورت حال معلوم کر لوں مجھے خطرہ ہے کہ وہ (آنے والا) جبرائیل علیہ السلام نہ ہو کیونکہ بعض اوقات یہ شیطان بھی لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے جبرائیل علیہ السلام کا روپ دھار کر آتا ہے اور وہ عقل و فہم والا شخص بھی (جس کے پاس شیطان آتا ہے) دیوانہ اور پاگل ہو جاتا ہے چنانچہ پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا وہاں سے واپس آ گئیں اور ان کو پورا یقین تھا کہ محمد ﷺ پر اللہ تعالیٰ فضل و کرم ہی کرے گا۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ورقہ کے ساتھ ہونے والی پوری گفتگو سنائی اسی دوران ن والقلم وما یسطرون ما انت بنعمۃ ربک بمجنون ۔ الآیۃ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا: وہ واقعی جبرائیل ہے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: میری خواہش ہے کہ آپ ورقہ کے پاس تشریف لے جائیں ممکن ہے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی وجہ سے ان کو رشد و ہدایت نصیب کر دے۔

ورقہ کا آپ ﷺ سے سوال و جواب ..... پھر رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے تو اس نے پوچھا: وہ آنے والا جب آپ کے پاس آیا تو وہ روشن ماحول میں تھا یا تاریکی میں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو جبرائیل علیہ السلام کی عظمت و جلالت کا پورا نقشہ بتایا اور وحی کے دوران پیش

www.ahlehaq.org

آنے والے واقعات من وعن بیان کر دیئے۔ تو ورقہ نے کہا میں پورے وثوق سے شہادت دیتا ہوں کہ وہ جبرائیل ہے اور وہ "آیات" اللہ کا کلام ہے اور آپ ﷺ کو ان کی تبلیغ کا حکم دیا ہے۔ اگر میں نے آپ ﷺ کا عہد نبوت پایا تو آپ ﷺ کی اتباع کروں گا۔ اے ابن عبدالمطلب! آپ ﷺ کو شرف رسالت مبارک ہو۔ اس کے بعد ورقہ کی یہ رائے اور آپ ﷺ کی صداقت کا اظہار زبان زد عام وخاص تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ کی یہ شہرت اور صداقت امراء مکہ کو ناگوار گزری اور ادھر وحی کا سلسلہ رک گیا تو مکہ کے بعض کہنے لگے اگر یہ وحی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی تو مسلسل جاری رہتی (اور اللہ تعالیٰ آپ سے خوش ہوتا) لیکن اب اللہ آپ سے ناراض ہے (معلوم ہوا یہ وحی اللہ کی طرف سے نہ تھی) پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے اس وہم وگمان کی تردید کی اور اس کے بعد سورۂ والضحیٰ اور الم نشرح مکمل اتاریں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کے متعلق حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سوال —— حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابو عبداللہ حافظ، ابوالعباس، احمد بن عبدالجبار، یونس، ابن اسحاق، اسماعیل بن ابی حکیم مولی آل زبیر) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ اکرم ﷺ سے عرض کیا اے ابن عم! جب جبرائیل علیہ السلام آئے تو آپ مجھے آگاہ کر سکتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا بالکل! چنانچہ رسول اللہ ﷺ (گھر میں) خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے کہ جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا خدیجہ رضی اللہ عنہا! یہ جبرائیل علیہ السلام موجود ہیں! تو آپ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کیا اب آپ ﷺ ان کو دیکھ رہے ہیں؟ آپ نے "ہاں" میں جواب دیا تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ ﷺ میرے دائیں پہلو میں تشریف رکھئے۔ چنانچہ آپ ﷺ اس طرف تبدیل ہو گئے۔ تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کیا اب بھی آپ ﷺ ان کو دیکھ رہے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے اثبات میں جواب دیا۔ تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا آپ ﷺ میری آغوش میں آجائیں تو آپ ﷺ ان کی آغوش میں بیٹھ گئے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کیا اب بھی آپ ان کو دیکھ رہے ہیں؟ تو آپ نے کہا بالکل دیکھ رہا ہوں تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دوپٹہ سرکا کر سر ننگا کر دیا اور پوچھا کیا اب بھی آپ ان کو دیکھ رہے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے نفی میں جواب دیا۔ تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا "ما هذا بشيطان" یہ شیطان نہیں ہے اے ابن عم! یہ واقعی فرشتہ ہے مبارک ہو ڈٹ جاؤ۔ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ پر ایمان لائیں اور اس امر کی بھی شہادت دی کہ جو وحی آپ ﷺ پر نازل ہوئی وہ برحق اور سچ ہے۔

حدیث فاطمہ رضی اللہ عنہا —— ابن اسحاق فرماتے ہیں میں نے یہ حدیث عبداللہ بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کو سنائی تو آپ نے کہا میں نے یہ حدیث اپنی والدہ فاطمہ بنت حسین سے سنی ہے۔ وہ یہ روایت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتی ہیں مگر اس روایت میں یہ مذکور ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو اپنی قمیص کے اندر چھپایا تو جبرائیل علیہ السلام غائب ہو گئے۔

حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اپنے پہلو اور آغوش میں بٹھانا محض اطمینان اور مزید تحقیق کی وجہ سے تھا۔ ورنہ آپ علیہ السلام کو تو جبرائیل علیہ السلام کی بات پر پورا یقین وایمان تھا اور جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو عجائبات عالم سے آگاہ کر دیا تھا حتیٰ شجر وحجر تک آپ ﷺ کو سلام کہتا۔

مسلم شریف میں جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے یہ منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مکہ میں اب بھی اس پتھر کو جانتا ہوں جو مجھے بعثت سے پہلے سلام کیا کرتا تھا انی لاعرف حجرا (میں اب بھی اسے جانتا ہوں) ابو داؤد طیالسی، جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ مکہ میں ایک پتھر ہے جو مجھے مبعوث ہونے کے دوران سلام کیا کرتا تھا۔ حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مکہ میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ وہاں کسی طرف تشریف لے گئے تو راستہ میں جو درخت اور پہاڑ سامنے آتا وہ کہتا "السلام علیک یا رسول اللہ" ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ کسی وادی میں داخل ہوتا تو راستہ میں جو پتھر آتا وہ کہتا السلام علیکم یا رسول اللہ۔

وحی کے نزول کا شوق —— امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سابقہ روایت میں بیان کیا ہے کہ وحی کے انقطاع کے بعد رسول اللہ ﷺ اس قدر غمگین ہوئے (کہ پہاڑ سے کود جانے کے لئے) بار بار پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جاتے تو اچانک جبرائیل علیہ السلام نمودار ہوتے اور آپ ﷺ کو

تسلی دیتے جناب! آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں یہ سن کر آپ کا جوش ہیجان ٹھنڈا پڑ جاتا اور اطمینان حاصل ہو جاتا چنانچہ آپ ﷺ پہاڑ کی چوٹی سے اتر آتے۔ پھر جب بندش کا دور دراز طویل ہوتا تو (پھر غم سے مغلوب ہو کر) پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جاتے تو فوراً جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے سامنے آ جاتے۔

زمانہ فترت کے بعد پہلی وحی کا نزول ...... جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ روایت میں ہے کہ بندش وحی اور فترت کے متعلق میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا کہ میں چل رہا تھا کہ اچانک آسمان سے آواز آئی میں نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کے دیکھا تو وہی فرشتہ ہے جو غار حرا میں آیا تھا وہ فضا میں کرسی پر براجمان ہے۔ قریب تھا کہ میں ڈر کے مارے زمین پر گر جاتا، پھر میں وہاں سے گھر واپس آیا اور اہل خانہ سے کہا مجھ پر کمبل ڈال دو، کمبل ڈال دو۔ تو پھر "یا ایھا المدثر، قم فانذر وربک فکبر وثیابک فطھر والرجز فاھجر" سورہ مدثر کی آیات نازل ہوئی۔ پھر اس کے بعد وحی کا سلسلہ شروع ہو گیا اور وحی مسلسل آنے لگی۔ چنانچہ فترت وحی کے بعد پہلی وحی سورہ مدثر تھی۔ یہ مطلقاً پہلی وحی نہ تھی، بلکہ سب سے پہلی نازل ہونے والی وحی سورہ علق ہی تھی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کا مناسب مفہوم وہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے اور یہ بات خود جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے ظاہر ہے کہ وہی فرشتہ تھا جو پہلی بار آیا تھا۔ نیز "فترت وحی" سے خود عیاں ہے کہ اس سے پہلے وحی نازل ہو چکی تھی، واللہ اعلم۔

متفق علیہ روایت میں ہے کہ یحییٰ بن ابی کثیر نے ابو سلمہ بن عبدالرحمان سے پوچھا کون سی سورت پہلے نازل ہوئی؟ تو اس نے کہا: سورہ مدثر ہے۔ میں نے عرض کیا نہیں بلکہ سورہ علق ہے۔ تو ابو سلمہ نے کہا: میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا سورہ مدثر۔ میں نے بھی تمہاری طرح سورہ علق کا نام لیا تو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں غار حرا میں ایک ماہ مراقبہ میں مصروف رہا، مراقبہ پورا کر کے جب میں نیچے وادی میں آ گیا تو مجھے ایک آواز آئی۔ میں نے اپنے چاروں طرف دیکھا تو مجھے کچھ نظر نہ آیا پھر میں نے نظر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا تو وہ خلا میں موجود ہے یہ دیکھ کر مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا (پھر میں فوراً گھر آیا) اور اہل خانہ سے کہا: مجھ پر کمبل ڈال دو پھر سورہ مدثر نازل ہوئی اور ایک روایت میں ہے یہ وہی فرشتہ تھا جو غار حرا میں آیا تھا اور وہ خلا میں معلق کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس روایت سے صاف واضح ہے کہ اس سے پہلے آپ ﷺ پر وحی نازل ہو چکی تھی، واللہ اعلم۔

فترت وحی کے بعد والضحیٰ اور اللہ اکبر کا سب سے پہلے نازل ہونے کے متعلق روایت

بعض کا خیال ہے کہ وحی کی بندش اور فترت کے زمانے کے بعد پہلی سورہ والضحیٰ نازل ہوئی اس بات کے قائل محمد بن اسحاق ہیں۔

بعض قاری کہتے ہیں کہ اسی خوشی میں رسول اللہ ﷺ نے والضحیٰ سے پہلے اللہ اکبر کہا سورہ والضحیٰ کی فترت کے بعد پہلی وحی ہونے کی تردید جابر رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ روایت سے واضح ہے کہ فترت وحی کے بعد سب سے پہلے سورہ مدثر نازل ہوئی۔ مگر ہاں سورہ والضحیٰ کا نزول ایک اور معمولی فترت جو کہ اس کے بعد ہوا تھا جیسا کہ جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے۔ یہ بیماری دو تین روز تک طویل ہو گئی تو ایک عورت نے کہا "ما اری شیطانک الا ترکک" یعنی معلوم ہوتا ہے آپ کا شیطان آپ کو چھوڑ کر چلے گیا ہے۔ (معاذ اللہ) تو پھر سورہ والضحیٰ نازل ہوئی۔

نبوت و رسالت پر فائز ہونا ...... سورہ علق سے آپ ﷺ کو نبوت کا منصب عطا ہوا اور سورہ مدثر میں (وقم فانذر) کے خطاب سے آپ ﷺ رسالت کے مرتبے پر فائز ہوئے۔

فترت وحی کا زمانہ ...... بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ فترت وحی کا زمانہ دو سال یا ڈھائی سال تھا، واللہ اعلم۔ اور اس عرصہ میں میکائیل علیہ

اسلام آپ ﷺ کے ساتھ ہوا ہے جیسا کہ شعبی رضی اللہ عنہ وغیرہ کا قول ہے۔ یہ قول سورہ علق کے اس سے پہلے نازل ہونے کے منافی نہیں۔ پھر سورہ مدثر کے نزول کے بعد جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے رفیق اور ہمدم رہے اور وحی کا سلسلہ مسلسل شروع ہو گیا۔

حضور ﷺ کا تبلیغ دین میں مصروف ہونا —— رسول اللہ ﷺ ہمہ تن تبلیغ کی طرف متوجہ ہوئے، پختہ عزم اور تندہی سے دعوت کا حق ادا کیا خاص و عام، آزاد اور غلام سب کے سامنے دعوت توحید اسلام پیش کی۔ ہر عقل مند اور سعادت مند کو ایمان کا نور نصیب ہوا اور ہر سرکش اور ہٹ دھرم آپ ﷺ کی مخالفت اور ضد پر گامزن رہا۔

اولین مسلمان —— چنانچہ آزاد مردوں میں سب سے پہلے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے اور بچوں میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور خواتین میں سے خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ اور غلاموں میں زید بن حارثہ کلبی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اور ورقہ بن نوفل کے قبول ایمان کے متعلق ہم گزشتہ بیان کر چکے ہیں کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان لا چکے تھے اور فترت وحی کے دوران فوت ہو گئے تھے۔ واللہ اعلم

فصل

نزول وحی کے وقت جنات اور شیاطین سے آسمانوں کی حفاظت

نزول وحی کے وقت جنات اور سرکش شیطانوں کے چھپ کر سننے پر پابندی کا اہتمام اس لئے تھا کہ مبادا ان میں سے کوئی ایک آدھ کلمہ سن لیں اور اپنے ہمراز دوست کو بتا دے اور قرآن میں اشتباہ پیدا ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان شیاطین کی آسمان تک پہنچ کو روک کر کائنات پر اپنا فضل و کرم فرمایا۔

سورہ جن ۸۔۱۰/۷۲ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "اور ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو ہم نے اسے سخت پہروں اور شعلوں سے بھرا ہوا پایا اور ہم اس کے ٹھکانوں میں سننے کے لئے بیٹھا کرتے تھے۔ پس جو کوئی اب کان دھرتا ہے وہ اپنے لئے ایک انگارا تاک لگائے ہوئے پاتا ہے اور ہم نہیں جانتے کہ زمین والوں کے ساتھ نقصان کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کی نسبت ان کے رب نے راہ راست پر لانے کا ارادہ کیا ہے۔"

شعراء ۲۱۰۔۲۱۲/۲۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ "اور قرآن کو شیطان لے کر نہیں نازل ہوئے اور نہ یہ ان کا کام ہے اور نہ وہ ایسا کر سکتے ہیں وہ تو سننے کی جگہ سے بھی دور کر دیئے گئے ہیں۔"

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں جنات آسمان کی طرف وحی سننے کے لئے چڑھتے تھے، ایک بات سنتے تو اس میں نو کا اضافہ کر دیتے تھے، ایک تو سچی ہوتی اور باقی سب جھوٹی۔ جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تو وہ سب اپنے سننے کے ٹھکانوں سے روک دیئے گئے۔ جنات نے یہ بات ابلیس کے پاس بیان کی (اور قبل ازیں ان پر ستارے پھینکے نہیں جاتے تھے) ابلیس نے کہا یہ زمین میں کسی نئے واقعہ کے ظہور پذیر ہونے کی بنا پر ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے پورے لشکر کو اس بات کی جستجو کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دو پہاڑوں کے درمیان نماز ادا کرتے ہوئے پایا۔ انھوں نے واپس آ کر اطلاع دی تو اس نے کہا یہی تو نیا حادثہ رونما ہوا ہے۔

جنات کا قرآن سنتے ہی مسلمان ہو جانا —— ابو عوانہ رحمۃ اللہ علیہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام "سوق عکاظ" جا رہے تھے اور وہاں شیاطین کو آسمان کی بات سننے سے روک دیا گیا تھا (اور جو بھی سننے کا ارادہ کرتا) اس کی طرف انگارے پھینکے جاتے چنانچہ شیاطین اپنی قوم (کی رہائش گاہ) میں واپس آ گئے۔ انھوں نے دریافت کیا: تمھیں کیا ہوا؟ انھوں نے بتایا کہ آج ہمیں آسمان کی بات سننے سے روک دیا گیا ہے (اور جو سنتا اس کی جانب انگارے پھینکے جاتے ہیں) تو ابلیس وغیرہ نے کہا: ایسی سخت حفاظت کسی نئے حادثہ

www.ahlehaq.org

کا پیش خیمہ ہے اور کہا کہ تم لوگ زمین کے مشرق و مغرب میں پھیل جاؤ (کہ معلوم ہو جائے گا) چنانچہ وہ گئے اور ان میں سے وہ قافلہ جو تہامہ کی طرف روانہ ہوا تھا اس نے آپ ﷺ کو "نخلہ" مقام پر پایا اور آپ ﷺ صحابہ کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے اور آپ ﷺ کا مقصد "سوق عکاظ" جانا تھا۔ جب جنات کے قافلے نے رسول اللہ ﷺ کو قرآن پڑھتے سنا تو وہ اسے سننے لگے اور کہا یہی آسمان کی خبروں کے درمیان حائل ہے اور وہ اپنی قوم کی طرف واپس لوٹے اور آ کر خبر دی کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے جو نیکی کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ سو ہم اس پر ایمان لائے ہیں اور ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے (۷۲: ۱، ۲) اور اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو بھی وحی کے ذریعے بتا دیا کہ: وہ مجھے اس بات کی وحی آئی ہے کہ کچھ جن (مجھ سے قرآن پڑھتے ہوئے) سن گئے ہیں (۷۲: ۱) (مسلم، بخاری)

نزول وحی کے دوران فرشتوں کی کیفیت ..... محمد بن فضیل رحمۃ اللہ علیہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں، جنات کے ہر قبیلے کے آسمان کی خبریں سننے کے مخصوص ٹھکانے اور مراکز تھے۔ جب وحی نازل ہوتی ہے تو فرشتے آواز سنتے ہیں کہ جیسے پتھر پر لوہے کی آواز۔ وہ یہ آواز سن کر سجدہ ریز ہو جاتے ہیں اور مکمل وحی نازل ہونے کے بعد سر اٹھاتے ہیں پھر وہ ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں: "ماذا قال ربکم" تمہارے رب نے کیا کہا؟ اگر وہ وحی آسمان کے واقعات کے متعلق ہو تو وہ کہتے ہیں: "حق" فرمایا ہے اور وہ بلند اور بڑی برتر ذات ہے۔ اگر وحی زمین کے حوادثات، غیبی امور یا کسی کی موت و حیات کے بارے میں ہو تو وہ کہتے ہیں: فلاں فلاں واقعہ رونما ہوگا۔ چنانچہ شیاطین سن لیتے ہیں اور اپنے ہمراز دوستوں کے کان میں ڈال دیتے ہیں۔ جب نبی علیہ السلام مبعوث ہوئے تو شیاطین ستاروں کے ذریعے دھتکار دیے گئے۔

ستاروں کی چال چلن کا علم ..... آسمان سے چمکتے ہوئے شعلوں کا حادثہ ہونے کے متعلق سب سے پہلے قبیلہ ثقیف کو معلوم ہوا (اور وہ اسے دنیا کی ہلاکت و بربادی کی علامت سمجھتے تھے) چنانچہ ان میں سے جس کے پاس بکریوں کا ریوڑ تھا وہ ہر روز ایک بکری قربان کیا کرتا اور جس کے پاس اونٹوں کا گلہ تھا وہ روزانہ ایک اونٹ قربان کیا کرتا تھا، اسی صورت حال میں مال مویشی میں خاصی کمی واقع ہو گئی تو انہوں نے کہا: ایسا مت کرو۔ اگر شعلوں والے وہ ستارے ہیں جن سے ہمیں راستے معلوم ہوتے ہیں (علاوہ ان کے جن سے سمت قبلہ اور وقت کی پہچان ہوتی ہے) تو حقیقت میں دنیا کی بربادی کی علامت ہے ورنہ کوئی اور حادثہ رونما ہوا ہے۔ چنانچہ انہوں نے تحقیق کی تو پتا چلا کہ راستے معلوم کرنے کے ستارے جوں کے توں اپنے مقام پر ہیں۔ مال مویشی ذبح کرنا بند کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے جنات کو آسمان کی باتیں سننے سے روک دیا تو انہوں نے یہ بات ابلیس کے سامنے پیش کی۔ تو اس نے کہا: یہ شدید انتظام تو زمین پر کسی نئے حادثہ کی وجہ سے برپا ہوا ہے۔ میرے پاس ہر علاقے کی مٹی لاؤ۔ چنانچہ انہوں نے اس کے حکم کی تعمیل کی (اس نے ہر علاقے کی مٹی سونگھی) انہوں نے تہامہ کی مٹی پیش کی تو اس نے کہا: یہاں حادثہ پیش آیا ہے۔ حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہ از عطاء بن سائب بیان کی ہے۔

اہل عرب کا ستاروں کے مارے جانے پر گمان ...... واقدی رحمۃ اللہ علیہ، کعب رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد شیاطین کو ستاروں سے نہیں مارا جاتا تھا اور رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے آغاز میں ستارے برسائے جانے لگے۔ قریش نے ایک ایسی چیز دیکھی جو کبھی نہ دیکھی تھی۔ چنانچہ وہ اپنے مویشیوں کو آزاد چھوڑنے لگے، غلام آزاد کرنے لگے، سمجھے کہ قیامت اور فنا کا وقت آ گیا ہے۔ طائف میں یہ خبر پہنچی تو وہاں ثقیف قبیلے نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا۔ وہاں عبد یا لیل کو ثقیف کا یہ طرز عمل معلوم ہوا تو اس نے پوچھا: یہ کیوں کر رہے ہو؟ تو انہوں نے کہا: ستارے پھینکے جا رہے ہیں۔ ہم نے سمجھا ہے کہ وہ آسمان سے ٹوٹ کر گر رہے ہیں (اور یہ فنا کا وقت ہے) تو اس نے کہا کہ ہاتھ سے مال چلے جانے کے بعد اس کا حصول بڑا مشکل ہے چنانچہ جلد بازی نہ کرو، غور کرو، اگر معروف و مشہور ستارے ٹوٹ رہے ہوں تو یہ ہمارے اعتقاد میں لوگوں کی ہلاکت کا وقت ہے اگر غیر معروف ستارے ٹوٹ رہے ہوں تو یہ کسی انوکھی بات کا پیش خیمہ ہے چنانچہ انہوں نے تحقیق کی تو وہ غیر معروف ستارے تھے (جو ٹوٹ رہے تھے) تو اس نے کہا: دنیا کے فنا ہونے میں ابھی دیر ہے۔

ابوسفیان کا طائف کا سفر...... یہ واقعہ نبی علیہ السلام کی بعثت کے وقت پیش آیا۔ پھر کچھ ایام کے بعد ابوسفیان اپنے باغات کی حفاظت کی خاطر طائف آئے اور وہاں آپ کی عبد یالیل سے ملاقات ہوئی اور ستاروں کا واقعہ زیر بحث آیا تو ابوسفیان نے کہا محمد ﷺ بن عبداللہ کا ظہور ہو چکا ہے۔ وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویدار ہے۔ تو عبد یالیل نے کہا اس وقت ستارے ٹوٹے۔ سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے خالد بن حصین رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ عامر شعبی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ستارے کبھی بھی آسمان سے ٹوٹتے نہ تھے یہاں تک کہ نبی علیہ السلام مبعوث ہوئے (اس صورت حال کو دیکھ کر) انہوں نے مویشی آزاد چھوڑ دیے اور غلام آزاد کر دیئے تو عبد یالیل نے ان کو کہا: تحقیق کرو، اگر معروف ستارے ٹوٹ رہے ہیں تو یہ لوگوں کے فنا کی علامت ہے۔ اگر وہ ستارے غیر معروف ہیں تو یہ کسی نئے حادثہ کا پیش خیمہ ہے چنانچہ انہوں نے تحقیق کی تو وہ غیر معروف ستارے تھے۔ پھر غلام وغیرہ آزاد کرنا بند کر دیے اور پھر کچھ عرصہ بعد ان کو نبی علیہ السلام کے ظہور کی اطلاع پہنچی۔ حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ دونوں کے درمیانی عرصہ "فترت" میں آسمان کی اس طرح حفاظت نہیں کی جاتی تھی۔

ایک اشتباہ کا ازالہ...... ممکن ہے اس نفی سے مراد یہ ہو کہ اس سے پہلے آسمان میں سخت حفاظتی انتظام نہ تھے مگر یہ بات اس لئے ناگزیر ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے ایک ستارہ ٹوٹا اور روشنی ہوئی تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: جب ستارہ ٹوٹتا تھا تو تم لوگ کیا کیا کرتے تھے۔ تو وہ کہنے لگے ہمارا خیال تھا کہ وہ کسی بڑے آدمی کی موت اور پیدائش کے باعث ٹوٹتا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ بات بالکل نہیں۔ یہ روایت بدء الخلق کے شروع میں ذکر ہو چکی ہے۔

لطیفہ...... معروف ستاروں کے ٹوٹنے کا واقعہ اور اس کے متعلق رائے کا اظہار (البدایہ) میں عبد یالیل کی طرف منسوب ہے مگر سیرت کے ص ۱۳۶ میں مع الروض الانف سہیلی میں ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کی ہے۔ واللہ اعلم۔

اہل طائف کی گھبراہٹ...... سدی کے فرمان کے مطابق آسمانوں کی حفاظت کا انتظام اس وقت سخت ہو جاتا ہے جب کسی نبی یا دین کا ظہور ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل شیطانوں نے آسمان دنیا پر اپنے ٹھکانے قائم کیے ہوئے تھے۔ جہاں سے وہ آسمانی خبریں کو سنا کرتے تھے۔ جب رسول اللہ مبعوث ہوئے تو اس وقت ان پر ستارے برسائے گئے۔ جب یہ منظر دیکھ کر اہل طائف والے گھبرا گئے اور آسمان پر آگ کے شعلے بھڑکتے دیکھے تو کہنے لگے: آسمان والے تباہ و برباد ہو گئے اور وہ غلام آزاد کرنے لگے اور انہوں نے اپنے مویشی کو آزاد اور آوارہ چھوڑ دیا۔ عبد یالیل نے کہا: اے طائف کے باشندو! تمہاری حالت پر افسوس ہے کہ اپنے مال مویشی سنبھالو اور ستاروں کو غور سے دیکھو۔ اگر ستارے اپنے اپنے مقام پر مستحکم اور مضبوط قائم ہیں تو جان لو کہ آسمان والے تباہ نہیں ہوئے بلکہ یہ (ستاروں کا ٹوٹنا) ابن ابی کبشہ یعنی محمد ﷺ کی وجہ سے ہے۔ اگر ستارے اپنے مقام پر قائم نہیں ہیں تو آسمان والے ہلاک ہو گئے، انہوں نے غور سے دیکھا تو سب ستارے قائم تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے مال مویشی کو آوارہ چھوڑنا بند کر دیا۔

جنوں کی جماعت کا آپ حضور ﷺ سے قرآن سن کر ایمان لانا...... اسی رات آسمانوں پر سخت حفاظتی انتظام دیکھ کر شیاطین گھبرا گئے اور سب ابلیس کے پاس آئے تو اس نے کہا: ہر علاقہ سے مٹھی بھر مٹی لاؤ۔ چنانچہ وہ مطلوبہ مٹی لے آئے تو اس نے ہر جگہ مٹی سونگھ کر کہا: تمہارا مطلوب شخص مکہ میں ہے۔ پھر اس نے نصیبین کے سات جن کی جماعت مکہ کی طرف بھیجی انہوں نے رسول اللہ ﷺ مسجد حرام میں قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے پایا۔ قرآن سننے کے شوق سے وہ رسول اللہ ﷺ کے نہایت قریب ہو گئے پھر وہ مسلمان ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کو اس واقعہ سے آگاہ کر دیا۔

آپ ﷺ کی آمد پر ابلیس کی تصدیق اور آپ ﷺ کی تلاش...... واقدی، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب نبی علیہ السلام مبعوث ہوئے تو سب بت سر کے بل اوندھے گر پڑے تھے۔ شیطانوں نے ابلیس کو یہ خبر دی کہ آج سب بت سر کے بل اوندھے گر پڑے ہیں، تو

www.ahlehaq.org

اس نے کہا: نبی مبعوث ہو چکا ہے، اسے سرسبز و شاداب علاقے میں تلاش کرو۔ تو ان سب نے "شام" کے علاقے میں تلاش کیا مگر ناکام آ گئے۔ پھر ابلیس نے کہا: میں خود تلاش کرتا ہوں چنانچہ وہ آپ کی تلاش میں روانہ ہوا تو اسے غیبی آواز آئی "انہیں مکہ کے نواح میں تلاش کرو" چنانچہ اس نے آپ ﷺ کو مقام قرن الثعالب میں دیکھا پھر اس نے واپس آکر اطلاع دی کہ میں نے آپ ﷺ کو جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ دیکھا ہے۔ پھر شیاطین سے بولا اب آپ کی کیا رائے ہے؟ تو اس کے رفقاء نے کہا: ہم اس کے ساتھیوں کی نگاہوں کو خواہشات سے آراستہ کر دیں گے اور دنیا ان کا نصب العین بنا دیں گے تو اس نے کہا اب مجھے کوئی رنج و غم نہیں۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے طلحہ بن عمرو سے ابن ابی ملیکہ کی معرفت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ جس روز رسول اللہ نبوت کے رتبے پر فائز ہوئے تو شیطانوں کو آسمان کی خبروں سے روک دیا گیا اور ان پر انگارے پھینکے گئے تو انہوں نے یہ بات ابلیس کے سامنے پیش کی تو اس نے کہا کوئی نیا حادثہ پیش آیا ہے وہ سکان ارض کے مرکز شام میں کسی نبی کا ظہور ہوا ہے۔ چنانچہ وہ شام گئے اور واپس آکر یہ اطلاع دی کہ وہاں تو کوئی نبی نہیں ہے۔ تو ابلیس نے کہا: میں خود ہی اسے تلاش کروں گا چنانچہ وہ نبی ﷺ کی تلاش و جستجو میں مکہ مکرمہ میں گیا تو رسول اللہ ﷺ کو جبرائیل کے ساتھ جبل حراء سے آتے ہوئے پایا تو اس نے واپس آکر اپنے تابعداروں کو بتایا کہ احمد نبی ﷺ مبعوث ہو چکے ہیں اور ان کے ہمراہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ اب تمہارے پاس اس کا کیا علاج ہے؟ تو شیاطین نے کہا: ہم اس کی امت کی نگاہ میں دنیا کی محبت دل آویز بنا دیں گے۔ تو اس نے کہا جب تو یہ درست ہے۔

حضور ﷺ کی آمد پر ابلیس کا جبرائیل علیہ السلام سے مقابلہ ہونا ...... واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ شیطان آسمان سے خبریں سنا کرتے تھے جب محمد ﷺ مبعوث ہوئے تو شیاطین روک دیے گئے۔ چنانچہ انہوں نے ابلیس کے پاس اپنا شکوہ پیش کیا۔ تو اس نے کہا: کوئی نیا حادثہ رونما ہو چکا ہے۔

چنانچہ وہ جبل ابی قبیس پر چڑھا (جو روئے زمین کا پہلا پہاڑ ہے) اور تو اس نے رسول اللہ ﷺ کو مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے پایا تو اس نے کہا: میں جا کر اس کی گردن توڑ دیتا ہوں چنانچہ وہ اکڑتا ہوا آیا اور جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس تھے تو جبرائیل علیہ السلام نے اسے لات مار کر دور پھینک دیا چنانچہ وہ دوڑتا ہوا بھاگ گیا۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو احمد زبیری رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرح کی روایت نقل کی ہے مگر اس میں یہ بات ہے کہ شیطان کو لات مار کر عدن میں پھینک دیا۔

رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہونے کی کیفیت ...... پہلی اور دوسری دفعہ جبرائیل علیہ السلام کے وحی لے کر آنے کی کیفیت کا بیان کر چکے ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ (ہشام بن عروہ، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا آپ ﷺ پر وحی کس طرح آتی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کبھی گھنٹی کی طرح کی آواز میں آتی ہے اور یہ مجھ پر سخت دشوار ہوتی ہے۔ پھر یہ کیفیت زائل ہو جاتی ہے اور جو کچھ مجھ سے اس نے کہا ہوتا ہے وہ سب میں یاد کر لیتا ہوں اور کبھی فرشتہ آدمی کی شکل میں آکر کلام کرتا ہے جو کچھ اس نے مجھ سے کہا ہوتا ہے میں حفظ کر لیتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے سخت سردی کے موسم میں آپ ﷺ پر وحی اترنے کی حالت دیکھی ہے جب آپ ﷺ سے یہ کیفیت ختم ہوتی تو آپ ﷺ کی پیشانی مبارک پسینے سے شرابور ہوتی تھی۔ (متفق علیہ)

وحی کے دوران آپ کی کیفیت ...... ہشام بن عروہ م ۱۴۵ھ سے مالک رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ عامر بن صالح رحمۃ اللہ علیہ، عبدہ بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ، انس بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ بھی روایت بیان کرتے ہیں۔ ایک سند میں ہے ایوب سختیانی، ہشام سے اور وہ عروہ سے اور وہ حارث بن ہشام سے حدیث ذکر کرتے ہیں مگر اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ نہیں۔ حدیث افک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ واللہ نہ رسول اللہ ﷺ نے گھر سے نکلنے کا ارادہ کیا نہ کوئی اور نکلا۔ آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی وحی کی شدت شروع ہوئی تو سخت جاڑے کے موسم میں بھی وحی کی شدت سے آپ ﷺ کے چہرہ اقدس سے پسینہ موتیوں کی صورت میں ٹپک رہا تھا۔

www.ahlehaq.org

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبدالرزاق، یونس بن سلیم، یونس بن یزید (ابن شہاب، عروہ بن عبدالرحمان بن عبدالقاری) عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ کے چہرہ اقدس کے پاس شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ جیسی آواز سنی جاتی تھی۔

ترمذی ۲۷۹ھ اور نسائی نے کہا ہے کہ یہ روایت منکر ہے سوائے یونس بن سلیم کے بارے میں کسی نے بیان نہیں کی اور یہ یونس غیر معروف ہے۔

مسلم شریف وغیرہ میں عبادہ بن صامت کی روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو اس سے آپ ﷺ کو سخت تکلیف ہوتی اور آپ ﷺ کا چہرہ خاکی رنگ کا ہو جاتا (ایک روایت میں ہے) آپ ﷺ اپنی آنکھیں بند کر لیتے مسلم اور بخاری میں زید بن ثابت سے مروی ہے کہ جب لایستوی القاعدون من المؤمنین الآیۃ (۴/۹۵) آیت نازل ہوئی تو ابن ام مکتوم نے اپنے نابینا ہونے کی شکایت کی تو ۔۔۔ غیر اولی الضرر ۔۔۔ جزیہ تین کلمے نازل ہوئے۔

اس وقت رسول اللہ ﷺ کی ران مبارک میری ران پر تھی اور میں وحی تحریر کر رہا تھا۔ جب وحی نازل ہوئی تو قریب تھا کہ میری ران چور چور ہو جاتی۔ مسلم شریف میں یعلیٰ بن امیہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ مجھے عمر رضی اللہ عنہ نے مقام جعرانہ میں کہا کیا آپ رسول اللہ ﷺ کو نزول وحی کی کیفیت میں دیکھنا چاہتے ہیں تو انہوں نے آپ ﷺ کے چہرہ اقدس سے کپڑا اٹھایا آپ کا چہرہ نہایت سرخ تھا اور سوتے ہوئے خراٹوں کی طرح آپ ﷺ کی آواز نکل رہی تھی۔

پردے کے حکم کے نزول کے وقت آپ ﷺ کی کیفیت ۔۔۔۔۔ بخاری، مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ جب پردے کا حکم نازل ہوا تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا رات کو رفع حاجت کے لئے مقام مناصع چلی گئیں۔ (مناصع مدینہ کے باہر رفع حاجت کے لئے ایک مخصوص مقام تھا) عمر رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کو دیکھا تو بولے سودہ ہم نے آپ رضی اللہ عنہا کو پہچان لیا ہے۔ انہوں نے واپس آ کر رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا (کہ رات کے اندھیرے میں رفع حاجت کے لئے گھر سے نکلنا جائز ہے؟) آپ ﷺ گھر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے اور آپ ﷺ کے دست مبارک میں گوشت دار ہڈی تھی۔ اسی حالت میں آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی۔ پھر آپ ﷺ نے ذرا سر اونچا کر کے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو رفع حاجت کے لئے باہر جانے کی اجازت دی ہے۔ معلوم ہوا کہ حالت وحی میں آپ ﷺ کے حواس قائم رہتے تھے کیونکہ آپ ﷺ نزول وحی کے دوران بیٹھے رہے اور آپ ﷺ کے ہاتھ سے گوشت دار ہڈی گری نہیں۔

ابوداؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۴ھ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ کے جسم اور چہرے کا خاکی رنگ ہو جاتا اور آپ ﷺ کسی سے ہم کلام نہ ہوتے تھے مسند احمد وغیرہ میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: آپ ﷺ وحی کی آمد محسوس کرتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں میں (پانی کے زمین پر گرنے جیسی) آواز سنتا ہوں، پھر میں وہیں رک جاتا ہوں۔ جب بھی وحی نازل ہوتی ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جان نکل گئی۔

ابو یعلیٰ موصلی ۳۰۷ھ نے فلتان بن عاصم رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوا کرتے تھے جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ کی نگاہ اور آنکھیں کھلی رہتیں (مگر مسلم کی ایک روایت میں ہے آپ ﷺ کی آنکھیں بند ہو جاتی تھیں) اور آپ ﷺ کے کان اور دل کامل طور سے وحی کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔

حافظ ابونعیم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جب نزول وحی ہوتی تو آپ ﷺ کے سر میں درد ہو جاتا اور آپ ﷺ سر پر مہندی کا لیپ کرتے تھے هذا حدیث جدا (یہ حدیث ہے)۔

سورہ مائدہ کے نزول کے دوران آپ ﷺ کی کیفیت ۔۔۔۔۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ پر سورہ مائدہ کامل نازل ہوئی تو میرے ہاتھ میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی "عضباء" کی مہار تھی اور وحی کی شدت سے اس کا بازو ٹوٹنے کے قریب تھا امام احمد عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سوار تھے کہ آپ ﷺ پر سورہ مائدہ نازل ہوئی سواری آپ ﷺ کا بوجھ برداشت کر سکی تو آپ ﷺ اپنی سواری سے نیچے اتر آئے۔

www.ahlehaq.org

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے ام عمرو کے چچا رضی اللہ عنہ سے یہ بیان نقل کیا کہ وہ سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ ﷺ پر سورۃ مائدہ نازل ہوئی، اور وحی کی شدت سے آپ ﷺ کی سواری کی گردن ٹوٹ رہی تھی، یہ بہت عجیب بات تھی بخاری و مسلم میں مذکور ہے کہ حدیبیہ سے واپسی کے دوران آپ ﷺ سوار تھے اور وحی نازل ہوئی سوار اور پیادہ چنانچہ ہر حال میں آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی، واللہ اعلم۔ شرح بخاری کے ابتدا میں ہم نے وحی کی تمام اقسام اور حلیمی وغیرہ دیگر ائمہ کے تمام اقوال بیان کر دیے ہیں۔

طریقہ وطرز تعلیم ——— نبی علیہ السلام ابتدا میں وحی کے دوران، اخذ وحی کے اشتیاق میں، جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ ساتھ تلاوت کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وحی کے اثنا میں خاموش رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں اس کے جمع اور محفوظ رکھنے کا ذمہ لیا اور اس کی تلاوت وتبلیغ آسان کرنے کی ضمانت دی اور صحیح تفسیر وتوضیح پر توفیق کی ذمہ داری اٹھائی۔ بنا بریں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے پیغمبر! جب تک تجھ پر قرآن کا اترنا پورا نہ ہو وحی ختم نہ ہو اس کے پڑھنے میں جلدی نہ کیا کر اور دعا کر میرے مالک مجھ کو اور زیادہ علم دے (۲۰/۱۱۴) اے پیامبر! قرآن اترتے وقت اپنی زبان نہ ہلایا کر اس کو جلدی سے یاد کر لینے کو تیرے دل میں اس کا جمع کر دینا اور اس کا پڑھا دینا ہمارا کام ہے پھر جب ہم ——— فرشتے کے ذریعے تجھ کو ——— پڑھ کر سنا چکیں اس کے پڑھ چکنے کے بعد تو پڑھا کر سننے کے بعد اس میں تدبر وتفکر کر۔ پھر اس میں جو مشکل پڑے اس کا کھول دینا بھی ہمارا کام ہے اور گویا یہ دعا رب زدنی علما کا ثمرہ ہے۔

بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام قرآن اترنے میں بڑی تکلیف اٹھاتے اور جلدی جلدی زبان اور ہونٹ ہلاتے رہتے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا آپ وحی کے ختم ہونے سے پہلے قرآن پر اپنی زبان نہ ہلایا کیجئے۔ تا کہ آپ اسے جلدی جلدی یاد کر لیں۔ بے شک اس کا جمع کرنا آپ کے دل میں اور پڑھا دینا ہمارے ذمہ ہے پھر جب ہم اس کی قرات کر چکیں اس کی قرات کا اتباع کیجئے پھر بے شک اس کا کھول کر بیان کرنا ہمارے ذمے ہے۔ چنانچہ اس کے بعد جب جبرائیل علیہ السلام آتے تو آپ خاموشی سے سر جھکا کر سنتے رہتے جب جبرائیل علیہ السلام چلے جاتے تو آپ ﷺ کو انہوں نے جو پڑھایا تھا اللہ کے وعدے کے مطابق پڑھ لیتے۔

نبوت کے تقاضے ——— امام ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ بعد ازاں وحی مسلسل شروع ہو گئی اور خود رسول اللہ ﷺ نے بنفس نفیس اس کی تصدیق کی اور لوگوں کی رضا و خفا سے قطع نظر آپ نے اس راہ میں بے شمار صعوبتیں برداشت کیں۔ منصب نبوت کی عظیم ذمہ داریاں ہیں اور اس کے لئے محنت ومشقت درکار ہے اور اس ذمہ داری سے صاحب قوت وہمت و عزیمت رسول ہی عہدہ برآ ہو سکتے ہیں، لوگوں کی مخالفت اور ایذا رسانی اللہ تعالیٰ کی توفیق و مدد سے برداشت کر سکتے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ ان کی پیہم مخالفت اور ایذا رسانی کے باوجود جادۂ حق پر رواں دواں رہے۔

سب سے پہلی مسلمان خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ——— بقول ابن اسحاق، حضرت خدیجہ بنت خویلد ایمان کی دولت سے بہرہ ور ہوئیں اور اللہ تعالیٰ سے آمدہ وحی پر مہر تصدیق ثبت کی، اور رسول اللہ ﷺ کے فرض منصبی میں مدد کی اور آپ پہلی خاتون ہیں جو اللہ اور رسول پر ایمان لائیں اور ان کی ہر بات کی تصدیق کی۔ ان کے ایمان کی بدولت اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کا بار گراں ذرا ہلکا کر دیا۔ آپ کوئی ناگوار جواب اور اپنی تکذیب سن کر غمگین ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہا کی بدولت اس رنج وغم کو دور کر دیتا جب آپ گھر تشریف لاتے تو آپ کی حوصلہ افزائی کرتیں اور تسلی دیتیں اور آپ کے ساتھ لوگوں کے نامعقول رویہ کا مداوا کرتیں رضی اللہ عنہا وارضاھا۔ ابن اسحاق عبداللہ بن جعفر سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے امر ہوا ہے کہ میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کو خول دار موتی کے گھر کی خوشخبری دوں اس میں کوئی شوروشغب اور دل آزاری نہیں۔ (متفق علیہ)

تبلیغ ——— ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چپکے چپکے اپنے احباب اور اہل وعیال سے نبوت کا تذکرہ شروع کر دیا۔ بقول موسیٰ بن عقبہ از زہری حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پہلی خاتون ہیں جو مشرف باسلام ہوئیں۔ یہ واقعہ نماز فرض ہونے سے پہلے کا ہے بقول امام ابن کثیر پنجگانہ نماز معراج کے وقت فرض ہوئی البتہ مطلق نماز تو خدیجہ رضی اللہ عنہا کی حیات میں ہی فرض ہو چکی تھی (کما یاتی) ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت خدیجہ

رضی اللہ عنہا سب سے پہلے مسلمان ہوئیں اور قرآن کی دل وجان سے تصدیق کی جب نماز فرض ہوئی تو جبرائیل علیہ السلام نے وادی کے ایک گوشہ میں ایڑی ماری تو چاہ زمزم کی سمت سے ایک چشمہ جاری ہو گیا، دونوں جبرائیل علیہ السلام اور محمد ﷺ نے وضو کیا پھر دو رکعت نماز پڑھائی (اور ایک رکعت میں دو سجدے کئے اور پورے ۴ چار سجدے کئے) پھر رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لائے اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اسی چشمہ کے پاس لائے اور جبرائیل علیہ السلام کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق وضو کیا، پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھائی جس میں ۴ سجدے کئے، بعد ازاں آپ اور خدیجہ رضی اللہ عنہا دونوں چپکے چپکے پوشیدہ نماز پڑھتے رہے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، جبرائیل کا یہ مذکورہ بالا نماز پڑھانا اس نماز کے علاوہ تھا جو آپ کو بیت اللہ میں دو مرتبہ نماز پڑھائی اور آپ کو فرض نماز کے اول، آخر اوقات بتائے اور یہ واقعہ معراج میں نماز فرض ہونے کے بعد کا ہے۔ (عنقریب یہ قصہ بیان ہوگا)۔

صحابہ رضی اللہ عنہم میں اولین مسلمان

علی رضی اللہ عنہ...... ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ ایک روز بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور آپ ﷺ (میاں بیوی) دونوں نماز پڑھ رہے ہیں تو علی نے پوچھا، جناب محمد ﷺ یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ اللہ کا پسندیدہ دین ہے اور اسی کی تبلیغ کے لئے اللہ نے رسولوں کو مبعوث فرمایا ہے چنانچہ میں آپ کو اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لانے کی اور اس کی عبادت کرنے کی دعوت دیتا ہوں اور لات وعزیٰ بتوں کے انکار کی تلقین کرتا ہوں تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ بات میں نے قبل ازیں کبھی نہیں سنی اور ابو طالب کو بتانے سے پہلے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے علانیہ تبلیغ سے قبل راز کے افشا ہونے کے خطرے سے فرمایا جب تم نے اسلام نہیں قبول کیا تو یہ بات راز رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شب توقف کیا، اس اثنا میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں اسلام کا القا کر دیا آپ نے صبح سویرے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا آپ نے مجھے کیا فرمایا تھا، تو آپ نے فرمایا، گواہی دو، کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہی اکیلا ہے، وحدہ لاشریک ہے، لات وعزیٰ بتوں کی پرستش سے انکار کرو اور دیگر تمام بتوں کی عبادت سے بیزاری کا اعلان کرو، چنانچہ حضرت علی نے آپ کے فرمان پر عمل کیا اور مسلمان ہو گئے ابو طالب کے ڈر سے رسول اللہ ﷺ کے پاس چھپ چھپا کر آتے، اپنے مسلمان ہونے کا راز مخفی رکھا اور کسی سے اظہار نہیں کیا، اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی مسلمان ہو گئے وہ دونوں مہینہ بھر اسی طرح رہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے جاتے رہے۔

اللہ تعالیٰ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ پر یہ بھی ایک مزید انعام تھا کہ قبل از اسلام وہ رسول اللہ ﷺ کے زیر پرورش تھے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ابن ابی نجیح، مجاہد سے بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علی رضی اللہ عنہ پر منجملہ اور انعامات کے یہ انعام بھی تھا کہ قریش پر قحط سالی آئی اور ابو طالب عیال دار تھے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے سرمایہ دار چچا عباس سے کہا۔ جناب! آپ کا بھائی ابو طالب عیال دار ہے۔ معلوم ہے کہ لوگ شدید قحط سالی میں مبتلا ہیں تشریف لے چلئے، ان کی عیال داری کا بوجھ ہلکا کیجئے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو اپنے عیال میں شامل کر لیا اور وہ آپ کے مبعوث ہونے کے وقت بھی آپ کے زیر کفالت تھے۔ چنانچہ علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی اتباع کی مسلمان ہوئے اور آپ کی تہ دل سے تصدیق کی۔

عفیف کا چشم دید...... یونس بن بکیر نے بیان کیا ہے کہ عفیف کہتے ہیں کہ میں تجارت پیشہ آدمی تھا۔ موسم حج میں منیٰ آیا اور حضرت عباس بھی پیشہ تجارت سے منسلک تھے میرا ان سے کاروبار تھا ہم وہاں تھے کہ اچانک ایک آدمی خیمہ سے باہر آیا (اور اس نے آسمان کی طرف دیکھ کر معلوم کیا کہ زوال ہو چکا ہے) اور کعبہ کی سمت متوجہ ہو کر نماز پڑھنے لگا، پھر ایک عورت آئی وہ بھی اس کے پیچھے کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگی بعد ازاں ایک لڑکا آیا وہ بھی اس کے برابر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ عفیف نے پوچھا جناب عباس یہ دین کون سا ہے؟ ہم تو اسے جانتے نہیں تو عباس نے کہا یہ شخص محمد ﷺ بن عبداللہ ہیں ان کا گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو رسول مبعوث کیا ہے اور کسریٰ وقیصر کے خزانے عنقریب ان کے لئے کھول دیئے جائیں گے۔ یہ ان کی بیوی ان پر ایمان لا چکی ہیں اور یہ لڑکا علی ان کا ابن عم ہے وہ بھی مسلمان ہو چکا ہے، تو عفیف نے کہا کاش میں اس وقت مسلمان ہو جاتا تو دوسرا

www.ahlehaq.org

مسلمان مرد شمار ہوتا۔

ابن جریر نے یحییٰ بن عفیف سے بیان کیا ہے کہ جاہلیت کے دور میں، میں (مکہ) میں عباس رضی اللہ عنہ کا مہمان تھا طلوع آفتاب کے وقت میں کعبہ کو دیکھ رہا تھا۔ آفتاب ذرا بلند ہوا تو ایک جوان آیا وہ آسمان کی طرف دیکھ کر کعبہ کی طرف متوجہ ہو کر کھڑا ہو گیا، معمولی دیر بعد ایک لڑکا آیا وہ اس کے دائیں جانب کھڑا ہو گیا پھر ایک عورت آئی وہ ان کے پیچھے کھڑی ہو گئی، اس نوجوان نے رکوع کیا تو لڑکے اور عورت نے بھی رکوع کیا پھر نوجوان سیدھا کھڑا ہو گیا تو لڑکا اور عورت بھی سیدھے کھڑے ہو گئے، پھر نوجوان سجدہ ریز ہو گیا تو دونوں بھی اس کے ساتھ ہی سجدہ میں چلے گئے۔ میں نے کہا جناب عباس! یہ ایک عظیم کارنامہ ہے تو عباس نے کہا ہاں واقعی ایک عظیم امر ہے۔ عباس نے کہا معلوم ہے یہ کون ہے؟ میں نے کہا جی نہیں، اس نے کہا یہ میرا برادر زادہ محمد بن عبداللہ ہے، پھر اس نے کہا لڑکے کو جانتے ہو، میں نے عرض کیا جناب نہیں، یہ علی بن ابی طالب ہے اور یہ عورت میرے بھتیجے کی بیوی خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہے۔ عباس نے کہا محمد ﷺ نے مجھے بتایا ہے کہ تحقیق پروردگار، اور مالک زمین و آسمان کا خالق اور مالک ہے۔ اس نے انہیں اس نماز کا ارشاد فرمایا ہے، واللہ روئے زمین پر ان تین افراد کے علاوہ کوئی اور نمازی نہیں ہے۔

ابن جریر، ابن حمید کی معرفت عیسیٰ بن سوادہ سے بیان کرتے ہیں کہ محمد بن منکدر، ربیعہ بن ابی عبدالرحمان، ابو حازم اور کلبی کہتے ہیں کہ علی پہلے مسلمان ہیں اور بقول کلبی علی کی عمر اس وقت نو سال تھی۔ ابن حمید، بواسطہ سلمہ ابن اسحاق سے بیان کرتے ہیں کہ پہلا مرد مسلمان اور آپ کے ہمراہ نماز ادا کرنے والا علی رضی اللہ عنہ ہے، وہ دس سال کے تھے اور قبل از اسلام رسول اللہ ﷺ کی زیر کفالت تھے۔ اور واقدی نے بھی مجاہد سے یہی بیان کیا ہے کہ دس سال کی عمر میں مسلمان ہوئے اور البدایہ (ج ۳ ص ۲۵۶) پر ہے کہ مشہور یہ ہے کہ آپ آٹھ سال کی عمر میں مسلمان ہوئے۔ مگر واقدی کہتے ہیں کہ اہل علم کا اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے ایک سال بعد علی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے۔

محمد بن کعب کا بیان ہے کہ عورتوں میں سے خدیجہ رضی اللہ عنہا پہلی مسلمان ہیں۔ مردوں میں سب سے پہلے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور علی مسلمان ہوئے اور وہ اپنے والد ابو طالب کے ڈر سے اسلام کا اظہار نہیں کرتے تھے (ایک روز) ابو طالب نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تو مسلمان ہو چکا ہے؟ تو آپ نے کہا جی ہاں! تو ابو طالب نے کہا اپنے ابن عم کی اعانت اور مدد کرو اور ابو بکر نے سب سے پہلے اسلام کا اظہار کیا۔ تاریخ ابن جریر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے "أول من صلّى علي" پہلا نمازی علی رضی اللہ عنہ ہے۔ عبدالحمید بن یحییٰ، شریک از عبداللہ بن محمد کی معرفت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام سوموار کو مبعوث ہوئے اور منگل کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز ادا کی۔ حدیث شعبہ میں عمرو بن مرہ ابو حمزہ انصاری سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرما رہے تھے۔ پہلا مسلمان علی رضی اللہ عنہ ہے، عمرو بن مرہ کہتے ہیں میں نے یہ روایت نخعی سے بیان کی تو اس نے مخالفت کی اور کہا ابو بکر اول من اسلم (ابو بکر پہلا مسلمان ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں منکر حدیث ...... عبیداللہ بن موسیٰ (از علاء بن صالح کوفی ازدی از منہال بن عمرو از عباد بن عبداللہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے یہ کہتے سنا۔ انا عبد اللّٰه واخو رسوله وانا الصديق الاكبر لا يقولها بعدي الا كاذب مفتر صليت قبل الناس لسبع سنين "میں اللہ کا بندہ ہوں اور رسول اللہ ﷺ کا بھائی ہوں، میں ہی صدیق اکبر ہوں، میرے بعد اس کا دعویدار جھوٹا اور بہتان تراش ہے اور لوگوں سے سات سال قبل نماز پڑھی۔ یہ روایت ابن ماجہ فضائل علی میں محمد اسماعیل رازی از عبیداللہ بن موسیٰ مروی ہے۔

تبصرہ ...... عبیداللہ بن موسیٰ ثقہ شیعہ ہے اور صحیح کے رواۃ میں سے ہے۔ علاء بن صالح ازدی کوفی کی اہل فن نے توثیق کی ہے لیکن بقول ابی حاتم وہ قدیم شیعہ میں سے ہے اور علی بن مدینی کے مطابق وہ منکر روایات کا راوی ہے۔ منہال بن عمرو ثقہ ہے البتہ اس کا استاذ عباد بن عبداللہ اسدی کوفی بقول علی بن مدینی ضعیف الحدیث ہے اور بخاری نے اس کے متعلق "فیہ نظر" کہا ہے اور ابن حبان نے اسے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ یہ حدیث بہر صورت منکر ہے اور نہ ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ بات کہہ سکتے ہیں اور یہ کیسے ممکن ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے سات سال قبل نماز پڑھی اور یہ بات ناقابل تصور ہے۔ واللہ اعلم۔ حالانکہ یہ منقول ہے کہ امت محمدیہ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ پہلے مسلمان ہیں۔

تحقیق ـــــ ان تمام گذشتہ اقوال کی تحقیق یہ ہے کہ حضرت خدیجہ علی الاطلاق پہلی خاتون ہیں، زید بن حارثہ غلاموں میں سے پہلے مسلمان ہیں۔ نابالغ بچوں میں سے پہلے مسلمان حضرت علی ہیں یہی لوگ اس وقت اہل بیت تھے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ ـــــ آزاد مردوں میں سے حضرت ابوبکر صدیق سب سے قبل مسلمان ہوئے اور مذکورہ بالا مسلمانوں کی نسبت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دائرہ اسلام میں داخل ہونا سب سے زیادہ فائدہ مند اور مؤثر تھا۔ آپ مجلس قبیلہ، سرمایہ دار، مبلغ اسلام، عوام میں معزز و محترم، محبوب اور ہر دل عزیز تھے۔ اللہ اور رسول اللہ کی اطاعت میں بے دریغ سرمایہ صرف کرتے تھے۔

یونس نے ابن اسحاق سے بیان کیا ہے کہ ابوبکر نے آنحضور ﷺ سے ملاقات کے دوران عرض کیا۔ جناب! قریش جو آپ سے یہ باتیں منسوب کرتے ہیں درست ہے کہ آپ ہمارے معبودوں کو ترک کرنا، ہماری عقلوں پر ماتم کرنا، ہمارے آباؤ اجداد کو کافر کہتے، فرمایا کیوں نہیں! میں اللہ کا رسول اور اس کا نبی ہوں، اللہ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے کہ میں اس کا پیام پہنچاؤں اور تجھے اللہ کی طرف کی دعوت دوں۔ واللہ یہ بالکل حق ہے۔ اے ابوبکر! میں آپ کو اللہ وحدہ لاشریک کی طرف دعوت دیتا ہوں، اس کے بغیر کسی کی پرستش نہ کر اور اس کی اطاعت پر ہمیشہ تعاون کرتے رہو اور پھر آپ ﷺ نے ان کو قرآن مجید سنایا۔ "فلم یقر و لم ینکر" یعنی نہ اقرار کیا نہ انکار کیا، پھر آپ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے، بتوں سے انحراف کیا اور ان کو ترک کر دیا اور اسلام کی حقانیت کا اقرار کیا، ایمان و تصدیق کی دولت سے مالا مال ہو کر واپس آئے۔ ابن اسحاق نے محمد بن عبدالرحمان تیمی سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے جسے بھی اسلام کی دعوت پیش کی اس نے تامل اور تردد کیا مگر ابوبکر نے بلا جھجک اور دیر نہ کی۔ (فوراً اسلام قبول کر لیا)

منکر ـــــ ابن اسحاق کے مذکورہ بالا الفاظ (فلم یقر و لم ینکر) منکر اور غلط ہیں کیونکہ دیگر ائمہ کے علاوہ خود ابن اسحاق سے مروی ہے کہ قبل از بعثت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے دوست تھے اور آپ کی صداقت، امانت، عمدہ فطرت اور نیک اخلاق سے خوب آگاہ تھے، ان صفات کا حامل شخص کسی پر تہمت نہیں لگا سکتا تو اللہ تعالیٰ پر کیونکر بہتان تراشی کر سکتا ہے۔ بنا بریں محض آپ کے اتنا کہنے پر کہ اللہ نے مجھے رسول مبعوث فرمایا ہے آپ بلا جھجک مسلمان ہو گئے۔ بخاری شریف میں ابوالدرداء کی روایت، جو ابوبکر اور عمر کے درمیان نزاع کے متعلق ہے، میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا "اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا تم نے کہا تو دروغ گو ہے (معاذ اللہ) اور ابوبکر نے میری بلا تامل تصدیق کی اور اپنے جان و مال میں مجھے برابر کا شریک و سہیم سمجھا، کیا تم میری خاطر میرے ہمدم رفیق کی دل آزاری سے دستکش ہو سکتے ہو"۔

لہٰذا بعد ازیں آپ ہر قسم کی اذیت سے محفوظ رہے اور یہ روایت اس بات کی قطعی نص ہے کہ آپ پہلے مسلمان ہیں۔ ترمذی اور ابن حبان میں ابو سعید سے منقول ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں سب سے زیادہ خلافت کا حقدار نہ تھا۔ کیا میں پہلا مسلمان نہیں ہوں؟ کیا میں آپ ﷺ کا رفیق نہیں ہوں۔

ابن عساکر نے حارث سے نقل کیا ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول سنا کہ ابوبکر صدیق پہلے مسلمان ہیں اور علی رضی اللہ عنہ پہلے نمازی ہیں۔ مسند احمد، ترمذی اور نسائی میں حدیث شعبہ میں مذکور ہے کہ زید بن ارقم نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہلا نمازی ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔

نوٹ ـــــ تاریخ ابن جریر کی روایت میں عمرو بن مرہ اور نخعی کا مذاکرہ ابھی بیان ہو چکا ہے جس میں دائرہ اسلام میں پہلے داخل ہونے کے بارے میں بحث ہے۔ واقدی نے ابوالاروی دوسی، ابو مسلم بن عبدالرحمان اور دیگر اسلاف سے بیان کیا ہے کہ ابوبکر صدیق پہلے مسلمان ہیں۔

یعقوب بن سفیان، ابن عباس سے بیان کرتے ہیں کہ ابن عباس سے دریافت کیا کہ پہلا مسلمان کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا ابوبکر صدیق اور اس کی تائید میں حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار پیش کیے:

اذا تذکرت شجواً من اخی ثقۃ

فاذکر أخاک أبا بکر بما فعلا
خیر البریة أوفاها وأعدلها
بعد النبی وأولاها بما حملا
والثانی التالی المحمود مشهده
وأول الناس منهم صدق الرسلا
عاش حمیدا لأمر الله متبعا
بأمر صاحبه الماضی وما انتقلا

"جب تجھے کسی معتمد شخص پر رنج کی یاد تازہ ہو تو اپنے اسلامی بھائی ابوبکرؓ کو یاد کر، اس کے کارنامے کے باعث جو بعد از نبی کائنات سے برتر نہایت متقی اعلیٰ منصف اور امانت داری کا علم بردار ہے۔ تابعدار، ثانی غار، اس کا وجود مسعود قابل ستائش اور وہ سب سے اولین مسلمان ہے۔ قابل تعریف زندگی بسر کی، ارشاد رسول کے مطابق احکام الٰہی کا متبع اور سر مو منحرف نہیں ہوا"۔

۲۔۔۔ ابن ابی شیبہ ۲۳۵ھ اپنے استاد مجالد، عامر شعبی سے بھی نقل کرتے ہیں کہ میں نے خود ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا یا (میری موجودگی میں) ان سے دریافت ہوا کہ مسلمان کون ہے؟ (ای الناس اول اسلاما) تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب میں حسان بن ثابتؓ کا مذکورہ بالا کلام پیش کیا۔

۳۔۔۔ ایسے ہی ہیثم بن عدی نے مجالد کی معرفت عامر شعبی سے ابن عباس کا جواب نقل کیا ہے۔

۴۔۔۔ ابوالقاسم بغوی نے بذریعہ سریج بن یونس ۲۳۵ھ یوسف بن ماجشون ۱۸۵ھ سے بیان کیا ہے کہ میں اپنے مشائخ محمد بن منکدر ۱۳۰ھ، ربیعہ بن ابی عبدالرحمان ۱۳۳ھ، صالح بن کیسان اور عثمان بن محمد (وغیرہ سے سنا ہے) کہ وہ ابوبکر صدیق کے اولین مسلمان ہونے میں شک نہیں کرتے تھے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابراہیم نخعی ۹۶ھ، محمد بن کعب ۱۰۸ھ، محمد بن سیرین اور سعد بن ابراہیم ۱۲۵ھ بھی اس بات کے قائل ہیں اور جمہور اہل سنت کا یہی مشہور مسلک ہے۔

اولین مسلمان۔۔۔ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ سعد بن ابی وقاص ۵۵ھ اور محمد بن حنفیہ ۸۰ھ کہتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اولین مسلمان نہ تھے بلکہ وہ افضل ترین مسلمان تھے اور بقول سعد رضی اللہ عنہ ان سے قبل پانچ افراد مسلمان ہو چکے تھے۔ اور صحیح بخاری میں بذریعہ ہمام بن حارث عمار بن یاسر سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ کے ہمراہ پانچ غلام، دو عورتیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ مسند احمد اور ابن ماجہ میں عاصم بن ابی النجود، زر، ابن مسعودؓ سے منقول ہے اولین اسلام کا اظہار کرنے والے سات افراد ہیں خود رسول اللہ ﷺ، ابوبکر، عمار، سمیہ، صہیب، بلال اور مقداد رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ان کے چچا ابوطالب کے ذریعہ محفوظ و مامون رکھا اور ابوبکر کی حفاظت کا سامان ان کی برادری کے ذریعہ بہم پہنچایا اور باقی ماندہ کو مشرکین پکڑ کر لوہے کی زرہیں پہناتے اور چلچلاتی دھوپ میں لا بٹھا دیتے۔ بلال کے علاوہ سب نے معمولی فرمانبرداری کا اظہار کیا اور بلال نے تو اللہ کی راہ میں خود کو ہیچ سمجھا اور برادری نے بھی اس کی حمایت نہ کی۔ ان کے آقا پکڑ کر بچوں کے حوالے کر دیتے اور وہ ان کو مکہ کی گلیوں میں گھسیٹتے پھرتے اور وہ زبان سے احد احد کہتے۔ سفیان ثوری نے یہ روایت منصور از مجاہد مرسل بیان کی ہے۔

غلط روایت۔۔۔ ابن جریر کی وہ روایت جو اس نے ابن حمید (کنانہ بن جبلہ، ابراہیم بن طہمان، حجاج، قتادہ، سالم بن ابی الجعد) محمد بن سعد بن ابی وقاص سے بیان کی ہے کہ میں نے اپنے والد سعد سے دریافت کیا کہ کیا ابوبکر اولین مسلمان تھے؟ تو اس نے نفی میں جواب دیا اور کہا کہ ان سے قبل پچاس افراد مسلمان ہو چکے تھے۔ البتہ وہ ہم سے افضل تھے متن اور سند دونوں طرح سے منکر ہے۔ ابن جریر کہتے ہیں بقول دیگر اہل علم زید بن

www.ahlehaq.org

حارثہ سب سے پہلے مسلمان ہوئے اور واقدی کے حوالے سے ابن ابی ذئب سے بیان کیا ہے کہ میں نے زہری سے پوچھا خواتین میں سے پہلی مسلمان کون ہے، تو اس نے کہا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پھر پوچھا مردوں سے تو اس نے کہا زید بن حارثہ۔ چنانچہ عروہ سلیمان بن یسار وغیرہ اہل علم کا یہی قول ہے کہ مردوں میں سے زید بن حارثہ اولین مسلمان ہیں۔

امام ابوحنیفہ کی رحمۃ اللہ علیہ تطبیق —— امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان مختلف اقوال میں یوں تطبیق دی ہے کہ آزاد مردوں میں سے اولین مسلمان ابوبکر ہیں اور خواتین میں سے خدیجہ رضی اللہ عنہا اور غلاموں میں سے زید رضی اللہ عنہ اور نابالغ لڑکوں میں سے علی رضی اللہ عنہ اجمعین۔

تبلیغ —— ابوبکر جب مسلمان ہوئے اور اسلام کا برملا اظہار کیا تو عوام کو اسلام کی دعوت دینے لگے۔ بقول ابن اسحاق، ابوبکر اپنی نرم مزاجی، منکسر طبیعت کی وجہ سے قوم میں محبوب اور ہر دل عزیز تھے اور قریش کے نسب دان تھے (اور ان کی ہر خوبی اور برائی ان کی نگاہ میں تھی) خوش طبع، مہذب اخلاق اور تاجر پیشہ تھے، ان کے علم و فضل، تجارت اور آداب مجلس کی وجہ سے لوگوں کی ان کے پاس آمد و رفت تھی اور وہ آپ سے محبت کرتے تھے۔ چنانچہ آپ نے قابل اعتماد دوستوں کو اسلام کی دعوت پیش کی۔ ہمارے علم کے مطابق ابوبکر کی وجہ سے زبیر بن عوام، عثمان بن عفان، طلحہ بن عبید اللہ، سعد ابن ابی وقاص، عبدالرحمان بن عوف مسلمان ہو گئے۔ پھر ابوبکر ان سب کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر رسول اللہ نے ان کو اسلام کے اصول بتائے اور قرآن پاک کی تلاوت کی چنانچہ ان سب نے آپ پر ایمان و یقین کا اظہار کیا اور یہی لوگ سابقین اور اولین مسلمان ہیں۔

راہب بصری —— محمد بن عمرو واقدی (ضحاک بن عثمان، مخرمہ بن سلیمان والبی) ابراہیم بن محمد بن ابی طلحہ سے بیان کرتے ہیں کہ طلحہ بن عبید اللہ کہتے ہیں کہ میں بصریٰ کے بازار میں گیا وہاں راہب اپنے گرجا کے اندر سے کہہ رہا تھا، حاضرین سے پوچھو کوئی یہاں حرم کا باشندہ بھی ہے تو طلحہ نے جواب دیا ہاں! میں موجود ہوں تو "کیا احمد نبی کا ظہور ہو چکا ہے؟" میں نے پوچھا کون احمد تو اس نے کہا ابن عبداللہ بن عبدالمطلب، اسی ماہ میں ان کا ظہور ہوگا وہ آخری نبی ہیں، حرم سے ان کا ظہور ہوگا اور ان کی ہجرت گاہ نخلستان، پتھریلی اور شورزمین ہے۔ فایاک ان تسبق الیہ —— تم سے قبل کوئی ان کا تابعدار نہ ہو۔ راہب کی یہ بات میرے دل میں اتر گئی۔ میں عجلت تمام مکہ پہنچا، پوچھا ھل کان من حدیث "آیا کوئی نیا واقعہ رونما ہوا ہے۔" دوستوں نے کہا ہاں! محمد بن عبداللہ ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا ہے اور ابوبکر نے آپ کی تصدیق کی ہے۔ طلحہ کہتے ہیں پھر میں نے ابوبکر کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا کیا آپ نے محمد ﷺ کی نبوت کی تصدیق (تابعداری) کی ہے۔ اس نے اثبات میں جواب دیا، انہوں نے کہا آپ بھی ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اتباع کیجئے تو میں نے اسے راہب کی بات بتائی۔ پھر وہ حق بات کا داعی ہے۔ چنانچہ ابوبکر طلحہ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئے اور طلحہ نے اسلام قبول کر کے راہب کی گفتگو سنائی تو رسول اللہ ﷺ کو نہایت مسرت ہوئی۔

قرینین —— نوفل بن خویلد بن عدویہ نے ابوبکر اور طلحہ کو پکڑ کر ایک رسی میں باندھ دیا اور بنی تیم نے بھی اس بات میں مداخلت نہ کی اسی بنا پر ان دونوں کو "قرینین" کہتے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی اللھم اکفنا شر ابن العدویہ —— یا اللہ ابن عدویہ کے شر سے بچا۔ (بیہقی)

حافظ ابوالحسن خیثمہ بن سلیمان اطرابلسی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کی ملاقات کے لئے ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، وہ آپ کے قدیم دوست تھے۔ ملاقات کے بعد عرض کیا جناب ابوالقاسم! آپ لوگوں کی محفل سے گریز کرتے ہیں اور وہ آپ پر الزام لگاتے ہیں کہ آپ ان کے والدین کو ایسا ویسا کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا (معاذ اللہ سب و شتم) میں تو صرف اللہ کا رسول ہوں اور آپ کو اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں، بعد ازیں ابوبکر مسلمان ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ وہاں سے روانہ ہوئے اور ابوبکر کے اسلام کے باعث سر زمین مکہ پر آپ سے زیادہ کوئی خوش و خرم نہ تھا۔ ابوبکر، حضرت عثمان بن عفان، طلحہ بن عبیداللہ، زبیر بن عوام، سعد بن ابی وقاص کے پاس تشریف لے گئے اور وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ پھر دوسرے روز عثمان بن مظعون، ابوعبیدہ بن جراح، عبدالرحمان بن عوف، ابوسلمہ بن عبدالاسد اور ارقم بن ابی الارقم کے پاس تشریف لے گئے وہ بھی اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے رضی اللہ عنہم۔

www.ahlehaq.org

پہلا خطیب...... عبداللہ بن محمد بن عمران، اپنے والد سے اور وہ قاسم بن محمد کی معرفت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ جب صحابہ کرام کی ایک جماعت تیار ہوگئی (اور ان کی تعداد ۳۸ تھی) تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اعلانیہ دعوت اسلام پیش کرنے پر اصرار کیا تو آپ نے فرمایا ابوبکر ہم تھوڑے ہیں اور ابوبکر برابر اصرار کرتے رہے تو رسول اللہ ﷺ نے اعلان کر دیا اور مسلمان مسجد کے اردگرد پھیل گئے اور ہر مسلمان اپنے قبیلہ میں موجود تھا۔ نبی علیہ السلام تشریف فرما تھے اور ابوبکر کھڑے ہو کر خطاب فرما رہے تھے۔ چنانچہ ابوبکر پہلے خطیب تھے جنہوں نے دعوت اسلام پیش کی (تقریر سنتے ہی) مشرکین ابوبکر اور مسلمانوں پر پل پڑے اور ان کو مسجد میں خوب زدوکوب کیا اور ابوبکر کو روندا لا اور انہیں سخت ضربیں پہنچیں۔

عتبہ بن ربیعہ ایک فاسق شخص، ابوبکر کو جوتوں سے پیٹنے لگا اور آپ کے چہرہ مبارک پر الٹے جوتے مارنے لگا اور آپ کے پیٹ پر چڑھ بیٹھا اس قدر مارا کہ آپ کی پہچان مشکل ہوگئی۔ (بنی تیم کو معلوم ہوا) تو وہ آپ کی حمایت میں دوڑتے ہوئے آئے اور مشرکین سے ابوبکر کو چھڑایا اور ان کو مردہ سمجھ کر ایک چادر میں باندھ کر گھر پہنچایا۔ پھر حرم میں آ کر بنی تیم نے اعلان کیا کہ اگر ابوبکر فوت ہو گئے تو ہم عتبہ کو قتل کر دیں گے وہ پھر ابوبکر کے گھر آئے وہ اور ابوقحافہ آپ کو بلاتے رہے (آپ بے ہوشی کی وجہ سے کلام نہ کر سکتے تھے) تا آنکہ آپ نے ان کی بات کا جواب دیا اور شام کے قریب آپ نے پوچھا (ما فعل رسول اللہ) رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟ چنانچہ کفار نے ابوبکر کو برا بھلا کہا اور طعن وملامت کی (کہ وہ اب بھی رسول اللہ ﷺ کا نام لیتا ہے) پھر وہ اٹھ کر چلے گئے اور آپ کی والدہ ام الخیر کو کہہ گئے اس کو کچھ کھلا و پلا دو۔ والدہ خوراک کھا لینے پر اصرار کر رہی تھیں اور وہ پوچھ رہے تھے (ما فعل رسول اللہ) رسول اللہ ﷺ خیریت سے ہیں؟ والدہ کہہ رہی تھیں واللہ مجھے آپ کے رفیق کے بارے میں کچھ علم نہیں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے والدہ سے کہا، جاؤ ام جمیل بنت خطاب سے معلوم کر کے آؤ چنانچہ ام جمیل سے آ کر دریافت کیا کہ ابوبکر محمد ﷺ بن عبداللہ کے بارے میں دریافت کر رہے ہیں تو ام جمیل نے کہا نہ میں ابوبکر کو جانتی ہوں اور نہ محمد بن عبداللہ ﷺ کو، ہاں اگر چاہو تو میں آپ کے ہمراہ چلی چلتی ہوں چنانچہ وہ ان کے ہمراہ آئیں اور ابوبکر کو قریب المرگ دیکھ کر چیخنے لگی اور اس نے کہا واللہ جن لوگوں نے آپ کو اس قدر زدوکوب کیا ہے وہ واقعی فاسق اور کافر ہیں اور مجھے امید ہے کہ اللہ آپ کا انتقام ان سے لے گا۔

پھر رسول اللہ ﷺ کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا یہ تمہاری والدہ سن رہی ہے (کہیں راز فاش نہ ہو جائے) تو ابوبکر نے کہا، ان سے کوئی خطرہ نہیں تو ام جمیل نے کہا (سالم صالح) ٹھیک ٹھاک ہیں۔ پھر پوچھا (این ھو) وہ کہاں ہیں؟ تو اس نے بتایا کہ ابن ارقم کے مکان پر ہیں تو ابوبکر نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے دیدار سے قبل کچھ نہ کھاؤں پیوں گا۔ چنانچہ انہوں نے کچھ دیر انتظار کیا تا آنکہ راستے بالکل تھم گئے اور آمد و رفت ختم ہو گئی تو رات کی تاریکی میں ان کو سہارا دے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائیں۔ اور مسلمان بھی ان کو دیکھنے کیلئے آئے رسول اللہ نے جھک کر ان کا بوسہ لیا اور آپ پر رقت طاری ہو گئی۔ ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں صرف چہرے کے زخموں کی تکلیف ہے۔ یہ میری والدہ ہے اولاد سے اچھا سلوک کرتی ہے اور آپ کی ذات بابرکت ہے اسے دعوت اسلام پیش کیجئے اور دعا کیجئے کہ اللہ اسے دوزخ کی آگ سے نجات دے چنانچہ آپ نے دعا کی اور اسے اسلام کی دعوت پیش کی اور وہ مسلمان ہو گئیں اور ۳۹ افراد کا گروپ مہینہ بھر رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ دار ارقم میں مقیم رہا۔ جس روز ابوبکر کو زدوکوب کیا گیا اسی روز حضرت حمزہ مسلمان ہو گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا...... رسول اللہ ﷺ نے بدھ کو عمر رضی اللہ عنہ یا ابوجہل کے مسلمان ہونے کی دعا فرمائی اور جمعرات کو عمر مسلمان ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ اور گھر میں موجود صحابہ نے اس قدر بلند آواز سے نعرہ تکبیر لگایا کہ مکہ کے دور دراز علاقہ میں سنا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی یا رسول اللہ ﷺ ہم حق پر ہوتے ہوئے اپنے دین کو مخفی رکھیں اور باطل ہونے کے باوجود ان کا دین کھلے بندوں میں عام ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! (انا قلیل قد رایت ما لقینا) ہماری تعداد کم ہے، جو ہم پر بیتی تم دیکھ چکے ہو۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اس ذات گرامی کی قسم! جس نے آپ کو برحق مبعوث فرمایا، جس مجلس میں، میں نے کفر و شرک کا اظہار کیا۔ اب اس مجلس میں ایمان واسلام کا اظہار کروں گا، پھر وہاں سے آ کر بیت اللہ کا طواف کیا، اس کے بعد آپ قریش کی مجلس میں آئے۔ جو آپ کے انتظار میں تھے تو ابوجہل بن

www.ahlehaq.org

ہشام نے کہا فلاں شخص کہتا ہے (انک صبوت) تو اپنا دین ترک کر چکا ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں، میں گواہ ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کے بغیر کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ اس کا بندہ اور رسول ہیں۔ صرف اتنا کہنا تھا کہ مشرکین آپ رضی اللہ عنہ پر ٹوٹ پڑے لیکن آپ چھلانگ لگا کر عتبہ کے سینے پر بیٹھ گئے اور اس کی آنکھوں میں انگلیاں دے ماریں، وہ چیخنے چلانے لگا۔ پھر ان کے حملے کا زور ٹوٹا تو عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے جو قریب آتا اسے دبوچ لیتے حتیٰ کہ لوگ بے بس ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے ان محفلوں میں جن میں آپ رضی اللہ عنہ کا آنا جانا تھا، ایمان کا مظاہرہ کر کے بڑی شان و شوکت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ کوئی فکر نہ کیجئے، میں ہر مجلس میں بغیر کسی خوف و خطرے کے ایمان کا مظاہرہ کر آیا ہوں" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے، عمر رضی اللہ عنہ اور حمزہ رضی اللہ عنہ آپ کے آگے آگے تھے۔ بیت اللہ کا طواف کیا اور ظہر کی نماز پڑھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لئے دار ارقم میں چلے آئے پھر عمر رضی اللہ عنہ تنہا اپنے گھر واپس لوٹ آئے۔ صحیح واقعہ یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ ہجرت حبشہ کے بعد نبوت کے چھٹے سال مسلمان ہوئے اور ہم نے یہ واقعہ بہ تفصیل (ابوبکر و عمر کی سیرت) میں بیان کیا ہے، واللہ الحمد۔

عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ کا اسلام...... مسلم شریف میں بروایت ابی امامہ، عمرو بن عبسہ سلمی کا بیان ہے کہ دور نبوت کے شروع میں، میں مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ان دنوں پوشیدہ رہتے تھے۔ میں نے عرض کیا آپ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں نبی ہوں۔ میں نے پوچھا یہ نبی کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ کا رسول و پیغمبر۔ میں نے عرض کیا، کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث کیا ہے؟ فرمایا بالکل، میں نے پھر پوچھا کیا پیغام دیا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کرو، بتوں کو توڑ دو اور صلہ رحمی کرو۔ میں نے کہا یہ تو بہت اچھا پیغام ہے۔ فرمائیے (فمن تبعک علی ھذا) آپ کے اس پیغام کو کس نے تسلیم کیا ہے۔ فرمایا (حر و عبد) آزاد اور غلام نے یعنی ابوبکرؓ اور بلالؓ نے۔ راوی کا بیان ہے کہ عمرو سلمی اپنے آپ کو چوتھا مسلمان سمجھتے تھے۔ مسلمان ہونے کے بعد عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں یہاں رہ کر آپ کی اتباع کروں تو آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اپنی قوم کے پاس چلے جاؤ، جب آپ کو معلوم ہو جائے کہ میں نے نبوت کا سر عام اعلان کر دیا تو چلے آؤ اور اتباع کرو۔

حر و عبد سے کیا مراد ہے؟...... حر و عبد سے مراد اسم جنس ہے۔ اس سے صرف ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ مراد لینا محل نظر ہے کیونکہ عمرو سلمی رضی اللہ عنہ سے پہلے بہت سے لوگ مسلمان ہو چکے تھے اور بلال رضی اللہ عنہ سے قبل زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی مسلمان ہو چکے تھے۔ عمرو کا اپنے آپ کو چوتھا مسلمان سمجھنا اپنے خیال کے مطابق تھا کیونکہ مسلمان اس وقت اپنے اسلام کو صیغہ راز میں رکھتے تھے، اجنبی اور دیہاتی تو کجا بلکہ اپنے عزیزوں کو بھی اس کی خبر نہ ہوتی تھی، واللہ اعلم۔

سعد کا اسلام لانا...... صحیح بخاری میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ "جس روز میں مسلمان ہوا اس روز کوئی دوسرا شخص مسلمان نہیں ہوا" یہ تو ممکن ہے۔ ایک اور روایت ہے کہ "مجھ سے پہلے کوئی مسلمان نہیں ہوا تھا" اس میں اشکال ہے کیونکہ یہ بات مسلم ہے کہ ابوبکر صدیق، علی، خدیجہ اور زید رضی اللہ عنہم اس سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے اور ان کے پہلے مسلمان ہونے پر ابن اثیر وغیرہ متعدد اہل علم نے اجماع نقل کیا ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی بیان ہے کہ یہ لوگ اپنے ہم جنس سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے، واللہ اعلم۔ "اور میں سات روز تک تیسرا مسلمان شخص تھا" اس میں بھی اشکال ہے اور اس کا کوئی حل نہیں سوائے اس بات کے کہ اس نے اپنی دانست کے مطابق بتایا ہو اور کسی شخص کے اسلام کی خبر نہ ہوئی ہو، واللہ اعلم بالصواب۔

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت اور آپ کا معجزہ...... ابو داؤد طیالسی (حماد بن سلمہ، عاصم، زر) عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ میں بچپن میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں مکہ میں چرایا کرتا تھا، میرے پاس ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور آپ لوگ مشرکین مکہ کے خوف سے حالت فرار میں تھے۔ پوچھا بچے! دودھ پلاؤ گے؟ عرض کیا، میرے پاس تو یہ امانت ہیں۔ میں

آپ کو دودھ نہیں پلا سکتا۔ آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی ایسی بکری ہے جس سے نر نے جفتی نہ کی ہو۔ میں نے کہا، جی ہاں، پھر میں بکری لایا، ابو بکر نے بکری کو پکڑ لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھن پکڑ کر دعا کی اور تھنوں میں دودھ آ گیا تو ابو بکر ایک جوف دار پتھر لے آئے تو آپ نے اس میں دودھ دوہا پھر دونوں نے نوش کیا اور مجھے بھی پلایا پھر تھنوں سے کہا، سکڑ جاؤ، چنانچہ وہ سکڑ گئے۔ اس کے بعد، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، مجھے بھی یہ پاکیزہ کلام (قرآن) سکھا دیجئے، فرمایا تم تو تعلیم یافتہ بچے ہو۔ چنانچہ میں نے تنہا بالمشافہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ستر سورتیں یاد کیں۔ یہ روایت مسند احمد میں از عفان از حماد مروی ہے اور حسن بن عرفہ از عاصم بھی بیان کیا ہے۔

خالد بن سعید...... حافظ بیہقی نے (جعفر بن محمد بن خالد از ابو محمد بن خالد یا محمد بن عبداللہ بن عمرو سے) روایت نقل کی ہے کہ خالد بن سعید بن عاص بن امیہ کے پرانے مسلمان ہیں اور اپنے سب بھائیوں میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے ان کے آغاز اسلام کا قصہ یہ ہے کہ انہوں نے خواب دیکھا کہ وہ نہایت وسیع و عریض آگ کے گڑھے کے کنارے کھڑے ہیں اور کوئی شخص اس میں انہیں دھکیل رہا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی کمر تھامے ہوئے ہیں۔ وہ گھبرا کر نیند سے بیدار ہوا تو اس نے کہا، واللہ یہ خواب سچا ہے۔ چنانچہ یہ خواب ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سنایا تو آپ نے کہا، اس میں آپ کی بھلائی ہے۔ یہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں ان کی پیروی کیجئے۔ ان کی تابعداری سے آپ دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں گے اور اسلام آپ کو آگ میں داخل ہونے سے بچالے گا (جبکہ تیرا والد اس میں گرا رہا ہے) پھر اس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محلہ اجیاد میں ملاقات ہوئی تو عرض کیا یا رسول اللہ، یا محمد! آپ کس بات کی طرف دعوت دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں آپ کو اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ کی طرف دعوت دیتا ہوں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دعوت دیتا ہوں اور تم بتوں کی پرستش ترک کرو۔ کیونکہ وہ نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں اور نہ نفع نقصان کے مالک ہیں اور نہ وہ اپنے پجاریوں کو پہچانتے ہیں۔ یہ سن کر خالد رضی اللہ عنہ نے کلمۂ توحید اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد انک رسول اللّٰہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اسلام سے نہایت خوش ہوئے۔ خالد گھر سے غائب ہو گئے اور والد کو ان کے اسلام کے بارے میں معلوم ہوا تو انہیں تلاش کر کے لایا گیا اور بہت ڈانٹ ڈپٹ کی۔ اور ان کو اس قدر سر پر مارتے رہے کہ ڈنڈا ٹوٹ گیا اور نہایت غصے سے کہا، واللہ اب تمہیں کھانا نہیں دیں گے تو خالد نے کہا اگر آپ نہ دیں گے تو اللہ تعالیٰ مجھے ضرور روزی دے گا (اور یہ کہہ کر) وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلے آئے آپ کے ساتھ رہتے تھے اور آپ ﷺ اس کا احترام کرتے۔

نبی علیہ السلام کے چچا حمزہ کا اسلام لانا...... یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق کی معرفت کسی مسلمان سے روایت کی ہے کہ ابو جہل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو صفا کے پاس آڑے ہاتھوں لیا، اذیت پہنچائی، گالی گلوچ کی اور اسلام کے بارے میں ناگوار قسم کی باتیں کیں۔ یہ بات کسی نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے کہی تو حمزہ رضی اللہ عنہ ابو جہل کی طرف گئے، اس کے پاس پہنچ کر سر پر کمان ماری اور شدید زخمی کر دیا اور مجلس سے چند مخزومی ابو جہل کی مدد کے لئے آئے اور کہنے لگے اے حمزہ! معلوم ہوتا ہے آپ صابی اور بے دین ہو چکے ہیں۔ تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے مسلمان ہونے سے کون روک سکتا ہے اور ایسے حقائق واضح ہو چکے ہیں جن کی روشنی میں میں (اعلانیہ) شہادت دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کا فرمان حق ہے واللہ میں اس سے پیچھے نہ ہوں گا۔ اگر سچے ہو تو مجھے روک کر دکھاؤ۔ ابو جہل نے کہا چھوڑ دو، میں نے بھی اس کے بھتیجے کو نہایت برا سب و شتم کیا ہے۔

جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے تو قریش سمجھ گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مضبوط اور محفوظ ہو گئے ہیں چنانچہ وہ کچھ تنگی سے باز آ گئے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام کے بارے ایک شعر کہا۔ شعر یہاں مذکور نہیں لیکن امام سہیلی نے الروض الانف میں نقل کیا ہے:

حمدت اللّٰہ حین ھدی فؤادی الی الاسلام والدین الحنیف

”میں نے اللہ کا شکر کیا جب اس نے میرے دل کو اسلام اور دین حنیف کی طرف مائل کر دیا“۔

دین اسلام برحق ہے...... بقول ابن اسحاق، پھر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ گھر واپس آئے تو شیطان نے وسوسے ڈالنے شروع کر دیئے کہ

آپ قریش کے رئیس ہیں آبائی دین چھوڑ کر اس بے دین (معاذ اللہ) کے پیچھے لگ گئے ہو اس سے تو موت بہتر ہے چنانچہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دل میں کہا میں کیا کر چکا ہوں، الٰہی اگر یہ دین اچھا ہے تو میرے دل میں اس کی سچائی ڈال دے ورنہ مجھے اس سے خیریت سے نجات کا راستہ بتا، رات بھر اسی سوچ میں رہے، صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا ابن اخی! (اے بھتیجے!) میں ایک قصے اور الجھن میں پھنس چکا ہوں، اس سے خلاصی نہیں پا رہا ہوں، مجھ جیسے دانشور کا حیران و پریشان رہنا کہ آیا اسلام رشد و ہدایت ہے یا گمراہی و ضلالت بڑا مشکل کام ہے۔ مجھے وضاحت سے بتایئے، میں آپ کی بات کا بہت مشتاق اور خواہش مند ہوں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے وعظ و نصیحت فرمائی، دوزخ سے خوف دلایا اور جنت کی خوشخبری سنائی۔ رسول اللہ کے وعظ و تذکرہ کے باعث اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں ایمان کی شمع روشن کر دی تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں صدق دل سے گواہی دیتا ہوں کہ آپ سچے ہیں اور میں آپ کے دین کی اعلانیہ اور کھل کر تبلیغ کروں گا۔ مجھے ساری کائنات بھی عطا کر دی جائے تو پھر بھی مجھے اپنا پہلا دین پسند نہیں چنانچہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا شمار ان افراد میں سے ہے جن کی بدولت اللہ تعالیٰ نے دین کو مضبوط و مستحکم فرمایا۔ یہ واقعہ حافظ بیہقی نے بھی (حاکم از عاصم از احمد بن عبد الجبار از یونس بن بکیر) بیان کیا ہے۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا ...... حافظ بیہقی اپنی سند سے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا بیان نقل کرتے ہیں کہ میں چوتھا مسلمان تھا مجھ سے پہلے تین افراد مسلمان ہو چکے تھے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا پھر کلمۂ توحید پڑھا اور رسالت کا اقرار کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر مسرت و بہجت کے آثار ظاہر تھے۔ "بہ سیاق مختصر"۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ ...... اسلام ابو ذر رضی اللہ عنہ کے عنوان پر امام بخاری رحمہ اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کی خبر معلوم ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی سے کہا، وادی مکہ کی طرف جایئے اور اس آدمی کے متعلق معلومات بہم پہنچایئے جو کہتا ہے کہ وہ نبی ہے اور اسے آسمان سے بھی خبر آتی ہے، آپ ان کی بات غور سے سن کر آئیے، چنانچہ وہ چلا گیا اور آپ کی بات سن کر وہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے پاس واپس لوٹ آیا اور اس نے کہا کہ وہ اخلاق حسنہ کی تعلیم دیتے ہیں اور ایسا کلام پیش کرتے ہیں جو شعر نہیں تو ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا (ما شفیتنی مما اردت) آپ نے میرا شبہ رفع نہیں کیا چنانچہ وہ خود زادِ راہ اور پانی کا مشکیزہ لے کر چلے آئے مسجد حرام میں آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش شروع کی، وہ آپ ﷺ کو پہچانتے نہ تھے اور نہ کسی سے پوچھنا مناسب تھا، رات ہو گئی وہیں لیٹ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ کیفیت دیکھ کر بھانپ گئے کہ یہ اجنبی ہے۔ اسے گھر چلنے کے لئے کہا چنانچہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے ہو لئے، رات بسر کی اور آپس میں کسی قسم کی بات چیت نہ ہوئی، سامان اور مشکیزہ اٹھائے مسجد چلے آئے اور دن بھر وہیں رہے اور نبی علیہ السلام نے ان کو نہیں دیکھا اور شام کے وقت پھر وہیں دراز ہو گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پھر وہیں سے گزر ہوا تو یہ کہہ کر "کیا ابھی تک مسافر کو اپنی منزل معلوم نہیں ہوئی؟" ان کو اپنے ساتھ گھر لے آئے اور مزید کوئی گفتگو نہ ہوئی۔ جب صبح ہوئی تو پھر مسجد میں چلے آئے اور رات کو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو حسب سابق گھر لے آئے اور ان سے کہا۔ کیا یہاں آنے کا مقصد بتا سکتے ہیں؟ اس نے کہا، اگر آپ میری بات راز میں رکھیں تو بتا سکتا ہوں چنانچہ اس نے اپنی آمد کا مقصد ان کے گوش گزار کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا بے شک وہ برحق ہیں اور اللہ کے رسول ہیں، تو آپ صبح سویرے میرے پیچھے چلنا اگر میں نے کوئی خطرہ محسوس کیا تو میں پیشاب کا بہانہ بنا کر رک جاؤں گا (اور آپ آہستہ آہستہ چلتے رہیں) اور اگر میں چلتا رہوں تو آپ میرے پیچھے پیچھے گھر چلے آئیں۔ اس منصوبے کے تحت آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، چنانچہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنا اور مسلمان ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا "ارجع الی قومک فاخبرھم حتی یاتیک امری" اپنی قوم کے پاس چلے جاؤ اور ان کو اس بات سے آگاہ کرو اور میرا حکم پہنچنے تک وہیں رہو۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کو برحق مبعوث کرنے والی ذات کی قسم! میں ان کے درمیان دعوت حق کو برملا بیان کروں گا چنانچہ آپ مسجد میں آئے اور بلند آواز سے اشهد ان لا الٰه الا اللّٰه وان محمدا رسول اللّٰه کہا پھر وہ کھڑے ہی تھے کہ کفار نے آپ کو مار مار کر فرش پر گرا دیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان پر شفقت سے جھک کر چھڑاتے ہوئے کہا، افسوس! کیا

تم جانتے نہیں کہ وہ غفار قبیلے سے ہیں اور یہ قبیلہ تمہاری شام کی طرف تجارتی گزرگاہ پر آباد ہے۔ پھر دوسرے روز بھی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کلمہ توحید اور اقرار رسالت کا کھلم کھلا اعلان کیا۔ پھر بھی کفار آپ رضی اللہ عنہ پر پل پڑے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے چھڑایا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام کا قصہ صحیح مسلم وغیرہ میں بھی مفصل بیان ہوا ہے۔

ایک اور روایت ...... امام احمد (یزید بن ہارون سلمان بن مغیرہ حمید بن ہلال عبداللہ بن صامت مختصر یا ؟ سے) ابوذر کا بیان نقل کرتے ہیں کہ ہم اپنی قوم سے (جو حرمت والے مہینے کو حلال سمجھتے تھے) روانہ ہوئے (یعنی میں، بھائی انیس اور والدہ محترمہ) اور اپنے رئیس اور خوش شکل ماموں جان کے ہاں چلے آئے، ماموں نے ہماری خوب تعظیم و تکریم کی، ان کی قوم نے ہم سے حسد کیا، لوگ اسے کہنے لگے کہ جب تم گھر سے باہر چلے جاتے ہو تو انیس تمہارے گھر میں بدکاری کی نیت سے آتا ہے، چنانچہ وہ ہمارے پاس آئے اور آپ نے یہ بہتان ہمیں سنایا تو میں نے کہا آپ کا سابقہ حسن سلوک تو ضائع ہو گیا اور آئندہ ہم آپ کے پاس نہیں رہ سکتے۔ چنانچہ ہم نے اپنے بار بردار اونٹوں پر سامان لادا، ہمارا ماموں چہرہ چھپا کر رونے لگا، ہم وہاں سے چلے آئے اور مکہ کے قریب پڑاؤ ڈال دیا، انیس شاعر تھا اور اس نے کسی شاعر سے اپنے اشعار عمدہ ہونے کی شرط لگائی۔ اپنے مال مویشی اور اس کے برابر مال مویشی پر چنانچہ وہ دونوں فیصلے کے لئے ایک منصف اور کاہن کے پاس چلے آئے اس نے انیس کے حق میں فیصلہ دیا اور وہ شرط کے مطابق مال لے کر ہمارے پاس آ گئے۔

(اے ابن صامت) اے برادرزادہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات سے قبل تین سال نماز پڑھی ہے۔ ابن صامت نے پوچھا کس کے لئے؟ حضرت ابوذر نے کہا اللہ کے لئے۔ پھر پوچھا کس طرف رخ کر کے؟ جواب دیا کہ جدھر اللہ تعالیٰ متوجہ کر دیتا میں رخ کر کے نماز ادا کی۔ میں عشاء کی نماز آخر رات تک پڑھتا رہتا (اور تھک کر) گویا میں دراز ہو جاتا یہاں تک کہ دھوپ نکل آتی۔ اسی اثناء انیس نے کہا مجھے مکہ میں ایک کام ہے مجھ کام سے فارغ ہو کر آپ کے پاس چلا آؤں گا۔ چنانچہ وہ چلے گئے اور بڑی دیر بعد واپس آئے، میں نے پوچھا اتنی دیر کیوں لگائی؟ تو اس نے کہا میری ایک شخص سے ملاقات ہوئی ہے جو آپ کے دین پر ہے اور کہتا ہے کہ اللہ نے اس کو رسول مبعوث کیا ہے۔ میں نے پوچھا لوگ اسے کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا لوگ اسے شاعر اور ساحر و جادوگر کہتے ہیں، انیس خود شاعر تھا اس نے کہا، میں نے کاہنوں کی باتیں سنی ہیں اس کی بات کاہنوں کے موافق نہیں ہے، میں نے اس کا کلام فن شعر پر رکھا ہے واللہ اسے کوئی "شعر" نہیں کہہ سکتا واللہ وہ "شخص سچا نبی" ہے اور لوگ جھوٹے ہیں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ میرا کاروبار سنبھال سکتے ہیں؟ تاکہ میں خود بھی جا کر تحقیق کروں، اس نے کہا بالکل لیکن اہل مکہ سے محتاط رہنا۔ وہ آپ ﷺ کو برا بھلا کہتے ہیں اور ترش روئی سے پیش آتے ہیں۔ چنانچہ میں مکہ چلا آیا اور میں نے ایک ضعیف و ناتوان شخص سے پوچھا وہ شخص کہاں ہے، جس کو لوگ صابی کہتے ہیں، اس نے میری طرف اشارہ کر کے (لوگوں کو متوجہ کیا) کہ یہ صابی ہے، لوگ ڈھیلوں اور ہڈیوں سے مجھ پر پل پڑے اور میں بے ہوش ہو کر گر پڑا اور جب مجھے ہوش آیا تو میں خون سے لت پت تھا۔

زمزم کے پانی کی برکت ...... چنانچہ میں زمزم کے پاس آیا، پانی پیا اور خون دھو کر کعبہ کے غلاف میں چھپ گیا میں وہاں مسلسل تیس دن تک چھپا رہا۔ زمزم کے پانی پر گزارا تھا میں اس قدر صحت مند ہو گیا کہ میرے پیٹ کی سلوٹیں چھپ گئیں اور مجھے بھی بھوک کی کمزوری محسوس نہیں ہوئی۔ ایک مرتبہ چاندنی رات میں اہل مکہ محو خواب تھے صرف دو عورتیں بیت اللہ کا طواف کر رہی تھیں، اساف اور نائلہ بتوں کا ورد اور ذکر کرتی ہوئیں میرے پاس سے گزریں تو میں نے کہا ایک کا دوسرے سے نکاح کر دو۔ یہ سن کر بھی وہ (اس بات سے) باز نہ آئیں تو میں نے بغیر کسی اشارے کنائے کے فحش گالی دی۔ وہ چیختی چلاتی اور یہ کہتی ہوئی چلیں کہ "اگر کوئی اس وقت ہمارے مردوں میں سے ہوتا تو اس گستاخی کی سزا تمہیں ضرور دیتا"۔ راستے میں ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پہاڑ سے اترتے ہوئے ملے تو ان سے پوچھا کیا ہوا؟ خواتین نے کہا ایک صابی اور بے دین کعبہ کے غلاف میں چھپا ہوا ہے۔ ان سے پوچھا تمہیں اس نے کیا کہا ہے؟ انہوں نے کہا وہ بات جو زبان کو زیب نہیں دیتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے حجر اسود کو بوسہ دیا اور طواف کر کے نماز پڑھی (نماز سے فارغ ہوئے) تو میں پہلا شخص تھا جس نے آپ کو مسلمان کا سلام عرض کیا۔ آپ نے علیک السلام ورحمۃ اللہ کہہ کر پوچھا تو کون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ غفار قبیلے سے ہوں،

www.ahlehaq.org

پھر آپ ﷺ نے ہاتھ جھکا کر پیشانی پر رکھ لیا (گویا کہ آپ فکر مند ہیں) میں نے دل میں سوچا کہ میرا غفار قبیلے کی طرف منسوب ہونا آپ ﷺ کو کچھ ناگوار گزرا ہے۔ پھر میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑنے کا ارادہ کیا تو مجھے ان کے ساتھی نے روک دیا اور وہ مجھ سے ان کے حال کے زیادہ واقف تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا متی کنت ههنا (یہاں کب آئے؟) میں نے عرض کیا میں یہاں متواتر تیس روز سے ہوں پھر پوچھا فمن کان یطعمک (آپ کو کون کھانا کھلاتا ہے؟) عرض کیا صرف زمزم کے پانی پر گزارا ہے۔ میں اس قدر فربہ ہو گیا ہوں کہ میرے پیٹ کے شکم مڑ گئے ہیں اور مجھے بھوک سے بھی کمزوری محسوس نہیں ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مبارک پانی ہے اور پر شکم کھانا بھی ہے۔ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج کی رات مجھے ان کی مہمانی کی اجازت فرمایئے۔ چنانچہ میں ان کے ہمراہ چلا آیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور وہاں سے سامنے طائف کا منقی لا کر رکھا اور میں نے مکہ میں یہ پہلا کھانا کھایا اور پھر کچھ عرصہ وہیں رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کھجوروں والا علاقہ بطور ہجرت گاہ دکھایا گیا ہے۔ میرے خیال میں وہ (یثرب) مدینہ ہے آیا اپنی قوم کو میری طرف سے دین کی دعوت دیں گے؟ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو آپ کی وجہ سے فائدہ دے اور تجھے ثواب وصلہ ملے۔

حضرت ابوذر کہتے ہیں پھر میں اپنے بھائی انیس کے پاس چلا آیا۔ اس نے دریافت کیا "اتنا عرصہ کیا کیا؟" میں نے کہا میں مسلمان ہو چکا ہوں اور ان کی نبوت کی تصدیق کر چکا ہوں تو انیس نے کہا میں بھی آپ کے دین سے بیزار نہیں، میں بھی ان کی تصدیق کر کے مشرف باسلام ہوں۔ پھر ہم والدہ کے پاس آئے وہ بھی بغیر کسی تامل کے فوراً مسلمان ہو گئیں پھر ہم اپنے قبیلے میں واپس چلے آئے۔ بعض افراد ہجرت سے قبل مسلمان ہو گئے۔ خفاف بن ایما بن رحضہ غفاری ان کے مقتدا اور سربراہ تھے اور باقی ماندہ نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئیں گے تو مسلمان ہوں گے چنانچہ وہ بھی آپ کی آمد کے وقت مسلمان ہو گئے۔

اسلم قبیلہ...... اسلم قبیلے نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم بھی غفار قبیلے کی طرح مسلمان ہوتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غفار قبیلہ کو اللہ نے بخش دیا اور اسلم قبیلہ کو اللہ نے قید و بند سے بچا لیا۔

امام مسلم نے یہ روایت بذریعہ ہدبہ بن خالد م ۲۳۶ھ سلیمان بن مغیرہ کی سند سے بیان کی ہے۔ ایک اور سند سے بھی یہ واقعہ منقول ہے اور اس میں عجیب وغریب قسم کے اضافے بھی ہیں، واللہ اعلم۔ کتاب بشارات میں سلمان فارسی کے اسلام قبول کرنے کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

ضماد رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا قصہ...... مسلم اور بیہقی میں (داؤد بن ابی ہند، عمرو بن سعید، سعید بن جبیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مکہ میں ازد شنوءۃ قبیلے کا ضماد نامی ایک شخص آیا جو آسیب زدہ مریضوں کا دم جھاڑ کیا کرتا تھا۔ اس نے مکہ کے نادان اور نابکار لوگوں سے سنا کہ محمد ﷺ (معاذ اللہ) مجنون اور پاگل ہیں۔ اس نے کسی سے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟ ممکن ہے کہ میرے دست شفا سے اللہ تعالیٰ ان کو شفایاب کر دے چنانچہ اس کی آپ ﷺ سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا میں آسیب کا ماہر معالج ہوں اللہ تعالیٰ میرے دست شفا سے جسے چاہتا ہے شفا بخش دیتا ہے ذرا قریب آیئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خطبہ تین بار ارشاد فرمایا کہ:

ان الحمد لله نحمده ونستعينه من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له

"جملہ تعریف اللہ ہی کے مزاوار ہے ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور اسی سے مدد چاہتے ہیں جس کو اللہ ہدایت کا راستہ دکھائے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے گمراہی کے گڑھے میں ڈال دے اسے کوئی نکال نہیں سکتا اور میں شاہد ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک کے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں"۔

ایک روایت میں ہے کہ اس نے عرض کیا دوبارہ فرمایئے، یہ کلمات تو فصاحت وبلاغت اور صداقت کے لحاظ سے علم کی انتہا تک پہنچے ہیں، میں نے کاہنوں اور جادوگروں کی باتیں سنی ہیں اور شعراء کا کلام بھی، لیکن ان کلمات جیسی لطافت وشیرینی کہیں نہیں پائی۔ ہاتھ دراز فرمایئے، میں دین اسلام پر آپ کی بیعت کرتا ہوں چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی قوم کی جانب سے بھی؟ اس نے کہا جی ہاں۔ پھر جب

www.ahlehaq.org

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ایک لشکر روانہ کیا، وہ ازدشنوءۃ کے پاس گئے تو سپہ سالار نے کہا، کسی نے ان کی کوئی چیز تو نہیں اٹھائی؟ تو ایک آدمی نے کہا میں نے آفتابہ اٹھایا ہے تو سپہ سالار نے کہا وہ واپس کردو کیونکہ یہ خباب رضی اللہ عنہ کی قوم کا ہے۔

سب سے پہلے مسلمان ہونے والی شخصیات ...... دلائل النبوۃ میں ابو نعیم ۴۳۰ھ نے اعیان واشراف جو اولین مسلمان تھے، کے بارے میں ایک طویل باب سپرد قلم کیا ہے اور تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے، (رحمہ اللہ ۱۵۱ھ) اور ابن اسحاق نے بھی قدیم صحابہ رضی اللہ عنہ کے اسماء گرامی درج کئے ہیں چنانچہ فرمایا پھر یہ لوگ مسلمان ہو گئے۔

(۱)...... ابو عبیدہ بن جراح یکے از عشرہ مبشرہ متوفی ۱۸ھ طاعون عمواس۔
(۲)...... ابو سلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم۔
(۳)...... ارقم بن ابی الارقم۔
(۴)...... عثمان بن مظعون متوفی ۲ھ۔
(۵)...... عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ بدری صفراء مقام پر بدر سے واپسی پر فوت ہوئے۔
(۶)...... سعید بن زید رضی اللہ عنہ متوفی ۵۰ھ۔
(۷)...... ان کی رفیقہ حیات فاطمہ بنت خطاب اخت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔
(۸)...... اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ۔
(۹)...... عائشہ بنت ابی بکر الصدیق ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ۵۸ھ۔
(۱۰)...... قدامہ بن مظعون بدری ۳۶ھ۔
(۱۱)...... عبداللہ بن مظعون بدری ۳۰ھ۔
(۱۲)...... خباب بن ارت معلم بن سعید و فاطمہ ۳۷ھ۔
(۱۳)...... عمیر بن ابی وقاص برادر سعد بن ابی وقاص شہید بدر۔
(۱۴)...... عبداللہ بن مسعود ۳۳ھ۔
(۱۵)...... مسعود بن قاری ۳۰ھ (۱۶) سلیط بن عمرو ۱۴ھ۔
(۱۷)...... عیاش بن ابی ربیعہ شہید یرموک ۱۵ھ۔
(۱۸)...... ان کی رفیقہ حیات اسماء بنت سلمہ بن مخرمہ تمیمی۔
(۱۹)...... خنیس بن حذافہ متوفی غزوہ احد کے بعد۔
(۲۰)...... عامر بن ربیعہ م ۳۲ھ / ۳۵ھ۔
(۲۱)...... عبداللہ بن جحش شہید احد۔
(۲۲)...... ابو احمد بن جحش م ۲۰ھ کے بعد۔
(۲۳)...... جعفر بن ابی طالب شہید موتہ ۸ھ۔
(۲۴)...... ان کی زوجہ محترمہ اسماء بنت عمیس۔
(۲۵)...... حاطب بن حارث۔
(۲۶)...... ان کی رفیق زندگی فکیہہ بنت یسار۔
(۲۷)...... معمر بن حارث بن معمر جمحی بدری متوفی در خلافت عمر ۱۳ تا ۲۳ھ۔

www.ahlehaq.org

(۲۸)...... سائب بن عثمان بن مظعون شہید یمامہ۔

(۲۹)...... مطلب بن ازہر بن عبد مناف۔

(۳۰)...... ان کی بیوی رملہ بنت ابی عوف بن صبیرہ بن سعد۔

(۳۱)...... نعیم بن عبداللہ بن اسید عرف نحام شہید یرموک رجب ۱۵ھ۔

(۳۲)...... عامر بن فہیرہ مولیٰ ابی بکر شہید بئر معونہ ۴ھ۔

(۳۳)...... خالد بن سعید شہید اجنادین ۱۳ھ۔

(۳۴)...... امینہ بنت خلف بن سعد بن عامر بن بیاضہ بن خزاعہ۔

(۳۵)...... حاطب بن عمرو بن عبد شمس۔

(۳۶)...... ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ شہید یمامہ۔

(۳۷)...... واقد بن عبداللہ بن عرین بن ثعلبہ تمیمی متوفی در خلافت عمر۔

(۳۸)...... خالد بن بکیر شہید رجیع ۳ھ۔

(۳۹)...... عامر بن بکیر شہید یمامہ ۱۲ھ۔

(۴۰)...... عاقل بن بکیر بدری شہید بدر۔

(۴۱)...... ایاس بن بکیر بن عبد یالیل از بنی سعد بن لیث، عاقل کا نام غافل تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نام تبدیل کر دیا یہ چاروں حقیقی بھائی عدی بن کعب کے حلیف تھے۔

(۴۲)...... عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ شہید صفین ۳۷ھ۔

(۴۳) صہیب بن سنان متوفی ۳۸ یا ۳۹ھ۔

اس کے بعد مرد اور خواتین کے گروہ در گروہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے یہاں تک کہ مکہ میں دین اسلام پھیل گیا اور ہر خاص و عام کی زبان پر یہی بات تھی۔

دعوت و ارشاد کا حکم اور ابن خطل ...... بقول ابن اسحاق، بعثت کے تین سال بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ آپ اعلانیہ اور کھلم کھلا تبلیغ فرمائیں اور اس راہ میں مشرکین کی طرف سے جو اذیت پہنچے اس پر صبر کریں اور اس سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جب نماز کا وقت آتا تو پہاڑوں کی گھاٹیوں میں چھپ کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ سعد بن ابی وقاص م ۵۸ھ چند نمازیوں میں شعب مکہ میں چھپ کر نماز پڑھ رہے تھے چند مشرکین ادھر آ نکلے اور ان کی اس حرکت (نماز) پر نکتہ چینی کی اور نوبت لڑائی تک پہنچ گئی، چنانچہ سعد رضی اللہ عنہ نے ایک مشرک کے سر پر اونٹ کا جبڑا مار کر زخمی کر دیا۔

دور اسلام میں پہلی خون ریزی ...... اسلام میں پہلی دفعہ (زخمی کر کے) خون ریزی ہوئی اور "مغازی" میں اموی نے بہ سند وقاص از زہری از عامر بن سعد از سعد، یہ طویل قصہ بیان کیا ہے اور اس میں مذکور ہے کہ جس مشرک کا سر زخمی ہوا تھا وہ عبداللہ بن خطل ملعون ہے۔

ہر خاص و عام کو پیام رسالت پہنچانے کا حکم اور اس راہ میں صبر و برداشت کا ارشاد، رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اور اتمام حجت کے بعد نادان، ضدی، ہٹ دھرم اور جھٹلانے والوں سے اعراض و درگزر، نبی علیہ السلام اور صحابہ پر مشرکین کے مظالم و مصائب کا تذکرہ سورہ شعراء ۲۱۴/۲۶ میں ہے "اور اپنے نزدیک کے رشتہ داروں کو ڈرا، اور جو مسلمان تیرے تابعدار بن گئے ہیں ان کے سامنے بازوئے رحمت جھکائے رہ، ان سے خاطر اور محبت سے پیش آ، تواضع کے ساتھ پھر اگر وہ مشرک تیرا کہا نہ مانیں تو ان سے کہہ دے میں تمہارے کاموں سے بیزار ہوں اور زبردست مہربان اللہ پر بھروسہ رکھ کر نماز میں اکیلے کھڑے ہوتے وقت اور نمازوں کے ساتھ، جماعت میں، وہ تیرے اٹھنے بیٹھنے ہر ایک حرکت کو دیکھ رہا ہے۔ بے شک وہی سننے والا اور

www.ahlehaq.org

جانتا ہے۔"

سورہ زخرف ۴۴/۴۳ میں ہے "اور یہ قرآن نصیحت ہے تیرے لئے اور تیری قوم کے لئے۔"

سورہ قصص ۸۵/۲۸ میں ہے "اے پیغمبر! جس نے تجھ پر قرآن اتارا ہے وہ تجھ کو پھر اسی جگہ لے جائے گا جہاں سے تو آیا یعنی جس ذات نے آپ پر قرآن کی تبلیغ فرض کی ہے وہ آپ کو دار آخرت معاد میں لے جائے گی اور وہاں آپ سے اس کے بارے میں سوال ہوگا۔"

سورہ حجر ۹۲/۱۵ میں ہے "تو قسم تیرے مالک کی ہم ان سب سے پرسش کریں گے۔"

سورہ شعراء ۲۱۴/۲۶ کے تحت ہم نے اس سے متعلق اکثر احادیث و آیات جمع کر دی ہیں من جملہ ان کے یہ مذکورہ ذیل روایات ہیں۔

۱...... مسند احمد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب سورہ شعراء ۲۱۴/۲۶ میں (وانذر عشیرتک الاقربین) میں برملا تبلیغ کا حکم نازل ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر چڑھ کر (یا صباحاہ) کہہ کر اعلان فرمایا سب لوگ جمع ہو گئے اور جو شخص غائب تھا اس کا نمائندہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اولاد عبدالمطلب، اے فرزندان فہر! اے کعب کے بیٹو! اگر میں آپ سے یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے دامن میں لشکر جمع ہے وہ آپ پر حملہ کرنے والا ہے کیا مجھے آپ سچا سمجھیں گے؟ سب نے یک آواز "جی ہاں" کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں آپ کو ایک سخت عذاب کے آجانے سے پہلے ڈراتا ہوں تو ابولہب ملعون نے برافروختہ ہو کر کہا تیری تباہی ہمیشہ مقدر ہو کیا اسی لئے جمع کیا تھا اس وقت سورہ "لہب" نازل ہوئی۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

۲...... مسند احمد میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب وانذر عشیرتک الاقربین ۲۱۴/۲۶ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام و خاص سب قریش کو جمع کر کے فرمایا قریشیو! آگ سے اپنے آپ کو بچاؤ اے بنی کعب! آتش جہنم سے خود کو بچاؤ اے بنی ہاشم! دوزخ کی آگ سے اپنے آپ کو بچاؤ اے بنی عبدالمطلب! آگ سے خود کو آزاد کرو اے فاطمہ بنت محمد! تو خود کو آگ سے بچا۔ خدا کی قسم میں اللہ کے سامنے تمہارے لئے اپنے اختیار سے کچھ نہیں کر سکتا ہاں! تمہارا مجھ سے رشتہ ہے۔ میں صلہ رحمی کرتا رہوں گا اور اسے تروتازہ رکھوں گا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے اور مسند احمد وغیرہ میں متعدد اسناد سے مروی ہے۔

۳...... مسلم شریف اور مسند احمد میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب (وانذر عشیرتک الاقربین) آیت نازل ہوئی تو آپ نے (کوہ صفا پر) کھڑے ہو کر اعلان فرمایا اے فاطمہ بنت محمد! اے صفیہ بنت عبدالمطلب! اے فرزندان عبدالمطلب! میں اللہ کے سامنے تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔ (اب جو چاہو کرو) میرا مال و دولت تمہارے لئے حاضر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ کی ایک معجزانہ دعوت...... دلائل میں حافظ بیہقی، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب آیت وانذر عشیرتک الاقربین ۲۶ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے معلوم تھا کہ اگر میں اپنی قوم کو یہ بتاؤں گا تو ان سے ناپسندیدہ قسم کے امور دیکھوں گا۔ پس میں خاموش رہا۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا اے محمد ﷺ! اگر آپ اللہ کے حکم کی تعمیل نہ کریں گے تو وہ آپ کو آگ کی سزا دے گا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلا کر کہا اے علی! مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اپنے قریبی رشتہ داروں کو اللہ کے عذاب سے ڈراؤں پس تم ایک بکری کا گوشت مع ایک صاع طعام اور روٹی کا انتظام کرو اور دودھ کے ایک "عس" (برتن جس میں تقریباً ساڑھے چار سیر سما جائے) کا بھی انتظام کرو پھر آل عبدالمطلب کو جمع کرو میں اہتمام کر چکا تو ۴۰ (سے ایک کم یا ایک زیادہ) افراد جمع ہوئے جن میں آپ کے چچا ابوطالب، حمزہ، عباس اور خبیث ابولہب بھی تھا۔ میں نے یہ کھانا ان کے سامنے رکھ دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوٹی کو اپنے دانتوں سے چیر کر اس میں ڈال دیا اور فرمایا کلوا بسم اللہ۔ اللہ کا نام لے کر کھاؤ چنانچہ لوگوں نے خوب سیر ہو کر کھایا اور کھانا جوں کا توں تھا صرف اس پر انگلیوں کے نشانات نمایاں تھے۔ واللہ اتنا کھانا تو ایک آدمی کی بھی خوراک ہو سکتا تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! اب دودھ پلاؤ۔ میں نے وہ دودھ پیش کیا تو سب نے خوب نوش فرمایا اور اتنا دودھ تو ایک فرد بھی نوش کر سکتا تھا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے مخاطب ہونے لگے تو ابولہب ملعون نے فوراً کہہ دیا (لھذ ما سحرکم صاحبکم) حیرت ہے کہ تمہارے ساتھی کا تم پر کیسا جادو چل گیا چنانچہ سب چلے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان

www.ahlehaq.org

سے کوئی بات نہ کی۔

دوسرے روز بھی اسی قدر دعوت کا اہتمام ہوا اور جب وہ سب کھا چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بات کرنے کا ارادہ کیا تو پھر فوراً ابولہب نے کہا (لقد سحرکم صاحبکم) چنانچہ وہ مجلس سے اٹھ بھی گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے ان سے کوئی بات نہ کی۔ پھر اگلے روز کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کا انتظام کرنے کے لئے کہا اور فرمایا تم نے سنا تھا کہ اس شخص نے میری گفتگو سے قبل ہی بات شروع کر دی۔ چنانچہ میں نے خوب انتظام کیا اور خورد و نوش کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے آل عبدالمطلب! واللہ میرے علم کے مطابق کوئی عرب جوان قوم سے بہتر پیغام نہیں لایا جو میں آپ کے پاس دنیا اور آخرت کے احکام لے کر آیا ہوں (جئتکم بامر الدنیا و الآخرۃ) نیز حافظ بیہقی نے یہ روایت بکیر بن یونس، محمد بن اسحاق، کسی نامعلوم استاد، عبداللہ بن حارث سے بھی بیان کی ہے۔

نیز یہ روایت ابن جریر نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے لیکن اس میں (انی جئتکم بامر الدنیا و الآخرۃ) کے بعد یہ اضافہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں آپ کو اس کی طرف بلاؤں، بتائیے اس تبلیغ کے کام میں میرا کون مددگار ہوگا جو میرے ساتھ بھائی چارگی وغیرہ کا مظاہرہ کرے، چنانچہ سب حاضرین نے لاپرواہی کی اور قابل توجہ نہ سمجھا اور میں نے خورد سالی، چیپڑ دار آنکھوں، بڑے پیٹ، باریک پنڈلیوں کے باوجود کہا کہ میں آپ کا وزیر (اور بھائی) ہوں گا۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گردن پکڑ کر فرمایا، یہ میرا بھائی اور وزیر ہے تم اس کی بات سنو اور اطاعت کرو چنانچہ ابوطالب کو لوگ بطور ہنسی مذاق کہنے لگے کہ ان کا حکم ہے کہ تم اپنے بیٹے کی بات سن کر اطاعت کرو۔ اس روایت میں ابومریم عبدالغفار بن القاسم منفرد ہے اور وہ کذاب اور شیعہ ہے۔ علی بن مدینی وغیرہ نے اسے حدیث سازی سے متہم کیا ہے اور باقی محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا۔

لیکن تفسیر میں ابن ابی حاتم نے (ابوحاتم، حسین بن عیسیٰ حارثی، عبداللہ بن عبدالقدوس، اعمش، منہال بن عمرو، عبداللہ بن حارث سے) بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جب (وانذر عشیرتک الاقربین) نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا بکری کا ایک پاؤ بمع ایک صاع کے نان تیار کرو اور ساتھ ساتھ دودھ کا بھی اہتمام کرو اور بنی ہاشم کو کھانے کی دعوت دو، چنانچہ میں نے ان کو دعوت دی وہ ۴۰ افراد تھے (ایک کم یا زیادہ) راوی نے گذشتہ واقعہ کی طرح بیان کر کے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کون میرا قرض ادا کرے گا اور کون میرے اہل و عیال کا محافظ ہوگا۔ تو یہ سن کر سب لوگ چپ ہو گئے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی اس خطرے سے خاموش رہے کہ سارا مال تباہ و برباد ہو جائے گا اور میں بھی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بڑھاپے کی وجہ سے چپ رہا آپ نے پھر وہی مطالبہ دہرایا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ پھر بھی خاموش رہے۔

یہ منظر دیکھ کر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ امور سرانجام دوں گا۔ آپ نے ازراہ تعجب فرمایا تو؟ اور میں اس وقت خستہ حال تھا، آشوب چشم میں مبتلا تھا، پیٹ ضخیم تھا، پنڈلیاں کمزور اور پتلی، یہ سند گذشتہ روایت کی شاہد ہے مگر اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا کہیں بھی ذکر نہیں۔ واللہ اعلم۔

میرا قرض کون ادا کرے گا؟ کا مطلب...... مسند احمد میں عباد بن عبداللہ اسدی اور ربیعہ بن ناجذ ازدی سے بھی گذشتہ حدیث کی طرح مروی یہ روایت دیگر روایت کے شاہد کی طرح ہو۔ واللہ اعلم۔ (من یقضی عنی دینی) کا مطلب یہ ہے کہ مشرکین میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ کے لئے جایا کرتے تو آپ کو قتل و غارتگری کا خطرہ لاحق رہتا تھا چنانچہ آپ ﷺ نے قرض کی ادائیگی اور اہل و عیال کی نگہبانی کے لئے ان سے پختہ عہد کا مطالبہ کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس خطرہ سے مامون و محفوظ کر دیا کہ "اے رسول جو تجھ پر تیرے رب کی طرف سے اترا ہے پہنچا دے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہیں کیا اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔" (۶۷/۵)

کھلم کھلا تبلیغ کا اعلان...... خلاصہ کلام یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے دین کی طرف دعوت میں مصروف ہو گئے اور رات دن بس یہی مشغلہ تھا۔ برملا اور پوشیدہ ایک ہی دھن تھی۔ آپ ﷺ کو اس فرض منصبی سے کوئی خواہش و آرزو پھیرنے والی نہ تھی اور نہ کوئی اس تبلیغ سے مانع

تھا۔ آپ ﷺ بلا روک ٹوک لوگوں کی مجلسوں میں یہ دعوت پیش کرتے۔ عمومی مجمعوں، مجالس اور محافل میں تشریف لے جاتے۔ موسم حج میں لوگوں کو یہ دعوت پیش کرتے، بلا تمیز حر آزاد و غلام، کمزور اور طاقتور، امیر و فقیر کو وعظ و نصیحت کرتے۔ قریش کے طاقتور اور تند خو لوگ آپ ﷺ پر اور کمزور و ناتواں مسلمانوں پر دست درازی کرتے اور طرح طرح کی اذیتیں دیتے تھے ان میں سب سے زیادہ مخالف آپ ﷺ کا چچا ابولہب عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب تھا اور اس کی بیوی ام جمیل اروی بنت حرب بن امیہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بہن تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کا حسن سلوک ...... اس کے برعکس آپ کے چچا ابوطالب کو آپ ﷺ سے بے حد محبت تھی۔ بڑی شفقت سے پیش آتے، اچھا سلوک کرتے آپ کی حمایت اور مدافعت کرتے۔ لیکن ان سب کے باوجود وہ اپنے آبائی دین پر قائم تھے کہ طبعی طور پر آپ سے شدید محبت رکھتے تھے ان کے اپنے آبائی دین پر قائم رہنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کرنے میں بھی اللہ تعالیٰ کی ایک خاص حکمت و مصلحت ودیعت تھی۔

اگر آپ مسلمان ہو جاتے تو کفار کے دلوں میں سے آپ کی وہ وجاہت و عظمت نہ رہتی اور نہ آپ سے کسی قسم کا خوف و خطرہ محسوس کرتے۔ آنحضور ﷺ پر دست درازی کرتے اور چرب لسانی سے کام لیتے، تیرا پروردگار پیدا کرتا ہے جو کچھ کہ چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے (۲۸/۶۸) اللہ تعالیٰ نے قسما قسم اور طرح طرح کی مخلوق پیدا کی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابولہب کی بدسلوکی ...... دیکھو! یہ دو کافر چچا (۱) ابوطالب اور (۲) ابولہب، ایک آخرت میں ٹخنوں تک پایاب آگ میں ہوگا، دوسرا بقول کسے آگ کے گہرے گڑھے میں ہوگا۔ اللہ نے اس کے بارے میں سورۃ تبت اتاری جو منبروں پر خطبات و مواعظ میں تلاوت ہوتی رہتی ہے۔ اور اس میں ہے کہ "وہ عنقریب شعلہ مارتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا اور اس کی بیوی بھی جو لکڑیاں اٹھائے پھرتی ہے" امام احمد، ابراہیم بن ابی العباس کی معرفت عبدالرحمن بن ابی الزناد عن ابیہ سے بیان کرتے ہیں کہ ربیعہ بن عباد دیلی جو کافر تھے پھر مسلمان ہو گئے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "ذی المجاز منڈی" میں دیکھا آپ فرما رہے تھے لوگو "لا الٰہ الا اللہ" کہو کامیاب ہو جاؤ گے، لوگوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہجوم تھا آپ کے پیچھے پیچھے ایک کانا، دو گیسوں والا، خوبرو شخص کہہ رہا تھا یہ صابی، بے دین، کاذب ہے۔ میں نے اس کے متعلق پوچھا تو معلوم ہوا آپ کا چچا ابولہب ہے۔ یہ روایت بیہقی میں بھی ہے۔

ابولہب کفر پر برقرار ...... بیہقی میں (ابو طاہر فقیہ، ابوبکر محمد بن الحسن القطان، ابو الازہر، محمد بن عبداللہ انصاری، محمد بن عمرو، محمد بن منکدر) ربیعہ دیلی سے بیان کیا گیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذی المجاز میں دیکھا، آپ ﷺ لوگوں کے گھر گھر جا کے دعوت اسلام دیتے تھے۔ آپ ﷺ کے پیچھے ایک کانا روشن چہرے والا شخص کہہ رہا تھا لوگو! یہ تمہیں آبائی دین کے بارے میں دھوکہ میں نہ ڈالے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے تو معلوم ہوا ابولہب ہے۔ بیہقی میں اشعث بن قیس از کلام کنانی سے بھی منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذوالمجاز میں یہ کہتے ہوئے سنا (قولوا لا الٰہ الا اللہ تفلحوا) اور آپ ﷺ کے پیچھے ایک آدمی آپ پر مٹی اڑا رہا تھا اور وہ ابوجہل تھا جو یہ کہہ رہا تھا تمہارے دین میں دھوکا نہ دے یہ چاہتا ہے کہ تم لات و عزیٰ کی پرستش چھوڑ دو۔ ابوطالب آپ پر نہایت شفیق و مہربان تھے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے اچھے سلوک اور حمایت و حفاظت سے واضح ہے۔

میرے بھتیجے نے کبھی غلط بات نہیں کی ...... یونس بن بکیر، عقیل بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ قریش کے چند معزز لوگوں نے ابوطالب سے شکایت کی کہ آپ کا بھتیجا ہماری مجلس اور مسجد میں دخل اندازی کرتا ہے اور ایذا پہنچاتا ہے آپ اسے منع کیجیے آپ نے عقیل کو کہا کہ محمد ﷺ کو بلا لائے، جب آپ ﷺ تشریف لے آئے تو ابوطالب نے کہا یہ لوگ شکایت کرتے ہیں کہ آپ ان کو مسجد اور محفل میں تکلیف پہنچاتے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر فرمایا یہ سورج دیکھ رہے ہو؟ انہوں نے کہا جی ہاں! تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح سورج کی کرنوں کو پکڑنا محال ہے بالکل اسی طرح میرا تبلیغ سے رکنا ناممکن ہے۔ تو ابوطالب نے کہا، واللہ میرے بھتیجے نے کبھی غلط بات نہیں کی، چلو تم واپس

www.ahlehaq.org

جا سکتے ہو۔ تاریخ میں بخاری نے بذریعہ محمد بن علاء یونس بن بکیر سے بیان کیا اور حافظ بیہقی نے (حاکم از اصم از احمد بن عبد الجبار از یونس بن بکیر) ذکر کیا ہے۔ هذا لفظه

اپنا کام جاری رکھو ۔۔۔ حافظ بیہقی (یونس از ابن اسحاق) از یعقوب بن عتبہ روایت کرتے ہیں کہ قریش نے جب یہ شکایت کی تو ابو طالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یہ لوگ میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے آپ کے بارے میں اس طرح شکایت کی ہے۔ مجھ پر اور اپنے آپ پر رحم کیجئے۔ مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالیں کہ میں اور آپ اٹھا نہ سکیں اور اپنی قوم کو ناگوار بات کہنے سے رک جاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا کہ چچا کا خیال تبدیل ہو گیا ہے وہ آپ کو بے یارو مددگار چھوڑ دیں گے اور آپ کی حمایت سے دست بردار ہو جائیں گے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جان عم! اگر وہ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں پر چاند رکھ دیں تو پھر بھی میں اس بات سے ہرگز باز نہ آؤں گا یہاں تک کہ اللہ اس دین کو غالب کر دے یا میں اس راہ میں شہید ہو جاؤں۔ پھر آپ آبدیدہ ہو کر رو پڑے، جب آپ جانے لگے تو ابو طالب نے آپ کی یہ رقت انگیز کیفیت دیکھ کر فرمایا۔ اے بھتیجے! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر متوجہ ہوئے تو کہا "اپنا کام جاری رکھو جو چاہو کرو واللہ میں آپ کی مدد سے کبھی دستبردار نہ ہوں گا۔" بقول ابن اسحاق ابو طالب نے یہ اشعار کہے:

والله لن يصلوا اليك بجمعهم
حتى اوسد في التراب دفينا
فامض لامرك ما عليك غضاضة
ابشر وقر بذاك منك عيونا
ودعوتني وعلمت انك ناصحي
فلقد صدقت وكنت قدم امينا
وعرضت دينا قد عرفت بانه
من خير اديان البرية دينا
لولا الملامة او حذاري سبة
لوجدتني سمحا بذاك مبينا

"بخدا وہ لوگ میری زندگی میں ہی گروپ بندی کے باوجود آپ تک نہیں پہنچ سکیں گے یہاں تک کہ میں زمین میں دفن ہو جاؤں۔ اپنا کام جاری رکھئے، بلا کم وکاست خوش رہو، اور اس باعث آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ آپ نے مجھے دعوت تو پیش کی ہے اور مجھے معلوم ہے کہ آپ میرے خیر خواہ ہیں۔ آپ نے واقعی سچ کہا ہے اور آپ قدیمی امین ہیں۔ اور آپ نے دین اسلام پیش کیا اور مجھے معلوم ہے کہ وہ کائنات کے تمام ادیان سے بہتر ہے۔ اگر مجھے ملامت کا خوف یا گالی کا ڈر نہ ہو تو میں اس کا کھلم کھلا اظہار کر دیتا"۔

ابوجہل کی جرأت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا محفوظ و مامون ہونا ...... اس بات سے یہ بالکل ظاہر ہے کہ باہمی مذہبی اختلاف وافتراق کے باوجود اللہ نے آپ کے چچا کے ذریعہ آپ کی حفاظت وحمایت کا سامان مہیا کیا اور جہاں یکجا نہ ہوتے، اللہ تعالیٰ ان کی جیسے چاہے حفاظت کرتے اس کا حکم اٹل اور لازوال ہے۔

یونس بن بکیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک طویل قصہ روایت کرتے ہیں جو مشرکین مکہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان رونما ہوا تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو طالب کی مجلس سے اٹھ کر چلے تو ابوجہل بن ہشام نے کہا اے قریشیو! محمد ﷺ نے ہماری ہر بات تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ لہٰذا یہ کہ تم دیکھتے ہو اس کا طور طریقہ ہے ہمارے بتوں کی نکتہ چینی کرنا، ہمارے آباؤ اجداد کو برا کہنا، ہمیں بے وقوف گردانا

www.ahlehaq.org

اور ہمارے معبودوں کو گالی دینا۔ میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ کل اس کے لئے ایک پتھر لے کر بیٹھوں گا، جب وہ نماز میں سجدہ ریز ہوگا میں پتھر مار کر اس کا سر کچل دوں گا، اس کے بعد عبد مناف جو چاہیں کریں۔ دوسرے روز ابو جہل ملعون ایک پتھر لئے آپ ﷺ کے انتظار میں بیٹھ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسب عادت نماز کے لئے تشریف لائے۔ آپ کا قبلہ بیت المقدس تھا چنانچہ آپ جب نماز پڑھتے کے لئے حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان کھڑے ہو گئے ادھر قریشی اپنی مجلسوں میں یہ منظر دیکھنے کے انتظار میں تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ ریز ہوئے تو ابو جہل پتھر اٹھائے آپ کی طرف لپکا، آپ کے قریب ہوا تو الٹے پاؤں بھاگا، رنگ فق اور خوف زدہ تھا، پتھر ہتھیلی سے چپک گیا، بڑی مشکل سے ہاتھ سے جدا ہوا، قریشیوں نے قریب آ کر پوچھا جناب ابو الحکم کیا بات ہے؟ تو اس نے کہا میں گذشتہ رات کے پروگرام کے مطابق پتھر مارنے کے لئے قریب ہوا تو آگے پیچھے ایک قوی اونٹ نمودار ہوا، میں نے اس جیسا ابھرا ہوا، موٹی گردن اور تیز دانت کسی اونٹ کے نہیں دیکھے وہ مجھے کھا جانا چاہتا تھا۔ بقول ابن اسحاق، مجھے کسی نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے اگر وہ قریب ہوتا تو اسے پکڑ لیتے۔

حافظ بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں ایک روز بیت اللہ میں موجود تھا کہ ابو جہل ملعون نے کہا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ اگر میں نے محمد ﷺ کو سجدہ ریز دیکھا تو اس کی گردن کچل دوں گا، میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہو کر مسجد کی طرف آئے اور جلدی میں بجائے دروازے کے دیوار پھاند کر مسجد میں داخل ہوئے، میں نے کہا آج بدترین دن ہے۔ چنانچہ میں بھی تیار ہو کر آپ ﷺ کے پیچھے چلا آیا آپ نے سورۂ علق کی تلاوت شروع کی اور **کلا ان الانسان لیطغی ان راہ استغنی** پڑھی تو کسی نے ابو جہل سے کہا، جناب یہ محمد ﷺ ہیں ابو جہل نے کہا تم میں دیکھ رہا ہوں کیا آپ کو نظر نہیں آرہا، واللہ اس نے آسمان کا افق سیاہ کر رکھا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت کی آخری آیات پڑھیں تو سجدہ کیا۔ مسند احمد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو جہل نے کہا واللہ اگر میں نے محمد ﷺ کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتا دیکھ لیا تو گردن پامال کر دوں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم ہوئی تو فرمایا اگر اس نے یہ حرکت کی تو فرشتے اسے فوراً پکڑ لیں گے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ روایت از یحییٰ از عبد الرزاق بیان کی ہے۔

ابو جہل کو عذاب کے فرشتے پکڑ لیتے ...... داؤد بن ابی ہند کے بقول بروایت عکرمہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے ابو جہل نے دیکھ کر کہا میں نے آپ ﷺ کو نماز پڑھنے سے روکا نہیں تھا؟ تجھے معلوم ہے کہ یہاں مجھ سے کسی کی محفل بڑی نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ڈانٹ دیا تو جبرائیل نے کہا **فلیدع نادیہ سندع الزبانیۃ** (۹۶/۱۸) واللہ اگر وہ اپنے مجلسی بلا لیتا تو اسے عذاب کے فرشتے پکڑ لیتے۔ احمد، ترمذی، نسائی من طریق ابی داؤد۔ امام احمد (اسماعیل بن یزید ابو زید، فرات، عبد الکریم، عکرمہ، ابن عباس) قال: **قال ابو جهل لئن رأيت محمدا عند الكعبة يصلي لآتينه حتى اطأ عنقه قال فقال لو فعل لاخذته الزبانية عيانا** ابو جعفر بن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ابو جہل نے کہا اگر مقام ابراہیم کے پاس آئندہ میں نے محمد ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھ لیا تو اسے ہلاک کر دوں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے (**لنسفعا بالناصية ناصية كاذبة خاطئة فليدع ناديه سندع الزبانية**) (۹۶/۱۹) یہ آیات اتاریں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آ کر نماز پڑھنے لگے تو کسی نے کہا ارادے کی تکمیل سے کیا چیز مانع ہے؟ ابو جہل نے کہا میرے اور اس کے درمیان زرہ پوش لشکروں کی سیاہی حائل ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر وہ اپنی جگہ سے کچھ حرکت کرتا تو اسے فرشتے لوگوں کے سامنے پکڑ لیتے۔

فرشتے تکا بوٹی کر ڈالتے ...... ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ابو جہل نے کہا، کیا محمد ﷺ تمہارے سامنے اپنا چہرہ خاک آلودہ کرتے ہیں یعنی سجدہ کرتے ہیں تو سب نے کہا جی ہاں، یعنی سجدہ کرتے ہیں تو ابو جہل نے کہا لات وعزیٰ (بتوں کے نام ہیں) کی قسم اگر میں نے اسے آئندہ نماز پڑھتے دیکھ لیا تو اس کی گردن پامال کر دوں گا اور اس کا چہرہ مٹی میں مل دوں گا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھ کر گردن پامال کرنے کے لئے آگے بڑھا تو فوراً الٹے پاؤں پیچھے ہٹا اور اپنے ہاتھوں سے اپنا بچاؤ کرنے لگا، کسی نے پوچھا کیا بات ہے؟ تو اس نے کہا میرے اور اس کے درمیان آگ کی خندق حائل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ میرے قریب پھٹکتا تو فرشتے اس کی تکا بوٹی

کر دیئے اور اللہ تعالیٰ نے سورۃ علق کی یہ آخری آیات کلا ان الانسان لیطغی ان راٰہ استغنی (۱۹/۹۶) اتاریں۔ امام احمد، مسلم، نسائی، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے بھی یہ روایت معتمر سے بیان کی ہے۔

آپ علیہ السلام کی بددعا اور کفار قریش کا انجام ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (وہب بن جریر، شعبہ، ابو اسحاق، عمرو بن میمون) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سوائے ایک دن کے کبھی قریش کو بددعا دیتے نہیں دیکھا وہ اس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور قریش کا ایک گروہ موجود تھا۔ اور اونٹ کی اوجھڑی قریب پڑی تھی۔ تو آپس میں کہنے لگے، اس اوجھڑی کو، کون اس کی پیٹھ پر ڈالے گا؟ عقبہ بن ابی معیط نے کہا، میں یہ کارنامہ سرانجام دوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ میں گئے تو اس نے یہ اوجھ آپ کی پشت مبارک کے اوپر ڈال دی۔ آپ برابر سجدہ کی حالت میں رہے۔ کسی نے بتایا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور اوجھڑی پکڑ کر اتار دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا دی یا اللہ! قریش کے ان سرداروں کو پکڑ لے۔ یا اللہ عتبہ بن ربیعہ کو پکڑ، یا اللہ شیبہ بن ربیعہ کو پکڑ، یا اللہ ابو جہل کو پکڑ، یا اللہ عقبہ بن ابی معیط کو پکڑ، یا اللہ ابی بن خلف کو پکڑ یا امیہ بن خلف کو، (یہ شک راوی شعبہ کو لاحق ہوا) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جنگ بدر میں یہ سب لوگ قتل ہوئے اور میدان بدر کے کنوئیں میں گھسیٹ کر ڈال دیئے گئے، سوائے ابی یا امیہ کے وہ جسم میں بھاری بھرکم تھا وہیں پڑا ریزہ ریزہ ہو گیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو متعدد مقامات پر بیان کیا اور مسلم میں مذکور ہے۔ صحیح یہ ہے کہ امیہ بن خلف ہی جنگ بدر میں قتل ہوا اور اس کا بھائی جنگ احد میں قتل ہوا جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔

السلا کیا ہے؟ ...... السلا وہ جھلی جو اونٹنی کے بچے کی ولادت کے ساتھ نکلتی ہے جیسے مشیمہ جو بچے کی ولادت کے وقت رحم سے نکلتی ہے۔

آپ علیہ السلام نے کفار قریش کے نام لیکر بددعا فرمائی ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بعض روایات میں ہے کہ جب انہوں نے اوجھڑی آپ کی پشت پر رکھ دی تو یہ ملعون مارے خوشی کے ہنستے ہنستے ایک دوسرے پر گرنے لگے اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اوجھ ہٹا کر ان کو برا بھلا کہا اور آپ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہاتھ اٹھا کر ان پر بددعا کی اور جب انہوں نے آپ کو دعا کرتے دیکھا تو ہنسنا بھول گئے اور آپ کی بددعا سے خوفزدہ ہوئے، آپ ﷺ نے سب رؤسائے قریش پر بددعا کی پھر اپنی دعا میں سات کے نام لئے۔ اکثر روایات میں چھ کا نام ہے۔ (۱) عتبہ (۲) شیبہ پسران ربیعہ (۳) ولید بن عتبہ (۴) ابو جہل بن ہشام (۵) عقبہ بن ابی معیط (۶) امیہ بن خلف۔ ابن اسحاق کہتے ہیں ساتواں میں بھول گیا۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ساتواں عمارہ بن ولید ہے جو صحیح بخاری میں مذکور ہے۔

ابو جہل سے میرا حق کون دلائے گا؟ ...... یونس بن بکیر، محمد بن اسحاق، عبدالملک بن ابی سفیان ثقفی سے روایت کرتے ہیں کہ موضع اراش سے کوئی آدمی اپنے اونٹ مکہ میں لایا، ابو جہل نے اس سے اونٹ خرید لئے لیکن قیمت ادا کرنے سے ٹال مٹول کرنے لگا وہ اراشی تاجر قریش کی محفل میں آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسجد کے ایک گوشے میں تشریف فرما تھے اس نے عرض کیا اے رؤسائے قریش! مجھے ابو جہل سے کون رقم لے کر دے گا۔ میں اجنبی اور مسافر ہوں اس نے میرا حق دبا لیا ہے۔ تو اہل مجلس نے ازراہ مذاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے کہا اس کے پاس جاؤ وہ آپ کی فریاد رسی کرے گا چنانچہ اراشی تاجر نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کی تو آپ ﷺ اس کے ساتھ ہو لئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جہل کا دروازہ کھٹکھٹایا تو آواز آئی کون ہے۔ آپ نے فرمایا محمد ﷺ۔ باہر تشریف لایئے چنانچہ وہ باہر آیا اس کا رنگ فق تھا کاٹو تو لہو نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا حق ادا کر دو۔ اس نے کہا ٹھہرو ابھی لایا چنانچہ اس نے اندر سے رقم لا کر اس کے حوالے کر دی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس چلے آئے اور اراشی سے کہا اب اپنا کام کرو اراشی اسی مجلس میں آ کر کہا، جزاہ اللہ خیرا اللہ اسے جزائے خیر دے میں نے اپنی رقم لے لی ہے۔

پھر ساتھی واپس آیا تو اس سے پوچھا ارے تم نے کیا دیکھا اس نے کہا عجوبہ واللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دروازہ پر دستک دی، وہ باہر آیا تو بے جان جسم کا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا حق ادا کر دو تو اس نے کہا ٹھہرو ابھی لایا، چنانچہ اس نے اندر سے رقم لا کر اس کے حوالے کر دی۔

پھر تھوڑی دیر بعد ابوجہل بھی آ گیا تو وہ کہنے لگے افسوس! تجھے کیا ہو گیا۔ واللہ ہم نے تو ایسا کبھی نہیں دیکھا۔ تو اس نے کہا تمہارا بھلا ہو اس نے دستک دی میں اس کی آواز سنتے ہی خوف زدہ و مرعوب ہو گیا۔ پھر میں باہر آیا (اور اس کا حق ادا کر دیا) اور محمد ﷺ کے سر پر ایک اونٹ (سایہ فگن) تھا میں نے ایسے بڑے سر، موٹی گردن اور تیز دانتوں والا اونٹ کبھی نہیں دیکھا۔ واللہ اگر میں انکار کر دیتا تو وہ مجھے ہڑپ کر جاتا۔

دین کے راستے پر آپ علیہ السلام نے طرح طرح کے مصائب جھیلے ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن العاص سے دریافت کیا کہ بتایئے مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کون سی سب سے شدید اذیت پہنچائی۔ تو اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حطیم کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط نے آپ کے گلے میں چادر ڈال کر زور سے گلا گھونٹا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور اسے کندھوں سے پکڑ کر دھکیل دیا اور فرمایا کیا تم ایک مرد کو اس بات پر مار ڈالتے ہو کہ وہ کہتا ہے "میرا رب اللہ ہے اور بے شک وہ روشن نشانیاں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے لایا ہے۔" (۴۰/۲۸)

عمرو بن عاص یا عبداللہ بن عمرو بن عاص ...... ابن اسحاق نے اس کی متابعت بیان کی ہے کہ مجھے یحییٰ بن عروہ نے اپنے والد عروہ سے بتایا کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے کہا اور عبدۃ نے ہشام از عروہ روایت کی ہے کہ عمرو بن عاص سے دریافت ہوا اور محمد بن عمرو نے ابو سلمہ کی معرفت عمرو بن عاص سے بیان کیا ہے۔ حافظ بیہقی کہتے ہیں کہ عبدۃ کی طرح سلیمان بن بلال نے بھی ہشام بن عروہ سے بیان کیا ہے۔ اس روایت میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ منفرد ہیں اور اس روایت کو متعدد مقامات پر درج کیا ہے اور بعض میں صراحۃً عبداللہ بن عمرو بن عاص کہا ہے اور اسی "ابن عاص" سے عبداللہ بن عمرو بن عاص مراد لینا از روایت عروہ کے مطابق زیادہ قرین قیاس ہے اور ابن عاص سے عمرو بن عاص مراد لینا اقدمیت واقعہ کے لحاظ سے زیادہ مناسب ہے۔

ایک شدید سانحہ ...... حافظ بیہقی (حاکم، اصم، احمد بن عبدالجبار، یونس، محمد بن اسحاق، یحییٰ بن عروہ) عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش سے کون سی زیادہ اذیت پہنچی تو اس نے کہا شرفاء قریش ایک روز حطیم کعبہ میں جمع ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کرتے ہوئے کہنے لگے اس شخص کی باتوں سے ہمارا صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ وہ ہمیں نامعقول گردانتا ہے، آباؤ اجداد کو سب و شتم کرتا ہے، دین میں کیڑے نکالتا ہے، اتحاد و اتفاق کو پاش پاش کرتا ہے اور ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہتا ہے اور ہمیں اس سے نہایت تکلیف ہے۔ وہ یہ باتیں کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ادھر آ نکلے۔

آپ ﷺ نے حجر اسود کا بوسہ لے کر طواف شروع کر دیا۔ طواف کرتے ہوئے جب آپ ان کے پاس سے گزرے تو مشرکین نے آپ کو کسی بات کا طعنہ مارا اور اس بات کی ناگواری آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے ظاہر ہوئی۔ جب آپ ﷺ دوسرے چکر میں آئے تو پھر بھی انہوں نے نازیبا الفاظ استعمال کیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر اس حقارت آمیز رویے سے کراہت و نفرت کے آثار نمایاں تھے۔ پھر آپ ﷺ تیسرے چکر میں ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے پھر سابق رویہ اختیار کیا تو آپ نے فرمایا! قریشیو! سن رہے ہو اللہ کی قسم! (ولقد جئتکم بالذبح) تحقیق میں تم سب کی خبر لینے کے لئے آیا ہوں۔ آپ کی یہ بات سن کر سب خاموش ہو گئے، یہاں تک کہ سب سے زیادہ کینہ ور بھی آپ ﷺ کو تسلی دینے لگا۔ جناب ابوالقاسم! آپ خیر و برکت سے تشریف لے جایئے، آپ ہرگز نادان نہیں ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔

دوسرے روز پھر ان کا اجتماع حطیم میں ہوا۔ میں بھی ان میں شامل تھا، چنانچہ وہ ایک دوسرے کو کہنے لگے کہ کل کی بات تم سب کو یاد ہے اور جب اس نے تم کو ناگوار اور نازیبا الفاظ کہے تو تم نے اس کو (بغیر کچھ کہے) چھوڑ دیا۔ وہ یہ بات چیت کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے اور وہ یک لخت آپ کو گھیرے میں لے کر کہنے لگے تو وہی ہے جو ایسا ایسا نازیبا کلمات اپنے منہ سے نکالتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے ہاں! ہاں! میں یہ (بھی) باتیں کہتا ہوں۔ اور میں نے یہ دیکھا کہ کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر پکڑ کر (زور سے گلا گھونٹا) اور

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے دفاع کرتے ہوئے کہہ رہے تھے افسوس! کیا تم ایسے آدمی کو مار رہے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے۔ پھر وہ سب وہاں سے چلے گئے۔ یہ سب سے شدید سانحہ ہے جو میں نے دیکھا۔

رؤسائے قریش کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے خلاف ابو طالب کے پاس اجتماع اور ابو طالب کو جو آپ کی حمایت و نصرت میں سرگرم تھے۔ ان کے ساتھ تعاون کرنے سے روکنا اور یہ تمنا کرنا کہ آپ ﷺ کو ہمارے سپرد کر دیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اللہ کے دین کی اشاعت میں اس قدر اذیتیں دی گئیں کہ اور کسی کو نہیں دی گئیں اور مجھے اللہ کی راہ میں اس قدر ڈرایا دھمکایا گیا کہ کسی اور کو اتنا خوفزدہ نہیں کیا گیا۔ اور مجھ پر تیس دن رات ایسے گزرے ہیں کہ میرے اور بلال رضی اللہ عنہ کے پاس صرف اتنی خوراک تھی جسے بلال بغل دبائے ہوئے تھے۔ ترمذی، ابن ماجہ بن سند حماد بن سلمہ بقول ترمذی حسن صحیح ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ ﷺ کے چچا ابو طالب نہایت مہربان تھے آپ ﷺ کی حفاظت و مدد کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین کی اشاعت میں منہمک تھے اور عزم و ارادے میں پختہ تھے آپ ﷺ کو کوئی طاقت روک نہیں سکتی تھی۔ جب قریش نے محسوس کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بتوں کی عیب جوئی وغیرہ سے دستبردار نہیں ہوئے اور ابو طالب ان پر نہایت شفیق و مہربان ہے اور ان کی حمایت کرتا ہے اور ان کو قوم کے سپرد کرنے کے لئے تیار نہیں تو قریش کے شرفاء ابو طالب کے پاس آئے جن کے نام یہ ہیں:

عتبہ، شیبہ پسران ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف، ابو سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس، ابو البختری العاص بن ہشام بن حارث بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی، اسود بن عبد المطلب بن عبد العزیٰ، ابو جہل بن ہشام بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم، ولید بن مغیرہ بن عبد اللہ بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب بن لؤی، نبیہ و منبہ پسران حجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعید بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لؤی، عاص بن وائل بن سعید بن سہم۔

بقول ابن اسحاق یہ کچھ قریش اور عرض کیا، جناب ابو طالب! تیرے بھتیجے نے ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہا ہے۔ ہمارے دین پر نکتہ چینی کی ہے۔ ہمیں بے عقل گردانا ہے اور ہمارے آباء کو گمراہ کہا ہے۔ یا تو آپ ان کو روک لیں یا آپ ہمارے درمیان سے ہٹ جائیں۔ (آپ بھی تو اس کے برعکس ہمارے دین پر ہیں) ہم اس کا انتظام کرلیں گے۔ ابو طالب نے پیار و محبت سے بات کی اور عمدہ جواب دیا چنانچہ وہ خوشی خوشی واپس چلے گئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے طریق کار پر گامزن رہے۔ اللہ کے دین کی اشاعت کرتے اور اس کی طرف دعوت پیش کرتے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تکرار ہوئی یہاں تک نفرت بڑھی اور بغض و عناد بڑھا اور قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر مجلس میں تذکرہ کرتے اور ایک دوسرے کو ملامت کرتے اور آپ کے خلاف مشتعل کرتے پھر وہ دوبارہ ابو طالب کے پاس آ کر کہنے لگے آپ بڑے اور معمر بزرگ ہیں قابل احترام شخصیت ہیں اور عالی رتبہ سردار ہیں، ہم نے عرض کیا تھا کہ آپ ان کو منع کریں اور آپ نے ان کو منع نہیں کیا اس کا یہ رویہ ناقابل برداشت ہے۔ ہمارے آباء کو گالی دینا ہمیں نامعقولیت کا طعنہ دینا اور بتوں پر نکتہ چینی کرنا ایک ناقابل برداشت بات ہے۔ آپ ان کو ایسی باتوں سے روکیں ورنہ ہم آپ سے برسرپیکار ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ ہم میں سے ایک جماعت فنا ہو جائے۔ یہ مطالبہ پیش کرکے وہ واپس چلے گئے۔ ابو طالب کو اپنی قوم سے علیحدگی اور دشمنی بھی آسان کام نہ تھا ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تنہا اور بے یار و مددگار چھوڑ دینا پسند نہ تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یعقوب بن عتبہ نے مجھے بتایا کہ قریش جب ابو طالب کو مذکورہ مطالبہ پیش کرکے چلے گئے تو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا کر کہا اے بھتیجے! وہ لوگ آئے تھے اور یہ کہہ گئے ہیں آپ مجھ پر اور اپنی ذات پر رحم کھائیے اور ناقابل برداشت بوجھ مجھ پر نہ ڈالئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھے کہ چچا ابو طالب کو کوئی نئی بات سوجھی ہے اور وہ مجھے بے سہارا تنہا چھوڑ دیں گے اور وہ میری حمایت و نصرت سے بے بس ہو چکے ہیں۔ اسی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا جان! واللہ اگر وہ میرے دائیں ہاتھ پر آفتاب اور بائیں پر مہتاب بھی رکھ دیں تو اس دین کو غالب کئے بغیر یا اس کی راہ میں جان نثار کئے بغیر باز نہ آؤں گا۔ یہ فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آبدیدہ ہو گئے اور روتے ہوئے چلے گئے تو ابو طالب نے پکارا، اے جان عم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے تو ابو طالب نے کہا، جاؤ، جو پسند ہو کہو، واللہ میں آپ کو کسی قیمت پر تنہا نہ

www.ahlehaq.org

چھوڑوں گا۔

ایک اور حربہ اور عمارہ بن ولید ...... قریش سمجھ گئے کہ ابو طالب آپ کو کسی قیمت پر تنہا چھوڑنے والے نہیں اور قوم سے علیحدگی اور دشمنی پر آمادہ ہیں تو آپ کی خدمت میں عمارہ بن ولید کو یہ کہہ کر پیش کیا، جناب ابو طالب! عمارہ بن ولید، بلند قامت اور خوبرو جوان ہے آپ اسے اپنا لیں۔ اس کی خرد و عقل اور تعاون محض آپ ہی کے لئے ہے۔ آپ اس کو بیٹا تصور کریں بس وہ آپ کا ہے اور اپنا بھتیجا ہمارے سپرد کر دیں ہم اسے قتل کر دیں گے یہ جان کے بدلے جان ہے۔ آپ کے آبائی دین کی مخالفت کرتا ہے اور اتحاد کو پارہ پارہ کرتا ہے اور سب کو بے وقوف کہتا ہے تو ابو طالب نے کہا، واللہ! تم مجھے بدترین سزا دینا چاہتے ہو کیا میں تمہارے بیٹے کو اپنا کر کھلاؤں پلاؤں اور تم میرے بیٹے کو لے کر قتل کر دو واللہ ایسا کبھی نہ ہوگا۔ مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی نے کہا، بخدا جناب ابو طالب! قوم نے منصفانہ فیصلہ کیا ہے اور آپ کو ایک مشکل سے بچانے کی کوشش کی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ اسے قبول نہیں کریں گے۔ ابو طالب نے مطعم سے کہا قوم نے بالکل بھی انصاف نہیں کیا اور تم بھی میری رسوائی اور قوم کی مدد کرنے کا ارادہ کر چکے ہو جو دل چاہے کرو، معاملہ بگڑ گیا، تنازع بڑھ گیا، قوم نے بائیکاٹ کر دیا اور ایک دوسرے کو للکارنے لگے تو ابو طالب نے اس صورت حال کو واضح کرتے ہوئے مطعم اور دیگر مخالفین عرب کو آگاہ کرنے کے لئے چند اشعار کہے:

ألا قل لعمرو والوليد ومطعم
ألا ليت حظي من حياطتكم بكر
من الخور حبحاب كثير رغاؤه
يرش على الساقين من بوله قطر
تخلف خلف الورد ليس بلاحق
إذا ما علا الفيفاء قيل له وبر
أرى أخوينا من أبينا وأمنا
إذا سئلا قالا إلى غيرنا الأمر
بلى لهما أمر ولكن تجرجما
كما جرجمت من رأس ذي علق الصخر

"خبردار! عمرو، ولید اور مطعم کو کہہ دو، سنو! کاش تمہارے تعاون کی بجائے، میرے نصیب میں پست قد اونٹ ہوتا۔ جو کمزوری کے اس کا بڑبڑانا زیادہ ہے اس کے پیشاب کے چھینٹے پنڈلیوں پر گرتے ہیں۔ گھاٹ سے پیچھے رہ گیا ہے گلہ سے مل نہیں سکتا جب وہ میدان میں ہوتا ہے تو اسے وبر کہا جاتا ہے۔ (وبر بلی کے مشابہ جانور) میں اپنے دو حقیقی بھائیوں کو دیکھتا ہوں جب ان سے بات کی جائے تو وہ کہتے ہمارے بس کی بات نہیں۔ کیوں نہیں ان کا بھی معاملہ ہے لیکن وہ اپنے مقام سے گر چکے ہیں جیسے پہاڑ کی چوٹی سے پتھر گر پڑتا ہے"۔

أخص خصوصا عبد شمس ونوفلا
هما نبذانا مثل ما نبذ الجمر
هما أغمزا للقوم في أخويهما
فقد أصبحا منهم أكفهما صفر
هما أشركا في المجد من لا أبا له
من الناس إلا أن يرس له ذكر

وليم ومخزوم وزهرة منهم
وكانوا لنا مولى إذا بغي النصر
فوالله لا تنفك منا عداوة
ولا منكم ما دام من نسلنا شفر

"عبد شمس اور نوفل کو بالخصوص مخاطب کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمیں کنکریوں کی طرح نظر انداز کر دیا ہے۔ انہوں نے قوم میں اپنے بھائیوں کو بے آبرو کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ بھی قوم کی طرف سے ناامید ہو چکے ہیں۔ انہوں نے مجد و شرف میں ایسے شخص کو شریک کار بنا لیا جس کا باپ غیر معروف ہے لا پتہ کر اسکا گھر اور نام پنہاں ہو۔ بنی تیم، بنی مخزوم اور بنی زہرہ بھی ان میں شامل ہو گئے حالانکہ وہ ہمارے ساتھی ہوتے تھے جب مدد مطلوب ہوتی تھی۔ بخدا ہماری اور تمہاری عداوت اس وقت تک رہے گی جب تک ہماری نسل کا ایک فرد بھی زندہ رہا"۔

ابن ہشام کہتے ہیں قصیدہ کے دو اشعار ہم نے فحش ہونے کی وجہ سے ترک کر دیے ہیں۔

قریش کا کمزور مسلمانوں کو بے حد اذیت دینا ...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے خلاف قریش نے لوگوں کو اشتعال دلایا۔ چنانچہ ہر قبیلہ اپنے قبیلے کے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑا اور دین سے برگشتہ کرنے کے لئے ہر جتن کرتا اور نبی علیہ السلام اپنے چچا کے باعث محفوظ و مامون تھے۔ ابو طالب نے جب قریش کا بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے ساتھ جارحانہ رویہ دیکھا تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت و مدافعت کی ترغیب دی چنانچہ وہ سب اس بات پر متفق ہو گئے اور سب نے سوائے ابولہب ملعون کے آپ کی دعوت پر لبیک کہا چنانچہ ابو طالب نے چند اشعار میں ان کی اس حوصلہ افزائی کی تعریف و ستائش کی:

إذا اجتمعت يوما قريش لمفخر
فعبد مناف سرها وصميمها
وإن حصلت أشراف عبد منافها
ففي هاشم أشرافها وقديمها
وإن فخرت يوما فإن محمدا
هو المصطفى من سرها وكريمها
تداعت قريش غثها وسمينها
علينا فلم تظفر وطاشت حلومها

"جب قریش کسی وقت فخر و مباہات کی مجلس میں جمع ہوں تو عبد مناف ان کے سر فہرست ہوں گے۔ اگر عبد مناف کے اشراف ایک جگہ جمع ہو جائیں تو پھر بھی بنی ہاشم کے اشراف، قدیمی اور برتر ہیں۔ اگر بنی ہاشم اگلی بزرگی اور بڑائی کا دعویٰ کریں تو محمد ہی ان میں برگزیدہ اور ممتاز ہیں۔ سب طاقتور و کمزور قریش ہمارے خلاف اکٹھے ہو گئے وہ کامیاب نہ ہو سکے اور وہ بدحواس ہو گئے۔"

وكنا قديما لا نقر ظلامة
إذا ما ثنوا صعر الرقاب نقيمها
ونحمي حماها كل يوم كريهة
ونضرب عن أحجارها من يرومها

www.ahlehaq.org

بـــــا النعـــــش الـــــعود الــــرواة والــمـــا
بـــا كـــنـــا فـــنـــا النـــدی وتـــمـــی ارومـــها

"ہم وہ ہیں جو زمانہ قدیم میں بھی ظلم برداشت نہ کرتے تھے جب وہ کج رو ہوتے تھے تو ہم متکبر لوگوں کو سیدھا کر دیتے تھے۔
ہر مشکل وقت میں، ہم اس کی چراگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں اور خود مقصد سے اس کا قصد و ارادہ کرنے والے کو مارتے ہیں۔
ہماری وجہ سے کمزور خشک لکڑی ٹھیک کھڑی ہوتی ہے اور اس کی جڑ ہماری پناہ میں تازگی اور نشوونما پاتی ہے"۔

حسب منشا معجزات کے ظہور نہ ہونے کی وجہ —— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشرکین کی نکتہ چینی اور مختلف قسم کے معجزات کا طلب کرنا صرف اور صرف ضد و عناد کی بنا پر تھا، رشد و ہدایت کی خاطر نہ تھا۔ اسی لئے ان کے اکثر مطالبے معجزات کے متعلق قبول نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ اگر انہوں نے معجزات دیکھ بھی لئے تو پھر بھی اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں گے اور اپنی گمراہی اور ضلالت میں پڑے رہیں گے۔ فرمان الٰہی (۱۰۹تا۱۱۱/۶) ہے "اور یہ لوگ بڑا زور لگا کر قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر ان کے پاس کوئی نشانی آئے تو وہ ضرور اس پر ایمان لائیں گے۔

اے پیغمبر ﷺ کہہ دے کہ نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں، اسی کے اختیار میں ہیں اور اے مسلمانو! تم کیا جانو شاید جب یہ نشانیاں آ گئیں تو یہ ایمان لائیں یا نہ لائیں اور ہم ان کے دل اور آنکھیں الٹ دیں گے جیسے پہلی بار نشانی پر ایمان نہیں لائے اور ہم ان کو ان کی شرارت میں بھٹکتا چھوڑ دیں گے اور اگر ہم ان پر آسمان سے فرشتے اتاریں اور مردے ان سے باتیں کریں اور ہر چیز کو ہر نشانی کو جو وہ چاہتے ہیں اور ہر جاندار کو ان کے سامنے لا کر اکٹھا کر دیں جب بھی وہ ایمان لانے والے نہیں مگر اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ اور بات ہے لیکن ان میں سے اکثر نادان ہیں۔"

قرآن (۹۹ ۔ ۱۷/۱۰) میں جن لوگوں کے بارے میں ہے "اور نہ منع کیا ہمارے تئیں یہ کہ بھیجیں ہم نشانیاں مگر یہ کہ جھٹلایا تھا ساتھ ان کے پہلوں نے اور دی ہم نے ثمود کو اونٹنی دلیل، پس ظلم کیا انہوں نے اس پر اور نہیں بھیجتے ہم نشانیوں کو مگر واسطے ڈرانے کے۔" ارشاد باری تعالیٰ (۹۰/۱۷) ہے "اور کہا انہوں نے ہرگز نہ مانیں گے ہم واسطے تیرے یہاں تک کہ جاری کر دے تو واسطے ہمارے زمین میں سے چشمہ یا ہو واسطے تیرے باغ کھجوروں کا اور انگوروں کا پس جاری کرے تو نہریں درمیان ان کے جاری کرنا یا ڈال دے تو آسمان کو جیسا کہ کہتا ہے تو اوپر ہمارے ٹکڑے ٹکڑے یا لے آئے تو اللہ تعالیٰ کو اور فرشتوں کو مقابل یا ہو واسطے تیرے ایک گھر سونے کا یا چڑھ جائے تو بیچ آسمان کے اور ہرگز نہ مانیں گے ہم چڑھ جانے تیرے کو یہاں تک کہ اتار لائے اوپر ہمارے کتاب کہ پڑھیں ہم اس کو کہہ کہ پاک ہے پروردگار میرا نہیں ہوں میں مگر آدمی پیغام پہنچانے والا۔

ہم نے تفسیر میں اس قسم کی آیات پر متعدد مقامات میں بڑی خوبی کے ساتھ بحث کی ہے۔ و للہ الحمد۔

کفار کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لالچ دینا —— یونس اور زیاد (ابن اسحاق، مصری شیخ محمد بن ابی محمد، سعید بن جبیر، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ چند روساے قریش کعبہ کے پاس مغرب کے بعد جمع ہوئے، آپس میں کہنے لگے محمد ﷺ کے پاس پیغام بھیجو وہ آئے تو اس سے گفتگو کرو اور اس سے جھگڑو اور مناظرہ کرو حتیٰ کہ ان کو لاجواب کر دو۔ چنانچہ انہوں نے یہ پیغام بھیجا کہ روساے قریش آپ سے گفتگو کرنے کی خاطر جمع ہو چکے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً چلے آئے آپ ﷺ کا خیال تھا کہ شاید وہ اسلام کی طرف مائل ہو چکے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی رشد و ہدایت کے شدید خواہش مند تھے اور ان کی تکلیف آپ کو گراں گزرتی تھی۔ ان کے پاس آ کر بیٹھ گئے تو وہ کہنے لگے۔ جناب محمد ﷺ! ہم نے آپ کے پاس یہ پیغام اس لئے بھیجا ہے کہ آپ سے بالکل دو ٹوک فیصلہ کریں۔ واللہ ہماری قوم سے آپ سے زیادہ کوئی بھی نقصان دہ نہیں، آپ نے آباء کو گالی گلوچ کی ہے، دین پر نکتہ چینی کی، معبودوں کو گالی گلوچ کی، جماعت کو تتر بتر کر دیا، غرضیکہ ہر برے فعل کا آپ نے ارتکاب کیا۔ اگر اس نرالے اور انوکھے دین سے آپ کا مقصد طلب مال ہے تو ہم اتنا مال جمع کر دیتے ہیں کہ آپ سب سے زیادہ مال دار ہو جائیں گے۔ اگر کوئی منصب حاصل کرنا مقصد ہے تو ہم آپ کو رئیس تسلیم کر لیں گے اگر آپ بادشاہ بننا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو بادشاہ مان لیں گے۔ اگر آپ کسی جن کے غلبہ پانے کی وجہ سے بیمار ہو گئے ہیں، مبتلا ہیں تو ہم مال خرچ کر کے آپ کا شافی علاج کروا دیں گے اور ہم آپ کا عذر و بہانہ دور کر دیں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بات تم کہتے ہو وہ مجھے لاحق نہیں، میں جو دین

www.ahlehaq.org

آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں اس سے میرا مقصد طلب مال، حصول عزت وجاہ اور بادشاہ بننا نہیں ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف رسول مبعوث کیا ہے، مجھ پر قرآن نازل کیا ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ مسلم (کو جنت کی) خوشخبری سناؤں اور کافر کو دوزخ سے ڈراؤں اور خبردار کروں چنانچہ میں نے آپ کو اپنے پروردگار کا پیغام پہنچا دیا ہے اور میں نے خیر خواہی کا حق ادا کر دیا ہے اگر آپ میرا پیش کردہ دین قبول کر لیں تو ٹھیک، ورنہ میں اللہ کے حکم اور فیصلے کا منتظر ہوں۔ (او کما قال رسول اللہ)

کفار کی مزید ایک بے ہودہ کوشش ...... کفار نے کہا، اگر آپ ہماری یہ تجاویز ٹھکرا دیتے ہیں تو ہمیں ہمارا علاقہ بہت تنگ اور ناکافی ہے۔ مال مویشی کم اور سامان زندگی بالکل نہیں ہے۔ اپنے رب سے جس نے آپ کو دین عطا کر کے مبعوث کیا ہے سوال کیجئے کہ ان پہاڑوں کو ہم سے دور لے جائے، جن کے باعث ہمارا ملک تنگ ہو گیا ہے اور ہمارا علاقہ وسیع و عریض کر دے اور اس میں شام اور عراق کی طرح نہریں بہا دے اور ہمارے گزرے ہوئے لوگوں کو زندہ کر دے۔ اور ان میں سے قصی بن کلاب بھی ہو وہ قوم کے اچھے سردار تھے۔ ہم ان سے آپ کے دین کے بارے میں پوچھیں گے کیا وہ برحق ہے یا باطل۔ اگر آپ نے ہمارے مطالبے منظور کر لئے اور ان مردگان نے زندہ ہو کر آپ کی تصدیق کر دی تو ہمیں اللہ کے ہاں آپ کا رتبہ معلوم ہو جائے گا اور ہم مان لیں گے کہ اللہ نے آپ کے قول کے مطابق آپ کو رسول بنا کر مبعوث کیا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں اس کام کے لئے مبعوث نہیں ہوا میں تو صرف وہ دین لے کر آیا ہوں جو اللہ نے مجھے عطا کیا ہے چنانچہ میں نے وہ دین آپ کو پہنچا دیا ہے اگر قبول کرو تو دنیا اور آخرت میں کامیابی، ورنہ میں اللہ کے حکم کے صادر ہونے کا انتظار کروں گا۔

پھر کفار نے کہا، چلو یہ بات منظور نہیں تو کچھ اپنی ذات کے لئے ہی مانگ لو کہ وہ آپ کے ساتھ فرشتہ نازل فرما دے جو آپ کے فرمان کی تصدیق کرے اور آپ کی جانب سے ہمارے سوالات کا جواب بھی دے۔ اور آپ ہمارے لئے باغات، مال و دولت کے خزانے اور سونا چاندی کے محلات طلب کریں اور آپ کو روزگار سے بے نیاز کر دے کیونکہ آپ بھی تو ہماری طرح حصول معاش کی خاطر بازاروں میں گھومتے رہتے ہیں۔ (اگر آپ کو یہ میسر ہو جائے) تو ہمیں آپ کا رتبہ معلوم ہو جائے گا جیسے کہ آپ دعویٰ کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں ایسا نہیں کروں اور نہ ہی میں ان چیزوں کا اللہ سے سوال کروں گا اور میں ان چیزوں کی خاطر آپ کی طرف مبعوث بھی نہیں ہوا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے صرف خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر مبعوث کیا ہے۔ اگر آپ لوگ میرا فرمان قبول کر لیں تو دنیا اور آخرت میں یہی خوش قسمتی ہے اور اگر آپ لوگ میرے فرمان کو رد کر دیں تو اللہ تعالیٰ کے فیصلہ اور حکم تک صبر کروں گا۔

وہ کہنے لگے (یہ دین ہمیں نامنظور ہے) آپ ہم پر آسمان گرا دیجئے جیسا کہ آپ کا خیال ہے کہ اگر اللہ چاہے تو ایسا کر سکتا ہے۔ اس کے بغیر آپ پر یقین نہیں کر سکتے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے۔ چاہے تو آپ پر آسمان گرا سکتا ہے وہ پھر کہنے لگے، جناب محمد ﷺ آپ کے رب کو معلوم نہ تھا کہ ہم آپ کے ساتھ مجلس میں ہوں گے اور آپ سے یہ سوالات کریں گے اور آپ سے مطالبہ کریں گے اور وہ آپ کو پہلے سے بتا دیتا اور ہمارے سوالات کے جوابات بتا دیتا اور ہمارے نہ ماننے کی صورت میں آپ کو ہمارے انجام سے آگاہ بھی کر دیتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یمامہ کا ایک "رحمان" نامی شخص آپ کو یہ چیزیں سکھاتا ہے۔ بخدا ہم رحمان پر کبھی ایمان نہ لائیں گے جناب! ہم نے آپ کے سب حیلے بہانے ختم کر دیے ہیں۔ واللہ اب ہم آپ کو اور آپ کے منصوبے کو مزید موقع نہ دیں گے۔ یا تو ہم زندہ رہیں گے یا آپ۔ بعض لوگوں نے کہا ہم فرشتوں کی پوجا کرتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اور کسی نے کہا ہم آپ پر بھی ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ آپ اللہ کو اور فرشتوں کو ہمارے سامنے نہ لے آؤ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کا بیٹا عبداللہ بن ابی امیہ ...... جب وہ لوگ اس قسم کی بیہودہ باتیں کرنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر چل دیے اور آپ ﷺ کے ساتھ آپ کی پھوپھی عاتکہ بنت عبدالمطلب کا بیٹا عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بھی اٹھ آئے، اس نے جناب محمد ﷺ سے کہا قوم نے آپ کے پاس متعدد تجاویز پیش کیں، آپ نے نہ مانیں، پھر انہوں نے اپنے لئے چند مراعات طلب کیں کہ اللہ کے ہاں آپ کے مقام و مرتبہ کو جان سکیں، آپ نے وہ بھی نہ مانیں، پھر انہوں نے کہا آپ جلد تمام وہ عذاب لے آئیں جس سے آپ ان کو ڈرا

ہیں۔ باقی رہا میں، واللہ آپ پر کبھی ایمان نہ لاؤں گا جب تک کہ آپ میرے سامنے سیڑھی لگا کر آسمان پر چڑھ جائیں اور اپنے ساتھ مکمل تصدیق لے آئیں اور آپ کے ساتھ چار فرشتے بھی ہوں جو گواہی دیں کہ آپ واقعی رسول اللہ ہیں اور بخدا! اگر آپ یہ لے بھی آئیں تو میرا خیال ہے کہ میں آپ کی پھر بھی تصدیق نہ کروں گا پھر وہ چلا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہایت غمگین ہو کر اسی وجہ سے گھر واپس چلے آئے کیونکہ آپ ﷺ کی امید بار آور نہ ہوئی تھی۔

رؤسائے قریش کی یہ مجلس سراسر ظلم و زیادتی اور ہٹ دھرمی پر مبنی تھی، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی حکمت و رحمت کا تقاضا تھا کہ ان کے معجزات کے مطالبے منظور نہ ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ازلی علم تھا کہ وہ معجزات دیکھ کر بھی ایمان نہ لائیں گے اور وہ فوراً عذاب کے لائق ہو جائیں گے۔

کوہ صفا کو سونا بنانے کا مطالبہ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عثمان بن محمد، جریر، اعمش، جعفر بن ایاس، سعید بن جبیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کوہ صفا کو سونا بنا دیں اور پہاڑوں کو ادھر ادھر کر دیں تاکہ وہ زراعت کر سکیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آئی اگر آپ چاہیں تو ان کو مہلت دیں ...... ان شئت ان تستانی بھم ...... "اگر چاہیں تو ان کی فرمائش پوری کر دیں، پھر اگر وہ ایمان نہ لائے تو پچھلی قوموں کی طرح تباہ ہو جائیں گے" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (لا، بل استانی بھم) جلدی نہیں بلکہ میں ان کا انتظار کروں گا تو اللہ تعالیٰ نے (۱۷/۵۹) آیت اتاری "اور ہم نے جو نشانیاں بھیجنا موقوف رکھا تو اس وجہ سے کہ اگلے لوگوں نے ان کو جھٹلایا اور ہم نے ثمود کو اونٹنی دی۔ کھلم کھلا انہوں نے اس پر ظلم کیا۔" (رواہ النسائی [illegible])

توبہ اور رحمت کا دروازہ کھول دیجئے...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبدالرحمان، سفیان، سلمہ بن کہیل، عمران بن حکیم) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ اپنے رب سے دعا کیجئے کہ "صفا" کو سونا بنا دے اور ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ایسا کرو گے بھی؟ تو انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی چنانچہ جبرائیل علیہ السلام نے آکر کہا کہ تیرا رب تجھے سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے اگر چاہو تو "صفا" ان کے لئے سونا بن جائے گا، پھر اس کے بعد جو شخص ایمان نہیں لائے گا تو میں اسے دردناک عذاب دوں گا اور اگر چاہو تو میں ان کے لئے رحمت اور توبہ کا دروازہ کھول دیتا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (فوری عذاب نہیں) بلکہ توبہ اور رحمت کا دروازہ کھول دیجئے۔ یہ دونوں اسناد عمدہ ہیں اور یہ سعید بن جبیر، قتادہ اور ابن جریج سے مرسل بھی مروی ہے۔

مجھے دولت نہیں چاہئے...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (عبداللہ بن مبارک، یحییٰ بن ایوب، عبیداللہ بن زحر، علی بن یزید، وقاسم) قاسم بن ابی امامہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پروردگار نے مجھ سے یہ فرمایا کہ میرے لئے مکہ کے پتھریلے میدان کو سونا بنا دے میں نے عرض کیا کہ مجھے دنیا کی دولت نہیں چاہئے بلکہ میری خواہش ہے کہ ایک دن کھانا کھاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں۔ یا اس جیسے الفاظ جب بھوکا ہوں تو گریہ زاری اور انکساری و تواضع کروں اور تیرا ذکر کروں اور جب پیٹ بھرے تو حمد و ستائش کروں یہ الفاظ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو "حسن" کہا ہے اور علی بن یزید راوی اس حدیث میں ضعیف ہے۔

تین باتوں کے بارے میں سوالات...... محمد بن اسحاق، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قریش نے مدینہ میں "علماء یہود" کے پاس نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو اس لئے بھیجا کہ وہ ان سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھیں آپ کی عادات و صفات ان کو بتائیں اور ان کو آپ ﷺ کا دعویٰ رسالت و نبوت بھی بتائیں کیونکہ وہ اہل کتاب ہیں اور ان کے پاس انبیاء کرام علیہ السلام کا وہ علم ہے جو ہمارے پاس نہیں چنانچہ وہ مدینہ منورہ آئے اور علماء یہود سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کیا، آپ کی صفات بتائیں اور آپ کے دعویٰ نبوت کا تذکرہ کر کے پوچھا اے علماء یہود! آپ اہل تورات ہیں۔ آپ سے اس مدعی نبوت کے بارے میں پوچھنے آئے ہیں۔ انہوں نے کہا اس سے تین باتیں پوچھو اگر اس نے ان کا جواب دے دیا تو وہ مبعوث نبی ہے۔ اگر جواب نہ دے سکے تو وہ بہتان تراش، جھوٹا آدمی ہے۔ پھر

اس کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرو وہ تین باتیں یہ ہیں:

(۱) ...... ان نوجوانوں کے بارے میں پوچھو جو زمانہ قدیم میں گھر سے چلے گئے تھے ان کا کیا واقعہ تھا؟ ان کی کہانی بڑی عجیب ہے۔

(۲) ...... اس آدمی کے متعلق پوچھو جس نے پوری روئے زمین کے مشرق و مغرب کا چکر لگایا اس کا کیا قصہ ہے؟

(۳) ...... اور اس سے روح کے بارے میں سوال کرو کہ روح کیا ہے؟ اگر وہ ان سوالات کا جواب دے دے تو وہ سچا نبی ہے۔ اس کی اتباع کرو، اگر وہ جواب نہ دے سکے تو وہ بہتان باندھنے والا جھوٹا آدمی ہے۔ اس کے متعلق جو چاہو کرو، پھر نضر اور عقبہ نے قریش مکہ کو بتایا اے روسائے قریش! ہم وہ ٹھوس باتیں پوچھ کر آئے ہیں، جو ہمارے اور اس کے درمیان فیصلہ کن ہیں۔ علماء یہود نے ہمیں یہ تین سوالات دریافت کرنے کو کہا ہے۔

نبی علیہ السلام نے ان شاء اللہ نہ کہا ...... چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ سوالات ان کی خدمت میں پیش کیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اخبرکم غدا بما سألتم عنہ) تمہارے سوالات کا کل جواب دوں گا اور ان شاء اللہ نہ کہا۔ چنانچہ وہ کل کا وعدہ لے کر چلے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پندرہ روز تک کوئی وحی نہ آئی اور نہ ہی جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور اہل مکہ پروپیگنڈا کرنے لگے کہ محمد ﷺ نے ہم سے کل کا وعدہ کیا تھا اور آج پندرہ روز گزر گئے۔ ہمارے سوالات کا کوئی جواب نہیں۔

پندرہ روز بعد وحی کا نزول ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحی کے رک جانے کی وجہ سے نہایت غمگین تھے اور اہل مکہ کا شور و غل طبیعت مبارک پر گراں تھا پھر جبرئیل علیہ السلام سورۂ کہف لے کر نازل ہوئے۔ اس میں ان کے ایمان نہ لانے پر رنج و غم سے روکا تھا "نوجوانوں اور روئے زمین پر گھومنے والے کا تذکرہ تھا" "اور روح کے متعلق آپ سے سوال کرتے ہیں کہہ دو کہ روح میرے رب کا امر ہے۔" (۱۷/۸۵) ہم نے تفسیر میں اس پر بالاستیعاب بحث کی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں اور ام حسبت ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا (۱۸/۹) آیات نازل ہوئیں پھر یہ قصہ بہ تفصیل بیان کیا اور قصہ کے درمیان میں ان شاء اللہ کہنے کا حکم دیا (۲۳-۲۴/۱۸) اور کسی بات کو مت کہہ کہ میں کل اس کو کروں گا مگر یوں کہہ کہ جو چاہے اللہ اور اگر تو ان شاء اللہ کہنا بھول جائے تو جب خیال آئے تو اپنے مالک کو یاد کر (ان شاء اللہ کہہ لے) پھر قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بیان کیا قصہ خضر سے وابستہ ہونے کی وجہ، پھر ذوالقرنین کا واقعہ قدرے تفصیل سے بیان کیا۔ ویسئلونک عن ذی القرنین (۱۸/۸۳) پھر سورہ اسراء (۱۷/۸۵) میں روح کی بابت بیان کیا یہ عجائبات کائنات میں سے ہے اور اللہ کا ایک امر ...... کن ...... ہے اللہ نے اسے کن کہا اور وہ معرض وجود میں آ گئی، وہ ایک مخلوق کی حقیقت، ماہیت کا علم ممکن نہیں اور اس کی اصل حقیقت بیان کرنا مشکل ہے۔ اللہ کے علم کے مقابلہ میں تمہارا علم کوئی حیثیت نہیں رکھتا اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "اور تمہیں جو علم دیا گیا ہے وہ بہت ہی تھوڑا ہے۔" (۱۷/۸۵)۔

روح سے متعلق آیت کا نزول کب ہوا؟ ...... صحیحین میں ہے کہ یہود نے مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ یہ آیت دوبارہ نازل ہوئی۔ یا بطور جواب اس کی تلاوت کی اور یہ اس سے پہلے نازل ہو چکی تھی اور یہ کہنا محل نظر ہے کہ صرف یہ آیت مدینہ میں نازل ہوئی اور باقی ماندہ سورہ اسراء مکہ میں نازل ہوئی، واللہ اعلم۔

قصیدہ لامیہ ...... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ابوطالب کو جب قریش کے حملے کا خطرہ پیدا ہوا تو آپ نے ایک قصیدہ لامیہ کہا جس میں حرم مکہ کے ساتھ پناہ مانگی ہے اور قوم کے سرداروں سے دوستی کا اظہار کیا ہے اور ان سب باتوں کے باوجود واضح کیا کہ وہ مرتے دم تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد و نصرت سے دستبردار نہ ہوگا

ولما رأيت القوم لا ود فيهم
وقد قطعوا كل العرى والوسائل
وقد صارحونا بالعداوة والأذى
وقد طاوعوا أمر العدو المزايل

www.ahlehaq.org

وقد حالفوا قوما علينا أظنة
يعضون غيظا خلفنا بالأنامل
صبرت لهم نفسي بسمراء سمحة
وأبيض عضب من تراث المقاول
وأحضرت عند البيت رهطي وإخوتي
وأمسكت من أثوابه بالوصائل

"جب میں نے اپنی قوم کو دیکھا کہ ان میں کوئی محبت نہیں ہے اور انہوں نے تمام مراسم اور وسائل ختم کر دیے ہیں۔ ہماری عداوت اور ایذا رسانی میں وہ آگے آگے ہیں اور ہمارے خطرناک دشمن کی انہوں نے اطاعت قبول کی ہے۔ اور ہم سے بدگمان لوگوں کے دوست بن چکے ہیں جو ہمارے پیٹھ پیچھے مارے غصے کے انگلیاں دانتوں سے چباتے ہیں۔ میں ان کے مقابل ثابت قدم ہوں لچک دار نیزے اور قاطع تلوار سے جو بادشاہوں کا ترکہ ہیں۔ میں نے کعبہ کے پاس اپنے قبیلے اور بھائیوں کو حاضر کر دیا ہے اور میں نے اس کے غلاف کے دامن پکڑ لیے ہیں"۔

قياما معا مستقبلين رتاجه
لدى حيث يقضي حلفه كل نافل
وحيث ينيخ الأشعرون ركابهم
بمفضى السيول من إساف ونائل
موسمة الأعضاد أو قصراتها
مخيسة بين السديس وبازل
ترى الودع فيها والرخام وزينة
بأعناقها معقودة كالعثاكل
أعوذ برب الناس من كل طاعن
علينا بسوء أو ملح بباطل

"سب اس کے دروازے کے سامنے کھڑے ہیں جہاں ہر قسم کھانے والا اپنی قسم پوری کرتا ہے۔ جہاں اشعری لوگ اپنی سواریاں بٹھاتے ہیں، اساف اور نائلہ بتوں کے قریب سیلاب آنے کے مقام پر۔ جن کے بازوؤں یا گردنوں پر داغ لگے ہوئے ہیں، سدھائے ہوئے آٹھ اور نو برس کے اونٹ، سفید مہرے، عمدہ پتھر اور زیب و زینت ان کی گردنوں میں بندھے ہوئے دیکھے گا کھجور کی پھلدار شاخ کی طرح۔ میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں برائی کا طعنہ مارنے والے اور باطل پر چمٹ جانے والے سے"۔

ومن كاشح يسعى لنا بمعيبة
ومن ملحق في الدين ما لم نحاول
وثور ومن أرسى ثبيرا مكانه
وراق ليرقى في حراء ونازل
وبالبيت حق البيت من بطن مكة
وبالله إن الله ليس بغافل

www.ahlehaq.org

إذا اكتنفوه بالضحى والأصائل
وموطى ابراهيم في الصخر رطبة
على قدميه حافيا غير ناعل

"اور کینہ پرور سے جو ہمارے عیب کی جستجو میں رہتا ہے اور دین میں ہماری مرضی کے بغیر اضافہ کرنے والے سے۔ اور جبل ثور اور اس ذات کے ساتھ جس نے کوہ ثبیر کو اس کے مقام پر نصب کیا ہے اور اس کے ساتھ بھی جس کی غار حرا میں آمد و رفت ہے۔ وادی مکہ کے برحق بیت اللہ کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ یقیناً اللہ غافل نہیں ہے۔ اور حجر اسود کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں جب اسے چھوتے ہیں جبکہ صبح اور شام اسے گھیر لیتے ہیں۔ اور نرم پتھر پر ابراہیم علیہ السلام کے برہنہ پاؤں کے نقش و نشانات کے ساتھ (پناہ مانگتا ہوں)"۔

وأشواط بين المروتين إلى الصفا
وما فيهما من صورة وتماثل
ومن حج بيت الله من كل راكب
ومن كل ذي نذر ومن كل راجل
وبالمشعر الأقصى إذا عمدوا له
إلال إلى مفضى الشراج القوابل
وتوقافهم فوق الجبال عشية
يقيمون بالأيدي صدور الرواحل
وليلة جمع والمنازل من منى
وهل فوقها من حرمة ومنازل

"صفا مروہ کے درمیان سعی اور چکروں کے ساتھ اور جو ان کے درمیان بت موجود ہیں ان کے ساتھ بھی پناہ مانگتا ہوں۔ سوار اور پیادہ حاجیوں اور ہر نذر ماننے والے کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں۔ اور عرفہ کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں جب اس کیلئے لوگ کوہ "الال" کا قصد کرتے ہیں یا مقابل نالوں کے بہاؤ تک۔ اور پہاڑوں پر پچھلے پہر ان کے قیام کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں کہ وہ سواریوں کے سینوں کو ہاتھوں سے تھامتے ہیں۔ مزدلفہ کی رات اور منیٰ کی قیام گاہوں کے ساتھ پناہ خواہ ہوں کیا ان سے زیادہ کوئی قابل احترام مقامات اور قیام گاہیں ہیں"۔

وجمع إذا ما المقربات أجزنه
سراعا كما يخرجن من وقع وابل
وبالجمرة الكبرى إذا صمدوا لها
يؤمون قذفا رأسها بالجنادل
وكندة إذ هم بالحصاب عشية
تجيز بهم حجاج بكر بن وائل
حليفان شدا عقد ما احتلفا له
وردا عليه عاطفات الوسائل
وحطمهم سمر الرماح وسرحه

وشبرقه وخد النعام الجوافل

"اور مزدلفہ کے ساتھ پناہ خواہ ہوں جب سواریاں اس کو تیز رفتاری سے عبور کرتی ہیں جیسے وہ سخت بارش سے تیز دوڑ رہی ہوں۔ اور جمرہ کبریٰ کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں جب اس کے سر پر پتھر مارتے ہیں۔ اور پناہ مانگتا ہوں کندہ کے ساتھ جب وہ وادی محصب میں شام کے وقت تھے۔ ان کو بکر بن وائل کے حاجی گزار رہے تھے۔ وہ دونوں آپس میں حلیف ہیں اور اپنے عہد و پیمان کو مستحکم کر لیا ہے اور اس پر مودت و محبت کے سب ذرائع جمع کر دیئے ہیں۔ پامال کرنا ان کا وادی کے عمدہ گھاس سرخ اور شبرق کو شتر مرغ کی تیز رفتاری سے"۔

فهل بعد هذا من معاذ لعائذ
وهل من معيذ يتقي الله عادل
يطاع بنا أمر العدوة أننا
تسد بنا أبواب ترك وكابل
كذبتم وبيت الله نترك مكة
ونظعن إلا أمركم في بلابل
كذبتم وبيت الله نبزى محمدا
ولما نطاعن دونه ونناضل
ونسلمه حتى نصرع حوله
ونذهل عن أبنائنا والحلائل

"پس کیا کسی پناہ مانگنے والے کیلئے اس کے بعد کوئی جائے پناہ ہے؟ اور کیا کوئی خدا ترس پناہ لینے والے کو ملامت کرتا ہے۔ ہمارے متعلق دشمنوں کے ارادے قبول کئے گئے ہیں اور وہ خواہش مند ہے کہ ہم پر ترک اور کابل کے راستے بھی بند کر دے۔ کعبہ کی قسم تم غلط کہتے ہو کہ ہم مکہ کو چھوڑ کر کوچ کر جائیں گے سو تمہارا یہ منصوبہ سراسر رنج و غم والا ہے۔ کعبہ کی قسم تم دروغ گو ہو کہ ہم سے محمد ﷺ چھین لے جائیں گے اور ہم نے ابھی تک ان کی حفاظت کیلئے نیزے چلائے نہ تیر مارے۔ اور ان کو ہم تمہارے سپرد نہ کریں گے تاوقتیکہ ان کے گرد و پیش کٹ جائیں اور اپنے اہل و عیال سے بے نیاز ہو جائیں"۔

وينهض قوم بالحديد اليكم
نهوض الروايا تحت ذات الصلاصل
وحتى ترى ذا الضغن يركب ردعه
من الطعن فعل الأنكب المتحامل
وانا لعمر الله ان جد ما ارى
لتلتبسا اسيافنا بالاماثل
بكفي فتى مثل الشهاب سميدع
اخي ثقة حامي الحقيقة باسل
شهوراً وأياما وحولا محرما
علينا وتأتي حجة بعد قابل

ایک مسلح قوم تمہارے مقابلے کے لئے شور و غل میں اٹھ کر کھڑی ہوگی جیسے اونٹوں پر پانی کی مشکوں سے شور و غل سنائی دیتا

www.ahlehaq.org

ہے۔ یہاں تک کہ ہم کینہ پرور کو تیز دھار کے زخم سے لوٹ جاتا ہوا دیکھیں آفت زدہ رنجیدہ انسان کی طرح۔ بخدا اگر یہ فتنہ بڑھ گیا تو ہماری تلواریں تمہارے سرداروں کا کام تمام کر دیں گی۔ جو ایسے جوانوں کے ہاتھوں میں ہوں گی جو ستارے کی طرح شعلہ زن، رئیس، قابل اعتماد اور فرض منصبی کو انجام دینے والے بہادر ہیں۔ (اور یہ حالت جنگ) متواتر سالہا سال تک رواں دواں رہے گی۔

وما ترك قوم لا أبا لك سيدا
يحوط الذمار غير ذرب مواكل
وأبيض يستسقى الغمام بوجهه
ثمال اليتامى عصمة للأرامل
يلوذ به الهلاك من آل هاشم
فهم عنده في رحمة وفواضل
لعمري لقد أجرى أسيد وبكره
إلى بغضنا وجزآنا لآكل
وعثمان لم يربع علينا وقنفذ
ولكن أطاعا أمر تلك القبائل

''تیرا باپ نہ رہے قوم کا ایسے سردار کو نظر انداز کر دینا جو اپنے فرائض سر انجام دیتا ہے چرب زبان اور عاجز نہیں۔ (ایک سنگین جرم ہے) اور وہ سفید فام ہے جس کے رخ انور کی بدولت ابر رحمت طلب کیا جاتا ہے، یتیموں کا فریاد رس اور بیواؤں کا سہارا اور سرپرست ہے، آل ہاشم کے خستہ حال لوگ اس کی آڑ اور پناہ لیتے ہیں، وہ اس کے ہاں رحمت و نوازش اور فضل و کرم میں ہیں۔ بقا کی قسم اسید اور اس کے بیٹے نے ہمارے ساتھ بغض و عداوت کا مظاہرہ کیا ہے اور کھانے والے کے سامنے کاٹ کے رکھ دیا ہے۔ عثمان اور قنفذ نے ہم پر مہربانی اور خدا ترسی نہیں کی۔ بلکہ انہوں نے ان قبائل کی بات قبول کی''۔

أطاعا أبيا وابن عبد يغوثهم
ولم يرقبا فينا مقالة قائل
كما قد لقينا من سبيع ونوفل
وكل تولى معرضا لم يجامل
فإن يلفيا أو يمكن الله منهما
نكل لهما صاعا بصاع المكايل
وذاك أبو عمرو أبى غير بغضنا
ليظعننا في أهل شاء وجامل
يناجي بنا في كل ممسى ومصبح
فناج أبا عمرو بنا ثم خاتل

''انہوں نے ابی اور ابن عبد یغوث کی بات مانی اور انہوں نے ہمارے متعلق کسی کی بات کا خیال نہیں رکھا۔ جیسا کہ ہم نے سبیع اور نوفل سے زحمت اٹھائی ہے سب نے نظر انداز کر کے برا سلوک کیا۔ پس اگر وہ کہیں مل گئے یا ہماری دسترس میں آ گئے تو ہم ان کو برابر کا ناپ کے دیں گے۔ اور وہ ابو عمرو ہمارے بغض و عناد میں بدمست ہے تا کہ وہ ہمیں بھیڑ بکریوں اور اونٹوں کے

www.ahlehaq.org

چرواہوں کے ہمراہ ویران سے سفر کروادے۔ صبح شام ہم سے رازدارانہ سرگوشی کرتا ہے۔ اے ابو عمرو! تو ہم سے چپکے چپکے باتیں کر کے فریب کرتا۔

ويؤلي لنا بالله ما إن يغشنا
بلى قد نراه جهرة غير حائل
أضاق عليه بغضنا كل تلعة
من الأرض بين أخشب فمجادل
وسائل أبا الوليد ماذا حبوتنا
بسعيك فينا معرضا كالمخاتل
وكنت امرأ ممن يعاش برأيه
ورحمته فينا ولست بجاهل
فعتبة لا تسمع بنا قول كاشح
حسود كذوب مبغض ذي دغاول

"وہ حلف اٹھاتا ہے کہ ہمیں دھوکا نہ دے گا۔ اے! ہم تو اسے آشکارا دیکھتے ہیں بغیر کسی حائل کے۔ ہمارے ساتھ بغض و کینہ کی وجہ سے اخشب اور مجادل کے درمیان ہر نشیب و فراز اس پر تنگ ہو چکا ہے۔ ابو الولید سے پوچھو! کہ اس نے دغا بازی کی طرح ہم سے انحراف کر کے کیا فائدہ پہنچایا؟ آپ تو ایسے دانشور تھے کہ جس کی عقل و دانش اور نوازش سے زندگی بسر ہوتی تھی اور آپ آداب زندگی سے نا آشنا نہ تھے۔ اے عتبہ! ہمارے خلاف کسی دشمن، حاسد، جھوٹے، کینہ ور اور مکار کی بات نہ سن"۔

ومر أبو سفيان عني معرضا
كما مر قيل من عظام المقاول
يفر إلى نجد وبرد مياهه
ويزعم أني لست عنكم بغافل
ويخبرنا فعل المناصح أنه
شفيق ويخفي عارمات الدواخل
أمطعم لم أخذلك في يوم نجدة
ولا معظم عند الأمور الجلائل
ولا يوم خصم إذ أتوك ألدة
أولي جدل من الخصوم المساجل
أمطعم إن القوم ساموك خطة
وإني متى أوكل فلست بوائل

"ابو سفیان میرے پاس سے بادشاہ کی طرح اعراض کر کے گزر گیا ہے۔ نجد اور اپنے ٹھنڈے پانی کے علاقہ کی طرف فرار ہو گیا ہے اور کہتا ہے ہم تم سے بے خبر نہیں۔ خیر خواہی کا اظہار کر کے بتاتا ہے کہ وہ مشفق اور مہربان ہے اور اندرونی شرارت کو چھپاتا ہے۔ اے مطعم! میں نے کسی تنگی کے دن اور نہ ہی بڑے مصائب کے وقت تجھے تنہا چھوڑا ہے۔

اے مطعم! بے شک قوم نے تجھے ایک مشکل مقام میں رسوا کیا تھا اور ہم نے تعاون کیا تھا اور جب کوئی معاملہ میرے سپرد کیا

جانے تو میں کسی کی پناہ نہیں لیتا"۔

جزى الله عنا عبد شمس ونوفلا
وعقوبة شر عاجلا غير آجل
بميزان قسط لا يخيس شعيرة
له شاهد من نفسه غير عائل
لقد سفهت أحلام قوم تبدلوا
بني خلف قيضا بنا والغياطل
ونحن الصميم من ذؤابة هاشم
وآل قصي في الخطوب الأوائل
وسهم ومخزوم تمالوا وألبوا
علينا العدا من كل طمل وخامل
فعبد مناف أنتم خير قومكم
فلا تشركوا في أمركم كل واغل

"اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے عبد شمس اور نوفل کو فوراً شرارت کی سزا دے۔ انصاف کے ترازو سے تول کر، جس میں ذرہ برابر کمی نہ ہو، وہ خود گواہ ہو کہ اس میں کوئی جور و جفا نہیں۔ قوم کی مت ماری گئی کہ انہوں نے ہمارے بجائے بنی خلف اور غیاطل کو پسند کر لیا۔ پچھلے مشکل کاموں میں ہم ہی ہاشم اور آل قصی کے خاص معزز لوگ تھے۔ اے عبد مناف! تم بہترین لوگ ہو، اپنے قصے میں ہر کمینے کو مداخلت نہ کرنے دو۔"

لعمري لقد وهنتم وعجزتم
وجئتم بأمر مخطئ للمفاصل
وكنتم حديثا احطب قدر وانتم
الآن أحطاب أقدر ومراجل
ليهن بني عبد مناف عقوقنا
وخذلاننا وتركنا في المعاقل
فإن نك قوما نتئر ما صنعتم
وتحتلبوها لقحة غير باهل
وسائط كانت في لؤي بن غالب
نفاهم إلينا كل صقر حلاحل

"مجھے زندگی کی قسم! تم کمزور اور عاجز ہو چکے ہو اور تم نے غلط کام کیا ہے۔ تم بھی ایک ہی ہانڈی کا ایندھن ہوا کرتے تھے اور اب تم متعدد ہانڈیوں کا ایندھن ہو، یعنی پہلے متحد تھے اب منتشر ہو چکے ہو۔ بنی عبد مناف کو ہم سے قطع رحمی، رسوا کرنا اور شعب میں محصور چھوڑ دینا مبارک ہو۔ پس اگر ہم غیرت مند لوگ ہوئے تو تمہارے کرتوتوں کا نوٹس لیں گے اور تم دودھ والی اونٹنی کو دوھو گے جو مباح نہیں۔ لوی خاندان میں رشتے ناطے تھے، انہیں ہر کمینے نے نظر انداز کر دیا ہے"۔

ورهط نفيل شر من وطئ الحصى

والام حاف من معد وناعل
فابلغ قصيا أن سينشر امرنا
وبشر قصيا بعدنا بالتخاذل
ولو طرقت ليلا قصيا عظيمة
إذا ما لجأنا دونهم في المداخل
ولو صدقوا ضربا خلال بيوتهم
لكنا اسى عند النساء المطافل
فكل صديق وابن اخت نعده
لعمري وجدنا غبه غير طائل

''خاندان نفیل روئے زمین کے بدترین لوگوں میں سے ہے اور بنی سعد کے ہر جوتا پوش اور برہنہ پا سے کمینہ ہے۔ قصی کو بتا دے کہ ہمارا یہ مشن پھیلے گا اور ان کو ہمارے بعد ذلت و رسوائی کا مژدہ سنا دے۔ اگر قصی پر کسی وقت مصیبت آ جائے جب ہم ان کے بغیر اپنے محفوظ مقام میں چلے جائیں۔ اگرچہ وہ اپنے محلوں میں بے جگری سے لڑیں تو ان کی شیر خوار بچوں والی خواتین کے ہم ہی غمخوار ہوں گے۔ بخدا ہر دوست اور بھانجے کو ہم اپنا خیر خواہ سمجھتے تھے مگر ہم نے اس کی غیر حاضری کو بے سود پایا ہے''۔

سوى أن رهطا من كلاب بن مرة
براء الينا من معقة خاذل
ونعم ابن اخت القوم غير مكذب
زهير حساما مفردا من حمائل
اشم من الشم البهاليل ينتمي
إلى حسب في حومة المجد فاضل
لعمري لقد كلفت وجدا باحمد
واخوته دأب المحب المواصل
فمن مثله في الناس اي مؤمل
إذا قاسه الحكام عند التفاضل

''سوائے کلاب کے ایک خاندان کے کہ وہ رسوا کن ظلم و زیادتی سے بری ہے۔ زہیر بن ابی امیہ اچھا بھانجا ہے۔ جھوٹ کی تہمت سے پاک پرتلے سے جدا ننگی تلوار۔ بڑے سرداروں میں سے ایک سردار ہے۔ بزرگی و شرف کے اعلیٰ حسب کی طرف منسوب ہے۔ عمر کی قسم! میں احمد اور اس کے بھائیوں کے شوق محبت کا گرویدہ ہوں۔ ملاقات کی خواہش رکھنے والے کی عادت کے موافق۔ لوگوں میں سے آنحضور ﷺ کے مثال کون ہے؟ جب حکام ایک دوسرے کی برتری ثابت کرنے کے وقت موازنہ کریں تو کس کی امید کی جا سکتی ہے''۔

حليم رشيد عادل غير طائش
يوالي إلها ليس عنه بغافل
كريم المساعي ماجد وابن ماجد

www.ahlehaq.org

لہ إرث مجد ثابت غیر ناصل
وأیده رب العباد بنصره
وأظهر دینا حقه غیر زائل
فو الله لو لا ان اجئ بسبة
تجر علی أشیاخنا فی المحافل
لکنا اتبعناه علی کل حالة
من الدهر جدا غیر قول التهازل

"بردبار، اعلیٰ مدبر، منصف مزاج (دانا) وہ اللہ سے محبت رکھتا ہے وہ اس سے غافل نہیں۔ اعلیٰ نسبی و کاوش اور شریف اور شریف کی اولاد و ان کی بزرگی کی وراثت ثابت ہے بغیر تراخ کے۔ پروردگار عالم نے ان کی تائید اپنی مدد سے کی ہے اور اس نے اپنے دین کو ظاہر کیا ہے۔ جس کی حقانیت لازوال ہے۔ واللہ! اگر مجھے عار و عیب کا اندیشہ نہ ہوتا جس کو مجالس میں ہمارے مشائخ کو طعنہ دیا جاتا ہے۔ تو ہم اس وقت ان کی ہر حالت میں پیروی کرتے، یہ بالکل سچ ہے مذاق اور مزاح کے علاوہ۔"

لقد علموا ان ابننا لا مکذب
لدینا ولا یعنی بقول الاباطل
فاصبح فینا أحمد فی أرومة
یقصر عنها سورة المتطاول
حدبت بنفسی دونه وحمیته
ودافعت عنه بالذری والکلاکل

"سب جانتے ہیں کہ ہمارا فرزند ارجمند ہمارے نزدیک جھوٹا نہیں اور نہ ہی باطل باتیں ان کا مقصد ہے۔ ہمارے خاندان میں احمد ایسے مقام پر فائز ہیں کہ کسی مقابلہ کرنے والے کا جوش و ولولہ بھی اس سے قاصر ہے۔ میں نے ان کے واسطے اپنی جان قربان کر دی ہے اور ان کی حمایت کی ہے اور ان کا دفاع ہر ممکن طریقے سے کیا ہے"

اشعار کی صحت ...... ابن ہشام کا بیان ہے کہ اس قصیدہ کے یہ اشعار مجھے صحیح معلوم ہوتے ہیں اور بعض ماہرین شعراء اس کے اکثر اشعار کا انکار کرتے ہیں۔ میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ یہ عظیم الشان قصیدہ نہایت فصیح و بلیغ ہے۔ اس قصیدے کا قائل وہی ہو سکتا ہے جس کی طرف منسوب ہے۔ یہ قصیدہ سبعہ معلقہ سے الفاظ کے لحاظ سے ایک اعلیٰ شاہکار اور معانی کی حیثیت سے نہایت فصیح و بلیغ ہے۔ مورخ اموی نے اس کو اپنے مغازی میں مزید اضافے کے ساتھ طول طویل بیان کیا ہے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر تشدد ...... امام کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض نے اس میں یہ اشکال پیدا کیا ہے کہ ورقہ بن نوفل تو بعثت کے بعد فترت وحی اور وحی کی بندش کے دوران فوت ہو گئے تھے اور یہ سورہ مدثر کے نزول کے بعد مسلمان ہوئے تو ورقہ کا بحالت ابتلاء بلال کے پاس سے گزرنا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ بلال اسی مصیبت سے دوچار تھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے تو انہوں نے امیہ سے اپنے سیاہ فام غلام سے تبادلہ کر کے آزاد کر دیا اور اس مصیبت سے نجات دلائی۔

غ۔ ابن اسحاق بیان کرتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سات مسلمان غلام و لونڈیاں خریدیں ان سب میں سے بلال رضی اللہ عنہ، عامر بن فہیرہ و ام

www.ahlehaq.org

گئیں تھیں (جس کی بینائی ختم ہو چکی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو دوبارہ بینائی بخشی)

غلام خرید کر آزاد کردیا ۔۔۔۔ بنی عبدالدار سے نہدیہ اور اس کی بیٹی کو خریدا انہیں ان کی مالک عورت نے ان کو آٹا پیسنے کے لئے یہ کہتے ہوئے بھیجا کہ اللہ کی قسم تمہیں کبھی آزاد نہ کروں گی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا اے ام فلاں اپنی قسم توڑ دے تو اس نے کہا تو نے ہی ان کو خراب کیا ہے تو تو ہی خرید کر آزاد کردے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، کتنے میں؟ اس نے رقم بتائی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو خرید کر آزاد کر کے کہا، اس کا آٹا پیس کر واپس کر دو تو لونڈیوں نے کہا کیا ہم پیس کر نہ لے آئیں، تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ تمہاری اپنی مرضی ہے۔ بنی عدی کے خاندان بنی مؤمل سے بھی ایک لونڈی خرید کر آزاد کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو خوب مارا کرتے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور قرآن کا نزول ۔۔۔۔ ابن اسحاق (محمد بن عبداللہ بن ابی عتیق، عامر بن عبداللہ بن زبیر، اپنے کسی فرد سے) روایت کرتے ہیں کہ ابوقحافہ نے اپنے بیٹے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا تو کمزور غلاموں کو آزاد کرتا ہے اگر تم نے آزاد کرنا ہی تھا تو طاقتور غلاموں کو آزاد کرتا جو تیری مدد کر سکتے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ابا جان! میرا کچھ اور ہی مقصد ہے۔ چنانچہ اس گفتگو کے سلسلے میں یہ آیات (۹۲/۵) (فاما من اعطی واتقی) آخر سورت تک نازل ہوئیں۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر تشدد ۔۔۔۔ امام احمد اور ابن ماجہ کی روایت (گذشتہ بیان ہو چکی ہے) میں از حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان ہے کہ سات اشخاص نے سب سے پہلے اسلام کا اظہار کیا۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
(۲) ابوبکر رضی اللہ عنہ۔
(۳) عمار رضی اللہ عنہ۔
(۴) سمیہ رضی اللہ عنہا۔
(۵) صہیب رضی اللہ عنہ۔
(۶) بلال رضی اللہ عنہ۔
(۷) مقداد۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا سامان ان کی قوم و برادری سے مہیا کیا اور باقی ماندہ مسلمانوں کو کفار نے تختہ مشق بنایا ان کو آہنی زرہیں پہنا کر سورج کی تمازت میں پھینک دیتے، اکثر ان میں سے مجبوراً ان کی ہاں میں ہاں ملاتے اور بلال رضی اللہ عنہ نے اللہ کی راہ میں خود کو کچھ نہ سمجھا، چنانچہ وہ لوگ بلال رضی اللہ عنہ کے گلے میں رسی ڈال کر لڑکوں کو پکڑا دیتے اور وہ اس کو مکہ کی گھاٹیوں میں لئے پھرتے اور وہ "احد احد" کہتے رہتے۔

دیگر حضرات پر تشدد ۔۔۔۔ بنی مخزوم، عمار اور اس کے والد یاسر اور والدہ سمیہ کو (جو مسلمان خاندان تھا) عین دوپہر کے وقت مکہ کے تپتے میدان میں ظلم و تشدد کرتے۔ نبی علیہ السلام کا ان کے پاس سے گزر ہوتا تو آپ فرماتے (صبرا آل یاسر موعدکم الجنۃ) "اے آل یاسر صبر کرو تمہارے لئے جنت کا وعدہ ہے۔"

بیہقی (ابو عبداللہ الحافظ، ابراہیم بن عصمہ، عصمہ، سری بن خزیمہ، مسلم بن ابراہیم، [illegible] ابی الزبیر) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عمار اور [illegible] کے پاس سے گزرے ان پر سختی کی جا رہی تھی تو آپ نے فرمایا اے آل عمار اور اے آل یاسر خوش ہو جاؤ تمہارے لئے جنت کا وعدہ ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے وکیع از سفیان از منصور از مجاہد مرسل روایت بیان کی ہے کہ پہلی اسلام میں قتل شہیدہ ہونے والی "ام عمار سمیہ رضی اللہ عنہا"

سے ابو جہل نے ان کے دل پر برچھا مار کر شہید کر دیا تھا۔

ابو جہل کا مسلمانوں کے خلاف طرز عمل ...... تمام مورخین لکھتے ہیں کہ ابو جہل ایسا بدبخت شخص تھا مسلمانوں کے خلاف قریش کو اکساتا رہتا اور جب کسی معزز آدمی کے متعلق معلوم ہو جاتا کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے تو وہ اسے ڈانٹتا اور ذلیل کرتا اور کہتا کہ تو نے اپنے والد کا دین ترک کر دیا ہے جو تجھ سے بہتر تھا ہم تیری عقل و دانش کا ہم مذاق اڑائیں گے اور تیری رائے کو ہم احمقانہ کہیں گے اور تیری شرافت و وجاہت کا جنازہ نکال دیں گے۔ اگر مسلمان ہونے والا تاجر پیشہ ہوتا تو اسے کہتا ہم تیری تجارت کا ستیاناس کر دیں گے اور تیرا سرمایہ برباد کر دیں گے۔ مسلمان ہونے والا اگر کمزور ہوتا تو اسے زدوکوب کرتا اور اس پر دیگر لوگوں کو بھی ابھارتا۔ (لعنة الله وقبحه)

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ مجھے حکیم بن جبیر نے سعید بن جبیر سے بتایا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا مشرکین مکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ایسا ظلم و تشدد بھی کرتے تھے کہ جس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دین چھوڑنے پر مجبور ہو جاتے تھے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں واللہ وہ لوگ مسلمان کو مارتے پیٹتے اور بھوکا پیاسا رکھتے اس قدر اذیت دیتے کہ وہ تکلیف کے مارے سیدھا بیٹھ بھی نہ سکتا تھا (وہ مسلسل اذیت دیتے) حتیٰ کہ وہ ان کی بات نہ مان لے اور لات و عزیٰ کو خدا کہے۔ چنانچہ وہ جان بچانے کی خاطر ان کی بات مان لیتا۔ بقول امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ انہی واقعات کے سلسلے میں یہ آیت (۱۰۶/۱۶) نازل ہوئی "جس شخص پر زبردستی کی جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو تو اس پر کچھ گناہ نہ ہوگا۔ لیکن جو کوئی ایمان لانے کے بعد دل کھول کر کفر کرے تو ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب اترے گا اور ان کو بڑا عذاب ہوگا۔" یعنی یہ لوگ انتہائی ظلم و ستم سے مجبور ہو کر کفر زبان پر لاتے تھے۔

خباب رضی اللہ عنہ اور عاص بن وائل ملعون ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابو معاویہ، اعمش، مسلم، مسروق) خباب بن ارت سے روایت کرتے ہیں کہ میں لوہار تھا اور عاص بن وائل میرا مقروض تھا۔ میں نے اس سے قرض کا تقاضا کیا تو اس نے کہا محمد ﷺ کے دین سے باز آجاؤ تو قرض ادا کروں گا۔ میں نے کہا کہ تو مر کر دوبارہ زندہ ہو جائے تب بھی میں محمد ﷺ کے دین کا انکار نہیں کروں گا۔ تو اس نے کہا اچھا! جب میں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر آؤں گا تو وہاں میرے پاس مال اور اولاد ہوگی میں آپ کا قرض چکا دوں گا۔ تو یہ آیت (۷۷/۱۹) نازل ہوئی: "اے پیغمبر! کیا تو نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے ہماری آیتوں کو نہ مانا اور کہتا ہے اگر یہ سچ ہے آخرت میں جنت ملے گی تو مجھ کو ضرور مال ملے گا اور اولاد بھی ملے گی۔" (متفق علیہ، الفاظ بخاری کے ہیں):

كنت قينا بمكة فعملت للعاص بن وائل سيفا فجئت أتقاضاه الى آخره

آپ کا چہرہ مبارک غصے سے لال تھا ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (باب ما لقي النبي واصحابه من المشركين بمكة) میں حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں آیا آپ کعبہ کے سایہ میں چادر کا تکیہ لگائے لیٹے تھے۔ اس زمانہ میں ہم مشرکین کی جانب سے سخت تکلیفیں اٹھا رہے تھے۔ میں نے گذارش کیا کہ آپ ہمارے واسطے کیوں دعا نہیں مانگتے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر فرمایا جبکہ آپ کا چہرہ مبارک غصے سے لال تھا کہ تم سے پہلے ایسے لوگ گزر چکے ہیں جن کے گوشت اور پٹھوں میں ہڈیوں تک لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتی تھیں مگر یہ اذیت بھی ان کو دین سے موڑ نہ سکیں۔ اور آرہ سر کی چوٹی پر رکھ کر ان کو دو ٹکڑے کر دیا جاتا تھا۔ یہ کیفیت بھی ان کو دین سے نہیں پھیر سکتی تھی اور اللہ تعالیٰ اسلام کو ضرور پایہ تکمیل تک پہنچائے گا (اور اس قدر امن ہوگا) کہ سوار صنعاء سے چل کر حضر موت تک چلا جائے گا اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا۔ (اور بیان کی روایت میں ہے) اور بھیڑیے کے علاوہ بکریوں کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہوگا (اور ایک روایت میں ہے) لیکن تم عجلت سے کام لیتے ہو (انفرد به البخاري دون مسلم) باسناد خباب یہ روایت بالاختصار بھی مروی ہے۔

سورج کی تپش، سخت دھوپ میں نماز ظہر کی ادائیگی ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبدالرحمن، سفیان اور جعفر، شعبہ، ابو اسحاق، سعید بن وہب) خباب سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تپتی زمین کی شدت اور حرارت کا شکوہ کیا تو آپ نے ہمارا شکوہ رفع

www.ahlehaq.org

نہیں کیا یعنی نماز میں تاخیر کی اجازت نہ دی۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (سلیمان بن داؤد، شعبہ، ابی اسحاق، سعید بن وھب) خباب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تپتی زمین کی تپش کی شکایت کی تو آپ نے ہماری شکایت رفع نہ کی، بقول شعبہ یعنی اول وقت ظہر ادا کرنے کی تاکید کی۔

امام مسلم نے یہ روایت باب استحباب تقدیم الظھر فی اول الوقت فی غیر شدۃ الحر میں، نسائی نے (کتاب المواقیت) میں اور بیہقی نے حدیث ابی اسحاق سبیعی از سعید از خباب رضی اللہ عنہ بیان کی ہے کہ "ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہر کی نماز نہایت دھوپ اور تپش (بروایت بیہقی چہروں اور ہتھیلیوں میں) میں پڑھنے کی شکایت کی تو آپ نے ہماری شکایت کو رفع نہیں کیا۔ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے در باب وقت صلوۃ الظھر میں (علی بن محمد طنافسی، وکیع، اعمش، ابی اسحاق، حارثہ بن مضرب عبدی) خباب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہر کی نماز میں گرمی ہونے کی شکایت کی تو آپ نے شکایت کی طرف التفات ہی نہیں کیا۔

میرے خیال میں، واللہ اعلم، یہ امام مسلم، نسائی، بیہقی اور ابن ماجہ والی حدیث، پہلی طویل حدیث کا اختصار ہے کہ نادار اور کمزور مسلمان، مشرکین کے ظلم و ستم کا شکار ہوتے اور وہ ان کو تپتی زمین پر گونا گوں اذیت و تکلیف سے دوچار کرتے اور ان کو چہروں کے بل گھسیٹتے اور وہ اپنے ہاتھوں سے چہروں کو بچاتے اس کے علاوہ متعدد مظالم و مصائب جھیلتے جو ابن اسحاق وغیرہ نے بیان کئے ہیں۔

انہوں نے نبی علیہ السلام سے روایت کی کہ آپ مشرکین پر بددعا فرمائیں اور ان کے خلاف مدد و نصرت طلب فرمائیں تو آپ نے وعدہ فرمایا (تو ان کی درخواست پر غور نہیں فرمایا اور ان کو گذشتہ ظلم رسیدہ لوگوں کے واقعات سے آگاہ فرمایا کہ وہ سخت ترین مظالم جھیلتے ہوئے بھی اسلام سے روگرداں نہ ہوتے تھے۔ اور ان کو خوش خبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ اسلام کو پایہ تکمیل تک پہنچائے گا اور اس کو روئے زمین پر غالب اور ظاہر فرمائے گا اور جملہ اقالیم عالم میں اس کی نصرت و حمایت فرمائے گا یہاں تک کہ ایک سوار صنعاء سے لے کر حضر موت تک سفر کرے گا اسے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کا خوف و خطر نہ ہوگا اور اپنی بکریوں پر بھیڑیئے کے سوا کسی چور وغیرہ کا اندیشہ بھی نہ ہوگا۔ (یہ واقعات رونما ہو چکے ہوں گے) لیکن آپ لوگ ذرا عجلت اور جلد بازی سے کام لے رہے ہیں۔

اس پر ان لوگوں نے کہا: شکونا الی رسول اللہ حر الرمضاء فی وجوھنا واکفنا فلم یشکنا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے چہروں اور ہاتھوں کو جھلستی ریت کے عذاب و اذیت کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً دعا نہ کی۔ اس حدیث سے "نماز ظہر میں" "عدم ابراد" اور اول وقت پر استدلال لیا اور نمازی کا اپنی ہتھیلیوں کو زمین سے [illegible] یہ استدلال کمزور اور محل اشکال ہے جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک قول منقول ہے، واللہ اعلم۔

مشرکین کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنا جھگڑنا اور آپ ﷺ کا ان پر اتمام حجت کرنا، اور ان کے دل و دماغ کا حق سے متاثر ہونا لیکن اس کے باوجود ضد و عناد اور حسد و سرکشی کے باعث مخالفت اور عداوت کا اظہار (کرنا)

ولید بن مغیرہ...... اسحاق بن راھویہ (عبدالرزاق، معمر، ایوب سختیانی، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ ﷺ نے قرآن مجید کی تلاوت کی (اور وہ متاثر ہو گیا) گویا کہ اس پر رقت طاری ہو گئی یہ بات ابو جہل کو معلوم ہوئی تو اس نے آ کر کہا اے چچا جان! آپ کے لئے قوم چندہ جمع کرنا چاہتی ہے اس نے کہا کیوں؟ تو ابو جہل نے کہا آپ کو دینے کے لئے، کیونکہ آپ محمد ﷺ کے پاس اپنی حاجت براری کے لئے جاتے ہیں تو اس نے کہا یہ بات قریش جانتے ہیں کہ میرے پاس سب سے زیادہ مال و دولت ہے تو ابو جہل نے کہا (اپنی بیزاری کے اظہار کے لئے) اس کے بارے میں ایسی بات کہو کہ قوم کو معلوم ہو جائے کہ آپ اسے برا جانتے ہو تو اس نے سوچا اور کہا میں کیا کہوں "اللہ تم میں سے کوئی شخص مجھ سے زیادہ اشعار رجز اور قصیدہ گوئی میں واقف نہیں ہے اور جنوں کے اشعار میں بھی مجھ سے زیادہ ماہر ہے، واللہ اس کا کلام شعر سے [illegible] کسی چیز سے بھی مشابہت نہیں رکھتا واللہ اس کے کلام میں حلاوت ہے اور اس پر رونق اور شادابی ہے۔

اس کا اعلیٰ حصہ ثمر دار ہے اور اس کا زیریں حصہ [illegible] ہے اور وہ غالب ہو گا مغلوب نہ ہو گا اور وہ [illegible] ابو جہل نے

www.ahlehaq.org

کہا جب تک آپ اپنی رائے کا اظہار نہ کریں گے لوگ آپ سے راضی نہ ہوں گے تو اس نے کہا ذرا ٹھہریئے مجھے غور کرنے دو پھر اس نے غور وفکر کر کے کہا یہ تو ایک قسم کا جادو ہے جو ہمیشہ سے چلا آتا ہے اور (محمد ﷺ) کسی سے سیکھ کرتا ہے چنانچہ اس موقع پر یہ آیات (۷۴/۱۱) نازل ہوئیں ذرنی ومن خلقت وحیدا، و جعلت له مالا ممدودا، وبنین شهودا۔ یہ روایت حماد بن زید عن ایوب عن عکرمہ مرسل مذکور ہے اس میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہ آیت پڑھ کر سنائی ان الله یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینهی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون (۱۶/۹۰ نحل)

تم اسے جادوگر ہی کہو —— امام بیہقی (حاکم، اصم، احمد، یونس بن بکیر، محمد بن اسحاق، محمد بن ابی محمد، سعید بن جبیر یا عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ وغیرہ قریش کا اجتماع ہوا (ولید بن مغیرہ عمر رسیدہ اور ثروت) قسم کا آدمی تھا اور کئی بار موسم حج میں شرکت کر چکا تھا) اس نے کہا کہ موسم حج میں لوگ آپ کے پاس آئیں گے وہ تمہارے اس صاحب (یعنی محمد ﷺ) کا ذکر سن چکے ہیں اس کے متعلق متفقہ لائحہ عمل تیار کر لو، باہمی اختلاف نہ کرو کہ ایک دوسرے کی تکذیب کرے اور ایک کی بات دوسرے کے خلاف ہو، کسی نے کہا جناب ابو عبد شمس! آپ ہی ہمارے لئے ایک بات تجویز کر دیں تو اس نے بجز وانکساری کہا تم ہی کہو تو ایک نے کہا، ہم اسے کاہن کہیں گے تو ولید نے کہا وہ کاہن نہیں، میں نے بہت سے کاہن دیکھے ہیں، اس کا کلام کاہنوں کا کلام نہیں ہے، پھر وہ کہنے لگے ہم اسے مجنون اور دیوانہ کہیں گے تو اس نے کہا وہ دیوانہ بھی نہیں ہے۔

ہم نے جنون دیکھا اور پاگل پن کو بھی جانتے ہیں نہ اسے دم گھٹتا ہے نہ اس کو غیر شعوری حرکت لاحق ہے اور نہ وہ وسوسہ میں مبتلا ہے، کسی نے کہا ہم اسے شاعر کہیں گے تو اس نے کہا وہ شاعر بھی نہیں، ہم شعر کی جملہ اقسام (رجز، ہزج، قریض، مقبوض اور مبسوط) سب جانتے ہیں، اس کا کلام شعر بھی نہیں پھر حاضرین نے کہا ہم اسے ساحر اور جادوگر کہیں گے اس نے کہا وہ ساحر بھی نہیں، ہم جادوگروں اور ان کے جادو کو خوب جانتے ہیں، نہ اس کا پھونکنا اس کا گرہ باندھنا ہے۔ وہ کہنے لگے جناب ابو عبد شمس! آپ ہی بتاتے ہیں، ہم اسے کیا کہیں تو اس نے کہا، واللہ! اس کا کلام شیریں ہے۔

اور اس کی بنیاد مضبوط ہے اور اس کی شاخیں بارآور ہیں، تمہاری سب تجویزیں ناکام اور باطل ہیں سب تجاویز میں سے مناسب یہی ہے کہ تم اسے جادوگر کہو۔ وہ ایسا جادوگر ہے کہ وہ آدمی اور اس کے اعتقادات میں اختلاف پیدا کر دیتا ہے، باپ اور بیٹے کے درمیان تفرقہ ڈال دیتا ہے، خاوند اور بیوی کے درمیان جدائی برپا کر دیتا ہے، بھائی کو بھائی سے علیحدہ کر دیتا ہے اور آدمی کو اپنے خاندان سے بیزار کر دیتا ہے۔

جب مجلس برخاست ہوئی تو وہ لوگ حاجیوں کی گزرگاہوں پر آ بیٹھے، جو حاجی بھی ان کے پاس سے گزرتا وہ اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوشیار رہنے کی تاکید کرتے اور آپ ﷺ کو بدنام کرتے، اللہ تعالیٰ نے صدر مجلس ولید کے بارے میں (۷۴/۱۱) سورہ مدثر کی یہ آیات نازل فرمائیں ذرنی ومن خلقت وحیدا وجعلت له مالا ممدودا وبنین شهودا۔ اور ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (۱۵/۹۱) "جنہوں نے قرآن کے بارے میں گوناگوں باتیں کی ہیں، تیرے رب کی قسم! البتہ ہم ان سب سے سوال کریں گے اس چیز سے جو وہ کرتے تھے۔"

آیت کریمہ —— امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کی جہالت اور کم عقلی سے آگاہ کرنے کے لئے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا (۲۱/۵) "بلکہ کہتے ہیں کہ یہ بے ہودہ خواب ہیں بلکہ اس نے جھوٹ بنایا ہے بلکہ وہ شاعر ہے پھر چاہئے کہ ہمارے پاس کوئی نشانی لائے جس طرح پہلے پیغمبر بھیجے گئے تھے۔" چنانچہ یہ حاضرین مجلس سب پریشان اور حیران تھے کہ آپ کے بارے میں کیا کہیں، ان کی ہر تجویز غلط اور مہمل تھی، کیونکہ ہر ناحق بات خطا وار ہوتی ہے۔ "دیکھو تو تمہارے لئے کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں وہ ایسے گمراہ ہوئے کہ راستہ بھی نہیں پا سکتے۔" (الاسراء ۔ ۴۸)

عتبہ بن ربیعہ کی پیشکش اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب —— امام عبد بن حمید نے مسند میں (ابن ابی شیبہ، علی بن مسہر، اجلح بن عبداللہ کندی، ذیال بن حرملہ اسدی) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ قریش نے ایک روز اپنی مجلس میں کہا کہ جادو، کہانت اور شعر

www.ahlehaq.org

شاعری میں وہ یکتا ہو اور ہر شخص تلاش کرو وہ اس ''مدعی نبوت'' سے بات کرے (جس نے ہماری جماعت میں تفریق ڈال دی ہے، ہمارا شیرازہ بکھیر دیا ہے اور ہمارے دین وایمان میں رخنہ اندازی کی ہے) اور اس کے جواب پر غور کرے تو سب نے بالاتفاق رائے کیا، عتبہ بن ربیعہ کے علاوہ کوئی شخص موزوں نہیں، چنانچہ سب نے یہ ذمہ داری عتبہ کو سونپ دی تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگا محمد ﷺ بہتر ہے یا تیرا باپ عبداللہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چپ رہے تو اس نے کہا کیا آپ بہتر ہیں یا آپ کا دادا عبدالمطلب؟! آپ پھر بھی خاموش رہے تو اس نے از خود کہا اگر آپ یہ کہیں وہ لوگ بہتر تھے تو وہ لوگ تو ان بتوں کی پرستش کرتے تھے جن کی تو نکتہ چینی کرتا ہے اگر آپ کا یہ خیال ہو کہ تم ان سب سے بہتر ہو تو ہم سنتے ہیں واللہ ہماری نظر میں ایک بزغالہ بھی اپنی نسل کے لئے تم جیسا منحوس نہیں تم نے ہماری جماعت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔

خاندان کا شیرازہ بکھیر دیا، دین پر نکتہ چینی کی، پورے عرب میں ذلیل ورسوا کر دیا۔ یہاں تک کہ ہر شخص کی زبان پر یہ بات ہے کہ قریش میں ایک ساحر ہے۔ قریش میں ایک کاہن ہے۔ واللہ ہم خانہ جنگی کی صورت میں فوری آفت کے منتظر ہیں کہ باہم لڑ کر تباہ وبرباد ہو جائیں۔ اے شریف انسان!! اگر آپ تنگدست اور حاجت مند ہیں تو ہم آپ کیلئے اس قدر سرمایہ جمع کر دیتے ہیں کہ آپ سب قریش سے زیادہ سرمایہ دار ہو جائیں گے۔ اگر آپ کو شادی کی ضرورت ہے تو قریش کی جس عورت کو پسند کرو، ہم اس جیسی دس عورتیں تمہاری زوجیت میں دے دیں گے۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (فـــــــرغـــــت) بس (کیا اور کچھ کہنا ہے؟) اس نے کہا بس! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حم سجدہ ۱/۱۳/۴۱) اول سے لے کر فان اعرضوا فقل انذرتکم صاعقة مثل صاعقة عاد وثمود تک تلاوت فرمائی تو عتبہ نے کہا، بس، بس اس کے علاوہ بھی آپ ﷺ کے پاس کوئی تجویز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا بالکل نہیں۔ پھر عتبہ قریش کے پاس آیا تو انہوں نے کارروائی دریافت کی تو اس نے بتایا، میں نے اس کے سامنے ہر تجویز رکھی تو سب نے پوچھا پھر اس نے کیا جواب دیا؟ تو عتبہ نے ہاں کہہ کر بات شروع کی کہ رب کعبہ کی قسم! میں اس کی بات نہیں سمجھ سکا بجز اس کے کہ اس نے تم کو عاد اور ثمود جیسے بجلی کی کڑک کے عذاب سے ڈرایا ہے، وہ کہنے لگے واہ ایک آدمی تم سے عربی میں بات کرتا ہے اور تمہیں اس کی بات سمجھ نہ آئے۔ پھر بھی بتاؤ اس نے کیا کہا؟ واللہ! میں سوائے ''صاعقة'' کے کچھ نہیں سمجھ سکا۔

ایک اور روایت ـــــــ بیہقی وغیرہ نے اس حدیث کو (حاکم، اصم، عباس دوری، یحییٰ بن معین، محمد بن فضیل، اجلح) سے بیان کیا ہے لیکن یہ سند محل نظر ہے، اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ اگر آپ کو ریاست وقیادت کی طلب ہے تو ہم آپ کو اپنا قائد، سردار تسلیم کر لیتے ہیں (اس روایت میں ہے) جب آپ ﷺ نے فان اعرضوا فقل انذرتکم صاعقة مثل صاعقة عاد وثمود (۱۳/۴۱) تلاوت فرمائی تو عتبہ نے آپ ﷺ کے منہ پر ہاتھ رکھ کر رشتہ داری اور قرابت کا واسطہ دے کر کہا آگے نہ کہیے، اس کے بعد عتبہ ان کے پاس واپس نہ آیا تو ابوجہل نے کہا اے قریش! معلوم ہوتا ہے کہ عتبہ محمد ﷺ کی طرف مائل ہو چکا ہے اور اسے اس کا طعام پسند آ گیا ہے اور یہ محض تنگدستی کی وجہ سے ہوا ہے آؤ اس کے پاس چلیں، چنانچہ وہ سب چلے آئے تو ابوجہل نے کہا واللہ! جناب عتبہ! آپ محمد ﷺ کی طرف مائل ہو چکے ہو اور آپ کو اس کے آداب طعام پسند آ گئے ہیں اگر آپ فقیر ہو چکے ہیں تو ہم آپ کے لئے اس قدر مال جمع کر دیتے ہیں جو آپ کو ان کے کھانے سے بے نیاز کر دے۔ (یہ سن کر) عتبہ نے نہایت غصے سے قسم کھا کر کہا کہ آئندہ محمد ﷺ سے بات نہیں کرے گا اور (واضح رہے!) کہ تم سب جانتے ہو کہ میں سب قریش سے مالدار ہوں۔ میں اس کے پاس گیا تھا اس نے مجھ سے ایسی گفتگو کی ہے جو نہ سحر ہے نہ شعر نہ کہانت، اس نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد سورہ حم سجدہ فان اعرضوا فقل انذرتکم صاعقة مثل صاعقة عاد وثمود تک تلاوت کی تو میں نے ہاتھ رکھ کر اس کا منہ بند کر دیا، رشتہ داری اور قرابت کا واسطہ دے کر کہا آگے کچھ نہ کہیں، اور تم جانتے ہو کہ محمد ﷺ جھوٹ نہیں بولتے تھے تم پر عذاب نازل ہونے کا خطرہ ہے۔

قریش کی مجلس اور عتبہ بن ربیعہ ـــــــ امام بیہقی (حاکم، اصم، احمد بن عبدالجبار، یونس، محمد ابن اسحاق، یزید بن ابی زیاد) محمد بن کعب سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے کسی نے بتایا کہ عتبہ بن ربیعہ ایک حلیم مزاج رئیس تھا وہ ایک روز قریش کی مجلس میں براجمان تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا مسجد میں تشریف فرما تھے، تو عتبہ نے حاضرین مجلس سے کہا، کیا میں محمد ﷺ کے پاس جا کر بات چیت کروں اور چند تجاویز ان کے سامنے رکھوں، ممکن ہے کہ وہ ان میں سے کوئی ایک تجویز قبول کر کے اپنے رویے سے باز آ جائیں اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے

www.ahlehaq.org

جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو چکے تھے اور مسلمانوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہو رہا تھا تو حاضرین مجلس نے بھر پور تائید کی اور عتبہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں بیٹھ کر کہا، اے بھتیجے! آپ کو معلوم ہے کہ آپ کا خاندان میں کس قدر بلند رتبہ ہے اور آپ نے ایک سنگین جرم کا ارتکاب کر کے جماعت کو دو ٹکڑے کر دیا ہے اور ان کو احمق اور بے وقوف گردانا ہے اور ان کے دین اور معبودوں پر نکتہ چینی کی ہے اور ان کے آباؤ اجداد کو کافر قرار دیا ہے۔ سنئے! میں چند تجاویز پیش کرتا ہوں، ممکن ہے آپ غور کر کے ان میں سے کوئی تجویز قبول فرمائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہیے میں سنتا ہوں، تو ابو الولید نے کہا:

> اے برادر زادہ! اگر تمہارا اس طرز عمل سے مقصد مال و دولت جمع کرنا ہے تو ہم اتنا مال جمع کر دیں گے کہ آپ سب سے زیادہ سرمایہ دار ہو جائیں گے۔ اگر آپ کا اس سے بادشاہ بننے کا مقصد ہو تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیں گے۔ اگر کوئی جن یا "ہمزاد" ہے جو آپ کے پاس آتا ہے اور آپ اسے روکنے کی استطاعت نہیں رکھتے تو ہم اس کا علاج دریافت کرتے ہیں اور اس میں کثیر سرمایہ خرچ کر کے آپ کی صحت بحال کریں گے کیونکہ یہ جن بسا اوقات آدمی پر غالب آ جاتا ہے اور علاج معالجہ کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔

جب عتبہ بات کر چکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بس" "افرغت یا ابا الولید" اس نے کہا جی ہاں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سنئے! اس نے کہا حاضر ہوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ حم سجدہ (۱-۳/۴۱) کی تلاوت شروع کی اور عتبہ دونوں ہاتھ اپنے پیچھے زمین پر ٹیک لگائے خاموشی سے سنتا رہا، جب آپ نے آیت سجدہ تلاوت کر کے سجدہ کیا تو اس سے کہا سن لیا جناب! اس نے کہا جی ہاں سن لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فانت وذاک" "پس تو اور یہ قرآن ہے (مانو یا نہ مانو) پھر عتبہ اٹھ کر اپنے احباب کے پاس چلا آیا تو وہ باہمی سرگوشی کرنے لگے، ہم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ عتبہ کا چہرہ پہلا سا نہیں بلکہ کچھ بدلا ہوا ہے۔ وہ دلدادہ اسلام معلوم ہوتا ہے۔ پھر ارباب مجلس نے پوچھا، جناب کیا خبر لائے ہو، اس نے کہا میری روداد یہ ہے واللہ! میں نے نرالا کلام سنا ہے۔ ایسا کبھی نہیں سنا، واللہ وہ شعر ہے نہ کہانت والے معشر قریش! میری بات مانو تو اس کی ذمہ داری مجھ پر ڈال دو، محمد ﷺ کو اپنے حال پر چھوڑ دو اور اس سے الگ تھلگ رہو، واللہ اس کے فرمودات کی بڑی شان ہوگی اگر عرب نے اس کا کام تمام کر دیا تو تم اس سے سبکدوش اور بری ذمہ ہو جاؤ گے اگر وہ عرب پر غالب آ گیا تو اس کی بادشاہی تمہاری ہی بادشاہی ہے اور اس کی عزت و توقیر تمہاری ہی عزت افزائی ہے اور تم ہی اس کی بدولت سعادت مند ہو گے، انہوں نے کہا، واللہ! جناب ابو الولید! آپ پر بھی اس کی زبان کا جادو چل گیا ہے تو ابو الولید نے کہا، میری "مخلصانہ" رائے تو یہی ہے اب جو دل چاہے کرو۔ یونس نے ابن اسحاق سے ابو طالب کے (عتبہ کی مدح و ستائش میں) چند اشعار بھی نقل کئے ہیں۔

وہ معجزانہ کلام ہے ۔۔۔۔ امام بیہقی (ابو محمد عبداللہ اصبہانی، ابو جعفر محمد بن فضیل، ابو ایوب احمد بن بشر طیالسی، داؤد بن عمرو ضبی، مثنی بن زرعہ، محمد بن اسحاق، نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ کے سامنے سورت حم سجدہ تلاوت فرمائی تو اس نے آ کر اپنے احباب سے کہا، اس معاملہ میں آج میری بات مانو، اور آئندہ کوئی بات تسلیم نہ کرنا، واللہ! میں نے اس آدمی سے ایسا "عجیب" کلام سنا ہے، میرے کانوں نے اب تک ایسا کلام نہیں سنا اور وہ کلام سن کر میں اس کا جواب نہیں دے سکا۔ (یہ حدیث اس سند سے غریب ہے)

چوری چھپے قرآن سننا ۔۔۔۔ امام بیہقی (ابو عبداللہ حافظ، ابو العباس، احمد بن عبدالجبار، یونس، ابن اسحاق) زہری سے بیان کرتے ہیں کہ مجھے کسی نے بتایا کہ ابو جہل، ابو سفیان، اخنس بن شریق گھر سے رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن سننے کی خاطر نکلے (اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں رات کو نماز پڑھ رہے تھے) ہر شخص قرآن سننے کے لئے ایک مقام پر بیٹھ گیا اور کسی کو دوسرے کی جگہ کا علم نہ تھا، ساری رات فجر تک قرآن سنتے رہے۔ جب صبح صادق ہو گئی تو واپس چلے، اتفاق سے راستے میں سب اکٹھے ہو گئے۔

اور باہمی ایک دوسرے کو ملامت کرتے ہوئے کہنے لگے کہ دوبارہ ایسی حرکت نہیں ہونی چاہئے [illegible] کسی بے وقوف نے دیکھ لیا تو

اس کے دل میں شک وشبہ ڈالنے والے تم ہی ہو گے۔ یہ کہہ کر وہ وہاں سے چلے گئے۔ جب دوسری رات ہوئی تو پھر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے قرآن سنتے رہے، جب صبح ہوئی تو وہاں سے اٹھے لیکن پھر اتفاقاً راستہ میں اکٹھے ہو گئے کل کی طرح طعن وتشنیع کرتے ہوئے اپنے اپنے گھر چلے گئے، جب تیسری رات ہوئی تو پھر اپنے اپنے ٹھکانے پر بیٹھے قرآن سنتے رہے، فجر طلوع ہوئی تو وہاں سے چل دیئے پھر اتفاقاً راستہ میں اکٹھے ہو گئے تو باہم کہنے لگے کہ دوبارہ نہ آنے کا پختہ عہد کر کے ہی ہم یہاں سے جدا ہوں گے چنانچہ وہ پختہ عہد وپیمان کرتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔

اخنس کا استصواب رائے:..... "معمولی ستانے کے بعد" اخنس بن شریق عصا لئے ابوسفیان کے گھر آیا اور اس سے پوچھا جناب ابو حنظلہ! محمد ﷺ سے جو کلام تم نے سنا ہے اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ تو اس نے کہا جناب ابو ثعلبہ! میں نے جو سنا ہے اس کے معنی ومفہوم کو جانتا ہوں تو اخنس نے کہا بخدا! آپ کی طرح میں بھی جانتا ہوں پھر وہ وہاں سے چل کر ابوجہل کے گھر آیا اور اس سے دریافت کیا جناب ابوالحکم! فرمایئے محمد سے جو کلام تم نے سنا اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو اس نے کہا، کیا سنا ہے، ہمارا اور بنی عبد مناف کا شرف وتعلی میں تنازع تھا انہوں نے کھلایا اور ہم نے بھی خوب کھلایا، انہوں نے سواری کے لئے (اونٹ وغیرہ) مہیا کئے تو ہم نے بھی مہیا کئے، انہوں نے لوگوں میں مال ومتاع تقسیم کیا ہم نے بھی تقسیم کیا یہاں تک کہ جب ہم مقابلہ کے لئے پوری طرح مستعد ہو کر زانوں کے بل بیٹھ گئے اور شرط کے دو گھوڑے میدان میں اتار دیئے اور خوب مقابلہ ہوا تو انہوں نے کہا، ہم میں ایک نبی ہے اس پر آسمان سے وحی آتی ہے ہم یہ بلند رتبہ کب حاصل کریں گے؟ بخدا ہم اس کی بات نہ کبھی سنیں گے اور تصدیق کریں گے، چنانچہ اخنس یہ سن کر اٹھ کر چلا آیا۔

ابوجہل کے ہمراہ پہلی ملاقات:..... امام بیہقی (ابوعبداللہ الحافظ، ابوالعباس، احمد، یونس، ہشام بن سعد، زید بن اسلم) مغیرہ بن شعبہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے پہلی بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح دیکھا کہ میں اور ابوجہل دونوں مکہ کی کسی گلی سے گزر رہے تھے تو اس وقت راستہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہماری ملاقات ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل سے کہا، اے ابوالحکم! اللہ اور اس کے رسول کی طرف آؤ میں تجھے اللہ کی طرف بلاتا ہوں تو ابوجہل نے کہا اے محمد ﷺ! کیا تم ہمارے معبودوں کو گالی گلوچ دینے سے باز بھی آؤ گے؟ تمہارا یہ مقصد ہے کہ ہم تمہاری تبلیغ کے چشم دید گواہ ہوں۔ سو ہم گواہ ہیں کہ تم نے فرض تبلیغ ادا کر دیا۔ واللہ! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تمہارا فرمان حق ہے تو میں تمہاری اتباع کر لیتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو اس نے مجھے کہا، واللہ! میں خوب جانتا ہوں کہ اس کا فرمان بالکل حق ہے دین اسلام قبول نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اولاد قصی نے کہا، ہمارے پاس حجابت کا منصب یعنی کعبہ کی کلید برداری اور تولیت ہے تو ہم نے تسلیم کیا، انہوں نے کہا ہمارے قبیلہ میں سقایہ کا عہدہ بھی ہے یعنی حاجیوں کے پانی پلانے کا انتظام تو ہم نے سر تسلیم خم کیا، پھر انہوں نے کہا ہمارے پاس ندوہ کی صدارت ہے وہ بھی ہم نے مان لیا پھر انہوں نے کہا جنگ میں علم برداری کا رتبہ بھی ہمیں حاصل ہے ہم نے اسے بھی مان لیا۔ پھر انہوں نے غریب وبے نوا لوگوں کو کھلایا، ہم نے بھی مقابلہ کیا یہاں تک کہ جب گھٹنے گھٹنوں سے لگ گئے اور ہم نے خوب مقابلہ کیا تو اب بنی ہاشم کہنے لگے ہم میں ایک پیغمبر ہے، (اتنی باتوں کے ماننے کے بعد) خدا کی قسم میں یہ بات کبھی ماننے والا نہیں۔

ابوسفیان اور غیرت قومی:..... بیہقی (ابوعبداللہ الحافظ، ابوالعباس محمد بن یعقوب اصم، محمد بن خالد، احمد بن خلف، اسرائیل) ابی اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ ابوجہل اور ابوسفیان دونوں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے تو ابوجہل نے ابوسفیان کو مخاطب کر کے کہا اے بنی عبد شمس! یہ تمہارا نبی ہے؟ تو ابوسفیان نے کہا، اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ کہ ہم سے نبی ہو، نبی تو ہم سے کم اور کمتر لوگوں میں بھی ہوتا ہے تو ابوجہل نے کہا تعجب خیز بات تو یہ ہے کہ عمر رسیدہ اور تجربہ کار اشخاص کی بجائے کم عمر اور ناتجربہ کار شخص نبی ہو، ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی گفتگو سن رہے تھے چنانچہ آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے ابوسفیان! آپ نے اللہ اور اس کے رسول کی خاطر غیظ وغضب کا اظہار نہیں کیا بلکہ تم نے اپنی قومی غیرت اور حمیت کی وجہ سے حمایت اور طرف داری کی ہے۔ اے ابوالحکم! اللہ! تو بہت کم ہنسے گا لیکن روئے گا

بہت تو ابوسفیان نے کہا اے بھتیجے! تم نے بھی اپنی نبوت سے بڑی وعید سنائی ہے۔ یہ روایت اس سند سے مرسل ہے اور اس میں غرابت ہے۔ ابوجہل ملعون اور اس قریش کے لوگوں کے استہزا اور مزاح کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا:

> "اور جب یہ لوگ تمہیں دیکھتے ہیں تو بس تم سے مزاق کرنے لگتے ہیں کیا یہی ہے جسے اللہ نے رسول بنا کر بھیجا، اس نے تو ہمیں ہمارے معبودوں سے ہٹا ہی دیا ہوتا اگر ہم ان پر قائم نہ رہتے اور انہیں جلدی معلوم ہو جائے گا جب عذاب دیکھیں گے کہ کون شخص گمراہ تھا۔" (۲۵/۴۱)

قرآن درمیانی آواز سے تلاوت فرمائیں...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، یہ آیت ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها (۱۷/۱۱۰) نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں چھپ کر رہتے تھے اور جب اپنے صحابہ رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھاتے تو قرآن بلند آواز سے پڑھتے، مشرکین اسے سن کر قرآن اور اس کے اتارنے والے اور اس کے لانے اور سنانے والے کو گالیاں دیتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "قرأت بلند آواز سے نہ کرو، مشرکین سن کر قرآن کو برا بھلا کہتے ہیں اور نہ ہی پست آواز سے تلاوت کرو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نہ سن سکیں۔ اس کے درمیان معتدل راہ اختیار کیجئے۔" (متفق علیہ، روایت ابی بشر جعفر بن ایاس)

اعتدال کی راہ اختیار فرمائیں...... ابن اسحاق (داؤد بن حصین، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں قرآن بلند آواز سے پڑھتے تو مشرکین منتشر ہو جاتے اور سننے سے نفرت کرتے اور جب کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں قرآن پڑھتے ہوئے سننا چاہتا تو کفار سے ڈرتا ہوا چوری چوری سنتا اگر اس کو معلوم ہو جاتا کہ کسی نے اس کو قرآن سنتے دیکھ لیا ہے تو ان کی ایذا رسانی کے خوف سے چلا جاتا اور قرآن نہ سنتا، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پست آواز سے پڑھتے تو سننے والے کچھ نہ سن سکتے تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بلند آواز سے قرأت نہ کیجئے کہ وہ لوگ آپ سے متنفر ہو کر منتشر ہو جائیں اور اتنی پست آواز سے بھی نہ پڑھیں کہ جو شخص چوری چھپے سنتا ہے وہ سن نہ سکے۔ شاید وہ قرآن سن کر برائی سے باز آ جائے اور اس سے فائدہ حاصل کرے۔ اس کے درمیان معتدل راہ اختیار کیجئے۔

ہجرت حبشہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت...... مشرکین کا کمزور مسلمانوں کو ایذا رسانی اور ان پر ظلم و تشدد اور اہانت آمیز سلوک کرنے کا تذکرہ ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت و حمایت کا سامان ابوطالب کی بدولت مہیا کر دیا تھا جیسا کہ مفصل گزر چکا ہے۔ (ولله الحمد والمنة) بروایت واقدی، ماہ رجب ۵ نبوی میں مہاجرین کا قافلہ حبشہ کی طرف روانہ ہوا اور یہ قافلہ گیارہ مرد اور چار خواتین پر مشتمل تھا کچھ سوار اور کچھ پیدل ساحل سمندر تک پہنچے اور حبشہ تک کشتی کا کرایہ نصف دینار طے ہوا۔

قافلہ میں شامل حضرات کے نام...... عثمان بن عفان، ان کی زوجہ محترمہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوحذیفہ بن عتبہ، ان کی زوجہ محترمہ سہلہ بنت سہیل، زبیر بن العوام، مصعب بن عمیر، عبدالرحمن بن عوف، ابوسلمہ بن عبدالاسد، ان کی زوجہ محترمہ ام سلمہ، عثمان بن مظعون، عامر بن ربیعہ عنزی، ان کی زوجہ محترمہ لیلیٰ بنت ابی حثمہ، ابوسبرہ بن ابی رہم۔ بعض ابوحاطب بن عمرو کا نام بھی شامل کرتے ہیں۔ سہیل بن بیضاء، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم۔

مہاجرین کی تعداد...... بقول ابن جریر وغیرہ مہاجرین حبشہ کی تعداد خواتین اور بچوں کے علاوہ ۸۲ تھی اور عمار بن یاسر کے نام میں اختلاف ہے۔ اگر وہ بھی ان میں شمار ہو جائیں تو کل تعداد ۸۳ ہوگی۔ بقول ابن اسحاق، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہ پر ظلم و تعدی

ہوتے دیکھا اور خود اللہ تعالیٰ اور ابوطالب کی بدولت خیر وعافیت سے ہیں اور ان کو جور وجفا سے بچانے میں بھی مجبور ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا اگر تم حبشہ چلے جاؤ تو اچھا ہے کہ وہاں رحم دل بادشاہ ہے۔ کسی پر ظلم وستم نہیں ہوتا، صدق وصفا کا خطہ ہے، وہیں مقیم رہو جب تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آرام وراحت کا سامان پیدا کر دے۔

سب سے پہلے مہاجر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے...... چنانچہ اس وقت صحابہ رضی اللہ عنہ جور وجفا کے خطرے اور دین کی حفاظت کی خاطر حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے اور عہد اسلام میں یہ پہلی ہجرت تھی، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور ان کی زوجہ محترمہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پہلے مہاجر تھے۔ بیہقی، یعقوب بن سفیان، عباس عنبری، بشر بن موسیٰ، حسن بن زیاد برجمی، قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اہل وعیال سمیت اللہ کی راہ میں سب سے پہلے ہجرت کی۔ قتادہ نے نضر بن انس کی معرفت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ عثمان بن عفان اپنی بیوی رقیہ رضی اللہ عنہا سمیت ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافی عرصہ ان کی خیر وعافیت کی خبر نہ معلوم ہوئی تو اچانک ایک قریش عورت نے آ کر بتایا کہ میں نے آپ کے داماد کو مع اہل وعیال دیکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کس حالت میں ان کو دیکھا ہے؟ تو اس نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ وہ اپنی بیوی کو گدھے پر سوار کئے لے جا رہے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اللہ ان کا ہمدم اور رفیق ہو، حضرت لوط علیہ السلام کے بعد عثمان بن عفان اہل وعیال سمیت پہلے ہجرت کرنے والے ہیں۔

دس مرد پہلے مہاجر...... ابن اسحاق کہتے ہیں، ابوحذیفہ بن عتبہ، ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل، ان کے ہاں حبشہ میں محمد بن ابی حذیفہ پیدا ہوئے، زبیر بن عوام، مصعب بن عمیر، عبدالرحمن بن عوف، ابوسلمہ بن عبدالاسد، ان کی بیوی ام سلمہ، اور وہاں ان کی لڑکی زینب پیدا ہوئی، عثمان بن مظعون، عامر بن ربیعہ عنزی، اس کی بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ، ابوسبرہ بن ابی رہم العامری، اس کی بیوی ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو، بعض کہتے ہیں کہ ابو حاطب بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر سب سے پہلے حبشہ میں پہنچے، سہیل بن بیضا۔ ہماری معلومات کے مطابق یہ دس مرد سب سے پہلے حبشہ پہنچے اور بقول ابن ہشام ان کے امیر عثمان بن مظعون تھے۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی ہجرت حبشہ...... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جعفر بن ابی طالب اپنی بیوی اسماء بنت عمیس کو لے کر حبشہ پہنچے اور وہاں عبداللہ بن جعفر پیدا ہوئے۔ پھر مسلمان لگاتار ہجرت کر کے حبشہ میں اکٹھے ہو گئے۔

ہجرت کب ہوئی؟...... بقول موسیٰ بن عقبہ، پہلی ہجرت حبشہ اس وقت ہوئی جب ابوطالب مع اپنے حلیفوں کے شعب میں محصور ہوئے لیکن یہ محل نظر ہے۔ واللہ اعلم۔

بقول موسیٰ، جعفر بن ابی طالب دوسری ہجرت حبشہ میں شامل تھے یہ اس طرح کہ پہلے مہاجرین میں سے بعض لوگ واپس چلے آئے ان میں عثمان بن مظعون شامل تھے۔ ان کو یہ اطلاع موصول ہوئی تھی کہ مشرکین مکہ نے مسلمان ہو کر نماز پڑھی ہے مکہ پہنچ کر معلوم ہوا کہ خبر غلط تھی۔ چنانچہ بعض واپس چلے گئے اور بعض مکہ میں ہی مقیم رہے، کچھ اور لوگ بھی ان کے ہمراہ ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے، اسی کا نام "دوسری ہجرت حبشہ" ہے۔ بقول موسیٰ بن عقبہ جعفر دوسری ہجرت میں شامل تھے لیکن ابن اسحاق کے بیان کے مطابق ان کی پہلی ہجرت میں شمولیت زیادہ واضح ہے جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا، واللہ اعلم۔ دوسری ہجرت میں ان کی شمولیت سرفہرست ہے، وہی اس کے سربراہ اور نجاشی کے پاس بطور خطیب ومترجم تشریف لے گئے تھے۔

رفقاء ہجرت کی فہرست...... محمد بن اسحاق نے جعفر رضی اللہ عنہ کے رفقاء ہجرت کی فہرست بیان کی ہے۔

(۱) ...... عمرو بن سعید بن عاص۔

www.ahlehaq.org

(۲)......اس کی بیوی فاطمہ بنت صفوان بن امیہ بن محرث بن شق الکنانی۔

(۳)......اس کا بھائی خالد۔

(۴)......خالد کی بیوی امینہ بنت خلف بن اسعد خزاعی وہیں ان کا بیٹا سعید بن خالد پیدا ہوا اور اس کی والدہ بعد ازیں زبیر کی زوجیت میں آ گئیں اور ان سے خالد اور عمرو پسران زبیر پیدا ہوئے۔

(۵)......عبداللہ بن جحش بن رئاب۔

(۶)......اس کا بھائی عبیداللہ۔

(۷)......اس کی بیوی ام حبیبہ بنت ابی سفیان۔

(۸)......قیس بن عبداللہ از بنی اسد بن خزیمہ۔

(۹)......ان کی بیوی برکت بنت یسار کنیز ابی سفیان۔

(۱۰)......معیقیب بن ابی فاطمہ سعید بن عاص کے موالی میں سے بقول ابن ہشام وہ دوسی ہیں۔

(۱۱)ابوموسیٰ اشعری عبداللہ بن قیس حلیف عتبہ بن ربیعہ (اس پر آئندہ بحث کریں گے)

(۱۲)......عتبہ بن غزوان۔

(۱۳)......یزید بن زمعہ بن اسود۔

(۱۴)......عمرو بن امیہ بن حارث بن اسد۔

(۱۵)......طلیب بن عمیر بن وہب بن ابی کثیر بن عبد۔

(۱۶)......سویط بن سعد بن حرملہ۔

(۱۷)......جہم بن قیس عبدری۔

(۱۸)......ان کی بیوی ام حرملہ بنت عبدالاسود بن خزیمہ۔

(۱۹)......عمرو بن جہم۔

(۲۰)......خزیمہ بن جہم۔

(۲۱)......ابوالروم بن عمیر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار۔

(۲۲)......فراس بن نضر بن الحارث بن کلدۃ۔

(۲۳)......عامر بن ابی وقاص برادر سعد بن ابی وقاص۔

(۲۴)......مطلب بن ازہر بن عبدعوف الزہری۔

(۲۵)......ان کی بیوی رملہ بنت ابی عوف بن ضبیرہ۔

(۲۶)......عبداللہ بن مطلب حبشہ میں پیدا ہوئے۔

(۲۷)......عبداللہ بن مسعودؓ

(۲۸)......عتبہ بن مسعودؓ

(۲۹)......مقداد بن اسودؓ

(۳۰)......حارث بن خالد بن صخر تیمی۔

(۳۱)......ان کی بیوی ریطہ بنت حارث بن جبلہ، ان کے چار بیٹے بیٹیاں وہاں پیدا ہوئے۔

(۳۲)......موسیٰ بن حارث بن خالد۔

www.ahlehaq.org

(۳۳)...... عائشہ بنت حارث۔

(۳۴)...... زینب بنت حارث۔

(۳۵)...... فاطمہ بنت حارث۔

(۳۶)...... عمرو بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ۔

(۳۷)...... شماس بن عثمان بن شرید مخزومی ان کا اصل نام عثمان ہے حسن و جمال کی وجہ سے اس کو شماس کہتے تھے۔

(۳۸)...... ہبار بن سفیان بن عبدالاسد مخزومی۔

(۳۹)...... عبداللہ بن سفیان بن عبدالاسد مخزومی۔

(۴۰)...... ہشام بن ابی حذیفہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم۔

(۴۱)...... سلمہ بن ہشام بن مغیرہ۔

(۴۲)...... عیاش بن ابی ربیعہ بن مغیرہ۔

(۴۳)...... معتب بن عوف بن عامر عرف عیہامہ حلیف بنی مخزوم۔

(۴۴)...... قدامہ بن مظعون۔

(۴۵)...... عبداللہ بن مظعون۔

(۴۶)...... سائب بن عثمان بن مظعون۔

(۴۷)...... حاطب بن حارث بن معمر۔

(۴۸)...... ان کی بیوی فاطمہ بنت مجلل (اس کے دو بیٹے)۔

(۴۹)...... محمد بن حاطب بن حارث۔

(۵۰) حارث بن حاطب۔

(۵۱)...... خطاب بن حارث بن معمر۔

(۵۲)...... ان کی بیوی فکیہہ بنت یسار۔

(۵۳)...... سفیان بن معمر بن حبیب۔

(۵۴)...... اس کی بیوی حسنہ اور اس کے دو بیٹے۔

(۵۵)...... جابر بن سفیان بن معمر بن حبیب۔

(۵۶)...... جنادہ بن سفیان بن معمر بن حبیب۔

(۵۷)...... حسنہ کا بیٹا شرحبیل بن عبداللہ کے از غوث بن مزاحم بن تمیم عرف شرحبیل بن حسنہ۔

(۵۸)...... عثمان بن ربیعہ بن اہبان بن وہب بن حذافہ بن جمح۔

(۵۹)...... خنیس بن حذافہ بن قیس بن عدی۔

(۶۰) عبداللہ بن حارث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم ——

(۶۱)...... ہشام بن عاص بن وائل بن سعید۔

(۶۲)...... قیس بن حذافہ بن قیس بن عدی۔

(۶۳)...... اس کا برادر عبداللہ۔

(۶۴)...... ابوقیس بن حارث بن قیس بن عدی، اس کے پانچ بھائی۔

(۶۵) حارث بن حارث۔

(۶۶) معمر بن حارث۔

(۶۷) سائب بن حارث۔

(۶۸) بشر بن حارث۔

(۶۹) سعید بن حارث۔

(۷۰) سعید بن قیس بن عدی ان کا اخیافی بھائی یعنی سعید بن عمرو تمیمی۔

(۷۱) عمیر بن رئاب بن حذیفہ بن مہشم۔

(۷۲) سعید بن سہم۔

(۷۳) محمیہ بن جزء زبیدی حلیف بنی سہم۔

(۷۴) معمر بن عبداللہ عدوی۔

(۷۵) عروہ بن عبدالعزیٰ۔

(۷۶) عدی بن نضلہ بن عبدالعزیٰ

(۷۷) ان کا بیٹا نعمان۔

(۷۸) عبداللہ بن مخرمہ عامری

(۷۹) عبداللہ بن سہیل بن عمرو۔

(۸۰) سلیط بن عمرو۔

(۸۱) ان کا بھائی سکران بن عمرو۔

(۸۲) ان کی بیوی سودہ بنت زمعہ۔

(۸۳) مالک بن زمعہ۔

(۸۴) ان کی بیوی عمرہ بنت سعدی۔

(۸۵) ابو حاطب بن عمرو عامری۔

(۸۶) ان کا حلیف سعد بن خولہ۔

(۸۷) ابو عبیدہ بن عبداللہ بن جراح فہری۔

(۸۸) سہیل بن بیضاء۔ بیضاء ان کی والدہ ہے اس کا نام دعد بنت جحدم بن امیہ بن ظرب بن حارث بن فہر ... یعنی سہیل بن وہب بن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن حارث۔

(۸۹) عمرو بن ابی سرح بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن حارث۔

(۹۰) عیاض بن زہیر بن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ۔

(۹۱) عمرو بن حارث بن زہیر بن ابی شداد بن ربیعہ۔

(۹۲) عثمان بن عبد غنم بن زہیر "فہری"۔

(۹۳) سعید بن عبد قیس بن لقیط۔

(۹۴) ان کا بھائی حارث بن عبد قیس (فہری)۔ بقول ابن اسحاق مہاجرین حبشہ سوائے خواتین اور بچوں کے کل ۸۳ افراد تھے بشرطیکہ عمار بن یاسر ان میں شمار ہوں۔

www.ahlehaq.org

ابو موسیٰ اشعری ...... امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن اسحاق کا مکہ سے حبشہ ہجرت کرنے والوں کی فہرست میں ابو موسیٰ اشعری کا نام درج کرنا بہت عجیب معلوم ہوتا ہے۔ امام احمد، حسن بن موسیٰ، خدیج برادر زہیر بن معاویہ، ابی اسحاق، عبداللہ بن عتبہ، ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم سے قریباً (۸۰) افراد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کے پاس روانہ کیا جن میں عبداللہ بن مسعود، جعفر، عبداللہ بن عرفطہ، عثمان بن مظعون اور ابو موسیٰ اشعری بھی شامل تھے۔ اور قریش نے عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص فاتح مصر اور عمارہ بن ولید کو معہ تحائف دے کر حبشہ روانہ کیا، جب وہ نجاشی کے دربار میں حاضر ہوئے تو سجدہ کر کے اس کے دائیں بائیں بیٹھ گئے اور عرض کیا کہ ہمارے چچازاد بھائی آپ کی زمین میں داخل ہو چکے ہیں، ہم سے اور ہمارے دین سے نفرت کرتے ہیں تو نجاشی نے پوچھا وہ کہاں ہیں، انہوں نے کہا کیا کہ آپ کی سلطنت میں ہیں، آپ انہیں حاضر ہونے کا حکم دیں چنانچہ اس نے ان کی حاضری کا حکم جاری کیا، وہ آئے تو جعفر نے رفقاء سے کہا آج میں آپ کا نمائندہ ہوں چنانچہ وہ دربار میں سلام مسنون کہہ کر داخل ہو گئے اور سجدہ نہ کیا، تو حاضرین دربار نے کہا، بادشاہ کے سامنے سجدہ ریز کیوں نہیں ہوئے؟ تو اس نے کہا ہم اللہ کے سوا کسی کے سامنے سجدہ ریز نہیں ہوتے، نجاشی نے کہا، کیوں؟ تو جعفر نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاں ایک رسول مبعوث کیا ہے اس کا ارشاد ہے کہ "ہم غیر اللہ کو سجدہ نہ کریں" اور ہمیں نماز اور صدقات کا حکم فرمایا ہے۔

عمرو بن عاص نے اشتعال دلانے کے لئے کہا کہ یہ لوگ ابن مریم کے بارے میں آپ کے برعکس عقیدہ رکھتے ہیں، نجاشی نے ان سے دریافت کیا کہ مریم اور ابن مریم کے بارے میں تمہارا کیا اعتقاد ہے؟ تو جعفر نے کہا ہم وہی کہتے ہیں جو اللہ کا فرمان ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہے جو اس نے پاکباز مریم کی طرف القاء کیا جسے کسی مرد نے چھوا تک نہیں، تو نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھا کر کہا، اے باشندگان حبش، اے علماء و زہاد کے گروہ! یہ لوگ، اس تنکے کے برابر بھی ہمارے اعتقاد کے مخالف نہیں، میں آپ کو اور آپ کے رسول کو خوش آمدید کہتا ہوں اور میں اس بات کا گواہ ہوں کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور انجیل میں مذکورہ صفات کا وہی مصداق ہے اور اسی نبی کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خوشخبری سنائی تھی جہاں چاہو اقامت اختیار کرو، واللہ اگر مجھے مصروفیات مملکت نہ ہوتیں تو میں خود حاضر ہو کر اس کی نعل برداری کرتا، اور قریشیوں کے تحائف واپس کرنے کا حکم فرمایا، چنانچہ ان کے سب تحائف واپس کر دیئے گئے۔ پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مدینہ واپس چلے اور غزوہ بدر میں شامل ہوئے، اور نبی علیہ السلام کو نجاشی کے انتقال کی خبر معلوم ہوئی تو آپ نے اس کے لئے دعائے مغفرت کی۔ یہ سند جید اور قوی ہے اور سیاق حسن ہے۔ نیز یہ روایت ابی اسحاق سبیعی سے دیگر سند سے بھی مروی ہے۔

(نوٹ): ...... اس روایت سے صاف واضح ہے کہ ابو موسیٰ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے مکہ سے حبشہ ہجرت کی بشرطیکہ آپ کا نام کسی راوی سے مدرج نہ ہوا ہو واللہ اعلم۔

ابو احمد (عبداللہ بن محمد شیرویہ، اسحاق بن ابراہیم (ابن راھویہ) عبیداللہ بن موسیٰ، اسرائیل، ابی اسحاق، ابی بردہ) ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم جعفر کے ہمراہ نجاشی کے پاس جائیں۔ قریش کو ہماری روانگی کا علم ہوا تو انہوں نے عمرو بن عاص اور عمارہ بن ولید کو قیمتی تحائف دے کر نجاشی کی خدمت میں روانہ کیا، انہوں نے نجاشی کو تحائف پیش کرنے کے بعد سجدہ کیا اور اس کے ہاتھ پاؤں کا بوسہ لیا، پھر عمرو بن عاص نے گزارش کی کہ ہمارے لوگ آبائی دین سے نفرت کر کے، آپ کی سلطنت میں آباد ہو گئے ہیں، نجاشی نے از راہ تعجب پوچھا ہماری سلطنت میں؟ انہوں نے کہا جی ہاں! چنانچہ نجاشی نے ان کو حاضر کرنے کا حکم دیا، وہ آئے (تو جعفر نے اپنے رفقاء سے کہا، خاموش رہنا، آج میں آپ کا نمائندہ ہوں) اور نجاشی کے دربار میں چلے آئے، نجاشی کے دائیں بائیں عمرو بن عاص اور عمارہ بن ولید بیٹھے تھے اور درباری لوگ دو قطاروں میں سامنے بیٹھے تھے اور وہ اس سے پہلے نجاشی کے گوش گزار کر چکے تھے کہ وہ آپ کے سامنے سجدہ ریز نہ ہوں گے جب نجاشی کے دربار میں پہنچے تو وہاں پر موجود عیسائی علماء و زاہدوں نے کہا بادشاہ کو سجدہ کرو، جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم صرف اللہ کو ہی سجدہ کرتے ہیں، جب نجاشی سے ہمکلام ہوئے تو اس نے پوچھا سجدہ کرنے سے کیا چیز مانع ہے؟ تو جعفر نے کہا کہ ہم اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتے، تو نجاشی نے کہا کیوں؟ جعفر نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاں ایک رسول مبعوث کیا ہے (جس کی بشارت ابن مریم (علیہ السلام) نے دی تھی) کہ ان کے بعد احمد

والا آئے گا) اس کا ارشاد ہے کہ ہم اللہ کی پرستش کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، نماز قائم کریں، صدقات ادا کریں اور اس نے نیکی کا بھی حکم دیا ہے، منکر اور برائی سے منع کیا ہے۔

نجاشی کو ان کی بات پسند آئی تو عمرو بن عاص نے یہ منظر دیکھ کر عرض کیا اللہ بادشاہ کو سلامت رکھے! یہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آپ کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں تو نجاشی نے جعفر رضی اللہ عنہ سے کہا ابن مریم کے متعلق تمہارے نبی (علیہ السلام) کا کیا خیال ہے؟ تو جعفر نے عرض کیا، ان کے بارے میں اللہ کا فرمان ہے کہ وہ اللہ کا روح اور اس کا کلمہ ہے، اللہ نے ان کو پاک دامن کنواری مریم بتول سے پیدا کیا ہے جسے کسی مرد نے چھوا تک نہیں، اور عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیٹ ہی کے بچے تھے تو نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھا کر کہا اے لاٹ پادریوں اور راہبوں کے گروہ! ہمارے عقیدہ کے برخلاف یہ اس تنکے کے برابر بھی نہیں کہتے اور آپ کے رسول کو خوش آمدید کہتا ہوں اور میرا عقیدہ ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور اس کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت سنائی تھی۔ اگر مجھے ملکی انتظام کی ذمہ داری نہ ہوتی تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوسی کرتا، جب تک چاہو میرے علاقے میں مقیم رہو اور ان کے لئے طعام اور لباس کا اہتمام کیا۔

(حافظ بیہقی نے اپنی سند سے عبید اللہ بن موسیٰ سے یہ واقعہ، فامر لنا بطعام و کسوۃ تک بیان کر کے کہا ہے، یہ سند بالکل صحیح ہے)

ایک واقعہ اور عمارہ کا انجام...... عمرو بن عاص کوتاہ قامت تھا اور عمارہ حسین و جمیل تھا، یہ کشتی میں سوار تھے، عمرو بن عاص کے ہمراہ اس کی بیوی بھی تھی، انہوں نے شراب پی تو عمارہ نے بدمست ہو کر عمرو سے کہا، اپنی بیوی سے کہئے میرا بوسہ لے، عمرو نے کہا، تجھے شرم نہیں آتی؟ تو عمارہ نے عمرو کو سمندر میں پھینک دیا اور عمرو، عمارہ کو (خدا اور قرابت کا) واسطہ دینے لگا تو اسے کشتی میں سوار کر لیا۔ ظاہر ہے کہ اس کے دل میں عمارہ کے خلاف کینہ پیدا ہو گیا۔ عمرو نے نجاشی سے کہا جب آپ اپنے محل سے باہر چلے آتے ہیں تو عمارہ وہاں پیچھے سے چلا جاتا ہے۔ یہ سن کر نجاشی نے عمارہ کے عضو تناسل کے سوراخ میں ہوا بھروا دینے کا حکم دیا تو وہ آوارہ ہو کر وحشی جانوروں کے ساتھ چلتا پھرتا تھا۔ (اور آخر کار جنگل میں مر گیا)

واقعہ سے متعلق ضروری بات...... اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوموسیٰ مکہ میں مقیم تھے اور جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ آئے۔ لیکن صحیح واقعہ، برید بن عبداللہ بن ابی بردہ اپنے دادا ابو بردہ کی معرفت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ یمن میں جب ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کرنے کی خبر معلوم ہوئی تو یمن سے قریباً ۵۰ افراد کا قافلہ کشتی میں سوار ہوا اور کشتی بے قابو ہو کر حبشہ کے ساحل پر جا لگی۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ مع رفقاء وہاں مقیم تھے چنانچہ جعفر نے ان کو یہیں اقامت اختیار کرنے کا مشورہ دیا اور وہ وہیں مقیم ہو گئے یہاں تک کہ وہ فتح خیبر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، جعفر اور نجاشی کے مابین جو گفتگو ہوئی اس وقت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے اور یہ واقعہ انہوں نے بیان کیا۔ ممکن ہے کسی راوی کو واقعہ سے شبہ اور وہم ہو گیا ہو اور اس نے یہ نقل کر دیا۔ (امرنا رسول اللہ ان ننطلق) کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جعفر کے ہمراہ روانہ ہوں، واللہ اعلم۔

کشتی والو تمہاری دو ہجرتیں ہیں...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی باب ہجرۃ الحبشہ میں اسی طرح بیان کیا ہے کہ محمد بن علاء، (ابواسامہ، برید بن عبداللہ، ابوبردہ) ابوموسیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم یمن میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ جانا معلوم ہوا چنانچہ ہم ایک کشتی پر سوار ہوئے، اتفاقاً کشتی نے ہمیں نجاشی کے پاس حبشہ پہنچا دیا، وہاں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، ہم ان کے ساتھ حبشہ میں ٹھہرے رہے، نبی علیہ السلام کے پاس اس وقت آئے جب آپ خیبر فتح کر چکے تھے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کشتی والو تمہاری دو ہجرتیں ہیں۔ امام مسلم نے بھی ابواسامہ سے یہ روایت ابی کریب وغیرہ سے بیان کی ہے۔

نجاشی کے ساتھ جعفر رضی اللہ عنہ کی گفتگو...... حافظ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں جعفر کے ترجمہ و تعارف میں جعفر کی روایت اور عمرو بن عاص کی روایت بیان کی ہے، جن کی بدولت یہ سلسلہ سخن جاری ہوا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت بھی نقل کی ہے جو اس سے پہلے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے نقل کر چکے ہیں اور ام سلمہ رضی اللہ عنہ کی روایت بھی جو آئندہ بیان ہو رہی ہے۔ اس روایت کی سند نہایت کمیاب ہے۔

www.ahlehaq.org

واقعہ میں روایت جعفر اور نجاشی کا نمائندہ...... ابن عساکر، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قریش نے عمرو بن عاص اور عمارہ بن ولید کو ابوسفیان کی جانب سے تحائف دے کر نجاشی کے پاس روانہ کیا انہوں نے ہماری حبشہ میں موجودگی کے دوران نجاشی سے عرض کیا کہ ہمارے کمتر اور دیوانے لوگ آپ کی سلطنت میں موجود ہیں، آپ انہیں ہمارے سپرد کر دیجئے۔ اس نے کہا ان کی بات سنے بغیر میں ان کو آپ کے حوالے نہیں کروں گا۔ چنانچہ اس نے ہمیں طلب کیا، ہم آئے تو بادشاہ نے پوچھا یہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ ہم نے عرض کیا: "یہ قوم بت پرست ہے اللہ تعالیٰ نے ہمارے پاس رسول مبعوث فرمایا ہم اس پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کی پھر نجاشی نے ان سے سوال کیا کیا یہ تمہارے غلام ہیں؟" انہوں نے کہا جی نہیں۔ پھر اس نے دریافت کیا، کیا یہ لوگ تمہارے مقروض ہیں؟ تو پھر انہوں نے کہا بالکل نہیں تو نجاشی نے کہا، ان کو جانے دو۔ (جہاں جا ہیں) چنانچہ ہم دربار سے باہر چلے آئے تو عمرو بن عاص نے کہا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ان کا اعتقاد آپ کے اعتقاد کے بالکل برعکس ہے تو نجاشی نے کہا اگر وہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اعتقاد میں ہمارے خلاف ہوئے تو میں ان کو اپنی سلطنت میں پل بھر بھی رہنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ چنانچہ اس نے ہمیں دوبارہ طلب کیا (یہ دوبارہ طلبی پہلی طلبی کی نسبت زیادہ بھاری تھی) اور پوچھا تمہارا نبی عیسیٰ علیہ السلام کے بارے کیا کہتا ہے۔

ہم نے عرض کیا ان کا فرمان ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ اور اس کا کلمہ ہے جو اللہ نے کنواری مریم بتول کی طرف القاء کیا، چنانچہ شاہ نے پوچھا ابن مریم کے متعلق تمہارا کیا اعتقاد ہے تو انہوں نے کہا، آپ ہم سے زیادہ جانتے ہیں نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھا کر اور اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام ان کے بیان کردہ عقیدہ سے سر مو بھی تجاوز نہیں۔

پھر شاہ نے پوچھا کیا تم کو کوئی اذیت پہنچاتا ہے؟ ہم نے کہا جی ہاں تو اس نے اعلان کروا دیا کہ جو شخص ان میں سے کسی کو اذیت پہنچائے اس پر چار درہم جرمانہ اور تاوان ہے۔ پھر ہم سے پوچھا، کیا اتنا کافی ہے؟ ہم نے عرض کیا جی نہیں۔ چنانچہ اس نے دوگنا کر دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے اور وہاں مخالف قوت پر غالب آ گئے تو ہم نے نجاشی سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ہجرت کر کے چلے آئے ہیں اور وہاں مخالف لوگوں پر غالب آ گئے ہیں لہٰذا آپ ہمیں وہاں پہنچا دیں، اس نے اثبات میں جواب دیا اور ہمیں زاد راہ دے کر روانہ فرما دیا کہ میرے اس حسن سلوک کا اپنے نبی سے تذکرہ کرنا اور یہ میرا نمائندہ تمہارے ساتھ جا رہا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں، اور ان سے کہنا کہ میرے لئے مغفرت کی دعا کریں۔

ایک ساتھ دو خوشی...... جعفر نے کہا، ہم مدینہ چلے آئے، میری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے معانقہ کر کے فرمایا، معلوم نہیں کہ مجھے فتح خیبر کی زیادہ مسرت ہے یا جعفر کی آمد کی (کیونکہ فتح خیبر کے وقت ہماری آمد تھی)

نجاشی کے لئے مغفرت کی دعا...... پھر آپ علیہ السلام وہاں براجمان تھے کہ نجاشی کے نمائندے نے عرض کیا، یہ جعفر موجود ہیں آپ ان سے دریافت کریں کہ نجاشی نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ تو جعفر رضی اللہ عنہ نے بتایا اس نے ہمارے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا اور زاد راہ دے کر روانہ کیا اور وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر مسلمان ہوا اور مجھ سے آپ سے مغفرت کی دعا کرنے کا بھی تقاضا کیا تھا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کر کے تین بار دعائے مغفرت کی اللھم اغفر للنجاشی اور مسلمانوں نے آمین کہا۔ جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر میں نے نمائندے سے عرض کیا، آپ بھی جا کر اپنی آنکھوں دیکھے حالات ان کو سنا(ئیں)۔ ابن عساکر نے اس روایت کو حسن غریب کہا ہے۔

روایت ام سلمہ رضی اللہ عنہا...... یونس بن بکیر (محمد ابن اسحاق، زہری، ابوبکر بن عبدالرحمان بن حارث بن ہشام) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ جب مکی فضا مسلمانوں پر تنگ ہو گئی اور ان کو اذیت و مشقت میں مبتلا کیا گیا اور دینی اعتبار سے ان کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا دفاع کرنے سے بے بس ہو گئے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم اور چچا کی وجہ سے محفوظ تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حالات کے پیش نظر فرمایا کہ حبشہ میں ایک "رحمدل" بادشاہ ہے اس کے پاس کسی پر ظلم و ستم نہیں ہوتا۔ وہاں چلے

www.ahlehaq.org

جاؤ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مشکل دور کر دے اور ان مصائب سے خلاصی کا راستہ پیدا کر دے۔

چنانچہ مسلمان لوگ جوق در جوق حبشہ جانے لگے اور وہاں "کافی تعداد" میں جمع ہو گئے۔ پر امن علاقے اور بہترین ہمسائیگی میں، امن و امان سے زندگی بسر کرنے لگے، بغیر کسی ظلم و جبر کا اندیشہ کیے، جب قریش کو معلوم ہوا کہ مسلمان امن و سلامتی میں ہیں تو وہ پیچ و تاب کھانے لگے اور بالآخر یہ فیصلہ طے پایا کہ نجاشی کے پاس سفیروں کو بھیج کر ان کو وہاں سے نکالا جائے۔ چنانچہ انہوں نے عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ربیعہ کو اس مہم کے لئے روانہ کیا، نجاشی اور اس کے درباریوں کے لئے تحائف مہیا کئے اور ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ تحفہ تجویز کیا اور سفیروں کو تاکید کی کہ گفت و شنید سے پہلے ہی ہر ایک کو تحفے دے دیں اور شاہ کی خدمت میں بھی پہلے تحائف پیش کریں اگر ایسا ممکن ہو تو گفت و شنید سے پہلے ہی ان بھگوڑوں کو تمہارے حوالے کر دے تو بہتر ہے۔ چنانچہ حبشہ میں پہنچ کر انہوں نے ہر ایک کی خدمت میں تحفہ پیش کیا اور ان سے اپنا مدعا ظاہر کیا کہ ہم اپنے چند نادانوں کی خاطر شاہ کی خدمت میں یہ بات پیش کرنے کے لئے آئے ہیں کہ انہوں نے ایک نیا دین اختیار کر لیا ہے اور تمہارے دین کو بھی پسند نہیں کیا، ان کے لواحقین نے ہمیں اس لئے یہاں بھیجا ہے کہ بادشاہ ان کو ہمارے حوالے کر دے۔ جب ہم شاہ سے گفتگو کریں تو آپ بھی یہ مشورہ دیں۔ انہوں نے حمایت کا یقین دلا دیا تو شاہ کی خدمت میں تحائف پیش کئے اور مکہ کے تحائف میں سے سب سے عمدہ تحفہ چمڑا تھا، بقول موسیٰ بن عقبہ ان تحائف میں گھوڑا اور ریشمی جبہ بھی تھا۔

تحائف پیش کرنے کے بعد انہوں نے گزارش کی کہ ہمارے چند نادانوں نے اپنے آبائی دین کو ترک کر دیا ہے اور آپ کے دین کو بھی پسند نہیں کیا بلکہ ایک نیا دین ایجاد کر لیا ہے اور وہ آپ کے علاقے میں پناہ گزیں ہیں۔ ان کے لواحقین اور رشتہ داروں نے ہمیں آپ کی خدمت میں بھیجا ہے کہ آپ ان کو ہمارے حوالے کر دیں، ہم ان کو خوب جانتے ہیں، مزید برآں وہ آپ کے دائرہ دین میں بھی داخل نہیں ہیں کہ آپ ان کی حفاظت کریں۔ یہ سن کر شاہ نے غضبناک ہو کر فرمایا، جب تک میں ان کی بات نہ سن لوں ان کو تمہارے حوالے ہرگز نہیں کروں گا، وہ لوگ میری سلطنت میں پناہ گزیں ہیں اور انہوں نے میری ہمسائیگی کو ترجیح دی ہے۔ تمہارے بیان کے مطابق اگر وہ واقعی مجرم ہوئے تو میں ان کو آپ کے حوالے کر دوں گا، بصورت دیگر میں ان کی حفاظت کروں گا اور ان کے امور میں کوئی مداخلت نہ کروں گا۔

بادشاہ نے جلد بازی سے کام نہ لیا ... درباری لوگوں نے بھی ان کے حوالے کر دینے کا مشورہ دیا تو شاہ نے کہا واللہ میں ان کی بات سنے بغیر اور ان کے حالات دریافت کئے بغیر کوئی کارروائی نہ کروں گا۔ جب وہ دربار میں حاضر ہوئے تو صرف سلام مسنون کیا اور سجدہ نہیں کیا تو شاہ نے کہا، بتاؤ تم نے شاہی آداب کے مطابق مجھے سجدہ کیوں نہ کیا جیسے کہ تمہاری قوم کے دیگر لوگ کرتے ہیں اور مجھے یہ بھی بتاؤ کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تمہارا کیا اعتقاد ہے اور تمہارا کون سا دین ہے، کیا تم عیسائی ہو؟ انہوں نے جواب دیا، نہیں۔ تو پھر تم یہودی ہو؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا تو اس نے جواب دیا تو اس نے پوچھا اپنے آبائی دین پر ہو؟ پھر انہوں نے نفی میں جواب دیا تو اس نے پھر پوچھا تو تمہارا کون سا دین ہے؟ انہوں نے عرض کیا "اسلام" اس نے پوچھا اسلام کیا ہے؟ تو جواب دیا کہ ہم اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تو اس نے پوچھا اس دین کو کون لایا ہے؟

تو انہوں نے کہا ہماری قوم کا ایک فرد اسے لایا ہے۔ ہم اس کی شخصیت اور نسب کو خوب جانتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اسے دیگر رسولوں کی طرح ہمارے پاس مبعوث فرمایا ہے۔ اس نے ہمیں نیکی، خیرات، وفاداری اور امانت کی ادائیگی کا حکم فرمایا ہے اور بت پرستی سے منع فرمایا ہے اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم دیا ہے، ہم نے کلام الٰہی کو پہچانا اور اللہ کے فرمان کی تصدیق کی۔

جب ہم مسلمان ہو گئے تو یہ ہمارے اور ہمارے نبی کے دشمن ہو گئے۔ نبی کو ان لوگوں نے جھٹلایا اور ان کے قتل کا ارادہ کیا اور ہمیں بت پرستی پر مجبور کیا تو ہم نے اپنے دین و جان کی خاطر آپ سے پناہ لی، یہ سن کر نجاشی نے کہا، واللہ! یہ کلام اسی چراغ کا پرتو ہے جس سے موسیٰ علیہ السلام کا دین روشن ہوا تھا۔ جعفر نے عرض کیا باقی رہا سلام کا طریقہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا ہے کہ اہل جنت کا تحفہ سلام ہے اور آپ نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے اور ہم نے آپ کو اسی طریقے سے سلام کیا ہے جیسا کہ ہم آپس میں کہتے ہیں۔ عیسیٰ بن مریم اللہ کے بندہ اور اس کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہے جو مریم بتول کی طرف القاء ہوا اور اللہ کی روح ہیں اور کنواری مریم بتول کا بیٹا ہے۔ پھر شاہ نے زمین سے ایک تنکا اٹھا کر کہا واللہ! ابن مریم اس

قدر بھی آپ کے فرمان سے زائد نہیں۔

یہ دیکھ کر حبشہ کے لوگوں نے کہا واللہ اگر یہ بات عوام تک پہنچ گئی تو وہ آپ کو معزول کر دیں گے تو شاہ نے جواب دیا کہ عیسیٰ کے بارے میں میرا یہی اعتقاد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ملک واپس کرنے کے سلسلے میں کسی کی پرواہ نہیں کی تو میں بھی معاذ اللہ اللہ کے دین میں کسی کی پرواہ نہیں کروں گا۔

دربار نجاشی میں مسلمانوں کی طلبی اور قریش کے سفیروں کی ناراضگی...... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ نجاشی نے مسلمانوں کو دربار میں حاضر کرنے کا حکم صادر فرمایا تو یہ حکم عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ کو سخت ناگوار گزرا۔ جب مسلمانوں کو یہ اطلاع پہنچی تو سب نے مشورہ کیا کہ ان کے سوالات کا کیا جواب دو گے تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ واللہ ہم وہی کہیں گے جو ہم جانتے ہیں اور جس بات پر ہم قائم ہیں اور جو ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا۔

جب نجاشی کے دربار میں حاضر ہوئے تو ان کے منتخب نمائندے جعفر رضی اللہ عنہ کو نجاشی نے کہا تمہارا دین کیا ہے؟ جس پر تم عمل کرتے ہو تم اپنے آباؤ اجداد کے دین سے بیزار ہوئے، یہودیت اور عیسائیت کو بھی تم لوگوں نے اختیار نہیں کیا، یہ کیا معاملہ ہے؟ تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، جناب بادشاہ سلامت! ہم مشرک لوگ تھے، بت کو پوجتے تھے مردار کھاتے تھے، ہمسائیوں کو ستاتے تھے، بھائی بھائی کی خونریزی اور ظلم کو مباح سمجھتا تھا حلال و حرام کی تمیز تھی اللہ نے ہم میں ایک نبی مبعوث فرمایا جس کی وعدہ وفائی اور سچائی و دیانت سے ہم واقف تھے اس نے ہمیں اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی طرف دعوت دی، صلہ رحمی، ہمسایہ کی حفاظت، نماز اور روزہ کا حکم فرمایا۔

جعفر رضی اللہ عنہ کا فصیح و بلیغ خطبہ..... زیاد روایت کرتے ہیں ابن اسحاق سے کہ اللہ کے نبی نے ہمیں توحید کی دعوت دی، ہم اور ہمارے آباء جن بتوں کو پوجتے تھے ان کی عبادت ترک کرنے کا حکم فرمایا، سچ بولنے، امانت داری، صلہ رحمی، پڑوسیوں سے نیک برتاؤ، حرام کاری اور جنگ وجدال سے باز رہنے کا حکم فرمایا، بے حیائی، جھوٹ بولنے، یتیموں کا مال کھانے، پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے سے منع فرمایا۔ اللہ کی عبادت کرنے اس کے ساتھ شرک نہ کرنے، نماز، روزہ اور خیرات کرنے کا حکم فرمایا اور دیگر اسلامی تعلیمات سے ہمیں آگاہ کیا چنانچہ ہم ان پر ایمان لائے، ان کی تصدیق کی اور ان کے احکامات کی پیروی کی چنانچہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنایا اس کے حرام کردہ امور کو حرام سمجھا اور حلال کو حلال سمجھا۔

ان باتوں کی وجہ سے قوم ہماری دشمن ہوگئی اور ہمیں دین سے ہٹانے کے لئے انہوں نے ہمیں دردناک اذیتوں میں مبتلا کیا اور ہمیں بت پرستی پر آمادہ کرنے کے لئے نئے نئے طریقے اختیار کئے اور حرام چیزوں کے حلال سمجھنے پر مجبور کیا لیکن جب ان لوگوں نے ہم پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے اور ہمیں دین پر عمل کرنے سے روکا تو ہم ہجرت کر کے آپ کے علاقے میں چلے آئے اور آپ کے ساتھ رہنے کو ترجیح دی، بادشاہ سلامت! امید ہے کہ آپ کے ہاں ہم پر ظلم و ستم نہ کیا جائیگا۔

ام سلمہ کہتی ہیں پھر نجاشی نے پوچھا کیا نبی پر نازل شدہ کلام تیرے پاس موجود ہے؟ (اور شاہ نے اپنے علماء کو بھی مجلس میں بلایا اور وہ اس کے پاس مصحف کھولے بیٹھے تھے) تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا جی ہاں تو نجاشی نے انہیں کہا، آپ اس کی تلاوت کیجئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سورہ مریم کی ابتدائی آیات کی تلاوت فرمائی تو نجاشی اس قدر رویا کہ داڑھی تر ہوگئی اور علماء بھی اتنے روئے کہ مصحف بھیگ گئے پھر نجاشی نے کہا بے شک یہ کلام اس شریعت اور چراغ کا پرتو ہے جسے موسیٰ لائے تھے، آپ خیر و عافیت سے گھر جائیں واللہ میں آپ کو ان کے حوالہ نہیں کروں گا اور جو کچھ وہ لوگ چاہتے ہیں ہرگز پورا نہیں کروں گا چنانچہ ہم لوگ واپس چلے آئے تو عمرو بن عاص نے کہا واللہ میں کل ایسی بات کروں گا کہ جس سے ان سب کی امیدوں پر پانی پھیر دوں گا اور نجاشی کو بتاؤں گا کہ وہ اس کے معبود عیسیٰ کو بندہ سمجھتے ہیں۔ تو عبداللہ بن ربیعہ نے کہا چھوڑو ان لوگوں کو یہ لوگ اگرچہ ہمارے مخالف ہیں لیکن ہمارا ان سے رشتہ ہے، ان کے بھی کچھ حقوق ہیں عبداللہ بن ابی ربیعہ عمرو کی نسبت کچھ مشفق اور مہربان تھا۔ عمرو نے کہا واللہ! میں کل یہ بات ضرور پیش کروں گا دوسرے روز عمرو بن عاص نے کہا اے بادشاہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ کے بارے میں ایک عجیب بات کہتے ہیں آپ ان کو بلا کر عیسیٰ کے بارے میں ان سے دریافت کریں نجاشی نے انکو بلا بھیجا اور یہ وقت ان پر بڑا کٹھن تھا چنانچہ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اگر

عیسیٰ کے بارے میں سوال ہوا تو کیا جواب ہوگا؟ تو سب نے باتفاق رائے یہ طے کیا واللہ! ہم وہی کہیں گے جو اللہ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے اور جس کا ہمارے نبی ﷺ نے حکم دیا ہے۔

دربار نجاشی میں مسلمانوں کی آمد...... چنانچہ مسلمان دربار میں داخل ہوئے اور وہاں عیسائی علماء بھی موجود تھے تو نجاشی نے کہا عیسیٰ کی نسبت تم کیا اعتقاد رکھتے ہو؟ تو جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے بندے، اس کے رسول، اس کی روح اور اس کے کلمہ ہیں جو کنواری مریم بتول کی طرف القاء ہوا۔ نجاشی نے اپنا ہاتھ زمین کی طرف جھکا کر دو انگلیوں کے درمیان ایک تنکا اٹھا کر کہا کہ عیسیٰ اس تنکے کے برابر بھی اس سے زیادہ نہیں۔ یہ سن کر علماء نہایت برہم ہوئے تو اس نے کہا واللہ! (مجھے آپ کے غیظ وغضب کی کوئی پرواہ نہیں) خواہ تمہیں ناگوار گذرے (حقیقت یہی ہے) پھر مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا تم میرے علاقے میں امن سے رہو۔ پھر اس نے دو تین بار کہا جو شخص آپ کو تکلیف پہنچائے گا سزا پائے گا۔ مجھے یہ پسند نہیں کہ میں سونے کے پہاڑ کے عوض بھی تم میں سے کسی کو اذیت پہنچاؤں۔

قریش کے سفیروں کو نجاشی کا دوٹوک جواب...... "دبر" بزبان حبشہ "سونا" ہے اور ایک روایت میں دبر من ذھب ہے، بقول ابن ہشام دبر اور زبر دونوں کا معنی حبشی زبان میں پہاڑ ہے۔ پھر نجاشی نے کہا واللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے ملک واپس کر کے مجھ سے کوئی رشوت اور نذرانہ طلب نہیں کیا اور نہ ہی کسی کی پرواہ کی تو میں اللہ کے دین میں کسی کی پرواہ کیوں کروں۔ ان قریشیوں کے تحائف واپس کر دو اور ان کو میری قلمرو سے باہر نکال دیا جائے چنانچہ وہ دونوں نہایت بے عزتی اور رسوائی سے سلطنت کی حدود سے باہر نکال دیئے گئے۔

نجاشی کے خلاف بغاوت...... ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم پر امن علاقے میں بہترین ہمسایہ کے ہمراہ وہاں زندگی بسر کر رہے تھے کہ اسی اثناء میں کسی حبشی نے ملک پر قابض ہونے کی خاطر بغاوت کر دی لہذا ہم اس خوف سے نہایت غمگین ہوئے کہ کہیں کوئی ایسا شخص سلطنت پر قابض نہ ہو جائے جو ہمارے حقوق کو نظر انداز کر دے۔ ہم ہر وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے اور نجاشی کی مدد کے خواستگار ہوتے۔ چنانچہ نجاشی خود اس کے مقابلے کے لئے گیا۔ صحابہ نے باہمی مشورہ کیا کہ کون میدان جنگ میں جا کر حالات کا مشاہدہ کرے گا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں جاؤں گا۔ اگرچہ وہ اس وقت سب سے کم عمر تھے۔ چنانچہ انہوں نے ایک مشک میں ہوا بھر کر اس کے سینہ کے ساتھ باندھ دیا وہ مشک کے سہارے دریائے نیل کے ایک ساحل سے تیر کر دوسرے ساحل تک میدان جنگ میں پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس باغی کو شکست سے دوچار کر کے نیست و نابود کر دیا اور نجاشی کو فتح سے سرفراز کیا۔ زبیر رضی اللہ عنہ واپس آئے اور دور سے اپنی چادر کا علم لہراتے ہوئے کہہ رہے تھے سنو! بشارت سنو! اللہ تعالیٰ نے نجاشی کو فتح نصیب کی ہے تو ہمیں نجاشی کی فتح اور کامیابی کی بے حد خوشی ہوئی چنانچہ ہم ان کے ہاں مقیم رہے اور ہم میں سے بعض مکہ واپس چلے آئے۔

رشوت کی تفصیل...... امام زہری کہتے ہیں کہ میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث عروہ بن زبیر سے بیان کی تو اس نے کہا ما اخذ الله منی الرشوة حين رد علي ملكي فاخذ الرشوة فيه ولا اطاع الناس في فاطيع الناس فيه کا مطلب جانتے ہو کیا ہے؟ میں نے عرض کیا میرے استاذ ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن ہشام نے ام سلمہ سے یہ بیان نہیں کیا تو عروہ نے کہا مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ نجاشی کا والد حکمران تھا اور اس کا صرف یہی ایک ہی بیٹا تھا اور اس کے بھائی کے بارہ بیٹے تھے۔

حبشہ کے بادشاہ کا قتل...... حبشہ کے ارباب حل وعقد نے سوچا کہ ہم موجودہ حکمران کو قتل کر کے اس کے بھائی کو بادشاہ بنا لیتے ہیں جس کے بارہ بیٹے ہیں وہ یکے بعد دیگرے حکمران ہوتے رہیں گے تو ہمارے ملک میں عرصہ دراز تک کوئی اختلاف رونما نہ ہوگا چنانچہ ارباب حل وعقد نے موجودہ بادشاہ کو قتل کر کے اس کے بھائی کو حکمرانی سونپ دی۔

مقتول حکمران کا بیٹا اپنے چچا کے امور سلطنت میں آہستہ آہستہ داخل ہو گیا یہاں تک کہ وہ اس کی رائے کے بغیر کوئی فیصلہ صادر نہ کرتا تھا (اور مقتول کا بیٹا) بڑا ہوشمند اور دور اندیش تھا۔ جب ارباب حل وعقد نے چچا کے ہاں اس کے وقار اور رتبہ کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ اپنے چچا کے امور

سلطنت پر قابض ہے اندیشہ ہے کہ وہ سلطنت اس کے حوالے کر دے اور ہم اس کے والد کے قاتل ہیں، اگر ایسا ہوا تو وہ ہم سب کو تہ تیغ کر دے گا چنانچہ سلطنت کے اہل کاروں نے موجودہ حکمران کو مشورہ دیا کہ اسے قتل کر دے یا جلا وطن کر دے کیونکہ ہم نے اس کے والد کو قتل کر کے آپ کو اس کا جانشین بنایا تھا ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ حکومت حاصل ہونے کے بعد ہمیں قتل کر دے گا اب رائے یہ ہے یا تو آپ اس کو خود قتل کر دیں یا ملک بدر کر دیں تو اس نے کہا افسوس! کل تم نے اس کے والد کو قتل کیا اور آج میں اس کو قتل کر دوں، ہاں میں اس کو ملک بدر کر دیتا ہوں چنانچہ انہوں نے اسے کسی تاجر کے پاس چھ یا سات سو درہم میں فروخت کر دیا تو وہ تاجر اسے کشتی میں سوار کر کے لے گیا اتفاقاً موسم خریف کا بادل نمودار ہوا بادشاہ نہانے کی غرض سے باہر نکلا تو اس پر بجلی گری اور وہ وہیں ہلاک ہو گیا۔ ارباب سلطنت نے یکے بعد دیگرے اس کی اولاد کو حکمران بنایا لیکن وہ احمق حکمرانی کے اہل نہ تھے سلطنت کا نظم و نسق سب تباہ و برباد ہو گیا تو وہ آپس میں کہنے لگے واللہ! تم خوب جانتے ہو کہ امور سلطنت کو وہی سنبھال سکتا ہے جس کو تم نے ایک تاجر کے پاس فروخت کر دیا اگر تمہیں قومی حکومت کا کچھ احساس ہے تو اس کو کہیں جانے سے قبل تلاش کر لو۔

سابقہ بادشاہ کے بیٹے کی تلاش ...... چنانچہ وہ اس کی تلاش و جستجو میں باہر نکلے تو انہوں نے سابقہ بادشاہ کے بیٹے کو پا لیا اور پھر اس کی تاج پوشی کی رسم ادا کرنے کے بعد تخت شاہی پر براجمان کر دیا تو تاجر نے ارباب سلطنت سے مطالبہ کیا کہ تم نے غلام پر قبضہ کر لیا ہے تو قیمت واپس کرو، وہ کہنے لگے ہم قیمت واپس نہیں کریں گے، تاجر کہنے لگا میں خود بادشاہ سے بات کرنا چاہتا ہوں چنانچہ اس نے عرض کیا بادشاہ سلامت! میں نے ایک غلام خریدا تھا اور اس کی قیمت فروخت کرنے والوں نے وصول کر لی تھی پھر انہوں نے جبراً مجھ سے وہ غلام چھین لیا اور پھر قیمت بھی واپس نہیں کی، چنانچہ اس کے عدل و انصاف اور عقل و دانش کی پختگی کی یہ پہلی آزمائش تھی کہ اس نے کہا تاجر کا مال واپس کر دو یا اس کا غلام واپس اس کے حوالہ کر دو اور وہ جہاں چاہے لے جائے، چنانچہ یہ لوگ قیمت واپس کرنے پر تیار ہو گئے اور اس کی قیمت واپس کر دی اسی وجہ سے نجاشی نے یہ جملہ کہا تھا۔

دوسری وجہ ...... بقول موسیٰ بن عقبہ نجاشی کا والد فوت ہو گیا اور وہ ابھی کم عمر تھا اور اس نے اپنے بھائی کو وصیت کی تھی کہ بچے بالغ ہونے تک سلطنت کے امور آپ کے ذمہ ہیں جب بالغ ہو جائے تو حکومت اس کے حوالے کر دینا۔ اس کے بھائی نے نابالغ بچے کو کسی تاجر کے پاس فروخت کر دیا اور اتفاقاً اسی رات وہ فروخت کنندہ فوت ہو گیا، حبشہ کے عوام نے نجاشی کے بیٹے کو واپس بلا کر تاج پوشی کی اور اسے بادشاہ تسلیم کر لیا۔ یہ توجیہ مختصر ہے اور ابن اسحاق کی سابقہ توجیہ بہتر ہے۔ واللہ اعلم

نمائندگان قریش اور عمارہ ...... ابن اسحاق کی روایت میں نمائندگان قریش کے نام عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ مذکور ہے۔ موسیٰ بن عقبہ اور اموی وغیرہ کی روایت میں عمرو بن عاص اور عمارہ بن ولید بن مغیرہ کے نام مذکور ہیں۔ یہ عمارہ ان سات افراد میں سے ایک ہے جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا کی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے پاس نماز میں حالت سجدہ میں ہوتے تو بدقماش لوگ آپ کی پشت مبارک پر اونٹ کی اوجھڑی ڈال کر ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو جاتے تھے جیسا کہ قبل ازیں ابن مسعود اور ابوموسیٰ اشعری کی روایت میں بیان ہو چکا ہے۔ غرضیکہ یہ دونوں نمائندے مکہ سے روانہ ہوئے اور عمرو کی بیوی بھی ہمراہ تھی۔

عمارہ کا عمرو کی بیوی پر فریفتہ ہونا ...... عمارہ حسن و جمال کا پیکر تھا، کشتی میں ان نمائندگان نے شراب پی، عمارہ (بدمست اور نشہ میں چور ہو کر) عمرو کی بیوی پر فریفتہ ہو گیا اور عمرو کو ہلاک کرنے کی خاطر سمندر میں پھینک دیا لیکن وہ تیر کر دوبارہ کشتی میں سوار ہو گیا تو عمارہ نے کہا مجھے معلوم ہوتا کہ تم تیراک ہو تو میں تمہیں دریا میں نہ پھینکتا، عمرو نے اپنے دل میں اس کینہ کو رکھا جب وہ مہاجرین حبشہ کے سلسلے میں ناکام و نامراد ہو گئے تو عمرو نے عمارہ کے بارے میں نجاشی کو بتایا (عمارہ در پردہ نجاشی کے اہل خانہ سے خفیہ راہ و رسم پیدا کر چکا تھا) کہ عمارہ کے آپ کے اہل خانہ سے مراسم ہیں چنانچہ اس پر جادو ہوا اور وہ حواس باختہ ہو کر وحشی جانوروں کے ساتھ پھرا کرتا تھا (اموی نے نہایت مفصل قصہ بیان کر کے کہا ہے)

عمارہ کی ہلاکت ...... یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت تک زندہ رہا اور اسے کسی صحابی نے پکڑ لیا تو وہ کہنے لگا چھوڑ دو، چھوڑ دو ورنہ میں مر جاؤں گا چنانچہ اس نے چھوڑا تو وہ فوراً ہلاک ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

www.ahlehaq.org

بعض روایتوں میں آتا ہے کہ قریش نے مہاجرین حبشہ کے سلسلہ میں دو دفعہ وفد بھیجے تھے پہلا وفد عمرو بن عاص اور عمارہ بن ولید بن مغیرہ اور دوسرا وفد عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ پر مشتمل تھا، دلائل میں ابونعیم نے یہ بیان کیا ہے واللہ اعلم۔

بقول امام زہری قریش نے دوسرا وفد جنگ بدر کے بعد روانہ کیا تھا تا کہ ان سے بدلہ لے سکیں لیکن نجاشی (رضی اللہ عنہ وارضاہ) نے ایک نہ مانی اور وہ خائب وخاسر لوٹے، واللہ اعلم۔

(نوٹ) ...... زاد المعاد از ابن قیم ج ۱ ص ۲۳ پر مذکور ہے کہ قریش نے عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ربیعہ مخزومی کو روانہ کیا۔

زیاد نے ابن اسحاق سے روایت کی ہے کہ ابوطالب نے قریش کے نمائندہ وفد کی روانگی دیکھ کر نجاشی کی طرف چند اشعار لکھ کر ارسال کئے جن میں اس کو عدل وانصاف پر اکسایا اور مہاجرین حبشہ کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کی ترغیب دی گئی تھی۔

الا لیت شعری کیف فی النائی جعفر
وعمرو واعداء العدو الاقارب
وما نالت افعال النجاشی جعفراً
واصحابه او عاق ذلک شاغب
تعلم ابیت اللعن انک ماجد
کریم فلا یشقی الیک المجانب
ونعلم ان الله زادک بسطة
واسباب خیر کلها بک لازب

''سنو! کاش مجھے معلوم ہوتا کہ دور دراز علاقوں میں جعفر کیسا ہے، عمرو اور قریبی رشتہ دار دشمنوں کو بھی علم ہوتا۔ جعفر اور اس کے رفقاء کے ساتھ نجاشی کے حسن وسلوک کا علم ہوتا یا اس کو کسی شغل نے روک دیا ہے۔ بادشاہ سلامت ہم جانتے ہیں کہ آپ اچھے بزرگوار ہیں اجنبی لوگ آپ کے پاس بدنصیب نہیں ہوتے اور ہم جانتے ہیں کہ اللہ نے آپ کو فراخی عطا کی ہے اور خیر وبرکت کے تمام اسباب آپ کے پاس مہیا ہیں۔''

نجاشی کے دربار میں مہاجرین کے ترجمان ...... یونس (ابن اسحاق، یزید بن رومان) عروہ بن زبیر سے بیان کرتے ہیں کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نجاشی کے ساتھ ہم کلام تھے لیکن مشہور یہ ہے کہ جعفر رضی اللہ عنہ مہاجرین کے ترجمان تھے۔

نجاشی کی تدبیر ...... زیاد بکائی (محمد بن اسحاق، جعفر بن محمد، ابومحمد سے) بیان کرتے ہیں کہ حبشہ کے عوام نے اجتماعی بغاوت کر کے نجاشی کو برملا کہہ دیا تھا کہ تم نے ہمارے دین سے بغاوت کی ہے (ہم تم سے بغاوت کرتے ہیں) پھر اس نے مہاجرین (جعفر وغیرہ) کے لئے کشتیاں تیار کر کے کہا تم ان میں سوار ہو کر یہیں ساحل پر رہو، اگر (خدانخواستہ) مجھے شکست ہو گئی تو جہاں چاہو چلے جاؤ اور اگر میں فتح سے ہمکنار ہوا تو یہیں رہو۔

نجاشی کے اسلام کے بارے میں گواہی ...... اس نے ایک (یادداشت) تحریر کروائی کہ وہ اس بات کا گواہ ہے کہ اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ عیسیٰ بھی اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اس کی روح اور اس کے کلمہ ہیں جو اس نے مریم بتول کی طرف القا کیا تھا۔

ایک تدبیر ...... نجاشی یہ تحریر اپنے دائیں کندھے کے پاس قبا کے نیچے رکھ کر حبشی عوام کے سامنے آیا اور وہ بھی قطاریں باندھے کھڑے تھے نجاشی نے انہیں مخاطب کر کے کہا اے حبشہ کے باشندو! کیا میں تم پر حکمرانی کا سب لوگوں سے زیادہ اہل نہیں ہوں؟ تو سب نے کہا کیوں

www.ahlehaq.org

نہیں پھر اس نے کہا تمہارے ساتھ میرا سلوک کیسا ہے؟ سب نے کہا بہترین ہے تو پھر اس نے دریافت کیا تم نے میرے خلاف بغاوت کیوں کر دی ہے انہوں نے کہا تم نے ہمارے دین سے بغاوت کر دی ہے (اس لئے ہم نے بغاوت کر دی) اور تیرا اعتقاد ہے کہ عیسیٰ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں تو اس نے پوچھا تمہارا عیسیٰ کے بارے میں کیا اعتقاد ہے تو انہوں نے کہا وہ اللہ کا بیٹا ہے تو نجاشی نے کندھے کے پاس قبا کے اوپر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا کہ میں بھی گواہ ہوں کہ عیسیٰ اس سے زیادہ نہ تھے اس کا اشارہ قبا کے نیچے چھپی ہوئی تحریر کی طرف تھا لہذا وہ سب خوش وخرم منتشر ہو گئے۔

غائبانہ نماز جنازہ...... نبی علیہ السلام کو جب نجاشی کے فوت ہونے کی اطلاع ملی تو آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اس کے لئے استغفار کی دعا کی۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ روایت ہے کہ جس روز نجاشی فوت ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وفات کی خبر دی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو عیدگاہ میں لے جا کر چار تکبیروں سے نماز جنازہ پڑھائی۔

روشن قبر...... ابن اسحاق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب نجاشی فوت ہوئے تو ان کی قبر روشن ہونے کا عام چرچا تھا۔ ابو داؤد نے بھی ان کے قبر کے روشن ہونے کی روایت بیان کی ہے۔

نجاشی کا اصل نام...... بخاری میں جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب نجاشی فوت ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج ایک نیک آدمی فوت ہو گیا ہے چلو اپنے بھائی اصحمہ یعنی نجاشی کی نماز جنازہ پڑھو۔ یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ وغیرہ متعدد صحابہ کرام سے مروی ہے۔ بعض روایات میں اس کا نام اصحمہ مذکور ہے اور ایک روایت میں مصحمہ بھی ہے۔ اصحمہ بن بحر نیک صالح، ذہین و فطین، ممتاز عالم، فاضل اور عادل شخص تھے، رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ یونس نے ابن اسحاق سے روایت کی ہے کہ نجاشی کا نام مصحمہ ہے اور امام بیہقی کے تصحیح شدہ نسخہ میں اصحم مذکور ہے اور اصحم کا معنی عطیہ ہے۔

مختلف ممالک کے شاہی القابات...... حبشہ کے بادشاہ کا شاہی لقب نجاشی ہے اور ایران کے حکمران کا لقب کسریٰ ہے۔ شام مع جزیرہ روم کے علاقے کے حکمران کا لقب قیصر ہے۔ اور پورے مصر کے بادشاہ کا لقب فرعون ہے اور اسکندریہ کے حاکم کو مقوقس کہتے ہیں۔ یمن مع شحر کے علاقے کے شاہ کو تبع کہتے ہیں۔ یونان یا ہندوستان کے حکمران کا لقب بطلیموس ہے اور شاہان ترک کا لقب خاقان ہے۔

غائبانہ نماز جنازہ کی حقیقت...... بعض علماء کا خیال ہے کہ آپ نے نجاشی کی نماز جنازہ اس وجہ سے پڑھی کہ وہ لوگوں سے اپنا ایمان اور اسلام مخفی رکھتا تھا وفات کے روز وہاں اس کی نماز جنازہ پڑھنے والا کوئی نہ تھا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی اسی وجہ سے یہ کہا گیا کہ جس میت کی اس کی مسکن یا رہائشی علاقہ میں نماز جنازہ پڑھی گئی ہو دوسری جگہ اس کی نماز جنازہ مشروع نہیں اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے علاوہ اور نہ اہل مکہ وغیرہ نے کسی کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ہے۔ اسی طرح ابو بکر، عمر، عثمان وغیرہ دیگر صحابہ سے بھی منقول نہیں کہ انہوں نے کسی ایسی میت کی نماز جنازہ پڑھی ہو جس کی نماز جنازہ اس کے مسکن میں پڑھی گئی ہو۔ واللہ اعلم۔

نجاشی کی تاریخ وفات...... امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ نجاشی کی نماز جنازہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا موجود ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ اس کی وفات فتح خیبر ہونے کے بعد واقع ہوئی، جب جعفر رضی اللہ عنہ باقی ماندہ مہاجرین حبشہ کے ہمراہ فتح خیبر کے روز آئے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ آپ نے فرمایا واللہ! معلوم نہیں مجھے فتح خیبر کی زیادہ خوشی ہے یا جعفر رضی اللہ عنہ کی آمد پر۔ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نجاشی کے تحفے بھی ساتھ لائے اور ان،، جعفر،، کے ہمراہ ابو موسیٰ اشعری اور اس کے ہم قوم دیگر اشعری بھی تھے نیز جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس نجاشی کے برادر زادہ نجاشی کی "ذومخمر" یا "ذومخبر" کے بھی تحائف تھے جو اس نے اپنے چچا کے بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجے تھے بقول بیہقی نجاشی ماہ رجب ۹ھ میں فوت ہوئے۔ یہ قول محل نظر ہے۔ واللہ اعلم۔

www.ahlehaq.org

احسان کا بدلہ…… حافظ بیہقی نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ نجاشی کا فرستادہ وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے بنفس نفیس ان کی خدمت اور تواضع کی، صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم یہ خدمت سرانجام دیتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں نے میرے صحابہ کی تعظیم و تکریم کی ہے میں بھی ان کی خدمت کر کے بدلہ دینا چاہتا ہوں۔

حافظ بیہقی (ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی، ابو سعید بن اعرابی، ہلال بن علاء، ابو علاء، طلحہ بن زید، اوزاعی، یحییٰ بن ابی کثیر، ابی سلمہ) ابو قتادہ سے بیان کرتے ہیں:

> قدم وفد النجاشی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخدمهم فقال اصحابه نحن نکفیک یارسول اللہ! فقال انهم کانوا لاصحابنا مکرمین وانی احب ان اکافیهم

اس میں طلحہ بن زید، اوزاعی سے منفرد ہے۔ حافظ بیہقی سفیان کے استاذ عمرو سے بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن عاص حبشہ سے واپسی کے بعد اکثر گھر میں رہتا ان کی مجلس میں نہ جاتا تو احباب نے پوچھا کیا بات ہے مجلس میں کیوں نہیں آتا تو عمرو نے کہا اصحمہ کا کہنا ہے کہ تمہارا صاحب نبی ہے۔

عمر کا اسلام قبول کرنا…… ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ مخزومی سفارت سے ناکام ہوئے اور نجاشی نے ان کی ایک بات بھی نہ مانی اور عمر بھی مشرف با اسلام ہو گئے جو تیز طبع اور طاقتور تھے تو ناتوان اور کمزور صحابہ رضی اللہ عنہ ان کی اور حمزہ رضی اللہ عنہ کی بدولت محفوظ اور مضبوط ہو گئے۔

مسلمانوں کا بیت اللہ میں نماز پڑھنا…… عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے سے قبل ہم لوگ کعبہ میں نماز نہیں پڑھ سکتے تھے جب آپ رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو اس سلسلہ میں قریش سے لڑائی جھگڑا ہوا یہاں تک کہ ہم نے آپ کے ہمراہ کعبہ میں نماز ادا کی۔ صحیح بخاری میں بھی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سے عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے ہم عزت کی زندگی بسر کرنے لگے۔

ام عبداللہ کے بیان کے مطابق عمر رضی اللہ عنہ کا دل اسلام کے لئے نرم ہونا…… بقول ابن اسحاق، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا ہجرت حبشہ کے بعد تھا ام عبداللہ بنت ابی حثمہ نے کہا واللہ ہم حبشہ چلے جائیں گے، عامر کسی ضرورت سے گئے ہیں (وہ آ گئے تو بس ——) اچانک کہیں سے عمر رضی اللہ عنہ (جو ابھی غیر مسلم تھے اور ہم پر ظلم و تشدد کیا کرتے تھے) آ نکلے اور میرے پاس رک کر کہنے لگے اے ام عبداللہ! روانگی ہے میں نے کہا ہم یہ ارض پاک چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں گے کیونکہ تم لوگ ہمیں ایذا پہنچاتے ہو اور زبردستی کرتے ہو اور ہم وہاں اس وقت تک رہیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا کوئی سبب بنا دے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ تمہارا رفیق اور ہمدم ہو، میں نے ان کے لب ولہجہ میں رقت و نرمی محسوس کی جو اس سے پہلے نہ تھی پھر وہ چلے گئے میرے خیال میں ہمارا سکونت ترک کرنا ان کو ناگوار تھا پھر عامر بھی ضروری کام سے فارغ ہو کر آئے میں نے کہا جناب ابو عبداللہ! اگر آپ عمر رضی اللہ عنہ اور اس کی رقت و نرمی اور ہمارے بارے میں غمناکی کو دیکھ لیتے تو نہایت تعجب فرماتے، تو عامر نے کہا کیا آپ کو عمر کے مسلمان ہونے کی امید ہے؟ میں نے کہا ہاں! بالکل، تو عامر نے کہا اپنے باپ کے گدھے کے مسلمان ہونے تک یہ مسلمان نہ ہو گا یعنی عمر اور اسلام، یہ کیسے ممکن ہے؟ ام عبداللہ نے کہا مسلمانوں پر ان کی شدت و سختی اور سنگدلی کی بنا پر عامر نے مایوس ہو کر یہ کہا تھا۔

"یہ عمر ۴۰ ویں مسلمان تھے"؟ امام ابن کثیر فرماتے ہیں اس روایت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چالیس ویں مسلمان ہونے کی تردید ہوتی ہے کیونکہ ۸۰ سے زائد مسلمان تو حبشہ ہجرت کر کے جا چکے تھے ہاں اس کی یہ توجیہ ممکن ہے کہ مہاجرین حبشہ کے بعد یہ ۴۰ ویں مسلمان تھے اس کی تائید ابن اسحاق کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے جو انہوں نے اسلام عمر کے بارے میں نقل کیا ہے کہ میرے علم کے مطابق عمر کے اسلام قبول کرنے کا قصہ یہ ہے کہ ان کی ہمشیرہ فاطمہ بنت خطاب (زوجہ سعید بن زید) مسلمان ہو چکی تھیں اور اس کا شوہر بھی مسلمان تھا اور وہ اپنا مسلمان ہونا عمر رضی اللہ عنہ

www.ahlehaq.org

سے مخفی رکھتے تھے اور نعیم بن عبداللہ نحام (جو بنی عدی کے قبیلہ سے تھے) بھی اپنا مسلمان ہونا لوگوں سے پوشیدہ رکھتے تھے اور خباب بن ارت فاطمہ بنت خطاب کو قرآن پڑھانے جایا کرتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضور کے قتل کے ارادہ سے نکلنا...... ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ شمشیر بکف گھر سے نکلے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چند صحابہ کے قتل کا ارادہ تھا۔

سیرت نگار لکھتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حمزہ، ابو بکر، علی رضی اللہ عنہم اور کم و بیش چالیس مرد و زن صفا کے قریب ایک گھر میں قیام پذیر تھے، حسن اتفاق سے راہ میں نعیم بن عبداللہ مل گئے تو پوچھا عمر! کہاں کا ارادہ ہے؟ تو اس نے کہا میں اس محمد ﷺ صابی (بے دین) کو قتل کرنے چلا ہوں جس نے قریش کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور ان کے دانشوروں کو احمق کہتا ہے اور ان کے دین پر نکتہ چینی کرتا ہے اور ان کے معبودوں کو سب وشتم کرتا ہے تو نعیم نے کہا عمر! فریب خوردہ ہو محمد ﷺ کو قتل کر کے کیا تم سمجھتے ہو کہ عبد مناف تم کو زمین پر چلتا پھرتا چھوڑ دیں گے پہلے آپ اپنے گھر کی خبر لو ان کو سیدھا کرو تو عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کون سے گھر والے تو اس نے کہا تیرا چچازاد، بہنوئی، سعید اور تیری بہن فاطمہ، واللہ! مسلمان ہو چکے ہیں اور محمد کا دین قبول کر چکے ہیں پہلے ان کی خبر لو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے وہاں خباب بن ارت بھی موجود تھے ان کے پاس صحیفہ تھا جس میں سورۃ طٰہٰ تحریر تھی وہ فاطمہ کو پڑھا رہے تھے جب ان لوگوں نے عمر کے آنے کی آہٹ سنی تو خباب گھر کے گوشے میں چھپ گئے اور فاطمہ نے وہ صحیفہ پکڑ کر اپنی ران کے نیچے چھپا لیا اور عمر جب دروازے کے قریب تھے اور خباب کی تلاوت کی آواز سن چکے تو عمر نے اندر داخل ہوتے ہی پوچھا یہ کیا آواز آ رہی تھی؟ انہوں نے کہا کچھ نہیں تو عمر نے کہا کیوں نہیں واللہ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم دونوں نے محمد کا دین قبول کر لیا ہے یہ کہہ کر عمر نے اپنے بہنوئی کو زد و کوب کر کے مارنے لگے۔ جب بہن اپنے شوہر کو بچانے کے لئے آگے بڑھی تو مار پیٹ کر اس کا سر لہولہان کر دیا جب وہ خوب مار پیٹ چکے تو بہن اور بہنوئی دونوں نے کہا ہاں ہم مسلمان ہو چکے ہیں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لا چکے ہیں اب جو تیرے دل میں آئے کر۔

عمر رضی اللہ عنہ بہن کو خون میں لت پت دیکھ کر نادم ہوئے اور اپنے کئے پر پشیمان ہوئے اور بہن سے التجا کی کہ وہ صحیفہ مجھے دو جو تم اب پڑھ رہے تھے دیکھوں محمد کیا لایا ہے؟ (عمر رضی اللہ عنہ تعلیم یافتہ تھے) یہ سن کر بہن نے کہا مجھے اندیشہ ہے کہ تم اسے تلف کر دو گے تو عمر نے حلفاً کہا کہ تحریر کو پڑھنے کے بعد واپس کر دوں گا جب عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھنے کا اظہار کیا تو اسے بھی ان کے اسلام قبول کرنے کی کچھ امید ہوئی تو اس نے کہا بھائی آپ ناپاک ہے، شرک میں مبتلا ہیں اس کو تو پاکیزہ لوگ ہی ہاتھ لگا سکتے ہیں، چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے غسل کیا تو ان کی بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وہ صحیفہ عمر کو دے دیا جس میں سورۃ طٰہٰ تحریر تھی، جب اس کی ابتدائی آیت تلاوت کیں تو یہ تبصرہ کیا کہ یہ کلام کس قدر عمدہ اور اچھا ہے، یہ تبصرہ سن کر خباب نے نمودار ہو کر کہا واللہ! جناب عمر! مجھے امید ہے کہ اللہ نے تمہیں نبی کی دعا کی بدولت منتخب فرما لیا ہے میں نے کل ان سے یہ دعا سنی تھی:

اللھم ايد الاسلام بابى الحكم بن هشام او بعمر بن خطاب

الٰہی ابوالحکم یا عمر کے ساتھ اسلام کی تائید فرما۔

اے عمر! اللہ کا خوف کر، یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا خباب! بتاؤ محمد ﷺ کہاں ہیں کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لوں تو خباب نے بتایا وہ صفا کے پاس چند اصحاب کے ہمراہ ایک گھر میں موجود ہیں، عمر رضی اللہ عنہ شمشیر بکف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کی طرف چلے آئے آواز دے کر دستک دی تو اس کی آواز سن کر ایک صحابی نے دروازے کے سوراخ میں دیکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ شمشیر بکف ہے اس نے گھبراہٹ کے عالم میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ عمر ہے جو شمشیر بکف ہے تو حمزہ نے کہا آپ اسے اجازت مرحمت فرما دیں اگر اچھے ارادے سے آیا ہے تو بہتر ورنہ ہم اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کر دیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اندر آنے کی اجازت دو، صحابی نے اجازت دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس آگے بڑھ کر کمرے میں اسے ملے اور اس کی چادر کے کنارے کو پکڑ کر خوب کھینچتے ہوئے فرمایا اے ابن خطاب! کس ارادے سے آئے ہو؟ واللہ! معلوم ہوتا ہے کہ

جب تک تم پر عذاب نہ نازل ہو تم باز آنے کے نہیں، یہ سن کر عمر نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان لانے کی خاطر حاضر ہوا ہوں یہ سنتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہا گھر میں موجود لوگ سمجھ گئے کہ عمر مسلمان ہو چکے ہیں چنانچہ صحابہ کرام خوشی کے مارے گھر سے باہر نکل آئے اور عمر رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہوتے ہی کمزور صحابہ اپنے آپ کو محفوظ اور مضبوط سمجھنے لگے جبکہ حمزہ رضی اللہ عنہ قبل ازیں مسلمان ہو چکے تھے اور ان کو اطمینان ہو گیا کہ وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت و معاونت کریں گے اور ہمارے مشترکہ دشمن سے بھی انتقام اور بدلہ لیں گے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں عمر رضی اللہ عنہ کی اسلام قبول کرنے کی روایت، مدینہ کے راویوں سے مروی ہے۔

قبول اسلام کے بارے میں ایک اور روایت...... ابن اسحاق (عبداللہ بن ابی نجیح المکی، عطاء) مجاہد وغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے بارے میں ان سے یہ مروی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے میں اسلام سے بہت دور اور کنارہ کش تھا شراب کا رسیا تھا، جام و مینا سے کام تھا حزورہ میں ہماری ایک محفل ہوتی تھی میں ایک رات اس مجلس میں شرکت کے لئے گھر سے نکلا وہاں کوئی جلیس نہ ملا تو خیال آیا کہ چلو بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں، میں بیت اللہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے پایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا جب بیت اللہ میں نماز پڑھتے، آپ کو نماز میں دیکھتے ہی دل میں خیال آیا اگر میں آج رات ان کی قرآت سنوں تو شاید حقیقت آشکار ہو جائے، تو دل میں سوچا اگر میں ان کے قریب ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھبراہٹ کا باعث بنوں گا چنانچہ میں حطیم کی جانب سے غلاف کے اندر داخل ہو گیا میں آہستہ آہستہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل سامنے آ گیا صرف میرے اور آپ کے درمیان کعبہ کا غلاف ہی حائل تھا۔

جب میں نے قرآن سنا تو مجھ پر رقت طاری ہو گئی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے دل میں اسلام اتر گیا، آپ کے نماز پڑھنے تک میں وہیں غلاف کے اندر ہی دبکا رہا، آپ کی رہائش گاہ...... دار رقطاء...... میں تھی، آپ جب گھر جاتے تو ابن ابی حسین کے مکان کے پاس سے گزرتے، میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلتا رہا جب آپ عباس اور ابن ازہر کے گھروں کے درمیان آئے تو میں آپ سے جا ملا، جب میرے پاؤں کی آہٹ سنی تو سمجھے کہ میں آپ کو ایذا پہنچانے کے لئے آیا ہوں، آپ ﷺ نے ڈانٹ پلا کر کہا اس وقت ابن خطاب کیسے آنا ہوا؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول اور قرآن پر ایمان لانے کی خاطر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الحمد للہ کہہ کر مجھے دعا دی ہداک اللہ یا عمر! پھر آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ پھیر کر ثابت قدمی کی دعا فرمائی اس کے بعد میں واپس چلا آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اللہ ہی جانتا ہے کہ حضرت عمر کے اسلام قبول کرنے کا کون سا سبب ہوا۔

تشہیر...... ابن اسحاق (نافع مولیٰ ابن عمر) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب عمر رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہوئے تو پوچھا قریش میں کون شخص زیادہ اسلام کے خلاف بات پھیلاتا ہے، معلوم ہوا کہ جمیل بن معمر زیادہ اسلام کے خلاف باتیں پھیلانے والا ہے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی طرف گئے (اور میں بھی آپ کے پیچھے گیا کہ دیکھوں وہ کیا کرتے ہیں، میں اس وقت بچہ تھا جو دیکھتا تھا سمجھ لیتا تھا) تو وہاں پہنچ کر اسے کہا جمیل معلوم ہے کہ میں مسلمان ہو کر محمد ﷺ کے دین میں داخل ہو چکا ہوں واللہ اس نے بات دہرائی نہیں فوراً مسجد کی طرف چل پڑا، عمر رضی اللہ عنہ اس کے پیچھے تھے اور میں بھی، مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے کہا اے قریش کی جماعت! عمر بے دین ہو چکا ہے، عمر اس کے پیچھے کھڑے ہو کر کہہ رہے تھے بکواس کرتا ہے۔

میں تو مسلمان ہوا ہوں کلمہ توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کیا ہے، یہ سنتے ہی وہ سب آپ رضی اللہ عنہ پر ٹوٹ پڑے وہ دوپہر تک باہمی لڑائی جھگڑا ہوتا رہا چنانچہ عمر تھک کر بیٹھ گئے اور کہہ رہے تھے جو بن آئے کرو اور وہ لوگ بھی آپ کے گرد گھیرا باندھے کھڑے تھے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ! اگر ہماری تعداد تین سو تک پہنچ گئی تو تم لوگ کعبہ ہمارے لئے خالی کرو گے، ابھی یہ تکرار ہو رہی تھی کہ ایک قریشی تشریف لائے، کھادی دار قمیص اور دھاریدار لباس پہنے ہوئے تھے پاس آ کر پوچھا کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا عمر بے دین ہو گیا ہے تو اس نے کہا پھر کیا ہوا؟ ایک آدمی نے اپنے لئے ایک راہ عمل تجویز کیا ہے، تم کیا چاہتے ہو کیا تمہارا خیال ہے کہ بنی عدی اسے تمہارے حوالہ کر دیں گے، چھوڑ دو اسے اور اپنی راہ لو واللہ وہ لوگ فوراً منتشر ہو گئے کہ جیسا کپڑا بدن سے سرک جاتا ہے، میں نے اپنے والد عمر رضی اللہ عنہ سے ہجرت کے بعد پوچھا ابا جی! جب آپ مکہ

www.ahlehaq.org

میں مسلمان ہوئے اور لوگ آپ سے دست و گریباں تھے تو کون شخص تھا جس نے لوگوں کو ڈانٹا تھا؟ بتایا بیٹا وہ عاص بن وائل ہی تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کب مسلمان ہوئے؟ ...... یہ اسناد عمدہ اور قوی ہے اس روایت سے واضح ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تاخیر سے مسلمان ہوئے کیونکہ ابن عمر جنگ احد ۳ھ میں ۱۴ برس کے تھے اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو وہ اس وقت باتمیز اور سمجھدار تھے تو معلوم ہوا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ قریباً ۹ نبوی میں ہجرت سے چار سال قبل مسلمان ہوئے۔

عیسائی وفد کا اسلام قبول کرنا ...... حافظ بیہقی ابن اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہجرت حبشہ کے باعث آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حبشہ میں ذکر خیر ہوا تو قریباً چالیس عیسائیوں کا ایک قافلہ مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں تشریف فرما تھے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال و جواب کئے۔ قریش بھی اپنی مجالس میں آس پاس بیٹھے تھے جب وہ مسائل دریافت کر کے فارغ ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی تلاوت شروع کی۔

تلاوت سن کر ان کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ پھر وہ آپ پر ایمان لے آئے اور آپ کی تصدیق کی۔ انجیل میں آپ ﷺ کی بیان کردہ صفات کی وجہ سے وہ آپ کو پہچان گئے تھے جب وہ لوگ وہاں سے چل دیئے تو ابوجہل نے چند قریشیوں کے ہمراہ ان پر نکتہ چینی کی کہ ایسے قافلے کو خدا خائب و خاسر کرے۔ عیسائی برادری نے تمہیں اس آدمی کے حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا تھا اور تم ابھی اس کی مجلس میں اطمینان سے بیٹھے بھی نہ تھے کہ اپنے دین کو خیرباد کہہ کر اس کے دین کو قبول کر لیا۔ تم سے زیادہ احمق کوئی بھی نہیں انہوں نے کہا: ہم آپ سے فضول باتیں نہیں کرتے، اچھا بھائی! سلام، ہمارا کیا، ہمارے سامنے، تمہارا کیا تمہارے سامنے، ہم اپنی بھلائی میں کوتاہی نہیں کرتے۔ بعض کہتے ہیں یہ قافلہ نجرانی عیسائیوں کا تھا۔ واللہ اعلم۔ روایت میں آتا ہے کہ ان کے بارے میں سورہ قصص (۲۸/۵۵۔۵۲) کی چار آیات

> الذين آتيناهم الكتاب من قبله هم به يؤمنون (الى قوله تعالى) سلام عليكم لا نبتغي الجاهلين

نازل ہوئیں۔

نجاشی اور خط پر تبصرہ "دلائل" میں امام بیہقی نے "باب ما جاء في كتاب النبي ﷺ الى النجاشي" کے عنوان کے تحت بیان کیا ہے:

> هذا كتاب من رسول الله صلى الله عليه وسلم الى النجاشي الاصحم عظيم الحبشة سلام على من اتبع الهدى وآمن بالله ورسوله وشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له لم يتخذ صاحبة ولا ولدا وان محمدا عبده ورسوله وادعوك بدعاية الاسلام فاني انا رسوله. فاسلم تسلم. يا اهل الكتاب تعالوا الى كلمة سواء بيننا وبينكم ان لا نعبد الا الله ولا نشرك به شيئاً ولا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله فان تولوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون. فان ابيت فعليك اثم النصارى من قومك.

> "یہ نوشت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نجاشی اصحم رئیس حبشہ کی جانب ارسال ہے۔ سلام ہے اس شخص پر جو ہدایت کا تابع ہو، خدا اور رسول خدا پر ایمان لائے اور گواہی دے کہ خدا صرف ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں بیوی اور بچے سے بے نیاز ہے اور بے شک محمد ﷺ اس کا بندہ اور رسول ہے۔ میں تجھ کو اسلام کی دعوت کی طرف بلاتا ہوں، میں اللہ کا رسول ہوں، اسلام لا تو سلامت رہے گا۔ اے اہل کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہم اور تم میں یکساں ہے وہ یہ کہ ہم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں ہم میں سے کوئی ایک خدا کو چھوڑ کر دوسرا خدا نہ بنائے اور تم نہیں مانتے تو گواہ رہو کہ ہم مانتے ہیں۔
> اگر تو اسلام قبول کرنے سے انکار کرے تو تیری قوم کے عیسائیوں کا وبال بھی تیری گردن پر ہوگا۔"

ہجرت حبشہ کے بعد بیہقی نے یہ خط بیان کیا ہے۔ یہاں اس کا بیان محل نظر ہے۔ ظاہر بات ہے کہ یہ مکتوب نبوی مسلمان نجاشی کے جانشین عیسائی نجاشی کی طرف تھا یہ اس وقت کا مکتوب ہے جب آپ ﷺ نے تمام سلاطین کو مکہ کی فتح سے قبل دعوت اسلام کے خطوط ارسال کئے تھے جیسا کہ

www.ahlehaq.org

آپ نے قیصر و کسریٰ، مقوقس، وغیرہ شاہان دنیا کی طرف خطوط لکھے تھے بقول زہری ان مکاتیب کا مضمون ایک ہی تھا، سب خطوط میں مدنی سورہ آل عمران کی یہ آیت درج ہے اور اس کی ابتدائی ۸۳ آیات وفد نجران کے سلسلہ میں نازل ہوئی تھیں۔ جیسا کہ ہم نے تفسیر میں بیان کیا ہے لہٰذا یہ مکتوب پہلے مسلمان نجاشی کی طرف نہ تھا بلکہ دوسرے عیسائی نجاشی کی طرف تھا اور مکتوب میں نجاشی کا لاحقہ "اصحم" شاید کسی راوی نے حسب فہم اس میں ڈال دیا ہے۔ واللہ اعلم

مکتوب بدست ضمری..... مکتوب مندرجہ بالا کی بجائے یہاں وہ خط ذکر کرنا زیادہ مناسب ہے جو حافظ بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ ابن اسحاق سے روایت کیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور اس کے رفقاء کے متعلق نجاشی کے نام عمرو بن امیہ ضمری کے ہمراہ ارسال کیا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من محمد رسول اللہ الی النجاشی الاصحم ملک الحبشہ سلام علیک فانی احمد الیک اللہ الملک القدوس المومن المھیمن واشھد ان عیسیٰ روح اللہ وکلمتہ القاھا الی مریم البتول الطاھرۃ الطیبۃ الحصینۃ فحملت بعیسیٰ فخلقہ من روحہ ونفخہ کما خلق آدم بیدہ ونفخہ وانی ادعوک الی اللہ وحدہ لاشریک لہ والموالاۃ علی طاعتہ وان تتبعنی فتومن بی وبالذی جاءنی فانی رسول اللہ وقد بعثت الیک ابن عمی جعفرا ومعہ نفر من المسلمین۔ فاذا جاءک فاقرھم ودع التجبر فانی ادعوک وجنودک الی اللہ عزوجل۔ وقد بلغت ونصحت فاقبلوا نصیحتی والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

"نوشتہ از محمد ﷺ بطرف نجاشی، سلامت رہو۔

میں تمہاری طرف اللہ کی حمد و ثنا کا تحفہ بھیجتا ہوں جو بادشاہ ہے، پاک ذات، امان دینے والا، پناہ میں لینے والا اور میں گواہ ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہے جو اس نے پاکیزہ پاک دامن ابن مریم بتول کی طرف القاء کیا پھر اسے عیسیٰ کا حمل ہوا۔ اللہ نے اسے اپنی روح سے پیدا کیا اور اس کو آدم کی طرح پیدا کیا اور اس میں روح پھونکی۔ میں آپ کو صرف ایک اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں اور دعوت دیتا ہوں اس کی پیروی پر گامزن رہنے کی اور میں آپ کو اپنی اتباع کی طرف بلاتا ہوں کہ تو مجھ پر اور اللہ پر ایمان لائے، میں اللہ کا رسول ہوں میں نے آپ کی طرف چچازاد بھائی جعفر اور چند مسلمانوں کو روانہ کیا ہے جب وہ آپ کے پاس پہنچ جائیں تو ان کو اپنے پاس رکھو اور ان پر ظلم و جبر نہ کرو۔ میں آپ کو اور آپ کے لشکر کو اللہ عزوجل کی طرف بلاتا ہوں میں نے نصیحت کا فریضہ ادا کر دیا ہے۔ میری نصیحت قبول کرو اور سلام ہے اس پر جو ہدایت کا پیرو ہے"۔

اس کے جواب میں نجاشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ خط لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم الی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من النجاشی الاصحم بن ابجر سلام علیک یا نبی اللہ من اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ لا الہ الا ھو الذی ھدانی الی الاسلام فقد بلغنی کتابک یا رسول اللہ فیما ذکرت من امر عیسیٰ فورب السماء والارض ان عیسیٰ مایزید علی ما ذکرت وقد عرفنا ما بعثت بہ الینا وقربنا ابن عمک واصحابہ فاشھد انک رسول اللہ صادقاً ومصدقاً وقد بایعتک وبایعت ابن عمک واسلمت علی یدیہ للہ رب العالمین وقد بعثت الیک یا نبی اللہ باریح بن الاصحم بن ابجر فانی لا املک الا نفسی وان شئت ان آتیک فعلت یا رسول اللہ فانی اشھد ان ما تقول حق (ج۳،ص۸۳)

www.ahlehaq.org

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بخدمت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جانب اصحم بن ابجر۔ یا نبی اللہ سلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکات، اس اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں جس نے مجھے اسلام قبول کرنے کی توفیق دی۔ یا رسول اللہ! مجھے آپ کا مکتوب وصول ہوا جس میں آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اپنا اعتقاد ظاہر کیا ہے۔ زمین و زمان کے رب کی قسم! عیسیٰ آپ کے اعتقاد سے قطعاً زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ میں نے آپ کا فرمان سمجھ لیا ہے اور میں نے آپ کے چچا زاد بھائی اور اس کے رفقاء کی مہمان نوازی کی ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں، نبیوں کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ میں آپ کی بیعت کر چکا ہوں اور آپ کے ابن عم کے ہاتھ پر بیعت کر کے اللہ رب العالمین کے لئے مسلمان ہو چکا ہوں۔ یا نبی اللہ! میں آپ کی خدمت میں اپنے بیٹے ارہا بن اصحم بن ابجر کو روانہ کر رہا ہوں۔ میں اپنی ذات کا ذمہ دار ہوں اگر آپ یا رسول اللہ فرمائیں کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں تو میں تابعدار ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا فرمان حق ہے۔"

فصل

قبائل قریش کا بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کی مخالفت کرنا، ان سے بائیکاٹ کر کے انہیں شعب ابی طالب میں محصور کرنا اور دیگر مختلف واقعات

خاندان عبدالمطلب کا باتفاق آپ ﷺ کی حفاظت کرنا...... موسیٰ بن عقبہ زہری سے روایت کرتے ہیں کہ مشرکین مکہ کا مسلمانوں پر ظلم و ستم اس قدر بڑھ گیا کہ انتہا ہو گئی اور زندہ رہنا محال ہو گیا اور مشرکین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی علانیہ دھمکیاں دینے لگے۔ ابو طالب نے اس صورت حال کے پیش نظر عبدالمطلب کے خاندان کو جمع کر کے یہ حکم دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعب ابی طالب میں لے آئیں اور بہر صورت ان کو قتل سے محفوظ رکھیں چنانچہ اس معاہدہ پر خاندان عبدالمطلب کے مسلم اور غیر مسلم سب لوگ متفق ہو گئے۔ مسلمان اپنے دین و ایمان کی وجہ سے اور غیر مسلم خاندان کی حمایت و عصبیت کی وجہ سے۔

مشرکین مکہ کا بنو ہاشم کے خلاف معاہدۂ بائیکاٹ...... جب قریش کو اس معاہدہ کا علم ہوا کہ خاندان عبدالمطلب نے باتفاق رائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا عزم کر لیا ہے تو قریشی مشرکوں کے درمیان اتفاق رائے سے یہ طے پایا کہ وہ ان کے ساتھ مجلس میں نہ بیٹھیں گے اور نہ ہی ان سے خرید و فروخت کریں گے اور ان کے ہاں آنا جانا قطعاً بند کر دیں گے یہاں تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کے لئے ہمارے حوالہ کر دیں۔ اور یہ طے شدہ معاہدہ ایک ورق پر تحریر کر لیا گیا اور یہ سب عہد و پیمان اور میثاق اس میں درج کر دیئے کہ وہ بنی ہاشم سے کبھی صلح نہ کریں گے اور نہ ہی ان پر رحم کھائیں گے حتیٰ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے سپرد کر دیں۔ چنانچہ بنی ہاشم گھاٹی میں تین سال محصور رہے مصائب و مظالم بڑھتے چلے گئے بازاروں سے بنو ہاشم اس تدبیر سے روک دیئے گئے کہ مشرکین مکہ سے تمام ضروریات زندگی خرید کر جمع کر لیتے تا کہ ان پر عرصۂ حیات تنگ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کے لئے حاصل کر سکیں۔

ابو طالب کی احتیاط...... جناب ابو طالب اس قدر احتیاط کرتے تھے کہ جب لوگ اپنے بستروں پر سونے کے لئے دراز ہو جاتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بستر پر لیٹنے کے لئے کہتے تا کہ آپ کے قتل و غارت کا ارادہ رکھنے والے دیکھ لیں (کہ آپ یہاں سو رہے ہیں) جب لوگ نیند میں مدہوش ہو جاتے تو اپنے کسی عزیز کو بیدار کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر دراز ہونے کو کہتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے بستر پر لیٹ جانے کا اشارہ کرتے۔

قریش کا معاہدہ ختم کرنا...... جب ظلم وستم برداشت کرتے کرتے تین سال کا عرصہ گذر گیا تو بنی عبد مناف، آل قصی اور ابن ہاشم سے دامادی کا رشتہ رکھنے والوں اور ان کے بھانجوں نے باہم آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کی کہ بنی ہاشم سے ہم نے قطع رحمی کی ہے اور ان کی حق تلفی کی ہے۔ چنانچہ اسی رات ان کے درمیان اس ظالمانہ دستاویز کے معطل اور ختم کر دینے پر اتفاق رائے ہو گیا۔

ورق معاہدے پر دیمک کا مسلط ہونا...... اللہ تعالیٰ نے ان کے ظالمانہ صحیفے اور دستاویز پر دیمک کو مسلط کر دیا اس دیمک نے اس میں جو عہد و پیمان تحریر تھا سب کو چاٹ لیا۔ منقول ہے کہ وہ بیت اللہ کی چھت پر آویزاں تھا، دیمک نے اسماء الٰہی چاٹ لئے اس میں صرف شرک وظلم اور قطع رحمی پر مشتمل تحریر باقی رہ گئی۔

ابوطالب کا قریش کے پاس جانا...... دیمک کے واقعے سے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ابوطالب کے گوش گزار کی لہذا ابوطالب نے کہا بھتیجے ستاروں کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلط بیانی نہیں کی چنانچہ ابوطالب آل عبد المطلب کے چند معززین کے ہمراہ کعبہ میں آئے (وہاں قریش کا ہجوم تھا) انہوں نے ابوطالب کا آنا گوارا محسوس کیا اور سمجھے کہ وہ مقاطعہ اور بائیکاٹ سے تنگ آکر وہاں سے نکل آئے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے حوالے کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ ان کے پاس پہنچ کر ابوطالب نے کہا تم نے غلط کردار ادا کیا ہے ہم اس کا تذکرہ نہیں کریں گے۔ اپنا ظالمانہ عہد نامہ لاؤ ممکن ہے ہمارا باہمی سمجھوتہ ہو جائے، یہ بات ابوطالب نے اس وجہ سے پیش کی کہ مبادا وہ دستاویز پیش کرنے سے قبل دیکھ لیں چنانچہ وہ خوشی خوشی ملفوف دستاویز لے آئے اور مجلس کے درمیان رکھ دی اور ان کو اس امر میں ذرہ برابر شبہ نہ تھا کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے سپرد کر دیا جائے گا اور وہ کہنے لگے کہ اب وقت آچکا ہے کہ تم ہمارا مطالبہ تسلیم کر لو اور وہ بات قبول کرو جس سے اتحاد مضبوط ہو، صرف یہی ایک آدمی قطع رحمی کا باعث ہے تم نے قوم اور قبیلے کے لئے اسے خطرناک بنا دیا ہے۔

ابوطالب کی تجویز...... ابوطالب نے کہا میں آپ کے پاس ایک منصفانہ تجویز لے کر آیا ہوں۔ میرے بھتیجے نے مجھے بتایا ہے اور وہ جھوٹا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اس صحیفے سے بیزار ہے اور اس نے اپنا نام اس صحیفے سے مٹا دیا ہے اور باقی ماندہ تحریر جو ظلم وستم اور قطع رحمی کا مرقع اور پلندہ ہے وہ صحیح سالم ہے اگر صحیفہ اسی طرح ہے جیسا کہ میرے بھتیجے نے بتایا ہے تو ہوش کرو واللہ! ہم اسے آپ کے حوالے کبھی نہیں کریں گے خواہ ہمارا بچہ بچہ کٹ جائے۔ اگر اس کا فرمان (معاذ اللہ) غلط ثابت ہوا تو ہم اسے آپ کے حوالے کر دیں گے پھر تم اسے زندہ چھوڑو یا موت کی نذر کر دو تو وہ کہنے لگے ہمیں آپ کی بات سے پورا پورا اتفاق ہے چنانچہ بند صحیفہ کو کھولا گیا تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق دیمک نے چاٹ رکھا تھا، قریش نے اس کو ابوطالب کی پیشین گوئی کے موافق پا کر کہا واللہ یہ تمہارے صاحب کا جادو ہے چنانچہ وہ معاہدے سے منحرف ہو گئے اور پہلے سے بھی زیادہ ظلم وستم پر اتر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بدترین سلوک پر ڈٹ گئے لہذا اپنے ظالمانہ معاہدے پر عمل درآمد کے لئے وہ پہلے سے بھی زیادہ بضد ہو گئے۔

بنو عبد المطلب کا جواب...... خاندان عبد المطلب نے کہا جھوٹے اور جادوگر تو تم ہو کیا خیال ہے ہمارے بارے میں تمہارا یہ ظالمانہ صحیفہ جادو اور شیطنت کا مرقع نہیں ہے؟ اگر تمہارا اتحاد جادو پر مبنی نہ ہوتا تو یہ تمہارا صحیفہ چاک نہ ہوتا۔ دیکھو یہ تمہارے پاس موجود ہے اس میں سے اسماء الٰہی مٹ چکے ہیں اور ظلم و زیادتی کا مضمون باقی ہے بتاؤ کیا ہم جادوگر ہیں یا تم؟ آخر بنی عبد مناف، بنی قصی اور بنی ہاشم کے دامادی رشتہ داروں اور بھانجوں سے جن میں قابل ذکر ابوالبختری، مطعم بن عدی، زہیر بن ابی امیہ، زمعہ بن اسود اور ہشام بن عمرو عامری ہیں جن کے زیر حفاظت وہ صحیفہ تھا دیگر معززین کے سمیت سب نے کہا ہم اس صحیفے کے مضمون سے بیزار ہیں تو ابوجہل نے کہا یہ فیصلہ کہیں اور جگہ طے ہوا ہے۔ تو ابوطالب نے اشعار میں اس صحیفے کے متعلق اپنے خیال کا اظہار کیا اور اس سے بیزار ہونے والوں کی تعریف وستائش کی اور نجاشی کا شکریہ ادا کیا۔

امام بیہقی کہتے ہیں کہ ابو عبد اللہ حافظ نے ابن لہیعہ از ابوالاسود از عروہ، موسیٰ بن عقبہ کے بیان کی طرح نقل کیا ہے اور موسیٰ بن عقبہ کا قول پہلے گزر چکا ہے کہ شعب میں محصور ہونے کے بعد ہجرت حبشہ عمل میں آئی۔ واللہ اعلم۔

قصیدہ لامیہ کا مقام...... امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ابوطالب نے قصیدہ لامیہ جو پہلے ذکر ہو چکا ہے شعب میں محصور ہونے کے بعد کہا تھا اس کا یہاں درج کرنا زیادہ مناسب تھا واللہ اعلم۔

حافظ بیہقی نے بہ سند یونس، محمد بن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی راہ پر گامزن رہے، بنی ہاشم اور آل مطلب نے آپ کی حفاظت اور حمایت جاری رکھی اور آپ کو باوجودیکہ وہ غیر مسلم تھے اغیار کے سپرد کرنے سے انکار کر دیا۔ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب نے جب آپ کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیا اور قریش بھانپ گئے کہ محمد تک رسائی مشکل امر ہے تو وہ باتفاق رائے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے خلاف ایک معاہدہ تحریر کرنے پر مستعد ہو گئے کہ ان سے شادی بیاہ نہ کریں گے اور نہ ہی خرید وفروخت کریں گے اس مضمون کی ایک دستاویز تیار کر کے کعبہ میں آویزاں کر دی گئی پھر انہوں نے مسلمانوں پر ظلم وتشدد کا نیا دور شروع کیا ان کو باہمدگر اذیت پہنچاتے، ناقابل برداشت ظلم وستم ان پر ڈھاتے، یہ انتقامی کارروائی انتہا کو پہنچ گئی اور وہ بے بس ہو گئے۔

اس کے بعد ابن اسحاق نے شعب ابی طالب میں محصور ہونے کا قصہ اور اس میں مصائب ومظالم برداشت کرنے کے واقعات کے بعد تحریر کیا ہے کہ حالات اس قدر ہولناک ہو گئے کہ بھوک کی وجہ سے بچوں کی چیخ وپکار کی آوازیں شعب کے باہر تک سنی جاتی تھیں یہاں تک کہ قریشی عوام نے اس دل دوز کیفیت کو بنظر کراہت دیکھا اور اس ظالمانہ صحیفے پر غم وغصہ کا اظہار کیا۔

ارباب سیرت کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اس دستاویز پر دیمک کو مسلط کر دیا اس دیمک نے اسماء الٰہی کو چاٹ لیا، ظلم وستم اور قطع رحمی پر مبنی عبارت کو جوں کا توں رہنے دیا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امر کی اطلاع کر دی آپ نے ابوطالب کو بتا دیا۔ پھر اس نے موسیٰ بن عقبہ کی روایت کے مطابق بیان کیا ہے بلکہ اس سے مکمل۔ ابن ہشام نے بذریعہ زیاد، ابن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام جب حبشہ میں امن وامان سے زندگی بسر کرنے لگے اور نجاشی نے جملہ پناہ گزینوں کی حفاظت کا انتظام کر دیا، ادھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہو چکے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہر وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے ہمراہ رہنے لگے، ان حالات میں اسلام کی روشنی مختلف قبائل میں پہنچنے لگی تو قریش نے ان حالات سے مشتعل ہو کر ایک منصوبہ بنایا کہ بنی ہاشم اور بنو عبدالمطلب کے خلاف ایک معاہدہ تحریر کریں تاکہ ان سے رشتے ناطے قطعاً موقوف کر دیئے جائیں ان کے ساتھ خرید وفروخت بالکل معطل اور بند کر دی جائے باہمی اتفاق کے بعد یہ تحریر لکھ کر اور اس پر پورے اتحاد واتفاق کا مظاہرہ کرنے کی خاطر اسے کعبہ کے اندر آویزاں کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف معاہدہ لکھنے والے کا انجام...... یہ تحریر اور ظالمانہ صحیفہ، منصور بن عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار بن قصی نے لکھا، بعض کاتب کا نام نضر بن حارث بتاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے اس کی بعض انگلیاں شل اور بے کار ہو گئیں اور بقول واقدی طلحہ بن ابی طلحہ اس کا کاتب ہے۔ امام ابن کثیر کہتے ہیں کہ مشہور یہی ہے کہ اس صحیفے کا کاتب منصور بن عکرمہ تھا جیسا کہ ابن اسحاق سے منقول ہے اس کا ہاتھ بے کار ہو گیا تھا اس سے کام نہیں کر سکتا تھا اور قریش میں ضرب المثل تھا، منصور کا انجام دیکھو۔ بقول واقدی یہ صحیفہ کعبہ کے اندر معلق تھا۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب قریش نے صحیفے کا کارنامہ سرانجام دیا تو بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب ابوطالب کے ہمراہ شعب میں چلے آئے بنی ہاشم سے صرف ابولہب عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب شعب میں نہیں آیا بلکہ اس نے قریش کے ساتھ تعاون کیا۔

ابولہب...... حسین بن عبداللہ کا بیان ہے کہ ابولہب جب قومی محاذ سے الگ ہو کر مخالف فریق کا معاون بن گیا تو اس کی ملاقات ہند بنت ربیعہ سے ہوئی تو اس نے کہا اے دختر عتبہ! کیا میں نے لات اور عزیٰ کی مدد نہیں کی؟ اور اس کے مخالفین سے جدا نہیں ہو گیا؟ تو اس نے اثبات میں جواب دے کر کہا جناب جزاک اللہ خیراً۔

نزول سورہ تبت...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ابولہب ایک اعتراض یہ بھی کیا کرتا تھا کہ محمد مجھ سے چند ایسی باتوں کا ذکر کرتے تھے کہ وہ بعد از مرگ واقع ہوں گی اور میں انہیں کچھ نہیں سمجھتا، بتاؤ بعد از مرگ میرے ہاتھ میں کیا رکھا ہوگا پھر اپنے ہاتھوں میں پھونک مار کر کہتا ہے تباً لکما دونوں

www.ahlehaq.org

تباہ ہو جاؤ، جو باتیں محمد کہتا ہے ان میں سے میں دونوں ہاتھوں میں کچھ نہ دیکھوں تو اللہ تعالیٰ نے سورہ تبت نازل فرمائی۔

مقاطعہ کے بعد ابو طالب کے اشعار:

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب مقاطعہ پر قریش کا اتفاق ہو گیا اور اس میں انہوں نے غلط وطیرہ اپنایا تو ابو طالب نے چند اشعار کہے:

الا ابلغا عنى على ذات بيننا
لؤيا وخصا من لؤى بنى كعب
الم تعلموا انا وجدنا محمداً
نبياً كموسى خط فى اول الكتب
وان عليه فى العباد محبة
ولا خير ممن خصه الله بالحب
وان الذى الصقتم من كتابكم
لكم كائن نحسا كراغية السقب
افيقوا افيقوا قبل ان يحفر الثرى
ويصبح من لم يجن ذنبا كذى الذنب

”سنو! میری جانب سے باہمی شکر رنجی کے باوصف لوی کو پیغام پہنچا دو خصوصاً بنی کعب کو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم نے موسیٰ کی طرح محمد ﷺ کو نبی پایا ہے، پہلی کتابوں میں یہ تحریر موجود ہے۔ اور اس کی صورت ہی سے لوگوں کو پیار ہے اور کوئی بھی اس شخص سے بہتر نہیں جسے اللہ نے اس کی محبت کے لئے منتخب کیا ہے۔ جو تم نے اپنے صحیفے میں درج کیا ہے وہ تمہارے لئے ثمود کی اونٹنی کے بچے کی آواز کی طرح منحوس ثابت ہوگا۔ مخالفت کی خلیج وسیع ہونے اور بے گناہ کے گناہ گار کی طرح ہو جانے سے قبل باز آ جاؤ۔“

ولا تتبعوا امر الوشاة وتقطعوا
اواصرنا بعد المودة والقرب
وتستجلبوا حربا عوانا وربما
امر على من ذاقه حلب الحرب
فلسنا ورب البيت نسلم احمدا
لعزاء من عض الزمان ولا كرب
ولما تبن منا ومنكم سوالف
وايد اترت بالقساسية الشهب
بمعترك ضيق ترى كسر القنا
به والنسور الطخم يعكفن كالشرب
كان مجال الخيل فى حجراته
ومعمعة الأبطال معركة الحرب
اليس ابونا هاشم شد ازره
واوصى بنيه بالطعان وبالضرب

"کم عقلوں کی بات نہ مانو محبت و مودت کے بعد باہمی تعلقات کو منقطع نہ کرو، تم ایک مستقل لڑائی کی بنیاد نہ ڈالو، بسا اوقات لڑائی کا ذائقہ کڑوا ہوتا ہے۔ رب کعبہ کی قسم! ہم احمد کو تلخ اوقات اور مصائب زمانہ کی وجہ سے کسی کے سپرد نہ کریں گے اور جب تک ہمارے آپس میں ہاتھ اور گردنیں چمکیلی تلواروں سے قلم نہ ہوں۔ کیا ہمارا والد ہاشم نہ تھا جس نے ہر مشکل کام کے لئے کمر باندھ لی تھی اور اس نے اپنی اولاد کو نیزہ بازی اور تلوار زنی کی وصیت کی تھی"۔

ولسنا نمل الحرب حتی تملنا
ولا نشتکی ما قد ینوب من النکب
ولکننا اھل الحفائظ والنھی
اذا طار ارواح الکماۃ من الرعب

"ہم جنگ و جدال سے نہیں اکتاتے یہاں تک کہ وہ ہم سے اکتا جائے اور ہم مصائب کا شکوہ نہیں کرتے۔ لیکن ہم لوگ باشعور اور عقلمند ہیں جب بہادر لوگ حواس باختہ ہو جائیں۔"

حکیم بن حزام کا شعب ابی طالب میں غلہ پہنچانا...... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ابو طالب نے شعب میں مصائب برداشت کرتے ہوئے دو یا تین برس بسر کئے، کوئی قریشی صلہ رحمی کی خاطر کچھ تحائف بھیجنا چاہتا تو مخفی طریقے سے ہی بھیج سکتا تھا۔ مذکور ہے کہ ابو جہل کی حکیم بن حزام سے راستے میں ملاقات ہو گئی، حکیم کے ہمراہ ایک غلام گندم اٹھائے ہوئے تھا جو کہ وہ خدیجہ بنت خویلد کی خاطر لا رہا تھا وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شعب میں رہائش پذیر تھیں۔ ابو جہل نے اس سے الجھتے ہوئے کہا کیا تو بنی ہاشم کے پاس یہ راشن لے جائے گا؟ واللہ! تو یہ خوراک ان کے ہاں نہیں لے جا سکتا میں تجھے رسوا کروں گا کہ یہ معاہدہ کا پابند نہیں ہے۔ اسی دوران ابو البختری بن ہشام بن حارث بن اسد بھی آ گئے اس نے کہا کیوں الجھ رہے ہو؟ تو ابو جہل نے کہا یہ بنی ہاشم کے پاس گندم لے جا رہا ہے تو ابو البختری نے کہا اس کی پھوپھی کا غلہ اس کے پاس محفوظ تھا کیا تو اسے لے جانے سے روک سکتا ہے؟ چھوڑ دو جانے دو، ابو جہل ملعون حائل ہو گیا اور دونوں آپس میں دست و گریبان ہو گئے تو ابو البختری نے اونٹ کا جبڑا اٹھا کر اس کے سر پر مار کر زخمی کر دیا اور اس کو پاؤں میں روند ڈالا۔ حمزہؓ بھی قریب میں کھڑے ہوئے یہ منظر دیکھ رہے تھے قریش نہیں چاہتے تھے کہ یہ ماجرا اصحاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو جائے اور وہ سن کر خوش ہوں۔

شعب ابی طالب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دینا...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی حالت میں بلا خوف و خطر، شب و روز قوم کو اسلام کی دعوت دینے میں مصروف تھے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت و نصرت کا سامان ابو طالب، بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کے ذریعے بہم پہنچا دیا تھا وہ آپ سے دست و گریبان ہونے سے گریز کرتے لیکن نکتہ چینی، مخاصمت اور استہزاء و مزاح سے باز نہ آتے، ان حوادثات کے سلسلہ میں قرآن نازل ہوتا، بعض کا نام لے کر اور اکثر کا نام لئے بغیر، چنانچہ ابن اسحاق نے اس سلسلہ میں ابولہب اور اس کے متعلق ایک پوری سورت اترنے کا ذکر کیا ہے۔

ابو جہل کی خدا کو گالی دینے کی دھمکی...... امیہ بن خلف کے متعلق بھی "سورۂ ہمزہ" بکمال و تمام نازل ہوئی، عاص بن وائل کے بارے میں افرءیت الذی کفر بآیتنا وقال لاوتین مالا وولدا (مریم ۔ ۷۷) آیت نازل ہوئی۔ ابو جہل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تم ہمارے معبودوں کو سب و شتم نہ کرو ورنہ ہم آپ کے خدا کو گالی گلوچ کریں گے تو یہ آیت (۱۰۸) نازل ہوئی "اللہ کے بغیر جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں ان کو گالی مت دو ورنہ یہ لوگ لاعلمی اور عداوت کی بنا پر اللہ تعالیٰ کو برا بھلا کہیں گے" نازل ہوئیں۔

نضر بن حارث کی کہانیاں...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعظ و نصیحت فرماتے اور گذشتہ اقوام کے واقعات سناتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے تو نضر بن حارث بن کلدہ بن علقمہ، بقول سہیلی علقمہ بن کلدہ، اسی جگہ پر بیٹھ کر رستم و اسفندیار کے حالات اور شاہان

www.ahlehaq.org

ایران کے عہد میں ان کے درمیان رونما ہونے والے جنگی کارنامے سنا کر کہتا واللہ! محمد ﷺ کا بیان مجھ سے اچھا نہیں۔ اس کی باتیں تو پہلے لوگوں کی بے سروپا کہانیاں ہیں اس کے متعلق سورۂ فرقان کی آیت وقالوا اساطیر الاولین (۵۔ فرقان) اور (۷۔ جاثیہ) کی آیات ویل لکل افاک اثیم نازل ہوئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان شکن جواب...... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں ولید بن مغیرہ کے ہمراہ تشریف فرما تھے نضر بن حارث بھی آ کر بیٹھ گیا دوسرے قریشی بھی وہاں موجود تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بات شروع کی تو نضر بن حارث نے کج بحثی کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دندان شکن جواب دے کر لاجواب کر دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ انبیاء (۹۸) کی تلاوت فرمائی۔ ''تم اور تمہارے معبود جن کی تم اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہو دوزخ کا ایندھن ہیں تم اس میں داخل ہونے والے ہو۔''(۱) اور اس کے بعد آپ ﷺ وہاں سے تشریف لے گئے تو عبداللہ بن زبعری سہمی مجلس میں آ بیٹھا اسے ولید بن مغیرہ نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی مجلس میں کہا ہے کہ تم اور تمہارے معبود سب جہنم کا ایندھن ہو تو نضر بن حارث سے واللہ! کوئی جواب نہ بن پڑا تو زبعری سہمی نے کہا واللہ! اگر میں ہوتا تو اسے دندان شکن جواب دیتا مجھ سے پوچھو کیا اللہ کے علاوہ تمام معبود اور عبادت گزار جہنم کا ایندھن ہیں تو سنو! ہم فرشتوں کی پرستش کرتے ہیں، یہود عزیر کی عبادت کرتے ہیں، عیسائی حضرت عیسیٰ کی بندگی کرتے ہیں ولید اور حاضرین مجلس عش عش کر اٹھے اور وہ سمجھے کہ اس نے ناقابل تردید حجت پیش کی ہے۔

یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا جو بھی چاہے کہ اللہ کے علاوہ اس کی پوجا ہو وہ اپنے عبادت گزاروں کے ہمراہ دوزخ میں ہوگا، یہ لوگ شیطانوں کی عبادت کرتے ہیں اور جن کی عبادت کا شیطان ان کو امر کرتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آیت انبیاء (۲۱/۱۰۱) نازل فرمائی۔ جس کے لئے پہلے ہی ہماری طرف سے حسن انجام کا فرمان جاری ہو چکا ہے وہ دوزخ سے دور ہوں گے۔(۲) یعنی عیسیٰ، عزیر اور وہ علماء و زہاد جو اللہ کی راہ پر گامزن رہے اگر ان کی پرستش ہوتی ہے تو وہ جہنم سے دور رہیں گے۔

کفار کا فرشتوں کو پوجنے اور ان کو خدا کی بیٹیاں کہنے کے بارے میں قرآن نازل ہوا (۲۱/۲۶) کہتے ہیں، خدا اولاد رکھتا ہے، وہ ایسی باتوں سے پاک ہے فرشتے اس کی بیٹیاں نہیں بلکہ سرفراز بندے ہیں۔(۳) ابن زبعری کے قول کی تردید کے سلسلے میں یہ آیات (۵۸۔۴۳/۵۷) نازل ہوئیں۔ جب ابن مریم کا حال بیان کیا گیا تو تیری قوم کے لوگ خوشی سے چلا اٹھے اور کہنے لگے کیا ہمارے دیوتا اچھے ہیں یا عیسیٰ، یہ بات انہوں نے صرف جھگڑے کے لئے تجھ سے بیان کی۔ بات یہ ہے کہ وہ بڑے جھگڑالو لوگ ہیں۔(۴)

انکم وما تعبدون کی تحقیق...... ان کا یہ اسلوب بیان غلط ہے کیونکہ یہ عرب لوگ ہیں اور عربی زبان کا دستور ہے کہ لفظ ''ما'' کا اطلاق بے جان اور بے عقل کے لئے ہوتا ہے اور انکم وما تعبدون (انبیاء ۹۸) سے مراد پتھروں سے تراشے ہوئے بت ہیں۔ حالانکہ عیسیٰ اور عزیر وغیرہ نیک لوگ مراد نہیں کیونکہ وہ لفظ ''ما'' کے لفظا اور لغۃ سے مصداق نہیں، وہ بخوبی جانتے ہیں کہ عیسیٰ کے متعلق جو انہوں نے وطیرہ اختیار کیا سراسر باطل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہوں نے یہ بات صرف جھگڑے کے لئے تجھ سے بیان کی ہے پھر مزید فرمایا عیسیٰ ہمارا ایک بندہ ہے جس کو ہم نے نبوت سے نوازا اور بنی اسرائیل کے لئے اس کو ہم نے اپنی قدرت کاملہ کی دلیل بنایا اسے بغیر مرد کے صرف عورت سے پیدا کیا اور حوا کو بغیر عورت کے صرف مرد سے پیدا کیا اور آدم کو محض اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا اور بقایا نوع انسان کو مرد اور عورت کے اختلاط سے پیدا کیا۔ اخنس بن شریق کے متعلق ''ولا تطع کل حلاف مھین'' (۶۸/۱۰) نازل ہوئیں۔

وحی ہم پر کیوں نہ اتری؟...... ولید بن مغیرہ نے کہا تعجب ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو اور مجھے نظر انداز کر دیا جائے حالانکہ میں

---

(۱) انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم انتم لہا واردون (۲) ان الذین سبقت لہم منا الحسنی اولئک عنہا مبعدون (۳) وقالوا اتخذ الرحمن ولدا الآیۃ (۴) ولما ضرب ابن مریم مثلا اذا قومک الی قولہ تعالی: بل ہم قوم خصمون

قریش کا رئیس اور ان کا عظیم سردار ہوں اور ثقیف کے رئیس ابو مسعود عمرو ثقفی کو پس پشت ڈال دیا گیا ہم دونوں شہروں کے بڑے لوگ ہیں اس کے متعلق (۴۳/۳۱) لولا نزل هذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم اور دیگر آیات نازل ہو گئیں۔

رخ زیبا پر تھوکنا...... ابی بن خلف نے عقبہ بن ابی معیط سے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم محمد کی مجلس میں گئے ہو اور اس کا کلام بھی سنا ہے بس مجھے تیرا چہرہ دیکھنا حرام بشرطیکہ تو اس کے چہرے پر تھوکے چنانچہ اس ملعون نے آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر تھوکا، اس بنا پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

> ”جس[1] دن گناہ گار مارے افسوس کے اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا کہے گا کاش میں بھی دنیا میں پیغمبر کے ساتھ اسلام کا رستہ لیتا ہائے میری کم بختی، کاش میں فلانے (یعنی) ابن ابی خلف کو دوست نہ بناتا۔“ (۲۹-۲۷)

بوسیدہ ہڈی کو زندہ کرنا...... ابی بن خلف ایک خستہ اور بوسیدہ ہڈی ہاتھ میں لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا اے محمد! تیرا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قدر خستگی کے بعد بھی اس ہڈی کو زندہ کرے گا؟ پھر اس نے ہڈی کو مسل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھونک مار کر اڑا دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، میرا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ اسے اور تجھے بھی خستہ اور بوسیدہ ہو جانے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے جہنم رسید کرے گا۔ پھر یہ آیات نازل ہوئیں ”اور ہم ہی سے باتیں بنانے لگا اور اپنی پیدائش بھول گیا کہتا ہے بھلا ان گلی سڑی ہڈیوں کو کون جلا سکتا ہے؟ اے پیغمبر! کہہ دے ان ہڈیوں کو وہی خدا جلائے گا جس نے پہلی بار ان کو پیدا کیا (اس وقت کچھ بھی نہ تھیں) اور وہ ہر چیز کا پیدا کرنا خوب جانتا ہے[2]۔“ (۷۸ـ۷۹)

عبادت کا مشترکہ منصوبہ...... باب کعبہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طواف میں مصروف تھے کہ اسود بن مطلب، ولید بن مغیرہ، امیہ بن خلف اور عاص بن وائل سہمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آئیے ہم آپ کے خدا کی عبادت کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے خداؤں کی عبادت کریں۔ عبادت کے سلسلے میں ہم ایک مشترکہ منصوبہ بنالیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورہ کافرون (۱۰۹) مکمل نازل فرمائی۔

زقوم...... جب ابوجہل نے یہ سنا کہ تھوہر کا درخت کھانا ہوگا (۳۷/۵۲) تو ابوجہل نے کہا جانتے ہو زقوم کیا ہے؟ وہ کھجور مکھن میں لپٹی ہوئی ایک چیز ہے پھر اس نے کہا لاؤ ہم کھائیں تو اس وقت آیت (۴۴/۴۳) ان شجرة الزقوم طعام الاثیم نازل ہوئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چیں بجبیں ہونا...... ولید بن مغیرہ، نبی علیہ السلام سے ہم کلام تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکے مسلمان ہونے کی امید تھی۔ ام مکتوم، عاتکہ بنت عبداللہ بن عنکثہ کا بیٹا نابینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر قرآن کی آیات پوچھنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکتا گئے کیونکہ آپ ولید سے ہم کلام تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے مسلمان ہونے کی قوی امید تھی، جب وہ بار بار پوچھتا رہا تو آپ چیں بجبیں ہو کر چل دیے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں سورہ عبس (۸۰/۱۴) کی چودہ آیات نازل کیں۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ مخاطب ولید نہیں بلکہ ابی بن خلف تھا۔ واللہ اعلم۔

سورہ نجم کا نزول اور کفار کا سجدہ کرنا...... محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ ایک غلط فہمی کی بنا پر جب مہاجرین حبشہ مکہ پلٹ آئے: کہ ان کو اطلاع پہنچی تھی کہ اہل مکہ مسلمان ہو گئے لیکن یہ اطلاع غلط تھی اور یہ غلط افواہ اس وجہ سے پھیلی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین مکہ کے ساتھ ایک روز تشریف فرما تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورہ نجم (۵۳) نازل ہوئی آپ ﷺ نے پوری سورت کے اختتام پر سجدہ کیا تو وہاں پر موجود مسلم اور غیر مسلم اور جن و انس سب نے سجدہ کیا اور سب حاضرین کے سجدہ کرنے کا بھی ایک سبب تھا جیسے اکثر مفسرین نے سورہ حج (۲۲/۵۲)

---

[1] ویوم یعض الظالم علی یدیه الی قوله تعالی: لم اتخذ فلانا خلیلا۔ [2] وضرب لنا مثلا ونسی خلقه الی قوله تعالی: وهو بکل خلق علیم (سورہ یس)

www.ahlehaq.org

میں بیان کیا ہے۔

قولہ تعالیٰ: وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الآیۃ

اس موقع پر مفسرین نے قصہ غرانیق جو کہ موضوع اور گھڑا ہوا ہے ذکر کیا ہے۔

ہم بعض مفاسد کی بناء پر اس کو نظر انداز کر دیتے ہیں البتہ اصل قصہ بخاری شریف میں موجود ہے جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ مکہ میں نبی علیہ السلام نے سورۂ نجم تلاوت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اختتام پر سجدہ کیا اور سب حاضرین نے سجدہ کیا سوائے ایک شخص کے کہ اس نے کنکریوں اور مٹی کی ایک مٹھی اٹھا کر اپنی پیشانی سے مس کر لی اور کہنے لگا مجھے یہی کافی ہے۔

ابن عباس کہتے ہیں میں نے اسے دیکھا کہ وہ کفر کی حالت میں ہی قتل ہوا۔ (مسلم، ابوداؤد، نسائی، مسند احمد) امام احمد نے جعفر بن مطلب بن ابی وداعہ کے والد سے روایت کی ہے کہ مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ نجم تلاوت فرمائی اور آپ کے ہمراہ سب حاضرین نے سجدہ کیا لیکن میں نے سر جھکایا اور سجدہ کرنے سے انکار کر دیا (چونکہ وہ اس وقت مسلمان نہ تھا) اس کے بعد جب بھی کوئی سورۂ نجم کی آیت سجدہ پڑھتا تو وہ لازماً سجدہ کرتا۔ (نسائی)

دونوں روایتوں میں تطبیق...... ان دونوں روایتوں میں تطبیق اس طرح ہے کہ اس نے صرف سر جھکایا اور کبر و غرور کی وجہ سے سر زمین پر نہیں ٹکایا اور ابن مسعود نے جس کا تذکرہ کیا ہے اس نے قطعاً سجدہ نہیں کیا تھا۔ غرضیکہ خبر رساں نے مشرکین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تو اس نے سمجھا کہ یہ لوگ مسلمان ہو چکے ہیں اور ان کا آپ کے ساتھ کوئی نزاع نہیں۔ چنانچہ یہ افواہ پھیل گئی اور مہاجرین حبشہ نے بھی یہ خبر سن لی تو وہ خبر کو صحیح سمجھ کر مکہ پلٹ آئے بعض پھر واپس چلے گئے اور کچھ نے مکہ میں اقامت اختیار کر لی۔ دونوں فریق (یعنی واپس جانے والے اور مکہ میں رہائش کرنے والے) درست اور حق بجانب ہیں۔

مہاجرین حبشہ سے واپس آنے والے...... ابن اسحاق نے مہاجرین حبشہ میں سے واپس آنے والوں کی جو فہرست بتلائی ہے اس میں کل ۳۳ افراد شامل ہیں۔

(۱) ...... عثمان بن عفان۔
(۲) ...... رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ۔
(۳) ...... ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ۔
(۴) ...... اس کی بیوی سہلہ بنت سہیل۔
(۵) ...... عبداللہ بن جحش۔
(۶) ...... عتبہ بن غزوان۔
(۷) ...... زبیر بن عوام۔
(۸) ...... مصعب بن عمیر۔
(۹) ...... سویبط بن سعد۔
(۱۰) ...... طلیب بن عمیر۔
(۱۱) ...... عبدالرحمٰن بن عوف۔
(۱۲) ...... مقداد بن عمرو۔
(۱۳) ...... عبداللہ بن مسعود۔
(۱۴) ...... ابو سلمہ بن عبدالاسد۔

www.ahlehaq.org

(۱۵)...... ان کی بیوی ام سلمہ۔
(۱۶)...... شماس بن عثمان۔
(۱۷)...... سلمہ بن ہشام۔
(۱۸)...... عیاش بن ابی ربیعہ (یہ دونوں غزوہ خندق تک مکہ میں محبوس رہے)
(۱۹)...... عمار بن یاسر (بشرطیکہ مہاجرین حبشہ میں شامل ہوں)
(۲۰)...... معتب بن عوف۔
(۲۱)...... عثمان بن مظعون۔
(۲۲)...... سائب بن عثمان۔
(۲۳)...... قدامہ بن مظعون۔
(۲۴)...... عبداللہ بن مظعون۔
(۲۵)...... خنیس بن حذافہ۔
(۲۶)...... ہشام بن عاص بن وائل غزوہ خندق کے بعد تک مکہ میں محبوس رہے۔
(۲۷)...... عامر بن ربیعہ۔
(۲۸)...... اس کی بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ۔
(۲۹)...... عبداللہ بن مخرمہ۔
(۳۰)...... عبداللہ بن سہیل بن عمرو، یہ غزوہ بدر تک مکہ میں پابند رہے، مشرکین کے ہمراہ جنگ میں روانہ ہوئے بدر پہنچ کر مسلمانوں میں شامل ہو گئے۔
(۳۱)...... ابو سبرہ بن ابی رہم۔
(۳۲)...... اس کی بیوی ام کلثوم بنت سہیل۔
(۳۳)...... سکران بن عمرو بن عبد شمس ان کی بیوی سودہ بنت زمعہ
(۳۴)...... سعد بن خولہ۔
(۳۵)...... ابو عبیدہ بن جراح۔
(۳۶)...... عمرو بن حارث بن زہیر۔
(۳۷)...... سہیل بن بیضاء۔
(۳۸)...... عمرو بن ابی سرح رضوان اللہ علیہم اجمعین۔
یہ تعداد خواتین کو ملا کر ہے ورنہ مرد حضرات ۳۳ ہی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کی ہجرت گاہ کا دکھلایا جانا...... بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تمہاری ہجرت گاہ دکھائی گئی ہے جو دو پہاڑوں کے درمیان واقع نخلستان ہے چنانچہ بعض مسلمان مدینہ کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے اور حبشہ سے پلٹنے والے اکثر مسلمان بھی مدینہ چلے آئے اس باب میں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی گذشتہ روایت اور اسماء رضی اللہ عنہ بنت عمیس کی روایت آئندہ بیان ہوگی۔ ان شاء اللہ۔

دوران نماز بات کرنے کی ممانعت...... امام بخاری نے عبداللہ سے روایت کی ہے کہ ہم آپ کو نماز پڑھتے ہوئے سلام عرض کرتے تو

آپ ﷺ سلام کا جواب دے دیتے، جب ہم نجاشی کے پاس سے واپس لوٹے تو اس وقت ہم نے سلام عرض کیا تو آپ جواب نہ دیتے، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! پہلے تو آپ نماز میں ہی سلام کا جواب دے دیا کرتے تھے اور اب ہم حبشہ سے واپس آئے ہیں تو آپ جواب عنایت نہیں فرماتے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز میں تو تسبیح وتحمید اور تلاوت ومناجات ہوتی ہے (اس میں سلام وکلام مناسب نہیں) (مسلم، ابوداؤد و نسائی بہ سند دیگر) ابن مسعود کی یہ روایت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی مسلم، بخاری میں مذکور روایت کی مؤید ہے کہ ہم نماز میں گفتگو کر لیتے تھے جب **قوموا للّٰہ قانتین** (۲/۲۳۸) آیت نازل ہوئی تو ہمیں نماز میں سکوت کا حکم دیا گیا اور کلام کرنے سے منع کر دیا گیا۔ واضح رہے کہ حدیث میں ہم سے مراد جماعت صحابہ رضی اللہ عنہ ہے کیونکہ زید انصاری اور مدنی صحابی ہیں نماز میں کلام کرنا تو مکہ میں ہی منسوخ ہو چکا تھا باقی رہا حدیث زید میں مدنی آیت کا ذکر کرنا تو یہ مسئلہ واضح ہے ممکن ہے کہ زید نے سمجھا ہو کہ اس آیت سے کلام کرنے کی حرمت ثابت ہوئی ہے حالانکہ قبل ازیں اس کی حرمت ثابت ہو چکی ہے۔ واللہ اعلم۔

عثمان بن مظعون کا ولید کی پناہ رد کر دینا …… ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ حبشہ سے واپس پلٹنے والوں میں عثمان بن مظعون بھی تھے جنہوں نے ولید بن مغیرہ کی ہمسائیگی اور پناہ حاصل کر لی تھی۔ ابو سلمہ بن عبدالاسد نے اپنے ماموں ابو طالب کی پناہ حاصل کر لی تھی ان کی والدہ ابو طالب کی ہمشیرہ برہ بنت ابو طالب ہے۔ عثمان نے دیکھا کہ میرے مسلمان بھائی کفار کے ظلم وستم کا نشانہ ہیں اور میں ولید کی پناہ اور امان کے باعث آرام وراحت سے زندگی بسر کر رہا ہوں، واللہ! میرا ایک مشرک کی حمایت وہمسائیگی میں سکون واطمینان سے رہنا ایک دینی نقص ہے چنانچہ اس نے ولید بن مغیرہ سے کہا جناب! آپ نے اب تک اپنی ذمہ داری بخوبی سرانجام دی ہے اب میں آپ کو ذمہ داری سے سبکدوش کرتا ہوں اس نے کہا اے بھتیجے کیا وجہ ہے؟ شاید تمہیں کسی قریشی نے اذیت پہنچائی ہے تو عثمان نے نفی میں جواب دے کر کہا میں اللہ کی پناہ کی بجائے کسی کی پناہ کو پسند نہیں کرتا تو ولید نے کہا چلو کعبہ کے پاس چل کر میری پناہ کو علانیہ واپس لوٹا دو چنانچہ وہ دونوں مسجد میں چلے آئے تو ولید نے کہا عثمان نے میری پناہ کو واپس کر دیا ہے تو عثمان نے کہا ولید درست کہتے ہیں میں نے ان کو نہایت وفادار اور عمدہ ہمسائیگی والا پایا ہے بس میں نے ان کی امان کو واپس کر دیا۔

عثمان اور لبید …… پھر عثمان ایک مجلس میں چلے آئے جہاں لبید بن ربیعہ بن مالک بن جعفر اپنے اشعار سنا رہے تھے اس نے شعر کا ایک مصرعہ **الا کل شیء ما خلا اللّٰہ باطل** پڑھا تو عثمان نے خوب داد دی اور کلمہ تحسین کہا پھر اس نے دوسرا مصرعہ **و کل نعیم لا محالۃ زائل** پڑھا تو عثمان نے کہا بالکل غلط، جنت کی نعمت سدا بہار ہے تو لبید نے کہا قریشیو! تمہارے ہم نشین کو ایسا غیر مہذب جواب نہیں دیا جاتا تھا یہ کب سے شروع ہوئی؟ تو ایک قریشی نے کہا یہ بیوقوفوں کے ایک گروہ کا ایک فرد ہے یہ ہمارا دین ترک کر چکے ہیں آپ اس کا برا نہ منائیں، عثمان نے اس قریشی کا ترکی بترکی جواب دیا یہاں تک کہ معاملہ بڑھ گیا اور قریشی نے عثمان کی آنکھ پر تھپڑ رسید کر کے زخمی کر دیا ولید بھی قریب کھڑا یہ منظر دیکھ رہا تھا اس نے کہا اے بھتیجے واللہ! تیری آنکھ اس زخم سے محفوظ تھی آپ مضبوط پناہ میں زندگی بسر کر رہے تھے تو عثمان نے کہا جناب واللہ! میری تندرست آنکھ بھی مجروح آنکھ کے زخم پر رشک کرتی ہیں میں آپ سے زیادہ طاقتور کی پناہ وجوار میں ہوں، یہ سن کر ولید نے عثمان کو دوبارہ پناہ وامان کی پیش کش کی تو اس نے اس پیش کش کو ٹھکرا دیا۔

ابولہب کے کلمات …… ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ ابو سلمہ بن عبدالاسد نے جب ابو طالب سے پناہ حاصل کر لی تو مخزومی لوگوں نے ابو طالب سے عرض کیا جناب ابو طالب! آپ نے محمد ﷺ اپنے بھتیجے کو پناہ دی درست ہے مگر آپ کا ابو سلمہ سے کیا واسطہ! ابو طالب نے کہا وہ میرا بھانجا ہے اگر مجھے بھانجے کو اس وامان دینے کے حقوق میسر نہیں تو میں بھتیجے کو کیسے پناہ دے سکتا ہوں، یہ بات سن کر ابولہب نے کہا آپ ابو طالب پر بہت نکتہ چینی کرتے ہیں تم اس کی پناہ میں لوگوں پر ظلم وزیادتی کرتے ہو واللہ! قریشیو! یا تو تم ایسی حرکتوں سے باز آ جاؤ یا میں اس کا ہر معاملہ میں ہمدرد ومعاون ہو جاؤں گا اور وہ ہر مقصد میں کامیاب ہو جائے گا۔

یہ تیز وتند گفتگو سن کر مخزومی کہنے لگے جناب ابو عتبہ! ہم معذرت خواہ ہیں (ابولہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ان کا معاون ومددگار تھا)

www.ahlehaq.org

اس کا یہ خیر خواہانہ اور مصالحانہ رویہ دیکھ کر ابو طالب کو امید کی کرن نظر آئی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت و نصرت کا کردار ادا کرے گا چنانچہ ابو طالب نے اس کو اپنی مدد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہتر رویہ اختیار کرنے پر آمادہ کیا۔

ان امرأ ابو عتيبة عمه
لفي روضة ما ان يسام المظالما
اقول له واين منه نصيحتي
ابا معتب ثبت سوادك قائما
ولا تقبلن الدهر ما عشت خطة
تسب بها اما هبطت المواسما
وولّ سبيل العجز غيرك منهم
فانك لم تخلق على العجز لازما
وحارب فان الحرب نصف ولن ترى
اخا الحرب يعطي الخسف حتى يسالما

”وہ آدمی جس کا چچا عیش و عشرت میں ہو وہ ظلم و ستم کا نشانہ نہ ہو، میں اسے کہتا ہوں (لیکن میری نصیحت کہاں کارگر ہے) اے ابو معتب! (ابولہب کی کنیت) تم ثابت قدم رہو تو کبھی ایسی خصلت قبول نہ کر جو باعث عار و ندامت ہو۔ اگر تو حج کے موسم میں لوگوں کے پاس جائے۔ عاجزی اور ناتوانی کی راہ کسی اور کے سپرد کر دے تو خوشامد اور انکساری کے لئے پیدا نہیں ہوا۔ برسر پیکار آ، بے شک جنگ سے انصاف میسر ہوتا ہے۔ پیکار پرست کو کبھی ذلت سے دوچار نہیں دیکھے گا حتی کہ اس سے صلح و آشتی ہو گی۔“

وكيف ولم يجنوا عليك عظيمة
ولم يخذلوك غانما او مغارما
جزى الله عنا عبد شمس ونوفلا
وتيما ومخزوما عقوقا ومأثما
بتفريقهم من بعد ود والفة
جماعتنا كيما ينالوا المحارما
كذبتم وبيت الله نبزى محمدا
ولما تروا يوما لدى الشعب قائما

”تیری یہ کیفیت کیونکر ہے حالانکہ بنی ہاشم نے تجھ پر کوئی ظلم نہیں کیا اور نہ وہ تجھے تیری فراخ دستی اور تنگ دستی کے وقت تجھ سے جدا ہوئے۔ عبد شمس، نوفل، تیم اور مخزوم قبیلے کو اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے قطع رحمی اور گناہ کا بدلہ دے۔ اس باعث کہ انہوں نے ہمارے قبیلہ کو محبت و الفت کے بعد جدا جدا کر دیا ہے تا کہ وہ ناجائز امور تک پہنچ سکیں۔ بیت اللہ کی قسم! تم غلط سمجھے ہو کہ ہم سے محمد چھین لے جائیں گے جب تک کہ تم شعب کے پاس ایک فرد بھی کھڑا ہوا نہ دیکھو۔“

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا عزم ہجرت ...... ابن اسحاق روایت کرتے ہیں وہ زہری سے اور وہ عروہ سے اور وہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ پر مکہ کی فضا تنگ ہو گئی اور ان کو وہاں سخت تکلیف پہنچی نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ پر

www.ahlehaq.org

مصائب کے پہاڑ ٹوٹتے دیکھ کر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب کی اور آپ نے اجازت مرحمت فرمادی چنانچہ مکہ سے ایک یا دو روز کے سفر کے بعد آپ کی ملاقات ابن دغنہ سے ہوئی، وہ بنی حارث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ میں سے تھا اور وہ اس وقت احابیش کا رئیس تھا۔ بقول واقدی اس کا نام حارث بن یزید ہے اور سہیلی نے اس کا نام مالک بتایا ہے تو اس نے پوچھا جناب کہاں؟ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میری قوم نے مجھے مکہ سے نکال دیا ہے، مجھے اذیت پہنچائی ہے اور میرے لئے مشکلات پیدا کر دی ہیں، ابن دغنہ نے کہا یہ نہیں ہو سکتا واللہ! تم قبیلہ کی زینت ہو، مصیبتوں میں کام آتے ہو، نیک کام کرتے ہو، مفلسوں کے مددگار ہو واپس چلئے آپ میری پناہ میں ہیں چنانچہ وہ بھی آپ کے ہمراہ چلا آیا مکہ میں پہنچے تو ابن دغنہ نے کہا اے جماعت قریش! میں نے ابن ابی قحافہ کو پناہ دی ہے۔ اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ چنانچہ وہ لوگ ایذا رسانی سے باز آ گئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ بنی جمح میں ان کے گھر کے دروازے پر ان کی مسجد تھی وہ اس میں نماز پڑھتے تھے نہایت نرم دل تھے قرآن پڑھتے تو اشکبار ہو جاتے، غلام، بچے اور خواتین کی ہیئت وصورت کو تعجب کی نگاہ سے دیکھتے، چنانچہ قریش نے ابن دغنہ سے اپنی پریشانی کا اظہار کیا کہ آپ نے ان کو پناہ ہمیں ایذا پہنچانے کے لئے نہیں دی؟ وہ جب نماز میں قرآن تلاوت کرتا ہے تو اس پر محویت طاری ہو جاتی ہے اور اس کی شکل وصورت خاص انداز کی ہوتی ہے ہمیں اپنے بچوں، خواتین اور کمزور عقائد کے لوگوں پر خطرہ ہے کہ وہ اس فتنہ میں مبتلا ہو جائیں گے آپ اسے حکم دیجئے کہ وہ اپنے گھر کے اندر جیسے چاہے نماز پڑھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ابن دغنہ کی پناہ رد کرنا...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ابن دغنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا میں نے آپ کو پناہ تو قوم کو اذیت پہنچانے کے لئے نہیں دی تھی وہ آپ کے اس جگہ نماز پڑھنے کو ناپسند کرتے ہیں اور اذیت محسوس کرتے ہیں اس لئے آپ اپنے گھر کے اندر جس طرح چاہیں نماز پڑھیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں آپ کی پناہ سے مستعفی ہو جاؤں اور اللہ کی پناہ پسند کر لوں تو ابن دغنہ نے کہا بالکل میرا عہد وپیمان لوٹا دو چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں آپ کی حفاظت وپناہ سے سبکدوش ہوتا ہوں یہ سن کر ابن دغنہ نے کھڑے ہو کر اعلان کر دیا کہ ابن ابی قحافہ نے میری پناہ اور ذمہ داری مسترد کر دی اب تم جانو اور وہ جانے۔

امام بخاری نے اس حدیث کو بیان کیا ہے اور اس میں ایک بہترین اضافہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے اپنے والدین کو مسلمان پایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلاناغہ صبح وشام ہمارے ہاں تشریف لایا کرتے تھے، جب مسلمان سخت اذیت میں مبتلا ہو گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ہجرت کی نیت سے حبشہ کی طرف روانہ ہوئے، برک غماد میں پہنچے تو وہاں رئیس قارہ ابن دغنہ سے ملاقات ہوئی تو اس نے پوچھا جناب! کہاں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میری قوم نے مجھے جلاوطن کر دیا ہے میں اب چاہتا ہوں کہ خدا کی زمین پر گھوم پھر کر اللہ کی عبادت کروں، چنانچہ یہ سن کر ابن دغنہ نے کہا آپ جیسا انسان تو نہ خود اپنا وطن چھوڑے نہ اسکو وطن چھوڑنے پر مجبور کیا جائے، آپ تو مفلس لوگوں کی ضروریات پوری کرتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، درماندہ لوگوں کا بوجھ برداشت کرتے ہیں مہمان نوازی کرتے ہیں۔

مصائب میں لوگوں کے کام آتے ہیں اس لئے میں آپ کو پناہ دیتا ہوں اپنے شہر میں اپنے رب کی عبادت کیجئے چنانچہ ابوبکر واپس چلے آئے اور ابن دغنہ بھی آپ کے ہمراہ چلا آیا اور مغرب کے وقت تمام سرداران مکہ کے گھر جا کر اس نے کہا ابوبکر جیسا ہمہ صفت موصوف انسان نہ خود وطن ترک کرے اور نہ اس کو جلاوطن کیا جائے، کیا تم ایسے انسان کو شہر بدر کرنا چاہتے ہو جو مفلس لوگوں کی خبر گیری کرتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے، درماندہ لوگوں کا پشت پناہ ہے مہمان نواز ہے اور مصائب میں لوگوں کے کام آتا ہے، یہ باتیں سن کر قریش نے ابن دغنہ کی درخواست قبول کرتے ہوئے کہا آپ ابوبکر کو حکم دیں کہ وہ اپنے گھر کے اندر رہ کر نماز پڑھے اور جو چاہے تلاوت کرے، ہماری اذیت کا باعث نہ بنے اور علانیہ نہ پڑھے ہمیں اپنے بیوی بچوں کے فتنہ میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ لاحق ہے لہذا ابن دغنہ نے یہ تجویز ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بتائی تو آپ گھر کے اندر نماز پڑھنے لگے آہستہ اور چھپ کر پڑھتے۔

پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کچھ سوچ کر کھلے صحن میں مسجد بنالی، وہ اس میں نماز پڑھتے اور تلاوت کرتے، مشرکین کے بچے اور خواتین ان کو

www.ahlehaq.org

تعجب خیز نگاہوں سے دیکھتے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب قرآن تلاوت کرتے تو ان پر رقت طاری ہو جاتی اور بے ساختہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اس صورت حال سے پریشان ہو کر مشرکین نے ابن دغنہ کو پیغام بھیج کر بلوایا، جب وہ آیا تو اسے کہنے لگے ہم نے ابوبکر کو پناہ تو آپ کی درخواست پر دی تھی کہ وہ گھر میں چپکے چپکے نماز پڑھے لیکن اس نے تجاوز کر کے کھلے طور پر مسجد تعمیر کر لی ہے اور بلند آواز سے نماز میں قرآن پڑھتا ہے ہمیں اپنے بچوں اور خواتین کے فتنہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ لاحق ہے اگر وہ گھر کے اندر رہ کر چپکے سے پڑھیں تو بہتر ورنہ آپ اسے کہیں کہ وہ آپ کی ذمہ داری اور پناہ سے خارج ہو جائے گا، ہم آپ کے عہد کے خلاف ورزی پسند نہیں کرتے اور ابوبکر کو بھی علانیہ عبادت کرنے کا حق نہیں دے سکتے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ابن دغنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ میں نے کیا عہد و پیمان کیا تھا؟ یا تو آپ اس کی پابندی کریں یا اسکو مسترد کر دیں میں یہ پسند نہیں کرتا کہ عرب میں یہ مشہور ہو کہ فلاں کے عہد اور ذمہ داری کو توڑ دیا گیا ہے، یہ سن کر حضرت ابوبکر نے کہا میں آپ کی ذمہ داری اور پناہ مسترد کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی پناہ و حفاظت پر اکتفا کر کے خوش ہوں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر نے اپنے والد قاسم سے بتایا کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ابن دغنہ کی پناہ اور ذمہ داری کو مسترد کر دیا تو آپ کعبہ کی طرف جا رہے تھے کہ کسی بے وقوف اور شرارتی قریشی نے آپ کے سر پر مٹی ڈال دی، ولید بن مغیرہ یا عاص بن وائل آپ کے پاس سے گزرا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے کہا کیا دیکھتے نہیں اس احمق نے کیا کیا تو اس نے کہا (خود کردہ را علاج نیست) یہ آپ نے اپنے ساتھ خود کیا ہے، یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تین بار کہا الٰہی! تو کتنا حلیم اور بردبار ہے۔

www.ahlehaq.org

فصل

ان مندرجہ بالا واقعات کو ابن اسحاق نے قریش کا بنی ہاشم اور بنی عبد مناف کے خلاف معاہدہ کرنے اور ان کے درمیان ظالمانہ دستاویز مرتب کرنے اور ان کو شعب میں محصور کرنے اور اس صحیفہ کی منسوخی وغیرہ کے درمیان ذکر کیا ہے اور یہ ترتیب درست ہے، بنا بریں امام شافعی کا مقولہ ہے:

من اراد المغازی فهو عیال علی ابن اسحاق

جو شخص مغازی کا علم طلب کرنا چاہتا ہے وہ ابن اسحاق کا محتاج، خوشہ چیں اور عیال ہے۔

صحیفہ کی منسوخی اور معطلی...... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب شعب میں پابندی کے ساتھ تھے کہ اس صحیفہ کی منسوخی کی تحریک شروع ہوئی اس میں سب سے نمایاں حصہ ہشام بن عمرو بن حارث بن حبیب بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی کا ہے۔ یہ نضلہ بن ہشام بن عبد مناف کے اخیافی اور ماں جائے بھائی عمرو بن حارث کا بیٹا تھا، ہشام بنی عبد مناف، بنی ہاشم سے میل جول اور صلہ رحمی کرتا تھا اپنی قوم کا رئیس تھا غلے کے لدے ہوئے شتر کو شعب کے پاس لا کر بے مہار کر دیتا اور اسے مار کر شعب میں داخل کر دیتا۔ وہ اسی طرح صلہ رحمی اور ہمدردی کا اظہار اور کردار ادا کرتا رہتا تھا۔ اس نے زہیر بن ابی امیہ مخزومی سے کہا کہ اس کی والدہ عاتکہ بنت عبدالمطلب ہے کیا تجھے یہ پسند ہے کہ تم کھاؤ اور پیو اور عیش اڑاؤ اور تمہارے ماموں نہایت بدحال اور قطع رحمی سے دوچار ہوں؟ خدا کی قسم! اگر وہ ابوجہل کے ماموں ہوتے اور تو ان سے قطع رحمی کا سوال اٹھاتا تو وہ کبھی تیری بات نہیں مانتا تو اس نے کہا افسوس! میں تنہا کیا کر سکتا ہوں میرے ہمراہ ایک بھی ہوتا میں یہ صحیفہ ریزہ ریزہ کر دیتا تو زہیر نے کہا تیسرا تلاش کیجئے۔

چنانچہ وہ مطعم بن عدی کے پاس گیا اور اسے کہا کیا تجھے پسند ہے کہ عبد مناف کے دو خاندان تباہ و برباد ہو جائیں اور تم قریش کے ہمراہ اس سازش میں شریک رہو واللہ! اگر تم یہ موقع فراہم کر دیا تو اور لوگ بھی اس میں فوراً شامل ہو جائیں گے تو مطعم نے جواب دیا افسوس! میں تنہا اس میں کیا کر سکتا ہوں تو ہشام نے کہا دوسرا ابھی موجود ہے اس نے پوچھا کون؟ تو جواب دیا میں ہوں پھر اس نے کہا کوئی تیسرا بھی تلاش کرو تو اس نے کہا تیسرا

www.ahlehaq.org

بھی ہے، پوچھا کون؟ تو بتایا زبیر، پھر اس نے کہا کوئی چوتھا تلاش کرو چنانچہ وہ ابوالبختری بن ہشام کے پاس گیا اس کے ساتھ بھی مطعم بن عدی کی سی گفتگو کی تو اس نے پوچھا کوئی اس میں ہمارا معاون بھی ہے؟ تو اس نے کہا ہاں ہے، پھر اس نے پوچھا کہ کون ہے؟ تو اس نے کہا زبیر، مطعم اور میں تو اس نے کہا کوئی پانچواں تلاش کرو چنانچہ وہ زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد کے پاس گیا تو اس سے اسی قسم کی گفتگو کی تو اس نے پوچھا کیا اس تحریک کا کوئی اور رکن بھی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں، اور تحریک کے دیگر ارکان کے نام بھی بتائے۔

چنانچہ سب نے رات کو مکہ کے بالائی حصہ میں واقع "خطم الحجون" میں جمع ہونے کا وعدہ کیا، جب وعدہ وہ سب مجلس میں آئے اور باتفاق رائے یہ طے پایا کہ صحیفے کو منسوخ کر دیا جائے اور زہیر نے کہا اس بات کا میں آغاز کروں گا۔ یہ معاملہ میرے سپرد کر دو چنانچہ وہ لوگ حسب وعدہ مجلس میں آئے اور زہیر بھی عمدہ لباس پہنے آیا، بیت اللہ کا طواف کرنے کے بعد لوگوں سے متوجہ ہو کر اس نے کہا مکہ کے باشندو! کیا ہم عیش وعشرت سے زندگی بسر کریں اور بنی ہاشم خستہ حال، تباہ و برباد اور مفلوک الحال ہوں، واللہ! جب تک یہ ظالمانہ صحیفہ پھاڑ نہ دیا جائے میں بیٹھوں گا نہیں، مسجد کے ایک کونے سے ابوجہل بولا واللہ! یہ صحیفہ نہیں پھاڑا جائیگا تو زمعہ نے کہا واللہ! تو سب سے جھوٹا ہے، ہم اس کی تحریر پر بھی خوش نہ تھے تو ابوالبختری بولا زمعہ درست کہتا ہے ہم اس مضمون کو پسند نہیں کرتے اور نہ ہی اس کو برقرار رکھیں گے، ادھر سے مطعم بولے تم دونوں سچ کہتے ہو اس کے برخلاف بات کرنے والا جھوٹا ہے ہم اس صحیفے اور مضمون سے بیزار ہیں۔ ہشام بن عمرو نے بھی اس قسم کا جواب دیا تو ابوجہل نے کہا (معلوم ہوتا ہے) کہ یہ بات رات ہی سے طے شدہ ہے اور کسی دوسری جگہ پر یہ مشورہ پہلے ہی سے ہو چکا ہے۔

اس گفتگو کے دوران ابوطالب بھی مسجد کے ایک کونے میں تشریف فرما تھے مطعم اس دستاویز کو پھاڑنے کے لئے اٹھا تو دیمک نے ماسوائے اسماء الٰہی کے سب چاٹ لیا تھا اس صحیفے کا کاتب اور تحریر کرنے والا منصور بن عکرمہ تھا اس کا ہاتھ شل اور بیکار ہو گیا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ بعض اہل علم کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کو بتایا کہ چچا جان! اللہ تعالیٰ نے دیمک کو اس صحیفے پر مسلط کر دیا ہے اس نے ماسوائے اسماء الٰہی کے ظلم و تشدد کا سب مضمون چاٹ لیا ہے ابوطالب نے دریافت کیا کیا تیرے پروردگار نے یہ بتایا ہے اربک اخبرک بھذا، آپ نے فرمایا جی ہاں، پھر ابوطالب قریش کو اطلاع دی کہ میرے بھتیجے نے مجھے ایسا بتایا ہے، صحیفہ لاؤ اگر ان کے فرمان کے مطابق ہو تو تم قطع رحمی سے باز آ جاؤ اور اس سے دستبردار ہو جاؤ، معاذ اللہ اگر اس نے غلط بیانی سے کام لیا ہے تو میں اسے آپ کے سپرد کر دوں گا سب قریش نے کہا ہاں درست ہے اور اس بات پر عہد و پیمان ہوئے، صحیفے کو اتار کر دیکھا تو وہ ہو بہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق تھا اس صورت حال کو دیکھ کر قریش میں ظلم و ستم کے خلاف جوش اور بڑھ گیا اور صحیفے کے برخلاف تحریک کے ارکان نے اس ظالمانہ صحیفہ کو چاک کر دیا۔

صحیفہ چاک کرنے والوں کی مدح میں ابوطالب کے اشعار...... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب صحیفہ پھاڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا گیا تو ابو طالب نے ان لوگوں کی تعریف و ستائش میں اشعار کہے جن کی سعی و کاوش سے صحیفہ چاک ہوا تھا:

الاهل اتى بحرينا صنع ربنا
على نأيهم والله بالناس اروود
فيخبرهم ان الصحيفة مزقت
وان كل مالم يرضه الله مفسد
تراوحها افك وسحر مجمع
ولم يلف سحراً آخر الدهر يصعد
تداعى لها من ليس فيها بقرقر
فطائرها في راسها يتردد

www.ahlehaq.org

وكانت كفاء وقعة بأثيمة
ليقطع منها ساعد ومقلد

"کیا ہمارے سمندر پار، مہاجرین حبشہ کو اس قدر مسافت کے باوجود اللہ کے اس عظیم احسان کی خبر موصول ہو چکی ہے؟ اللہ لوگوں پر بڑا مہربان ہے۔ کیا ہے کوئی جو ان کو بتائے کہ صحیفہ چاک ہو چکا ہے اور جس چیز کو اللہ پسند نہ کرے وہ تباہ ہوتی ہے۔ یہ دستاویز تہمت اور جھوٹ کا پلندہ ہے اور جھوٹ کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ اس میں وہ لوگ کوشاں تھے جو اس سے مطمئن نہ تھے یہ بات ان کے خیال میں بار بار آ رہی تھی۔ اور جارحانہ اقدام کے مساوی تھی کہ اس کے باعث ہاتھ اور گردنیں کٹتیں"۔

ويظعن اهل المكين فيهربوا
فرائصهم من خشية الشر ترعد
ويترك حراث يقلب امره
ايتهم فيها عند ذاك وينجد
وتصعد بين الاخشبين كتيبة
لها حدج سهم وقوس ومرهد
فمن ينش من حضار مكة عزة
فعزتنا في بطن مكة اتلد
نشأنا بها والناس فيها قلائل
فلم ننفكك نزداد خيراً ونحمد
ونطعم حتى يترك الناس فضلهم
اذا جعلت ايدي المفيضين ترعد

"اہل مکہ بھاگ کر کوچ کر جاتے اور مارے خوف کے ان کے شانے کپکپا رہے ہوتے اور روزی کا طلب گار حیران اور پریشان ہو جاتا کیا وہ اس وقت تہامہ میں یا نجد میں ہے۔ مکہ کے باشندوں میں سے ہماری عزت و آبرو کوئی فراموش کر سکتا ہے، ہماری خوش قسمتی اور قوت و عظمت مکہ میں بہت پہلے سے مسلم ہے۔ ہم نے وہاں نشو و نما اور ترقی حاصل کی اور لوگ وہاں معدود تھے ہم متواتر بڑھتے رہے اور ہماری تعریف و ستائش کی جاتی رہی۔ ہم اس قدر کھلاتے ہیں کہ لوگ "جوٹھ" چھوڑ دیتے ہیں جس وقت آنے والوں کے ہاتھ اس میں چلتے ہیں"۔

جزى الله رهطاً بالحجون تجمعوا
على ملاء يهدي لحزم ويرشد
قعوداً لدى حطم الحجون كانهم
مقاولة بل هم اعز وامجد
اعان عليها كل صقر كانه
اذا ما مشى في رفرف الدرع احرد
جريء على جل الخطوب كانه
شهاب بكفي قابس يتوقد
من الاكرمين من لؤي بن غالب

اذا سيم خسفا وجهه يتربد

"اللہ جزائے خیر دے اس گروہ کو جو حجون میں رشد و ہدایت اور حزم و احتیاط والی مجلس میں جمع ہوئے۔ وہ خطم حجون کے پاس ایک شان و شوکت سے بیٹھے ہیں گویا وہ رئیس ہیں بلکہ وہ ان سے بھی معزز اور محترم ہیں۔ دستاویز کی شکست و ریخت میں ہر شاہین نے حصہ لیا جب وہ لمبی قمیص زیب تن کئے چل رہا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا گویا وہ غضبناک شیر ہے۔ بڑے بڑے کارناموں میں وہ جرات و جسارت کا مظاہرہ کرتا ہے گویا کہ وہ چمکتا ہوا شعلہ ہے جو آگ لینے والے ہاتھوں میں منور ہے۔ وہ لوئی کے روساء میں سے ہے، جب اسے رسوا کیا جائے تو اس کا چہرہ متغیر ہو جاتا ہے"۔

طويل النجاد خارج نصف ساقه
على وجهه يسقى الغمام ويسعد
عظيم الرماد سيد وابن سيد
يحض على مقرى الضيوف ويحشد
ويبنى لابناء العشيرة صالحا
اذا نحن طفنا فى البلاد ويمهد
الظ بهذا الصلح كل مبرأ
عظيم اللواء امره ثم يحمد
قضوا ما قضوا فى ليلهم ثم اصبحوا
على مهل وسائر الناس رقد

"دراز قامت ہے، خفیف ہے، اس کی آدھی پنڈلی کھلی ہوئی ہے، اس کے چہرے کی بدولت ابر برستا ہے اور وہ سعادتمند ہے۔ مہمان نواز ہے، خاندانی رئیس ہے، مہمان نوازی پر آمادہ کرتا ہے۔ خاندان کے نوجوانوں کے لئے عمدہ معاشرے کی بنیاد ڈالتا ہے، جبکہ ہم دور دراز علاقوں میں بے فکر گھومتے پھرتے ہیں۔ ہر ستودہ صفات، شہرہ آفاق، قابل تعریف آدمی نے اس صلح میں خوب کوشش کی۔ رات کو انہوں نے اپنا کام سرانجام دیا (پھر وہ آہستہ آہستہ مقررہ جگہ پر پہنچ گئے) اور وہ لوگ محو خواب تھے۔"

هم رجعوا سهل بن بيضاء راضيا
وسر ابو بكر بها ومحمد
متى شرك الاقوام فى حل امرنا
وكنا قديما قبلها نتودد
وكنا قديما لا نقر ظلامة
وندرك ما شئنا ولا نتشدد
فيال قصى هل لكم فى نفوسكم
وهل لكم فيما يجىء به غد
فانى واياكم كما قال قائل
لديك البيان لو تكلمت اسود

سہل بن بیضاء کو انہوں نے رضامند کر کے بھیجا اس کارنامہ پر ابوبکر اور محمد بھی مسرور ہوئے۔ کب غیر اقوام کے لوگ ہمارے معاملات کے

www.ahlehaq.org

سلجھانے میں مصروف رہے ہیں، ہم تو ہر قدیم سے آپس میں مودت و محبت رکھتے ہیں۔ ہم عہد قدیم سے ظلم و ستم کو برداشت نہیں کرتے، جو چاہیں بلا تشدد حاصل کر لیتے ہیں۔ اے آل قصی! کیا تم نے اپنے متعلق کبھی غور کیا ہے اور آئندہ پیش آنے والے امور پر بھی سوچ بچار کیا۔ میری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کسی قاتل نے کہا اے کوہ اسود! تجھے حقیقت حال معلوم ہے اگر تجھے قوت گویائی حاصل ہوتی۔

لبیک البیان لو تکلمت اسود جبل کوہ اسود میں کوئی شخص قتل ہو گیا اس کا قاتل معلوم نہ ہو سکا تو مقتول کے وارثوں نے کہا اے کوہ اسود! اگر تو بات کر سکتا تو ہمیں اس کا قاتل بتا دیتا۔

ابن اسحاق نے اس سلسلہ میں اسلامی شاعر حسان کے مطعم بن عدی اور ہشام بن عمرو کی مدح و ستائش میں اشعار بیان کئے ہیں اور مورخ اموی نے بھی کچھ اشعار نقل کئے ہیں۔ ہم نے صرف ان اشعار پر اکتفا کیا ہے۔

شعب ابی طالب سے محاصرے کا ختم ہونا...... واقدی کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن صالح اور عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز سے دریافت کیا، بنی ہاشم شعب سے کب نکلے تھے تو اس نے کہا ۱۰ نبوت میں ہجرت سے تین سال قبل۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں اسی سال شعب سے باہر آنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب اللہ کو پیارے ہوئے اور آپ کی زوجہ محترمہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا بھی اسی سال فوت ہوئیں۔ (آئندہ مفصل بیان ہوگا ان شاء اللہ)

فصل

امام ابن اسحاق نے صحیفہ کی تمزیق کے قصے کے بعد متعدد ایسے واقعات بیان کئے ہیں جن سے قریش کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخالفت و عداوت آشکارا ہوتی ہے۔ قبائل عرب اور حج و عمرہ کی خاطر آنے والوں کو آپ سے متنفر کرنا مذکور ہے اور آپ کے دست حق پرست پر معجزات کا ظہور جن سے آپ ﷺ کی تائید اور مخالفین کے بے جا الزامات ازقسم مکر و فریب جادو، جنون وغیرہ کی تردید مقصود ہے:

واللہ غالب علی امرہ

اللہ اپنے حکم پر غالب آ کے رہتا ہے۔

طفیل دوسی رضی اللہ عنہ...... چنانچہ ابن اسحاق نے بلا سند ایک مرسل روایت میں طفیل بن عمرو دوسیؓ کے اسلام قبول کرنے کا قصہ بیان کیا ہے۔ آپ اپنے قبیلے کے رئیس اور معزز مقتدا تھے، آپ مکہ میں تشریف لائے تو اکابرین قریش نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھنے اور ہم کلام ہونے سے منع کیا وہ کہتے ہیں کہ وہ سارے قریش مجھے بار بار اس امر کی تاکید کرتے رہے کہ یہاں تک کہ میں نے پختہ عزم کر لیا کہ نہ میں آپ سے کلام کروں گا اور نہ ہی آپ کی بات سنوں گا یہاں تک کہ میں نے مسجد جاتے وقت اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لی مبادا میرے کان میں بے ساختہ ان کی بات پڑ جائے، میں صبح ہی مسجد میں گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے میں بھی آپ کے قریب کھڑا ہو گیا مگر اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا کہ میں نے نہایت عمدہ کلام سنا اور دل میں سوچا ہائے افسوس! کہ میں ایک دانا اور ممتاز شاعر ہوں، نیک و بد میں تمیز کر سکتا ہوں اس شریف آدمی کا کلام سننے سے کیا امر مانع ہے؟ اگر اس کا کلام عمدہ ہوا تو سر تسلیم خم ورنہ اس کو خیرباد کہہ دوں گا۔

طفیل دوسی رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا...... میں مسجد ہی میں بیٹھا رہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لے گئے میں بھی آپ کے پیچھے گھر میں داخل ہو گیا (رسمی گفتگو کے بعد) میں نے عرض کیا اے محمد! آپ کی قوم نے مجھے آپ سے کنارہ کش رہنے کی تاکید کی تھی اور وہ مجھے بار بار تاکید کرتے رہے حتیٰ کہ میں نے اپنے کانوں میں اس اندیشہ سے روئی بھر لی کہ میں آپ کا کلام نہ سن سکوں، مگر وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے، کہ میں نے آپ کا کلام سنا اور دل میں اتر گیا۔ گذارش ہے کہ آپ اپنا منشور بیان فرمائیں چنانچہ آپ ﷺ نے مجھے ارکان اسلام سے آگاہ کیا اور

www.ahlehaq.org

کلام پاک کی تلاوت سنائی۔ خدا کی قسم! میں نے اس سے عمدہ کلام کوئی نہیں سنا اور نہ اس سے انصاف پر اور کوئی منشور پایا اس کے بعد میں بحمد اللہ میں مسلمان ہو گیا اس کے بعد میں نے گزارش کی یا رسول اللہ! میں اپنی قوم میں مقبول اور ہر دل عزیز ہوں میں واپس ان کے پاس جا رہا ہوں اور ان کو اسلام کی دعوت پیش کروں گا دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایسی چیز عطا فرمائے جو مجھے تبلیغ میں معاون ہو چنانچہ آپ ﷺ نے دعا فرمائی (اللھم اجعل له آیة) الٰہی اسے کوئی نشانی اور امتیازی علامت عطا فرما۔

وہ کہتے ہیں کہ میں اپنی قوم کی طرف روانہ ہو گیا یہاں تک کہ میں ایک بالائی منزل پر پہنچ گیا جہاں سے آبادی نظر آ رہی تھی تو اللہ تعالیٰ نے میری دونوں آنکھوں کے درمیان چراغ جیسی روشنی پیدا کر دی تو میں نے دعا کی الٰہی! اسے آنکھوں کے مابین نہ ہو مجھے اندیشہ ہے کہ وہ اسے مثلہ اور بدنما داغ سمجھیں گے جو آبائی دین کے ترک سے پیدا ہوا ہے چنانچہ وہ نور تبدیل ہو کر کوڑے کے سر اور بالائی حصہ میں رونما ہو گیا۔

آبادی میں موجود لوگ کوڑے کے نور کو معلق قندیل کی طرح دیکھ رہے تھے میں اسی حالت میں ان کے پاس پہنچ کر سواری سے اترا تو میرے والد جو ضعیف اور عمر رسیدہ تھے تشریف لائے تو میں نے کہا ابا جی! آپ مجھ سے الگ رہیں میرا آپ سے کوئی رشتہ نہیں تو اس نے کہا کیوں بیٹا؟ میں نے عرض کیا کہ میں مسلمان ہو کر محمد ﷺ کے دین کا پیرو ہوں تو ابا جی نے کہا بیٹے! تیرا دین ہی میرا دین ہے تو میں نے عرض کیا کہ آپ غسل کے بعد پاکیزہ لباس پہن کر تشریف لایئے میں آپ کو اسلامی تعلیم سے آگاہ کروں گا چنانچہ وہ غسل کے بعد پاک و صاف لباس زیب تن کر کے آئے تو میں نے ان کے سامنے اسلامی تعلیمات پیش کیں اور وہ مشرف بہ اسلام ہو گئے پھر میری رفیقہ حیات آئی تو میں نے اسے بھی یہی کہا کہ مجھ سے دور رہ میرا تیرا کوئی رشتہ نہیں تو اس نے کہا کیوں کر؟ میں نے کہا اسلام نے ہمارے درمیان تفریق ڈال دی ہے اور میں مسلمان ہو چکا ہوں تو اس نے بھی کہا بس تیرا طریقہ ہی میرا طریقہ ہے تو میں نے کہا ذی الشری کے چراگاہ کے محفوظ تالاب سے غسل کر کے آؤ۔ "ذی الشری" دوس قبیلے کا بت تھا بت پرستوں نے اس کے گرد و پیش ایک چراگاہ وقف کر رکھی تھی وہاں پہاڑ سے پانی گر کر ایک نشیبی مقام میں جمع ہوتا تھا تو اس نے کہا میرے ماں و باپ آپ پر صدقے! کیا ذی الشری بت سے میری اولاد کو کوئی خطرہ درپیش نہ ہو گا تو میں نے کہا بالکل نہیں ہو گا میں اس کا ضامن ہوں چنانچہ وہ غسل کر کے آئی تو میں نے اسے اسلامی عقائد بتائے تو وہ مسلمان ہو گئی۔ پھر دوس قبیلے کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو انہوں نے کچھ تامل و تردد اور تذبذب سے کام لیا تو پھر میں نے مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! دوس قبیلہ اکثر بدکار ہے آپ ان پر بددعا فرما دیں، چنانچہ آپ نے ان پر بددعا کے بجائے دعا دی کہ یا اللہ! دوس کو ہدایت نصیب کر۔ آپ نے فرمایا ان کو نرم رویے اور احسن طریقے سے اسلام کی دعوت دو۔

ذو الکفین بت کو جلانا ...... طفیل کہتے ہیں میں ان کو اسلام کی طرف بلاتا رہا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے غزوہ بدر، احد اور خندق کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خاندان کے ستر یا اسی افراد کے ہمراہ حاضر ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر فتح کر چکے تھے ہمیں بھی حصہ دیا پھر میں فتح مکہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہا میں نے عرض کیا آپ مجھے عمرو بن حممہ کے بت ذو الکفین کی طرف روانہ کیجئے میں اسے جلا کر خاکستر کر دوں۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ طفیل نے اسے جلا کر بھسم کر دیا۔

یا ذا الکفین لست من عبادکا
میلادنا اقدم من میلادکا
انی حشوت النار فی فؤادکا

"اے ذو الکفین! میں تیرے پرستاروں سے نہیں ہوں، ہماری عمر تجھ سے بڑی ہے۔ میں نے تیرے اندر آگ بھر کر راکھ کر دیا ہے۔"

فتنہ ارتداد کی سرکوبی کرنا ...... پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس چلے آئے اور وہ آپ ﷺ کے انتقال تک مدینہ میں رہے جب عرب میں ارتداد کی لہر دوڑی تو وہ بھی مسلمانوں کے ہمراہ فتنہ ارتداد کے دفع کرنے کے لئے روانہ ہو گئے۔ طلیحہ اسدی اور نجد کے علاقہ سے فارغ ہو کر یمامہ میں گئے ان کا بیٹا عمرو بھی ان کے ساتھ تھا۔

طفیل دوسی رضی اللہ عنہ کا خواب اور اس کی تعبیر...... یمامہ کی طرف جاتے ہوئے انہوں نے خواب دیکھا اور انہوں نے اپنے رفقاء کو بتایا اور ان سے تعبیر کی درخواست کی میں نے دیکھا کہ میرا سر منڈا ہوا ہے میرے منہ سے ایک پرندہ نکل کر اڑ گیا ہے اور ایک عورت نے مجھے اپنی شرم گاہ میں داخل کر لیا ہے اور میرا بیٹا مجھے پوری کوشش سے تلاش کر رہا ہے پھر میں نے اسے دیکھا کہ وہ میرے پاس آنے سے روک دیا گیا ہے حاضرین نے کہا تم نے بہتر خواب دیکھا ہے طفیل نے کہا میں نے اس کی خود تعبیر لگائی ہے سب نے کہا بتایئے؟ تو اس نے کہا سر مونڈنے سے مراد سر کا قلم ہونا ہے منہ سے پرندے کا خارج ہونا روح کا پرواز کرنا ہے، عورت کا اپنی شرم گاہ میں چھپا لینا قبر میں دفن ہونا ہے، بیٹے کا میری جستجو کرنا اور پھر رک جانے کا مطلب ہے کہ وہ بھی کوشش کرے گا کہ اسے شہادت نصیب ہو۔

چنانچہ طفیل رضی اللہ عنہ کا قصہ ابن اسحاق نے بغیر سند کے مرسل بیان کیا ہے اور اس قصہ کی صحیح حدیث میں تائید موجود ہے امام احمد (وکیع، سفیان، ابو الزناد، اعرج) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ طفیل اور اس کے رفقاء نے عرض کیا کہ دوس نے اللہ کی نافرمانی کی ہے تو آپ ﷺ نے دعا کی یا اللہ! دوس کو ہدایت نصیب کر اور ان کو یہاں حاضر کر۔ امام بخاری نے بھی اسے از ابی نعیم از سفیان ثوری روایت کیا ہے۔

امام احمد (یزید، محمد بن ابی عمرو، ابو سلمہ) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ طفیل رضی اللہ عنہ مع اپنے رفقاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! دوس نے دائرہ اسلام میں داخل ہونے سے انکار کر دیا ہے آپ ان کے خلاف دعا فرمائیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو میں نے کہا قبیلہ دوس برباد ہو گیا مگر آپ نے فرمایا الٰہی! دوس کو ہدایت فرما اور ان کو یہاں حاضر فرما۔ یہ سند عمدہ ہے۔

امام احمد (سلیمان بن حرب، حماد بن زید، حجاج صواف، ابی الزبیر) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ طفیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ کو مستحکم قلعہ اور محافظ لوگوں کی ضرورت ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قلعہ میں منتقل ہونے سے انکار کر دیا کیونکہ یہ سعادت انصار کے نصیب میں تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ہجرت کر کے چلے آئے تو طفیل کے ہمراہ ایک دوسی مرد بھی مدینہ آیا تو مدینہ کی آب وہوا اسے راس نہ آئی چنانچہ وہ بیمار پڑ گیا گھبراہٹ کے عالم میں اس نے تیر کی نوک سے اپنی انگلیوں کے جوڑ کاٹ ڈالے جس کے نتیجے میں ہاتھوں سے خون بہتا رہا، جب خون بند نہ ہوا تو وہ مر گیا۔

طفیل دوسی رضی اللہ عنہ کا ایک اور خواب دیکھنا...... طفیل نے خواب میں ایک شخص کو نہایت عمدہ حال میں دیکھا اور وہ اپنے ہاتھ چھپائے ہوئے ہے اس سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے ہجرت کی بدولت بخش دیا ہے میں نے پھر پوچھا کہ ہاتھ کیوں چھپا رکھے ہیں؟ تو اس نے کہا مجھے ارشاد ہوا کہ جو تم نے خود خراب کیا ہے وہ درست نہ ہوگا۔ طفیل نے یہ خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گذار کیا تو آپ نے دعا فرمائی:

اللھم و یدیہ فاغفر

الٰہی! اس کے ہاتھوں کو بخش دے۔

امام مسلم نے یہ روایت ابن ابی شیبہ اور اسحاق بن ابراہیم کی معرفت سلیمان بن حرب سے روایت کی ہے۔

تطبیق...... مذکورہ بالا حدیث اور جندب رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ حدیث میں تطبیق متعدد وجوہ سے ہے کہ گذشتہ اقوام میں ایک مجروح شخص تھا اس نے گھبراہٹ کے عالم میں چھری سے ہاتھ کاٹ ڈالا تھا جب خون بند نہ ہوا تو وہ مر گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے خودکشی کر کے میرے حکم کی تعمیل نہیں کی میں نے اس پر جنت حرام کر دی ہے۔

تطبیق کی وجوہات درج ذیل ہیں:

(۱)...... وہ مشرک تھا اور یہ مسلمان تھا نیز ممکن ہے کہ اس کی یہ خودکشی دوزخی ہونے کا ایک مستقل سبب ہو، گو کہ اس کا مشرک ہونا بجائے خود ایک مستقل سبب تھا مگر اللہ تعالیٰ نے یہ اسلئے بتایا کہ اس کی امت عبرت پذیر ہو۔

www.ahlehaq.org

(۲) ...... ممکن ہے کہ وہ خودکشی کی ممانعت سے آگاہ ہو اور یہ مسلم ہونے کی بناء پر اس جرم سے بے خبر ہو۔

(۳) ...... امکان ہے کہ اس نے یہ خودکشی حلال سمجھتے ہوئے کی ہو اور اس مسلمان نے حلال سمجھ کر نہیں بلکہ خطا اور گناہ سمجھتے ہوئے کی ہو۔

(۴) ...... ہاتھ کاٹنے سے اس کا مقصد خودکشی اور ہلاکت ہو، بخلاف اس مسلمان کے ہاتھ کاٹنے سے اس کا مطلب خودکشی نہ ہو بلکہ کوئی اور مقصد ہو مثلاً فصد وغیرہ۔

(۵) ...... اس کے نیک اعمال نہایت کم ہوں جو خودکشی کا معاوضہ، در معاوضۂ اہلیت سے عاری ہوں اور یہ مسلمان نہایت نیک کردار ہو کہ اس کے اعمال صالحہ جرم خودکشی کا معاوضہ ادا کرسکتے ہوں اس وجہ سے بھی کہ وہ دوزخی نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہجرت کے باعث اسے معاف کردیا۔ فقط اس کے ہاتھ معیوب تھے باقی جسم ٹھیک ٹھاک تھا اور اس نے عیب چھپا رکھا تھا جب طفیل رضی اللہ عنہ نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ ہاتھ ڈھانپے ہوئے ہیں تو اس وجہ سے پوچھی تو اس نے بتایا مجھے ارشاد ہوا ہے کہ خود کردہ را علاجے نیست۔ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خواب گوش گزار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

اللهم و يديه فاغفر

الٰہی اس کے معیوب ہاتھوں کو درست فرمادے۔

پس محقق اور صحیح بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے طفیل کے رفیق کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی۔

اعشیٰ بن قیس کا قصہ ...... ابن ہشام خلاد بن قرۃ سدوسی وغیرہ مشائخ بکر بن وائل کی معرفت چند اہل علم سے روایت کرتے ہیں کہ اعشیٰ بن قیس بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی خاطر روانہ ہوا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک مدحیہ قصیدہ کہا:

الم تغتمض عيناك ليلة ارمدا
وبت كما بات السليم مسهدا
وما ذاك من عشق النساء وانما
تناسيت قبل اليوم خلة مهددا
ولكن ارى الدهر الذي هو خائن
اذا اصلحت كفاي عاد فافسدا
كهولا وشبانا فقدت وثروة
فلله هذا الدهر كيف ترددا
وما زلت ابغي المال مذ انا يافع
وليدا وكهلا حين شبت وامردا
وابتذل العيس المراقيل تغتلي
مسافة ما بين النجير فصرخدا

”کیا شب بھر تیری آشوب زدہ آنکھ نہیں لگی اور مار گزیدہ کی طرح تو نے بے چینی سے رات بسر کی۔ اور یہ رات جاگنا عورتوں کے معاشقہ کی وجہ سے نہیں ہے اور میں تو آج سے قبل اپنی معشوقہ مہدد کی دوستی فراموش کرچکا ہوں لیکن میں زمانہ کی دستبرد اور بددیانتی کو جانتا ہوں۔ جب حالات درست ہوں تو وہ خراب کردیتا ہے۔ میں بوڑھوں اور جوانوں اور دولت و ثروت کو کھو چکا ہوں، تعجب ہے کہ زمانہ کیسا انقلاب آفریں ہے۔ میں بچپن، قریب بلوغت، بے ریش اور بڑھاپے کے زمانے میں (یعنی عمر کے ہر حصہ میں) مال و دولت کا گرویدہ رہا ہوں۔ میں دوڑاتا ہوں سفید بال والے تیز رفتار اونٹوں کو نجیر اور صرخد کے

www.ahlehaq.org

درمیان مسافت طے کرتا ہے۔"

الا ایها السائلی این یممت
فان لها فی اهل یثرب موعدا
فان تسالی عنی فیارب سائل
حفی عن الاعشی به حیث اصعدا
اجدت برجلیها النجاد وراجعت
یداها خنافا لینا غیر احردا
وفیها اذا ما هجرت عجرفیة
اذا خلت حرباء الظهیرة اصیدا
وآلیت لا آوی لها من کلالة
ولا من حفی حتی تلاقی محمدا
متی ما تناخی عند باب ابن هاشم
تراحی وتلقی من فواضله ندی

"اے مجھ سے سوال کرنے والے کہ یہ اونٹنی کہاں جا رہی ہے، سنو! اس کا اہل یثرب سے وعدہ ہے۔ اگر تو مجھ سے پوچھے تو کوئی عجب نہیں، اعشیٰ کے متعلق، بہت سے چھان بین کر کے پوچھنے والے ہیں جہاں وہ جاتا ہے۔ وہ تو اپنے پاؤں کو بلند مقامات پر تیز چلاتی ہے اور وہ اپنے اگلے پاؤں کو لچک دے کر بغیر کسی تنگی کے گھما کر رکھتی ہے۔ ان مقامات میں جب دوپہر کے وقت تیز رفتار مضبوط گردن والی اونٹنی چلتی ہے، جب کہ دوپہر کی سخت گرمی میں گرگٹ خالی پڑے ہیں۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ تھکاوٹ اور زخمی پاؤں کے باوجود اس پر ترس نہ کھاؤں گا یہاں تک کہ وہ محمد کے پاس پہنچ جائے۔ ابن ہاشم کے دروازے پر پہنچ کر تجھے راحت نصیب ہوگی اور اس کے عطیات کی تجھ پر نوازش ہوگی۔"

نبی یری ما لا ترون وذکره
اغار لعمری فی البلاد وانجدا
له صدقات ما تغب ونائل
فلیس عطاء الیوم مانعه غدا
اجدک لم تسمع وصاة محمد
نبی الاله حیث اوصی واشهدا
اذا انت لم ترحل بزاد من التقی
ولاقیت بعد الموت من قد تزودا
ندمت علی ان لا تکون کمثله
فترصد للامر الذی کان ارصدا
فایاک والمیتات لا تقربنها
ولا تاخذن سهما حدیدا لتفصدا

"نبی وہ چیز دیکھتا ہے جو دوسرے نہیں دیکھ سکتے اور اس کی شہرت زندگی کی قسم! نشیب و فراز اور نجد میں پہنچ چکی ہے اس کے

www.ahlehaq.org

صدقات اور تحائف بانٹتے ہوئے صادر رہتے ہیں۔ آج کا عطیہ انہیں کل کے عطا دینے سے مانع نہیں ہے۔ کیا تیری کوشش ہے کہ اللہ کے نبی محمد ﷺ کی وصیت نہ سنے جب وہ وصیت کرے۔ جب تو تقویٰ کا توشہ لے کر سفر نہیں کرے گا اور موت کے بعد تیری ملاقات ایسے شخص سے ہوگی جو توشہ والا ہوگا تو تجھے پشیمانی ہوگی کہ تو اس جیسا نہیں ہے۔ کہ تو بھی اس زاد راہ کی تیاری کرتا جس کی اس نے تیاری کی۔ تو مردار کے قریب نہ جا اور تیز دھار تیر کو رگ کاٹنے کے لئے نہ پکڑ۔"

وذا النصب المنصوب لا تنسکنه
ولا تعبد الاوثان والله فاعبدا
ولا تقربن جارة کان سرها
علیک حراما فانکحن او تابدا
وذا الرحم القربی فلا تقطعنه
لعاقبة ولا الاسیر المقیدا
وسبح علی حین العشیة والضحی
ولا تحمد الشیطان والله فاحمدا
ولا تسخرن من بائس ذی ضرارة
ولا تحسبن المال للمرء مخلدا

"کسی نصب شدہ بت کی عبادت نہ کر اور نہ ہی بتوں کی پرستش کر صرف ایک اللہ کی عبادت کر۔ ہمسایہ عورت کے قریب مت جا کہ اس کا جسم تجھ پر حرام ہے۔ نکاح کر یا مجرد رہ۔ عاقبت کی خاطر قطع رحمی نہ کر۔ بندھے قیدی سے بھی اچھا سلوک کر۔ دن کے اول آخر اللہ کی تسبیح بیان کر۔ شیطان کی تعریف نہ کر بلکہ اللہ کی تعریف بیان کر۔ کسی محتاج آفت زدہ کا مذاق نہ اڑا اور یہ گمان نہ کر کہ مال انسان کو دوام بخش سکتا ہے۔"

ابن ہشام کہتے ہیں کہ جب وہ مکہ یا اس کے قریب پہنچا تو کسی قریشی مشرک نے اس سے پوچھا کیسے آنا ہوا؟ تو اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسلمان ہونے کے لئے آیا ہوں۔ قریشی نے کہا جناب ابو بصیر! وہ زنا کو حرام کہتا ہے۔ تو اعشیٰ نے کہا مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں۔ تو قریشی نے کہا وہ شراب کو بھی حرام کہتا ہے تو اعشیٰ نے کہا واللہ اس کی دل میں ہوس ہے واپس جاتا ہوں امسال اس کو پی لوں گا پھر آ کر مسلمان ہو جاؤں گا چنانچہ وہ واپس چلا گیا اور اسی سال فوت ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکا۔

زنا اور شراب کی حرمت...... ابن ہشام نے یہ قصہ سیرت میں اس مقام پر بیان کیا ہے۔ حالانکہ وہ ابن اسحاق پر گرفت کرتے ہیں اور یہ ابن ہشام کی غلطی ہے کہ اعشیٰ کا قصہ انہوں نے یہاں بیان کیا ہے۔ کیونکہ شراب کی حرمت تو بنی نضیر کے واقعہ کے بعد مدینہ میں آئی (کما سیاتی) اور ظاہر ہے کہ اعشیٰ کا مسلمان ہونے کے لئے سفر ہجرت کے بعد ہوا ہے کیونکہ وہ کہتا ہے:

الا ایہذا السائلی این یممت فان لہا فی اہل یثرب موعدا

ابن ہشام کو چاہئے تھا کہ اس واقعہ کو ہجرت کے بعد درج کرتے۔ واللہ اعلم۔

سہیلی کہتے ہیں کہ یہ ابن ہشام اور اس کے خوشہ چینوں کی غلطی ہے۔ کیونکہ شراب بالاتفاق جنگ احد کے بعد حرام ہوئی ہے۔ واللہ۔ سہیلی یہ بھی کہتے ہیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ عتبہ بن ربیعہ کے گھر پر اعشیٰ کی ملاقات ابوجہل سے ہوئی تھی۔ ابو عبیدہ اعشیٰ سے یہ بات مروی ہے سہیلی نے علاقہ قیس میں بھی ان میں یہ کہا کہ کبھی آ کر وہ مسلمان ہو جائے گا تو اسے کفر کی طرف سے مفر نہیں کر سکتا۔ واللہ اعلم۔

ابن اسحاق نے اس مقام پر اعشیٰ کا قصہ بیان کیا ہے جو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

آپ ﷺ کی رکانہ پہلوان سے کشتی لڑنا اور اسے پچھاڑ دینا ...... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے ابو اسحاق بن یسار نے بتایا کہ رکانہ بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف قریش کا طاقتور پہلوان تھا وہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مکہ کی کسی گھاٹی میں ملا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا اے رکانہ! تو اللہ سے کیوں نہیں ڈرتا؟ اور جس دین کی میں دعوت دیتا ہوں تو قبول نہیں کرتا؟ تو اس نے کہا اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ آپ کا فرمان حق ہے تو میں آپ کی اتباع کر لیتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اگر میں کشتی میں تجھے پچھاڑ دوں تو تجھے یقین آ جائے گا کہ میرا کہنا حق ہے اس نے کہا جی ہاں! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کشتی کے لئے میدان میں آ جا چنانچہ رکانہ اٹھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کشتی لڑنے لگا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو گرا کر زمین پر لٹا دیا کہ وہ بے بس و بے حس و حرکت پڑا تھا۔

پھر دوبارہ اس نے کہا اے محمد! پھر آؤ چنانچہ آپ ﷺ نے اسے دوبارہ بھی پچھاڑ دیا تو اس نے کہا اے محمد! یہ نہایت عجیب و غریب بات ہے کہ آپ نے مجھے پچھاڑ دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم اللہ سے ڈرو اور میری اتباع کرو تو میں تجھے اس سے بھی زیادہ عجیب و غریب واقعہ دکھا سکتا ہوں اس نے کہا وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ درخت جو تو سامنے دیکھ رہا ہے میں اسے بلاتا ہوں تو وہ میرے سامنے آ جائے گا اس نے کہا آپ اسے بلائیے آپ نے اسے بلایا تو وہ چل کر آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا اپنی جگہ واپس چلا جا تو وہ واپس چلا گیا (یہ سب دیکھ کر) رکانہ قریش کے پاس چلا گیا اور اس نے کہا اے اولاد عبد مناف! تم روئے زمین کے جادوگروں سے اپنے صاحب محمد کا مقابلہ کراؤ اللہ کی قسم! میں نے اس سے بڑا جادوگر نہیں دیکھا پھر اس نے آپ کا معجزہ اور عجیب و غریب واقعہ لوگوں کو بتایا۔

ابن اسحاق نے یہ واقعہ بلا سند بیان کیا ہے ابوداؤد اور ترمذی نے یہ واقعہ بروایت ابی الحسن عسقلانی از ابو جعفر بن محمد بن رکانہ از ابیہ (محمد) بیان کیا ہے۔ ترمذی نے کہا کہ یہ روایت غریب ہے ہم مذکورہ بالا ابو الحسن عسقلانی اور ابن رکانہ کو نہیں جانتے۔

امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ابوبکر شافعی نے عمدہ سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یزید بن رکانہ نے نبی علیہ السلام سے کشتی لڑی تو نبی علیہ السلام نے اسے تین بار پچھاڑ دیا اور ہر بار کشتی پر سو بکری کی شرط لگی تھی۔ تیسری بار جب آپ نے اسے پچھاڑ دیا تو اس پہلوان نے کہا یا محمد! آپ سے پہلے مجھے کوئی چت نہیں کر سکا اور آپ سے زیادہ میرے نزدیک کوئی دشمن بھی نہ تھا اب میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں چنانچہ نبی علیہ السلام اس کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور شرط کی بکریاں بھی اسے واپس کر دیں۔

رہی درخت والا معجزہ تو وہ ہم دلائل النبوۃ میں بیان کریں گے (ان شاء اللہ) ابو الاشد پہلوان کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھاڑ دیا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور یہاں اس واقعہ میں ابن اسحاق نے نجاشی عیسائیوں کے وفد کا بھی تذکرہ کیا ہے جو ہم پہلے ازیں بیان کر چکے ہیں۔

نادار مسلمانوں کی تضحیک ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں بیٹھتے تو کمزور و نادار مسلمان مثلاً خباب بن ارت، عمار بن یاسر، ابو فکیہہ یسار مولیٰ صفوان بن امیہ اور صہیب وغیرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاتے ان کو دیکھ کر قریش مسخر کرتے اور آپس میں کہتے کہ یہ اور فلاں فلاں اس کے ساتھی ہیں کیا یہی وہ لوگ ہیں؟ ہم میں سے جن پر اللہ نے فضل کیا ہے کیا انہیں رشد و ہدایت اور سچا دین دے کر؟ اگر محمد کا دین بہتر ہوتا تو یہ لوگ ہم سے پہلے اسے قبول نہ کرتے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ ان کو اس دین سے سرفراز کرتا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیات اس موقعہ پر نازل فرمائیں ملاحظہ ہو سورہ انعام (۶/ ۵۲، ۵۳) کی آیات **ولا تطرد الذين يدعون ربهم ... انه غفور رحيم.**

کفار کا "جبر" عیسائی کو آپ کا معلم کہنا ...... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر مروہ کے پاس ایک رومی غلام "جبر" کے پاس بیٹھا کرتے تھے جو بنی حضرمی کا غلام تھا وہ کہتے تھے واللہ! محمد کو یہی جبر سکھاتا ہے جو بنی حضرمی کا عیسائی غلام ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید کے لئے قرآن نازل فرمایا "اور ہمیں خوب معلوم ہے وہ کہتے ہیں کہ اسے ایک آدمی سکھاتا ہے حالانکہ جس کی طرف نسبت کرتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ صاف عربی زبان ہے۔" (۱۶/ ۱۰۳) **لقوله تعالى: انما يعلمه بشر الآية**

سورۂ کوثر کا نزول۔۔۔ عاص بن وائل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہا: یہ بے اولاد ہے مرنے کے بعد اس کا نام مٹ جائے گا تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ کوثر نازل فرمائی کہ تیرا دشمن ہی نسل بریدہ ہے۔ خواہ اس کی اولاد ہو خواہ نہ ہو۔ یعنی ابتر ہے یعنی اس کا کوئی بھی نہیں رہے گا بے نام و نشان ہوگا۔ (تفسیر میں اس صورت پر ہم نے سیر حاصل بحث کی ہے) ابو جعفر باقر سے منقول ہے کہ جب قاسم بن محمد فوت ہوئے تو عاص بن وائل کے قائل تھے وہ اس نکتہ چینی پر سوار ہوئے تھے۔

فرشتہ کیوں نہ آیا؟۔۔۔ ابی ابن خلف، زمعہ بن اسود، عاص بن وائل، نضر بن حارث وغیرہ نے کہا اے محمد! تمہارے پاس فرشتہ کیوں نہیں آتا جو آپ کی طرف سے لوگوں کو جواب دیتا تو اس کی تردید میں اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا: وقالوا لولا انزل علیہ ملک ولو انزلنا ملکا لقضی الامر "اور کہتے ہیں اس پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا اور اگر ہم کوئی فرشتہ اتارتے تو اب تک فیصلہ ہو چکا ہوتا پھر انہیں مہلت نہ دی جاتی۔" (۸/۶)

کفار کے رؤساء کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑانا اور قرآن کا نزول۔۔۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولید بن مغیرہ، امیہ بن خلف اور ابو جہل کے قریب سے گزرے تو انہوں نے نکتہ چینی کی اور مذاق کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حرکت سے رنجیدہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی کی خاطر مندرجہ ذیل آیت (الانبیاء: ۴۱) اتاری:

> "اور تجھ سے پہلے بھی رسولوں کے ساتھ ٹھٹھا کیا گیا پھر جس عذاب کی بابت وہ ہنسی کیا کرتے تھے ان ٹھٹھا کرنے والوں پر وہی آپڑا۔ بے شک ہم تیری طرف سے ٹھٹھا کرنے والوں کو کافی ہیں۔"[1] (۱۵/۹۵)

جبرائیل علیہ السلام کا آپ ﷺ پر استہزاء کرنے والوں کی ہلاکت کا اشارہ کرنا۔۔۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ، اسود بن عبد یغوث زہری، اسود بن عبد المطلب ابو زمعہ، حارث بن عیطل، عاص بن وائل سہمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے آپ نے ان کے پاس اس کا شکوہ کیا (تو اس نے کہا آپ مجھے ان کو دکھائیں) چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولید کو دکھایا تو جبرائیل نے اس کے پاؤں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: کفیتہ اس کی آفت سے آپ کو فارغ کر دیا گیا ہے پھر آپ نے جبرائیل کو اسود بن مطلب دکھایا تو اس کی گردن کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کفیتہ اس کے متعلق آپ کی ضرورت پوری ہو گئی پھر آپ نے جبرائیل کو اسود بن عبد یغوث دکھایا تو اس نے اس کے سر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کفیتہ اس کے متعلق آپ کا کام پورا کر دیا گیا ہے پھر آپ نے حارث بن عیطل کی طرف اشارہ کر کے دکھایا تو جبرائیل نے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کفیتہ اس کے متعلق آپ کا مطلب پورا کر دیا گیا ہے۔ پھر عاص بن وائل آپ کے قریب سے گزرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف اشارہ کر کے جبرائیل کو دکھایا تو اس نے تلوے کے بیچ کے پیچھے اور ایڑی کے درمیانی حصہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کفیتہ اس کے متعلق آپ کو بے نیاز کر دیا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑانے والوں کی ہلاکت۔۔۔ چنانچہ ولید بن مغیرہ ایک خزاعی کے پاس سے گزرا وہ اپنا تیر درست کر رہا تھا کہ ولید کے الٹیوں کے چہرے کو چھو گیا اور اس کا پاؤں کٹ گیا اسود بن عبد یغوث کے سر میں پھنسیاں نکل آئیں اور وہ مر گیا۔ اسود بن مطلب اندھا ہو گیا۔ وہ ایک کیکر کے درخت کے نیچے بیٹھ کر کہنے لگا میرے بیٹو! کیا تم مجھ سے بچاؤ نہیں کرتے مجھے مار دیا جا رہا ہے وہ جواب دیتے ہمیں تو کچھ نظر نہیں آتا وہ کہتا یہ کون ہے جو میری آنکھوں میں کانٹے چبھو رہا ہے دیکھو کوئی میری آنکھوں میں چبھو رہا ہے وہ کہتے ہمیں تو کچھ نظر نہیں آتا۔ اسی طرح وہ بار بار کہتا رہا یہاں تک کہ مر گیا۔ حارث بن عیطل کے پیٹ میں زرد پانی بھر گیا اور وہ اس کے پاخانے کے راستے سے نکلنے لگا اور یہی اس کی موت کا باعث ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ اپنے گدھے پر سوار ہو کر طائف کی راہ چلا تو کانٹوں پر بیٹھ گیا تو اس سے افعی بھی ہو گیا

---

(۱) ولقد استھزئ برسل من قبلک ... انا کفینک المستھزئین

اور وہ اس کی ہلاکت کا سبب بنے۔ ([illegible])

تمسخر کے سرغنہ...... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یزید بن رومان کے واسطے سے عروہ بن زبیر سے معلوم ہوا کہ مذاق کرنے والوں کے سرغنہ کے پانچ رئیس تھے ابو زمعہ اسود بن مطلب پر آپ نے بددعا فرمائی الٰہی! اسے اندھا کر دے۔ نیز اسود بن یغوث، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل اور حارث بن طلاطل پر بھی بددعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق حسب ذیل آیت نازل فرمائی:

انا کفیناک المستھزئین

سورۃ حجر کی ۹۵ سے ۹۶ تک آیات اس موقع پر نازل ہوئیں۔

یہ لوگ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے کہ جبرائیل امین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ کے پہلو میں کھڑے ہو گئے، اسود بن مطلب آپ کے پاس سے گزرا جبرئیل نے اس کے چہرے پر سبز پتا مارا تو وہ اندھا ہو گیا جب اسود بن یغوث گزرا تو اس کی شکم کی طرف اشارہ کیا چنانچہ استسقاء کے مرض میں مبتلا ہو کر مر گیا، ولید بن مغیرہ گزرا تو اس کے ٹخنے کے زخم کی طرف اشارہ کیا، چند سال قبل وہ ایک خزاعی شخص کے پاس سے گزرا جو تیر درست کر رہا تھا ایک تیر اس کے ازار سے چھو گیا اور اسے معمولی سا زخم آ گیا، وہ زخم ہرا ہو گیا اور اس کی وجہ سے وہ فوت ہو گیا، عاص بن وائل جبرائیل کے پاس سے گزرا تو اس نے تلوے کی طرف اشارہ کیا وہ گدھے پر سوار ہو کر طائف کو جا رہا تھا ایک خاردار جھاڑی پر بیٹھ گیا اور اس کے تلوے میں کانٹا چبھ گیا اور یہی کانٹا موت کا باعث ہوا، حارث بن طلاطل جبرائیل کے پاس سے گزرا تو اس کے سر کی طرف اشارہ کیا اس کا سر پیپ سے بھر گیا اور وہ مر گیا۔

طبرانی کہتے ہیں کہ (عن عبدالرحمن بن ابی بکر) حکم بن عاص آپ ﷺ کی مجلس میں ہاتھوں اور آنکھوں سے اشارہ کر کے آپ ﷺ کو پریشان کرتا، ایک موقع پر آپ ﷺ نے پریشان ہو کر کہا کہ ایسے ہی ہو جاؤ جیسے کرتے ہو۔ آپ ﷺ کی بددعا سے وہ ایسا ہی ہو گیا۔ یہاں تک کہ مر گیا۔

ولید بن مغیرہ کی مرتے وقت کی وصیت...... اس کے بعد ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ ولید بن مغیرہ نے مرتے وقت اپنے تین بیٹوں خالد، ہشام اور ولید کو وصیت کی تھی کہ میرے قتل کا خون خزاعہ کے ذمہ ہے اسے نظر انداز نہ کرنا واللہ! مجھے معلوم ہے کہ وہ اس قتل سے بری ہیں لیکن محض اس خطرے سے وصیت کر رہا ہوں کہ لوگ آپ کو طعن و تشنیع کریں گے، میرا سود ثقیف کے ذمہ ہے وہ بھی حاصل کرنا اور مہر کی رقم ابو ازیہر دوسی کے پاس ہے وہ بھی وصول کرنا۔

ابو ازیہر دوسی نے ولید بن مغیرہ کو اپنی بیٹی کا رشتہ دیا تھا اور مہر کی رقم بھی وصول کر لی تھی لڑکی شادی سے پہلے ہی اپنے پاس روک لیا تھا اسی عرصے میں ولید فوت ہو گیا، ولید بن مغیرہ مخزومی کی وفات کے بعد بنی مخزوم نے خزاعہ پر ولید بن ولید کی دیت وصول کرنے کی خاطر حملہ کر دیا خزاعہ نے کہا وہ تو تمہارے اپنے تیر کے زخم سے فوت ہوا تھا ہم اس کے ذمہ دار نہیں اس سلسلے میں قریشیوں کے درمیان بہت بڑی لڑائی ہوئی اور معاملہ طول پکڑ گیا پھر خزاعہ نے کچھ دیت دے کر صلح کر لی اور بات ختم ہو گئی۔

ابو ازیہر...... ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ ہشام بن ولید بن مغیرہ نے ذو المجاز کے میلے میں ابو ازیہر دوسی (ابو سفیان کے سسر) کو جنگ بدر کے بعد قتل کر دیا ابو ازیہر اپنی قوم میں نہایت معزز اور ہر دلعزیز تھا، ابو سفیان رضی اللہ عنہ موجود نہ تھا مکہ سے باہر کہیں گیا ہوا تھا تو وہاں اس کے بیٹے یزید بن ابی سفیان نے بنی مخزوم کے خلاف قوم کو لڑائی کے لیے اکٹھا کر لیا ابو سفیان سفر سے واپس آیا تو یزید کی اس حرکت پر ناراض ہوا اور بیٹے کو ڈانٹ ڈپٹ بھی کیا اور ابو ازیہر دوسی کی دیت خود ادا کر دی، اس کے بعد بیٹے کو کہا کہ تم احمقانہ انداز میں کیا کر رہے تھے ایک دوسی مقتول کے بدلے قریش میں خانہ جنگی برپا کرنا چاہتا تھا۔ حسان بن ثابت نے ایک قصیدہ کہہ کر ابو سفیان کو ابو ازیہر کے خون کا بدلہ لینے پر مشتعل کیا تو ابو سفیان نے کہا کہ حسان کا یہ گمان ہے کہ جنگ بدر میں سب سے زیادہ قریش کے قتل ہونے کے بعد خانہ جنگی شروع ہو جائے۔

خالد بن ولید کا اہل طائف سے ربا کی رقم کا مطالبہ کرنا ...... خالد بن ولید نے اسلام میں داخل ہونے کے بعد غزوۂ طائف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گئے تو ولید بن مغیرہ کے رباء سودی رقم کا اہل طائف سے مطالبہ کیا۔ بعض اہل علم کے بیان کے مطابق یہ ذیل آیت اسی کے متعلق نازل ہوئی ہے "اے مومنو! اللہ سے ڈرو اور جتنا سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو۔"

یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربو (۲۷۸:۲)

ام غیلان کا دوس سے لڑائی کرنا ...... ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ ہمارے علم کے مطابق ابو ازیہر کے خون کا بدلہ لینے کا کوئی قصہ تو یہاں تک کہ اسلام کا ... اور شر ختم ہو گیا سوائے اس واقعہ کے کہ ضرار بن خطاب بن مرداس اسلمی اور چند قریشی دوس کے علاقہ میں گئے اور دوس کی ام غیلان کے مہمان ہوئے وہ دوشیزہ مشاطہ (بالوں کو سنوارنے والی) تھی۔ دوسیوں کو ابو ازیہر کے قتل کا علم ہو گیا تھا دوسیوں نے ان مہمانوں کو ابو ازیہر کے قتل کے بدلہ میں قتل کرنے کا ارادہ کیا تو ام غیلان اور دیگر عورتوں نے دوس کا مقابلہ کر کے ان مہمانوں کو بچا لیا۔ بعض کہتے ہیں کہ ام غیلان نے ضرار بن خطاب کو اپنی قمیص کے اندر چھپا لیا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کی خلافت کے دوران ام غیلان حضرت عمرؓ کے پاس آئی اس کا خیال تھا کہ ضرار بن خطاب عمرؓ کا بھائی ہے عمرؓ نے اسے کہا میں اس کا اسلامی بھائی ہوں نسبی نہیں اور مجھے ان پر آپ کے احسان کا علم ہے چنانچہ آپ نے اسے بطور مسافر عطیہ دیا۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ جنگ احد میں ضرار بن خطاب اسلمی، عمر بن خطاب پر حملہ آور ہوئے اور ان کو نیزے کی نوک سے مارا اور جدا کر کے کہنے لگے اے ابن خطاب! میں تیرے قتل کا ارادہ نہیں رکھتا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے مسلمان ہونے کے بعد اس کے احسان کو یاد کرتے تھے۔

آپ کا قریش کے واسطے قحط سالی کی بددعا کرنا ...... امام بیہقی نے اس مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا کا ذکر کیا ہے کہ جب قریش کی سرکشی حد سے بڑھ گئی تو دعا کی کہ ان پر سات برس کا قحط نازل ہو جیسا یوسف کے عہد میں قحط نازل کیا تھا۔ امام بیہقی نے ابن مسعودؓ سے متفق علیہ روایت میں بیان کیا ہے کہ پانچ علامات گذر چکی ہیں (۱) لزام (۲) شکست روم (۳) دخان (۴) بطشہ (۵) شق قمر۔

ابن مسعودؓ کی دوسری روایت میں ہے کہ قریش کی سرکشی جب حد سے بڑھ گئی اور انہوں نے اسلام میں داخل ہونے سے انکار کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی الٰہی! میری ان کے مقابلہ میں مدد فرما اور ان پر سات برس کا قحط نازل فرما جیسا کہ تو نے یوسف کے عہد میں بھیجا تھا چنانچہ سخت قحط آیا کہ قریش نے مردہ جانور کھائے اور آدمی بھوک کے مارے جب آسمان کی طرف دیکھتا تو زمین و آسمان کے درمیان دھواں سا دکھائی دیتا تھا پھر آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے دھواں دور کر دیا اور اس کی تفسیر میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی (۱۵:۴۴) کہ ہم چند روز کے لئے یہ عذاب ہٹا دیں گے[1] پھر تم وہی کرو گے اس کے بعد بھی وہ کفر میں مبتلا رہے اور اللہ تعالیٰ نے عذاب قیامت تک کے لئے مؤخر کر دیا یا جنگ بدر تک کے لئے مؤخر کر دیا۔ ابن مسعود کہتے ہیں کہ اس سے مراد عذاب آخرت ہوتا تو موقوف نہ ہوتا اور یہ جو کہا کہ ہم پکڑیں گے یوم نبطش البطشۃ الکبریٰ سے مراد جنگ بدر ہے۔

ابن مسعودؓ کی ایک اور روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس کیا کہ لوگ اسلام سے نفرت کرتے ہیں تو آپ نے بددعا فرمائی کہ الٰہی ان پر قحط سالی مسلط فرما جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے عہد میں سات سال تک رہا چنانچہ ان پر قحط پڑا یہاں تک کہ بھوک کی وجہ سے مردار اور ہڈیاں کھانے لگے چنانچہ ابوسفیان اور مکہ کے چند باشندوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بارش کی درخواست کی کہ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے رحمت عالم بنا کر بھیجا گیا ہوں اور تیری قوم تباہ ہو رہی ہے دعا فرمائیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تو ابر برسا اور مسلسل سات روز تک برستا رہا۔ لوگوں نے کثرت بارش کا شکوہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

اللھم حوالینا ولا علینا

بادل پھٹ گیا اور لوگوں نے ارد گرد کا پانی سال بھر تک سیراب ہو گیا۔

---

[1] انا کاشفوا العذاب قلیلا انکم عائدون

ابن مسعودؓ کا خیال ..... بقول ابن مسعود علامت دخان گزر چکی ہے یعنی قحط سالی اور یہ انا کاشفوا العذاب (۱۵:۴۴) کا مطلب ہے۔ آیت بطشہ یعنی پکڑ اور لزوم تقریباً سب بدر میں وقوع پذیر ہو گئے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں یہ عبداللہ بن مسعود کا مقصد ہے واللہ اعلم۔ کہ بطشہ یعنی پکڑ اور یہ علامت لزام سب بدر میں واقع ہوئے اور امام بخاری نے بھی اس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے پھر اس نے بہ سند (عبد الرزاق، معمر، ایوب، عکرمہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ابو سفیان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھوک کے سلسلے میں درخواست کی کیونکہ ان کی حالت اس قدر ابتر ہو چکی ہے کہ اون تک کھانے پر مجبور ہو گئے اور یہ آیت (۷۶:۲۳) نازل ہوئی

"اور ہم ان کافروں کو عذاب میں دبوچ چکے ہیں جب بھی وہ اپنے مالک کے سامنے نہ جھکے اور نہ عاجزی کی۔"(۲)

رسول اللہ نے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے روزی میں کشائش فرما دی۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ ابو سفیان کے قصہ میں ایسے الفاظ مروی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ یہ بعد از ہجرت کا واقعہ ہے ممکن ہے کہ یہ قحط سالی کا عذاب دو دفعہ ہوا ہو۔ واللہ اعلم۔

سورہ روم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شرط ..... بعد ازیں حافظ بیہقی نے فارس و روم کے جنگ کا واقعہ سورہ روم(۳) (۱-۵) کا نزول بیان فرمایا بعلاوہ بہ سند (سفیان ثوری، حبیب بن ابی عمرہ، سعید بن جبیر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مسلمانوں کی خواہش تھی کہ رومی ایرانیوں پر غالب آئیں کیونکہ وہ اہل کتاب ہیں اور مشرکین کی ہمدردیاں ایران کے ساتھ تھیں کیونکہ بت پرست تھے یہ صورت حال مسلمانوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بتائی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو! رومی آئندہ ایرانیوں پر غالب ہوں گے یہ بات حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مشرکین کو بتائی تو انہوں نے کہا آؤ ایک مدت (قریب پانچ سال) مقرر کر لو اگر رومی غالب آ گئے تو آپ اس قدر (سو) اونٹوں کے مستحق ہوں گے اگر ایرانی غالب آ گئے تو ہم اس قدر اونٹوں کے حقدار ہوں گے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس شرط کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تو نے دس سے کم عرصہ کیوں نہ مقرر کیا چنانچہ جنگ بدر کے دن رومی ایرانیوں پر غالب آ گئے۔

امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے جملہ طرق ہم نے تفسیر میں بیان کر دیئے ہیں ابو بکر کے ساتھ شرط مقرر کرنے والا امیہ بن خلف ہے اور شرط کی مالیت پانچ اونٹ تھی اور قریباً پانچ سال مدت مقرر تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے شرط کی مدت نو سال اور مالیت سو اونٹ تک کا اضافہ کر دیا اور رومی ایرانیوں پر جنگ بدر کے دن غالب آئے یا صلح حدیبیہ کے روز۔ واللہ اعلم۔

ولید بن مسلم، اسید کلابی سے بیان کرتا ہے کہ اس نے علاء بن زبیر کلابی سے سنا کہ وہ اپنے والد سے بیان کر رہا ہے کہ وہ کہتے ہیں میں نے ایرانیوں کے روم پر غلبے اور روم کی ایران پر فتح کا زمانہ پایا ہے پھر مسلمانوں کا ایران کے علاقہ عراق اور روم کے علاقہ شام پر غلبے اور قبضے کا عہد پایا ہے اور یہ سب واقعات پندرہ سال کی مدت میں ظہور پذیر ہوئے۔

فصل

اسراء یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ سے بیت المقدس تک رات کو جانا

ابن عساکر نے "روایات اسراء" آغاز بعثت میں بیان کی ہیں اور ابن اسحاق نے قریباً بعثت کے دس سال بعد کے واقعات میں یہ احادیث بیان کی ہیں۔

---

(۱) ولقد اخذنهم بالعذاب فما استكانوا لربهم وما يتضرعون۔ (۲) الم غلبت الروم الى قوله تعالى وهو العزيز الحكيم

اسراء ہجرت سے قبل ... حافظ بیہقی نے موسیٰ بن عقبہ کی معرفت امام زہری سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کا واقعہ ہجرت سے ایک سال قبل پیش آیا اور ابن لہیعہ نے بھی ابوالاسود کی معرفت عروہ سے یہی بیان کیا ہے۔

سفر اسراء کب ہوا؟ ... امام بیہقی نے (حاکم، اصم، احمد بن عبد الجبار، یونس بن بکیر، اسباط بن نصر) اسماعیل سدی سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پانچ نمازیں اسراء کی رات ہجرت سے سولہ ماہ قبل فرض ہوئیں لہٰذا سدی کے قول کے مطابق اسراء کا واقعہ ذی قعدہ میں ظہور پذیر ہوا اور عروہ زہری کے بیان کے مطابق ربیع الاول میں رونما ہوا۔ ابن ابی شیبہ (عثمان، سعید بن میناء) جابر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت عام الفیل میں بروز سوموار ربیع الاول میں ہوئی اسی روز آپ مبعوث ہوئے اسی روز آپ کو معراج ہوا اور اسی روز ہجرت کی اور اسی روز وفات پائی۔ یہ سند منقطع ہے لیکن حافظ عبدالغنی مقدسی نے اس کو اپنی سیرت رسول میں اختیار قرار دیا۔ علاوہ ازیں اس کے متعلق ایک حدیث نقل کی ہے جس کی سند صحیح نہیں۔

اور رجب کے فضائل میں ہم نے بیان کیا ہے کہ اسراء کا واقعہ ستائیس رجب کو پیش آیا۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ اسراء کا واقعہ اول رجب شب جمعہ کو پیش آیا اور اسی رات لوگ صلوۃ الرغائب کے نام سے ایک نماز پڑھتے ہیں جو قطعاً بے معنی اور بے حاصل ہے اور بطور حجت یہ شعر پیش کرتے ہیں:

لیلۃ الجمعۃ عرج بالنبی
لیلۃ الجمعۃ اول رجب

"شب جمعہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا، یہ شب جمعہ یکم رجب تھی۔"

اس شعر میں ضعف اور سقم موجود ہے ہم نے یہ صرف ان کے استدلال کی وجہ سے نقل کیا ہے ہم نے معراج اور اسراء کے متعلق تمام روایات سورۃ اسراء کے آغاز میں درج کر دی ہیں وہاں ملاحظہ ہوں۔

وللہ الحمد والمنۃ۔

سفر معراج کے متعلق ابن اسحاق کے کلام کا خلاصہ ... اب ہم امام ابن اسحاق کے کلام کا خلاصہ پیش کرتے ہیں انہوں نے مربوط مباحث بیان کرنے کے بعد کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ اور بیت المقدس رات کے وقت لے جایا گیا اس وقت قریش اور دیگر قبائل میں اسلام کی روشنی پھیل چکی تھی۔ وہ کہتے ہیں میرے علم کے مطابق حدیث اسراء ابن مسعود، ابو سعید خدری، عائشہ، معاویہ، ام ہانی رضوان اللہ علیہم، حسن بن ابی الحسن، ابن شہاب زہری، قتادہ وغیرہ اہل علم سے مروی ہے۔ جو کچھ حدیث اسراء میں موجود ہے وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ قوت قاہرہ اور حاکمیت مطلقہ کا مظہر تھا۔ ارباب علم و دانش کے لئے درس عبرت تھا ایک مومن صادق کے لئے رشد و ہدایت اور رحمت و ثبات کا سبق تھا آپ کا یقین و اذعان کے کامل وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح چاہا جیسے چاہا اسراء سے سرفراز فرمایا عجائبات عالم سے آگاہ فرمایا۔

بیت المقدس میں آپ ﷺ کی ضیافت ... ابن مسعود کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس براق لایا گیا (قبل ازیں انبیاء علیہم السلام اس پر سوار ہوتے رہے ہیں) اس کا قدم وہاں پڑتا تھا جہاں تک نگاہ پہنچتی ہے آپ اس پر سوار ہوئے زمین و آسمان کے عجائبات دیکھتے ہوئے بیت المقدس پہنچے وہاں ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام موجود تھے۔ ان کو نماز پڑھائی پھر آپ کے پاس دودھ، شراب اور پانی سے بھرے برتن لائے گئے آپ نے صرف دودھ پیا تو جبرائیل نے کہا آپ اور آپ کی امت رشد و ہدایت پا گئے ہے۔

ابن اسحاق نے حسن بصری سے مرسل بیان کیا ہے کہ جبرائیل نے آپ کو بیدار کر کے مسجد حرام کے دروازے سے باہر تشریف لانے کی درخواست کی پھر براق پر سوار کیا جو سفید رنگ کا تھا قد و قامت میں خچر اور گدھے کے درمیان تھا اور اس کی رانوں پر دو پر تھے ان کی بدولت اس کا قدم انتہائے نظر تک پڑتا تھا پھر وہ دونوں اکٹھے سفر پر گامزن رہے۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ حدیث قتادہ میں ہے کہ جب آپ نے سوار ہونے کا ارادہ کیا تو براق نے شوخی کی اور جبرائیل نے اس کی ایال پر ہاتھ رکھ کر کہا کیا اس نامعقول حرکت سے باز نہیں آتا؟ واللہ! محمد سے افضل اور برگزیدہ کوئی

انسان تجھ پر سوار نہیں ہوا چنانچہ وہ شرمندہ ہو کر پسینہ پسینہ ہو گیا پھر سکون سے کھڑا ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو گئے۔

حسن بصری نے اپنی روایت میں بیان کیا ہے کہ بیت المقدس تک جبرائیل بھی آپ کے ہمراہ تھے وہاں ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام موجود تھے آپ امام تھے اور ان کو نماز پڑھائی پھر اس نے دودھ اور شراب اور ان برتنوں میں سے دودھ کو پسند کرنے کا ذکر کیا ہے اور جبرائیل کا تبصرہ ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ اور آپ کی امت ہدایت یافتہ ہے اور آپ کی امت پر شراب حرام ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے اور قریش کو اس مبارک سفر کی اطلاع دی تو اکثر لوگوں نے جھٹلایا اور بعض مسلمان بھی مرتد ہو گئے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی آپ رضی اللہ عنہ نے کہا میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح و شام وحی اور آسمانی اخبار کے متعلق صادق اور امین سمجھتا ہوں تو کیا بیت المقدس اور گرد و نواح کے واقعات کے متعلق آپ کی تصدیق نہ کروں۔ بعض کہتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کی ہیئت و صورت کے متعلق دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتا دیا اسی روز سے آپ کا لقب صدیق ہو گیا اور اسی سفر کے متعلق حسب ذیل آیات نازل ہوئیں:

وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس (۱۷:۶۰)

سفر معراج سے متعلق ام ہانی کی روایت...... ابن اسحاق ام ہانی سے نقل کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے گھر سے اسراء کی سیر کے لیے لے جایا گیا اس رات عشاء کے بعد میرے ہاں سوئے تھے فجر سے کچھ پہلے ہم بیدار ہوئے صبح کی نماز ہم نے آپ کے ہمراہ پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام ہانی! میں نے یہاں تمہارے ساتھ عشاء پڑھی پھر میں نے بیت المقدس جا کر نماز پڑھی اور اب تمہارے ساتھ نماز فجر ادا کی جیسا کہ تم نے دیکھا پھر آپ وہاں سے جانے لگے تو میں نے آپ کی چادر کا دامن پکڑ کر کہا یا نبی اللہ! لوگوں کو یہ مت بتائیے وہ آپ کو جھٹلائیں گے اور ایذا پہنچائیں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ! میں ان کو یہ ضرور بتاؤں گا چنانچہ آپ نے بتایا تو انہوں نے آپ کو جھٹلایا۔

آپ ﷺ کا قریش کو سفر معراج کی نشانیاں بتانا...... آپ نے فرمایا اس سیر و سفر کی نشانی یہ ہے کہ فلاں وادی میں بنی فلاں کے قافلے کے پاس سے گزرا ہوں میرے براق کی آہٹ کی وجہ سے ان کا اونٹ بدک کر دوڑ گیا ہے اور میں نے ان کو (شام) جاتے ہوئے اونٹ کے متعلق بتایا۔

واپسی میں وادی ضجنان میں بنی فلاں کے قافلے کے پاس سے گزرا وہ سو رہے تھے ایک برتن میں پانی ڈھانپ کر رکھا ہوا تھا میں نے برتن سے پانی پیا پھر اسی طرح ڈھانپ کر دیا اور اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ قافلہ اب تنعیم کی سفید گھاٹی کے پاس آ رہا ہے ان کے آگے خاکستری اونٹ ہے اس پر دو بورے ہیں ایک سیاہ اور دوسرا چتکبرا سفید۔ لوگ (خبر کی تصدیق کے لیے گئے) اور تنعیم کی گھاٹی کی جانب جلدی جلدی گئے تو حسب بیان خاکستری اونٹ دیکھا اور ان سے پانی کے برتن اور اونٹ کے بدکنے کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ کے بیان کے مطابق قافلہ والوں نے بتایا۔

سورج کے غروب میں تاخیر...... یونس بن بکیر نے بذریعہ اسباط اسماعیل سدی سے روایت کی ہے کہ قافلہ کے پہنچنے سے قبل سورج غروب ہوا چاہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے اس وقت سورج کو غروب ہونے سے روک دیا پھر وہ قافلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کے مطابق تنعیم پہنچا ان کا بیان ہے کہ سورج تو اس روز بوقت غروب نہیں ہوا بلکہ شب بروز ان کے وقت۔ (بیہقی)

آپ ﷺ کا زینہ کے ذریعے آسمان پر چڑھنا...... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ایک قابل اعتبار راوی نے مجھے ابو سعید سے بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جب بیت المقدس کی امامت سے فارغ ہوا تو ایک نہایت خوبصورت زینہ لایا گیا (یہ وہی زینہ ہے جس کی طرف انسان مرتے دم دیکھتا ہے) مجھے میرے رفیق سفر نے اس پر چڑھایا اور اس نے مجھے آسمان کے دروازے حفظہ تک پہنچا دیا اس پر اسماعیل نامی فرشتہ نگران

ہے اس کے ماتحت ۷۰ ہزار فرشتے ہیں پھر ہر فرشتے کے تحت بھی ۷۰ ہزار فرشتے ہیں اس نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ واقعہ بتایا تو (۷۴:۳۱) وما یعلم جنود ربک الا ھو آیت پڑھی۔

سابقہ روایات پر تبصرہ..... پھر اس نے یہ ایک بہت طویل روایت بیان کی کہ ہم نے تفسیر میں یہ تمام و کمال بیان کر دیا ہے اس پر جرح بھی کی ہے یہ نہایت غریب حدیث ہے اس کی سند میں ضعف ہے جیسے ام ہانی کی روایت میں بھی ضعف ہے۔

روایت شریک..... کیونکہ شریک بن ابی نمر از انس رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ روایت میں ہے کہ اسراء اور معراج کا سفر ظہور نبوت سے پہلے شروع ہوا اس کے مضمون میں بھی متعدد وجوہ سے غلطی پائی جاتی ہے۔ ہم نے تفسیر میں اس پر سیر حاصل بحث کی ہے اس میں ہے ”وذلک قبل ان یوحی الیہ“ یا اسراء قبل از وحی رونما ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی بار صرف ملائکہ آئے اور اس رات وحی نازل نہ ہوئی بعد ازاں آپ کے پاس ملائکہ وحی کے بعد آئے چنانچہ یہ اسراء مقصد وحی کے نازل ہونے کے بعد ہوا۔ خواہ وحی کا عرصہ قلیل ہو یا کثیر یعنی قریباً دس سال اور یہ سب سے واضح معلوم ہے۔

شرح صدر..... اسراء سے پہلے آپ کے سینے اور دل کے غسل کا واقعہ دوسری بار یا تیسری بار ظہور پذیر ہوا کیونکہ ملاء اعلیٰ اور اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کے لئے یہ ایک بڑی عزت کی بات تھی پھر تعظیم و تکریم کی خاطر آپ کو براق پر سوار کیا بیت المقدس پہنچے براق کو ایک حلقے اور کڑے سے باندھ دیا جس کے ساتھ قبل ازیں انبیاء بھی اپنی سواری باندھا کرتے تھے پھر بیت المقدس میں داخل ہو کر قبلہ رخ تحیۃ المسجد پڑھی۔

بیت المقدس میں داخل ہونے کا انکار..... حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام کے بیت المقدس میں داخلے، اس میں نماز پڑھنے اور براق کو حلقے کے ساتھ باندھنے کا انکار کیا ہے۔ یہ انکار نہایت غریب ہے اور یہ اصول ہے کہ کسی چیز کے ثابت کرنے والا کلام نفی کرنے والی بات سے مقدم اور ترجیح یافتہ ہوتی ہے یعنی مثبت، منفی سے مقدم ہوتا ہے۔

آپ ﷺ نے نماز کب پڑھائی؟ ... نبی علیہ السلام نے بیت المقدس میں انبیاء علیہم السلام کو نماز پڑھائی، آسمان میں عروج سے قبل تھا جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے یا آسمان سے اترنے کے بعد تھا جیسا کہ بعض احادیث سے واضح ہے اور یہی مناسب اور قرین قیاس ہے جیسا کہ ہم بیان کریں گے ان شاء اللہ۔

بقول بعض یہ نماز کا واقعہ آسمان پر ہوا پھر اس میں اختلاف ہے دودھ، شراب اور پانی میں سے دودھ کو پسند کرنا، بیت المقدس میں پیش آیا تھا کہ یہاں ہو چکا ہے یا آسمان میں جیسا کہ صحیح حدیث میں مذکور ہے۔

آسمان پر کیسے پہنچے؟..... غرضیکہ جب بیت المقدس سے روانہ ہوئے تو آپ کو ایک سیڑھی پیش کی گئی اس پر چڑھ کر آسمان تک پہنچے آسمان پر براق پر سوار ہو کر نہیں گئے جیسا کہ بعض کا خیال ہے بلکہ براق بیت المقدس کے دروازے پر آپ کی واپسی کے لئے بندھا ہوا تھا۔

انبیاء سے ملاقات..... چنانچہ آپ ﷺ یکے بعد دیگرے ساتویں آسمان سے بھی آگے تک پہنچ گئے اور ہر ایک آسمان پر موجود مقرب فرشتوں اور انبیاء کرام سے ملاقات ہوئی مثلاً آدم سے پہلے آسمان پر، یحییٰ اور عیسیٰ سے دوسرے پر ملاقات ہوئی، تیسرے آسمان پر یوسف سے (ابن ہشام) چوتھے پر ادریس سے اور پانچویں آسمان پر ہارون سے (ابن ہشام) چھٹے میں موسیٰ اور ساتویں آسمان پر ابراہیم سے، ابراہیم بیت المعمور سے ٹیک لگائے تشریف فرما تھے اس میں روزانہ ستر ہزار ملائکہ عبادت کے لئے داخل ہوتے ہیں پھر تا قیامت ان ستر ہزار کو اس میں دوبارہ داخلہ نصیب نہ ہوگا۔

تقرب الٰہی..... پھر آپ جملہ انبیاء اور ملائکہ کے مقام سے آگے ایک ایسے مقام پر فائز ہوئے جہاں قلم قدرت کی سرسراہٹ کی آواز سنائی

سے دوسری بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سدرۃ المنتہیٰ کی گئی۔ بیری کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح طویل و عریض تھے اور پھل ہجر کے مٹکوں کے برابر تھے۔ رنگ برنگ عجیب و غریب انوار کا مظہر تھا۔ انوار الٰہی نے اس کو ڈھانپ رکھا تھا۔ اللہ جل جلالہ کا نور اس پر [illegible] تھا۔ یہاں جبرائیل کو دیکھا اس کے چھ سو پر تھے ہر پر کا فاصلہ زمین و آسمان کی مسافت کے برابر تھا جسے اللہ تعالیٰ نے (۱۳ تا ۱۵) میں بیان کیا ہے "اور آپ نے اس کو ایک بار اور بھی دیکھا ہے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جس کے پاس جنت الماویٰ ہے جبکہ اس سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا نظر نہ بہکی اور نہ ہی حد سے بڑھی"

قولہ تعالیٰ: ولقد رآہ نزلۃ اخریٰ ..... ما زاغ البصر وما طغیٰ
تجلی اس مقام سے عالم کیا کیا ہو رہی تھی

یہ منظر بہت قدرتی اور اہل ادب و احترام کا منظر ہے اور یہ جبرائیل کو اصلی شکل و صورت میں دوسری بار دیکھنے کا موقع تھا جیسا کہ ابن مسعود، ابو ہریرہ، ابو ذر اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے اور پہلی بار آپ نے اس وقت دیکھا کہ جبرائیل کو دیکھا وہ زمین و آسمان کے درمیان افق کو گھیرا تھا یہاں تک کہ وہ آپ کے بالکل قریب ہوا اور اتنا قریب ہوا کہ صرف دو کمان کے برابر تھا یا اس سے بھی کم۔ یہی صحیح تفسیر ہے جیسا کہ اکابر سے منقول ہے۔

قاب قوسین کا انداز..... حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بخاری کی شریک بن عبداللہ کی روایت سے منقول ہے کہ ثم دنا الجبار رب العزۃ فتدلیٰ یعنی اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا۔ یہ شریک راوی کا اپنا قول ہے جو اس نے حدیث میں درج کر دیا ہے واللہ اعلم۔

اگر یہ حدیث محفوظ طریق سے مروی بھی ہو تو اس کا [illegible] تفسیر کی جائے کہ کوئی اشکال نہیں کہ یہ کوئی اور بات ممکن ہے واللہ اعلم۔

نماز پنجگانہ کی فرضیت...... شب معراج میں اللہ تعالیٰ نے امت کی ہدایت کیلئے پچاس نمازیں فرض کیں۔ آپ موسیٰ علیہ السلام کے کہنے پر اللہ تعالیٰ کے پاس بار بار جاتے رہے کہ اللہ تعالیٰ ان میں تخفیف فرمائے حتیٰ کہ صرف پانچ رہ گئیں۔ پھر رب العزت نے فرمایا: یہ پانچ ہیں اور ثواب میں پچاس ہیں کیونکہ ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہوتا ہے۔

اللہ سے ہم کلامی کا شرف...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے اس رات ہم کلامی کا شرف بھی حاصل ہوا تھا یہ اتنا اہم فضل ہے کہ اس کا پیمانہ نہیں ہے۔

دیدار الٰہی..... ابن عباس اور ایک گروہ کا خیال ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ ابن عباس کی یہ روایت مطلق ہے اور ان کا قول ہے۔ دوسرا عقیدہ: دیکھنا محمول ہے کہ آپ نے دل سے دیکھا اور آنکھوں سے نہیں۔ اور مطلق دیکھنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور امام احمد سے منقول ہے۔ تیسرا یہ کہ آنکھوں سے دیکھا۔ بعض علماء کا یہی مسلک ہے، ابن عربی کا بھی یہی قول ہے اور ابو الحسن اشعری سے بھی یہی منقول ہے اور امام نووی نے بھی فتاویٰ میں اسی کو ترجیح دی ہے۔

ایک گروہ کے مطابق آپ ﷺ کو اللہ کا دیدار نصیب نہیں ہوا...... ایک جماعت کا خیال ہے کہ مسلم شریف کی حدیث ابو ذر کے مطابق آپ کو رؤیت حاصل نہیں ہوئی ابو ذر نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟ فرمایا وہ تو نور ہے میں کیونکر دیکھ سکتا ہوں اور ایک روایت میں ہے رأیت نورا (میں نے نور دیکھا) [illegible] سے مراد (کوئی اور چیز) ہے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار الٰہی کا مسئلہ سلف و خلف کے درمیان مختلف فیہ ہے واللہ اعلم۔

آسمان سے اترنا اور آپ ﷺ کا امام بننا...... پھر آسمان سے اتر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے بیت المقدس تشریف لائے۔

ظاہر ہے کہ دیگر انبیاء کرام بھی آپ کی تعظیم و تکریم کی خاطر آپ کے ہمراہ تشریف لائے۔ جیسا کہ مشہور ہے وہ اس سے پہلے بیت المقدس میں تشریف نہ لائے تھے۔ اس لئے کہ جب آپ آسمان پر جبرائیل کے ہمراہ تشریف لے گئے تو جبرائیل بتاتے تھے کہ یہ فلاں صاحب ہیں، آپ سلام کہیں اگر پہلی دفعہ ملاقات ہو چکی ہوتی تو دوبارہ تعارف کی ضرورت نہ تھی۔ واپسی پر بیت المقدس میں امامت کا مسئلہ آپ کے اس ارشاد سے بھی واضح ہے کہ جب نماز کا وقت آیا تو میں نے امامت کے فرائض سرانجام دیئے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ نماز فجر کا وقت ہوا تو آپ نے جبرائیل کے اشارہ سے امامت کرائی۔

عمدہ استنباط ...... بعض اہل علم نے اس واقعہ سے استنباط کیا ہے کہ مقامی امام کی موجودگی کے باوجود معزز مہمان اور محترم شخصیت کو امامت کے لئے منتخب کیا جا سکتا ہے کیونکہ بیت المقدس انبیاء کرام کا مسکن اور بود و باش کا علاقہ تھا۔

پروقار اور حکیمانہ انداز ...... پھر آپ ﷺ وہاں سے براق پر سوار ہو کر صبح سویرے مکہ مکرمہ تشریف لے آئے۔ جنت و جہنم کے عجیب و غریب مناظر دیکھنے کے باوجود آپ کے ہوش و حواس قائم رہے اگر کوئی اور ہوتا تو حواس باختہ ہو جاتا اور عقل و فکر سے بھی عاری ہو جاتا۔ آپ ﷺ نے مکذب ہٹ دھرم کے خطرے سے حکمت عملی سے کام لیا اور پہلے صرف یہی بتایا کہ میں آج کی رات بیت المقدس گیا تھا۔

ابوجہل کی سازش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں نہایت پریشان اور خاموشی سے تشریف فرما تھے کہ ابوجہل ملعون نے کہا کوئی تازہ خبر ہے؟ آپ نے اثبات میں جواب دیا تو اس نے کہا وہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا مجھے آج رات بیت المقدس کی سیر کرائی گئی ہے۔ اس نے از راہ تعجب کہا بیت المقدس کی؟ آپ نے نہایت اطمینان سے کہا بالکل، تو اس نے کہا کیا آپ یہ سب لوگوں کے سامنے کہہ سکتے ہیں؟ اگر میں ان کو بلا لاؤں تو۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں بلا لاؤ۔ ابوجہل کا مقصد تکذیب اور رسوائی کا سامان تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب تبلیغ رسالت تھا۔

چنانچہ ابوجہل نے تمام قوم کو اکٹھا کر کے آپ ﷺ سے عرض کیا حضرات! آپ نے مجھے جو بات کہی تھی ان کو بھی بتا دیجئے۔ چنانچہ آپ نے ان کو بھی بتا دیا کہ آج کی رات میں بیت المقدس گیا اور وہاں نماز پڑھی ہے۔ اس کو ناممکن سمجھ کر بعض سامعین تالیاں بجاتے ہوئے حیران ہو جانے لگے، بعض سروں پر ہاتھ رکھنے لگے اور پھر یہ خبر پورے مکہ میں پھیل گئی۔ لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آکر بتایا کہ محمد ﷺ کیسی باتیں کرتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو، انہوں نے کہا کہ وہ خود کہہ رہے ہیں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر انہوں نے یہ کہا ہے تو واقعی سچ کہا ہے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور سب لوگ آپ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے اقرار کیا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس کی عمارت کی تفصیل دریافت کی کہ کفار کو آپ کی صداقت میں کوئی شک و شبہ نہ رہے۔

بیت المقدس کی علامات بتلانا ...... صحیح روایت میں ہے کہ مشرکین نے بیت المقدس کی عمارت کی تفصیل دریافت کی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پوری تفصیل سے عمارت بتائی اور جو بھول گیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو آپ کے سامنے کر دیا آپ دیکھ کر ان کے سوالات کا جواب دے رہے تھے تو وہ کہنے لگے بیت المقدس کے متعلق معلومات تو درست ہیں۔

معراج جسم اطہر کے ساتھ بیداری میں ہوئی ...... ابن اسحاق نے بیان کیا کہ معراج کا یہ واقعہ ایک آزمائش تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وما جعلنا الرؤيا التي اريناك الا فتنة للناس (۶۰-۱۷)

"آپ کو ہم نے جو دکھایا وہ لوگوں کی آزمائش ہے"۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (یہ خواب نہیں) بلکہ چشم دید ہے۔ جمہور سلف و خلف کا مذہب ہے کہ معراج کا واقعہ جاگتے ہوئے جان اور جسم سمیت پیش آیا جیسا کہ حدیث میں اس کے الفاظ بتاتے ہیں سوار ہوا اور چلا جیسا کہ متعدد احادیث سے صاف عیاں ہے۔ علاوہ ازیں قرآن میں یہ واقعہ سبحان الذی سے شروع ہوتا ہے اور یہ اسلوب بیان کی اہم اور غالب عادت ہے اور عجیب باتوں کو بیان کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے نیز عبد، بندہ کا لفظ روح اور جسم دونوں کے مجموعہ کا نام ہے۔

(بالفرض) اگر خواب کا واقعہ ہوتا تو کفار قریش اس کی تکذیب نہ کرتے اور نہ اس کو محال سمجھتے کیونکہ خواب کوئی اتنی اہم بات نہیں پس معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کا اسراء کا واقعہ بیداری میں پیش آیا تھا یہ خواب نہ تھا۔

شریک کی غلطی اور اس کی توجیہ...... باقی رہا شریک بن ابی نمر از انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں کہ "میں بیدار ہوا تو حطیم میں تھا"۔ تو یہ شریک کی متعدد غلطیوں میں سے ایک غلطی ہے یا یہ کہ ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل ہونے کو لفظ بیداری سے تعبیر کیا گیا ہے جیسا کہ سفر طائف میں مروی روایت عائشہ رضی اللہ عنہا میں ہے کہ "میں رنج و غم میں چلتا رہا اور قرن ثعالب میں پہنچ کر ہوش آیا"۔

ابواسید رضی اللہ عنہ نومولود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تحنیک کے لئے لائے اور آپ کی ران مبارک پر رکھ دیا۔ اس دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ باتوں میں مشغول ہو گئے اور ابواسید نے بچے کو اٹھا لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور بچہ ران پر موجود نہ تھا تو آپ ﷺ نے بچے کے متعلق پوچھا تو حاضرین نے کہا: آپ کی ران مبارک سے اٹھا لیا گیا پھر آپ نے اس کا نام منذر رکھا یعنی "بیداری" کو نیند سے جاگنے پر محمول کرنے کی بجائے ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل ہونے پر محمول کیا جاتا۔ شریک کی غلطی شمار کرنے سے بہتر ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت...... ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ مجھے آل ابی بکر کے کسی فرد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کر کے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر بستر پر تھا اور روح کو لے جایا گیا۔ یعقوب بن عتبہ کا بیان ہے کہ جب معاویہ سے اسراء کی بابت سوال ہوا تو آپ کہتے اللہ تعالیٰ کی جانب سے سچا خواب تھا۔

ابن اسحاق کی تحقیق...... ابن اسحاق نے ان اقوال کا انکار اس وجہ سے نہیں کیا کیونکہ حسن بصری سے منقول ہے کہ یہ آیت:

وما جعلنا الرؤيا التي أريناك إلا فتنة للناس (۱۷ : ۶۰)

خواب کے متعلق نازل ہوئی ہے جیسا کہ ابراہیم نے فرمایا:

يا بني إني أرى في المنام أني أذبحك

"اے بیٹے! میں تجھے خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کو ذبح کر رہا ہوں۔"

ایک حدیث میں ہے کہ:

"میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار ہوتا ہے۔"

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ معراج خواب میں ہوا یا بیداری میں۔ بہر حال وہ حق اور سچ ہے۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ابن اسحاق نے توقف اختیار کیا ہے اور مجمل طور پر دونوں کو جائز قرار دیا ہے۔ لیکن برحق اور قابل اعتماد فیصلہ یہی ہے کہ آپ کا اسراء اور معراج بیداری میں ہوا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ارشاد کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مفقود نہ ہوا اور اسراء روحانی ہوا) سے مراد بالکل نیند کی حالت نہیں جیسا کہ ابن اسحاق نے سمجھا بلکہ یہ اسراء کا واقعہ حقیقی طور پر روح اور جسم کے ساتھ پیش آیا۔ آپ بیدار تھے سوئے ہوئے نہ تھے براق پر سوار ہو کر بیت المقدس پہنچے پھر آسمان پر تشریف لے گئے وہاں جو کچھ دیکھا وہ حقیقت اور بیداری کے عالم میں تھا خواب نہ تھا۔ غالب گمان ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے ہم خیال علماء کا مطلب یہی ہو اور ہمارا ابن اسحاق کے مفہوم کے مطابق نہ ہو کہ یہ بحالت خواب واقع ہوا ہو۔ واللہ اعلم۔

نوٹ...... ہم اسراء و معراج سے قبل خواب کے منکر نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خواب دیکھتے اس کی تعبیر فوراً صبح کی سفیدی کی طرح واقع ہو جاتی ہے۔ یہ بیان بدء الوحی کی بحث میں گذر چکا ہے کہ آپ ﷺ نے خواب میں اسراء اور معراج بطور تمہید و تمثیل اور مانوس ہونے کے دیکھا پھر آپ ﷺ کو بیداری کے عالم میں دکھا دیا گیا۔

کیا اسراء اور معراج دونوں ایک وقت میں پیش آئے؟ ... اہل علم کا اس امر میں اختلاف ہے کہ اسراء اور معراج دونوں ایک رات میں ہوئے یا علیحدہ علیحدہ راتوں میں۔ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ اسراء تو عالم بیداری میں ہوا اور معراج خواب میں۔ صحیح یہ ہے کہ بیداری کے عالم میں روح اور جسم سمیت۔ بقول امام بیہقی یہ قول متفرق احادیث کا جامع ہے اور مطابقت پیدا کرتا ہے کیونکہ حدیث شریک از انس رضی اللہ عنہ میں یہ جملہ مذکور تھا "آنکھیں تو خواب میں تھیں اور دل بیدار تھا" اور روایت کے آخر میں ہے "پھر میں بیدار ہوا اور میں حطیم میں تھا"۔ اور یہ خواب کی حالت ہے۔

بعض علماء کی تحقیق ... بعض علماء عالم بیداری میں کئی بار اسراء کے قائل ہیں اور ان احادیث سے بعض مدینہ میں بھی واقع ہوئے۔ شیخ شہاب الدین ابو شامہ نے اسراء کی مختلف روایات کو کئی بار پر محمول کر کے تطبیق دی ہے ایک بار صرف براق پر مکہ سے بیت المقدس تک، دوسری بار مکہ سے آسمان تک جیسا کہ حدیث مذکور میں ہے، تیسری بار مکہ سے براستہ بیت المقدس آسمان تک۔ مگر نہ معلوم اگر اختلاف روایت پر تعدد حدیث محمول ہو تو ہر ایک سے متعدد اقسام مروی ہیں۔ اس کی تفصیل ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر میں سبحان الذی اسری بعبدہ کے تحت۔ اگر یہ متعدد ہوتے تو یہ تمام اقسام منقول ہوتیں اور یہ بات بھی باقی ہے کہ یہ بات بھی اس کی محتاج ہے۔ واللہ اعلم۔

واقعہ اسراء میں امام بخاری کی ترتیب ... امام بخاری نے واقعہ اسراء جناب ابو طالب کی وفات کے بعد بیان کیا اور ابن اسحاق نے اس کے برعکس واقعہ اسراء جناب ابو طالب کی وفات سے پہلے ذکر کیا ہے۔ بعد میں وفات ابو طالب بیان کی ہے اور معراج کو ابن اسحاق کے موافق دونوں کو یکجا ملحق جانے ترتیب دیا ہے۔

الغرض امام بخاری نے اسراء اور معراج دو واقعات تصور کئے ہیں اور ان کو علیحدہ علیحدہ ترتیب دی ہے چنانچہ امام بخاری نے "باب حدیث الاسراء" کے تحت سبحان الذی اسری کے بعد جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ اسراء کے متعلق جب قریش نے مجھے جھٹلایا تو میں حطیم میں تھا اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے بیت المقدس آشکار کر دیا میں دیکھ کر ان کو بیت المقدس کے متعلق ان کے سوالات کے جوابات بتاتا جاتا تھا۔ مسلم، ترمذی، نسائی نے یہ حدیث بطریق ابن شہاب زہری روایت کی ہے۔

حدیث معراج ..... پھر امام بخاری نے "باب حدیث المعراج" کے تحت مالک بن صعصعہ کی روایت نقل کی ہے کہ نبی علیہ السلام نے صحابہ کرام کو شب اسراء کے متعلق بتایا کہ میں حطیم یا راوی کی جانب سے شک ہے حجر میں لیٹا ہوا تھا کہ میرے پاس ایک فرشتہ آیا اس نے یہاں سے یہاں تک چیر ڈالا۔ قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے جارود بن ابی سبرہ سے پوچھا جو میرے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے اس کا کیا مطلب ہے تو اس نے کہا: ہنسلی سے ناف تک اور میں نے سنا کہ وہ کہتے ہیں سینے کے گڑھے سے ناف تک۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر دل نکالا اور سونے کا ایک طشت لایا گیا جو ایمان و یقین سے لبریز تھا اس دل کو ایمان و حکمت سے بھر دیا گیا پھر اپنی جگہ پر رکھ دیا گیا پھر میرے پاس ایک سفید سواری لائی گئی جو خچر سے چھوٹی اور گدھے سے بڑی تھی۔

جارود نے پوچھا جناب انس رضی اللہ عنہ وہ براق تھا تو انس نے کہا جی ہاں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ اپنا قدم حد نگاہ پر رکھتا تھا مجھے اس پر سوار کر دیا گیا اور پھر مجھے جبرائیل لے چلے یہاں تک کہ اس نے پہلے آسمان پر پہنچ کر دروازہ کھلوایا تو دریافت کیا گیا کون ہے؟ جبرائیل نے کہا میں ہوں جبرائیل، پوچھا گیا اور کون ہے آپ کے ساتھ؟ کہا محمد ﷺ ہیں (دریافت کیا گیا) کیا ان کو بلایا گیا ہے؟ جبرائیل نے اثبات میں جواب دیا تو کہا گیا خوش آمدید مرحبا آپ کی تشریف آوری مبارک ہو اس نے دروازہ کھولا میں اندر گیا تو وہاں آدم ملے جبرائیل نے کہا یہ آپ کے باپ آدم ہیں ان کو سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا آدم نے جواب دیا خوش آمدید نیک بیٹا اور نیک نبی آیا ہے۔

پھر مجھے دوسرے آسمان تک لے گئے دروازہ کھلوایا تو پوچھا گیا کون ہے؟ بتایا جبرائیل۔ پوچھا اور کون ہے آپ کے ساتھ؟ بتایا محمد ہیں سوال ہوا کیا ان کو بلایا گیا ہے؟ تو اس نے کہا جی ہاں ارشاد ہوا خوش آمدید مرحبا۔ جب دروازہ کھلا تو میں نے دیکھا وہاں یحییٰ اور عیسیٰ خالہ زاد

بھائی بیٹھے ہیں مجھے جبرائیل علیہ السلام نے بتایا: یہ یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام ہیں ان کو سلام کیجئے میں نے سلام کیا تو انہوں نے جواب دے کر کہا مرحبا کیا اچھا بھائی اور کیا اچھا نبی ہے۔

پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے تیسرے آسمان پر لے کر پہنچے تو دروازہ کھلوایا اندر سے پوچھا گیا کون؟ بتایا جبرائیل علیہ السلام ہوں اور پوچھا کہ تیرے ساتھ کون ہے؟ بتایا محمد ﷺ ہیں تو اندر سے آواز آئی کیا وہ طلب کئے گئے ہیں؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے تصدیق کی اندر سے آواز آئی مبارک ہو کیا اچھے آنے والے ہیں دروازہ کھلا تو یوسف علیہ السلام بیٹھے تھے جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ یوسف علیہ السلام ہیں ان کو سلام کیجئے میں نے سلام کیا تو انہوں نے جواب دے کر کہا خوش آمدید آپ کیا اچھے بھائی اور کیا اچھے نبی ہیں۔

پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے چوتھے آسمان پر لے کر چڑھے دروازے پر دستک دی تو دریافت کیا گیا کون؟ تو کہا جبرائیل علیہ السلام ہوں اندر سے سوال ہوا تمہارے ساتھ کون ہے؟ تو انہوں نے کہا محمد ﷺ ہیں اندر سے سوال ہوا کیا ان کو دعوت ملاقات ملی ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا جی ہاں! اندر سے آواز آئی مرحبا کیا اچھے آئے۔ جب میں اندر داخل ہوا تو ادریس علیہ السلام موجود تھے جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ ادریس علیہ السلام ہیں ان کو سلام کیجئے میں نے سلام کیا تو انہوں نے جواب دے کر کہا کیا اچھا بھائی اور کیا اچھا نبی ہے۔

پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے پانچویں آسمان پر لے کر چڑھے تو دروازہ کھلوایا تو آواز آئی کون صاحب ہیں؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا: میں ہوں جبرائیل۔ پھر سوال کیا ساتھ کون ہے؟ تو جبرائیل نے کہا محمد ﷺ ہیں کیا ان کو رسالت ملاقات دی گئی ہے؟ تو بتایا جی ہاں، اندر سے آواز آئی مرحبا کیا اچھے آئے جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں ہارون علیہ السلام ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ ہارون علیہ السلام ہیں ان کو سلام کہو میں نے سلام کیا تو انہوں نے بھی جواب دے کر خوش آمدید کہا۔

پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے چھٹے آسمان پر لے کر چڑھے دروازہ پر دستک دی تو اندر سے آواز آئی کون ہے؟ جواب دیا جبرائیل علیہ السلام ہوں پھر دریافت ہوا آپ کے ساتھ کون ہے؟ بتایا محمد ﷺ ہیں اندر سے پھر سوال ہوا کیا وہ مدعو ہیں؟ تو انہوں نے کہا ہاں! اندر سے آواز آئی مرحبا کیا اچھے آئے جب میں اندر داخل ہوا تو موسیٰ علیہ السلام بیٹھے ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں ان کو سلام کیجئے میں نے سلام کیا اور انہوں نے جواب دے کر کہا خوش آمدید کیا اچھے بھائی اور اچھے نبی ہیں۔ جب میں وہاں سے آگے بڑھا تو ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں پھر پوچھا گیا تو کہنے لگے میں اس لیے رو رہا ہوں کہ ایک لڑکا جو میرے بعد مبعوث ہوا اس کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ جنت میں جائیں گے۔

پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر ساتویں آسمان پر چڑھے تو دروازہ کھلوایا اندر سے سوال ہوا کون؟ جواب دیا جبرائیل علیہ السلام ہوں پھر پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ تو بتایا محمد ﷺ ہیں، اندر سے دریافت ہوا کیا طلب فرمایا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کے والد محترم ہیں ان کو سلام کیجئے میں نے سلام کیا جواب دے کر کہا خوش آمدید کیا اچھا بیٹا کیا اچھا رسول۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف لے چلا گیا۔ وہاں چار نہریں ہیں۔ جن میں سے دو ظاہری اور دو پوشیدہ ہیں۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا یہ کیا ہیں؟ فرمایا باطنی نہریں تو جنت میں بہتی ہیں اور ظاہری نیل و فرات ہیں۔ پھر میرے سامنے بیت المعمور پیش کیا گیا اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں پھر میرے سامنے ایک شراب کا پیالہ ایک دودھ کا پیالہ اور ایک شہد کا پیالہ لایا گیا میں نے دودھ کا پیالہ لے لیا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ فطرت اسلام ہے جس پر آپ اور آپ کی امت قائم ہے۔

◆

نمازوں کی فرضیت...... اس کے بعد مجھ پر ہر روز پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ یہ تحفہ لے کر میں واپس آیا جب آسمان پر موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا کہ کیا حکم ہوا؟ میں نے جواب دیا کہ روزانہ پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں تو انہوں نے کہا آپ کی امت روزانہ پچاس نمازیں پڑھنے کی طاقت نہیں رکھے گی میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا خوب تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل قوم میں سخت محنت اٹھائی چنانچہ آپ تشریف لے جائیے اور کمی کا سوال کیجئے۔

لہٰذا میں واپس گیا تو دس نمازیں معاف کر دی گئیں۔ پھر میں موسیٰ کے پاس آیا تو انہوں نے پہلے کی طرح مجھے واپسی پر آمادہ کیا میں واپس ہوا تو پھر دس نمازیں معاف کر دی گئیں پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر وہی سوال کیا تو میں واپس چلا گیا تو دس نمازیں پھر معاف کر دی گئیں اگلی دفعہ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے دوبارہ وہی سوال کیا تو میں پھر واپس چلا آیا اس دفعہ بھی دس نمازیں معاف کر دی گئیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر اصرار کیا واپس جاؤ چنانچہ میں واپس گیا تو مجھے ہر روز صرف دس نمازوں کا حکم ہوا تھیں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو آپ نے وہی سوال دہرایا تو میں پھر واپس چلا گیا تو مجھے صرف روزانہ پانچ نمازوں کا حکم ہوا پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا تو پوچھا کہ تمہیں کیا حکم ملا؟ میں نے جواب دیا روزانہ پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم ملا ہے تو کہا آپ کی امت روزانہ پانچ وقت کی نماز پڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتی میں نے آپ سے قبل لوگوں کا بڑا تجربہ کیا ہے بنی اسرائیل پر خوب زور لگا چکا ہوں لہٰذا واپس جائیے اور مزید کمی کا سوال کیجیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بار بار سوال کر کے شرمندہ ہوں لہٰذا اب میں اسے خوشی سے تسلیم کرتا ہوں۔ میں یہ کہہ کر آگے بڑھا تو منادی نے مجھے کہا میں نے اپنا فریضہ نافذ کر دیا اور اپنے بندوں سے تخفیف بھی کر دی۔

مذکورہ بالا...... مسند جیسا کہ روایت (جو پہلی قالہ امام قتادہ انس رضی اللہ عنہ) حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ یہ حدیث بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی میں اسی مذکورہ سند سے موجود ہے اور یہ روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اور انس رضی اللہ عنہ ابوذر سے بھی یہ حدیث بیان کرتے ہیں اور متعدد اسناد سے یہ روایت نبی علیہ السلام سے بھی نقل کرتے ہیں اور ہم یہ سب مکمل طور پر تفسیر ابن کثیر میں بیان کر چکے ہیں۔

محمد بحث...... مسند جیسا کہ روایت میں بیت المقدس کا ذکر نہیں ہے۔ بعض اوقات راوی روایت کا کچھ حصہ (مخاطب کو معلوم ہونے) کی وجہ سے حذف کر دیتے ہیں یا کچھ بھول جاتے ہیں، وہ صرف اہم باتوں کو ذکر کر کے غیر اہم کو نظر انداز کر دیتے ہیں یا کبھی راوی مفصل روایت بیان کرتا ہے اور کبھی مخاطب کو موقع کرنے کے مفید مطلب بیان کر دیتا ہے جو شخص ہر روایت کو ایک مستقل قصہ پر محمول کرتے ہیں کہ ایک مستقل قصے کی بنیاد بناتے ہیں (جیسا کہ بعض کا طریقہ ہے) وہ راہ راست سے بھٹکا ہوا ہے کیونکہ تقریباً ہر روایت میں انبیاء پر سلام کا ذکر موجود ہے۔ چنانچہ ہر روایت میں ان سے تعارف کا ذکر ہے اور ہر روایت میں پانچ نمازوں کا ذکر ہے اس وجہ سے یہ متعدد واقعات کیسے ہو سکتے ہیں؟ واللہ اعلم۔ بخاری کے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس (۱۷/۶۰) کا ذکر کر کے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے (ھی رؤیا عین اریھا رسول اللہ لیلۃ اسری بہ الی بیت المقدس) کیا گیا ہے یعنی کہا گیا ہے جو آنحضور ﷺ کو اس رات میں دکھایا گیا جس رات آپ ﷺ کو بیت المقدس تک لے جایا گیا اور الشجرۃ الملعونۃ (۶۰) سے مراد زقوم کا درخت ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کا نماز کا طریقہ سکھانا...... شب اسراء کی صبح زوال کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور آپ کو نماز کی کیفیت اور اس کے اوقات سے آگاہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کرام جمع ہوئے اور جبرائیل علیہ السلام نے آگے ہو کر آپ ﷺ کو نماز پڑھائی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی اقتدا کرتے اور نبی علیہ السلام جبرائیل علیہ السلام کی۔ جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں مذکور ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بیت اللہ کے پاس دو دفعہ نماز پڑھائی ہر نماز کا اول اور آخر وقت بتایا اور دونوں اوقات کے درمیان نماز پڑھنے کو صحیح وقت بتایا۔ مغرب کا ایک وقت ہے جس میں کوئی فرق نہیں کیا گیا۔ یہ مسئلہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ، بریدہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت میں (جو مسلم میں منقول ہیں) مذکور ہے اس کی تفصیل کتاب الاحکام میں موجود ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت پر اعتراض...... صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ میں معمر از زہری رحمۃ اللہ علیہ عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ شروع میں ہر نماز دو رکعت فرض ہوئی اس کے بعد یہ دو رکعت نماز کو سفری نماز قرار دے کر کی گئی اور حضری نماز میں اضافہ

رکعت کا اضافہ کر دیا گیا۔ یہی روایت زہری رضی اللہ عنہ سے اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ بھی بیان کرتے ہیں۔ مگر اس میں یہ اشکال ہے کہ نماز سفر کو دو رکعت قرار دینے والی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سفر میں چار رکعت نماز (کامل نماز) ادا کرتی ہیں۔ اسی طرح حضرت عثمان بھی کیا کرتے تھے۔ اس پر ہم نے سیر حاصل بحث تفسیر میں آیت واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح الآیۃ (۴:۱۰۱) پر کی ہے۔

نماز کے بارے میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ..... امام بیہقی لکھتے ہیں کہ حسن بصری کا مسلک ہے کہ ابتداء ہی سے حضری نماز چار رکعت فرض ہوئی تھی جیسا کہ انہوں نے نبی علیہ السلام سے شب معراج کے اگلے دن کی نماز کی کیفیت مرسل سند سے بیان کی ہے کہ ظہر عصر چار چار رکعت مغرب تین رکعت اور عشاء چار رکعت۔ مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعت میں جہراً قراءت کرتے تھے اور صبح کی نماز دو رکعت ہیں اور ان دونوں میں جہری قراءت کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت پر اعتراض ...... امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ غالباً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مطلب یہ ہے کہ معراج سے قبل ہر نماز دو دو رکعت تھی۔ جب پانچ وقت نماز فرض ہوئی تو حضر میں ہر نماز کی مذکورہ بالا رکعات مقرر کر دی گئیں اور سفر میں دو رکعت نماز پڑھنے کی رخصت فرمائی جیسا کہ معراج سے پہلے نماز ادا کی جاتی تھی۔ اس کے مطابق قطعاً کوئی اشکال نہیں۔ واللہ اعلم۔

شق قمر کا معجزہ

رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات اور دین حق کی صداقت کے لئے اللہ تعالیٰ نے شق قمر کا معجزہ رسول اللہ ﷺ کو عطا فرمایا۔ جب آپ ﷺ نے اس کی طرف اشارہ فرمایا قرآن پاک میں ہے "قیامت قریب آ گئی ہے اور چاند پھٹ گیا اور اگر وہ کوئی معجزہ دیکھیں تو اس سے منہ موڑ لیں اور کہیں یہ ہمیشہ سے چلا آتا جادو ہے اور ان کے پاس وہ خبریں آ چکی ہیں جن میں کافی تنبیہ ہے"۔[1] نبی علیہ السلام کے عہد میں معجزہ شق قمر کے ظہور پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اس سلسلے میں بے شمار احادیث متعدد اسناد سے مروی ہیں جو کہ تواتر اور یقینی علم سے مستفید کرتی ہیں۔

ہم امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ سے یہاں جو میسر ہوا انشاء اللہ بیان کریں گے اور مشہور کتاب حدیث کے حوالہ جات نقل کریں گے۔ (بحول اللہ وقوتہ) یہ بحث تفسیر میں مکمل طور پر بیان ہو چکی ہے۔ شق قمر کا معجزہ انس بن مالک، جبیر رضی اللہ عنہ بن مطعم، حذیفہ رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایات میں مروی ہے۔

احادیث انس رضی اللہ عنہ ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ معمر رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے بیان کرتے ہیں کہ مکہ والوں نے حضور ﷺ علیہ السلام سے معجزہ طلب کیا تو مکہ میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور قرآن میں ہے:

اقتربت الساعة وانشق القمر [۵۴:۱]

احادیث کی اسناد ...... امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن رافع کی معرفت عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے اور یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مرسلات میں سے ہے (اور یہ بات) ظاہر ہے کہ صحابی نے کسی دوسرے صحابی سے سنی ہوگی یا رسول اللہ ﷺ سے سننے کا موقعہ حاصل ہو گیا ہوگا یا صحابی اور رسول اللہ ﷺ سب سے سننا میسر آیا ہوگا۔

مسلم اور بخاری میں ہے کہ شیبان، سعید بن ابی عروبہ اور شعبہ تینوں قتادہ از انس فرماتے ہیں کہ اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے معجزہ طلب کیا تو آپ ﷺ نے ان کو چاند دو ٹکڑے کر کے دکھا دیا (دو ٹکڑے یعنی دو حصے) یہاں تک کہ حرا ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان نظر آ رہا تھا۔ (ھذا لفظ البخاری)

---

[1] اقتربت الساعة وانشق القمر الی قوله تعالی مافيه مزدجر

حدیث جبیر بن مطعم ۔ ۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن کثیر، سلیمان بن کثیر، حصین بن عبد الرحمان، محمد بن جبیر، جبیر بن مطعم (اپنے باپ رضی اللہ عنہ) سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں شق قمر ہوا، ایک ٹکڑا ایک پہاڑ پر نظر آ رہا تھا اور دوسرا ٹکڑا دوسرے پہاڑ پر۔ یہ دیکھ کر اہل مکہ نے کہا کہ محمد نے ہماری آنکھوں پر جادو کر دیا ہے اور بعض نے کہا کہ ہم پر تو ان کا جادو چل گیا ہے لیکن ساری دنیا پر نہیں چل سکتا۔

اسناد احادیث ...... ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی محمد بن فضیل وغیرہ کی معرفت حصین بن عبد الرحمان سے یہ روایت نقل کی ہے۔ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے (ابراہیم بن طہمان اور ہشیم، حصین بن عبد الرحمان، جبیر بن محمد بن جبیر بن مطعم اپنے باپ اور انہوں نے اپنے باپ جبیر بن مطعم سے) بیان کیا ہے۔ اس سند میں ایک راوی جبیر بن محمد زائد ہے۔

حدیث حذیفہ بن یمان ۔ دلائل میں ابو نعیم ابو عبد الرحمان سلمی سے بیان کرتے ہیں کہ حذیفہ بن یمان نے مدائن میں حمد و ثنا کے بعد خطبہ میں فرمایا:

اقتربت الساعۃ وانشق القمر الا وان الساعۃ قد اقتربت الا وان القمر قد انشق ' الا وان الدنیا قد آذنت بفراق الا وان الیوم المضمار وغدا السباق

”سنو قیامت آ گئی ہے اور دیکھو چاند دو ٹکڑے ہو چکا ہے سنو دنیا سے الگ ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ غور کرو بے شک آج کام کا مقام ہے اور کل قیامت کو سبقت اور برتری کا مقام ہے“

دوسرے جمعہ میں، میں اپنے والد کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھنے گیا تو خطیب حذیفہ بن یمان نے گذشتہ جمعہ والی تقریر دہرائی اور یہ اضافہ کیا: **الا وان السابق من سبق الی الجنۃ** غور کرو سبقت لے جانے والا وہ شخص ہے جو جنت کی طرف سبقت اور برتری حاصل کرے۔ جب ہم نماز سے فراغت کے بعد گھر کے لئے واپس ہوئے تو راستے میں میں نے والد صاحب سے پوچھا: **غدا السباق** کا مطلب کیا ہے تو انہوں نے کہا جنت کی طرف سبقت اور برتری۔

حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہوا ہے۔ مسلم اور بخاری نے بکر بن نصر سے مختصر بیان کرتے ہیں کہ **اقتربت الساعۃ وانشق القمر** پھر اس نے کہا یہ واقعہ ہجرت سے پہلے پیش آیا تو چاند پھٹ گیا اور حاضرین نے اس کے دو ٹکڑے دیکھے۔ عوفی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مرسل نقل کیا ہے۔

حافظ ابو نعیم نے عطاء سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور ضحاک سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک سند سے اس آیت کے بارے میں بیان کیا ہے:

اقتربت الساعۃ وانشق القمر

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مشرکین مکہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہوئے۔ (جن میں ولید بن مغیرہ، ابو جہل بن ہشام، عاص بن وائل، عاص بن ہشام، اسود بن عبد یغوث، اسود بن مطلب، زمعہ بن اسود، نضر بن حارث وغیرہ تھے۔) سب نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اگر آپ سچے ہیں تو چاند دو ٹکڑے کر کے دکھائیں، ایک ٹکڑا ابو قبیس پر نظر آئے اور دوسرا قعیقعان پر دکھائی دے۔ نبی علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ اگر ایسا کر کے دکھا دوں تو کیا تم مسلمان ہو جاؤ گے؟ سب نے کہا جی ہاں۔ چودھویں کی رات تھی رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے یہ چیز مانگی تو چاند نصف ابو قبیس پر آ گیا اور نصف قعیقعان پر اور رسول اللہ ﷺ بلند آواز سے پکار رہے تھے: اے ابو سلمہ بن عبد الاسد، ارقم بن ابی ارقم! گواہ رہنا۔

ابو نعیم نے (سفیان بن احمد، حسن بن عباس رازی، ہیثم بن عمران، اسماعیل بن زیاد، ابن جریج، عطاء) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ کوئی ایسی علامت ہے جس سے ہم آپ کی رسالت کی تصدیق کر سکیں؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے محمد ﷺ کو کہا کہ

ان کو کہا آج رات کے وقت جمع ہو جائیں، عنقریب علامت دیکھیں گے اگر اس سے مستفید ہوئے تو بہتر ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو جبرئیل کی بات بتادی تو وہ چودھویں رات گلیوں میں، کہنے لگے شق قمر ہو گیا! آدھا صفا پہاڑ پر آدھا مروہ پر ہے تو انہوں نے دیکھا پھر انہوں نے آنکھیں مل کر صاف کیں دوبارہ اسے دیکھا پھر دوبارہ آنکھیں مل کر صاف کیں اور خوب غور سے دیکھا اور کہا اے محمد ﷺ یہ تو جادو ہے تو اللہ تعالیٰ نے اقتربت الساعۃ وانشق (۱۔۵۴) آیت نازل فرمائی۔

ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا ہے یہود نے رسول اللہ ﷺ سے کسی نشانی کا مطالبہ کیا اور کہا کہ ہم اسے دیکھ کر آپ ﷺ پر ایمان لے آئیں گے رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو چاند دو ٹکڑے کر کے دکھا دیا ایک کو صفا پر اور دوسرے کو مروہ پہاڑ پر (یعنی شق قمر عصر اور مغرب کے درمیانی وقت تک رہی، یہ منظر دیکھ کر (وہ بجائے ایمان لانے کے) کہنے لگے یہ صاف جادو ہے۔

حافظ ابوالقاسم طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے عکرمہ از ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں چاند گرہن ہوا تو کفار کہنے لگے چاند پر جادو ہو گیا ہے تو اقتربت الساعۃ وانشق القمر آیات نازل ہوئیں۔ یہ سند عمدہ ہے اس میں ہے کہ یہ بات چاند گرہن ہوا ممکن ہے کہ اس کی وجہ سے کہ لوگوں کو شق قمر نظر آیا ہو اسی طرح روم کے بعض ممالک میں اس کا مشاہدہ کیا گیا، مشہور ہے کہ ہندوستان کے کسی علاقہ میں اس کی یادگار تعمیر کی گئی اور شق قمر کی رات سے ہی تاریخ کا آغاز ہے۔

حدیث ابن عمر...... حافظ ابوبکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (از ابو عبداللہ الحافظ و ابوبکر احمد بن حسن القاضی از ابوالعباس اصم از عباس بن محمد دوری از وہب بن جریر از شعبہ از اعمش از مجاہد) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اقتربت الساعۃ وانشق القمر کے بارے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں چاند دو ٹکڑے ہوا ایک ٹکڑا پہاڑ کے اس طرف اور دوسرا پہاڑ کے دوسری جانب، تو پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللّٰھم اشھد یا اللہ اس کی بات پر گواہ رہ۔ مسلم نے بھی (یہی حدیث) اس طرح بیان کی ہے اور ترمذی میں بھی شعبہ رحمۃ اللہ علیہ از اعمش رحمۃ اللہ علیہ از مجاہد رحمۃ اللہ علیہ از ابن عمر رضی اللہ عنہ منقول ہے اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے اور مسلم میں بھی مجاہد رحمۃ اللہ علیہ از ابی معمر رحمۃ اللہ علیہ از ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت مذکور ہے۔

حدیث عبداللہ بن مسعود...... امام احمد (سفیان، ابن ابی نجیح، مجاہد، ابی معمر) ابن مسعود سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں شق قمر ہوا اور اتنی دوری ہوگئی کہ انہوں نے خوب اچھی طرح دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اشھدوا گواہ رہو۔

صحیحین میں بھی یہ روایت سفیان بن عیینہ سے مذکور ہے نیز (اعمش از ابراہیم از ابی معمر از عبداللہ بن سخبرہ از) عبداللہ بن مسعود منقول ہے کہ چاند دو ٹکڑے ہوا اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ میں تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اشھدوا! گواہ رہو ایک ٹکڑا پہاڑ کی طرف چلا گیا۔

امام بخاری فرماتے ہیں کہ (ابوالضحیٰ از مسروق رضی اللہ عنہ از عبداللہ) عبدالصمد رحمۃ اللہ علیہ مکی کی عبارت کے بعد یوں بیان کرتے ہیں۔ مذکورہ بالا روایت کو سفیان کی حدیث کی طرح مسلم از ابن ابی نجیح از مجاہد از ابی معمر از عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نقل کی ہے۔

ابوداؤد طیالسی نے ابوالضحیٰ از مسروق از ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد رسالت میں چاند شق ہو گیا تو قریش نے کہا یہ ابن ابی کبشہ محمد ﷺ کے جادو کا اثر ہے، بعض نے کہا کہ باہر سے آنے والے مسافروں کا انتظار کرو اگر انہوں نے بھی یہ دیکھا ہو تو محمد ﷺ سچے ہیں اگر انہوں نے نہیں دیکھا تو یہ جادو ہے۔ چنانچہ ہر طرف سے آنے والے مسافروں سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: ہم نے بھی یہ منظر دیکھا ہے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ہشیم زبانی کی (حدیث جابر رضی اللہ عنہ) بیان کی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (مؤمل، اسرائیل، سماک، ابراہیم، اسود) عبداللہ بن مسعود سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں چاند دو ٹکڑے ہوا حتیٰ کہ میں نے پہاڑ کو ان دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ روایت، سماک از سماک ذکر کی ہے۔ امام بیہقی (ابوبکر کی ابوالحسین محمد بن حسین بن داؤد علوی، یحییٰ حمانی، ابو معاویہ، اعمش، ابراہیم، ابومعمر) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ میں تھے کہ شق قمر ہو گیا، ایک ٹکڑا پہاڑ کے پیچھے چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا گواہ رہو گواہ رہو۔ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ (سلیمان بن احمد، جعفر بن محمد فریابی

آدم بن ابی ایاس، لیث بن سعد، ہشام بن سعد، عتبہ، عبداللہ بن عتبہ) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ چاند دو ٹکڑے ہوا تو ہم مکہ میں تھے میں نے اس کا ایک ٹکڑا اس کے پہاڑ پر دیکھا۔

احمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ (ابوبکر بن ابی عاصم، محمد بن حاتم، معاویہ بن عمرو، زائدہ، سماک) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ مکہ میں شق قمر ہوا میں نے اس کے دو ٹکڑے دیکھے۔ احمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے (علی بن سعید بن مسروق، موسیٰ بن عمیر، منصور بن معتمر، زید بن وہب) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ واللہ! میں نے چاند کو دو ٹکڑے دیکھا۔ ان ٹکڑوں کے درمیان سے پہاڑ نظر آرہا تھا۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے (بسند سدی صغیر از کلبی از ابی صالح از) ابن عباس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ شق قمر ہو گیا ایک ٹکڑا علیحدہ ہو گیا اور ایک ٹکڑا اپنی جگہ باقی رہا۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے پہاڑ حرا کو چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان سے دیکھا، چاند کا ایک ٹکڑا الگ ہو گیا اہل مکہ نے یہ حیرت انگیز نظارہ دیکھ کر کہا کہ یہ معمولی جادو ہے تو یا ختم ہو جائے گا۔ مگر یہ عصر سے لے کر مغرب تک کے درمیانی عرصہ تک ہر جگہ طرف سے روایات ہیں جن کا مضمون ایک ہی ہے اس لیے ان کو ترک کر دیا گیا ہے۔ لیث بن ابی سلیم نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں شق قمر ہوا تو نبی علیہ السلام نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابوبکر! گواہ رہو۔ مشرکین نے کہا اس چاند پر جادو کیا گیا ہے اور وہ شق ہو گیا ہے۔

علم رجال سے معرفت اور اس میں بصیرت رکھنے والوں کے لیے یہ مضبوط اور متعدد سندیں قطعی علم اور یقین کے لیے کافی ہیں اور بعض حضرات جو یہ قصہ بیان کرتے ہیں کہ چاند زمین پر آگرا اور رسول اللہ ﷺ کی ایک آستین میں داخل ہو کر دوسری سے باہر نکل آیا بالکل بے اصل ہے یہ من گھڑت ہے صحیح نہیں ہے۔ چاند جب پھٹا تو آسمان سے جدا نہیں ہوا رسول اللہ ﷺ کے اشارہ کرنے پر دو ٹکڑے ہو گیا اور ایک ٹکڑا حرا کے پیچھے چلا گیا تو لوگوں نے پہاڑ کو چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان سے دیکھا جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ خود انہوں نے یہ حیرت انگیز نظارہ دیکھا۔ مسند احمد میں یہ روایت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مکہ میں چاند دو دفعہ پھٹا یہ قول محل نظر ہے۔ بظاہر ممکن ہے کہ اس قول سے ان کا مقصد یہ ہو کہ دو ٹکڑے ہوا واللہ اعلم۔

ابو طالب ۱۰ نبوی میں فوت ہو گئے ابو طالب کی وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی فوت ہو گئیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ ابو طالب سے پہلے فوت ہو گئیں تھیں مگر مشہور پہلا قول ہے۔ یہ دونوں رسول اللہ ﷺ پر نہایت شفیق اور مہربان تھے ابو طالب گھر سے باہر اور خدیجہ رضی اللہ عنہا گھر کے اندر۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ ابو طالب اور خدیجہ رضی اللہ عنہا دونوں کی ایک ہی سال میں وفات ہوئی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ مصیبتوں میں مزید مبتلا ہو گئے۔ کیونکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے لیے اسلام میں مددگار رہی تھیں۔

ابو طالب کی وفات کے بعد آپ ﷺ کو اذیتیں پہنچانا ...... چچا ابو طالب کی موت کے بعد رسول اللہ ﷺ پر ظلم و ستم شروع ہو گیا۔ اور آپ رسول اللہ ﷺ کو اس قدر ستانے اور بے ادبی سے پیش آنے لگے کہ ابو طالب کی زندگی میں وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک دن ایک احمق قریشی نے آپ ﷺ کے سر مبارک پر مٹی ڈال دی۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اسی حالت میں اپنے گھر پہنچے (آپ ﷺ کو) آپ کی بیٹی نے دیکھا (تو پانی سے سر دھوتی جاتی تھیں) اور فرط محبت سے روتی جاتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیٹی رو نہیں۔ اللہ تیرے باپ کا محافظ ہے۔ اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ ابو طالب کی زندگی میں قریش مجھے ایسی اذیتیں پہنچانے کی ہمت نہیں رکھتے تھے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ بعض لوگ آپ ﷺ کی ہانڈی میں کوڑا کرکٹ ڈال دیتے تھے۔ جیسا کہ مجھے عمر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے عروہ رضی اللہ عنہ سے بتایا ہے آپ ﷺ اسے لکڑی پر اٹھا کر باہر نکالتے اور ہانڈی میں ڈالنے کے بعد دروازے پر پھینک کر فرماتے اے اولاد

کہ جو مناسب اور قبول ہو سکتی ہے؟ جب آپ ﷺ [illegible] سب سے اچھے [illegible] ہیں۔ ابن اسحاق بیان کرتے ہیں جب ابوطالب فوت ہو گئے اور قریش نے آپ ﷺ کی ایذا رسانی [illegible] جو ابوطالب کی زندگی میں [illegible] [illegible] بہت سے قریش [illegible] [illegible] ابوطالب [illegible] پہنچتے [illegible] [illegible] وہ سب سے بڑھ کر غالب آ گیا ہے۔

ابوطالب کی مرض موت میں قریش کا مطالبہ: ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ مجھے عباس بن عبداللہ بن معبد نے اپنے کسی شخص سے خبر دی [illegible] جب ابوطالب بیمار ہوئے [illegible] عتبہ، شیبہ، ابوجہل، امیہ بن خلف، ابوسفیان بن حرب وغیرہ نے ابوطالب سے کہا کہ اے ابوطالب! آپ جانتے ہیں کہ آپ ہمارے [illegible] ہیں۔ آپ [illegible] آپ کے بھتیجے [illegible] ہمارے [illegible] آپ ان کو بلا کر [illegible] اور وہ ہم سے [illegible] ہمیں اور ہمارے دین کو چھوڑ دیں گے اور ہم ان کو اور ان کے دین کو چھوڑ دیں گے۔

اہل قریش کے مطالبے پر آپ ﷺ کا جواب: چنانچہ ابوطالب نے رسول اللہ ﷺ کو بلا کر کہا اے بھتیجے! یہ قوم کے معززین آپ کے پاس ایک بات کرنے کے لئے آئے ہیں [illegible] تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں صرف ایک کلمہ ہے جو [illegible] آپ [illegible] [illegible] ہو جائیں گے اور عجم [illegible] [illegible] ابوجہل نے کہا [illegible] ایک نہیں [illegible] آپ نے فرمایا تم [illegible] "لا الہ الا اللہ" [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اپنے دین پر قائم رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ [illegible] فیصلہ کر دے [illegible] [illegible] [illegible] ہو گئے۔

ابوطالب کا ایمان نہ لانے کا جواب: ابوطالب نے کہا واللہ اے بھتیجے! میں نے تم کو ان سے کوئی نامناسب بات [illegible] [illegible] رسول اللہ ﷺ کو ان کے ایمان لانے کی امید ہو گئی تو آپ ﷺ فرمانے لگے اے چچا آپ [illegible] [illegible] قیامت کے دن آپ کی شفاعت [illegible] ابوطالب نے کہا [illegible] [illegible] اے بھتیجے! واللہ اگر مجھے تم پر اور تمہارے بعد تمہارے خاندان کی ملامت کا خوف نہ ہوتا اور قریش کے [illegible] کہ میں نے موت کے ڈر سے یہ کہا ہے تو میں کہہ دیتا [illegible] صرف آپ کو خوش کرنے [illegible] جب ابوطالب کی موت کا وقت قریب آیا تو عباس نے ان کے ہونٹ ہلتے دیکھے اور ان کی طرف کان لگایا تو عباس نے کہا اے بھتیجے! ابوطالب نے وہ کلمہ کہہ دیا ہے جو آپ نے ان سے کہنے کو کہا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا [illegible] [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ان کا [illegible] ہو گئے ہیں [illegible] (ص والقرآن ذی الذکر بل الذین کفروا فی عزۃ و شقاق الآیۃ) [illegible] [illegible] تفسیر میں خوب بحث کی ہے۔ وللہ الحمد والمنۃ۔

حضرت عباسؓ کی روایت سے بخشش لانے کا احتمال: [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] عباس [illegible] [illegible] [illegible] ایمان [illegible] [illegible] [illegible] ہیں۔

یا ابن اخی واللہ لقد قال اخی الکلمۃ التی امرتہ ان یقولہا فقال لم اسمع

اے بھتیجے! ابوطالب نے وہ کلمہ لا الہ الا اللہ جو آپ ﷺ نے ان سے کہنے کو کہا تھا کہہ دیا ہے۔

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

روایت میں توقف ہوتا ہے جبکہ وہ منفرد ہو اور یہاں یہی صورت حال ہے۔

امام احمد نسائی ابن جریر نے (بسند ابی اسامہ اعمش عباد سعید بن جبیر) تفصیلاً ابو بکر کی طرح روایت بیان کی ہے مگر اس میں عباد کا نام ذکر ہوا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت (اعمش یحییٰ بن عمارہ کوفی سعید بن جبیر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں مگر اس میں بھی ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔ ترمذی نے بھی اس کو بیان کر کے اس کی تحسین کی ہے۔ نسائی اور ابن جریر نے بھی اس کو ذکر کیا ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے (ثوری اعمش یحییٰ بن عمارہ کوفی سعید بن جبیر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ابو طالب جب بیمار ہوئے تو قریش عیادت کے لئے آئے اور رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لائے ابو طالب کے سرہانے کی طرف ایک آدمی کے بیٹھنے کی جگہ تھی۔ ابوجہل اپنی جگہ سے اٹھ کر سرہانے والی جگہ پر بیٹھ گیا تاکہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس نہ بیٹھ سکیں۔ چنانچہ قریش نے ابو طالب کے پاس رسول اللہ ﷺ کے بارے میں شکوہ کیا تو ابو طالب نے کہا اے بھتیجے! آپ کی قوم آپ سے کیا مطالبہ کرتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اے چچا جان! میں ان سے صرف ایک کلمہ کا طالب ہوں جس کی وجہ سے سارا عرب ان کے تابع ہو جائے گا اور عجم ان کو جزیہ ادا کرے گا صرف ایک کلمہ۔ ابو طالب نے کہا وہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا "لا الہ الا اللہ" یہ سن کر سب کہنے لگے (۳۸/۵) کیا اس نے سب معبودوں کو ایک معبود بنا دیا ہے۔ یہ تو بڑی عجیب بات ہے اور اسی بارے میں سورہ ص کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔

ابن اسحاق نے جو مبہم راوی والی روایت ذکر کی ہے اس کے برعکس یہ روایت قابل غور ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (محمود عبدالرزاق معمر زہری ابن مسیب) مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابو طالب بستر مرگ پر تھے تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ابوجہل پہلے سے ہی موجود تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چچا جان لا الہ الا اللہ پڑھ لیجئے۔ میں اس کے ذریعہ آپ کے لئے اللہ کے ہاں جھگڑوں گا۔ ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ کہنے لگے اے ابو طالب! کیا آپ اپنے باپ عبدالمطلب کے دین سے منحرف ہو جائیں گے؟ وہ دونوں مسلسل ابو طالب سے بات کرتے رہے یہاں تک کہ اس نے آخری کلمات یہ کہے **علی ملۃ عبدالمطلب** (عبدالمطلب کے دین پر) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تک مجھے منع نہ کیا جائے میں آپ کے لئے مغفرت کی دعا کرتا رہوں گا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ [1](۹/۱۱۳) رسول ﷺ اور مومنوں کے لئے مناسب نہیں ہے کہ مشرکوں کے لئے بخشش کی دعا کریں اگرچہ وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جبکہ ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ جہنمی ہیں اور یہ آیت [2](۲۸/۵۶) نازل ہوئی۔ بے شک تو جس کو چاہے راہ راست پر نہیں لا سکتا۔

امام مسلم نے اس روایت کو اسحاق بن ابراہیم اور عبد بن حمید کی معرفت عبدالرزاق سے روایت کیا ہے۔ نیز صحیحین میں یہ روایت زہری از سعید بن مسیب از مسیب بھی اسی طرح مروی ہے مگر اس میں اتنا اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ بار بار کلمہ توحید پیش کرتے رہے اور ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بھی ابو طالب سے مسلسل یہی بات کہتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے آخری الفاظ یہ کہے **علی ملۃ عبدالمطلب** اور انہوں نے لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں آپ کے لئے اس وقت تک مغفرت کرتا رہوں گا جب تک مجھے منع نہ کیا جائے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ کی آیت ۱۱۳ اور سورہ قصص کی آیت نمبر ۵۶ نازل فرمائی۔

مسند احمد مسلم شریف ترمذی اور نسائی میں یزید بن کیسان از ابو حازم از ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو طالب بستر مرگ پر تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ نے فرمایا اے چچا جان! لا الہ الا اللہ کہہ دیجئے میں آپ کے لئے قیامت کے دن گواہی دوں گا۔ تو ابو طالب نے کہا قریش کے عار دلانے کا خطرہ نہ ہوتا کہ انہوں نے موت کے ڈر سے یہ کہا ہے تو میں یہ کلمہ پڑھ کر آپ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا اور یہ صرف آپ ﷺ کی راحت کے لئے کہتا۔ تو اس وقت سورہ قصص کی آیت (۲۸/۵۶) نازل ہوئی۔ ابن عباس ابن عمر مجاہد شعبی اور قتادہ رحمہم اللہ کا بھی قول ہے کہ یہ آیت اسی وقت نازل ہوئی جب رسول اللہ ﷺ نے ابو طالب کو کلمہ توحید پیش کیا۔ مگر انہوں نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ وہ اپنے آباء کی ملت پر ہیں۔ اور آخری الفاظ تھے **ھو علی ملۃ عبدالمطلب** "وہ ملت عبدالمطلب پر ہے۔"

ان سب روایات کی تائید صحیح بخاری کی حضرت عباس کی روایت سے ہوتی ہے جو (مسدد یحییٰ سفیان عبدالملک بن عمیر عبداللہ بن حارث) عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا آپ ﷺ نے اپنے چچا کو کیا فائدہ پہنچایا وہ آپ کی

---

[1] ما کان للنبی والذین آمنوا الآیۃ [2] انک لا تھدی من احببت الآیۃ

حفاظت کرتے تھے اور آپ کے دشمنوں سے بچاتے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ دوزخ کی آگ میں صرف ٹخنوں تک ہیں اگر میں نہ ہوتا تو حضرت ابوطالب دوزخ کے نچلے طبقے میں ہوتے۔ مسلم میں یہ روایت کئی اسناد سے عبدالملک بن عمیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور صحیحین میں بحوالہ ابن الہاد عبداللہ بن خباب، ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے حضرت ابوطالب کے تذکرہ کے دوران آپ ﷺ سے سنا کہ شاید قیامت کے روز حضرت ابوطالب کو میری شفاعت فائدہ دے اور وہ دوزخ میں ٹخنوں تک عذاب کی جگہ ہوں جس سے ان کا دماغ کھولتا ہوگا۔

مسلم شریف میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا وہ آگ کے جوتے پہنے ہوں گے جس سے ان کا دماغ کھولتا ہوگا اور [illegible] روایت کرتے ہیں [illegible] پاؤں پر ہوں گے۔ حافظ بزار نے اپنی مسند میں (عمرو بن [illegible] عن مجالد عن الشعبی عن جابر) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے دریافت کیا کیا آپ ﷺ نے ابوطالب کو کوئی فائدہ پہنچایا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ میری وجہ سے صرف ٹخنوں تک آگ میں ہوں گے۔ (تفرد به البزار)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی شہادت سے متعلق بحث: حضرت امام بیہقی کہتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کلمہ توحید والی بات رسول اللہ ﷺ سے اس وجہ سے کہی تھی کہ وہ اس وقت کافر تھے۔ [illegible] کہتے ہیں کہ [illegible] مسلمان ہو کر [illegible] سے صحیح نہیں۔ (اس کی دلیل یہ ہے کہ [illegible]) رسول اللہ ﷺ [illegible] آپ ﷺ [illegible] ابوطالب [illegible] عذاب میں [illegible] حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی [illegible] واللہ اعلم۔

تکفین و تدفین: ابوداؤد و نسائی (شعبہ عن ابی اسحاق عن ناجیہ بن کعب) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ابوطالب وفات پا گئے تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ کے چچا فوت ہو گئے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ ان کو دفن کر دو۔ میں نے عرض کیا وہ تو شرک کی حالت میں مرے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ ان کو دفن کر دو [illegible] جب میں ان کو دفن کر کے آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے مجھے غسل کا حکم فرمایا [illegible]

ابوداؤد طیالسی میں (شعبہ عن ابی اسحاق عن ناجیہ بن کعب عن علی رضی اللہ عنہ) مذکور ہے کہ جب ابوطالب فوت ہو گئے تو میں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ کے گمراہ چچا فوت ہو گئے ہیں ان کو کون دفن کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

اذهب فوار اباك ولا تحدثن شيئا حتى تاتيني

بعد ازاں جب میں آپ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے مجھے غسل کا حکم فرمایا اور مجھے ایسی دعائیں دیں کہ [illegible] ان کے مقابلے میں میرے نزدیک ہیچ ہے۔

حافظ بیہقی، [illegible] ابراہیم بن عبدالرحمن [illegible] ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابوطالب کے جنازہ سے واپس آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے چچا آپ نے صلہ رحمی کی، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

ابوالیمان ہوزنی سے یہ روایت حضرت [illegible] سے مرسل مروی ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ آپ ﷺ ابوطالب کی قبر پر تشریف نہیں لے گئے اور ابراہیم بن عبدالرحمن خوارزمی کی اس روایت میں کمزوری ہے۔

[illegible] ابوطالب [illegible] روایت کرتے ہیں [illegible] یہ سب [illegible] ضعیف ہیں۔

ابوطالب کی عظمت . . . ابوطالب رسول اللہ ﷺ کی نہایت حفاظت اور نصرت کرتے، قریش کی تکلیفیں پہنچتی تھیں حضرت ابوطالب آپ ﷺ کا اور آپ کا بچاؤ کیا کرتے تھے۔ آپ کی مدح سرائی اور تعریف وتوصیف میں لگے رہتے تھے قصیدہ لامیہ میں آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے نصرت و مروت، محبت کا بے مثال نمونہ (حضرت ابوطالب سے منقول ہے) [illegible] فصیح و بلیغ زبان میں نظم کی اور معنی بیان سے اپنے اشعار میں اظہار کیا کہ کسی طرح [illegible] موالات اور [illegible] کے حال ہوتے ہوئے [illegible] ہو جاتے ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ سچے نبی ہیں [illegible] آپ کا [illegible] دل کے [illegible] تصدیق کرنے [illegible] ہے۔ جیسا کہ ہم نے بخاری کی کتاب الایمان کی شرح میں ہم نے مفصل ذکر کیا ہے۔ [illegible] قرآن پاک میں ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"اہل کتاب حضرت محمد ﷺ کو یوں پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو ایک فریق ان میں سے جان بوجھ کر حق بات چھپا رہا ہے۔"[1]
(۲،۱۴۶)

قرآن پاک میں سورۃ النمل (۲۷:۱۴)[2] میں ذکر ہے کہ

"وہ ان سے انکار کرتے ہیں حالانکہ ان کے دلوں میں یقین آ گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو مخاطب کر کے کہا تھا "تو خوب جانتا ہے کہ ان معجزات کو زمین و آسمان کے مالک نے غور کرنے کے لئے اتارا ہے اور میں تو گمان کرتا ہوں اے فرعون تو تباہ ہونے والا ہے۔"

ابوطالب کے بارے میں آیت کا نزول

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ

وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْأَوْنَ عَنْهُ (۶:۲۶)

ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی کہ وہ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی ایذا رسانی سے روکتے تھے لیکن دوسری جانب آپ ﷺ کی تعلیمات سے خود دور رہا کرتے تھے۔ یہ بات ابن عباس، قاسم بن مخیمرہ، حبیب بن ابی ثابت، عطاء بن دینار، محمد بن کعب وغیرہ سے منقول ہے واللہ اعلم۔

آیت کے شان نزول پر درست قول۔ ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ وہ لوگوں کو حضرت محمد ﷺ کی پیروی سے روکتے تھے۔ یہی قول قتادہ، مجاہد، ضحاک اور بہت سے لوگوں سے مروی ہے۔ یہی ابن جریر کا قول ہے یہی قول صحیح ہے اس لئے کہ آیت کا سیاق ان مشرکین کے بارے میں ہے جو ہدایت کے لئے نازل ہونے والی آیات سے [illegible] نہیں کرتے تھے اور دوسرے لوگوں کو بھی ان سے منع کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے (۶:۲۵) "اور ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو تیری طرف کان لگاتے ہیں اور ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں کہ اس کو نہ سمجھیں اور کانوں میں بوجھ پیدا کر دیا ہے اور اگر یہ تمام نشانیاں بھی دیکھ لیں تب بھی ان پر ایمان نہ لائیں یہاں تک کہ جب تیرے پاس تجھ سے جھگڑا کرنے کیلئے آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ قرآن کچھ بھی نہیں صرف پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں اور وہ اس سے دوسروں کو بھی روکتے ہیں اور خود بھی اس سے الگ رہتے ہیں۔" لفظ ھم ضمیر جمع [illegible] کی دلالت [illegible] ہے۔

وان یہلکون الا انفسہم وما یشعرون (۶:۲۶)

"اپنے آپ کو تباہ کرتے ہیں اور سمجھتے نہیں۔"

[illegible] ابوطالب کی حمایت [illegible] آخری دم تک [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ثابت [illegible] حتیٰ کہ [illegible] اللہ تعالیٰ کی حکم

---

(۱) الذین آتیناہم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم الآیۃ (۲) وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم ظلما وعلوا

حکمت و مصلحت مضمر ہے جس پر ایمان لانا واجب ہے۔ اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ضروری ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے لئے مغفرت و بخشش مانگنے سے منع کیا ہوتا تو اہل ایمان ابو طالب کے لئے ضرور مغفرت و رحمت کی دعا کرتے۔

ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد کے فضائل و مناقب کا بیان

صادق و امین سرور کائنات حضرت محمد ﷺ کی زبانی اور وحی سے ثابت ہے کہ خود اپنی زبان مبارک سے رسول اللہ ﷺ نے ان کو جنت میں خول دار موتی کے محل کا مژدہ سنایا جس میں شور و غل نہیں ہے۔

آپ ﷺ کی وفات...... یعقوب بن سفیان ابو صالح لیث، عقیل حضرت امام زہری سے بیان کرتے ہیں کہ عروہ فرماتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نماز کے فرض ہونے سے پہلے فوت ہو گئیں۔ ایک اور سند سے امام زہری سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا مکہ میں نماز کی فرضیت اور ہجرت سے قبل وفات پا گئیں۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طالب اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک ہی سال میں فوت ہوئے۔ مولانا بیہقی کہتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق خدیجہ رضی اللہ عنہا ابو طالب کی وفات کے تین روز بعد فوت ہو گئیں (ابن مندہ نے کتاب المعرفہ میں اور استاذ محترم ابو عبداللہ الذہبی نے بھی یہ بیان کیا ہے۔ واقدی کا خیال ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ابو طالب ہجرت سے تین سال پہلے فوت ہوئے جس سال شعب ابی طالب سے باہر آئے اور خدیجہ رضی اللہ عنہا ابو طالب سے ۳۵ شب قبل فوت ہوئیں۔
امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان سیرت نگاروں کے مطابق آپ ﷺ شب معراج میں پنجگانہ نماز فرض ہونے سے قبل فوت ہوئیں۔

نکتہ...... مناسب یہ تھا کہ ہم امام بیہقی وغیرہ کی ترتیب کے مطابق خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ابو طالب کی وفات کا تذکرہ واقعہ معراج کے بیان سے قبل کرتے لیکن ہم نے معراج کے بعد اس کو ایک خاص مقصد کے تحت بیان کیا ہے۔ جس سے آپ حضرات عنقریب آگاہ ہو جائیں گے اور اس ترتیب سے کلام میں نظم و نسق بھی پیدا ہو جائے گا۔ انشاء اللہ۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (قتیبہ، محمد بن فضیل، عمارہ، ابو زرعہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک برتن میں سالن یا کھانا لے کر آ رہی ہیں۔ جب وہ آ جائیں تو ان کو اللہ رب العزت کا اور میرا سلام کہہ دیں اور ان کو موتی کے محل کی بشارت دیجئے جس میں کوئی شور و غل نہیں۔ یہ روایت امام مسلم نے بھی محمد بن فضیل عن عمارہ سے بیان کی ہے۔
امام بخاری نے (مسدد، یحییٰ) اسماعیل سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو "جنت کا مژدہ" سنایا تو انہوں نے کہا کہ ہاں! جنت میں ایسے خول دار گھر کا مژدہ سنایا جس میں شور و غل اور تھکن نہیں ہوگی۔ صحیحین میں بھی اسماعیل بن ابی خالد سے یہی مروی ہے۔
امام سہیلی کہتے ہیں کہ ان کو جنت میں "قصب" یعنی خول دار موتی کے محل کی بشارت اس بناء پر سنائی کہ وہ ایمان کے مقابلے میں سبقت لے گئیں اور شور و شغب سے پاک مکان کی اس لئے خوشخبری سنائی کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کبھی رسول اللہ ﷺ کے سامنے بلند آواز سے گفتگو نہیں کی اور کبھی آپ کو شور و غل سے تنگ نہیں کیا۔ ہشام بن عروہ اور عروہ کی متفق علیہ روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے آپ ﷺ کی ازواج مطہرات پر کبھی غیرت اور رشک کا اظہار نہیں کیا جس قدر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کیا حالانکہ وہ میری شادی سے قبل فوت ہو چکی تھیں کیونکہ آپ ﷺ ان کو بکثرت یاد فرماتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان سے جنت میں خول دار موتی کے محل کی خوشخبری دینے کا حکم دیا۔ آپ بکری ذبح کرتے تو خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں میں بقدر کفایت گوشت کا تحفہ ارسال کرتے۔ (بخاری)
ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ مجھے کسی عورت پر رشک نہیں آیا جس قدر کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر کہ آپ ﷺ ان کو

بکثرت یاد کرتے تھے حالانکہ تین سال بعد میں رسول اللہ ﷺ کے عقد میں آئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت میں موتی کے ایک محل کی خوشخبری سنائی۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے آپ ﷺ کی ازواج مطہرات پر کبھی غیرت اور رشک کا اظہار نہیں کیا جس قدر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کیا حالانکہ وہ میری شادی سے قبل فوت ہو چکی تھیں اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بکثرت یاد فرماتے تھے۔ آپ بکری ذبح کرتے تو خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں میں بقدر کفایت گوشت کا تحفہ ارسال کرتے۔ بعض اوقات میں کہتی کہ دنیا میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کوئی عورت ہی نہ تھی؟ تو آپ ﷺ فرماتے کہ وہ تو ان ان خوبیوں کی مالک تھی اور ان سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد بھی عطا کی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (اسماعیل بن خلیل علی بن مسہر ہشام بن عروہ عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہالہ نے رسول اللہ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ ﷺ کو (ان کی آواز سے) خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اجازت مانگنا یاد آ گیا تو گھبرا کر کہا اللھم ھالۃ یا اللہ یہ ہالہ ہے۔ مجھے رشک آیا میں نے کہا کیا آپ ﷺ ایک قریش کی بوڑھی عورت کو یاد کرتے ہیں۔ (جس کے منہ کے دانت گر کر صرف) سرخ سرخ مسوڑھے باقی رہ گئے تھے زمانہ ہوا فوت ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے آپ کو ایک اچھی بیوی عنایت فرمائی۔ امام مسلم نے بھی یہ روایت سوید بن سعید از علی سے یوں روایت کیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ..... اس بات کو برقرار رکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بہتر ہیں فضیلت یا معاشرت میں کیونکہ آپ ﷺ نے ان کی بات کو رد نہیں کیا اور نہ ہی تردید کی جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بیان سے واضح ہے۔

لیکن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے (مؤمل ابو عوانہ عبدالملک بن عمیر موسیٰ بن طلحہ) عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کیا اور خوب تعریف کی تو مجھے رشک ہوا تو میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے قریش کی بوڑھی اور سرخ مسوڑھے والی مرحومہ بیوی کی بجائے اس سے بہتر بیوی عطا فرمائی ہے۔ (پھر کبھی آپ ﷺ اس کو یاد نہ کریں، چپ رہیں) یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا ایسی تبدیلی میں نے کبھی نہ دیکھی تھی بجز نزول وحی کے وقت یا بادل کے وقت جب تک معلوم نہ ہو جائے کہ یہ رحمت و برکت ہے یا زحمت و عذاب ہے۔ یہ روایت بہز بن اسد اور عفان بن مسلم بھی حماد بن سلمہ سے روایت کرتے ہیں۔ (اس میں بعض الفاظ کا تقدیم و تاخیر ہے) یہ عمدہ سند ہے۔ (تفرد بہ احمد)

امام احمد (ابن اسحاق مجالد شعبی مسروق) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ آتا تو رسول اللہ ﷺ ان کے حسن سلوک کی خوب تعریف کرتے عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں (مجھے یہ حسن سلوک کا ذکر کھٹکتا) ایک دن غیرت آ گئی تو میں نے کہا آپ کس قدر ایک بوڑھی سرخ مسوڑھوں والی عورت کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے عوض ایک بہتر بیوی آپ کو عطا فرمائی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اس سے بہتر عورت مجھے اللہ تعالیٰ نے عطا نہیں کی۔ جب لوگوں نے میری نبوت کا انکار کیا تو اس نے بصدق دل اقرار کیا جب لوگوں نے میری تکذیب و تردید کی تو اس نے دل کھول کر میری تصدیق و تائید کی جب لوگوں نے مالی تعاون سے ہاتھ کھینچا تو اس نے مجھ پر اپنا مال و دولت نچھاور کر دیا اور دیگر بیویوں سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد کی نعمت سے محروم رکھا اور اس سے اولاد کی نعمت سے نوازا۔ تفرد به احمد، اس کی سند بھی اچھی ہے۔ مجالد راوی کو امام مسلم بطور متابعت ذکر کرتے ہیں اور اس میں مشہور جرح منقول ہے، واللہ اعلم۔

یہ جملہ "رزقنی اللہ ولدھا" آپ ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت ابراہیم کے پیدا ہونے سے قبل ارشاد فرمایا تھا بعض راوی کا قول ہے۔ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کی آمد سے قبل کا ہے یہ متعین ہے۔ کیونکہ آپ کی جملہ اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے ہے بجز ابراہیم علیہ السلام کے کہ وہ حضرت ماریہ قبطیہ مصریہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ سلف میں سے اہل علم کی ایک جماعت نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی برتری اور فضیلت کا استدلال کیا ہے۔ دوسرے فریق نے اس حدیث کی سند پر جرح کی ہے اور یہ تاویل کی ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا عشرت و صحبت کے لحاظ سے بہتر تھیں کیونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی جوانی اور حسن معاشرت کی پوری زندگی آپ ﷺ کے ہمراہ بسر کی۔

"ابدلک اللہ خیرا منھا" اللہ تعالیٰ نے ان کی جگہ آپ ﷺ کو بہتر بیوی عطا فرمائی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنی تعریف تو

صیف نے ان دونوں کی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر فوقیت ثابت کر رہا تھا کیونکہ یہ اللہ کے علم میں ہے جیسا کہ (۳۲: سورۃ النجم) "میں ہے اپنی پاکیزگی مت جتاؤ وہ خوب جانتا ہے کہ کون پرہیزگار ہے" (۴۹: النساء) "اے پیغمبر! کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے تئیں پاک اور مقدس کہتے ہیں۔ یہ سب غلط ہے بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے پاک و مقدس کرتا ہے۔"

علماء کے درمیان فضیلت اور فوقیت کا متنازع مسئلہ ...... حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بزرگی و برتری کا مسئلہ علماء کے درمیان موضوع بحث ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فضائل جن میں بھی بکثرت احادیث منقول ہیں جن پر اہل تشیع اکتفا کرتے ہیں اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے علم پر کسی ازواج مطہرات کو نہیں پہنچتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو سلام بھیجا اور ابراہیم علیہ السلام کے علاوہ آپ ﷺ کی جملہ اولاد انہی کے بطن مبارک سے پیدا ہوئی۔ ان کی زندگی میں آپ ﷺ نے کسی اور عورت سے شادی نہیں کی کیونکہ یہ ان کی تعظیم و تکریم کی تھی قرآن کے اولین مسلمان اور مصدقہ ہونے کے باعث آغاز نبوت میں بہترین کردار ادا کرنے کے سبب اور اپنے جان و مال رسول اللہ ﷺ پر قربان کرنے کی وجہ سے۔

اہل سنت کے بعض علماء حضرات بھی ام المؤمنین سے کام لیتے ہیں کہ دونوں کے مناقب و محاسن کی روایات بیان کرنے کے بعد وہ اہل سنت کے ناطے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت و فوقیت بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ علم رکھتی تھیں کسی قوم میں کوئی عورت علم و عقل اور فصاحت و بلاغت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے برابر نہ تھی اور ان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو بے حد تعلق خاطر تھا ان کی محبت کا نزول "منزل وحی" سے ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے احادیث کا ایک عمدہ ذخیرہ حاصل ہوا۔ یہاں تک کہ ایک معروف روایت کو اکثر علماء نے ذکر کیا ہے "خذوا شطر دینکم عن الحمیراء" آدھا دین تم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اخذ کرو۔

صحیح تحقیق ...... سچی بات یہ ہے کہ دونوں کے ساتھ فضائل و شمائل اور مناقب وابستہ ہیں کہ پڑھنے والا دنگ رہ جاتا ہے اور پڑھنے اور سننے والا حیران ہو جاتا ہے اس بحث کا بہترین حل توقف اور اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا ہے ہاں جس کے پاس قطعی حجت اور راجح دلیل ہو وہ اس کے مطابق بیان کرے اور جو شخص ان میں ترجیح نہ دے سکتا ہو اور طرفین کے دلائل میں امتیاز نہ کر سکے تو اس کے لئے "واللہ اعلم" کہنا ہی بہترین ہے۔

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی اور امام نسائی نے بہ سند (ہشام بن عروہ از عروہ از عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ از) علی رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "مریم بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد اپنے عہد دور کی بہترین خواتین ہیں۔" شعبہ نے معاویہ بن قرۃ سے اور انہوں نے اپنے والد قرۃ بن ایاس سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "مردوں میں کامل بہت ہیں لیکن خواتین میں سے چار کامل ہوئی ہیں حضرت مریم بنت عمران، حضرت آسیہ زوجہ فرعون، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی عورتوں پر برتری اور فضیلت ایسی ہے جیسے ثرید کو تمام کھانوں پر" (ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے اور یہ سند صحیح ہے)۔

قدر مشترک ...... حضرت آسیہ، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت مریم علیہا السلام میں قدر مشترک یہ ہے کہ ان سب نے نبی کی کفالت کی ذمہ داری کو احسن طریقے سے سرانجام دیا چنانچہ حضرت آسیہ نے (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کی) ان سے نیک سلوک کیا اور ان کی رسالت کا اقرار کیا، مریم نے اپنے بیٹے کی کفالت کی اور کفالت کا حق ادا کیا اور رسالت کے وقت ان کی رسالت کی تصدیق کی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ سے شادی کرنے کی رغبت کا اظہار کیا ان پر مال خرچ کیا اور بعثت کے وقت ان کی تصدیق دل سے کی۔

"فضل عائشۃ علی النساء کفضل الثرید علی الطعام"

یہ ابو موسیٰ اشعری کی روایت میں بھی موجود ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "مردوں میں کامل تو بہت ہیں لیکن عورتوں میں صرف آسیہ فرعون کی بیوی اور مریم بنت عمران ہیں اور عائشہ کی عورتوں پر برتری ایسی ہے جیسے ثرید کی تمام کھانوں پر۔"

گوشت میں روٹی کو چور کر "ثرید" کہا جاتا ہے اور عرب کا افضل ترین کھانا ہے جیسے کہ شاعر کہتا ہے کہ

اذا ما الخبز تأدمه بلحم فذاك أمانة الله الثريد

"جب تو روٹی کو گوشت کے سالن میں چور کرے تو اللہ کی قسم یہی ثرید ہے"۔

اس روایت سے مریم رضی اللہ عنہا کی علی الاطلاق برتری ثابت ہوتی ہے اور یہ بھی اندیشہ ہے کہ وہ پچھلے عہد کی خواتین کے مقابلہ میں برتر ہوں ان میں برتری کا مسئلہ مختلف فیہ ہے اور امکان ہے کہ وہ سب برابر ہوں لیکن کسی ایک کو برتر بتانے کے لئے دلیل کی احتیاج ہے واللہ اعلم۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی کرنا...... صحیح یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی سب سے پہلے نکاح کیا جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "تزویج عائشۃ" کے موضوع سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے خواب میں دو دفعہ تم دکھائی گئی تو ریشمی رومال میں لپٹی ہوئی تھی اور کوئی کہہ رہا تھا یہ تیری بیوی ہے گھونگھٹ کھولو میں نے کھول کر دیکھا تو تو ہی تھی۔ میں نے کہا اگر اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہوا تو اس خواب کی تعبیر پوری فرمادے گا۔ امام بخاری نے "نکاح الابکار" کے عنوان کے تحت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی غیر شادی شدہ عورت سے شادی نہیں کی اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ مکالمہ بھی نقل کیا ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بتائیے اگر آپ ﷺ ایسی جگہ جائیں جہاں دو درخت ہوں ایک سے کسی نے کچھ کھالیا ہو اور دوسرا ویسے ہی ہو آپ ﷺ کس کو پسند کریں گے اس بات سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد ہے کہ آپ ﷺ نے کسی غیر شادی شدہ عورت سے شادی نہیں کی سوائے ان کے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ مجھے تو خواب میں دکھائی گئی فرشتہ ایک ریشمی رومال میں لایا اور اس نے کہا یہ تیری بیوی ہے۔ میں نے کپڑا چہرے سے سرکایا تو "تو ہی تھی"۔ میں نے کہا اگر یہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو اس کی تکمیل فرمادے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ مجھے تین رات مسلسل دکھائی گئی۔ ترمذی میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام ریشمی رومال میں آپ کی تصویر لائے تھے۔ کہا یہ دنیا و آخرت میں تیری بیوی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "تزویج الصغار من الکبار" کے باب کے تحت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ طلب کیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں آپ ﷺ کا بھائی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم میرے دینی اور اسلامی بھائی ہو اور یہ مجھے حلال ہے۔ یہ روایت بظاہر مرسل ہے مگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور اہل تحقیق کے نزدیک یہ متصل ہے کیونکہ یہ روایت دراصل عروہ از عائشہ رضی اللہ عنہا ہے۔

نکاح کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر...... یونس بن بکیر عروہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے تین سال بعد عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور اس وقت وہ چھ سال کی تھیں اور نو سال کی عمر میں رخصتی ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت آپ اٹھارہ سال کی تھیں۔ یہ حدیث غریب ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عروہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تین سال ہجرت سے قبل وفات پا گئیں تو آپ ﷺ نے تقریباً دو سال یا اس سے کچھ زیادہ عرصہ کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی اور نو سال کی عمر میں رخصتی عمل میں آئی یہ روایت بظاہر مرسل ہے مگر اصل میں متصل کے حکم میں ہے۔ چھ سال کی عمر میں نکاح ہوا اور نو سال کی عمر میں رخصتی کا عمل ہوا یہ ایک غیر متنازعہ واقعہ ہے۔

صحاح وغیرہ احادیث میں مذکور ہے کہ ہجرت کے بعد رخصتی ہوئی لیکن خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے ۳ سال بعد نکاح ہونا محل نظر ہے کیونکہ یعقوب بن سفیان الفسوی نے (تاریخ میں) حماد از ہشام بن عروہ از عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد قبل ہجرت مجھ سے چھ یا سات سال کی عمر میں نکاح کیا۔ جب ہم مدینہ میں ہجرت کر کے آئے تو ہمارے گھر چند عورتیں آئیں میں اس وقت جھولا جھول رہی تھی۔ وہ میرے بال سنوارنے لگیں تھیں اور وہ مجھے سنوار کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئیں اس وقت نو سال میری عمر تھی۔ "متوفی خدیجہ رضی

اللہ عنہا سے شادی ہوئی کہ وفات کے بعد قریب ہی سوائے اس کے کہ اس عبارت سے لفظ "بعد" ساقط ہو گیا ہو تو جس طرح یہ قول عروہ بن زبیر والی ابو اسامہ کی روایت جو ہشام کی اپنے باپ سے منقول ہے کے منافی نہیں ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ جب میں چھ سال کی عمر میں تھی مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا ہم ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے اور بنی حارث بن خزرج کے محلہ میں ٹھہرے۔ مجھے بخار ہو گیا اور بخار کی وجہ سے میرے سر کے بال گر گئے اور پھر مونڈھوں تک ہو گئے تھے۔ میری والدہ ام رومان میرے پاس آئیں میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی۔ انہوں نے مجھے آواز دی تو میں بھاگتی ہوئی آئی (معلوم نہ تھا کہ آپ نے مجھے کیوں بلایا ہے) اور میرا ہاتھ پکڑ کر گھر لے آئیں اور مجھے گھر کے دروازے پر روک لیا۔ میں ہانپ رہی تھی پھر سانس ذرا ٹھہر ہوا تو معمولی سا پانی لے کر میرا چہرہ اور سر صاف کیا اور گھر کے اندر لے گئیں۔ وہاں انصار کی چند عورتیں بیٹھی تھیں انہوں نے مبارک ہو سلامت ہو نیک نصیب ہو۔ چند دعائیہ کلمات کہہ کر کہ تمہیں خوش آمدید کہا۔ والدہ نے مجھے ان کے حوالے کیا۔ ان عورتوں نے میرا بناؤ سنگار کر کے رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ چاشت کے وقت تشریف لائے تو میں عجیب گھبراہٹ کے عالم میں تھی میری عمر اس وقت ۹ سال تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے پر خولہ کی سفارت۔۔۔ امام احمد نے مسند عائشہ رضی اللہ عنہا میں بیان کیا ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد خولہ بنت حکیم زوجہ عثمان بن مظعون نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ شادی نہ کریں گے آپ ﷺ نے فرمایا: کس سے؟ تو اس نے پوچھا: کنواری سے یا شادی شدہ سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کنواری کون ہے؟ تو انہوں نے کہا عائشہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہ (آپ ﷺ کو ساری دنیا سے پیاری) پھر آپ ﷺ نے پوچھا کون شادی شدہ؟ تو اس نے کہا سودہ بنت زمعہ وہ مسلمان ہے اور آپ ﷺ کی پیرو ہے چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ ان کے پاس میرا ذکر کرو۔

وہ گئیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچیں اور ام رومان کو مبارک باد دی۔ اس نے کہا: کیسی "مبارک باد"؟ میں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی نسبت کے لئے بھیجا ہے۔ تو ام رومان نے کہا: ذرا ٹھہرو ابوبکر آ جائیں۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تو میں نے عرض کیا: آپ کو اللہ نے بہت خیر و برکت سے نوازا ہے۔ اس نے پوچھا وہ کیا؟ تو میں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی نسبت کے لئے بھیجا ہے۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا یہ آپ ﷺ کے لیے بہتر ہے؟ یہ تو آپ کے بھائی کی بیٹی ہے۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس پہنچی اور سب بات بتائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اسے کہو کہ وہ میرا دینی بھائی ہے میں اس کا بھائی ہوں۔ چنانچہ اس کی بیٹی سے میری شادی جائز ہے۔ میں نے واپس آ کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پوری بات بتائی تو وہ "ذرا انتظار کرنے" کا کہہ کر باہر چلے گئے۔ تو ام رومان نے کہا کہ مطعم بن عدی نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی نسبت اپنے بیٹے کے لئے کہا تھا (آپ کو معلوم ہے کہ ابوبکر وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتے) ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مطعم بن عدی سے آ کر بات کی اور اس کی بیوی بھی موجود تھی۔ تو مطعم نے کہا جناب! خیال ہے کہ اگر اس کی تمہارے ہاں شادی ہو گئی تو اسے اپنی طرح بے دین بنا لو گے تو ابوبکر نے مطعم سے کہا کیا یہ اسی کی بات ہے؟ اس نے کہا: ہاں یہ کہتی ہے۔ چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے گھر سے چلے آئے اور ان کے دل میں جو اندیشہ تھا وہ دور ہو گیا تو خولہ کو کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کریں وہ تشریف لے آئیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے تو آپ سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی نسبت کر دی اس وقت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر چھ سال تھی۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کا نکاح اور حضرت ابوبکر کا نکاح پڑھانا۔۔۔ پھر خولہ سودہ بنت زمعہ کے پاس پہنچی اور اس کو مبارک سلامت کہی کہ اللہ نے کیا خیر عطا کی ہے تو اس نے پوچھا کیا بات ہے؟ میں نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے آپ کی نسبت کے لئے بھیجا ہے۔ تو سودہ رضی اللہ عنہا نے کہا میری خواہش ہے کہ تم ابو کے پاس بیٹھ کر بتاؤ۔ ابو بہت بوڑھے تھے وہ بڑی عمر کی وجہ سے حج پر نہ گئے تھے۔ لہٰذا میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر جاہلی سلام کیا تو پوچھا کون ہے؟ میں نے کہا: خولہ بنت حکیم تو کہا "کیسے آنا ہوا؟" تو بتایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے سودہ رضی اللہ عنہا کی نسبت کے لئے بھیجا ہے۔ تو اس نے کہا بہترین رشتہ مناسب جوڑ ہے۔ تیری سہیلی کیا کہتی ہے؟ کہا: وہ بھی پسند کرتی ہے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اسے میرے پاس لے آؤ چنانچہ وہ آ گئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ خولہ کہتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کی نسبت کیلئے اسے بھیجا ہے۔

بہت اچھا ہے اگر پسند کرتی ہو تو میں آپ کا نکاح ان سے کر دوں تو سودہ نے کہا جی ہاں! تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ان کو تم تشریف لے آئیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نکاح کے کام سر انجام دیے۔ ان کا بھائی عبد بن زمعہ حج سے واپس آیا اور اسے یہ بات معلوم ہوئی تو افسوس و شرمندگی سے اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا چنانچہ جب وہ مسلمان ہوا تو اس نے کہا میں نے سودہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے نکاح پر شرمندگی اور افسوس کا اظہار کر کے بے وقوفی کا مظاہرہ کیا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ہجرت کے بعد ہم لوگ بنی حارث بن خزرج کے محلہ میں "سنح" مقام میں قیام پذیر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے آپ ﷺ کے ساتھ انصاری مرد اور عورتیں بھی تھیں میں جھولا جھول رہی تھی امی مجھے جھولے سے اتار کر لائیں میرے بال مونڈھوں تک تھے۔ امی نے ان کو سنوارا اور ذرا سا پانی لے کر میرا چہرہ دھویا اور مجھے لے کر دروازے تک آئیں میں ہانپ رہی تھی ذرا سانس درست ہوا تو وہ مجھے مکان کے اندر لے آئیں وہاں رسول اللہ ﷺ چارپائی پر تشریف فرما تھے اور چند عورتیں اور مرد انصاری بھی موجود تھے۔ اس نے مجھے وہاں بٹھا کر کہا یہ تیرے گھر والے ہیں اور مبارک باد دی۔ چنانچہ سب مرد اور عورت وہاں سے چلے گئے اور رسول اللہ ﷺ نے شب زفاف ہمارے ہاں بسر کی اور زفاف کے بعد ولیمے کی دعوت میں کوئی جانور ذبح نہ ہوا سعد بن عبادہ نے ایک برتن میں کھانا ارسال کیا جو وہ آپ ﷺ کے لئے ارسال کیا کرتا تھا میری عمر اس وقت نو سال تھی۔

یہ روایت بظاہر مرسل ہے مگر امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی درج ذیل روایت کے مطابق متصل ہے۔ بحوالہ (احمد بن عبد الجبار، عبد اللہ بن ادریس ازدی، محمد بن عمرو، یحییٰ بن عبد الرحمن بن حاطب) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد خولہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کنواری چاہئے یا شادی شدہ۔ آپ ﷺ نے پوچھا کون کنواری اور کون شادی شدہ؟ اس نے کہا یا رسول! آپ شادی نہ کریں گے؟ کنواری آپ ﷺ کے بے مثال ساتھی کی بیٹی ہے اور شادی شدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا ہیں وہ مسلمان ہے اور آپ ﷺ کی پیروکار ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے پاس میرا ذکر کرو۔ باقی روایت گزشتہ روایت کے مطابق ہے۔

لطیفہ..... اس بیان سے ظاہر ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نکاح کی رسم حضرت سودہ بنت زمعہ کی شادی سے پہلے تھی مگر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی مکہ مکرمہ میں ہوئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ۲ ھ میں مدینہ منورہ میں عمل میں آئی۔

امام مسلم (بحوالہ شریک، ہشام، عروہ) عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ جب سودہ رضی اللہ عنہا زیادہ عمر کی ہو گئیں تو انہوں نے اپنی باری مجھے دے دی چنانچہ رسول اللہ ﷺ میری باری کے دو دن دیتے تھے اور وہ پہلی عورت تھیں جن کے ساتھ آپ ﷺ نے میرے نکاح کے بعد شادی کی۔

امام احمد (ابو احمد، عبد الحمید، شہر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سودہ رضی اللہ عنہا کو شادی کا پیغام بھیجا اور وہ پانچ یا چھ یتیم بچوں کی ماں تھی اس نے کچھ پس و پیش کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آپ کو کیا جھجک ہے؟ تو اس نے کہا واللہ! یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کے پوری کائنات سے محبوب تر ہوتے ہوئے مجھے کوئی جھجک نہیں سوائے اس کے کہ یہ بچے صبح شام آپ ﷺ کا سر کھائیں گے۔ تو آپ ﷺ نے پوچھا اس کے علاوہ کوئی اور ہے؟ تو اس نے عرض کیا: جی نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تجھ پر رحمت کرے۔ بے شک بہترین عورتیں جو اونٹوں پر سوار ہوتی ہیں (یعنی عرب کی عورتیں) قریش کی نیک عورتیں ہیں جو بچوں پر مشفق و مہربان اور شوہر کے مال کی حفاظت کرنے والی اور نگرانی کرنے والی ہیں۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ان کا پہلا خاوند سکران بن عمرو برادر سہیل بن عمرو تھا وہ مسلمان ہونے کے بعد ہجرت حبشہ میں چلے گئے تھے پھر مکہ واپس چلے آئے اور ہجرت مدینہ سے پہلے ہی مکہ میں وفات پا گئے۔

ان روایات سے واضح طور پر عیاں ہے کہ آپ ﷺ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے نکاح سے پہلے ہوا عبد اللہ بن محمد بن عقیل کا بھی یہی مسلک ہے۔ علاوہ یونس نے زہری سے بھی یہ روایت کی ہے۔ ابن عبد البر کا مختار قول یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہلے ہوا۔ ابن عبد البر نے یہ قول قتادہ اور ابو عبیدہ سے نقل کیا ہے اور کہتے ہیں کہ عقیل نے بھی زہری سے یہی ذکر کیا ہے۔

فصل

آپ ﷺ کے چچا کی وفات کے بعد کے حالات...... رسول اللہ ﷺ کے چچا محترم ابو طالب کی وفات کے بارے میں بیان ہو چکا ہے وہ آپ ﷺ کے مددگار تھے ان کو آپ ﷺ کے فریق میں شمار تھا جان و دل، کردار و گفتار ہر ممکن طریقہ سے جاں نثار تھے جب ابو طالب فوت ہو گئے تو قریش کے نادان اور ناکارہ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ پر ظلم و زیادتی کرنے کی جرأت ہوئی جو تکلیف ان کی زندگی میں نہیں پہنچا سکتے تھے اب وہ بے دریغ پہنچانے لگے جیسا کہ حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے (حاکم، اصم، محمد بن اسحاق صنعانی، یوسف بن بہلول، عبد اللہ بن ادریس، محمد بن اسحاق، ہشام از عروہ) عبد اللہ بن جعفر سے روایت کی ہے کہ جب ابو طالب فوت ہو گئے تو کسی ناکارہ قریشی نے آپ ﷺ کے سر مبارک پر مٹی ڈال دی آپ ﷺ گھر تشریف لائے تو ایک صاحبزادی آپ کے سر سے مٹی صاف کرتی جاتی تھی اور روتی جاتی تھی اور آپ ﷺ فرما رہے تھے بیٹی! روؤ نہیں اللہ تعالیٰ تیرے باپ کی حفاظت کرے گا قریش کا یہ کردار ابو طالب کی وفات کے بعد ہی ظاہر ہوا انہوں نے یہ مشغلہ شروع کر دیا۔ یہ واقعہ زیاد بکائی نے ابن اسحاق از ہشام از عروہ مرسل بھی بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (حاکم، ابو العباس اصم، احمد بن عبد الجبار، یونس بن بکیر، ہشام) عروہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابو طالب کی وفات تک قریش مجھے ستانے میں بزدل تھے۔

بیہقی (حاکم، اصم، عباس دوری، یحییٰ بن معین، عقبہ ابو المجد، ہشام) عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ما زالت قریش کاعة عنی حتی توفی ابو طالب"

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ ثعلبہ بن صعیر اور حکیم بن حزام سے بیان کیا ہے کہ ابو طالب اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے درمیان پانچ دن کا فرق تھا۔ ان کی موت سے آپ ﷺ پر دو مصیبتیں آن پڑیں آپ ﷺ گھر میں گوشہ نشین ہو گئے اور گھر سے بہت کم نکلتے تھے اور قریش آپ کو ستانے اور تکلیف پہنچانے لگے یہاں تک کہ وہ بہادر ہو گئے تھے اس صورت حال کا ابو لہب کو علم ہوا تو اس نے کہا: اے محمد! آپ اپنے پروگرام پر گامزن رہیے ابو طالب کی زندگی میں آپ جو کچھ بھی کیا کرتے تھے وہ آپ بلا خوف و خطر کرتے رہیے لات کی قسم میری زندگی میں آپ کو کوئی ایذا نہ پہنچا سکے گا۔

ابن غیطلہ نے رسول اللہ ﷺ کو سب و شتم کیا تو ابو لہب نے اس کا بدلہ لیا تو وہ بلند آواز سے چیختا ہوا چلا گیا کہ ابو عتبہ بے دین ہو گیا ہے۔ یہ سن کر قریش نے ابو لہب سے وضاحت چاہی تو اس نے جواب دیا میں ابو عبد المطلب کے دین پر قائم ہوں لیکن میں اپنے بھتیجے کی ظلم و زیادتی سے حفاظت کرتا رہوں گا۔ تاکہ وہ اپنا مشن پورا کر سکے۔

قومی عصبیت کی بنا پر حفاظت و طرفداری دیکھ کر قریش نے ابو لہب کی بہت تعریف و تحسین کی اور اس کی صلہ رحمی کی داد دی۔ رسول اللہ ﷺ نے امن و امان اور اطمینان سے چند روز بسر کئے۔

قریش کی سازش...... عقبہ بن ابی معیط اور ابو جہل نے ایک سازش کے تحت ابو لہب سے پوچھا: کیا تمہارے بھتیجے نے تمہیں بتایا ہے کہ باپ کہاں ہے؟ چنانچہ ابو لہب نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا عبد المطلب کہاں ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنی قوم کے ساتھ۔ ابو لہب نے ان کو بتایا کہ وہ کہتے ہیں کہ عبد المطلب اپنی قوم کے ساتھ ہے تو عقبہ بن ابی معیط اور ابو جہل نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ اس کا خیال ہے کہ وہ جہنم میں ہے۔ چنانچہ ابو لہب نے رسول اللہ ﷺ سے دوبارہ دریافت کیا محمد! کیا عبد المطلب دوزخ میں جائے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص بھی عبد المطلب کے عقیدہ پر فوت ہو گا وہ دوزخ میں جائے گا۔ اس کے بعد ابو لہب اور دیگر قریشی آپ ﷺ کے خلاف زیادہ دلیر ہو گئے۔

آپ ﷺ کے پڑوسی...... ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ ابو لہب، حکم بن ابی العاص بن امیہ، عقبہ بن ابی معیط، عدی بن حمراء اور ابن اصداء ہذلی آپ ﷺ کے پڑوسی تھے اور آپ ﷺ کو گھر کے اندر بھی تکلیفیں پہنچاتے تھے ان میں سے صرف حکم بن ابی العاص مسلمان ہوئے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں

مجھے معلوم ہوا کہ ان میں سے بعض تو آپ ﷺ پر نماز کی حالت میں بکری کی بچہ دانی پھینک دیتے تھے اور بعض آپ ﷺ کی ہانڈی میں گند کی یہ بچہ دانی ڈال دیتے۔ آپ ﷺ نے ان کے خطرے سے ایک محفوظ مقام تیار کر لیا تھا جہاں آپ ﷺ نماز پڑھتے تھے اور جب ہانڈی میں گندگی وہ ڈال دیتے تو آپ اسے لکڑی سے اٹھا کر کے باہر نکالتے اور پھینکتے اپنے گھر کے دروازے سے باہر پھینک کر کہتے "اے بنو عبد مناف! یہ کیسی ہمسائیگی ہے؟" پھر اسے دروازے سے اٹھا کر دور پھینک دیتے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گزشتہ بیان کردہ اکثر واقعات مثلاً آپ پر بحالت نماز اوجھڑی پھینکنا حضرت فاطمہ کا اسے اٹھانا اور انہیں بددعا دینا اسی طرح آپ کی گردن میں کپڑا ڈال کر گھونٹنا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ:

اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ

"کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے"

ابوجہل کا آپ کی گردن پامال کرنے کا ارادہ لیکن پھر باز رہنا وغیرہ الکلام و مصائب ابو طالب کی وفات کے بعد پیش آئے واللہ اعلم۔ اور ان واقعات کا ذکر ابو طالب کی وفات کے بعد ہی کرنا درست تھا۔

تبلیغ اسلام کے لئے طائف کا سفر

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ ابو طالب کی وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ کو قریش نے اس قدر شدید اذیتیں پہنچائیں کہ جن کے متعلق ابو طالب کی زندگی میں وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ طائف میں ثقیف "قبیلہ" سے نصرت و حمایت کے حصول اور قریش کی ایذا رسانی سے بچنے کیلئے ان کی طرف تشریف لے گئے اور ان سے اسلام قبول کرنے کی بھی امید وار تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ ان کی طرف تنہا چلے۔

محمد بن اسحاق یزید بن زیاد کی معرفت محمد بن کعب قرظی سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے طائف پہنچ کر ثقیف کے معزز اشخاص سے ملنے کا ارادہ فرمایا اور تین بھائی عبد یالیل، مسعود اور حبیب پسران عمرو بن عمیر بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف قبیلہ ثقیف کے رئیس اور معززین تھے اور ان میں قبیلہ بنی جمح کی ایک قریشی عورت بھی بیاہی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اسلام کی دعوت پیش کی اور اپنی آمد کی وجہ بتائی کہ اسلام کی تبلیغ میں تعاون اور قریش کے خلاف میرے ہمراہ صف آرا ہو۔

سرداران طائف کا جواب...... چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں کعبہ کا غلاف نوچ ڈالوں گا اگر اللہ نے تمہیں رسول بنا کر بھیجا ہے اور دوسرے نے کہا: کیا خدا کو تیرے سوا اور کوئی نہیں ملا۔ تیسرے نے کہا: واللہ! میں تم سے کبھی کلام نہیں کروں گا۔ بقول ان کے اگر تم واقعی سچے رسول ہو تو ایسے عظیم الشان انسان کے کلام کا جواب دینا خلاف ادب ہے اور اگر تم اللہ پر جھوٹ بولتے ہو تو تم سے کلام کے قابل نہیں ہو۔ رسول اللہ ﷺ ان سے یہ سن کر خیر کی توقع نہ رہی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم مجھ سے یہ سلوک کر چکے ہو تو اسے مخفی رکھو کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو یہ خدشہ تھا کہ اگر یہ قریش کو معلوم ہو گیا تو وہ اور بےباک ہو جائیں گے۔

اہل طائف کا آپ ﷺ سے سلوک...... چنانچہ انہوں نے یہ بات مخفی نہ رکھی اور اپنے اوباش لوگوں اور غلاموں کو آپ ﷺ کے خلاف ابھارا۔ وہ آپ ﷺ کو عتبہ اور شیبہ پسران ربیعہ کے باغ میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا اتفاقاً وہ اپنے باغ میں موجود تھے (چنانچہ ثقیف کے اوباش لوگ وہاں سے واپس چلے آئے)

آپ ﷺ کے ساتھ اہل طائف کے نا روا سلوک پر آپ ﷺ کی دعا...... آپ ﷺ انگور کی ایک بیل کے سایہ تلے تشریف فرما ہو گئے۔ پسران ربیعہ آپ ﷺ کو دیکھ رہے تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ طائف کے اوباش لوگوں کا نا روا سلوک بھی دیکھ چکے تھے اسی طرح آپ ﷺ کی ملاقات بنی جمح کی قریشی عورت سے ہوئی تو آپ ﷺ نے اسے کہا تیرے دیوروں نے ہمیں کس قدر تکلیف پہنچائی ـــــ جب آپ ﷺ اطمینان سے

پڑھی:

اللھم الیک اشکو ضعف قوتی وھوانی علی الناس یا ارحم الراحمین انت رب المستضعفین وانت ربی .. الی من تکلنی الی بعید یتجھمنی ام الی عدو ملکتہ امری ان لم یکن بک غضب علی فلا ابالی ولکن عافیتک ھی اوسع لی اعوذ بنور وجھک الذی اشرقت لہ الظلمات وصلح علیہ امر الدنیا والآخرۃ من ان تنزل بی غضبک او یحل علی سخطک لک العتبی حتی ترضی ولا حول ولا قوۃ الا بک

"یا اللہ میں تیری بارگاہ میں اپنی ناتوانی اور بے بسی اور لوگوں کے درمیان اپنی بے قدری کا شکوہ کرتا ہوں اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے تو کمزوروں کا رب ہے اور میرا بھی رب ہے تو نے مجھے کس کے حوالے کیا ہے۔ کسی اجنبی بیگانے کے جو مجھ سے ترش روئی کرتا ہے یا کسی دشمن کے جس کو تو نے میرے معاملے کا مالک بنا دیا ہے اگر یہ مجھ پر ناراضگی کی وجہ سے نہیں ہے تو مجھے کوئی پرواہ نہیں مگر تیری عافیت اور مہربانی میرے لئے زیادہ وسیع ہے۔ میں تیرے چہرے کے نور کے صدقے جس سے تمام اندھیرے ختم ہو گئے اور دنیا و آخرت کے سارے معاملات درست ہو گئے اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تو مجھ پر غضب نازل کرے یا ناراض ہو جائے۔ مجھے تجھ سے معافی مانگنے کا حق ہے۔ یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے۔ گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت صرف تیری طرف سے ہے۔"

پسران ربیعہ کا آپ ﷺ کی مہمان نوازی کرنا ۔ جب پسران ربیعہ نے آپ کو اس حال میں دیکھا تو ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوا اور انہوں نے اپنے عیسائی غلام کو جس کا نام عداس تھا کہا کہ اس طشتری میں انگوروں کا خوشہ لگا کر اس آدمی کے آگے رکھ دو تاکہ کھالے

پسران ربیعہ کے غلام کا آپ ﷺ سے کلام ... جب عداس نے یہ انگور آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیئے اور کہا کھائیے تو آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر شروع کیا تو عداس نے آپ ﷺ کے چہرہ انور کی طرف دیکھ کر کہا واللہ اس علاقے کے لوگ تو یہ کلمہ نہیں پڑھتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا کس علاقے سے تعلق ہے اور تمہارا دین کیا ہے؟ تو اس نے کہا میں عیسائی ہوں اور نینویٰ کا باشندہ ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صالح مرد یونس بن متی کے علاقے سے تو ہو۔ اس نے پوچھا آپ یونس بن متی کو کیسے جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ تو میرا بھائی ہے۔ وہ بھی نبی تھا اور میں بھی نبی ہوں۔ یہ سن کر عداس نے جھک کر آپ ﷺ کے سر مبارک اور دست مبارک چوم لئے۔ جب یہ ماجرا پسران ربیعہ نے دیکھا تو آپس میں کہنے لگے اس غلام کو تو اس نے خراب کر دیا

ربیعہ کا عداس کو تنبیہ کرنا ... جب عداس واپس پسران ربیعہ کے پاس آیا تو انہوں نے کہا افسوس ہے عداس تجھ پر اس آدمی کا سر ہاتھ اور پاؤں کیوں چوما تو اس نے کہا اے میرے آقا روئے زمین پر اس سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے اس نے مجھے ایسی بات بتلائی ہے جسے نبی کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ پھر انہوں نے کہا عداس! تجھے یہ تیرے دین سے منحرف نہ کر دے۔ تیرا دین اس کے دین سے تو بہت ہی بہتر ہے۔

سفر طائف کے دوران آپ ﷺ کا زخمی ہو جانا ۔ موسیٰ بن عقبہ نے قصے کی طرح بیان کیا ہے مگر اس نے دعا کا ذکر نہیں کیا اور یہ اضافہ کیا ہے کہ جب طائف کے اوباش آپ ﷺ کے راستے میں دونوں طرف بیٹھ گئے جب آپ ﷺ وہاں سے گزرتے تو آپ ﷺ کے پاؤں مبارک پر پتھر مارتے گئے اور زخمی ہو گئے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاؤں سے خون بہنے لگا۔ آپ ﷺ انتہائی تکلیف کی حالت میں انگور کے ایک باغ کے سایہ تلے آ گئے۔ اس باغ میں پسران ربیعہ بھی موجود تھے۔ آپ ﷺ نے وہاں ان کا موجود ہونا ناپسند کیا کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے دشمن تھے۔ پھر موسیٰ بن عقبہ نے عداس کا واقعہ بیان کیا ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابوبکر بن ابی شیبہ، مروان بن معاویہ فزاری، عبداللہ بن عبدالرحمٰن طائفی، عبدالرحمٰن بن خالد بن ابی جبل عدوانی) خالد بن ابی جبل عدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ثقیف کی رہائش کے مشرق کی جانب دیکھا۔ آپ ﷺ عصا یا کمان کے سہارے کھڑے تھے اور میں نے آپ ﷺ سے سورۃ والسماء والطارق کی آیات سنیں، میں نے دور جاہلیت میں حالت شرک میں اسے یاد کرلی، پھر میں نے اسے مسلمان ہو کر پڑھا۔ بنو ثقیف نے اس وقت مجھے بلا کر پوچھا کہ اس شخص نے تمہیں کیا سنایا؟ تو میں نے پوری سورت ان کو سنا دی تو وہاں موجود قریش کے لوگوں نے کہا، ہم اپنے صاحب کو اچھی طرح جانتے ہیں، اگر اس کی بات سچ ہوتی تو ہم اس کے پیروکار ہوتے۔

بخاری و مسلم میں بسند (عبداللہ بن وہب، یونس، زہری، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مذکور ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا آپ ﷺ پر غزوہ احد سے بھی زیادہ تکلیف دہ وقت گزرا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا عقبہ کے دن جو مجھے تکلیف پہنچی وہ اس سے بھی زیادہ شدید تھی۔ جب میں تبلیغ کرنے ابن عبد یالیل کے پاس گیا۔ اس نے میری بات قبول نہ کی۔ چنانچہ میں افسردہ اپنے خیال میں گم جا رہا تھا۔ تو قرن ثعالب میں ہوش آیا۔

اہل طائف کی طرف سے سخت اذیتیں ملنے کے باوجود آپ ﷺ کا ان کے ساتھ نیک سلوک کرنا

جب میں نے قرن ثعالب میں سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک بادل مجھ پر سایہ فگن ہے۔ اس میں جبرائیل علیہ السلام موجود ہیں۔ انہوں نے مجھے پکار کر کہا اللہ نے آپ کی قوم کی گفتگو اور جوابات سن لئے ہیں اس لئے آپ کے پاس پہاڑوں کا نگران فرشتہ بھیجا ہے۔ آپ ﷺ جو چاہیں حکم دیں پھر مجھے فرشتہ جبال نے پکار کر مجھے سلام کہا اور پھر کہا، یا محمد ﷺ! مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے آپ کی قوم کے جوابات اس نے سن لئے ہیں۔ میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ آپ جو چاہیں حکم فرمائیں اگر آپ کہیں دو پہاڑوں کو ان پر پٹخ کر برابر کر دوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے نیک اولاد پیدا کرے گا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے گی۔"

فصل

طائف کے سفر سے واپسی پر جنات کی ایک جماعت کا آپ ﷺ کی تلاوت سننا

طائف سے جب آپ ﷺ نے مقام نخلہ میں رات گزاری اور صبح کی نماز پڑھی تو جنات نے وہاں آپ ﷺ کی قرأت سنی۔ بقول ابن اسحاق وہ سات افراد تھے، اللہ تعالیٰ نے اسی واقعہ پر سورہ احقاف (۴۶/۲۹) کی یہ آیات واذ صرفنا الیک نفرا من الجن نازل فرمائیں۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس مسئلہ پر ہم نے تفسیر میں بہت تفصیل سے گفتگو کی ہے۔

مکہ کی جانب واپسی ۔ رسول اللہ ﷺ طائف سے واپسی کے بعد مکہ مکرمہ میں مطعم بن عدی کی امان میں تشریف لائے اور قریش نے سخت عداوت اور تکذیب و عناد میں اضافہ کر دیا۔

واللہ المستعان و علیہ التکلان

مکہ پہنچنے پر آپ ﷺ کا مطعم کے ہاں پناہ لینا ..... مغازی میں اموی نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اریقط کو اخنس بن شریق کے پاس روانہ کیا تاکہ وہ آپ ﷺ کے لئے مکہ میں ٹھہرنے کے لئے پناہ طلب کرے تو اس نے کہا میں حلیف ہوں اور حلیف کسی کو پناہ نہیں دیتا، تو آپ ﷺ نے اسے سہیل بن عمرو کے پاس پناہ طلب کرنے کے لئے بھیجا۔ تو اس نے کہا بنو عامر بن لؤی کی اولاد، بنو کعب بن لؤی کی اولاد

پناہ نہیں دیتی۔ پھر آپ ﷺ نے اسے مطعم بن عدی کے پاس بھیجا تو اس نے پناہ دینا منظور کر کے کہا انہیں کہو تشریف لے آئیں۔ چنانچہ اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی تو آپ نے اس کے پاس مکہ میں رات بسر کی۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صبح کو مطعم اور اس کے چھ یا سات بیٹے مسلح ہو کر نکلے اور بیت اللہ میں چلے آئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو کہا: آپ ﷺ طواف کیجئے اور وہ مطاف میں مسلح کھڑے تھے تو ابوسفیان نے مطعم بن عدی سے پوچھا: کیا پناہ دینے والے ہو یا تابعدار ہو؟ تو اس نے کہا: تابعدار نہیں بلکہ پناہ دینے والا ہوں۔ تو اس نے کہا پھر پناہ اور عہد توڑا نہ جائے گا۔ مطعم وہاں بیٹھا رہا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے طواف پورا کر لیا تو وہ آپ ﷺ کے ہمراہ آئے (اور آپ ﷺ گھر میں چلے آئے) اور ابوسفیان اپنی محفل میں چلا گیا۔

ہجرت کے بعد مطعم کا انتقال...... پھر کچھ عرصے کے بعد رسول اللہ ﷺ کو ہجرت کی اجازت مل گئی تو آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے اور تھوڑے سے عرصہ بعد مطعم فوت ہو گئے حسان بن ثابت "شاعر اسلام" نے یاد کر کے ان کے بارے میں مرثیہ پڑھا جس کے چند اشعار یہ ہیں:

فلو كان مجد مخلد اليوم واحدا
من الناس نجى مجده اليوم مطعما
اجرت رسول الله منهم فاصبحوا
عبيدك ما لبى مهل واحرما
فلو سئلت عنه معد باسرها
وقحطان او باقي بقية جرهما
لقالوا هو الموفي بخفرة جاره
وذمته يوما اذا ما تذمما
فما تطلع الشمس المنيرة فوقهم
على مثله فيهم اعز واكرما
اباء اذا يابى والين شيمة
وانوم عن جار اذا الليل اظلما

"اگر بزرگی و شرف کسی کو دوام بخش سکتا تو آج مطعم کو اس کی بزرگی موت سے بچا لیتی۔ تم نے اپنے ذمے رسول اللہ ﷺ کو پناہ دی پس وہ تیرے ممنون ہیں جب تک حاجی تلبیہ پڑھتے ہیں۔ اگر مطعم کے بارے میں پورے معد قبیلے اور قحطان یا باقی ماندہ جرہم سے سوال کیا جائے۔ وہ سب یہی کہیں گے کہ وہ اپنے ہمسایے کے عہد اور ذمہ کو پورا کرتا ہے جب وہ ذمہ داری کا ارادہ کر لے۔ ان میں اس جیسے معزز و مکرم انسان پر آفتاب طلوع نہیں ہوتا تھا وہ بے مثال شخص ہے انکار کرنے میں جب وہ انکار کرے اور نرم طبع ہونے کی وجہ سے اور جب تاریک رات ہو تو وہ اپنے ہمسایہ کی ذمہ داری پوری کر کے گہری نیند سوتا ہے"۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر کے اسیران کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور مجھ سے ان کے بارے میں سفارش کرتا تو میں یہ سب اسیر اس کو دے دیتا۔

عرب قبائل میں آپ ﷺ کی تبلیغ اسلام

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب طائف سے مکہ واپس تشریف لائے تو قریش آپ ﷺ کے پہلے سے زیادہ مخالف

اور دشمن ہو گئے ماسوائے کمزور لوگوں کے جو آپ ﷺ پر ایمان لا چکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ حج کے دنوں میں اپنی ذات گرامی کو قبائل عرب کے آگے پیش کرتے ان کو اللہ کی طرف بلاتے اور ان کو بتاتے کہ میں نبی ہوں اور آپ ﷺ ان کو کہتے کہ وہ اسلام قبول کریں اور آپ ﷺ کی حفاظت و حمایت کا بندوبست کریں تا کہ جس مقصد کے لئے وہ مبعوث ہوئے ہیں اسے واضح کر سکیں۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک ثقہ راوی نے زید بن اسلم ربیعہ بن عباد دؤلی والا واقعہ بتایا ہے۔

(حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس نے ربیعہ بن عباد) عباد رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں جوان لڑکا تھا منیٰ میں اپنے والد کے ساتھ موجود تھا رسول اللہ ﷺ عرب کے قبائل کے ٹھکانوں پر جا کر فرماتے یا بنی فلاں! میں تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تم کو حکم دیتا ہوں کہ اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور اللہ کے علاوہ جن بتوں کی تم پوجا کرتے ہو ان کو چھوڑ دو اور مجھ پر ایمان لاؤ میری تصدیق کرو اور تم میری حفاظت کرو تا کہ میں اللہ کا پیغام پہنچا سکوں جس کے لئے مجھے مبعوث کیا گیا ہے۔

آپ ﷺ کی تبلیغ پر ابولہب کا جواب ...... آپ کے پیچھے ایک خوبصورت آنکھوں اور زلفوں والا عدنی لباس پہنے ہوئے شخص تھا جب رسول اللہ ﷺ دعوت اسلام پیش کر کے فارغ ہو جاتے تو وہ کہتا اے بنی فلاں! یہ شخص تمہیں لات و عزیٰ کا قلادہ گردن سے اتارنے کو کہتا ہے اور بنی مالک کے حلیف جنات کو چھوڑنے اور بدعت و ضلالت کو تسلیم کرنے کا حکم دیتا ہے سو اس کا کہنا ہرگز نہ ماننا اور نہ اس کی بات سننا۔ میں نے اپنے والد صاحب سے پوچھا: ابا جی! یہ کون شخص ہے جو آپ ﷺ کے پیچھے آتا ہے اور آپ ﷺ کے پیغام کو جھٹلاتا ہے تو انہوں نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کے چچا ابولہب عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ بروایت ابراہیم بن ابی العباس از عبدالرحمٰن بن ابی الزناد از ابوالزناد از ربیعہ بن عباد دؤلی جو پہلے غیر مسلم تھا پھر مسلمان ہو گیا۔ یہ بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اپنے مسلمان ہونے سے پہلے ذی المجاز کے میلے میں دیکھا۔ یہ میلہ عرفات کے پاس یکم ذوالحجہ سے آٹھ ذوالحج تک جاری رہتا۔ (از مترجم)

آپ ﷺ فرما رہے تھے لوگو! لا الہ الا اللہ کہو کامیاب ہو جاؤ گے لوگوں کا آپ ﷺ کے پاس ہجوم ہوتا تھا آپ ﷺ کے پیچھے ایک خوبصورت آنکھوں، روشن گیسوؤں والا بھینگا شخص ہوتا وہ کہتا یہ شخص دین سے پھر گیا ہے۔ جہاں رسول اللہ ﷺ جاتے وہ پیچھے پیچھے جاتا۔ میں نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو پتہ چلا کہ یہ آپ ﷺ کا چچا ابولہب ہے۔

حافظ بیہقی نے یہ قصہ محمد بن عبداللہ انصاری (محمد بن عمرو، محمد بن منکدر، ربیعہ دؤلی) سے بیان کیا ہے کہ میں نے ذی المجاز کے میلے میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ لوگوں کے پاس جاتے اور ان کو اللہ کی طرف بلاتے اور آپ کے پیچھے ایک خوبصورت یک چشم شخص ہوتا وہ کہتا اے لوگو! یہ آدمی تمہیں تمہارے دین سے منحرف نہ کر دے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو پتہ چلا کہ وہ ابولہب ہے۔

آپ ﷺ کے پیچھے ابوجہل کا ہونا ...... واقدی نے ابوجہم سے یہ قصہ ابن ابی ذئب اور سعید بن سلمہ بن ابی الحسام کی معرفت محمد بن منکدر سے حسب سابق بیان کیا ہے۔ حافظ بیہقی نے (شعبہ، اشعث بن سلیم) ایک کنانی راوی سے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ ذی المجاز کے میلے میں دیکھا آپ ﷺ فرما رہے تھے لوگو! لا الہ الا اللہ کہو کامیاب ہو جاؤ گے۔ ان کے پیچھے ابوجہل مٹی اڑاتا ہوا کہتا: اے لوگو! یہ شخص تمہیں تمہارے دین سے گمراہ نہ کر دے یہ چاہتا ہے کہ تم لات و عزیٰ کی پوجا چھوڑ دو۔

تحقیق ...... اس روایت میں ابوجہل کا نام وہم کی بنیاد ہو سکتا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ کبھی ابولہب کرتا ہو اور کبھی ابوجہل اور یہ دونوں شخص باری باری رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچاتے تھے۔

کندہ قبیلہ میں اسلام کی تبلیغ ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امام زہری نے مجھے بتایا کہ نبی ﷺ کندہ قبیلے کے پاس ان کے ڈیرہ میں گئے۔ وہاں ان کا سردار ملیح موجود تھا۔ آپ ﷺ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور اس کام کے لئے اپنی ذات گرامی کو پیش کیا مگر انہوں نے تعاون

کرنے سے انکار کر دیا۔

بنی عبداللہ میں تبلیغ اسلام ...... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے محمد بن عبدالرحمان بن حصین نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ کلب قبیلہ کی ایک شاخ "بنی عبداللہ" کے پاس تشریف لے گئے آپ ﷺ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور اس کام کے لئے اپنی ذات گرامی کو پیش کیا۔ آپ ﷺ نے ان کو اس خطاب سے مخاطب کیا اے بنی عبداللہ! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد کا نام کیا ہی خوب رکھا ہے۔ لیکن انہوں نے آپ ﷺ کا پیغام قبول نہ کیا۔

اسلام کی تبلیغ کے لئے بنی حنیفہ میں جانا ...... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے کسی نے عبداللہ بن کعب سے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ بنی حنیفہ کے پاس ان کے ڈیروں میں گئے۔ ان کو بھی اسلام کی دعوت پیش کی اور اپنی ذات گرامی کو بھی اس کام کے لئے پیش کیا۔ انہوں نے دعوت قبول نہ کی اور سب سے زیادہ قبیح جواب دیا۔

بنو عامر میں تبلیغ اسلام ...... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ امام زہری نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ عامر بن صعصعہ کے پاس تشریف لے گئے ان کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا اور اپنی ذات گرامی کو بھی اس کام کے لئے پیش کیا تو بیحرہ بن فراس نامی نے کہا خدا کی قسم! اگر میں اس قریشی کو ہاتھ میں کر لوں تو سارا عرب تسخیر کر لوں۔ پھر اس نے کہا بتائیے اگر ہم آپ ﷺ کے تابع ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ آپ کو مخالفین پر غالب کر دے تو آپ ﷺ کے بعد حکومت ہماری ہوگی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ حکومت تو اللہ کی ہے جس کو چاہے عطا کر دے۔ تو اس نے کہا کیا ہم اپنا سینہ عرب کے سامنے نشانہ بنا دیں اور جب اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو کامیاب کر دے تو حکومت غیروں کے ہاتھ آئے ہم کو آپ ﷺ کی دعوت سے کوئی غرض نہیں غرض ایسی باتیں کہہ کر انکار کر دیا۔ بنی عامر حج کے بعد اپنے عمر رسیدہ شیخ کے پاس گئے جو حج میں آنے سے معذور تھا۔

ان کا دستور تھا کہ حج سے واپسی کے بعد وہ حج کا پورا واقعہ اس کو سناتے۔ اس سال جب وہ واپس آئے تو اس نے حج کی روئیداد دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس ایک نوجوان قریشی مطلبی آیا وہ اپنے آپ کو نبی کہتا تھا اس نے ہمیں یہ پیشکش کی کہ ہم اس کی حفاظت کریں اس کے ساتھ تعاون کریں اور اپنے علاقے میں لے جائیں۔ یہ سن کر اس شیخ نے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا اے بنی عامر! کیا اس کی تلافی ہو سکتی ہے؟ کیا اس کا تدارک ممکن ہے؟ خدا کی قسم! کسی اسماعیلی نے کبھی اس طرح کی بات نہیں کی۔ بے شک وہ برحق ادعا ہے تمہاری عقل کہاں چلی گئی۔

آپ ﷺ کا تبلیغ اسلام کا طریقہ ...... موسیٰ بن عقبہ نے امام زہری سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کئی سالوں میں اپنی بات ہر موسم حج میں قبائل کے سامنے پیش کرتے قوم کے ہر شریف اور رئیس سے گفتگو کرتے ان سے صرف یہی درخواست کرتے کہ تبلیغ اسلام کے لئے اپنے علاقہ میں لے جائیں اور آپ کے ساتھ تعاون اور آپ ﷺ کا تحفظ کریں۔ آپ ﷺ فرماتے تھے: جو شخص تم میں سے میری بات پسند کرے وہ قبول کر لے اور جو نہ پسند کرے تو میں اسے مجبور نہیں کرتا میرا مقصد ہے کہ تم میری ہر طرح سے حفاظت کرو تاکہ میں اپنے رب کا پیغام تمام لوگوں تک پہنچا سکوں اور میں یہ تبلیغ کرتا رہوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اور میرے رفقاء کے لئے کوئی حکم صادر فرما دے۔ یہ پیشکش ہر قبیلہ مسترد کر دیتا اور جس کے پاس جاتے وہ یہی کہتا کہ اس شخص کی قوم اس کو زیادہ بہتر جانتی ہے۔ اس نے اپنی قوم کو خراب کر دیا ہے اور اس نے اس کو ٹھکرا دیا ہے کیا ایسا شخص کسی کے لئے بہتر ہو سکتا ہے؟ دراصل اس خوش قسمتی اور سعادت مندی کو اللہ تعالیٰ نے انصار کا مقدر بنایا تھا اور اللہ نے ان کو اس سے سرفراز کر دیا۔

آپ ﷺ کا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ قبیلہ کندہ اور بکر بن وائل میں تبلیغ اسلام ...... حافظ ابو نعیم نے (عبداللہ بن اجلح اور یحییٰ بن سعید اموی، محمد بن سائب کلبی، ابو صالح، ابن عباس) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اور تمہارا بھائی میری حفاظت نہیں کر سکتے تو کیا آپ میرے ساتھ میلے میں چلیں گے کہ ہم عرب قبائل کے ڈیروں پر جائیں (چنانچہ ہم گئے) اور یہ عرب کے

قبائل کے لوگ موجود تھے۔ میں نے کہا: جناب! یہ بنو کندہ قبیلہ اور ان کے ہمراہ گروہ یمن کے بہترین حاجی ہیں اور یہ بکر بن وائل کے ٹھکانے ہیں اور یہ بنی عامر بن صعصعہ کے ڈیرے ہیں۔ آپ جس کا چاہیں تبلیغ کے لئے انتخاب کر لیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے کندہ کو چنا اور ان سے پوچھا: کہاں سے آئے ہو؟ کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا: یمنی ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کون سے یمنی؟ انہوں نے جواب دیا: کندہ قبیلے سے۔ پھر پوچھا کندہ کی کس شاخ سے؟ انہوں نے کہا: عمرو بن معاویہ کی اولاد میں سے۔ اس تعارفی گفتگو کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم لوگوں کو خیر و بھلائی کی تمنا ہے؟ انہوں نے کہا وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دو، نماز قائم کرو اور اللہ کے پیغام پر ایمان لاؤ۔

عبداللہ بن اجلح راوی کے مطابق کندہ قبیلے نے پوچھا کیا اگر ہم کامیاب ہو گئے تو آپ ﷺ کے بعد حکومت ہماری ہو گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حکومت اللہ کی ہے جسے چاہے دے گا۔ یہ جواب سن کر انہوں نے کہا ہمیں آپ سے کوئی سروکار نہیں۔

کلبی راوی کے مطابق انہوں نے جواب دیا کہ آپ ﷺ ہمیں اپنے خداؤں کی عبادت سے روکنے آئے ہو اور سارے عرب سے ٹکرانے کے لئے آئے ہو۔ یہ جواب سن کر رسول اللہ ﷺ ان سے مایوس ہو کر بکر بن وائل کے پاس آئے۔

اس کے بعد جب آپ ﷺ بکر بن وائل کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے پوچھا: کس قوم سے ہو؟ انہوں نے کہا بکر بن وائل سے۔ آپ نے پوچھا: بکر کی کس شاخ سے؟ تو انہوں نے کہا: قیس بن ثعلبہ کی اولاد سے۔ آپ ﷺ نے پوچھا تمہاری تعداد کتنی ہے؟ انہوں نے کہا: ان گنت ریت کے ذرات کی طرح۔ پھر پوچھا دفاع کیسا ہے؟ انہوں نے کہا کوئی دفاع نہیں۔ ہم لوگ فارس کے ہمسایہ ہیں۔ ہم ان سے محفوظ نہیں اور نہ ہم کسی کو پناہ دے سکتے ہیں۔ (یہ مفصل جواب سن کر) آپ نے فرمایا: اگر تم زندہ رہے تو عنقریب دیکھو گے کہ تم ان کے محلات میں قیام کرو گے اور ان کی خواتین سے شادی کرو گے اور ان کی اولاد کو غلام بناؤ گے اور ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، الحمد للہ کہو اور ۳۴ بار اللہ اکبر کہو۔

اس گفتگو کے بعد ان لوگوں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں۔ جب آپ ﷺ تشریف لے گئے تو بقول کلبی راوی (آپ ﷺ کا چچا) ابولہب آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے رہتا تھا اور لوگوں کو خطاب کر کے کہتا تھا اس کی بات قبول نہ کرو) جب ابولہب ادھر سے آیا تو اس سے پوچھا گیا تو اس آدمی کو جانتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں وہ عالی نسب باوقار خاندانی ہے۔ ابولہب نے پوچھا: تم اس کے کون سے حالات پوچھتے ہو؟ تو ان لوگوں نے ابولہب کو آپ ﷺ کے پیش کردہ تعلیمات کے بارے میں آگاہ کیا تو اس نے کہا: اس کی بات پر بالکل یقین نہ کرو وہ پاگل ہے دماغی توازن سے ہذیان بکتا ہے (معاذ اللہ) تو ان لوگوں نے کہا ہاں ہم نے بھی یہ محسوس کیا تھا جب اس نے فارس اور کسریٰ کے بارے میں کچھ بتایا تھا۔

میلہ عکاظ اور بنی عامر ... کلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے عبدالرحمان عامری نے اپنے کسی بزرگ سے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے میلہ عکاظ میں تشریف لائے۔ اور پوچھا کون سی قوم سے تعلق ہے؟ بتایا عامر بن صعصعہ کی اولاد سے۔ پھر پوچھا بنی عامر کے کس خاندان سے؟ بتایا بنی کعب بن ربیعہ سے۔ پھر پوچھا تمہارا دفاع کیسا ہے؟ تو بتایا ہمارے فیصلے کے خلاف کوئی دم نہیں مار سکتا اور کوئی بھی ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں میں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ آپ میرا ساتھ دیں تاکہ میں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا سکوں اور میں کسی کو مجبور نہیں کرتا۔ انہوں نے پوچھا: آپ قریش کے کس خاندان سے ہیں؟ آپ نے فرمایا بنی عبدالمطلب سے۔ تو انہوں نے کہا: عبد مناف کہاں گئے؟ آپ نے فرمایا: عبد مناف نے تو سب سے پہلے میری تکذیب کی اور مجھے نکالا۔ انہوں نے کہا: ہم آپ کو چھوڑ کر نہیں جائیں گے اور آپ پر ایمان بھی نہیں لائیں گے۔ البتہ آپ ﷺ کی حفاظت کریں گے کہ آپ اپنے رب کا پیغام پہنچا سکیں۔ چنانچہ آپ ﷺ ان کے پاس بیٹھ گئے اور لوگ خرید و فروخت میں مشغول تھے۔

بحیرہ قشیری ... بعد ازاں ان کے پاس بحیرہ بن فراس قشیری آیا اس نے پوچھا: یہ کون شخص ہے تمہارے پاس؟ لوگوں نے کہا: محمد بن عبداللہ القرشی۔ اس نے کہا: تمہارا اور اس کا کیا واسطہ؟ ان لوگوں نے جواب دیا: وہ کہتا ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ اس نے پیغام سنانے کے لئے تحفظ

ملاقات۔ بحیرہ نے پوچھا تم نے کیا جواب دیا؟ انہوں نے کہا ہم نے اسے مرحبا کہا اور مکمل حمایت کا یقین دلایا۔ بحیرہ نے کہا اس معاملے میں تم سے زیادہ کوئی نقصان دہ چیز کوئی نہیں لے جا رہا۔ تم لوگوں سے مقابلہ کرو گے اور سارا عرب تیر ایک ساتھ تم پر ٹوٹ پڑے گا۔ اس کی قوم اس کو اچھی طرح جانتی ہے اگر ان کو اس سے بہتری کی توقع ہوتی تو وہ اس سعادت سے محروم رہتے؟ کیا تم ایسے شخص پر بھروسہ کرتے ہو جسے اس کی قوم نے دھتکار دیا ہو اور اس کو جھٹلا دیا ہو ایسے حالات میں تم اس کی حفاظت کرو گے اور اس کے ساتھ تعاون کرو گے۔ (یہ تمہاری بری رائے ہے) پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا اٹھو! اپنی قوم کے پاس چلے جاؤ واللہ! اگر آپ میرے ہاں نہ ہوتے تو آپ کا سر قلم کر دیتا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اونٹنی پر سوار ہو گئے تو اس خبیث نے اونٹنی کی کوکھ پر مارا اور وہ اچھلی تو رسول اللہ ﷺ کو گرا دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بحیرہ کے عمل پر ایک مسلمان خاتون کا ردعمل ...... اس وقت بنی عامر میں ایک خاتون ضباعہ بنت عامر بن قرط موجود تھی جو کہ مکہ میں مسلمان ہو چکی تھی اور اپنے چچا زاد بھائیوں سے ملنے کے لئے آئی تھی۔ وہ کہنے لگی اے آل عامر! کیا اب کوئی بھی تم میں جرأت مند نہیں رہا۔ کہ میرے سامنے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدسلوکی کی جا رہی ہے۔ چنانچہ اس کے تین چچا زاد بھائی بحیرہ اور اس کے دو ساتھیوں کی طرف لپکے۔ ہر ایک نے اپنے سامنے والے کو پکڑ کر زمین پر پٹخ دیا اور سینے پر بیٹھ کر منہ پر تھپڑ رسید کئے۔

نوجوانوں کے عمل پر آپ ﷺ کی دعا ...... رسول اللہ ﷺ نے دعا کی یا اللہ ان تینوں پر برکت کر اور ان (بحیرہ اور اس کے ساتھیوں) تینوں پر لعنت برسا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے مددگار تینوں افراد غطیف اور غطفان بیٹے حارث، اور عروہ یا عذرہ بن عبداللہ بن سلمہ رضی اللہ عنہم مسلمان ہو گئے اور جام شہادت نوش فرمایا۔

مغازی میں یہ حدیث حافظ سعید بن یحییٰ بن سعید اموی نے اپنے والد سے نقل کی ہے۔ اور دوسرے تین بحیرہ بن فراس، حزن بن عبداللہ بن سلمہ بن قشیری اور معاویہ بن عبادہ یہ تینوں ہلاک ہو گئے۔ لعنهم اللہ لعنا کبیرا۔ یہ اثر غریب ہے ہم نے صرف اس کی غرابت کی وجہ سے یہاں درج کیا ہے واللہ اعلم۔ عامر بن صعصعہ کے قصہ کے متعلق ابونعیم نے بھی کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث بطور گواہ بیان کی ہے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تبلیغ اسلام ...... مذکورہ بالا قصے سے بھی طویل اور غریب روایت ہے جو ابونعیم، حاکم اور بیہقی نے بیان کی ہے (یہ الفاظ ابونعیم کے ہیں کہ ابان بن عبداللہ بجلی (ابان بن تغلب، عکرمہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو عرب قبائل کے پاس تبلیغ اسلام کیلئے اپنی ذات گرامی پیش کرنے کا حکم ہوا تو میں اور ابوبکر آپ ﷺ کے ساتھ منیٰ گئے اور عرب لوگوں کی ایک مجلس میں پہنچ گئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر سلام کیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہر نیک کام میں آگے آگے۔ چونکہ وہ علم انساب کے ماہر تھے انہوں نے اہل مجلس سے پوچھا کہ تم کس قوم سے ہو؟ انہوں نے کہا ربیعہ سے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کون سے ربیعہ؟ کیا ان کے سرکردہ میں سے یا عام لوگوں میں سے؟ تو انہوں نے جواب دیا ان کے بڑے سرداروں سے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کون سے عظیم سرداروں سے؟ تو انہوں نے کہا ذہل اکبر سے۔ پھر انہوں نے کہا تم میں وہ "عوف" ہے جس کے بارے میں یہ قول مشہور ہے کہ عوف کے علاقے میں اس کی طرح کوئی آزاد شخص نہیں ہے؟ انہوں نے کہا: جی نہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پھر ان سے دریافت کیا: کیا تم میں بسطام بن قیس ہے جو بہادر ابو اللواء اور منتہائے نظر ہے؟ پھر انہوں نے جواب دیا جی نہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا تم میں سے حوفزان بن شریک بادشاہوں کا سر قلم کرنے والا اور ان کی روح چھین لینے والا ہے؟ انہوں نے کہا: جی نہیں۔ ابوبکر نے دوبارہ پوچھا کیا تم میں سے جساس بن مرہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی نہیں۔ ابوبکر نے پھر پوچھا کیا تم میں سے مزدلف ہے؟ انہوں نے کہا: جی نہیں۔ ابوبکر نے پھر پوچھا کیا تم شاہان کندہ کے ماموں ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا جی نہیں۔ ابوبکر نے پھر پوچھا کیا تم شاہان لخم کے سسر ہو؟ تو انہوں نے کہا: جی نہیں۔ تو ابوبکر نے کہا تم ذہل اکبر نہیں، ذہل اصغر ہو۔

نوجوان لڑکے کے ساتھ عجیب کلام۔۔۔ اس کے بعد ایک نوجوان دغفل بن حنظلہ ذہلی جس کے چہرے پر سبزہ نمودار تھا ابوبکرؓ کی طرف بڑھا اور ان کی سواری کی مہار تھام کر بولا:

إن على سائلنا أن نسأله — والعبء لا تعرفه أو تحمله

"ہم سے سوالات کرنے والے کے ذمہ ہے کہ ہمارے سوالات کا جواب دے اس کی ذمہ داری سے ہم آشنا ہوں یا اسے برداشت کر لیں"۔

جناب! آپ نے پوچھا اور ہم نے بلا تامل جواب دیا چنانچہ ہم بھی جاننا چاہتے ہیں کہ آپ کون ہیں؟ ابوبکرؓ نے کہا کہ قریشی ہوں تو نوجوان نے کہا بہت خوب سرداروں میں پورے عرب کے پیشوا اور راہنما۔ نوجوان نے پوچھا: آپ قریش کے کس خاندان سے ہیں؟ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا بنی تیم بن مرہ میں سے تو نوجوان نے کہا واہ! آپ نے تیر انداز کو دھکیل اور حلق کے قریب تیر اندازی کا موقع فراہم کیا ہے فرمائیے! کیا آپ کے خاندان سے قصی بن کلاب ہے جس نے مکہ پر چڑھائی کر کے انہیں کھدیڑ دیا اور باقی ماندہ کو جلا وطن کر دیا اور ہر جگہ سے اپنی قوم کو لا کر یہاں آباد کیا اور بیت اللہ پر قابض ہو گیا اور قریش کو ان کے مکانات میں آباد کیا یہی وجہ ہے عرب نے اس کا نام مجمع رکھا اور ان کے متعلق شاعر کہتا ہے:

أليس أبوكم كان يدعى مجمعا — به جمع الله القبائل من فهر

"کیا تمہارا باپ وہ نہیں جسے "مجمع" کے لقب سے پکارا جاتا تھا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فہر کے قبائل کو جمع کر دیا"۔

تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ پھر نوجوان نے کہا کیا آپ کے خاندان میں سے عبد مناف ہے جو کہ شاہزادوں کا باپ اور وصیتوں کا منتہیٰ تھا؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں تو نوجوان نے کہا کیا آپ کے خاندان میں سے عمرو بن عبد مناف ہاشم ہے؟ جس نے اپنی قوم اور مکہ کے باشندوں کو ثرید کھلایا تھا۔ اس کے متعلق شاعر کہتا ہے:

عمرو العلا هشم الثريد لقومه
ورجال مكة مسنتون عجاف
سنوا إليه الرحلتين كليهما
عند الشتاء ورحلة الاصياف
كانت قريش بيضة فتفلقت
فالمح خالصه لعبد مناف
الرائشين وليس يعرف رائش
والقائلين هلم للاضياف
والضاربين الكبش يبرق بيضه
والمانعين البيض بالاسياف
لله درك لو نزلت بدارهم
منعوك من أزل ومن إقراف

"عمرو جس نے اپنی قوم اور مکہ کے باشندوں کو ثرید کھلایا جس وقت مکہ کے باشندے بھوکے اور قحط سالی کا شکار تھے۔ اس کی طرف تجارت کے موسم سرما اور گرما کے دونوں سفروں کو منسوب کرتے ہیں۔ قریش ایک انڈا تھے جو پھٹ گیا اس کی خالص زردی عبد مناف کا حصہ ہے۔ لوگوں کا سہارا حاصل کرتے ہیں اور کوئی خوش حالی دینے والا معروف نہیں اور مہمانوں کو کہتے ہیں چلے آؤ۔ سفید پوش سرداروں کو مارتے ہیں اور خواتین کی حفاظت تلوار سے کرتے ہیں۔ تیری خیر خواہی بہت ہے اگر تو ان کے ہاں چلا جائے تو وہ سب تیری تنگی اور مصیبت کا ازالہ کر دیتے ہیں"۔

تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی نہیں! تو پھر دغفل نے کہا: کیا آپ کے خاندان میں سے عبدالمطلب شیبۃ الحمد ہیں جو مکہ کے تہامی تو تھے کہ آسمان تک فضا میں اڑنے والے پرندوں کو کھلانے والا جنگلات میں وحشی جانوروں اور درندوں کو خوراک دینے والا خوبرو کہ اس کا چہرہ تاریک رات میں چاند ہو جاتا ہے۔ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی نہیں۔ تو پھر دغفل نے کہا: کیا آپ کا خاندان اہل افاضہ میں سے ہے؟ جن کی راہنمائی میں حاجی عرفات سے واپس آتے ہیں؟ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی نہیں۔ پھر دغفل نے پوچھا: کیا آپ کا خاندان حجابہ یعنی دربانوں میں سے ہے؟ جو بیت اللہ کے کلید بردار اور متولی ہیں؟ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی نہیں!

پھر دغفل نے کہا:

کیا آپ کا خاندان ندوہ کے اراکین میں سے ہے؟ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی نہیں۔ پھر دغفل نے پوچھا: کیا آپ کا خاندان "سقایہ" والوں میں سے ہے؟ جن کا مقصد حاجیوں کے پانی پلانے کا اہتمام کرنا ہے؟ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی نہیں۔ پھر دغفل نے پوچھا: کیا آپ کا خاندان "اہل رفادہ" میں سے ہے؟ جن کے ذمہ حجاج کی خبر گیری ہے؟ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: جی نہیں! تو پھر اس نے کہا: کیا آپ کے خاندان کا شمار عرفات سے واپسی کی راہنمائی کرنے والوں میں سے ہے؟ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی نہیں اور دغفل کے ہاتھ سے مہار کھینچ لی تو دغفل قریشی نے کہا:

اے قریشی بھائی! اگر تھوڑی دیر آپ رکتے تو آپ کو بتاتا کہ:

صادف درء السیل درء یدفعه　　　یہیضه حینا وحینا یصدعه

جب سیلاب کی موج سے دوسری موج ٹکراتی ہے تو وہ اسے دھکیلتی ہے۔ کبھی اس کو توڑتی اور کبھی چیرتی ہے۔

"آپ قریش کے ادنیٰ لوگوں میں سے ہیں اور ان کے معززوں اور اشراف سے نہیں ہیں"۔

پھر رسول اللہ ﷺ یہاں مسکراتے ہوئے تشریف لائے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا: جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ! آپ اعرابی سے ایک مشکل میں پڑ گئے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! ایک آفت سے دوسری آفت بڑی ہوتی ہے اور کلام کے ساتھ بلا اور مصیبت ہوتی ہے۔

بنی شیبان میں حضرت ابو بکر کی دعوت اسلام: ... پھر ہم ایک مجلس میں گئے جو پر سکون اور باوقار مجلس تھی اور وہاں بھی صاحب حیثیت تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر سلام کیا۔ بقول علی رضی اللہ عنہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہر نیک کام میں آگے آگے رہتے تھے۔ پھر ان سے دریافت کیا: آپ کس قوم سے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ہم شیبان بن ثعلبہ ہیں۔ تو پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے متوجہ ہو کر عرض کیا: آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان یہ لوگ اپنی قوم کے نامور اور عزت دار ہیں۔

مجلس میں مفروق بن عمرو، ہانی بن قبیصہ، مثنیٰ بن حارثہ اور نعمان بن شریک موجود تھے۔ اتفاق سے مفروق ابو بکر رضی اللہ عنہ کے قریب بیٹھے تھے۔ مفروق زبان و بیان میں سب پر فائق تھا اس کے بالوں کے دو گیسو سینے پر لٹک رہے تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: تمہاری تعداد کتنی ہے؟ اس نے کہا: ہم ہزار سے زائد ہیں اور ہزار قلت کی وجہ سے مغلوب نہیں ہوتے۔ پھر اس سے پوچھا: تم پر حفاظت کیسا ہے؟ اس نے کہا: ہمارا کام جدوجہد ہے اور ہر قوم کی کوشش کی کامیابی بھی ہوتی ہے۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت کیا: تمہاری دشمنوں اور مخالفوں کے ساتھ لڑائی کیسی ہے؟ مفروق نے کہا: جب ہم غضبناک ہوتے ہیں تو لڑائی میں بہت سخت ہوتے ہیں۔ ہم گھوڑوں کو اولاد پر ترجیح دیتے ہیں اور ہتھیاروں کو دودھ دینے والی اونٹنیوں سے زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ پھر بھی فتح و شکست اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ کبھی ہم غالب اور کبھی مغلوب۔ مفروق نے کہا: غالباً آپ قریشی ہوں گے تو شمار کرتے ہوئے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم نے کسی پیغمبر کے بارے میں سنا ہے تو وہ یہی ہیں۔ تو مفروق نے کہا: ہمیں ایسا ہی علم ہوا ہے۔ پھر مفروق رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوا اور پھر آپ ﷺ اس کے قریب بیٹھ گئے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ پر کپڑا تان کر کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ نے فرمایا: میں آپ کو لا الٰہ الا اللہ کی دعوت پیش کرتا ہوں اور میں اللہ کا نبی ہوں اور یہ درخواست ہے کہ آپ مجھے ٹھکانا مہیا کریں اور میرے ساتھ تعاون کریں تا کہ میں اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچاؤں کیونکہ قریش نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی ہے۔ اس کے رسول کی مخالفت کی ہے اور حق سے

بتاؤں اور اللہ پر دل کی ہے اللہ تعالیٰ ہی بے نیاز اور عبادت کے لائق ہے۔

مفروق کا سوال ...... اے برادر قریش! کس بات کی دعوت دیتے ہو؟ تو آپ ﷺ نے تلاوت فرمائی:

قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکوا به شیئا وبالوالدین احسانا ولا تقتلوا اولادکم من املاق نحن نرزقکم وایاهم ولا تقربوا الفواحش ما ظهر منها وما بطن ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق ذلکم وصاکم به لعلکم تعقلون (الانعام ۔ ۱۵۱)

"کہو! آؤ میں تمہیں بتاؤں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کیا ہے یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور تنگدستی کے سبب سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ ہم تمہیں اور انہیں رزق دیں گے اور بے حیائی کے ظاہر اور پوشیدہ کاموں کے قریب نہ جاؤ اور کسی جان کو ناحق قتل نہ کرو جس کا قتل اللہ نے حرام کیا ہے یہی اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھ جاؤ۔"

اسلام کی تبلیغ کیا ہے ...... مفروق نے کہا اس کے علاوہ آپ کس چیز کی تبلیغ کرتے ہیں؟ بخدا یہ کسی انسان کا کلام نہیں اگر یہ انسان کا کلام ہوتا تو ہم اسے پہچان لیتے پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت (نحل ۹۰) تلاوت فرمائی:

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینهی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون

"بے شک اللہ انصاف کرنے کا اور بھلائی کرنے کا اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور بری بات اور ظلم سے منع کرتا ہے تمہیں سمجھاتا ہے تاکہ تم سمجھو۔"

آپ ﷺ کی دعوت پر ہانی کا تبصرہ ...... یہ سن کر مفروق نے کہا: واللہ! اے برادر قریش! آپ ﷺ نے اچھے اخلاق اور بہترین اعمال کی دعوت دی ہے آپ کی تکذیب اور مخالفت کرنے والے جھوٹے ہیں۔ گویا اس نے ہانی کو گفتگو میں شریک کرنے کی غرض سے کہا۔ یہ ہیں ہانی بن قبیصہ: ہمارے بزرگ اور دینی پیشوا۔ تو ہانی نے کہا اے برادر قریش! میں نے آپ کی بات سنی ہے اس کو سچ مان لیا ہے۔ میرے خیال میں صرف ایک مجلس کی بنا پر اپنا خاندانی عقیدہ چھوڑ دینا اور آپ کا مذہب قبول کرنا، اس میں سوچ و فکر نہ کرنا اور اس کے انجام کو نہ سوچنا ایک لغزش اور کم عقلی ہے لغزش جلد بازی سے ہوتی ہے۔ وطن میں ہمارے معتبر بزرگ ہیں جن کی غیر موجودگی میں ہم کوئی فیصلہ کرنا پسند نہیں کرتے۔ لہٰذا وطن واپس جا کر ہم اور آپ اس کے بارے مزید غور و فکر کر لیں۔

آپ ﷺ کی تبلیغ پر مثنیٰ بن حارثہ کا جواب ...... پھر اس نے مثنیٰ بن حارثہ کو گفتگو میں شریک کرنے کی غرض سے کہا کہ یہ مثنیٰ ہمارے بزرگ اور امور جنگ کے ماہر ہیں تو مثنیٰ نے کہا: اے برادر قریش! میں نے آپ کا کلام سنا ہے بہت عمدہ اور بہتر کلام ہے مجھے آپ کی فصاحت و بلاغت نے حیران کر دیا اور آپ کے کلام کا وہی جواب ہے جو ہانی بن قبیصہ نے دیا ہے کہ ایک مجلس ہی میں اپنا دین چھوڑ دینا جلد بازی ہے۔ ہم دو پانیوں کے بیچ آباد ہیں ایک یمامہ اور سماوہ۔

بنی شیبان کے حالات زندگی ...... رسول اللہ ﷺ نے مزید تفصیل کے لیے فرمایا:

ما ھذان الصریان

تو اس نے کہا:

ایک تو ہے ساحل اور پانی "عرب کا علاقہ" اور دوسرا جانب کسریٰ کی نہریں ہیں "فارس کا علاقہ" ہمارا کسریٰ سے معاہدہ ہوا ہے کہ ہم کوئی خلاف قانون بات نہ کریں اور نہ کسی خلاف قانون بات کرنے والے کو پناہ دیں اور تمام کی اجازت دیں ممکن ہے جس مذہب کی آپ دعوت پیش کرتے

ہیں وہ شہنشاہ ایران کو پسند نہ ہو اور وہ خطا تو جو عرب کے ساتھ ہے وہاں کے باشندوں کی خطا قابل معافی اور معذرت منظور ہوتی ہے تو وہ لوگ ایران و فارس کے ساتھ آباد ہیں ان کی خطا نا قابل معافی اور معذرت نا منظور ہوتی ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم عرب کے ساتھ علاقے میں آپ کی مدد کریں تو ہمیں منظور ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپ نے سچ صورت حال کا اظہار کر کے کچھ برا نہیں کیا مگر دین کا کام وہی سرانجام دے سکتا ہے جو اس کی ہر طرف سے حفاظت کرے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھوڑے عرصہ میں جب انقلاب برپا ہو جائے گا کسریٰ (کسریٰ) کا علاقہ اور مال و دولت کا استعمال تمہارے سپرد کیا جائے اور ان کی بچیاں تمہارے حصے میں آئیں گی کیا تم اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس کا اظہار کرو گے تو نعمان بن شریک نے کہا اے برادر قریش! یہ تو ہمیں بہت بات منظور ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا و مبشرا و نذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا (احزاب ۴۶)

"اے نبی ﷺ ہم نے آپ کو لوگوں پر گواہ، بشارت دینے والا، عذاب سے ڈرانے والا، اس کے حکم سے اللہ کے دین کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔"

پھر رسول اللہ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھام کر کھڑے ہوئے اور ہمیں متوجہ کر کے فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ! جاہلیت کے زمانے میں بھی عرب کے اخلاق کتنے بہتر تھے اپنی پوری زندگی میں وہ ان کا پاس کرتے تھے پھر ہم اوس و خزرج کی مجلس میں چلے آئے۔ ان لوگوں نے نبی ﷺ سے بیعت کر لی تو مجلس برخاست ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ لوگ سچے اور صابر تھے۔ رسول اللہ ﷺ ابوبکر کی علم انساب کی مہارت پر خوش ہوئے۔

آپ ﷺ کی پیشین گوئی کا پورا ہونا...... پھر کچھ دنوں بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو خبر دی کہ عنقریب فارس کا لشکر روک دیا جائے گا ربیعہ قبیلہ نے فتح حاصل کر لی ہے آپ نے ان کے لوگوں کو قتل کر کے لشکر کو تہ تیغ کر دیا ہے اور یہ پہلا دن ہے جب عرب نے عجم سے بدلہ لیا ہے اور یہ معرکہ ذی قار کے قریب قراقر میں ہوا تھا اس کے بارے میں کسی نے کہا ہے:

فدى لبني ذهل بن شيبان ناقتي
وراكبها عند اللقاء وقلت
وهم ضربوا بالحنو حنو قراقر
مقدمة الهامرز حتى تولت
فلله عينا من رأى من فوارس
كذهل بن شيبان بها حين ولت
فثاروا وثرنا والمودة بيننا
وكانت علينا غمرة فتجلت

"میری اونٹنی اور اس کا سوار بنو ذہل بن شیبان پر قربان ہو جو لڑائی کے موقع پر جس نے اپنے سوار کو قربان کیا انہوں نے میدان قراقر کے موڑ پر ہامرز کے لشکر کو تہ تیغ کیا وہ پسپا ہو گیا۔ کتنا خوش نصیب ہے وہ شخص جس نے ذہل کے شاہسواروں کو وہاں دیکھا جب وہ پلٹے۔ انہوں نے حملہ کیا اور ہم نے بھی حملہ کیا اور ہم سے پہلے وہ دوست تھے۔ ہم ایک مشکل میں مبتلا تھے اب وہ مشکل حل ہو گئی۔"

نکتہ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم نے اس میں مذکورہ دلائل نبوت، بہترین اخلاق، اچھی عادات اور فصاحت عرب کی بنیاد پر بیان درج کیا ہے۔

اہل ربیعہ کا آپ ﷺ کے اسم گرامی کو شعار یہ واقعہ ایک اور سند سے مذکور ہے اور اس میں یہ موجود ہے کہ جب قبیلہ بنو بکر فرات کے ساحل پر ذو قار کے میدان میں اہل فارس سے برسر پیکار ہوا تو اس نے اپنا شعار اسم محمد مقرر کیا اور اسی کی وجہ سے فارس کو مغلوب کر کے فتح یاب ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہوا۔

میسرہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ۔ واقدی کہتے ہیں مجھے عبداللہ بن وابصہ عبسی نے اپنے باپ اور دادا کی بدولت بتایا کہ ہمارے پاس منیٰ میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ ہم مسجد خیف کے ساتھ جمرہ اولیٰ کے بالمقابل فروکش تھے۔

موسم حج میں آپ ﷺ کی میسرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات...... آپ ﷺ کے پیچھے سواری پر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سوار تھے۔ آپ ﷺ نے ہمیں اسلام کی دعوت پیش کی واللہ! ہم نے آپ ﷺ کی بات کو رد کر دیا اور یہ ہماری قسمت میں تھا۔ موسم حج میں ہم آپ ﷺ کی وعظ و نصیحت اور دعوت اسلام کی باتیں سنا کرتے تھے۔ مگر ہم نے آپ ﷺ کے پند و نصائح قبول نہ کئے۔ ہم میں سے ایک نوجوان میسرہ بن مسروق عبسی تھا اس نے کہا: بخدا! اگر ہم اس جلیل القدر شخص کی تصدیق کر لیں اور مذہب قبول کر لیں اور اس کو اپنے علاقہ میں ساتھ لے چلیں تو یہ ایک بہترین منصوبہ ہے۔ خدا کی قسم! اس کی دعوت دنیا کے ہر گوشہ میں پھیل جانے کی۔ تو باقی لوگوں نے کہا: رہنے دو یہ کام ہماری استطاعت سے باہر ہے۔ یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ کو اس کے مسلمان ہونے کی امید ہوئی تو آپ ﷺ نے اس سے گفتگو کی تو اس نے کہا "آپ کا کلام کس قدر فصیح و بلیغ ہے لیکن میری قوم میرے خلاف ہے" آدمی کی قدر و منزلت اپنی قوم سے ہوتی ہے جب وہی تو کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے اور لوگ اپنے وطن واپس چلے آئے۔

علماء فدک کا آپ ﷺ کی صفات کا ذکر اور اپنی عداوت کا ذکر...... راستہ میں میسرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو کہا: چلو فدک کے علماء یہود سے اس "شخص" کے بارے میں دریافت کریں۔ چنانچہ وہ ان کے پاس پہنچے اور انہوں نے تورات سے ان کو رسول اللہ ﷺ کی خوبیاں بتائیں وہ اللہ کا رسول نبی امی اور عربی ہے۔ گدھے پر سواری کرے گا' بقدر ضرورت روزی پر قناعت کرے گا' دراز قد نہ کوتاہ و پست قد' اس کے بال نہ گھنگھریالے نہ بالکل سیدھے' آنکھوں میں سرخ ڈورے' چمکیلا رنگ' اگر اس میں یہ خوبیاں موجود ہیں تو اس کی بات مان کر اس مذہب میں داخل ہو جاؤ۔ باقی رہے ہم' ہم تو اس سے حسد رکھتے ہیں اس کی تقلید نہ کریں گے اس سے کئی جگہوں پر عظیم مقابلہ ہوگا۔ سارا عرب اس کے فرمانبردار اور تابع ہو جائے گا اور مخالف پست ہو جائیں گے' لہٰذا تم اس کے تابعدار اور اس کی جماعت میں شامل ہو جاؤ۔ میسرہ نے کہا: لوگو! یہ بات بالکل ظاہر اور صاف ہے تو لوگوں نے کہا: آئندہ موسم حج میں آپ سے ملیں گے۔ وہ اپنے وطن واپس چلے آئے اور کسی کو اسلام قبول کرنا نصیب نہ ہوا۔

حجۃ الوداع میں میسرہ رضی اللہ عنہ کا آپ ﷺ سے ملاقات اور قبول اسلام...... رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے اور حجۃ الوداع کیا تو آپ ﷺ سے میسرہ کی ملاقات ہوئی اور آپ ﷺ نے اس کو پہچان لیا تو اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میں تو اسی دن سے اسلام قبول کرنا چاہتا تھا جب آپ ﷺ ہمارے پاس قیام پذیر ہوئے تھے اب میرے بہت سے ساتھی اور دوست فوت ہو چکے ہیں۔ فرمائیے یا رسول اللہ ﷺ وہ کہاں ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مذہب اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب پر فوت ہوا وہ دوزخ میں جائے گا تو اس نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے دوزخ میں داخل ہونے سے بچا لیا۔ اچھا اسلام قبول کیا اور اسلام پر برقرار رہا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاں اس کی بڑی عزت تھی۔

امام واقدی کا قبائل عرب میں تبلیغ اسلام کا ذکر...... امام محمد بن عمر واقدی نے رسول اللہ ﷺ کا قبائل عرب کے پاس تبلیغ کیلئے جانا اور اپنی ذات گرامی کو ان کے سامنے پیش کرنا بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے اور بعض قبائل کا نام بنام تذکرہ کیا ہے مثلاً بنو عامر' غسان' بنو فزارہ' بنی مرہ

حنیفہ بنی سلیم بنی عبس بنی نصر بن ہوازن بنی ثعلبہ بن عکابہ، کندہ کلب بنی حارث بن کعب بنی عذرہ اور قیس بن حطیم وغیرہ امام واقدی نے ان واقعات کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور ہم نے ان میں سے الگ الگ منتخب کر کے بیان کئے ہیں وبہ الحمد والمنہ

موسم حج میں ہمدانی کا قبول اسلام اور اگلے سال واپسی کا وعدہ...... امام احمد (اسود بن عامر اسرائیل عثمان بن مغیرہ سالم بن ابی الجعد) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام موسم حج میں لوگوں پر اپنی ذات گرامی پیش کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کوئی ایسا مرد ہے جو مجھے اپنی قوم میں تبلیغ کے لیے لے چلے کیونکہ قریش نے مجھے رب کی تبلیغ سے روک دیا ہے چنانچہ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص ہمدان سے حاضر ہوا آپ ﷺ نے پوچھا: کس قوم سے ہو؟ تو اس نے کہا ہمدانی ہوں۔ آپ نے پوچھا کیا تمہاری قوم میں میری حفاظت کی ہمت و طاقت ہے؟ تو اس نے ہاں کہہ دی پھر اس نے سوچا کہیں قوم اس کے معاہدہ کی خلاف ورزی نہ کرے۔ تو اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: میں قوم کے پاس جا کر سارا معاملہ ان کے گوش گزار کروں گا اور میں آئندہ سال آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے چنانچہ وہ چلا گیا اور ماہ رجب میں انصار کا وفد آیا۔ سنن اربعہ میں یہ حدیث بسند اسرائیل مذکور ہے اور ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔

وفد انصار کا سال بہ سال آپ ﷺ کی خدمت میں آنا اور رسول اللہ ﷺ کی پیہم بیعت کے بعد بیعت کرنا بعد ازیں رسول اللہ ﷺ کا مدینہ کی طرف ہجرت کر جانا

آپ ﷺ کے خالہ زاد بھائی سوید کا قبول اسلام...... سوید کا نسب صامت بن عطیہ بن حوط ہے جبکہ آپ ﷺ کے نسب کے بارے میں فرماتے ہیں: سوید بن صامت عطیہ بن حوط بن حبیب بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس۔ حسان کی والدہ محترمہ لیلیٰ بنت عمرو نجاریہ عبدالمطلب بن ہاشم کی والدہ ماجدہ سلمیٰ بنت عمرو کی ہمشیرہ ہیں اس لحاظ سے سوید رسول اللہ ﷺ کے دادا عبدالمطلب کے خالہ زاد بھائی ہوئے۔ محمد بن اسحاق بن یسار کہتے ہیں کہ تبلیغ اسلام میں انتھک جدوجہد کے باوجود جب ہر سال موسم حج میں لوگ آتے آپ ان کو خدا کی دعوت دیتے ہدایت و اسلام میں شامل ہونے کی دعوت دیتے اور اپنی ذات گرامی کو تبلیغ اسلامی کے لئے پیش کرتے۔ مکہ میں کسی نامی گرامی اور مشہور و معروف شخصیت کی آمد کا سنتے تو ہر ممکن طریقہ سے اس سے ملنے کی کوشش کرتے اور اس کو خدا اور دین اسلام کی دعوت پیش کرتے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے عاصم بن عمرو بن قتادہ نے اپنے بزرگوں سے بتایا ہے کہ سوید مکہ مکرمہ میں حج یا عمرہ کی غرض سے آیا اس کو لوگ اس کی بہادری شاعری اور شرف نسب میں برتری کی وجہ سے "الکامل" کہتے تھے اس کا کلام ہے:

الا رب من تدعو صدیقا ولو تری
مقالته بالغیب ساءك ما یفری
مقالته کالشهد ما کان شاهدا
وبالغیب مأثور علی ثغرة النحر
یسرك بادیه وتحت ادیمه
نمیمة غش تبتری عقب الظهر
تبین لك العینان ما هو کاتم
من الغل والبغضاء بالنظر الشزر

فرشني بخير طالما قد بريتني
وخير الموالي من يريش ولا يبري

"سنو! بہت سے لوگ جن کو تو دوست کہتا ہے اگر تو ان کی غائبانہ باتیں سن لے تو ان کی بہتان تراشی تجھے غمزدہ کر دے گی۔ سامنے ان کی بات شہد جیسی میٹھی ہوتی ہے اور پس پشت حلق پر چھری۔ ان کا ظاہر مسرور کن ہے اور ان کے دل میں دھوکے بازی بھری ہے جو کمر کو کاٹ دے۔ غور سے کن انکھیوں سے دیکھنے سے ان کا کینہ اور بغض ظاہر ہو جاتا ہے۔ تو نے مجھے اکثر اوقات تکلیف دی ہے، اب تو مجھے خیر و بھلائی سے نواز دے، بہترین دوست وہ ہے جو بھلائی کرے اور برائی نہ کرے۔"

سوید کی آمد پر آپ ﷺ کا ان سے ملاقات کے لیے جانا...... رسول اللہ ﷺ کو ان کی آمد کا معلوم ہوا تو آپ ﷺ خود ان کے پاس تشریف لے گئے، آپ ﷺ نے ان کو اللہ اور اسلام کی دعوت دی تو سوید نے کہا شاید جو علم آپ کے پاس ہے وہ میرے علم جیسا ہو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیرے پاس کون سا علم ہے؟ تو اس نے کہا: حکمت لقمان یا امثال لقمان۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پڑھ کر سناؤ۔ اس نے سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کلام عمدہ ہے لیکن جو علم میرے پاس ہے وہ اس سے بھی بہتر اور اعلیٰ ہے، وہ قرآن ہے جو اللہ نے مجھ پر نازل فرمایا ہے وہ سراپا ہدایت و نور ہے۔ آپ ﷺ نے قرآن کی چند آیات تلاوت فرمائیں اور اسے مذہب اسلام میں داخل ہونے کی اپیل کی تو وہ بھی مائل ہو گیا اور اس نے آپ ﷺ کے کلام کی تعریف کی۔ پھر مدینہ چلا گیا تو خزرج نے اسے قتل کر دیا۔ اوس قبیلے کے لوگ کہتے تھے کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا اور جنگ بعاث سے قبل قتل ہوا۔ حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حاکم رحمۃ اللہ علیہ (از احمد بن عبدالجبار از یونس بن بکیر) از ابن اسحاق سے یہ قصہ نقل کر کے بالا واقعہ سے مختصر بیان کیا ہے۔

ایاس بن معاذ کا اسلام...... ابن اسحاق (حصین بن عبدالرحمان بن عمرو بن سعد بن معاذ از محمود بن لبید) سے بیان فرماتے ہیں کہ ابو الحیسر انس بن رافع بنی عبدالاشہل کے چند افراد جن میں ایاس بن معاذ بھی شامل تھا کو لے کر قریش کے پاس آیا تاکہ خزرج کے مقابلے میں ان کو حلیف بنائیں (جو قبیلے ایک دوسرے سے تعاون کا حلفاً معاہدہ کرتے ہیں وہ حلیف کہلاتے ہیں)۔ (مترجم) رسول اللہ ﷺ کو ان لوگوں کی آمد کا علم ہوا تو آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: تم جس غرض سے آئے ہو میرے پاس اس سے بھی بہتر چیز موجود ہے۔ انہوں نے دریافت کیا: وہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کا رسول اور اس کا پیامبر ہوں۔ میں لوگوں کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور اللہ نے مجھ پر قرآن اتارا ہے پھر آپ ﷺ نے قرآن کی چند آیات تلاوت فرمائیں تو ایاس بن معاذ جو نوجوان تھے نے کہا: اے میری قوم! اللہ کی قسم! جس غرض کے لیے تم لوگ آئے ہو یہ اس سے بھی بہتر ہے۔ تو ابو الحیسر انس بن رافع نے سنگریزے اٹھا کر اس کے منہ پر مارتے ہوئے کہا: خاموش رہو ہم کسی اور کام کے لیے آئے ہیں۔ اوس اور خزرج کے درمیان معرکہ بعاث برپا ہوا تو ایاس بن معاذ اس کے بعد فوت ہوا۔

مسئلہ...... بقول محمود بن لبید کہ مجھے اس کی قوم کے بعض لوگوں نے بتایا کہ مرتے وقت وہ ایاس کی زبان سے کلمہ توحید اور تکبیر، تحمید اور تسبیح سنتے رہے، وہ ایاس کے مسلمان ہونے میں کوئی شک نہیں کرتے تھے اور وہ مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک مجلس میں مسلمان ہو گیا تھا۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یوم بعاث "بعاث" مدینہ کا ایک مقام ہے، اوس اور خزرج کے درمیان ایک عظیم معرکہ پیش آیا، دونوں قبیلوں کے بہت سے سردار اور عظیم لوگ جنگ میں مارے گئے صرف چند آدمی باقی رہ گئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان فرماتے ہیں کہ جنگ بعاث کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے، اوس و خزرج میں شدید لڑائی تھی، ان کے بہت سے رئیس اور سردار جنگ میں قتل ہو چکے تھے۔

اہل انصار میں اسلام کی ابتداء...... ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو پھیلانے، اپنے نبی کو عزت بخشنے اور وعدہ

پورا کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ مقام منیٰ میں تشریف لے گئے جس میں آپ کی ملاقات انصار کے چند افراد سے ہوئی آپ ﷺ نے حسب معمول اپنی ذات مبارکہ کو قبائل عرب کے سامنے پیش کیا آپ ﷺ گھاٹی میں عقبہ کے پاس تھے تو آپ کی ملاقات خزرج کے چند افراد سے ہوئی جن کو اللہ تعالیٰ نے دین کی سعادت عطا کرنے کا ارادہ فرمایا۔

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ مجھے عاصم بن عمر بن قتادہ نے چند بزرگوں کی معرفت بتایا کہ جب ان سے رسول اللہ ﷺ نے ملاقات کی تو دریافت فرمایا تم کون ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا قبیلہ خزرج سے ہیں۔ آپ ﷺ نے دوبارہ پوچھا تم یہود کے حلیفوں میں سے ہو؟ انہوں نے کہا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم بیٹھ سکتے ہو کہ میں تم سے بات کرسکوں۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ چنانچہ وہ آپ ﷺ کے پاس بیٹھ گئے آپ ﷺ نے ان کو توحید کی طرف بلایا اسلام کو ان پر پیش کیا اور قرآن سنایا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مذہب اسلام قبول کرنے کا موقع اس طرح عطا فرمایا کہ یہود ان کے شہر میں آباد تھے وہ صاحب کتاب اور اہل علم افراد تھے۔ یہ خزرجی مشرک اور بت پرست تھے۔ جب بھی لڑائی ان کی آپس میں ہوتی تھی تو جب کوئی ہنگامہ ہوتا تو یہود کہتے تھے کہ نبی اب مبعوث ہوگا اس کے ظہور کا زمانہ قریب آچکا ہے ہم اس کی اتباع کریں گے اور اس کے ہمراہ تمہیں عاد وارم کی طرح نیست ونابود کردیں گے۔

جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے گفتگو کی اور انہیں مذہب اسلام کی دعوت دی تو وہ آپس میں کہنے لگے بھائیو! اللہ کی قسم یہ تو وہی نبی ہے جس کی یہود تمہیں دھمکیاں دیتے ہیں وہ تم سے سبقت نہ لے جائیں۔ چنانچہ وہ آپ ﷺ کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے مذہب اسلام میں داخل ہوگئے اور آپ ﷺ سے عرض کیا کہ ہم تو اپنی قوم کو بہت برے حالات میں چھوڑ کر آئے ہیں دنیا میں کسی قوم میں آپس میں ایسی عداوت اور مخالفت نہیں ہوگی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی بدولت ان میں اتحاد واتفاق پیدا کردے ہم وہاں جا کر ان کو آپ ﷺ کے دین کی دعوت دیں گے اور جو دین ہم نے قبول کیا ہے وہ ان کے سامنے پیش کریں گے اگر انہوں نے یہ بات مان لی اور آپ ﷺ کا دین قبول کرلیا تو آپ ﷺ سے زیادہ معزز ومحترم کوئی نہ ہوگا پھر وہ ایمان وتصدیق سے سرفراز ہوکر وطن واپس چلے گئے۔

اہل انصار میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے افراد

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میرے علم کے مطابق پہلے مسلمان چھ افراد خزرجی تھے:

(۱) ابوامامہ اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار۔ ابونعیم فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ انصار میں سب سے پہلے مسلمان ہیں اور اوس قبیلے سے پہلا مسلمان ابوالہیثم بن تیہان ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ پہلے مسلمان رافع بن مالک اور معاذ بن عفراء ہیں واللہ اعلم۔

(۲) ۔۔ عوف بن حارث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار آپ کا عرف ابن عفراء ہے۔

(۳) ۔ رافع بن مالک رضی اللہ عنہ بن عجلان بن عمرو بن زریق زرقی۔

(۴) ۔۔۔ قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بن حدیدہ بن عمرو بن غنم بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ (سیرت ابن ہشام میں ساردہ مذکور ہے اور اصل مخطوطہ میں سارہ ہے جو غلط ہے) بن تزید بن جشم بن خزرج سلمی کے خاندان سے۔

(۵) ۔۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بن نابی بن زید بن حرام بن کعب بن سلمہ سلمی کے خاندان سے۔

(۶) ۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رئاب بن نعمان بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ سلمی ہیں از خاندان بنی عبید رضی اللہ عنہم۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ امام زہری وغیرہ کی روایت کے مطابق اس جماعت میں بھی چھ خزرجی تھے۔

آٹھ افراد کا قبول اسلام۔۔ موسیٰ بن عقبہ نے زہری اور عروہ سے بیان کیا ہے کہ نبی علیہ السلام کے پاس پہلے پہل آٹھ افراد آئے:

(۱) معاذ بن عفراء۔

(۲) اسعد بن زرارہ۔

(۳) رافع بن مالک۔

(۴) ذکوان بن عبد قیس۔

(۵) عبادہ بن صامت

(۶) ابو عبد الرحمان یزید بن ثعلبہ۔

(۷) ابو الہیثم بن تیہان۔

(۸) عویم بن ساعدہ

ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مسلمان ہو کر اگلے سال تشریف لانے کا عہد کیا۔

پھر یہ مدینہ واپس چلے گئے اور تبلیغ اسلام میں مصروف ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں معاذ بن عفراء اور اسعد بن زرارہ کو بھیجا کہ ہمارے پاس کوئی معلم بھیجیں لہٰذا آپ ﷺ نے ان کے ہمراہ مصعب بن عمیر کو بھیج دیا وہ اسعد بن زرارہ کے پاس ٹھہرے۔ الخ ان کے بعد یہ واقعہ موسیٰ بن عقبہ نے ابن اسحاق کے آئندہ بیان والے واقعہ کے مطابق بیان کیا ہے جو عروہ بن عقبہ سے یوں ہی منقول ہے واللہ اعلم۔

آپ ﷺ کے ہاتھوں پر بیعت عقبہ اولیٰ

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب وہ لوگ مدینہ میں اپنی قوم کے پاس گئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کی دعوت کا ذکر کیا اور اسلام کو خوب پھیلایا یہاں تک کہ اگلے سال موسم حج میں انصار کے بارہ افراد شریک ہوئے۔

(۱) ابو امامہ اسعد بن زرارہ جن کا تذکرہ گذشتہ ہو چکا ہے۔

(۲) عوف بن حارث (مذکور ہوا)۔

(۳) معاذ بن عفراء۔

(۴) رافع بن مالک (مذکور ہوا)۔

(۵) ذکوان بن عبد قیس بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق زرقی۔ ابن ہشام فرماتے ہیں یہ انصاری مہاجر ہیں۔ (یہ مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس مقیم ہو گئے تھے اور جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے)۔

(۶) عبادہ بن صامت بن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج۔

(۷) ان کا حلیف ابو عبد الرحمان یزید بن ثعلبہ۔

(۸) عباس بن عبادہ بن نضلہ بن مالک بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عمرو بن عوف بن خزرج عجلانی۔

(۹) عقبہ بن عامر بن نابی (مذکور ہوا)۔

(۱۰) قطبہ بن عامر بن حدیدہ (مذکور ہوا) یہ دس افراد قبیلہ خزرج میں سے تھے۔

لطیفہ: عویم بن ساعدہ اور ابو الہیثم جس کا نام مالک بن تیہان ہے بن عمرو بن عبد الاشہل بن عامر بن زعوراء بن جشم بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس مذکور ہے ابن اسحاق اور ابن ہشام نے اس کا نسب نامہ بیان نہیں کیا اور یہ دونوں قبیلہ اوس سے تھے "الہیثم" کا مطلب ہے شاہین کا بچہ اور ایک پرندہ کا نام ہے۔ غرضیکہ یہ مذکور بالا بارہ افراد موسم حج میں اس سال تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ لہٰذا انہوں نے منیٰ میں عقبہ کے پاس رسول اللہ ﷺ سے ملنے کا شرف حاصل کیا اور آپ سے "بیعت نساء" کی بیعت "عقبہ اولیٰ" کی تھی۔ یہ مشہور ہے بقول ابو الہیثم رسول اللہ ﷺ نے سورہ ابراہیم کی آیت و اذ قال ابراہیم سے آخر تک کی آیت کی تلاوت فرمائی۔ (۱۲/۵۲)

بیعت نسواں: ...... امام ابن اسحاق یزید بن ابی حبیب مرثد بن عبداللہ یزنی عبدالرحمٰن بن عسیلہ صنابحی عبادہ بن صامت سے فرماتے ہیں کہ میں "عقبہ اولیٰ" کی بیعت میں موجود تھا اور ہم بارہ افراد تھے ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت نسواں کی (یہ جنگ فرض ہونے سے پہلے کا قصہ ہے) کہ شرک سے بچے رہیں گے چوری نہ کریں گے بدکاری سے دور رہیں گے اولاد کو قتل نہ کریں گے کسی پر بہتان تراشی سے بچیں گے کسی نیک کام میں آپ ﷺ کی نافرمانی نہ کریں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم نے وفا کی تو جنت پاؤ گے اگر خطا کی تو یہ معاملہ اللہ کے اوپر ہے چاہے تو سزا دے چاہے معاف کر دے۔ مسلم اور بخاری نے اس روایت کو بحوالہ لیث بن سعد یزید بن ابی حبیب سے بیان کیا ہے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ ابن زہری نے عائذ اللہ بن ادریس خولانی سے بیان کیا ہے کہ عبادہ بن صامت نے فرمایا کہ ہم نے عقبہ اولیٰ کی شب رسول اللہ ﷺ سے ان امور پر بیعت کی کہ شرک نہ کریں گے چوری نہ کریں گے بدکاری نہ کریں گے قتل نہ کریں گے کسی پر بہتان تراشی نہ کریں گے نیک کام میں آپ ﷺ کی نافرمانی نہ کریں گے اگر تم ان باتوں پر قائم رہو گے تو جنت پاؤ گے اگر خطا کرو گے اور دنیا میں اس کا مواخذہ ہو گیا تو وہ سزا کفارہ ہے اگر جرم ظاہر نہ ہونے پائے تو وہ اللہ کے اوپر ہے چاہے تو سزا دے چاہے تو معاف کر دے۔ یہ حدیث صحیحین کے علاوہ دیگر کتابوں میں بھی متعدد طرق سے مذکور ہے۔ بیعت عقبہ کا نام بیعت نسواں اس وجہ سے مشہور ہوا کہ صلح حدیبیہ کے سال ان ہی شرائط کے مطابق عورتوں سے بیعت لینے کا حکم سورۂ ممتحنہ (۲) میں نازل ہوا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی علم و فراست: ...... یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ بیشمار (۱۸) مقامات پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق قرآن پاک نازل ہوا جیسا کہ سیرت عمر رضی اللہ عنہ اور تفسیر میں مفصل بیان ہے۔ اگر بیعت عقبہ ثانیہ کے تحت عرض و جوہ میں کوئی اور یہ مطلب ہو تو قابل ترجیح ہے۔ واللہ اعلم۔

مصعب رضی اللہ عنہ کا بطور مبعوث جانا: ...... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب لوگ واپس ہونے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی کو بھیج دیا۔ آپ ﷺ نے اس کو ہدایت فرمائی کہ قرآن پڑھائے، اسلام سکھائے اور دینی مسائل حل کرے۔ حافظ بیہقی ابن اسحاق عاصم بن عمر بن قتادہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مصعب کو اس وقت روانہ کیا جب انصار نے آپ کو کسی عالم کے مبعوث کرنے کا لکھا تھا جیسا کہ موسیٰ بن عقبہ سے پہلے بیان ہو چکا ہے لیکن ابن اسحاق نے دوسرا واقعہ پیچھے کو ذکر فرمایا ہے۔ حافظ بیہقی فرماتے ہیں کہ ابن اسحاق کا بیان موسیٰ بن عقبہ کی بہ نسبت زیادہ مکمل ہے۔

امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن ابو بکر کہا کرتے تھے کہ مجھے "عقبہ اولیٰ" کا علم نہیں۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کیوں نہیں واقعہ! ایک بیعت عقبہ کے بعد دوسری بیعت عقبہ میں ہوئی۔ سب کی ایک رائے ہے کہ مصعب کا قیام اسعد بن زرارہ کے پاس تھا۔ مدینہ میں وہ "مقری" کے نام سے مشہور و معروف تھے۔ عاصم بن عمر بن قتادہ کے بیان کے مطابق وہ ان کے امام تھے کیونکہ اوس و خزرج دونوں میں سے کسی شخص کی امامت پر تیار نہ تھے رضی اللہ عنہم۔

مدینہ میں پہلا جمعہ: ...... ابن اسحاق کہتے ہیں۔ مجھے محمد بن ابی امامہ بن سہل بن حنیف نے اپنے والد کی معرفت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے بتایا کہ میرے والد کی بینائی کمزور ہو گئی تھی میں ان کو گھر سے باہر لے جایا کرتا تھا اور نماز جمعہ کے لیے لے جاتا تو وہ ہمیشہ جمعہ کی اذان سن کر ابو امامہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کو دعا دیتے اور ان کا یہی معمول تھا۔ میں نے سوچا کہ ہر جمعہ اس دعا کرنے کی وجہ نہ پوچھنا بھی ایک قسم کی کوتاہی اور غلطی ہے۔ چنانچہ میں نے پوچھا "اباجی! جب بھی آپ اذان جمعہ سنتے ہیں ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟" آپ نے فرمایا اے پیارے بیٹے! یہ پہلا فرد تھا جس نے ہمیں مدینہ میں بقیع الخضمات میں نماز جمعہ پڑھائی۔ میں نے پوچھا: تم کتنے آدمی تھے؟ بتایا چالیس افراد۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے یہ حدیث محمد بن اسحاق کی سند سے بیان کی ہے۔ دار قطنی نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے مصعب بن عمیر کو لکھا تھا کہ وہ جمعہ کی نماز پڑھا دے۔ اس کی سند میں غرابت ہے۔ واللہ اعلم۔

اسید اور سعد کا اسلام قبول کرنا ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے عبید اللہ بن مغیرہ بن معیقیب اور عبد اللہ بن ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے بتایا کہ اسعد بن زرارہ، مصعب بن عمیر کو ساتھ لے کر بنی عبد الاشہل اور بنی ظفر کے علاقے میں گئے (اسعد بن زرارہ اور سعد بن معاذ خالہ زاد بھائی تھے) اور بئر مرق والے بنی ظفر کے باغ میں تشریف لے گئے اور وہیں ان کے پاس چند مسلمان جمع ہو گئے۔ سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر جو ان دنوں عبد الاشہل والوں کے سردار تھے دونوں مشرک تھے جب ان کو علم ہوا کہ اسعد، مصعب کو لے کر ہمارے علاقے میں آئے ہیں تو سعد نے اسید کو کہا: تمہارا باپ گم ہو جائے، ان دو شخصوں کے پاس جاؤ جو ہمارے علاقے میں آ کر ہمارے سیدھے سادہ اور کمزور عقیدے کے لوگوں کو ورغلاتے ہیں ان کو منع کرو کہ ہمارے علاقے میں نہ آئیں، اگر اسعد میرا خالہ زاد بھائی نہ ہوتا تو میں خود منع کر دیتا، آپ کو جانے کی زحمت نہ دیتا۔ چنانچہ اسید نے نیزہ سنبھالا ان کی جانب چل پڑا، اسعد نے جب اسید کو آتے دیکھا تو مصعب کو بتایا کہ یہ اپنی قوم کا رئیس ہے، یہ آپ کے پاس آ رہا ہے۔

مصعب نے کہا: اسے بیٹھنے دو تو گفتگو کروں گا۔ وہ آتے ہی گالیاں بکنے لگا ہمارے علاقے میں تم کس لئے آئے ہو؟ ہمارے بیوقوف اور کمزور لوگوں کو ورغلاتے ہو، اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو ہم سے علیحدہ رہو۔ (موسیٰ بن عقبہ کی روایت۔ اسید نے اسعد سے کہا تم اس اجنبی کو جس کا گھر نہ گھاٹ ہمارے محلے میں لے آئے ہو اور لوگوں کو ورغلاتے ہو اور غلط بات کی دعوت دیتے ہو) ابن اسحاق کہتے ہیں مصعب نے اسید کو کہا بیٹھ کر بات تو سنئے پسند کریں تو مان لیجئے اگر ناپسند لگے تو ہم آپ کو نہیں چھیڑیں گے۔ اسید نے کہا بات تو آپ کی ٹھیک ہے پھر نیزہ گاڑ کر بیٹھ گیا، مصعب نے اسے مذہب اسلام سے آگاہ کیا اور قرآن شریف کی تلاوت کی، اسعد اور مصعب بیان کرتے ہیں ہم نے اس کے چہرے پر قبولیت اسلام کے آثار دیکھے اس سے پہلے کہ وہ اسلام کے بارے میں کچھ کہتا، پھر اس نے کہا یہ کس قدر شاندار اور بہترین مذہب ہے۔ اس مذہب کے دائرہ میں داخل ہونے کے لئے کیا طریقہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ انہوں نے بتایا غسل کر کے پاک صاف ہو، کپڑے پاک کر، توحید و رسالت کا اقرار کر، پھر دو رکعت نماز پڑھ لو۔

لہٰذا اس نے ان کے مطابق دو رکعت نماز پڑھ کر کہا: میں پیچھے ایک آدمی (سعد بن معاذ) چھوڑ آیا ہوں، اگر وہ آپ لوگوں کی بات مان کر تسلیم کر لے تو اس کی قوم کا کوئی فرد اس کے خلاف نہ ہوگا۔ میں اس کو آپ کے پاس ابھی بھیجتا ہوں۔ پھر وہ اپنا نیزہ لئے سعد کے پاس چلا گیا، سعد قوم کے ساتھ مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ سعد نے اسے آتے دیکھ کر کہا: بخدا! اسید کے چہرے کے تیور بدلے ہوئے ہیں۔ جب وہ مجلس کے قریب آ پہنچا تو پوچھا کیا کارگزاری ہے؟ اس نے کہا: میں نے ان دونوں سے گفت و شنید کی ہے کوئی خطرہ نہیں، میں نے ان کو روک دیا ہے وہ کہتے ہیں کہ آپ کی خلاف ورزی نہ کریں گے جو چاہو وہی کریں گے مگر مجھے معلوم ہوا ہے کہ بنی حارثہ اسعد کو قتل کرنے کے لئے آ رہے ہیں اسے قتل کر کے آپ کو نیچا دکھانا چاہتے ہیں کہ وہ آپ کا خالہ زاد ہے۔ چنانچہ سعد بنی حارثہ کی خبر سن کر غیظ و غضب سے بھرا ہوا ان کی طرف بے تحاشا دوڑا کہ تم کچھ نہیں کر سکے۔ جب وہ ان کے نزدیک گیا تو وہ اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے، سعد ان کو سکون و اطمینان سے بیٹھے دیکھ کر سمجھ گیا کہ اسید کا مقصد تھا کہ میں ان کی باتیں سنوں، چنانچہ وہ کھڑا ہو کر اسعد سے کہنے لگا: واللہ! اے ابو امامہ! اگر تو میرا خالہ زاد نہ ہوتا تو یہاں قدم نہ رکھ سکتا ہمارے محلے میں بیٹھ کر وہ کچھ کرتے ہو جس کو ہم ناپسند کرتے ہیں۔ ادھر اسعد نے مصعب کو بتا دیا تھا کہ یہ اپنی قوم کا رئیس ہے۔ ساری قوم اس کے تابع ہے، اگر وہ مسلمان ہو گیا تو بلا اختلاف سب قوم مسلمان ہو جائے گی۔

مصعب رضی اللہ عنہ کا جواب ...... سعد سے مصعب نے کہا کیا بات سننے کے لئے بیٹھو گے؟ اگر اچھی لگے تو مان لینا اگر ناگوار لگے تو ہم چلے جائیں گے۔ یہ سن کر سعد نے کہا: بات تو تم نے ٹھیک کی، پھر وہ نیزہ گاڑ کر بیٹھ گیا۔ مصعب نے دین اسلام کے بارے میں بتایا اور قرآن شریف سنایا۔ (بروایت موسیٰ بن عقبہ، سورۃ زخرف کا آغاز سنایا) اسعد اور مصعب کا بیان ہے کہ اس کے بات کرنے سے پہلے ہی اس کے چہرے سے اسلام کے قبول کرنے کے آثار نظر آنے لگے۔ مصعب کی گفتگو سے فارغ ہونے کے بعد اس نے کہا: اس مذہب کو اختیار کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ انہوں نے بتایا کہ غسل کر کے، کپڑے پاک کر کے، حق مذہب قبول کرے، توحید و رسالت کا اقرار کرے اور دو رکعت نماز پڑھے، چنانچہ وہ حسب فرمان مسلمان ہو گیا، نیزہ لے کر اپنی مجلس میں چلا آیا، وہاں اسید بن حضیر بھی موجود تھے، اسید نے اسے آتا دیکھ کر کہا بخدا اس کے چہرے کے تیور بدلے ہوئے ہیں۔

اس نے محفل کے پاس آ کر کہا اے فرزندان عبد الاشہل تمہارے نزدیک میری قدر و منزلت کیسی ہے؟ سب نے کہا کہ آپ ہمارے سردار ہیں اور افضل ہیں، لیکن ان لوگوں نے اسلام قبول نہ کیا، میرا تم سب مرد و عورت سے گفتگو بات کرنا حرام ہے۔ راوی کہتا ہے کہ بنی عبد الاشہل کے محلے کے سب مرد و زن مسلمان ہو گئے۔ سعد اور مصعب اسعد کے مکان پر چلے آئے اور وہیں شب و روز لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے رہے یہاں تک کہ انصار کے ہر محلے میں اسلام کا بول بالا ہو گیا سوائے بنی امیہ بن زید، خطمہ، وائل اوس بن حارثہ سے واقف کے محلہ جات کے۔

ابوقیس بخاری..... ان کا رئیس ابو قیس صیفی بن اسلت اپنی قوم کا قائد و راہنما تھا جو ایک شاعر تھا۔ قوم اس کی تابع اور فرمان بردار تھی۔ اس نے قوم کو اسلام سے باز رکھا یہاں تک کہ وہ غزوہ خندق کے بعد مسلمان ہوئے۔ زبیر بن بکار فرماتے ہیں ابو قیس کا اصل نام حارث یا عبید اللہ ہے اور اس کے والد "اسلت" کا نام عامر بن جشم بن وائل بن زید بن قیس بن عامر بن مرہ بن مالک بن اوس ہے۔ (کلبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی ذکر نسب نامہ بیان کیا ہے)۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ابن اسحاق نے ابو قیس کا ایک قصیدہ ذکر کیا ہے جو امیہ بن صلت ثقفی شاعر کے ہم پلہ ہے۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ بیان کر چکے ہیں کہ آفتاب رسالت کی روشنی سارے عرب میں پھیل گئی گلستان نبوت کی مہک نے سارے شہروں کو معطر کر دیا اور یہ کہ مدینہ منورہ کے باشندے اوس خزرج تو آپ ﷺ کی ذات گرامی کی معرفت سے قبل از بعثت ہی شناسا تھے کیونکہ وہ علماء یہود ان سے کہتے رہتے تھے کہ آفتاب رسالت طلوع ہونے کو ہے۔

امام سہیلی فرماتے ہیں ابو قیس صرمہ بن ابی انس قیس بن صرمہ بن مالک بن عدی بن عمرو بن غنم بن عدی بن النجار۔ ان کے اور عمر رضی اللہ عنہ کے بارے احل لکم لیلۃ الصیام الرفث (۲/۱۸۷) نازل ہوئی کیونکہ آغاز اسلام میں روزہ کے ایام میں خورد و نوش اور عورتوں سے مقاربت مغرب سے عشاء تک جائز تھی بعد میں اس کی اجازت ہوئی۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ قریش سے محبت رکھتے تھے ان کی بیوی ارنب بنت اسد بن عبد العزیٰ بن قصی قریش خاندان سے تھی اور وہ سالہا سال مکہ میں بیوی کے ہمراہ رہائش پذیر رہے ابن اسحاق فرماتے ہیں: ابو قیس اور اس کا بھائی فتح مکہ تک مسلمان نہ ہوئے تھے اور ابو قیس مکہ چلا آیا تھا۔

ابو قیس نے اسلام قبول نہ کیا تھا..... زبیر بن بکار اور واقدی کے مطابق تو وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے اس سے پہلے جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو اسلام کی دعوت دی تو اس نے اسلام قبول کرنے کا عزم کیا تھا، مگر عبد اللہ بن ابی منافق نے اسے ملامت کی تو اس نے حلفاً کہا کہ ایک سال تک مسلمان نہ ہوگا چنانچہ وہ سال سے قبل ہی "ذی قعدہ" میں فوت ہو گیا۔

دیگر مورخین میں سے ابن اثیر نے اسد الغابہ میں نقل کیا ہے کہ حالت نزع میں رسول اللہ ﷺ نے اس کو اسلام کی دعوت دی تو اس نے کلمہ توحید پڑھ لیا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے (حسن بن موسیٰ، حماد بن سلمہ، ثابت) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری کی عیادت کی تو اسے کہا، ماموں جان! لا الہ الا اللہ پڑھو۔ اس نے کہا، ماموں یا چچا؟ آپ ﷺ نے فرمایا (چچا نہیں بلکہ) ماموں۔ اس نے پوچھا: مجھے کلمہ توحید کہنے کا اختیار دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ عکرمہ وغیرہ کا بیان ہے جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے نے اپنی سوتیلی والدہ کبیشہ بنت معن بن عاصم سے نکاح کا ارادہ کیا تو سوتیلی ماں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ دریافت کیا تو قرآن نازل ہوا

ولا تنکحوا ما نکح آباؤکم (۴/۲۲)

باپ کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور سعید بن یحییٰ اموی رحمۃ اللہ علیہ نے "مغازی" میں فرماتے ہے کہ یہ ابو قیس نجاری دور جاہلیت میں اس نے رہبانیت اختیار کر لی تھی، ٹاٹ پہنتا تھا، بتوں سے نفرت کرتا تھا، غسل جنابت کرتا تھا، حائضہ بیوی کے ساتھ مقاربت کرنے سے پرہیز کیا کرتا تھا۔ اس نے عیسائیت قبول کرنے کا ارادہ کیا پھر باز رہا، اپنے گھر میں ایک مخصوص مقام کو مسجد بنایا تھا اس میں حیض والی عورت اور جنبی مرد داخل نہیں ہو سکتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ میں ابراہیم علیہ السلام کے خدا کی پرستش کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو وہ مسلمان ہو گیا

ہم اسلامی زندگی احسن طریقے سے گزاری۔

ابوقیس بن اسلت نے ایک قصیدہ کہا جس میں اس نے مکہ کی عظمت کا ذکر کیا قریش کو جنگ و جدال سے منع کیا ہے دنیا میں ان کی عظمت و عبادات اللہ تعالیٰ کے ان پر احسانات بیان کئے ہاتھی اور اس کے لانے والوں کی برے انجام کا ذکر کیا اور ان کو رسول اللہ ﷺ سے اچھا سلوک کرنے کا مشورہ دیتے ہوئے۔ نے یہ قصیدہ کہا:

ایا راکبا اما عرضت فبلغن
مغلغلة عنی لؤی بن غالب
رسول امری قد راعه ذات بینکم
علی النای محزون بذلک ناصب
وقد کان عندی للهموم معرس
ولم اقض منها حاجتی ومآربی
نبیتکم شرجین کل قبیلة
لها ازمل من بین مذک وحاطب
اعیذکم بالله من شر صنعکم
وشر تباغیکم ودس العقارب

''اے سوار! اگر تیرا لوی بن غالب سے ملنا ہو تو اسے میری طرف سے پیغام پہنچا دے کہ پراگندہ حال کا پیغام جس کو تمہارے اختلافات نے پریشان کیا ہوا ہے۔ مسافت کے بعد بھی، غمگین اور تکلیف زدہ ہے میرے دل و دماغ پر غم کا بوجھ تھا جس کی بناء پر میں تمہیں نہیں کہہ سکا معلوم ہوا ہے کہ تم دو طریق ہو ہر قبیلے کی آگ بھڑک رہی ہے کوئی شخص حرب جامہ پہنے اور کوئی ایندھن لا رہا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں تمہاری بدکرداری بغض اور چغل خوری کے شر سے''۔

واظهار اخلاق ونجوی سقیمة
کوخز الاشافی وقعها حق صائب
فذکرهم بالله اول وهلة
واحلال احرام الظباء الشوازب
وقل لهم والله یحکم حکمه
ذروا الحرب تذهب عنکم فی المراحب
متی تبعثوها تبعثوها ذمیمة
هی الغول للاقصین او للاقارب
تقطع ارحاما وتهلک امة
وتبری السدیف من سنام وغارب

''میرے اعمال کے اظہار اور غلط مشورے سے بھی جو آرے کے چبھونے (جس کا زخم ظاہر ہوتا ہے) کی مانند ہیں تمہارے واسطے پناہ مانگتا ہوں۔ ان کو پہلی بار ہی اللہ کے نام اور حرم میں دوڑتے آنے والی ہرنیوں کے حلال کئے جانے سے نصیحت کر اور ان کو کہو کہ اللہ اپنا فیصلہ کرتا ہے ابتدا لڑائی چھوڑ دو وہ تمہیں بیابانوں میں پھینک دے گی۔ جب بھی تم اس کو برپا کرو گے تو یہ بری مذمت کے ساتھ نمودار ہوگی یہ قریبی اور دور کی ہلاکت ہے یا غریب والا ہے۔ یہ قطع رحمی کا موجب بنتی ہے قوم کو ہلاک اور کوہان سے گوشت کو کاٹ دیتی

مجاہد کو ختم کر دیتی ہے۔

ولسنا بجالس ذا بما لا تعصبة بعدها
فلما لاقوا أصابوا السحائب
وبالمسك زالكالور غدرا سوابغا
كأن قتيرها عيون الجنادب
فلما أتوا والحرب لا تعللكم
وعرضا ونجم الماء من أنصارب
نريهن للأولى ثم بر ونهد
بمعقة إذ ينت أم عاجب
لعمرك لا تشوي هبعفا ولتعي
ذوي العمر منكم بالحرف العرائب

"ہم تو تم کو ٹھنڈے پانی کی بجائے تلواریں اور جنگ کرنے والے سپاہی کے زنگ آلود پانی کھولتی ہوئی دلاوری بجائے غبار آلود زرہیں پہنے ہوئے ہیں جن کے حلقے ٹڈی کی آنکھوں جیسے ہیں۔ تم لڑائی سے بچو اور تم سے چمٹ جائے اور تم بہ گہرے پانی والے حوض سے بچو۔ وہ قوم کے سامنے تلوار کرتے آتی ہے ان کو زندگی لوٹ کے داپ سمجھتے ہیں جب وہ شب خون مارتی ہے تو وہ جلا کر راکھ کر دیتی ہے وہ معزز بہادروں کی کمان پر رہتی ہے۔"

ألم تعلموا ما كان في حرب داحس
فتعتبروا أو كان في حرب حاطب
وكم ذا أصبنا من رئيس مسود
طويل العماد ضيفه غير خائب
عظيم رماد النار يحمد أمره
وذي ثقة يعطي كريم المضارب
وما زال يرمى في الضلال كأنما
أذاعت به ريح الصبا والجنائب
يعضكم فيها أمر ذو حق عاصم
فيحسب بعضها والعلم علم التجارب

"کیا تم لوگ داحس اور حاطب کی جنگوں سے غافل ہو۔ جنگ میں آؤ عبرت پکڑو۔ ان میں کتنے ہی شریف رئیس تھے جن کے مہمان خوش تھے: قابل ستائش مہمان نواز معزز اخلاق بلند منصب لوگوں کو ہم نے دیکھا اور گمراہی میں آندھی پڑنے کی حیثیت پیدا کی ہے اور ان کی لڑائی کے بارے میں ایک بار جنگ ہوئی ہے لیکن قاتل محروم ہے جو [illegible] ہے [illegible]۔"

فبعد الحروب ملمحات واذكروا
حسبكم والله غير مصاب
ولسنا فخار بهالا بكن

عليكم رقيبا غير رب الثواقب
أقيموا لنا دينا حنيفا فأنتم
لنا غاية قد يهتدى بالذوائب
وأنتم لهذا الناس نور وعصمة
تؤمون والأحلام غير عوازب
وأنتم إذا ما حصل الناس جوهر
لكم سرة البطحاء شم الأرانب

" تجھی سرو سامان کسی جگہ محفوظ وقت گزرنے کا سہارا اور کر کے بھی بہتر نہیں ہے۔ اور تیرے چند آدمی کا دوست ہے تم پر خدا کے علاوہ کوئی نگہبان نہیں ہے۔ ہمارے لئے دین حنیف کو قائم کرو اور ایک اچھا مقصد ہو اور بڑے آدمیوں سے ہدایت ہوتی ہے۔ تم لوگوں کے لئے روشنی اور بچاؤ کا ذریعہ ہو۔ آپ کے وقت تمہاری عقل غائب نہیں ہوتی، تم عقلمند اور باشعور ہو۔ جب لوگوں میں تمیز کی جائے تو تم جوہر ہو۔ بطحاء کا مرکز تمہارا ہی حصہ ہے۔"

تصونون أجسادا كراما عتيقة
مهذبة الأنساب غير أشائب
يرى طالب الحاجات نحو بيوتكم
عصائب هلكى تهتدي بعصائب
لقد علم الأقوام أن سراتكم
على كل حال خير أهل الجباجب
وأفضله رأيا وأعلاه سنة
وأقوله للحق وسط المواكب
فقوموا فصلوا ربكم وتمسحوا
بأركان هذا البيت بين الأخاشب

" تم عہد قدیم سے اعلیٰ اور خالص نسب کے مالک ہو۔ ضرورت مند محض تمہارے گھروں کی طرف خستہ حال لوگوں کو آتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ سب لوگ جانتے ہیں کہ تمہارے عمدہ آدمی جن میں سب کی خیر سے بہتر ہیں نبوت محمد ﷺ کی عادات بنائے۔ سب سے زیادہ حق والے مخلوق کے لئے ساتھی ہیں۔ پروردگار کے سامنے کھڑے ہو کر عبادت کرو اور پہاڑوں کے درمیان واقع بیت اللہ کے گرد طواف کرو۔"

فعندكم منه بلاء ومصدق
غداة أبي يكسوم هادي الكتائب
كتيبته بالسهل تمشي ورجله
على القاذفات في رؤوس المناقب
فلما أتاكم نصر ذي العرش ردهم
جنود المليك بين ساف وحاصب
فولوا سراعا هاربين ولم يؤب

الی اھلہ ملحبش غیر عصائب
فان تھلکوا نھلک وتھلک مواسم
یعاش بھا قول امری غیر کاذب

”تمہارے پاس اس کی طرف سے انعام اور صداقت ہے اس کی فوج اشرم کی فوج کے رہنما ابو یکسوم کی ہلاکت کی نشانی زمین میں تھی اور اس کے پیادے پہاڑوں کی چوٹیوں کے راستے پر تھے۔ جب تمہارے پاس رب عرش کی مدد آئی تو رب کے لشکر نے ان کو پھینک کر کے خاک آلود کر دیا تھا اور وہ سنگسار تھے۔ وہ سب دوڑتے ہوئے بھاگ گئے کوئی حبشی اپنے گھر نہیں لوٹا سوائے قلیلوں کے۔ اگر تم ہلاک ہو گئے تو ہم ہلاک ہو جائیں گے اور موسم حج جس پر زندگی کا انحصار ہے وہ بھی موقوف ہو جائے گا۔ یہ ایک سچے آدمی کی بات ہے۔“

جنگِ داحس کا سبب۔۔۔ یہ زمانہ جاہلیت کی ایک مشہور و معروف جنگ ہے۔ جس کا سبب یہ تھا کہ قیس بن زہیر نے اپنے داحس نامی گھوڑے کو حذیفہ بن بدر کے گھوڑے ”غبراء“ کے مد مقابل میں دوڑایا۔ داحس دوڑتا ہوا آگے بڑھ گیا تو حذیفہ کے اشارے پر کسی نے اس کے منہ پر تھپڑ مارا یا تو مالک بن زہیر نے غبراء کے منہ پر بھی تھپڑ رسید کر دیا۔ حمل بن بدر نے جب یہ دیکھا تو اس نے مالک کے منہ پر طمانچہ مارا۔ اس کے بعد ابو جندب عبسی نے اسی سلسلے میں عوف بن حذیفہ کو قتل کر دیا جس کے بدلے میں کسی فزاری نے مالک بن زہیر کو قتل کر ڈالا۔ اور اس طرح بنو عبس اور فزارہ کے درمیان لڑائی چھڑ گئی جس میں حذیفہ اور اس کا بھائی حمل بن بدر لڑائی میں مارے گئے اور دیگر بے شمار لوگ۔ ابن ہشام نے کسی قدر اور ایک دوسری طرح ذکر کیا ہے لیکن اوپر والی روایت صحیح ہے۔

جنگِ حاطب کا سبب۔۔۔ حاطب بن حارث بن قیس اوسی نے خزرج کے ایک یہودی کو قتل کر دیا تو زید بن حارث خزرجی جن کا عرف ابن فسحم ہے جس نے خزرجیوں کے چند افراد کے ہمراہ حاطب کو قتل کر دیا چنانچہ اوس اور خزرج کی آپس میں لڑائی شروع ہو گئی تو خزرج قبیلہ غالب رہا اس میں سوید بن صامت اوسی ابن زیاد جو کہ اوس کا حلیف تھا مجذر بن زیاد بلوی عوف بن خزرج کے ہاتھوں قتل ہوا اور پھر ایک عرصے تک ان کی آپس میں لڑائی ہوتی رہی۔

غرضیکہ ابو قیس بن اسلت اپنے علم و فہم اور دانش و بینش کے باوجود دولتِ ایمان سے مستفید نہ ہو سکا جب اس کو مصعب نے اسلام کی دعوت پیش کی جبکہ مدینہ میں اکثر لوگ مسلمان ہو گئے حتیٰ کہ کوئی محلہ نہ تھا جس میں مسلمان نہ ہوں ماسوائے ابو قیس کے قبیلہ بنی واقف کے اس نے اپنے قبیلہ کو اسلام سے باز رکھا اس کا کلام ہے:

ارب الناس اشیاء الممت
یلف الصعب منھا بالذلول
ارب الناس اما ان ضللنا
فیسرنا لمعروف السبیل
فلولا ربنا کنا یھودا
وما دین الیھود بذی شکول

”اے پروردگار عالم! متعدد امور ظاہر ہو چکے ہیں اچھا اور برا خلط ہو چکا ہے۔ اے پروردگار! اگر ہم بھٹک چکے تھے تو تو ہمیں راستہ نصیب کر۔ اگر خدا ہم پر مہربان نہ ہوتا تو ہم یہودی ہوتے جو کہ شک سے ملا ہوا دین ہے۔“

ولولا ربنا کنا نصاری
مع الرھبان فی جبل الجلیل

ولكنا خلقنا إذ خلقنا
حنيفا ديننا عن كل جيل
نسوق الهدي ترسف مذعنات
مكشفة المناكب في الجلول

"اگر ہمارا رب نہ ہوتا تو ہم بھی پہاڑ میں راہبوں کے ساتھ عیسائی بھی ہوتے۔ لیکن جب سے ہم پیدا ہوئے ہیں ہمارا دین ہر قبیلے سے جدا ہے۔ ہم قربانیاں لے جاتے ہیں جو کہ آہستہ آہستہ چلتی ہیں ان کے کندھے جھولوں میں ڈھکے ہوئے ہیں۔"

ماحصل کلام یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بارے میں ہر زمانہ کے اہل کتاب کے پاس جو کوئی قصہ ذکر پایا تھا۔ عبداللہ بن ابی بن سلول نے اور اسلعان ہم نے ذکر کیا جا چکا اس سے پہلے سیف بن ذی یزن کا قصہ گزر چکا ہے جو اس نبی کی بشارت سناتے ہیں۔

ابو قیس صرمہ بن ابی انس جاہلی دور میں بھی اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت کا قائل تھا۔

يقول أبو قيس وأصبح غاديا
ألا ما استطعتم من وصاتي فافعلوا
فأوصيكم بالله والبر والتقى
وأعراضكم والبر بالله أول
وإن قومكم سادوا فلا تحسدنهم
وإن كنتم أهل الرياسة فاعدلوا

"صبح سویرے ابو قیس کہتا ہے کہ استطاعت کے مطابق تم میری نصیحتوں پر عمل کرو۔ میں تم کو اللہ کی عبادت نیکی تقویٰ اور اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کی وصیت کرتا ہوں اور اللہ کی عبادت سب سے اول ہے۔ اگر تمہاری قوم کے لوگ صاحب قدر و منزلت ہوں تو ان پر تم حسد مت کرو اگر تم صاحب ریاست ہو تو انصاف کرو۔"

وإن نزلت إحدى الدواهي بقومكم
فأنفسكم دون العشيرة فاجعلوا
وإن ناب غرم فادح فارفقوهم
وما حملوكم في الملمات فاحملوا
وإن أنتم أمعرتم فتعففوا
وإن كان فضل الخير فيكم فأفضلوا

"جب کوئی آفت تمہاری قوم پر آ پڑے تو سب قبیلے سے پہلے سینہ سپر ہو جاؤ۔ اگر بھاری تاوان تمہاری قوم پر آ پڑے تو ان کے ساتھ مہربانی کرو اور مصائب میں جو وہ بوجھ تمہارے حوالے کیا کریں اسے برداشت کرو۔ اگر تم کسی مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ تو پاکدامنی کا مظاہرہ کرو۔ اگر تم میں صاحب فضل ہو تو لوگوں پر نوازش کرو۔"

ابو قیس کہتا ہے

سبحوا الله شرق كل صباح
طلعت شمسه وكل هلال
عالم السر والبيان جميعا

ليس ما قال ربنا بضلال
وله الطير تستريد وتاوى
فى وكور من آمنات الجبال
وله الوحش بالفلاة تراها
فى حقاف وفى ظلال الرمال
وله هودت يهود ودانت
كل دين مخافة من عضال

"تم لوگ اللہ تعالیٰ کی روزانہ طلوع آفتاب کے وقت اور چاند نکلنے کے وقت تسبیح و تقدیس کیا کرو۔ وہ پوشیدہ و پنہاں سب کچھ جانتا ہے اور بے شک ہمارے رب کا فرمان غلط نہیں۔ اسی سے پرندے رزق طلب کرتے ہیں اور پہاڑوں میں پرامن آشیانوں میں پناہ حاصل کرتے ہیں۔ اسی کے لئے جنگلی وحشی جانور ہیں ان کو تم دیکھو گے ریت کے ٹیلوں میں اور ریت کے سایوں میں۔ اسی کے لئے یہود نے یہودیت اختیار کی اور مصیبت کے خوف سے اس نے دین اختیار کیا"۔

وله شمس النصارى وقاموا
كل عيد لربهم واحتفال
وله الراهب الحبيس تراه
رهن بؤس وكان ناعم بال
يا بنى الارحام لا تقطعوها
وصلوها قصيرة من طوال
واتقوا الله فى ضعاف اليتامى
ربما يستحل غير الحلال
واعلموا ان لليتيم وليا
عالما يهتدى بغير سؤال

"اسی کے۔ لئے عیسائیوں نے سر کی چوٹی منڈوائی (اور گرد کے بال رہنے دیے) اور اپنے رب کے لئے ہر عید اور محفل کو آراستہ کیا۔ اسی کے لئے تارک الدنیا راہب وقف ہے۔ تم اسے پراگندہ حال دیکھو گے حالانکہ وہ آسودہ اور خوشحال تھا۔ اے بیٹو! قطع رحمی نہ کرو اور جزو اقارب سے صلہ رحمی کا معاملہ کرو۔ یتیموں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔ بسا اوقات کوئی حرام کو حلال بنا دے۔ جان لو کہ یتیم کا ایک والی ہے جو بن پوچھے خبر رکھتا ہے"۔

ثم مال اليتيم لا تاكلوه
ان مال اليتيم يرعاه والى
يا بنى التخوم لا تخزلوها
ان خزل التخوم ذو عقال
يا بنى الايام لا تامنوها
واحذروا مكرها ومر الليالى
واعلموا ان امرها لنفاد

فلعلن ما كان من جد بدا لي
واجمعوا امركم على البر والتقى
وترك العصا واخذ الحلال

"ہیثم کا قول ہے کہ اس کا الفاظ تھا ہے: میرے فرزندان! جہاں تک ہو سکے "بری بات" کو ترک کرو۔ بے شک وہ ترک کا حکم کا اور برکا اور بندہ درمیان ہے۔ اے میرے بیٹے! جہاں تک ہو سکے زمانے سے بے خوف نہ ہو اس کے مکر و فریب سے ہوشیار رہو اور کہو کہ گردش ایام کا مکر کائنات کی ہر قدیم اور جدید چیز کے انجام تک ہے۔ نیکی اور تقویٰ پر اتفاق کرو اور فحش بات، بیکاری اور حرام سے پرہیز کیا"۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ابو قیس نے اللہ کے انعامات میں سے اسلام کا ذکر کیا ہے اور خصوصاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ میں تشریف آوری کا ذکر کیا۔

ثوى في قريش بضع عشرة حجة   يذكر لو يلقى صديقا مواتيا

بیعت عقبہ ثانیہ۔۔۔۔۔۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اس کے بعد مصعب بن عمیر مکہ واپس چلے آئے انہوں نے غیر مسلم اور مشرک انصاری حاجیوں کے ہمراہ عقبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وسط ایام تشریق کا وقت ملاقات کے لئے طے کیا۔

براء کا اجتہاد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے معبد بن کعب بن مالک نے بتایا کہ اس کے بھائی عبداللہ بن کعب انصار کے جید علماء میں سے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے والد کعب نے آگاہ ہو کر بتلایا تھا کہ ہم قوم براء بن معرور کی سرکردگی میں تھے، اس نے کہا: میری رائے ہے کہ نماز میں ہم بیت اللہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں لہذا ہم آپ کی مخالفت پسند کرتے ہیں۔ پھر براء بن معرور نے کعبہ یعنی بیت اللہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھا اور ہم بیت المقدس کی طرف، مکہ تک یہی معمول رہا۔ مکہ میں پہنچنے کے بعد براء نے مجھے کہا: اے بھتیجے! جس معاملہ میں سفر کے دوران ہمارے درمیان تنازع پیدا ہوا تھا چلو اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کریں میرے ذہن میں اس کے متعلق کچھ خلش ہے۔

ہم باہر نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کرنے کے لئے روانہ ہوئے تو ہم نے اس سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا تھا اور نہ ہی پہچان تھی۔ ہم نے آپ ﷺ کے متعلق کسی سے دریافت کیا تو اس نے پوچھا کیا تم ان کو پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا: نہیں، اس نے دوبارہ پوچھا کیا ان کے چچا عباس کو جانتے ہو؟ ہم نے کہا: ہاں جانتے ہیں کیونکہ عباس تجارت کے لئے ہمارے پاس آیا کرتے تھے تو اس نے کہا جب تم مسجد حرام میں داخل ہو گے تو وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ موجود پاؤ گے۔ ہم مسجد میں آئے تو وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عباس رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے ہوئے تھے چنانچہ ہم سلام کہہ کر بیٹھ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا ان لوگوں کو جانتے ہو؟ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا جی ہاں! یہ ہیں براء بن معرور اپنی قوم کے سردار اور یہ ہیں کعب بن مالک ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاعر؟ (واللہ! اب تک مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جملہ یاد ہے)۔

پھر براء نے پوچھا کہ یا نبی اللہ! میں اسلام قبول کر کے اس سفر پر روانہ ہوا اور میرے دل میں خیال آیا کہ میں بیت اللہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھوں جبکہ میرے ساتھی بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے آئے ہیں۔ میرے دل میں کچھ وسوسے ہیں فرمائیے کیا کروں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا ایک قبلہ متعین تھا اس لئے تم اس کے پابند رہتے (تو بہتر تھا) چنانچہ براء بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے لگے۔ براء کے اہل خانہ کہتے ہیں کہ وہ مرتے دم تک بیت اللہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ ہمارا کہنا ہے یہ غلط ہے ہم اسے ان کے اہل خانہ سے زیادہ جانتے ہیں۔ کعب بن مالک کہتے ہیں کہ جب ہم مکہ سے حج کے لئے روانہ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بمقام منیٰ عقبہ میں ایام تشریق کے وسط میں رات کے وقت ملاقات طے کی۔

حضرت ابو جابر بن عبداللہ کا مسلمان ہونا ...... جس رات ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا وقت طے کیا تو ہمارے ساتھ جابر کے والد عبداللہ بن عمرو بن حرام بھی تھے ہم نے برادری کے مشرک لوگوں سے یہ بات مخفی رکھی ہوئی تھی ہم نے ان سے کہا جناب ابو جابر! آپ ہمارے سادات میں سے ہیں قوم میں بزرگ اور شریف ہیں، ہم پسند نہیں کرتے کہ آپ کل کو دوزخ کا ایندھن ہوں ہم نے ان کو اسلام کی دعوت پیش کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا وقت بتایا تو وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیے۔

وہ ہمارے ساتھ بیعت عقبہ ثانیہ میں حاضر ہوا اور نقیب مقرر ہوا، امام بخاری (ابراہیم، ہشام، عطاء) جابر سے روایت کرتے ہیں کہ میں، میرا والد اور ماموں بیعت عقبہ ثانیہ میں موجود تھے۔ عبداللہ بن محمد ابن عیینہ سے نقل کرتے ہیں کہ براء بن معرور بھی شامل تھے علی بن مدینی (سفیان، عمرو) جابر سے روایت کرتے ہیں کہ بیعت عقبہ ثانیہ میں میرے دو ماموں بھی شامل ہوئے۔

بیعت کا مفصل واقعہ...... امام احمد (عبدالرزاق، معمر، ابن خثیم، ابی الزبیر) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام دس سال تک مکہ میں مقیم رہے لوگوں کے گھروں میں عکاظ اور مجنہ کے میلوں میں اور حج کے ایام میں دعوت اسلام پیش کرتے اور کہتے کوئی ہے کہ میرے قیام کا انتظام کرے؟ کون ہے جو میری مدد اور نصرت کرے گا؟ کہ میں اپنے رب کا پیغام پہنچا سکوں۔ (جو شخص یہ بجا لائے) جنت پا جائے۔ لیکن آپ ﷺ کسی سے مثبت جواب نہ پاتے یہاں تک کہ یمن اور مصر وغیرہ علاقوں سے بھی کوئی مسافر آتا تو اس کے عزیز و اقارب تاکید کرتے کہ قریش کے نوجوان سے ہوشیار رہنا وہ آبائی دین سے ورغلا دے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو وہ لوگ طعن کرتے ہوئے آپ کی طرف انگلیوں سے اشارہ کرتے (اور آپ کو ہلکا کرتے)۔

قدرت کو منظور تھا کہ ہمیں یثرب سے آپ کی خدمت میں روانہ کیا ہم وہاں سے اسلام میں داخل ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام و طعام کا انتظام کیا چنانچہ ہم میں سے ہر فرد جاتا، مسلمان ہوتا، آپ سے قرآن پڑھتا اور گھر چلا آتا اور اس وجہ سے گھر گھر اسلام پھیل گیا یہاں تک کہ لوگ اسلام کا برملا اظہار کرنے لگے پھر ہم نے باہمی مشورہ کیا کہ کب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوفزدہ ہو کر مکہ میں تنہا بے یار و مددگار چلتے پھرتے رہیں گے اور خوف و خطر میں مبتلا رہیں گے چنانچہ ستر افراد کا وفد روانہ ہوا اور آپ کی خدمت میں حج کے ایام میں حاضر ہوا اور آپ سے عقبہ میں ملاقات کا وعدہ لیا چنانچہ ہم ایک ایک دو دو افراد چھپ چھپا کر عقبہ میں پہنچ گئے۔

بعد ازاں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کس بات پر آپ کی بیعت کریں؟ تو آپ نے فرمایا اس بات پر بیعت کرو کہ چستی و سستی (خوشی و ناخوشی) ہر حال میں بات سن کر اس کے مطابق عمل کرو گے، تنگ دستی اور خوشحالی میں اللہ کے دین کی تبلیغ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرو گے، میرا تعاون کرو گے جب میں تمہارے پاس چلا آؤں تو میری اپنی جان، مال، اہل و عیال کی طرح حفاظت کرو گے اس کا صلہ تمہارے لئے جنت ہے۔

یہ بات سن کر ہم آپ کی بیعت کے لئے کھڑے ہوئے تو اسعد بن زرارہ نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر (وہ سب سے کم سن تھا، ایک روایت میں ہے سوائے میرے ستر افراد سے کم سن تھا) کہا اے اہل یثرب ٹھہر جاؤ جلدی نہ کرو، ہم نے سفر کی صعوبتیں اس لئے برداشت کیں کہ ہمیں علم ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں ان کو آج اپنے وطن سے لے چلنا سارے عرب سے دشمنی مول لینا ہے اور اپنے عزیزوں کو قتل و خون کے لئے پیش کرنا ہے اگر تم یہ سب کچھ برداشت کرنے کے لئے تیار ہو تو ان کو لے چلو اور اس کا اجر اللہ دے گا۔ اگر تم کوئی خطرہ محسوس کرتے ہو تو ان کو ابھی سے چھوڑ دو اور اپنی صاف صاف بتا دو یہ معذرت اللہ کے ہاں قابل قبول ہے۔ یہ سن کر بالاتفاق سب نے کہا اسعد! ہٹو، ہمارے درمیان میں حائل نہ ہو واللہ! ہم اس بیعت کو ترک نہ کریں گے اور نہ ہی ہم سے یہ چھینی جا سکے گی چنانچہ ہم نے آپ ﷺ کی حسب شرائط بیعت کر لی۔

یہ روایت امام احمد اور حافظ بیہقی نے بسند داؤد بن عبدالرحمن عطار نقل کی ہے حاکم نے اپنی سند کے ساتھ یحییٰ بن سلیم سے بیان کی ہے یہ دونوں ...... داؤد اور یحییٰ عبداللہ بن عثمان بن خثیم کی معرفت ابو الزبیر سے اس روایت کے مطابق بیان کرتے ہیں۔ یہ سند جید ہے اور شرط مسلم کی حامل ہے لیکن اصحاب ستہ نے اس کی تخریج نہیں کی۔ بزار کہتے ہیں کہ کئی راویوں نے ابن خثیم سے یہ قصہ نقل کیا ہے لیکن عمدہ روایت کے مطابق جابر رضی اللہ عنہ سے صرف اسی سند سے مروی ہے۔

بیعت میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی موجودگی ۔۔۔ امام احمد (سلیمان بن داؤد، عبدالرحمن بن ابی الزناد، موسیٰ بن عقبہ، ابو الزبیر) جابر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک تھامے ہوئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاہدہ فرما رہے تھے جب ہم بیعت سے فارغ ہو چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے عہد و پیمان لے لیا ہے اور جنت کا وعدہ دیا ہے۔ امام بزار (شعبی از جابر) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے نمائندوں سے کہا کہ تم میرے قیام کا انتظام کرو گے اور میری حفاظت کرو گے؟ سب نے اثبات میں جواب دے کر عرض کیا ہمیں کیا صلہ ملے گا؟ فرمایا جنت۔ حافظ بزار کہتے ہیں کہ جابر رضی اللہ عنہ سے صرف اسی سند سے مروی ہے۔

بیعت کرنے والوں کی تعداد ۔۔۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے معبد نے عبداللہ بن کعب کے ذریعے سے بتایا کہ ہم شب عقبہ اپنے ڈیرے میں سب کے ہمراہ سو گئے۔ ایک تہائی رات گذری تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے کے مطابق کھسک کر چھپتے چھپاتے عقبہ میں پہنچ گئے، ہم کل ۷۳ مرد اور دو خواتین تھیں، ام عمارہ نسیبہ بنت کعب جن کا تعلق بنی مازن بن نجار سے تھا اور ام منیع اسماء بنت عمرو بن عدی بن نابی جن کا تعلق بنی سلمہ سے تھا۔ ابن اسحاق نے یونس بن بکیر سے حاضرین عقبہ کے نام اور نسب مع ان کی گفتگو کے بیان کئے ہیں اور ان کی تعداد ستر بتلائی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ عرب گنتی اور اکائی میں کسر اکثر حذف کر دیتے ہیں۔ عروہ اور موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ وہ لوگ ستر مرد اور ایک عورت تھی۔ چالیس عمر رسیدہ تھے اور تیس جوان اور سب سے کم سن ابو مسعود اور جابر بن عبداللہ تھے۔

اوس و خزرج کا آپ ﷺ کے ساتھ معاہدہ ۔۔۔ کعب بن مالک کہتے ہیں کہ ہم شب میں اکٹھے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منتظر تھے آپ مع حضرت عباس رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس وقت غیر مسلم تھے۔ آپ اپنے بھتیجے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار کے ساتھ عہد و پیمان اور معاہدہ کی پختگی کا اطمینان چاہتے تھے اس لئے وہ بھی اس معاہدہ میں شریک ہو گئے۔

آغاز گفتگو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ کے ساتھ کیا، اے قبیلہ خزرج کے لوگو! (عرب اوس اور خزرج دونوں قبیلے کے لوگوں کو صرف خزرج ہی کہتے تھے) محمد کا مقام تم جانتے ہو (بہت بلند ہے) ہم اپنی قوم کے غیر مسلم افراد سے ان کی حفاظت کرتے ہیں اور وہ اپنے علاقے میں نہایت عزت و احترام سے مقیم ہیں مگر وہ آپ کے ہاں جانا پسند کرتے ہیں اگر تمہارا ارادہ ہو کہ تم محمد ﷺ سے وفا کرو گے اور ان کے مخالفوں سے ان کی حفاظت کرو گے تو تم اور تمہاری ذمہ داری۔ اگر چلے جانے کے بعد آپ کو بے سہارا چھوڑ دینے کا خیال ہو تو ابھی سے چھوڑ دو۔ وہ اپنے خاندان میں معزز و محترم ہیں۔ بعد ازیں ہم نے عرض کیا کہ اے عباس! ہم نے آپ کی بات سن لی اب ہم نے آپ سے التجا کی کہ یا رسول اللہ! آپ اپنے اور اپنے پروردگار کے لئے ہم سے جو عہد لینا چاہیں لے لیجئے آپ ﷺ نے قرآن کی تلاوت فرمائی اور پھر اسلام کی دعوت پیش کر کے اسلامی اصول پر عمل کرنے کی ترغیب دی اور فرمایا کہ میں تم سے اس بات کی بیعت لیتا ہوں کہ تم میری اپنے اہل و عیال کی طرح حفاظت کرو گے۔

براء بن معرور کا سوال ۔۔۔ یہ سن کر براء بن معرور نے آپ کا دست مبارک پکڑ کر کہا کہ اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو برحق مبعوث فرمایا ہے ہم اپنے اہل و عیال کی طرح آپ کی حفاظت کریں گے آپ ہماری بیعت لیجئے۔ یا رسول اللہ! ہمارے اور یہود کے درمیان معاہدے ہیں ہم اس سے دستبردار ہونا چاہتے ہیں اگر ہم معاہدہ توڑ ڈالیں اور آپ کو اللہ تعالیٰ قوت و اقتدار عطا کر دے تو کیا آپ ہم کو تنہا چھوڑ کر اپنے وطن چلے جائیں گے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا نہیں، بلکہ تمہارا خون میرا خون ہے۔ ہمارا زندگی اور موت کا معاملہ ہے میں آپ کا اور آپ میرے ہیں انتم منی و انا منکم، جس سے تم برسر پیکار ہو گے میں بھی اس سے نبرد آزما ہوں گا تمہاری اور میری صلح یکساں ہے۔ کعب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوس اور خزرج سے اپنے بارہ نمائندے منتخب کرو۔

نمائندگان انصار کی فہرست:

(۱) ۔۔ ابو امامہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ

(۲)...... سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی زہیر۔

(۳)...... عبداللہ بن رواحہ۔

(۴)...... رافع بن مالک بن عجلان۔

(۵)...... براء بن معرور بن صخر۔

(۶)...... عبداللہ بن عمرو بن حرام۔

(۷)...... عبادہ بن صامت۔

(۸)...... سعد بن عبادہ بن دلیم ساعدی۔

(۹)...... منذر بن عمرو بن خنیس۔

یہ نقیب خزرجی ہیں۔ درج ذیل تین اوسی ہیں:

(۱)...... اسید بن حضیر بن سماک۔

(۲)...... سعد بن خیثمہ بن حارث۔

(۳)...... رفاعہ بن عبدالمنذر بن زنبر۔ بقول ابن ہشام اہل علم رفاعہ کے بجائے ابوالہیثم بن تیہان کا نام نقباء میں شمار کرتے ہیں اور یونس از ابن اسحاق کی روایت میں بھی اسی طرح مذکور ہے۔ سہیلی اور ابن اثیر کا "غابہ" میں بھی یہی قول ہے اور ابن ہشام نے بطور استشہاد کعب بن مالک کے وہ اشعار پیش کئے ہیں جن میں بیعت عقبہ ثانیہ کے دوران انصار کے بارہ نقباء کا ذکر ہے:

ابلغ ابیا انہ فال رایہ
وحان غداۃ الشعب والحین واقع
ابی اللہ ما منتک نفسک انہ
بمرصاد امر الناس راء وسامع
وابلغ ابا سفیان ان قد بدا لنا
باحمد نور من ھدی اللہ ساطع
فلا ترغبن فی حشد امر تریدہ
والب وجمع کل ما انت جامع
ودونک فاعلم ان نقض عھودنا
اباہ علیک الرھط حین تتابعوا

"ابی کو بتا دو کہ اس کی رائے کا منصوبہ فیل ہو گیا ہے اور شعب کی صبح وہ ہلاک ہو گیا ہے اور اس کی ہلاکت واقع ہونے والی ہے اللہ نے تیری آرزو کی تکمیل کی خواہش پوری نہیں کی، اللہ لوگوں کے معاملات کی گھات میں ہے وہ دیکھنے اور سننے والا ہے۔ ابوسفیان کو بتا دو کہ ہمارے سامنے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کا درخشاں نور ساطع ہو چکا ہے تو یاد رکھ کہ بیعت عقبہ کے توڑنے سے ہمارے گروہ نے بیعت کے وقت ہی انکار کر دیا تھا۔"

اباہ البراء وابن عمرو کلاھما
واسعد یاباہ علیک ورافع
وسعد اباہ الساعدی ومنذر
لانفک ان حاولت ذلک جادع

وما ابن ربيع ان تناولت عهده
بمسلمه لا يطمعن ثم طامع
وايضا فلا يعطيكه ابن رواحة
واخفاره من دونه السم ناقع
وفاء به والقوقلي بن صامت
بمندوحة عما تحاول يافع

براء، عبداللہ بن عمرو، اسعد اور رافع نے بیعت کو توڑنے سے انکار کیا ہے۔ اور سعد نے بھی۔ سعد ساعدی اور منذر نے بھی انکار کیا کہ اگر تو نے معاہدہ کی خلاف ورزی پر کمر کسی تو وہ کہتا ہے تو تیری ناک کٹ جائے گی۔ سعد بن ربیع بھی معاہدہ توڑنے والا نہیں ہے اگر تو اسے آمادہ کرے لہذا کوئی حریص اس کا طمع نہ کرے۔ نیز عبداللہ بن رواحہ بھی تیری بات تسلیم نہ کرے گا۔ وفاداری کے باعث اس کی خلاف ورزی کے درمیان زہر ہلاہل حائل ہے۔ بابت عبادہ بن صامت قوقلی کے متعلق بھی تیرے اس ارادے کی کوئی گنجائش نہیں"۔

ابو هيثم ايضا وفي بمثلها
وفاء بما اعطى من العهد خانع
وما ابن حضير ان اردت بمطمع
فهل انت عن احموقة الغي نازع
وسعد اخو عمرو بن عوف فانه
ضروح لما حاولت ملامر مانع
اولاك نجوم لا يغبك منهم
عليك بنحس في دجى الليل طالع

"ابوالہیثم بھی وفادار ہے جیسا اپنے معاہدہ کی وفاداری کرنے والا ہے۔ اسید بن حضیر سے بھی تو کسی توقع نہیں رکھ سکتا، کیا تو اپنی گمراہی کی حماقت سے باز آنے والا ہے؟ اور سعد بن معاذ جیسا کہ بنی عمرو بن عوف کی عظیم شخصیت ہے اس کے بارے میں بھی تیری کوشش محال ہے۔ وہ رات کی تاریکی میں روشن ستارے ہیں ان سے بھی تیری حاجت پوری نہ ہوگی"۔

ان اشعار میں شاعر کعب بن مالک نے ابوالہیثم کا نام نقیبوں میں ذکر کیا ہے اور رفاعہ بن عبدالمنذر کا نام نہیں ذکر کیا۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ شاعر نے ان اشعار میں سعد بن معاذ کا نام بیان کیا ہے جب کہ اس شب کے نقیبوں میں وہ قطعاً شامل نہیں تھے۔

ابن سفیان (یونس بن عبدالاعلیٰ اور ابن وہب) امام مالک سے روایت کرتے ہیں کہ دوسری بیعت عقبہ میں کل انصار (۷۰) افراد پر مشتمل تھے ۱۲ ان میں سے نقیب تھے، ۹ خزرج سے اور ۳ اوس سے۔ ابن اسحاق نے کہا کہ مجھے کسی انصاری بزرگ نے بتایا کہ جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شب عقبہ میں ہر ایک نقیب کو متعین کرنے پر اشارہ فرما رہے تھے۔ اسید بن حضیر بھی ان میں موجود تھے (روایت بیہقی) ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن ابی بکر نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نقباء کو ان سے سوال فرمایا کیا تم میری طرف سے اپنی قوم پر کفیل اور نقیب ہو۔ (جیسے ابن مریم کی طرف سے حواری کفیل تھے یعنی میں اپنی قوم کا کفیل ہوں)؟ سب نے اس کا اثبات میں جواب دیا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ کے مطابق کہ لوگ جب بیعت کے لیے جمع ہوئے تو عباس بن عبادہ بن نضلہ انصاری (بنی سالم سے تعلق رکھنے والے تھے) نے کہا: اے گروہ خزرج! تمہیں معلوم ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کس معاہدہ پر کر رہے ہو؟ سب نے کہا ہاں! تو اس نے کہا کہ تم عرب و عجم کے ساتھ جنگ کرنے کے معاہدہ پر بیعت کر رہے ہو اگر تمہارا خیال ہے کہ جب مال و دولت تباہ و برباد ہو گیا اور قوم مقتول ہو گئی تو تم ان کو

بے یار و مددگار چھوڑ دو گے تو ابھی سے چھوڑ دو۔ واللہ! اگر تم ایسا کرو گے تو یہ بڑی رسوائی کی بات ہوگی۔ یہ دنیا اور آخرت کی رسوائی ہے اور اگر تمہارا خیال ہے کہ مال کی تباہی اور اشراف کی موت کے باوجود تم ان کے وفادار رہو گے تو خوشی سے معاہدہ کرو۔ واللہ یہ دنیا و آخرت کی بھلائی اور کامیابی ہے۔ اس پر حاضرین نے کہا کہ ہم مالی مصائب اور جانی نقصان کے باوجود اس معاہدہ پر قائم رہیں گے۔ پھر معاہدہ کرنے والوں نے آپ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ! اگر ہم وفادار رہیں تو ہمیں کیا حاصل ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا، جنت۔ یہ سن کر سب نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ دست دراز فرمائیے۔ آپ نے ہاتھ پھیلایا تو سب نے بیعت کر لی۔

بقول عاصم مذکور، عباس بن عبادہ بن نضلہ نے یہ بات عہد کی پختگی کے لیے کہی تھی اور بقول عبداللہ بن ابی بکر نصرت کی اس نے یہ بات بیعت کے ملتوی کرنے کی خاطر کہی تھی کہ شاید رئیس خزرج عبداللہ بن ابی بن سلول اس میں شامل ہو سکے تا کہ معاہدہ پختہ ہو جائے۔ حقیقت حال اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

پہلے کس نے بیعت کی؟۔۔۔ بقول ابن اسحاق، بنو النجار کا خیال ہے کہ شب عقبہ میں سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیعت، اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے کی تھی اور بنو عبد الاشہل کا خیال ہے کہ ابو الہیثم نے کی تھی اور ابن اسحاق، معبد بن کعب، عبد اللہ بن کعب از کعب بن مالک سے بیان کرتے ہیں کہ براء بن معرور نے سب سے پہلے بیعت کی۔ اسد الغابہ از ابن اثیر میں ہے کہ عثمان بن ... کا نظریہ ہے کہ کعب بن مالک نے سب سے پہلے بیعت کی۔ بخاری اور مسلم میں (زہری، عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک، عبداللہ بن کعب) کعب سے منقول ہے کہ جب وہ جنگ تبوک میں شمولیت نہ کر سکے تو کہا کہ میں عقبہ کی رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا جہاں ہم نے اسلام پر قائم رہنے کا پختہ عہد کیا تھا مجھے تو جنگ بدر میں شرکت بھی اس سے زیادہ محبوب نہیں گو جنگ بدر کا شہرہ لوگوں میں اس رات سے زیادہ ہے۔

آپ کا خطبہ…… حافظ بیہقی نے عامر شعبی سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیعت عقبہ کی رات حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ انصار کے پاس درخت کے قریب تشریف لائے تو آپ نے فرمایا اگر تمہارا کوئی خطیب خطاب کرے تو خطبہ طویل نہ کرے کیونکہ مشرکین جاسوسی کر رہے ہیں اگر ان کو معلوم ہو گیا تو تمہاری فضیحت و رسوائی ہوگی۔ یہ سن کر ابو امامہ اسعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے آپ ہم سے اللہ کے حقوق طلب فرمائیں پھر بتائیں کہ جب ہم یہ حقوق بجا لائیں تو ہمیں کیا صلہ ملے گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رب کا حق ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کا شریک نہ بناؤ اور اپنے جان و مال کی طرح ہماری حفاظت کرو۔ یہ سن کر حاضرین نے کہا کہ اگر ہم اس پر عمل درآمد کریں تو ہمیں کیا اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا "جنت" تو حاضرین نے کہا کہ آپ کے بیان کردہ حقوق تسلیم ہیں۔ امام احمد نے یہ قصہ شعبی از ابو مسعود انصاری بیان کر کے کہا ہے کہ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ ان میں کم سن تھا۔ امام احمد نے شعبی سے بسند دیگر بیان کیا ہے کہ بوڑھوں اور جوانوں نے یہ خطبہ کبھی نہ سنا تھا۔

شرائط بیعت…… حافظ بیہقی نے عبید اللہ بن رفاعہ سے بیان کیا ہے کہ مدینہ میں عرب کے متکبر سے کسی تاجر کے معرفت آئے تو عبادہ بن صامت نے ان کو پچھاڑ کر کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت خوشی اور ناخوشی ہر حال میں سمع و اطاعت پر کی ہے۔ تنگ دستی اور خوشحالی میں نفقہ دینے و خرچ کرنے کی، نیز نیک کام کے کرنے کی تلقین اور برے کام سے روکنے کی تاکید ہو۔ اور اللہ کے دین میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈرنے کی بیعت بھی کی ہے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ چلے آئیں تو ہم آپ کی ایسی حفاظت کریں جیسی اپنے جان و مال اور اہل و عیال کی کرتے ہیں۔ ہمارے لیے اس کا صلہ جنت ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کے شرائط اور اس کے مندرجات ہیں۔ اس روایت کی سند جید ہے۔ یونس نے ابن اسحاق (عبادہ بن الولید بن عبادہ بن صامت، والد، عبادہ) سے روایت کی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ پر بیعت کی، عسر و یسر، تنگ دستی اور فراخ دستی ہر حال میں سمع و اطاعت پر بیعت کی، خوشی اور ناخوشی میں، غیروں کو اپنے اوپر ترجیح دینے کی حالت سے

خواہ انہیں کڑوی سچی بات کہنی پڑے اور اس معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوف نہ کھانے پر بیعت کی تھی۔

دوران بیعت شیطان کا اعلان ابن اسحاق نے معبد بن کعب بواسطہ عبداللہ بن کعب سے بیان کیا ہے کہ جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر لی تو عقبہ کی چوٹی سے شیطان نے نہایت بلند آواز سے چیخ مار کر کہا کہ اے منیٰ کے ڈیرے والو! کیا تمہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) (معاذ اللہ) اور اس کے بے دین ساتھیوں کے بارے میں خبر ہے؟ وہ تمہارے خلاف جنگ کرنے پر اکٹھے ہو چکے ہیں۔ یہ چیخ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ عقبہ کا شیطان ازب بن ازیب ہے (بقول ابن ہشام ابن ازیب) پھر شیطان سے مخاطب ہو کر فرمایا اے اللہ کے دشمن! کیا تو سن رہا ہے؟ واللہ میں تیرے لئے ضرور جلد فارغ ہو جاؤں گا۔ بعد ازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ اپنے ڈیروں پر چلے جاؤ۔ پھر حضرت عباس بن عبادہ بن نضلہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو برحق مبعوث فرمایا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو ہم کل اہل منیٰ پر شمشیر بکف حملہ آور ہو جائیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ ہمیں اس بات کا حکم نہیں، آپ اپنے ڈیروں پر چلے جاؤ۔ چنانچہ ہم صبح تک اپنے ڈیروں میں سوئے رہے۔ صبح ہوئی تو ہمارے ہاں قریش کے معززین ہمارے ڈیروں پر آئے اور انہوں نے کہا اے خزرجیو! ہمیں معلوم ہوا کہ تم اس صاحب کو اپنے ہاں لے جانا چاہتے ہو اور ہمارے خلاف جنگ پر اس سے بیعت کر رہے ہو۔ واللہ عرب کا کوئی ایسا قبیلہ نہیں کہ جس سے ہم جنگ کرنا بہ نسبت تمہارے ہمیں ناگوار ہو۔

یہ بات سن کر قوم کے مشرک لوگ اپنی قسمیں کھانے لگے اور کہنے لگے کہ واللہ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی اور نہ ہمیں اس کا علم ہے۔ کعب راوی کہتے ہیں انہوں نے سچ کہا، واقعی ان کو علم نہ تھا اور ہم ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ پھر سارے قریش مجلس سے فارغ ہو کر اٹھے جن میں حارث بن ہشام بن مغیرہ مخزومی بھی موجود تھے وہ نیا جوتا پہنے ہوئے تھے میں نے بات کا موضوع بدلنے کی خاطر کہا اے ابو جابر! آپ ہمارے سردار لوگوں میں شمار ہیں کیا آپ اس قریشی نوجوان جیسا جوتا پہننے کی استطاعت نہیں رکھتے؟ حارث نے یہ سنا تو جوتا اتار کر میری طرف پھینک دیا اور کہا واللہ! اب تم ہی یہ جوتے پہنو گے۔ ابو جابر نے کہا رکھو! واللہ تم نے قریشی جوان کو ناراض کر دیا ہے۔ جوتا واپس کر دو۔ میں نے کہا نہیں! میں واپس نہ کروں گا۔ یہ ایک نیک فال ہے۔ اگر فال سچی نکلی تو میں اس کا مال سلب کر لوں گا۔

سعد بن عبادہ کی گرفتاری ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن ابوبکر انصاری نے بتایا کہ وہ سارے قریش عبداللہ بن ابی بن سلول کے پاس بھی آئے اور کعب کی ذکر والی روایت کے مطابق بات کی تو اس نے کہا معاملہ ایسا نہیں ہے ایسے معاملے میں قوم مجھے نظر انداز نہیں کر سکتی اور یہ بات (میرے علم میں نہیں ہے) چنانچہ وہ واپس چلے گئے اور لوگ بھی منیٰ سے واپس ہونے لگے تو قریش نے اس خبر کی تحقیق کی تو یہ بات صحیح ثابت ہوئی اس لئے وہ مدینہ کے مسلمانوں کی تلاش و تعاقب میں نکلے۔ چنانچہ انہوں نے سعد بن عبادہ کو اذاخر میں اور منذر بن عمرو ساعدی کو پا لیا اور یہ دونوں نقیب تھے۔ منذر تو ہاتھ نہ آئے اور سعد کو پکڑ کر ان کی سواری کی رسی سے ان کے ہاتھ گردن کے ساتھ باندھ دیئے پھر ان کو مارتے پیٹتے مکہ لے آئے اور ان کے سر کے بال کھینچتے تھے (ان کے سر کے بال لمبے تھے) مکہ میں لے آئے۔ سعد کہتے ہیں کہ میں ان کی گرفت میں تھا کہ چند قریش آئے ان میں ایک گورے رنگ کا لمبا خوش رو شخص بھی تھا۔ میں نے دل میں کہا کہ اگر ان میں سے کسی سے خیر کی توقع ہو سکتی ہے۔ جب وہ میرے قریب آیا تو اس (سہیل بن عمرو) نے مجھے ایک زوردار تھپڑ رسید کیا۔ میں نے دل میں کہا کہ اب کسی سے خیر کی توقع نہیں۔ میں ان کے ہاتھوں میں بے بس تھا وہ مجھے گھسیٹ رہے تھے۔

سعد کی رہائی اسی اثناء میں ایک آدمی ابو البختری بن ہشام نے میری طرف مائل ہو کر کہا کیا قریش میں تمہارا کسی سے عہد و پیمان اور پناہ کا معاملہ ہے؟

میں نے کہا کیوں نہیں، واللہ! میں جبیر بن مطعم اور حارث بن حرب بن امیہ بن عبد شمس کو اپنے شہر میں پناہ دیا کرتا ہوں اور ان کو ظلم و ستم سے محفوظ رکھتا ہوں تو اس نے مجھے کہا کہ بلند آواز سے ان دونوں کا نام پکارو اور ان کے ساتھ اپنے تعلقات کا اظہار کرو۔ چنانچہ میں نے ایسے پکارا تو اس آدمی نے ان کو جا کر خبر دی وہ کعبہ میں تھے کہ ایک خزرجی کو بطحاء میں پیٹا جا رہا ہے وہ تمہارا نام لے رہا ہے۔ انہوں نے پوچھا وہ کون ہے؟ ابو البختری

نے بتایا کہ اس کا مطلب سعد بن عبادہ ہے تو جبیر نے جو کہ دوست تھا کہا بخدا وہ دونوں ہمارے تاجروں کو پناہ دیتے ہیں اور ظلم و ستم سے بچاتے ہیں پھر وہ آئے اور سعد کو ان کی حراست سے چھڑا دیا۔ حافظ بیہقی نے اپنی سند سے حسن بن ابی الحسن بن جبیر سے بیان کیا ہے کہ قریش نے رات کو کوہ ابی قبیس پر کسی کی آواز سنی:

فان يسلم السعدان يصبح محمد   بمكة لا يخشى خلاف المخالف

"اگر دونوں سعد مسلمان ہو گئے تو مکہ میں محمد ﷺ کو کسی مخالف کے اختلاف کا خطرہ نہ رہے گا"۔

صبح ہوئی تو ابوسفیان نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ کیا سعد بن بکر یا سعد بن ہذیم ہیں؟ پھر دوسری رات کسی قائل نے کہا:

ايا سعد سعد الاوس كن انت ناصرا
ويا سعد سعد الخزرجين الغطارف
اجيبا الى داعي الهدى وتمنيا
على الله في الفردوس منية عارف
فان ثواب الله للطالب الهدى
جنان من الفردوس ذات رفارف

"اے اوس قبیلہ کے سعد! تو اسلام کا مددگار بن جا اور اے سعد! خزرج کے سردار! تم ہدایت کی طرف بلانے والے کی بات کو قبول کر لو اور اللہ سے فردوس میں نیک عارف کی آرزو کرو۔ طالب ہدایت کا اللہ کے پاس بدلہ ہے فردوس میں ریشمی پردوں والے باغات"۔

صبح ہوئی تو ابوسفیان نے کہا واللہ وہ سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ ہی تھے۔

عمرو بن جموح کا قبول اسلام: ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب عقبہ ثانیہ (۱۲ نبوی) کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے والے لوگ مدینہ واپس چلے آئے تو انہوں نے اسلام کی تبلیغ کا آغاز کر دیا ان کی قوم میں کچھ بڑے بوڑھے لوگ اپنے قدیم دین شرک و بت پرستی پر قائم تھے منجملہ ان کے عمرو بن جموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ تھے ان کا شمار خاندان بنی سلمہ کے اشراف و اعیان میں ہوتا تھا اس نے اپنے گھر میں مناۃ نامی لکڑی کا ایک بت تراش رکھا تھا جیسا کہ اس وقت کے معززین کا طریقہ تھا کہ وہ گھروں میں بت رکھتے تھے اس کا بیٹا معاذ جو عقبہ میں بیعت کر چکا تھا اور معاذ بن جبل جب اسلام کے دائرہ میں داخل ہو چکے تو وہ رات کو عمرو بن جموح کے بت کو اٹھا کر بنی سلمہ کی غلاظت والے گڑھے میں الٹا کر پھینک دیتے۔ عمرو صبح کو تلاش کرتا اور اسے گم پا کر کہتا افسوس! آج رات ہمارے خدا پر کس نے ظلم برپا کیا ہے پھر اسے تلاش کرتا اور دھو کر خوشبو لگا کر کہتا کہ واللہ! اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ تیرے ساتھ یہ حرکت کس نے کی ہے تو میں اس کو رسوا کن سزا دوں۔ معاذ وغیرہ پھر حسب سابق اسے کسی گڑھے میں پھینک آتے اور رات کو ایسا ہی ہوتا آخر تنگ آ کر عمرو بن جموح نے اس کے گلے میں تلوار لٹکا دی اور کہا واللہ مجھے معلوم نہیں کہ تیرے ساتھ یہ حرکت کون کرتا ہے اگر تجھ میں کوئی خیر و خوبی ہے تو اپنی حفاظت خود کر یہ تلوار تیرے پاس موجود ہے۔

شام ہوئی تو عمرو کے سو جانے کے بعد حسب عادت بت کو پکڑ کر اس کے گلے سے تلوار اتار لی اور ایک مردار کتے کی لاش سے اس کو باندھ کر بنی سلمہ کے ایک کنوئیں میں پھینک دیا جس میں غلاظت پڑی ہوئی تھی صبح کو عمرو بن جموح نے بت کو موجود نہ پایا تو اس کی تلاش میں نکلا اور اس کو ایک غلاظت سے بھرے ہوئے کنوئیں میں مردار کتے کے ساتھ بندھا ہوا پایا تو اس کی عقل ٹھکانے آ گئی اس نے اپنی قوم کے مسلمانوں سے اسلام سے متعلق گفتگو کی اور اسلام کی حقانیت کا قائل ہو کر مسلمان ہو گیا اس نے اللہ کا شکر اور بت کی مذمت میں یہ شعر کہے:

والله لو كنت الها لم تكن

انت وكلب وسط بئر في قرن
اف لملقاك الها مستدن
الآن فتشناك عن سوء الغبن
الحمد لله العلي ذي المنن
الواهب الرزاق ديان الدين
هو الذي استنقذني من قبل ان
اكون في ظلمة قبر مرتهن

"واللہ! اگر تو خدا ہوتا تو کنویں کے اندر کتے کے ساتھ بندھا ہوا نہ ہوتا۔ افسوس! اگر تو خدا ہو کر اس مقام پر [illegible] پڑا ہے تو اب تجھ پر [illegible] ہماری تحقیق ہو گئی۔ سب تعریف ہے اللہ کی جو بلند رتبہ احسانات والا، روزی دینے والا، اعمال کا حساب لینے والا ہے۔ اسی ذات نے [illegible] کہ میں قبر کی تاریکی میں گروی بن جاتا، مجھے بچا لیا۔"

قبیلہ اوس کی جماعت میں اس قبیلے کے گیارہ افراد شریک ہوئے:

(۱) اسید بن حضیر نقیب۔
(۲) ابو الہیثم بدری نقیب۔
(۳) سلمہ بن سلامہ بن وقش بدری۔
(۴) ظہیر بن رافع۔
(۵) ابو بردہ بن نیار بدری۔
(۶) نہیر بن الہیثم بن نابی بن مجدعہ ([illegible])
(۷) سعد بن خیثمہ بدری نقیب شہید بدر۔
(۸) رفاعہ بن عبدالمنذر بن زنبر نقیب بدری۔
(۹) عبداللہ بن جبیر بن نعمان بدری شہید احد امیر تیر اندازان۔
(۱۰) معن بن عدی بن الجد بن العجلان بلوی حلیف اوس شہید یمامہ۔
(۱۱) عویم بن ساعدہ بدری۔

بنو خزرج کی جماعت میں [illegible] تھے:

(۱) ابو ایوب خالد بن زید بدری روم کے علاقہ میں بعہد معاویہ شہید ہوئے۔
(۲) معاذ بن الحارث بدری اور ان کے دو بھائی۔
(۳) عوف بدری۔
(۴) معوذ ابن عفراء بدری۔
(۵) عمارہ بن حزم بدری شہید یمامہ۔
(۶) اسعد بن زرارہ نقیب ([illegible] ان کی وفات ہو گئی)۔
(۷) سہل بن عتیک بدری۔
(۸) اوس بن ثابت بن المنذر بدری۔
(۹) ابو طلحہ زید بن سہل بدری۔

(۱۰) قیس بن ابی صعصعہ عمرو بن زید غزوہ بدر میں ساقہ کے امیر۔

(۱۱) عمرو بن غزیہ

(۱۲) سعد بن ربیع نقیب بدری شہید احد۔

(۱۳) خارجہ بن زید بدری شہید احد۔

(۱۴) عبداللہ بن رواحہ نقیب بدری شہید جنگ موتہ کے امیر۔

(۱۵) بشیر بن سعد بدری۔

(۱۶) عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بدری جنہیں اذان کا خواب آیا۔

(۱۷) خلاد بن سوید بدری، احدی، خندقی جنگ بنی قریظہ میں چھت سے کسی نے چکی کے پاٹ پھینک دیئے تھے جس کی وجہ سے شہید ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو دو شہیدوں کا اجر ملے گا۔

(۱۸) ابو مسعود عقبہ بن عمرو بدری (بقول ابن اسحاق بیعت عقبہ میں سب سے کم سن تھا بدر میں شریک نہ ہوا)۔

(۱۹) زیاد بن لبید بدری۔

(۲۰) فروہ بن عمرو بن ودفہ۔

(۲۱) خالد بن قیس بن مالک بدری۔

(۲۲) رافع بن مالک نقیب۔

(۲۳) ذکوان بن عبد قیس بن خلدہ بن مخلد زرقی بدری انصاری مہاجر کہ مکہ میں قیام کے بعد ہجرت کی۔ شہید احد۔

(۲۴) عباد بن قیس بن عامر بن خالد بن عامر بن زریق بدری۔

(۲۵) اخوہ حارث بن قیس بن عامر بدری۔

(۲۶) براء بن معرور نقیب بقول بنی سلمہ سب سے اول بیعت کرنے والا، مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل فوت ہوا اور اپنے مال کا تیسرا حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف کیا۔ آپ نے وہ مال لے کر پھر اس کے وارثوں کو دے دیا۔

(۲۷) اس کا لڑکا بشر بن براء بدری احدی خندقی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ زہر آلود بکری کا سالن کھا کر خیبر میں شہید ہوا۔

(۲۸) سنان بن صیفی بن صخر بدری۔

(۲۹) طفیل بن نعمان بدری شہید خندق۔

(۳۰) معقل بن منذر بدری۔

(۳۱) اس کا بھائی یزید بن منذر بدری۔

(۳۲) مسعود بن یزید بن سبیع۔

(۳۳) ضحاک بن حارثہ بدری۔

(۳۴) یزید بن حزام بن سبیع۔

(۳۵) جبار بن صخر بدری۔

(۳۶) طفیل بن مالک بن خنساء بدری۔

(۳۷) کعب بن مالک۔

(۳۸) سلیم بن عامر بدری۔

(۳۹) قطبہ بن عامر بدری۔

(۴۰)..... ابو المنذر یزید بن عامر بدری۔

(۴۱)۔ ۔ ابو الیسر کعب بن عمرو بدری۔

(۴۲)۔ ۔ صیفی بن سواد بن عباد۔

(۴۳) ثعلبہ بن غنمہ بن عدی بدری شہید خندق۔

(۴۴) ۔ اخوہ عمرو بن غنمہ بن عدی۔

(۴۵)۔ ۔ عبس بن عامر بن عدی بدری۔

(۴۶)۔ ۔ خالد بن عمرو بن عدی بن نابی۔

(۴۷) عبد اللہ بن انیس حلیف قضاعی۔

(۴۸) ۔ عبد اللہ بن عمرو بن حرام نقیب بدری شہید احد۔

(۴۹) ۔ ۔ جابر بن عبد اللہ۔

(۵۰)؛ معاذ بن عمرو بن جموح بدری۔

(۵۱) ۔ ۔ ثابت بن جذع بدری شہید طائف۔

(۵۲)۔ عمیر بن حارث بدری۔

(۵۳)۔ ۔ خدیج بن سلامہ حلیف بدری۔

(۵۴) ۔ ۔ ۔ معاذ بن جبل شہید طاعون عمواس۔

(۵۵) عبادہ بن صامت نقیب بدر اور دیگر غزوات میں شریک رہے۔

(۵۶)۔ ۔ عباس بن عبادہ بن نضلہ، مکہ میں قیام کیا پھر وہاں سے ہجرت کی، انصاری مہاجر، شہید احد۔

(۵۷) ۔ ابو عبد الرحمن یزید بن ثعلبہ بن خزمہ حلیف بلوی۔

(۵۸) ..... عمرو بن حارث بن لبدہ۔

(۵۹) رفاعہ بن عمرو بن زید بدری۔

(۶۰) عقبہ بن وہب بن کلدہ حلیف بدری، انصاری مہاجر کہ مکہ میں مقیم رہ کر پھر ہجرت کی۔

(۶۱)۔ ۔ سعد بن عبادہ بن دلیم نقیب۔

(۶۲)۔ ۔ منذر بن عمرو نقیب بدری احدی، امیر غزوہ بئر معونہ اور شہید، معروف بہ "المعنق لیموت" (یہ دو خواتین بھی شامل تھیں۔ ام عمارہ نسیبہ بنت کعب بن عمرو بن عوف، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک جنگ میں شامل ہوئیں، ان کے خاوند (زید بن عاصم بن کعب) اور دو بیٹے (عبد اللہ اور حبیب) بھی ساتھ شامل ہوئے۔ حبیب کو مسیلمہ کذاب نے کہا کہ کیا تو محمد کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا اقرار کرتا ہے؟ حبیب نے جواب میں کہا کہ جی ہاں۔ پھر اس نے کہا کیا تو میرے رسول اللہ ہونے کی شہادت دیتا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ مجھے سنائی نہیں دیتا۔ مسیلمہ کذاب نے ان کا پورا جوڑ جوڑ کاٹ دیا اور وہ اسی طرح کہتے رہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے جام شہادت نوش کر لیا۔ غفر اللہ ورضی اللہ عنہ۔ ام عمارہ رضی اللہ عنہا جنگ یمامہ میں مسلمانوں کے ہمراہ تھیں، مسیلمہ جہنم رسید ہوا، ام عمارہ کا ہاتھ کٹ گیا اور ان کو بارہ زخم آئے۔ دوسری خاتون ام منیع بنت عمرو تھیں۔ رضی اللہ عنہما بھی۔

مسلمانوں کی جانب ہجرت..... زہری، عروہ کے ذریعہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں قیام کے دوران مسلمانوں کو بتایا کہ مجھے تمہارا مقام ہجرت دکھایا گیا ہے کہ وہ شور زدہ علاقہ کھجوروں والا دو کالی پتھریلی زمینوں کے درمیان واقع ہے

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ بیان فرمایا تو بعض صحابہ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور حبشہ کے بعض مہاجر بھی مدینہ چلے آئے۔ (رواہ البخاری) ابو موسیٰ نے نبی علیہ السلام سے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے خواب دکھایا گیا ہے کہ میں مکہ چھوڑ کر کھجوروں والے علاقے میں ہجرت کر رہا ہوں تو میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ یمامہ ہے یا ہجر۔ پھر معلوم ہوا کہ وہ مدینہ ہے یعنی یثرب۔ اس حدیث کو مختصر طور پر امام بخاری نے متعدد مقامات پر مرفوعاً بیان کیا ہے۔ یہ طویل روایات امام مسلم نے ابوکریب سے بیان کی ہیں۔ نیز امام مسلم نے (ابوکریب، عبداللہ بن براد، ابو اسامہ، برید بن عبداللہ بن ابی بردہ، جدہ ابی بردہ) ابو موسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری سے طویل حدیث مرفوعاً بیان کی ہے۔

بیہقی (ابو عبداللہ الحافظ، ابو العباس قاسم بن قاسم سیاری، ابراہیم بن ہلال، علی بن حسن بن شقیق، فضل بن موسیٰ، عیلان بن عبداللہ عامری، ابو زرعہ بن عمرو بن جریر) جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی ہے کہ ان تین علاقہ جات میں سے آپ جہاں بھی جائیں وہ آپ کا دار ہجرت ہے، مدینہ یا بحرین یا قنسرین۔ اہل علم کا بیان ہے کہ پھر آپ ﷺ کے لئے مدینہ کا عزم پیدا کر دیا گیا اور آپ نے صحابہ کو مدینہ کی طرف ہجرت کا ارشاد فرمایا۔

یہ حدیث نہایت غریب ہے اس کو امام ترمذی نے جامع ترمذی کے مناقب میں بیان کیا ہے (اور وہ اس کے بیان میں منفرد ہیں) (ابو عمار حسین بن حریث (فضل بن موسیٰ سینانی) عن عیلان بن عبداللہ العامری، ابو زرعہ بن عمرو بن جریر) جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی ہے کہ ان تین علاقہ جات میں سے جہاں بھی جاؤ وہ تمہارا دار ہجرت ہے مدینہ یا بحرین یا قنسرین۔ امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس کو صرف فضل بن موسیٰ کی سند سے ہی جانتے ہیں ابو عمار اس میں منفرد ہے۔ میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ عیلان بن عبداللہ العامری کو ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے مگر اس نے یہ کہا ہے کہ اس (عیلان) نے ابو زرعہ سے ہجرت کے بیان میں ایک منکر روایت بیان کی ہے واللہ اعلم۔

جہاد کا اذن ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اس آیت (۳۹-۴۰)[1] کے ذریعہ قتال کی اجازت مرحمت ہوئی "کہ جن سے کافر لڑتے ہیں انہیں بھی لڑنے کی اجازت دی گئی ہے اس لئے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور بے شک اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ وہ لوگ جنہیں ناحق ان کے گھروں سے نکال دیا گیا ہے صرف اس کہنے پر کہ ہمارا رب اللہ ہے" جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو قتال و جنگ کی اجازت دی اور انصار نے اسلام قبول کیا آپ کی اور آپ کے تابعداروں کی مدد اور اپنے پاس مسلمان پناہ گزینوں کی امداد کی حامی بھر لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کے مہاجروں اور اپنے ساتھ مکہ میں رہنے والے مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم فرمایا اور اپنے انصار بھائیوں کے پاس رہنے کی اجازت فرما دی۔ پھر آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انصار کو تمہارا اسلامی بھائی بنا دیا ہے اور تمہارے لئے ایسا مقام مہیا کر دیا ہے کہ جس میں تم پرامن رہو۔ چنانچہ وہ گروہ در گروہ ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف ہجرت کے لئے اللہ کے حکم کا انتظار کرنے لگے۔

پہلا مہاجر قریشی صحابہ میں سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والا سب سے پہلا مہاجر ابو سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہے۔ ہجرت حبشہ سے واپسی کے بعد جب انہیں قریش نے اذیت پہنچائی تو انہوں نے حبشہ جانے کا دوبارہ عزم کر لیا پھر انہیں معلوم ہوا کہ مدینہ میں اسلامی بھائی موجود ہیں تو انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کا عزم کر لیا ان کی مدینہ کی طرف ہجرت بیعت عقبہ سے ایک سال قبل تھی۔

سفر کی دلخراش داستان ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھے میرے والد نے سلمہ بن عبداللہ بن عمر بن ابی سلمہ کی معرفت ان کی دادی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ ابو سلمہ نے جب مدینہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تو اپنی سواری کو تیار کیا اور مجھے اس پر سوار کر لیا (میری گود میں میرا بیٹا سلمہ بھی تھا) ہم سواری کو لے کر باہر نکلے تو بنی مغیرہ کے لوگوں نے ان کو روک لیا کہ تم خود تو ہجرت سے باز نہیں آتے مگر ہم ام سلمہ اپنی لڑکی کو دوسرے علاقے میں لے جانے کی اجازت نہ دیں گے چنانچہ انہوں نے ابو سلمہ کے ہاتھ سے اونٹ کی مہار چھین لی اور مجھے اپنے قبضہ میں کر لیا یہ صورت حال دیکھ کر ابو سلمہ کا خاندان بنی عبدالاسد بھی غضب ناک ہو گیا انہوں نے کہا واللہ ہم اپنا لڑکا ام سلمہ کے پاس نہ چھوڑیں گے جب کہ تم نے اس کو اس طرح

---

[1] اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا الخ

سے چھین لیا ہے چنانچہ انہوں نے سلمہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچنا شروع کیا یہاں تک کہ اس کی کلائی اتر گئی اور اس کو چھوڑ دیا اس کے بعد سلمہ کو بنی عبد الاسد لے گئے بنی مغیرہ نے مجھے پکڑ لیا اور ابو سلمہ تنہا مدینہ کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے اور اس طرح مجھے اپنے خاوند اور بیٹے سے الگ اور جدا کر دیا گیا۔

میں صبح روزانہ ابطح میں بیٹھ جاتی اور شام تک روتی رہتی قریباً سال بھر یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ بنی مغیرہ میں سے میرا ایک چچا زاد بھائی آیا اس نے میری حالت دیکھ کر مجھ پر ترس کھایا اور بنی مغیرہ کو کہا کہ تم اس بے چاری پر ظلم و ستم سے باز نہ آؤ گے تم نے اس کو خاوند اور فرزند سے جدا کر رکھا ہے چنانچہ انہوں نے مجھے شوہر کے پاس جانے کی اجازت دے دی اور بنی عبد الاسد نے میرا بیٹا بھی میرے حوالے کر دیا۔ میں نے اونٹ پر سوار ہو کر بچے کو گود میں لے لیا اور اپنے شوہر کے پاس جانے کے لئے مدینہ روانہ ہو گئی میرے ساتھ کوئی شخص نہ تھا یہاں تک کہ جب میں تنعیم میں پہنچی تو عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ عبدری مجھے ملا اور اس نے پوچھا کہ اے بنت ابی امیہ! کہاں جا رہی ہو؟ میں نے عرض کیا مدینہ میں اپنے خاوند کے پاس اس نے پوچھا کہ کیا تمہارے ہمراہ کوئی بھی نہیں ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور میرے اس لخت جگر کے علاوہ کوئی بھی میرے ہمراہ نہیں۔ اس نے کہا واللہ! میں تجھے تو نہیں چھوڑ سکتا۔

چنانچہ اس نے اونٹ کی مہار پکڑی اور میرے ساتھ ساتھ چلتا رہا میں نے کسی عرب کو اس سے بہتر شریف طبع نہیں پایا جب منزل پر پہنچتا تو میری سواری کو بٹھا دیتا اور خود دور پیچھے ہٹ جاتا میں اتر جاتی تو سواری سے پالان اتار کر کھول دیتا اور سواری کو درخت سے باندھ کر خود کسی اور درخت کے سایہ کے نیچے لیٹ جاتا۔ جب روانہ ہونے کا وقت آتا تو سواری پر پالان ڈال کر پیچھے ہٹ جاتا اور مجھے کہتا سوار ہو جاؤ میں جب سوار ہو جاتی تو سواری کی مہار پکڑ کر آگے چلتا یہاں تک کہ مجھے لے کر مدینہ پہنچا اور مدینہ پہنچنے تک یہی دستور رہا جب اس نے قبا میں بنی عمرو بن عوف کی بستی دیکھی تو اس نے کہا کہ تیرا شوہر اس بستی میں ہے اللہ تعالیٰ کی خیر و برکت کے ساتھ اس کے پاس چلی جاؤ (ابو سلمہ وہاں مقیم تھا) میں اس کے پاس چلی گئی اور عثمان مکہ واپس ہو گیا ام سلمہ کہا کرتی تھی کہ اسلام میں جس قدر آل ابی سلمہ کو تکلیف و اذیت پہنچی ہے میرے علم میں کسی کو ایسی مشقت اور کلفت نہیں پہنچی اور عثمان بن طلحہ سے اچھا اور عزت کرنے والا ساتھی میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

**عثمان بن طلحہ عبدری کا قبول اسلام ..... ** صلح حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوئے اور خالد بن ولید دونوں اکٹھے ہجرت کر کے مدینہ آئے۔ غزوہ احد میں اس کے والد طلحہ اور اس کے تین بھائی حارث، کلاب اور مسافع مارے گئے اور اس کے چچا عثمان بن ابی طلحہ مارے گئے۔ فتح مکہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی چابی عثمان بن طلحہ اور اس کے ابن عم شیبہ کے سپرد کی اور جاہلیت کے دستور کے مطابق اسلام میں بھی ان کا کعبہ کی کلید داری کا منصب قائم رکھا اور اس کے متعلق یہ آیت (۴: ۵۸) نازل ہوئی:

ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے بعد بنی عدی کا حلیف عامر بن ربیعہ اپنی بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ عدویہ کے ہمراہ مدینہ ہجرت کر کے آیا۔ بعد ازاں عبداللہ بن جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ حلیف بنی امیہ بن عبد شمس اپنے اہل و عیال اور بھائی عبد بن جحش ابو احمد۔ عبد ابو احمد کا نام ہے جیسا کہ ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ بعض اس کا نام ثمامہ بتاتے ہیں بقول سہیلی پہلا ہی صحیح ہے۔

ابو احمد : نابینا تھے مکہ کے نشیب و فراز میں تنہا بغیر کسی راہنما کے چلتے پھرتے تھے اور شاعر تھے۔ ان کی بیوی امیر معاویہ کی بہن فارعہ تھی اور والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب تھی۔ بنی جحش کی ہجرت کے بعد ان کے مکانات مقفل اور ویران ہو گئے تھے۔

**اندوہناک منظر ..... ** ایک روز مکہ کے بالائی حصہ کی طرف عتبہ بن ربیعہ، عباس بن عبدالمطلب اور ابو جہل بن ہشام جا رہے تھے کہ عتبہ نے دیکھا بنی جحش کے مکانات خالی پڑے ہیں اور کھلے اور کھنڈر ہو رہے ہیں اس نے ٹھنڈا سانس لیا اور افسوس سے کہا

و کل دار و ان طالت سلامتها یوما ستدرکها النکبہ والحوب

"ہر گھر خواہ وہ کتنی دیر سلامت رہے ایک روز اس پر ہوا کے جھکڑ چلیں گے اور تباہی آئے گی"۔

ابن ہشام کا بیان ہے کہ یہ شعر ابو دواد ایادی کے قصیدہ میں ہے اور بقول سہیلی ابو دواد کا نام حنظلہ بن شرقی یا حارثہ ہے۔

پھر عتبہ نے کہا کہ بنی جحش کے مکانات ویران پڑے ہیں کوئی ان میں آباد نہیں۔ ابوجہل نے عتبہ سے کہا تو ایسے بے وقار آدمیوں پر کیوں روتا ہے؟ پھر اس نے عباس کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ تیرے بھتیجے کا کارنامہ ہے اس نے ہماری قوم میں خلفشار پیدا کیا ہے، ہماری یک جہتی کو نقصان پہنچایا اور ہمارے درمیان قطع رحمی کو رواج دیا ہے۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ابو سلمہ، عامر بن ربیعہ اور بنی جحش قباء میں حضرت مبشر بن عبدالمنذر کے ہاں فروکش ہوئے۔ بنی غنم بن دودان ایک مسلمان خاندان تھا اس کے سب مرد و زن ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے۔ عبداللہ بن جحش، ابو احمد بن جحش، عکاشہ بن محصن، شجاع، عقبہ پسران وہب، اربد بن حمیرہ، منقذ بن نباتہ، سعید بن رقیش، محرز بن نضلہ، یزید بن رقیش، قیس بن جابر، عمرو بن محصن، مالک بن عمرو، صفوان بن عمرو، ثقف بن عمرو، ربیعہ بن اکثم، زبیر بن عبیدہ، تمام بن عبیدہ، سخبرہ بن عبیدہ، محمد بن عبداللہ بن جحش، اور خواتین میں سے زینب بنت جحش، حمنہ بنت جحش، ام حبیب بنت جحش، جدامہ بنت جندل، ام قیس بنت محصن، ام حبیب بنت ثمامہ، آمنہ بنت رقیش، سخبرہ بنت تمیم۔

ابو احمد بن جحش شاعر نے ان کی ہجرت کے بارے میں کہا:

ولما رأتني أم أحمد غاديا
بذمة من أخشى بغيب وأرهب
تقول لها كنت لا بد فاعلا
فيمم بنا البلدان ولتنأ يثرب
فقلت لها ما يثرب بمظنة
وما يشأ الرحمن فالعبد يركب
إلى الله وجهي والرسول ومن يقم
إلى الله يوما وجهه لا يخيب
فكم قد تركنا من حميم مناصح
وناصحة تبكي بدمع وتندب

"جب مجھے ام احمد نے صبح سویرے اس ذات کی پناہ و امان میں جاتے ہوئے دیکھا جس سے میں بن دیکھے ڈرتا ہوں تو اس نے کہا کہ اگر تم لازماً کہیں جانے والے ہو تو ہمیں یثرب سے بہت دور کہیں اور لے چلو۔ میں نے اس کو کہا یثرب میرا متوقع مقام نہیں ہے اور جو اللہ چاہتا ہے انسان اسی پر عمل درآمد کرتا ہے۔ میرا اللہ اور رسول کی طرف قصد ہے اور جو اللہ کی طرف کسی روز قصد کرے گا وہ خائب و نامراد نہ ہوگا۔ ہم نے بہت سے خالص دوست اور خیر خواہ روتے اور پیٹتے چھوڑے ہیں"۔

ترى أن وترا نأينا عن بلادنا
ونحن نرى أن الرغائب نطلب
دعوت بني غنم لحقن دمائهم
وللحق لما لاح للناس ملحب
أجابوا بحمد الله لما دعاهم
إلى الحق داع والنجاح فأوعبوا
وكنا وأصحابا لنا فارقوا الهدى

أعانوا علينا بالسلاح وأجلبوا
كفوجين أما منهما فموفق
على الحق مهدي وفوج معذب

ان کا خیال تھا کہ ہم ظلم و تشدد کی وجہ سے اپنے علاقہ سے دور ہو گئے ہیں (ہجرت کی کوئی ضرورت نہیں) مگر ہم تو بیش قیمت مطالبات کے طالب ہیں۔ میں نے بنی غنم کو ان کی جان کی حفاظت کے لئے اور صداقت کے لئے جب لوگوں کے لئے کشادہ راستہ واضح ہوا۔ جب ان کو داعی نے حق کی طرف اور کامیابی کی طرف دعوت دی تو بحمد اللہ سب نے دعوت کو قبول کر لیا۔ (ہم اور ہمارے ساتھی جو ہدایت سے الگ ہو چکے تھے جنہوں نے ہمارے خلاف اسلحہ استعمال کیا تھا اور ہمارے خلاف اکٹھے ہو گئے وہ فوجوں کی طرح تھے ایک ان میں سے ہدایت یافتہ ہے اور اس کو حق کی توفیق دی گئی ہے اور دوسری فوج عذاب میں مبتلا ہے۔

طغوا وتمنوا كذبة وأزلهم
عن الحق إبليس فخابوا وخيبوا
ورعنا إلى قول النبي محمد
فطاب ولاة الحق منا وطيبوا
نمت بأرحام إليهم قريبة
ولا قرب بالأرحام إذ لا تقرب
فأي ابن أخت بعدنا يأمننكم
وأية صهر بعد صهري ترقب
ستعلم يوما أينا إذ تزايلوا
وزيل أمر الناس للحق أصوب

انہوں نے سرکشی کی اور جھوٹی امید قائم کی۔ ابلیس نے ان کو حق سے پھسلا دیا وہ ناکام و نامراد ہوئے۔ نبی کی اتباع پر آمادہ ہو گئے اور ہم نے نبی کی پیروی کی ہم سے حق کے حامیوں کو خوش کیا اور وہ خوش ہوئے۔ ہم ان سے قریبی رشتہ داری کی وجہ سے تقرب اور امید رکھتے ہیں جب رشتہ داری پر اعتماد نہ کیا جائے تو رشتہ سے قرب اور تعلقات مستحکم نہیں ہوتے۔ ہمارے بعد کون سا بھانجا تم سے مطمئن رہ سکتا ہے۔ اور ہماری دامادی کے بعد کون سی دامادی کا انتظار ہے۔ عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کون حق کا طلب گار اور قصد کرنے والا تھا۔ جب دونوں فریق الگ الگ ہو جائیں گے اور لوگوں کے معاملات اجاگر ہو جائیں گے۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عیاش بن ابی ربیعہ کا ہجرت کرنا: ابن اسحاق (نافع عبداللہ بن عمر) کی عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے ہجرت کا ارادہ کیا تو عیاش بن ابی ربیعہ، ہشام بن العاص اور میں نے مقام سرف سے آگے بنی غفار کے تالاب کے پاس تناضب مقام پر اکٹھا ہونے کا عہد و پیمان کیا اور طے کیا کہ جو صاحب وہاں صبح سویرے نہ پہنچ سکے تو سمجھ لیں کہ وہ روک لیا گیا ہے اور دوسرے ساتھی چلے جائیں گے۔

چنانچہ میں اور عیاش دونوں تناضب مقام پر پہنچ گئے اور ہشام روک لیا گیا اور آزمائش میں ڈال دیا گیا۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو قبا میں بنی عمرو بن عوف کے ہاں قیام پذیر ہوئے۔ ابوجہل بن ہشام اور حارث بن ہشام عیاش کے پاس آئے (عیاش ان کا ابن عم اور مادری بھائی تھا)

اخیافی بھائی تھا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مکہ میں مقیم تھے) انہوں نے عیاش کو بتایا کہ تیری والدہ نے نذر مانی ہے کہ جب تک وہ تجھے دیکھ نہ لے سر میں کنگھی نہ کرے گی اور دھوپ میں بیٹھی رہے گی۔ یہ بات سن کر ان کا دل نرم ہو گیا تو میں نے اسے کہا: بخدا! یہ لوگ تمہیں دین سے برگشتہ کرنا چاہتے ہیں ان سے بچ کر رہنا۔ بخدا! تیری والدہ کو اگر جوئیں ستائیں گی تو وہ سر میں کنگھی کرے گی اگر اس کو مکہ کی دھوپ کی حرارت نے تنگ کیا تو وہ سایہ میں بیٹھ جائے گی۔

عیاش کا امتحان...... عیاش نے کہا کہ میں اپنی والدہ کی قسم پوری کروں گا اور میرا وہاں مال ہے اس کو بھی لے آؤں گا میں نے اسے کہا کہ واللہ تو جانتا ہے کہ میں قریش کا امیر ترین آدمی ہوں۔ میں تجھے اپنا نصف مال دے دوں گا لیکن تو ان کے ہمراہ نہ جا۔ جب اس نے جانے پر اصرار کیا تو میں نے اسے کہا کہ اب تو نے جانے کا عزم کر ہی لیا تو یہ میری اونٹنی لے لو یہ عمدہ اصیل نرم اور تیز رفتار ہے اس پر بیٹھ جاؤ، اگر ان کے ارادے میں گڑبڑ معلوم ہو تو اس پر بیٹھ کر واپس چلے آنا چنانچہ وہ ان کے ہمراہ اس اونٹنی پر روانہ ہو گیا۔ چلتے چلتے راستے میں ابو جہل نے کہا کہ بھائی! واللہ! میں اپنی سواری میں تھکاوٹ محسوس کر رہا ہوں کیا تو مجھے اپنی سواری کے پیچھے نہ بٹھا لے گا؟ اس نے کہا کیوں نہیں۔ عیاش نے اپنی سواری بٹھائی اور انہوں نے بھی اپنی سواری بٹھائی کہ ابو جہل اس کی سواری پر بیٹھ جائے، جب وہ اترے تو انہوں نے عیاش کو پکڑ کر باندھ لیا پھر ان کو مکہ میں لے گئے اور انہیں آزمائش میں ڈالا اور وہ فتنہ میں مبتلا ہو گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مکتوب...... عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم کہا کرتے تھے کہ جو شخص فتنہ میں پڑ گیا اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہ کرے گا۔ یہ لوگ خود اپنے متعلق کہا کرتے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ بے شک اللہ سب گناہ بخش دے گا۔ بے شک وہ بخشنے والا رحم والا ہے اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کا حکم مانو اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے پھر تمہیں مدد نہ ملے گی اور ان اچھی باتوں کی پیروی کرو جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کی گئی ہیں اس سے پہلے کہ تم پر یکایک عذاب آ جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ (۵۳-۵۵ الزمر)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے سورہ زمر کی یہ تینوں آیات لکھ کر ہشام بن عاص کی طرف ارسال کیں۔ ہشام نے کہا جب مجھے عمر رضی اللہ عنہ کا یہ مکتوب موصول ہوا تو میں ذی طویٰ میں تھا اور پڑھتا اوپر چڑھتا اترتا رہا مگر مجھے اس کا مفہوم سمجھ نہ آیا حتیٰ کہ میں نے دعا کی کہ یا اللہ! مجھے یہ سمجھا دے (فالھمنی فھمتھا) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کا مفہوم میرے دل میں القا کر دیا کہ یہ آیات تو ہمارے متعلق نازل ہوئی ہیں اور جو ہم اپنے بارے میں کہا کرتے تھے اور جو کچھ ہمارے متعلق کہا جاتا تھا اس کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔ چنانچہ میں مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلا آیا۔ ابن ہشام کا بیان ہے کہ ہشام بن عاص اور عیاش بن ابی ربیعہ کو ولید بن مغیرہ چھڑا لائے تھے اس نے ان کو چوری چھپے مکہ سے اغوا کیا اور اپنی سواری پر سوار کر کے مدینہ لایا اور خود پیدل چلا آپ راستہ میں پھسل گیا جس سے اس کی انگلی زخمی ہو گئی تو اس نے کہا:

ھل انت الا اصبع دمیت   وفی سبیل اللہ ما لقیت

”تو صرف ایک انگلی ہے جو خون آلود ہوئی ہے اور اللہ کی راہ میں ہی اس کی تکلیف برداشت کی ہے“۔

امام بخاری کی ہجرت سے متعلق روایات...... امام بخاری (ابو الولید، شعبہ، ابو اسحاق) براء سے بیان کرتے ہیں کہ مہاجرین میں سے سب سے پہلے مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم آئے پھر عمار اور بلال آئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن بشار، غندر، شعبہ، ابو اسحاق) براء بن عازب سے بیان کرتے ہیں کہ سب سے اول مہاجر ہمارے پاس مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم آئے وہ لوگوں کو قرآن کریم کی تعلیم دیا کرتے تھے پھر بلال، سعد اور عمار بن یاسر آئے۔ پھر بیس صحابہ کے گروہ میں عمر رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے آئے بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے اہل مدینہ اس قدر خوش ہوئے کہ ایسی مسرت و فرحت کا اظہار میں نے کبھی نہیں دیکھا یہاں تک کہ لڑکیاں کہنے لگیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد تک میں مفصل سورتیں (سورہ

ہجرت سے آ گئے) کی سورتوں میں سے سورۃ سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھ رہا تھی۔ اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں اسرائیل از ابو اسحاق از براء بیان کیا ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کب ہجرت فرمائی؟ ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت فرمانے سے قبل سعد بن ابی وقاص ہجرت کر کے آ گئے تھے لیکن موسیٰ بن عقبہ نے زہری سے نقل کیا ہے کہ سعد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہجرت کی اور درست پہلا قول ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ قباء میں اپنی قوم کے ساتھ ...... ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے قوم کے افراد زید بن الخطاب، عمرو و عبداللہ پسران سراقہ بن معتمر، خنیس بن حذافہ سہمی (حفصہ بنت عمر کا شوہر) سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عمر رضی اللہ عنہ کا ابن عم، واقد بن عبداللہ تمیمی ان کا حلیف، خولی بن ابی خولی، مالک بن ابی خولی بنی عجل سے عمر رضی اللہ عنہ کے حلیف، ایاس، خالد، عاقل، عامر پسران بکیر اور بنی سعد بن لیث میں سے ان کے حلیف مدینہ آئے اور قباء میں رفاعہ بن عبدالمنذر بن زنبر از بنی عمرو بن عوف کے ہاں مقیم ہوئے۔

حضرت صہیب کا سودا منفعت بخش ہوا ...... ابن ہشام بیان کرتے ہیں کہ ابو عثمان نہدی سے مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جب حضرت صہیب نے ہجرت کا ارادہ کیا تو کفار قریش نے انہیں کہا کہ تو ہمارے پاس فقیر حقیر (ذلیل) حالت میں آیا تھا تو ہمارے ہاں مالدار ہو گیا اور معزز و محترم ہو گیا ہے اب تو چاہتا ہے کہ اپنا مال و جان لے کر یہاں سے چلا جائے واللہ ایسا نہ ہو گا۔ حضرت صہیب نے ان سے کہا کہ ”اگر میں اپنا مال تمہارے سپرد کر دوں تو مجھے جانے کی اجازت دے دو گے؟“ انہوں نے کہا ہاں بالکل۔ تو اس نے بلاتامل کہہ دیا کہ میں نے اپنا مال و متاع تمہارے حوالے کر دیا۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوئی تو فرمایا: ”صہیب کا سودا منفعت بخش ہے۔“

امام بیہقی حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے خواب میں تمہارا دار ہجرت دکھایا گیا ہے جو کہ شور زدہ اور دو سیاہ پہاڑوں کے درمیان واقع ہے یا ہجر ہو گا یا یثرب۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صہیب کی حالت سے مطلع ہونا ...... حضرت صہیب نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو میں نے بھی آپ کے ہمراہ ہجرت کا عزم کیا تھا مگر مجھے قریش کے نوجوانوں نے روک لیا چنانچہ میں رات بھر کھڑا رہا بیٹھا نہیں۔ انہوں نے سمجھا کہ مجھے پیٹ درد ہے (حالانکہ مجھے پیٹ درد نہ تھا) چنانچہ وہ سو گئے اور میں موقع پا کر مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا وہ جاگے تو میرے پیچھے آئے اور مجھے پکڑ لیا وہ مجھے لوٹا کر لے جانا چاہتے تھے میں نے ان سے کہا کہ کیا میں تمہیں چند اوقیہ سونا دے دوں تو مجھے چھوڑ دو گے اور عہد کی پاسداری کرو گے؟ انہوں نے یہ بات مان لی۔

چنانچہ میں ان کے ساتھ مکہ واپس چلا آیا اور ان کو کہا کہ دروازے کی دہلیز کھودو وہاں سونا ہے اور فلاں عورت کے پاس دو حلے ہیں وہ بھی لے لو میں سیدھا قباء کی طرف روانہ ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قباء سے منتقل ہونے سے قبل آپ سے ملا آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ ابا یحییٰ! تیرا سودا منفعت بخش رہا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ سے قبل تو آپ کے پاس کوئی نہیں آیا آپ کو جبرائیل ہی نے آگاہ کیا ہے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا ہجرت کرنا ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حمزہ بن عبدالمطلب، زید بن حارثہ، ابو مرثد کناز بن حصین اور مرثد بن کناز حمزہ رضی اللہ عنہ کے حلیف، انسہ، ابو کبشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام قباء میں کلثوم بن ہدم برادر بنی عمرو بن عوف کے ہاں فروکش ہوئے یا سعد بن خیثمہ کے ہاں۔ بعض کہتے ہیں کہ حمزہ اسعد بن زرارہ کے ہاں مقیم ہوئے۔ واللہ اعلم۔

حضرت مسطح اور خباب وغیرہ کی ہجرت ...... عبیدہ بن حارث، طفیل اور حصین کے بیٹے حارث، مسطح بن اثاثہ، سویبط بن سعد بن حرملہ برادر بنی عبدالدار، طلیب بن عمیر برادر بنی عبد بن قصی، خباب غلام عتبہ بن غزوان قباء میں عبداللہ بن سلمہ برادر بلعجلان کے پاس مقیم ہوئے۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہجرت کرنا...... عبدالرحمن بن عوف چند مہاجرین کے ہمراہ سعد بن ربیع کے ہاں فروکش ہوئے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی ہجرت...... زبیر بن العوام، ابو سبرہ بن ابی رہم بنی جحجبی کے محلہ "عصبہ" میں منذر بن محمد بن عقبہ بن احیحہ بن جلاح کے ہاں قیام پذیر ہوئے اور مصعب بن عمیر سعد بن معاذ کے ہاں ٹھہرے۔

حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی ہجرت...... ابو حذیفہ بن عتبہ اور ان کا غلام سالم سلمہ کے پاس ٹھہرے۔ بقول اموی وہ خبیب بن اساف بنی حارثہ کے بھائی کے ہاں قیام پذیر ہوئے۔

حضرت عثمان بن عتبہ کی ہجرت...... عتبہ بن غزوان بنی عبدالاشہل میں عباد بن بشر بن وقش کے مہمان ہوئے اور عثمان بن عفان بنی نجار میں حسان بن ثابت کے بھائی اوس بن ثابت کے ہاں ٹھہرے۔ بقول ابن اسحاق غیر شادی شدہ اور کنوارے مہاجر سعد بن خیثمہ کے ہاں مقیم ہوئے کیونکہ وہ کنوارے تھے۔

یعقوب بن سفیان ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم مدینہ میں آئے اور عصبہ میں مقیم ہوئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ۔ نماز کی امامت کے فرائض سالم مولیٰ ابی حذیفہ انجام دیا کرتا تھا کیونکہ اس کو قرآن ان سے زیادہ حفظ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی اجازت...... وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا (۱۷/۸۰) اللہ تعالیٰ نے آپ کی راہنمائی فرمائی اور آپ کو الہام کیا کہ یہ دعا پڑھیں۔ جب آپ رنج والم میں مبتلا ہوں گے تو اللہ تعالیٰ عنقریب ان کو دور کر دے گا اور جلد ہی راحت پیدا کر دے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اجازت فرمائی۔

جہاں آپ کے انصار، اخوان اور احباب موجود تھے۔ ہجرت کرنے کے بعد مدینہ آپ کا مقام ہوا اور اس کے باشندے آپ کے معاون اور مددگار ہوئے۔

گذشتہ آیت کی تفسیر...... امام احمد اور عثمان بن ابی شیبہ (جریر، قابوس بن ابی ظبیان، ابیہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں مقیم تھے آپ کو ہجرت کا ارشاد ہوا اور آپ پر یہ آیت نازل ہوئی:

وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا (۱۷/۸۰)

بقول قتادہ "مدخل صدق" سے مراد مدینہ ہے اور مخرج صدق سے مراد مکہ سے ہجرت ہے اور سلطانا نصیرا سے مراد قرآن اور اس کے احکام و حدود ہیں۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ صحابہ کے ہجرت کر جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں ہجرت کے اذن کے انتظار میں قیام پذیر رہے۔ مکہ میں آپ کے پاس سوائے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان لوگوں کے جن کو ہجرت سے روک کر آزمائش اور ابتلاء میں ڈال دیا گیا تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بکثرت آپ سے ہجرت کی اجازت طلب کرتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ جلدی نہ کرو، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا کوئی صاحب اور ہم سفر مہیا کر دے۔ پس ابو بکر امید کرتے کہ شاید حضرت آپ ہی ہوں گے (ابن اسحاق کا بیان ہے) کہ جب قریش کو معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاون و مددگار پیدا ہو چکے ہیں اور دوسرے شہروں کے لوگ بھی آپ کے ہمنوا بن چکے ہیں جن کے پاس آپ کے صحابہ ہجرت کر کے ایک محفوظ مقام میں پناہ گزیں ہو گئے ہیں تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کر جانے کا اندیشہ پیدا ہوا اور وہ سمجھے کہ آپ ان کے ساتھ جنگ و جدال کا عزم کر چکے ہیں تو وہ قصی بن کلاب کے گھر دارالندوہ میں اکٹھے ہوئے (یہ وہ مقام مشاورت ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریش کو جب بھی کوئی اندیشہ ہوتا تو وہ اسی میں مجلس مشاورت کیا کرتے تھے۔

دارالندوہ میں مجلس مشاورت...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھے میرے معتبر رفقاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بتایا کہ جب قریش کا مشورہ پر اتفاق ہو گیا اور وقت مقرر کر دیا کہ دارالندوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مشورہ کرنے کے لئے آ گئے۔ وہاں میں مکمل یوم اور مقررہ تاریخ پر جمع ہونے کے لئے اس یوم کو یوم الزحمہ اور وعدہ کا یوم کہا جاتا تھا۔

شیطان کا انسان کا روپ دھارنا...... ابلیس لعین موٹا لباس زیب تن کئے ایک معزز شیخ کی صورت میں جلوہ گر ہو کر دارالندوہ کے دروازے پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ جب معززین مکہ نے اس کو دروازہ پر کھڑا دیکھ کر پوچھا کون صاحب ہیں؟ اس نے کہا کہ میں ایک نجدی شیخ ہوں، میں نے تمہارا پروگرام سنا تھا کہ ہمدردی جتانے کے لئے حاضر ہوا ہوں ممکن ہے کہ میں مفید تجویز اور قیمتی خیالات سے محروم نہ کروں گا۔ انہوں نے کہا کہ درست ہے اندر آیئے چنانچہ وہ ان کے پاس چلا آیا۔ اس مجمع میں اکابرین قریش عتبہ، شیبہ، ابوسفیان، طعیمہ بن عدی، جبیر بن مطعم، حارث بن عامر بن نوفل، نضر بن حارث، ابوالبختری بن ہشام، زمعہ بن اسود، حکیم بن حزام، ابوجہل بن ہشام، نبیہ، منبہ پسران حجاج، امیہ بن خلف، اشراف قریش کے علاوہ دیگر لوگ بھی شامل تھے۔

ایک صاحب نے مذکورہ حضرات کے سامنے تجویز پیش کی کہ اس شخص کی قدر و منزلت سے تم لوگ واقف ہو، واللہ ہم کو خطرہ ہے کہ وہ اپنے غیر قریشی تابعداروں کو ساتھ لے کر ہم پر حملہ آور ہوں۔ لہٰذا اب تم اس کے بارے میں ایک رائے پر اتفاق کر لو۔

آپ کے قتل کے منصوبے...... چنانچہ انہوں نے خوب غور و خوض کیا، پھر ان میں سے کسی (یا ابوالبختری) نے رائے پیش کی کہ اس کو لوہے کی زنجیروں میں باندھ کر ایک مکان میں مقفل کر دو، پھر تم اس کا بھی اس جیسے شعراء زہیر اور نابغہ کے سے انجام کا انتظار کرو، پھر وہ بھی اپنی موت آپ مر جائے گا۔ نجدی شیخ نے کہا کہ بالکل نہیں واللہ یہ تجویز قابل قبول نہیں کیونکہ اگر تم نے اس کو مقفل کر دیا جیسا کہ تم کہتے ہو تو اس مقفل دروازے کے اندر سے بھی اس کے تابعداروں تک اس کی خبر پہنچ جائے گی، پھر وہ عنقریب تم پر حملہ کر کے اس کو تمہارے قبضہ سے چھڑا لیں گے اور وہ اس کی بدولت اکثریت حاصل کر کے تم پر چھا جائیں گے۔

پھر مجلس کے بعد ان میں سے کسی شخص نے کہا کہ ہم اس کو مکہ سے جلاوطن کر دیں گے تو وہ ہم سے دور چلا جائے گا واللہ پھر ہمیں کوئی پروا نہیں ہو گی وہ جہاں چاہے رہے، جب ہم سے دور ہو گیا اور ہم اس کی لڑائی جھگڑے سے فارغ ہو گئے تو ہم پہلے کی طرح اپنی الفت و محبت استوار کر لیں گے۔ نجدی شیخ نے کہا کہ ہرگز نہیں واللہ! یہ رائے بھی قابل قبول نہیں۔ کیا تم اس کی عمدہ بات، شیریں کلامی اور گرویدگی سے بے خبر ہو جو لوگوں کے دلوں میں اتر جاتی ہے۔ واللہ! اگر تم نے اس کو جلاوطن کر دیا تو مجھے خطرہ ہے کہ وہ کسی عرب قبیلہ کے پاس مقیم ہو جائے گا اور اپنی دل آویز بات اور خوش گفتاری کے باعث ان پر مسلط ہو جائے گا یہاں تک کہ وہ اس کے گرویدہ ہو جائیں گے پھر ان کو اپنے ساتھ لے کر تم پر حملہ آور ہو گا اور تمہارے شہر میں گھس کر تمہارا اقتدار تم سے چھین لے گا اور پھر تم سے جو چاہے گا سلوک کرے گا، لہٰذا تم کوئی اور تدبیر سوچو۔

ابوجہل نے کہا کہ اللہ! میری اس کے بارے میں ایک معقول تجویز ہے جو ابھی تک تم میں سے کسی کو بھی وہم و گمان میں بھی نہ آئی۔ لوگوں نے بڑی بے تابی سے پوچھا کہ اے ابوالحکم! (ابوجہل کی کنیت تھا) وہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلہ میں سے ایک ایک نوجوان منتخب کریں جو طاقتور، معزز و محترم ہو پھر ہر ایک کے ہاتھ میں تیز تلوار دے دیں، پھر وہ سب جوان حملہ کر کے اس کو قتل کر دیں، اس طرح ہم اس سے آرام و راحت و سکون پا جائیں گے، جب وہ اس کو قتل کر دیں گے تو مقتول کے خون میں اس کا خون تمام قبائل میں بٹ جائے گا اور بنی عبد مناف ساری قوم سے لڑ نہیں سکیں گے چنانچہ وہ بہت جلد راضی ہو جائیں گے اور ہم اس کی دیت ادا کر دیں گے۔ یہ سن کر نجدی شیخ نے کہا کہ قابل قبول بات تو یہی ہے جو اس مرد نے کہی ہے یہی تجویز معقول ہے۔ اتفاق رائے سے یہی تجویز منظور ہوئی اور مجلس شوریٰ برخاست ہوئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے منصوبوں کا علم ہونا...... حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو بتایا کہ کفار نے آپ کے خلاف قتل

کا منصوبہ بنایا۔ چنانچہ جس بستر پر آپ سویا کرتے تھے اسی بستر پر آج شب سوئیں۔ پھر وہ مجرمین آپ پر حملہ کرنے کے لئے جمع ہوئے رات کی تاریکی میں آپ کے دروازے پر پہنچ گئے اور آپ کے سونے کا انتظار کرنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اجتماع دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تم میرے بستر پر لیٹ کر میری یہ حضرمی چادر اوڑھ لو اور اطمینان سے سو جاؤ۔ تمہیں ان کفار سے کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔ یہ قصہ محمد بن اسحاق نے نقل کیا ہے اس واقعہ کو واقدی نے متعدد اسناد سے عائشہ رضی اللہ عنہا، ابن عباس رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ، سراقہ بن مالک وغیرہ سے بیان کیا ہے۔ ایک کی حدیث دوسرے کی حدیث میں گھل مل گئی ہے اور اس نے مذکورہ بالا قصہ کی طرح بیان کیا ہے۔

آپ ﷺ کا ابو جہل کو دندان شکن جواب اور آپ ﷺ کا معجزہ ...... ابن اسحاق، یزید بن ابی زیاد کے حوالے سے محمد بن کعب قرظی سے بیان کرتے ہیں کہ جب آپ کے آستانہ عالیہ کے دروازے پر لوگ اکٹھے ہو گئے تو ابو جہل بھی ان میں تھا۔ اس نے کہا محمد ﷺ کا گمان ہے کہ اگر تم اس کے دین کو قبول کر لو تو عرب و عجم کے حکمران ہو جاؤ گے پھر مرنے کے بعد تم زندہ ہو گے اور تمہیں اردن جیسے باغات ملیں گے اگر تم اسے قبول نہ کرو تو تم پر ہلاکت وتباہی برپا ہوگی پھر تم مرنے کے بعد زندہ کئے جاؤ گے اور تمہارے لئے آگ ہوگی جس میں تم جلتے رہو گے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے اور مٹھی میں مٹی لے کر فرمایا کہ ہاں! میں یہ کہتا ہوں اور تو ان میں سے ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں کو بند کر دیا وہ آپ کو دیکھ نہ سکے اور آپ نے سورہ یٰسین کی ابتدائی نو آیات پڑھتے ہوئے ان کے سروں پر مٹی بکھیر دی اور سب حاضرین کے سروں پر آپ مٹی ڈال کر جہاں جانا تھا چلے گئے۔

ایک صاحب نے ان حضرات سے دریافت کیا کہ یہاں کس کا انتظار کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا محمد ﷺ کا۔ اس نے انہیں بتایا کہ اللہ نے تم کو ناکام و نامراد کر دیا ہے۔ واللہ! محمد تم میں سے ہر ایک کے سر پر مٹی ڈال کر نکل گیا ہے کیا تم لوگ اپنے سروں کی مٹی محسوس نہیں کرتے؟ چنانچہ ہر آدمی نے سر پر ہاتھ رکھا تو واقعی سر پر مٹی تھی پھر وہ جھانک کر دیکھنے لگے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بستر پر لیٹا دیکھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ وہ کہنے لگے واللہ! یہ محمد ﷺ سو رہا ہے اس پر اس کی چادر ہے۔ وہ صبح تک اسی طرح کھڑے رہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے بستر سے اٹھے تو وہ کہنے لگے واللہ! بتانے والے نے سچ کہا تھا۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جس روز قوم دارالندوہ میں مشورے کے لئے اکٹھی ہوئی اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا (۸/۳۰)[1] اور جب کافر تیرے متعلق تدبیریں سوچ رہے تھے کہ تمہیں قید کر دیں یا تمہیں قتل کر دیں یا تمہیں ملک بدر کر دیں وہ اپنی تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ بھی تدبیر کر رہا تھا اور اللہ بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔ (۵۲/۳۰)[2] کیا وہ کہتے ہیں کہ وہ شاعر ہے ہم اس پر گردش زمانہ کا انتظار کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ تم انتظار کرتے رہو بے شک میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔

بقول ابن اسحاق اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس وقت ہجرت کی اجازت دے دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی معیت میں مدینہ ہجرت کرنا ...... یہ واقعہ تاریخ اسلامی کا آغاز ہے جیسا کہ خلافت فاروقی میں اس پر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اتفاق ہوا۔ جیسا ہم نے سیرت عمر رضی اللہ عنہ میں بیان کیا ہے۔ امام بخاری (مطر بن فضل، روح بن عبادہ، ہشام، عکرمہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے۔ تیرہ سال مکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی رہی پھر آپ کو ہجرت کا ارشاد ہوا آپ نے ہجرت کے بعد دس سال مدینہ میں قیام فرمایا اور ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہجرت کرنا ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کے روز ۱۲ ربیع الاول ۱۳ بعثت نبوی میں ہجرت کی جیسا کہ امام احمد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا اے مسلمانو! تمہارے نبی سوموار کو پیدا ہوئے اسی روز آپ نے مکہ سے ہجرت کی سوموار کو ہی

---

(۱)۔۔۔الانفال، (۲) الطور

نبوت سے سرفراز ہوئے اسی روز مدینہ میں داخل ہوئے اور سوموار کو ہی فوت ہوئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تیاری ہجرت..... محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عجلت نہ کیجئے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرا کوئی ساتھی میسر کر دے۔ پس ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امید ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ساتھی ہوں گے چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دو سواریاں خرید لیں اور ان کو گھر میں چارہ ڈالتے رہے اور انہیں سفر کے لئے تیار کرتے رہے۔ بقول واقدی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آٹھ سو درہم میں یہ دونوں سواریاں خرید لی تھیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا رفاقت کا سوال کرنا..... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھے ایک معتبر راوی نے عروہ کی معرفت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلاناغہ صبح و شام ایک دفعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لایا کرتے تھے یہاں تک کہ جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مکہ سے ہجرت اور ترک سکونت کی اجازت دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے وقت دوپہر کو تشریف لائے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو بے وقت آتے دیکھ کر کہا کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اہم کام کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے اندر آئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ چارپائی سے کھسک گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے (وہاں میرے اور اسماء بنت ابوبکر کے علاوہ گھر کے افراد میں کوئی نہ تھا) اور آپ نے فرمایا کہ آپ کے پاس جو لوگ ہیں ان کو یہاں سے نکال دو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ دونوں میری بیٹیاں ہیں، میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا بات ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ہجرت اور ترک سکونت کی اجازت دے دی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! رفاقت اور مصاحبت کا طالب ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا آپ کے لئے مصاحبت اور رفاقت ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مسرت سے اشک باری..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ واللہ! مجھے معلوم نہ تھا کہ فرحت و مسرت سے بھی کوئی آبدیدہ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس روز خوشی کے مارے روتے ہوئے دیکھا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دو سواریاں ہیں جن کو میں نے سفر ہجرت کے لئے تیار کیا ہے پھر انہوں نے عبداللہ بن اریقط کو اجرت پر رکھ لیا۔

عبداللہ بن اریقط..... بقول ابن ہشام اس کا نام عبداللہ بن ارقد اور بنی الدیل بن بکر سے تعلق تھا اس کی والدہ بنی سہم بن عمرو سے تھی مشرک تھا اور راہنمائی کے فن میں ماہر سمجھا جاتا تھا چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دونوں سواریاں اس کے سپرد کر دیں۔ وہ مقررہ وقت تک ان کو چراتا رہا۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ میری دانست کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر ہجرت کا سوائے علی رضی اللہ عنہ، ابوبکر رضی اللہ عنہ اور آل ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کسی کو علم نہ تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جو امانتیں میرے پاس موجود ہیں وہ آپ کے بعد لوگوں کے سپرد کر دیں کیونکہ مکہ میں جس کے پاس بھی کوئی قابل حفاظت چیز ہوتی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانت و امانت پر اعتماد کرتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی امانت رکھا کرتا تھا۔

حضور ﷺ کا عزم سفر اور دعا..... بقول ابن اسحاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سفر ہجرت کا عزم کر لیا تو ابوبکر کے پاس تشریف لائے اور دونوں گھر کی پشت سے ایک کھڑکی میں سے باہر نکلے۔ ابو نعیم، ابراہیم بن سعد، محمد بن اسحاق سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر ہجرت کا آغاز کیا تو دعا کی:

الحمد للہ الذی خلقنی ولم اک شیئا اللھم اعنی علی ھول الدنیا وبوائق الدھر ومصائب اللیالی

والأيام اللهم اصحبني في سفري واخلفني في أهلي وبارك لي فيما رزقتني ولك فذللني وعلى
صالح خلقي فقومني وإليك رب فحببني وإلى الناس فلا تكلني رب المستضعفين وأنت ربي
أعوذ بوجهك الكريم الذي أشرقت له السماوات والأرض وكشفت به الظلمات وصلح عليه
أمر الأولين والآخرين أن تحل علي غضبك وتنزل بي سخطك أعوذ بك من زوال نعمتك
وفجأة نقمتك وتحول عافيتك وجميع سخطك لك العتبى عندي خير ما استطعت لا حول
ولا قوة إلا بك

"اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے عدم سے پیدا کیا۔ یا اللہ! دنیا کی ہولناکی اور زمانے کی تختی پر اور شب و روز کے مصائب پر میری مدد فرما۔ یا اللہ! میرے سفر میں میرا صاحب اور ساتھی بن اور میرے گھر میں میرا محافظ ہو اور میرے رزق میں برکت کر اور تو مجھے اپنا مطیع بنا اور حسن اخلاق پر مجھے قائم رکھ۔ یا رب! تو مجھے اپنا محبوب بنا اور لوگوں کے سپرد نہ کر۔ اے کمزوروں کے رب! اور تو میرا رب بھی ہے۔ میں تیرے وجہ کریم کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں (جس کے باعث زمین و زماں منور ہے اور تاریکیاں چھٹتی ہیں اور جس کے باعث دنیا کی ابتدا و انتہا درست ہے) یہ کہ مجھ پر تیرے غضب کا نزول ہو اور مجھ پر تیرا غصہ نازل ہو۔ میں آپ سے زوال نعمت سے پناہ مانگتا ہوں اور اچانک عذاب سے اور صحت و عافیت کی تبدیلی سے اور تیری تمام تر ناراضگی سے۔ تیرے لئے ہی خوشی اور آخرت ہے۔ میرے پاس حسب استطاعت بہترین اعمال ہیں صرف تیری قدرت کے ساتھ گناہ سے بچاؤ اور نیکی کی طاقت ہے۔"

آپ ﷺ کا غار ثور میں پناہ لینا: ابن اسحاق کا بیان ہے کہ پھر آپ نے غار ثور کا قصد کیا (جو اسفل مکہ میں واقع ہے) وہاں کے اندر داخل ہو گئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند عبداللہ کو حکم دیا کہ ان کے بارے جو باتیں کریں وہ غور سے سنیں اور شام کو وہ ان کو خبریں آکر بتاتے اور اپنے غلام عامر بن فہیرہ کو حکم دیا کہ وہ دن بھر بکریاں چراتے اور شام کے وقت غار کے قریب لے آئے چنانچہ عبداللہ بن ابی بکر دن بھر قریش کے ہمراہ رہتے ان کے مشورے سنتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق وہ جو کچھ کہتے وہ یاد رکھتے اور شام کو سارا کیفیت ان کے گوش گزار کر دیتے۔ اور عامر بن فہیرہ دن بھر مکہ کے چرواہوں کے ساتھ بکریاں چراتا اور شام کو ان کے پاس بکریاں لے آتا وہ ان کا دودھ پیتے اور ذبح کرتے۔ عبداللہ بن ابی بکر شام کو مکہ واپس آتا تو عامر اس کے پیچھے بکریاں ہانک لاتا اور وہ اس کے نقش پا مٹا دیتا (عنقریب بخاری کی روایت میں وہ الفاظ بیان ہوں گے جو اس بات کے شاہد ہیں)۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے قبل چلے تھے؟ ...... ابن جریر نے کسی سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا غار ثور میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے قبل چلے گئے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہا کہ وہ ابوبکر کو ان کے جانے کے متعلق بتا دے تاکہ وہ ان کے ساتھ مل جائے چنانچہ ابوبکر آپ کے ساتھ راہ میں مل گئے تھے۔ یہ روایت نہایت غریب ہے اور مشہور و معروف روایت کے خلاف ہے کہ آپ اور ابوبکر اکٹھے گھر سے چلے تھے۔

ابوجہل کا اسماء رضی اللہ عنہا کو طمانچہ مارنا ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اسماء بنت ابی بکر سے مجھ کو بتلایا گیا تھا۔ اسماء رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ہجرت کے لئے روانہ ہو گئے تو قریش کے چند افراد ہمارے گھر کی طرف آئے ان میں ابوجہل بھی شامل تھا انہوں نے گھر کے دروازہ پر کھڑے ہو کر آواز دی۔ میں باہر آئی تو ابوجہل نے پوچھا اے دختر ابی بکر! تیرا والد کہاں ہے؟ میں نے کہا واللہ! معلوم نہیں کہ میرا والد کہاں ہے۔ ابوجہل نے جو بد زبان اور درشت خو تھا ہاتھ اٹھا کر طمانچہ مارا کہ کان کی بالی گر گئی پھر وہ چلے گئے۔

حضرت اسماء کی دانائی ...... ابن اسحاق (یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر از والد) از دادی اسماء رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے لئے روانہ ہوئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ہمراہ تھے ابوبکر گھر کا سارا سرمایہ اپنے ساتھ لے گئے جو پانچ یا چھ ہزار درہم تھا۔ ایک دن ہمارے دادا ابو قحافہ (جو نابینا تھے) آئے اور کہا واللہ! میں سمجھتا ہوں کہ اس نے تم کو اپنی ذات کے ساتھ مال کا بھی نقصان پہنچایا ہے۔ خود گیا اور مال بھی ساتھ لے گیا میں نے کہا ابا جان! ہرگز نہیں وہ ہمارے لئے کافی مال چھوڑ گئے ہیں۔ میں اس طاق میں جہاں والد گرامی مال رکھا کرتے تھے کنکر رکھ کر اوپر کپڑا بچھا دیا پھر ابا جان کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ابا جان اس مال کو ہاتھ سے ٹٹول لیجئے اس نے اس کو ٹٹول کر کہا کہ کوئی حرج نہیں جب کہ اس نے تمہارے لئے کافی سرمایہ چھوڑ دیا ہے اس نے اچھا کیا ہے اس سے تمہاری ضروریات پوری ہو جائیں گی۔ اسماء رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ واللہ! ابوبکر رضی اللہ عنہ تو سب مال اپنے ساتھ لے گئے تھے کچھ نہ چھوڑا تھا۔ یہ تدبیر میں نے محض دادا جان کی تسکین اور طمانیت قلب کے لئے کی تھی۔

ابن ہشام کا بیان ہے کہ مجھے بعض اہل علم نے بتایا کہ حسن بصری نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غار کے پاس رات کو پہنچے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غار میں پہلے داخل ہوئے۔ انہوں نے غار کو ٹٹولا تا کہ معلوم کریں کہ اس میں کوئی درندہ یا سانپ تو نہیں ہے اپنی جان فدا کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے تھے اس حدیث کی سند میں دونوں طرف (آغاز اور انجام) سے انقطاع ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا اہتمام …… ابوالقاسم بغوی (داؤد بن عمرو ضبی، نافع بن عمر جمحی) ابن ابی ملیکہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب غار ثور کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہوتے اور کبھی پیچھے تو نبی علیہ السلام نے اس سے اس پریشانی کی بابت پوچھا تو بتایا کہ جب آپ کے پیچھے ہوتا ہوں تو مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ مبادا آپ کو آگے سے کوئی گزند پہنچے پھر آگے آ جاتا ہوں جب آگے ہوتا ہوں تو مجھے اندیشہ لاحق ہوتا ہے کہ مبادا آپ کو پیچھے سے کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ یہاں تک کہ جب غار کے پاس پہنچے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ انتظار فرمائیے میں غار کے اندر ہاتھ ڈالتا ہوں تا کہ اس میں سے ضرر رساں چیز کو محسوس کر کے صاف کر دوں۔ اگر کوئی اس میں موذی جانور ہوا تو آپ سے قبل مجھے ہی ضرر رساں ہوگا۔ نافع کا بیان ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ غار میں ایک بل تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس پر پاؤں رکھ دیا کہ مبادا اس میں سے کوئی موذی چیز نکلے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اذیت کا سبب بنے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔ ہم نے اس کے شواہد سیرت صدیق میں تحریر کئے ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک رات …… حافظ بیہقی (ابو عبداللہ الحافظ، ابو بکر احمد بن اسحاق، موسیٰ بن حسن، عفان بن مسلم، سری بن یحییٰ، محمد بن سیرین) سے بیان کرتے ہیں کہ عہد فاروقی میں بعض لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر ترجیح دی یہ بات عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ! ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک رات کی فضیلت کا ثواب آل عمر کے سارے خاندان سے بہتر ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایک دن کا ثواب آل عمر کے سارے اعمال و افعال سے افضل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات غار ثور کی طرف روانہ ہوئے آپ کے ہمراہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے ابوبکر کبھی آپ کے پیچھے چلتے اور کبھی آگے ہو کر چلتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پریشانی کو سمجھ گئے آپ نے فرمایا کہ اے ابوبکر کیا بات ہے کبھی تو میرے پیچھے چلتے ہو اور کبھی میرے آگے چلتے ہو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں تعاقب اور تلاش و جستجو کا خیال کرتا ہوں تو آپ کے پیچھے پیچھے چلتا ہوں پھر ان لوگوں کا خیال کرتا ہوں جو آپ کی تاک میں ہیں تو آپ کے آگے ہو جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اے ابوبکر! اگر کوئی خطرہ درپیش ہو تو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ وہ میرے بجائے تجھے لاحق ہو تو ابوبکر نے کہا جی ہاں اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق سے مبعوث کیا ہے۔

جب غار کے دہانے پر پہنچ گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ذرا ٹھہریے میں غار کو صاف کر لوں چنانچہ وہ غار کے اندر داخل ہوئے اور اس کو صاف کر کے باہر نکل آئے تو ان کو یاد آیا کہ ایک بل تو صاف نہیں کیا پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ذرا توقف کیجئے کہ میں اس کو بھی اچھی طرح صاف کر لوں۔ پھر اندر داخل ہوئے اور اس کو صاف کیا پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! تشریف لائیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غار کے اندر

تشریف لے گئے۔

یہ قصہ بیان کرنے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ الذی نفسی بیدہ یہ رات آل عمر رضی اللہ عنہ کے سارے اعمال سے افضل ہے۔

اس روایت کو حافظ بیہقی نے دیگر سند سے بیان کیا ہے (اس میں یہ اضافہ ہے) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں چلتے چلتے زخمی ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو کندھوں پر اٹھا لیا اور جب غار کے اندر گئے تو تمام بلوں کو کپڑے سے بند کر دیا اور ایک بل باقی رہ گیا تو اس کو اپنی ایڑی سے بند کر لیا تو آپ کو سانپ ڈستا رہا اور آپ کے آنسو بہتے رہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاتحزن ان اللہ معنا غمزدہ نہ ہو اللہ ہمارے ساتھ ہے (۹:۴۰) اس بیان میں غرابت اور نکارت ہے۔

امام بیہقی، جندب بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے ان کے ہاتھ کو پتھر لگ گیا:

هل انت الا اصبع دميت وفي سبيل الله ما لقيت

مکڑی کا گھر بنانا...... امام احمد (عبدالرزاق، معمر، عثمان جزری، مقسم مولیٰ ابن عباس) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تفسیر بیان کرتے ہیں کہ واذ یمکر بک الذین کفروا (۸:۳۰) کا مطلب ہے کہ قریش نے مکہ میں رات کو مشورہ کیا بعض نے زنجیروں میں باندھنے، بعض نے قتل کرنے اور بعض نے جلاوطن کرنے کا مشورہ دیا تو اس مشاورت سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (علیہ السلام) کو آگاہ کر دیا تو اس رات بستر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سوئے اور نبی علیہ السلام مکہ سے نکل کر غار میں پہنچ گئے اور کفار حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گمان کر کے رات بھر نگرانی کرتے رہے جب صبح ہوئی تو وہ آپ پر پل پڑے جب انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بستر پر پایا (اور اللہ نے ان کی تدبیر کو ناکام بنا دیا) تو پوچھا کہ آپ کا صاحب کہاں ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ مجھے معلوم نہیں چنانچہ وہ آپ کے نقش پا کو تلاش کرتے ہوئے آپ کے تعاقب میں چلے پہاڑ پر پہنچ کر نقش پا گم ہو گیا تو وہ غار ثور کے پاس سے گزرے اس کے دہانہ پر مکڑی کے جالے کو دیکھ کر کہا کہ اگر کوئی اندر داخل ہوتا تو غار کے دہانہ پر یہ عنکبوت نہ ہوتا چنانچہ نبی علیہ السلام نے اس میں تین راتیں بسر کیں۔ یہ سند حسن ہے اور یہ عنکبوت کے قصہ میں سب سے بہترین روایت ہے۔

غار میں نماز...... مسند ابی بکر میں حافظ ابوبکر احمد بن علی القاضی، حسن بصری سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام اور ابوبکر رضی اللہ عنہ غار کی طرف روانہ ہوئے (اور اس میں روپوش ہو گئے) قریش آپ کے تعاقب میں آئے تو غار ثور کے دہانہ پر مکڑی کا جالا دیکھ کر ایک شخص نے کہا کہ اس میں کوئی نہیں۔ غار میں نبی علیہ السلام کھڑے نماز میں مشغول تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی نگرانی کر رہے تھے نماز کے بعد نبی علیہ السلام کو بتایا یہ لوگ آپ کے تعاقب میں آئے تھے واللہ! مجھے اپنی ذات کی کوئی فکر نہیں لیکن میں اس بات سے خائف اور فکر مند ہوں کہ آپ کو کوئی ایذا لاحق ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر! فکر نہ کر، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ یہ حسن بصری کی مرسل روایت ہے اور یہ شاہد کی بنا پر حسن ہے اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غار میں نماز پڑھنے کا اضافہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب آپ کسی بات سے فکر مند ہوتے تو نماز پڑھنا شروع کر دیتے۔

غار ثور کی فضیلت...... ابوبکر احمد بن علی القاضی (عمرو ناقد، خلف بن تمیم، موسیٰ بن مطیر، ابیہ) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ اگر لوگوں میں بدعات رونما ہوں تو غار ثور میں چلا آئے جہاں میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھپے ہوئے تھے۔ تجھے وہاں صبح و شام رزق میسر ہو گا۔ کسی نے کہا

نسج داؤد ما حمى صاحب الغار وكان الفخار للعنكبوت

"داؤد کی زرہ نے "صاحب غار" کی حفاظت نہیں کی اور یہ فخر و اعزاز عنکبوت کو نصیب ہوا"۔

یہ بھی مذکور ہے کہ دو کبوتروں نے غار کے دہانے پر آشیانے بنائے تھے۔ صرصری شاعر نے کہا ہے

فصي عليه العنكبوت نسجه وظل على الباب الحمام يبيض

''مکڑی نے آپ پر اپنا جالا تن کر ڈھانپ دیا اور اس کے دہانے پر کبوتری نے انڈے دیئے''۔

مکڑی، درخت اور کبوتروں والی روایت: ۔ حافظ ابن عساکر (یحییٰ بن محمد بن صاعد، عمرو بن علی، عون بن عمرو قیسی معروف بہ لقب عویر) ابومصعب مکی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے زید بن ارقم، مغیرہ بن شعبہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم کو ذکر کرتے سنا کہ غار کی رات اللہ تعالیٰ نے درخت کو حکم دیا تو وہ آپ کے بالکل سامنے اُگ آیا جس کی وجہ سے وہ آپ لوگوں سے چھپ گیا، اور اللہ نے مکڑی کو حکم دیا اس نے جالا بن دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے چھپا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے دو جنگلی کبوتروں کو حکم دیا تو وہ اڑتے ہوئے مکڑی اور درخت کے درمیان آ کر بیٹھ گئے۔ قریش کے ہر خاندان کا جوان نکلا ان کے ہاتھوں میں لاٹھیاں، کمانیں اور ڈنڈے لئے ہوئے آئے یہاں تک کہ آپ سے دو سو ہاتھ کی مسافت پر تھے تو ان کے رہنما سراقہ بن مالک بن جعشم مدلجی نے کہا کہ اس پتھر پر نشان موجود ہے، لیکن ہمیں معلوم نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد کہاں کا رخ کیا۔ قریش کے نوجوانوں نے کہا کہ تو نے رات بھر آج تک غلطی نہیں کی (یعنی ہم تیری بات کا اعتبار کرتے رہے)، صبح ہوئی تو اس نے کہا کہ غار دیکھو چنانچہ ایک نوجوان غار دیکھنے کے لئے آگے بڑھا یہاں تک کہ وہ پچاس ہاتھ کے فاصلے پر پہنچا کہ کبوتروں کی آواز آئی ۔۔۔۔ پھر وہ آگے کے بجائے وہیں سے لوٹ آیا تو انہوں نے پوچھا کیوں واپس لوٹ آئے؟ اس نے کہا کہ میں نے غار کے دہانے پر جنگلی کبوتر دیکھے ہیں میں نے اندازہ لگایا کہ اس میں کوئی نہیں ہے۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی اور سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ نے کبوتروں کی وجہ سے ان کو دفع کیا ہے آپ نے ان کے لئے برکت کی دعا کی، اللہ تعالیٰ نے ان کو حرم میں اتار دیا اور انہوں نے وہاں بچے دیئے جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے۔

یہ حدیث اس سند سے نہایت غریب ہے (اس میں عون بن عمرو اور ابومصعب کی دونوں مجہول راوی ہیں اور عون مجہول یحییٰ بن معین کے نزدیک ہیچ ہے اور جھوٹا ہے۔ (مترجم) اس کو ابو نعیم نے مسلم بن ابراہیم وغیرہ از عون بن عمرو بھی اسی طرح بیان کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ ہر قبیلے کے تمام نوجوان ان کی نسل سے ہیں اور اس حدیث میں ہے کہ اعرابی اور نقش پا دیکھنے والا سراقہ بن مالک مدلجی تھا۔ اور واقدی نے موسیٰ بن محمد بن ابراہیم تیمی کی معرفت اس کے والد سے بیان کیا ہے کہ نقش پا دیکھنے والا کرز بن علقمہ خزاعی تھا۔ بقول امام ابن کثیر ممکن ہے کہ یہ دونوں اس گروہ میں شامل ہوں۔ واللہ اعلم۔

غارِ ثور کے واقعہ کی مزید تفصیل ....قرآن حکیم سورۂ توبہ میں ارشاد ہے کہ ''اگر تم رسول کی مدد نہ کرو گے تو ان کی اللہ نے مدد کی ہے جس وقت ان کو کافروں نے نکالا تھا کہ وہ دو میں سے دوسرا تھا جب وہ دونوں غار میں تھے جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کھا، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر اللہ نے اپنی طرف سے اس پر تسکین اتاری اور اس کی مدد کو وہ لشکر بھیجے جنہیں تم نے نہیں دیکھا اور کافروں کی بات کو پست کر دیا اور بات تو اللہ ہی کی بلند ہے اور اللہ زبردست اور حکمت والا ہے۔'' (۹:۴۰)

غزوۂ تبوک کے موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں جانے سے پیچھے رہ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا (الا تنصروہ) کہ اگر تم اس کی امداد نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اس کی نصرت و مدد کرنے والا ہے جیسا کہ اس نے اپنے رسول کی اس وقت مدد کی تھی جب کافروں نے ان کو وطن سے نکالا تھا اور اس وقت ان کے ہمراہ صرف ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کوئی نہ تھا اس بنا پر کہا گیا (ثانی اثنین اذ هما في الغار) وہ دونوں غار میں تین روز چھپ کر رہے تاکہ تعاقب اور جستجو کرنے والوں کا جوش ٹھنڈا ہو جائے کیونکہ مشرکین مکہ نے جب آپ کو مکہ میں نہ پایا تو ہر راستے پر تعاقب میں نکلے اور انہوں نے سو اونٹ انعام میں رکھ دیئے تھے آپ کے نقش پا کا سراغ لگاتے ہوئے نکلے یہاں تک کہ نقش پا مشتبہ ہو گیا اور آگے نہ مل سکا (نقش پا بتانے والا سراقہ تھا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے) پہاڑ پر چڑھ گئے اور غار کے دہانے کے پاس سے گزرے۔ لیکن ان کے پاؤں غار کے دہانے کے بالکل قریب تھے۔ اللہ تعالیٰ کی حفاظت و نصرت کی وجہ سے وہ ان کو دیکھ نہ پائے جیسا کہ امام احمد نے (عفان، ہمام، ثابت) انس سے روایت کی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے نبی علیہ السلام کو عرض کیا کہ اگر ان میں سے کوئی بھی اپنے قدموں کی طرف نظر کرے تو وہ ہمیں دیکھ لے گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر! تیرا ان دونوں کے متعلق کیا گمان ہے؟ جن کا

رحمہ اللہ نے اسی روایت کو مسلم، بخاری نے صحیحین میں ہمام سے روایت کیا ہے۔

غار کا سمندر کے ساحل پر ہونا ..... بعض سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب یہ کہا (وہ نیچے دیکھتے تو ہمیں دیکھ لیتے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ غار کے دہانے سے اندر آتے تو ہم اس طرف سے نکل جاتے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے غار کی دوسری جانب دیکھا تو وہ کھلا ہوا بھی تھی اور سمندر اس کے متصل تھا اور اس کے ساحل پر کشتی لنگر انداز تھی۔ اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کے پیش نظر یہ کوئی بات نہیں لیکن یہ کشتی والی بات کسی قسم کی سند سے مروی نہیں اور ہم اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہہ سکتے کیونکہ جس بات کی سند صحیح یا حسن ہو ہم وہی کہہ سکتے ہیں واللہ اعلم۔

موسیٰ بن مطیر کی سند ..... حافظ بزار (فضل بن سہل، خلف بن تمیم، موسیٰ بن مطیر قرشی، ابیہ) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ اے لخت جگر! اگر لوگوں میں حادثات رونما ہوں تو تو غار ثور میں چلا آ، جہاں میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھپے رہے ہیں اس میں صبح و شام تیرا کھانا تجھے میسر ہوگا۔ بقول حافظ بزار یہ روایت خلف بن تمیم کے علاوہ کسی سے مروی نہیں، میں ابن کثیر کہتا ہوں کہ موسیٰ بن مطیر ضعیف اور متروک ہے اس کو یحییٰ بن معین نے کذاب کہا ہے اس کی حدیث ناقابل قبول ہے۔

غار ثور کے متعلق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا قصیدہ ..... یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق سے بیان کیا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غار ثور میں داخل ہونے اور وہاں سے نکلنے اور راستہ میں سراقہ کا واقعہ پیش آنے اور سفر ہجرت کے دیگر واقعات کے متعلق قصیدہ کہا ہے اس میں ہے:

قال النبی ولم اجزع یوقرنی
ونحن فی سدف من ظلمة الغار
لا تخش شیئا فان اللہ ثالثنا
وقد توکل لی منہ باظہار

"میں مطمئن تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے تسکین و تسلی کی بات فرمائی اور ہم غار کی تاریکی کے پردوں میں تھے۔ کسی بات کی فکر نہ کریں کیونکہ اللہ ہمارا تیسرا ہے اور اس نے مجھ سے غلبہ دین کا وعدہ کیا ہے۔"

ابونعیم نے یہ قصیدہ زیاد از ابن اسحاق نہایت طویل بیان کیا ہے اور اس نے اس کے ساتھ ایک قصیدہ بھی بیان کیا ہے واللہ اعلم۔

آپ ﷺ کا غار میں داخل ہونے کا وقت ..... ابن لہیعہ از ابوالاسود از عروہ بن زبیر بیان کرتا ہے کہ ۱۳ بعثت کے حج کے بعد (جس میں انصار نے بیعت کی تھی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماہ صفر تک مکہ میں رہے۔ پھر مشرکین مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل یا جلاوطنی کا عزم اور ارادہ کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے عزائم سے باخبر کر دیا اور یہ آیت نازل کی واذ یمکر بک الذین کفروا الخ (۸/۳۰) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ آپ کے بستر پر سوئے رہیں اور خود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر چلے گئے۔ صبح ہوئی تو کفار نے آپ کے تعاقب اور جستجو میں ہر طرف لوگ روانہ کر دیئے۔ موسیٰ بن عقبہ نے اپنے مغازی میں اسی طرح بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رات کو غار ثور کے اندر داخل ہوئے تھے۔ ابن ہشام نے حسن بصری سے بھی اسی بات کی صراحت نقل کی ہے۔

ہجرت کی اجازت ..... امام بخاری (یحییٰ بن بکیر، لیث، عقیل، ابن شہاب زہری، عروہ بن زبیر) ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے بچپن میں اپنے ہوش و حواس کے زمانے سے ہی اپنے والدین کو مسلمان پایا اور روزانہ صبح و شام دونوں وقت ہمارے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد و رفت تھی۔ جب مسلمان مصائب میں مبتلا ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ہجرت کر کے حبشہ کی طرف روانہ ہوئے۔

برک الغماد (مکہ سے یمن کی طرف ایک مقام) میں پہنچے تو ابن دغنہ جو کہ قبیلہ قارہ کے سردار تھے سے ملاقات ہوئی اس نے پوچھا اے ابوبکر! کہاں کا قصد ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بتایا جیسا کہ ہجرت حبشہ کے مقام پر بیان کر چکے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ میں تیری پناہ کو رد کرتا ہوں اور اللہ کی پناہ پر راضی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مکہ میں تھے آپ نے مسلمانوں کو خطاب کر کے فرمایا کہ مجھے تمہارا دار الہجرت دکھایا گیا ہے جو دو حرّوں کے درمیان نخلستان ہے چنانچہ چند لوگوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور مہاجرین حبشہ میں سے بھی بعض مدینہ کی طرف چلے آئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی مدینہ کا عزم کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذرا ٹھہر جاؤ امید ہے کہ مجھے بھی ہجرت کی اجازت مل جائے گی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا (آپ پر میرے ماں باپ قربان) آپ کو بھی امید ہے؟ آپ نے اثبات میں جواب دیا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ انتظار کرنے لگے کہ آپ کے ساتھ ہی ہجرت کریں اور وہ اپنی دونوں سواریوں کو چار ماہ تک کیکر کے پتے کھلاتے رہے (بعض نے چھ ماہ کا عرصہ بیان کیا ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے وقت آمد...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں ایک روز ٹھیک دوپہر کے وقت بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں آپ سر چھپائے ایسے وقت آئے جو آپ کے آنے کا وقت نہ تھا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (فداء له ابی وامی) کہہ کر فرمایا بخدا اس وقت آپ کسی اہم کام کے لئے تشریف لا رہے ہیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اندر آنے کی اجازت طلب کی اجازت کے بعد آپ اندر تشریف لائے اور فرمایا اپنے گھر والوں کو ذرا باہر بھیج دو تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ آپ ہی کے گھر والے ہیں تو آپ نے فرمایا مجھے ہجرت کی اجازت ہو گئی ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلئے میرے ماں باپ آپ پر صدقے آپ نے فرمایا ہاں تم ساتھ چلو تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ ان دو سواریوں میں سے ایک لے لیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیمت دے کر لے سکتا ہوں۔

زاد سفر کی تیاری اور غار ثور کے لئے تیاری..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نے نہایت عجلت سے ان کا سامان سفر تیار کیا اور زاد سفر ایک تھیلے میں رکھ دیا اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے اپنے نطاق (کمر پر باندھنے کا کپڑا) کو پھاڑ کر تھیلے کا منہ باندھ دیا اسی سبب سے وہ ذات النطاقین کے نام سے مشہور ہو گئیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غار ثور میں چلے گئے وہاں تین رات چھپے رہے۔ عبداللہ بن ابی بکر جو نوجوان ذہین اور ہوشیار تھے رات کو غار میں ان کے پاس رہتے اور منہ اندھیرے سحری کے وقت چلے آتے جیسے رات مکہ میں گزاری ہے اور دن بھر مکہ میں قریش کے ساتھ رہتے جو ان کے خلاف منصوبے بناتے رات کو اندھیرا ہوتے ہی ان کے پاس پہنچ کر قریش کی ساری داستان سنا دیتے۔ عامر بن فہیرہ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام) ان کے پاس عشاء کے بعد دودھ کی بکریاں لاتے آپ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دونوں رات کو تازہ دودھ پی کر آرام سے بسر کرتے پھر وہ بکریوں کو اندھیرے ہی میں ہانک کر لے جاتے یہ سلسلہ تین رات کیا کرتے رہے۔

راستے کا ماہر... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بنی الدیل کے ایک آدمی کو بطور رہبر راستہ بتانے کے لئے اجرت پر رکھ لیا جو بنی عدی کے خاندان سے تھا۔ وہ آل عاص بن وائل سہمی کا حلیف تھا اور کفار قریش کے دین کا معتقد تھا اس پر اعتماد کر کے دونوں سواریاں اس کے سپرد کر دیں اور تیسری رات کے بعد صبح سویرے اس کو غار ثور کے پاس سواریاں لانے کا پابند کیا۔ آپ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ عامر بن فہیرہ اور رستے کا ماہر عبداللہ بن اریقط تھا یہ ان کو "ساحل" کے راستے پر لے چلا۔

غار ثور سے روانگی اور سراقہ کا تعاقب... امام زہری عبدالرحمن بن مالک مدلجی سراقہ کے بھتیجے سے بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد نے بتایا کہ انہوں نے سراقہ سے سنا ہے کہ ہمارے ہاں کفار قریش کے پیامبر آئے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قتل یا گرفتار کرنے والے کے لئے ایک آدمی کی دیت بطور انعام دینے کا اعلان کیا ہے۔

میں بنی مدلج کی ایک مجلس میں بیٹھا تھا کہ کسی نے آ کر کہا اے سراقہ! میں نے ابھی ساحل کے راستہ پر چند آدمی دیکھے ہیں میرا گمان ہے کہ وہ محمد اور اس کے رفقاء ہیں۔ سراقہ کا بیان ہے کہ میں سمجھ گیا کہ یہ واقعی وہی ہیں مگر میں نے اس کو کہا یہ وہ نہیں ہیں بلکہ تو نے فلاں فلاں کو دیکھا ہے جو ہمارے سامنے سے گئے ہیں پھر میں مجلس میں تھوڑی دیر ٹھہرا اور اٹھ کر اپنے گھر چلا گیا اور لونڈی کو کہا کہ میرا گھوڑا باہر لے جائے اور ٹیلے کے پیچھے اس کو لے کر میرا انتظار کرے۔ پھر میں نے نیزہ پکڑا اور گھر کی پشت سے اس کو سیدھا کیا ہوا تھا اور زیریں حصہ زمین پر لگاتے باہر نکلا اور گھوڑے پر سوار ہو کر اس کو سرپٹ دوڑایا اور وہ تیز قدمی کرتا ہوا مجھے ان کے قریب لے گیا تا آنکہ میرے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور میں نیچے گر پڑا اور فوراً اٹھ کھڑا ہو کر میں نے ترکش سے فال کے لئے تیر نکالے اور تیروں سے قسمت آزمائی کی کیا ان کو نقصان پہنچا سکوں گا یا نہیں؟ چنانچہ وہ تیر نکلا جس کو میں ناگوار سمجھتا تھا یعنی میں فال کی خلاف ورزی کرتے ہوئے گھوڑے پر سوار ہوا اور میرا گھوڑا ان کے اس قدر قریب ہو گیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت سن رہا تھا۔

اور آپ ادھر ادھر سے بے نیاز تلاوت فرما رہے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ادھر ادھر دیکھ رہے تھے کہ میرے گھوڑے کے پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے اور میں گر پڑا اٹھا اور گھوڑے کو ڈانٹا وہ اٹھا لیکن اپنے پاؤں کو زمین سے نہ نکال سکا پھر وہ بڑی مشکل سے سیدھا کھڑا ہوا تو اس کے دونوں ہاتھوں کے نیچے سے گرد و غبار اٹھی جو دھوئیں کی طرح آسمان پر پھیل گئی پھر میں نے تیروں سے فال نکالا چنانچہ وہ میری مرضی کے خلاف نکلا پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے رفقاء سے پناہ و امان کی درخواست کی وہ ٹھہر گئے اور میں گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس چلا گیا اور جس وقت راستہ میں مجھے یہ کچھ پیش آیا تو میں نے جان لیا مجھے یقین ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امر غالب ہو کر رہے گا۔ پھر میں نے آپ کو بتایا کہ قریش نے آپ کی گرفتاری پر سو اونٹ کا انعام مقرر کیا ہے اور آپ کو میں نے ان کے عزائم سے مطلع کیا اور آپ کو زاد راہ اور سامان سفر کی پیشکش کی آپ نے میری بات کا انکار کرتے ہوئے فرمایا ہمارا حال پوشیدہ رکھنا۔ پھر میں نے درخواست کی کہ مجھے پروانہ امن لکھ دیجئے تو آپ نے عامر بن فہیرہ کو حکم دیا اس نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر مجھے امن و امان کی سند لکھ کر دی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہو گئے۔

سراقہ جعرانہ کے وقت مسلمان ہوئے ... محمد بن اسحاق (زہری، عبدالرحمن بن مالک بن جعشم، مالک بن جعشم) سراقہ سے یہ قصہ بیان کرتے ہیں مگر اس میں ہے۔ جب سراقہ نے عرض کی کہ ٹھہریئے تو آپ وہاں رک گئے۔ یہ گفتگو ہو کر تفصیل بیان کی یہاں تک کہ اس نے پروانہ امن کی درخواست کی اور عرض کیا کہ آپ ایسا مکتوب تحریر فرما دیں جو میرے اور آپ کے درمیان نشان اور علامت کا کام دے چنانچہ آپ نے مجھے ہڈی کا ٹکڑا یا چمڑے پر تحریر لکھ کر عطا کر دی۔

سراقہ کا بیان ہے کہ طائف سے واپسی کے وقت جعرانہ میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پروانہ امن پیش کیا تو آپ نے فرمایا یہ حسن سلوک کا دن ہے قریب آؤ تو میں چل کر آپ کے قریب ہوا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ بقول ابن ہشام یہ نسب اس طرح ہے عبد الرحمن بن حارث بن مالک بن جعشم اور یہی نسب صحیح اور درست ہے۔

سراقہ کا اشاعت معجزہ اور ابوجہل کا جواب ... سراقہ واپس ہوا تو ہر تلاش کرنے والے کو واپس کر دیتا کہ اس سمت کوئی بات نہیں۔ جب معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچ گئے ہیں تو سراقہ نے اپنا واقعہ اور معجزہ کے بارے میں لوگوں کو بتانے لگا اور اپنے گھوڑے کا واقعہ بتانے لگا یہ بات دور دراز تک پھیل گئی تو رؤسائے قریش ان کے خطرہ کے پیش نظر ڈرے اور ان کو خطرہ لاحق ہوا کہ یہ بات بہت سے لوگوں کے مسلمان ہونے کا باعث بن جائے گا (یاد رہے کہ سراقہ بنی مدلج کا رئیس اور سردار تھا) ابوجہل ملعون نے ان کی طرف یہ اشعار تحریر روانہ کئے ہیں:

[illegible]
[illegible]
[illegible]

فیصبح شتی بعد عز و سؤدد

’’اے اولاد مدلج! مجھے تمہارے احمق سراقہ سے خطرہ ہے کہ وہ محمد کی نصرت کے لیے تمہیں گمراہ کرنے والا ہے سو اس کو روک لو کہ وہ تمہارے شیرازہ کو نہ بکھیر دے اور تمہارا خاندان عزت و سیادت کے بعد پراگندہ اور منتشر ہو جائے۔‘‘

سراقہ بن مالک بن جعشم نے ابوجہل سے جواب میں کہا:

أبا حكم واللات لو كنت شاهداً
لأمر جوادي إذ تسوخ قوائمه
علمت ولم تشكك بأن محمداً
رسول وبرهان فمن ذا يقاومه
عليك فكف القوم عنه فإنني
أرى أمره يوماً ستبدو معالمه
بأمر يود الناس فيه بأسرهم
بأن جميع الناس طراً مسالمه

’’اے ابوجہل! اگر تو میرے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنستے ہوئے دیکھ لیتا تو تجھے یقین ہو جاتا اور تجھ کو شک نہ رہتا کہ محمد ﷺ اللہ کا رسول اور برہان ہے کون ہے جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ تیری ذمہ داری ہے کہ تو لوگوں کو اس سے روک لے میرا غالب گمان ہے کہ ایک روز اس کے دین کے ایسے نشانات ظاہر ہوں گے کہ سبھی ان کی اطاعت قبول کریں گے اور تمام لوگ اس سے صلح کے خواستگار ہوں گے۔‘‘

’’مغازی‘‘ میں اپنی سند کے ساتھ واقدی نے یہ اشعار محمد بن اسحاق سے بیان کیے ہیں اور ابو نعیم نے زیاد از ابن اسحاق ابوجہل کے اشعار میں ایسے اشعار کا اضافہ بیان کیا ہے جو اتم کفر پر مشتمل ہیں۔

زبیر کا راستہ میں سفید لباس پیش کرنا ...... امام بخاری اپنی سند کے ساتھ عروہ بن الزبیر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات راستہ میں حضرت زبیر سے ہوئی جو مسلمانوں کے ایک تجارتی قافلہ میں شام سے آ رہا تھا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سفید کپڑے پیش کیے۔

قبا میں آمد ...... مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے ہجرت کرنے کی خبر مشہور ہو گئی تھی وہ روزانہ صبح سویرے ’’حرہ‘‘ کے پاس آپ کا انتظار کرتے اور دھوپ تیز ہو جانے سے واپس لوٹ جاتے۔ ایک روز طویل انتظار کے بعد واپس ہوئے اور ابھی گھروں میں آئے ہی تھے کہ ایک یہودی اپنے کسی قلعے کی چھت پر کسی غرض سے چڑھا تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے رفقاء کو نہایت سفید لباس میں ملبوس دیکھا (ان پر سراب کا اثر ہو رہا تھا) یہودی بے ساختہ زور سے چلا اٹھا اے اہل عرب! یہ لو تمہارا ’’بخت‘‘ آ گیا ہے جس کے تم منتظر تھے یہ سن کر مسلمان ہتھیار لے کر دوڑے اور ’’حرہ‘‘ کی پشت پر آپ سے ملاقات کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو لے کر دائیں جانب ہو لیے اور بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں فروکش ہوئے یہ واقعہ بروز پیر ماہ ربیع الاول (۱۲ ربیع الاول ۱ ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۶۲۲ء) کا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش بیٹھ گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں سے ملنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ جن لوگوں نے آپ کو نہ دیکھا تھا وہ آ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سلام کرتے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دھوپ ہونے لگی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ پر چادر کا سایہ کر کے کھڑے ہو گئے اس وقت لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عمرو بن عوف کے پاس دس راتوں سے زائد قیام کیا اور اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جو تقویٰ پر تعمیر ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں نماز ادا کی۔

مسجد نبوی کی جگہ کا تعین... پھر آپ سوار ہو گئے اور لوگ بھی آپ کے ہمراہ چلتے رہے حتیٰ کہ آپ کی سواری مدینہ میں مسجد نبوی کے پاس بیٹھ گئی اور مسلمانوں نے اس وقت وہاں نماز پڑھی یہ جگہ سہل اور سہیل دو یتیموں کا کھجوریں سکھانے کا مقام تھی جو اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے زیر تربیت تھے۔ جب سواری یہاں بیٹھ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان شاء اللہ یہی ہماری منزل ہے پھر آپ ﷺ نے ان لڑکوں کو بلایا اور مسجد تعمیر کرنے کے لئے ان سے جگہ کی قیمت پوچھی تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ کو ہبہ کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہبہ قبول کرنے سے انکار فرمایا آخر کار ان سے یہ جگہ خرید لی گئی۔

اشعار.... مسجد تعمیر کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسلمانوں کے ہمراہ اینٹیں اٹھا رہے تھے اور فرما رہے تھے:

ھذا الحمال لا حمال خیبر
ھذا أبر ربنا وأطھر
اللھم إن الأجر أجر الآخرة
فارحم الأنصار والمھاجرة

"یہ بھاری اینٹوں کا اٹھانا ہے خیبر کے میوہ جات کا اٹھانا نہیں اے ہمارے پروردگار یہ کام نہایت عمدہ نیکی والا اور صاف ستھرا ہے اے اللہ اجر تو بس آخرت کا اجر ہے لہذا تو انصار اور مہاجرین کو بخش دے۔"

یہ شعر کسی مسلمان کا ہے جس کا نام معلوم نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تمثیل پڑھا تھا امام زہری کا بیان ہے کہ کسی حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اشعار کے علاوہ بطور تمثیل کوئی کامل شعر پڑھا ہو۔ یہ واقعہ صرف امام بخاری میں ہے مسلم میں نہیں۔ اس روایت کے دوسرے شواہد موجود ہیں اور اس روایت میں امر مسجد کا کچھ تذکرہ کیا گیا ہے۔ اب ہم یہاں ترتیب وار سب امور بیان کریں گے۔

معجزہ اور سفر کی تفصیل امام احمد (عمرو بن محمد ابو سعید عنقزی، اسرائیل، ابو اسحاق) براء بن عازب بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عازب سے ۱۳ درہم میں ایک زین خریدی اور عازب سے کہا کہ براء کو کہو میرے گھر تک پہنچا آئے تو اس نے کہا نہیں یہاں تک کہ آپ بتائیں کہ جب آپ سفر ہجرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گئے آپ نے سفر کیسے کیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم رات کے آخری حصہ میں روانہ ہوئے۔ رات دن دوپہر تک چلتے رہے دوپہر کے وقت میں نے غور سے دیکھا کہ کوئی سایہ ہو جہاں ہم بیٹھیں تو ایک چٹان نظر آئی میں وہاں گیا تو اس کا معمولی سا سایہ تھا میں نے جگہ ہموار کی اور بچھونا بچھا کر عرض کیا یا رسول اللہ آرام فرمائیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے پھر میں ادھر ادھر تعاقب کرنے والوں کو دیکھنے لگا کہ اچانک ایک چرواہا نظر آیا میں نے پوچھا لڑکے تو کس کا ہے؟ اس نے ایک قریشی کا نام بتایا جس کو میں جانتا تھا میں نے پوچھا تیری بکریوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا ہاں، میں نے کہا کیا تو مجھے دودھ نکال دے گا؟ اس نے کہا ہاں، پھر میں نے اس کو کہا تو وہ ایک بکری لایا میں نے اس کے تھن صاف کرنے کے لئے کہا اس نے صاف کر دیئے پھر میں نے کہا اپنے ہاتھ صاف کرو میرے پاس ایک برتن تھا جس کے منہ پر میں نے باریک کپڑا باندھا تھا پھر اس نے دودھ دوہا پھر میں نے دودھ پر پانی چھڑکا اور ٹھنڈا ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاگ چکے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ نوش فرمائیے آپ نے اس قدر پیا کہ میں دل سے خوش ہو گیا پھر پوچھا کیا ابھی کوچ کا وقت آ گیا ہے؟

سراقہ کا تعاقب کرنا... پھر ہم چل پڑے اور لوگ ہمارا تعاقب کر رہے تھے ہم میں سے کسی کو سوائے سراقہ بن جعشم کے کوئی نہ ملا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ تعاقب کرنے والا ہم تک پہنچ گیا ہے آپ نے فرمایا غم نہ کرو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

جب وہ ہمارے قریب آ گیا اور ہمارے درمیان ایک یا دو یا تین نیزوں کا فاصلہ رہ گیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ تعاقب کرنے والا پہنچ گیا

سے جا رہا تھا میں آبدیدہ ہو گیا آپ ﷺ نے فرمایا روتے کیوں ہو؟ عرض کیا واللہ! مجھے اپنی جان کا خوف نہیں ہے بلکہ آپ کے لئے اشکبار ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی (اللھم اکفناہ بما شئت) یا اللہ! ہمیں اس سے جیسا تو چاہتا ہے بچا لے گھوڑے کے پاؤں پیٹ تک سخت زمین میں دھنس گئے وہ اس سے اتر گیا اور اس نے عرض کیا اے محمد ﷺ مجھے معلوم ہے کہ یہ آپ کا کارنامہ ہے دعا کیجئے کہ اللہ مجھے اس عذاب سے نجات بخشے واللہ! میں بعد میں آنے والے سب تعاقب کرنے والوں کو روک لوں گا اور یہ میرا ترکش ہے اس میں سے آپ ایک تیر بطور نشانی لیں راستے میں آپ میرے اونٹوں اور بکریوں کے ریوڑ پر سے فلاں مقام پر گزریں گے جو چاہیں وہاں سے لے لیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیں کوئی ضرورت نہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں دعا کی تو گھوڑا زمین سے باہر نکل آیا اور وہ اپنے احباب کے پاس چلا گیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ چلا آیا۔ لوگ آپ ﷺ کے استقبال کے لئے اور آپ کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے راستوں اور گلیوں میں آ گئے خدام اور بچے راستوں اور چھتوں پر دوڑتے ہوئے اللہ اکبر کے نعرے لگا رہے تھے اور کہہ رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ محمد ﷺ تشریف لائے۔ آپ وہاں پہنچے تو باہمی نزاع پیدا ہوا کہ آپ کس کے مہمان ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات میں عبدالمطلب کے ننھیال بنی نجار کے ہاں ان کی تعظیم و تکریم کی خاطر بسر کروں گا۔ صبح ہوئی تو آپ وہاں چلے گئے جہاں آپ کو حکم ہوا۔

براء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سب مہاجرین سے پہلے مصعب بن عمیر آئے پھر ابن ام مکتوم نابینا آئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیس سواروں کے قافلے میں تشریف لائے۔ ہم نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ کہا وہ آپ تشریف لا رہے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل میں نے مفصل منزل کی متعدد سورتیں پڑھ لی تھیں۔ یہ روایت متفق علیہ ہے عبداللہ بن رجاء عن اسرائیل کے سلسلے سے بخاری کے مطابق اول من قدم علینا کے الفاظ ہیں۔ امام مسلم اس میں منفرد ہیں وہ اسرائیل کی سند سے اس کو بیان کیا ہے۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رات غار میں رہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ساتھ تھے قریش نے جب آپ کو مفقود پایا تو آپ کی گرفتاری پر سو اونٹ کا اعلان کیا۔ جب تین راتیں گزر گئیں اور تعاقب و جستجو کرنے والے سست پڑ گئے تو اجرتی اپنے اور ان کے اونٹ لے کر حاضر ہو گیا اور اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا توشہ دان لائیں اس کو باندھنے کی رسی بھول گئیں جب سفر پر روانہ ہونے لگے تو توشہ دان لٹکانے کے لئے رسی نہ دارد انہوں نے اپنا پٹکا کھول کر رسی کی جگہ استعمال کیا اسی وجہ سے انہیں ذات النطاقین کہا جاتا ہے۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دو سواریوں میں سے بہتر سواری پیش کی اور عرض کیا یا رسول اللہ! (فداک ابی و امی) سوار ہو جائیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کسی اور کے اونٹ پر سوار نہیں ہوتا تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! (فداک ابی و امی) یہ آپ کا ہے فرمایا لیکن نہیں، پہلے بتاؤ کتنے میں خریدا؟ عرض کیا اتنے درہم میں فرمایا قیمت کے عوض میں لے لیتا ہوں عرض کیا یہ بھی آپ ہی کی ہے۔

قصواء ۸ سو درہم میں۔ واقدی نے متعدد اسناد سے بیان کیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے "قصواء" کو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ان دو اونٹوں میں سے آٹھ سو درہم میں خریدا تھا۔ ابن عساکر نے ابو اسامہ از ہشام از عروہ از عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا ہے کہ وہ جدعاء تھی امام بیہقی نے بھی ابن اسحاق سے اسی طرح نقل کیا ہے واللہ اعلم۔

ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عامر بن فہیرہ اپنے غلام کو اپنے پیچھے خدمت کے لئے سوار کیا۔

ام معبد کے ہاں قیام اور جن کے اشعار۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ تین راتیں تک ہم بے خبر تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرف تشریف لے گئے ہیں یہاں تک کہ ایک جن زیریں مکہ سے یہ اشعار گاتا ہوا آیا لوگ اس کے پیچھے پیچھے تھے اس کی آواز سن رہے تھے مگر اس کو دیکھ نہ پاتے تھے وہ بالائی مکہ سے نکل گیا وہ کہہ رہا تھا

جزی اللہ رب الناس خیر جزائه

خیمتی رفیقین حلا ام معبد
هما نزلا بالبر ثم تروحا
فافلح من امسى رفيق محمد
ليهن بني كعب مكان فتاتهم
ومقعدها للمؤمنين بمرصد

"اللہ پروردگار عالم اچھی جزا دے ان دو ساتھیوں کو جو ام معبد کے دو خیموں میں فروکش ہوئے۔ وہ نیکی اور تقویٰ سے اس کے ہاں خیمہ زن ہوئے، پھر شام کو روانہ ہو گئے اور جو محمد کا رفیق ہے وہ کامیاب و کامران ہے۔ بنی کعب کو ان کی خاتون کا مقام مبارک ہو اور اس کی رہائش مسلمانوں کے لئے راحت کدہ ہے۔"

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا بیان ہے یہ اشعار سن کر ہمیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قصد مدینہ ہے۔

چار رفیق سفر اور طریق ہجرت ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رفیق سفر چار تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، عامر بن فہیرہ غلام ابی بکر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن ارقد (مشہور نام عبداللہ بن اریقط دائلی ہے) وہ مشرک تھا۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ان کا رہبر راستہ عبداللہ بن ارقد مکہ کے زیریں حصہ سے لے چلا پھر ان کو ساحل پر لے آیا یہاں تک کہ اس نے عسفان کے زیریں حصہ سے راستے کو عبور کیا پھر امج کے نیچے جاتے ہوئے لے چلا پھر وہ ان کو قدید لے جانے کے بعد وہیں سے راستہ کاٹ کر خرار گئے۔ لے گیا بعد ازاں ثنیۃ المرۃ میں پھر "لقفا" کے راستہ پر پھر "مدلجہ"۔ کے کنویں کے راستے پر بعد ازاں مجاح کے کنویں کی وادی سے ان کو لے چلا پھر مرج مجاح کے راہ پر لے آیا پھر ان کو ذی الغضوین سے مرج کے درمیان سے لے چلا پھر ذی کشر کے بطن سے پھر ان کو "جداجد" پر لے آیا پھر اجرد مقام پر پھر ان کو تعہن کے کنویں بطن اعداء میں ذاسلم پر سے چلا پھر عبابید پھر القاحہ پھر ان کو عرج لے آیا یہاں آ کر ایک سواری پیچھے رہ گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اوس بن حجر اسلمی نے ابن رداء نامی ایک اونٹ مدینہ تک دیا اور اپنا غلام مسعود بن ہنیدہ ہمراہ کیا۔

پھر یہ رہبر ان کو عرج سے ثنیۃ العائر (یہ قول ابن ہشام ثنیۃ الغائر) رکوبہ کے دائیں طرف لے چلا یہاں تک کہ وادی رئم میں فروکش ہوئے پھر قبا میں بنی عمرو بن عوف کے پاس لے آیا۔ بروز سوموار ۱۲ ربیع الاول (۱۳ نبوت) دوپہر کا وقت قریب تھا اور سورج نصف النہار پر تھا۔ ابو نعیم نے واقدی سے قریباً انہی منازل کا ذکر کیا ہے اور بعض منازل میں ان کے خلاف بھی بیان کیا ہے، واللہ اعلم۔

نیک شگون ...... ابو نعیم (ابو حامد بن جبلہ، محمد بن اسحاق، سراج، محمد بن عباد بن موسیٰ عکلی، اخو موسیٰ بن عمر، عبداللہ بن سیار، ایاس بن مالک بن اوس اسلمی) حضرت مالک بن اوس اسلمی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ سفر ہجرت کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جحفہ میں ہمارے اونٹوں کے باڑے کے پاس سے گزرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کس کے اونٹ ہیں۔ معلوم ہوا کہ اسلم قبیلے میں سے کسی اسلمی کے ہیں۔ آپ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ان شاء اللہ تم سلامتی سے ہمکنار رہو گے۔ پھر نام پوچھا تو مسعود تھا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ان شاء اللہ تجھے سعادت و خوش بختی میسر ہو گی۔ پھر مالک بن اوس اسلمی نے ابن رداء نامی ایک اونٹ سواری کے لئے پیش کیا گیا۔

ایام سفر کی تحدید ...... امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان گزر چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے بروز سوموار روانہ ہوئے اور مدینہ میں بھی بروز سوموار تشریف فرما ہوئے تو آپ کی مکہ سے روانگی اور مدینہ میں تشریف آوری کا درمیانی وقفہ پندرہ دن کا ہے کیونکہ آپ غار میں تین روز ٹھہرے پھر آپ ساحل کے راستے پر روانہ ہوئے جو سیدھا راستہ سے نہایت بعید اور دور کا راستہ ہے۔

ام معبد اور ان کا واقعہ: راستہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ام معبد بنت کعب جو کہ بنی کعب بن خزاعہ سے تھیں ان کے پاس سے گزرے۔ بقول ابن ہشام یونس نے ابن اسحاق سے بیان کیا ہے کہ ان کا نام عاتکہ بنت خلف بن معبد بن ربیعہ بن اصرم ہے۔ اور اموی نے بتایا ہے کہ ان کا نام عاتکہ بنت تبیع حلیف بنی منقذ بن ربیعہ بن اصرم بن ضبیس بن حرام بن حبشیہ بن کعب بن عمرو۔ ام معبد کے بیٹے ہیں معبد، نضرہ اور معبد و پسران ابو معبد۔ ابو معبد کا نام اکثم بن عبد العزی بن معبد بن ربیعہ بن اصرم بن ضبیس ہے۔ ام معبد کا قصہ مشہور و معروف ہے متعدد سند سے مروی ہے ایک سند دوسری سند کی تائید کرتی ہے۔ یونس نے ابن اسحاق سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام معبد عاتکہ بنت خلف کے خیمہ میں فروکش ہوئے جس سے کھانا طلب کیا تو اس نے کہا واللہ! ہمارے پاس کھانا ہے نہ دودھ۔ بکری صرف یہی ایک حائل اور بانجھ بکری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری منگوائی اس کے تھن صاف کر کے اللہ سے دعا کی اور ایک بڑے برتن میں اس کا دودھ نکالا یہاں تک کہ اس پر جھاگ آ گئی اور فرمایا:

اے ام معبد! پیو۔ انہوں نے عرض کیا آپ ہی نوش فرمائیے آپ ہی اس کے زیادہ حقدار ہیں آپ نے پھر اس کو واپس کیا اور اس نے پی لیا پھر ایک اور حائل بکری منگوائی اس کا بھی دودھ نکال کر پیا پھر ایک اور حائل بکری منگوائی تو اس کا دودھ بہرہ کو پلایا پھر ایک اور حائل بکری منگوا کر اس کا دودھ عامر کو پلایا۔ پھر آپ وہاں سے روانہ ہو گئے اور قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعاقب اور جستجو میں تھے۔ ام معبد کے پاس آئے تو اس سے پوچھا کیا تم نے محمد کو دیکھا ہے ان کا حلیہ بیان کیا ہے اور آپ کے اوصاف و شمائل بیان کئے تو اس نے کہا مجھے تمہاری بات کا علم نہیں البتہ ہمارے پاس ایک نوجوان حائل بکریوں کا دودھ نکالتا آیا تھا قریش نے کہا ہم اسی کے طلب گار ہیں۔

قصہ ام معبد بروایت بزار: حافظ بزار (محمد بن معمر، یعقوب بن محمد، عبد الرحمن بن عقبہ بن عبد الرحمن بن جابر بن عبد اللہ، عقبہ، ابو عبد الرحمن) جابر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مکہ سے ہجرت کر کے روانہ ہوئے تو غار ثور کے اندر داخل ہوئے تو غار میں متعدد سوراخ تھے ایک سوراخ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا پاؤں رکھ دیا مبادا اس سے کوئی موذی چیز نکل آئے۔ غار میں تین راتیں بسر کیں پھر وہاں سے روانہ ہوئے اور ام معبد کے خیمے کے پاس فروکش ہوئے تو اس نے حسین اعرابی کے چہرے کو دیکھ کر کہلا بھیجا کہ قبیلہ تم لوگوں کی مجھ سے اچھی مہمانی کر سکتا ہے۔ جب آپ دونوں شام تک ٹھہرے رہے تو اس نے اپنے چھوٹے بیٹے کے ہاتھ بکری اور چھری بھیجی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھری لے جاؤ، پیالہ لاؤ۔ اس نے کہا یہ بے دودھ والی بکری ہے تو بھی آپ ﷺ نے پھر فرمایا پیالہ لاؤ تو وہ پیالہ لایا تو آپ نے بکری کی پشت پر ہاتھ مارا اور جگالی کرنے لگی اور دودھ سے تھن بھر گئے۔ آپ نے دودھ دوہا تو پیالہ بھر گیا خود بھی پیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی پلایا پھر دودھ دوہ کر ام معبد کے پاس بھیجا۔

بزار کا بیان ہے کہ یہ روایت ہمارے خیال میں صرف اسی سند سے مروی ہے اور عبد الرحمن بن عقبہ سے صرف یعقوب بن محمد ہی روایت نقل کرتے ہیں تو اس کی نسبت مشہور و معروف ہے۔

حافظ بیہقی (یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ، محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ، عبد الرحمن بن اصبہانی، عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں مکہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوا اور ہم عرب کے ایک قبیلے کے ہاں پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گوشے میں مکان دیکھا اور اس کا قصد کیا ہم وہاں اترے تو اس میں صرف ایک خاتون تھی اس نے عرض کیا جناب! میں ایک بے مرد خاتون ہوں میرے پاس کوئی مرد موجود نہیں اگر آپ مہمانی کے طلب گار ہیں تو قبیلے کے رئیس کے پاس تشریف لے جائیں۔ آپ نے اس سے کوئی بات نہیں کی (یہ شام کا وقت تھا) اس کا بیٹا بکریاں ہانکتا ہوا آیا تو اس نے اپنے بیٹے کو کہا یہ بکری اور چھری ان دو آدمیوں کے پاس لے جا اور ان کو کہہ میری ماں کہتی ہے کہ یہ بکری ذبح کرو خود کھاؤ اور ہمیں بھی کھلاؤ۔ جب وہ بکری اور چھری لے آیا تو اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھری لے جاؤ اور پیالہ لاؤ اس نے عرض کیا یہ تو بانجھ ہے بغیر دودھ کے بکری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جاؤ۔ پھر وہ پیالہ لایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا پھر دودھ دوہا اور پیالہ لبالب بھر گیا تو کہا اس کو اپنی والدہ کے پاس لے جا۔ اس نے خوب سیر ہو کر پیا پھر وہ پیالہ لے آیا تو

آپ ﷺ نے پھر اس میں دودھ دوہا اور کہا اس بکری کو لے جا اور دوسری بکری لا۔

آپ ﷺ نے اس سے بھی دودھ دوہا اور مجھے (ابوبکر رضی اللہ عنہ) پلایا پھر وہ تیسری بکری لایا تو آپ نے اس سے بھی دودھ دوہا کر اسے پلایا پھر خود پیا ہم نے وہ رات گزاری اور پھر ہم چل پڑے۔ وہ عورت اس وجہ سے آپ ﷺ کو مبارک کہنے لگی۔ اس کی بکریاں بہت زیادہ ہو گئیں حتیٰ کہ وہ انہیں مدینے تک لائی۔

ایک دفعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کے بیٹے کو دیکھا تو اسے پہچان لیا وہ کہنے لگا کہ اے ماں! یہ وہ شخص ہے جو اس مبارک کے ساتھ تھا وہ عورت کھڑی ہوئی اور کہنے لگی اے اللہ کے بندے! وہ آپ کے ساتھ کون شخص تھا؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تم اسے نہیں جانتیں؟ وہ کہنے لگی نہیں۔ فرمایا وہ اللہ کے نبی ہیں۔ وہ کہنے لگی مجھے ان کے پاس لے چلو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسے لے گئے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام معبد کو کھانا کھلایا اور اسے تحفے دیئے۔

ابن عبدان کی روایت میں یہ زیادتی ہے کہ اس عورت نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہنے لگی میری اس (مبارک) کی طرف راہنمائی کیجئے اور وہ عورت ابوبکر کے ساتھ چلی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پنیر اور اعرابیوں کے سازو سامان میں سے کچھ چیزیں ہدیہ دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے تحفے تحائف دیئے۔ راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا کہ ام معبد مسلمان ہو گئی۔ اس کی سند حسن ہے۔

بیہقی، ابو عبد اللہ الحافظ، ابوبکر احمد بن حسن القاضی (ابو العباس) اصم، حسن بن مکرم، ابو احمد بشر بن محمد السکری، عبد الملک بن وہب مذحجی، حر بن صیاح، ابو معبد خزاعی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، عامر بن فہیرہ اور راہبر عبد اللہ بن اریقط لیثی ہجرت کی رات مکہ سے مدینے کے لیے روانہ ہوئے تو ام معبد کے خیمے کے پاس سے گزرے۔

ام معبد کے احوال...... ام معبد ایک پختہ عمر دانشمند خاتون تھی، خیمے کے صحن میں گوٹھ مار کر بیٹھی رہتی تھی اور مسافروں کو کھلاتی پلاتی رہتی تھی۔ ان حضرات نے اس سے پوچھا کہ اس کے پاس گوشت یا دودھ ہے جو وہ خرید لیں گے ان کے پاس کچھ نہ تھا اس نے عرض کیا اگر ہمارے پاس کچھ ہوتا تو آپ کی مہمانی سے دست کش نہ ہوتے کیونکہ لوگ تنگ دست اور قحط زدہ تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو خیمے کے ایک گوشہ میں ایک بکری موجود ہے پوچھا اے ام معبد! یہ بکری کیسی ہے؟ اس نے عرض کیا کمزوری کے باعث بکریوں کے ساتھ چل پھر نہیں سکتی، پوچھا کیا وہ دودھ دیتی ہے؟ اس نے عرض کیا یہ تو اس بات سے کہیں زیادہ لاغر ہے۔ فرمایا اس کے دوہنے کی اجازت دیتی ہو؟ اس نے عرض کیا اگر دودھ ہو تو دوہ لو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کو منگوا کر بسم اللہ پڑھ کر اس پر ہاتھ پھیرا اور اللہ کا نام لے کر اس کے تھنوں کو صاف کیا اور برتن منگوایا جو ایک جماعت کو سیراب کر دے، اس نے ٹانگیں چوڑی کیں اور جگالی کرنے لگی۔ آپ نے اس میں خوب زور سے دوہا اور وہ لبالب بھر گیا۔ آپ نے ام معبد کو پلایا اس نے پی لیا اور اپنے رفقاء کو یکے بعد دیگرے بار بار پلایا حتیٰ کہ وہ سب شکم سیر ہو گئے اور آپ نے سب سے آخر میں پیا کہ قوم کا ساقی آخر میں پیتا ہے۔ پھر آپ نے اس میں دوبارہ دودھ دوہا اور اس کو اس کے پاس چھوڑ کر روانہ ہو گئے۔

آپ ﷺ کا حسن و جمال. تھوڑی دیر بعد اس کا شوہر ابو معبد آیا (کمزور، ناتواں، مریل اور دبلی پتلی بکریوں کو ہانکتا ہوا لایا جو بمشکل چل رہی تھیں) اور دودھ دیکھ کر حیران ہو گیا۔ پوچھا اے ام معبد! یہ دودھ کہاں سے آیا؟ دودھ دینے والی بکری گھر میں نہیں تھی اور سب بکریاں بے دودھ کے باہر تھیں۔ اس نے عرض کیا واللہ! ہمارے پاس ایک مبارک اور خوش اطوار شخص آیا تھا اس کی باتیں ایسی ایسی تھیں اس نے کہا اس کا حلیہ بیان کرو معلوم ہوتا ہے کہ وہ قریش کا مطلوب و مقصود ہے اس نے کہا میں نے ایسا شخص دیکھا ہے جو نمایاں حسن و جمال والا، پاکیزہ رو، خوش اخلاق، نہ توند کا عیب نہ چھوٹے سر کے گرے ہوئے، نہایت خوبرو اور حسین، آنکھیں سیاہ اور فراخ، پلکیں دراز، آواز میں بھاری پن، دونوں آنکھیں سرمگیں، باریک پیوستہ ابرو، گردن بلند، گھنی داڑھی، جب خاموش ہوتا ہے تو باوقار، بات کرے تو چہرہ پر رونق، شیریں کلام، واضح الفاظ، کلام کمی بیشی سے پاک۔

گویا ان کا کلام موتیوں کی لڑی ہے جو گر رہی ہے، دور سے دیکھنے میں خوبصورت ترین اور قریب سے انتہائی حسین و جمیل، درمیانہ قد نہ لمبا کہ آنکھ کو برا لگے اور نہ پست قامت جو دیکھنے میں حقیر لگے، دو شاخوں کے درمیان ایک شاخ ہے جو تینوں میں سے سر سبز و شاداب اور خوبصورت ہے، خوش منظر ہے، ساتھی ایسے جو ہر وقت ان کے گرد بیٹھے ہوتے ہیں، آپ بات کرتے ہیں تو چپ چاپ سنتے ہیں، حکم دیتے ہیں تو تعمیل کے لئے لپکتے ہیں، مخدوم و مرجع خلائق، نہ منقبض و ترش رو اور نہ فضول گو۔

یہ سن کر ابو معبد نے کہا یہ تو وہی صاحب قریش ہے جس کی ہم تلاش میں ہیں، اگر میری ان سے ملاقات ہو جاتی تو میں ان سے رفاقت اور صحبت کا التماس کرتا، اگر مجھے میسر ہوا اور موقع ملا تو میں ضرور کوشش کروں گا۔ مکہ کی فضا سے ایک اونچی اور صاف آواز سنائی دے رہی تھی لیکن آواز دینے والا نظر نہیں آ رہا تھا، وہ کہہ رہا تھا:

جزى الله رب الناس خير جزائه
رفيقين حلا خيمتي أم معبد
هما نزلا بالبر وارتحلا به
فأفلح من أمسى رفيق محمد
فيال قصي ما زوى الله عنكم
به من فعال لا تجازى وسودد

"اللہ تعالیٰ پروردگار عالم اپنا بہتر بدلہ دے ان دو رفیقوں کو جو ام معبد کے خیموں میں فروکش ہوئے۔ وہ عزت و وقار سے اترے اور اسی عزت و احترام سے روانہ ہو گئے، جو محمد کا رفیق ہے وہ کامیاب و کامران ہے۔ اے آل قصی! اللہ تعالیٰ نے تم کو کس قدر نمایاں اور بے مثال کارناموں اور سیادت سے محروم کر دیا ہے۔"

سلوا أختكم عن شاتها وإنائها
فإنكم إن تسألوا الشاة تشهد
دعاها بشاة حائل فتحلبت
له بصريح ضرة الشاة مزبد
فغادره رهنا لديها لحالب
يرددها في مصدر ثم مورد

"اپنی بہن سے اس کی بکری اور برتن کے بارے میں پوچھو، اگر تم نے اس سے دریافت کیا تو بکری خود ان حالات کی گواہی دے گی۔ آپ نے اس سے بانجھ بکری طلب کی، اس نے آپ کو دودھ سے بھرے ہوئے تھنوں سے جھاگ دار دودھ دیا۔ آپ نے وہ اس کے پاس طلب کرنے والے کے لئے چھوڑ دی جو صبح و شام دودھ دیتی ہے۔"

لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں موجود نہ پایا، ام معبد کے خیموں کا راستہ لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں جا ملے اور حسان بن ثابت نے ان اشعار کے جواب میں کہا:

لقد خاب قوم زال عنهم نبيهم
وقدس من يسري إليهم ويغتدي
ترحل عن قوم فزالت عقولهم
وحل على قوم بنور مجدد
هداهم به بعد الضلالة ربهم

وارشدهم من يتبع الحق يرشد
وهل يستوي ضلال قوم تسفهوا
عمى وهداة يهتدون بمهتد

"وہ قوم خائب وخاسر ہے جس سے ان کا نبی ہجرت کر گیا اور مسرور ہے وہ شخص جو ان کی طرف شب وروز رواں ہے۔ وہ بے بصیرت قوم سے روانہ ہو کر اپنے جلو میں نور کے ساتھ ایک قوم کے پاس جا فروکش ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے انہیں ضلالت کے بعد ہدایت سے روشناس کرایا جو شخص حق کے تابع ہو وہ رہنمائی پاتا ہے۔ کیا قوم کے گمراہ سفیہ اور اندھے ہدایت یافتہ لوگوں کے مساوی ہو سکتے ہیں۔"

نبي يرى ما لا يرى الناس حوله
ويتلو كتاب الله في كل مشهد
وان قال في يوم مقالة غائب
فتصديقها في اليوم او في ضحى الغد
ليهن ابا بكر سعادة جده
بصحبته من يسعد الله يسعد
ويهن بني كعب مكان فتاتهم
ومقعدها للمسلمين بمرصد

"نبی ان حالات کو دیکھتا ہے جن کو لوگ ان کے گرد ہوتے ہوئے بھی نہیں دیکھتے اور ہر مشہد ومقام میں اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتا ہے اور وہ کسی دن کسی بات کی پیشین گوئی کرے تو اس کی تصدیق اسی روز ہو جاتی ہے یا کل چاشت کو۔ ابو بکر کو اس کی مصاحبت کی نیک قسمتی مبارک ہو۔ اللہ جس کو سعادت بخشے وہی سعید ہوتا ہے۔ اور بنی کعب کو مبارک ہو اپنی خاتون کا مقام اور اس کا مسلمانوں کے لئے بیٹھنا۔"

ابو معبد .. عبدالملک بن وہب مذحجی راوی کا بیان ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابو معبد مسلمان ہو گیا ہے اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی۔ ابو نعیم نے بھی عبدالملک مذحجی کی سند سے اسی طرح بیان کیا ہے اور اس کے آخر میں اضافہ کیا ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ ام معبد نے ہجرت کی اور مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی۔

پہلے قصہ کی توثیق...... ابو نعیم (بہ حوالہ بکر بن محرز کلبی خزاعی، ابو محرز بن مہدی، حزام بن ہشام بن حبیش بن خالد، ابو ہشام) حبیش بن خالد صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، عامر بن فہیرہ اور ان کا راہبر عبداللہ بن اریقط جب مکہ سے ہجرت کرنے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو ام معبد کے خیمے کے پاس سے گزرے اور اس نے مذکورہ بالا روایت کے مطابق بیان کیا ہے۔ مکرم بن احمد بن علی بن جعفر، محمد بن یونس بن موسیٰ کدیمی، عبدالعزیز بن یحییٰ مدنی، عبدالعزیز بن یحییٰ مولیٰ عباس بن عبدالمطلب، محمد بن سلیمان بن سلیط انصاری، سلیمان، ابو سلیط انصاری بدری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، عامر بن فہیرہ اور ان کا راہنما عبداللہ بن اریقط ہجرت کے لئے روانہ ہوئے تو ام معبد خزاعیہ کے پاس سے گزرے (اور وہ آپ کو پہچانتی نہ تھی) تو اس کو کہا اے ام معبد! کیا تیرے پاس دودھ ہے؟ اس نے کہا واللہ نہیں، بکریاں سب باہر گئی ہوئی ہیں۔ آپ نے پوچھا یہ بکری کیسی ہے؟ اس نے کہا کمزوری کی وجہ سے ریوڑ کے ساتھ نہیں جا سکی۔ پھر اس نے مذکورہ بالا حدیث کی طرح بیان کیا ہے۔

امام بیہقی کا بیان ہے کہ احتمال ہے کہ یہ سب قصے ایک ہی ہوں پھر انہوں نے ام معبد کی بکری کے قصہ کے مشابہ ایک واقعہ بیان کیا ہے۔

آپ کا معجزہ: .... بیہقی (ابو عبداللہ الحافظ محمد بن اسحاق بن ایوب محمد بن غالب ابوالولید محمد بن عبداللہ بن ایاد بن لقیط اور ایاد بن لقیط) قیس بن نعمان سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مکہ سے چھپتے چھپاتے روانہ ہوئے اور ایک غلام کے پاس سے گذرے جو بکریاں چرا رہا تھا اس سے دودھ طلب کیا تو اس نے کہا میرے پاس دودھ والی بکری کوئی نہیں ہے ہاں! ایک بکری ہے جو آغاز سرما میں حاملہ ہوئی تھی اس نے ناتمام اور کچا بچہ جنا اور اس کا دودھ ختم ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو لاؤ وہ لایا تو نبی علیہ السلام نے اس کو پکڑ لیا اس کے تھنوں کو صاف کر کے دعا کی تو اس کا دودھ اتر آیا ابوبکر رضی اللہ عنہ ڈھال لائے آپ نے دودھ دوہا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پلایا پھر چرواہے کو پلایا پھر خود پیا۔ چرواہے نے کہا آپ کون ہیں؟ واللہ! میں نے آپ جیسا کبھی نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بات صیغہ راز میں رکھو گے تو میں تم کو بتاؤں اس نے کہا ہاں تو آپ نے فرمایا میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اس نے کہا وہی جس کو قریش صابی کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ یہی کہتے ہیں تو اس نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ نبی ہیں اور میں اس بات کا بھی شاہد ہوں کہ آپ کا دین حق ہے اور ایسا بے مثال معجزہ نبی کے سوا کوئی صادر نہیں کر سکتا اور میں آپ کا تابع فرمان اور پیروکار ہوں۔ آپ نے فرمایا آج یہ کام تیری استطاعت سے باہر ہے۔ جب تجھے معلوم ہو کہ میرا دین غالب آ گیا تو میرے پاس آنا۔

اس روایت کو ابو یعلی موصلی نے جعفر بن حمید کوفی عبیداللہ بن ایاد بن لقیط سے بیان کیا ہے۔

ابن مسعودؓ کا ایمان اور معجزہ: ...... ابونعیم نے (ابن مسعودؓ کا واقعہ یوں بیان کیا ہے) (یونس بن حبیب، ابوداؤد، حماد بن سلمہ، عاصم، زر) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں قریب البلوغ تھا عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے آپ مشرکین سے علیحدہ تھے آپ نے پوچھا اے لڑکے! تمہارے پاس دودھ ہے ہمیں پلاؤ؟ میں نے کہا میں امین ہوں آپ کو دودھ نہیں پلا سکتا۔ انہوں نے کہا کیا کوئی ایسی بکری ہے جو بچہ جننے کے قابل نہ ہو؟ عرض کیا جی ہاں! میں نے وہ لا کر آپ کو پیش کر دی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے تھن پکڑ کر دعا کی تھنوں میں دودھ اتر آیا پھر دوہا پیا اور پلایا پھر تھن سے فرمایا سکڑ جا تو وہ سکڑ گیا۔ بعد ازیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا مجھے قرآن پڑھا دیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو تعلیم یافتہ غلام ہے چنانچہ میں نے آپ علیہ السلام سے ستر سورتیں زبانی یاد کیں جن میں کوئی میرے ساتھ شریک نہ تھا (وقد فرا من المشركين) سے مراد ہجرت نہیں بلکہ قبل از ہجرت کا واقعہ ہے کیونکہ عبداللہ بن مسعود آغاز اسلام میں مسلمان ہو چکے تھے۔ حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر مکہ واپس چلے آئے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے ممکن ہے یہ واقعہ پہلے کا ہو صحاح ستہ وغیرہ میں مذکور ہے واللہ اعلم۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کی تعبیر: ...... امام احمد (عبداللہ بن مصعب بن عبداللہ زبیری ابو عمر) اسلمی غلام عبادل سے روایت کرتے ہیں کہ میں ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن سعد کے ہمراہ سفر میں تھا ہم عرج مقام پر پہنچے کہ ابن سعد آیا ... یہ سعد وہی ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکوبہ کا راستہ بتایا تھا) ابراہیم نے کہا مجھے وہ حدیث بتائیے جو آپ کے والد نے آپ کو بتائی تھی تو ابن سعد نے کہا مجھے میرے والد نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کا مختصر راستہ اختیار کرنے کا ارادہ کیا تو سعد نے عرض کیا کہ یہ بنو اسلم کے ویران علاقہ میں اسلم قبیلے کے دو چور ہیں ان کو مہانان کہتے ہیں آپ کی خواہش ہو تو ہم ان کو گرفتار کر لیتے ہیں تو نبی علیہ السلام نے فرمایا ہمیں ان کے پاس لے چلو آپ نے ان کو اسلام کی طرف بلایا اور دعوت دی تو وہ مسلمان ہو گئے پھر ان کے نام دریافت کیے تو انہوں نے مہانان بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ تمہارا نام مکرمان ہے آپ نے ان کو حکم دیا کہ وہ ان کے پاس مدینہ میں آ جائیں۔

ہم اس راستہ پر چلے اور قباء کے پاس پہنچ گئے تو آپ سے بنی عمرو بن عوف نے ملاقات کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ابو امامہ اسعد بن زرارہ کہاں ہے؟ اسعد بن خیثمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ مجھ سے پہلے گیا ہے کیا میں اس کو اطلاع نہ دے دوں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے اور کھجور کے ایک جھنڈ کے پاس پہنچے کیا دیکھا کہ ایک حوض پانی سے بھرا ہوا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا یہ وہ مقام ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں حوضوں والے محلہ میں اترا ہوں جیسا کہ بنی مدلج کے حوض میں (اترا تھا)۔

نبی علیہ السلام کا مدینہ میں داخل ہونا اور آپ کا فروکش ہونا ..... بخاری کی روایت میں زہری از عروہ بیان ہو چکا ہے کہ نبی علیہ السلام دوپہر کے وقت مدینہ میں داخل ہوئے۔ میں (ابن کثیر) کہتا ہوں ممکن ہے یہ داخلہ از قباء ہو کیونکہ ایک متفق علیہ روایت میں ہے جو (اسرائیل از ابو اسحاق از براء بن عازب از ابوبکر رضی اللہ عنہ) ہجرت کے متعلق مروی ہے کہ ہم رات کے وقت آئے تو انصار میں تنازع پیدا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس کے مہمان ہوں گے تو آپ نے فرمایا میں رات عبدالمطلب کے ننھیال بنی نجار کے ہاں ان کی تعظیم و تکریم کی خاطر بسر کروں گا۔

آپ ﷺ کا قباء میں داخل کا وقت ..... واللہ اعلم یہ رات کا وقت یا تو آپ کے قباء میں آمد کے روز ہو گا کہ آپ دوپہر کے وقت آبادی کے قریب پہنچا اور کھجور کے سایہ کے تلے ہو گئے پھر مسلمانوں کے ہمراہ چلے اور قباء میں رات کو داخل ہوئے۔ اور زوال کے بعد کے وقت کو رات سے تعبیر کیا کیونکہ عشی کا اطلاق زوال آفتاب سے شروع ہو جاتا ہے یا اس سے مراد یہ ہو کہ قباء سے روانگی کے وقت وہ پیچھے رہ گئی ہو چلتے چلتے آپ بنی نجار کے پاس رات کو پہنچے کہ سیاق۔ واللہ اعلم۔

مسجد قباء کا سنگ بنیاد ..... امام بخاری نے زہری از عروہ نقل کیا ہے کہ آپ قباء میں بنی عمرو بن عوف کے ہاں فروکش ہوئے اور دس سے زائد راتیں یہاں بسر کیں۔ اسی قیام کے دوران مسجد قباء کا سنگ بنیاد رکھا پھر آپ لوگوں کے ہمراہ سوار ہو کر چلے یہاں تک کہ مسجد نبوی کے مقام پر آپ کی سواری بیٹھ گئی۔ یہ جگہ سہل اور سہیل نامی دو یتیم لڑکوں کا مربد اور کھجور سکھانے کی جگہ تھی آپ نے ان سے یہ قطعہ اراضی خرید لیا اور اس کو مسجد قرار دے دیا اور یہ بنی نجار کے محلہ میں ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کرنا ..... محمد بن اسحاق (محمد بن جعفر بن زبیر از عروہ بن زبیر از عبدالرحمن بن عویم بن ساعدہ) متعدد رجال قوم سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر ہجرت کی اطلاع ہوئی تو ہم آپ کے منتظر رہتے نماز فجر کے بعد حرہ مقام کے پاس آپ کا انتظار کرتے رہتے جب تک ہم سایہ پاتے آپ کا انتظار کرتے اور جب دھوپ ہو جاتی تو واپس چلے آتے۔ یہ موسم گرما کا واقعہ ہے۔ یہاں تک کہ جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ہم حسب دستور آپ ﷺ کا انتظار کرتے رہے جب سایہ ختم ہو گیا تو واپس چلے آئے۔ ہم ابھی گھروں میں آئے ہی تھے کہ سب سے پہلے آپ کو یہودی نے دیکھا اور بآواز بلند اس نے کہا اے بنی قیلہ! اے انصار! یہ تمہارے بزرگوار آ گئے۔ پھر ہم جلدی جلدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے آئے آپ کھجور کے سایہ تلے تھے اور ابوبکر بھی آپ کے ہمراہ تھے اور ہم سے اکثر لوگوں نے قبل ازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نہ تھا اور لوگوں کا آپ کے پاس ہجوم ہو گیا تھا اور لوگ آپ کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے امتیاز نہ کر سکتے تھے یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دھوپ آئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کر دیا۔ تب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا۔ یہی مفہوم بخاری کی روایت میں بیان ہو چکا ہے اور موسیٰ بن عقبہ نے بھی مغازی میں اسی طرح بیان کیا ہے۔

سینکڑوں افراد کا استقبال ..... امام احمد (ہاشم، سلیمان، ثابت) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں لڑکوں میں ادھر ادھر دوڑ رہا تھا کہ لوگ کہنے لگے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں۔ میں گیا اور کچھ نہ دیکھا، پھر لوگوں نے کہا محمد تشریف لے آئے پھر دوڑ گیا اور کچھ نہ دیکھا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع ابوبکر کے تشریف لے آئے اور مدینہ کے کھنڈرات میں رک گئے اور ایک بدوی کو بھیجا کہ انصار کو ان کی آمد کی اطلاع کرے پھر آپ کے استقبال کے لیے پانچ سو کے قریب انصاری آئے اور عرض کی تشریف لائیے آپ پر امن اور امام مقتدا ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کے جلو میں چلے اور مدینہ کے لوگ گھروں سے باہر نکل آئے یہاں تک کہ نوجوان عورتیں بھی گھروں کی چھت پر آپ کو دیکھ کر کہہ رہی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کون سے ہیں؟ آپ ﷺ کون سے ہیں؟ ہم نے ایسا خوش کن منظر اب تک نہیں دیکھا۔ انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے آپ کو ہجرت کے روز بھی دیکھا اور وفات کے روز بھی ان دونوں

جیسے منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

حافظ بیہقی (حاکم، اصم، محمد بن اسحاق صنعانی، ابو النضر ہاشم بن قاسم، سلیمان بن مغیرہ، ثابت) حضرت انس سے مذکورہ بالا روایت کی طرح بیان کرتے ہیں۔

نعرہ تکبیر کی صدائیں ...... بخاری و مسلم (اسرائیل، ابو اسحاق، براء) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے حدیث ہجرت میں روایت کرتے ہیں کہ جب ہم لوگ مدینہ آئے تو مرد گھروں سے نکل کر سڑکوں پر آ گئے اور خواتین چھتوں پر، بچے اور خدام نعرے لگا رہے تھے اللہ اکبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، اللہ اکبر محمد تشریف لے آئے، اللہ اکبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ پھر آپ دوسرے روز حسب حکم الٰہی وہاں سے روانہ ہوئے۔

خواتین اور بچوں کے استقبالیہ اشعار ...... بیہقی (ابو عمرو ادیب، ابو بکر اسماعیلی، ابو خلیفہ) ابن عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو خواتین اور بچے کہہ رہے تھے:

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع — وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع

"بدر منیر طلوع ہوا ثنیات الوداع کی گھاٹیوں سے، ہم پر خدا کا شکر واجب ہے جب تک دعا مانگنے والے دعا کریں"۔

سبب التباس ...... محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبا میں کلثوم بن ہدم جو کہ بنی عمرو بن عوف از بنی عبید سے ہیں کے ہاں فروکش ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ سعد بن خیثمہ کے ہاں تشریف فرما ہوئے۔ اس التباس کا باعث یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلثوم بن ہدم کے مکان سے باہر تشریف لاتے تو سعد بن خیثمہ کے مکان پر لوگوں کی مجلس میں بیٹھتے۔ سعد مجرد تھے ان کی کوئی بیوی بچہ نہ تھا اس لئے ان کے گھر کو بیت العزاب کنواروں اور غیر شادی شدہ لوگوں کا گھر کہتے تھے۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حبیب بن اساف کے ہاں جو بنی حارث بن خزرج کے ہاں سنح مقام میں قیام پذیر تھے۔ بعض لوگ خارجہ بن زید بن ابی زہیر برادر بنی حارث بن خزرج کا نام لیتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہجرت ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تین شب و روز مکہ میں مقیم رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو امانتیں جمع تھیں وہ ان کے مالکوں کو واپس کر کے مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے آئے اور آپ کے ہمراہ کلثوم بن ہدم کے مہمان ٹھہرے۔ قبا میں آپ کا قیام ایک یا دو رات تھا۔

حضرت سہل کا خفیہ خدمت کرنا ...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ قبا میں ایک مسلمان خاتون بغیر شوہر کے تھی میں نے ایک آدمی کو دیکھا رات کو آتا تھا اس کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے وہ باہر آتی ہے اور اس کو وہ کچھ دیتا ہے اور وہ لے لیتی ہے میں نے اس سے بدگمانی کی اور اس سے پوچھا اے اللہ کی بندی! یہ کون ہے؟ جو ہر رات تیرا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے تو تو باہر آتی ہے اور وہ تجھے کچھ دیتا ہے معلوم نہیں کیا ہے؟ اور تیرا شوہر بھی نہیں ہے اور تو ایک پاکباز مسلم خاتون ہے۔ اس نے بتایا یہ سہل بن حنیف ہے اس کو معلوم ہے کہ میرا کوئی نہیں ہے رات کو قوم کے لکڑی کے بتوں پر حملہ آور ہوتا ہے ان کو توڑتا ہے پھر وہ ایندھن میرے پاس لے آتا ہے کہ اس کو جلا لے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سہل بن حنیف کے عراق میں اپنے پاس فوت ہو جانے کے بعد ان کی یہ خفیہ خدمت بیان کیا کرتے تھے۔

قبا میں آپ ﷺ کے ایام قیام ...... محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبا میں بنی عمرو بن عوف کے ہاں سوموار، منگل، بدھ اور جمعرات تک مقیم رہے اور ان کی مسجد کی بنیاد رکھی۔ پھر آپ مشیت الٰہی سے بروز جمعہ ان کے پاس سے روانہ ہوئے لیکن بنی عمرو بن عوف کا خیال ہے کہ نبی علیہ السلام ان کے پاس اس سے زیادہ دن مقیم رہے۔ عبداللہ بن ادریس نے محمد بن اسحاق سے نقل کیا ہے کہ بنی عمرو

بن عوف کا گمان ہے کہ نبی علیہ السلام ان کے ہاں ۱۹ راتیں مقیم رہے۔ میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ بخاری کی روایت میں تو زہری از عروہ بیان ہو چکا ہے کہ آپ ان کے ہاں (بضع عشرة ليلة) دس سے زائد راتیں مقیم رہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے مجمع بن یزید بن جاریہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قباء میں بنی عمرو بن عوف کے ہاں بائیس (۲۲) راتیں مقیم رہے اور واقدی کا بیان ہے کہ یہ بھی منقول ہے کہ آپ ﷺ بنی عمرو بن عوف کے ہاں قباء میں چودہ (۱۴) راتیں مقیم رہے۔

آپ ﷺ کا مدینہ میں پہلا جمعہ ... محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ بنی سالم بن عوف میں نماز جمعہ کا وقت آ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی "رانونا" میں جمعہ پڑھایا (یہ مدینہ میں پہلا جمعہ تھا) پھر عتبان بن مالک، عباس بن عبادہ بن نضلہ، بنی سالم کے دیگر افراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے ہاں قیام فرمائیے ہم کثیر تعداد میں ہیں اور دفاع کے ساز و سامان سے لیس ہیں۔ آپ نے فرمایا سواری کا راستہ چھوڑ دو یہ اللہ کے حکم کے پابند ہے پھر انہوں نے سواری کا راستہ چھوڑ دیا پھر چلتے چلتے بنی بیاضہ کے محلہ میں پہنچے تو زیاد بن لبید اور فروہ بن عمرو نے مع دیگر افراد کے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے ہاں تشریف لائیے ہم تعداد میں کثیر اور جنگی سامان سے مسلح ہیں۔ آپ نے فرمایا (خلوا سبيلها فانها مأمورة) انہوں نے بھی سواری کا راستہ چھوڑ دیا پھر چلتے چلتے بنی ساعدہ کے محلہ کے پاس سے گزرے تو بنی ساعدہ کے چند افراد میں سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے ہاں قیام فرمائیے ہم کثیر تعداد میں ہیں اور سامان دفاع سے مسلح ہیں۔ آپ نے فرمایا (خلوا سبيلها فانها مأمورة) چنانچہ انہوں نے بھی یہ بات تسلیم کر لی اور سواری کا راستہ چھوڑ دیا پھر آپ روانہ ہوئے اور بنی حارث بن خزرج کے ہاں پہنچے تو بنی حارث بن خزرج کے سربرآوردہ اشخاص میں سعد بن ربیع، خارجہ بن زید اور عبداللہ بن رواحہ آپ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! (هلم الينا الى العدد والعدة والمنعة) آپ نے فرمایا اسے جانے دو پھر آپ روانہ ہوئے اور عدی بن نجار کے محلہ سے گزرے۔ یہ عبدالمطلب کے والدہ سلمیٰ بنت عمرو کے قریبی رشتہ دار تھے۔ یہ لوگ بھی عدی بن نجار کے اعیان میں سلیط بن قیس اور ابو سلیط اسیرہ بن ابی خارجہ کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے ننھیال میں تشریف رکھئے، کثیر تعداد اور دفاعی ساز و سامان میں قیام فرمائیے۔ آپ نے فرمایا سواری کا راستہ چھوڑ دیجئے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے اور بنی مالک بن نجار کے محلہ میں آ کر موجودہ مسجد نبوی کے مقام پر آ کر اونٹنی بیٹھ گئی اس وقت یہ جگہ بنی مالک بن نجار کے دو یتیموں سہل اور سہیل کا مربد (کھجور سکھانے کی جگہ) تھی اور یہ دونوں معاذ بن عفراء کے زیر پرورش و تربیت تھے اور بخاری کی روایت زہری از عروہ میں بیان ہو چکا ہے کہ وہ اسعد بن زرارہ کی زیر تربیت و پرورش تھے واللہ اعلم۔

عبداللہ بن ابی منافق کے گھر پر رکنا ... موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن ابی بن سلول رئیس خزرج کے گھر کے پاس سے گزرے وہ گھر میں موجود تھا آپ کچھ دیر رکے۔ کہ وہ اپنے گھر میں آنے کی پیشکش کرے گا۔ یہ منظر دیکھ کر عبداللہ منافق نے کہا جو لوگ آپ کو لائے ہیں ان کے پاس جائیے یہ جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے بعض افراد کو بتایا تو حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے اس کی جانب سے معذرت کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی بدولت اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا ہے ورنہ ہمارا ارادہ تھا۔ کہ ہم ابن ابی کو تاج سیادت کا تاج اس کے سر پر رکھیں اور اس کو اپنا سردار بنا دیں۔

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا اعزاز ... موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ بنی عمرو بن عوف کے ہاں قباء سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کے وقت انصار اکٹھے ہو گئے اور آپ ﷺ کی سواری کے گرد پیدل چلتے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کی غرض سے سواری کی مہار تھامنے کے لئے ہر ایک دوسرے سے الجھ رہا تھا جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے کسی محلہ سے گزرتے تو وہ آپ کو اپنے ہاں قیام کی پیشکش کرتے اور آپ فرماتے اسے آزاد چھوڑ دو یہ اللہ کے حکم کے پابند ہے میں وہیں قیام کروں گا جہاں مجھے اللہ تعالیٰ نے کی اجازت مرحمت کرے گا۔ جب

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس پہنچی تو وہاں ان کے دروازے پر بیٹھ گئی آپ سواری سے نیچے اترے اور ابو ایوب کے مکان میں تشریف لے گئے اور یہیں قیام کیا۔ یہاں تک کہ مسجد نبوی تعمیر کی اور اپنے مکانات بنائے۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری بیٹھ گئی آپ اس سے اترے نہیں وہ پھر اٹھ کر تھوڑی دور چلی گئی آپ نے اس کی مہار ڈھیلی چھوڑی ہوئی تھی وہ پھر پیچھے کو پلٹی اور پہلی جگہ پر بیٹھ گئی اور زور سے بلبلانے لگی اور اپنی گردن زمین پر رکھ دی۔ ابو ایوب خالد بن زید نے آگے بڑھ کر پالان اتار لیا اور اس کو اپنے گھر میں رکھ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مہمان ہو گئے آپ نے مربد کے بارے میں پوچھا کس کا ہے؟ معاذ بن عفراء نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سہل اور سہیل پسران عمرو کا ہے وہ میرے زیر پرورش یتیم ہیں میں ان کو راضی کر لوں گا آپ یہاں مسجد تعمیر کر لیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی تعمیر کا حکم دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد اور مکانات کی تعمیر تک ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے ہاں رہائش پذیر رہے مسجد کی تعمیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجر اور انصار سب مسلمانوں نے حصہ لیا (تعمیر مسجد کا واقعہ عنقریب بیان ہوگا ان شاء اللہ)۔

بچیوں کا دف بجانا ...... دلائل میں بیہقی (ابو عبداللہ حافظ، ابوالحسن علی بن عمر الحافظ، ابو عبداللہ محمد بن مخلد الدوری، محمد بن سلیمان بن اسماعیل بن ابی الورد، ابراہیم بن صرمہ، یحییٰ بن سعید، اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے جب آبادی کے اندر داخل ہوئے تو انصار کے سب مرد و زن استقبال کے لئے آئے اور ہر ایک نے پیشکش کی کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لائیں تو آپ نے فرمایا سواری کو آزاد چھوڑ دو کیونکہ یہ اللہ کے حکم کی پابند ہے چنانچہ وہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے دروازہ پر بیٹھ گئی اور بنی نجار کی بچیاں دف بجا کر گا رہی تھیں:

نحن جوار من بني النجار ۔۔۔ يا حبذا محمد من جار

"ہم بنی نجار کے خاندان کی لڑکیاں ہیں محمد کیا اچھا ہمسایہ ہے"۔

آپ نے ان بچیوں سے پوچھا کیا تم اللہ کے رسول سے محبت کرتی ہو؟ تو انہوں نے کہا ہاں واللہ یا رسول اللہ! تو آپ نے تین بار فرمایا واللہ میں بھی تم لوگوں سے محبت کرتا ہوں۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے اور صحاح ستہ میں موجود نہیں ہے۔ مستدرک میں امام حاکم نے اس کی تخریج کی ہے جیسا کہ مروی ہے۔

بیہقی (ابو عبدالرحمن سلمی، ابوالقاسم عبدالرحمن بن سلیمان نحوی مقری در بغداد، عمر بن حسن حلبی، ابو خیثمہ مصیصی، عیسیٰ بن یونس، عوف اعرابی، ثمامہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام بنو نجار کے خاندان کے پاس سے گزرے تو لڑکیاں دف بجا کر گا رہی تھیں:

نحن جوار من بني النجار ۔۔۔ يا حبذا محمد من جار

"ہم بنی نجار کے خاندان کی لڑکیاں ہیں محمد کیا اچھا ہمسایہ ہے"۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جانتا ہے کہ میں بھی تمہیں دل سے چاہتا ہوں۔ اس روایت کو ابن ماجہ نے ہشام بن عمار از عیسیٰ بن یونس بیان کیا ہے۔

آپ کا انصار سے پیار ..... امام بخاری (مسلم، عبدالوارث، عبدالعزیز) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے خواتین اور بچوں کو کسی شادی سے واپس آتے دیکھا تو آپ سیدھے کھڑے ہو گئے اور فرمایا اللہ! تم لوگ مجھے سب سے پیارے ہو۔

نبی لقب کا اظہار ہو گیا ..... امام احمد (عبدالصمد بن عبدالوارث، والد، عبدالعزیز بن صہیب) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے ردیف تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ شیخ

بوڑھے اور معروف تھے۔ نبی علیہ السلام جوان اور لوگوں میں غیر معروف تھے راستے میں مسافر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھتا کہ آپ کے آگے کون سوار ہے؟ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے یہ آدمی مجھے راستہ بتاتا ہے پوچھنے والا مسافر سمجھتا ہے کہ وہ دنیاوی راستہ مراد ہے جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مقصد تھا راہِ نجات۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مڑ کر دیکھا کہ ایک آدمی گھوڑے پر سوار قریب آ پہنچا ہے تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ گھڑ سوار ہم سے قریب آ پہنچا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے التفات فرما کر دعا کی یا اللہ! اس کو نیچے گرا دے گھوڑے نے اس کو نیچے گرا دیا پھر کھڑا ہو کر ہنہنانے لگا تو گرنے والے نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ جو چاہیں حکم فرمائیں۔ آپ نے فرمایا تم یہیں رک جاؤ اور کسی کو ہمارا تعاقب نہ کرنے دو وہ صبح کو آپ کا مخالف تھا اور شام کو آپ کا محافظ بن گیا۔

انصار کا استقبال کرنا ..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرہ کی ایک جانب اتر پڑے اور انصار کے پاس پیغام بھیجا انصار آئے اور انہوں نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) کو سلام کہا اور عرض کیا آپ امن و امان اور معزز و محترم کی حیثیت میں سوار ہو جائیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سوار ہو گئے۔ انصار آپ کے گرد ہتھیار سجائے ہوئے تھے مدینہ میں یہ اعلان ہو گیا کہ نبی علیہ السلام تشریف لے آئے ہیں لوگ سر اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکنے لگے اور کہنے لگے اللہ کے نبی تشریف لے آئے ہیں چنانچہ آپ چلتے چلتے ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس پہنچ گئے (انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ) وہ اپنے گھر میں بات کر رہے تھے کہ عبداللہ بن سلام نے سنا تو وہ اپنے نخلستان میں کھجوریں چن رہا تھا وہ جلدی سے آپ کے پاس آیا اور جس میں کھجوریں ڈال رہا تھا وہ بھی ساتھ لیتا آیا اور نبی علیہ السلام کے فرمودات سن کر چلا گیا۔

نبی علیہ السلام نے پوچھا کس کا گھر زیادہ قریب ہے تو حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں یہ میرا گھر ہے یہ اس کا دروازہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور ہمارے قیلولہ کا انتظام کرو پھر وہ تیار کر کے آئے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے انتظام کر لیا ہے بسم اللہ تشریف لائیے اور آرام فرمائیے۔

عبداللہ بن سلام کا اسلام لانا ..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو عبداللہ بن سلام بھی آ موجود ہوا۔ اس نے کہا کہ میں گواہ ہوں کہ آپ برحق نبی ہیں اور آپ برحق کلام لائے ہیں اور یہود خوب جانتے ہیں کہ میں ان کا رئیس اور ان کے رئیس کا صاحبزادہ ہوں میں ان کا بڑا عالم ہوں اور ان کے بڑے عالم کا بیٹا ہوں آپ ان کو بلا کر میرے متعلق پوچھیں مگر ان کو یہ خبر نہ ہو کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اگر یہ معلوم ہو گیا تو وہ میری نسبت بہتان تراشیں گے آپ نے ان کو بلایا وہ آئے تو آپ نے ان کو کہا اے یہودیو! تم پر افسوس! اللہ سے ڈرو قسم اس پروردگار کی عبادت کرو جس کے سوا کوئی معبود نہیں تم خوب جانتے ہو کہ میں اللہ کا سچا پیغمبر ہوں اور حق دین لے کر آیا ہوں اسلام لے آؤ انہوں نے جواب دیا ہم کو معلوم نہیں کہ آپ اللہ کے پیغمبر ہیں یہ انہوں نے تین بار کہا۔ اسی طرح امام بخاری نے اس واقعہ کو منفرد بیان کیا ہے محمد اور عبدالصمد کی طرف منسوب کر کے مختصر بیان کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب اور نچلی منزل میں قیام ..... ابن اسحاق (یزید بن ابی حبیب، مرثد بن عبداللہ یزنی، ابو رہم سماعی) حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ متوفی ۵۲ھ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے مکان پر مقیم ہوئے (مکان دو منزلہ تھا) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر صدقے میں یہ نہایت ناگوار اور خلاف ادب سمجھتا ہوں کہ میں بالائی منزل میں رہوں اور آپ نچلے حصہ میں رہیں آپ اوپر تشریف لے چلیں اور ہم نیچے چلے آتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے ابوایوب! ہمارے لیے اور ہمارے ملاقاتیوں کے لیے یہی بہتر ہے کہ ہم نچلے حصہ میں ہی سکونت رکھیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نچلے حصہ میں تھے اور ہم بالائی منزل میں۔ ایک روز پانی کا برتن ٹوٹ گیا، ام ایوب اور میں نے کمبل لے لیا (گھر میں صرف وہی کمبل تھا) اور اس سے پانی جذب کرنے لگے مبادا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ٹپکے اور آپ کو تکلیف ہو۔

باقی ماندہ کھانا ...... ہم آپ کو رات کا کھانا تیار کر کے آپ کے پاس بھیجا کرتے تھے۔ کھانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم باقی ماندہ کھانا واپس لوٹا دیتے۔ ام ایوب اور میں جہاں آپ کی انگلیوں کا نشان پڑا ہوتا بطور تبرک وہیں سے کھاتے یہاں تک کہ ایک رات ہم نے کھانا بھیجا (جس میں پیاز یا لہسن تھا) آپ نے واپس بھیج دیا اس میں انگلیوں کے نشانات نہ تھے میں گھبرا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ نے کھانا کھائے بغیر واپس کر دیا فرمایا میں نے تو اس میں لہسن کی بو محسوس کی۔ میں ایک فرشتے سے مناجات کرتا ہوں باقی رہا کھانا تو تم کھا لو چنانچہ ہم نے کھا لیا اور اس کے بعد ہم نے لہسن آپ کے کھانے میں استعمال نہیں کیا۔ بیہقی نے اس روایت کو (لیث بن سعد، یزید بن ابی حبیب، ابی الخیر مرثد بن عبداللہ یزنی، ابی رہم) ابو ایوب سے بیان کیا ہے علاوہ ابن ابی شیبہ نے (یونس بن محمد، وہب از لیث) بیان کیا ہے۔

سوء ادب سے گریز ...... بیہقی (ابوعبداللہ الحافظ، ابوعمرو حیری، ابوعبداللہ محمد، احمد بن سعید دارمی، ابوالنعمان، ثابت بن یزید، عاصم احول، عبداللہ بن حارث، افلح مولی ابی ایوب) حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں قیام پذیر تھے اور زیریں منزل میں فروکش تھے اور ابو ایوب بالائی منزل میں۔ اس سے بے ادبی پر ابو ایوب رضی اللہ عنہ متنبہ ہوئے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر چلتے پھرتے ہیں انہوں نے ایک گوشے میں رات بسر کی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں گزارش کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیریں منزل ہمارے لئے آرام دہ ہے تو انہوں نے عرض کیا کہ یہ خلاف ادب ہے میں اس بالائی منزل میں نہ رہوں گا جس کے زیریں میں آپ سکونت فرما ہوں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالائی منزل میں منتقل ہو گئے اور ابو ایوب رضی اللہ عنہ نچلی منزل میں۔

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا تیار کرتے تھے جب بچا ہوا کھانا واپس آتا تو کھانے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے نشانات دیکھ کر وہیں سے کھاتے۔ ایک روز کھانا تیار کیا اس میں لہسن تھا جب کھانا واپس آیا تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے نشانات نہ تھے۔ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کھایا وہ گھبرا کر اوپر گئے اور پوچھا کیا لہسن حرام ہے؟ تو فرمایا حرام تو نہیں لیکن میں مکروہ سمجھتا ہوں تو عرض کیا جس کو آپ ناپسند کرتے ہیں میں بھی اس کو ناپسند کرتا ہوں۔ انہوں نے بیان کیا کہ نبی علیہ السلام سے فرشتے ہم کلام ہوتے تھے اس کو امام مسلم نے احمد بن سعید دارمی سے بیان کیا ہے۔

اس کی متفق علیہ روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تازہ سبزیوں کا سالن پیش کیا گیا آپ کی دریافت پر عرض کیا گیا کہ اس میں فلاں فلاں سبزیاں ہیں تو آپ نے اس کے تناول سے گریز کیا اور فرمایا کہ کھا لو میں اس سے مناجات کرتا ہوں جس سے تم نہیں کرتے۔ واقدی نے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر نزول فرمایا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کی مہار پکڑ لی اور وہ ان کے پاس رہی۔

تحائف اور ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے ہاں مدت اقامت ...... حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے ہاں مہمان تھے تو سب سے پہلے تحفہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میری والدہ نے ارسال کیا ہے تو آپ نے دعا دی بارک اللہ فیک۔ پھر آپ نے حاضرین مجلس کو بلایا اور سب نے کھایا۔ پھر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا ثرید اور شوربے کا تحفہ آیا اور روزانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں تین چار صحابہ تحائف پیش کیا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے ہاں سات ماہ تک قیام فرمایا۔

خاندان نبوت کی مدینہ آمد ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے ہاں قیام کے دوران ہی زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ابو رافع کو پانچ سو درہم اور دو اونٹ دے کر مکہ روانہ کیا تاکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم دختران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین سودہ بنت زمعہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو لے آئیں اور رقیہ رضی اللہ عنہا اپنے خاوند حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے

ہمراہ حبشہ میں تھیں اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا مکہ میں اپنے شوہر ابوالعاص کے پاس تھیں۔

ان کے اہل، حضرت زید بن حارثہ کی بیوی حضرت ام ایمن بھی مدینہ آگئیں اور حضرت عبداللہ بن ابوبکر، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اہل و عیال لے کر آگئے۔ ان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں ابھی ان کی رخصتی نہ ہوئی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوایوب رضی اللہ عنہ کے پاس قیام فرمانا... بیہقی (علی بن احمد بن عبدان، احمد بن عبید صفار، خلف بن عمرو عکبری، سعید بن منصور، عطاف بن خالد مخزومی، ابن ابی عتیق (ابن موسیٰ)) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ کی سواری جعفر بن محمد بن علی اور حسن بن زید کے مکانات کے درمیان بیٹھ گئی تو وہاں لوگوں نے رہائش کی پیشکش کی تھی آپ کی سواری پھر اٹھ کھڑی ہوئی تو آپ نے فرمایا اس کا راستہ چھوڑ دو یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے۔ بعد ازاں پھر چل کر منبر نبوی کی جگہ بیٹھ گئی پھر وہیں جم گئی (اس جگہ پر کھجور تھا لوگ اس کے سایہ میں بیٹھتے تھے اور وہیں پر آرام اور راحت حاصل کرتے تھے) چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے اترے اور سایہ میں بیٹھ گئے ابوایوب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا گھر سب سے قریب تر ہے آپ میرے ہاں تشریف لے چلیں آپ نے اثبات میں جواب دیا تو وہ آپ کا پالان اپنے گھر لے گئے پھر ایک اور شخص آیا اس نے پوچھا آپ کہاں قیام فرمائیں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان الرجل مع رحله حيث كان (کہ آدمی اپنے پالان کے ساتھ ہوتا ہے) جہاں کہیں ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرے بارہ ماہ تک، رہے یہاں تک کہ مسجد تعمیر کر لی۔ یہ ابوایوب رضی اللہ عنہ خالد بن زید کی بہت بڑی منقبت اور فضیلت ہے۔

مکافات... بیہقی حبیب بن ابی حبیب کی معرفت محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امیر المومنین خلیفہ علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے ابن عباس رضی اللہ عنہ بصرہ کے حاکم تھے کہ ابوایوب رضی اللہ عنہ بصرہ تشریف لائے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنا مکان مع سامان ان کے سپرد کر دیا جیسا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مکان سپرد کر دیا تھا۔ ابوایوب رضی اللہ عنہ نے واپسی کا ارادہ کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیس ہزار درہم اور چالیس غلاموں کا تحفہ پیش کیا اور ابوایوب رضی اللہ عنہ کی بصرہ کی رہائش گاہ ان کے غلام افلح کے پاس گئی۔ پھر مغیرہ بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام نے اس سے ایک ہزار دینار میں خرید لی اور اس کی مرمت کر کے مدینہ کے ایک محتاج خاندان کو ہبہ کر دی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بنی مالک بن نجار کے محلے میں قیام فرمانا... بنی نجار کے محلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام ہوا اور یہ قیام حیثیت ننہالی سے تھا۔ یہ بنی نجار کی بہت بڑی فضیلت اور منقبت ہے۔ مدینہ میں تو آبادیاں اور کالونیاں تھیں، ہر آبادی اپنے مکانات، باغات اور زراعت کے لحاظ سے ایک مستقل آبادی تھی، ہر قبیلہ اپنے محلہ اور آبادی میں اکٹھا ہو گیا تھا اور یہ آبادیاں ایک دوسرے سے علیحدہ تھیں۔ مشیت ایزدی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بنی مالک بن نجار کا انتخاب فرمایا۔

انصار کی فضیلت... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انصار کے سب خاندانوں میں بنی نجار کا خاندان بہتر ہے پھر بنی عبدالاشہل، پھر بنی حارث بن خزرج کا، پھر بنی ساعدہ کا اور انصار کا ہر خاندان بہتر اور عمدہ ہے۔ حضرت سعد بن عبادہ ساعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر کئی خاندانوں کو فضیلت و برتری عطا کی۔ کسی نے کہا کہ تم کو بھی کئی خاندانوں پر فضیلت دی (هذا لفظ البخاري) مسلم۔ بخاری نے اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور ابوحمید اور ابواسید سے۔ مالک مسند ابوسعید سے بھی روایت کیا ہے۔

بروایت ابوحمید سے بھی اسی طرح مروی ہے علاوہ ازیں اس میں یہ اضافہ ہے کہ ابواسید نے سعد بن عبادہ ساعدی کو کہا تم نے سنا نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی تعریف و توصیف بیان کی ہے اور ہم (بنی ساعدہ) کا چوتھا شمار کیا ہے۔ تو نبی علیہ السلام کی خدمت میں سعد حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے انصار کے خاندانوں کی تعریف فرمائی اور ہم کو سب سے آخر میں رکھا ہے۔ تو فرمایا کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تم اچھے لوگوں میں ہو۔ تمام انصار دنیا اور آخرت میں رحمت و نعمت سے سرفراز ہیں اور قدر و منزلت سے ہمکنار ہیں۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے "اور

جو لوگ قدیم ہیں پہلے ہجرت کرنے والوں میں اور مددگاروں میں اور وہ لوگ جو نیکی میں ان کی پیروی کرنے والے ہیں اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے اور اس نے ان کے لئے ایسے باغ تیار کئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔ (۹/۱۰۰) اور ان کے لئے بھی ہے کہ جنہوں نے ان سے پہلے (مدینہ میں) گھر (دارالہجرت) اور ایمان حاصل کر رکھا ہے جو ان کے پاس وطن چھوڑ کر آتا ہے اس سے محبت کرتے ہیں اور اپنے سینوں میں اس کی نسبت کوئی خلش نہیں پاتے جو ملا ہے ان کو اور وہ اپنی جانوں پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ ان پر فاقہ ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچا لیا گیا ایسے ہی لوگ کامیاب ہیں۔" (۵۹/۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ہوتا۔ اگر لوگ ایک وادی اور راستہ پر چلیں تو میں انصار کی وادی اور راستہ پر چلوں گا۔ انصار میرے بدن کا استر ہیں اور لوگ ابرہ ہیں اور فرمایا انصار میرے محرم اسرار اور امانت دار ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم سے انصار کے بارے میں ان میں سے جو محسن ہو اس سے قبول کرو اور جو برا ہو اس سے درگزر کرو۔"

امام بخاری (حجاج بن منہال از شعبہ از عدی بن ثابت) حضرت براء بن عازب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار سے وہی دوستی رکھے گا جو مومن ہوگا اور ان سے دشمنی وہی رکھے گا جو منافق ہوگا جو کوئی انصار سے محبت رکھے گا اللہ بھی اس سے محبت رکھے گا اور جو کوئی انصار سے دشمنی رکھے گا اللہ بھی اس سے دشمنی رکھے گا اور اس حدیث کو ابوداؤد کے علاوہ سب محدثین نے شعبہ سے روایت کیا ہے۔ امام بخاری (مسلم بن ابراہیم از شعبہ از عبداللہ بن جبیر) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کی علامت انصار سے محبت رکھنا ہے اور نفاق کی علامت انصار سے بغض رکھنا ہے۔

اس روایت کو امام بخاری نے ابوالولید اور مسلم نے ابن مہدی سے اور ہم نے خالد بن حارث اور عبدالرحمن بن مہدی سے اور امام نسائی نے شعبہ سے روایت کیا ہے۔ انصار کے فضائل و مناقب کے متعلق آیات وارد ہیں اور بکثرت احادیث میں ان کے کارنامے اور اوصاف بیان ہیں اور ابوقیس صرمہ بن ابی انس (جس کا پہلے بیان ہو چکا ہے اور شعراء انصار میں سے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد اور انصار کی خدمت کا تذکرہ کرتے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے پاس ہجرت کرنے سے حرمت الفرقان کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ اور ابن اسحاق نے صرمہ کے اشعار میں انصار کے شرف کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے پاس ہجرت کرنے کے واقعہ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

ثوی فی قریش بضع عشرة حجة
یذکر لو یلقی صدیقا مواتیا
ویعرض فی اهل المواسم نفسه
فلم یر من یؤوی ولم یر داعیا
فلما اتانا واطمانت به النوی
واصبح مسرورا بطیبة راضیا
والفی صدیقا واطمانت به النوی
وکان له عونا من الله بادیا
یقص لنا ما قال نوح لقومه
وما قال موسی اذا اجاب المنادیا

۔۔۔ آپ نے قریش میں تیرہ سال وعظ و نصیحت کی کاش کوئی ہمدرد دوست مل جائے۔ موسم حج میں اپنی ذات کو پیش کیا مگر کسی کو پناہ دینے والا اور پیغام کا جواب دینے والا نہ پایا جب آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کی سواری یہاں اطمینان کا سانس لی اور طیبہ سے خوش و خرم ہو گئے اور آپ نے موافق مخلص دوست کو پایا اور مددگار ظاہر ہو گیا اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی

واضح مدد ہے۔ انہیں ان باتوں سے آگاہ کرتا ہے جو نوح نے اپنی قوم سے کی تھیں اور جو موسیٰ نے کیا تھا جب اس نے منادی کی آواز پر لبیک کہا"۔

فاصبح لا یخشی من الناس واحداً
قریباً ولا یخشی من الناس نائیا
بذلنا له الاموال من جل مالنا
وانفسنا عند الوغی والتآسیا
نعادی الذی عادی من الناس کلهم
جمیعاً ولو کان الحبیب المصافیا
ونعلم ان الله لا شیء غیره
وان کتاب الله اصبح هادیا
اقول اذا صلیت فی کل بیعة
حنانیک لا تظهر علینا الاعادیا

"آپ کو قریب کی دور کی دشمن کا اندیشہ نہ رہا اور ہم نے اپنے مالوں سے عمدہ مال ہر وقت صرف کیا اور لڑائی اور غم خواری کے وقت اپنی جانیں قربان کیں۔ ہم ان کے دشمن سے عداوت رکھتے ہیں اگرچہ وہ مخلص دوست ہو۔ ہم جانتے ہیں کہ اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں اور قرآن لوگوں کا راہنما ہے جب میں کسی عبادت خانہ میں جا کر نماز پڑھتا ہوں تو دعا کرتا ہوں کہ ہم پر دشمن کو غالب نہ کر، میں تیری رحمت کا امیدوار طلب گار ہوں"۔

اقول اذا جاوزت ارضاً مخوفة
تبارکت اسم الله انت الموالیا
فطأ معرضاً ان الحتوف کثیرة
وانک لا تبقی لنفسک باقیا
فوالله ما یدری الفتی کیف سمعه
اذا هو لم یجعل له الله واقیا
ولا تحفل النخل المعیمة ربها
اذا اصبحت ریا واصبح ثاویا

"جب میں خوفناک مقام سے گزرتا ہوں تو دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ تیرا نام بابرکت ہے۔ تو ہی میرا مولیٰ ہے تو مصائب کو نظر انداز کرتا ہوا چلا چل۔ بے شک موتیں بہت ہیں اور تو اپنی ذات کو ہمیشہ نہیں رکھ سکتا۔ اللہ کی قسم جوان نہیں جانتا کہ وہ کیسے بچے گا جب اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت نہ کرے۔ اور پیاسا نخلستان اپنے مالک کی پرواہ نہیں کرتی جب وہ خود سیراب ہو اور مالک قبر میں پڑا ہو"۔

ابن اسحاق رحمہ اللہ نے ان اشعار کو بیان کیا ہے اور وہیب بن خالد نے بھی یحییٰ بن سعید انصاری از عجوز انصاریہ انصاری عورتوں سے روایت کیا ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو صرمہ کے ہاں آتے جاتے دیکھا ہے وہ ان اشعار کو یاد کرتا تھا۔ [illegible]

مکہ افضل ہے یا مدینہ [illegible] مسجد نبوی کے علاوہ مدینہ کی تمام اسلامی تاریخ کی رو سے فضیلت و عظمت کا مظہر ہو وہاں انشاء اللہ صالح

انسانوں کا مرجع و ماویٰ یہ مسلمانوں کا منبع ہوا تھا اور حصن حصین ثابت ہوا اور تمام عالم کا مرکز ہدایت بنا۔ مدینہ کی افضلیت و حرمت میں کافی احادیث مروی ہیں۔ ان احادیث کو ہم ان شاء اللہ کسی اور مقام پر بیان کریں گے۔ صحیحین میں (حبیب بن یساف از حفص بن عاصم) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک ایمان (اور اسلام) سمٹ کر مدینہ میں اس طرح آ جائے گا جیسے سانپ سمٹ کر اپنے سوراخ میں چلا آتا ہے۔ نیز امام مسلم نے اس روایت کو (محمد بن رافع، شبابہ، عاصم بن محمد زید بن عبداللہ بن عمر از محمد بن زید) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے۔

نیز صحیحین میں (مالک، یحییٰ بن سعید، ابوالحباب سعید بن یسار) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ایسی بستی میں ہجرت کا حکم ہوا جو سب بستیوں پر غالب آ جائے گی یعنی یثرب اور یہ مدینہ لوگوں کو گناہوں کی آلائش سے اس طرح پاک کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کا میل اور زنگ دور کر دیتی ہے۔

آئمہ اربعہ میں سے صرف امام مالک ہی مدینہ منورہ کی افضلیت کے قائل ہیں۔ حافظ بیہقی (ابوعبداللہ الحافظ، ابوالولید، ابوبکر، حسن بن سفیان، ابوموسیٰ انصاری، سعید بن سعید، اخوہ) حضرت ابوہریرہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی یا اللہ! آپ نے مجھے میرے محبوب شہر سے ہجرت کا حکم کیا چنانچہ اپنے محبوب ترین شہر میں مجھے آباد کر۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مدینہ منورہ میں ؟ (آباد) فرما دیا۔ یہ حدیث نہایت غریب ہے۔ جمہور کا مشہور مسلک یہ ہے کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے ماسوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبرہ کے۔ جمہور نے اس مسلک کے بیشتر دلائل پیش کئے ہیں ان کے بیان و توضیح کا مقام کتاب المناسک ہے ان شاء اللہ۔

جمہور کے مسلک پر مشہور ترین دلیل ۔ جو امام احمد (ابوالیمان، شعیب، زہری، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن) عبداللہ بن عدی بن حمراء سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی علیہ السلام سے سوق مکہ میں حزورہ کے مقام پر کھڑے ہوئے سنا تھا کہ آپ فرما رہے تھے واللہ! بے شک تو اللہ کی ساری زمین سے افضل ہے۔ اور اللہ کو سب سے پیاری ہے اگر مجھے جلاوطن نہ کیا جاتا تو میں نہ نکلتا۔

امام احمد نے اس روایت کو (یعقوب بن ابراہیم، ابوہ، صالح بن کیسان) زہری سے بھی روایت کیا ہے۔ امام ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی لیث از عقیل از زہری بیان کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔ اس روایت کو یونس نے بھی زہری سے بیان کیا ہے اور اس روایت کو محمد بن عمرو نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کے ذریعہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور معمر سے (ابن کثیر) تو یہ حدیث زہری کی ہے۔ امام احمد (عبدالرزاق، معمر، زہری، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حزورہ مقام پر تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے معلوم ہے کہ تو اللہ کی زمین میں سب سے بہتر ہے اور اللہ کو تمام علاقوں سے محبوب ہے۔ اگر اہل مکہ مجھے جلاوطن نہ کرتے تو میں نہ جاتا۔ امام نسائی نے بھی اس کو معمر سے روایت کیا ہے۔

تبصرہ ... حافظ بیہقی کا بیان ہے کہ یہ معمر کا وہم ہے اور بعض نے اس کو محمد بن عمرو از ابی سلمہ از ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے اور یہ بھی وہم ہے اور صحیح وہی روایت ہے جو جماعت نے بیان کی ہے کہ (یہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نہیں بلکہ عبداللہ بن عدی کی ہے) امام احمد (ابراہیم بن خالد، رباح، معمر، محمد بن مسلم بن شہاب زہری) حضرت ابی سلمہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ حزورہ میں تھے:

واللہ انک لخیر ارض اللہ، واحب الارض الی اللہ ولولا انی اخرجت منک ما خرجت

اس روایت کو زہری نے (احمد بن منیع، مکی، سفیان، زہری، عن محمد بن جبیر بن مطعم) عبداللہ بن عدی بن حمراء سے بیان کیا ہے پس یہ اس حدیث کی تمام سندیں ہیں جو اس کو قوی کرتی ہیں جو اوپر بیان کی ہے واللہ اعلم۔

ہجرت کے پہلے سال کے واقعات اور سن ہجری کا اجراء ۔ خلافت فاروقی کے ۱۶ھ یا ۱۷ھ میں سن ہجرت سے اسلامی تاریخ کے شمار پر صحابہ کرام کا اتفاق ہوا وہ یوں کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان کے پاس ایک آدمی کی دستاویز

پیش کی گئی جو مقروض کے خلاف تھا اس میں تحریر تھا کہ یہ شعبان میں واجب الادا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کون سا شعبان؟ کیا اس سال کا شعبان یا گزشتہ شعبان یا آئندہ شعبان۔ پھر صحابہ کرام کی ایک مجلس منعقد کی اور ان سے اسلامی تاریخ کے بارے میں تجویز طلب کی تاکہ اس کے ذریعے سے قرض وغیرہ کی ادائیگی کا علم ہو سکے۔ کسی نے کہا ایرانی تاریخ کی طرح تاریخ مقرر کر لو وہ ہر نئے بادشاہوں کی حکمرانی سے تاریخ کا آغاز کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس تجویز کو پسند نہیں کیا۔ پھر کسی نے کہا کہ روم کا طریقہ تاریخ اپنا لو وہ اسکندر مقدونی کے دور حکمرانی سے تاریخ شروع کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو بھی قابل قبول نہ سمجھا۔ بعض نے یہ تجویز پیش کی کہ میلاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تاریخ کی ابتدا کریں بعض نے کہا نہیں بلکہ آپ کی بعثت سے تاریخ کا آغاز کریں اور بعض نے آپ کی وفات سے تاریخ کی ابتدا کرنے کی تجویز پیش کی۔

آخر کار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا میلان ہجرت سے تاریخ مقرر کرنے کی طرف ہوا اس کی شہرت اور مشہوری کی وجہ سے اور حاضرین مجلس نے بھی آپ کی رائے سے اتفاق کیا۔ صحیح بخاری میں امام بخاری نے "التاریخ ومتی ارخوا التاریخ" کے عنوان کے تحت (عبداللہ بن مسلم عبدالعزیز ابوحازم) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ صحابہ نے تاریخ کا آغاز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے کیا نہ وفات سے بلکہ آپ کے مدینے میں ہجرت کر کے تشریف لانے کے وقت سے اسلامی تاریخ کا آغاز کیا۔

واقدی نے ابن ابی الزناد کی معرفت ابوالزناد سے بیان کیا ہے کہ تاریخ کے آغاز کے سلسلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مشورہ طلب کیا تو انہوں نے واقعہ ہجرت سے تاریخ کے آغاز پر اتفاق کیا۔

اسلامی سال کا آغاز محرم سے ...... ابوداؤد طیالسی نے قرۃ بن خالد سدوسی کی معرفت محمد بن سیرین سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے عرض کیا کہ تاریخ کی ابتدا کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا مطلب ہے؟ تو اس نے بتایا کہ عجمی اپنی تحریر میں لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ فلاں سال کے فلاں ماہ میں ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات کی تحسین کی اور فرمایا طریقہ تاریخ مقرر کرو چنانچہ انہوں نے عرض کیا کون سے سال سے شروع کریں بعض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا سال پیش کیا بعض نے آپ کی وفات کا سال بیان کیا بالآخر وہ سال ہجرت سے آغاز پر متفق ہو گئے پھر کہا کون سے ماہ سے آغاز کریں بعض نے ماہ رمضان کہا پھر بعض نے ماہ محرم پیش کیا کہ وہ حاجیوں کی واپسی کا مہینہ ہے چنانچہ ماہ محرم سے سال کے شروع کرنے پر اتفاق ہو گیا۔

ابن جریر (روح بن عبادہ وزکریا بن اسحاق) عمرو بن دینار سے بیان کرتے ہیں کہ یعلیٰ بن امیہ نے یمن میں سب سے اول تاریخ لکھنے کا آغاز کیا۔ نبی علیہ السلام مدینہ میں ماہ ربیع الاول میں ہجرت کر کے تشریف لائے اور صحابہ کرام نے آئندہ سال محرم سے تاریخ کی ابتدا کی۔ ابن اسحاق نے زہری سے اور محمد بن صالح نے شعبی سے روایت کی ہے کہ بنی اسماعیل نے آتش ابراہیم سے تاریخ کا آغاز کیا بعد میں انہوں نے بیت اللہ کی تعمیر سے تاریخ کی ابتدا کی بعد ازاں کعب بن لؤی کی وفات سے پھر واقعہ فیل سے تاریخ مقرر کی بعد ازاں عمر رضی اللہ عنہ نے واقعہ ہجرت سے تاریخ کا آغاز کیا۔ یہ ۱۷ھ یا ۱۸ھ کا قصہ ہے۔ یہ مضمون ابن کثیر نے سیرت عمر رضی اللہ عنہ میں مفصل بیان کیا ہے۔ الغرض صحابہ کرام نے اسلامی تاریخ کا آغاز سن ہجرت سے کیا اور سال کا محرم سے شروع کیا جمہور ائمہ کا یہی قول ہے۔ سہیلی وغیرہ نے امام مالک سے نقل کیا ہے کہ اسلامی سال کی ابتدا ربیع الاول سے ہے کیونکہ اس ماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تھی۔ (اور سہیلی نے لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم (۹/۱۰۸) سے اس بات پر استدلال کیا کہ نبی علیہ السلام کے مدینہ میں آمد کے پہلے روز سے تاریخ کا آغاز ہے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہ نے سال ہجرت سے سن ہجری کا آغاز کیا) بلاشبہ امام مالک کا قول قرین قیاس اور مناسب ہے۔

لیکن امت کا عمل اس کے خلاف ہے کیونکہ عرب کے ہاں سال کا آغاز ماہ محرم سے ہے لہذا انہوں نے سال ہجرت کو سن ہجری کا پہلا سال قرار دیا اور سال کی ابتدا ماہ محرم سے کی جیسا کہ عرب کا دستور تھا تاکہ کسی نظام میں گڑبڑ نہ پڑے واللہ اعلم۔

سن ہجری کا آغاز ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں قیام پذیر ہوتے ہی سن ہجری کا آغاز ہو چکا تھا یعنی ہجرت سے قبل ۱۲

ذوالحجہ والے روز بیعت عقبہ ثانیہ سے مشرف ہو چکے تھے اور واپس مدینہ پہنچ چکے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت فرما دی تھی چنانچہ اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم حتی کہ حضرت عمر بھی مدینہ چلے آئے بجز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے جیسا کہ ہم تفصیلاً بیان کر چکے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان امانتوں کی واپسی کے لیے پیچھے رہ گئے تھے جو ان دنوں نبی علیہ السلام کے پاس کفار کی امانت تھیں پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ قبا میں آپ سے آ ملے جبکہ آپ بروز سوموار دوپہر کے وقت قریباً زوال کے وقت قبا میں تشریف لائے تھے۔ واقدی وغیرہ کا بیان ہے کہ یہ ۲ ربیع الاول کا روز تھا۔ ابن اسحاق نے بھی اس کو بیان کیا ہے مگر انہوں نے اس پر توجہ نہیں دی اور ۱۲ ربیع الاول کو ترجیح دی ہے یہی جمہور کا مشہور مسلک ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ میں مدت قیام ..... صحیح ترقول کے مطابق نبی علیہ السلام مکہ میں بعثت کے بعد ۱۳ سال مقیم رہے اور حماد بن سلمہ نے ابو حمزہ ضبعی کی معرفت حضرت ابن عباس سے بیان کیا ہے کہ چالیس سال کی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور ۱۳ سال مکہ میں مقیم رہے۔ ایسے ہی ابن جریر (محمد بن معمر، روح بن عبادہ، زکریا بن اسحاق، عمرو بن دینار) ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں ۱۳ سال قیام کیا نیز یہ بیان ہوا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے صرمہ بن ابی انس شاعر کے اشعار تحریر کئے تھے:

ثوى في قريش بضع عشرة حجة   يذكر لو يلقى صديقا مواتيا

اور واقدی نے بھی (ابراہیم بن اسماعیل، داؤد بن حصین، عکرمہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اس نے صرمہ کے شعر کو بطور استشہاد پیش کیا تھا۔

ثوى في قريش بضع عشرا حجة   يذكر لو يلقى صديقا مواتيا

ابن جریر نے (حارث از محمد بن سعد از واقدی) دس سال کا عرصہ بیان کیا ہے۔ یہ قول نہایت غریب ہے اور اس سے بھی غریب تر وہ قول ہے جو ابن جریر نے روح بن عبادہ سے سعید کی معرفت قتادہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ میں آٹھ سال وحی نازل ہوئی اور دس سال مدینہ میں۔

حسن بصری کا آپ ﷺ کی بعثت سے متعلق قول ..... حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت کے دس سال مکہ میں رہے اور دس سال مدینہ منورہ میں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت سعید بن مسیب اور حضرت عمرو بن دینار کا بھی یہی قول ہے جو ابن جریر نے ان سے روایت کیا ہے اور ابن عباس سے بھی امام احمد بن حنبل نے مسند (یحییٰ بن سعید، ہشام، عکرمہ، ابن عباس) میں نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۴۳ سال کی عمر میں مبعوث ہوئے اور مکہ میں دس سال کی سکونت اختیار کی۔

اسرافیل کا تین سال تک آپ کے ساتھ رہنا ..... شعبی کا قول ہم بیان کر چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اسرافیل تین سال رہے آپ اس کو محسوس کرتے تھے لیکن اس کو بچشم خود نہ دیکھتے تھے کہا جاتا ہے وہ آپ کو ایک دو بات کا بھی القاء کرتے تھے بعد ازاں جبرائیل آپ کے ہمراہ آئے۔ واقدی نے بعض مشائخ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے شعبی کے اس قول کو تسلیم نہیں کیا۔ ابن جریر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دس سال قیام کے قول اور تیرہ سال قیام کے قول کے درمیان شعبی کے اس قول سے تطبیق کی ہے کہ پہلے سال وحی نازل نہ ہوتی تھی۔ واللہ اعلم۔

قبا میں قیام کی تفصیل اور مسجد کا سنگ بنیاد ..... نبی علیہ السلام کا قافلہ ہجرت کر کے قبا پہنچے تو بنی عمرو بن عوف کے ہاں فروکش ہوا اور جہاں ۲۲ رات یا اٹھارہ رات یا دس سے زائد شب قیام کیا۔ بقول موسیٰ بن عقبہ تین رات قیام کیا۔ ابن اسحاق وغیرہ کا مشہور قول یہی ہے کہ آپ قبا میں بروز سوموار تشریف لائے اور جمعہ کے روز تک مقیم رہے۔ ..... اس مختصر مدت میں مسجد قبا کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔ امام سہیلی نے دعویٰ کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبا میں قیام کے پہلے روز مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور انہوں نے "من اول یوم" (۹/۱۰۸) آیت کو اس پر محمول کیا ہے جو اول سے قبل لفظ تاسیس محذوف ہے کی تخریج قریب تر ہے۔

مسجد قباء عظیم الشان مسجد ہے اس کے متعلق قرآن نازل ہوا لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم "البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے وہ اس قابل ہے کہ تو اس میں کھڑا ہو۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔" ہم نے تفسیر ابن کثیر میں اس پر سیر حاصل بحث کی ہے اور مسلم شریف کی وہ روایت بھی بیان کی ہے جس میں ہے کہ اس سے مراد مسجد نبوی ہے اور اس کا شافی جواب بھی دیا ہے۔

آبدست کی فضیلت ...... اور وہ حدیث بھی بیان کی ہے جو امام احمد (حسن بن محمد، ابو ادریس) حضرت عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس مسجد قباء میں تشریف لائے اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے مسجد قباء کے قصہ میں تمہاری صفائی اور طہارت کی خوب تعریف کی ہے بتاؤ کہ ان کی صفائی اور طہارت ہے؟ انہوں نے عرض کیا واللہ! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں صفائی کا کچھ علم نہیں ہے بجز اس امر کے کہ ہمارے ہمسایہ یہود تھے وہ پاخانے کے بعد پانی سے استنجا کیا کرتے تھے چنانچہ ہم بھی ایسا کرنے لگے۔ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اس کو بیان کیا ہے کہ اس کے کئی شواہد موجود ہیں۔ یہ روایت خزیمہ بن ثابت، محمد بن عبداللہ بن سلام اور ابن عباس سے بھی مروی ہے۔ ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے (یونس بن حارث از ابراہیم بن ابی میمونہ از ابی صالح از ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آیت (۹/۱۰۸) اہل قباء کے متعلق نازل ہوئی کہ وہ پانی سے استنجا کیا کرتے تھے اور ان کے بارے میں یہ مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔

امام ترمذی نے اس کو "غریب من هذا الوجه" کہا ہے اور میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ اس میں یونس بن حارث ضعیف راوی ہے۔ واللہ اعلم۔

مسجد قباء کی فضیلت ...... لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم (۹/۱۰۸) سے مراد مسجد قباء ہے یہ قول عبدالرزاق نے معمر از زہری از عروہ نقل کیا ہے اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے نقل کیا ہے اور یہ قول شعبی، حسن بصری، قتادہ، سعید بن جبیر، عطیہ عوفی اور عبدالرحمن بن زید بن اسلم وغیرہ سے بھی منقول ہے۔ نبی علیہ السلام اس کی زیارت کرتے تھے اور ہر ہفتہ بھی قباء میں سوار ہو کر آتے اور کبھی پیدل اور اس میں نماز پڑھتے۔ ایک اور حدیث میں ہے مسجد قباء میں نماز عمرہ کے ثواب کے مساوی ہے اور ایک حدیث میں مذکور ہے کہ جبرائیل نے نبی علیہ السلام کو مسجد قباء کے قبلہ کے رخ کو متعین کرنے کا اشارہ کیا تھا۔

مسجد قباء پہلی مسجد ہے جس کی بنیاد اسلامی عہد میں رکھی گئی بلکہ بدولت اسلام پہلی عوامی مسجد ہے۔ عوامی مسجد کی قید سے ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس مسجد سے احتراز کیا ہے جو مکہ میں انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں اپنے لیے تعمیر کی تھی۔ واللہ اعلم۔

حضرت سلمان فارسی کے مسلمان ہونے کا واقعہ قبل ازیں بشارات میں بیان کر چکے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی کو مدینہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا علم ہوا تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے تھال میں صدقہ رکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ہاتھ کھینچ لیا خود نہیں کھایا اور صحابہ کو کھلا دیا۔ پورا واقعہ پہلے گذر چکا ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا ...... امام احمد (محمد بن جعفر، عوف، زرارہ) حضرت عبداللہ بن سلام سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو لوگ جلدی سے آپ کی طرف دوڑ کر آئے اور میں بھی ان میں شامل تھا جب میں نے آپ کا رخ انور دیکھا تو پہچان گیا کہ یہ دروغ گو کا چہرہ نہیں ہے میں نے آپ کا پہلا فرمان سنا۔ سلام پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو اور نماز پڑھو جب لوگ خواب میں ہوں، اگر تم یہ امور بجا لاؤ گے تو جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔ اس روایت کو ترمذی اور ابن ماجہ نے عوف اعرابی از زرارہ بن اوفی بیان کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔

اس روایت کے مفہوم کا تقاضا ہے کہ نبی علیہ السلام کو ابن سلام نے قباء میں بنی عمرو بن عوف کے ہاں دیکھا اور سنا اور یہ عبدالعزیز بن صہیب از انس کی روایت میں بیان ہو چکا ہے۔ ان روایات کے پیش نظر صورت حال یہ ہے کہ حضرت ابن سلام نے پہلے آپ کو قباء میں دیکھا ہو اور سنا ہو پھر آپ سے بنی نجار کے محلہ میں ملاقات کی۔ واللہ اعلم۔

بخاری میں بروایت حضرت انس مذکور ہے کہ نبی علیہ السلام مدینہ تشریف لائے تو حضرت عبداللہ بن سلام نے آکر اسلام قبول کیا کہ میں شاہد ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ دین حق لے کر آئے ہیں اور یہود خوب جانتے ہیں کہ میں ان کا رئیس ہوں اور ان کے رئیس کا بیٹا ہوں، ان کا سب سے بڑا عالم ہوں اور ان کے سب سے بڑے عالم کا بیٹا ہوں۔ آپ ان کو بلا کر میرے متعلق پوچھئے بشرطیکہ ان کو میرے مسلمان ہونے کا علم نہ ہو۔ اگر ان کو میرے مسلمان ہونے کا علم ہو گیا تو وہ میرے خلاف بہتان تراشی کریں گے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے ان کے پاس پیغام بھجوایا تو وہ آئے تو آپ نے ان کو تلقین کی اے گروہ یہود افسوس! اللہ سے ڈرو۔ اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، تم جانتے ہو کہ میں برحق رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں اور میں تمہارے پاس دین حق لایا ہوں انہوں نے کہا ہم نہیں جانتے آپ نے یہ بات تین بار کہی۔

پھر پوچھا عبداللہ بن سلام تمہارے ہاں کیسا آدمی ہے؟ انہوں نے کہا ہمارا رئیس زادہ ہے وہ ہمارا سب سے اچھا عالم ہے اور حبر عالم کا فرزند ارجمند ہے۔ آپ نے کہا بتاؤ اگر وہ مسلمان ہو جائے تو؟ انہوں نے کہا حاش للہ وہ ہرگز مسلمان نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا اے ابن سلام! باہر آ جاؤ۔ وہ باہر آئے تو انہوں نے کہا اے معشر یہود! اللہ سے ڈرو، واللہ! تم خوب جانتے ہو کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ دین حق لے کر آئے ہیں۔ انہوں نے کہا تو جھوٹ کہتا ہے چنانچہ نبی علیہ السلام نے ان کو مجلس سے نکال دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس نے باہر آکر شہادت حق کا اعلان کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ ہمارا بدترین انسان ہے اور بدترین باپ کا بیٹا ہے تو ابن سلام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی بات کا مجھے خطرہ تھا۔

بیہقی (ابو عبداللہ الحافظ، احمد، محمد بن اسحاق صنعانی، عبداللہ بن ابی بکر، حمید) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سلام اپنے باغ میں تھے کہ انہوں نے نبی علیہ السلام کی آمد کی خبر سنی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں آپ سے تین سوال پوچھتا ہوں ان کا جواب صرف نبی ہی جانتا ہے۔ قیامت کی پہلی نشانی کیا ہے اور جنتی لوگ پہلے کیا کھانا کھائیں گے اور کس سبب سے بچہ باپ کے مشابہ ہوتا ہے اور کبھی ماں کے۔ آپ نے فرمایا جبرائیل نے مجھے ابھی بتایا ہے۔ ابن سلام نے از راہ تعجب پوچھا جبرائیل نے؟ آپ نے فرمایا ہاں جبرائیل نے۔ تو اس نے کہا یہ فرشتہ یہود کا دشمن ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی "کہہ دو جو کوئی جبرائیل کا دشمن ہو سو اس نے اتارا ہے یہ قرآن اللہ کے حکم سے آپ کے دل پر۔" (۲/۹۷) آپ نے فرمایا قیامت کی پہلی نشانی ایک آگ ہے جو لوگوں کو مشرق کی طرف سے مغرب کی طرف لے جائے گی اور اہل جنت کی پہلی غذا مچھلی کا کلیجہ ہے اور بچے کا معاملہ یہ ہے کہ جب مرد کا نطفہ عورت کی منی پر غالب آ جائے تو بچہ مرد کے مشابہ ہوتا ہے اور جب عورت کی منی مرد کی منی پر غالب آ جائے تو بچہ عورت کے مشابہ ہوتا ہے تو اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

پھر عبداللہ بن سلام نے کہا یا رسول اللہ! یہودی لوگ بڑے بہتان تراش ہیں اگر ان کو میرے مسلمان ہونے کا علم ہو گیا تو قبل اس کے کہ آپ ان سے میرے بارے میں پوچھیں وہ میرے خلاف بہتان تراشیں گے چنانچہ یہود آئے تو آپ نے پوچھا تم میں ابن سلام کیسا آدمی ہے؟ تو انہوں نے کہا ہمارا بہترین عالم ہے اور بہترین عالم کا بیٹا ہے۔ ہمارا رئیس ہے اور ہمارے رئیس کا بیٹا ہے۔ آپ نے فرمایا بتاؤ اگر وہ مسلمان ہو جائے؟ تو انہوں نے کہا اللہ اس کو اس بات سے بچا رکھے۔ چنانچہ عبداللہ باہر آئے اور انہوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں پھر انہوں نے کہا یہ ہمارا بدترین انسان ہے اور بدترین انسان کا بیٹا ہے اور اس کے نقائص بیان کرنے لگے پھر ابن سلام نے کہا یا رسول اللہ مجھے اسی بات کا خوف تھا اس روایت کو امام بخاری نے عبداللہ بن منیر، عبداللہ عن ابی حمید سے بیان کیا ہے۔ نیز از حامد بن عمر از بشر بن مفضل از حمید بیان کیا ہے۔

محمد بن اسحاق (عبداللہ بن ابی بکر، یحییٰ بن عبداللہ) آل بنی سلام کے خاندان کے ایک فرد سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سلام جو ایک جید عالم تھے جب وہ مسلمان ہوئے تو انہوں نے بتایا کہ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا سنا اور میں آپ کی صفات، علامات کا واقف تھا اور آپ کے زمانہ بعثت پر غور کیا جس کے ہم منتظر تھے میں خوش تھا میں اس راز کو چھپائے ہوئے خاموش تھا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے۔ جب تشریف لائے تو قبا میں بنی عمرو بن عوف کے ہاں قیام فرمایا۔ ایک آدمی نے ان کی آمد کی خبر سنائی میں اس وقت کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا کھجوریں توڑ رہا تھا اور میری پھوپھی خالدہ بنت حارث کھجور کے درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی تھی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر سن کر نعرہ تکبیر بلند کیا۔ میری پھوپھی نے کہا اگر تم موسیٰ بن عمران کی آمد کا سنتے تو اس سے زیادہ بلند آواز سے نعرہ نہ لگاتے تو میں نے کہا اے پھوپھی واللہ!

وہ موسیٰ بن عمران کا بھائی ہے اور اس کا دین لے کر مبعوث ہوا ہے تو اس نے کہا اے میرے بھتیجے! کیا یہ وہی نبی ہے جس کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ قربِ قیامت میں مبعوث ہوگا میں نے عرض کیا جی ہاں تو اس نے کہا تب یہ وہی ہے

عبداللہ بن سلام کا اسلام قبول کرنا...... پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسلمان ہو کر اپنے گھر والوں کے پاس آیا پھر اہل خانہ بھی مسلمان ہو گئے۔ میں نے اپنا اسلام یہود سے پوشیدہ رکھا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہودی قوم بہتان تراش ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اندر چھپا دیں پھر ان سے میرے متعلق پوچھیں وہ آپ کو بتا دیں گے کہ میری ان میں کیا حیثیت ہے بشرطیکہ ان کو میرے مسلمان ہونے کا علم نہ ہو اگر ان کو میرے مسلمان ہونے کی خبر ہو گئی تو وہ میرے خلاف بہتان تراشی کریں گے۔ بعد ازاں میں نے اپنے اور اپنے اہل وعیال کے اسلام لانے کا اعلان کیا اور میری پھوپھی خالدہ بنت حارث بھی مسلمان ہو گئیں۔

حیی بن اخطب نضیری کی عداوت...... یونس بن بکیر (محمد بن اسحاق، عبداللہ بن ابی بکر، ام المومنین) صفیہ بنت حیی سے روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے چچا اور والد کو بچوں میں سب سے پیاری تھی جب میں بچوں میں ان کی طرف خوش ہو کر لپکتی تو وہ مجھے گود میں لیتے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبا میں تشریف لائے تو میرے والد اور چچا صبح کی تاریکی میں ان کے ہاں گئے اور غروب آفتاب کے وقت آئے جب واپس آئے تو وہ افسردہ دل تھکے ماندے اور گرتے پڑتے آہستہ آہستہ چلے آرہے تھے میں حسب عادت ان کی طرف مسکراتی ہوئی آئی واللہ! انہوں نے میری طرف التفات اور توجہ بھی نہ کی۔ میں نے اپنے چچا ابو یاسر سے سنا وہ میرے والد سے کہہ رہے تھے کیا یہ وہی ہے؟ اس نے کہا ہاں واللہ! پھر اس نے کہا کیا تو اس کی صفات اور خصائل سے اس کو پہچانتا ہے؟ اس نے کہا واللہ! خوب پہچانتا ہوں تو پھر پوچھا آپ کے دل میں اس کے متعلق کیا ہے تو اس نے کہا واللہ! تاحیات عداوت۔

موسیٰ بن عقبہ نے زہری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ابو یاسر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ سے ملاقات اور بات چیت کے بعد واپس آیا تو اس نے کہا اے میری قوم! میری بات مانو اللہ نے تمہارے پاس وہ نبی بھیج دیا ہے جس کے تم منتظر تھے اس کی اطاعت کرو اور مخالفت نہ کرو۔ پھر اس کا بھائی حیی بن اخطب نضیری جو یہودیوں کا سردار تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آیا آپ ﷺ سے بات چیت کے بعد جب واپس آیا تو اس نے کہا واللہ! میں ایسے آدمی کے پاس سے آیا ہوں جس کا میں ہمیشہ دشمن رہوں گا یہ سن کر اس کے بھائی ابو یاسر نے کہا اے میرے بھائی! میری ایک بات مان لو اس کے بعد میری کوئی بات مانو یا مخالفت کرو تم چاہو، برباد نہ ہوگے تو اس نے کہا واللہ میں تیری بات کی تسلیم نہیں کروں گا اس پر شیطان کا تسلط ہو گیا اور قوم بھی اس کی رائے کے تابع ہو گئی۔

امام ابن کثیر کہتے ہیں کہ ابو یاسر کے انجام کا تو مجھے کوئی علم نہیں۔ رہا حیی بن اخطب صفیہ ام المومنین کا والد اس کے دل میں نبی علیہ السلام اور صحابہ کی عداوت رچ بس گئی تھی یہ ملعون اسی عداوت میں مبتلا تھا حتیٰ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قتل کر دیا گیا۔

مدینہ میں پہلا جمعہ...... جس روز آپ ﷺ نے بنی عمرو بن عوف سے کوچ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبا سے اپنی ناقہ قصواء پر سوار ہوئے یہ جمعہ کا روز تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی سالم بن عوف کے محلہ میں جمعہ کا وقت آگیا آپ نے مسلمانوں کو وادی "وادی رانوناء" میں جمعہ پڑھایا۔ یہ مدینہ میں یا مطلقاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا جمعہ پڑھایا واللہ اعلم کیونکہ آپ اور صحابہ کو مکہ میں اجتماع کی قدرت نہ تھی کہ وہ نماز جمعہ خطبہ اور اذان کے ساتھ پڑھا سکیں۔

ابن جریر (یونس بن عبدالاعلیٰ، ابن وہب) سعید بن عبدالرحمن جمحی سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی سالم میں جو پہلا جمعہ پڑھایا اس میں یہ خطبہ ارشاد فرمایا:

الحمد للہ احمدہ واستعینہ واستغفرہ واستھدیہ واومن بہ ولا اکفرہ واعادی من یکفرہ واشھد ان
لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ بالھدی ودین الحق والنور

والموعظة على فترة من الرسل، وقلة من العلم، وضلالة من الناس، وانقطاع من الزمان، ودنو من الساعة، وقرب من الاجل، من يطع الله ورسوله فقد رشد، ومن يعصهما فقد غوى وفرط وضل ضلالا بعيدا، واوصيكم بتقوى الله فانه خير ما اوصى به المسلم المسلم ان يحضه على الاخرة، وان يامره بتقوى الله، فاحذروا ما حذركم الله من نفسه، ولا افضل من ذلک نصيحة، ولا افضل من ذلک ذکری وانه تقوى لمن عمل به على وجل ومخافة، وعون صدق على ما تبغون من امر الاخرة، ومن يصلح الذي بينه وبين الله من امر السر والعلانية لا ينوي بذلک الا وجه الله يكن له ذكرا في عاجل امره وذخرا فيما بعد الموت حين يفتقر المرء الى ما قدم، وما كان من سوى ذلک يود لو ان بينه وبينه امدا بعيدا، ويحذركم الله نفسه والله رؤوف بالعباد، والذي صدق قوله وانجز وعده لا خلف لذلک فانه يقول تعالى (ما يبدل القول لدي وما انا بظلام للعبيد) واتقوا الله في عاجل امركم واجله في السر والعلانية فانه (ومن يتق الله يكفر عنه سيئاته ويعظم له اجرا) (ومن يطع الله ورسوله فقد فاز فوزا عظيما) وان تقوى الله توقي مقته، وتوقي عقوبته، وتوقي سخطه، وان تقوى الله تبيض الوجه، وترضي الرب، وترفع الدرجة، خذوا بحظكم ولا تفرطوا في جنب الله قد علمكم الله كتابه، ونهج لكم سبيله ليعلم الذين صدقوا وليعلم الكاذبين فاحسنوا كما احسن الله اليكم، وعادوا اعداءه، وجاهدوا في الله حق جهاده هو اجتباكم وسماكم المسلمين ليهلک من هلک عن بينة ويحيى من حي عن بينة ولا قوة الا بالله، فاكثروا ذكر الله واعملوا لما بعد الموت فانه من اصلح ما بينه وبين الله يكفه ما بينه وبين الناس ذلک بان الله يقضي على الناس ولا يقضون عليه، ويملک من الناس ولا يملكون منه، الله اكبر ولا قوة الا بالله العلي العظيم) هكذا اوردها ابن جرير وفي السند ارسال.

''حمد و ستائش اللہ کے لئے ہے، میں اس کی حمد کرتا ہوں، مدد، بخشش اور ہدایت اسی سے چاہتا ہوں میں ایمان اسی پر رکھتا ہوں اس کی نافرمانی نہیں کرتا اور نافرمانی کرنے والوں سے عداوت رکھتا ہوں میری شہادت یہ ہے کہ اللہ کے سوا عبادت کے لائق کوئی بھی نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا بندہ اور رسول ہے اس نے محمد ﷺ کو ہدایت، نور اور نصیحت کے ساتھ ایسے زمانے میں بھیجا ہے جبکہ مدتوں سے کوئی رسول دنیا میں نہ آیا، علم گھٹ گیا اور گمراہی بڑھ گئی تھی اسے آخری زمانے میں قیامت کے قریب اور موت کی نزدیکی کے وقت بھیجا گیا جو کوئی اللہ اور رسول اللہ کی اطاعت کرتا ہے وہ ہدایت یافتہ ہے اور جس نے ان کا حکم نہ مانا، وہ بھٹک گیا، بے جا حرکت کر گیا اور سخت گمراہی میں پھنس گیا ہے۔

مسلمانو! میں تمہیں اللہ سے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں بہترین وصیت جو مسلمان مسلمان کو کر سکتا ہے یہ ہے کہ اسے آخرت کے لئے آمادہ کرے اور اللہ سے تقویٰ کے لئے کہے۔ لوگو! جن باتوں سے اللہ نے تمہیں پرہیز کرنے کو کہا ہے ان سے بچتے رہو، اس سے بڑھ کر کوئی نصیحت ہے اور نہ اس سے بڑھ کر کوئی ذکر ہے۔ یاد رکھو! امور آخرت کے متعلق اس شخص کے لئے جو اللہ سے ڈر کر کام کرتا ہے تقویٰ بہترین مددگار ثابت ہوگا اور جب کوئی شخص اپنے اور اللہ کے درمیان معاملہ خفیہ و ظاہر میں درست کرے گا اور ایسا کرنے میں اس کی نیت خالص ہوگی تو ایسا کرنا اس کے لئے دنیا میں ذکر اور موت کے بعد (جب انسان کو اعمال کی ضرورت و قدر معلوم ہوگی) ذخیرہ بن جائے گا لیکن اگر کوئی ایسا نہیں کرتا (تو اس کا ذکر اس آیت میں ہے) ''انسان پسند کرے گا کہ اس کے اعمال اس سے دور ہی رکھے جائیں۔ اللہ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ تو اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے'' اور جس شخص نے اللہ کے حکم کو سچا جانا اور اس کے وعدوں کو پورا کیا تو اس کے متعلق یہ ارشاد الٰہی موجود

ہے ہمارے ہاں بات نہیں بدلتی اور ہم اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتے۔

مسلمانو! اپنے موجودہ اور آئندہ ظاہر اور خفیہ کاموں میں اللہ سے تقویٰ کو پیشِ نظر رکھو! کیونکہ تقویٰ والوں کی برائیاں چھوڑ دی جاتی ہیں اور اجر بڑھا دیا جاتا ہے تقویٰ والے لوگ ہی بہت بڑی کامیابی کو پہنچ جائیں گے یہ تقویٰ ہی ہے جو اللہ کی ناراضگی، عذاب اور غضب کو دور کرتا ہے یہ تقویٰ ہی ہے جو چہروں کو روشن، پروردگار کو راضی اور درجے کو بلند کرتا ہے۔

مسلمانو! حظ اٹھاؤ مگر حقوقِ الٰہی میں ذرا کوتاہی نہ کرو اللہ نے اسی لئے تم کو اپنی کتاب سکھائی اور اپنا راستہ دکھایا ہے کہ سچ بولنے اور جھوٹ بولنے والوں کو الگ الگ کر دیا جائے۔ لوگو! اللہ نے تمہارے ساتھ احسان کیا ہے تم بھی لوگوں کے ساتھ ایسا ہی کرو اور جو اللہ کے دشمن ہیں انہیں دشمن سمجھو اور اللہ کے رستے میں پوری ہمت اور تندہی کے ساتھ کوشش کرو اسی نے تم کو برگزیدہ بنایا اور تمہارا نام مسلمان رکھا ہے تاکہ ہلاک ہونے والا بھی روشن دلیل پر ہلاک ہو اور زندگی پانے والا بھی دلائل پر زندگی پائے اور سب نیکیاں اللہ کی مدد سے ہیں۔

لوگو! اللہ کا ذکر کرو اور آئندہ زندگی کے لئے عمل کرو کیونکہ جو شخص اپنے اور اللہ کے درمیان کے معاملے کو درست کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اور لوگوں کے درمیان معاملے کو درست کر دیتا ہے اس لئے کہ اللہ بندوں پر حکم چلاتا ہے اور اس پر کسی کا حکم نہیں چلتا اللہ بندوں کا مالک ہے اور بندوں کو اس پر کچھ اختیار نہیں ہے اللہ سب سے بڑا ہے اور ہم کو (نیکی کرنے کی) طاقت اسی عظمت والے سے ملتی ہے۔

مدینہ میں آمد کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا خطبہ:۔۔۔۔ بیہقی (ابو عبداللہ الحافظ، ابو العباس، الاصم، احمد بن عبد الجبار، یونس بن بکیر، ابن اسحاق، مغیرہ بن عثمان بن محمد بن عثمان بن الاخنس بن شریق) ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں پہلا خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ ﷺ نے صحابہ میں کھڑے ہو کر حمد و ثنا کے بعد فرمایا اما بعد! اے لوگو! اپنی ذات کے لئے نیک اعمال آگے بھیجو واللہ! تمہیں خوب معلوم ہو جائے گا کہ تم میں سے ہر ایک بے ہوش ہو جائے گا اور اپنی بکریوں کے ریوڑ کو چرواہے کے بغیر چھوڑ جائے گا پھر اس سے اللہ تعالیٰ بغیر کسی ترجمان اور دربان کے پوچھے گا کیا تیرے پاس میرا پیغمبر نہ آیا تھا؟ میں نے تجھے مال و دولت عطا کیا اور تجھ پر فضل و کرم کیا تو نے اپنی ذات کے لئے آگے کیا بھیجا؟ پھر وہ دائیں بائیں دیکھے گا کوئی چیز نظر نہ آئے گی پھر اس کو اپنے سامنے سوائے جہنم کے اور کچھ نظر نہ آئے گا جو شخص اپنی ذات کو آدھی کھجور بھی صدقہ کر کے جہنم سے بچا سکتا ہے وہ آدھی کھجور ہی صدقہ کر دے اور جس کو اس کی بھی استطاعت نہ ہو وہ اچھی بات ہی کرے بے شک نیکی کا بدلہ دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ میں دوسرا خطبہ:۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا خطبہ دیا

ان الحمد للہ احمدہ واستعینہ، نعوذ باللہ من شرور انفسنا وسیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل له
ومن یضلل فلا هادی له واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له

سب سے بہتر کلام کلام اللہ ہے کامیاب ہے وہ شخص جس کے دل میں اللہ نے اس کو مزین کر دیا اور اس کو کفر کے بعد اسلام نصیب کیا اور اس کے سوا لوگوں کی باتوں سے اس کو بے نیاز کر دیا ہے بے شک قرآن بہترین کلام ہے اور سب سے فصیح و بلیغ ہے جو اللہ سے دوستی رکھے تم اس کو دوست رکھو اور اللہ تعالیٰ سے دل کے تمام گوشوں سے محبت کرو اللہ کے کلام اور اس کے ذکر سے مت اکتاؤ اور تمہارے دل اس سے سخت نہ ہوں گے:

ومن یختار الله ویصطفی فقد سماہ خیرته من الاعمال وخیرته من العباد والصالح من الحدیث
ومن کل ما اوتی الناس من الحلال والحرام

اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور اللہ سے ایسا ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے جو تم اپنی زبان سے سچ کہتے ہو اس پر عمل کر کے اللہ کے سامنے صداقت کا اظہار کرو، آپس میں تم اللہ کی مہربانی سے محبت کرو، اللہ کا عہد توڑا جائے تو اللہ ناراض ہوتا ہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ

وہ کہتا ہے یہ سند بھی مرسل ہے اگرچہ اس حدیث کے الفاظ پہلی سے مختلف ہیں مگر یہ پہلی روایت کی مؤید ہے۔

مسجد نبوی کی تعمیر اور ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے مکان پر قیام ...... ابو ایوب کے مکان پر رہائش کی مدت میں اختلاف ہے بقول واقدی سات ماہ اور بعض نے ایک ماہ سے بھی کم مدت بتائی ہے واللہ اعلم۔

امام بخاری (اسحاق بن منصور، عبدالصمد، والد، ابو التیاح یزید بن حمید ضبعی) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ مدینہ کے بالائی علاقہ میں بنی عمرو بن عوف کے ہاں فروکش ہوئے اور وہاں چودہ رات قیام کیا پھر بنی نجار کو پیغام بھیجا وہ تلواریں سجائے آ گئے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے گویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں آپ سواری پر سوار ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے ردیف ہیں اور بنی نجار کے لوگ آپ کے گرد و پیش ہیں حتیٰ کہ آپ ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر میں تشریف لے آئے جب نماز کا وقت آتا تو آپ وہیں نماز پڑھ لیتے حتیٰ کہ آپ نے فرمایا اس جگہ کی قیمت طے کر لو انہوں نے عرض کیا واللہ! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اس کا ثمن اور معاوضہ صرف اللہ کی رضا چاہتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں وہی بات ہے جو میں تمہیں کہہ رہا ہوں کہ قیمت لے لو۔

مسجد نبوی کی تعمیر ...... اس زمین میں مشرکین کی قبریں تھیں اس میں کھنڈرات تھے اور کھجور کے درخت بھی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے قبریں اکھاڑ دی گئیں نشیب و فراز ہموار کر دیئے گئے اور کھجور کے درخت کاٹ دیئے گئے کھجور کے درختوں کو قبلہ کی جانب رکھ دیا اور دروازے کے دونوں بازو دو ستون پتھر کے بنا دیئے وہ تعمیر کے لئے پتھر لا رہے تھے اور شعر پڑھتے جا رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ہمراہ تھے اللھم انہ لا خیر الا خیر الآخرۃ فانصر الانصار والمھاجرۃ بھلائی تو صرف آخرت کا فائدہ ہے۔ کہ مدد انصار و مہاجرین پر مہربانی فرما اے اللہ۔

اس روایت کو امام بخاری نے متعدد مقامات پر درج کیا ہے اور امام مسلم نے عبدالصمد کے والد عبدالوارث بن سعید سے روایت کیا ہے۔ صحیح بخاری میں زہری اور عروہ سے مروی ہے کہ مسجد نبوی ﷺ کی جگہ سہل اور سہیل دو یتیموں کی تھی جو اسعد بن زرارہ کے زیر پرورش تھے اس جگہ پر کھجوریں سکھانے کا مقام تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے قیمت پوچھی تو انہوں نے کہا ہم یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کرتے ہیں آپ ﷺ نے ہبہ کرنے سے انکار کر دیا اور ان سے یہ جگہ خرید لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہمراہ اینٹ اٹھا رہے تھے اور فرما رہے تھے:

ھذا الحمال لا حمال خیبر
ھذا ابر ربنا واطھر
لاھم ان الاجر اجر الآخرہ
فارحم الانصار والمھاجرہ

یتیموں کی جگہ کا معاوضہ ...... موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ اسعد بن زرارہ نے ان یتیموں کو اس کے عوض بنو بیاضہ میں اپنا نخلستان دے دیا تھا محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ سہل اور سہیل دونوں یتیم معاذ بن عفراء کے زیر پرورش تھے۔

"عریش" موسیٰ علیہ السلام ...... بیہقی (ابو بکر بن ابی احمد، ... حسن بن سلام، عبدالرحیم بن سلیمان، اسماعیل بن مسلم) حضرت حسن رضی اللہ عنہ بصری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مسجد تعمیر کی تو صحابہ بھی آپ کے ہمراہ شامل تھے آپ ﷺ خود ان کے ہمراہ اینٹیں اٹھا رہے تھے یہاں تک کہ آپ کا سینہ مبارک غبار آلود ہو گیا اور آپ نے فرمایا کہ اس کو چھپر بنا دو موسیٰ کے چھپر کی طرح میں نے حسن بصری سے پوچھا عریش موسیٰ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا جب ہاتھوں کو اٹھائے تو چھت کو لگ جائے (یہ روایت مرسل ہے)۔

حماد بن سلمہ (ابو سنان، یعلی بن شداد) حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انصار مال

دولت اکٹھا کر کے لائے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کب تک ہم اس چھپر کے نیچے نماز پڑھتے رہیں گے؟ آپ اس مال سے مسجد تعمیر کریں اور اس کی زیبائش و آرائش کریں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنے بھائی موسیٰ سے بے رغبتی اور نفرت نہیں ہے یہ چھپر ہے موسیٰ کے چھپر جیسا۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔

مسجد نبوی کی توسیع..... ابوداؤد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مسعود میں مسجد کے ستون کھجور کے درخت کے تنے اور اس کی چھت کھجور کی شاخوں اور ٹہنیوں کی تھی پھر یہ حضرت ابوبکر کے دور خلافت میں خراب ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب سابق کھجور کے ستونوں اور اس کی ٹہنیوں سے اس کی مرمت کروا دی پھر خلافت عثمانی میں جب اس کی حالت خستہ ہو گئی تو اسے اینٹوں سے تعمیر کرا دیا اور یہ اب تک قائم ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔

امام ابوداؤد (مجاہد بن موسیٰ، یعقوب بن ابراہیم، ابیہ، صالح، نافع) حضرت ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مسعود میں مسجد نبوی اینٹوں سے تعمیر تھی اس کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی اس کے ستون کھجور کے درخت کے تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس میں تبدیلی نہیں کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں اینٹ اور شاخوں اور نئے ستونوں کا اضافہ کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر شدہ بنیادوں پر اس کی تعمیر کی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس میں تبدیلی کی اس میں بہت کچھ اضافہ کیا اس کی دیواریں منقش پتھروں اور چونے سے تعمیر کیں اور اس کے ستون رنگ برنگ پتھروں کے بنائے اور چھت کو ساگوان کی لکڑی سے تعمیر کیا۔

مسجد نبوی میں اضافہ..... امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حدیث رسول "جو شخص اللہ کی رضا جوئی کی خاطر ایک مسجد تعمیر کرے گا" پر عمل کرتے ہوئے مسجد میں اضافہ کیا اور صحابہ نے ان کی تائید کی اور اس کے بعد خلیفوں نے اس میں کوئی تغیر نہیں کیا اس عمل سے اہل علم اس قول (حکم الزیادۃ حکم المزید) کہ اضافہ کا حکم مضاف الیہ کا اور مزید فیہ کا حکم ہوتا ہے پر دلیل لاتے ہیں چنانچہ اضافہ میں نماز کے تزید ثواب وغیرہ کا مستوجب ہوگا۔ ولید بن عبد الملک بانی جامع مسجد دمشق کے عہد حکومت میں اس میں مزید اضافہ کیا گیا اور اس اضافہ کے نگران عمر بن عبدالعزیز جو ولید کی جانب سے مدینہ کے حاکم بھی تھے آپ نے اس میں نبی علیہ السلام کے حجرہ ہائے مکانات شامل کر دیئے اس کے بعد اس میں مزید اضافہ ہوئے قبلہ کے رخ کی طرف بھی اضافہ کیا گیا یہاں تک کہ روضہ مبارک اور منبر شریف اگلی صفوں کے پیچھے میں واقع ہو گیا جیسا کہ آج کل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد نبوی کی تعمیر میں خود کام کرنا..... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف فرما رہے یہاں تک کہ مسجد نبوی اور رہائشی مکانات کی تعمیر ہو گئی تعمیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسلمانوں کو رغبت دلانے اور کام پر آمادہ کرنے کے لئے خود بھی کام کرتے رہے چنانچہ کل مہاجرین و انصار سب نے پوری دل جمعی سے کام انجام دیا۔ کسی مسلمان نے کہا:

لئن قعدنا والنبی یعمل لذاک منا العمل المضلل

(واللہ! اگر ہم آرام سے بیٹھے رہیں اور نبی ﷺ کام میں مشغول ہوں تو یہ ہمارا فعل بے جا ہوگا۔)

نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کام کرتے تھے اور یہ گنگناتے تھے:

لا عیش الا عیش الآخرۃ اللھم ارحم الانصار والمہاجرۃ

''اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے یا اللہ انصار اور مہاجرین پر رحم فرما۔''

حضرت عمار بن یاسر کے قاتل..... حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ آئے اور حاضرین نے ان پر اینٹیں لادیں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! انہوں نے مجھے مار ڈالا، خود تو ایک اینٹ اٹھاتے اور مجھ پر زیادہ اینٹیں لاد دیتے ہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے اس کے بال صاف کر رہے ہیں (اس کے بال گھنگھریالے تھے) اور آپ فرما رہے تھے افسوس! اے ابن سمیہ! اور تیرے ساتھی قاتل نہیں ہے تیرا قاتل تو ایک باغی گروہ ہے۔ اس سند سے یہ روایت منقطع ہے بلکہ معضل ہے کیونکہ ابن اسحاق اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا درمیانی واسطہ غائب ہے۔

اس حدیث کو امام مسلم نے متصل سند کے ساتھ بیان کیا ہے (شعبہ خالد حذاء سعید اور حسن بصری پسران ابی الحسن بصری اپنی والدہ خیرہ کنیز ام سلمہ سے) ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمار کو باغی جماعت قتل کرے گی، نیز امام مسلم نے اس کو (ابن علیہ، ابن عون، حسن بصری، بصری نے خود) حضرت ام سلمہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار بن یاسر کو مخاطب کر کے فرمایا اس حال میں کہ وہ (عمار بن یاسر) اینٹیں اٹھا رہا تھا:

ویح لک یا ابن سمیة تقتلک الفئة الباغیة

عبدالرزاق (معمر، حسن بصری، والدہ خود) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ مسجد کی تعمیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سب شامل تھے ہر کوئی ایک ایک پتھر اٹھا رہا تھا اور عمار دو دو پتھر اٹھا رہا تھا ایک اپنا اور ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا، رسول اللہ ﷺ نے اس کی پشت پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا اے ابن سمیہ! لوگوں کے لئے ایک اجر اور تیرا اجر دوہرا ہے، تیری آخری غذا دودھ ہے اور تجھے باغی جماعت قتل کرے گی۔ یہ سند صحیحین کی شرط کی حامل ہے۔ بیہقی وغیرہ نے متعدد راویوں کے ذریعہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم مسجد نبوی کی تعمیر میں ایک ایک اینٹ اٹھا رہے تھے اور عمار رضی اللہ عنہ دو دو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دیکھ کر اس کے جسم سے مٹی صاف کرنے لگے اور فرما رہے تھے عمار! افسوس! اسے باغی جماعت قتل کرے گی وہ ان کو جنت کی دعوت دے رہا ہوگا اور وہ لوگ اس کو نار کی طرف بلا رہے ہیں یہ سن کر عمار رضی اللہ عنہ نے کہا اعوذ باللہ من الفتن۔ تخریج: امام بخاری نے اس حدیث کو (مسدد از عبدالعزیز بن مختار از خالد) نیز (ابراہیم بن موسیٰ از عبدالوہاب ثقفی از خالد حذاء) بیان کیا ہے مگر "تقتلک الفئة الباغیة" جملہ نقل نہیں کیا۔

بیہقی کا بیان ہے کہ امام بخاری نے مذکورہ بالا فقرہ کسی وجہ سے بیان نہیں کیا کہ امام مسلم نے اس روایت کو (ابو نضرہ از ابوسعید خدری از خود سے بہتر راوی) بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار کو کہا جب وہ خندق کھود رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سر سے مٹی صاف کر رہے تھے اور فرما رہے تھے ہائے عمار کی مصیبت اس کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ نیز اس روایت کو امام مسلم نے (شعبہ از ابو مسلمہ از ابو نضرہ از ابوسعید خدری از: بہتر راوی جو مجھ سے بہتر صحابی راوی ہے) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو فرمایا اے ابن سمیہ! ہائے تیری ناگہاں مصیبت! تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔

ابو داؤد طیالسی (وہیب، داؤد بن ابی ہند، ابو نضرہ) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خندق کھودنے کا حکم دیا تو لوگ ایک ایک پتھر اٹھا رہے تھے اور عمار بیماری کے باوجود دو دو پتھر اٹھا رہے تھے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے کسی رفیق نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سر سے مٹی صاف کر رہے تھے اور فرما رہے تھے اے ابن سمیہ! تیری ناگہاں مصیبت باغی گروہ تجھے قتل کرے گا۔ حافظ بیہقی کا بیان ہے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو براہ راست سنا تھا اور جو اس نے کسی کے معرفت سنا تھا اس میں اس نے فرق بیان کیا ہے اور اس میں خندق کا ذکر غلطی اور وہم پیدا ہوا ہے یا ممکن ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی تعمیر اور خندق کی کھدائی دونوں مقامات پر فرمایا ہو۔ واللہ اعلم۔

بقول امام ابن کثیر خندق کی کھدائی کے دوران بعض الفاظ نے بیان کو جس طرح پیش کرتا ہے تو بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ راوی کو اشتباہ لاحق ہوا ہے واللہ اعلم۔

معجزہ اور اس کی تصدیق و توجیہ یہ حدیث معجزات میں سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار کے متعلق پیشین گوئی فرمائی کہ اس کو باغی گروہ قتل کرے گا اور وہ جنگ صفین میں اہل شام نے قتل کیا تھا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گروہ اور لشکر میں شامل تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت امیر معاویہ سے حق فائق تھا ان کے باغی کہنے سے ان کی تکفیر لازم نہیں آتی جیسا کہ روافض امت سے بھٹکے ہوئے شیعہ وغیرہ کا خیال ہے۔ وہ باغی تھے مگر وہ جنگ میں اجتہاد کی بنا پر شریک ہوئے تھے، ہر مجتہد صواب اور حق پر نہیں ہوتا بلکہ جو صواب اور حق پر ہو اس کو دوہرا اجر ہے اور خطا کار بھی ایک اجر کا مستحق ہوتا ہے اور جس راوی نے حدیث میں (لا انالھا اللہ شفاعتی یوم القیامۃ) اس کو بروز قیامت اللہ میری سفارش سے محروم رکھے گا کا اضافہ کیا ہے اس نے یہ اضافہ بیان کر کے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء کیا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا نہیں اور اس لئے بھی کہ یہ مقبول سند سے منقول نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

باقی رہا "یدعوھم الی الجنۃ ویدعونہ الی النار" کا مفہوم یہ ہے کہ عمار اور اس کے رفقاء اہل شام کو الفت و محبت اور اتفاق و اتحاد کی طرف بلاتے تھے اور اہل شام اپنے سے فائق اور برتر کو محروم کر کے خلافت پر متمکن ہو کر یہ افتراق پیدا کرنا چاہتے تھے کہ ہر علاقہ پر ایک مستقل امام اور حکمران ہو۔ یہ اختلاف امت اور انتشار و خلفشار پر منتج ہے گو ان کا یہ ارادہ نہ تھا لیکن یہ ان کے فعل اور جنگ جوئی کا لازمی نتیجہ ہے۔ واللہ اعلم (بر محل ہم اس کو مفصل بیان کریں گے)۔

خلفاء کے متعلق پیش گوئی ...... دلائل میں بیہقی (ابو عبداللہ الحافظ، ابو بکر بن اسحاق، عبید بن شریک، نعیم بن حماد، عبداللہ بن مبارک، حشرج بن نباتہ، سعید بن جمہان) سفینہ مولائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پتھر لائے اور اس کو رکھ دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پتھر لا کر رکھ دیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پتھر لا کر رکھ دیا آپ نے فرمایا یہ میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔

بیہقی (یحییٰ بن عبدالحمید حمانی، حشرج، سعید) سفینہ سے روایت کرتے ہیں کہ تعمیر مسجد کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگ بنیاد رکھا پھر فرمایا کہ ابوبکر میرے ساتھ پتھر رکھے پھر عمر اس کے برابر پتھر رکھے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کے متصل پتھر رکھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔ یہ حدیث اس سیاق سے غریب ہے۔

خلفاء کی خلافت کا عرصہ ...... معروف روایت وہ ہے جو امام احمد (ابو النضر، حشرج بن نباتہ عبسی کوفی ...... اور زید بن حباب، عبدالصمد، حماد بن سلمہ اور یہ دونوں سعید بن جمہان) سفینہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلافت کا عرصہ تیس سال ہے اس کے بعد حکومت و سلطنت ہوگی پھر سفینہ نے اس کی تشریح کی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت دو سال اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت دس سال اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت ۱۲ سال کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت چھ سال۔ ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے متعدد طرق سے سعید بن جمہان سے بیان کیا ہے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور ہم صرف اس سند سے ہی اس حدیث کو جانتے ہیں اور اس کے الفاظ ہیں (الخلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ ثم یکون ملکا عضوضا) پھر باقی مفہوم بھی بیان کیا ہے۔

منبر کا رونا ...... ابن کثیر فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی ﷺ میں ابتدا میں منبر نہ تھا بلکہ نبی علیہ السلام کھجور کے ایک ستون اور تنے سے سہارا لگا کر خطبہ دیتے تھے۔ جو آپ کے مصلی جائے نماز کے قریب تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منبر تیار کر دیا گیا تو آپ اس کو چھوڑ کر منبر کی طرف خطبہ کے لئے بڑھے تو وہ رونے لگا کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات قریب سے سنا کرتا تھا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو گود میں لے کر تسلی دی یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گیا جیسا کہ بچہ کو رونے سے تسلی دی جاتی ہے۔ اس کی تفصیل آئمہ متعدد طرق سے یعنی سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ جابر، رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، رضی اللہ عنہما انس بن مالک اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بیان ہوگی۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک سے بیان کرنے کے بعد کیا ہی خوب کہا اے مسلمانوں کی جماعت ایک لکڑی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے اشتیاق میں رو رہی ہے تو کیا وہ لوگ جو آپ کے دیدار کے امیدوار ہیں وہ آپ کے دیدار کے اشتیاق میں اس سے زیادہ رونے کے مستحق نہیں۔

مسجد نبوی کے فضائل امام احمد (حمید بن [illegible] انیس بن ابی یحییٰ اسلمی [illegible]) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ المسجد الذي أسس على التقوى (۱۰۸:۹) کے بارے میں بنی خدرہ اور بنی عمرو بن عوف کے افراد میں اختلاف ہوا خدری نے کہا اس سے مراد مسجد نبوی ہے اور عمرو بن عوف نے کہا اس سے مراد مسجد قبا ہے۔ پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اس سے مراد مسجد نبوی ہے اور مسجد قبا میں بھی خیر ہے۔ اس روایت کو امام احمد [illegible] نے [illegible] انیس بن ابی یحییٰ اسلمی سے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (اسحاق بن عیسیٰ، لیث بن سعد، [illegible] عمران بن ابی انس، عبدالرحمٰن بن ابی سعید) ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ والمسجد الذي أسس على التقوى کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں [illegible] تھا تو انہوں نے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے المسجد الذي أسس على التقوى کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا [illegible] تمہاری یہ مسجد ہے۔

امام احمد (ابو نعیم، ربیعہ بن عثمان تیمی، عمران بن ابی انس، سہل بن سعد) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دو آدمیوں نے المسجد الذي أسس على التقوى کے متعلق [illegible] اختلاف کیا ایک نے کہا اس سے مراد مسجد نبوی ہے اور دوسرے نے کہا مسجد قبا ہے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اس سے مراد مسجد نبوی ہے۔

امام احمد (ابو نعیم، عبداللہ بن عامر اسلمی، عمران بن ابی انس، سہل بن سعد) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا المسجد الذي أسس على التقوى (۱۰۸:۹) سے مراد مسجد نبوی ہے۔

متعدد اسناد کے متعلق تحقیق یہ متعدد اسناد ہیں ممکن ہے کہ یہ قطعی [illegible] کے [illegible] سے مراد مسجد نبوی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت سعید بن مسیب کا بھی یہی مسلک ہے اور ابن جریر نے اسی قول کو پسند کیا ہے [illegible] اس میں کوئی منافات نہیں کیونکہ آیت (۱۰۸:۹) کا مسجد قبا کے متعلق نازل ہونا (جیسا کہ بیان ہو چکا ہے) اس بات کے منافی نہیں [illegible] حدیث میں [illegible] مسجد نبوی ان صفات کی زیادہ مستحق ہے کیونکہ مسجد نبوی ان تین مساجد میں سے ہے جن کے متعلق [illegible] روایت مروی ہے [illegible] صحیح مسلم [illegible] ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تین مساجد کے سوا کسی [illegible] کی طرف شد رحال [illegible]۔

مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی فضیلت صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد نبوی میں نماز پڑھنا [illegible] ہزار نماز سے افضل ہے [illegible] ایک نماز کا ثواب [illegible] اس سے بھی زیادہ ہے۔

صحیحین میں [illegible] ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر اور منبر کا درمیانی ٹکڑا جنت کے [illegible] سے ایک باغیچہ ہے [illegible] مسجد نبوی کے فضائل اور اس کی [illegible] ہیں [illegible] اس کتاب میں [illegible] بیان کیا گیا ہے۔

امام مالک کا مسجد نبوی سے متعلق مسلک امام مالک اور ان کے [illegible] کا یہ مسلک ہے کہ مسجد نبوی بیت اللہ سے افضل ہے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] مسجد حرام [illegible] افضل ہے [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] فضیلت [illegible] اس مسئلہ کی مکمل بحث [illegible] ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رہائشی مکانات ...... مسجد نبوی کے ارد گرد آپ کے رہائشی مکانات تعمیر کرائے گئے، ان مکانات کی چھتیں نیچی تھیں اور صحن بھی قریب قریب ہی تھے۔ حسن بصری اپنی والدہ خیرہ، ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی کنیز کے ہاں رہتے تھے، ان کا بیان ہے کہ میں نے عہد اسلام کے مکانات کی چھتوں کو اپنے ہاتھ سے چھو لیتا تھا بقول ابن کثیر حسن بصری میانہ قد شخص تھے، ہاں وہ دراز قد نہ تھے، اور یہی خلافت میں ۲۱ھ میں پیدا ہوئے، سہیلی کا بیان ہے کہ نبی علیہ السلام کے مکانات نو تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکانات کی تعمیرات ...... ان کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی، دیواریں بھی کھجور کی شاخوں کی تھیں ان پر مٹی سے پلاستر کی گئی تھی اور بعض دیواریں تو پتھر کی بنی تھیں۔ بقول حسن بصری آپ کے مکانات میں بالوں کی چادروں کے پردے تھے جو عرعر درخت کی لکڑیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ تاریخ بخاری میں ہے کہ آپ کا دروازہ ناخنوں سے کھٹکھٹایا جاتا تھا (معلوم ہوا کہ دروازوں پر کنڈے نہ تھے) اور یہ تمام مکانات ازواج مطہرات امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی وفات کے بعد مسجد نبوی میں شامل کر دیئے گئے تھے۔ واقدی اور ابن جریر کا بیان ہے کہ عبداللہ بن اریقط مکہ کی جانب روانہ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے زید بن حارثہ اور ابو رافع غلامان رسول کو اس کے ساتھ بھیجا اور ان کو دو سواریوں کے علاوہ ایک سواری کی قیمت پانچ سو درہم بھی دی کہ وہ قدید سے ایک اور سواری بھی خرید لیں کہ مکہ سے ان کے اہل و عیال کو لے آئیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام رومان کی سواری کا بھاگنا ...... چنانچہ وہ مکہ پہنچے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا دختران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ رسول علیہ السلام اور ام رومان والدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور آل ابی بکر کو عبداللہ بن ابی بکر کی معیت میں لے کر روانہ ہوئے، راستے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کی والدہ کا اونٹ بے قابو ہو کر بھاگ کھڑا ہوا، ام رومان کہنے لگیں ہائے دلہن، ہائے بیٹی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے غائبانہ آواز سنی کہ مہار ڈھیلی چھوڑ دو، میں نے مہار ڈھیلی چھوڑ دی تو وہ سواری باذن الٰہی رک گئی اور اللہ نے ہمیں سلامت رکھا چنانچہ یہ لوگ آئے اور سنح مقام پر مقیم ہو گئے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ مہینے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی، ان کے ساتھ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بھی مدینہ چلی آئیں، اس وقت وہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں اور وضع حمل کا وقت قریب تھا۔

مدینہ کے وبائی امراض میں مہاجرین کا مبتلا ہونا ...... امام زہری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لے آئے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ بخار میں مبتلا ہو گئے، میں نے مزاج پرسی کی کہ ابا جان کیسی طبیعت ہے اور بلال رضی اللہ عنہ سے بھی طبیعت کا حال پوچھا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جب بخار تیز ہوتا تو کہتے:

کل امرئ مصبح فی اهله　　　والموت ادنی من شراک نعله

"ہر آدمی خیریت سے اپنے گھر میں صبح کرتا ہے، اور موت اس کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔"

اور بلال رضی اللہ عنہ کا جب بخار اترتا تو بلند آواز سے یہ اشعار کہتا:

الا لیت شعری هل ابیتن لیلة
بواد وحولی اذخر وجلیل
وهل اردن یوما میاه مجنة
وهل یبدون لی شامة وطفیل

"کاش میں پھر مکہ وادی میں رات بسر کر سکتا اور میرے ارد گرد اذخر اور جلیل گھاس ہوتی اور کیا میں ایک دن مجنہ کے چشموں پر اتروں گا اور کیا شامہ اور طفیل (دو پہاڑ) کبھی مجھے دکھائی دیں گے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس صورت حال سے آگاہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی یا اللہ ہمیں مدینہ کی ایسی محبت دے جیسی مکہ کی محبت ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اس کی آب و ہوا درست فرما اور اس کے صاع اور مد (ماپنے کے پیمانوں) میں برکت کر دے اور یہاں کا بخار مقام جحفہ میں منتقل کر دے۔ اس روایت کو امام مسلم نے ابو بکر بن ابی شیبہ از ابو اسامہ مختصر بیان کیا ہے۔ بخاری کی روایت میں (ابی اسامہ از ہشام بن عروہ از ابیہ از عائشہ) مروی ہے اس میں شعر بیان کرنے کے بعد یہ اضافہ ہے۔

یا اللہ! عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف پر لعنت بھیج جیسے انہوں نے ہمیں وبائی امراض کے علاقہ میں جلاوطن کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی یا اللہ! ہمیں مدینہ ایسا محبوب کر دے جیسا کہ مکہ محبوب ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ یا اللہ! ہمارے لئے اس کے صاع اور مد (پیمانہ) میں برکت فرما دے اور اس کو ہمارے لئے صحت افزا مقام بنا دے اور اس کے بخار کو مقام جحفہ میں منتقل کر دے۔ (راوی) بطحان کی معمولی سا پانی تھا یعنی بدمزہ بدبودار تھا۔

نیز (محمد بن اسحاق، ہشام بن عروہ اور عمر بن عبداللہ بن عروہ بن زبیر) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو اس وقت یہ وبائی امراض کا علاقہ تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کی وجہ سے تکلیف اور بیماری میں مبتلا ہوئے اور نبی علیہ السلام (بحمد اللہ) محفوظ رہے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ (جو ابو بکر کے آزاد کردہ غلام تھے) ایک ہی مکان میں مقیم تھے ان کو شدید بخار ہوا میں ان کی مزاج پرسی کے لئے گئی (یہ پردے کے نزول احکام سے پہلے کا واقعہ ہے) اور وہ شدید بخار میں مبتلا تھے۔ میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے طبیعت کا حال پوچھا، ابا جان آپ کا مزاج کیسا ہے؟ تو انہوں نے کہا:

كل امرئ مصبح في أهله والموت أدنى من شراك نعله

"ہر آدمی اپنے اہل و عیال میں صبح کرتا ہے اور موت اس کے جوتے کے تسمے سے قریب تر ہوتی ہے۔"

میں نے یہ سن کر کہا واللہ! ابا جان کو علم نہیں کہ کیا کہہ رہے ہیں پھر میں نے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ سے خیریت پوچھی تو اس نے کہا۔

لقد وجدت الموت قبل ذوقه
ان الجبان حتفه من فوقه
كل امرئ مجاهد بطوقه
كالثور يحمي جلده بروقه

"میں نے موت کی تکلیف دیکھ لی! موت چکھنے سے پہلے پالیا ہے۔ بزدل آدمی کی موت اس پر مسلط ہوتی ہے ہر آدمی اپنی ہمت کے موافق جدوجہد کرتا ہے جیسے بیل اپنے سینگ سے اپنی حفاظت کرتا ہے۔"

میں نے اس کے یہ اشعار سن کر کہا واللہ عامر ہوش و حواس میں نہیں کہہ رہا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو جب بخار اتر جاتا تو وہ گھر کے صحن میں لیٹ کر کہتا

الا ليت شعري هل أبيتن ليلة
بفخ وحولي اذخر وجليل
وهل أردن يوما مياه مجنة
وهل يبدون لي شامة وطفيل

"کاش! مجھے معلوم ہو کہ میں ایک رات مکہ میں گزاروں گا اور مقام فخ میں میرے ارد گرد اذخر اور جلیل گھاس ہوگی اور کیا میں کسی روز مجنہ کے چشمہ کا پانی پیوں گا۔ اور کیا میرے سامنے شامہ اور طفیل پہاڑ ہوں گے۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے یہ کیفیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی کہ وہ شدت بخار کی وجہ سے ہوش و حواس میں

بخار ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: یا اللہ! ہمیں مدینہ محبوب بنا دے جیسے کہ مکہ محبوب تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اس کے مد اور صاع میں ہمارے لئے برکت فرما اور اس کے وبائی امراض کو جحفہ میں منتقل کر دے۔

امام احمد (یونس، لیث، یزید بن ابی حبیب، ابوبکر بن اسحاق بن یسار، عبداللہ بن عروہ، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی عیادت کی اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمائی تو انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ کیسا محسوس کرتے ہیں؟ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ شعر پڑھا

كل امرئ مصبح في اهله　　　والموت ادنى من شراك نعله

عامر کی مزاج پرسی کی تو انہوں نے کہا

اني وجدت الموت قبل ذوقه　　　ان الجبان حتفه من فوقه

پھر بلال رضی اللہ عنہ کی طبیعت کا پوچھا تو انہوں نے کہا

يا ليت شعري هل ابيتن ليلة　　　بفخ وحولي اذخر وجليل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے مزاج کے بارے میں بتایا تو آپ علیہ السلام نے آسمان کی طرف نگاہ کر کے دعا فرمائی: یا اللہ! ہمیں مدینہ محبوب بنا دے جیسے کہ تو نے مکہ کو محبوب بنایا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ، یا اللہ! ہمارے لئے اس کے صاع اور مد میں برکت فرما دے اور اس کے وبائی امراض مہیعہ یعنی جحفہ کی طرف منتقل کر دے۔ اس روایت کو امام نسائی نے قتیبہ از لیث بیان کیا ہے نیز امام احمد نے عبدالرحمن بن حارث از عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا۔

دور جاہلیت میں وبائی امراض سے حفاظت کا ایک عجیب علاج۔۔۔ امام بیہقی (ابوعبداللہ الحافظ، ابوسعید بن ابی عمرو، ابوالعباس اصم، احمد بن عبدالجبار، یونس بن بکیر، ہشام بن عروہ، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور یہ وبائی امراض کا علاقہ تھا اور اس کی وادی بطحان کا پانی بدمزہ اور گدلا تھا۔ ہشام کا بیان ہے کہ جاہلیت میں مدینہ کے وبائی امراض مشہور و معروف تھے، اس علاقہ میں جب کوئی وارد ہوتا تو اسے کہا جاتا کہ وہ گدھے کی طرح آوازیں نکالے، جب وہ اس پر عمل کرتا تو وہ مدینہ کے وبائی امراض سے محفوظ رہتا۔ ایک شاعر مدینہ میں آیا تو اس نے کہا:

لعمري لئن عشرت من خيفة الردى　　　نهيق الحمار انني لجزوع

"زندگی کی قسم! اگر میں موت کے خوف سے گدھے کی آواز نکالوں اور حکایت کروں تو میں نہایت جزع و فزع کرنے والا ہوں گا۔"

ایک خواب اور اس کی تعبیر۔۔۔ امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں نے دیکھا ہے گویا ایک کالی عورت بکھرے ہوئے بالوں والی مدینہ سے نکل کر جحفہ کی طرف گئی۔ میں نے خواب کی یہ تعبیر بیان کی ہے کہ مدینہ کی وبا جحفہ منتقل ہو گئی ہے اور یہ بخاری کے الفاظ ہیں۔ امام مسلم نے اس کو بیان نہیں کیا، امام ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے موسیٰ بن عقبہ سے بیان کیا ہے، حماد بن زید نے ہشام بن عروہ از عائشہ سے بھی اس روایت کو بیان کیا ہے۔

بقول ہشام، جحفہ میں جو مولود بلوغت سے پہلے ہی بخار سے ہلاک ہو جاتا اس کو امام بیہقی نے دلائل نبوت میں بیان کیا ہے۔

یونس نے ابن اسحاق سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو اس وقت یہ بیماری زدہ علاقہ تھا، صحابہ کرام وہاں بیمار ہو گئے اور بخار کی بیماری میں مبتلا ہو گئے یہاں تک کہ بخار نے ان کو نہایت کمزور کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو اس بیماری سے محفوظ رکھا۔

ایک اشکال اور اس کا جواب ..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے متفق علیہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم عمرۃ القضاء کی ادائیگی کے لئے چوتھے روز صبح مکہ آئے تو مشرکین کہنے لگے کہ تمہارے پاس ایسے لوگ آرہے ہیں جن کو مدینہ کے وبائی امراض نے کمزور کر دیا ہے۔ یہ بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو فرمایا کہ رمل اور پہلوانوں کی چال چلیں (یعنی اکڑ اکڑ کر چلیں تاکہ کفار پر رعب طاری ہو)، رکن یمانی اور حجر اسود کا درمیانی فاصلہ آرام سے چلیں ان کے درمیان آرام اور سکون سے چلنے کا اشارہ صرف صحابہ کرام کی حالت پر رحم کرنے کی خاطر تھا۔

امام ابن کثیر کہتے ہیں کہ عمرۃ القضاء ذوالقعدہ ۷ ہجری میں ہوا تھا گویا مدینہ سے وباء کے انتقال کی دعا کو پایا۔ آپ نے اس وقت تک ملتوی رکھا ہو یا بعد از ختم کیا ہو مگر ان کی کمزوری کے اثرات باقی ہوں یا وہ مرض زائل اور بخار کے دورے ابھی تک شدت اور آثار رہے ہوں واللہ اعلم۔

بیٹھ کر نماز پڑھنے والی حدیث ..... امام احمد نے ابن اسحاق سے امام زہری نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم مدینہ تشریف لائے تو آپ کو مدینہ کے بخار نے کمزور اور خستہ حال کر دیا (صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے اس سے محفوظ رکھا) یہاں تک کمزوری لاحق ہوئی کہ وہ نماز میں قیام نہیں کر سکتے تھے بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیٹھے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر فرمایا آپ کو معلوم ہو کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر نماز والے سے نصف اجر ملے گا۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فضیلت و ثواب کی خاطر ضعف و بیماری کے باوصف تکلیف اٹھا کر بھی نماز کھڑے ہو کر پڑھتے۔

مہاجرین اور انصار کے درمیان رشتہ اخوت اور یہود مدینہ سے مصالحت ..... طبری کے مطابق مدینہ میں بنی قینقاع، بنی نضیر اور بنی قریظہ یہود کے تین قبائل تھے۔ یہ انصار سے پہلے بخت نصر کے عہد سے مدینہ میں آباد تھے جب اس نے بلاد مقدس کو تباہ و تاراج کر دیا تھا جب سیل عرم کے باعث وہاں کے لوگ منتشر ہو گئے تو اوس و خزرج مدینہ میں یہود کے پاس مقیم ہو گئے اور ان کے حلیف ہو گئے اور ان سے مشابہت کرنے لگے یہاں تک کہ ان کو نبیوں کی تعلیمات سے بہرہ ور سمجھتے تھے مگر اللہ نے ان مشرکین کو بذریعہ اسلام سے سرفراز کر دیا اور یہود کو ان کے حسد اور سرکشی اور اتباع حق سے سرکشی کرنے کی وجہ سے ذلیل و خوار کر دیا۔

امام احمد (عفان، حماد، عاصم احول) حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں مہاجرین اور انصار کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کیا۔ اس روایت کو امام احمد، امام بخاری، امام مسلم اور امام ابو داؤد نے متعدد طرق سے بواسطہ محمد بن سلیمان احول کی معرفت حضرت انس بن مالک سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں مہاجرین اور انصار کے درمیان رشتہ اخوت قائم کیا۔

امام احمد (احمد بن عبد الملک، حجاج بن ارطاة) (نیز امام احمد سریج از عباد از حجاج) عمرو بن شعیب از باپ جد روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے انصار و مہاجرین کے درمیان ایک معاہدہ تحریر کرایا کہ وہ آپس میں دیتیں لیتے دیتے رہیں گے اور قیدی اسیر کو معروف طریقے سے فدیہ دے کر چھڑائیں گے اور اہل اسلام کے درمیان اصلاح و آشتی کی فضا قائم کریں گے۔ امام احمد نے (سریج از عباد از حجاج از حکم از مقسم از ابن عباس) اسی طرح نقل کیا ہے۔ امام احمد اس سند میں منفرد ہیں۔ صحیح مسلم میں حضرت جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بطن اور خاندان پر اس کی دیت لکھوا دی۔

ایک مکتوب اور معاہدہ ..... محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان ایک معاہدہ لکھوایا اس میں یہود سے بھی مصالحت اور معاہدہ کا ذکر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان کے دین اور مال پر قائم رکھا اور کچھ باہمی شرائط طے کیں جو کہ درج ذیل ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی امی کا معاہدہ ہے قریشی اور یثربی مسلمانوں کے درمیان جو ان کے تابع ہیں۔

(۱)... اُن کے ساتھ جہاد میں شریک ہوں گے وہ ایک قوم ہیں باقی لوگوں کے سوا۔

(۲) قریش مہاجرین اپنی سابقہ قیادت و سرداری پر قائم رہیں گے۔ حسب سابق دیت ادا کریں گے اپنے قیدیوں کا معروف اور انصاف کے ساتھ فدیہ ادا کریں گے۔

(۳) بنی عوف اپنی سرداری اور سیادت پر قائم رہیں گے حسب سابق اپنی دیتیں ادا کریں گے اور ہر فریق اپنے قیدی کو مسلمانوں کے درمیان معروف اور مروج طریقے سے چھڑائے گا۔

(۴) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے ہر خاندان بنی ساعدہ، بنی جشم، بنی نجار، بنی عمرو بن عوف اور بنی نبیت کا ذکر کیا اور اس کو یہاں تک وضع فرمایا کہ آپس میں مسلمان کسی فقیر و فاقہ میں مبتلا عیال دار کو بے سہارا نہ چھوڑیں، اس کے فدیہ اور دیت میں معروف طریقے سے تعاون کریں۔

(۵) کوئی مسلمان، کسی دوسرے مسلمان کے غلام کے ساتھ عہد و پیمان نہ کرے نہ اس کے بغیر اس کا حلیف بنے۔

(۶) ...تمام مسلمان ہر سرکش پر جو ظلم و زیادتی اور گناہ و معصیت کے خواہش مند کے خلاف محاذ قائم کریں گے خواہ ان کے اپنے فرزند کے ہی خلاف ہو۔

(۷)... کوئی مسلمان کسی مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہ کرے۔

(۸)۔ کسی کافر کی مسلمان کے مقابلے میں مدد نہ کی جائے۔

(۹)... اللہ تعالیٰ کا عہد اور پناہ ایک ہی ہے ادنیٰ مسلمان بھی پناہ دے سکتا ہے۔

(۱۰)... مسلمان، باہمی ایک دوسرے کے بھائی ہیں غیر مسلموں کے بالمقابل۔

(۱۱)... جو یہودی ہمارے متابع ہوں وہ دوست ہیں اور ہمدردی اور غمخواری کے مستحق ہیں، ان پر جارحانہ ظلم نہ ہوگا اور ان کے خلاف تعاون نہ ہوگا۔

(۱۲)۔ تمام مسلمانوں کی مصالحت ایک ہوگی۔ جہاد اور جنگ میں کوئی مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کو چھوڑ کر صلح نہ کرے سوائے اس بات کے کہ وہ سب کے لئے منصفانہ، یکساں عدل و انصاف کی صورت ہو۔

(۱۳)... جو لشکر ہمارے ساتھ جنگ میں شامل ہوگا وہ ایک دوسرے کا ہاتھ بٹائے گا اور اس کو آرام کا موقع مہیا کرے گا۔

(۱۴)... مسلمان شہیدوں کے خون بہاؤں کی خیر خواہی اور کفالت کریں گے۔

(۵)... باشبہ مسلمان بہترین ہدایت اور اچھے طریقے پر قائم ہیں کوئی مشرک، قریش کے مال و جان کی پناہ دے گا اور مومن کے خلاف وہ حائل نہ ہوگا ورنہ اس کے خلاف مدد ہوگی۔

(۱۶)... جو شخص کسی مسلمان کو ناحق بلا وجہ عمداً قتل کرے گا تو اس پر قصاص لازم ہے یہاں تک کہ مقتول کے وارث دیت پر رضامند ہو جائیں اور تمام مسلمان اس کے مخالف ہوں گے۔

(۱۷)۔ اور کسی مسلمان کو جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اس صحیفہ کے مندرجات کا اقرار اور اعتراف کرتا ہو جائز نہیں کہ وہ کسی بات کی ایجاد کرنے والے کی مدد کرے یا اس کو پناہ دے۔ جو شخص ایسے بدعتی کی مدد کرے گا یا اس کو پناہ دے گا تو اس پر روز قیامت اللہ کی لعنت اور غضب ہوگا اس کی توبہ قبول نہ ہوگی نہ فدیہ منظور ہوگا۔

(۱۸)... صحیفے کے مندرجات کی تعبیر میں جو بھی اختلاف رونما ہو اس کے فیصلے کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع ہوگا۔

(۱۹)... یہود جب تک محارب اور غیر مسلم ہوں وہ مسلمانوں کے ساتھ جنگی اخراجات برداشت کریں گے۔

(۲۰)... بنی عوف کے یہودی بھی مسلمانوں کے ہمراہ ایک جماعت ہوں گے۔

(۲۱)۔... یہود کو مذہبی آزادی ہوگی اور مسلمان اپنے دین کے پابند ہوں گے۔

(۲۲) ان کے غلام اور وہ خود محفوظ ہوں گے سوائے ظالم اور گناہ کے مرتکب کے، ایسا شخص اپنی ذات اور خاندان کی ہلاکت کا موجب ہوگا۔

(۲۳) بنی نجار، بنی حارث، بنی ساعدہ، بنی جشم، بنی اوس، بنی ثعلبہ، بنی جفنہ اور بنی شطبہ کے یہود کے بھی حقوق وہی ہوں گے جو بنی عوف کے یہود کے ہیں۔

(۲۴) اس معاہدے میں استثنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ہوگا۔

(۲۵) زخم اور ضرب کے بدلے میں رکاوٹ نہ ڈالی جائے۔

(۲۶) جو شخص کسی کو غفلت اور فریب سے ہلاک کرے تو اس نے خود کو فریب دیا سوائے مظلوم شخص کے۔

(۲۷) اللہ تعالیٰ اس کے بالجبر فعل کی سزا پر قادر ہے۔

(۲۸) یہود اور مسلمان ہر کوئی اپنے اپنے اخراجات برداشت کرے گا۔

(۲۹) جو شخص اس صحیفے پر عمل درآمد کرنے والی اقوام سے جنگ کرے گا اس کے خلاف وہ سب متحد ہوں گے۔

(۳۰) معاہدہ کرنے والی اقوام کے آپس میں تعلقات خیر خواہی، نیکی اور وفاداری پر استوار ہوں گے۔

(۳۱) کوئی شخص اپنے حلیف کے جرم کی وجہ سے مجرم نہ ہوگا۔

(۳۲) مظلوم کی مدد و نصرت ہوگی۔

(۳۳) اس صحیفے پر عمل درآمد کرنے والوں کے لئے یثرب اور اس کی جوف وادی حرم مقدس ہے۔

(۳۴) پناہ طلب کرنے والا بھی اپنی طرح محترم ہوگا بشرطیکہ ضرر رساں اور گناہگار نہ ہو۔

(۳۵) کسی خاتون کو پناہ نہیں دی جا سکتی سوائے اس کے گھر والوں کی اجازت کے۔

(۳۶) اہل معاہدہ میں کوئی حادثہ یا اختلاف رونما ہو جس سے فساد پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو اس کا فیصلہ اللہ اور اس کے رسول کے سپرد ہے۔

(۳۷) جو شخص صحیفے کے مندرجات سے وفاداری کرے گا اور اس پر عمل کرے گا اللہ اس کا محافظ و نگہبان ہوگا۔

(۳۸) قریش اور ان کے حمایتی لوگوں کو پناہ نہیں دی جائے گی۔

(۳۹) یثرب پر حملہ آور کے خلاف وہ سب ایک دوسرے کا تعاون کریں گے۔

(۴۰) مسلمان کسی دشمن سے صلح کریں گے تو یہود بھی اس کے پابند ہوں گے اگر یہود کسی سے صلح کریں تو مسلمان بھی صلح میں شریک ہوں گے لیکن دینی لڑائی اس سے مستثنیٰ ہوگی۔

(۴۱) ہر شہری پر شہر کے اس گوشے کی حفاظت ضروری امر ہے جو ان کی جانب اور بالمقابل ہو۔

(۴۲) اس صحیفے کی شرائط میں صرف ظالم اور گناہگار ہی حائل اور مانع ہوگا۔

(۴۳) جو شخص کسی ضرورت سے مدینے سے باہر چلا جائے وہ بھی امن و امان میں ہوگا اور جو مدینے میں مقیم ہو وہ بھی امن و تحفظ میں ہوگا سوائے ظالم اور مجرم کے۔

(۴۴) اللہ تعالیٰ نگہبان اور محافظ ہے اس شخص کا جو نیک اور متقی ہے۔

ابن اسحاق نے اس کو اسی طرح بیان کیا ہے۔ کتاب الغریب وغیرہ میں ابو عبید القاسم بن سلام نے اس پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ مہاجرین اور انصار کے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اخوت قائم کرنا: وہ لوگ جنہوں نے ان سے پہلے (مدینہ میں) گھر اور ایمان حاصل کر رکھا ہے جو ان کے پاس ہجرت کر کے آتے ہیں ان سے محبت کرتے ہیں اور اپنے سینوں میں اس کی نسبت کوئی خلش نہیں پاتے جو مہاجرین کو دیا جائے اور وہ اپنی جانوں پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ ان پر فاقہ ہو اور جو شخص نفس کے لالچ سے بچائے جائیں وہی لوگ کامیاب ہیں (۹ سورۃ الحشر) اور وہ لوگ جن سے تمہارے عہد و پیمان ہوں تو انہیں ان کا حصہ دو۔ (۳۳ النساء)

امام بخاریؒ (صلت بن محمد، ابو اسامہ، ادریس، طلحہ بن مصرف، سعید بن جبیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ولکل جعلنا موالی (۴:۳۳) کا ورثہ کے ہم نے وارث مقرر کر دیے ہیں اور والذین عقدت ایمانکم فآتوھم نصیبھم (۴:۳۳) اور وہ لوگ جن سے تمہارے عہد و پیمان ہوں تو انہیں ان کا حصہ دو۔ یعنی ان کی مدد اور نصرت کرو۔ علاوہ ازیں نصیحت و خیر خواہی سے نوازو۔ اب وراثت مواخاۃ کا وقت ختم ہو گیا ہے صرف اس کی وصیت کی جا سکتی ہے۔ امام احمد (سفیان، عاصم) حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ہمارے گھر میں مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات اور بھائی چارے کی بنیاد قائم کی۔

محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات کا سلسلہ قائم کیا۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ہم اللہ کے رسول پر افتراء اور بہتان باندھنا نہیں چاہتے ہمیں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے دین میں تم دو دو آدمی بھائی بھائی بن جاؤ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ میرا بھائی ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جو تمام رسولوں کے سردار، متقی لوگوں کے امام، پروردگار عالم کے رسول اور تمام انسانوں میں سے بے نظیر اور لاثانی ہیں) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں بھائی ہوئے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب (جو اللہ اور اس کے رسول کے شیر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے) اور حضرت زید بن حارثہ (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے) دونوں آپس میں بھائی بنے۔

غزوہ احد میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس کی وصیت کی تھی۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ذوالجناحین اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ دونوں آپس میں بھائی ہوئے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اس وقت حبشہ میں تھے۔ بقول ابن اسحاق، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت خارجہ بن زید خزرجی بھائی بھائی تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عتبان بن مالک میں رشتہ اخوت قائم کیا۔ حضرت ابوعبیدہ اور حضرت سعد بن معاذ کو بھائی بھائی بنایا۔ عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ربیع بھائی بھائی تھے۔ زبیر بن عوام اور سلمہ بن سلامہ بن وقش بھائی بھائی تھے۔ (بقول بعض زبیر اور عبد اللہ بن مسعود بھائی بھائی تھے) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ نجاری بھائی بھائی تھے۔ طلحہ بن عبید اللہ اور کعب بن مالک بھائی بھائی تھے۔ سعید بن زید اور ابی بن کعب آپس میں بھائی بھائی تھے۔ مصعب بن عمیر اور ابوایوب باہمی بھائی بھائی تھے۔ ابو حذیفہ اور عباد بن بشر بھائی بھائی تھے۔ عمار بن یاسر اور حذیفہ بن یمان بھائی بھائی تھے۔ بقول بعض عمار اور ثابت بن قیس بھائی بھائی تھے۔

ابوذر بریر بن جنادہ اور منذر بن عمرو (المعنق لیموت) بھائی بھائی تھے۔ حاطب بن ابی بلتعہ اور عویم بن ساعدہ آپس میں بھائی بھائی تھے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور ابوالدرداء میں رشتہ مواخات قائم تھا۔ بلال اور ابو رویحہ عبد اللہ بن عبد الرحمن خثعمی فزعی بھائی بھائی تھے۔ یہ ان انصار اور مہاجرین کے نام ہیں بتائے گئے ہیں جن کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشتہ اخوت قائم کیا تھا۔ بقول ابن کثیر ان میں سے بعض محل نظر ہیں۔ نبی علیہ السلام اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مواخات کا بعض اہل علم انکار کرتے ہیں اور اس حدیث کی صحت کو مشکوک سمجھتے ہیں اور اس کی دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ رشتہ اخوت تو اس لئے مشروع تھا کہ ایک کو دوسرے سے حوصلہ ملتا اور سہولت حاصل ہو۔ تالیف قلبی اور دلجوئی کا باعث ہو۔ لہذا یہ مقصد یہاں بے معنی اور مفقود ہے اور نہ ہی ایک مہاجر کو دوسرے مہاجر کے ساتھ اخوت قائم کرنے میں کوئی منفعت ہے جیسا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور زید بن حارثہ کی مواخات کا مسئلہ۔

تاہم اس میں یہ مصلحت ملحوظ ہوگی کہ نبی علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی معاشی ضروریات کسی کے سپرد نہیں کیں کیونکہ ابوطالب کی حیات میں ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کفالت و پرورش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ تھی آپ بچپن ہی سے خصوصی صحبت پایا کرتے تھے اسی طرح حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور زید بن حارثہ کی مواخات بھی اسی مصلحت پر مبنی ہے واللہ اعلم۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ بن جبل کی مواخات بھی محل نظر اور قابل اعتراض ہے جیسا کہ ابن ہشام نے اس کی طرف اشارہ کیا کہ جعفر رضی اللہ عنہ ہجرت کے آغاز میں نہ تھے فتح خیبر کے موقع پر حبشہ سے آئے تو ان میں اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ میں اخوت قائم کرنے کا جواز کیا ہے؟ جبکہ وہ مدینہ میں موجود بھی نہیں۔ تاہم اس میں یہ بھی مصلحت ہو گی کہ جب وہ آئیں گے تو ان میں اخوت قائم کر دیں گے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی مواخات حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن معاذ کی اخوت کا بیان بھی۔ امام احمد کی اس روایت کے خلاف امام مسلم کی ہے جو (عبدالصمد از حماد از ثابت) حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعبیدہ بن جراح اور ابوطلحہ انصاری کو بھائی بھائی بنا دیا اسی طرح امام مسلم نے بھی اس روایت کو حجاج بن الشاعر از عبدالصمد بن عبدالوارث سے بیان کیا ہے اور یہ ابن اسحاق کے قول (کہ ابوعبیدہ اور سعد بن معاذ بھائی بھائی تھے) سے زیادہ صحیح ہے واللہ اعلم۔

باب کیف آخی النبی بین اصحابہ باب کیف آخی النبی بین اصحابہ کے عنوان کے تحت امام بخاری نے بیان کیا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے تو عبدالرحمن بن عوف کو سعد بن ربیع کا بھائی بنا دیا اور ابوجحیفہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی اور ابوالدرداء کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کیا۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ امام بخاری (محمد بن یوسف، سفیان، حمید) حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف مدینہ آئے تو نبی علیہ السلام نے ان کے اور سعد بن ربیع کے درمیان رشتہ اخوت قائم کر دیا تو انصاری نے عرض کیا کہ میرے اہل اور مال سے نصف لے لیں تو عبدالرحمن نے کہا اللہ تیرے اہل اور مال میں برکت کرے مجھے بازار کا راستہ بتا دو، چنانچہ وہ (خرید و فروخت کے بعد) کچھ پنیر اور گھی نفع میں کما لائے چند روز کے بعد نبی علیہ السلام نے ان پر زردی کا نشان دیکھ کر پوچھا اے عبدالرحمن! یہ کیا ہے؟ تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے انصاری عورت سے شادی کی ہے آپ نے پوچھا مہر کیا دیا عرض کیا گٹھلی برابر سونا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تو ولیمہ کر چاہے ایک ہی بکری کا ہو" (تفرد بہ من ہذا الوجہ) امام بخاری نے اس روایت کو متعدد مقامات میں بیان کیا ہے اور امام مسلم نے بھی متعدد طرق سے حمید سے بیان کیا ہے۔

امام احمد (عفان، حماد، ثابت اور حمید) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف مدینہ ہجرت کر کے آئے تو نبی علیہ السلام نے ان کے اور سعد بن ربیع کے درمیان رشتہ اخوت قائم کر دیا تو سعد نے کہا بھائی جان! میں مدینہ کا سب سے زیادہ مالدار ہوں آدھا مال لے لو اور میری دو بیویاں ہیں جو بھی پسند ہو ان میں سے ایک لے لو عبدالرحمن نے کہا اللہ تعالیٰ تیرے اہل و مال میں برکت کرے مجھے بازار کا راستہ بتا دو راستہ بتا دیا تو وہ چلے گئے خرید و فروخت کے بعد کچھ پنیر اور گھی منافع کما لائے پھر چند روز بعد عبدالرحمن آئے تو ان پر زعفران کے نشانات (جو شادی کی علامت ہے) تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا ہے تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے شادی کر لی ہے پوچھا کیا مہر دیا تو اس نے عرض کیا گٹھلی کے برابر سونا تو آپ نے فرمایا ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ہی کیوں نہ ہو حمید کہتے ہیں عبدالرحمن کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ اگر میں پتھر کو بھی اٹھاؤں تو مجھے اس سے سونا چاندی کے ملنے کی توقع ہوتی تھی۔

ایک تبصرہ...... بخاری کا اس حدیث کو حضرت عبدالرحمن بن عوف سے متعلق بیان کرنا بہت عجیب و غریب ہے کیونکہ یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مسند روایت ہے۔ ممکن ہے کہ انس نے یہ حدیث عبدالرحمن بن عوف سے سنی ہو واللہ اعلم۔

ثلاثی حدیث.. امام احمد (یزید، حمید) حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ مہاجرین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے کثیر مال میں بھی انصار جیسا مواسات کرنے والا کسی کو نہیں پایا اور نہ قلیل زیادہ میں سے خوب خرچ کرنے والا کسی کو پایا ہے انھوں نے ہمیں کام کاج سے بے فکر کر دیا ہے اور پیداوار میں ہمیں شریک بنا لیا ہے ہمیں اندیشہ ہے کہ سارا ثواب وہی لے جائیں گے تو آپ نے فرمایا ایسا نہ ہوگا جب تک تم ان کا شکریہ ادا کرتے رہو اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہو یہ حدیث ثلاثی ہے بخاری اور مسلم کی شرط کی حامل ہے اور کسی صحاح ستہ میں مذکور نہیں ہے اور یہ مفہوم صحیح بخاری کی کتاب الوکالت میں ہے۔

کام کاج اور حصہ پیداوار.. امام بخاری (حکم بن نافع، شعیب، ابوالزناد، اعرج) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں

کہ انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے اور مہاجرین بھائیوں کے درمیان باغات کو تقسیم فرما دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہیں ہو سکتا۔ پھر انہوں نے کہا ہمارا محنت و مشقت کریں تو ہم ان کو پیداوار میں سے حصہ دے دیں گے تو مہاجرین نے کہا سمعنا واطعنا منظور ہے تفرد بہ اور عبدالرحمن بن زید بن اسلم کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بتایا کہ تمہارے بھائی مال و دولت اہل و عیال چھوڑ کر تمہارے پاس پہنچ آئے ہیں تو انہوں نے کہا ہمارا مال ہم سب کے درمیان تقسیم کر دیں تو آپ نے فرمایا علاوہ ازیں کوئی اور تجویز؟ تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کیا تو آپ نے فرمایا یہ لوگ محنت کرنا نہیں جانتے تم لوگ ان سے کام کاج میں محنت کرو اور ان کو پیداوار میں حصہ دو انصار نے اثبات میں جواب دیا۔ ہم نے سورۃ (۵۹/۹) کی آیت کے ذیل میں انصار کے فضائل و مناقب میں جو احادیث اور آثار مروی ہیں وہ بیان کئے ہیں۔

مدینہ میں سب سے پہلے ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی وفات ..... سعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار اپنی قوم بنی نجار کے نقیب اور نوجوان تھے اور لیلۃ عقبہ میں بارہ اشخاص میں سے ایک تھے اور عقبہ کی تینوں مجالس میں شریک تھے عقبہ ثانیہ میں (ایک قول کے مطابق) اس نے سب سے پہلے بیعت کی اور ہزم النبیت کے علاقہ نقیع الخضمات کے مقام پر مدینہ میں سب سے پہلے نماز جمعہ پڑھائی۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مسجد نبوی کی تعمیر جاری تھی کہ ابو امامہ اسعد بن زرارہ اس عرصہ میں فوت ہو گئے، گلے کے درد کی وجہ سے یا پیٹ کے درد کی وجہ سے۔ تاریخ میں ابن جریر نے (محمد بن عبدالاعلیٰ، یزید بن زریع، معمر، زہری) حضرت انس سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسعد بن زرارہ کو شوکہ مرض میں داغ دیا (رحمہ اللہ تعالیٰ)

ابن اسحاق (عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم، یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن اسعد بن زرارہ) سے روایت کرتے ہیں کہ یہود اور عرب کے منافقین کیلئے ابو امامہ کی موت بڑی باعث مسرت ہوئی وہ کہتے کہ اگر محمد ﷺ نبی ہوتا تو اس کا ساتھی فوت نہ ہوتا۔ حالانکہ میں اپنی ذات اور اپنے ساتھی کی ذات کے لئے اللہ سے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔ اس بیان کا تقاضا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ آمد کے بعد اسعد بن زرارہ سب سے پہلے فوت ہوئے۔ اسد الغابہ میں ابن اثیر نے یوں بیان کیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے سات ماہ بعد شوال ۱ھ میں فوت ہوئے۔ واللہ اعلم۔

محمد بن اسحاق نے عاصم بن عمر سے نقل کیا ہے کہ بنی نجار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ابو امامہ اسعد رضی اللہ عنہ کے بعد کسی کو ہمارا نقیب مقرر کر دیجئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ میرے ننھیالی ہو اور میں تمہاری ضروریات کا کفیل ہوں گا اور میں تمہارا نقیب ہوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا مناسب نہ سمجھا۔ بنی نجار باقی انصار پر اپنی فضیلت و برتری کا یوں اظہار کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے نقیب ہیں۔ واقدی، ابن اثیر نے درست کہا ہے۔

ابن اثیر کا بیان ہے کہ اس قول سے ابو نعیم اور ابن مندہ کے بیان کی واضح تردید ہوتی ہے کہ اسعد بن زرارہ بنی ساعدہ کے نقیب تھے بلکہ وہ بنی نجار کے نقیب تھے بقول ابن اثیر نے درست کہا ہے۔

کلثوم بن ہدم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد پہلے فوت ہونے والے صحابی ..... تاریخ میں ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ آمد کے بعد مسلمانوں میں سے سب سے پہلے کلثوم بن ہدم فوت ہوئے۔ آپ کی آمد کے معمولی عرصہ بعد فوت ہوئے اس کے بعد اسعد بن زرارہ فوت ہوئے ان کی وفات مسجد نبوی کی تعمیر کے دوران واقع ہوئی وہ ذبحہ یا شہقہ (شوکہ) مرض سے۔

امام ابن کثیر کہتے ہیں کہ کلثوم بن ہدم بن امرئ القیس بن حارث بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس انصاری اوسی، بنی عمرو بن عوف قبیلہ سے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں تشریف آوری سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو قبا میں رات اس کے ہاں بسر کیا کرتے تھے اور دن کے وقت سعد بن خیثمہ کے مکان پر لوگوں سے ملاقات کیا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ بنی نجار کے ہاں تشریف لے گئے۔ ابن اثیر کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد کلثوم پہلا مسلمان ہے جو فوت ہوا اس کے بعد اسعد بن زرارہ (ذکرہ الطبری)

ہجرت کے پہلے سال ماہ شوال میں عبداللہ بن زبیر کی ولادت...... مہاجرین کے ہاں عبداللہ بن زبیر پہلا بچہ ہے جو مدینہ میں پیدا ہوا جیسا کہ نعمان بن بشیر انصار کے ہاں پہلا بچہ ہے جو مدینہ میں پیدا ہوا۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ ہجرت کے بیس ماہ بعد پیدا ہوئے برخلاف ابو الاسود (اس روایت کو واقدی نے (محمد بن یحییٰ عن سہل بن ابی حثمہ از ابیہ از جد) بیان کیا ہے اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نعمان رضی اللہ عنہ ہجرت سے چودہ ماہ بعد ابن زبیر سے پہلے پیدا ہوئے صحیح بات وہی ہے جو ہم نے پہلے بیان کی ہے۔ یعنی ۱ھ شوال میں پیدائش ہوئی۔

اسلامی دور میں پہلا نومولود...... امام بخاری (زکریا بن یحییٰ از ابو اسامہ از ہشام بن عروہ از عروہ) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر شکم میں تھا اور وہ ہجرت کر کے مدینہ چلی آئیں قباء میں قیام کیا اور وہیں اس کو جنم دیا پھر اس نومولود کو لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں رکھ دیا پھر آپ علیہ السلام نے کھجور چبائی اور اس کے منہ میں لعاب ڈالا اور اس کے معدہ میں پہلی غذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب دہن تھا پھر اس کو کھجور کی گھٹی دی پھر اس کے لئے برکت کی دعا کی یہ مدینہ کے اسلامی دور میں پہلا نومولود تھا۔ خالد بن مخلد نے (علی بن مسہر از ہشام از عروہ از اسماء) اس کی متابعت کی ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ نے بحالت حمل ہجرت کی۔

امام بخاری (قتیبہ از ابو اسامہ از ہشام بن عروہ از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ مدینہ کے اسلامی دور میں عبداللہ بن زبیر سب سے پہلا بچہ پیدا ہوا اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا آپ نے ایک کھجور لی چبا کر اس کے منہ میں ڈالا اس طرح عبداللہ کے معدہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب دہن پہلی غذا تھی۔ یہ بیان واقدی وغیرہ کے خلاف حجت ہے کہ بیان ہوا ہے کہ نبی علیہ السلام نے عبداللہ بن اریقط کے ہمراہ زید بن حارثہ اور ابو رافع کو مکہ روانہ کیا تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل و عیال اور ابوبکر کے اہل و عیال کو لے آئیں چنانچہ وہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد مدینہ لے آئے اور اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا اس وقت حمل سے تھی جب عبداللہ بن زبیر کو جنم دیا تو مسلمانوں نے اس خوشی میں ایک زوردار نعرہ لگایا کیونکہ ان کو یہودیوں سے معلوم ہوا تھا کہ انہوں نے جادو کر دیا ہے کہ ہجرت کے بعد اب تک کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا چنانچہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو پیدا کر کے اللہ تعالیٰ نے یہود کی افواہ کو خاک میں ملا دیا۔

ماہ شوال ۱ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی...... امام احمد (وکیع از سفیان از اسماعیل بن امیہ از عبداللہ بن عروہ از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ شوال میں میرے ساتھ نکاح کیا اور ماہ شوال ہی میں میری رخصتی عمل میں آئی تھی؟ آپ کی کون سی بیوی مجھ سے زیادہ صاحب نصیب تھی؟ اور عائشہ رضی اللہ عنہا چاہتی تھی کہ ان کی خواتین کی ماہ شوال میں ہی رخصتی عمل میں آئے۔ اس روایت کو امام مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے متعدد اسناد سے سفیان ثوری سے بیان کیا ہے اور امام ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے اور ہم اس روایت کو صرف سفیان ثوری کی سند سے جانتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی...... اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہجرت کے سات یا آٹھ ماہ بعد ماہ شوال میں ہوئی۔ ابن جریر نے بطور قول بیان کیے ہیں اس سے پہلے نبی علیہ السلام کا حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے شادی کرنے کا مفصل واقعہ بیان ہو چکا ہے اور مدینہ میں آنے کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کا مختصر واقعہ بھی بیان ہو چکا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی دن کے وقت سنح مقام میں ہوئی یہ آج کل کے لوگوں کے عام رسم و رواج کے خلاف۔

ماہ شوال میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کا عمل بعض لوگوں کے اوہام پر زد ہے کہ عیدین کے درمیان شادی کا انجام برا ہوتا ہے کی محض تردید کا حامل ہے جو خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں کے وہم کی تردید کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری نسبت کا پیغام شوال میں دیا اور ماہ شوال میں مجھ سے شادی کی، بتائیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کون سی بیوی مجھ سے زیادہ خوش نصیب ہے؟ اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سمجھتی تھیں کہ وہ تمام ازواج مطہرات میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاری ہیں اور ان کی یہ سوچ

بالکل درست تھی جو واضح دلائل سے پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے۔ اس باب میں صحیح بخاری کی روایت جو عمرو بن عاص سے مروی ہے وہی فیصلہ کن ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو سب سے پیارا کون ہے تو آپ نے فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔ میں نے عرض کیا مردوں میں سے کون؟ تو فرمایا اس کا والد رضی اللہ عنہ۔

نماز میں اضافہ ...... بقول ابن جریر اسی سال حضر و مقیم کی نماز میں دو رکعت کا اضافہ ہوا اس سے پہلے سفر اور حضر کی نماز یکساں دو رکعت تھی یہ اضافہ مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے ایک ماہ بعد ۱۲ ربیع الثانی کو ہوا۔ واقدی کے مطابق اس مسئلہ میں اہل حجاز میں کوئی اختلاف نہیں۔ ابن کثیر کا بیان ہے کہ اس سے پہلے بخاری کی روایت بیان ہو چکی ہے (معمر از زہری از عروہ از عائشہ) مروی ہے کہ ابتداء میں نماز دو رکعت فرض ہوئی بعد میں اس کو سفر کی نماز قرار دے دیا گیا اور نماز حضر میں اضافہ کر دیا گیا۔ یہ روایت (شعبی از مسروق از عائشہ) بھی مروی ہے۔ بیہقی نے حسن بصری سے بیان کیا ہے کہ ابتداء ہی نماز حضر چار رکعت فرض ہوئی۔ واللہ اعلم۔ ہم (ابن کثیر) نے اس مسئلہ پر سورہ نساء (۱۰۱ واذا ضربتم فی الارض الایۃ) میں مفصل بحث کی ہے۔

اذان اور اس کی مشروعیت ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں مطمئن ہو گئے اور مہاجرین بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس منتقل ہو گئے، اور انصار بھی مجتمع ہو گئے اور اسلام کو استحکام اور استقلال نصیب ہوا تو نماز باقاعدہ قائم ہوئی۔ زکوٰۃ اور روزے فرض ہوئے اور شرعی حدود جاری ہوئیں حلال و حرام کی پابندی ہوئی اور ان کے ہاں اسلام کو ساز گار اور موافق ماحول میسر ہو گیا اور انصار وہ قبیلہ تھے جس نے پہلے مدینہ میں دار ہجرت اور ایمان حاصل کر لیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو لوگ بغیر اطلاع کے نماز کے وقت آپ کے پاس جمع ہو جاتے تھے پھر آپ نے سوچا کہ یہود کے بوق اور بگل کی طرح کچھ بنا لیں جس سے وہ اپنی نماز کی طرف بلاتے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ناپسند کیا پھر آپ علیہ السلام نے ناقوس تیار کرنے کا حکم دیا کہ اس کی ضرب سے مسلمانوں کو نماز کی اطلاع دی جائے۔ یہ ابھی اسی فکر میں تھے کہ عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبد ربہ خزرجی رضی اللہ عنہ نے اذان کا خواب دیکھا اور آپ کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! آج رات میرے پاس خواب میں کوئی آیا جو سبز کپڑے پہنے ہاتھ میں ناقوس لئے ہوئے تھا میں نے کہا اے عبداللہ کیا یہ ناقوس فروخت کرو گے اس نے پوچھا کیا کرو گے؟ میں نے بتایا کہ ہم اس کے ذریعے سے نماز کی طرف بلائیں گے اس نے کہا کیا میں تمہیں اس سے بہتر بات نہ بتاؤں؟ میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ تو اس نے بتایا کہ (نماز کے لئے اس طرح اذان) کہو اللہ اکبر (چار بار) اشهد ان لا اله الا الله (دو بار) اشهد ان محمداً رسول الله (دو بار) حی علی الصلوٰة (دو بار) حی علی الفلاح (دو بار) الله اکبر (دو بار) لا اله الا الله (ایک بار)۔

جب اس نے یہ خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کیا تو آپ نے فرمایا ان شاء اللہ یہ خواب سچا ہے تم بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑے ہو کر ان کلمات کی ان کو تلقین کرو وہ ان کلمات سے اذان کہے وہ تم سے بلند آواز ہے۔

مجھے بھی ایسا ہی خواب آیا ہے ...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سنی تو گھر میں سے چادر جلدی سے گھسیٹتا ہوا، کھینچے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے مجھے بھی یہی خواب آیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فللہ الحمد، اللہ کا شکر ہے۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ یہ حدیث مجھے محمد بن ابراہیم بن حارث نے محمد بن عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبد ربہ سے اپنے والد کی معرفت بتائی ہے۔ امام ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے متعدد طرق سے یہ حدیث ابن اسحاق سے نقل کی ہے۔ ترمذی، ابن خزیمہ وغیرہ نے اس کو صحیح روایت کہا ہے۔ ابو داؤد میں ہے کہ اس نے تکبیر بھی سکھائی کہ اس نے کہا پھر تو کہے جب نماز باجماعت کے لئے کھڑا ہونے لگے کہ

اللہ اکبر اللہ اکبر۔ اشهد ان لا اله الا الله، اشهد ان محمداً رسول الله۔ حی علی الصلوٰة۔ حی علی

الفلاح، قد قامت الصلوٰۃ، قد قامت الصلوٰۃ، اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ

اس روایت کو ابن ماجہ نے (ابو عبید محمد بن عبید بن میمون سے بواسطہ محمد بن سلمہ حرانی ابن اسحاق) بیان کیا ہے (کما تقدم) ابو عبید کا بیان ہے کہ مجھے ابوبکر حکمی نے بتایا کہ عبداللہ بن زید انصاری نے اس ضمن میں کہا

الحمد لله ذي الجلال وذي الا
كرام حمدا على الاذان كثيرا
اذ اتاني به البشير من الله
فاكرم به لدي بشيرا
في ليال والى بهن ثلاث
كلما جاء زادني توقيرا

"ذوالجلال اور صاحب اکرام اللہ کا اذان کے خواب پر بہت بہت شکر ہے۔ جب مجھے اللہ کی جانب سے خوشخبری سنانے والا آیا تو کیا ہی اچھا ہے وہ میرے پاس بشارت لانے والا۔ مسلسل تین رات وہ آیا جب کبھی وہ آیا اس نے میرے وقار اور عزت میں اضافہ کیا"۔

تبصرہ.... میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ یہ واقعہ قریب ہے اور اس کا تقاضا ہے کہ اس نے یہ خواب مسلسل تین رات دیکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا، واللہ اعلم۔ اس روایت کو امام احمد نے محمد بن اسحاق سے نقل کیا ہے اور زہری نے سعید بن مسیب کی معرفت عبداللہ بن زید سے بیان کیا جیسے محمد بن اسحاق نے محمد بن ابراہیم تیمی سے نقل کیا ہے مگر اشعار بیان نہیں کیے۔

الصلوٰۃ خیر من النوم کا اضافہ.....امام ابن ماجہ (محمد بن خالد بن عبداللہ واسطی از ابیہ، عبدالرحمٰن بن اسحاق، زہری، سالم، ابیہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے اہتمام کے لئے صحابہ کرام سے مشورہ کیا تو بعض نے بوق اور ناقوس کا نام لیا تو آپ نے یہود کی مشابہت کی وجہ سے اس کو ناپسند کیا پھر کسی نے ناقوس کا نام لیا تو آپ علیہ السلام نے اس کو نصاریٰ کی مشابہت کی بنا پر مکروہ خیال کیا پھر اس رات عبداللہ بن زید انصاری اور عمر کو اذان کا خواب آیا، انصاری نے رات ہی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خواب بتا دیا اور پھر آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور اس نے فجر کی اذان کہی، بقول زہری حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فجر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم، الصلوٰۃ خیر من النوم کا اضافہ کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اضافہ کو برقرار رکھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے بھی اسی کی طرح خواب دیکھا ہے مگر وہ (عبداللہ بن زید) مجھ سے سبقت لے گیا۔ "کتاب الاحکام الکبیر" میں باب الاذان میں یہ فصل ان شاء اللہ مکمل تحریر ہو گی۔

سہیلی کی روایت اسراء پر تعاقب.....باقی رہی وہ حدیث جو سہیلی نے (بزار، محمد بن عثمان بن مخلد، ابیہ، زیاد بن منذر، محمد بن علی بن حسین بن علی، حسین) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس نے حدیث اسراء میں یوں کہا ہے کہ پردے کے پیچھے سے ایک فرشتہ نمودار ہوا اس نے اذان کے کلمات سے اذان کہی جب بھی وہ ایک کلمہ کہتا تو اللہ تعالیٰ اس کو ہاں کہتے، اذان کے بعد فرشتے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک پکڑا اور آپ کو آگے کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان والوں کی امامت فرمائی، ان میں آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام بھی شامل تھے.....تو یہ حدیث سہیلی کے زعم کے مطابق صحیح نہیں بلکہ منکر ہے اس میں زیاد بن منذر ابو الجارود راوی منفرد ہے اور متہم ہے جو فرقہ جارودیہ کا بانی ہے جو اس کی طرف منسوب ہے بالفرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر معراج کی رات یہ اذان سنی ہوتی تو یقیناً آپ ہجرت کے بعد نماز کی طرف بلانے کے لئے اس کا حکم دیتے۔ واللہ اعلم۔

بذریعہ وحی اذان پر تحقیق ... ابن ہشام کا بیان ہے کہ ابن جریج نے کہا کہ مجھے عطاء نے بتایا میں نے عبید بن عمیر سے سنا کہ نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام نے نماز کے اجتماع کے لئے ناقوس استعمال کرنے کا مشورہ کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ناقوس کے لئے دو لکڑیاں بھی خریدنے کا ارادہ کر لیا تھا کہ خواب میں دیکھا کہ ناقوس نہ بناؤ بلکہ اذان کہو، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خواب بتانے کو گئے اور نبی علیہ السلام پر اذان کے کلمات کی وحی نازل ہو چکی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سن کر گھبرا گئے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں بتایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس خواب سے پہلے وحی نازل ہو چکی ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ عبداللہ بن زید انصاری کے خواب کی تقریر و تائید کے سلسلہ میں وحی نازل ہوئی تھی جیسا کہ بعض نے بتایا ہے۔ واللہ اعلم۔

مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... ابن اسحاق (محمد بن جعفر بن زبیر بحوالہ عروہ بن زبیر) نجاری خاتون سے روایت کرتے ہیں کہ مسجد نبوی کے پاس میرا مکان سب سے اونچا تھا اور بلال رضی اللہ عنہ روزانہ اسی پر فجر کی اذان کہتا تھا سحری کے وقت آ کر چھت پر بیٹھ جاتا اور صبح ہونے کا انتظار کرتا جب وہ دیکھتا کہ صبح نکل گئی ہے تو دعا کرتا اللھم احمدک واستعینک علی قریش ان یقیموا دینک پھر اذان کہتا نجاری خاتون کا بیان ہے کہ واللہ وہ ہر رات یہ دعا پڑھتا۔ ابو داؤد نے یہ حدیث منفرد بیان کی ہے۔

سریہ حمزہ رضی اللہ عنہ ... بقول ابن جریر واقدی کا زعم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے سات ماہ بعد رمضان ۱ھ میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کو تیس مہاجرین کے دستہ میں سفید پرچم دے کر روانہ کیا کہ قریش کے تجارتی قافلوں سے آڑے آئے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا ابوجہل سے آمنا سامنا ہوا جو قریش کے تین سو (۳۰۰) افراد کے ہمراہ تھا مجدی بن عمرو الجہنی درمیان میں حائل ہو گیا اور لڑائی کی نوبت نہ آئی اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا علم بردار ابو مرثد غنوی تھا۔

سریہ عبیدہ بن حارث ... بقول ابن جریر واقدی کا خیال ہے کہ ماہ شوال ۱ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبیدہ بن حارث کو سفید پرچم دے کر بطن رابغ کی طرف روانہ کیا اور اس کا علم بردار مسطح بن اثاثہ تھا وہ حجاز کی سمت ثنیۃ المرہ پہنچا۔ ان کے ہمراہ ساٹھ مہاجرین تھے (کوئی انصاری شریک قافلہ نہ تھا) ان کی احیاء چشمہ پر مشرکین سے لڑائی ہوئی۔ صرف تیر اندازی ہوئی لیکن مسابقت اور مڈبھیڑ تک نوبت نہ ہوئی بقول واقدی مشرکین کی تعداد دو سو تھی اور ان کا امیر ابو سفیان صخر بن حرب تھا اور یہی ہمارے نزدیک درست اور ثابت ہے بعض لوگ کہتے ہیں ان کا امیر مکرز بن حفص تھا۔

سریہ سعد رضی اللہ عنہ ... بقول واقدی ماہ ذیقعدہ ۱ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو سفید پرچم دے کر خرار کی طرف بھیجا علم بردار مقداد بن اسود تھا واقدی (ابوبکر بن اسماعیل بحوالہ والد و عامر بن سعد) سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں بیس یا اکیس افراد کے دستہ میں پیدل روانہ ہوا اور ہم دن کو چھپے رہتے اور رات کو سفر کرتے یہاں تک کہ ہم پانچویں روز صبح کو خرار پہنچ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تاکید کی تھی کہ خرار سے تجاوز نہ کریں اور تجارتی قافلہ یہاں سے ایک روز پہلے گزر گیا تھا۔ بقول واقدی قریش کا یہ تجارتی قافلہ ساٹھ افراد پر مشتمل تھا اور سعد کے ہمراہ بھی صرف مہاجرین تھے۔

ایک اشکال ... ابن جریر کا بیان ہے کہ ابن اسحاق کے نزدیک یہ تینوں سرایا جن کا واقدی نے ۱ھ میں بیان کیا ہے اصل میں ۲ھ میں واقع ہوئے۔ امام ابن کثیر کا بیان ہے کہ تحقیق کرنے والے کے لئے ابن اسحاق کے کلام میں وہ وضاحت نہیں ہے جو ابن جریر نے بیان کی، وجہ یہ ہے کہ ہم ان کے بعد انہیں کتاب المغازی کے تذکرہ میں بیان کریں گے اور یہ ان شاء اللہ واقدی کے موافق ہے اور یہی قول۔ مدائنی کا مقصد یہ ہو کہ یہ تینوں سرایا ۱ھ میں روانہ کئے ہوں، ہم ان شاء اللہ اس کو آگے مزید تفصیل سے بیان کریں گے۔

امام واقدی ..... واقدی کے ہاں اچھے اضافے ہوتے ہیں اور ان کی تاریخ عموماً محرر ہے۔ وہ واقدی کا شمار بڑے بڑے ماہرین تاریخ اسلام میں ہے جو بذات خود تو صدوق ہے لیکن کثیر الکلام ہے جیسا کہ ہم نے اپنی کتاب (**التکمیل فی معرفة الثقات والضعفاء والمجاهیل**) میں ان کی عدالت سے متعلق اور جرح قدح کے بارے میں خوب مفصل لکھا ہے۔ وللہ الحمد والمنة۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ..... اسی سال ۱ھ میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے ہجرت کے بعد یہ مسلمانوں میں سب سے پہلے پیدا ہوئے جیسا کہ امام بخاری نے ان کی والدہ حضرت اسماء اور خالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ نعمان بن بشیر ان سے چھ ماہ پہلے پیدا ہو گئے تھے اس لحاظ سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما مہاجرین میں سے سب سے پہلے مولود ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ۲ھ میں پیدا ہوئے۔ بظاہر یہ قول درست معلوم ہوتا ہے جیسا کہ ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں وللہ الحمد والمنة۔ ہم ۲ھ کے واقعات میں ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی طرف بھی اشارہ کریں گے۔

وفیات ..... ابن جریر کا بیان ہے کہ بعض مورخ کہتے ہیں کہ مختار بن ابی عبید اور زیاد بن سمیہ بھی اسی سال پیدا ہوئے واللہ اعلم۔ اسی سال کلثوم بن ہدم انتقال فرما گئے جن کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قباء میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ بنی نجار کے محلہ میں رہائش پذیر ہونے سے پہلے تک ان کے ہاں مقیم رہے پھر اسی سال سعد بن زرارہ ابو امامہ بھی فوت ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کی تعمیر میں مصروف تھے۔ (کما تقدم)

بقول ابن جریر اسی سال ابو احیحہ اپنے کھیتوں میں طائف میں فوت ہوا اور ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل سہمی مکہ میں فوت ہوئے۔ بقول ابن کثیر یہ لوگ بحالت شرک مرے مسلمان نہ ہوئے تھے۔

۲ھ کے واقعات کا بیان ..... اس میں بہت سے غزوات اور سرایا کا وقوع ہوا مگر ان میں سب سے اہم غزوہ بدر ہے جو رمضان ۲ھ میں وقوع پذیر ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے باعث حق و باطل، ہدایت اور ضلالت کے درمیان امتیاز پیدا کر دیا۔ یہ مغازی و حوادث کے بیان کا مقام ہے۔ **واللہ المستعان۔**

کتاب المغازی ..... سیرت میں امام محمد بن اسحاق نے یہودی علماء اور ان کی اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ عداوت اور ان کے بارے میں جو آیات نازل ہوئیں، کے بیان کے بعد ان کی فہرست ذکر کی ہے جس میں متعدد ذیلی قبائل شامل ہیں۔

بنی نضیر کے احبار ..... حیی بن اخطب، اس کے برادر ابو یاسر اور جدی، پسران اخطب، سلام بن مشکم، کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق، ابو رافع اعور سلام بن ابی الحقیق جو حجاز میں تھا، اس کو صحابہ نے خیبر میں قتل کیا تھا، ربیع بن ربیع بن ابی الحقیق، عمرو بن جحاش، کعب بن اشرف طائی نبہانی اس کی والدہ بنی نضیر سے ہے۔ صحابہ نے اس کو ابو رافع سے پہلے قتل کر دیا تھا، اور اس کے حلیف حجاج بن عمرو، کردم بن قیس، یہ بنی نضیر کے علماء احبار کی فہرست ہے۔

بنی ثعلبہ کے احبار ..... بنی ثعلبہ بن فطیون میں سے عبداللہ بن صوریا اعور، حجاز میں اس کے پایہ کا کوئی عالم نہ تھا (بقول ابن کثیر) بعض کہتے ہیں کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا، ابن صلوبا، مخیریق یہ غزوہ احد میں مسلمان ہو گئے تھے اور تورات کا بہت بڑا عالم تھا۔

بنی قینقاع کے احبار ..... زید بن اللصیت، سعد بن حنیف، محمود بن سیحان، عزیر بن ابی عزیر، عبداللہ بن ضیف، سوید بن حارث، رفاعہ بن قیس، فنحاص، اشیع، نعمان بن اضا، بحری بن عمرو، شاس بن عدی، شاس بن قیس، زید بن حارث، نعمان بن عمیر، سکین بن ابی سکین، عدی بن زید، نعمان بن ابی اوفی، ابو انس، محمود بن دحیہ، مالک بن صیف، کعب بن راشد، عازر، رافع بن ابی رافع، خالد، ازار پسران ابی ازار، بقول ابن ہشام آزر بن ابی آزر، رافع بن حارثہ، رافع بن حریملہ، رافع بن خارجہ، مالک بن عوف، رفاعہ بن زید بن تابوت، عبداللہ بن سلام بن حارث، بقول ابن اسحاق یہ ان کے ممتاز اور جید عالم تھے، ان کا نام حصین تھا، جب مسلمان ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام عبد

اقتدار کھودیا۔

بنی قریظہ کے احبار..... بقول ابن اسحاق بنی قریظہ کے احبار میں سے یہ لوگ تھے زبیر بن باطا بن وہب، عزال بن شموال، کعب بن اسد اور اسی نے غزوہ خندق میں عہد شکنی کی تھی۔ شمویل بن زید، جبل بن عمرو بن سکینہ، نحام بن زید، کردم بن کعب، وہب بن زید، نافع بن ابی نافع، عدی بن زید، حارث بن عوف، کردم بن زید، اسامہ بن حبیب، رافع بن رمیلہ، جبل بن ابی قشیر اور وہب بن یہودا۔

بنی زریق کے احبار..... لبید بن اعصم جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا تھا۔

بنی حارثہ کے یہود اور دیگر قبیلوں کے احبار یہود کا ذکر..... کنانہ بن صوریا احبار میں سے تھا اور بنی عمرو بن عوف کے یہود میں سے قردم بن عمرو تھا اور بنی نجار کے یہود میں سے سلسلہ بن برہام احبار تھے۔

تبصرہ..... بقول ابن اسحاق یہ ہے فہرست یہود کے احبار کی اور ان کے اشرار کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بغض و عداوت رکھنے والوں کی، اور ان لوگوں کی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیہودہ سوالات اور کفر کے کلمات بیان کرتے رہتے تھے اور ان لوگوں کی جو اسلام کا نور بجھانے کی کوشش میں رہتے تھے سوائے عبداللہ بن سلام کے مسلمان ہونے کا ذکر کیا ہے اور غزوہ احد میں مخیریق کے مسلمان ہونے کا ذکر کیا ہے۔

مخیریق یہود سے بہتر آدمی ہے..... مخیریق نے ہفتہ کے دن یہود کو خطاب کر کے کہا اے معشر یہود بخدا! تم خوب جانتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد و نصرت تم پر واجب و لازمی ہے تو انہوں نے کہا آج تو ہفتہ کا دن ہے تو اس نے کہا اب تمہارے لیے ہفتہ کا احترام ضروری نہیں اور پھر وہ مسلح ہو کر جہاد میں چلا گیا اور وہ بڑا سرمایہ دار شخص تھا اور اپنی قوم کو وصیت کر گیا کہ اگر میں شہید ہو گیا تو میرا مال و دولت محمد ﷺ کے سپرد ہو گا وہ اس میں جو چاہے تصرف کریں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک ہو گیا اور یہاں تک کہ وہ لڑتا لڑتا شہید ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بارے میں فرمایا کرتے تھے مخیریق یہود سے بہتر آدمی تھا۔

اوس قبیلہ کے منافقین کی فہرست..... ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ ان کے پہلو بہ پہلو یہودی جانب اوس اور خزرج کے منافقین بھی شامل ہو گئے چنانچہ اوس قبیلہ کے منافقین میں سے زوی بن حارث اور جلاس بن سوید بن صامت انصاری اس کے بارے میں آیت (۹/۷۴ توبہ) نازل ہوئی۔ "یہ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے نہیں کہا اور بے شک انہوں نے کفر کا کلمہ کہا ہے اور مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو گئے۔" یہ واقعہ یوں ہے کہ جب یہ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گیا تو اس نے کہا تھا اگر یہ آدمی (محمد ﷺ) صادق ہو تو ہم گدھوں سے بھی بدتر ہوں گے۔ یہ بات عمیر بن سعد نے جو اس کی بیوی کا بیٹا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دی تو جلاس نے اس بات سے انکار کر دیا اور حلفاً کہا کہ اس نے یہ بات نہیں کی چنانچہ یہ آیت اس کے بارے میں نازل ہوئی۔ مورخین کا خیال ہے کہ وہ تائب ہو گیا تھا اور اس کی اسلامی حالت اچھی ہو گئی تھی یہاں تک کہ اس سے اعمال خیر و برکت کا ظہور ہوا۔

حارث بن سوید..... اور اس کا بھائی حارث بن سوید، مجذر بن زیاد بلوی اور قیس بن زید یکے از بنی ضبیعہ کا جنگ احد میں قاتل ہے۔ یہ بصورت مسلمانوں کے لشکر میں شامل تھا اور منافق تھا جب جنگ شروع ہوئی تو اس نے ان دونوں کو قتل کر دیا اور خود قریش کے ساتھ جا ملا۔ بقول ابن ہشام مجذر بلوی نے حارث کے والد سوید کو جاہلیت کی جنگ میں قتل کیا تھا اس نے غزوہ احد میں اس سے باپ کا بدلہ لے لیا ہے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ سوید بن صامت کا قاتل معاذ بن عفراء ہے اس نے جنگ بعاث سے پہلے اس کو تیر مار کر قتل کر دیا تھا اور ابن ہشام نے اس بات سے انکار کیا کہ حارث نے قیس بن زید کو قتل کیا ہو کیونکہ ابن اسحاق نے اس کو شہدائے احد کی فہرست میں شمار نہیں کیا۔

بقول ابن اسحاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے قتل کا حکم دیا مگر وہ اس پر قابو پاسکے چنانچہ حارث نے اپنے بھائی جلاس کو پیغام بھیجا کہ وہ اس کے لئے توبہ کا مطالبہ کرے کہ وہ اپنی قوم کے پاس واپس چلا آئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں نازل فرمایا (۸۶ آل عمران) اللہ ایسے لوگوں کو کیونکر راہ دکھائے جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے اور گواہی دے چکے ہیں کہ بے شک یہ رسول سچا ہے اور ان کے پاس روشن نشانیاں آئی ہیں۔

شیطان جیسی شخصیت کا حامل بنی لوذان بن عمرو بن عامر۔ نبتل بن حارث کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جو شیطان کو دیکھنا چاہتا ہے وہ اس کو دیکھ لے وہ فربہ جسم کا سیاہ، سر کے بال پراگندہ، آنکھیں سرخ اور سیاہ رخسار والا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام منافقوں کو بتایا کرتا تھا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہا محمد تو نرا کان ہے جو کوئی بات کرے اس کو سچ سمجھتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں نازل فرمایا "اور بعض ان میں سے پیغمبر کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ شخص نرا کان ہے۔" (۹/۶۱)

ابو حبیبہ بن ازعر اس کا شمار مسجد ضرار کے بانیوں میں سے ہے۔ ثعلبہ بن حاطب اور معتب بن قشیر ان دونوں کے بارے میں آیت (۹/۷۵) نازل ہوئی "اور بعض ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کیا کریں گے اور نیکوں میں سے ہو جائیں گے پھر جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا تو اس میں بخل کرنے لگے" معتب وہی شخص ہے جس نے جنگ احد میں کہا تھا "اگر ہمارے ہاتھ کچھ کام ہوتا تو ہم اس جگہ مارے نہ جاتے" چنانچہ اس کے بارے میں آیت (۳/۱۵۴) نازل ہوئی اور اسی نے غزوہ احزاب میں کہا تھا کہ محمد ہم سے وعدہ کرتا ہے کہ ہم کسریٰ اور قیصر کے خزانے استعمال میں لائیں گے اور حالت یہ ہے کہ رفع حاجت کے لئے جاتے ہوئے خوف محسوس کرتے ہیں پھر اس کے بارے میں آیت (۳۳/۱۲) نازل ہوئی "اور جب منافق اور جن کے دلوں میں شک تھا کہنے لگے کہ اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا صرف دھوکہ ہے۔"

حارث بن حاطب بقول ابن ہشام معتب بن قشیر، ثعلبہ اور حارث پسران حاطب، امیہ بن زید کے خاندان سے ہیں اور بدری ہیں منافقین میں سے نہیں ہیں جیسا کہ ایک ثقہ اہل علم نے مجھے بتایا ہے اور ابن اسحاق نے بھی ثعلبہ اور حارث کو بنی امیہ بن زید کے خاندان سے بتایا ہے اہل بدر کی فہرست میں۔ بقول ابن اسحاق عباد بن حنیف برادر سہل بن حنیف، بحزج، یہ بھی مسجد ضرار کے بانی ارکان میں سے تھا۔ عمرو بن خذام، عبداللہ بن نبتل، جاریہ بن عامر بن عطاف اور یزید و مجمع پسران جاریہ اور یہ لوگ مسجد ضرار کے ارکان میں سے تھے۔

مسجد ضرار کا امام مجمع نوجوان لڑکا تھا جس نے کافی قرآن یاد کر رکھا تھا وہ مسجد ضرار کا امام تھا۔ غزوہ تبوک کے بعد جب مسجد ضرار جلا دی گئی اور خلافت فاروقی کا دور آیا تو اہل قبا نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ مجمع انہیں نماز پڑھایا کرے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ ایسا نہ ہوگا کیا وہ مسجد ضرار میں منافقین کا امام نہ تھا تو اس نے حلفاً کہا مجھے ان کی کسی بات کا علم نہ تھا۔ مورخین کا خیال ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو امامت کی اجازت دے دی۔

ودیعہ بن ثابت یہ بھی مسجد ضرار کے بانی ارکان میں سے تھا اس نے کہا تھا ہم تو یونہی بات چیت اور دل لگی کر رہے تھے چنانچہ اس کے بارے میں (۹/۶۵) آیت نازل ہوئی "اگر تم ان سے دریافت کرو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی بات چیت اور دل لگی کر رہے تھے۔"

خذام بن خالد اس نے اپنے مکان سے مسجد ضرار کے لئے جگہ وقف کی تھی۔ ابن ہشام نے ابن اسحاق پر استدراک کیا ہے کہ اسی قبیلہ میں سے بنی عبید کے خاندان سے بشر اور رافع پسران زید بھی منافق تھے۔

مربع بن قیظی یہ نابینا تھا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا تھا جبکہ آپ اس کے باغ میں سے گزر کر احد کی طرف جا رہے تھے کہ

اگر تو نبی ہے تو میں تجھے اپنے باغ میں سے گزرنے کی اجازت نہیں دیتا اور اس نے کچھ مٹی ہاتھ میں لے کر کہا بخدا! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ صرف تیرے منہ پر پڑے گی تو میں یہ تیرے چہرے پر پھینک دیتا یہ سن کر لوگ اس کے قتل کے لیے دوڑے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو یہ آنکھوں سے اندھا ہے دل سے بھی اندھا ہے۔ سعد بن زید اشہلی نے کمان مار کر اس کے سر کو زخمی کر دیا۔

اوس بن قیظی ..... اس نے کہا تھا کہ ہمارے گھر غیر محفوظ اور کھلے پڑے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا (۳۳:۱۳) حالانکہ وہ غیر محفوظ اور کھلے نہ تھے صرف وہ بھاگنا چاہتے ہیں۔

حاطب بن امیہ بن رافع ..... یہ شخص قریب المرگ اور بوڑھا تھا اس کا بیٹا یزید بن حاطب اچھے مسلمانوں میں سے تھا غزوہ احد میں زخموں سے نڈھال ہو کر جب اسے بنی ظفر کے محلہ میں لایا گیا (بقول ابن ہشام گھر لایا گیا) مسلمان مرد اور عورتیں قریب آ کر کہنے لگے اے ابن حاطب! جنت مبارک ہو تو بیٹے کو زخموں سے چور حالت میں دیکھ کر اس نے اپنا نفاق ظاہر کر دیا اور کہنے لگا ہاں! حرمل کے باغ کی مبارکباد دو واللہ! تم نے اس بیچارے لڑکے کو فریب دیا۔

ابو طعمہ بشیر بن ابیرق ..... یہ چور تھا اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا (۴:۱۰۵) اور ان لوگوں کی طرف سے مت جھگڑو جو اپنے دلوں میں خیانت رکھتے ہیں قزمان حلیف بنی ظفر اس نے جنگ احد میں سات آٹھ مشرکوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جب زخموں کی تکلیف محسوس ہوئی تو اس نے خودکشی کر لی اور اس نے کہا تھا کہ میں نے تو صرف قوم کی عزت کی خاطر جہاد کیا تھا اس کے بعد یہ فوت ہو گیا۔ بقول ابن اسحاق اوس قبیلہ کے خاندان بنی عبد الاشہل میں سوائے ضحاک بن ثابت کے کوئی منافق نہ تھا یہ نفاق اور یہود کی محبت سے متہم تھا یہ اوس قبیلہ کے منافقین کی فہرست ہے۔

خزرج قبیلہ کے منافقوں کی فہرست بقول ابن اسحاق خزرج قبیلہ کے منافق تھے رافع بن ودیعہ، زید بن عمرو، عمرو بن قیس، قیس بن عمرو بن سہل، جد بن قیس اس نے کہا تھا (۹:۴۹) مجھے اجازت دیجیے اور فتنہ میں نہ ڈالیے۔ (کہ رومی عورت کے حسن پر فریفتہ ہو جانے کا خطرہ ہے) عبداللہ بن ابی منافقین کا سردار اور قوم خزرج کا بھی سردار ان لوگوں نے ہجرت سے پہلے اس کی تاج پوشی کا ارادہ کیا تھا اس سے پہلے کہ وہ اسلام میں داخل ہو گئے تو یہ حسد سے جل کر رہ گیا اور حسد کرنے لگا اور اس نے کہا تھا (۶۳:۸) وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹ کر گئے تو ان میں سے عزت والا ذلیل کو ضرور نکال دے گا۔ اس منافق کے بارے میں متعدد آیات نازل ہوئی ہیں اس کے علاوہ ودیعہ، مالک بن ابی قوقل، سوید اور داعس کے بارے میں یہ آیت (۵۹:۱۱) اگر وہ نکالے گئے تو ہم تمہارے ساتھ نکلیں گے۔ یہ سب منافقین خالص معلوم ہوتے اور یہود کی تعلیم کی طرف مائل ہو گئے تھے۔

احبار یہود میں سے منافق ..... ابن اسحاق کا بیان ہے یہود کے کچھ احبار بطور تقیہ اور منافقت کے بظاہر اسلام میں داخل ہو گئے تھے اور حقیقت میں کافر تھے گویا زبان سے ہی مومن تھے۔ سعد بن حنیف، زید بن لصیت یہ وہی منافق ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی گم ہو گئی تو اس نے کہا محمد کا خیال ہے کہ اس کے پاس آسمانی خبر آتی ہے اور اس کو اپنی اونٹنی کی خبر نہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ! مجھے وہی معلوم ہے جو اللہ نے مجھے بتایا ہے اور اس نے مجھے بتا دیا ہے کہ وہ فلاں وادی میں فلاں گھاٹی میں ہے اس کی مہار ایک درخت کے ساتھ اٹکی ہوئی ہے چنانچہ بعض صحابہ گئے تو اسے اسی حالت میں پایا۔

رفاعہ بن زید بن تابوت یہ بھی منافق ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی موت کے وقت فرمایا تھا کہ آج ایک بڑا منافق مر گیا ہے یہ وہی منافق ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوہ تبوک سے واپسی کے وقت شدید آندھی چلی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک عظیم کافر کی موت کی وجہ سے چلی ہے۔ مدینہ پہنچ کر معلوم ہوا کہ رفاعہ بن زید فوت ہو گیا ہے۔ سلسلہ بن برہام اور کنانہ بن صوریا بھی یہودی منافقین میں سے تھے۔

یہودی منافقین کا مسجد نبوی ﷺ سے ذلت آمیز اخراج …… یہ لوگ مسجد نبوی میں آتے، مسلمانوں کی باتیں سنتے مذاق کرتے اور دین کا استہزاء کرتے تھے ایک روز مسجد نبوی میں یہ لوگ جمع ہو گئے اور ایک دوسرے سے مل جل کر بیٹھ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آپس میں سرگوشی کرتے ہوئے دیکھ کر فرمایا: انہیں نکال دو چنانچہ وہ بڑی سختی کے ساتھ مسجد سے نکال دیے گئے۔

ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے عمرو بن قیس نجاری کو (جو ان کا جاہلیت میں بتوں کا نگران تھا) پاؤں سے پکڑ کر اور گھسیٹ کر مسجد سے باہر پھینک دیا اور وہ کہہ رہا تھا: اے ابو ایوب! کیا تو مجھے بنی ثعلبہ کے مربد سے باہر پھینک رہا ہے، پھر ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے رافع بن ودیعہ کو گریبان سے پکڑ کر اور اس کو نہایت شدت سے باہر نکال کر تھپڑ رسید کیا اور کہا اے خبیث منافق! تجھ پر صد افسوس! عمارہ بن حزم نے زید بن عمرو کو (جو دراز ریش تھا) داڑھی سے پکڑ کر کھینچا اور مسجد سے باہر نکال دیا اور دونوں کے سینے پر دو تھپڑ مارے اور وہ گر پڑا تو اس نے کہا اے عمارہ! تو نے میرے جسم کو زخمی اور خراب کر دیا تو عمارہ نے کہا اے منافق! اللہ تجھے ذلیل کرے اور قیامت کے روز اللہ نے تیرے لئے جو عذاب مقرر کیا ہے وہ اس سے شدید ہے آئندہ مسجد نبوی کا رخ بھی نہ کرنا۔

ابو محمد مسعود بن اوس بدری رضی اللہ عنہ نے قیس بن عمرو بن سہل کو پکڑا (وہ نوجوان تھا اور ان منافقین میں یہی نوجوان تھا) اور اس کی گدی پر مار کر مسجد سے نکال دیا، ایک خدری صحابی نے حارث بن عمرو کو (جس کے سر کے بال دراز تھے) بالوں سے پکڑا اور گھسیٹ کر مسجد نبوی سے باہر نکال دیا اور وہ منافق کہہ رہا تھا اے ابو الحارث! آپ نے بڑی سختی کی تو اس نے کہا اے اللہ کے دشمن! تو اپنی حیثیت سے اسی کے لائق تھا آئندہ مسجد نبوی کے قریب بھی مت آنا تو پلید اور ناپاک ہے۔ ایک خدری صحابی رضی اللہ عنہ زوی بن حارث منافق کی طرف بڑھا اور اس کو بڑی سختی سے مسجد سے باہر نکال دیا۔ پھر اس پر تھوک ڈال کر بطور کراہت و نفرت تھو تھو کرنے لگا اور اسے کہا تجھ پر شیطانی حرکات مسلط ہیں۔ ابن اسحاق نے ان منافقین کے بارے میں سورۂ بقرہ اور سورۂ توبہ کی جو آیات نازل ہوئی ہیں ان کی تفسیر کی ہے جو بہت عمدہ اور مفید ہے۔

غزوات کی ابتداء

غزوۂ ابواء یا غزوۂ ودان …… یہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب یا عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کا دستہ اور سریہ ہے جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔ امام بخاری نے کتاب المغازی میں کہا ہے بقول ابن اسحاق سب سے پہلا غزوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابواء کا کیا پھر بواط پھر عشیرہ پھر اس نے زید بن ارقم سے یہ بیان کیا کہ ان سے دریافت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے غزوات کئے ہیں تو اس نے کہا انیس ان میں سے سترہ میں وہ شامل تھا اور پہلا غزوہ عسیرہ ہے۔ غزوہ عشیرہ کے بیان کے موقع پر یہ حدیث ان شاء اللہ بیان ہوگی ان شاء اللہ۔

غزوات کی تعداد…… صحیح بخاری میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سولہ غزوات کئے اور مسلم کی روایت میں ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سولہ غزوات کئے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے بریدہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس غزوات کئے اور ان میں سے آٹھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس شرکت فرمائی۔ حسین بن واقد ابن بریدہ کی معرفت بریدہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن آٹھ جنگوں میں بذات خود شرکت کی وہ یہ ہیں۔ (۱) بدر (۲) احد (۳) احزاب (۴) مریسیع (۵) قدید (۶) خیبر (۷) فتح مکہ (۸) حنین۔ اور ۱۳ موقعوں پر دستے روانہ کئے۔

یعقوب بن سفیان (محمد بن عثمان دمشقی تنوخی، ہیثم بن حمید، نعمان) مکحول سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھارہ جنگیں لڑیں اور آٹھ میں بذات خود شریک ہوئے (۱) بدر (۲) احد (۳) احزاب (۴) قریظہ (۵) بئر معونہ (۶) بنی المصطلق (۷) خیبر (۸) فتح مکہ (۹) حنین اور طائف (غزوہ بئر معونہ کا قریظہ کے بعد ذکر کرنا محل نظر ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ وہ احد کے بعد ہے (مذکورہ بالا غزوات ۹ ہیں، ۸ نہیں)

یعقوب (سلمہ بن شبیب، عبدالرزاق، معمر، زہری) سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھارہ غزوات کیے پھر میں نے ان سے بعد میں سنا کہ ۲۴ غزوات کیے معلوم نہیں یہ وہم اور غلطی ہے یا بعد میں کسی اور سے سنا ہے۔ طبرانی (دبری، عبدالرزاق، معمر) زہری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۴ غزوات کیے۔ ابو یعلیٰ مسند میں عبدالرحمن بن یزید (سعید بن مسلمہ، زکریا بن اسحاق، ابو الزبیر) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۱ غزوات کیے۔

امام حاکم کے تعقب پر نظر ...... امام حاکم (ہشام) قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات اور فوجی دستے کل ۴۳ ہیں۔ امام حاکم کا بیان ہے ممکن ہے کہ ۴۳ سے مراد صرف سرایا ہوں یا غزوات کے بغیر کیونکہ اکلیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعوث اور سرایا ۱۰۰ سے زائد بالترتیب بیان ہیں۔ امام حاکم نے بتایا کہ بخاری میں مجھے ایک قابل وثوق ساتھی نے بتایا کہ اس نے ابو عبداللہ محمد بن نصر کی کتاب میں پڑھا ہے کہ غزوات اور لڑائیوں کے علاوہ بعوث اور سرایا ستر سے اوپر ہیں۔ امام حاکم کا یہ بیان نہایت عجیب ہے اور قتادہ کے کلام کو اپنی رائے پر محمول کرنا بھی محل نظر ہے۔ امام احمد (ازہر بن قاسم راسبی، ہشام دستوائی) قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات اور دستے کل ۴۳ ہیں ان میں سے ۲۴ سرایا اور دستے اور ۱۹ غزوات ہیں اور ان میں سے صرف آٹھ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس تشریف لے گئے۔ (۱) بدر (۲) احد (۳) الاحزاب (۴) مریسیع (۵) خیبر (۶) فتح مکہ (۷) حنین (نوٹ) یہ تعداد اگر گنی جائے تو صرف سات ہیں۔

قتال والے غزوات ...... موسیٰ بن عقبہ نے زہری سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاتلے جن میں خود تشریف لے گئے یہ ہیں

(۱) جنگ بدر... رمضان ۲ھ۔
(۲) جنگ احد... شوال ۳ھ۔
(۳) جنگ احزاب اور بنی قریظہ شوال ۴ھ۔
(۴) غزوہ بنی مصطلق اور بنی لحیان... شعبان ۵ھ۔
(۵) خیبر ۶ھ۔
(۶) فتح مکہ رمضان ۸ھ۔
(۷) غزوہ حنین اور محاصرہ طائف شوال ۸ھ۔

علاوہ ازیں ۹ھ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زیر اہتمام حج ہوا پھر ۱۰ھ میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امیر حج تھے اور بارہ غزوات کیے جن میں لڑائی کی نوبت نہ آئی اور پہلا غزوہ ابواء ہے۔

حنبل بن ہلال (اسحاق بن عیسیٰ، عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ، معروف بن عاذ بن ابی اثم) زہری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے بعد جہاد کی اجازت کے سلسلہ میں یہ آیت (۲۲:۳۹) اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا سب سے پہلے نازل ہوئی۔ پہلا غزوہ بدر ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے ۱۷ بروز جمعہ رمضان۔ پھر غزوہ بنی نضیر میں تشریف لے گئے پھر احد میں شوال ۳ھ پھر غزوہ خندق شوال ۴ھ میں پھر بنی لحیان شعبان ۵ھ میں پھر خیبر ۶ھ میں پھر فتح مکہ شعبان ۸ھ میں پھر حنین رمضان ۸ھ میں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار غزوات میں تشریف لے گئے جن میں لڑائی کی نوبت نہ آئی ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا غزوہ ابواء ہے دوسرا عشیرہ، تیسرا غطفان، چوتھا بنی سلیم، پانچواں بواط، چھٹا غزوہ بدر موعد، ساتواں حدیبیہ، آٹھواں طائف، غزوات اس کے علاوہ تبوک تک۔ بعد ازاں ان بعوث بیان کیے ہیں یہ اقتباس میں نے تاریخ ابن عساکر سے نقل کیا ہے اور یہ نہایت غریب ہے اور درست ترتیب ہم ان شاء اللہ حسب بیان کریں گے۔

علم مغازی کا اہتمام: ... فن مغازی کا اہتمام دینی ہے عبرت حاصل کرنے اور اس کے لئے مستعد ہونے اور خود اقتدا ضروری ہے جیسا کہ واقدی نے عبداللہ بن عمر بن علی کی معرفت اس کے والد سے نقل کیا ہے کہ میں نے علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ہم قرآن کی طرح علم مغازی سے واقف تھے۔ واقدی کا بیان ہے کہ میں نے محمد بن عبداللہ سے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ میں اپنے چچا زہری سے سنا کہ علم مغازی میں دنیا اور آخرت کا علم موجود ہے۔ محمد بن اسحاق صاحب سیرت نے مغازی میں یہود کے احبار اور منافقین کے بیان کے بعد ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کے لئے مستعد ہوئے اور قرب و جوار میں آباد مشرکوں اور دشمنوں کی عداوت اور شرارت۔ جس کے دفع کے لئے آمادہ ہوئے۔ (اس نے بیان کیا کہ)

قریباً ایک سال کے بعد جہاد (ابواء): ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بروز پیر قریباً بوقت زوال ۱۲ ربیع الاول اھ میں مدینہ تشریف لائے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ۵۳ سال تھی (کہ ۱۳ سال دور مکہ میں گزارا) اور مدینہ میں پورا سال قیام کے بعد جہاد کے لئے ماہ صفر میں روانہ ہوئے اور سعد بن عبادہ کو مدینہ کا نائب امیر مقرر کیا اور آپ ودان یعنی ابواء میں پہنچے (بقول ابن ہشام ودان' ابواء ایک مقام کے دو نام ہیں) آپ کا مقصد قریش اور بنی ضمرہ بن بکر بن عبد مناۃ کے حالات سے آگاہی اور تنبیہ تھا۔

بنی ضمرہ سے صلح: ... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہم میں بنی ضمرہ سے مصالحت کی اور مصالحت کا سردار مخشی بن عمرو ضمری تھا اس وقت اپنی قوم کا قائد تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لے آئے اور جنگ کی نوبت ہی نہ آئی پھر آپ ماہ صفر کے باقی ماندہ اور ربیع الاول کے ابتدائی ایام میں مدینہ میں مقیم رہے۔ بقول ابن ہشام یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا غزوہ ہے اور بقول واقدی آپ کا پرچم سفید تھا اور چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔

پہلا تیر جو جہاد میں چلایا گیا: ... بقول ابن اسحاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں اسی قیام کے دوران عبیدہ بن حارث کو ۶۰ یا ۸۰ مہاجروں کے دستہ میں (جس میں کوئی انصاری نہ تھا) روانہ کیا چلتے چلتے ثنیۃ المرہ کے زیریں حصہ میں ایک چشمہ پر پہنچ گئے اور قریش کے ایک بڑے قافلہ سے مڈبھیڑ ہوگئی لیکن لڑائی تک نوبت نہ پہنچی البتہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے اس روز ایک تیر چلایا یہ سب سے پہلا تیر ہے جو اسلام میں فی سبیل اللہ جہاد میں چلایا گیا پھر اسلامی دستہ واپس لوٹ آیا اور یہ اسلامی دستہ نہایت جوش و خروش میں تھا۔

مقداد بہرانی اور عتبہ بن غزوان مازنی: ... مشرکین قریش میں سے مقداد بن عمرو بہرانی حلیف بنی زہرہ اور عتبہ بن غزوان بن جابر مازنی حلیف بنی نوفل بھاگ کر مسلمانوں میں آملے یہ دونوں مسلمان تھے اور کفار کے ساتھ اسی مقصد کے لئے آئے تھے۔

کفار کا سپہ سالار کون تھا؟ ... بقول ابن اسحاق مشرکین کا سردار عکرمہ بن ابی جہل تھا اور ابن ہشام نے ابو عمرو بن علاء (یا ابن عمرو بن علاء) کی معرفت ابو عمرو مدنی سے بیان کیا ہے کہ ان کا رئیس قافلہ مکرز بن حفص تھا۔ واقدی سے اس بارے میں دو قول بیان ہو چکے ہیں (۱) مکرز (۲) ابوسفیان صخر بن حرب لیکن اس نے دوسرے قول کو ترجیح دی ہے واللہ اعلم۔

ابن اسحاق نے اس دستہ کے بارے میں ایک قصیدہ ذکر کیا ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے:

امن طیف سلمی بالبطاح الدمائث
ارقت وامر فی العشیرۃ حادث
تری من لوی فرقۃ لا یصدها
عن الکفر تذکیر ولا بعث باعث
رسول اتاهم صادق فکذبوا
علیه وقالوا لست فینا بماکث

إذا ما دعوناهم إلى الحق أدبروا
وهروا هرير المجحرات اللواهث

”کیا تو سلمیٰ کے تصور سے قوم والوں میں پیدا ہوا اور قوم میں ایک امر واقع ہے تو کوئی شے ان کو روکتی ہے کہ اس کو غور سے اور نصیحت روکی۔ ہم نے کسی بات کا ارادہ کر کے ان کے پاس سچا دین لایا انہوں نے اس کی تکذیب کی اور کہا کہ تو ہمارے ہاں نہیں ٹھہر سکتا۔ جب ہم ان کو حق بات کی دعوت دیتے ہیں تو وہ پشت پھیر جاتے ہیں اور ہانپتے ہوئے کتوں کی طرح آواز کرتے ہیں“۔

اور عبداللہ بن زبعری نے جوابِ آں غزل کے طور پر کہا:

أمن رسم دار أقفرت بالعثاعث
بكيت بعين دمعها غير لابث
ومن عجب الأيام والدهر كله
له عجب من سابقات وحادث
لجيش أتانا ذي عرام يقوده
عبيدة يدعى في الهياج ابن حارث
لنترك أصناما بمكة عكفا
مواريث موروث كريم لوارث

”کیا تم ایسے مکان کے کھنڈرات سے مقام عثاعث میں ایسی آنکھ سے رو دیے جو متواتر ٹپک رہی تھی۔ اور عجائب زمانہ سے (اور زمانہ تو سب کا سب عجائبات کا مجموعہ ہے) جو سابق ہیں اور حادث ہیں۔ ایک سرکش لشکر کے باعث جس کی قیادت عبیدہ کر رہا تھا جسے جنگوں میں ابن حارث کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ کہ ہم مکہ میں بتوں کی عبادت ترک کر دیں یہ تو کریم وارث کے لئے بہترین موروث ہے“۔

امام ابن اسحاق نے پورا قصیدہ ذکر کیا ہے ہم نے کامل قصیدہ اس لیے بیان نہیں کیا کہ امام ابن ہشام لغت کے امام نے بیان کیا ہے کہ اکثر ماہر شعراء ان دونوں قصیدوں کا انکار کرتے ہیں۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے پہلی تیر اندازی کے بارے میں کہا:

ألا هل أتى رسول الله أني
حميت صحابتي بصدور نبلي
أذود بها أوائلهم ذيادا
بكل حزونة وبكل سهل
فما يعتد رام في عدو
بسهم يا رسول الله قبلي
وذلك أن دينك دين صدق
وذو حق أتيت به وعدل
ينجى المؤمنون به ويجزى
به الكفار عند مقام مهل
فمهلا قد غويت فلا تعبني

غوی انسی ویحک یا ابن جہل

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا ہے کہ قریش نے اپنے رفقاء کی حمایت کی ہے اپنے تیروں کی نوک سے۔ میں ان سے ان کے پہلے لوگوں کا دفاع کرتا تھا ہر سنگلاخ اور نرم میدان میں۔ یا رسول اللہ! مجھ سے پہلے کسی تیر انداز نے دشمن کے لیے تیر تیار نہیں کیا۔ اور یہ اس باعث کہ دین جو آپ نے پیش کیا وہ حق ہے اور انصاف پرور ہے اس کے ذریعہ مومن نجات پائیں گے اور کافر رسوا ہوں گے شکار کے مقام میں۔ اے عکرمہ ابن ابی جہل! افسوس! تجھ پر جب تو گمراہ ہو گیا کہ میں نے فیصلہ کو بہکا دیا ہے۔"

بقول ابن ہشام اکثر ماہرین شعر اسعد کی طرف اس قصیدے کی نسبت پر اعتراض کرتے ہیں۔

اسلامی دور میں پہلا جھنڈا:...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ عبیدہ بن حارث کا یہ پہلا پرچم ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی دور میں کسی مسلمان کو دیا تھا مگر زہری، موسیٰ بن عقبہ اور واقدی نے اس کے خلاف بیان کیا ہے کہ عبیدہ بن حارث سے پہلے حمزہ بن عبدالمطلب کو دستہ دے کر روانہ کیا تھا واللہ اعلم۔ اور حدیث سعد میں آگے بیان ہوگا کہ عبداللہ بن جحش اسلامی سریہ (فوجی دستوں) کا پہلا امیر تھا۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ بعض علماء کا خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابواء سے واپسی کے دوران مدینہ پہنچنے سے قبل عبیدہ کو روانہ کیا تھا موسیٰ بن عقبہ نے بھی زہری سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مقام پر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو ساحل سمندر کی طرف عیص کی سمت تیس مہاجر سواروں کی معیت میں (جن میں کوئی انصاری نہ تھا) روانہ کیا اور اسی ساحل پر ابوجہل جو مکہ کے تین سو سواروں کے ساتھ وہاں موجود تھا۔ مجدی بن عمرو جہنی ان دونوں میں حائل ہو گیا اور فریقین سے مصالحت کر لی تھی پس سب لوگ منتشر ہو گئے اور لڑائی کی نوبت نہ آئی۔

بقول ابن اسحاق بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کا پرچم سب سے پہلا پرچم ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو دیا ہو۔ اس میں اختلاف اس وجہ سے ہے کہ حمزہ اور عبیدہ کی روانگی بیک وقت عمل میں آئی اور لوگوں کو اشتباہ ہو گیا۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ موسیٰ بن عقبہ نے زہری سے بیان کیا ہے کہ حمزہ کی روانگی عبیدہ سے پہلے تھی اور انہوں نے بیان کیا ہے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کا دستہ ابواء سے قبل روانہ کیا تھا اور جب ابواء سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو عبیدہ کو ساٹھ مہاجرین کے دستے کے ساتھ روانہ کیا نیز واقدی سے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا دستہ رمضان ۱ھ میں روانہ کیا تھا اور اس کے بعد شوال ۱ھ میں عبیدہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔ واللہ اعلم۔

ابن اسحاق نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے کچھ شعر نقل کئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حمزہ کا پرچم پہلا پرچم ہے جو مسلمانوں میں کسی کو دیا گیا۔ اگر یہ اشعار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہوں تو بات اسی طرح درست ہے کیونکہ وہ سچی بات ہی کرتے ہیں خدا کو بخوبی معلوم ہے کہ کون سا مقدم تھا مگر ہم نے اہل علم سے یہی سنا ہے کہ عبیدہ بن حارث کا دستہ مقدم ہے اور ان کا قصیدہ یہ ہے:

الا یا لقومی للتحلم وللجہل
وللنقص من رأی الرجال وللعقل
وللراکبینا بالمظالم لم نطأ
لہم حرمات من سوام ولا اہل
کأنا تبلناہم ولا تبل عندنا
لہم غیر امر بالعفاف وبالعدل
وامر باسلام فلا یقبلونہ
وینزل منہم مثل منزلۃ الہزل

”خبردار! اے میری قوم! اپنے جھوٹے خواب اور جہالت پر حیرت کا اظہار کرو اور عقل اور لوگوں کی رائے کی مخالفت کرنے پر اور ظلم و ستم کے لئے سوار ہونے پر تعجب کا اظہار کرو اور ہم نے ان کے مال اور اہل کی حرمت کو پامال نہیں کیا۔ گویا ہم نے ان سے قطع تعلق کیا ہے۔ ہمارے نزدیک ان سے قطع رحمی کا کوئی سبب نہیں سوائے عفت و پاکدامنی اور عدل و انصاف کے حکم کے اور سوائے اسلام قبول کرنے کے حکم کے جسے وہ قبول نہیں کرتے اور یہ بات ان کے مزاح کی حیثیت رکھتی ہے“

فما برحوا حتى انتدبت لغارة
لهم حيث حلوا ابتغي راحة الفضل
بامر رسول الله اول خافق
عليه لواء لم يكن لاح من قبلي
لواء لديه النصر من ذي كرامة
اله عزيز فعله افضل الفعل
عشية ساروا حاشدين وكلنا
مراجله من غيظ اصحابه تغلي

”وہ اسی حالت پر اڑے رہے حتیٰ کہ مجھے ایک مہم کے لئے بھیجا گیا کہ جہاں وہ اترے ہوں (ان پر حملہ کروں) فضل و کرم کی تلاش کے لئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے میں گیا اور پہلا لہراتا ہوا جھنڈا ہے جو اس سے قبل کسی پر نہیں لہرایا گیا تھا۔ جھنڈے کے پاس مدد (نصرت) اللہ غالب کی جانب سے ہے جس کا فعل سب سے افضل فعل ہے۔ وہ مسلح ہو کر چلتے پھرتے رہے تھے اور ہمارے دل ان کے غیظ و غضب سے جوش مار رہے تھے“۔

فلما تراءينا اناخوا فعقلوا
مطايا وعقلنا مدى غرض النبل
وقلنا لهم حبل الاله نصيرنا
وما لكم الا الضلالة من حبل
فثار ابو جهل هنالك باغيا
فخاب ورد الله كيد ابي جهل
وما نحن الا في ثلاثين راكبا
وهم مائتان بعد واحدة فضل

”جب ہم نے ایک دوسرے کو دیکھا تو انہوں نے سواریوں کو بٹھا کر گھٹنے باندھ دیئے اور ہم نے تیر کے نشانے کے فاصلے پر سواریوں کو باندھ دیا۔ ہم نے ان کو کہا اللہ کا قرآن ہمارا مددگار ہے اور تمہارے پاس سوائے ضلالت کے کوئی سہارا نہیں۔ وہاں ابوجہل سرکشی سے جوش میں آ گیا پھر وہ ناکام ہو گیا اور اللہ نے ابوجہل کی تدبیر کو ناکام کر دیا۔ ہم صرف تیس سوار تھے اور وہ تھے دو سو ایک“۔

فيا للؤي لا تطيعوا غواتكم
وفيئوا الى الاسلام والمنهج السهل
فاني اخاف ان يصب عليكم
عذاب فتدعوا بالندامة والثكل

"اے آل لوی! تم بے عقل لوگوں کی اطاعت نہ کرو اسلام اور آسان طریقہ کی طرف لوٹ آؤ۔ مجھے اندیشہ ہے کہ تم پر عذاب نازل ہو جائے اور تم ندامت اور ہلاکت و نکبت کا واویلا کرو۔"

ابوجہل بن ہشام ملعون نے اس کے جواب میں کہا:

عجبت لأسباب الحفيظة والجهل
وللشاغبين بالخلاف وبالبطل
وللتاركين ما وجدنا جدودنا
عليه ذوي الأحساب والسؤدد الجزل

"میں اس غم، غصے اور جہالت کے اسباب سے حیران ہوں اور مجھے ان پر تعجب ہے جو اختلاف اور بیہودہ باتوں پر شور و شر پھیلاتے ہیں۔ اور میں ان سے متعجب ہوں جنہوں نے اس طریقہ کو چھوڑ دیا جس پر ہم نے اپنے حسب و نسب والے عظیم آباؤ اجداد کو پایا ہے۔"

ابن اسحاق نے اس کو بھی نقل کیا ہے۔

بقول ابن ہشام، شعر و شاعری کے اکثر ماہرین کے نزدیک یہ دونوں قصیدے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور ابوجہل ملعون کے نہیں ہیں۔

غزوہ بواط ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ربیع الاول ۲ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کی جاسوسی کے لئے روانہ ہوئے اور سائب بن مظعون کو مدینہ پر نائب مقرر کیا (بقول واقدی سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو سو سوار تھے اور آپ کے پرچم بردار حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے اور آپ کا مقصد تھا کہ قریش کے تجارتی قافلے کے آڑے آئیں جس میں امیہ بن خلف سو افراد کے ساتھ تھا اور اس میں ڈھائی ہزار اونٹ تھے۔ بقول ابن اسحاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے چلتے کوہ رضوی کی سمت میں بواط مقام پر پہنچے اور وہیں ربیع الثانی اور جمادی الاولیٰ کے ابتدائی ایام میں آپ نے قیام کیا پھر مدینہ واپس لوٹ آئے اور جنگ نہ ہوئی۔

غزوہ عشیرہ ...... ابن ہشام کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے تجارتی قافلہ کی جستجو کے لئے روانہ ہوئے جو شام کو جا رہا تھا۔ ابو سلمہ بن عبدالاسد کو مدینہ پر نائب مقرر کیا اور آپ کے علم بردار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تھے۔ بقول ابن اسحاق آپ بنی دینار کے راستہ پر روانہ ہوئے پھر فیفاء الخبار پہنچ کر ذات الساق میں ایک درخت کے سایہ تلے فروکش ہوئے تو وہاں نماز پڑھی وہاں آج تک آپ کی مسجد تعمیر ہے پھر کھانا تیار ہوا اور سب نے مل کر کھایا اور وہاں دیگچے کے چولھے کے نشانات اب تک موجود ہیں اور آپ کے لئے مشیرب چشمے سے پانی لایا گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے روانہ ہوئے اور مقام خلائق کو بائیں طرف چھوڑ کر شعب عبداللہ پر چلے اور مسیل میں اترتے ہوئے یلیل پر آئے اس کے سنگم و ضبوعہ کے چوک میں قیام فرمایا پھر آپ علیہ السلام فرش ملل پر روانہ ہو کر صخیرات یمام کے راستہ میں جا نکلے پھر سیدھے راستہ پر چلتے رہے یہاں تک کہ بطن ینبع "عشیرہ" کے مقام پر فروکش ہوئے اور وہیں جمادی الاولیٰ اور جمادی الاخریٰ کے چند ایام قیام کیا اور بنی مدلج اور ان کے حلیف بنی ضمرہ سے مصالحت کی پھر مدینہ واپس لوٹ آئے اور لڑائی کی نوبت نہ آئی۔

مختلف روایتیں اور تطبیق ...... امام بخاری (عبداللہ، وہب، شعبہ، ابو اسحاق) سے روایت کرتے ہیں کہ میں زید بن ارقم کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی جنگیں کی ہیں؟ تو اس نے بتایا انیس۔ پوچھا آپ کتنی جنگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل تھے؟ تو اس نے بتایا سترہ میں۔ میں نے پوچھا پہلی کون سی تھی؟ اس نے کہا عشیرہ یا عسیرہ۔ میں نے یہ قتادہ کو بتایا تو اس نے کہا عشیرہ ہے اس حدیث سے بظاہر یہ واضح ہے کہ پہلا غزوہ عشیرہ ہے۔ (عشیرہ تصغیر اور مصغر کے ساتھ اور مدہ کے ساتھ بھی آیا ہے اور اسی طرح عشیرہ اور عسیرہ بھی منقول ہے) حدیث کی تطبیق یہ ہے کہ عشیرہ پہلا غزوہ ہے جس میں زید رضی اللہ عنہ کی شمولیت تھی یہ مطلب نہیں کہ مطلقاً پہلا غزوہ ہے جیسا کہ ابن

اسحاق سے بیان کیا۔

دو بدبخت آدمی...... محمد بن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خطاب کر کے فرمایا جو مجھے یزید بن محمد بن خثیم نے محمد بن کعب قرظی سے اور اس نے ابو یزید محمد بن خثیم کی معرفت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں اور علی رضی اللہ عنہ دونوں غزوہ عشیرہ میں شامل تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں ایک ماہ قیام کیا اور بنی مدلج اور ان کے حلیف بنی ضمرہ سے مصالحت کی۔ ایک روز مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جناب عمار! کیا ہم بنی مدلج کے لوگوں کے پاس چلیں جو چشمہ پر کام کر رہے ہیں آؤ دیکھیں کیسے کام کرتے ہیں چنانچہ ہم وہاں گئے تھوڑی دیر ان کو دیکھا اور ہمیں نیند نے ستایا تو کھجور کے نیچے مٹی پر ہی لیٹ گئے (ہم وہیں تک سوئے رہے) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قدم مبارک سے ہمیں جنبش دے کر جگایا ہم اٹھ کر بیٹھ گئے اور ہم خاک آلود تھے اور اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو کہا اے ابوتراب! کیونکہ وہ گرد آلود تھے۔

پھر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ماجرا سنایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں سب لوگوں سے شقی اور بدبخت دو آدمیوں کے بارے میں بتا دوں؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں فرمائیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک احمر ثمود جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹیں اور دوسرا اے علی! وہ جو تیرے سر پر تلوار مارے گا یہاں تک کہ تیری داڑھی خون سے تر ہو جائے گی۔ اس سند سے یہ حدیث غریب ہے اور اس کا شاہد دوسری سند سے موجود ہے جیسا کہ بخاری میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ناراض ہو کر مسجد میں آ کر سو گئے نبی علیہ السلام تشریف لائے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا ناراض ہو کر مسجد میں چلے گئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور انکو جگا کر مٹی صاف کر رہے تھے اور فرما رہے تھے قم یا ابا تراب قم یا ابا تراب! اے ابوتراب اٹھو اے ابوتراب اٹھو۔

پہلا غزوہ بدر...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ عشیرہ سے واپسی کے بعد دس دن بھی مدینہ میں قیام نہ کیا ہوگا کہ کرز بن جابر فہری نے مدینہ کے مویشیوں پر لوٹ مار کی۔ نبی علیہ السلام اس کے تعاقب میں روانہ ہوئے بدر کے نواح میں سفوان وادی تک پیچھا کر کے واپس آگئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پکڑ نہ سکے اور آپ کے علمبردار حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

بقول ابن ہشام آپ نے مدینہ پر زید بن حارثہ کو نائب مقرر کیا۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس چلے آئے اور یہاں تین ماہ جمادی الثانی، رجب اور شعبان قیام فرمایا اسی اثناء میں حضرت سعد بن ابی وقاص کو آٹھ مہاجرین کے ہمراہ روانہ کیا وہ حجاز کے خرار علاقہ میں پہنچ گئے۔ ابن ہشام کا بیان ہے کہ بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ سعد کی روانگی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بعد تھی پھر سعد واپس چلے آئے اور لڑائی کی نوبت نہ آئی۔ حضرت حمزہ کی رمضان ۱ھ میں روانگی اور عبیدہ بن حارث کی شوال ۱ھ میں روانگی اور سعد بن ابی وقاص کی ذی قعدہ ۱ھ میں روانگی کا ذکر واقدی سے پہلے بیان ہو چکا ہے۔

جہینہ کا مسلمان ہونا...... امام احمد حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو جہینہ قبیلہ نے عرض کیا آپ ہمارے علاقہ میں تشریف لا چکے ہیں آپ ہم سے معاہدہ کر لیں تاکہ ہم اطمینان سے آپ کے پاس آمد و رفت رکھ سکیں تو آپ نے ان سے معاہدہ کر لیا اور وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (ہم سو افراد سے کم ہوں گے) رجب میں روانہ فرمایا اور حکم دیا کہ جہینہ کے پہلو میں بنو کنانہ کا قبیلہ ہے اس پر حملہ کریں ہم نے ان پر حملہ کیا وہ زیادہ تھے ہم کم۔ لہذا ان کے مارے جہینہ میں پناہ لی انہوں نے ہمیں پناہ دی اور کہا کہ تم لوگ ماہ حرام رجب میں کیوں جنگ کرتے ہو؟ باہمی مشورہ کیا کہ اب کیا خیال ہے؟ بعض نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ کو صورت حال سے آگاہ کریں اور بعض نے کہا نہیں بلکہ ہم یہیں مقیم رہیں گے۔

راوی کہتا ہے میں نے اپنے ہمراہ ساتھیوں سے کہا یہاں نہیں بلکہ ہم قریش کے تجارتی قافلہ پر حملہ کریں اور مال غنیمت اس وقت اسی کو ہوتا تھا

جس کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو ہم تجارتی قافلہ کی طرف روانہ ہو گئے اور دوسرے رفقاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صورت حال سے آگاہ کیا آپ سنتے ہی غصے ہو گئے اور آپ کا چہرہ مبارک غصے سے لال ہو گیا اور آپ نے فرمایا میرے پاس سے تم اکٹھے گئے اور متفرق ہو کر واپس چلے آئے اسی تفرقہ بازی نے گزشتہ امتوں کو ہلاک کیا ہے اب میں تمہارا امیر ایسا مقرر کروں گا جو تم سے بہتر تو نہیں مگر وہ بھوک پیاس برداشت کرنے میں تم سے بہتر ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن جحش اسدی کو امیر مقرر فرمایا وہ پہلے شخص تھے جو اسلامی دور میں پہلا امیر تھا۔

دلائل میں اس روایت کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے (یحییٰ بن ابی زائدہ از مجالد) اسی طرح بیان کیا ہے مگر اس نے (کہ تم ماہ حرام رجب میں کیوں جنگ کرتے ہو) کے بعد اضافہ کیا ہے سعد نے جواب دیا کہ ہم ان لوگوں سے ماہ حرام میں جنگ کرتے ہیں جنہوں نے ہمیں بلد حرام (مکہ) سے نکالا ہے۔ پھر امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو (ابی اسامہ مجالد از زیاد بن علاقہ قطبہ بن مالک) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے حسب سابق بیان کیا ہے۔ زیاد بن علاقہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے درمیان راوی قطبہ بن مالک کا اضافہ کیا ہے اور یہی زیادہ مناسب ہے واللہ اعلم۔

حدیثوں کے مابین تعارض...... اس حدیث کا تقاضا ہے کہ سرایا اور فوجی دستوں کا پہلا امیر عبداللہ بن جحش اسدی تھا اور یہ ابن اسحاق کے اس بیان کے خلاف ہے کہ پہلا جھنڈا عبیدہ بن حارث بن مطلب کو دیا گیا جبکہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک حدیث میں ہے کہ پہلا جھنڈا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کو دیا گیا واللہ اعلم۔

سریہ عبداللہ بن جحش...... جو غزوہ بدر کا سبب تھا یہ جنگ حق و باطل کے درمیان فیصلہ کن دن ہے جس روز دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن جحش اسدی رضی اللہ عنہ کو ماہ رجب میں "بدر اولیٰ" سے واپسی کے بعد روانہ کیا اور اس کے ساتھ صرف آٹھ مہاجروں کو روانہ کیا جن میں کوئی انصاری نہ تھا ابو حذیفہ بن عتبہ عکاشہ بن محصن بن حرثان حلیف بنی اسد بن خزیمہ، عتبہ بن غزوان حلیف بنی نوفل، سعد بن ابی وقاص زہری، عامر بن ربیعہ وائلی حلیف بنی عدی، واقد بن عبد اللہ بن عبد مناف بن عرین بن ثعلبہ بن یربوع تمیمی حلیف بنی عدی، خالد بن بکیر حلیف بنی سعد بن لیث، سہیل بن بیضاء فہری یہ آٹھ آدمیوں کی فہرست ہے اور نواں ان کا امیر عبداللہ بن جحش ہے (از مترجم) یونس نے ابن اسحاق سے بیان کیا ہے کہ وہ آٹھ تھے اور ان کا امیر نواں تھا واللہ اعلم۔

مکتوب نبوی...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک مکتوب تحریر کر کے دیا اور حکم دیا کہ دو دن کے سفر کے بعد اس مکتوب کو دیکھے پھر اس کے مطابق عمل کرے اور اپنے ساتھیوں کو (اس پر عمل کرنے کے لئے) مجبور نہ کرے، چنانچہ اس نے دو دن کے سفر کے بعد مکتوب کھولا جس میں یہ تحریر تھا:

> اذا نظرت فی کتابی فامض حتی تنزل نخلۃ بین مکۃ والطائف فترصد بھا قریشا وتعلم لنا من اخبارھم
>
> "میرا یہ مکتوب پڑھ کر سفر جاری رکھو یہاں تک کہ تم مکہ اور طائف کے درمیان مقام نخلہ میں اتر جاؤ اور وہاں قریش کی تاک میں رہو اور ان کے حالات کا پتہ لگاؤ۔"

اس نے خط پڑھ کر "سمعاً و طاعۃ" کہا اور اپنے ساتھیوں کو خط کے مضمون سے آگاہ کیا اور بتایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ میں تم میں سے کسی کو مجبور کروں۔ جس کو شہادت کی طلب اور رغبت ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جس کو ناگوار ہو وہ واپس چلا جائے میں تو رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق جا رہا ہوں، چنانچہ سب ساتھی اس کے ساتھ روانہ ہو گئے اور کوئی پیچھے نہ رہا۔ حجاز کے راستے چلتے چلتے "فرع" کے بالائی علاقہ "معدن" "بحران" کے نام سے معروف ہے میں پہنچے، سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان کی سواری گم ہو گئی جس پر وہ باری باری سوار ہوتے تھے وہ اس کی تلاش و جستجو میں پیچھے رہ گئے اور عبداللہ بن جحش نے باقی رفقاء کے ساتھ روانہ ہو کر مقام نخلہ پر قیام کیا وہاں سے قریش کا ایک تجارتی قافلہ گزرا جس میں عمرو بن حضرمی (بقول ابن ہشام حضرمی کا نام عبداللہ بن عباد صدف ہے) عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ مخزومی اس کا بھائی نوفل اور حکم بن کیسان

ہشام بن مغیرہ کا غلام موجود تھا جب قافلہ والوں نے ان کو دیکھا تو خوف زدہ ہو گئے وہ ان کے قریب ہی مقیم تھے عکاشہ بن محصن نے (جس کا سر منڈا ہوا تھا) ان کو جھانک کر دیکھا تو وہ بے خوف ہو کر مطمئن ہو گئے اور انہوں نے کہا تمہیں ان سے کوئی خطرہ نہیں یہ عمرے کی خاطر آئے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے باہمی مشورہ کیا اور یہ رجب کی آخری تاریخ کا واقعہ ہے اگر آج رات تم نے ان کو چھوڑ دیا (اور مہلت دی) تو وہ حرم میں پہنچ جائیں گے اور وہاں محفوظ ہو جائیں گے اور اگر تم نے ان کو قتل کیا تو یہ قتل و غارت ماہ رجب میں واقع ہو گی چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم تردد میں پڑ گئے اور حملہ کرنے سے ڈرنے لگے پھر انہوں نے اپنے دلوں کو مضبوط اور قتل و غارت کا فیصلہ کر لیا۔

چنانچہ واقد تمیمی نے عمرو بن حضرمی کو تیر مارا اور ہلاک کر دیا، عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو گرفتار کر لیا اور نوفل بن عبداللہ نے بھاگ کر جان بچائی اور ان کے ہاتھ نہ آیا، عبداللہ بن جحش مع اپنے ساتھیوں سامان اور دو قیدیوں کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے آئے۔

عبداللہ بن جحش کی مال غنیمت کی تقسیم آیت خمس کے مطابق تھی ...... عبداللہ بن جحش کے خاندان میں سے کسی نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دوستوں سے کہا رسول اللہ ﷺ کا مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ ہے اور باقی مال انہوں نے اپنے رفقاء میں تقسیم کر دیا یہ آیت خمس کے نزول سے پہلے کا واقعہ ہے اور جب "آیت خمس" نازل ہوئی تو عبداللہ بن جحش کی تقسیم کے مطابق نازل ہوئی۔ (قول ابن اسحاق)

جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تمہیں ماہ رجب محترم میں لڑائی کا حکم نہ دیا تھا چنانچہ مال غنیمت اور دونوں قیدی اسی طرح رہے اور آپ علیہ السلام نے اس میں سے کچھ لینے سے انکار فرمایا جب رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ سنایا تو وہ سخت نادم ہوئے اور سمجھے کہ وہ ماہ محترم کی حرمت برباد کر کے ہلاک ہو گئے ہیں اور باقی مسلمانوں نے بھی برہم ہو کر ان کو سخت برا بھلا کہا۔

قریش نے کہا محمد ﷺ اور اس کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے ماہ حرام کی حرمت کو توڑا ہے اور اس میں خون ریزی کی ہے اور ناجائز مال پر قبضہ کیا ہے اور لوگوں کو گرفتار کر کے قیدی بنایا ہے اور مکہ میں مقیم مسلمان قریش کے جواب میں کہتے تھے کہ یہ واقعہ شعبان میں ہوا ہے (رجب میں نہیں)۔

رسول اللہ ﷺ کے خلاف یہود کا فال نکالنا ...... اور یہود نے رسول اللہ ﷺ کے خلاف فال یوں نکالا کہ (عمرو بن الحضرمی قتلہ واقد بن عبداللہ) عمرو سے مراد ہے لڑائی کا عمران ہونا اور حضرمی سے مراد ہے لڑائی کا آ موجود ہونا اور واقد سے مراد ہے آتش حرب کا روشن ہو جانا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس فال کو ان کے خلاف مفید ہونے کے تقاضا بنا دیا ہے جب اس سلسلہ میں لوگوں کی باتوں کی بھرمار ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نازل فرمایا "آپ ﷺ سے حرمت والے مہینہ میں لڑائی کے متعلق پوچھتے ہیں کہہ دو اس میں لڑنا بڑا جرم ہے اور روکنا ہے اللہ کی راہ سے اور اس کا انکار کرنا اور مسجد حرام سے روکنا اور اس کے رہنے والوں کو اس میں سے نکالنا اللہ کے نزدیک اس سے بھی بڑا گناہ ہے اور فتنہ انگیزی تو قتل سے بھی بڑا جرم ہے اور وہ تم سے ہمیشہ لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اگر ان کا بس چلے"۔ (۲۱۷/البقرہ)

یعنی اگر تم نے ماہ حرام میں قتل کیا ہے تو کفار قریش نے بھی اپنے کفر کے باوجود تمہیں اللہ کی راہ سے روکا ہے اور مسجد حرام سے نکالا ہے حالانکہ تم اس کے باشندے تھے اللہ کے ہاں تمہاری جلا وطنی کا جرم زیادہ سنگین ہے بہ نسبت تمہارے قتل و غارت کے اور مسلمانوں کو آزمائش اور ابتلا میں ڈالنا تو قتل سے بھی بڑھ کر جرم ہے یعنی وہ مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیف دیتے تھے کیونکہ مرتد ہو جانے پر ان کا یہ جرم قتل سے بہت بڑا ہے چنانچہ سب کے باوجود وہ اپنے خبث باطن اور بدکرداری پر قائم ہیں اور توبہ نہیں کرتے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (۲۱۷/۲) "وہ تم سے ہمیشہ لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اگر ان کا بس چلے"۔

حکم بن کیسان شہید بئر معونہ اور جہاد سے متعلق آیت کا نزول ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب اس بارے میں قرآن نازل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا غم دور کیا تو رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت اور دونوں قیدیوں کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور قریش نے عثمان اور حکم بن کیسان دونوں اسیروں کا فدیہ طلب کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تک سعد رضی اللہ عنہ اور عتبہ رضی اللہ عنہ آ نہ جائیں ہم تم سے فدیہ وصول نہ کریں گے کیونکہ ہمیں

خطرہ ہے کہ تم ان کو قتل کردو گے۔ اگر تم نے ان کو قتل کر دیا تو ہم بھی ان کو قتل کر دیں گے پھر سعد اور عتبہ رضی اللہ عنہ واپس آ گئے اور آپ علیہ السلام نے ان سے فدیہ وصول کر لیا۔ عثمان بن عبداللہ فدیہ کے بعد مکہ چلا آیا اور وہیں بحالت کفر فوت ہوا اور حکم بن کیسان تو وہ مسلمان ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس ہی مقیم ہو گیا یہاں تک کہ وہ بئر معونہ میں شہید ہوا۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ عبداللہ بن جحش اور ان کے رفقاء کا غم نزول قرآن کے بعد رفع ہو گیا تو انہوں نے اپنے جہاد کے ثواب کا ارادہ کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہمیں اس غزوہ میں مجاہدین کا سا ثواب ملے گا تو اللہ تعالیٰ نے (۲/۲۱۸) نازل فرمائی بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہی اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی عظیم امیدوں کی تعریف کی ہے۔

پہلا مقتول پہلا مال غنیمت، پہلا قیدی ..... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اس سلسلہ میں زہری اور یزید بحوالہ عروہ حدیث منقول ہے اس میں یہ مذکور ہے کہ عمرو بن حضرمی مسلمانوں کے ہاتھوں پہلا مقتول ہے اور یہ مال پہلا مال غنیمت ہے عثمان اور حکم بن کیسان پہلے قیدی ہیں۔

آپ ﷺ کا اشتیاق ...... امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن جحش: سرایا اسلامی دور کے فوجی دستہ کا پہلا امیر ہے ہم نے تفسیر ابن کثیر میں ابن اسحاق کے سوا کے متعدد شواہد نقل کیے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے حافظ ابو محمد بن ابی حاتم (ابی، محمد بن ابی بکر مقدمی، معتمر بن سلیمان، سلیمان حضرمی، ابو اسوار) جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دستہ اور سریہ روانہ کیا اس کا امیر ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ یا عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ تھا جب وہ روانہ ہوا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے اشتیاق میں رونے لگا وہ بیٹھ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی بجائے عبداللہ بن جحش کو مبعوث فرمایا اور اس کو ایک خط مکتوب دیا اور فرمایا کہ فلاں مقام پر پہنچ کر اس کو پڑھے اور اس میں تحریر تھا کہ خط پڑھنے کے بعد کسی ساتھی کو اپنے ساتھ جانے پر مجبور نہ کرے جب اس نے خط پڑھا تو انا للہ پڑھا کہا اس نے کہا سر تسلیم خم ہے۔ پھر اس نے رفقاء کو بتایا اور خط پڑھ کر سنایا ان میں سے دو آدمی واپس چلے آئے اور باقی اس کے ساتھ روانہ ہو گئے اور انہوں نے تجارتی قافلہ میں سے ابن حضرمی کو قتل کر دیا ان کو معلوم نہ تھا کہ یہ رجب ہے یا جمادی اور مشرکوں نے اعتراض کیا کہ تم نے ماہ حرام میں قتل کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں آیت (۲/۲۱۷) نازل فرمائی۔

ماہ حرام کے بارے میں ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی توجیہ ...... تفسیر میں اسماعیل بن عبدالرحمان "سدی کبیر" نے ابو مالک بواسطہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے (اور مرہ از ابن مسعود از جماعت صحابہ) آیت (۲/۲۱۷) کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ روانہ کیا جو سات افراد پر مشتمل تھا اس میں:

(۱)۔۔۔ عمار بن یاسر۔ (۲)۔۔۔ ابو حذیفہ بن عتبہ۔
(۳)۔۔۔ سعد بن ابی وقاص۔ (۴)۔۔۔ عتبہ بن غزوان۔
(۵)۔۔۔ سہیل بن بیضاء۔ (۶)۔۔۔ عامر بن فہیرہ اور
(۷) واقد بن عبداللہ یربوعی حلیف عمر رضی اللہ عنہ تھے۔

اور ان کا امیر تھا عبداللہ بن جحش اسدی اور اس کو ایک خط مکتوب دیا اور فرمایا کہ اس کو "بطن ملل" میں جا کر پڑھنا جب وہ وہاں پہنچا تو اس نے خط کھولا اس میں تحریر تھا کہ یہاں سے روانہ ہو کر بطن نخلہ میں قیام کرو اور اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا جسے موت عزیز ہو وہ چلے اور وصیت کر دے میں بھی وصیت کر رہا ہوں اور رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق روانہ ہو رہا ہوں چنانچہ وہ روانہ ہوا سعد رضی اللہ عنہ اور عتبہ پیچھے رہ گئے کیونکہ ان کی سواری گم ہو گئی تھی وہ اس کی تلاش میں چلے گئے عبداللہ اور اس کے رفقاء "بطن نخلہ" میں پہنچ گئے معلوم ہوا کہ یہاں حکم بن کیسان، مغیرہ بن عثمان اور عبداللہ بن مغیرہ موجود ہیں پھر بیان کیا کہ عمرو بن حضرمی واقد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے قتل ہو گیا ہے اور وہ مال غنیمت اور دو قیدی لے کر واپس لوٹے اور یہ پہلا مال غنیمت ہے جو مسلمانوں نے حاصل کیا اور مشرکین نے کہا محمد ﷺ کا دعویٰ ہے کہ وہ اللہ کے حکم کے تابع ہے اور یہ پہلا شخص ہے جس

نے ماہ حرام کی حرمت کو برباد کیا اور دوسرے ساتھی کو رجب میں قتل کیا ہے

مسلمانوں نے ان کو جواب میں کہا ہم نے تو اس کو "جمادی الاخریٰ" میں قتل کیا ہے۔ بقول سدی یہ قتل "جمادی الاخریٰ" کی آخری رات اور پہلے رجب کو ہوا۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ جمادی ۲۹ کا ہو اور انہوں نے ۳۰ کا خیال کیا ہو اور اسی رات رجب کا چاند نظر آ گیا ہو واللہ اعلم۔ عوفی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح بیان کیا ہے کہ یہ "جمادی الاخریٰ" کی آخری رات تھی اور پہلی رجب تھی اور ان کو اس بات کا شعور نہ ہوا اسی طرح جندب رضی اللہ عنہ کی روایت میں بیان ہو چکا ہے جو ابن ابی حاتم نے بیان کی ہے۔

یہ واقعہ رجب کی آخری تاریخ میں ہوا ..... امام ابن اسحاق سے منقول ہو چکا ہے کہ یہ واقعہ رجب کی آخری رات کا ہے اور انہوں نے غور و فکر کیا کہ اگر انہوں نے اس مال غنیمت کو حاصل نہ کیا تو وہ حرمت والے محرم میں داخل ہو جائیں گے اور ان کو اس غنیمت کا حصول مشکل ہو جائے گا چنانچہ انہوں نے واقدی اور محمد بن یحییٰ کی طرح زہری نے بھی عروہ سے بیان کیا ہے روایت البیہقی والے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جمادی کا آخری تھا یا رجب کا آخری امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن حضرمی کی دیت ادا کر دی تھی اور ماہ حرام کی حرمت کو برقرار رکھا تھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی براءت کا اظہار فرمایا (واللہ اعلم) ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مشرکین کے الزام (مسلمان ماہ حرام کو حلال سمجھتے ہیں) کے جواب میں یہ اشعار کہے اور بقول ابن ہشام عبداللہ بن جحش کے ہیں:

تعدون قتلا في الحرام عظيمة
وأعظم منه لو يرى الرشد راشد
صدودكم عما يقول محمد
وكفر به والله راء وشاهد
وإخراجكم من مسجد الله أهله
لئلا يرى لله في البيت ساجد
فإنا وإن عيرتمونا بقتله
وأرجف بالإسلام باغ وحاسد
سقينا من ابن الحضرمي رماحنا
بنخلة لما أوقد الحرب واقد
دما وابن عبد الله عثمان بيننا
ينازعه غل من القيد عاند

(تم ماہ حرام میں قتل کو ایک عظیم جرم سمجھتے ہو اگر کوئی نیک آدمی غور سے کام لے تو اس جرم سے سنگین جرم ہے۔ تمہارا فرمان محمد ﷺ سے روکنا اور ان کا انکار کرنا اللہ تعالیٰ دیکھ اور جانتا ہے۔ اور تمہارا بیت اللہ سے ان لوگوں کو نکالنا بھی جرم ہے۔ کہ بیت اللہ میں کوئی سجدہ ریز نہ دیکھا جائے۔ اگر تم اس کے قتل کا ہمیں طعنہ دو اور اسلام کے خلاف بدسرگرم اور حاسد افواہ پھیلاتا ہے۔ تو ہم نے عمرو بن حضرمی کے خون سے اپنے نیزوں کو سیراب کیا ہے بمقام نخلہ میں جب واقد نے آتش حرب سلگائی۔ مرگ عثمان بن عبداللہ ... ہمارے پاس قید کا طوق کھینچ رہا تھا)۔

تحویل قبلہ کب ہوئی .... بعض لوگوں کے قول کے مطابق یہ تحویل ماہ رجب ۲ھ میں ہوئی اور یہی قول قتادہ اور زید بن اسلم اور محمد بن اسحاق کا ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت بیان کی ہے جس سے یہ ثابت ہے۔ براء بن عازب کی حدیث کا بھی یہی ظاہری مفہوم ہے واللہ اعلم۔ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ یہ تحویل شعبان میں ہوئی اور بقول واقدی نصف شعبان بروز منگل بدر کے غزوے سے ... اور یہ

بھی منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ میں آنے کے اٹھارہ ماہ بعد یہ تبدیلی شعبان میں واقع ہوئی۔ یہ قول ابن جریر نے بسند سدی، ابن عباس، ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

جمہور کا مسلک: ...... جمہور کا قول ہے کہ ہجرت سے اٹھارہ ماہ بعد نصف شعبان میں قبلہ کی تبدیلی عمل میں آئی اور امام ابن سعد نے واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ تبدیلی بروز منگل ۱۵ شعبان کو رونما ہوئی۔ یہ تاریخ و دن کی تعیین محل نظر ہے۔ واللہ اعلم۔

ہم (ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ) نے سورۂ بقرہ کی آیت (۲:۱۴۳) پر بالاستیعاب بحث کی ہے۔ یہود اور منافقین کے بے ہودہ اور بے جا اعتراض اور جاہل و اوباش لوگوں کی نکتہ چینی اس سے پہلے اس سورت کی آیت (۲:۱۰۶) ما ننسخ من آیۃ میں اس کو بیان کیا ہے۔

تحویل قبلہ کے وقت پہلی نماز "عصر" تھی: ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ابو نعیم، زہیر، ابو اسحاق) حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے بیت المقدس کی طرف رخ کرکے ۱۶ یا ۱۷ ماہ نماز پڑھی اور آپ کو کعبہ کا قبلہ ہونا پسند تھا اور آپ ﷺ نے کعبہ کی طرف رخ کرکے "پہلی نماز" عصر پڑھی اور چند مقتدیوں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی پھر ان میں سے ایک مقتدی دوسری مسجد میں گیا اور سب لوگ بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھ رہے تھے تو اس نے کہا میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں نے نبی علیہ السلام کے ساتھ کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھی ہے، چنانچہ وہ نماز میں ہی بیت اللہ کی طرف گھوم گئے اور تحویل قبلہ سے پہلے جو لوگ اللہ کو پیارے ہو چکے تھے ہمیں معلوم نہیں کہ ہم ان کی نماز کے بارے میں کیا کہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت (۲:۱۴۳) نازل فرمائی "اللہ تعالیٰ تمہاری نماز کو بے ثمر اور ضائع نہیں کر سکتا۔" اس روایت کو امام مسلم نے دوسری سند سے بیان کیا ہے۔

تحویل قبلہ سے متعلق آیت کا نزول اور یہودیوں پر رد: ...... ابن ابی حاتم (ابو زرعہ، حسن بن عطیہ، اسرائیل، ابو اسحاق) حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت المقدس کی طرف ۱۶ یا ۱۷ ماہ نماز پڑھی اور آپ ﷺ کی خواہش تھی کہ آپ علیہ السلام کو کعبہ کی طرف نماز میں رخ کرنے کا حکم صادر ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے آیت (۲:۱۴۴) نازل فرمائی "پس اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیجیے" یعنی آپ نے مسجد حرام کی طرف منہ پھیر لیا اب بیوقوف لوگ یعنی یہودی کہیں گے کہ کس چیز نے مسلمانوں کو ان کے قبلہ سے پھیر دیا جس پر وہ تھے (تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا) آپ کہہ دیں مشرق اور مغرب اللہ ہی کا ہے وہ جسے چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے"۔

حاصل کلام یہ ہے کہ مکہ میں رسول اللہ ﷺ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے اور کعبہ بھی آپ کے سامنے ہوتا تھا جیسا کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ جب ہجرت کے بعد مدینہ پہنچ آئے تو دونوں کی طرف منہ کرنا ممکن نہ تھا تو آپ ﷺ ۱۶ یا ۱۷ ماہ بیت اللہ کی طرف پشت کرکے بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے رہے۔ یہ اس بات کا تقاضا ہے کہ تحویل کا عمل مدینہ میں ہی ہوا ہو واللہ اعلم۔

آپ ﷺ کی دلی خواہش قبلہ ابراہیمی تھی: ...... نبی علیہ السلام کی دلی منشا یہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ کا قبلہ، قبلہ ابراہیمی یعنی کعبہ ہو، آپ بکثرت دعا فرماتے تھے عجز و نیاز اور گریہ و زاری سے اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے تھے۔ آپ دعا میں ہاتھ اٹھاتے اور آسمان کی طرف نگاہ کرکے تحویل قبلہ کی دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا (۲:۱۴۴) "بے شک ہم آپ کے منہ کا آسمان کی طرف پھر پھر جانا دیکھ رہے ہیں سو ہم آپ کو اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس کو آپ پسند کرتے ہیں پس اب اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لو"۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو خطاب فرمایا اور ان کو بتایا جیسا کہ نسائی نے ابو سعید بن معلیٰ سے نقل کیا ہے اور یہ نماز ظہر کا وقت تھا۔ بعض لوگوں کا قول ہے کہ تحویل قبلہ کا حکم دو نمازوں کے درمیان نازل ہوا تھا (قالہ مجاہد وغیرہ) اور اس کی تائید حضرت براء رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ روایت سے ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے کعبہ کی طرف جو پہلی نماز پڑھی وہ عصر ہے اور حیرت ہے کہ اہل قبا کو تحویل قبلہ کی خبر دوسرے روز نماز فجر کے وقت تک نہ ہوئی جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ روایت میں ہے کہ لوگ قبا میں نماز فجر پڑھ رہے تھے کہ کسی نے آکر بتایا رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی ہے اور آپ ﷺ کو کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم ہوا ہے یہ سنتے ہی وہ کعبہ کی

طرف گھوم گئے اور وہ شام کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے۔ مسلم شریف میں بھی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے۔

غرضیکہ جب تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس حکم کے ذریعے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کو منسوخ اور تبدیل کر دیا تو بے وقوف اہل کتاب نے یہ اعتراض کیا یعنی لوگوں سے کہا کس چیز نے مسلمانوں کو ان کے قبلے سے پھیر دیا۔ حالانکہ اہل کتاب خوب جانتے ہیں کہ یہ حکم من جانب اللہ ہے کیونکہ وہ اپنی کتابوں میں آپ ﷺ کی صفات میں پڑھتے ہیں کہ مدینہ آپ ﷺ کا مقام ہجرت ہے اور آپ ﷺ کو کعبہ کی طرف نماز میں متوجہ ہونے کا حکم ہوگا جیسا کہ (۲۱۴۴) میں ہے: "بے شک اہل کتاب جنہیں کتاب دی گئی ہے خوب جانتے ہیں کہ وہ حق ہے ان کے رب کی طرف سے"۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے ان کے سب سے بڑے سوال کا جواب دیا "(۲۱۴۲) اب بے وقوف لوگ کہیں گے کہ کس چیز نے مسلمانوں کو ان کے قبلے سے پھیر دیا جس پر وہ تھے کہہ دو مشرق اور مغرب اللہ ہی کا ہے وہ جسے چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے" (۲۱۴۲) وہی حقیقی مالک ہے ساری کائنات اس کے زیر تصرف ہے حاکم ہے جس کے فیصلے کے خلاف کوئی تعقب نہیں کر سکتا اپنی حکمت میں جو چاہتا ہے کرتا ہے اور شرع میں جو چاہے فیصلہ نافذ کرتا اور وہی ہے جسے چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے سے بھٹکا دیتا ہے اور اس کی اس میں حکمت و مصلحت ہے جس پر رضا کا اظہار اور سر تسلیم خم کرنا ضروری ہے۔

"اور اسی طرح ہم نے تمہیں برگزیدہ امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور رسول تم پر گواہ ہو" (۲۱۴۳) جس طرح ہم نے نماز میں کعبہ کو قبلہ قرار دیا ہے اور تمہارے باپ ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے قبلے کی طرف تمہاری رہنمائی کے بعد اس امر کے کہ موسیٰ اور ان سے پہلے کے رسل اس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے اسی طرح ہم نے تم کو برگزیدہ اور معتدل امت بنایا اور خلاصہ کائنات قرار دیا اقوام عالم سے اشرف و افضل قوم بنایا قدیم و جدید سب اقوام سے معزز و مکرم بنایا تاکہ تم بروز قیامت لوگوں پر گواہ ہو کیونکہ تمہاری فضیلت بیان کا اجماع ہے اور بروز قیامت بھی ان کا اس بات کی طرف اشارہ ہوگا۔ جیسا کہ بخاری کی کتاب التفسیر میں ابو سعید کی مرفوع روایت میں ہے کہ نوح بروز قیامت امت محمدیہ سے گواہی کی درخواست کریں گے اور جب اس قدر قدیم زمانہ ہونے کے باوجود نوح گواہی طلب کریں گے تو باقی انبیاء جو بعد والے ہیں بطریق اولیٰ گواہی کی درخواست کریں گے۔

اور ہم نے وہ قبلہ نہیں بنایا تھا جس پر آپ پہلے تھے مگر اس لئے کہ ہم معلوم کریں اس کو جو رسول کی پیروی کرتا ہے اس سے جو الٹے پاؤں پھر جاتا ہے اور بے شک یہ بات بھاری ہے سوائے ان کے جنہیں اللہ نے ہدایت دی"۔

تحویل قبلہ کی حکمت ..... بقول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ تبدیلی محض اس وجہ سے ہوئی کہ واضح ہو جائے کہ کون متبع ہے اور کون مرتد، یہ حکم قبلہ دوسری حالتوں کا حامل اور عظیم الشان مرحلہ تھا سوائے ان لوگوں کے جن کو اللہ تعالیٰ نے رشد و ہدایت سے سرفراز فرمایا ہے ان کا اس پر یقین ہے وہ ہر قسم کے شک اور تذبذب سے بالاتر ہیں اور وہ اللہ کے حکم پر راضی ہیں کیونکہ وہ قادر مطلق کے بندے ہیں حلیم رحیم اور لطیف و خبیر کے بے دام غلام ہیں۔ اس موضوع میں بے شمار احادیث و آثار موجود ہیں ان کا بالاستیعاب بیان کرنا طوالت کا سبب ہے یہ تفسیر ابن کثیر میں مفصل بیان ہے اور "کتاب الاحکام الکبیر" میں ہم ان پر بیان انشاء اللہ اضافہ کریں گے۔

اہل کتاب کا حسد اور بد نصیبی ..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (علی بن عاصم، حصین بن عبدالرحمان، عمرو بن قیس، محمد بن اشعث) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل کتاب ہم سے کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کرتے جتنا وہ جمعہ کے دن پر ہم سے حسد کرتے ہیں جس سے اللہ نے ہمیں سرفراز کیا اور ان کو محروم رکھا اور قبلہ پر بھی حسد کرتے ہیں جو اللہ نے ہمیں نصیب کیا اور ان کو بے نصیب کیا اور امام کے پیچھے آمین کہنے پر بھی حسد کرتے ہیں۔

غزوہ بدر سے قبل ۲ھ میں ماہ رمضان کے روزوں کی فرضیت ..... ابن جریر کا بیان ہے کہ ۲ھ میں ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے بقول بعض شعبان ۲ھ میں فرض ہوئے پھر اس نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہود "یوم عاشوراء" کا روزہ رکھتے تھے آپ ﷺ نے ان سے اس کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ اس روز اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو نجات بخشی تھی تو آپ ﷺ نے

فرمایا ہم موسیٰ کے تم سے زیادہ حق دار ہیں پھر آپ نے "یوم عاشوراء" کا روزہ رکھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی روزہ کی تلقین کی۔ یہ بات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ روایت سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے احکام سورۂ بقرہ کی آیات (۲/۱۸۳ تا ۱۸۵) میں مفصل بیان فرمائے ہیں ہم نے تفسیر ابن کثیر میں اس پر بہت ہی مفصل اور سیر حاصل بحث کی ہے وللہ الحمد۔

نماز اور روزے میں تین تبدیلیاں...... امام احمد (ابو النضر، مسعودی، عمرو بن مرہ، عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نماز میں تین دفعہ تبدیلی واقع ہوئی۔ اور روزوں میں بھی تین بار تبدیلی واقع ہوئی (نماز کی تبدیلیوں کے بعد اس نے روزوں کی تبدیلیاں بیان کی ہیں) کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ہر ماہ تین روزے رکھتے اور عاشوراء کا روزہ بھی رکھا پھر اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کے روزے فرض کر دیئے۔ (۲/۱۸۳) اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ گنتی کے چند روز۔ پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کر لے اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہیں فدیہ ہے ایک مسکین کا کھانا۔ اب جو شخص چاہتا روزہ رکھتا اور جو شخص چاہتا مسکین کو کھانا کھلا دیتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا (۲/۱۸۵) رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا ہے جو لوگوں کے واسطے ہدایت ہے اور ہدایت کی روشن دلیلیں اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے سو جو کوئی تم میں سے اس مہینے کو پالے تو اس کے روزے رکھے۔ یعنی تندرست مقیم پر روزے کو واجب قرار دے دیا مریض اور مسافر کو رخصت فرما دی۔ اور جو عمر رسیدہ روزے کی استطاعت نہ رکھتا ہو اس پر مسکین کو کھانا کھلانا ضروری قرار دے دیا۔ (یہ ہیں دو تبدیلیاں)۔

روزے سے متعلق مزید آیتوں کا نزول...... حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ غروب آفتاب کے بعد سونے سے پہلے لوگ کھاتے پیتے اور ہم بستری کرتے جب سو جاتے تو کھانے پینے وغیرہ سے رک جاتے ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ صرمہ انصاری دن بھر محنت و مشقت کا کام کر کے گھر آیا اور عشاء کی نماز پڑھ کر بغیر کھائے پیئے سو گیا اور صبح کو بھی روزہ سے رہا پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کی نازک حالت دیکھ کر پوچھا کیا بات ہے کافی آزردہ لگتے ہو تو اس نے اپنی ساری کہانی سنا دی۔ ادھر ایسا ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سونے کے بعد ہم بستری کے مرتکب ہو چکے تھے تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا (۲/۱۸۷) "تمہارے لئے روزے کی راتوں میں اپنی بیویوں سے مباشرت کرنا حلال کیا گیا ہے وہ تمہارے لئے پردہ ہیں اور تم ان کے لئے پردہ ہو اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنے نفسوں سے خیانت کرتے تھے سو تمہاری توبہ قبول کر لی اور تمہیں معاف کر دیا سو اب ان سے مباشرت کیا کرو اور طلب کرو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دی ہے اور کھاؤ پیو جب تک کہ تمہارے لئے سفید دھاری سیاہ دھاری سے فجر کے وقت صاف ظاہر ہو جائے پھر روزے کو رات تک پورا کرو۔"

سنن میں اس کو ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے اور مستدرک میں حاکم نے مسعودی کی روایت کے مطابق اور صحیحین میں زہری از عروہ از حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مروی ہے کہ لوگ عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ جب ماہ رمضان کے روزے فرض ہو گئے تو اب جس کا جی چاہے عاشوراء کا روزہ رکھے جس کا جی چاہے نہ رکھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی یہ بیان کیا ہے۔ اس پر مفصل بحث کا مقام تفسیر ابن کثیر کتاب الاحکام الکبیر ہے۔

پہلی عید الفطر کی نماز...... بقول ابن جریر ۲ ہجری میں فطرانہ ادا کرنے کا حکم ہوا رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر سے ایک یا دو روز قبل خطبہ ارشاد فرمایا اور صحابہ کرام کو اس کا حکم فرمایا۔ ۲ ہجری میں ہی نماز عید الفطر پڑھائی اور یہ پہلی نماز عید تھی آپ میدان میں نماز کے لئے باہر گئے آپ کے آگے برچھی بطور سترہ گاڑی گئی جو نجاشی نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو ہدیہ کی تھی اور ہر عید میں آپ علیہ السلام کا یہ معمول تھا۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی سال ہی زکوٰۃ کا نصاب مقرر ہوا اور زکوٰۃ فرض ہوئی۔ جیسا کہ اس کا مفصل بیان غزوہ بدر کے بعد ہوگا۔

غزوہ بدر...... "اور اللہ بدر کی لڑائی میں تمہاری مدد کر چکا ہے حالانکہ تم کمزور تھے پس اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم شکر گزار ہو" (۳/۱۲۳) امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ سورۂ انفال کی چار آیات (۸/۵ تا ۸) نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ہم نے ان آیات کی مفصل تشریح بیان کی ہے اور حسب حال ہم آئندہ

بھی اسی پر بحث کریں گے۔

غزوہ بدر کا مفصل واقعہ ...... امام ابن اسحاق نے سریہ عبداللہ بن جحش کے تذکرہ کے بعد بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ ابو سفیان شام سے ایک تجارتی قافلے میں آ رہا ہے جس میں ان کا بہت سرمایہ ہے اس میں تیس یا چالیس افراد موجود ہیں جن میں مخرمہ بن نوفل اور عمرو بن العاص بھی موجود ہیں ...... موسیٰ بن عقبہ نے زہری سے بیان کیا ہے کہ یہ واقعہ ابن حضرمی کے قتل کے دو ماہ بعد کا ہے اور قافلہ میں ایک ہزار اونٹوں پر تجارتی سامان لدا ہوا تھا سوائے حویطب بن عبدالعزیٰ کے ہر قریشی کا اس میں حصہ تھا یہی وجہ ہے وہ جنگ بدر میں شامل نہیں ہوا۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھے محمد بن مسلم بن شہاب زہری، عاصم بن عمر بن قتادہ، عبداللہ بن ابی بکر اور یزید بن رومان نے عروہ بن زبیر وغیرہ اہل علم کی معرفت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بتایا اور حدیث بدر میں سب کی روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو سفیان کے بارے میں سنا کہ وہ شام سے ایک تجارتی قافلہ میں آ رہا ہے آپ ﷺ نے مسلمانوں کو ان کی طرف نکلنے پر آمادہ کیا اور فرمایا یہ قریش کا تجارتی قافلہ ہے اس میں ان کا سرمایہ ہے اس کی طرف چلو شاید اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے نواز دے یہ سن کر لوگ اس کی طرف روانہ ہوئے بعض ان سے ہلکے پھلکے تھے اور بعض نے سستی کا مظاہرہ کیا کیونکہ ان کا وہم و گمان بھی نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو قتال کی نوبت آ جائے گی۔

ابو سفیان جب حجاز کے قریب آئے تو لوگوں کے مال کی حفاظت کی خاطر ہر آنے والے قافلے سے راستہ کی صورت حال کی بابت پوچھتے یہاں تک کہ اس کو کسی قافلے سے معلوم ہوا کہ محمد ﷺ نے تیرے اور تیرے تجارتی قافلے کے خلاف صحابہ رضی اللہ عنہم کو نکلنے کی دعوت دی ہے یہ سن کر وہ ہوشیار اور چوکنا ہو گیا اس نے ضمضم بن عمرو غفاری کو اجرت پر مکہ روانہ کیا اور اس کو بتایا کہ قریش کے پاس جائے اور ان کو اپنے مال و متاع کی حفاظت کے لئے آمادہ کرے اور بتائے کہ محمد ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت لے کر ان کے مقابلے میں آ گیا ہے اور ضمضم غفاری فوراً مکہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

آنحضرت ﷺ کی پھوپھی عاتکہ کا خواب ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھے ثقہ راوی نے عکرمہ کی معرفت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے (اور یزید بن رومان نے عروہ بن زبیر سے) بتایا کہ عاتکہ بنت عبدالمطلب نے ضمضم غفاری کی مکہ میں آمد سے تین رات پہلے ایک پریشان کن خواب دیکھا اس نے اپنے بھائی عباس کو اپنے پاس بلا کر خواب بتایا بھائی جان! واللہ! میں نے آج رات ایک خوفناک خواب دیکھا ہے اور مجھے خطرہ ہے کہ قریش پر کوئی آفت اور مصیبت آ پڑے گی میں جو خواب بتاؤں اس کو صیغہ راز میں رکھنا عباس نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے ایک شتر سوار دیکھا ہے اس نے ابطح میں کھڑے ہو کر بلند آواز سے اعلان کیا ہے خبردار! اے غدارو بے وفاؤں کی اولاد! آل غدر اپنے قتل کی طرف چلو جو تیسری رات پیش آنے والا ہے میں دیکھ رہی ہوں کہ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے ہیں پھر وہ مسجد میں چلا گیا اور لوگ اس کے پیچھے مسجد میں داخل ہو گئے ہیں لوگ بدستور اس کے گرد و نواح میں ہیں کہ اس کا شتر اس کو کعبہ کی چھت پر لے گیا ہے پھر اس نے بلند آواز سے کہا: (الا انفروا یا آل غدر لمصارعکم فی ثلاث) پھر اس کے شتر نے اس کو جبل ابو قبیس کی چوٹی پر کھڑا کر دیا ہے پھر اس نے چلا کر اعلان کیا اور پھر اس نے ایک پتھر اکھاڑ کر پھینکا اور وہ پتھر نیچے پاش پاش ہو گیا اور مکہ کے ہر گھر میں اس کا ایک ایک ریزہ اور ٹکڑا پہنچ چکا ہے۔

خواب سن کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: واللہ! یہ عجیب خواب ہے کسی اور کو مت بتانا عباس رضی اللہ عنہ اپنے دوست ولید بن عتبہ کے پاس گیا اس کو یہ خواب بتا کر صیغہ راز میں رکھنے کی تاکید کی ولید نے یہ خواب اپنے باپ عتبہ کو بتا دیا تو بات پھیل گئی یہاں تک کہ یہ سب قبیلہ قریش کی زبان پر آ گئی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں صبح بیت اللہ کے طواف کے لئے گیا تو ابو جہل قریش میں بیٹھا ہوا تھا اور عاتکہ کا خواب ان کا موضوع تھا ابو جہل نے مجھے دیکھ کر کہا جناب ابو الفضل! طواف سے فراغت کے بعد ہمارے پاس آنا میں فراغت کے بعد ان کے پاس جا پہنچا تو ابو جہل نے کہا اے فرزندان عبدالمطلب! تم میں یہ "نبیہ" کب نمودار ہوئی ہے؟ میں نے کہا کیا بات ہے؟ اس نے کہا یہ خواب جو عاتکہ نے بیان کیا ہے میں نے پوچھا اس نے کیا خواب دیکھا ہے؟ تو ابو جہل نے کہا اے اولاد عبدالمطلب! تم نے مردوں کی نبوت پر اکتفا نہ کیا حتیٰ کہ تمہاری خواتین نے بھی نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے عاتکہ نے اپنے خواب میں کہا ہے کہ تم تین راتوں میں نکلو گے۔ ہم تین رات تک انتظار کرتے ہیں اگر اس کا

خواب درست ہوا تو وہ عنقریب ظہور پذیر ہوگا اور اگر تین رات کا عرصہ گزر گیا اور کوئی سانحہ وقوع پذیر نہ ہوا تو ہم تمہارے خلاف ایک "نوشت" اور "یادداشت" تحریر کریں گے کہ تم عرب میں سب سے زیادہ جھوٹے ہو۔

حضرت عباس ﷺ کا بیان ہے واللہ میں نے اس کا کوئی سخت نوٹس نہ لیا صرف خواب کا انکار کیا۔ پھر مجلس برخاست ہوئی اور میں گھر چلا آیا تو بنی عبدالمطلب کی ہر خاتون نے طعنہ دیا اور کہا کہ تم نے اس بدمعاش اور خبیث کو اتنا موقع دیا کہ وہ تمہارے مردوں کے بارے میں چہ میگوئیاں کرتا اور ان کی بے عزتی کرتا تھا اور اب تمہارے سامنے خواتین کی بھی بے حرمتی کرتا ہے اور تجھے سن کر کچھ غیرت نہ آئی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا واللہ! میں نے اس سے کوئی سخت بات نہیں کی۔ خدا کی قسم! اب میں اس کے بالمقابل آؤں گا جب اس نے دوبارہ یہ بات کی تو میں اسے سمجھاؤں گا اور عبرتناک سزا دوں گا۔ میں عاتکہ کے خواب کے تیسرے روز مسجد کی طرف روانہ ہوا اور میں نہایت غضبناک تھا کہ مجھ سے جو کوتاہی ہوگئی ہے اس کا تدارک کروں گا چنانچہ میں مسجد میں داخل ہوگیا اور میں اسے دیکھ کر اس کی طرف چلا کہ میں اس کے سامنے آؤں کہ وہ خواب کے بارے میں کچھ کہے اور میں اس پر گرفت کروں۔

ابوجہل...... ابوجہل ہلکا پھلکا آدمی تھا، چرب زبان، تیز نگاہ اور ہلکے رخسار والا آدمی تھا وہ دوڑ کر مسجد کے دروازے کی طرف نکل گیا میں نے دل میں سوچا کہ اس ملعون کو کیا ہوا ہے۔ کیا وہ میری گرفت سے ڈر کر بھاگ رہا ہے۔ لیکن اس نے ضمضم غفاری کا اعلان سن لیا تھا جو میں نے نہیں سنا تھا۔ وہ بطن وادی میں سواری پر کھڑا ہو کر چلا رہا تھا۔ اے معشر قریش بدبختی بدبختی...... خسارا اور خسارا...... اس نے سواری کا ناک کان کاٹ کر پالان الٹا کر کے اپنی قمیص پھاڑی تھی اور وہ کہہ رہا تھا کہ تمہارا مال، متاع ابوسفیان کے ہمراہ ہے۔ محمد ﷺ اپنے صحابہ کرام سمیت اس کے مقابلے پر آ گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ تم اس کا تدارک اور بندوبست نہ کر سکو گے۔ الغوث مدد! مدد! اس خوفناک اعلان نے ہمیں ایک دوسرے سے غافل اور بے دھیان کر دیا پس لوگ فوراً تیار ہوئے اور کہہ رہے تھے کیا محمد ﷺ اور اس کے رفقا کا خیال ہے کہ یہ تجارتی قافلہ بھی ابن حضرمی کے قافلہ جیسا ہوگا؟ واللہ اب نتیجہ اور ہوگا۔ ابن اسحاق کی طرح موسیٰ بن عقبہ نے بھی عاتکہ کا خواب بیان کیا ہے کہ جب ضمضم غفاری اس کیفیت سے آیا تو وہ عاتکہ کے خواب سے خائف ہوئے نرم گرم، دشواری اور آسانی ہر حال میں نکل پڑے۔

ابولہب خود نہ گیا...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ کوئی خود جا رہا تھا اور کوئی اپنا نائب اور اجرتی بھیج رہا تھا سب قریشی روانہ ہو گئے سوائے ابولہب بن عبدالعزیٰ کے اس نے چار ہزار درہم کی اجرت پر عاص بن ہشام بن مغیرہ کو روانہ کیا۔

امیہ بن خلف اور قتل کی پیش گوئی —— ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھے ابن ابی نجیح نے بتایا کہ امیہ بن خلف عمر رسیدہ اور بھاری جسم بوڑھا شخص تھا اس نے عدم شمولیت کا پکا ارادہ کر لیا تھا۔ وہ بیت اللہ کے پاس ایک مجلس میں بیٹھا تھا کہ عقبہ بن ابی معیط عود ان میں دھونی لگا کر لے آیا وہ اس کے سامنے رکھ کر کہا تمہارا شمار تو خواتین میں ہے۔ اس بخور کو سونگھو یہ دیکھ کر اس نے کہا "اللہ تیرا برا کرے اور جو تو لایا ہے" پھر وہ تیار ہو کر لوگوں کے ساتھ چل پڑا۔ ابن اسحاق نے یہ قصہ اس طرح بیان کیا ہے مگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری طرح بیان کیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے سعد بن معاذ سے یہ قصہ بیان کیا کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ امیہ بن خلف کا دوست تھا امیہ جب مدینے جاتا تو سعد رضی اللہ عنہ کا مہمان ہوتا اسی طرح سعد رضی اللہ عنہ جب مکہ میں آتا تو امیہ کا مہمان ہوتا رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لے آئے تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ عمرہ کی خاطر مکہ آ گیا اور امیہ بن خلف کا مہمان ہوا سعد نے امیہ کو کہا کوئی ایسا وقت دیکھتے رہو جس وقت کعبہ میں کوئی شخص نہ ہو تو میں اس وقت کعبہ کا طواف کروں پھر امیہ دوپہر کے قریب سعد رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر نکلا ابوجہل ان سے ملا وہ امیہ سے پوچھنے لگا جناب ابوصفوان! یہ تمہارے ساتھ کون شخص ہے۔ امیہ نے کہا سعد رضی اللہ عنہ ہے۔ تو ابوجہل نے سعد سے کہا "مزے سے بے خوف ہو کر مکہ میں طواف کر رہے ہو اور تم نے بے دین اور صابی لوگوں کو اپنے ہاں پناہ دے رکھی ہے اور تم ان کی مدد کرتے ہو اور ان کی اعانت کرتے ہو۔ سنو واللہ اگر تیرے ہمراہ ابوصفوان نہ ہوتا تو تو بچ کر اپنے گھر نہ جا سکتا۔

سعد نے بھی بلند آواز سے جواب دیا واللہ! اگر تو مجھے طواف سے روکے گا تو میں تیرا وہ رستہ روک دوں گا جو اس سے بڑھ کر تجھ پر بھاری ہوگا یہ سن کر امیہ نے سعد رضی اللہ عنہ کو سمجھایا کہ ابو الحکم یعنی ابوجہل پر اپنی آواز بلند نہ کرو وہ اس علاقہ کا سردار ہے۔

یہ سن کر سعد رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیہ! بس کر اس کی اتنی طرفداری نہ کر واللہ! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ علیہ السلام فرما رہے تھے کہ تو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مارا جائے گا۔ امیہ نے پوچھا کیا مکہ میں؟ سعد نے کہا یہ تو میں جانتا نہیں۔ امیہ سعد رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر خوف زدہ ہو گیا۔ امیہ اپنے گھر پہنچا اس نے اپنی بیوی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے ام صفوان! تو نے سعد کی بات سنی؟ اس نے پوچھا' کیوں؟ سعد کیا کہتا ہے؟ امیہ نے کہا وہ کہتا ہے کہ محمد ﷺ نے ان کو بتایا ہے کہ وہ مجھے قتل کریں گے۔ میں نے پوچھا کہ مکہ میں تو کہتا ہے؟ یہ میں نہیں جانتا ہے پھر امیہ نے کہا واللہ! میں مکہ سے باہر نہیں نکلنے کا' جب جنگ بدر کا وقت آیا ابوجہل نے لوگوں کو لڑائی کے لئے آمادہ کیا اور کہا اپنے تجارتی قافلہ کو بچاؤ۔ مگر امیہ نے مکہ سے نکلنا پسند نہ کیا ابوجہل نے آ کر کہا ابو صفوان! تم علاقہ کے سردار ہو! جب لوگ دیکھیں گے کہ تم نہیں جا رہے تو کوئی بھی نہ جائے گا ابوجہل برابر اس کو سمجھاتا رہا۔ آخر امیہ نے اپنی بیوی کو کہا میرا سامان سفر تیار کر دو تو بیوی نے کہا ابو صفوان! تو اپنے یثربی بھائی کا کہنا بھول گیا ہے اس نے کہا نہیں' میں بھولا نہیں' میں تھوڑی دور تک ان لوگوں کے ساتھ جاتا ہوں۔ جب امیہ گھر سے نکلا تو راستے میں جہاں اترتا اونٹ کو اپنے پاس باندھتا وہ اسی طرح احتیاط کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ہلاک کر دیا۔

اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب المغازی کے علاوہ دوسرے مقام پر (احمد بن اسحاق از عبید اللہ بن موسیٰ از اسرائیل از ابی اسحاق) بیان کیا ہے تفرد به البخاری۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو خلف بن ولید اور ابو سعید از اسرائیل بیان کیا ہے اور اسرائیل کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ امیہ کی بیوی نے کہا واللہ! محمد (ﷺ) جھوٹ بولنے والے نہیں ہے۔

جنگ کا سبب قتل تھا...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ قریش سامان سفر کی تیاری سے فارغ ہو گئے اور روانگی کا ارادہ کر لیا تو ان کو بنی بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ سے اپنا جنگ وجدال یاد آ گیا تو وہ کہنے لگے کہ ہمیں خطرہ ہے کہ روانہ ہو جانے کے بعد وہ ہم پر حملہ کریں گے۔

بنی بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ اور قریش کی آپس کی لڑائی یہ تھی کہ بنی بکر کے کسی آدمی نے عامر ابن یزید بن عامر بن ملوح کے مشورہ سے حفص بن اخیف از بنی عامر بن لوی کے بیٹے کو قتل کر دیا تھا اس کے بعد اس کا انتقام اس کے بھائی مکرز بن حفص نے لیا اور عامر کو قتل کر کے تلوار اس کے پیٹ میں گھونپ دی اور خود جا کر کعبہ کے غلاف سے لپٹ گیا۔

شیطان سراقہ مدلجی کے روپ میں...... ابن اسحاق نے یزید بن رومان کی معرفت عروہ بن زبیر سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب قریش نے روانگی کا ارادہ کر لیا تو ان کو بنی بکر کے ساتھ اپنا جھگڑا یاد آیا قریب تھا کہ یہ امر ان کو بدر کی طرف روانگی سے روک دے۔ تو ابلیس ان کے سامنے سراقہ بن مالک مدلجی (جو ان کا سردار تھا) کے روپ میں آیا اور اس نے کہا میں تمہیں پناہ دیتا ہوں، بنی بکر تمہارے بعد کوئی ایسی حرکت نہ کریں گے جو تمہیں ناگوار گزرے چنانچہ وہ تیز رفتاری سے روانہ ہو گئے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ہے مطلب اس آیت (۸/۴۷) کا کہ "ان لوگوں جیسا نہ ہو جو اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھانے کے لئے گھروں سے نکل آئے اور اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور جو کچھ یہ کرتے ہیں اللہ اس پر احاطہ کرنے والا ہے۔ اور جس وقت شیطان نے ان کے اعمال کو ان کی نظروں میں خوش نما کر دیا اور کہا کہ آج کے دن لوگوں میں سے کوئی بھی تم پر غالب نہ ہوگا اور میں تمہارا حمایتی ہوں۔" شیطان ملعون نے ان کو دھوکہ میں ڈال دیا اور یہ ان کے ساتھ روانہ ہوا یہ ان کے ساتھ ساتھ چلتا رہا' اس کا لشکر اور علم بھی اس کے ساتھ تھا جیسا کہ متعدد لوگوں نے بیان کیا ہے۔ اور ان کو ان کے مقتل تک پہنچا دیا۔ جب اس نے سنگین حالات دیکھے اور فرشتوں کو مدد کے لئے آتا دیکھا اور جبرائیل کو دیکھ لیا اور جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو وہ اپنی ایڑیوں پر الٹا پھرا اور کہا میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں میں ایسی چیز دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔

یہ منظر بعینہٖ اسی طرح تھا جیسا کہ اللہ نے فرمایا (۵۹/۱۶) "مثال شیطان کی سی ہے کہ وہ آدمی کو کہتا ہے تو منکر ہو جا پھر جب وہ منکر ہو جاتا ہے تو کہتا ہے بے شک میں تم سے بری ہوں کیونکہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہاں کا رب ہے" (۱۷/۸۱) "اور کہہ دو کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا۔"

بے شک بالکل سچی بات ہے کہ ابلیس ملعون نے جب اس روز ملائکہ کو نصرت و مدد کے لئے آتے دیکھا تو بھاگ نکلا اور یہ سب سے پہلے بھاگ گیا۔ اس سے پہلے ازیں یہ یقین دلاتا ہوا سراقہ بن مالک کی صورت میں کہنے والا تھا اور ان کو پناہ دینے والا تھا جیسا کہ اس نے ان کو فریب دیا، جھوٹا وعدہ کیا اور ان کو طمع اور بے جا آرزو میں مبتلا کیا اور شیطان کا وعدہ صرف دھوکا اور فریب ہوتا ہے۔

مشرکین کی فوجی طاقت اور اونٹوں کا ذبح: ... یونس نے ابن اسحاق سے بیان کیا ہے کہ قریش مکہ سے ہر حال میں بدر کی طرف روانہ ہوئے تو ان کی تعداد ساڑھے نو سو تھی، دو سو گھوڑے تھے، ان کے ہمراہ گانے والی لونڈیاں تھیں، وہ دف بجاتی تھیں اور مسلمانوں کے ہجو میں اشعار گاتیں۔

اموی نے بیان کیا ہے کہ جب مکہ سے روانہ ہوئے تو ابوجہل نے دس اونٹ ذبح کئے، پھر صفوان بن امیہ بن خلف نے نو اونٹ ذبح کئے پھر قدید میں سہیل بن عمرو نے دس اونٹ ذبح کئے اور قدید سے وہ ساحل سمندر کی طرف بڑھ گئے اور وہاں ایک روز قیام کیا۔ اس دوران شیبہ بن ربیعہ نے نو اونٹ ذبح کئے پھر جحفہ میں قیام کیا، وہاں عتبہ بن ربیعہ نے دس اونٹ ذبح کئے پھر ابواء میں چلے آئے تو نبیہ اور منبہ پسران حجاج نے دس اونٹ ذبح کئے اس کے بعد عباس بن عبدالمطلب نے دس اونٹ ذبح کئے بدر میں چشمہ پر ابوالبختری نے دس اونٹ ذبح کئے پھر وہ اپنا اپنا کھانا کھاتے رہے۔ اموی نے اپنے والد کی معرفت ابوبکر ہذلی سے بیان کیا ہے کہ مشرکین کے پاس سو گھوڑے تھے اور چھ سو زرہیں تھیں اور رسول اللہ ﷺ کے پاس دو گھوڑے، علاوہ ازیں گھوڑا نہ تھا۔ یہ ہے کیفیت مشرکین کی مکہ سے روانگی اور بدر پہنچنے کی۔

مسلمانوں کا علم اور سامان حرب ...... اور رسول اللہ ﷺ بقول ابن اسحاق صحابہ کرام کے ہمراہ ماہ رمضان ۲ھ میں روانہ ہوئے اور ابن ام مکتوم کو امام مقرر کیا۔ ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو روحاء سے واپس لوٹا دیا اور ان کو مدینہ کا نائب حاکم مقرر کیا اور سفید پرچم حضرت مصعب بن عمیر کے سپرد کیا اور رسول اللہ ﷺ کے آگے آگے دو سیاہ علم تھے ان میں سے ایک کو عقاب کہا جاتا تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دست مبارک میں تھا اور دوسرا کسی انصاری کے دست حق پرست میں تھا۔ بقول ابن ہشام سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا اور بقول اموی حباب بن منذر کے پاس تھا اور بقول ابن اسحاق رسول اللہ ﷺ نے "ساقہ" پر قیس بن ابی صعصعہ برادر بنی مازن کو امیر مقرر کیا۔

مسلمانوں کی فوجی طاقت ... بقول مورخ اموی دو گھوڑے تھے ایک پر مصعب بن عمیر سوار تھے اور دوسرے پر زبیر بن عوام اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے (ابواسحاق از حارثہ بن مضرب) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ غزوہ بدر میں صرف مقداد رضی اللہ عنہ ہی گھوڑے پر سوار تھے۔ امام بیہقی (ابن وہب، ابوصخر، ابومعاویہ بجلی، سعید بن جبیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو بتایا کہ جنگ بدر میں اسلامی فوج میں دو گھوڑے تھے ایک زبیر رضی اللہ عنہ کا اور دوسرا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کا۔ اموی نے اپنے والد سے اسماعیل بن ابی خالد کی معرفت بہی سے نقل کیا ہے کہ جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ دو گھوڑے تھے زبیر بن عوام میمنہ پر اور مقداد بن اسود میسرہ پر مقرر تھے۔

باری باری سواری کرنا ... بقول ابن اسحاق ستر شتر تھے جن پر باری باری سوار ہوتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور مرثد بن ابی مرثد ایک شتر پر باری باری سوار ہوتے تھے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن حارثہ، ابوکبشہ اور انسہ ایک اونٹ پر باری باری سوار ہوتے۔

مساوات کا نمونہ ... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عفان، حماد بن سلمہ، عاصم بن بہدلہ، زر بن حبیش) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں ہم ایک شتر پر تین افراد باری باری سوار ہوتے تھے، ابولبابہ رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے پیدل چلنے کی باری آئی تو انہوں نے کہا ہم آپ کی بجائے پیدل چلتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم مجھ سے زیادہ طاقت ور نہیں ہو اور نہ ہی میں تم دونوں کی نسبت اجر و ثواب میں بے نیاز ہوں۔ یہ روایت نسائی نے از فلاں از حماد بن سلمہ بیان کی ہے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ابولبابہ کی واپسی روحاء سے قبل حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابولبابہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھی تھے

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور مرثد رضی اللہ عنہ، واللہ اعلم۔

جانور کے گلے سے گھنٹی اتارنے کا حکم ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن جعفر، سعید، قتادہ، زرارہ بن ابی اوفی، سعد بن ہشام) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ بدر میں رسول اللہ ﷺ نے اونٹوں کی گردنوں سے گھنٹیاں کاٹ دینے کا حکم فرمایا۔ یہ روایت صحیحین کی شرط کی حامل ہے۔ اس کو نسائی نے (ابو الاشعث از خالد بن حارث از سعید بن ابی عروبہ از قتادہ) نقل کیا ہے اور حافظ شیخ ابو الحجاج مزی نے "اطراف" میں کہا ہے کہ سعید بن بشیر نے قتادہ سے اس کی متابعت کی ہے۔ نیز اس روایت کو ہشام نے (از قتادہ از زرارہ از ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) بھی بیان کیا ہے، واللہ اعلم۔

کعب بن مالک کا قول ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ بن بکیر، لیث، عقیل، ابن شہاب، عبدالرحمان بن عبداللہ بن کعب بن مالک) عبداللہ بن کعب سے روایت کرتے ہیں کہ کعب بن مالک نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے کسی بھی غزوہ میں، میں پیچھے نہیں رہا سوائے غزوہ تبوک کے ہاں غزوہ بدر میں بھی شامل نہ تھا لیکن رسول اللہ ﷺ نے کسی پیچھے رہنے والے کو عتاب نہ فرمایا تھا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ تو قریش کے قافلہ کی غرض سے چلے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے فریقین (اہل مکہ) کو ایک دوسرے کے مقابل لا کر سامنے کر دیا۔

مدینہ سے بدر کا راستہ ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کی طرف مدینہ کے راستے سے روانہ ہوئے، پھر "عقیق" آئے پھر "ذوالحلیفہ" پھر "اولات الجیش" "تربان" پھر "ملل" پھر "غمیس الحمام" پھر "صخیرات الیمام" پھر "سیالہ" پھر "فج الروحاء" پھر "شنوکہ" اور یہی معتدل راستہ ہے۔

ایک دیہاتی کا سوال ...... آپ چلتے چلتے "عرق الظبیہ" پہنچے تو آپ کی ایک دیہاتی سے ملاقات ہوئی۔ اس سے "لوگوں" کے بارے میں دریافت کیا اس کو کچھ معلوم نہ تھا پھر آپ ﷺ کے رفقاء نے اس سے کہا رسول اللہ ﷺ کو سلام پیش کرو تو اس نے حیرت سے پوچھا کیا تم میں رسول اللہ ﷺ بھی موجود ہیں انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو اس نے آپ ﷺ کو سلام عرض کر کے سوال کیا اگر آپ ﷺ اللہ کے رسول ﷺ ہیں تو بتائیے میری اس اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے نر یا مادہ؟

یہ سن کر سلمہ بن سلامہ بن وقش نے کہا یہ بات رسول اللہ ﷺ سے مت پوچھ میرے پاس آ میں بتاتا ہوں کہ تو نے اس اونٹنی سے جفتی کی اور تیرے نطفہ سے اس کے پیٹ میں بکری کا بچہ ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے اس سے بڑی فحش بات کی اور سلمہ سے اعراض کر لیا۔ پھر آپ ﷺ سجسج میں قیام پذیر ہوئے یہی روحاء کا کنواں ہے پھر وہاں سے روانہ ہو کر جب "منصرف" میں پہنچے تو مکہ کا راستہ بائیں جانب چھوڑ دیا اور دائیں جانب "نازیہ" کی طرف چلے "نازیہ" کے راستہ پر "بدر" جانے کی غرض سے اس کے ایک گوشہ میں چلتے چلتے آپ ﷺ نے "رحقان" وادی کو عبور کیا جو نازیہ اور مضیق الصفراء کے درمیان واقع ہے پھر آپ مضیق کے راستہ پر چلے پھر اس کے قریب ہی سے نکل کر چلتے چلتے "صفراء" کے قریب پہنچے۔

جاسوسی کے لیے روانگی ...... آپ ﷺ نے بسبس بن عمرو جہنی حلیف بنی ساعدہ اور عدی بن ابی الزغباء حلیف بنی نجار کو بدر کی طرف روانہ کیا کہ ابوسفیان اور اس کے تجارتی قافلہ کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔ موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ ان دونوں کو مدینہ سے روانگی سے پہلے اس مہم پر روانہ کیا تھا جنہوں نے واپس آ کر آپ ﷺ کو پوری کارروائی سے آگاہ کیا اور آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس طرف چلنے کی دعوت دی اگر موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق کا بیان صحیح ثابت ہو تو آپ ﷺ نے ان کو دو دفعہ اس مہم کے لیے بھیجا ہوگا، واللہ اعلم۔

ہر دو ناموں پر ناگواری ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں (بسبس اور عدی) کو آگے روانہ کر دیا تھا (کہ قریش کی نقل و حرکت کی خبر لائیں) اور جب "صفراء" بستی کے سامنے آئے جو دو پہاڑوں کے درمیان واقع تھی ان پہاڑوں کے نام پوچھے تو معلوم ہوا ایک کا نام "مسلح" ہے اور دوسرے کا "مخرئ" ہے پھر ان میں آباد قبائل کے نام پوچھے تو معلوم ہوا کہ غفار قبیلے کے دو خاندان ہیں ایک "بنی نار" اور دوسرا "بنی حراق"۔ آپ ﷺ نے ان دونوں ناموں کو ناگوار سمجھا اور ان کے درمیان سے گزرنے کو بھی پسند نہ کیا چنانچہ آپ نے ان کو اور صفراء بستی کو بائیں

طرف چھوڑ دیا اور بدر کی طرف چل کر "وادی ذفران" کے قریب پہنچے اور اس کو عبور کر کے فروکش ہوئے اور وہاں آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ قریش پہلے ہی قافلہ کی حفاظت اور مدافعت کے لئے روانہ ہو چکے ہیں۔

مقداد رضی اللہ عنہ کا جرأت مندانہ جواب آپ ﷺ نے لوگوں سے مشورہ طلب کیا اور ان کو بتایا کہ قریش آ رہے ہیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر بیان کیا اور عمدہ بات کی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا خیال ظاہر کیا اور خوب بیان کیا اس کے بعد حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو جس کام کا حکم دیا ہے اس کی تکمیل کیجئے ہم ہر حال میں آپ ﷺ کے ساتھ ہیں واللہ! ہم آپ کو وہ جواب نہ دیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کو دیا تھا۔ (۵/۲۴ مائدہ) "اے موسیٰ! تو اور تیرا رب جائے اور تم دونوں لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں" بلکہ ہم تو یہ کہیں گے کہ تو اور تیرا رب جائے اور دونوں لڑو ہم بھی آپ کے ساتھ مل کر لڑیں گے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو دین حق دے کر بھیجا ہے (اور وہ حق پر ہے) اگر آپ ﷺ ہم کو "برک الغماد" تک چلنے کا حکم دیں تو ہم حاضر ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی بہت تعریف کی اور ان کو دعائے خیر دی۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! مجھے بھی مشورہ دو اور اصل آپ کے مخاطب انصار تھے کیونکہ وہ معقول تعداد میں تھے اس کے علاوہ انصار نے جب عقبہ میں بیعت کی تھی تو انہوں نے عرض کیا تھا یا رسول اللہ ہم آپ کی حفاظت سے بری الذمہ ہیں جب تک کہ آپ ہمارے ہاں تشریف نہ لے آئیں جب آپ ہمارے ہاں تشریف لے آئے تو آپ ہماری حفاظت و حمایت میں ہوں گے ہم آپ ﷺ کی اپنے اہل و عیال کی طرح حفاظت کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ کو اندیشہ لاحق تھا کہ انصار ان دشمنوں کے خلاف آپ کی مدد کے پابند ہیں جو مدینہ پر حملہ آور ہوں اور یہ بات ان کے ذمے نہیں ہے کہ آپ ان کو مدینہ سے باہر دشمن کے ساتھ لڑانے کے لئے لے جائیں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کی تقریر ...... جب رسول اللہ ﷺ نے یہ خطاب کر کے کہا تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ ہمیں مخاطب فرما رہے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے اثبات میں جواب دیا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "ہم آپ کی رسالت پر ایمان لائے ہیں اور آپ کی ہر بات کی تصدیق کی اور ہم نے شہادت دی کہ آپ جو دین لائے ہیں وہ برحق ہے اور اس بات پر ہم نے آپ سے عہد و پیمان کیا ہے اور آپ کی ہر بات کو تسلیم کرنے کا عہد کیا ہے یا رسول اللہ ﷺ آپ کا جو ارادہ ہے اس کو پایہ تکمیل تک پہنچائیے ہم آپ کے ساتھ ہیں اس ذات کی قسم جس نے آپ کو برحق مبعوث کیا ہے اگر آپ ہمیں سمندر میں کود جانے کا حکم دیں تو ہم آپ کے ساتھ سمندر میں کود جائیں گے ہم سے کوئی ایک فرد بھی پیچھے نہ رہے گا اگر آپ ہمیں کل دشمن کے ساتھ لڑانے کا حکم دیں تو ہم بصد خوشی قبول کریں گے۔ ہم لڑائی میں صبر و تحمل اور ثبات کا مظاہرہ کرنے والے ہیں دشمن سے لڑائی کے وقت ہم صاف گو ہیں ممکن ہے کہ اللہ آپ کی آنکھوں میں ہمارے کردار سے ٹھنڈک پیدا کرے آپ اللہ کا نام لے کر روانہ ہوں۔"

سعد رضی اللہ عنہ کی تقریر سن کر رسول اللہ ﷺ مسرور اور مطمئن ہوئے پھر آپ نے فرمایا میدان جنگ کی طرف چلو اور فتح کی خوشخبری سنو اللہ نے مجھے دو گروہوں میں سے ایک کی فتح کا وعدہ فرمایا۔ بخدا! گویا میں اب ان کی قتل گاہوں کو دیکھ رہا ہوں۔ ابن اسحاق نے اسی طرح بیان کیا اور اس بات کے متعدد شواہد موجود ہیں مختلف اسناد سے من جملہ ان کے وہ روایت ہے جو کہ صحیح بخاری میں ہے۔

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کا واقعہ ...... بخاری (ابو نعیم، اسرائیل، مخارق، طارق بن شہاب) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے مقداد بن اسود کا ایک ایسا کارنامہ دیکھا ہے اگر وہ میں انجام دیتا تو اس کے مقابل کی ہر چیز کو ہیچ سمجھتا (وہ سب سے زیادہ مجھے پسند ہوتا) ایک مرتبہ یوں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ مشرکین پر بددعا فرما رہے تھے کہ مقداد رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اس طرح نہیں کہیں گے جیسے موسیٰ کی قوم نے ان سے کہا تھا تم اور تیرا رب دونوں جاؤ اور ان سے لڑو بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں آگے پیچھے ہر طرف لڑیں گے۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک چمکنے لگا اور آپ بے حد خوش ہو گئے۔

۔ روایت میں امام مالک منفرد ہیں یہ مسلم کی شرط پر صحیح ہے [illegible] امام احمد [illegible] آپ نے [illegible] پایا سے ابو اسماعیل نے بھی آپ کو بیان کیا ہے [illegible] رضی اللہ عنہ سے [illegible] (حمید ابو طویل) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے بدر کی طرف روانہ ہوتے ہوئے لوگوں سے مشورہ کیا پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے کا اظہار کیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے مشورہ کیا تو انصار نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ہماری طرف دیکھ رہے ہیں [illegible] اگر آپ ہمیں حکم دیں تو ہم اپنی سواریاں سمندر میں ڈال دیں گے اور اگر آپ ہمیں برک الغماد تک جانے کا حکم دیں تو ایسا کریں گے۔ (برک الغماد [illegible] کا نام ہے)

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی تقریر

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عفان، حماد، ثابت) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کو ابو سفیان کے قافلے کی آمد کی اطلاع ملی تو آپ نے مشورہ کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے کا اظہار کیا تو آپ ﷺ نے منہ پھیر لیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے کا اظہار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے منہ پھیر لیا۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ ﷺ کا اشارہ ہماری طرف ہے یا رسول اللہ ﷺ؟ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر آپ ہمیں سمندر میں [illegible] کا حکم دیں تو ہم [illegible] اور اگر آپ ہمیں برک الغماد تک جانے کا حکم دیں تو ہم ضرور جائیں گے۔

جب سچ بولتا ہے تو مارتے ہو

پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو جنگ میں ترغیب دی اور چل پڑے یہاں تک کہ بدر میں پڑاؤ کیا اور ان کے پاس قریش کا پانی لانے والا آیا جس میں بنی حجاج کا سیاہ فام غلام بھی تھا مسلمانوں نے اس کو پکڑ لیا اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اس سے ابو سفیان کے بارے میں پوچھنے لگے وہ کہتا مجھے ابو سفیان کا علم نہیں مگر ابو جہل بن ہشام، عتبہ، شیبہ اور امیہ بن خلف یہ ہیں۔ جب وہ ایسا کہتا تو وہ اسے مارتے اور وہ کہتا اچھا میں بتاتا ہوں ابو سفیان یہ ہے جب اس کو چھوڑ دیتے اور پوچھتے تو کہتا مجھے ابو سفیان کا علم نہیں لیکن ابو جہل [illegible] جب وہ یہ کہتا تو اسے مارنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نماز میں مصروف تھے نماز سے فارغ ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب وہ سچ بولتا ہے تو تم اس کو مارتے ہو اور جب جھوٹ بولتا ہے تو تم اس کو چھوڑ دیتے ہو۔

آپ ﷺ کی پیشین گوئی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فلاں کا مقتل یہ ہے آپ ﷺ نے زمین پر اپنا دست مبارک رکھا [illegible] پھر ان میں سے کوئی مقتول بھی نبی علیہ السلام کے ہاتھ کے مقام سے ادھر ادھر نہیں ہوا (اسے مسلم نے [illegible] روایت کیا ہے) [illegible] ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ [illegible] عمران ابن ابی انس ابو ایوب انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ ہم مدینہ میں تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابو سفیان کا تجارتی قافلہ آ رہا ہے کیا خیال ہے کہ ہم اس قافلہ کی طرف چلیں شاید اللہ تعالیٰ اس سے ہم کو مال غنیمت عطا کر دے" ہم نے [illegible] کا اظہار کیا [illegible] پھر آپ ﷺ نے فرمایا "قریش کے ساتھ جنگ کرنے کے بارے میں کیا خیال ہے انہیں تمہارے نکلنے کا علم ہو چکا ہے۔"

لوگوں نے عرض کیا کہ ہم ان سے لڑائی نہیں چاہتے (اللہ کی قسم) ہم میں ان سے لڑائی کی طاقت نہیں ہمارا ارادہ تو صرف قافلہ کی طرف تھا آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا "قریش کے ساتھ لڑائی کے بارے میں کیا خیال ہے؟" پھر بھی ہم نے یہی جواب دیا۔

تو مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ کو وہ جواب نہیں دیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ کو دیا تھا کہ تم اور تمہارا رب دونوں جاؤ اور لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم انصار کی جماعت نے تمنا کی کہ کاش ہم نے بھی مقداد کی طرح کہا ہوتا تو ہمیں [illegible] سے زیادہ محبوب ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی [illegible] مسلمانوں کا ایک گروہ ناخوش تھا (۸:۵) الی آخرہ۔

ابن مردویہ محمد بن عمرو بن علقمہ بن وقاص لیثی (ابو جدہ سے) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف روانہ ہوئے "روحاء" پہنچ کر آپ ﷺ نے خطاب فرمایا کہ قریش کے ساتھ جنگ کرنے کے بارے میں کیا خیال ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! معلوم ہوا ہے کہ ان کی تعداد اتنی اتنی ہے۔ آپ ﷺ نے پھر دوبارہ رائے خیال کا اظہار کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی قسم کے خیال کا اظہار کیا آپ نے تیسری بار مشورہ طلب کیا تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کا روئے سخن ہماری طرف ہے؟ اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو نبوت کا اعزاز بخشا ہے اور آپ پر قرآن نازل کیا ہے میں اس راستے پر کبھی نہیں آیا اور نہ ہی مجھے اس کے بارے میں علم ہے اگر آپ چلتے چلتے یمن کے علاقہ "برک غماد" میں بھی تشریف لے گئیں تو ہم خندہ پیشانی سے آپ کے ساتھ چلیں گے اور ہم قوم موسیٰ کی مانند یہ نہیں کہیں گے کہ تم اور تمہارا رب دونوں جاؤ۔ دشمن سے لڑو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ مگر ہم تو عرض کریں گے کہ تم اور تمہارا رب جاؤ اور دشمن سے لڑو ہم آپ کے تابع فرمان ہیں۔ ممکن ہے کہ آپ ﷺ ایک مقصد کے لئے گھر سے روانہ ہوئے ہوں اور اللہ تعالیٰ نے اس کے علاوہ ایک نیا کام اور مقصد پیدا کر دیا ہو جو کام اور قصد اللہ تعالیٰ نے پیدا فرما دیا ہے آپ اس پر غور کریں اور (اللہ کا نام لے کر) روانہ ہوں۔ آپ جس سے چاہیں تعلقات وابستہ کریں اور جس سے چاہیں منقطع کریں۔ جس سے چاہیں عداوت رکھیں اور جس سے چاہیں صلح کریں۔ ہمارے مال و دولت سے جو لینا چاہتے ہیں لے لیں آپ اس معاملہ میں مختار کل ہیں۔

آیت کا نزول... حضرت سعد بن معاذ کی اس تقریر پر اللہ نے (آیت) نازل فرمائی (۸/۵) كما اخرجك ربك من بيتك بالحق وان فريقا من المؤمنين لكارهون نیز "مغازی" میں اموی نے (ہمارے مال و دولت سے جو چاہیں لے لیں) کے بعد اضافہ کیا ہے اور جو مال آپ لیں وہ ہمیں باقی ماندہ سے محبوب تر ہوگا۔ آپ جو بھی فرمائیں ہمارا کام تو بس اطاعت اور فرمانبرداری ہے واللہ! اگر آپ چلتے چلتے "برک غماد" تک بھی چلے جائیں تو ہم آپ کے ہمراہ چلیں گے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ذفران سے روانہ ہو کر "اصافر" کے راستہ پر چلے اور "دبہ" کی طرف مائل ہوئے اور "حنان" کو جو پہاڑ کی طرح بڑا ٹیلہ ہے دائیں طرف چھوڑ دیا پھر آپ بدر کے قریب اترے۔

رسول اللہ ﷺ اور ایک عربی شیخ... رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی (بقول ابن ہشام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) سوار ہو کر نکلے اور (بقول ابن اسحاق از محمد بن یحییٰ بن حبان) چلتے چلتے ایک عربی شیخ کے پاس رکے اور اس سے قریش، محمد ﷺ اور آپ کے رفقاء کے بارے میں پوچھا تو شیخ نے کہا پہلے آپ بتائیں تم کون ہو اور کس قبیلے سے ہو؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم ہمیں بتا دو گے تو ہم بھی اپنے بارے میں تم کو بتا دیں گے کیا یہ بات درست ہے تو اس نے ہاں کہہ کر بتایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ محمد ﷺ مع صحابہ رضی اللہ عنہم فلاں دن روانہ ہوئے اگر مخبر نے سچ بتایا ہے تو وہ آج فلاں مقام پر ہوں گے (اس نے وہی مقام بتایا جہاں رسول اللہ ﷺ موجود تھے) اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ قریش فلاں روز روانہ ہوئے ہیں اگر مخبر سچا ہے تو وہ آج فلاں مقام پر ہوں گے (اس نے وہی مقام بتایا جہاں وہ تھے) آپ ﷺ اس کی بات سن کر فارغ ہوئے تو اس نے پوچھا تم کس قبیلے سے ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ہم چشمے سے ہیں" اور اس کے پاس سے روانہ ہو گئے اور شیخ عربی حیرت کے عالم میں کہہ رہا تھا کون سا چشمہ کیا عراق چشمہ؟ بقول ابن ہشام اس عربی شیخ کا نام ہے سفیان ضمری۔

قریش کے غلام... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ واپس آئے اور شام کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص کو چند رفقاء کے ساتھ بدر کے چشمہ کی طرف روانہ کیا تاکہ ان (قریش) کی نقل و حرکت کی کوئی خبر لائیں (جیسا کہ مجھے یزید بن رومان نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بتایا ہے) انہوں نے قریش کے پانی کا اہتمام کرنے والوں کو موجود پایا ان میں بنی حجاج کا غلام "اسلم" اور بنی عاص بن سعید کا غلام "عریض ابو یسار" تھا۔ وہ ان کو پکڑ لائے اور ان سے پوچھنے لگے (رسول اللہ ﷺ کے پاس ہی نماز میں مصروف تھے) انہوں نے کہا ہم تو قریش کے پانی کا اہتمام کرنے والے ہیں۔ انہوں نے ہمیں پانی لینے کے لئے بھیجا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کے اس جواب کو پسند نہ سمجھا (ان کا خیال تھا کہ یہ ابوسفیان کے تجارتی قافلہ میں سے ہوں گے۔ چنانچہ انہوں نے ان غلاموں کو مارا جب انہوں نے خوب مارا تو انہوں

نے کہا "ہم تو سفیان کے قافلے میں سے ہیں" پھر صحابہ نے ان کو چھوڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز سے فراغت کے بعد فرمایا، جب وہ تم سے سچ بولتے تھے تو تم ان کو مارتے تھے اور جب غلط کہتے تھے تو تم ان کو چھوڑ دیتے تھے۔

واقدی: انہوں نے بتایا کہ وہ قریش کے غلام ہیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے قریش کے بارے میں پوچھا کہ قریش کہاں ہیں؟ تو انہوں نے کہا یہ ٹیلہ جو آپ دیکھ رہے ہیں (عدوۃ القصویٰ) اس کے پیچھے ہیں پھر ان سے تعداد کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا بہت ہیں۔ آپ نے پوچھا کتنی تعداد میں ہیں؟ تو انہوں نے کہا ہمیں صحیح تعداد معلوم نہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا روزانہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں۔

تو انہوں نے کہا ایک روز نو اور دوسرے روز دس۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اندازہ لگا کر فرمایا وہ نو سو اور ہزار کے درمیان ہیں پھر آپ نے ان سے پوچھا ان میں "اشراف قریش" میں سے کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا (۱) عتبہ بن ربیعہ (۲) شیبہ بن ربیعہ (۳) ابو البختری بن ہشام (۴) حکیم بن حزام (۵) نوفل بن خویلد (۶) حارث بن عامر بن نوفل (۷) طعیمہ بن عدی بن نوفل (۸) نضر بن حارث (۹) زمعہ بن اسود (۱۰) ابو جہل بن ہشام (۱۱) امیہ بن خلف (۱۲) نبیہ (۱۳) منبہ پسران حجاج (۱۴) سہیل بن عمرو (۱۵) اور عمرو بن عبدود موجود ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا یہ مکہ ہے۔ اس نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمہاری طرف پھینک دیئے ہیں۔

عدی اور بسبس کی جاسوسی: ابن اسحاق کا بیان ہے کہ بسبس بن عمرو اور عدی بن ابی الزغباء دونوں چلتے چلتے بدر پہنچے اور اپنی سواری کو چشمے کے قریب ٹیلے کے پاس بٹھایا پھر اپنے مشکیزے سے پانی پیا۔ مجدی بن عمرو جہنی وہاں موجود تھا عدی اور بسبس نے چشمے پر موجود دو لڑکیوں میں سے ایک کو اس سے کہتے سنا کہ تم گھبراؤ نہیں کل یا پرسوں تجارتی قافلہ آئے گا میں ان کا کام کاج کروں گی اور تیرا قرض ادا کر دوں گی۔ مجدی نے یہ سن کر کہا ہاں اس نے صحیح کہا ہے پھر اس نے ان کو جدا جدا کر دیا۔ عدی اور بسبس نے یہ بات سنی اور سوار ہو کر واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے آئے اور آپ کو اطلاع دی۔ ابو سفیان بن حرب تجارتی قافلے سے پہلے بدر میں آیا اور مجدی بن عمرو سے پوچھا کیا تم نے یہاں کسی کو دیکھا؟ اس نے کہا میں نے کوئی اجنبی تو نہیں دیکھا البتہ دو سوار آئے انہوں نے اپنی سواریوں کو اس ٹیلے کے پاس بٹھایا پھر انہوں نے اپنے مشکیزے سے پانی پیا اور چلے گئے۔

ابوسفیان کی عقلمندی: ابوسفیان اونٹ کے بیٹھنے کی جگہ پر آیا اور اس نے اونٹ کی مینگنی لے کر توڑی تو اس میں کھجور کی گٹھلیاں موجود تھیں اس نے یہ دیکھ کر کہا واللہ! یہ یثرب کا چارہ ہے فوراً قافلے کی طرف لوٹ آیا اور اپنے قافلے کو صحیح راستے سے ہٹا کر ساحل کی طرف لے گیا اور بدر کو بائیں جانب چھوڑ کر تیز رفتاری سے چلا گیا۔

جہیم کا خواب: قریش جحفہ میں قیام پذیر ہوئے تو جہیم بن صلت بن مخرمہ بن مطلب بن عبد مناف نے خواب دیکھا۔ اس نے بتایا میں نے خواب دیکھا میں نیم بیداری کی حالت میں تھا کہ ایک سوار آیا ہے اس کے ساتھ اونٹ بھی ہے اس نے آ کر کہا عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ابو الحکم اور امیہ بن خلف اور فلاں فلاں (معززین قریش میں سے جو جنگ بدر میں مارے گئے تھے) کا نام لے کر کہا قتل ہو گئے ہیں پھر اس نے اپنے اونٹ کو سینے پر نیزہ مار کر لشکر میں چھوڑ دیا اور لشکر کے ہر خیمے پر اس کے خون کے چھینٹے پڑے ہیں یہ خواب ابو جہل کو معلوم ہوا تو اس نے کہا بنی مطلب کا دوسرا نبی ہے اگر جنگ ہوئی تو کل معلوم ہو جائے گا کون مقتول ہے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ابوسفیان نے جب قافلے کو محفوظ کر لیا تو اس نے قریش کو پیغام بھیجا کہ تم اپنے قافلے، لوگوں اور مال کی حفاظت کے لئے روانہ ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے تو قافلے کو صحیح سلامت بچا دیا ہے تم واپس چلے جاؤ۔

بدر میں سالانہ میلہ لگتا تھا: ابو جہل بن ہشام نے کہا: "بدر" پہنچنے سے پہلے واپس نہ لوٹیں گے (عرب کے میلوں میں سے بدر بھی ایک میلے کا مقام تھا وہاں ہر سال میلہ لگتا تھا) ہم وہاں تین روز قیام کریں گے، اونٹ ذبح کریں گے، لوگوں کو کھانا کھلائیں گے، شراب پئیں گے، گانے والی لونڈیاں گائیں گی اور عرب میں ہماری دھاک بیٹھ جائے گی اور آئندہ ہم سے مرعوب رہیں گے اس لئے یہاں سے چلو، آگے بڑھو۔

بنی زہرہ اور بنی عدی بدر میں شریک نہ تھے ...... لوگ جحفہ میں جمع تھے کہ اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب ثقفی حلیف بنی زہرہ نے کہا جہاں تک مطلب اور مقصد تھا اے بنی زہرہ! اللہ نے تمہارا مال و اسباب محفوظ کر دیا اور تمہارا عزیز مخرمہ بن نوفل بھی بچ کر سلامت نکل چکا ہے تم صرف مخرمہ اور اس کے مال کی حفاظت کی خاطر آئے تھے تم واپس چلے چلو اور بلاوجہ تمہیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بنی زہرہ نے اس کی بات منظور کر لی۔ چنانچہ بنو زہرہ قبیلے کے تمام افراد واپس چلے گئے اور ایک زہری بھی جنگ میں شریک نہ ہوا اسی طرح بنی عدی سے بھی کوئی فرد جنگ میں شریک نہ ہوا۔

طالب ابن ابی طالب بدر میں نہ شریک ہوا ...... قریش مکہ سے روانہ ہوئے۔ طالب بن ابی طالب کا بعض قریشیوں سے تکرار ہوا، انہوں نے کہا واللہ! اے بنی ہاشم! ہم خوب جانتے ہیں کہ تم ہمارے ساتھ ہو مگر تمہاری تمنا تو محمد ﷺ کے ساتھ ہیں۔ یہ سن کر طالب مع رفقاء واپس چلا آیا اور اس نے کہا:

لاھم اما یغزون طالب
فی عصبة محالف محارب
فی مقنب من ھذه المقانب
فلیکن المسلوب غیر السالب
ولیکن المغلوب غیر الغالب

"یا اللہ! اگر طالب کسی حلیف یا حریف جماعت میں جنگ کرے ان فوجی دستوں میں سے کسی دستے میں۔ اور وہ ہارنے والا ہو قاتل نہ ہو مقتول ہو غالب نہ ہو بلکہ مغلوب ہو۔"

بدر کا محل وقوع ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ قریش روانہ ہو کر وادی کے پرلے کنارے عدوة القصویٰ میں ٹیلے کے پیچھے اتر پڑے اور وادی کے نشیب کا نام یلیل ہے جو بدر کے کنوئیں اور ٹیلے کے درمیان واقع ہے جس ٹیلے کے پیچھے قریش کا پڑاؤ تھا اور "قلیب" بدر میں مدینہ کی طرف والے کنارے "عدوة الدنیا" پر واقع ہے جیسا کہ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اسی وضاحت کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (۸/۴۲) "جس وقت تم وادی کے کنارے پر تھے اور وہ پرلے کنارے پر اور قافلہ تم سے نیچے اتر گیا تھا اگر تم آپس میں وعدہ کرتے تو ایک وعدے پر نہ پہنچتے لیکن اللہ کو ایک کام کرنا تھا جو مقرر ہو چکا تھا"۔

میدان جنگ کا نقشہ ...... وادی بدر ریتلی اور نرم تھی۔ اللہ تعالیٰ نے بارش برسائی اور رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پانی میسر ہوا اور زمین جم گئی چلنا پھرنا آسان ہو گیا اور قریش بارش کی وجہ سے کوچ نہ کر سکے تھے۔ (کہ وہاں سے پھسلن ہو گئی) (۸/۱۱) "اور تم پر آسمان سے پانی اتارا کہ اس سے تمہیں پاک کرے، اور شیطان کی نجاست تم سے دور کرے اور تمہارے دلوں کو مضبوط کرے اور اس سے تمہارے قدم جما دے" "یعنی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ظاہر اور باطن میں پاکیزہ بنا دیا جسم سے غسل کر کے اور ان کے قدموں کو جما دیا ان میں ہمت و جرأت پیدا کر دی شیطانی القاء، وسوسہ اندازی اور خطرات دور کر دیئے (یہ ہے ظاہر اور باطن میں استقلال و ثبات)"۔ اور اوپر سے اللہ تعالیٰ نے ان پر بذریعہ ملائکہ کے نصرت نازل فرمائی" (۸/۱۲) "جب تیرے رب نے فرشتوں کو حکم بھیجا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کے دل ثابت رکھو میں کافروں کے دل میں دہشت ڈال دوں گا سو گردنوں پر مارو اور (سر کے اوپر) اور ان کے پور پور پر مارو یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہو تو بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے یہ تو چکھ لو" (۸/۱۲-۱۴)

مدد و نصرت کا نزول ...... ابن جریر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رات کو بارش ہوئی اگلے دن "بروز جمعہ" جنگ بدر ہوئی۔ ہم نے بارش کی وجہ سے رات درختوں اور ڈھالوں کے نیچے بسر کی اور رسول اللہ ﷺ نماز میں مصروف رہے اور لڑائی کے لئے آپ ﷺ نے لوگوں کو تیار کیا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبدالرحمن بن مہدی، شعبہ، ابواسحاق، حارثہ بن مضرب) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

جنگ بدر میں صرف مقداد رضی اللہ عنہ ہی گھوڑے پر سوار تھے سب لوگوں نے سو کر رات آرام سے بسر کی صرف رسول اللہ ﷺ نے رات بھر بیدار رہے۔ درخت کے نیچے نماز پڑھتے رہے سجدہ میں صبح تک سسکیاں لیتے رہے۔ یہ حدیث عنقریب مطول بیان ہوگی اس روایت کو نسائی نے (بندار از غندر از شعبہ) بیان کیا ہے۔ مجاہد کا بیان ہے کہ اللہ نے بارش برسائی تو گرد و غبار بیٹھ گیا زمین جم گئی دل خوش اور پرسکون ہو گئے اور ریت والی زمین پر قدم جم گئے۔ بقول امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ۱۷ رمضان ۲ھ بروز جمعہ اور بدر کی رات آپ نے ایک درخت کے نیچے نماز پڑھتے بسر کی اور سجدہ میں بکثرت "یا حی یا قیوم" پڑھتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی فوجی تدبیر ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کفار سے پہلے چشمہ پر آ گئے اور میدان بدر کے قریب تر چشمہ پر بنی سلمہ کے بعض لوگوں کا بیان ہے کہ حباب بن منذر بن جموح نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اس مقام کا انتخاب آپ نے وحی کی وجہ سے کیا ہے جس سے ہمیں پیش و پس ہونا درست نہیں یا یہ جنگی تدبیر اور حکمت عملی ہے؟ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا (وحی نہیں) بلکہ جنگی تدبیر ہے۔ یہ سن کر اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ جگہ مناسب نہیں بہتر ہوگا کہ آگے بڑھ کر چشمہ پر قبضہ کر لیں اور آس پاس کے کنوؤں کا پانی ختم کر دیں اور ایک حوض میں سارا پانی بھر لیں۔ پھر جنگ کا آغاز کریں ہمیں پانی کی سہولت میسر ہوگی اور وہ پانی سے محروم رہیں گے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اس کے مشورے کی تائید کی۔

پانی کا اہتمام اور فرشتے کا نزول ...... اموی (ابن) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ 'عریش' میں تھے اور جبرائیل ﷺ آپ کے دائیں جانب تھے کہ ایک فرشتے نے آ کر کہا اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام بھیجا ہے آپ نے سلام کا جواب دیا (ھو السلام ومنہ السلام والیہ السلام) اور اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ بات وہی ٹھیک ہے جو حباب بن منذر نے بتائی ہے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کیا آپ اس فرشتہ کو جانتے ہیں؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں سب آسمان والوں کو نہیں جانتا مگر یہ فرشتہ سچا ہے شیطان نہیں ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ اپنے رفقاء سمیت یہاں سے روانہ ہوئے اور کفار کے قریب تر چشمہ پر فروکش ہو گئے پھر آپ علیہ السلام کے حکم سے دیگر کنوئیں بند کر دیے گئے اور جس کنوئیں پر آپ ﷺ تھے اس پر حوض بنا کر پانی سے لبالب کر دیا اور اس پر آبخورے رکھ دیے۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ حباب بن منذر نے جب مشورہ دیا تو ایک فرشتہ نازل ہوا اور جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس تھے فرشتے نے کہا اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ نے سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ حباب بن منذر کی رائے بہتر ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کی طرف توجہ کی تو اس نے کہا میں آسمان کے سب ملائکہ کو نہیں جانتا لیکن یہ فرشتہ ہی ہے، شیطان نہیں ہے۔ اموی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کے وقت اس کنوئیں پر فروکش ہوئے جو مشرکین کے قریب تر تھا۔ اس سے پانی پیا اور اپنے حوضوں کو پانی سے لبالب کر لیا اور مشرکین کے پانی کا بند و بست نہ تھا۔

محبت کا اظہار اور جاں نثاری ...... امام ابن اسحاق نے عبداللہ بن ابی بکر کی معرفت حضرت سعد بن معاذ ﷺ سے روایت کی ہے کہ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہماری خواہش ہے کہ آپ ﷺ کے قیام کے لئے چھپر کا انتظام کر دیں!! اور آپ کے قریب سواریوں کا انتظام کر دیں پھر ہم جنگ میں کود پڑیں اگر اللہ نے ہمیں دشمن پر غالب کیا اور فتح سے ہمکنار کیا تو یہی ہماری آرزو ہے خدانخواستہ اگر شکست ہوئی تو آپ سوار ہو کر ہمارے باقی ماندہ لوگوں کے پاس پہنچ جائیں۔ پیچھے ایسے بہت سے لوگ رہ گئے ہیں کہ آپ کے ساتھ ہماری محبت ان سے زیادہ نہیں اگر ان کو معلوم ہوتا کہ آپ جنگ سے دوچار ہوں گے تو وہ قطعاً پیچھے نہ رہتے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ آپ کی حفاظت کرے گا وہ آپ کے خیر خواہ ہیں اور آپ کے دوش بدوش جہاد کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے جذبات کی تعریف کی اور اسے دعا دی۔ پھر آپ ﷺ کے لئے چھپر کا انتظام کر دیا گیا۔

کفار قریش کے لئے بددعا ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب صبح ہوئی تو قریش میدان جنگ کی طرف آئے رسول اللہ ﷺ نے ان کو ٹیلے سے اترتے دیکھا تو دعا کی "الٰہی! یہ قریش اپنے غرور و تکبر اور فخر و مباہات کا مظاہرہ کرتے ہوئے آ رہے ہیں تیری مخالفت کرتے ہیں اور تیرے رسول کی تکذیب کرتے ہیں یا اللہ! میں تیری مدد کا امیدوار ہوں جس کا تو نے وعدہ کیا ہے یا اللہ! ان کو ہلاک کر دے۔

عتبہ بن ربیعہ ..... رسول اللہ نے عتبہ بن ربیعہ کو سرخ شتر پر سوار دیکھ کر فرمایا "اگر قریش میں سے کوئی شخص بھلائی کی امید ہے تو اس سرخ اونٹ والے سے ہے اگر قوم اس کی بات مان لے تو سرخرو ہو جائے"۔

خدا سے لڑائی کی کسی میں طاقت نہیں ..... خفاف بن ایماء بن رحضہ غفاری یا اس کے والد نے اپنے بیٹے کے ہاتھ قریش کے پاس چند اونٹوں کا تحفہ ارسال کیا اور پیشکش کی کہ اگر خواہش ہو تو ہم آپ کو افرادی قوت اور اسلحہ بھی بہم پہنچا سکتے ہیں پس انہوں نے اس کے بیٹے کو یہ پیغام دیا کہ آپ کی صلہ رحمی ہو چکی اور آپ نے اپنا فریضہ ادا کر دیا ہے بخدا کی قسم اگر ہماری لڑائی انسانوں سے ہے تو ہم میں کوئی کمزوری اور ناتوانی نہیں بزعم محمد اگر ہماری لڑائی خدا سے ہے تو خدا سے لڑائی کی کسی کو طاقت نہیں۔

پانی پینے دو ..... جب یہ لوگ میدان جنگ میں آ گئے تو چند قریشی رسول اللہ ﷺ کے حوض پر آئے ان میں حکیم بن حزام بھی شامل تھا ان کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو پانی پی لینے دو چنانچہ جس کافر نے بھی اس روز حوض سے پانی پیا وہ قتل ہوا سوائے حکیم بن حزام کے وہ بچ رہا اس کے بعد مسلمان ہوا اس کا دستور تھا کہ جب وہ پختہ قسم کھاتا تو یہ کہتا، والذی نجانی یوم بدر۔

جنگ بدر میں مجاہدین کی تعداد ..... امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصحاب بدر کی تعداد ۳۱۳ تھی جیسا کہ ہم ان کے اسماء گرامی حروف تہجی کے لحاظ سے ترتیب وار بیان کریں گے ان شاء اللہ۔ صحیح بخاری میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اصحاب بدر کی تعداد ۳۱۰+ تھی۔ اصحاب طالوت کے مطابق جو اس کے ساتھ نہر عبور کر گئے تھے اور اس کے ہمراہ صرف مومن ہی تھے۔ بخاری میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ بدر کے روز مجھے اور ابن عمر کو کم عمر سمجھا گیا تھا۔ مہاجر جنگ بدر میں ۶۰ سے زائد تھے اور انصار ۲۴۰ سے زائد تھے۔
امام احمد (نصر بن علی، عبدالوہاب، حجاج، حکم، مقسم) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اصحاب بدر کی تعداد ۳۱۳ تھی ان میں مہاجر ۷۶ تھے اور کفار کو شکست بروز جمعہ ۱۷ رمضان ۲ھ کو ہوئی۔
"جب اللہ نے وہ کافر تجھے تیرے خواب میں تھوڑے کر کے دکھائے اور اگر تجھے بہت دکھا دیتا تو تم لوگ نامردی کرتے اور کام میں جھگڑا ڈالتے لیکن اللہ نے بچا لیا"۔ (۸/۴۳)
یہ شب بدر کا واقعہ ہے بعض لوگوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ چھپر میں آرام فرما رہے تھے اور لوگوں کو تاکید کی تھی کہ اجازت کے بغیر لڑائی کا آغاز نہ کریں کفار کا لشکر قریب آ گیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو بیدار کرتے ہوئے کہہ رہے تھے "وہ قریب آ گئے ہیں" تو رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے تو اس خواب میں اللہ نے آپ کی نگاہ میں ان کو تھوڑا کر کے دکھایا (اس روایت کا یہ بیان نہایت غریب ہے)

کمی و بیشی کی حکمت ..... "اور جب تمہیں وہ فوج بوقت مقابلہ تمہاری آنکھوں میں تھوڑی کر کے دکھائی اور تمہیں ان کی آنکھوں میں تھوڑا کر کے دکھایا تاکہ اللہ ایک کام پورا کر دے جو مقرر ہو چکا تھا"۔ (۸/۴۴) جب فریقین آمنے سامنے آ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو دوسرے کی نگاہوں میں تھوڑا دکھایا ایک حکمت اور مصلحت کے تحت کہ ہر ایک دوسرے پر جرأت کر کے حملہ آور ہو جائے اور یہ آیت سورہ آل عمران کی (۳/۱۳) کے معارض اور متناقض نہیں کہ "تمہارے سامنے ایک نمونہ دو فوجوں کا گزر چکا ہے جو آپس میں بھڑیں ایک فوج اللہ کی راہ میں لڑتی ہے اور دوسری فوج کافروں کی ہے وہ کافر مسلمانوں کو اپنے سے دو گنا دیکھ رہے ہیں"۔

غیبی نصرت ..... فریقین کے آمنے سامنے ہونے کے وقت اللہ نے مسلمانوں کو ان کی نگاہوں میں تھوڑا دکھایا اور لڑائی کے دوران کافر مسلمانوں کو اپنے سے دو گنا دیکھ رہے تھے کہ اللہ نے کافروں کو مرعوب کر دیا کہ ابتداءً ان کو کم دکھایا اور لڑائی کے وقت مسلمانوں کی تائید و نصرت کی اور کافروں کو وہ اپنے سے دو چند نظر آ رہے تھے یہاں تک کہ وہ بزدل اور کمزور ہو گئے (۳/۱۳) "اور اللہ جسے چاہے اپنی مدد سے قوت دیتا ہے اس واقعہ میں دیکھنے والوں کے لئے عبرت ہے"۔ اسرائیل، ابو اسحاق، ابو عبیدہ، عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں کفار ہماری نگاہ میں

بہت تھوڑے سے دکھائی دیتے تھے یہاں تک کہ میں اپنے پہلو میں کھڑے ساتھی سے پوچھتا تھا کہ تم ان کو ستر (۷۰) سمجھتا ہے تو وہ کہتا نہیں بلکہ میری نگاہ میں سو (۱۰۰) ہیں۔

عمیر بن وہب اور کفار کا آپس میں مشورہ...... ابن اسحاق اپنے والد اور دیگر اہل علم کی معرفت مشائخ انصار سے روایت کرتے ہیں کہ جب قریش مطمئن اور مستقر ہو گئے تو انہوں نے عمیر بن وہب جمحی کو بھیجا کہ اسلامی لشکر کا اندازہ لگائے۔ اس نے لشکر کے گرد و نواح گھوڑے پر سوار ہو کر چکر لگایا اور واپس آ کر بتایا کہ وہ تین سو سے کچھ زائد ہیں۔ لیکن ذرا انتظار کرو میں ان کی کمین گاہ یا کمک دیکھ آؤں چنانچہ وہ وادی میں دور تک چلا گیا اور اس کو کچھ نظر نہ آیا تو واپس آ کر اس نے کہا کوئی چیز نظر نہیں آئی لیکن خوب! اے معشر قریش! میں نے دیکھا ہے کہ آفتیں موتوں کو اٹھائے ہوئے آ رہی ہیں۔ یثرب کی سواریاں ہلاکت لئے آ رہی ہیں۔ ان کے پاس تلواروں کے بغیر کوئی حفاظتی سامان نہیں ہے واللہ! میں سمجھتا ہوں کہ ان کا آدمی تب ہلاک ہوگا جب وہ تم میں سے کسی کو موت کے گھاٹ اتار دے۔ جب وہ تم سے اتنے ہلاک کر دیں گے تو پھر زندگی میں کیا لطف ہے؟ آگے اپنی مرضی کرو۔

حکیم بن حزام نے یہ تبصرہ سنا تو اس نے عتبہ بن ربیعہ کو کہا جناب ابو الولید! آپ قریش کے سردار اور قائد ہیں، مطاع و مقتدا ہیں کیا آپ خواہشمند ہیں کہ آپ کا نام ابدی یادگار بن جائے عتبہ نے پوچھا یہ کیسے؟ حکیم نے کہا قریش کو واپس لے چلو اور اپنے حلیف عمرو بن حضرمی کا خون بہا ادا کر دو عتبہ نے کہا مجھے منظور ہے تم اس بات کے گواہ ہو وہ میرا حلیف ہے میرے ذمہ اس کی دیت ہے اور جو اس کے مال کا نقصان ہوا اس کی تلافی ہے۔ لیکن ابن حنظلیہ یعنی ابو جہل سے پوچھو میرے خیال میں اس کے بغیر کوئی مخالفت نہ کرے گا۔

عتبہ کا خطبہ...... پھر عتبہ نے کھڑے ہو کر خطاب کیا اے قوم قریش! واللہ! تم محمد ﷺ اور ان کے رفقاء سے لڑائی لڑ کر کوئی کارنامہ انجام نہ دو گے اگر تم نے اس کو قتل کر دیا تو واللہ! ہم ہمیشہ ایک دوسرے کو بے نظر کراہت دیکھتے رہیں گے کہ تم میں سے ہر کوئی اپنے ابن عم اور چچازاد یا اپنی قوم اور ماموں زاد یا اپنے قبیلے کے کسی آدمی کا قاتل ہوگا واپس لوٹ چلو! محمد ﷺ اور باقی عرب کو کھلا چھوڑ دو اگر وہ اس کا کام تمام کر دیں تو یہی تمہارا مدعا ہے اگر دوسری صورت ہوئی تو وہ تمہارے پاس آئے گا تو تم اس سے محبت سے ملو گے۔

ابو جہل کی رائے اور صلح میں ناکامی...... حکیم کا بیان ہے کہ میں ابو جہل کے پاس گیا تو وہ اپنی زرہ پھیلا کر درست کر رہا تھا میں نے کہا اے ابو الحکم! عتبہ نے مجھے یہ پیغام دے کر بھیجا تو اس نے کہا واللہ! اس کا پھیپھڑا پھول گیا ہے (اس کی ہمت نے جواب دے دیا ہے) جب اس نے محمد اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ لیا ہے واللہ ہم واپس نہ لوٹیں گے جب تک اللہ ہمارے اور محمد کے درمیان فیصلہ نہ کر دے۔ عتبہ کو کیا ہو گیا ہے اس نے کبھی جنگی تمنا کی ہے محمد ﷺ اور اس کے ساتھیوں کی تعداد نہایت معمولی سی ہے بلکہ اصل بات تو یہ ہے کہ ان میں اس کا بیٹا شامل ہے اس وجہ سے وہ تمہیں ڈراتا ہے پھر اس نے عامر بن حضرمی کو پیغام بھیجا کہ یہ عتبہ تیرا حلیف لوگوں کو واپس لے جانا چاہتا ہے تو نے اپنا "خون بہا" اپنے سامنے دیکھ لیا ہے۔ پس اٹھ کر اپنا اور اپنے بھائی کے قتل کا مطالبہ اور عہد شکنی کا واسطہ دے چنانچہ عامر بن حضرمی کھڑا ہوا اور ننگا ہو کر اس نے نعرہ مارا ہائے عمرو! ہائے عمرو! تو آتش حرب تیز ہو گئی صلح کا کام ختم ہو گیا اور شر و فساد پر مجتمع ہو گئے اور عتبہ نے صلح کی جو رائے پیش کی تھی وہ ناکام ہو گئی۔ عتبہ کو جب ابو جہل کا مقولہ کہ عتبہ کی ہمت نے جواب دے دیا ہے معلوم ہوا تو اس نے کہا اس بزدل اور سرین رنگنے والے کو معلوم ہو جائے گا کہ کس کی ہمت نے جواب دیا ہے میری یا اس کی؟ پھر عتبہ نے مغفر اور خود تلاش کی اس کا سر اتنا بڑا تھا کہ کوئی خود پورا نہ آ سکا پھر اس نے مجبوراً سر پر کپڑا لپیٹ لیا۔

ایک زبردست پیشگوئی...... ابن جریر سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ ہم مروان بن حکم کے پاس تھے کہ اس کے دربان نے آ کر کہا کہ حکیم بن حزام آنے کی اجازت کا طالب ہے اس نے کہا اسے اجازت دو جب وہ آیا تو مروان نے کہا خوش آمدید! ادھر مسند مجلس سے سرک کے نیچے بیٹھ گیا ان کے درمیان صرف تکیہ حائل تھا پھر اس نے کہا بدر کا واقعہ بیان کیجئے؟ حکیم نے کہا ہم مکہ سے روانہ ہوئے اور جحفہ میں پہنچے تو قریش کا ایک قبیلہ (بنی زہرہ) واپس چلا آیا پھر ہم چلتے چلتے اس کنارے پر اترے جس کا قرآن میں ذکر ہے میں نے عتبہ بن ربیعہ سے عرض کیا جناب ابو الولید!

نامناسب بات نہ کرے، ابن حنظلیہ کی طرف سے [illegible] حاصل ہے (ابن حنظلیہ سے مراد ابوجہل ہے) [illegible] حکیم نے کہا [illegible] کہ وہ اپنے حلیف کے خون کا مطالبہ کرے [illegible] کہہ دو [illegible] کیا آپ کی خواہش ہے کہ آپ اپنے ساتھیوں کو لے کر ابن حضرمی کا بدلہ لئے بغیر واپس لے جائیں [illegible] حکیم ابوجہل کے پاس آیا تو وہ ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا اور عامر بن حضرمی [illegible] قتل کے بدلے [illegible] عمرو کا بدلہ [illegible] کر دیا ہے۔

حکیم نے ابوجہل کو کہا عتبہ نے مجھے بھیجا ہے کہ آپ کی خواہش ہے کہ آپ لوگوں کو واپس لے جائیں [illegible] ابوجہل نے کہا [illegible] عتبہ نے جب محمد اور اس کے ساتھیوں کو دیکھا تو اس کا سینہ پھول گیا [illegible] پھر ابوجہل نے عامر بن حضرمی کی طرف پیغام بھیجا کہ یہ تیرا حلیف لوگوں کو واپس لے جانا چاہتا ہے [illegible] عامر اٹھا [illegible] پکارا "واعمراہ" [illegible] پھر ان کے درمیان لڑائی شروع ہوگئی۔

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی آخری صف بندی کی تھی: ترمذی نے حضرت عبدالرحمن بن عوف سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شب بدر میں رات کو صف آرائی کی۔

ابو احمد الزبیری (ابن حمید، یعقوب بن ابی حبیب، عکرمہ) حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بدر میں رسول اللہ ﷺ نے ہماری صف آرائی کی، ایک آدمی صف سے آگے نکلا ہوا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا "معی معی" (ترمذی، حدیث حسن)۔

اللہ کے رسول سے محبت کا عجیب واقعہ: ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حبان بن واسع اپنی قوم کے مشائخ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ بدر میں صفوں کو درست کیا، آپ ﷺ کے ہاتھ میں تیر تھا جس سے آپ صفیں درست کر رہے تھے، آپ سواد بن غزیہ کے پاس سے گزرے، وہ صف سے آگے نکلا ہوا تھا، آپ ﷺ نے اس کے پیٹ میں تیر چبھو کر فرمایا اے سواد! سیدھے ہو جاؤ، اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے مجھے تکلیف دی، آپ کو اللہ تعالیٰ نے حق و انصاف کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، مجھے بدلہ دیجئے، رسول اللہ ﷺ نے اپنا شکم مبارک کھول کر فرمایا بدلہ لے لو، وہ آپ سے لپٹ گیا اور آپ کے شکم کو چوم لیا، آپ ﷺ نے فرمایا اے سواد! یہ تم نے کیا کیا؟ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! جو وقت آپہنچا ہے آپ دیکھ رہے ہیں، میری خواہش ہوئی کہ زندگی کے آخری لمحات میں میرا جسم آپ کے جسم سے مس ہو جائے، پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے دعا خیر کی۔

ابن عفراء کی شہادت: ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھے عاصم بن عمر نے بتایا کہ عوف بن حارث بن عفراء نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ بندے کی کس بات سے خوش ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ بغیر زرہ کے دشمن کے ساتھ لڑنے میں ہاتھ ڈال دے، یہ سن کر اس نے زرہ اتار پھینکی اور تلوار لے کر لڑا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا۔

آپ ﷺ کی احتیاطی تدابیر: ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ صف بندی کے بعد واپس اپنے چھپر میں تشریف لے آئے آپ ﷺ کے پاس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی نہ تھا، سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ [illegible] دروازے پر کھڑے تھے اور آپ ﷺ کے پاس [illegible] انصار کی ایک جماعت [illegible] رسول اللہ ﷺ کی حفاظت [illegible] دشمن حملہ آور ہو جائے [illegible] رسول اللہ ﷺ کے لئے [illegible]

انتظام تھا کہ بوقت ضرورت ان پر سوار ہو کر مدینہ تشریف لے آئیں جیسا کہ سعد بن معاذ نے مشورہ دیا تھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبانی ...... مسند میں بزار نے محمد بن عقیل کی معرفت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک خطاب کے دوران پوچھا اے لوگو! بتاؤ سب سے شجاع اور دلیر کون ہے؟ تو لوگوں نے یک آواز کہا جناب امیر المومنین آپ ﷺ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھ سے جس نے بھی مبارزت اور برملا حریف کے سامنے آ کر لڑنے کی درخواست کی میں نے اس سے اپنا انتقام لے لیا لیکن سب سے دلیر اور جری حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ جنگ بدر میں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لئے چھپر تیار کیا ہم نے آپس میں کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کون ہو گا کوئی مشرک ادھر حملہ آور ہو۔ واللہ ابوبکر تلوار سونتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لئے آگے بڑھے کہ جو حملہ آور ادھر ہو اس کو تہ تیغ کر دیں۔ آپ ہی سب سے شجاع اور دلیر انسان ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو مشرکین نے پکڑ لیا آپ ﷺ کی مخالفت کر رہا ہے اور وہ آپ ﷺ کو جھنجھوڑ رہا ہے اور وہ کہہ رہے ہیں کیا تم نے کئی معبودوں کو صرف ایک معبود بنا لیا' واللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ آپ ﷺ کے قریب کوئی نہ جا سکا ابوبکر اس کو مارتے اس سے لڑتے اور کہتے افسوس! کیا تم ایسے شخص کے قتل کے درپے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار صرف اللہ ہے۔ اس بیان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو چادر اوڑھے ہوئے تھے اٹھائی اور اس قدر روئے کہ آپ کی داڑھی تر ہو گئی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ...... پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا خدارا بتاؤ کیا آل فرعون کا مومن افضل ہے یا ابوبکر رضی اللہ عنہ؟ لوگ سوال سن کر خاموش رہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ! ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایک وقت کا ثواب' دنیا کے آل فرعون کے مومنوں کے ثواب سے بہتر ہے۔ آل فرعون کا مومن خفیہ تھا اور ابوبکر نے اپنے ایمان کا برملا اظہار کیا۔ بزار کا بیان ہے کہ یہ حدیث اس سند سے مروی ہے۔

یہ ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق ﷺ کی خصوصی منقبت اور فضیلت کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے قریش میں بھی رفیق تھے اور غار ثور میں بھی۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

دعا ...... رسول اللہ بکثرت گریہ وزاری اور گڑگڑا کر دعا فرماتے۔ **اللھم انک ان تھلک ھذہ العصابۃ لاتعبد بعدھا فی الارض** ...... الٰہی اگر تو نے اس معمولی جماعت کو ہلاک کر دیا تو کرہ ارض میں تیری عبادت نہ ہو گی اور اللہ تعالیٰ کو پکار کر عرض کرتے الٰہی! جو مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ پورا کر یا اللہ میں تیری مدد کا امیدوار ہوں آپ ہاتھ اس قدر اونچے اٹھائے ہوئے تھے کہ کندھوں سے چادر گر گئی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کو پیچھے سے آغوش میں لینے لگے اور آپ ﷺ کی چادر درست کرنے لگے اور کثرت گریہ وزاری سے شفقت کرتے ہوئے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! اتنا مطالبہ ہی کافی ہے۔ اللہ عنقریب اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ سہیلی نے قاسم بن ثابت سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ اللہ کو اتنا پکارنا ہی کافی ہے آپ سے محبت وشفقت کے عنوان میں سے ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو انتہائی گریہ وزاری اور گڑگڑا کر دعا کرتے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ محویت کے عالم میں آپ کے کندھوں سے چادر گر پڑی اور عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ اس قدر دعا ہی کافی ہے اپنی جان جوکھوں میں نہیں ڈالیے۔ اللہ نے آپ کی مدد کا وعدہ کیا ہے" حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نرم دل اور رسول اللہ ﷺ پر بڑے مہربان اور شفیق تھے۔

امید اور خوف کا مقام ...... سہیلی نے روض الانف (ج۔ ۲ ص ۲۸) میں اپنے شیخ ابوبکر بن العربی سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ خوف کے مقام پر تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ امید ورجا کے مقام پر اور مقام خوف دوران جنگ کامل ترین اسوہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے آپ ﷺ کو خطرہ تھا کہ کرہ ارض میں اس کے بعد اللہ کی عبادت نہ ہو چنانچہ آپ نے لوگوں کو بھی اسی بات سے آگاہ کیا۔

اور بعض صوفیوں کا یہ کہنا کہ آپ کا یہ مقام ابوبکر کے مقام کے بالمقابل تھا، یہ قول مردود ہے کہ اس قائل نے اس قول کی گہرائی پر غور نہیں کیا اور نہ ہی اس پر مرتب ہونے والی لغزش کا اس نے ادراک کیا ہے، واللہ اعلم۔ دو گروہ آمنے سامنے آئے، فریقین بالمقابل آئے اور محاذ آراء ہوئے وہ

پا رہے ہیں انشاء اللہ۔ پھر ... جا حاضر ہوئے۔ سبحان اللہ! انہوں نے اللہ کے ولی حقانی ... با صحابہ رضی اللہ عنہم کی رب کے حضور آہ و زاری اور دعائیں کرتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے اس رب کے سامنے عجز و مسکنت اور انکسار کا یہ منظر سچ مچ بہت ہی بلند و ارفع ہے۔

اسود مخزومی سب سے پہلا مقتول ... چنانچہ اسود بن عبدالاسد مخزومی مشرکین میں سے سب سے پہلے قتل ہوا۔ بقول ابن اسحاق وہ تند مزاج اور بد اخلاق تھا۔ اس نے کہا تھا کہ میں نے اللہ سے عہد و پیمان کیا ہے کہ میں مسلمانوں کے حوض میں سے پانی پیوں گا، اس کو مسمار کر دوں گا یا اس کے لئے جان قربان کر دوں گا۔ جب وہ اپنی صف سے باہر نکلا تو حمزہ رضی اللہ عنہ بھی اس کی طرف نکلے۔ جب دونوں آمنے سامنے ہوئے تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے تلوار کا وار کر کے اس کی آدھی پنڈلی کاٹ دی، وہ ابھی حوض کے پیچھے ہی تھا، زمین پر گر پڑا، پشت کے بل گر گیا، اس کی ٹانگ سے مشرکین کی طرف خون کے فوارے چھوٹ رہے تھے، پھر وہ سرین کے بل رینگ کر حوض کی طرف بڑھا اور اس میں گر گیا، اس کا مقصد تھا کہ وہ اپنی قسم کو پورا کر دے، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اس کو حوض میں ہی قتل کر دیا۔

آمنے سامنے کی جنگ ... بعد ازاں عتبہ بن ربیعہ غیظ و غضب میں آیا اور اس نے اپنی قوم کی غیرت کا مظاہرہ کرنا چاہا۔ اپنے بھائی شیبہ اور بیٹے ولید کے درمیان ہو کر میدان جنگ کے درمیان میں آ کر انہوں نے مبارزت (آمنے سامنے جنگ) طلب کی، ان کی طرف انصار کے تین نوجوان آئے: عوف اور معوذ پسران حارث انصاری، ان کی ماں عفراء تھی، اور عبداللہ بن رواحہ انصاری ان کے سامنے آئے تو قریشیوں نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا: انصاری۔ یہ سن کر قریشیوں نے کہا ہمیں تم سے کوئی سروکار نہیں (ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا تم بڑے معزز لوگ ہو لیکن ہم اپنے ہمسر اور چچا زاد کو نکالو) ان میں سے کسی نے پکارا، اے محمد! ہمارے سامنے ہماری قوم کے لوگوں کو بھیجئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اٹھو عبیدہ بن حارث، آگے بڑھو اے حمزہ، اٹھو اے علی۔

موسیٰ کا بیان ہے کہ انصاری میدان مبارزت میں سب سے آگے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے پسند نہ کیا کہ آمنے سامنے کی لڑائی کا پہلا معرکہ انصار سے ہو، آپ ﷺ کو یہ پسند تھا کہ میدان مبارزت میں چچا زادوں کے درمیان مقابلہ ہو، چنانچہ آپ ﷺ نے انصار کو صف میں پلٹ جانے کا حکم دیا اور قریشیوں کو میدان میں سامنے آنے کا حکم دیا۔

عبیدہ رضی اللہ عنہ پہلا زخمی ... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب یہ لوگ ان کے قریب ہوئے تو پوچھا تم کون لوگ ہو؟ (زرہ پوش ہونے کی وجہ سے وہ ان کو پہچان نہ سکے تھے) ہر ایک نے اپنا نام بتایا تو انہوں نے کہا ہاں برابر کے ہم سر ہو۔ حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ عمر رسیدہ تھے عتبہ کے سامنے، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شیبہ کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ولید بن عتبہ کے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تو فوراً ہی اپنے مد مقابل کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ اور عتبہ دونوں نے آپس میں دو دو وار کئے جس سے دونوں زخمی ہو کر گر پڑے، پھر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عتبہ پر تلوار کا وار کیا اور اس کا کام تمام کر دیا اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اٹھا لائے۔

آیت ۲۲/۱۹ ... حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ قسم اٹھا کر روایت بیان کرتے تھے کہ هذان خصمان اختصموا فی ربهم (۲۲/۱۹) حمزہ، علی رضی اللہ عنہما اور شیبہ، عبیدہ رضی اللہ عنہ اور عتبہ کے بارے میں نازل ہوئی جب انہوں نے غزوہ بدر میں مبارزت کی۔ (کتاب التفسیر میں الفاظ بخاری شریف کے ہیں۔)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بروز قیامت سب سے پہلے میں دو زانو ہو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کروں گا۔ قیس بن عباد کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آیت (۲۲/۱۹) هذان خصمان اختصموا فی ربهم ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو غزوہ بدر میں مبارزت کے لئے نکلے تھے۔ علی رضی اللہ عنہ اور عبیدہ اور حمزہ رضی اللہ عنہ اور شیبہ، عتبہ اور ولید بن عتبہ۔ اخرجہ البخاری۔ تفسیر ابن کثیر میں ہم نے اس پر سیر حاصل بحث کی ہے والحمد للہ۔

اموی عبداللہ الجمحی سے بیان کرتے ہیں کہ عتبہ، شیبہ اور ولید مبارزت کے لئے میدان میں آئے۔ ان کے مقابلہ میں حمزہ رضی اللہ عنہ، عبیدہ اور علی رضی اللہ عنہ آئے، انہوں نے مسلمانوں سے کہا تعارف کروائیے تو حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اسد اللہ اور اس کے رسول کا شیر حمزہ بن عبدالمطلب ہوں تو مقابل نے کہا اچھے ہم سر ہو۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں ہوں اللہ کا بندہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کا بھائی۔ اور عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں حلیفوں میں سے ہوں پھر ہر ایک اپنے مدمقابل کے سامنے آیا باہمی جنگ و جدال کیا اور اللہ نے کفار کو ختم و قتل کیا۔ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ نے اپنے اشعار میں کہا ہے:

أعيني جودي بدمع سرب
على خير خندف لم ينقلب
تداعى له رهطه غدوة
بنو هاشم وبنو المطلب
يذيقونه حد أسيافهم
يعلونه بعد ما قد عطب

"اے میری آنکھ! تو اپنی اشک باری سے سخاوت کر قبیلہ خندف کے بہترین انسان پر جو پلٹ کر نہیں آیا۔ اس کو صبح سویرے اس کے قبیلہ بنی ہاشم اور بنی مطلب نے پکارا۔ یہ اپنی تلواروں کی دھاروں سے اس کو موت کا مزہ چکھا رہے تھے ہلاکت کے بعد وہ اس کو بار بار مار رہے تھے۔"

اس لئے ہندہ نے نذر مانی تھی کہ وہ حمزہ کا کلیجہ چبائے گی۔

حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ...... حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ بن حارث بن مطلب بن عبد مناف کو رسول اللہ ﷺ کے پاس اٹھا کر لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے سامنے اپنا قدم پھیلا دیا انہوں نے اپنا رخسار رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک پر رکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ! اگر مجھے ابو طالب دیکھ پاتے تو تسلیم کرتے کہ میں ان کے شعر کا مستحق اور بہتر مصداق ہوں۔

ونسلمه حتى نصرع حوله ونذهل عن أبنائنا والحلائل

"ہم محمد ﷺ کو اس وقت دشمنوں کے حوالہ کریں گے جب ان کے ارد گرد مر کر گر پڑیں اور اپنے اہل و عیال کو بھول جائیں۔"

بعد ازاں جب وہ فوت ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں گواہ ہوں کہ تو شہید ہے یہ روایت امام شافعی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے۔

مہجع پہلا شہید ہوا...... مہجع حضرت عمر کا غلام جنگ بدر میں پہلا شہید ہے۔ اس کو تیر لگا اور شہید ہو گیا اس کے بعد حارثہ بن سراقہ بنی عدی بن نجار (جو حوض سے پانی پی رہا تھا) کے سینہ پر تیر لگا اور شہید ہو گیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ روایت میں ہے کہ جنگ بدر میں حارثہ بن سراقہ شہید ہوئے۔ وہ نظارہ دار جنگ کی کیفیت دیکھنے والوں میں شامل تھے۔ ان کو کسی کا تیر لگا اور شہید ہو گئے۔ ان کی والدہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا حارثہ کے بارے میں فرمائیے اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں گی ورنہ اللہ تعالیٰ دیکھے گا کہ میں کیا نوحہ کرتی ہوں۔ ان دنوں نوحہ کی حرمت نہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "افسوس! تو بچے کو گم پا رہی ہے جنتیں تو بہت سی ہیں اور تیرا بیٹا فردوس اعلیٰ میں ہے۔"

تیر اندازی...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ پھر عام حملہ شروع ہو گیا اور لوگ ایک دوسرے کے قریب ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو بتایا کہ وہ بلا اجازت حملہ نہ کریں اور کہا اگر تم کو گھیر لیں تو ان کو تیروں کے ذریعہ ہٹا دو۔ بخاری میں ابو اسید سے مروی ہے کہ جب مشرکین ہمارے قریب آ گئے تو ان کو تیر مارنا اور اپنے تیروں کو بچا کر محفوظ رکھنا۔

ہیں (حاکم، امام احمد، ابن عبدربہ، یونس بن بکیر، ابن اسحاق) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بدر میں مہاجرین کا "شعار" "یا بنی عبدالرحمٰن" خزرج کا اور خزرج کا "یا بنی عبداللہ" اوس کا "یا بنی عبیداللہ" اور اپنے لشکر کا نام "خیل اللہ" اور ابن ہشام کہتا ہے کہ عام شعار "احد احد" تھا۔

فرشتوں کی مدد: ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ چھپر میں تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ اللہ سے مدد کے طلب گار تھے جیسا کہ اللہ نے فرمایا (۸/۹) جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے اس نے جواب میں فرمایا کہ میں تمہاری مدد کے لئے پے در پے ایک ہزار فرشتے بھیج رہا ہوں اور یہ تو اللہ نے فقط خوشخبری دی تھی تا کہ تمہارے دل اس سے مطمئن ہو جائیں اور مدد تو صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

پروردگار سے اتنا ہی مطالبہ کافی ہے: امام احمد (ابو نوح قراد، عکرمہ بن عمار، ابو زمیل، ابن عباس رضی اللہ عنہ) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو غزوہ بدر میں معلوم ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم تین سو سے کچھ زائد ہیں اور مشرکین ہزار سے زیادہ تو رسول اللہ ﷺ [illegible] ہو کر قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ کا لباس صرف تہبند اور چادر تھا پھر آپ ﷺ نے دعا فرمائی الٰہی! جو مجھ سے وعدہ کیا ہے پورا کر دے یا اللہ! اگر مسلمانوں کی یہ مٹھی بھر جماعت تباہ ہو گئی تو روئے زمین پر پھر تیری کبھی عبادت نہ ہو گی۔ نبی علیہ السلام مسلسل دعا کرتے رہے اور مدد طلب کرتے رہے حتیٰ کہ آپ کی مبارک چادر شانوں سے گر گئی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور چادر مبارک شانوں پر رکھ کر پیچھے سے آغوش میں لے کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پروردگار سے اتنا مطالبہ ہی کافی ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا (۸/۹) اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملائکۃ مردفین (امام احمد، ترمذی) اور ابن جریر وغیرہ نے عکرمہ بن عمار یمامی سے بیان کیا ہے علی بن مدینی اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے اسی طرح متعدد راویوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سدی اور ابن جریر وغیرہ سے بیان کیا ہے کہ یہ آیت (۸/۹) غزوہ بدر میں نبی علیہ السلام کی دعا کے سلسلہ میں نازل ہوئی۔

مردفین کا مطلب: سدی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ سے نہایت گڑگڑا کر نصرت اور مدد طلب کی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مردفین کا معنی منقول ہے (وراء کل ملک ملک) ہر فرشتے کے پیچھے ایک فرشتہ۔ اور ایک معنی یہ بھی مروی ہے (بعضہم علی اثر بعض) ایک کے بعد دوسرا، ابو ظبیان، ضحاک اور قتادہ نے بھی یہی بیان کیا ہے علی بن ابی طلحہ والبی نے ابن عباس سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور مسلمانوں کی امداد ایک ہزار فرشتے سے کی جبرائیل علیہ السلام پانچ سو کے دستہ میں تھے اور میکائیل علیہ السلام بھی پانچ سو کے لشکر میں تھے۔ (یہی مشہور قول ہے)۔

فرشتوں کی تعداد: ابن جریر (مثنیٰ، اسحاق، یعقوب بن محمد زہری، عبدالعزیز بن عمران، ربعی، ابو حویرث، محمد بن جبیر) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام ایک ہزار فرشتوں سمیت رسول اللہ ﷺ کے میمنہ میں تھے اور اس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود تھے اور میکائیل ایک ہزار فرشتوں سمیت رسول اللہ ﷺ کے "میسرہ" میں تھے اور میں (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) بھی میسرہ میں تھا۔ اس روایت کو امام بیہقی نے "دلائل" میں (محمد بن جبیر از علی) بیان کیا ہے اور اس میں یہ بھی اضافہ ہے کہ اسرافیل بھی ایک ہزار ملائکہ میں آئے اور اس نے بیان کیا ہے کہ ایک برچھی سے وہ زخمی ہو گیا اور بغل خون سے تر ہو گئی اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ تین ہزار ملائکہ نازل ہوئے۔ یہ حدیث غریب اور اس کی اسناد میں ضعف ہے [illegible] "مردفین" [illegible] ان اقوال کی تائید ملتی ہے [illegible]

[illegible] حضرت [illegible] سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ بدر میں [illegible] میں مصروف رہا، پھر میں [illegible] یا حی یا قیوم فرما رہے تھے اور اس پر کوئی اضافہ نہ [illegible]

فرماتے ہیں میں میدان جنگ کی طرف پلٹ آیا دوبارہ آیا تو آپ ﷺ بدستور سجدہ میں وہی یا حی یا قیوم کہہ رہے ہیں پھر میدان قتال کی طرف چلا گیا اس کے بعد واپس آیا تو پھر بھی آپ بہ حالت سجدہ یا حی یا قیوم کا ورد کر رہے ہیں، آپ بدستور اسی حالت میں رہے کہ اللہ نے آپ کو فتح نصیب فرمائی۔

"الیوم واللیلۃ" میں اس روایت کو امام نسائی نے بندار از عبید اللہ بن عبد المجید ابو علی حنفی بیان کیا ہے۔ اعمش (ابو اسحاق، ابو عبیدہ) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے کسی عہد یاد دلانے والے کو رسول اللہ ﷺ سے غزوہ بدر میں کسی عہد یاد دلانے والے سے سخت نہیں پایا، آپ متواتر دعا کر رہے تھے اے اللہ! میں تجھے تیرا عہد اور وعدہ یاد دلاتا ہوں اے اللہ! اگر یہ مختصری جماعت تباہ ہو گئی تو تیری پرستش نہ ہوگی۔ پھر آپ ﷺ نے التفات فرمایا گویا کہ آپ ﷺ کا چہرہ چاند کا ٹکڑا ہے اور فرمایا کہ آج پچھلے پہر قریش کی قتل گاہوں کو دیکھ رہا ہوں۔ اس کو امام نسائی نے اعمش سے بیان کیا اور کہا ہے کہ جنگ بدر میں ہم لڑائی میں تھے اور رسول اللہ ﷺ نماز میں۔ اور اس نے کہا میں نے کسی عہد یاد دلانے والے کو نبی علیہ السلام سے سخت عہد یاد دلانے والا نہیں پایا۔

دو روایتوں کے درمیان تطبیق ...... جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ سے مشرکین کے مقتل اور قتل گاہوں کے بارے میں متعدد روایات مروی ہیں جیسا کہ مسلم کی روایت از حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان ہو چکی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت مسلم میں مروی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کا تقاضا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر کے وقت یہ بتایا اور یہی مناسب ہے۔ مگر حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے جنگ بدر سے ایک روز قبل بتایا تھا۔ اس کی تطبیق میں کوئی مانع درپیش نہیں کہ آپ کو اس کی اطلاع غزوہ بدر سے ایک روز قبل بھی مل گئی ہو اور غزوہ بدر کے وقت بھی مل گئی ہو، واللہ اعلم۔

ویولون الدبر کا مطلب ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد طرق (خالد حذاء از عکرمہ از ابن عباس) سے بیان کیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے جنگ بدر میں اپنے عریش میں کہا یا اللہ! میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ اپنا وعدہ اور عہد پورا کر یا اللہ! اگر تیری مرضی یہی ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے۔ پھر حضرت ابوبکر ؓ نے آپ ﷺ کا ہاتھ تھام کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! بس کیجئے آپ ﷺ نے انتہائی اصرار اور الحاح سے سوال کیا ہے پھر آپ ﷺ زرہ پہنے ہوئے یہ پڑھتے ہوئے عریش سے باہر آئے "کافروں کا گروہ شکست پا گیا ہے اور پیٹھ دکھا گیا ہے" یہ آیت (۵۴/۴۵) مکی ہے اور اس کا مظہر جنگ بدر ہے جیسا کہ ابن ابی حاتم نے (ابو حاتم، ابو الربیع زہرانی، حماد، ایوب) حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب سیھزم الجمع ویولون الدبر (۵۴/۴۵) نازل ہوئی تو حضرت عمر فاروق ؓ نے کہا کون سا گروہ شکست خوردہ ہوگا اور کون سی جماعت مغلوب ہوگی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جنگ بدر کے وقت میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ زرہ زیب تن کئے ہوئے فرما رہے ہیں سیھزم الجمع ویولون الدبر (۵۴/۴۵) رسول اللہ ﷺ کی تلاوت سن کر میں نے اس کا مطلب سمجھا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن جریج از یوسف بن ماہان بیان کیا ہے کہ اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں ابھی بچی تھی، گڑیا سے کھیلتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ پر مکہ میں یہ آیت نازل ہوئی:

بل الساعۃ موعدھم والساعۃ ادھی وامر (۵۴/۴۶)

شہادت کا صلہ جنت ہے ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے اپنے تعاون کا وعدہ اور اقرار پورا کرنے کا سوال کرنے لگے، یا اللہ! آج اگر یہ مختصری جماعت تباہ ہو گئی تو تیری عبادت نہ ہوگی۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے یا رسول اللہ! اتنا ہی کافی ہے اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ کو عریش میں اونگھ آ گئی پھر بیدار ہوئے فرمایا اے ابوبکر! مبارک ہو اللہ کی مدد آ گئی ہے یہ ہیں جبرائیل علیہ السلام اپنے گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے آ رہے ہیں، سامنے والے دانتوں پر غبار جما ہوا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ میدان بدر میں تشریف لائے اور مسلمانوں کو جنگ پر آمادہ کر رہے تھے اس ذات کی قسم، جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے آج جو مسلمان صبر و ثبات اور ثواب کی نیت سے آگے بڑھتا ہوا پشت نہ دکھاتا ہوا جہاد میں شامل ہو اور شہید ہو جائے تو اس کا صلہ اب بہشت ہے۔

عمیر بن حمام سلمی کی جنت کا اشتیاق۔ ۔ ۔ عمیر بن حمام بھی انصاری سلمی ہاتھ میں کھجوریں لئے کھا رہا تھا اس نے یہ حدیث سن کر کہا واہ واہ میرے اور جنت کے داخلے میں صرف اتنی دیر ہے کہ یہ مجھے قتل کر دیں پھر اس نے یہ کہہ کر کھجوریں پھینک دیں تلوار اٹھالی اور لڑتا رہا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا۔ امام احمد رحمتہ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بسبس رضی اللہ عنہ کو جاسوسی کے لئے روانہ کیا کہ ابو سفیان کے تجارتی قافلہ کی معلومات اخذ کرے جب وہ واپس آیا تو گھر میں میرے اور رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی اور نہ تھا پھر انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ باہر کے لئے روانہ ہوئے اور فرمایا ہماری ایک تلاش ہے جس کی سواری موجود ہو وہ ہمارے ساتھ سوار ہو کر چلے لوگ رسول اللہ ﷺ سے عرض کرنے لگے ہماری سواریاں "عالیہ" میں موجود ہیں ہم وہ لے آئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا "نہیں" جس کی سواری موجود ہو چنانچہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم روانہ ہوئے اور مشرکین سے پہلے ہی بدر میں پہنچ گئے اور مشرکین بھی مکہ سے آ گئے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے پہلے کوئی شخص کسی شئے کی طرف پیش قدمی نہ کرے جب مشرک ہمارے قریب ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت کے حصول اور راحت کی طرف تیز دوڑو جس کا عرض زمین و آسمان کے برابر ہے عمیر بن حمام انصاری سلمی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس جنت کی طرف جس کا عرض زمین و آسمان کے مطابق ہے آپ نے اثبات میں جواب دیا تو اس نے کہا واہ واہ! یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تم نے واہ واہ کیوں کہا ہے؟ تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! محض اس امید اور خواہش سے کہ میں بھی اہل جنت میں سے ہوں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا تو جنتیوں میں سے ہے۔ پھر وہ اپنے "ترکش دان" سے کھجوریں نکال کر کھانے لگا تو اس نے سوچا میں ان کھجوروں کے کھانے تک زندہ رہا تو یہ ایک طویل زندگی ہے پھر اس نے کھجوریں پھینک دیں اور لڑائی لڑتا رہا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا رضی اللہ عنہ۔ اس روایت کو امام مسلم نے ابو بکر بن ابی شیبہ وغیرہ متعدد راویوں سے بواسطہ ہاشم بن قاسم کی معرفت سلیمان بن مغیرہ سے بیان کیا ہے اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ عمیر جنگ کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

ركضـا إلـى الله بغيـر زاد
إلا التقـى وعمـل المعـاد
والصبـر فـي الله علـى الجهـاد
وكـل زاد عرضـة النفـاد
غيـر التقـى والبـر والرشـاد

"تقویٰ اور عمل آخرت کے زاد کے بغیر اللہ کے پاس جانا دوڑ ہے۔ اللہ کی راہ میں جہاد پر صبر و ثبات لاجواب امر ہے۔ ہر توشہ فنا کی زد پر ہے سوائے تقویٰ نیکی اور رشد و ہدایت کے"۔

مشرکوں کی تعداد۔ ۔ ۔ امام احمد رحمتہ اللہ علیہ (بواسطہ اسرائیل، ابو اسحاق، حارثہ بن مضرب) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم مدینہ آئے اس کے میوہ جات کھائے اس کی آب و ہوا کو ناموافق پایا اور بخار میں مبتلا ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ جنگ بدر سے پہلے ٹوہ لگایا کرتے تھے جب ہمیں معلوم ہوا کہ مشرکین روانہ ہو چکے ہیں تو رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف روانہ ہوئے ہم مشرکوں سے پہلے وہاں پہنچ گئے وہاں ہم نے دو آدمی موجود پائے ایک قریشی تھا اور دوسرا عقبہ بن ابی معیط کا غلام۔ قریشی تو بھاگ گیا اور غلام ہم نے پکڑ لیا ہم نے اس سے پوچھا قریش کی تعداد کتنی ہے؟ تو اس نے کہا واللہ وہ بہت زیادہ ہیں بہت مضبوط ہیں جب وہ یہی جواب دیتا تو مسلمان اسے مارنے لگتے حتیٰ کہ وہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا قریش کی تعداد کتنی ہے؟ تو اس نے وہی سابقہ جواب دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بڑی کوشش کی لیکن اس نے تعداد بتانے سے انکار کر دیا پھر آپ نے پوچھا روزانہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں تو اس نے جواب دیا دس اونٹ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ ایک ہزار ہیں ایک اونٹ قریب سو آدمی کی خوراک ہوتا ہے۔

پھر رات کو بارش آئی تو ہم نے بارش سے بچنے کے لئے درختوں اور ڈھالوں کا سہارا لیا اور رسول اللہ ﷺ رات بھر دعا کرتے رہے یا اللہ! اگر

تم نے ابن بختری کی موت کو ہلاک کر دیا تو تیری ہی پرستش نہ ہوگی جب فجر طلوع ہوئی تو اذان ہوئی لوگ درختوں کے نیچے سے چلے آئے اور رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی اور جہاد کی طرف راغب کیا اور بتایا کہ قریش کی فوج اس ٹیلہ اور سرخ پہاڑ کے نیچے ہے جب قریش ہمارے قریب ہوئے اور ہم بھی صف بستہ ہو گئے تو دیکھا کہ ایک آدمی سرخ اونٹ پر سوار قریش میں چکر لگا رہا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہا حمزہ رضی اللہ عنہ کو بلاؤ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سرخ اونٹ والے کے قریب تھے۔ پھر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ عتبہ بن ربیعہ ہے جو لڑائی سے منع کر رہا تھا اور قریش کو کہہ رہا تھا کہ اس بزدلی کا سہرا میرے سر باندھ دو اور کہو کہ عتبہ بن ربیعہ نے بزدلی کا مظاہرہ کیا حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں بزدل نہیں ہوں۔ یہ بات ابوجہل نے سن لی تو اس نے کہا یہ کیا ارادہ ہے معقول بات تم کہہ رہے ہو۔ بخدا اللہ اگر کوئی اور کہتا تو اس کو میں کاٹ کھاتا یہ بہت مرعوب ہو چکا ہے تو اس نے کہا اے بزدل کون ہوا تمہارا؟ آج معلوم ہو جائے گا کون بزدل ہے پھر عتبہ شیبہ اور ولید بن عتبہ اپنی غیرت کی خاطر میدان جنگ میں اترے اور للکارا کون ہمارے سامنے آتا ہے۔

چنانچہ تین انصاری نوجوان سامنے آئے تو عتبہ نے کہا ان سے ہماری کوئی غرض نہیں، ہم تو صرف بنی عبدالمطلب میں سے اپنے چچا کے بیٹوں اور ہم پلہ لوگوں سے جنگ مبارزت لڑیں گے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اٹھو اے حمزہ، اٹھو اے علی! آؤ اے عبیدہ بن حارث! پھر عتبہ شیبہ پسران ربیعہ اور ولید بن عتبہ قتل ہوئے اور عبیدہ رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے کفار قریش میں سے ۷۰ قتل کئے اور ستر قیدی ہاتھ آئے۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب کو ایک انصاری گرفتار کر کے لایا، عباس نے کہا یا رسول اللہ اس نے مجھے گرفتار نہیں کیا۔ مجھے ایک گنجے سر والے خوبصورت شخص نے گرفتار کیا ہے جو ابلق گھوڑے پر سوار تھا میں وہ شخص ان لوگوں میں اب نہیں پا رہا ہوں تو انصاری نے کہا یا رسول اللہ! میں نے اس کو گرفتار کیا ہے تو آپ نے فرمایا چپ رہو اللہ نے فرشتے کے ذریعہ تیری مدد کی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے ہم نے بنی عبدالمطلب میں سے عباس، نوفل بن حارث اور عقیل بن ابی طالب کو گرفتار کیا یہ روایت بیان بہت خوب ہے اور اس میں گذشتہ بیان شدہ روایات اور آئندہ بیان ہونے والے واقعات کے شواہد موجود ہیں اور اس اسناد طریق سے روایت صرف امام احمد نے بیان کی ہے اور ابوداؤد نے اس حدیث کو مختصر طور پر اسی سند سے بیان کیا ہے۔

صف قتال میں اللہ کا ذکر ...... رسول اللہ ﷺ عریش سے باہر تشریف لائے لوگوں کو قتال اور جہاد پر راغب کیا اور لوگ اپنی صفوں میں کھڑے ذکر و اذکار میں مصروف تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا ہے (۸/۴۵) "اے ایمان والو! جب کسی فوج سے جنگ کرو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو تا کہ تم نجات پاؤ"۔

جنگ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی کیفیت ...... اموی نے معاویہ بن عمرو کی معرفت ابواسحاق سے فزاری کا مقولہ بیان کیا ہے کہ جو قوم کسی کے بالمقابل قائم اور صف بستہ ہو میدان میں سے پیٹھ پھیرنے والا اور بھاگ کر کے دشمن کی پناہ میں مشغول ہو جس کے لئے یہ اہم ہے کہ وہ بیدار ہو گا۔ عتبہ بن ربیعہ نے جنگ بدر میں کفار قریش کو مخاطب کر کے کہا کیا تم صحابہ کو دیکھتے نہیں وہ گھٹنوں کے بل بیٹھے ہیں گویا وہ لاٹھیوں والے سانپ کی طرح زبان نکال رہے ہیں"۔ "مغازی" میں اموی نے بیان کیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے کفار کے خلاف مسلمانوں کو لڑائی اور جہاد پر اکسایا اور ہر مجاہد کو جو دشمن سے غنیمت حاصل کرے بطور انعام دینے کا اعلان کیا اور فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو مجاہد آج کفار سے برسر پیکار ہوا صبر و ثبات کا مظاہرہ کر کے حصول ثواب کی خاطر بغیر پیٹھ پھیرے پیش قدمی کرتا ہوا شہید ہو گیا تو اللہ اس کو جنت میں داخل کرے گا اس کے بعد اموی نے عمیر بن حمام سلمی رضی اللہ عنہ کا قصہ بھی بیان کیا ہے۔

نبی علیہ السلام کی پناہ ...... نبی علیہ السلام نے بنفس نفیس جنگ میں حصہ لیا۔ اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق رضی اللہ عنہ بھی جہاد میں شریک ہوئے جیسے کہ عریش میں بذریعہ دعا اور آہ و فغاں جہاد کرتے رہے اسی طرح جہاد کے میدان میں تمام زبان اور تیغ و سنان کے ذریعے نازل ہوئے سا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (وکیع عن اسرائیل، ابواسحاق، حارثہ بن مضرب) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں ہماری یہ کیفیت تھی کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی آڑ لیتے تھے اور آپ ﷺ دشمن کے نہایت قریب ہوتے تھے آپ ﷺ اس روز لڑائی میں سب سے زیادہ شجاع اور

یہ وہ تھے۔ اس روایت کو امام بیہقی نے (ابو اسحاق از حارثہ از علی رضی اللہ عنہ) یوں بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے جب لڑائی ختم ہو چکی [illegible] محمد رسول اللہ ﷺ پوری رات جاگتے رہے تھے۔

حضرت ابوبکر اور حضرت علی میمنہ اور میسرہ میں تھے ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یونس بن بکیر، مسعر، ابو عون، ابو صالح الحنفی) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں ان کے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مشہور تھا کہ ایک کے ہمراہ جبرائیل ہے اور دوسرے کے ہمراہ میکائیل ہے اور اسرافیل ایک بڑا فرشتہ ہے جو غزوات میں شامل ہوتا ہے یعنی لڑائی میں شریک ہوتا ہے۔ یہ روایت گذشتہ یونس سند روایت کے مشابہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میمنہ میں تھے اور جب مدد کیلئے جنگ بدر میں آسمان سے فرشتے اترے تو جبرائیل علیہ السلام بھی پانچ سو فرشتوں میں اترے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جانب میمنہ میں تھے اور میکائیل پانچ سو فرشتوں کی جماعت میں نازل ہوئے اور میسرہ میں تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی میسرہ میں تھے۔

ابو یعلیٰ نے محمد بن جبیر بن مطعم کی معرفت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یوں بیان کیا ہے کہ جنگ بدر میں قلیب بدر کے پاس میں پانی لا رہا تھا کہ تند و تیز ہوا کا جھونکا آیا پھر میکائیل علیہ السلام ایک ہزار فرشتوں کی جماعت میں نازل ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کی دائیں جانب کھڑے ہو گئے، ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی اسی جانب تھے۔ اسرافیل علیہ السلام ایک ہزار فرشتوں میں میسرہ میں اترے اور میں بھی میسرہ میں تھا اور جبرائیل علیہ السلام بھی ایک ہزار فرشتوں کی جماعت میں نازل ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس روز مجھے نیزہ لگا اور میری بغل زخمی ہو گئی۔ صاحب عقد وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ اشعار میں سب سے بہتر اور افضل شعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ شعر ہے

وببئر بدر اذ یکف مطیہم   جبریل تحت لوائنا و محمد

"اور بدر کے کنویں کے پاس جب جبرائیل علیہ السلام ان کی سواریوں کو روک رہے تھے اور محمد ﷺ ہمارے پرچم کے تحت [illegible] تھے۔"

اہل بدر کی فضیلت ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت رفاعہ بن رافع زرقی بدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جبرائیل رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا کہ آپ اپنے ہاں "اہل بدر" کو کیا درجہ دیتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ تمام مسلمانوں سے افضل ہیں تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا اسی طرح جو ملائکہ جنگ بدر میں شامل ہوئے ہیں وہ بھی سب فرشتوں سے افضل ہیں (انفرد بہ البخاری) (۸/۱۲) "جب تیرے رب نے فرشتوں کو حکم بھیجا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کے دل ثابت رکھو میں کافروں کے دل میں دہشت ڈال دوں گا سو گردنوں پر مارو (یعنی سروں پر) اور ان کے پور پور پر مارو۔"

فرشتوں نے بھی حصہ لیا ...... امام مسلم، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مجاہد انصاری کسی مشرک کے پیچھے دوڑ رہا تھا کہ اس نے کافر کے سر پر کوڑے کے چلنے کی آواز اور شہسوار کی آواز "اقدم حیزوم" (اے حیزوم آگے بڑھ) سنی پھر اس نے مشرک کو دیکھا کہ وہ چت گرا پڑا ہے۔ پھر اس کو غور سے دیکھا کہ اس کا چہرہ پھٹ گیا ہے اور زخم نیلا پڑ گیا ہے۔ ایک انصاری نے یہ ماجرا رسول اللہ ﷺ کو بتایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے درست کہا ہے۔ یہ تیسرے آسمان کی مدد میں سے ہے۔ چنانچہ ستر مشرک اس روز قتل ہوئے اور ستر قیدی ہوئے۔

غیبی امداد کا مشاہدہ ...... ابن اسحاق (عبداللہ بن ابی بکر بن حزم، بعض راوی، ابن عباس) ایک بنی غفاری سے روایت کرتے ہیں کہ میں اور میرا چچازاد دونوں مشرک تھے، مقام بدر میں پہاڑ پر تماشائی تھے اور لوٹ مار کے منتظر تھے کہ کون شکست سے دوچار ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک بادل نمودار ہوا جب وہ ہمارے قریب ہوا تو ہم نے اس میں سے گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز سنی اور اس میں سے "اقدم حیزوم" کی آواز بھی سنائی دی۔ میرے ابن عم کے دل کا پردہ پھٹ گیا اور وہ فوراً مر گیا اور میں بھی مرتے مرتے بچا۔

جنگ میں ثابت قدمی کا طریقہ ...... ابن اسحاق (عبداللہ بن ابوبکر، بعض بنی ساعدہ) ابو اسید مالک بن ربیعہ بدری رضی اللہ عنہ سے

بیان کرتے ہیں کہ آخر عمر میں نابینا ہونے کے بعد انہوں نے کہا اگر میں آج بدر میں ہوتا اور میری آنکھ ٹھیک ہوتی تو میں تم کو وہ گھاٹی بتاتا جہاں سے فرشتے نمودار ہوئے تھے۔ مجھے اس بات میں کوئی شک نہیں جب فرشتے نمودار ہوئے اور ان کو ابلیس نے دیکھا اور اللہ نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تو مومنوں کے دل ثابت رکھو، ثبات قلب اس طرح تھا کہ فرشتہ جب کسی بدری صحابی کے پاس معروف آدمی کی شکل میں نمودار ہوتا اور کہتا خوش ہو جاؤ کفار کچھ بھی نہیں اللہ تمہارے ساتھ ہے تم ان پر حملہ آور ہو جاؤ۔ وقولہ تعالیٰ [illegible] عکرمہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرشتہ کسی معروف آدمی کی شکل میں آ کر کہتا کہ میں نے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر انہوں نے ہم پر حملہ کیا تو [illegible] مسلمانو! حملہ آور ہو جاؤ [illegible] (الانفال: ۱۲) کی۔

ابو جہل کا عزم: ابلیس نے جب فرشتوں کو دیکھا تو وہ ایڑیوں کے بل پسپا ہو گیا اور اس نے کہا میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور [illegible] ابو جہل اپنے ساتھیوں کو جنگ پر آمادہ کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ سراقہ کا فرار تم کو مرعوب نہ کرے، وہ تو محمد ﷺ اور اس کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایک وعدہ تھا (جو اس نے پورا نہ کیا) ابو جہل نے عجیب کلمات کہے، لات و عزیٰ کی قسم! ہم مقام بدر سے واپس نہیں جائیں گے جب تک محمد ﷺ اور اس کے ساتھیوں کو پہاڑوں میں گرفتار کر کے ان کو تباہ نہ کر دیں گے۔

فرشتوں کا نزول: امام بیہقی ([illegible]) ابو اسید بدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے نابینا ہونے کے بعد کہا اے بھتیجے! اگر ہم اور تم بدر میں ہوتے اور میری آنکھ سلامت ہوتی تو میں تم کو وہ گھاٹی بتاتا جہاں سے فرشتے نمودار ہوئے تھے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر کے روز فرمایا یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں اپنے گھوڑے کا سر تھامے ہوئے ہیں اور مسلح ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ [illegible] سب کا بیان ہے کہ جنگ کے وقت رسول اللہ ﷺ ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کر رہے تھے [illegible] ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ خدا ضرور آپ کی مدد کرے گا اور آپ ﷺ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا کرے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] ایک ہزار فرشتے [illegible] ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابو بکر! خوش ہو جاؤ یہ جبرائیل [illegible] اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہیں [illegible] ہیں کہ جب آپ ﷺ نے دعا کی [illegible] ابن اسحاق ابو واقد لیثی [illegible] بیان کرتے ہیں کہ غزوہ بدر میں ہم جنگ بدر میں تھے کہ کسی مشرک کے سر پر تلوار مارنے کا ارادہ کرتے تو اس کا سر [illegible]۔ ابن اسحاق ابو داؤد مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں کسی مشرک کو قتل کرنے کے لئے تعاقب کر رہا تھا تو اس کا سر میری تلوار پہنچنے سے پہلے ہی گر پڑا تو میں سمجھ گیا کہ اس کو کسی اور نے قتل کیا۔ یونس بن بکیر، ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ جنگ بدر میں فرشتوں کے مقتولوں کو اس طرح پہچانا کرتے تھے کہ ان کی گردنوں اور پوروں پر آگ سے جلنے کا نشان ہوتا تھا۔

فرشتوں کے عمامے: ابن اسحاق، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں فرشتوں کی علامت سفید عمامے تھے جن کو انہوں نے پیچھے کی طرف لٹکایا ہوا تھا صرف جبرائیل علیہ السلام کا عمامہ زرد تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ملائکہ صرف جنگ بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے دیگر غزوات میں وہ محض تعداد میں اضافہ کے لئے آئے لڑائی میں شریک نہیں ہوئے۔ واقدی (عبداللہ بن موسیٰ بن ابی امیہ مصعب بن عبداللہ عن سہیل بن عمرو) حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں میں نے گورے چٹے لوگ دیکھے جو چت کبرے گھوڑوں پر سوار تھے وہ آسمان اور زمین کے درمیان علامت لگائے ہوئے تھے وہ قتل کرتے تھے اور قیدی بناتے تھے اور ابو اسید بدری رضی اللہ عنہ نابینا ہونے کے بعد کہا کرتے تھے اگر میں تمہارے ساتھ بدر میں ہوتا اور میری بینائی ہوتی تو میں تم کو وہ گھاٹی بتاتا جہاں سے فرشتے

شہسوار ہو رہے تھے۔

حیزوم کس فرشتے نے کہا...... واقدی نے عابد بن ابراہیم کی معرفت ابراہیم سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل سے پوچھا کہ جنگ بدر میں "اقدم حیزوم" کس فرشتے نے کہا تھا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا اے محمد ﷺ! میں آسمان کے سب فرشتوں کو نہیں جانتا۔ بقول ابن کثیر یہ اثر مرسل ہے اور اس میں تیمی وغیرہ کے قول کی تردید ہے کہ حیزوم جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کا نام ہے واللہ اعلم۔ واقدی (اسحاق بن یحییٰ، حمزہ بن صہیب) صہیب سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جنگ بدر میں متعدد کٹے ہوئے ہاتھ اور گہرے زخم دیکھے ان سے خون تک نہیں بہہ رہا تھا۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن یحییٰ، ابو عقیل) ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے تین سر لا کر رکھ دیے اور عرض کیا کہ دو کو تو میں نے قتل کیا ہے۔ باقی رہا تیسرا تو میں نے دیکھا ہے کہ اس کو ایک دراز قامت آدمی نے قتل کیا ہے اور میں نے اس کا سر بھی پکڑ لیا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ فلاں فرشتے کا کام ہے۔

سائب کو فرشتے نے گرفتار کیا...... واقدی موسیٰ بن ابراہیم (محمد بن ابراہیم) سے روایت کرتے ہیں کہ سائب بن ابی حبیش خلافت فاروقی میں بیان کیا کرتے تھے واللہ! مجھے کسی انسان نے گرفتار نہیں کیا ان سے دریافت ہوا پھر کس نے قیدی بنایا تو وہ کہتے جب قریش شکست اور ہزیمت سے دوچار ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ شکست میں شامل تھا پھر مجھے پکڑنے والے ایک طویل القامت انسان نے پکڑا جو سفید گھوڑے پر سوار تھا اس نے مجھے خوب باندھ دیا۔ ادھر سے عبدالرحمن بن عوف آئے انہوں نے مجھے بندھا ہوا پایا، لشکر میں اعلان کیا کہ اس کو کس نے باندھا ہے؟ وہ اعلان کرتے ہوئے مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا تجھے کس نے گرفتار کیا ہے؟ عرض کیا معلوم نہیں اور میں اپنا مشاہدہ و واقعہ بیان کرنا نہ چاہتا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھے فرشتے نے گرفتار کیا ہے۔ اے ابن عوف! اپنے اس قیدی کو لے جا۔

آسمانی امور کا مشاہدہ...... واقدی، حکیم بن حزام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جنگ بدر میں دیکھا کہ آسمان سے ایک دھاری دار چادر اتر رہی ہے جس نے آسمان کے ایک افق کو ڈھانپ لیا ہے اور وادی میں پانی بہہ رہا ہے۔ یہ منظر دیکھ کر میرے دل میں آیا کہ یہ آسمانی مدد ہے جس سے محمد ﷺ کی تائید ہوئی ہے پس مسلمانوں کے بعد کفار ہزیمت سے دوچار ہو گئے۔ اسحاق بن راہویہ (وہب بن جریر بن حازم، ابو جریر، محمد بن اسحاق، والد) جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قریش جنگ بدر میں مصروف تھے میں نے شکست سے پہلے سیاہ کمبل کی طرح ایک چیز دیکھی جو آسمان سے اتر رہی ہے وہ چیونٹی کی مانند تھا، میرا غالب گمان تھا کہ یہ فرشتے ہیں پھر ذرا تاخیر نہ ہوئی کہ کفار شکست سے دوچار ہو گئے۔

قتال سے قبل صورت حال...... آپ ﷺ اونگھ رہے تھے فرشتے نصرت و مدد کے لئے آسمان سے اترے اور آپ ﷺ نے ان کو دیکھا پھر بیدار ہوئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نصرت و اعانت کی خوشخبری سنائی اے ابوبکر! خوش ہو جاؤ یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں اپنا گھوڑا تھامے آ رہے ہیں معرکہ کی وجہ سے ان کے دانتوں پر گرد و غبار ہے۔

طمانیت، ثبات و سکون ایمان کی علامات ہیں...... اس کے بعد نبی علیہ السلام عریش سے (زرہ زیب تن کئے ہوئے) باہر تشریف لائے اور لوگوں کو قتال و جہاد کی ترغیب دینے لگے اور جنت کا مژدہ سنانے لگے اور فرشتوں کے نزول کی بدولت ان کو جرأت و جسارت پیدا ہونے لگی جبکہ ابھی صف بستہ تھے لڑائی کا آغاز نہ ہوا تھا کہ وہ سکینت و طمانیت سے سرفراز ہوئے اور ان پر غنودگی طاری ہو گئی۔ جو طمانیت، ثبات و سکون اور ایمان کی علامت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (۸/الانفال ۱۱) جس وقت اس نے تم پر اپنی طرف سے تسکین کے لئے اونگھ ڈال دی۔ اس قسم کی غنودگی اور اونگھ بعد ازیں جنگ احد کے موقع پر بھی طاری کی گئی تھی۔ چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میدان جنگ میں اونگھ ایمان کی علامت ہے اور نماز میں نفاق کی۔ اگر تم فتح چاہتے تھے تو فتح تمہیں آ چکی ہے اب اگر تم رک جاؤ تو بہتر ہے اور اگر تم مخالفت پر آمادہ ہو گئے تو ہم مسلمانوں کی مدد کریں گے۔ (۸/الانفال ۱۹)

ابوجہل کی دعا...... امام احمد عبداللہ بن ثعلبہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب جنگ بدر میں فریقین آمنے سامنے ہوئے تو ابوجہل نے دعا کی یا اللہ ہم میں سے قطع رحمی کرنے والے اور غیر معروف طریقہ ایجاد کرنے والے کو آج ہلاکت سے دوچار کر دے یہ دعا مانگ کر وہی فتح اور فیصلہ کا طالب تھا۔ ابن اسحاق نے سیرت میں اسی طرح بیان کیا ہے اور امام نسائی نے صالح بن کیسان از زہری نقل کیا ہے اور امام حاکم نے بھی امام زہری سے روایت کر کے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے بشرط شیخین کے مطابق مگر شیخین نے اس کی تخریج نہیں کی۔ ان تستفتحوا فقد جاءکم الفتح (۱۹/۸) کی تفسیر میں اموی نے اسباط عن محمد قرشی از عطیہ از مطرف نقل کیا ہے کہ ابوجہل نے دعا کی یا اللہ! فریقین میں سے معزز و مکرم اور کثرت کی مدد کر تو آیت (۱۹/۸) مذکورہ بالا نازل ہوئی۔

وعدہ الٰہی...... واذ یعدکم اللہ احدی الطائفتین انھا لکم (۷/۸) کی تفسیر میں علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اہل مکہ کے تجارتی قافلے کا علم جب اہل مدینہ کو ہوا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قافلے کے تعاقب میں روانہ ہوئے جب اہل مکہ کو اس صورت حال کا علم ہوا تو وہ بھی تیزی سے روانہ ہوئے کہ کہیں نبی ﷺ اور صحابہ غالب نہ آجائیں لیکن تجارتی قافلہ دور نکل گیا اور مخالف آگے نکل گیا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان دو گروہوں میں سے ایک پر فتح کا وعدہ کیا تھا لیکن مسلمان تجارتی قافلہ پر فتح کے خواہش مند تھے اور رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کو قریش کے لشکر کی طرف لے جانا چاہتے تھے اور لوگ کفار کی شان و شوکت کے خوف سے ان کی طرف جانے کو بالکل پسند نہ کرتے تھے۔

یہ معجزہ ہی تو تھا...... آخرکار نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بدر میں مقیم ہوئے اسلامی لشکر اور پانی کے درمیان نرم گیلا ٹیلہ حائل تھا اور اسلامی لشکر سخت مصیبت میں مبتلا تھا اور شیطان نے ان کے دلوں میں غلط قسم کے وسوسے ڈالنے شروع کئے کہ تمہارا گمان ہے کہ تم اللہ کے اولیاء ہو اور تم میں اللہ کا رسول موجود ہے جب مشرک پانی پر قابض ہیں اور تم بے کسی کے عالم میں مبتلا ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر خوب بارش برسائی اسلامی لشکر نے پانی پیا اور طہارت کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو شیطانی وساوس سے بالکل پاک کر دیا اور ریت خوب جم گئی اور ان کی سواریاں اس پر خوب چلنے لگیں۔ چنانچہ وہ کفار کے لشکر کی طرف بڑھے اور اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک ہزار فرشتوں کے ذریعے مدد فرمائی، جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کے پانچ سو کے گروہ میں تھے اور میکائیل بھی پانچ سو فرشتوں کے گروہ میں تھے۔

ابلیس سراقہ کا روپ دھارے ہوئے تھا...... ابلیس اپنا لشکر لے آیا، جس کے ہمراہ اس کی قوم بھی آ گئی اور وہ بنی مدلج کا روپ دھارے ہوئے تھے اور خود ابلیس سراقہ بن مالک بن جعشم کی شکل میں تھا اور شیطان نے مشرکوں کی حوصلہ افزائی کی کہ آج تم پر کوئی غالب نہ ہوگا اور میں تمہارا حمایتی اور مددگار ہوں۔

ایک مٹھی بھر مٹی...... جب فریقین آمنے سامنے صف آرا ہو گئے تو ابوجہل نے دعا کی یا اللہ! ہم میں سے جو جماعت برحق ہے اس کی نصرت فرما اور رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی پروردگار! اگر یہ "موحدین" کی جماعت ہلاک ہو گئی تو کرۂ ارض میں تیری کوئی عبادت نہ ہو گی۔ یہ سن کر جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو کہا کہ مٹی کی ایک مٹھی لیجئے چنانچہ آپ ﷺ نے مٹی کی مٹھی لی اور مشرکین کی طرف پھینک دی اور ہر مشرک کی آنکھوں، نتھنوں اور منہ میں یہ مٹی داخل ہو گئی اور وہ پسپا ہو گئے۔

شیطان بھاگ نکلا...... جبرائیل علیہ السلام ابلیس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کا ہاتھ ایک مشرک کے ہاتھ میں تھا جب ابلیس نے یہ منظر دیکھا تو اپنا ہاتھ چھڑا کر بھاگ نکلا تو اس مشرک نے کہا جناب سراقہ! کیا تم نے کہا نہ تھا کہ میں تمہارا حمایتی اور مددگار ہوں تو اس نے کہا میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے، میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور اللہ شدید عذاب کرنے والا ہے۔ یہ واقعہ ابلیس نے اس وقت کیا جب اس نے ملائکہ کو دیکھا۔ اس روایت کو امام بیہقی نے "دلائل" میں بیان کیا ہے۔ طبرانی رفاعہ بن رافع سے روایت کرتے ہیں کہ جب ابلیس نے جنگ بدر میں فرشتوں کا مشرکین کے ساتھ برتاؤ دیکھا تو اسے اندیشہ ہوا کہ وہ اس پر بھی حملہ کر دیں گے اور حارث بن ہشام اس کے ساتھ چمٹ گیا وہ اس کو سراقہ تصور کر رہا تھا

چنانچہ اس نے حارث کو سینے میں مکا مارا اور فرار ہو گیا یہاں تک کہ اس نے سمندر میں چھلانگ لگا دی اور اس نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی یا اللہ میں تجھ سے اپنی مہلت کا سوال کرتا ہوں (یہ دعا اس وجہ سے کی) کہ اس کو قتل کا اندیشہ لاحق ہو گیا۔

ابوجہل کی تقریر ...... ابوجہل نے کہا اے لوگو! تمہیں سراقہ بن مالک کی بے وفائی مغلوب نہ کرے اس کا محمد ﷺ سے ایک وعدہ تھا اور تم کو شیبہ، عتبہ اور ولید کا قتل ہو جانا بھی خوف زدہ نہ کرے کہ انہوں نے جلد بازی سے کام لیا۔ لات اور عزیٰ کی قسم! ہم واپس نہ لوٹیں گے جب تک کہ ان (مسلمانوں) کو پہاڑوں میں بکھیر دیں کوئی تم میں سے کسی مسلمان کو قتل نہ کرے بلکہ اس کو قیدی بنا لے، یہاں تک کہ ان کے کرتوتوں سے ان کو خبردار کر دیں اور لات و عزیٰ سے نفرت کا مزہ چکھا دیں۔ پھر اس نے یہ اشعار کہے

ما تنقم الحرب الشموس منی
بازل عامین حدیث سنی
لمثل ھذا ولدتنی أمی

"مجھے گھمسان کی جنگ سے کوئی خوف نہیں۔ میں تازہ دم اور نوعمر ہوں ایسے مشکل کام کے لئے مجھے میری والدہ نے جنم دیا ہے۔"

مٹھی بھر مٹی سے شکست فاش ...... واقدی، مروان بن حکم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حکیم بن حزام سے جنگ بدر کے بارے میں دریافت کیا تو حکیم نے اس سوال کو ناپسند کیا مروان نے اصرار کیا تو حکیم رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ دونوں فریقین آمنے سامنے کھڑے ہوئے تو باہم جنگ و جدال ہوا پھر میں نے ایک آواز سنی جو آسمان سے زمین کی طرف آئی جیسا کہ طشتری میں کنکر پڑنے کی آواز ہوا کرتی ہے اور نبی علیہ السلام نے مٹھی بھر مٹی لی اور اس کو ہماری طرف پھینک دیا اور ہم شکست سے دوچار ہو گئے۔ واقدی نوفل بن معاویہ دیلی سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں ہم نے شکست و ناکامی کا منہ دیکھا اور ہم اپنے دلوں میں ایسی آواز سن رہے تھے جیسے کہ طشتری میں کنکر گر رہا ہو۔ یہ کیفیت مرعوبیت اور خوف و ہراس کی وجہ سے تھی۔

ابوجہل کی دعا ...... اموی، عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر سے روایت کرتے ہیں کہ جب جنگ میں فریقین باہم مقابل ہوئے تو ابوجہل نے دعا کی، یا اللہ! آج ہم میں سے قطع رحمی کرنے والے اور بدعملی کرنے والے کو ہلاک و برباد کر دے۔ یہی فتح کا طالب تھا۔ قریشیوں کا آنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں جہاد کی جرات پیدا کر دی اور کافروں کی نگاہ میں قلیل کر دکھایا، یہاں تک کہ مسلمان بے جگری سے دشمنوں پر حملہ آور ہوئے۔

جبرائیل علیہ السلام کی آمد اور کنکریاں ...... رسول اللہ ﷺ پر عریش میں اونگھ طاری ہوئی پھر بیدار ہو کر فرمایا اے ابوبکر! خوشخبری سنو، یہ جبرائیل ہیں عمامہ لپیٹے ہوئے ہیں، اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہیں ان کے دانتوں پر گرد و غبار بھی ہوئی ہے۔ میرے پاس اللہ کی نصرت اور اس کا وعدہ آ گیا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ کنکریوں کی ایک مشت لے لیں آپ نے مٹھی میں کنکریاں لیں پھر آپ ﷺ عریش سے باہر آئے اور کفار کے لشکر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا (شاهت الوجوه) چہرے بدشکل ہو جائیں۔ پھر ان کی طرف یہ کنکریاں پھینک کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا ان پر حملہ آور ہو جاؤ چنانچہ فوراً ناکام شکست سے دوچار ہو گئے، ان میں سے کچھ سردار موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے اور کچھ گرفتار کر لیے گئے۔

ابن اسحاق کی معرفت زیاد روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مٹھی بھر کنکریاں لیں اور قریش کی طرف متوجہ ہو کر کہا (شاهت الوجوه) اور ان کنکریوں کو ان کی طرف پھینک کر فرمایا یکبارگی حملہ کر دو چنانچہ وہ شکست و پسپائی سے دوچار ہوئے۔ کچھ قتل ہوئے اور کچھ قیدی۔ سدی کبیر نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو زمین سے کنکریاں اٹھانے کو کہا۔ انہوں نے خاک آلود کنکریاں لا کر پیش کیں تو آپ علیہ السلام نے ان کو کفار کے سامنے پھینک دیا اور ہر مشرک کی آنکھوں میں ان کی خاک داخل ہو گئی۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کچھ کو قتل کیا اور کچھ کو قیدی بنایا اور اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں نازل فرمایا (۸:۱۷) "تم نے ان کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا اور تو نے مٹی نہیں پھینکی (جب

پھینکی تھی) بلکہ اللہ نے پھینکی تھی۔ آیت مذکورہ بالا جنگ بدر میں نازل ہوئی بقول عروہ، عکرمہ، مجاہد، محمد بن کعب، محمد بن قیس، قتادہ اور ابن زید وغیرہ اور یہ مشت خاک پھینکنے کا عمل رسول اللہ ﷺ نے غزوہ حنین میں بھی کیا جیسا کہ آئندہ مکمل بیان ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز۔

مجھے قتل وخون ریزی گرفتاری سے زیادہ پسند تھی...... ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو قتال وجہاد کی طرف راغب کیا اور مشرکین کی طرف مشت خاک پھینکی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست وہزیمت سے دوچار کر دیا۔ نبی علیہ السلام اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دوبارہ عریش میں تشریف لے آئے سعد بن معاذ اور بعض دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم عریش کے دروازے پر برہنہ تلواریں لئے بطور محافظ کھڑے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ مشرکین رسول اللہ ﷺ پر حملہ آور ہو جائیں۔

بقول ابن اسحاق جب قریش لڑائی سے دست بردار ہو گئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ ان کو گرفتار کرنے لگے گرفتاری کی وجہ سے حضرت سعد بن معاذ ﷺ کے چہرے پر ناگواری کے آثار ظاہر دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے سعد! معلوم ہوتا ہے کہ تم گرفتاری کو ناپسند کرتے ہو تو سعد رضی اللہ عنہ نے اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے عرض کیا واللہ یا رسول اللہ! یہ پہلا موقع تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کو ہزیمت سے ہمکنار کیا۔ مجھے قتل وخون ریزی گرفتاری سے زیادہ پسند تھی۔

ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ بن عتبہ کا کفارہ...... ابن اسحاق، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو بتایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ بنی ہاشم وغیرہ میں سے بعض افراد بامر مجبوری جنگ میں شامل ہوئے ہیں، وہ ہم سے حرب وقتال پر راضی نہ تھے۔ پس جب کوئی ہاشمی تمہاری زد میں آ جائے تو اسے قتل نہ کرنا اور جو ابوالبختری بن ہشام بن حارث بن اسد کو پائے وہ اسے قتل نہ کرے اسی طرح عباس بن عبدالمطلب، عم رسول اللہ ﷺ کو بھی قتل نہ کرے، وہ بھی بادل نخواستہ بامر مجبوری آئے ہیں۔ یہ سن کر ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ بن عتبہ بن ربیعہ نے کہا کیا ہم اپنے آباء واخوان اور ابناء کو قتل کریں اور عباس سے درگزر کریں "ایسا نہ ہوگا" واللہ! اگر وہ میری زد میں آ گیا تو میں اسے قتل کر دوں گا، یہ بات رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کہا اے ابوحفص! کیا رسول اللہ ﷺ کا چچا قتل کر دیا جائے گا۔

بقول حضرت عمر رضی اللہ عنہ! مجھے رسول اللہ ﷺ نے پہلی بار کنیت سے مخاطب کیا) چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے میں تلوار سے اس کا سر قلم کر دیتا ہوں، واللہ! وہ منافق ہو گیا ہے۔ حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں اس نامعقول بات سے جو میں نے اس روز کہی، ہمیشہ خائف اور پریشان رہا میرے خیال میں اس ناشائستہ بات کا کفارہ صرف شہادت ہو سکتی ہے۔ چنانچہ وہ جنگ یمامہ ۱۲ھ میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

ابوالبختری بن ہشام کا قتل نہ کرنا...... بقول ابن اسحاق رسول اللہ ﷺ نے ابوالبختری کے قتل سے اس وجہ سے منع فرمایا تھا کہ اس نے مکہ میں قریش کو رسول اللہ ﷺ کو اذیت دینے سے منع کیا تھا، خود بھی اذیت سے باز رہتا تھا اور ناگوار بات نہ کہتا تھا اور ظالمانہ صحیفہ کے چاک کرنے میں بھی اس کا نمایاں کردار تھا۔ مجذر بن زیاد بلوی حلیف انصار کی اس سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا "رسول اللہ ﷺ نے تیرے قتل سے منع فرمایا ہے" ابوالبختری کے ساتھ اس کا رفیق جنادہ بن ملیحہ لازنی لیث بھی تھا جو مکہ سے اس کے ہمراہ آیا تھا اس نے کہا اس کو بھی قتل نہ کرے تو مجذر رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ! میں تیرے رفیق کو چھوڑنے کا نہیں، رسول اللہ ﷺ نے صرف تیرے قتل سے منع فرمایا تھا تو ابوالبختری نے کہا واللہ! تب میں اور وہ دونوں لڑتے ہوئے مر جائیں گے کہ خواتین قریش مکہ میں یہ طعنہ نہ دیں کہ اپنی جان بچانے کے لئے رفیق کا ساتھ چھوڑ دیا۔ ابوالبختری نے مجذر کے ساتھ لڑتے ہوئے کہا:

لن یترک ابن حرة زمیله   حتی یموت او یری سبیله
"کہ شریف زادہ اپنے رفیق کو چھوڑ نہیں سکتا یہاں تک کہ وہ مر جائے یا اپنا راستہ دیکھ لے"۔

وہ دونوں باہمی لڑے اور مجذر نے اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور یہ اشعار کہے:

اما جهلت أو نسيت نسبي
فاثبت النسبة إني من بلي
الطاعنين برماح اليزني
والطاعنين الكبش حتى ينحني
بشر بيتم من أبوه البختري
أو بشرن بمثلها مني بني

"تو میرے نسب سے نا آشنا ہے یا بھولا ہوا ہے۔ تو میرے نسب کو بلی قبیلے سے ثابت کر۔ ہم یزنی نیزے استعمال کرتے ہیں مرد اور رئیس کو نیزہ مارتے ہیں یہاں تک کہ وہ جھک کر گر پڑتا ہے۔ تو اس بچے کو یتیم ہونے کی بشارت دے جس کا باپ بختری ہے یا ایسی بشارت میرے بیٹے کو دے"۔

أنا الذي يقال أصلي من بلي
أطعن بالصعدة حتى تنثني
وأعبط القرن بعضب مشرفي
ارزم للموت كارزام المري
فلا يرى مجذرا يفري فري

"میں وہ بہادر ہوں جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ میرا نسب بلی قبیلے سے ہے میں اس قدر زور سے نیزہ مارتا ہوں یہاں تک کہ وہ مڑ جاتا ہے۔ میں مشرقی تلوار کے ساتھ مقابل کو ہلاک کر دیتا ہوں میں موت کے لئے بلاتا ہوں تھنوں پر ہاتھ پھیر کر دودھ اتارنے کی مانند۔ وہ کسی مجذر کو نہ دیکھے گا جو "اس کی طرح" کاٹتا ہو"۔

قتل کرنا مجبوری تھی...... پھر مجذر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا اس ذات گرامی کی قسم! جس نے آپ کو برحق مبعوث فرمایا۔ میں نے بہت کوشش کی کہ وہ قیدی بن جائے اور میں اسے آپ کی خدمت میں پیش کروں مگر وہ لڑائی کے سوا کسی بات پر رضامند نہ ہوا چنانچہ میں اس سے نبرد آزما ہوا اور اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

امیہ بن خلف کے قتل کا واقعہ...... ابن اسحاق نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے نیز عبداللہ بن ابی بکر وغیرہ نے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ امیہ بن خلف مکہ میں میرا دوست تھا۔ جاہلیت میں میرا نام "عبد عمرو" تھا اسلام قبول کیا تو میرا نام عبدالرحمان رکھ دیا گیا۔ چنانچہ مکہ میں امیہ جب مجھے ملتا تو عبد عمرو کہہ کر پکارتا اور کہتا کیا تجھے اس نام سے نفرت ہے جو تیرے باپ نے تجویز کیا تھا، میں اثبات میں جواب دیتا پھر اس نے کہا میں تو "رحمان" کو جانتا نہیں چنانچہ کوئی ایسا نام تجویز کرو جس سے میں آپ کو پکاروں، میں عبد عمرو پہلا نام لیتا ہوں تو تم جواب نہیں دیتے اور میں تمہیں اس نام سے پکارتا نہیں جس کو میں جانتا نہیں جب وہ مجھے عبد عمرو کہہ کر بلاتا تو میں اس کو جواب نہ دیتا پھر میں نے امیہ کو کہا اے ابو علی! جو چاہو وہ نام تجویز کر دو تو اس نے کہا تیرا نام "عبدالالہ" تجویز کرتا ہوں میں نے اثبات میں جواب دیا چنانچہ جب میری اس سے ملاقات ہوتی تو وہ مجھے عبدالالہ کہہ کر بلاتا اور ہم آپس میں ہم کلام ہوتے۔ جنگ بدر میں اس کے پاس سے گزرا وہ اپنے بیٹے علی کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا اور میں وہ زرہیں اٹھائے ہوئے تھا جو میں نے کفار قریش سے اتاری تھیں، اس نے مجھے دیکھ کر کہا اے عبد عمرو! تو میں نے اس کی بات کا جواب نہ دیا پھر اس نے مجھے "عبدالالہ" کہا تو میں نے کہا جی ہاں بتائیے کیا بات ہے، تو اس نے کہا کیا تجھے میری ضرورت ہے؟ میں ان زرہوں سے تیرے لئے بہتر ہوں میں نے کہا ہاں واللہ! "یہ بات درست ہے" چنانچہ میں نے زرہوں کو پھینک دیا اور باپ بیٹا دونوں کے ہاتھوں کو

پکڑ لیا اور وہ کہہ رہا تھا آج جیسا منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا کیا تمہیں دودھ والی اونٹنیوں کی ضرورت ہے؟ پھر میں ان کو لے کر چل پڑا۔

ابن اسحاق (عبدالواحد بن ابی عون، سعد بن ابراہیم، ابراہیم) عبدالرحمان بن عوف سے روایت کرتے ہیں کہ میں امیہ بن خلف اور اس کے بیٹے علی کے درمیان ان کے ہاتھ پکڑے آرہا تھا کہ امیہ نے پوچھا جناب عبدالالہ تم میں سے وہ کون شخص تھا جس نے اپنے سینے پر شتر مرغ کا پر لگایا ہوا تھا میں نے کہا وہ حمزہ رضی اللہ عنہ تھے تو اس نے کہا اس نے ہمیں بڑے مصائب سے دوچار کیا۔ حضرت عبدالرحمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں ان دونوں کو لئے آرہا تھا کہ بلال رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا، یہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو مکہ میں اسلام قبول کرنے کی پاداش میں سزا دیا کرتا تھا دیکھتے ہی انہوں نے کہا امیہ بن خلف کفر کا مقتدا اور پیشوا ہے۔ اگر یہ زندہ بچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ میں نے کہا بلال! یہ میرے قیدی ہیں۔ اس نے پھر کہا اگر یہ زندہ بچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ پھر اس نے نہایت بلند آواز سے کہا یا انصار اللہ! کفر کا امام امیہ بن خلف یہ ہے۔ اگر یہ زندہ بچ گیا تو میں نہ بچ سکوں گا۔ پھر انہوں نے ہمیں ہر طرف سے گھیر لیا یہاں تک کہ کنگن کی طرح وہ ہمارے گرد ہو گئے میں اس کا دفاع کر رہا تھا کہ پیچھے سے ایک مجاہد نے تلوار ماری اور وہ اس کے بیٹے علی کے پیر پر لگی اور وہ گر پڑا۔ یہ دیکھ کر امیہ خوب چیخا میں نے ایسی زوردار چیخ کبھی نہیں سنی اور میں نے کہا اپنی جان بچاؤ مگر بچانے کا کوئی راستہ نہیں چنانچہ انہوں نے تلواروں سے ان کا تکا بوٹی کر دیا۔ عبدالرحمان بن عوف کہا کرتے تھے اللہ بلال پر رحم کرے اس نے میری زرہوں اور قیدیوں کو ضائع کر دیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں قریباً اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور کتاب الوکالۃ میں عبدالعزیز بن عبداللہ، عبدالرحمان بن عوف سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امیہ بن خلف سے ایک تحریری معاہدہ کیا کہ وہ میری جائیداد وغیرہ کی مکہ میں نگرانی کرے گا، اور میں اس کا اثاثہ وغیرہ کی مدینہ میں حفاظت کروں گا جب میں نے اپنے نام میں "رحمان" کا ذکر کیا تو اس نے کہا میں رحمان کو نہیں جانتا تو اپنے جاہلیت والے نام سے ہی معاہدہ تحریر کرو، چنانچہ میں نے اس سے "عبد عمرو" (جاہلیت والے نام سے ہی) معاہدہ تحریر کر دیا۔ جنگ بدر میں جب لوگ سو گئے تو میں پہاڑ پر امیہ کی حفاظت کے لئے چلا گیا جب بلال رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو وہ انصار کی ایک مجلس میں چلا آیا اور اس نے کہا یہ امیہ بن خلف موجود ہے۔ اگر امیہ بچ گیا تو میں نہیں بچنے کا۔ پس بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ انصار کا ایک گروہ ہمارے تعاقب میں نکل آیا مجھے اندیشہ ہوا کہ یہ لوگ ہمیں پکڑ لیں گے تو میں نے اس کے بیٹے علی کو پیچھے چھوڑ دیا کہ میں ان کو اس کے قتل میں مصروف کر دوں...... اور خود ان کے آگے نکل جاؤں۔ انہوں نے اسے قتل کر ڈالا (اور اس پر قناعت نہ کی) اور ہمارے تعاقب میں آئے امیہ بھاری جسم اور فربہ تھا (دوڑ نہ سکتا تھا) جب وہ ہمارے قریب آئے تو میں نے اسے کہا "بیٹھ جا" وہ بیٹھ گیا اور میں خود اس کے اوپر گر گیا کہ اس کو بچا سکوں مگر انصار نے اس کو میرے نیچے ہی تلواروں سے چھید دیا یہاں تک کہ اسے قتل کر ڈالا اور کسی کی تلوار میرے پیر میں لگ گئی اور عبدالرحمان رضی اللہ عنہ اپنے پیر کی پشت پر زخم کا نشان ہمیں دکھایا کرتے تھے۔ یوسف بن ماجشون کا صالح بن ابراہیم اور ابراہیم بن عبدالرحمان بن عوف باپ بیٹا دونوں سے سماع ثابت ہے تفرد بہ البخاری اور حاکم بن رافع کی مسند میں ہے کہ امیہ بن خلف کا وہ قاتل ہے۔

ابوجہل ملعون کا قتل...... بقول ابن ہشام ابوجہل یہ رجز پڑھتا ہوا میدان جنگ میں آیا تھا

ما تنقم الحرب العوان منی
بازل عامین حدیث سنی
لمثل ھذا ولدتنی امی

ان اشعار کا ترجمہ ابھی گذشتہ صفحات میں گزرا ہے۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جنگ سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے ابوجہل کی لاش کی تلاش کرنے کا حکم فرمایا اور سب سے پہلے ابوجہل کی لاش معاذ بن عمرو نے تلاش کی۔ جیسا کہ ثور بن زید نے عکرمہ کی معرفت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور عبداللہ بن ابی بکر سے بھی نقل کیا ہے کہ انہوں نے بتایا کہ معاذ بن عمرو بن جموح برادر بنی سلمہ کا بیان ہے کہ میں نے لوگوں سے سنا کہ ابوجہل نہایت دشوار مقام میں محفوظ ہے اور وہ کہہ رہے ہیں کہ ابوجہل تک پہنچا نہیں جا سکتا۔ جب میں نے یہ بات سنی تو میں نے پختہ ارادہ کر لیا اور اس کی طرف متوجہ ہوا جب وہ میری زد میں آگیا تو

[illegible] خلافت عثمانی [illegible]

[illegible] جب رسول اللہ ﷺ نے اس کی لاش [illegible] کا اعلان [illegible] ایک دوسرے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible]

سے حضرت ابن مسعودؓ کا بیان ہے کہ میں نے ابوجہل کی داڑھی پکڑ کر پوچھا تو ہی ابوجہل ہے؟ تو اس نے کہا کیا اس سے بڑھ کر کوئی بات ہے کہ تم نے اس کو قتل کر دیا ہے (یعنی کیا اس کو اس کی قوم نے قتل کیا ہے)۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ابوجہل کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے رسوا کر دیا ہے تو اس نے کہا کیا اس سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ ایک شخص کو اس کی قوم نے قتل کر دیا ہے۔ مسلم (ابو اسحاق، ابو عبیدہ) عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود سے بیان کرتے ہیں کہ میں ابوجہل کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ وہ زخمی ہو کر زمین پر پڑا ہے۔ اس کے سر پر خود تھی اور وہ تو عمدہ تلوار اور میرے پاس گھٹیا تلوار تھی پھر میں اپنی تلوار سے اس کے سر پر مارنے لگا اور اس کی وہ مار یاد آ گئی جو وہ مکہ میں مارا کرتا تھا) میں نے اتنا مارا کہ اس کا ہاتھ کمزور ہو گیا اور میں نے اس کی تلوار پکڑ لی تو اس نے سر اٹھا کر پوچھا کس کی فتح ہے؟ ہماری یا ان کی؟ کیا تو مکہ میں ہمارا چرواہا نہ تھا؟ ابن مسعودؓ کا بیان ہے کہ میں نے اس کو قتل کر دیا پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور بتایا کہ میں نے ابوجہل کو قتل کر دیا۔ آپ نے مجھ سے حلفاً پوچھا اور تین بار حلف لیا۔ پھر آپ مجھے ساتھ لے کر ان (لاشوں) کے پاس آئے اور ان کے لئے بددعا کی۔

امام احمد (وکیع، اسرائیل، ابواسحاق) ابوعبیدہ سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں جنگ بدر میں ابوجہل کے پاس پہنچا اس کا پاؤں کٹ چکا تھا اور وہ اپنی تلوار سے دفاع کر رہا تھا میں نے یہ کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے تجھے اے اللہ کے دشمن رسوا و ذلیل کیا تو ابوجہل نے کہا ایک آدمی ہی تو ہے جس کو اس کی قوم نے قتل کر دیا۔ پھر میں گھٹیا تلوار سے اس پر وار کرنے لگا اور اس کا ہاتھ کمزور پڑ گیا اور تلوار ہاتھ سے گر پڑی پھر میں نے اس کی تلوار پکڑ کر وار کیا اور اس کو قتل کر دیا پھر میں خوش خوش رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو بتایا تو آپ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے بغیر کوئی معبود نہیں؟ (تو سچ کہہ رہا ہے) آپ نے یہ بات دہرائی میں نے عرض کیا اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں (واقعی میں سچ کہہ رہا ہوں) تو آپ ﷺ مجھے ساتھ لے کر تشریف لائے اور اس کی لاش پر کھڑے ہو کر کہا۔ اللہ کے دشمن! اللہ کا شکر ہے جس نے تجھے رسوا و خوار کیا۔ یہ اس امت کا فرعون تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اس کی تلوار رسول اللہ ﷺ نے مجھے بطور انعام دی۔

اس امت کا فرعون ...... ابو اسحاق فزاری (ثوری، ابو اسحاق، ابو عبیدہ) ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں، میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا حضور! میں نے ابوجہل کو قتل کر دیا ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں (واقعی تم نے قتل کر دیا ہے) میں نے اس طرح حلف اٹھا کر تین بار کہا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ اکبر! اللہ کا شکر ہے جس نے اپنا وعدہ پورا کیا اپنے بندے کی نصرت کی اور تنہا اس نے تمام احزاب کو شکست سے دوچار کر دیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا میرے ساتھ چل کر مجھے دکھاؤ چنانچہ میں آپ ﷺ کے ہمراہ گیا اور آپ ﷺ کو دکھایا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ اس امت کا فرعون ہے۔ اس روایت کو ابوداؤد اور نسائی نے ابو اسحاق سبیعی سے نقل کیا ہے واقدی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عفراء کے دونوں بیٹوں کی لاش پر کھڑے ہو کر دعا فرمائی! اللہ ان پر رحمت نازل فرمائے۔ یہ دونوں اس امت کے فرعون اور ائمہ کفر کے رئیس کے قتل میں شریک تھے۔ دریافت ہوا یا رسول اللہ! ان کے ساتھ کون شریک تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا فرشتے اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کے قتل میں شریک تھے۔ [illegible]

سجدہ شکر ...... بیہقی (مسلم، اصم، احمد بن عبدالجبار، یونس بن بکیر، عنبسہ بن ازہر) ابی اسحاق سے بیان کرتے ہیں کہ جنگ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی شخص ابوجہل کے قتل کی بشارت لے کر آیا تو آپ ﷺ نے اس سے تین بار حلفاً پوچھا کہ تم نے اس کو قتل ہوتے دیکھا ہے؟ تو اس نے حلفاً کہا پھر رسول اللہ ﷺ اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو گئے۔

نمازِ شکرانہ امام بیہقی (ابو نعیم، سلمہ بن رجاء، شعثاء بنت عبداللہ بن ابی اسد) عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح کی بشارت، ابوجہل کا سر دیکھ کر دو رکعت نماز پڑھی۔

ابن ماجہ (ابو بشر بکر بن خلف، سلمہ بن رجاء، شعثاء) عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جب ابوجہل کے قتل کی بشارت

لی تو دو رکعت نماز پڑھی۔

ابوجہل کی سزا ...... ابن ابی الدنیا (ابو ہشام، مجالد، شعبی) سے بیان کرتے ہیں کہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا کہ میں نے میدان بدر میں سے گزرتے ہوئے دیکھا ہے کہ ایک آدمی زمین سے سر نکالتا ہے اور دوسرا اس کے سر پر گرز مارتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ زمین کے اندر چھپ جاتا ہے۔ وہ پھر سر نکالتا ہے اور دوسرا اس کے سر پر وار کرتا ہے یہ سلسلہ برابر جاری رہتا ہے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ابوجہل بن ہشام ہے اس کو قیامت تک عذاب ہوتا رہے گا۔ اپنے مغازی میں اموی (ابو عبید اللہ بن سعید) عامر سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ میں نے بدر میں ایک آدمی بیٹھا ہوا دیکھا ہے اور ایک آدمی کے سر پر آہنی گرز مار رہا ہے وہ مسلسل مار رہا ہے یہاں تک کہ وہ زمین کے اندر چھپ جاتا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ابوجہل ہے۔ یہ ایک فرشتہ مقرر ہے جو اس کو گرز مارتا رہتا ہے۔ جب بھی وہ سر باہر نکالتا ہے وہ اس کو مارتا ہے وہ قیامت تک اسی میں مبتلا رہے گا۔

زبیر کا نیزہ اور عبیدہ کی آنکھ میں ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (عبید بن اسماعیل، ابو اسامہ، ہشام) عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جنگ بدر میں میں عبیدہ بن سعید بن عاص کے بالمقابل آیا وہ سر سے پاؤں تک لوہے میں لپٹا ہوا تھا صرف اس کی آنکھیں نظر آ رہی تھیں اس کی کنیت "ابو ذات الکرش" تھی وہ اپنی صف سے باہر نکلا پھر اس نے کہا میں ہوں ابو ذات الکرش۔ میں نے اس پر حملہ کیا اور تاک کر نیزہ اس کی آنکھ میں پیوست کر دیا اور وہ ہلاک ہو گیا۔ ہشام کا بیان ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ زبیر نے کہا کہ میں نے اس کی نعش پر پاؤں رکھ کر بمشکل نیزہ کھینچا اور اس کے دونوں طرف کی دھار مڑ گئی تھی۔ پھر یہ برچھا رسول اللہ ﷺ نے طلب فرمایا تو انہوں نے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے واپس لے لیا پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مانگا تو ان کو دے دیا۔ ان کی شہادت کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مانگا تو ان کو دے دیا۔

ان کی شہادت کے بعد آل علی رضی اللہ عنہ کے پاس رہا ان سے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن زبیر نے واپس لے لیا اور ان کے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ وہ ۷۳ھ میں شہید ہو گئے۔

عاص کو کس نے قتل کیا ...... ابن ہشام کا بیان ہے کہ ابو عبیدہ وغیرہ علماء مغازی نے مجھے بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سعید بن عاص کے پاس سے گزرے تو ان سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ مجھ سے کچھ ناراض ہیں اور آپ کا خیال ہے کہ میں نے آپ کے والد کو قتل کیا۔ اگر میں اسے قتل کیا ہوتا تو میں معذرت نہ کرتا۔ میں نے تو اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو قتل کیا تھا باقی رہا تیرا والد تو میں اس کے پاس سے گزرا تو وہ اپنی ایڑیوں سے زمین کھود رہا تھا جیسا کہ بیل اپنے سینگ سے زمین کھودتا ہے تو میں نے اس کو نظر انداز کر دیا اور اس کے پاس سے گزر گیا پھر اس کے ابن عم (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے اس کو قتل کر دیا۔

چھڑی کا آہنی تلوار بن جانا ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ عکاشہ بن محصن حرثان اسدی حلیف بنی عبد شمس نے جنگ بدر میں اس قدر قتل و جدال میں حصہ لیا کہ اس کی تلوار ٹوٹ گئی اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے اس کو چوبی چھڑی دے کر فرمایا "اے عکاشہ اس سے مقابلہ کرو" جب اس نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک سے پکڑ کر حرکت دی تو اس کے ہاتھ میں وہ ایک طویل تلوار کی شکل میں تبدیل ہو گئی جو نہایت مضبوط اور چمکدار تھی چنانچہ وہ اس کے ساتھ لڑتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے فتح نصیب فرمائی اس تلوار کا نام "عون" تھا اس کے بعد یہ تلوار ان کے پاس رہی اور وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تمام غزوات میں شریک ہوئے یہاں تک کہ فتنہ ارتداد کے دور میں ان کو طلیحہ اسدی نے شہید کر دیا اور طلیحہ اسدی نے اس کے بارے میں ایک قصیدہ کہا جس کا ایک شعر یہ ہے:

عشیة غادرت ابن أقرم ثاویا   وعکاشة الغنمی عند مجال

اس کے بعد طلیحہ اسدی مسلمان ہو گیا جیسا کہ آئندہ بیان ہو گا۔

بقول ابن اسحاق، عکاشہ بنی امیہ کے موالی ہیں جنہوں نے آنحضرت ﷺ سے یہ خوشخبری سن کر (کہ اللہ تعالیٰ میری امت میں سے ستر ہزار افراد بلا حساب و عذاب جنت میں داخل کرے گا) دعا کی درخواست کی تھی کہ اللہ مجھے بھی ان با سعادت لوگوں میں شامل کر دے تو آپ ﷺ نے ان کی استدعا قبول کرتے ہوئے دعا فرمائی تھی کہ "یا اللہ! عکاشہ کو بھی ان میں داخل فرما دے" یہ حدیث صحاح ستہ اور ابن حبان وغیرہ میں موجود ہے۔ ابن اسحاق کے بقول رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عرب کا بہترین شہسوار ہم میں سے ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: وہ کون ہے یا رسول اللہ! تو آپ ﷺ نے فرمایا "وہ عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ ہے" تو ضرار بن ازور نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ تو ہمارے قبیلے میں سے ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ تم میں سے نہیں بلکہ حلیف کی بنا پر تم میں سے ہے۔

بیہقی (حاکم، محمد بن عمر واقدی، عمر بن عثمان جحشی، اپنے چچوں) سے روایت کرتے ہیں کہ عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جنگ بدر میں میری تلوار ٹوٹ گئی تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک لکڑی عطا فرمائی، گویا وہ ایک سفید رنگ کی ایک طویل تلوار ہے میں اس کے ساتھ لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو شکست سے دوچار کر دیا اور یہ تلوار تاحیات ان کے پاس رہی۔

سلمہ کی چوبی تلوار...... واقدی (اسامہ بن زید، داؤد بن حصین) بنی عبدالاشہل کے متعدد آدمیوں سے بیان کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں سلمہ بن حریش کی تلوار ٹوٹ گئی اور ان کے پاس اسلحہ نہ تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو ایک لکڑی دی جو ابن طاب کی لکڑیوں میں سے آپ کے دست مبارک میں تھی اور فرمایا اس سے مشرکین پر ضرب لگاؤ تو وہ دیکھتا ہے کہ وہ عمدہ تلوار ہے وہ تاحیات اس کے پاس رہی یہاں تک کہ وہ جسر ابی عبیدہ کے دن شہید ہو گیا۔

آنکھ ٹھیک ہو گئی۔ "دلائل" میں بیہقی (ابو سعد مالینی، ابو احمد بن عدی، ابو یعلیٰ، یحییٰ حمانی، عبدالعزیز بن سلیمان بن غسیل، عاصم بن عمر بن قتادہ) قتادہ بن نعمان سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں ان کی آنکھ کا ڈیلا رخسار پر لٹک گیا۔ احباب نے اس کو کاٹ دینے کا ارادہ کیا اور رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ مت کاٹو۔ چنانچہ قتادہ کو بلا کر اپنی ہتھیلی سے ڈیلا اندر کر دیا۔ اس کے بعد معلوم نہ ہوتا تھا کہ ان کی کون سی آنکھ آفت رسیدہ تھی (اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ وہ ان کی آنکھوں میں سے خوبصورت تھی) عاصم بن عمر بن قتادہ نے یہ واقعہ امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز کو سنایا اور ان کو یہ شعر سنائے میں اس شخص کا بیٹا ہوں جس کی آنکھ رخسار پر لٹک گئی تھی اور نبی کریم ﷺ کی ہتھیلی مبارک سے اپنی جگہ پر لوٹا دی گئی تھی:

انا ابن الذی سالت علی الخد عینہ فردت بکف المصطفیٰ ایما رد

خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقع پر امیہ بن ابی الصلت کا وہ شعر پڑھا جو اس نے سیف بن ذی یزن کی تعریف میں کہا تھا اور خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کا یہ شعر پڑھنا واقعی برمحل تھا

تلک المکارم لا قعبان من لبن شیبا بماء فعادا بعد ابوالا

لعاب دہن لگایا اور آنکھ ٹھیک ہو گئی...... بیہقی (ابو عبداللہ الحافظ، محمد بن صالح، فضل بن محمد شعرانی، ابراہیم بن منذر، عبدالعزیز بن عمران، رفاعہ بن یحییٰ، معاذ بن رفاعہ بن رافع) رافع بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں جب لوگ ابی بن خلف کے ارد گرد جمع ہوئے تو میں بھی ادھر متوجہ ہوا اور اس کی زرہ کو بغل کے نیچے سے پھٹا ہوا دیکھا تو میں نے اس کی بغل میں نیزہ مارا۔ جنگ بدر میں مجھے ایک تیر لگا جس کی وجہ سے میری آنکھ پھوٹ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس پر لعاب دہن لگایا اور دعا فرمائی پھر مجھے کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی اس سند سے یہ حدیث غریب ہے اور اس کی اسناد جید ہے مگر اصحاب صحاح نے اس کی تخریج نہیں کی نیز طبرانی نے اس کو ابراہیم بن منذر سے بیان کیا ہے۔

میرا مال و دولت کہاں ہے؟ ابن ہشام کا بیان ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر ابھی مسلمان نہ تھا اور جنگ بدر میں مشرکین کے ہمراہ تھا اس کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پکارا اے خبیث! میرا مال و دولت کہاں ہے؟ تو اس نے کہا

لم يبق إلا شكة ويعبوب وصارم يقتل ضلال الشيب

"ہمارے پاس صرف گھوڑے، سامان اور تلوار کے علاوہ کچھ نہیں بچا جو کہ بوڑھوں کا قتل کرتی ہے"۔

یہ عبدالرحمان نے اسلام قبول کرنے سے پہلے کہا تھا۔

ایک شعر...... مغازی میں اموی سے مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مقتولوں کے درمیان جا رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "نفلق هاماً" ہم مردوں کی کھوپڑی پھاڑتے ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے تھے "جو ہم پر غالب تھے اور وہ نافرمان اور ظالم تھے":

من رجال أعزة علينا وهم كانوا أعق وأظلما

جنگ بدر میں سرداروں کو کنویں میں ڈالنا...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ یزید بن رومان نے عروہ کی معرفت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کفار قریش کے مقتولین کو کنویں میں ڈالا۔ لہٰذا حکم کیا تو سب مقتول اس میں ڈال دیئے گئے سوائے امیہ بن خلف کے کیونکہ وہ اپنی زرہ میں پھول چکا تھا اور جب اسے اٹھانے لگے تو اس کا سارا جسم بکھرنے لگا۔ پھر انہوں نے وہیں اس پر مٹی وغیرہ ڈال کر دفن کر دیا۔ جب ان کو کنویں میں ڈال دیا تو آپ ﷺ نے ان کے کنارے پر کھڑے ہو کر خطاب فرمایا "اے کنویں والو! جو تم سے تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا کیا تم نے اس کو برحق پا لیا ہے۔ مجھ سے تو جو وعدہ اللہ نے فرمایا تھا میں نے برحق پا لیا ہے"۔

وعدہ واقعی سچ تھا...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ مردہ لوگوں سے مخاطب ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان کو خوب معلوم ہے کہ ان کے رب نے ان سے جو وعدہ کیا تھا وہ واقعی سچا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ عام لوگ کہتے ہیں کہ وہ بات کو سنتے ہیں حالانکہ انہوں نے یوں کہا ہے "لقد سمعوا ما قلت لهم" مگر رسول اللہ ﷺ نے تو فرمایا تھا "ان کو معلوم ہو گیا ہے (لقد علموا) یعنی "سمعوا" کی بجائے "علموا" کہا۔

ابن اسحاق حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کو رات کے وقت یہ فرماتے سنا "اے اہل قلیب! اے عتبہ بن ربیعہ! اے شیبہ بن ربیعہ! اے امیہ بن خلف! اے ابوجہل بن ہشام! ان کے علاوہ اہل قلیب کے نام بھی ذکر کئے اور کہا جو وعدہ تم سے تمہارے رب نے کیا تھا کیا تم نے اس کو سچا پا لیا؟ مجھ سے تو جو وعدہ میرے رب نے کیا تھا میں نے ٹھیک ٹھاک پا لیا ہے۔ یہ سن کر مسلمانوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ ایسے لوگوں سے مخاطب ہیں جو مر کر سڑ چکے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اب ان سے زیادہ نہیں سنتے مگر وہ جواب کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اس روایت کو امام احمد نے ابن ابی عدی از حمید از انس اسی طرح بیان کیا ہے اور یہ شیخین کی شرط پر ہے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھے بعض اہل علم نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا: "اے اہل قلیب! تم اپنے نبی کے حق میں بدترین قبیلہ تھے تم نے میری تکذیب کی اور لوگوں نے میری تصدیق کی، تم نے مجھے جلاوطن کیا اور لوگوں نے مجھے پناہ دی، تم نے مجھ سے جنگ و قتال کیا اور لوگوں نے میری امداد کی جو وعدہ تم سے تمہارے رب نے کیا تھا کیا تم نے اس کو درست پایا؟ مجھ سے تو جو وعدہ میرے رب نے کیا تھا میں نے ٹھیک ٹھیک پا لیا"۔

سماع موتیٰ کا مسئلہ...... امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے جن کی تاویل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کرتی ہیں جیسا کہ وہ احادیث جن کی وہ تاویل کرتی ہیں وہ ایک جگہ میں مدون ہیں ان کا اعتقاد ہے کہ یہ روایت بعض آیات کے منافی اور معارض ہے۔ مثلاً یہ روایت بھی آیت وما انت بمسمع من في القبور (۳۵:۲۲) کے منافی اور متضاد ہے۔ دراصل یہ حدیث اس کے خلاف نہیں اور صحیح مسلک صحابہ وغیرہ جمہور کا یہی مسلک ہے جو ان احادیث کی رو سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول اور مسلک کے برخلاف۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تذکرہ ہوا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوع روایت بیان کرتے ہیں کہ میت کو اس کے اہل کے رونے کی وجہ سے قبر میں عذاب ہوتا ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ میت کو اپنے گناہوں کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے اور اس کے اہل و عیال اب اس پر رو رہے ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے قلیب

بدر پر کھڑے ہو کر فرمایا تھا اور اس میں مشرکین بدر کے مقتولین پڑے تھے ان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ وہ میرا کلام سن رہے ہیں حالانکہ آپ نے فرمایا کہ جو عذاب میں نے ان سے کہا ہے وہ اب جانتے ہیں کہ جو بات ان سے کہا تھا وہ حق اور سچ ہے۔ پھر اس کی تائید میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے "انک لا تسمع الموتی وما انت بمسمع من فی القبور" (۲۲/۳۵) آیت تلاوت کی یعنی جبکہ وہ آگ میں اپنے مقامات پر جا گزیں ہیں۔ اس روایت کو امام مسلم نے ابو کریب از ابو اسامہ بیان کیا ہے۔ حالانکہ میت کے دفن کے بعد سماع موتی کی متعدد احادیث میں تصریح آئی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے قلیب بدر پر کھڑے ہو کر فرمایا جو تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا کیا تم نے وہ بالکل پا لیا؟ پھر فرمایا جو بات میں نے ان سے کہی ہے وہ اب سن رہے ہیں اور یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیان کی گئی تو انہوں نے کہا کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو بات میں ان سے کہتا تھا وہ اب جانتے ہیں کہ وہ حق اور سچ ہے پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی انک لا تسمع الموتی وما انت بمسمع من فی القبور (۲۲/۳۵) تلاوت کی اس روایت کو امام مسلم نے ابو کریب از ابو اسامہ اور ابوبکر بن ابی شیبہ از وکیع اور یہ دونوں ابو اسامہ اور وکیع ہشام بن عروہ سے روایت کرتے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو طلحہ سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے جنگ بدر میں چوبیس سرداران قریش کی لاشوں کو ایک نہایت خراب کنویں میں پھینک دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب آپ کسی قوم پر غالب آتے تو تین دن وہاں قیام فرماتے جب بدر میں تیسرا روز ہوا تو آپ کے حکم سے آپ کی سواری تیار کی گئی پھر آپ روانہ ہوئے اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے ساتھ تھے ان کا خیال تھا کہ رسول اللہ ﷺ کسی طرف اپنی کسی ضرورت کے تحت تشریف لے جا رہے ہیں آپ چلتے چلتے قلیب کے پاس رک گئے اور ان کو نام بنام پکارتے رہے "اے فلاں بن فلاں اے فلاں بن فلاں اب تمہاری مسرت کا باعث ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت وفرمانبرداری کرتے؟ جو وعدہ ہم سے رب نے کیا تھا وہ ہم نے برحق پا لیا ہے۔ جو کچھ تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا کیا تم نے سچ پایا ہے" یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ بے جان لاشوں سے کیا بات کرتے ہیں؟ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا "واللہ! میں جو کہہ رہا ہوں اس کو تم ان سے زیادہ نہیں سنتے ہو۔"

قتادہ کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کو آپ ﷺ کی بات سنا دے توبیخ، حقارت، حسرت، ندامت اور تکلیف کی خاطر۔ اس روایت کو علاوہ ابن ماجہ کے دوسرے سب نے متعدد طرق سے سعید بن ابی عروبہ سے بیان کیا ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے (یونس بن محمد، شیبان بن عبدالرحمان، قتادہ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے اور ابو طلحہ کا واسطہ بیان نہیں کیا۔ یہ سند بھی صحیح ہے لیکن پہلی سند صحیح تر اور زیادہ واضح ہے واللہ اعلم۔

امام احمد (عفان، حماد، ثابت) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مقتولین بدر کو تین روز تک قلیب میں پڑے رہنے دیا یہاں تک کہ وہ بدبودار ہو گئے پھر آپ علیہ السلام نے ان کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا: "اے امیہ بن خلف! اے ابو جہل بن ہشام! اے عتبہ بن ربیعہ! اے شیبہ بن ربیعہ! جو وعدہ تمہارے رب نے کیا تھا کیا تم نے وہ سچ پایا ہے؟ مجھ سے تو جو وعدہ میرے رب نے کیا تھا میں نے برحق پا لیا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ کی یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ ان کو تین روز کے بعد خطاب کر رہے ہیں جو بدبودار ہو چکے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے انک لا تسمع الموتی (۲۷/۸۰) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا واللہ! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میری بات کو تم ان سے زیادہ نہیں سنتے لیکن وہ جواب کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اس روایت کو امام مسلم نے بھی حماد بن سلمہ سے بیان کیا ہے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ شعر کہے:

عرفت دیار زینب بالکثیب
کخط الوحی فی الورق القشیب
تداولها الریاح وکل جون
من الوسمی منهمر سکوب

فأمسى رسمها خلقاً وأمست
يباباً بعد ساكنها الحبيب
فدع عنك التذكر كل يوم
ورد حرارة القلب الكئيب

"میں نے تجھے یہ دیار زینب کو پہچان لیا جیسا کہ تحریر اور نوشت ہو نئے کاغذ میں۔ مختلف ہواؤں نے ان میں انقلاب پیدا کر دیا ہے اور ہر سیاہ وسمی اور موسلا دھار برسنے والے بادل نے اس کے نشانات بوسیدہ ہو چکے ہیں اور اس کے حبیب کی رہائش کے بعد ویران ہو چکے ہیں۔ تو ہر روز ان کی یاد کو چھوڑ دے اور غمگین دل کی سوزش کو ختم کر دے۔"

وخبر بالذي لا عيب فيه
بصدق غير إخبار الكذوب
بما صنع المليك غداة بدر
لنا في المشركين من النصيب
غداة كأن جمعهم حراء
بدت أركانه جنح الغروب
فلاقيناهم منا بجمع
كأسد الغاب مردان وشيب

"تو بے داغ کی بات بتا جس میں جھوٹ کا شائبہ تک نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے بدر کی صبح ہمارا مشرکین سے نصیب مقرر کیا۔ ہم نے ان سے ایسے لشکر کے ساتھ مقابلہ کیا جو جنگل کے شیروں کی مانند جوان اور بوڑھے تھے۔"

أمام محمد قد وازروه
على الأعداء في لفح الحروب
بأيديهم صوارم مرهفات
وكل مجرب خاظي الكعوب
بنو الأوس الغطارف آزرتها
بنو النجار في الدين الصليب
فغادرنا أبا جهل صريعاً
وعتبة قد تركنا بالجبوب

"محمد ﷺ کے سامنے ان لشکر نے آپ کی مدد کی جنگ کی سختی میں ان کے ہاتھوں میں تیز دھار قاطع تلواریں تھیں اور ہر تجربہ کار مضبوط گانٹھوں والے نیزے تھے۔ اوس کے سرداروں نے اور دین میں پختہ بنو نجار نے ان کی مدد کی۔ ہم نے ابوجہل کو پچھاڑ دیا اور عتبہ کو زمین پر گرا ہوا چھوڑا۔"

وشيبة قد تركنا في رجال
ذوي حسب إذا نسبوا حسيب
يناديهم رسول الله لما
قذفناهم كباكب في القليب
ألم تجدوا كلامي كان حقاً
وأمر الله يأخذ بالقلوب

لما نطقوا ولو نطقوا لقالوا
صدقت وكنت ذا رأي مصيب

"اور ہم نے شیبہ کو میدان جنگ میں مار ڈالا ان کے لوگوں میں بھی جب ان کا نسب بیان کیا جاتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے خطاب کیا جب ہم نے ان سب کو کنویں میں پھینکا۔ کیا تم نے میری بات کو حق اور سچ نہیں پایا اور اللہ کا حکم غالب ہو جاتا ہے۔ انہوں نے کوئی جواب نہ دیا اگر وہ جواب دیتے تو کہتے آپ نے سچ کہا اور آپ کی رائے درست تھی۔"

ابو حذیفہ بن عتبہ کی غمزدگی...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب قلیب بدر میں مقتولین کفار کو ڈالنے کا حکم دیا اور عتبہ بن ربیعہ (والد ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ) کو گھسیٹ کر قلیب میں ڈال دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے کو دیکھا تو وہ غمگین ہے۔ اس کا رنگ فق ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا شاید تمہارے دل میں اپنے باپ کی وجہ سے کچھ صدمہ آیا ہو (او کما قال رسول اللہ) تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! بخدا کوئی وسوسہ نہیں آیا مجھے اپنے والد اور اس کے قتل میں کوئی شبہ تھا مگر میں اپنے والد کے حسن تدبیر، عقل، بردباری اور فضل و کرم کو خوب جانتا تھا میں امید وار تھا کہ یہ خوبیاں اس کو اسلام کی طرف رہنمائی کر دیں گی جب میں نے اس امید و رجا کے بعد اس کی موت کو بحالت کفر دیکھا تو ان حالات نے مجھے غمگین کر دیا۔ یہ سن کر آپ علیہ السلام نے اس کے لئے دعا خیر کی اور اس کو اچھا اور بہتر کہا۔

آیت کی مراد...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سورہ ابراہیم (۲۸/۱۴) میں "الذین بدلوا" سے کفار قریش مراد ہیں اور بقول عمرو مطلق قریش مراد ہیں اور "نعمۃ اللہ" سے محمد ﷺ مراد ہیں اور "دار البوار" سے یوم بدر میں آگ مراد ہے بقول ابن اسحاق حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا

قومي الذين هم آووا نبيهم
وصدقوه وأهل الأرض كفار
إلا خصائص أقوام هم سلف
للصالحين من الأنصار أنصار
مستبشرين بقسم الله قولهم
لما أتاهم كريم الأصل مختار
أهلا وسهلا ففي أمن وفي سعة
نعم النبي ونعم القسم والجار
فأنزلوه بدار لا يخاف بها
من كان جارهم دارا هي الدار

"میری قوم وہ ہے جس نے اپنے نبی کی سکونت کا انتظام کیا۔ اور ان کی تصدیق کی اور دنیا میں کافر تھے سوائے قوم کے چیدہ افراد کے جو نیک لوگوں کے اسلاف ہیں انصار میں سے، انصار اور مددگار ہیں۔ اللہ کی تقسیم پر خوش ہیں جب ان کے پاس عمدہ حسب و نسب والے مستقل مختار آئے۔ ان کی زبان پر تھا "اھلاً وسھلاً" خوش آمدید اچھے نبی اور اچھا نصیب اور ہمسایہ۔ انہوں نے آپ ﷺ کو ایسے گھر میں بسایا جن کا ہمسایہ وہاں خوف زدہ نہیں ہوتا یہی دراصل رہائش گاہ ہے"۔

وقاسموهم بها الأموال إذ قدموا
مهاجرين وقسم الجاحد النار

سرنا وساروا الی بدر لحینہم
لو یعلمون یقین العلم ما ساروا
دلاہم بغرور ثم اسلمہم
ان الخبیث لمن والاہ غرار
وقال انی لکم جار فاوردہم
شر الموارد فیہ الخزی والعار
ثم التقینا فولوا عن سراتہم
من منجدین ومنہم فرقة غاروا

"جب وہ ہجرت کر کے آئے تو ان کو پامال و تقسیم کر دیا اور منکر کا نصیب آگ ہے ہم بھی روانہ ہوئے اور وہ بھی اپنی ہلاکت کی خاطر بدر کی طرف روانہ ہوئے اگر ان کو شکست کا یقینی علم ہوتا تو وہ روانہ نہ ہوتے (شیطان نے) پھر انہیں دھوکے سے قائل کر لیا پھر ان کو بے سہارا چھوڑ دیا۔ خبیث اپنے دوست کو دھوکا دیتا ہے۔ اور اس نے کہا میں تمہارا مددگار ہوں اور ان کو بدترین گھاٹ میں دھکیل دیا جس میں رسوائی اور شرمندگی ہے۔ پھر ہم برسر پیکار ہوئے تو وہ اپنے سرداروں سے پشت پھیر کے عجیب طرز میں فرار ہو گئے"۔

تجارتی قافلہ پر حملے کا مشورہ...... امام احمد (یحییٰ بن ابی بکیر، عبدالرزاق، اسرائیل، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مقتولین بدر کے دفن سے فارغ ہو گئے تو کسی نے مشورہ دیا کہ اب تجارتی قافلہ پر قبضہ کر لیجئے اس کے سامنے کوئی بھی چیز حائل نہیں تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جو گرفتار تھے کہا یہ آپ کے لئے ٹھیک نہیں، پوچھا کیوں؟ تو اس نے کہا اللہ نے آپ کو دو گروہوں میں سے ایک کا وعدہ کیا تھا اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ وفا کر دیا۔

رؤسائے قریش میں سے جنگ بدر میں ستر افراد قتل ہوئے اگر اللہ چاہتا تو ایک فرشتے کے ذریعے ان سب کو نیست و نابود کر دیتا لیکن فرشتوں نے ان افراد کو موت کے گھاٹ اتارا جن میں خیر و رشد کا شائبہ تک نہ تھا، ان فرشتوں میں جبرائیل علیہ السلام بھی تھے جنہوں نے بحکم الٰہی قوم لوط کے سات شہروں کو مکمل طور پر آبادی سمیت اٹھا کر آسمان کے قریب لے جا کر الٹا پلٹ دیا، ان پر علامت زدہ پتھر برسا دیئے جیسا کہ قصہ لوط میں ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں۔

جہاد کی حکمت و مصلحت...... اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کفار کے ساتھ قتال و جہاد کی اجازت دی ہے اور اس کی حکمت و مصلحت بیان کی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (۴/۴۷) "پس جب تم ان کے مقابل ہو جاؤ کافروں کے تو ان کی گردنیں مارو، یہاں تک کہ جب تم ان کو خوب مغلوب کر لو تو ان کی مشکیں کس لو پھر تم اس کے بعد احسان کرو یا تاوان لے لو، یہاں تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار ڈال دے گی۔ ...... حکم ...... ہے اور اگر اللہ چاہتا تو ان سے خود ہی بدلہ لے لیتا لیکن وہ تمہارا ایک دوسرے کے ساتھ امتحان کرنا چاہتا ہے۔ (۹/۱۴) "ان سے لڑو تاکہ خدا انکو تمہارے ہاتھوں سے عذاب دے اور انہیں ذلیل کرے اور تمہیں ان پر غلبہ دے اور مسلمانوں کے دلوں کو ٹھنڈا کرے اور ان کے دلوں سے غصہ دور کرے اور اللہ جسے چاہے توبہ نصیب کرے" انصاری نوجوانوں کے ہاتھوں ابوجہل کا قتل ہوا پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس کے پاس جا اور اس کی داڑھی کو پکڑ کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور اس نے کہا کہ بکریوں کے چرواہے ہے پھر اس کا سر کاٹا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھ دیا، اس طرح مسلمانوں کے دلوں کی ٹھنڈک کا سامان ہوا۔ اس کی ذلت و رسوائی کا یہ بہتر اور عبرت آموز طریقہ تھا بہ نسبت اس بات کے کہ اس پر بجلی گر جاتی یا مکان کی چھت گر جاتی یا بستر پر مر جاتا تو اتنا غم۔

مجبور مسلمان...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مقتولین بدر میں چند مسلمان بھی تھے جو کفار کے ساتھ بطور تقیہ آئے تھے مجبور تھے کفار

نے ان کو پھر اسلام سے برگشتہ کر دیا تھا۔ وہ یہ ہیں

(۱) حارث بن زمعہ بن اسود۔ (۲) ابو قیس بن فاکہ۔
(۳) ابو قیس بن ولید بن مغیرہ۔ (۴) علی بن امیہ بن خلف۔
(۵) عاص بن منبہ بن حجاج۔

اور ان کے بارے میں آیت (۴:۹۷) نازل ہوئی "بے شک جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں ان کی روحیں جب فرشتوں نے قبض کیں تو ان سے پوچھا تم کس حال میں تھے انہوں نے جواب دیا ہم اس ملک میں بے بس تھے فرشتوں نے کہا کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے سو ایسے لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے"۔

ایک شرعی مسئلہ: جنگ بدر میں کل ستر افراد قیدی تھے ان میں آل رسول اللہ ﷺ میں سے عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب عم رسول اللہ ﷺ عقیل بن ابی طالب ابن عم رسول اللہ ﷺ نوفل بن حارث بن عبدالمطلب، ابو العاص بن ربیع بن عبد شمس بن امیہ شوہر زینب دختر نبی علیہ السلام تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اس بات سے یہ دلیل اخذ کی ہے کہ جو شخص اپنے محرم کا مالک بن جائے وہ آزاد نہ ہوگا۔ انہوں نے حسن عن سمرہ کی روایت کا اس سے معارضہ پیش کیا ہے واللہ اعلم۔

اسیران بدر کے بارے میں مشورہ اور آیت کا نزول: ۔۔۔ اسیران بدر کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلاف رہا۔ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ قتل کر دیے جائیں اور بعض حضرات کہتے تھے کہ فدیہ وصول کر لیا جائے۔ جیسا کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (علی بن عاصم حمید حضرت انس رضی اللہ عنہ (اور کسی نے حسن سے بھی بیان کیا ہے) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے اسیران بدر کے متعلق مشورہ طلب کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہارے قبضے میں دے دیا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! ان کے سر قلم کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے اعراض کیا اور ناپسند کیا پھر آپ ﷺ نے دوبارہ پوچھا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا ہمارا خیال ہے کہ آپ ان سے درگزر کریں اور فدیہ وصول فرمالیں اور اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی (۸:۶۸) "اگر اللہ کا حکم پہلے نہ ہو چکا ہوتا تو جو تم نے لیا اس کے بدلے تم پر بڑا عذاب ہوتا"۔ (انفرد بہ احمد)۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور علی بن مدینی نے بھی اس کو درست قرار دیا ہے۔ عکرمہ بن عمار (سماک حنفی ابوزمیل، ابن عباس رضی اللہ عنہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر میں ۳۱۳ صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا اور مشرکین مکہ کو دیکھا تو وہ ایک ہزار تھے۔ حدیث کو بیان کرتے کرتے یہ بیان کیا کہ ان میں ستر قتل ہوئے اور ستر کو قیدی بنا لیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ طلب کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ قیدی چچازاد بھائی ہیں اور اپنے خاندان کے لوگ ہیں۔ میری رائے ہے کہ آپ ان سے فدیہ وصول فرمالیں۔ یہ فدیہ کا مال ہماری قوت کا باعث ہوگا اور ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب فرمادے۔ عجب نہیں کہ یہ ہمارے دست و بازو بن جائیں۔

اسیران بدر سے فدیہ لے لیا: ۔۔۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا اے ابن خطاب! تیری کیا رائے ہے؟ تو اس نے کہا میری رائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے کے برخلاف ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ میرا فلاں عزیز میرے حوالے کر دیں میں اس کا سر قلم کر دوں۔ عقیل کو علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیں وہ اس کی گردن اڑا دے اور حمزہ رضی اللہ عنہ کے سپرد فلاں کو کریں وہ اس کا کام تمام کر دے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے دلوں میں مشرکین کے لئے کوئی رعایت نہیں یہ قیدی کفر کے سردار قائد اور مقتدا و پیشوا ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کو درخور اعتنا نہ سمجھا اور اسیران بدر سے فدیہ لے لیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ دوسرے روز میں نبی علیہ السلام اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا وہ رو رہے تھے یہ منظر دیکھ کر میں نے

عرض کیا یا رسول اللہ! فرمایئے آپ دونوں کیوں رو رہے ہیں؟ ممکن ہوا تو میں بھی رونے لگوں ورنہ رونے کی شکل بنا لوں گا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اسیران بدر سے فدیہ وصول کرنے کی پاداش میں رو رہا ہوں۔ آپ نے ایک قریب درخت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ عذاب اس درخت سے بھی قریب تر آ گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت (۸/۶۷) نازل فرمائی۔ نبی کو نہیں چاہئے کہ اپنے پاس قیدیوں کو رکھے یہاں تک کہ ملک میں خوب خون ریزی کر لے تم تو دنیا کی زندگی کا سامان چاہتے ہو اور اللہ تو آخرت کا ارادہ کرتا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے اگر اللہ کا حکم پہلے نہ ہو چکا ہوتا تو جو تم نے لیا اس کے بدلے تم پر بڑا عذاب ہوتا۔ پھر اللہ نے ان کے لئے مال غنیمت حلال کر دیا۔ (الحدیث)

امام احمد (ابو معاویہ، اعمش، عمرو بن مرہ، ابو عبیدہ) عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیران بدر کے بارے میں مشورہ طلب کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ آپ کی قوم اور خاندان کے لوگ ہیں۔ آپ ان کو زندہ رہنے دیں اور انتظار فرمائیں ممکن ہے اللہ ان کی توبہ قبول کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! انہوں نے آپ کو جلاوطن کیا، آپ کی تکذیب کی ان کو بلا کر سر قلم کر دیں۔

ابن رواحہ کا مشورہ ...... حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! زیادہ ایندھن والی وادی کا آپ انتخاب فرما دیں پھر اس میں ان قیدیوں کو داخل کر کے آگ لگا دیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی مثال ...... یہ سب آراء سن کر رسول اللہ ﷺ اندر چلے گئے اور ان کو کچھ جواب نہ دیا تو کسی کا خیال تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے پر عمل کریں گے بعض نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تجویز قبول کریں گے اور کچھ نے کہا کہ ابن رواحہ کی رائے کو ترجیح دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا حق تعالیٰ لوگوں کے دلوں کو نرم کرتا ہے یہاں تک کہ بعض ان میں دودھ سے بھی نرم ہو گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں کو شدید اور سخت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ پتھر سے بھی سخت ہو گئے ہیں۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی شان ابراہیم کی طرح ہے ابراہیم نے کہا (۱۴/۳۶) "پس جس نے میری پیروی کی وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی پس تحقیق تو بخشنے والا ہے" اور آپ کی مثال عیسیٰ کی طرح بھی ہے اس نے کہا (۵/۱۱۸) "اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف کر دے تو تو ہی زبردست حکمت والا ہے" اے عمر! تیری مثال نوح کی سی ہے۔ اس نے کہا (۷۱/۲۶) "اے میرے رب! زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ" تیری مثال موسیٰ کی سی بھی ہے اس نے کہا (۱۰/۸۸) "اے ہمارے رب ان کے مالوں کو برباد کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے پس یہ ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ دردناک عذاب دیکھیں"۔

سہیل بن بیضاء ...... تم تنگدست ہو محتاج ہو کوئی قیدی بغیر فدیہ کے نہ چھوڑا جائے یا اس کو قتل کر دیا جائے۔ یہ سن کر عبداللہ نے عرض کیا یا رسول اللہ سوائے سہیل بن بیضاء کے کیونکہ میں نے اس سے سنا ہے کہ وہ تو دین اسلام کا ذکر کرتا تھا۔ یہ سن کر آپ ﷺ خاموش ہو گئے تو میرے دل میں اندیشہ پیدا ہوا کہ مجھ پر آسمان سے پتھروں کی بارش ہو۔ یہاں تک کہ خاموشی کے بعد آپ نے سہیل بن بیضاء کو اس سے مستثنیٰ قرار دے دیا اور اللہ تعالیٰ نے سورۃ انفال کی (۸/۶۷، ۶۸) دو آیات نازل فرمائیں۔ امام ترمذی اور حاکم نے بھی یہ روایت ابو معاویہ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ امام حاکم نے اس کو صحیح الاسناد کہا ہے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تخریج نہیں کی۔ ابن مردویہ نے اس کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح نقل کیا ہے اور ابو ایوب انصاری سے بھی ایک روایت اس کی مانند بیان کی گئی ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اسلام کا اشتیاق ...... مستدرک میں امام حاکم نے اور ابن مردویہ نے (عبیداللہ بن موسیٰ، اسرائیل، ابراہیم بن مہاجر، مجاہد) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بدر کے قیدیوں میں عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ان کو ایک انصاری نے گرفتار کیا تھا اور انصار نے عباس رضی اللہ عنہ کو قتل کی دھمکی دی ہوئی تھی اور یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا میں آج رات چچا عباس رضی اللہ عنہ کی وجہ سے سو نہیں سکا کہ انصار کا خیال تھا کہ وہ اس کو قتل کر دیں گے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کیا میں ان کے پاس جاؤں؟ آپ

ﷺ نے "ہاں" کہا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ العباس کے پاس آئے اور ان سے کہا مسلمان ہو جاؤ، انہوں نے کہا [illegible] حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو کہا اگر رسول اللہ ﷺ کی یہ خواہش ہو تو مگر انہوں نے کہا اگر رسول اللہ ﷺ کی یہ رضا ہے تو آپ ان سے لے لیجئے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور کہا جناب عباس! اسلام قبول کر لیجئے، اللہ کی قسم آپ کا اسلام قبول کرنا مجھے اپنے والد خطاب کے اسلام قبول کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو آپ کا مسلمان ہونا پسند ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ یہ لوگ آپ کے قبیلے کے لوگ ہیں ان کو رہا کر دیجئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا ان کو قتل کر دیجئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فدیہ لے لیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت (۸/۶۷) نازل فرمائی ما کان لنبی ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض امام احمد نے مسند میں یہ حدیث بیان کی ہے علاوہ ازیں مسلم و بخاری نے اس کی تخریج نہیں کی۔

ایک روایت کے مطابق مشروط فدیہ: امام ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ (سفیان ثوری، ہشام، ابن حسان، محمد بن سیرین، عبیدہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جبرائیل علیہ السلام نے آ کر کہا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بدر کے قیدیوں کے بارے میں اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ ان کو قتل کر دیں یا اگر چاہیں تو فدیہ وصول کر لیں بشرطیکہ آئندہ سال ان میں سے ان کی تعداد کے برابر شہید ہوں گے۔ یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم فدیہ وصول کریں گے اور آئندہ ہم میں سے کچھ شہید ہو جائیں۔ یہ حدیث نہایت غریب ہے بعض نے اس کو عبیدہ سے مرسل بیان کیا۔ واللہ اعلم۔

کتاب من اللہ سبق کی تفسیر اور مال غنیمت کی حلت: ابن اسحاق (ابن ابی نجیح، عطاء) ابن عباس سے لولا کتاب من اللہ سبق (۸/۶۸) کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ اگر یہ صورت نہ ہوتی کہ میں اطاعت کرنے والوں کو بغیر [illegible] عذاب نہیں کرتا تو تم نے جو فدیہ قیدیوں سے لیا ہے اس کی وجہ سے تم پر بڑا عذاب نازل ہوتا۔ ابن ابی نجیح کی معرفت مجاہد سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ ابن اسحاق وغیرہ نے اسی مفہوم کو پسند کیا ہے۔ قول اعمش: اس کا مطلب یہ ہے کہ بدری صحابہ رضی اللہ عنہم مغفور ہو چکے تھے اگر اس کا علم نہ ہوتا تو ان پر سخت عذاب نازل ہوتا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، سعید بن جبیر اور عطاء بن ابی رباح سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ مجاہد اور ثوری نے یوں کہا ہے کہ اگر تقدیر میں پہلے سے ان کی مغفرت کا حکم صادر نہ ہو چکا ہوتا تو ان کو عذاب سے دوچار ہونا پڑتا۔ والبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ام الکتاب (لوح محفوظ) میں یہ بات لکھی جا چکی تھی کہ مال غنیمت اور فدیہ تمہارے لئے حلال ہے ورنہ تم عذاب کی گرفت میں ہوتے۔ اس لئے فرمایا (۸/۶۹) فکلوا مما غنمتم حلالا طیبا قرار دے کر فدیہ وصول کرنا تمہارے لئے حلال فرما دیا ہے۔

پانچ خصوصیات: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ابن مسعود رضی اللہ عنہ، سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ، عطاء، حسن بصری، قتادہ اور اعمش سے بھی اسی طرح مروی ہے اور ابن جریر نے اسی کو قابل قبول کہا ہے اور یہ قول [illegible] قریب ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ کی متفق علیہ روایت کی بنا پر کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے پانچ خصوصیات سے نوازا گیا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں ہوئیں۔ ایک ماہ کی مسافت تک میرا رعب، تمام روئے زمین میرے لئے سجدہ گاہ اور حصول طہارت بنا دی گئی ہے، میرے لئے مال غنیمت حلال ہے مجھ سے پہلے کسی کو حلال نہ تھا، مجھے شفاعت کا حق دیا گیا ہے۔ پہلے نبی ایک قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا لیکن میں پورے عالم کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اعمش، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارے علاوہ کسی انسان کے لئے مال غنیمت حلال نہیں ہوا۔ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (۸/۶۹) (جو مال غنیمت تم نے حاصل کیا ہے حلال طیب سمجھ کر کھاؤ)۔

زر فدیہ: امام ابوداؤد (عبدالرحمن بن مبارک عیشی، سفیان بن حبیب، شعبہ، ابوالعنبس، ابوالشعثاء) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جاہلیت کے دستور کے مطابق جنگ بدر کے قیدیوں کا چار سو درہم مقرر کیا اور یہ کم از کم فدیہ تھا اور زیادہ سے زیادہ

دو چار ہزار درہم تھا۔ ان قیدیوں میں سے جو قیدی اسلام قبول کرے گا اللہ تعالیٰ نے اس زر فدیہ کے معاوضہ میں اس کو دنیا اور آخرت میں مالا مال کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ (۸:۷۰) اے نبی! جو قیدی تمہارے پاس ہیں ان سے کہہ دو کہ اگر اللہ تمہارے دلوں میں نیکی اور بھلائی دیکھے گا تمہیں اس سے بہتر دے گا جو تم سے لیا گیا ہے اور تمہیں بخش دے گا۔

والبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے نازل ہوئی۔ انہوں نے اپنا زر فدیہ چالیس اوقیہ سونا دیا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے جو بھی تجارت پیشہ غلاموں سے نوازا اور وہ کہا کرتے تھے مزید میں اللہ تعالیٰ کی مغفرت کا امیدوار ہوں۔

آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ بن عبداللہ بن معقل اپنے بعض افراد کی معرفت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بدر کے قیدی رسیوں سے بندھے ہوئے تھے رسول اللہ ﷺ رات کے پہلے پہر بے چین تھے تو صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا وجہ ہے آپ بے خواب ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا میں چچا عباس کی رسیوں میں بندھنے کی وجہ سے کراہنے کی آواز سن رہا ہوں۔ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ کی رسیاں کھول دیں اور آپ ﷺ آرام سے سو گئے۔

حضرت عباس کے اسلام کا دعویٰ۔۔۔۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ عباس سرمایہ دار شخص تھے سو اوقیہ سونا زر فدیہ لیا گیا۔ بقول ابن کثیر، زر فدیہ اپنا اپنے دو بھتیجوں عقیل اور نوفل اور اپنے حلیف عتبہ بن عمرو حارثی کی طرف سے تھا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی ادائیگی کا حکم فرمایا تھا جب اس نے دعویٰ کیا تھا کہ میں تو مسلمان ہو چکا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم تو آپ کی ظاہری حالت پر حکم نافذ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کے مسلمان ہونے کو جانتا ہے وہی اس کا صلہ عطا فرمائے گا۔

میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ حضرت عباس کا دعویٰ اور عذر یہ تھا کہ میرے پاس مال و دولت نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا وہ مال کہاں ہے جو آپ رضی اللہ عنہ نے اور ام الفضل نے دفن کیا تھا اور آپ نے کہا تھا اگر میں اس سفر میں کام آجاؤں تو یہ مال فضل، عبداللہ اور قثم کا ہے۔ یہ سن کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں کیونکہ یہ بات میرے اور ام الفضل کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں۔ اسی کو ابن اسحاق نے ابن نجیح از عطاء از ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (موسیٰ بن عقبہ زہری) حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ انصار نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی کہ ہم اپنے بھانجے عباس کا زر فدیہ معاف کر دیتے ہیں تو آپ نے فرمایا واللہ! تم ایک درہم کی بھی تخفیف نہیں کر سکتے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ابراہیم بن طہمان عبدالعزیز بن صہیب) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بحرین سے بہت سارا مال آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا مسجد میں ڈھیر کر دو ادھر سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے بھی عطا کیجیے میں نے اپنا اور عقیل وغیرہ کا زر فدیہ ادا کیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "لے لیجئے" لے لو۔ انہوں نے دونوں ہتھیلیوں میں بھر کر اپنے کپڑے میں ڈال لیا پھر وہاں سے نہ اٹھا سکے تو عرض کیا کسی کو حکم دیجئے کہ وہ مجھے اٹھوا دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "نہیں" پھر کہا آپ ہی مجھے اٹھوا دیں فرمایا "نہیں" پھر انہوں نے کچھ مال نکال کر باقی اٹھا کر اپنے کندھے پر رکھ لیا اور مسجد سے باہر چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ ان کی حرص کی وجہ سے برابر ان کے پیچھے ٹکٹکی لگائے ہوئے تھے یہاں تک کہ وہ آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ بیہقی (اسباط اسماعیل بن عبدالرحمان اسدی) سے روایت کرتے ہیں کہ عباس، عقیل اور نوفل بن حارث بن عبدالمطلب ہر ایک کا زر فدیہ چار سو دینار تھا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو تسلی آمیز کلام سے خطاب کیا (۸:۷۱) اگر یہ لوگ تم سے دغا کرنا چاہیں گے تو پہلے ہی اللہ سے دغا کر چکے ہیں پھر اللہ نے انہیں گرفتار کرا دیا اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

بدر میں شہداء اور مقتولوں کی تعداد۔۔۔ مشہور ہے کہ جنگ بدر میں مسلمان چودہ شہید ہوئے تھے اور ستر مشرک قتل ہوئے تھے جیسا کہ متعدد احادیث میں بیان ہو چکا ہے علاوہ ازیں ہم بھی بیان ہو گا اور جیسا کہ بخاری شریف میں حدیث براء رضی اللہ عنہ میں ہے کہ مشرکین جنگ بدر میں براء رضی اللہ عنہ ستر قتل ہو

سے اور ستر قید ہوئے۔ موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ جنگ بدر میں چھ قریشی شہید ہوئے اور آٹھ انصاری شہید ہوئے اور مشرکین میں ۴۹ ہلاک ہوئے اور ۳۹ قیدی ہوئے۔ امام بیہقی نے موسیٰ بن عقبہ سے اسی طرح نقل کیا ہے اور ابن لہیعہ نے ابوالاسود کی معرفت عروہ سے بھی شہداء اور ہلاک شدگان مشرکین کی تعداد اسی طرح بیان کی ہے۔ امام حاکم (ابو عبداللہ) محمد بن عبدالجبار یونس بن بکیر کی معرفت ابن اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں گیارہ مسلمان شہید ہوئے چار قریشی اور سات انصاری اور بیس سے کچھ اوپر مشرک ہلاک ہوئے۔ اس نے دوسرے مقام پر بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ چالیس قیدی تھے اور قتیل بھی اتنے ہی تھے۔

پہلا شہید مہجع: بیہقی رحمۃ اللہ علیہ امام زہری سے روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلا شہید مہجع رحمۃ اللہ علیہ مولیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے اور ایک انصاری نیز جنگ بدر میں ستر سے زائد مشرکین ہلاک ہوئے اور اتنے ہی قید ہوئے۔ اس روایت کو ابن وہب نے یونس بن یزید از زہری از عروہ اسی طرح بیان کیا ہے۔

مشرکین کے اسیروں اور مقتولوں کی تعداد: امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ مشرکین کے مقتولوں اور اسیروں کے بارے میں صحیح تر یہی روایت ہے کہ ہر ایک ستر تھے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات پر اس روایت سے دلیل لی ہے جو بخاری میں ابو اسحاق کی معرفت حضرت براء بن عازب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احد میں حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو تیراندازوں پر مقرر کیا اور مشرکین نے ہم سے ستر کو شہید کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے اور نبی علیہ السلام اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے جنگ بدر میں ۱۴۰ مشرکین کو نقصان پہنچایا، ستر کو اسیر بنایا اور ستر کو قتل کیا۔

جنگ بدر میں فریقین کی تعداد: بقول امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہ جنگ بدر میں مشرکین کی صحیح تعداد نو سو سے ہزار کے درمیان تھی اور قتادہ رضی اللہ عنہ نے صراحتاً بیان کیا ہے کہ وہ نو سو پچاس تھے گویا ان کا مقصد بھی ہزار کے قریب ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں بیان ہو چکا ہے کہ وہ ہزار سے زائد تھے اور ابن مسعود کی روایت پہلے گزر چکی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کی تعداد نو سو سے لے کر ہزار کے درمیان ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد تین سو دس سے زائد تھی جیسا کہ عنقریب مفصل بیان ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

غزوہ بدر کے وقوع کی تاریخ ... حدیث عکرمہ از مقسم از ابن عباس رضی اللہ عنہ میں بیان ہو چکا ہے کہ جنگ بدر بروز جمعہ ۱۷ رمضان المبارک ۲ھ میں وقوع پذیر ہوئی۔ عروہ بن زبیر، قتادہ، اسماعیل سدی کبیر اور ابو جعفر باقر کا بھی یہی قول ہے۔

بیہقی (شعبہ و جریر از اعمش از ابراہیم از اسود) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے لیلۃ القدر کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ اس کو رمضان کے گیارہ روز باقی رہتے ہوئے تلاش کرو کیونکہ اس رات کی صبح جنگ بدر ہوا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے زید بن ارقم سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے لیلۃ القدر کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں کہا کہ وہ بلاشک انیسویں رات ہے جنگ بدر کے روز جس دن فریقین کی جنگ ہوئی۔ بقول امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اہل مغازی کا مشہور قول ہے کہ جنگ بدر ۱۷ رمضان کو ہوئی۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے جنگ بدر کے بارے میں حضرت ابو نعمان کی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک سوال کا جواب نقل کیا ہے کہ وہ جنگ ۱۲ کو یا رمضان کے گیارہ روز باقی رہتے ہوئے یا سترہ روز باقی رہتے ہوئے۔ یہ قول نہایت غریب ہے۔

قباث ابن اشیم لیثی کے مسلمان ہونے کا واقعہ ... ان کے ترجمہ و تعارف میں ابن عساکر نے واقدی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے بیان کیا ہے کہ وہ جنگ بدر میں مشرکین کے ہمراہ شامل ہوئے اور انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قلت اور کثرت تعداد ہونے کے باوجود مشرکین کی ہزیمت کو بیان کیا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ ایسا واقعہ تو کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ ایسی صورت حال میں تو صرف خواتین ہی جنگ سے فرار ہوتی ہیں۔ واللہ! اگر قریشی خواتین بھی آلات جنگ سے لیس ہو کر میدان جنگ میں آتیں تو محمد ﷺ اور ان کے رفقاء کو پسپا کر دیتیں۔

غزوہ خندق کے بعد کا واقعہ ہے کہ میں نے سوچا کہ مدینہ جاؤں اور محمد کا کلام سنوں کیونکہ میرا دل اسلام کی طرف مائل تھا چنانچہ میں مدینہ آیا اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں پوچھا تو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت میں مسجد کے سامنے تشریف فرما ہیں، چنانچہ میں حاضر خدمت ہوا اور میں آپ کو پہچانتا نہ تھا، میں نے سلام عرض کیا تو آپ نے جواب دیا۔ تو فرمایا کہ اے قباث ابن اشیم! تم نے ہی جنگ بدر کے بارے میں کہا تھا "ما رأیت مثل هذا الامر فر منه الا النساء" یہ سن کر میں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ "آپ اللہ کے رسول ہیں" کیونکہ یہ بات میرے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا تھا یہ بات میرے دل میں ہی تھی، میں نے کسی کو بتائی نہ تھی اگر آپ نبی نہ ہوتے تو آپ کو معلوم نہ ہوتا، ہاتھ پھیلائیے میں آپ کی بیعت کرتا ہوں چنانچہ میں مسلمان ہو گیا۔

مال غنیمت کے استحقاق میں اختلاف .... جنگ بدر کے مال غنیمت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلاف پیدا ہوا کہ یہ کس کا حق ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تین گروہوں میں بٹے ہوئے تھے ایک گروہ رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کر رہا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن موقع پا کر آپ ﷺ پر حملہ کر دے، دوسرا گروہ مشرکین کے ساتھ برسر پیکار تھا اور ان کو شکست کے گھاٹ اتار رہا تھا اور گرفتار کر رہا تھا اور تیسرا گروہ مال غنیمت جمع کرنے میں مصروف تھا ہر فریق کا یہ دعویٰ تھا کہ بہ نسبت دوسرے کے ہم مال غنیمت کا زیادہ حقدار ہے۔

مال غنیمت کی تقسیم .... ابن اسحاق (عبد الرحمن بن حارث وغیرہ سلیمان بن موسیٰ مکحول) ابو امامہ باہلی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عبادہ بن صامت سے "انفال" کے بارے میں سوال کیا تو بتایا کہ یہ سورت اصحاب بدر کے بارے میں نازل ہوئی جب ہم نے مال غنیمت کے سلسلے میں اختلاف کیا اور بد اخلاقی کا مظاہرہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں ہمارے ہاتھ سے چھین کر رسول اللہ ﷺ کو اس کا اختیار عطا کر دیا چنانچہ آپ علیہ السلام نے اس کو مسلمانوں میں برابر برابر تقسیم فرما دیا۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو عبد الرحمن بن حارث کی معرفت ابو امامہ سے بیان کیا ہے "برابر برابر تقسیم" کا یہ مطلب ہے کہ قوت والا اور کمزور تمام فریق میں سے کسی کو ترجیح نہیں دی بلکہ مجاہدین پر سب میں مال غنیمت تقسیم کر دیا اور یہ مطلب بھی نہیں کہ اس سے خمس نہیں نکالا اور پانچواں حصہ نہیں لیا گیا جیسا کہ ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا خیال ہے، واللہ اعلم۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ نے اس مال غنیمت میں سے ذوالفقار تلوار اپنے لئے منتخب کیا اور بقول ابن جریر ابو جہل کا اونٹ بھی اپنے لئے مخصوص کر لیا جس کی ناک میں چاندی کی نکیل تھی اور یہ مال بٹنے سے پہلے آپ علیہ السلام نے مخصوص کر لیا تھا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی علیہ السلام کے ساتھ گیا اور جنگ بدر میں شریک ہوا، جنگ ہوئی اور اللہ نے کفار کو شکست سے دوچار کر دیا، ایک گروہ نے دشمن کا تعاقب کیا ان کو قتل کیا اور میدان سے مار بھگایا (اور بعض کو اسیر بنایا) ایک گروہ مال غنیمت پر ٹوٹ پڑا اور اس کو جمع کر لیا اور ایک گروہ رسول اللہ ﷺ کے ارد گرد تھا کہ کہیں دشمن موقع پا کر آپ کو نقصان نہ پہنچا دے۔

سورہ انفال کا نزول .... جب رات ہوئی اور سب لوگ اپنے اپنے مقام پر گئے تو مال غنیمت جمع کرنے والوں نے کہا: یہ مال ہم نے جمع کیا ہے اس میں کسی اور کا حصہ نہیں اور تعاقب کرنے والوں نے کہا تم ہم سے زیادہ اس کے حقدار نہیں ہو ہم نے دشمن کو مار بھگایا اور شکست سے دوچار کیا اور رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کرنے والوں نے کہا: ہمیں اندیشہ لاحق ہوا کہ مبادا دشمن موقع پا کر آپ ﷺ کو تکلیف نہ پہنچائے تو ہم آپ ﷺ کی حفاظت میں مصروف رہے اور اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا (۸/۱) "تجھ سے غنیمت کا حکم پوچھتے ہیں کہہ دے کہ غنیمت کا مال اللہ اور رسول کا ہے سو اللہ سے ڈرو اور آپس میں صلح کرو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر ایماندار ہو" چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت کو برابر برابر تقسیم کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا کہ جب دشمن کے علاقے میں حملہ کرنے جاتے تو مجاہدین کو مال غنیمت میں سے چوتھا حصہ بطور انعام دیتے اور واپسی میں تیسرا حصہ بطور انعام دیتے۔ اور مال غنیمت سے مزید حصہ دینا پسند نہ کرتے۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے عبد الرحمن بن حارث کی روایت کا آخری حصہ ثوری سے بیان کیا ہے اور ترمذی نے اس کو "حدیث حسن" کہا ہے۔ ابن حبان نے اس کو اپنی صحیح میں بیان کیا ہے اور حاکم نے مستدرک میں عبد الرحمن سے یوں بیان کیا ہے اور حاکم نے اس کو شرط مسلم پر صحیح کہا ہے مگر امام مسلم نے اس کی تخریج نہیں کی۔

ابوداؤد، نسائی، ابن حبان اور حاکم نے متعدد طرق سے (داؤد بن ابی ہند، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر میں فرمایا جو مجاہد یہ کام انجام دے گا اس کو بطور انعام اتنا ملے گا، پس نوجوانوں نے ان کاموں کے انجام دینے میں سرعت کا مظاہرہ کیا اور عمر رسیدہ لوگوں نے کہا تم ہم سے ترجیحی سلوک نہ کرو، ہم بھی تمہارے معاون تھے، اگر تم پر ہزیمت ہوتی تو ہم بھی تمہارے ساتھ لوٹ آتے، پس ان میں نزاع اور اختلاف رونما ہوا تو اللہ تعالیٰ نے سورت انفال (۸/۱) نازل فرمائی۔ (جس کا ترجمہ حدیث عبادہ میں مذکور ہے) سورہ انفال (۸/۱) اس آیت کے سبب نزول میں ہم نے اور آثار بھی بیان کئے ہیں جن کا ذکر طوالت کا باعث ہے اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ مال غنیمت کی تقسیم کا جو اللہ اور اس کے رسول کا ہے وہی اس کے بارے میں معاشی اور اخروی مصلحت کے مطابق فیصلہ صادر فرمائیں گے۔ اسی پر اللہ تعالیٰ نے سورت انفال میں اس کا حکم نازل فرمایا بعد ازیں واقعہ بدر اور اس کے انجام کا ذکر کر کے فرمایا (۸/۴۱) "اور جان لو کہ جو کچھ تمہیں بطور غنیمت ملے خواہ کوئی چیز ہو تو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کا ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے"۔

خمس کا حکم کب نازل ہوا..... بظاہر یہ آیت (۸/۴۱) آیت (۸/۱) مجمل کی تفسیر و تشریح ہے خمس کی تقسیم اللہ اور اس کے رسول کے سپرد تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی حیثیت سے بیان کر دیا اور یہ قول بھی یہی ہے مگر ابو عبید قاسم بن سلام رحمۃ اللہ علیہ کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر کے مال غنیمت کو مساوی طور پر مجاہدین میں تقسیم فرمایا اور اس سے خمس یعنی پانچواں حصہ نہیں نکالا اس کے بعد خمس کا حکم نازل ہوا جو پہلی تقسیم کا ناسخ ہے، والبی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح نقل کیا ہے مجاہد، عکرمہ اور سدی کا بھی یہی قول ہے مگر ابو عبید کا یہ قول محل نظر ہے واللہ اعلم۔ کیونکہ آیت کے سیاق اور سباق سے واضح ہے کہ یہ آیات غزوہ بدر کے بارے میں بیک وقت نازل ہوئی ہیں، جن میں تقدم و تاخر اور نسخ کا کوئی دخل نہیں نیز مسلم، بخاری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان دو اونٹنیوں کے بارے میں مروی ہے جن کی کوہان کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے کاٹ دیا تھا ان میں سے ایک غزوہ بدر کے خمس میں سے تھی۔ جس سے ابو عبید کے قول کی صراحتہ تردید ہے کہ غزوہ بدر کے مال غنیمت سے خمس نہیں نکالا۔

فتح کے موقع پر آپ ﷺ کا دستور..... نبی علیہ السلام بدر سے اللہ کے فضل سے فتح یاب ہو کر مدینہ منورہ لوٹ آئے اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جنگ بدر بروز جمعہ ۱۷ رمضان ۲ھ میں وقوع پذیر ہوا، متفق علیہ روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی قوم پر فتح یاب ہوتے تو میدان جنگ میں تین روز تک قیام فرماتے اسی دستور کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے میدان بدر میں بھی تین روز قیام (کیا اقدم) آپ علیہ السلام وہاں سے تیسرے دن کی رات کو روانہ ہوئے سوار ہو کر قلیب بدر پر رکے اور اہل قلیب سے بطور زجر و توبیخ مخاطب ہوئے۔

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ فتح کی خوشخبری لے کر آئے..... پھر آپ ﷺ اسیروں اور مال غنیمت کو ہمراہ لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور اہل مدینہ کو فتح و کامیابی کا مژدہ سنانے کے لئے دو صحابیوں کو روانہ فرمایا عبداللہ بن رواحہ کو عوالی مدینہ اور بالائی حصہ کی طرف بھیجا اور زید بن حارثہ کو زیریں علاقہ کی طرف روانہ کیا۔ حضرت اسامہ بن زید کا بیان ہے کہ ہم حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ زوجہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کی تدفین سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ ہمیں جنگ بدر کی فتح کی خوشخبری ملی۔ حضرت عثمان رسول اللہ ﷺ کے حکم سے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کے لئے رک گئے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کو مال غنیمت میں سے حصہ دیا اور آخرت میں اجر کا بھی وعدہ کیا۔ حضرت اسامہ کا بیان ہے کہ میرے والد زید رضی اللہ عنہ فتح کی خوشخبری لے کر آئے تو میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ عید گاہ میں کھڑے ایک ہجوم میں اعلان کر رہے تھے، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوجہل بن ہشام، زمعہ بن اسود، ابو البختری، عاص بن ہشام، امیہ بن خلف، منبہ اور نبیہ پسران حجاج سب کے سب قتل ہو گئے میں نے پوچھا ابا! کیا یہ بات درست ہے؟ تو کہا ہاں بیٹا! واللہ درست ہے۔

غزوہ بدر کی فتح ناقابل یقین تھی..... بیہقی (حماد بن سلمہ، ہشام بن عروہ، عروہ) اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ کو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کیلئے مدینہ میں رہ جانے کی اجازت فرمائی تھی اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی سواری عضباء پر سوار ہو کر مژدہ فتح لائے۔ اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے شور و غل سنا اور اسی طرف آیا دیکھا تو زید

بن حارثہ خوش خبری دے رہے ہیں، تو ہم نے اگلی بات کو حق نہیں سمجھا حتی کہ ہم نے اسیروں کو دیکھ لیا اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو غنیمت میں سے حصہ دیا۔

جبرائیل کی رفاقت ... واقدی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے روحاء کے دوران نماز عصر "اثیل" مقام پر پڑھی، ایک رکعت کے بعد مسکرائے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے وجہ تبسم دریافت کی، تو فرمایا میکائیل علیہ السلام گزرے ہیں ان کے پروں پر غبار تھا، مجھے دیکھ کر مسکرایا اور اس نے کہا میں کفار کی جستجو اور تلاش میں تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی رضا ... جنگ بدر سے فراغت کے بعد آپ ﷺ کے پاس جبرائیل آئے گھوڑی پر سوار تھے اس کی پیشانی بندھی ہوئی تھی اور دونوں دانت غبار آلود تھے اس نے عرض کیا اے محمد! مجھے میرے رب نے بھیجا ہے کہ آپ سے الگ نہ ہوں جب تک کہ آپ خوش ہو جائیں کیا آپ خوش ہو گئے ہیں؟ آپ ﷺ نے "ہاں" میں جواب دیا۔ واقدی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے "اثیل" سے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اور وہ پیر کے دن آئے عبداللہ بن رواحہ عوالی کی طرف سے زید بن حارثہ سے جدا ہو گئے۔ چنانچہ عبداللہ بن رواحہ پکار کر اعلان کر رہے تھے اے انصار! رسول اللہ ﷺ کی خیر و عافیت مبارک ہو، مشرکین قتل اور گرفتار ہو چکے ہیں۔ ربیعہ کے بیٹے، حجاج کے بیٹے ابو جہل، زمعہ اور امیہ بن خلف کے علاوہ قتل ہو چکے ہیں سہیل بن عمرو گرفتار ہو چکا ہے۔

عاصم بن عدی کا بیان ہے کہ میں نے ابن رواحہ کو الگ کر کے پوچھا کیا سچ ہے جو آپ نے کہا ہے؟ اس نے کہا ہاں! بخدا! رسول اللہ ﷺ کل قیدیوں کو لے کر تشریف لے آئیں گے پھر اس نے "عوالی" میں انصار کے گھر گھر جا کر پیغام سنایا اور بچے بھی اس کے ساتھ کہہ رہے تھے کہ ابو جہل فاسق قتل ہو چکا ہے۔ جب وہ بنی امیہ کے محلہ میں آئے تو زید بن حارثہ بھی رسول اللہ ﷺ کی سواری پر سوار ہو کر آ پہنچا تھا اور اہل مدینہ کو خوش خبری سنا رہا تھا جب وہ عیدگاہ میں آیا تو اس نے بلند آواز سے کہا عتبہ، شیبہ پسران ربیعہ، پسران حجاج، ابو جہل، ابو البختری، زمعہ اور امیہ بن خلف مارے گئے ہیں سہیل بن عمرو اور قیدیوں میں گرفتار ہیں۔ وہ لوگ اس کی بات پر یقین نہیں کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ زید شکست خوردہ ہو کر بھاگ آیا ہے اس بات نے مسلمانوں کو پریشان کر دیا۔ زید رضی اللہ عنہ اس وقت تشریف لائے جب رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کو قبر میں دفن کیا جا چکا تھا۔

منافقین کی رنجیدہ باتیں ... ایک منافق نے اسامہ کو کہا کہ تمہارے آقا اور ان کے رفقاء قتل ہو چکے ہیں۔ دوسرے منافق نے ابو لبابہ رضی اللہ عنہ کو کہا تمہارے ساتھی تتر بتر ہو چکے ہیں اب وہ دوبارہ کبھی جمع نہیں ہو سکیں گے محمد ﷺ اور ان کے رفقاء قتل ہو چکے ہیں یہ ان کی سواری ہے ہم اس کو پہچانتے ہیں اور یہ زید رضی اللہ عنہ بدحواسی کے عالم میں ہے مرعوبیت کے عالم میں شکست کھا کر آیا ہے۔ تو ابو لبابہ نے کہا اللہ تعالیٰ تیری بات کو جھوٹا کر دے گا۔ یہود نے کہا زید شکست کھا کر بھاگ آیا ہے۔ اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں زید کے پاس آیا اور ان سے تنہائی میں پوچھا کیا آپ کی بات سچ ہے؟ تو زید نے کہا ہاں! واللہ! میں سچ کہہ رہا ہوں پھر میں اس کا حوصلہ لے کر باہر آیا اور اس منافق کے پاس جا کر کہا تو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں غلط بیانی کر رہا ہے جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائیں گے تو تجھے ان کے سامنے پیش کروں گا وہ تیری گردن مار دیں گے۔ تو وہ کہنے لگا یہ تو میں نے دوسرے لوگوں سے سنی ہے۔ چنانچہ قیدیوں کو شقران غلام رسول اللہ ﷺ کی نگرانی میں مدینہ میں لایا گیا وہ ۴۹ تھے بقول واقدی متفق علیہ قول یہ ہے کہ وہ ستر تھے۔ معززین اور شرفاء نے آپ ﷺ کا روحاء میں استقبال کیا اور آپ ﷺ کو فتح کی مبارک باد پیش کی۔

اسید کی معذرت ... اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس اللہ کا شکر ہے جس نے آپ ﷺ کو کامیاب کیا اور آپ ﷺ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا یا رسول اللہ! بخدا میں بدر میں شریک نہ تھا میرا گمان تھا کہ آپ دشمن سے نبرد آزما نہیں ہوں گے میرا گمان تو یہ تھا کہ آپ کا وہاں قافلہ سے مقابلہ ہو گا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ دشمن سے نبرد آزمائی کے لئے جا رہے ہیں تو میں قطعاً پیچھے

نہ ہوتا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس کی معذرت قبول فرمائی اور فرمایا کہ تم نے درست کہا ہے۔

مال غنیمت کا نگران ... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ آپ ﷺ مدینہ واپس آ رہے تھے آپ کے ہمراہ بدر کے قیدی تھے جن میں عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن حارث بھی شامل تھے اور مال غنیمت کا نگران عبداللہ بن کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار تھا۔ ایک مسلمان نے رجز یہ اشعار پڑھے بقول ابن ہشام اس کا نام ہے عدی بن ابی الزغباء۔

اقم لها صدورها یا بسبس
لیس بذی الطلح لها معرس
ولا بصحراء عمیر محبس
ان مطایا القوم لا تحبس
فحملها علی الطریق اکیس
قد نصر اللہ وفر الاخنس

"اے بسبس! ان سواریوں کے سینوں کو سیدھا کر دو ذی طلح مقام پر ان کا پڑاؤ نہیں ہے۔ اور نہ ہی دشت عمیر میں ان کو روکنا ہے قوم کی سواریاں نہیں رکیں گی۔ ان کو راستے پر لے جانا ہی عقلمندی ہے اللہ نے مدد کی اور اخنس فرار ہو گیا"۔

ہماری جنگ تو بوڑھوں سے ہوئی ...... رسول اللہ ﷺ مدینہ کو روانہ ہوئے جب "مضیق الصفراء" کو عبور کر گئے "سیر" نامی ٹیلے پر جو کہ مضیق اور نازیہ کے مابین واقع ہے وہاں مساوی طور پر مال غنیمت تقسیم کیا۔ آپ ﷺ نے پھر کوچ کیا تو "روحاء" میں آپ ﷺ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے استقبال کیا۔ آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے رفقاء کو فتح و کامرانی پر مبارکباد پیش کی مبارک کے یہ الفاظ تھے۔ تو سلمہ بن سلامہ بن وقش بدری رضی اللہ عنہ نے کہا جیسا کہ مجھے عاصم بن عمر اور یزید بن رومان نے بتایا ہے کس بات کی تہنیت اور مبارکباد پیش کر رہے ہو واللہ ہماری جنگ تو بوڑھوں سے ہوئی جن کے سر کے بال جھڑ چکے تھے وہ بندھے ہوئے اونٹوں کی طرح تھے ہم نے ان کو قتل کر ڈالا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا اے بھتیجے! وہ ملا اور اشراف اور سردار قریش تھے۔

نضر بن حارث اور عقبہ کا قتل ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفراء میں نضر بن حارث کا سر قلم کیا بقول بعض اہل علم کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کیا پھر وہاں سے روانہ ہوئے "عرق الظبیہ" میں عقبہ بن ابی معیط کو قتل کیا۔ بقول ابن اسحاق رسول اللہ ﷺ نے عقبہ کے قتل کا حکم دیا تو اس نے عرض کیا اے محمد! میرے بچوں کا کون کفیل ہوگا فرمایا "آگ"۔ ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر کے مطابق اس کو عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح برادر بنی عمرو بن عوف نے قتل کیا۔ "مغازی" میں موسیٰ بن عقبہ نے بھی یہی ذکر بیان کیا ہے اور اس کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے سوا کوئی قیدی قتل نہیں کیا اور جب عاصم بن ثابت اسے قتل کرنے لگا تو اس نے کہا اے معشر قریش! ان قیدیوں میں سے صرف مجھے کیوں قتل کیا جا رہا ہے تو اس نے کہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ عداوت کی بنا پر۔

حماد بن سلمہ نے عطاء بن سائب کی معرفت شعبی سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عقبہ کے قتل کا حکم دیا تو اس نے کہا اے محمد! کیا سب قریش میں سے آپ مجھے ہی قتل کریں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں" کیا جانتے ہو اس نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا تھا میں ایک روز مقام ابراہیم کے پیچھے سجدہ میں تھا اس نے اپنا پاؤں میری گردن پر رکھ کر خوب دبایا اور اٹھایا نہیں جب تک کہ میں نے سمجھا کہ میری آنکھیں پھوٹ جائیں گی۔ ایک بار یہ بکری کا اوجھ لایا میں سجدہ میں تھا اور میرے سر پر ڈال دیا چنانچہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئی اور اس نے دھو کر میرا سر صاف کیا۔ بقول ابن ہشام علی رضی اللہ عنہ نے ہی عقبہ کو قتل کیا جیسا کہ زہری وغیرہ کا بیان ہے بقول امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ یہ دونوں نہایت شریر اور بد اطوار تھے دونوں انتہائی کفر و عناد و سرکشی کا مجسمہ تھے یہ ملعون اسلام اور اہل اسلام کی ہجو کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ نضر بن حارث ملعون کی ہمشیرہ قتیلہ نے اپنے بھائی کا مرثیہ کہا۔

يا راكبا إن الأثيل مظنة
من صبح خامسة وأنت موفق
أبلغ بها ميتا بأن تحية
ما إن تزال بها النجائب تخفق
مني إليك وعبرة مسفوحة
جادت بواكفها وأخرى تخنق
هل يسمعن النضر إن ناديته
أم كيف يسمع ميت لا ينطق
أمحمد يا خير ضنء كريمة
من قومها والفحل فحل معرق

"اے سوار! غالب گمان ہے کہ تو پانچویں رات کی صبح کو مقام اثیل پہنچ جائے گا اگر تجھے توفیق نصیب ہو۔ وہاں اُس میت کو سلام پہنچا دے، اور ضرور ہے کہ ہمارا وہیں سلام پہنچتا۔ تیز رفتار اونٹنیاں وہاں دوڑتی ہیں۔ میری جانب سے اور آنسو جو آنکھ سے بہہ رہا ہے جس نے تر کر دیا ہے، آنسو شمار کرتا ہے اور دوسرا بھی آنکھ میں منتظر ہے۔ کیا میں نضر کو پکاروں تو کیا وہ سن سکے گا؟ بلکہ مردہ جس کو بولنے کی استطاعت نہ ہو کیسے سن سکتا ہے؟ اے محمد ﷺ اپنی قوم کی ایک شریف عورت کے فرزند نجیب جس کا شوہر بھی خاندانی عالی جاہ ہے۔

ما كان ضرك لو مننت وربما
من الفتى وهو المغيظ المحنق
لو كنت قابل فدية لفديته
بأعز ما يغلو به ما ينفق
والنضر أقرب من أسرت قرابة
وأحقهم إن كان عتق يعتق
ظلت سيوف بني أبيه تنوشه
لله أرحام هناك تشقق
صبرا يقاد إلى المنية متعبا
رسف المقيد وهو عان موثق

اگر آپ احسان فرما دیتے تو آپ کا کیا نقصان تھا؟ بسا اوقات غیظ و غضب سے مغلوب جوان بھی احسان کر دیتا ہے۔ اگر آپ فدیہ کو قبول کرتے تو عزیز ترین چیز صرف کر دیا جاتا۔ نضر سب اسیروں سے آپ کا قریبی عزیز تھا، اور رہائی کا زیادہ حقدار تھا اگر کسی کو آزاد کیا جاتا۔ اس کے چچازاد بھائیوں کی تلواریں اس کو نوچنے لگیں، اللہ کے لئے تعجب ہے! وہاں کس قدر قطع رحمی ہو رہی تھی۔ وہ تھکا ماندہ موت کی طرف ہانکا جا رہا تھا، بیڑیوں کے ساتھ چل رہا تھا اور وہ قیدی بندھا ہوا تھا۔"

بعض اہل علم میں مشہور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ان اشعار کا علم ہوا تو فرمایا اگر قتل سے پہلے یہ اشعار مجھ تک پہنچتے تو میں یہ احسان کر دیتا (واللہ اعلم)

ابو ہند سے تحفہ قبول کیا ۔ بقول ابن اسحاق رسول اللہ ﷺ سے اسی مقام "عرق الظبیہ" میں آپ کے غلام ابو ہند بیاضی نے ملاقات کی۔

آپ کا حجام تھا۔ ان کے پاس ایک مشک تھی جس میں کھجور اور گھی سے تیار شدہ حلوہ (حیس) تھا۔ اس نے یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور آپ ﷺ نے قبول فرمایا اور انصار کو اس کے بارے میں بھی وصیت کی۔

قیدیوں سے حسن سلوک: بقول ابن اسحاق، پھر رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے اور قیدیوں سے ایک دن پہلے مدینہ میں تشریف لے آئے۔ بقول نبیہ جب بدر سے قیدیوں کو روانہ کیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کو تقسیم کر کے حسن سلوک کی وصیت فرمائی۔

ابو عزیز بن عمیر بن ہاشم: ... مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا حقیقی بھائی بھی ان قیدیوں میں تھا۔ اس کا بیان ہے کہ مجھے ایک انصاری ابوالیسر گرفتار کر رہا تھا کہ مصعب میرے پاس سے گزرے تو انصاری کو تاکید کی کہ اس کو مضبوطی سے باندھو، اس کی والدہ مالدار ہے ممکن ہے کہ وہ آپ کو زر فدیہ ادا کرے۔ یہ سن کر ابو عزیز نے کہا اے برادر! کیا آپ کی میرے بارے میں یہ وصیت ہے؟ تو مصعب نے کہا میرا بھائی انصاری ہے تو نہیں۔ پھر اس کی والدہ نے پوچھا سب سے زیادہ فدیہ کتنا دیا گیا ہے؟ بتایا گیا چار ہزار درہم تو اس نے چار ہزار درہم فدیہ بھیج دیا۔ بقول الاموی یہ اس کا نام زرارہ ہے ملاحظہ ہو اسد الغابہ۔ ابو عزیز، خلیفہ بن خیاط نے ان کو صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار کیا ہے۔ یہ مصعب کا حقیقی بھائی ہے ان کا ایک اور بھائی ابوالروم ہے۔ ابو عزیز کو جنگ احد کے مقتولوں میں شمار کرنے والے نے غلط کہا ہے وہ تو ابو عزہ ہے جو جنگ احد میں قتل ہوا واللہ اعلم۔ ابو عزیز کا بیان ہے کہ جب ہم بدر سے روانہ ہوئے تو میں انصاریوں کے سپرد تھا۔ جب وہ صبح اور شام کا کھانا لاتے تو میرے لیے روٹی مخصوص کرتے اور خود کھجور کھاتے (یہ محض رسول اللہ ﷺ کی وصیت کا اثر تھا) جس کے ہاتھ میں بھی کوئی روٹی آتی وہ میرے سامنے رکھ دیتا میں شرم سے روٹی ان کو واپس کر دیتا مگر وہ ہاتھ بھی نہ لگاتا اور مجھے ہی واپس کر دیتا۔

بقول ابن ہشام نضر بن حارث کے بعد بدر میں ابو عزیز مشرکین کا علمبردار تھا۔

ابو یزید سہیل بن عمرو اور سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا: ... ابن اسحاق، عبداللہ بن ابی بکر کی معرفت روایت بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن سعد بن زرارہ نے بتایا کہ جب اسیران بدر کو مدینہ لایا گیا تو سودہ بنت زمعہ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ آل عفراء کے ہاں "ماتم" میں تھیں جو عوف اور معاذ پسران عفراء شہید بدر کی وجہ سے تھا۔ یہ پردہ کے احکام نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ سودہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ واللہ! میں ان کے گھر تھی جب قیدی لائے گئے۔ پھر میں واپس اپنے گھر آئی اور رسول اللہ ﷺ بھی گھر پر موجود تھے کہ اچانک ابو یزید سہیل بن عمرو پر نظر پڑی جو حجرے کے ایک گوشہ میں تھا۔ اس کے ہاتھ رسی سے گردن کے ساتھ بندھے ہوئے تھے تو بے ساختہ میری زبان سے نکلا اے ابو یزید! تم نے خود کو ان کے سپرد کر دیا (اور طعنہ دیتے ہوئے کہا) تم عزت کی موت کیوں نہ مر گئے؟ میں نے یہ جملہ کہا ہی تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے پکار کر کہا: اے سودہ! کیا تو اللہ اور اس کے رسول کے خلاف لوگوں کو آمادہ کرتی ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ واللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ جب میں نے ابو یزید کو اس حالت میں دیکھا تو بے ساختہ میری زبان سے یہ الفاظ نکل گئے۔

فتح بدر سے نجاشی کی خوشی اور اس کا عمل: ... حافظ بیہقی عبدالرحمن بن [illegible] سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز نجاشی نے جعفر اور ان کے رفقاء کو بلایا۔ وہ آئے تو نجاشی اپنے گھر میں بوسیدہ کپڑا پہن کر بیٹھا تھا۔ جعفر کا بیان ہے کہ ہم نجاشی کو اس کیفیت میں دیکھ کر سہم گئے۔ جب اس نے ہمارے چہرے پر یہ کیفیت دیکھی تو اس نے کہا میں تمہیں خوشی کی خبر سناؤں؟ ہم نے کہا ضرور، اے بادشاہ! تو اس نے کہا مجھے خبر ملی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کی مدد کی ہے اور اس کے دشمن کو ہلاک کر دیا ہے۔ فلاں فلاں قتل اور فلاں فلاں قیدی ہو گئے ہیں اور یہ واقعہ بدر نامی وادی میں ہوا ہے جس میں پیلو کے درخت بکثرت ہیں گویا میں اب بھی اسے دیکھ رہا ہوں۔ میں وہاں اپنے آقا کے جو بنی ضمرہ کا آدمی تھا اونٹ چرایا کرتا تھا۔ جعفر نے پوچھا بادشاہ! آپ خاک پر کیوں بیٹھے ہیں اور یہ بوسیدہ کپڑا کیوں پہنا ہے؟ تو اس نے کہا ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل شدہ کلام میں یہ بات پائی ہے کہ اللہ کے بندوں پر یہ حق ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ان کو کسی نعمت سے نوازے تو وہ اس کے لیے تواضع اور انکساری کا اظہار کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کو جب یہ نعمت عطا کی ہے تو میں نے بھی تواضع اور انکساری کا مظاہرہ کیا ہے۔

مکہ میں کفار کی شکست کی خبر۔۔۔۔۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مکہ میں قریش کی ہزیمت کی خبر سب سے پہلے حیسمان بن عبداللہ خزاعی نے سنائی۔ لوگ اس سے پوچھنے لگے تیرے پیچھے کیا حال ہے۔ کہنے لگا عتبہ، شیبہ، ابوجہل، امیہ، زمعہ، نبیہ، منبہ، ابوالبختری اور قریش کے ایک دو سادات قتل ہو چکے ہیں۔ پس صفوان بن امیہ نے کہا واللہ! یہ دیوانگی کے عالم میں ہے۔ اس سے میرے بارے میں پوچھو تو انہوں نے کہا تو صفوان بن امیہ کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا وہ یہ حطیم میں بیٹھا ہوا ہے واللہ! میں نے اس کے والد (امیہ) اور بھائی (علی) کو مقتولوں میں دیکھا ہے۔ موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ مکہ میں جب شکست کی اطلاع پہنچی اور انہوں نے اس کی تحقیق اور چھان بین کر لی تو خواتین نے غم کے مارے بال نوچ لئے، گھوڑوں اور اونٹوں کی کوچیں کاٹ دی گئیں۔ بیہقی نے [illegible] کی "دلائل" سے نقل کیا ہے کہ جنگ بدر کے موقع پر اہل مکہ نے جنات میں سے ہاتف کی آواز سنی:

أزار الحنيفيون بدرا وقيعة
سينقض منها ركن كسرى وقيصرا
أبادت رجالا من لؤي وأبرزت
خرائد يضربن الترائب حسرا
فيا ويح من أمسى عدو محمد
لقد جار عن قصد الهدى وتحيرا

"ایک واقعہ میں مسلمانوں نے بدر میں موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ اس سے کسریٰ اور قیصر کی بنیادیں ہل جائیں گی۔ جس نے لوی کے سرداروں کو تباہ کر دیا۔ اور دوشیزگان ننگے سر سینہ کوبی کر رہی ہیں۔ اس پر افسوس ہے جو محمد ﷺ کا دشمن ہو گیا ہے جو راہ راست سے بھٹک کر حیران ہو گیا"۔

اس اندوہناک خبر سے ابولہب کا رد عمل۔۔۔۔۔ ابن اسحاق نے حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی معرفت عکرمہ غلام ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ابورافع رسول اللہ ﷺ کے غلام نے بتایا کہ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا غلام تھا اور اسلام اہل بیت میں پھیل چکا تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان کی بیوی ام فضل اور میں مسلمان ہو چکے تھے۔ عباس رضی اللہ عنہ لوگوں سے ڈرتے تھے اور قوم کی مخالفت کو برا سمجھتے تھے اسلام کو ظاہر نہ کرتے تھے اور سرمایہ دار تھے مال لوگوں میں پھیلا ہوا تھا۔ ابولہب جنگ بدر میں شامل نہ ہو سکا تو اس نے اپنے بجائے عاص بن ہشام بن مغیرہ کو روانہ کیا تھا (اکثر لوگوں کا یہی دستور تھا جو خود نہ جا سکا اس نے اپنے قائم مقام کسی اور کو بھیجا) جب قریش کی شکست کی خبر آئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ذلیل و رسوا کر دیا اور ہم نے اپنے آپ میں قوت و عزت محسوس کی۔ میں کمزور جسم کا ناتواں آدمی تھا، تیر بنایا کرتا تھا۔ میں نے وہ تیر "زمزم" کے کمرے کے ایک کونے میں رکھے ہوئے تھے۔ واللہ! میں اس کمرے میں تیروں کو چھیل رہا تھا میرے پاس ام فضل بھی بیٹھی ہوئی تھی اور یہ شکست کی خبر ہمارے لئے خوشی و مسرت کا سبب تھی۔ ابولہب بدترین حالت میں پاؤں گھسیٹتا چلا آ رہا تھا اور حجرہ کے کنارہ آ کر خیمہ کی ڈوری پر بیٹھ گیا اس کی پیٹھ میری پشت کی طرف تھی۔ وہ بیٹھا ہی تھا کہ لوگ کہنے لگے: یہ ابوسفیان مغیرہ بن حارث آ رہا ہے۔

ابولہب نے اسے کہا میرے پاس آؤ، اللہ کی قسم! تمہارے پاس صحیح خبر ہے چنانچہ وہ ابولہب کے پاس بیٹھ گیا اور لوگ کھڑے تھے تو اس نے پوچھا اے بھتیجے! بتاؤ تو سہی کیا ماجرا ہوا؟ اس نے کہا واللہ! بس جنگ کا آغاز ہی ہوا تھا کہ ہمارے کندھوں پر وہ قابض ہو گئے، جیسے چاہتے تھے قتل کرتے تھے اور جیسے چاہتے قید کر لیتے۔ واللہ! اس سب باتوں کے باوجود میں لوگوں کو قابل مذمت و ملامت نہیں سمجھتا۔ ہماری جنگ سفید فام لوگوں سے ہوئی، جو فضا میں چتکبرے گھوڑوں پر سوار تھے۔ واللہ! وہ کسی چیز کی پرواہ نہ کرتے تھے اور نہ کوئی ان کے مد مقابل ٹھہر سکتا تھا۔ ابو رافع کا بیان ہے میں نے خیمہ کی طناب اٹھا کر کہا واللہ! یہ فرشتے تھے۔ یہ سن کر ابولہب نے میرے منہ پر زوردار تھپڑ رسید کیا۔ میں بھی اس کے سامنے کود پڑا، میں کمزور آدمی تھا اس نے مجھے اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا اور میرے سینے پر بیٹھ کر مارنے لگا۔ چنانچہ ام فضل نے خیمہ کی ایک لکڑی پکڑی اور اس کے سر پر

سے ان کی جس سے خاصا زخم ہو گیا اور اس نے کہا اس کا آقا موجود نہیں ہے اس لئے تو نے اس کو کمزور سمجھا؟ چنانچہ وہ ذلیل ورسوا ہو کر چلا گیا۔ واللہ! وہ صرف سات روز تک زندہ رہا، اللہ تعالیٰ نے اس کو "عدسہ" پھوڑے میں مبتلا کر دیا اور اس طرح وہ ہلاک ہو گیا۔

اس روایت کو یونس نے ابن اسحاق سے بیان کر کے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ موت کے بعد تین روز تک اس کے بیٹوں نے اسے دفن نہ کیا یہاں تک کہ اس سے بدبو آنے لگی۔ قریش "عدسہ" کو متعدی مرض سمجھ کر طاعون کی طرح اس سے پرہیز کرتے تھے یہاں تک کہ قریش کے ایک شخص نے کہا افسوس تمہیں شرم نہیں آتی تمہارا باپ گھر میں پڑا سڑ رہا ہے اس کو دفن کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا ہمیں اس متعدی مرض کا اندیشہ ہے۔ تو اس نے کہا چلو میں تمہارا تعاون کرتا ہوں، چنانچہ انہوں نے ڈرتے ڈرتے قریب نہ جاتے ہوئے دور ہی سے اس پر پانی چھڑکا پھر اٹھا کر مکہ کے "اوپر" اور بالائی حصہ میں لے گئے اس کو دیوار سے ٹیک لگا کر اس پر پتھر چن دیئے۔

پردہ کرنا...... یونس (ابن اسحاق، یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر، عباد) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اس مقام پر سے گزرتے وقت پردہ کر کے گزرتی تھیں۔

رونے سے دل ہلکا ہو جاتا ہے...... ابن اسحاق، یحییٰ بن عباد سے روایت کرتے ہیں کہ قریش نے اپنے مقتولین پر نوحہ اور ماتم کیا پھر انہوں نے مشورہ کیا کہ ایسا نہ کرو محمد ﷺ اور اس کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو معلوم ہو گیا تو وہ خوش ہوں گے اور نہ ہی اپنے قیدیوں کا فدیہ بھیجو، یہاں تک کہ تم ان سے کچھ مہلت حاصل کر لو، ایسا نہ ہو کہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھی تم سے زیادہ فدیہ طلب کریں گے۔ بقول امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ یہ وقت رونے پر پابندی پسماندگان کے لئے عذاب الٰہی کی تکمیل ہے کیونکہ رونے سے غمگین دل کو تسکین ہو جاتی ہے۔

تین بیٹوں کی ہلاکت...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اسود بن مطلب کے تین بیٹے جنگ بدر میں ہلاک ہو گئے تھے (۱) زمعہ ابو حکیمہ (۲) عقیل اور (۳) حارث اس کا دل اندر آیا تھا اور رونا چاہتا تھا اندھا ہو چکا تھا اتفاقاً رات کو کسی طرف سے رونے کی آواز آئی اس نے اپنے غلام کو بھیجا معلوم کرو کیا رونے کی اجازت ہو گئی ہے کیا قریش اپنے مقتولوں پر رو رہے ہیں کہ میں بھی اپنے لخت جگر ابو حکیمہ پر جی بھر کر رو لوں میرے سینے میں آگ سی لگ رہی ہے غلام نے واپس آ کر بتایا ایک عورت کا اونٹ گم ہو گیا اس لئے وہ رو رہی ہے تو اسود کی زبان سے بے ساختہ یہ اشعار نکلے:

أتبكي ان يضل لها بعير
ويمنعها من النوم السهود
فلا تبكي على بكر ولكن
على بدر تقاصرت الجدود
على بدر سراة بني هصيص
ومخزوم ورهط ابي الوليد

"کیا اونٹ کے گم ہونے پر وہ رو رہی ہے اور بے خوابی اس کو نیند سے روک رہی ہے، اونٹ پر مت رو، بدر پر آنسو بہا جہاں نصیب اور قسمتیں پھوٹ گئیں۔ بدر میں سرداران بنی ہصیص، مخزوم اور ابو الولید کے خاندان کے مقتولوں پر رو۔"

وبكي ان بكيت ابا عقيل
وبكي حارثا اسد الاسود
وبكيهم ولا تسمي جميعا
وما لابي حكيمة من نديد

الا قــد ســاد بعدهــم رجــال
ولــولا يــوم بــدر لــم يســودوا

"تم کو معلوم ہے کہ ابو جہل پر ہلاکت وارد ہوئی جو شیروں کا شیر تھا تو سب ختم لیکن بدر پر ہر کسی ایک کی ہمت سے لے کر ابی حضیم کے ہمسر ہو گئی تھیں۔ سو ان کے چلے جانے کے بعد کچھ لوگ سیادت پر فائز ہو گئے ہیں اگر معرکۂ بدر نہ ہوتا تو وہ رئیس نہ بنتے۔"

ابو وداعہ کا بیٹا اور پہلا فدیہ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ قیدیوں میں ابو وداعہ بن ضبیرہ سہمی بھی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابو وداعہ کا مکہ میں ایک ذہین و عقلمند تجارت پیشہ سرمایہ دار بیٹا موجود ہے گویا میں اس کو دیکھ رہا ہوں وہ اپنے والد کا زرِ فدیہ لے کر آیا ہے اور جب قریش نے باہم اپنے قیدیوں کے زرِ فدیہ میں عجلت مت کرو ایسا نہ ہو کہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھی قیمت بڑھا کر لیں۔ مطلب بن ابی وداعہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا فرمان اس کے بارے میں فرمایا تھا کہ تجھے کچھ جلد بازی سے کام نہ لے اور رات کی تاریکی میں آیا اور اپنے والد کا چار ہزار درہم فدیہ دے کر رہا کر لے گیا بقول امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ یہ پہلا قیدی تھا جس کا رسول اللہ ﷺ نے فدیہ قبول فرمایا پھر قریش نے بھی اپنے اسیروں کا فدیہ بھیجنا شروع کر دیا۔

سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ اس کے بعد مکرز بن حفص بن اخیف سہیل بن عمرو کے فدیہ کے سلسلہ میں آئے اس کو مالک بن دخشم نے گرفتار کیا تھا اس نے اس بارے میں یہ اشعار کہے:

أســـرت سهيـــلا فـــلا أبتغـــي
أســيرا بـــه مـــن جميـــع الأمـــم
وخنـــدف تعلـــم أن الفتـــى
فتاهـــا سهيـــل إذا يظلـــم
ضربـــت بـــذي الشفـــر حتـــى انثنـــى
وأكـــرهـــت نفســـي علـــى ذي العلـــم

"میں نے سہیل کو قیدی بنا لیا ہے اس کے عوض میں ساری کائنات میں سے کسی قیدی کا خواہاں نہیں ہوں۔ خندف قبیلہ جانتا ہے کہ بے شک سہیل ان کا نوجوان ہے جب وہ مظلوم ہو۔ میں نے تیز دھار والی تلوار سے اس پر ضرب لگائی یہاں تک کہ وہ مڑ گیا اور میں نے خود کو کٹے ہونٹ والے پر مجبور کر دیا۔"

بقول ابن اسحاق سہیل بن عمرو کا نچلا ہونٹ پھٹا ہوا تھا۔ ابن اسحاق نے محمد بن عمرو بن عطا برادر بنی عامر بن لؤی کی معرفت بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا مجھے اجازت دیجئے میں سہیل کے اگلے دو دانت نکال دوں تاکہ اس کی زبان لٹک جائے وہ آپ ﷺ کے خلاف کسی مقام پر تقریر نہ کر سکے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اگر میں اس کا مثلہ (ناک کان کاٹنا) کروں گا تو اللہ مجھے مثلہ کرے گا اگرچہ میں نبی ہوں"۔ بقول امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث مرسل ہے بلکہ معضل ہے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سہیل رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا قریب ہے کہ وہ ایسے مقام پر فائز ہو کہ تو اس کو قابل مذمت نہ سمجھے۔ بقول امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ یہ واقعہ مشہور ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اہل مکہ میں ارتداد کا رجحان پیدا ہوا اور عرب کے علاوہ بھی اسلام سے پھر گیا۔ مدینہ منورہ میں بھی نفاق سر اٹھانے لگا تو اس نے لوگوں کو خطبہ دیا اور ان کو دین حنیف پر قائم رہنے کی تلقین کی۔ (جیسا کہ آگے آئے گا۔ ان شاء اللہ)۔

بقول ابن اسحاق مکرز بن حفص نے سہیل کے فدیہ کے بارے میں گفتگو کی اور بات ان کی چار ہزار درہم پر طے ہو گئی تو انہوں نے زرِ فدیہ کا مطالبہ کیا تو مکرز نے کہا اس کی بجائے تم مجھے گرفتار کر لو اور اس کو رہا کر دو تاکہ وہ اپنا زرِ فدیہ بھیج دے چنانچہ انہوں نے سہیل کی بجائے مکرز کو قیدی

چنانچہ ابن اسحاق نے اس کے بارے میں بکر کے چند اشعار بیان کئے ہیں مگر ابن ہشام نے ان کا انکار کیا ہے واللہ اعلم۔

ابوسفیان کا بیٹا قیدی بنا...... ابن اسحاق عبداللہ بن ابی بکر سے روایت کرتے ہیں کہ قیدیوں میں ابوسفیان کا بیٹا عمرو بھی تھا (جس کی والدہ عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی اور بقول ابن ہشام عقبہ کی بہن تھی) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو قید کیا تھا۔ ابوسفیان کو کسی نے کہا عمرو کا زرِ فدیہ ادا کر دو تو اس نے کہا کیا مجھے جانی اور مالی دو طرح کا نقصان اٹھانا ہوگا؟ انہوں نے میرے بیٹے حنظلہ کو قتل کیا کیا میں عمرو کا فدیہ ادا کروں، اسے ان کے پاس ہی رہنے دو جب تک ان کا جی چاہے پاس رکھیں۔ الغرض وہ مدینہ میں ان کی قید میں تھا کہ بنی عمرو بن عوف میں سے سعد بن نعمان بن اکال عمرہ کی غرض سے مکہ گیا سعد کے پاس اس کی چھوٹی بکری تھی اور اس کا بکریوں کا ریوڑ نقیع میں تھا، مسلمان تھا بقیع سے عمرہ کے لئے روانہ ہوا۔ اس کا گمان نہ تھا کہ وہ مکہ میں محصور اور محبوس ہو جائے گا کیونکہ وہ عمرہ کی خاطر آیا ہے اور قریش سے معاہدہ ہو چکا تھا کہ وہ کسی حاجی اور عمرہ کرنے والے سے تعرض اور چھیڑ چھاڑ نہیں کریں گے مگر ابوسفیان نے اس پر حملہ کر کے اپنے بیٹے کے عوض گرفتار کر لیا اور اس کے بارے میں اس نے کہا

أرهط ابن أكال أجيبوا دعاءه

تعاقدتم لا تسلموا السيد الكهلا

فإن بني عمرو لئام أذلة

لئن لم يفكوا عن أسيرهم الكبلا

"اے ابن اکال کی جماعت تم اس کی پکار کو سنو تم نے باہمی معاہدہ کیا ہے کہ اپنے بوڑھے سردار کو بے یار و مددگار نہ چھوڑو گے۔
کہ بنی عمرو کمینے اور ذلیل ہوں گے اگر وہ اپنے قیدی کی بیڑی نہ کھولیں"۔

بنی عمرو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا گوش گزار کیا اور درخواست کی کہ آپ ﷺ عمرو بن ابی سفیان کو ہمیں دے دیں کہ اس کے عوض ہم اپنا قیدی چھڑا لیں چنانچہ نبی علیہ السلام نے ان کو وہ عطا کر دیا اور انہوں نے اسے ابوسفیان کے پاس بھیج دیا اور ابوسفیان نے سعد بن اکال کو چھوڑ دیا۔

ابوالعاص بن ربیع داماد رسول اللہ ﷺ...... بقول ابن اسحاق ابوالعاص بن ربیع بن عبدالعزیٰ بن عبد شمس بن عبد مناف داماد رسول اللہ ﷺ زینب بنت رسول اللہ ﷺ کے شوہر قیدیوں میں تھے۔ خراش بن صمہ نے آپ کو گرفتار کیا تھا۔ ابوالعاص مکہ کے سرمایہ دار امانت دار اور تجارت پیشہ لوگوں میں تھا۔ ان کی والدہ ہالہ بنت خویلد یعنی حضرت خدیجہ کی بہن تھیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس کے لئے زینب کا رشتہ رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی تھی کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح ابوالعاص سے کر دیں اور آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی مخالفت نہ کرتے تھے اور یہ بعثت سے پہلے کا واقعہ ہے۔

عتبہ بن ابولہب...... نبی علیہ السلام نے اپنی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا یا حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی نسبت عتبہ بن ابی لہب سے کر دی تھی۔ رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تو ابولہب نے کہا کہ محمد ﷺ کی مصروفیت میں اضافہ کرو اس نے اپنے بیٹے عتبہ کو طلاق کا حکم دیا تو اس نے رخصتی سے پہلے ہی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کر لی۔ قریش کے لوگ ابوالعاص داماد رسول ﷺ کے پاس آئے اور اس سے مطالبہ کیا کہ تو بھی چھوڑ دو اور قریش کی جس دوشیزہ سے چاہو شادی کر لو تو اس نے کہا واللہ! میں اپنی بیوی کو طلاق نہیں دوں گا اور نہ میں کسی قریشی دوشیزہ سے شادی کرنا پسند کرتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ نے ابوالعاص کے اسی رویہ کی تعریف و ستائش کی تھی۔ بقول امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ابوالعاص کی تعریف کی صحیح روایت بخاری میں بھی مذکور ہے۔

مسلمان عورت مشرک مرد پر حرام ہے...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں مغلوب تھے حلال و حرام کے نفاذ سے قاصر تھے اسلام اور کفر نے زینب بنت رسول اللہ ﷺ اور ابوالعاص کے درمیان مفارقت پیدا کر دی تھی مگر نبی علیہ السلام کو اس بات کی قدرت نہ تھی۔ بقول امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ صلح حدیبیہ ۶ ہجری میں اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو مشرکین کے لئے حرام قرار دے دیا تھا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا زر فدیہ...... ابن اسحاق (یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر بواسطہ عباد) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ اہل مکہ نے جب اپنے اسیروں کا فدیہ روانہ کیا تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ابوالعاص کے فدیہ میں وہ ہار بھیج دیا جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو جہیز میں دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ پر اس ہار کو دیکھ کر بہت رقت طاری ہوئی اور فرمایا اگر تمہاری مرضی ہو تو اس کے قیدی کو رہا کر دو اور اس کا زر فدیہ واپس کر دو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے منشا کو ان کا مثبت جواب دیا۔ ابوالعاص کو رہا کر دیا اور ہار واپس کر دیا اور اس سے عہد لیا کہ زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ آنے کی اجازت دے دے۔ چنانچہ اس نے وعدہ پورا کیا (کما سیأتی) بقول ابن ہشام۔

جن حضرات نے بلا فدیہ رہائی پائی ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جن قیدیوں پر رسول اللہ ﷺ نے احسان کیا اور بغیر زر فدیہ کے ان کو رہا کیا ان میں سے ہیں: ابوالعاص بن ربیع اموی، مطلب بن حنطب بن حارث مخزومی کو بنی حارث بن خزرج کے کسی آدمی نے گرفتار کیا تھا۔ یہ ان کے پاس رہا پھر انہوں نے اس کو رہا کر دیا اور وہ اپنی قوم کے پاس چلا گیا۔ صیفی بن ابی رفاعہ مخزومی، یہ بھی گرفتار کرنے والوں کے پاس تھا۔ انہوں نے اس سے وعدہ لیا کہ وہ اپنا زر فدیہ ادا کر دے گا تو اس کو رہا کر دیا مگر اس نے وعدہ پورا نہ کیا اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں کہا:

ما كان صيفي ليوفي أمانة قفا ثعلب أعيا ببعض الموارد

ابوعزہ شاعر..... عمرو بن عبداللہ بن عثمان جمحی تنگ دست تھا کئی لڑکیوں کا باپ تھا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو معلوم ہے میں تنگ دست، حاجت مند اور عیالدار ہوں، آپ احسان فرما دیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس پر احسان کیا بشرطیکہ وہ آئندہ آپ کے خلاف کسی کا تعاون نہ کرے گا۔ پھر اس نے مدحیہ اشعار کہے:

من مبلغ عني الرسول محمدا
بأنك حق والمليك حميد
وأنت امرؤ تدعو إلى الحق والهدى
عليك من الله العظيم شهيد
وأنت امرؤ بوئت فينا مباءة
لها درجات سهلة وصعود
فإنك من حاربته لمحارب
شقي ومن سالمته لسعيد
ولكن إذا ذكرت بدرا وأهله
تأوب ما بي حسرة وقعود

"میرا یہ پیغام محمد رسول اللہ ﷺ کو پہنچا دے کہ آپ برحق نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعریف کیا گیا ہے۔ آپ ایسے مرد حق ہیں جو حق و ہدایت کی طرف دعوت دیتے ہیں، آپ پر اللہ عظیم کی طرف سے شہید اور نگران ہے۔ آپ کو ہمارے اندر ایک مرتبہ دیا گیا ہے جس کے مختلف مراتب ہیں آسان اور دشوار۔ آپ جس سے مصروف پیکار ہیں وہ بدنصیب ہے اور جس سے صلح جو ہیں وہ سعادت مند ہے لیکن جب میں بدر اور اہل بدر کو یاد کرتا ہوں تو میرے دل میں حسرت افسوس اور مردنی جاگزیں ہو جاتی ہے۔"

بقول امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ابوعزہ جمحی نے عہد شکنی کیا اور غداری کی، مشرکین نے اس کو اپنی طرف مائل کر لیا چنانچہ وہ ان میں شامل ہو گیا اور جنگ احد میں گرفتار ہو گیا۔ اس نے پھر رسول اللہ ﷺ سے رہائی کی درخواست کی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اب میں تجھے زندہ نہ چھوڑوں گا کہ تو اپنے منہ پر ہاتھ پھیر کر کہے کہ میں نے محمد ﷺ کو دو بار دھوکہ دے دیا ہے۔ پھر آپ نے اس کی گردن زدنی کا حکم فرمایا اور اس کا سر قلم کر دیا گیا اور مشہور

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی بارے میں فرمایا تھا:

لا يلدغ المؤمن من جحر مرتين
''مسلمان ایک بل سے دوبارہ نہیں ڈسا جاتا''۔
یہ حدیث ان مثالوں میں سے ہے جو صرف رسول اللہ ﷺ سے ہی معلوم ہوئی ہیں۔

عمیر بن وہب کی سازش...... ابن اسحاق، عروہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ عمیر بن وہب جمحی قریش کے شیاطین اور بدبخت لوگوں میں سے تھا، رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو اذیت دیتا تھا اور مکہ میں اس سے سخت تکلیف برداشت کرتے تھے۔ اس کا بیٹا وہب بھی اسیران بدر میں تھا، بقول ابن ہشام رفاعہ بن رافع نے اس کو گرفتار کیا تھا۔ ایک روز یہ صفوان بن امیہ کے ساتھ حطیم میں بیٹھا ہوا تھا اور اس نے مقتولین بدر کا ذکر کیا تو صفوان نے کہا خدا کی قسم! ان کے بعد جینے کا مزہ نہیں۔ عمیر نے کہا تو نے سچ کہا، بخدا اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا (جس کی ادائیگی دشوار ہے) اور بال بچوں کا خیال نہ ہوتا تو میں سوار ہو کر جاتا اور محمد ﷺ کو قتل کر آتا، میرے وہاں جانے کا ایک بہانہ بھی ہے کہ میرا بیٹا ان کے پاس قید ہے۔ صفوان نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور پیشکش کر دی کہ میں تمہارا قرض ادا کر دوں گا اور تیرے اہل و عیال کا تازندگی ذمہ دار ہوں گا، میرے اہل و عیال کے ساتھ وہ گزر بسر کریں گے۔ یہ سن کر عمیر نے کہا یہ بات میرے اور آپ کے درمیان راز رہے۔ صفوان نے کہا بالکل۔ پھر عمیر نے اپنی تلوار کو تیز کیا اور زہر میں بجھایا، سوار ہو کر چل پڑا اور مدینہ پہنچ گیا۔

اسی اثناء حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی ایک جماعت میں بیٹھے جنگ بدر کے بارے میں باتیں کر رہے تھے، اللہ تعالیٰ کی نوازش اور فتح و نصرت کا تذکرہ کر رہے تھے کہ انھوں نے عمیر کو دیکھا کہ تلوار لٹکائے مسجد کے دروازے پر سواری سے اتر رہا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً پہچان کر کہا یہ کتا اللہ کا دشمن عمیر بن وہب کسی کا آنا شر و فساد سے خالی نہیں ہو سکتا، اسی نے ہمارے درمیان جنگ کی آگ تیز کی اور جنگ بدر میں اس نے مسلمانوں کی تعداد کا اندازہ لگا کر مشرکوں کو بتایا تھا۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! عمیر بن وہب اللہ کا دشمن تلوار لٹکائے آیا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو لے آؤ۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی تلوار کا پٹکا پکڑا اور ساتھ آئے ہوئے انصار حاضرین مجلس کو کہا تم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ جاؤ اور اس خبیث سے ہوشیار رہو، اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس احتیاط کے ساتھ اس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ کیفیت دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کہا اے عمر اس کو چھوڑ دو اور فرمایا اے عمیر! ذرا قریب ہو جاؤ، وہ قریب ہوا تو اس نے جاہلی سلام پیش کیا ''انعموا صباحا'' یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس جاہلی سلام کے عوض بہترین سلام سے سرفراز کیا ہے جو اہل جنت کا سلام ہے۔ تو عمیر نے کہا، واللہ اے محمد! آپ یہ نیا نیا لائے ہیں۔

آپ نے پوچھا عمیر! کس غرض سے آنا ہوا؟ اس نے کہا میں اس قیدی کے بارے میں آیا ہوں جو آپ کے پاس ہے، اس سلسلہ میں احسان فرمایئے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تیری گردن میں جو تلوار لٹک رہی ہے اس کا کیا قصہ ہے؟ تو اس نے کہا اللہ ان تلواروں کو تباہ کرے یہ بدر میں کس کام آئی ہیں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا سچ سچ بتاؤ کیونکر آئے ہو؟ تو اس نے دوبارہ عرض کیا کہ بس اسی غرض سے آیا ہوں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا (یہ بات نہیں) بلکہ تو اور صفوان حطیم میں بیٹھے تھے تم نے قلیب بدر کا تذکرہ کیا، پھر تو نے کہا تھا کہ اگر مجھ پر قرض اور اہل و عیال کی ذمہ داری نہ ہوتی تو میں جاتا اور محمد ﷺ کو قتل کر آتا، پھر صفوان نے تیرے عیال اور قرض کی ذمہ داری برداشت کی بشرطیکہ تو مجھے قتل کرے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ تمہارے اور اس سازش کے درمیان حائل ہے۔ یہ سن کر عمیر نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔

یا رسول اللہ! ہم آپ کی آسمانی خبروں کی تکذیب کیا کرتے تھے اور آپ پر جو وحی نازل ہوتی تھی اس کو جھٹلایا کرتے تھے، میرے اور صفوان کے سوا اس معاملہ کی کسی کو خبر نہ تھی، واللہ! مجھے یقین ہے کہ یہ بات آپ کو اللہ نے بتائی ہے، اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اسلام کی طرف راہنمائی فرمائی اور صراط مستقیم پر چلایا، پھر اس نے کلمہ شہادت پڑھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے دینی بھائی کو مسائل سمجھاؤ، قرآن پڑھاؤ اور اس کا قیدی آزاد کر دو۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے فرمان کی تعمیل کی، اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اللہ کے نور کو بجھانے کی سرتوڑ کوشش کرتا رہا تھا، مسلمانوں کو

تکلیف اذیت پہنچایا کرتا تھا اب میری خواہش ہے کہ آپ مجھے مکہ مکرمہ جانے کی اجازت مرحمت فرمادیں میں ان کو اللہ اور رسول کی دعوت پیش کروں اور ان کو اسلام کی طرف بلاؤں شاید اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب فرمادے ورنہ میں جس طرح مسلمانوں کو اذیت پہنچاتا تھا ان کو بھی اسی طرح اذیت پہنچاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو مکہ مکرمہ جانے کی اجازت فرمادی اور وہ مکہ چلا آیا۔ ادھر صفوان عمیر کے بارے میں مدینہ سے آنے والے لوگوں سے پوچھتا رہتا یہاں تک کہ ایک آدمی نے اس کو عمیر کے مسلمان ہو جانے کی بات بتائی تو اس نے کہا واللہ وہ اس سے کبھی ہم کلام نہ ہوگا اور نہ اس کو کوئی فائدہ پہنچائے گا۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ عمیر رضی اللہ عنہ مکہ میں آ کر اسلام کی تبلیغ کرتا جو مخالف کو شدید اذیت پہنچاتا چنانچہ اس کے دست حق پرست پر متعدد لوگوں نے اسلام کی بیعت کی۔

عمیر نے شیطان کو دیکھا ..... عمیر بن وہب یا حارث بن ہشام نے ابلیس کو جنگ بدر میں دیکھا تھا جب وہ جنگ بدر میں اپنی ایڑیوں کے بل الٹا پھرا اور بھاگ کر اس نے کہا میں تم سے بری ہوں۔ میں وہ چیز دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔ شیطان جنگ بدر میں سراقہ بن مالک مدلجی کا روپ دھارے ہوئے تھا۔ امام محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے جنگ بدر کے بارے جو قرآن پاک سورۂ انفال کے نزول سے آخر تک نازل ہوا اس کی نہایت عمدہ اور مفید تشریح کی ہے اور تفسیر ابن کثیر میں ہم نے بھی اس پر خوب بحث کی ہے۔ تفصیل کے خواہش مند وہاں دیکھ لیں۔ وللہ الحمد والمنۃ۔

امام ابن اسحاق نے جملہ بدری صحابہ کرام کے نام بیان کئے ہیں مہاجرین اور انصار کے اوس اور خزرج کے دونوں گروہوں کو رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت سے حصہ دیا اور اجر کا وعدہ کیا جن کی مجموعی تعداد ۳۱۴ ہے۔ ۸۳ مہاجر ۶۱ اوسی اور ۱۷۰ خزرجی۔ صحیح بخاری میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اسمائے گرامی لکھنے کے بعد تمام بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام حروف تہجی کے لحاظ سے ترتیب وار درج کئے ہیں۔ بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہ فہرست بلحاظ حروف تہجی ترتیب وار مرتب ہے۔ سید عالم فخر دو عالم محمد رسول اللہ ﷺ کے اسم گرامی کے درج کرنے کے بعد یہ جدول اور فہرست ضیاء الدین مقدسی کی کتاب الاحکام الکبیر وغیرہ سے ماخوذ ہے۔

حرف الف ..... ابی بن کعب سید القراء (م ۱۹ھ-۳۰ھ) ارقم بن ابی الارقم۔ ابو الارقم عبد مناف بن اسد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم مخزومی۔ اسعد بن یزید بن فاکہ بن یزید بن خلدہ بن عامر بن عجلان۔ اسود بن زید بن ثعلبہ بن عبید بن غنم۔ موسیٰ بن عقبہ نے اس طرح بیان کیا ہے مگر اموی نے سواد بن رزن بن زید بن ثعلبہ بن عبید بن عدی بن شبہ سے بیان کیا ہے اور معتمر بن فضل نے ابن اسحاق کی معرفت سواد بن زریق بن ثعلبہ بیان کیا ہے اور ابن عائذ نے سواد بن زید کہا ہے۔ اسیر بن عمرو ابو سلیط۔ بعض نے اسیر بن عمرو بیان کیا ہے اور ابن سالم بن ثابت خزرجی بیان کیا ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے ان کو بدری اصحاب میں بیان نہیں کیا۔ انس نے قتادہ۔ انیس بن خالد بن حارث انصاری۔ موسیٰ بن عقبہ نے اسی طرح یہ نام بیان کیا ہے اور اموی نے سیرت میں "انیس" بیان کیا ہے۔

(عمر بن شبہ نمیری، محمد بن عبداللہ انصاری، ابوہ) ثمامہ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت ہوا کہ آپ بدر میں شامل تھے؟ تو انہوں نے کہا میں کہاں غائب ہو سکتا تھا۔ (محمد بن سعد، محمد بن عبداللہ انصاری، ابوہ) ثمامہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ بدر میں شریک تھے؟ تو انہوں نے کہا میں بدر سے کہاں غائب ہو سکتا تھا۔ محمد بن عبداللہ انصاری کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ بدر گئے اور آپ ﷺ کے بدر میں خدمت گار تھے۔ ہمارے استاد حافظ ابو الحجاج مزی نے تہذیب میں بیان کیا ہے کہ انصاری نے اسی طرح بیان کیا ہے مگر اصحاب مغازی میں سے کسی نے بیان نہیں کیا۔

انس بن معاذ بن انس بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن نجار۔ نیز حبشی غلام رسول اللہ ﷺ۔ اوس بن ثابت نجاری۔ اوس بن خولی بن عبداللہ بن حارث بن عبید بن مالک بن سالم حبلی۔ اوس بن عوف بن خزرج۔ بقول موسیٰ بن عقبہ اوس بن عبداللہ بن حارث بن خولی اوس

بن صامت خزرجی ہیں اور عبادہ بن صامت، ایاس بن بکیر بن عبد یالیل بن ناشب بن غیرہ بن سعد بن ابی لیث بن بکر حلیف بنی عدی بن کعب۔

حرف باء..... بحیر بن ابی بجیر حلیف بنی نجار، بحاث بن ثعلبہ بن خزمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ حلیف انصار، بسبس بن عمرو بن ثعلبہ بن خرشہ بن زید بن عمرو بن سعید بن ذبیان بن رشدان بن قیس بن جہینہ جہنی احد البکائین حلیف بنی ساعدہ، عدی بن ابی الزغباء کی دو جاسوسوں میں سے ایک تھا کا تقدم، بشر بن براء بن معرور خزرجی بکری کا زہر آلود گوشت کھانے سے خیبر میں فوت ہوئے۔ بشیر بن سعد بن ثعلبہ خزرجی والد نعمان بن بشیر مشہور ہے کہ اس نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سب سے پہلے بیعت کی، بشیر بن عبد المنذر ابولبابہ اوسی رسول اللہ ﷺ نے اس کو روحاء سے واپس کر دیا اور مدینہ کا حاکم مقرر کر دیا اس کو مال غنیمت سے حصہ دیا اور اجر کا وعدہ کیا حضرت علی کی خلافت میں ان کا انتقال ہوا۔

حرف تاء..... تمیم بن یعار بن قیس بن عدی بن امیہ بن جدارہ بن عوف بن حارث بن خزرج، تمیم غلام خراش بن صمہ، تمیم غلام غنم بن سلم، بقول ابن ہشام غلام سعد بن خیثمہ۔

حرف ثاء..... ثابت بن اقرم بن ثعلبہ بن عدی بن عجلان، ثابت بن ثعلبہ، یہ ثعلبہ جذع ہیں ابن زید بن حارث بن حرام بن کعب بن سلمہ ہے۔ ثابت بن خالد بن نعمان بن خنساء بن عسیرہ بن عبد عوف بن غنم بن مالک بن نجار نجاری، ثابت بن خنساء بن عمرو بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار نجاری، ثابت بن عمرو بن زید بن عدی بن سواد بن مالک بن غنم بن عدی بن نجار نجاری، ثابت بن ہزال خزرجی، ثعلبہ بن حاطب بن عمرو بن عبید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف، ثعلبہ بن عمرو بن عبید بن مالک نجاری، ثعلبہ بن عمرو بن محصن خزرجی، ثعلبہ بن غنمہ بن عدی بن نابی سلمی، ثقف بن عمرو بن سمیط اسدی آل بنی جحش حلیف بنی کبیر بن غنم بن دودان بن اسد۔

حرف جیم..... جابر بن خالد بن مسعود بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار بن نجار نجاری، جابر بن عبد اللہ بن رئاب بن نعمان بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ سلمی تھے۔

تعاقب..... امام ابن کثیر کا بیان ہے کہ جابر بن عبد اللہ بن عمرو بن حرام سلمی کو بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بدریوں میں ذکر کیا ہے سعید بن منصور از ابو معاویہ از اعمش از ابو سفیان از جابر رضی اللہ عنہ کہ میں جنگ بدر میں اپنے ساتھیوں کے لئے کنوئیں سے پانی لاتا تھا یہ حدیث شرط مسلم کی حامل ہے لیکن محمد بن سعد کا بیان ہے کہ میں نے یہ حدیث محمد بن عمرو واقدی کے سامنے بیان کی تو اس نے کہا یہ عراقیوں کا وہم ہے جابر جنگ بدر میں حاضر نہ تھے۔ امام احمد (روح بن عبادہ، زکریا بن اسحاق، ابو الزبیر) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ۱۹ غزوات میں شریک ہوا غزوہ بدر اور احد میں شریک نہیں ہوا، مجھے میرے والد نے روک رکھا تھا میرا والد غزوہ احد میں شہید ہوا اس کے بعد میں رسول اللہ ﷺ سے کسی جنگ میں غیر حاضر نہیں ہوا، اس روایت کو امام مسلم نے ابو خیثمہ از روح نقل کیا ہے۔

جبار بن صخر سلمی ۳۲ ھ ۶۲ سال۔ جبر بن عتیک انصاری ۶۱ ھ، جبیر بن ایاس خزرجی۔

حرف حاء..... حارث بن انس بن رافع خزرجی، حارث بن اوس بن معاذ جو سعد بن معاذ کا بھتیجا ہے، حارث بن حاطب بن عمرو بن عبید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن اوسی اس کو رسول اللہ ﷺ نے راستہ سے واپس کر دیا تھا اس کو مال غنیمت سے حصہ دیا اور اجر کا وعدہ کیا، حارث بن خزمہ بن عدی بن ابی غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج حلیف بنی زعوراء بن عبد الاشہل، حارث بن صمہ خزرجی اس کو رسول اللہ ﷺ نے راستہ سے واپس کر دیا تھا کیونکہ راستہ میں زخمی ہو گیا تھا اس کو غنیمت سے حصہ دیا اور اجر کا وعدہ کیا۔ حارث بن عرفجہ اوسی، حارث بن قیس بن خلدہ یا خالد خزرجی، حارث بن نعمان جو اصحاب انصاری، حارثہ بن سراقہ نجاری بدر میں پانی پی رہا تھا کہ تیر لگا اور جنت فردوس میں پہنچ گیا۔ حارثہ بن نعمان بن نافع انصاری۔ حاطب بن ابی بلتعہ لخمی حلیف بنی اسد بن عبد العزی، حاطب بن عمرو بن عبید بن امیہ انصاری اوسی زہری ابن ہشام نے اس کو اسی طرح بیان کیا ہے اور بقول واقدی حاطب بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ود ہے "عامری" ابن عائذ نے اسی طرح بیان کیا ہے اور بقول ابن

حاتم، حاطب بن عمرو بن عبد شمس کے بارے میں اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ وہ مجہول آدمی ہے۔ حباب بن منذر خزرجی انصاری، ان کا علم جنگ بدر میں ان کے ہاتھ میں تھا، حبیب بن اسود بقول موسیٰ بن عقبہ، حبیب بن اسود کے بجائے بنی سعد بن سلمہ میں سے بنی حرام کے غلام، ابن ابی حاتم نے ان کا نام حبیب بن اسلم لکھا ہے۔ جو غلام آل جشم بن خزرج انصاری بدری ہیں، حریث بن زید بن ثعلبہ بن عبد ربہ انصاری ہیں اور عبد اللہ بن زید جس کو اذان کا خواب آیا تھا، حصین بن حارث بن مطلب بن عبد مناف، حمزہ بن عبد المطلب عم رسول اللہ ﷺ۔

حرف خاء ...... خالد بن بکیر برادر ایاس مذکور بالا، خالد بن زید بن ابو ایوب بخاری، خلاد بن قیس بن مالک بن عجلان انصاری، خارجہ بن حمیر حلیف بنی خنساء خزرجی بعض اس کا نام حارثہ بن حمیر بتاتے ہیں واللہ اعلم۔ خارجہ بن زید خزرجی، ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سسر، خباب بن ارت حلیف بنی زہرہ تمیمی یا خزاعی اولین مہاجر ہیں۔ خباب غلام عتبہ بن غزوان، خراش بن صمہ سلمی، خبیب بن اساف بن عتبہ خزرجی، خریم بن فاتک بقول امام بخاری، خلیفہ بن عدی خزرجی، خلید بن قیس بن نعمان بن سنان بن عبید انصاری سلمی، خنیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم سہمی اور حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا بیوہ ہو گئیں، خوات بن جبیر انصاری خود جنگ میں نہ تھا اس کو غنیمت سے حصہ دیا اور اجر کا وعدہ کیا۔ خولی بن ابی خولی عجلی ثم سہمی، حلیف بنی عدی، خلاد بن رافع خزرجی، خلاد بن سوید خزرجی، خلاد بن عمرو بن جموح خزرجی۔

حرف ذال ...... ذکوان بن عبد قیس خزرجی، ذوالشمالین بن عبد بن عمرو بن نضلہ بن غبشان بن سلیم بن ملکان بن افصی بن حارثہ بن عمرو بن عامر خزاعی حلیف بنی زہرہ بقول ابن ہشام اس کا نام عمیر ہے ذوالشمالین اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ بائیں ہاتھ سے کام کرتے تھے۔

حرف راء ...... رافع بن حارث اوسی، رافع بن عنجدہ بقول ابن ہشام یہ اس کی والدہ کا نام ہے، باپ کا نام ہے معلی بن لوذان خزرجی یہ جنگ بدر میں شہید ہوئے۔ ربعی بن رافع بن حارث بن زید بن حارثہ بن جد بن عجلان بن ضبیعہ بقول موسیٰ بن عقبہ، ربیع بن ابی رافع، ربیع بن ایاس خزرجی، ربیعہ بن اکثم بن سخبرہ بن عمرو بن لکیز بن عامر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ، حلیف بن عبد شمس اولین مہاجرین میں سے ہے۔ رخیلہ بن ثعلبہ بن خالد بن ثعلبہ بن عامر بن بیاضہ خزرجی، رفاعہ بن رافع زرقی برادر خلاد بن رافع، رفاعہ بن عبد المنذر بن زنبر اوسی برادر ابولبابہ، رفاعہ بن عمرو بن زید خزرجی۔

حرف زاء ...... زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد، رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی کا بیٹا اور آپ ﷺ کا حواری اور مخلص مددگار، زیاد بن عمرو بقول موسیٰ بن عقبہ، زیاد بن اخرس بن عمرو جہنی بقول واقدی، زید بن کعب بن عمرو بن عدی بن رفاعہ بن کلیب بن برذعہ بن عدی بن عمرو بن زہیری بن رشدان بن قیس بن جہینہ، زیاد بن لبید زرقی، زیاد بن مزین بن قیس خزرجی، زید بن اسلم بن ثعلبہ بن عدی بن عجلان بن ضبیعہ، زید بن حارثہ بن شراحیل غلام رسول اللہ ﷺ، زید بن خطاب برادر عمر رضی اللہ عنہ، زید بن سہل بن اسود بن حرام ابوطلحہ نجاری۔

حرف سین ...... سالم بن عمیر اوسی، سالم بن غنم بن عوف خزرجی، سالم بن معقل مولیٰ ابی حذیفہ، سائب بن عثمان بن مظعون جمحی اپنے والد کے ساتھ تھا، سبیع بن قیس بن عائشہ خزرجی، سبرہ بن فاتک، ذکرہ البخاری، سراقہ بن عمرو نجاری، سراقہ بن کعب نجاری، سعد بن خولہ غلام بنی عامر بن لوی اولین مہاجرین میں سے، سعد بن خیثمہ اوسی انصاری، سعد بن ربیع خزرجی بدری، سعد بن زید بن مالک اوسی بقول واقدی، سعید بن زید بن فاکہ خزرجی، سعد بن سہیل بن عبد الاشہل نجاری، سعد بن عبید انصاری، سعد بن عثمان بن خلدہ ابو عبادہ بقول ابن عائذ ابو عبیدہ، سعد بن معاذ اوسی اوس کے پاس اوس کا علم تھا۔ سعد بن عبادہ بن دلیم خزرجی، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، عروہ، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے اس کو شرکائے بدر میں شمار کیا اور صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قریش کے ساتھ جنگ کے بارے میں مشورہ کیا تو سعد بن عبادہ نے کہا تھا یا رسول اللہ! گویا آپ کا روئے سخن ہماری طرف ہے صحیح بات یہ ہے کہ یہ سعد بن معاذ ہیں اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے راستہ سے واپس کر دیا تھا، مدینہ پر حاکم مقرر کر کے یا اس کو سانپ ڈس گیا تھا اور بدر میں شمولیت نہیں کر سکے یہ بات سہیلی نے ابن قتیبہ سے نقل کی ہے واللہ اعلم۔

سعد بن ابی وقاص مالک بن اہیب زہری کے از عشرہ مبشرہ، سعد بن مالک ابوسہل بقول واقدی بدر میں جانے کے لیے تیار ہوئے مگر بیمار ہو گئے اور اللہ کو پیارے ہو گئے۔ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدوی عمر رضی اللہ عنہ کے ابن عم، بدر کے بعد شام سے واپس آئے رسول اللہ ﷺ نے ان کو

مال غنیمت سے حصہ پالا اور اجر کا بھی وعدہ کیا۔ سفیان بن بشر بن عمرو خزرجی، سلمہ بن اسلم بن حریش اوسی، سلمہ بن ثابت بن وقش بن زغبہ، سلمہ بن سلامہ بن وقش بن زغبہ، سلیم بن حارث نجاری، سلیم بن عمرو سلمی، سلیم بن قیس بن فہد خزرجی، سلیم بن ملحان اور ان کا برادر حرام بن ملحان نجاری، سماک بن اوس بن خرشہ ابو دجانہ بعض سماک بن خرشہ کہتے ہیں، سماک بن سعد بن ثعلبہ خزرجی، برادر بشیر بن سعد، سہل بن حنیف اوسی، سہل بن عتیک نجاری "سہل بن قیس سلمی، سہیل بن رافع نجاری اوسی، سہل بن عتیک نجاری" "سہل بن قیس سلمی، سہیل بن رافع نجاری مسجد نبوی کی جگہ سہیل اور اس کے بھائی کی تھی۔ سہیل بن وہب ابن بیضاء فہری بیضاء اس کی والدہ ہیں۔ سنان بن ابی سنان بن محصن بن حرثان مہاجر حلیف بنی عبد شمس بن عبد مناف سنان بن صیفی سلمی، سواد بن رزین بن زید انصاری بقول اموی، سواد بن رزام، سواد بن غزیہ بن اہیب بلوی، سویبط بن سعد بن حرملہ عبدری، سوید بن مخشی ابو مخشی طائی حلیف بنی عبد شمس بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام سہارہ بن حمیر۔

حرف شین ..... شجاع بن وہب بن ربیعہ اسدی، اسد بن خزیمہ حلیف بنی عبد شمس مہاجر، شماس بن عثمان مخزومی بقول ابن ہشام اس کا نام عثمان بن عثمان ہے جاہلی اور اسلام میں شماس نامی خوبصورت آدمی تھا۔ اس کے حسن و جمال کی وجہ سے اس کو شماس کہنے لگے شقران غلام رسول اللہ ﷺ بقول واقدی اس کو مال غنیمت سے حصہ نہیں دیا۔ وہ قیدیوں پر نگران تھا۔ وہ غلام یمن کے قیدی تھے انہوں نے تھوڑا تھوڑا دیا اور وہ ایک حصہ سے زیادہ ہو گیا۔

حرف ص ..... صہیب بن سنان رومی مہاجر، صفوان بن وہب بن ربیعہ فہری یہ اور سہیل بن بیضاء صخر بن امیہ بن خنساء سلمی۔

حرف ض ..... ضحاک بن حارثہ بن زید سلمی، ضحاک بن عبد عمرو نجاری، ضمرہ بن عمرو جہنی بقول موسیٰ بن عقبہ، ضمرہ بن کعب بن عمرو حلیف انصار یہ دراصل بنی ضمرہ سے۔

حرف ط ..... طلحہ بن عبید اللہ تیمی یکے از عشرہ مبشرہ جنگ بدر کے بعد شام سے واپس آیا رسول اللہ ﷺ نے اس کو غنیمت سے حصہ دیا اور اجر کا وعدہ کیا۔ طفیل بن حارث بن مطلب بن عبد مناف مہاجر برادر حصین اور عبیدہ، طفیل بن مالک بن خنساء سلمی، طفیل بن نعمان بن خنساء سلمی، طفیل بن مالک ذوالیدین کا ابن عم طلیب بن عمیر بن وہب بن ابی کبیر بن عبد بن قصی (ذکرہ الواقدی)

حرف ظ ..... ظہیر بن رافع اوسی (ذکرہ البخاری)

حرف ع ..... عاصم بن ثابت بن ابی اقلح انصاری جس کی لاش کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کے ذریعہ سے کی تھی۔

عاصم بن عدی بن جد بن عجلان رسول اللہ ﷺ نے اس کو مقام روحاء سے واپس کر دیا اس کو غنیمت سے حصہ دیا اور اجر کا وعدہ کیا۔ عاصم بن قیس بن ثابت خزرجی، عاقل بن بکیر برادر ایاس، خالد، عامر، عامر بن امیہ بن زید بن حسحاس نجاری، عامر بن حارث فہری یہ نام سلمہ نے ابن اسحاق اور ابن عائذ سے بیان کیا ہے اور موسیٰ بن عقبہ اور زیاد نے ابن اسحاق سے "عمرو بن حارث" بیان کیا ہے، عامر بن ربیعہ بن مالک عنزی حلیف بنی عدی مہاجر، عامر بن سلمہ بن عامر بن عبد اللہ بلوی قضاعی حلیف بنی سالم بن مالک بن سالم بن غنم بقول ابن ہشام اس کو عمرو بن سلمہ کہتے ہیں، عامر بن عبد اللہ بن جراح بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن حارث بن فہر ابو عبیدہ بن جراح مہاجر یکے از عشرہ مبشرہ، عامر بن فہیرہ مولی ابی بکر، عامر بن مخلد نجاری، عائذ بن ماعص بن قیس خزرجی شہید، عباد بن بشر بن وقش اوسی، عباد بن قیس بن عامر بن خزرجی، عباد بن قیس بن عبسہ خزرجی برادر کلاہ، عباد بن خشخاش قضاعی، عبادہ بن صامت خزرجی، عبادہ بن قیس بن کعب بن قیس، عبد اللہ بن امیہ بن عرفطہ، عبد اللہ بن ثعلبہ بن خزمہ برادر بحاث، عبد اللہ بن جحش بن رئاب اسدی، عبد اللہ بن جبیر بن نعمان اوسی، عبد اللہ بن جد بن قیس سلمی، عبد اللہ بن حق بن اوس ساعدی بقول موسیٰ بن عقبہ، واقدی اور ابن عائذ عبد ربہ بن حق ہے اور بقول ابن ہشام عبد ربہ بن حق، عبد اللہ بن حمیر برادر خارجہ بن حمیر اشجعی حلیف بنی حرام، عبد اللہ بن ربیع بن قیس خزرجی، عبد اللہ بن رواحہ خزرجی، عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ بن ثعلبہ خزرجی جسے اذان کا خواب آیا، عبد اللہ بن سراقہ عدوی بقول موسیٰ بن عقبہ، واقدی اور ابن عائذ

نے اس کو بدریوں میں شمار نہیں کیا۔ البتہ ابن اسحاق وغیرہ نے اس کو بدریوں میں شمار کیا ہے۔ عبداللہ بن حمیر بن مالک بن ثعلبان حلیف انصار، عبداللہ بن سہل بن رافع برادر زید بن رافع، عبداللہ بن سہیل بن عمرو مکہ سے والد اور مشرکین کے ہمراہ آئے اور ان سے علیحدہ ہو کر اسلام میں شامل ہو گئے، عبداللہ بن طارق بن مالک قضاعی حلیف اوس، عبداللہ بن عامر بلوی ذکرہ ابن اسحاق، عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول خزرجی فرزند ارجمند رئیس المنافقین عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم ابو سلمہ شوہر ام سلمہ شہید بدر، عبداللہ بن عبد مناف بن نعمان سلمی، عبداللہ بن عبس، عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن تیم بن مرہ بن کعب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اول، عبداللہ بن عرفطہ بن عدی خزرجی، عبداللہ بن عمرو بن حرام سلمی ابو جابر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمیر بن عدی خزرجی، عبداللہ بن قیس بن خالد نجاری، عبداللہ بن قیس بن صخر بن حرام سلمی، عبداللہ بن کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار، جنگ بدر میں ان کو رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت پر عدی بن ابی الزغباء کے ہمراہ نگران مقرر کیا تھا، عبداللہ بن مخرمہ بن عبدالعزی اولین مہاجرین میں سے ہیں، عبداللہ بن مظعون جمحی اولین مہاجرین میں سے ہے، عبداللہ بن مسعود الہذلی حلیف بنی زہرہ من المهاجرین الاولین۔

عبداللہ بن نعمان بن بلدمہ سلمی، عبدالرحمان بن جبر بن عمرو ابو عبس خزرجی، عبدالرحمان بن عبداللہ بن ثعلبہ ابو عقیل قضاعی بلوی، عبدالرحمان بن عوف بن عبد عوف بن عبدالحارث بن زہرہ کے از عشرہ مبشرہ، عبس بن عامر بن عدی سلمی، عبید بن تیہان برادر ابو الہیثم اس کا نام عتیک بھی مذکور ہے، عبید بن ثعلبہ ازدی غنم بن مالک، عبید بن زید بن عامر بن عمرو بن عجلان بن عامر، عبید بن ابی عبید انصاری، عبیدہ بن حارث بن مطلب بن عبد مناف برادر حصین اور طفیل۔ جنگ مبارزت میں ان کا پاؤں کٹ گیا تھا بدر سے واپسی پر شہید ہوئے، عتبان بن مالک بن عمرو خزرجی، عتبہ بن ربیعہ بن خالد بن معاویہ بہرانی حلیف بنی امیہ بن لوذان، عتبہ بن عبداللہ بن صخر سلمی، عتبہ بن غزوان بن جابر مہاجرین اولین میں سے ہے۔ عثمان بن عفان خلیفہ سوم کے از عشرہ مبشرہ وذوالنورین اپنی اہلیہ بنت رسول اللہ ﷺ کی تیمارداری کے لیے پیچھے رہ گئے تھے آپ ﷺ نے اس کو حصہ دیا اور اجر کا وعدہ کیا، عثمان بن مظعون جمحی ابو السائب برادر عبداللہ وقدامہ مہاجر اولین، عدی بن ابی الزغباء جہنی اس کو رسول اللہ ﷺ نے بسبس بن عمرو کے ہمراہ بطور جاسوس روانہ کیا تھا، عصمہ بن حصین بن وبرہ بن خالد بن عجلان، عصیمہ حلیف بنی حارث اشجعی یا بنی اسد بن خزیمہ سے، عطیہ بن نویرہ بن عامر بن عطیہ خزرجی، عقبہ بن عامر بن نابی سلمی، عقبہ بن عثمان بن خلدہ زرقی برادر سعد بن عثمان، عقبہ بن عمرو ابو مسعود بدری امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بدری قرار دیا ہے مگر اکثر اصحاب مغازی نے اس کو بدریوں میں شامل نہیں کیا۔

عقبہ بن وہب بن ربیعہ اسدی حلیف بنی عبد شمس برادر شجاع بن وہب اولین مہاجرین میں سے ہے عقبہ بن وہب بن کلدہ حلیف بنی غطفان، عکاشہ بن محصن اسدی اولین مہاجرین میں سے ہے، ابو الحسن علی رضی اللہ عنہ خلیفہ چہارم ہے از عشرہ مبشرہ اور جنگ مبارزت میں شریک، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ عنسی مذحجی از اولین مہاجرین، عمارہ بن حزم بن زید نجاری، عمر بن خطاب خلیفہ دوم کے از عشرہ مبشرہ، عمر بن عمرو بن ایاس یمنی حلیف بنی لوذان بقول بعض برادر ربیع اور ورقہ، عمرو بن ثعلبہ بن وہب بن عدی بن مالک ابو حکیم، عمرو بن حارث بن زہیر بن ابی شداد بن ربیعہ فہری، عمرو بن سراقہ عدوی مہاجر، عمرو بن ابی سرح فہری مہاجر بقول واقدی اور ابن عائذ اس کا نام معمر ہے، عمرو بن طلق بن زید بن امیہ بن سنان بن کعب بن غنم از بنی حرام، عمرو بن جموح بن حرام انصاری، عمرو بن قیس بن زید بن سواد بن مالک بن غنم بقول واقدی اور اموی، عمرو بن قیس بن مالک بن عدی بن خنساء بنی عمرو ابو خارجہ موسیٰ بن عقبہ نے اس کا ذکر نہیں کیا۔

عمرو بن عامر بن حارث فہری ذکرہ موسیٰ بن عقبہ، عمرو بن معبد بن ازعر اوسی، عمرو بن معاذ اوسی برادر سعد بن معاذ، عمیر بن حارث بن ثعلبہ، عمرو بن حارث بن لبدہ بن ثعلبہ سلمی بھی کہتے ہیں۔ عمیر بن حرام بن عمرو سلمی ذکرہ ابن عائذ و واقدی، عمیر بن حمام بن جموح، عمیر بن حرام مذکور بالا کا ابن عم شہید بدر، عمیر بن عامر بن مالک بن خنساء بن مبذول بن عمرو ابو داؤد مازنی، عمیر بن عوف غلام سہیل بن عمرو، اموی وغیرہ نے اس کا نام عمرو بتایا ہے اور متفق علیہ روایت میں عمرو ہی مذکور ہے (احدیث بعث ابی عبیدة الی البحرین) عمیر بن مالک بن اہیب زہری برادر سعد بن ابی وقاص شہید بدر ابو عمیر وغلام بنی مطلب بعض کہتے ہیں وہ غلام نہیں بلکہ اس قوم کا فرد ہے واللہ اعلم، عوف بن حارث بن رفاعہ بن حارث نجاری ابن عفراء بنت عبید بن ثعلبہ نجاریہ شہید بدر، عویم بن ساعدہ انصاری از بنی امیہ بن زید، عیاض بن زہیر فہری از اولین مہاجرین۔

حرف غ…… غنام بن اوس خزرجی (ذکرہ الواقدی) مگر ان کا نام متفق علیہ نہیں۔

حرف ف…… فاکہ بن بشر بن فاکہ خزرجی۔ فروہ بن عمرو بن ودفہ خزرجی۔

حرف ق…… قتادہ بن نعمان اوسی۔ قدامہ بن مظعون جمحی مہاجر برادر عثمان اور عبداللہ۔ قطبہ بن عامر بن حدیدہ سلمی۔ قیس بن سکن نجاری۔ قیس بن ابی صعصعہ عمرو بن زید مازنی جنگ بدر میں ساقہ اور لشکر کے پچھلے حصے کا امیر تھا۔ قیس بن محصن بن خالد خزرجی۔ قیس بن مخلد بن ثعلبہ نجاری۔

حرف ک…… کعب بن حمان یا جمار یا جماز بقول ابن ہشام کعب بن عبشان اور کعب بن مالک ثعلبہ بن جماز بھی منقول ہے بقول اموی، کعب بن ثعلبہ بن حبالہ بن غنم غسانی حلیف بنی خزرج بن ساعدہ و کعب بن زید بن قیس نجاری، کعب بن عمرو ابو الیسر سلمی کلفہ بن ثعلبہ کے از کائیں ذکرہ موسیٰ بن عقبہ کناز بن حصین بن یربوع ابو مرثد غنوی از اولین مہاجرین۔

حرف م…… مالک بن دخشم یا ابن دخشن خزرجی مالک بن ابی خولی جعفی حلیف بنی عدی، مالک بن ربیعہ ابو اسید ساعدی، مالک بن قدامہ اوسی مہاجر، مالک بن عمرو برادر ثقف بن عمرو مہاجر، حلیف بنی تمیم بن دودان بن اسد، مالک بن قدامہ اوسی مالک بن مسعود خزرجی مالک بن نمیلہ مزنی حلیف بنی عمرو بن عوف مبشر بن عبد المنذر بن زنبر اوسی برادر ابو لبابہ اور رفاعہ شہید بدر۔ مجذر بن زیاد بلوی مہاجر۔ محرز بن عامر نجاری محرز بن نضلہ اسدی حلیف بنی عبد شمس مہاجر۔ محمد بن مسلمہ حلیف بنی عبد الاشہل، مدلج یا مدلاج بن عمرو برادر ثقف بن عمرو مہاجر مرثد بن ابو مرثد غنوی، مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب بن عبد مناف مہاجر اولین بعض اس کا نام عوف بھی کہتے ہیں، مسعود بن اوس انصاری نجاری مسعود بن خلدہ خزرجی، مسعود بن ربیعہ قاری مہاجر حلیف بنی زہرہ، مسعود بن سعد یا ابن عبد سعد بن عامر بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث مسعود بن سعد بن قیس خزرجی، مصعب بن عمیر عبدری مہاجر غزوہ بدر میں علم بردار، معاذ بن جبل خزرجی، معاذ بن حارث نجاری، ابن عفراء، برادر عوف اور معوذ، معاذ بن عمرو بن جموح خزرجی، معاذ بن ماعص خزرجی برادر عائذ، معبد بن عباد بن قشیر بن سالم بن غنم بعض لوگ کہتے ہیں معبد بن عبادہ بن قیس اور بقول واقدی قشیر کی بجائے قشعر ہے اور بقول ابن ہشام قشعر یا قشیر ہے، معبد بن قیس بن صخر سلمی برادر عبداللہ بن قیس، معتب بن عبید بن ایاس بلوی قضاعی، معتب بن عوف الخزاعی حلیف بنی مخزوم مہاجر معتب بن قشیر اوسی، معقل بن منذر سلمی معمر بن حارث جمحی مہاجر، معن بن عدی اوسی، معوذ بن حارث نجی ابن عفراء برادر معاذ بن عوف معوذ بن عمرو بن جموح سلمی، غالباً معاذ بن عمرو کا برادر مقداد بن عمرو بہرانی یہی ہے مقداد بن اسود از اولین مہاجرین جنگ بدر میں شاہ سوار تھا اور اس نے جرات مندانہ کلمات کہے تھے، ملیل بن وبرہ خزرجی منذر بن عمرو بن خنیس ساعدی، منذر بن قدامہ بن عرفجہ خزرجی، منذر بن محمد بن عقبہ انصاری ازرقی، مہجع غلام عمر رضی اللہ عنہ یہی غزوہ بدر میں پہلا شہید۔

حرف ن…… نصر بن حارث بن عبید رزاح بن ظفر بن کعب، نعمان بن عبد عمرو نجاری برادر ضحاک نعمان بن عمرو بن رفاعہ نجاری نعمان بن عصر بن حارث حلیف بنی اوس، نعمان بن مالک بن ثعلبہ خزرجی اس کو قوقل بھی کہا جاتا ہے نعمان بن یسار غلام بنی عبید و یا نعمان بن سنان نوفل بن عبداللہ بن نضلہ خزرجی۔

حرف ھا…… ھانی بن نیار ابو بردہ بلوی ماموں براء بن عازب ھلال بن امیہ واقفی۔ ان کا نام صحیحین میں قصہ کعب بن مالک میں اہل بدر میں مذکور ہے اس کو، ارباب مغازی میں سے کسی نے "اہل بدر" میں بیان نہیں کیا، ھلال بن معلی خزرجی برادر رافع بن معلی۔

حرف و…… واقد بن عبداللہ تمیمی مہاجر حلیف بنی عدی، ودیعہ بن عمرو بن جراد جہنی (ذکرہ الواقدی و ابن عائذ) ورقہ بن ایاس بن عمرو خزرجی برادر ربیع بن ایاس، وھب بن سعد ابن ابی سرح موسیٰ بن عقبہ ابن عائذ اور واقدی نے اس کو بنی عامر بن لوی میں ذکر کیا ہے اور ابن اسحاق نے اس کا تذکرہ نہیں کیا۔

حرف ی: ... یزید بن اخنس بن حباب بن حبیب بن جرہ سلمی کے بقول سہیلی یزید کا بیٹا اور باپ تینوں بدر میں شامل ہوئے۔ ابن اسحاق وغیرہ نے ان کو اہل بدر میں شمار نہیں کیا مگر زبیر نے ان کی بیعت رضوان میں شمولیت ذکر کی ہے (اور یہ بھی شمولیت بدر کے لحاظ سے بے مثال ہیں) یزید بن حارث بن قیس خزرجی "ابن فسحم" فسحم ان کی والدہ کا نام ہے شہید بدر ہوئے یزید بن عامر بن حدیدہ ابو المنذر سلمی، یزید بن منذر بن سرح سلمی کے بھائی معقل بن منذر۔

باب الکنی: ... ابو اسید مالک بن ربیعہ "تقدم ذکرہ" ابو الاعور بن حارث بن ظالم نجاری، بقول ابن ہشام ابو الاعور الحارث بن ظالم نجاری بقول الواقدی ابو الاعور کعب بن حارث بن جندب بن ظالم نجاری۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عبد اللہ بن عثمان تقدم، ابو حبہ بن عمرو بن ثابت کے از بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف انصاری، ابو حذیفہ بعض نے ان کا نام مہشم لکھا ہے بن عتبہ بن ربیعہ ہے ابو الحمراء غلام حارث بن رفاعہ بن عفراء، ابو خزیمہ بن اوس بن اصرم نجاری، ابو سبرہ بن ابی رہم بن عبد العزی عامری، ابو سنان بن محصن بن حرثان عکاشہ کا بھائی اپنے بیٹے سنان کے ہمراہ بدر میں تھا، ابو الضیاح بن نعمان یا نسیر بن ثابت بن نعمان بن امیہ بن امرء القیس بن ثعلبہ بدر میں شامل نہ ہوا راستہ سے واپس پلٹ آیا کہ پتھر لگنے سے زخمی ہو گیا تھا اور آپ نے مال غنیمت سے حصہ دیا اور خیبر میں شہید ہوا، ابو عقیل بلوی حلیف بنی جحجبا، ابو کبشہ غلام رسول اللہ ﷺ، ابو لبابہ بشیر بن عبد المنذر "تقدم" ابو مرثد غنوی کناز بن حصین "تقدم" ابو مسعود عقبہ بن عمرو بدری "تقدم" ابو ملیل بن الازعر بن زید اوسی۔

جنگ بدر میں مسلمانوں کی تعداد: ... جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ سمیت تین سو چودہ مسلمان شامل ہوئے جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (عمرو بن خالد، زہیر، ابو اسحاق) براء بن عازب سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا کہ جنگ بدر میں ہم جتنے تھے اتنے ہی طالوت کے ساتھ نہر پار کر گئے تھے تین سو دس سے زائد بقول براء طالوت کے ساتھ نہر پار وہی لوگ گئے تھے جو ایماندار تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو اسرائیل اور سفیان ثوری از ابو اسحاق از براء رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔ بقول ابن جریر اکثر اسلاف کا قول ہے کہ اصحاب بدر کی تعداد ۳۱۰ سے زائد تھی۔

دیگر اقوال: ... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (محمود، وہب، شعبہ، ابی اسحاق) براء سے بیان کیا ہے کہ جنگ بدر میں میں اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کمسن سمجھے گئے مہاجر جنگ بدر میں ساٹھ سے زائد تھے اور انصار دو سو چالیس سے زائد تھے اس روایت میں جو تعداد بیان ہوئی ہے ابن جریر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں مہاجر ۷۷ تھے اور انصار ۲۳۶ تھے مہاجرین کے علمبردار حضرت علی رضی اللہ عنہ اور انصار کے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ تھے اس حدیث کی رو سے ۳۱۳ مجاہد تھے بعض لوگ کہتے ہیں ۳۰۵ تھے۔ بقول امام بیہقی رسول اللہ ﷺ سمیت ۳۱۵ ہوئے اور آپ کے بغیر ۳۱۴ ہوئے واللہ اعلم۔ اس سے پہلے ابن اسحاق کا بیان گزر چکا ہے کہ مہاجر ۸۳ تھے اوس ۶۱ تھے اور خزرجی ۱۷۰ تھے کل ۳۱۴ مجاہد تھے یہ روایت بخاری اور ابن عباس کی روایت کے متضاد ہے واللہ اعلم۔

غائب: ... بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی نے ان سے پوچھا کیا آپ بدر میں شامل تھے تو فرمایا میں کہاں غائب ہو سکتا تھا اور سنن ابو داؤد میں جابر بن عبد اللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں اپنے اصحاب کے لئے پانی فراہم کرتا تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ضیاء مقدسی نے ان کو اصحاب بدر میں شمار نہیں کیا واللہ اعلم۔

وہ صحابہ جو بدر میں عدم شمولیت کے باوجود مال غنیمت سے فیض یاب ہوئے: ... بقول امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ امام ابن اسحاق نے اہل بدر میں درج ذیل صحابہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کا شمار کیا ہے جو کسی عذر کی بنا پر بدر میں شامل نہ ہو سکے تھے مگر رسول اللہ ﷺ نے ان کو مال غنیمت سے حصہ دیا اور اجر کا وعدہ کیا:

(۱) ... حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت رقیہ دختر رسول اللہ ﷺ کی تیمارداری کی وجہ سے جنگ میں شامل نہ ہو سکے۔

(۲) سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کسی ضرورت کے تحت شام میں تھے۔

(۳) طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بھی شام میں تھے۔

(۴) ابو لبابہ بشیر بن عبد المنذر کو رسول اللہ ﷺ نے مقام روحاء سے واپس لوٹا دیا تھا جب آپ ﷺ کو مکہ سے قریش کی روانگی کا علم ہوا تھا اور ان کو مدینہ کا حاکم بنا دیا تھا۔

(۵) حارث بن حاطب بن عبید بن امیہ کو بھی رسول اللہ ﷺ نے راستے سے ہی واپس لوٹا دیا تھا۔

(۶) حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ مقام روحاء میں زخمی ہو گئے وہیں سے ان کو بھی واپس کر دیا۔

(۷) خوات بن جبیر۔

(۸) ابو الصیاح بن ثابت رضی اللہ عنہ ان کی پنڈلی زخمی ہو گئی اور ان کو بھی واپس لوٹا دیا اور بقول واقدی۔

(۹) سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے روانگی کی تیاری کی مگر فوت ہو گئے تھے، بقول بعض راستہ میں انتقال ہوا اور آپ ﷺ نے ان کا حصہ نکالا اور ان کے لئے دعائے خیر کی۔

شہدائے بدر۔۔۔ جنگ بدر میں ۱۴ افراد شہید ہوئے جو درج ذیل ہیں۔

(۱) عبیدہ بن حارث بن مطلب رضی اللہ عنہ جنگ میں پاؤں کٹ گیا اور صفراء میں روح پرواز ہوئی۔

(۲) عمیر بن ابی وقاص یہ سعد بن ابی وقاص کے بھائی ہیں ان کو عاص بن سعید نے شہید کیا یہ سولہ سالہ نوجوان تھے رسول اللہ ﷺ نے کمسنی کی وجہ سے واپس چلے جانے کا ارشاد فرمایا تو وہ رو پڑے رسول اللہ ﷺ نے یہ شوق دیکھا تو اجازت فرما دی اور شہادت پائی۔

(۳) ذو الشمالین بن عبد عمرو خزاعی۔

(۴) صفوان بن بیضاء۔

(۵) عاقل بن بکیر لیثی حلیف بنی عدی۔

(۶) مہجع مولیٰ عمر رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں پہلے شہید۔

آٹھ درج ذیل انصاری صحابی ہیں۔

(۱) حارثہ بن سراقہ کو حبان بن عرقہ نے حوض میں تیر مارا تو وہ شہید ہو گیا۔

(۲) معوذ۔

(۳) اور عوف پسران عفراء۔

(۴) یزید بن حارث (ابن فسحم) عمیر بن حمام سلمی بن کعب بن حرام۔

(۷) سعد بن خیثمہ۔

(۸) مبشر بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ۔

دیگر سامان حرب اور علم۔۔۔ مجاہدین کے پاس ستر اونٹ تھے دو گھوڑے تھے ایک کا نام بعزجہ یا سبحہ تھا۔ یہ مقداد رضی اللہ عنہ بن اسود کے تھے اور دوسرے جس کا نام یعسوب تھا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے تھے مہاجرین کا علم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور انصار کا حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس اور ایک علم مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا مہاجرین کی مجلس شوریٰ کے امیر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے اور انصار کی مجلس شوریٰ کے حضرت سعد بن معاذ تھے۔

مشرکین کی تعداد۔۔۔ مشرکین کے لشکر کے بارے میں سب سے عمدہ روایت تو یہ ہے کہ وہ ایک ہزار تک تھے اور وہ

سے بیان کیا ہے۔ ۹۵۰ تھے اور بقول واقدی ۹۳۰ تھے یہ مختلف تعداد بیان کی گئی ہے۔ حالانکہ بعض احادیث میں ہے کہ وہ ایک ہزار سے زائد تھے لیکن ہے یہ تعداد [illegible] سے بہت کم ہو واللہ اعلم۔

قتیل اور اسیر ... بخاری میں براء سے مروی ہے کہ ستر مشرک قتل ہوئے اور ستر قید ہوئے جمہور کا بھی یہی قول ہے اسی وجہ سے کعب بن مالک نے اپنے قصیدہ میں کہا ہے

فاقام بالعطن المعطن منهم   سبعون عتبة منهم والاسود

واقدی نے بھی یہی بات نقل کی ہے مگر یہ قول غیر ثابت ہے تاہم موسیٰ بن عقبہ اور عروہ بن زبیر نے بھی اسی کے مطابق بیان کیا ہے یہ اہل علم مغازی کے امام ہیں ان کی تردید کے لئے اجماع اور اتفاق کا بیان ناممکن ہے تو ان کا قول اصح ہے کہ کی نسبت ہے واللہ اعلم۔

پہلا قتیل اور پہلا بھگوڑا ... مشرکین کے مقتولین اور قیدیوں کے نام ابن اسحاق وغیرہ نے شمار کئے ہیں اور بیہقی نے "الدلائل" میں یہ خوب بیان کئے ہیں اور پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ ان میں سے پہلا قتیل ہے اسود بن عبدالاسد مخزومی اور پہلا بھگوڑا ہے خالد بن اعلم خزاعی یا عقیلی حلیف بنی مخزوم بھگوڑا ہے۔ اس کے کچھ کام نہ آیا اور گرفتار ہو گیا اس نے کہا تھا۔

ولسنا على الاعقاب تدمى كلومنا   ولكن على اقدامنا يقطر الدم

اور ہم ایسے بزدل نہیں کہ ہمارے زخموں سے ایڑیوں پر خون آلودہ ہوں بلکہ ہم تو ایسے شیر دل ہیں کہ ہمارے قدموں کی پشت پر خون گرتا
ہے ہم پیچھے نہیں ہٹتے پیش قدمی کرتے ہیں"۔
اس نے یہ شعر کہا مگر وہ اس میں سچا نہ تھا۔

قیدی اور مقتول ... ان میں پہلا قتیل ہے عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن حارث ہر دو قیدیوں میں سے رسول اللہ ﷺ کے سامنے قتل کر دیا گیا اور ان میں سے پہلے کون قتل ہوا اس میں اختلاف ہے۔

بعض مفت رہا کئے اور باقی سے فدیہ لیا ... رسول اللہ ﷺ نے بعض اسیر بغیر فدیہ کے مفت رہا کر دیئے ابو العاص بن ربیع اموی، مطلب بن حنطب بن حارث مخزومی، صیفی بن ابی رفاعہ، ابو عزہ شاعر، وہب بن عمیر بن وہب جمحی اور باقی ماندہ اسیروں سے زر فدیہ لے کر رہا کر دیا یہاں تک کہ آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے بھی دیگر اسیروں کی نسبت زیادہ فدیہ لیا گیا اور عقیل کا فدیہ بھی ادا کیا حالانکہ عباس رضی اللہ عنہ کے گرفتار کنندگان نے درخواست کی تھی کہ آپ ﷺ ان کا زر فدیہ معاف کر دیں مگر آپ ﷺ نے صاف انکار کر دیا اور فرمایا ایک درہم بھی مت چھوڑو۔

زر فدیہ ... مختلف تھا کوئی چار ہزار اور کوئی اس سے کم جس کی جیسی استطاعت تھی اور بقول موسیٰ بن عقبہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ایک سو اوقیہ سونا لیا اور بعض کو زر فدیہ کے مطابق کتابت پڑھانے پر رہا کیا جیسا کہ امام احمد روایت کرتے ہیں (علی بن عاصم، داؤد، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر کے بعض قیدیوں کے پاس زر فدیہ نہ تھا رسول اللہ ﷺ نے ان کا زر فدیہ مقرر کیا کہ وہ انصار کے بچوں کو لکھنا سکھائیں ایک روز ایک بچہ روتا ہوا اپنی والدہ کے پاس آیا تو اس نے پوچھا کیا بات ہے تو اس نے کہا مجھے میرے استاد نے مارا ہے تو والدہ نے کہا آئندہ اس کے پاس نہ جانا وہ خبیث بدر کا بدلہ لے رہا ہے۔

فضیلت اہل بدر ... بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حارثہ بن سراقہ جنگ بدر میں شہید ہو گئے تو اس کی والدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو معلوم ہے کہ مجھے حارثہ سے کس قدر پیار تھا اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں اور ثواب کی امید رکھوں اور اگر وہ دوسری جگہ ہے تو آپ دیکھ لیں گے میں کیا کرتی ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا افسوس تو دیوانی ہو گئی ہے۔ کیا بہشت ایک ہی ہے بہشت بہت ہیں اور حارثہ تو جنت فردوس میں ہے۔ (تفرد بہ البخاری) مگر اسانید سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حارثہ کی صورت حال

کا مشاہدہ کرنے والوں میں تھا اور اس میں ہے ”ان ابنک اصاب الفردوس الاعلیٰ“ یہ حدیث اہل بدر کی فضیلت پر عظیم آگہی ہے کیونکہ حضرت حارثہؓ میدان جنگ میں نہ تھے بلکہ دور سے جنگ کا مشاہدہ کر رہے تھے۔ حوض سے پانی پی رہے تھے کہ کوئی تیر لگا اور جاں بحق ہو گیا اسی وجہ سے وہ فردوس اعلیٰ میں پہنچ گئے جو تمام بہشت سے افضل و عالی ہے اور نہروں کا منبع ہے اور رسول اللہ ﷺ نے امت کو بتایا کہ جب وہ اللہ سے جنت کا سوال کریں تو جنت فردوس کا سوال کریں۔

جب دور سے نظارہ کرنے والے کا جنت میں یہ عالی و ارفع مقام ہے تو فرمائیے میدان جنگ میں تیغ کشی اور دشمن سے لڑنے والے کا کیا مقام ہوگا؟

اہل بدر کیلئے خصوصی مغفرت۔۔۔ بخاری اور مسلم میں (اسحاق بن راہویہ، عبداللہ بن ادریس، حصین بن عبدالرحمان، سعد بن عبیدہ، ابوعبدالرحمان سلمی) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ اور ان کا فتح مکہ کے سال اہل مکہ کو خط روانہ کرنا مذکور ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی تھی کہ وہ اس کا سر قلم کر دے کہ اس نے اللہ، رسول اور مسلمانوں کی خیانت کے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ غزوہ بدر میں شامل تھا (کیا تم کو معلوم نہیں) کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر نظر کرم سے دیکھ کر فرمایا ہے اب تم جیسے چاہو (اچھے یا برے) کام کرو میں نے تم کو بخش دیا ہے (اور بخاری کے الفاظ یہ ہیں اليس من اهل بدر ولعل الله اطلع علی اهل بدر فقال اعملوا ما شئتم وجبت لكم الجنة او فقد غفرت لكم) یہ سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہو گئے اور کہا اللہ اور اس کا رسول (ہر کام کی مصلحت) خوب جانتے ہیں۔

حاطب جہنم میں داخل نہ ہوگا۔۔۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ۔۔۔۔ (قتیبہ، لیث، ابوالزبیر) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حاطب کے غلام نے رسول اللہ ﷺ کے پاس شکوہ کیا یا رسول اللہ ﷺ حاطب جہنم میں داخل ہوگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو غلط کہہ رہا ہے وہ جہنم میں داخل نہ ہوگا اس نے غزوہ بدر اور حدیبیہ میں شمولیت کی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ۔۔۔۔۔ (سلیمان بن داؤد، ابوبکر بن عیاش، اعمش، ابوسفیان) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بدر یا حدیبیہ میں شامل ہونے والا مجاہد جہنم میں نہ جائے گا (تفرد به احمد وهو على شرط مسلم) امام احمد (یزید، حماد بن سلمہ، عاصم بن ابی النجود، ابوصالح) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر نظر کرم کی ہے اور فرمایا ہے تم جیسے چاہو عمل کرو میں نے تم کو بخش دیا ہے۔ اس روایت کو ابوداؤد نے احمد بن سنان اور موسیٰ بن اسماعیل کی معرفت یزید بن ہارون سے بیان کیا ہے۔

حافظ بزار نے اپنی ”مسند“ میں (محمد بن مرزوق، ابوحذیفہ، عکرمہ، یحییٰ بن ابی کثیر، ابوسلمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں انشاءاللہ امید رکھتا ہوں کہ اہل بدر میں سے کوئی جہنم میں داخل نہ ہوگا۔ بقول حافظ بزار یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے صرف اسی سند کے ساتھ مروی ہے بقول ابن کثیر یہ سند بزار اس میں متفرد ہے اور یہ بخاری کی شرط کے مطابق ہے اور اصحاب ستہ نے اس کی تخریج نہیں کی۔ واللہ اعلم۔

فضیلت کی دیگر روایت۔۔۔ ”فرشتوں کا بدر میں حاضر ہونا“ کے عنوان کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (اسحاق بن ابراہیم، جریر، یحییٰ بن سعید، معاذ بن رفاعہ زرقی، اپنے والد رفاعہ بدری) سے روایت کرتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے آپ اہل بدر کو کیا سمجھتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ سب مسلمانوں سے افضل ہیں جبرائیل نے کہا بدری فرشتے بھی اسی طرح ہیں۔ (انفرد به البخاری)

زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کا مکہ سے مدینہ آنا۔۔۔۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رہائی کے بعد ابوالعاص جب مکہ پہنچے

رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ اور ایک انصاری کو بھیجا کہ تم بطن یاجج میں ٹھہرو یہاں تک کہ زینب رضی اللہ عنہا تمہارے پاس سے گزرے تو تم اس کے ساتھ ہو جاؤ اور اسے میرے پاس لے آؤ۔ چنانچہ وہ فوراً روانہ ہو گئے یہ واقعہ غزوہ بدر کے تقریباً ایک ماہ بعد وقوع پذیر ہوا۔ ابو العاص نے مکہ پہنچ کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو والد محترم ﷺ کے پاس جانے کی اجازت دے دی تو وہ سفر کی تیاری وغیرہ کرنے لگیں۔

روانگی سے قبل ... ابن اسحاق عبداللہ بن ابی بکر کی معرفت حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں زاد سفر کی تیاری میں مصروف تھی کہ ہند بنت عتبہ (امیر معاویہ کی والدہ) نے مجھے کہا اے بنت محمد! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو اپنے والد کے پاس جانا چاہتی ہے تو میں نے کہا میرا یہ ارادہ نہیں ہے یہ سن کر اس نے کہا اے بنت عم! یہ طریقہ اختیار نہ کرو اگر آپ کو سامان یا روپیہ پیسہ کی ضرورت ہو جو سفر میں کام آئے میں خوشی سے دے سکتی ہوں۔ مجھ سے پردہ نہ کرو کیونکہ خواتین کے دلوں میں وہ رنج و ملال نہیں ہوتا جو مردوں کے دلوں میں ہوتا ہے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرا خیال ہے کہ اس نے یہ بات خلوص سے کہی تھی مگر میں اس سے ڈر گئی اس لئے میں نے صاف صاف کہہ دیا میرا جانے کا ارادہ نہیں ہے۔

ابن اسحاق کا بیان ہے جب وہ اپنے زاد سفر کی تیاری سے فارغ ہو گئیں تو ابو العاص کے بھائی کنانہ بن ربیع نے سواری پیش کی آپ سوار ہو گئیں۔ اس کنانہ نے اپنی کمان اور تیروں کو ساتھ لے لیا اور ان کو دن میں لے کر چل پڑا جب قریش میں یہ بات موضوع بحث بنی تو وہ ان کی تلاش میں نکل پڑے اور چلتے چلتے "ذی طوی" میں ان کو پا لیا تو سب سے پہلے ان کی طرف ہبار بن اسود فہری آیا اور اس نے نیزے سے سواری کو ڈرایا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا جو حاملہ تھیں ان کا حمل ضائع ہو گیا۔ دیور کنانہ تیر نکال کر بیٹھ گیا اور اعلان کر دیا جو میرے قریب آئے گا تیر کا نشانہ بنے گا چنانچہ لوگ اس کے پاس سے لوٹ آئے۔ پھر ابو سفیان معہ سادات قریش آئے اور اس کو کہا اے جوان اپنا تیر مت چلاؤ تاکہ ہم تم سے بات چیت کر لیں چنانچہ وہ تیر اندازی سے رک گئے۔ ابو سفیان نے کہا تم نے ٹھیک نہیں کیا کھلم کھلا عورت کو لے چلا ہے حالانکہ تو ہماری جان کی مصیبت اور محمد ﷺ کے کارنامے کو خوب جانتا ہے جب تو محمد ﷺ کی بیٹی کو علانیہ اور برملا لے جائے گا تو لوگ کہیں گے کہ یہ ہماری ذلت و رسوائی کا سبب ہے اور ہماری کمزوری اور تذلیل کا باعث ہے۔ مجھے زندگی کی قسم! ہمیں اس کو روکنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں اور اس کے تعاقب کی کوئی حاجت نہیں لیکن ٹھیک اچھی تدبیر یہ ہے کہ تم اس کو واپس لے چلو جب حالات پر سکون ہو جائیں اور لوگ کہیں کہ ہم نے اس کو واپس لوٹا دیا ہے تو اس کے پیچھے سے اس کے باپ کے پاس لے جاؤ۔ پھر اس نے ایسا ہی کیا۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا واپس لوٹ آئیں تو جب یہ لوگ مکہ لوٹ کر آئے تو ہند بنت عتبہ نے بطور طعن ان کی مذمت کرتے ہوئے یہ شعر کہے۔

أفي السلم أعيار جفاء وغلظة   وفي الحرب أشباه النساء العوارك

"کیا صلح میں تم گدھوں کی طرح بے مروت اور تند خو ہوتے ہو اور جنگ میں حائضہ عورتوں کی طرح ہوتے ہو۔"

بعض لوگوں کے بقول یہ شعر ہند نے ان لوگوں کو خطاب کر کے کہا جو بدر سے شکست کے بعد واپس لوٹے تھے بقول ابن اسحاق وہ چند روز مکہ میں ٹھہری رہیں جب چہ میگوئیاں ختم ہو گئیں تو رات کو چپکے سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو حضرت زید رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی کے سپرد کر دیا اور وہ آپ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس رات ہی رات لے آئے۔

"دلائل النبوۃ" میں بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے (عمر بن عبداللہ بن عروہ بن زبیر از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے مکہ سے آنے کا واقعہ بیان کر کے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اپنی انگوٹھی دے کر روانہ کیا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اپنے ہمراہ لے آئے۔ چنانچہ اس نے اپنی حکمت و دانائی سے یہ انگوٹھی ایک چرواہے کو دی اور اس نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو پہنچا دی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا انگوٹھی کو پہچان کر پریشان ہو گئیں اور پوچھا کہ یہ کس نے دی تو اس نے کہا مکہ سے دور ایک آدمی نے مجھے دی ہے۔ چنانچہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا رات کو مکہ سے روانہ ہو گئیں اور ان کے پیچھے سوار ہو گئیں اور وہ آپ کو مدینہ لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے میری سب بیٹیوں سے زینب افضل ہے۔ کیونکہ اس کو میری وجہ سے تکلیف پہنچی۔ یہ حدیث علی بن حسین زین العابدین تک پہنچی تو وہ عروہ کے پاس آئے

اور اس سے پوچھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ایک حدیث بیان کرتے ہیں وہ کیا ہے؟ تو عروہ نے کہا واللہ! مجھے ساری دنیا کی دولت بھی مل جائے تو میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی کسی تنقیص پسند نہیں کرتا اس کے بعد یہ روایت بیان نہ کروں گا۔

بقول ابن اسحاق زینب کے بارے میں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ یا ابوخیثمہ برادر بنی سالم بن عوف نے یہ اشعار کہے۔ بقول ابن ہشام یہ اشعار ابوخیثمہ کے ہیں:

أتاني الذي لا يقدر الناس قدره
لزينب فيهم من عقوق ومأثم
وإخراجها لم يخز فيها محمد
على مأقط وبيننا عطر منشم
وأمسى أبو سفيان من حلف ضمضم
ومن حربنا في رغم أنف ومندم
قرنا ابنه عمرا ومولى يمينه
بذي حلق جلد الصلاصل محكم

"مجھے زینب کے بارے میں قطع رحمی اور گناہ کی اندوہناک خبر پہنچی ہے جس کا لوگ اندازہ نہیں کر سکتے۔ اور زینب کا نکال دینا جس میں محمد ﷺ رسوا نہیں ہیں باوجود، اس معرکہ اور شدید لڑائی کے۔ ابوسفیان ضمضم کے حلیف ہونے اور ہمارے ساتھ جنگ کرنے کی وجہ سے ذلیل و پشیمان ہے۔ ہم نے اس کے بیٹے عمرو اور اس کے مولیٰ یمین کو مضبوط زنجیر میں باندھ دیا ہے"۔

بقول ابن اسحاق مولیٰ یمین سے مراد عامر بن حضرمی ہے اور بقول ابن ہشام عقبہ بن عبدالحارث حضرمی ہے کہ عمرو بن حضرمی تو بدر میں قتل ہو گیا تھا:

فأقسمت لا تنفك منا كتائب
سراة خميس من لهام مسوم
نزوع قريش الكفر حتى نعلها
بخاطمة فوق الأنوف بميسم
ننزلهم أكناف نجد ونخلة
وإن يتهموا بالخيل والرجل نتهم
يدى الدهر حتى لا يعوج سربنا
ونلحقهم آثار عاد وجرهم

"میں نے قسم کھائی ہے کہ ہم سے ہمیشہ مردوں کے لشکر روانہ ہوتے رہیں گے۔ جو قریش کافروں کو ڈراتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ ہم ان کی ناک پر داغ لگا دیں۔ ہم ان کو نجد اور نخلہ کے اطراف و اکناف میں اترنے پر مجبور کریں گے اگر وہ تہامہ میں چلے جائیں گے تو ہم بھی تہامہ میں ان کا تعاقب کریں گے۔ حوادث ازمنہ ظاہر ہو چکے ہیں یہاں تک کہ ہمارا لشکر ان سے منحرف ہو سکے اور ہم ان کو عاد و جرہم قبائل کے ساتھ ملا دیں گے"۔

ويندم قوم لم يطيعوا محمدا
على أمرهم وأي حين ندمه
فأبلغ أبا سفيان إما لقيته

لئن أنت لم تخلص سجودا وتسلم
فأبشر بخزي في الحياة معجل
وسربال قار خالدا في جهنم

"جس قوم نے محمد کی اطاعت نہ کی وہ نادم ہوں گے لیکن یہ ندامت کا کون سا وقت ہے۔ اگر ابو سفیان سے تیری ملاقات ہو تو اس کو بتا دے کہ اگر تو نے سجدہ نہ کیا اور اسلام نہ لایا۔ تو دنیا میں عنقریب ذلت سے خوش ہو اور جہنم میں تارکول کے دائمی لباس سے۔"

آگ میں جلانا صرف اللہ کو سزاوار ہے ابن اسحاق (یزید بن ابی حبیب، بکیر بن عبداللہ بن اشج، سلیمان بن یسار، ابو اسحاق دوسی) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فوجی دستہ روانہ کیا میں بھی ان میں تھا اور فرمایا ہبار بن اسود اور اس کے ساتھی کو جو زینب کے ساتھ زینب کی طرف بڑھا تھا، اگر پکڑ لو تو ان کو آگ میں جلا دینا، پھر دوسرے روز آپ ﷺ نے پیغام بھیجا میں نے تم کو ان کے بارے میں آگ میں جلا دینے کا حکم دیا تھا پھر مجھے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی کو آگ میں جلائے اگر تم ان پر قابض ہو جاؤ تو قتل کر دینا۔ تفرد بہ ابن اسحاق وہو علی شرط (صحیحین) یعنی کی شرط پر ہے اور کتب ستہ نے تخریج نہیں کی ہے۔

امام بخاری نے قتیبہ (قتیبہ، لیث، بکیر، سلیمان بن یسار) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فوجی دستہ روانہ کیا اور فرمایا اگر فلاں فلاں قابو آ جائے تو ان کو آگ سے جلا دینا پھر جب ہم روانہ ہونے لگے تو فرمایا میں نے تم کو حکم دیا تھا کہ فلاں فلاں کو آگ میں جلا دینا۔ سنو! آگ کا عذاب صرف اللہ کو سزاوار ہے اگر تم ان کو پکڑ لو تو قتل کر دینا۔

حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا …… ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ابو العاص مکہ میں بحالت کفر مقیم رہا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس مقیم رہیں۔ فتح مکہ سے پہلے ابو العاص تجارتی قافلہ میں شام گئے۔ واپسی میں ایک فوجی دستے سے آمنا سامنا ہو گیا، فوجی دستے نے مال و متاع پر قبضہ کر لیا اور ابو العاص بھاگ کر رات کے اندھیرے میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس چلے آئے اور ان سے پناہ طلب کی، انہوں نے پناہ دے دی۔ جب رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز کے لئے تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے تکبیر تحریمہ کہی اور مقتدیوں نے بھی ساتھ تکبیر کہی۔ زینب رضی اللہ عنہا نے بلند آواز سے کہا: لوگو! میں نے ابو العاص بن ربیع کو پناہ دے دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نماز سے فراغت کے بعد لوگوں سے مخاطب ہوئے، اے لوگو! جو بات میں نے سنی ہے کیا تم نے بھی سنی ہے؟ سب نے ہاں میں جواب دیا تو فرمایا واللہ! اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، مجھے اس سے پہلے بات کا علم نہ تھا یہاں تک کہ اب سنا جو تم نے سنی ہے اور ادنیٰ مسلمان بھی کسی کو پناہ دے سکتا ہے۔

پھر رسول اللہ ﷺ گھر میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان کو نصیحت کی کہ مہمان کا اکرام کرو مگر اس کو تم سے تعلق نہ ہو۔ تم اس کے لئے حلال نہیں ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فوجی دستے کو ترغیب دی کہ ابو العاص کا ساز و سامان واپس کر دیں چنانچہ انہوں نے ہر چیز واپس کر دی کوئی چیز باقی نہ رہی تو ابو العاص یہ سارا مال و اسباب لے کر مکہ چلے آئے اور ہر ایک کو اس کا حصہ دے کر کہا اے قریش! کیا کسی کا میرے ذمہ کوئی چیز باقی رہ گئی ہے سب نے کہا، نہیں، واللہ آپ کو جزائے خیر دے ہم نے آپ کو ایماندار اور باوفا پایا ہے۔ اس کے بعد اس نے کلمہ شہادت پڑھا اور مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

واللہ! مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایمان لانے سے صرف یہی بات مانع تھی کہ تم لوگ یہ سمجھو کہ میں تمہارا مال ہضم کرنے کی خاطر مسلمان ہو گیا ہوں۔ اب جب اللہ نے مجھے توفیق دی اور میں اس کی ادائیگی سے فارغ ہو گیا ہوں تو اسلام قبول کرتا ہوں پھر ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلا آیا۔

ابن اسحاق (داؤد بن حصین، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب کو ابو العاص رضی اللہ عنہ کی تحویل میں چھ سال کے بعد پہلے نکاح کے بموجب دے دیا یہ روایت امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ نے بھی بیان کیا ہے بقول امام ترمذی

رحمۃ اللہ علیہ اس کی سند میں کوئی مضائقہ نہیں مگر ہم اس حدیث کا مفہوم نہیں سمجھ سکے ممکن ہے یہ داؤد بن حصین کے حافظہ کا کرشمہ ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ نکاح ۶ سال بعد لوٹایا اور دوسری روایت میں ہے کہ ۲ سال بعد نکاح اول کے ساتھ ان کی تحویل میں دے دیا۔ رواہ ابن جریر اور ایک روایت میں ہے کہ نکاح کی تجدید نہیں کی۔ بقول بیہقی، میری نظر میں کوئی فقیہ بھی اس بات کا قائل نہیں۔

اکثر اہل علم کے ہاں اس حدیث میں اشتباہ اور شبہ ہے کیونکہ فقہا کا قاعدہ اور دستور یہ ہے کہ جب کافر عورت مسلمان ہو جائے اور اس کا شوہر کافر ہی رہے اگر یہ عورت خلوت ہی میں اور دخول سے پہلے اسلام قبول کرلے تو فوراً افتراق ہو جائے گا اگر وہ بعد از دخول مسلمان ہوئی ہے تو عدت گذرنے تک انتظار کیا جائے گا اگر شوہر بھی عدت کے اندر مسلمان ہوگیا تو نکاح باقی رہے گا اگر وہ عدت کے اندر مسلمان نہ ہوا تو نکاح فسخ ہوگا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا آغاز اسلام میں ہی مشرف با اسلام تھیں اور غزوہ بدر سے ایک ماہ بعد ہجرت کر کے مدینہ آ گئیں اور مسلمان عورت مشرک مرد پر ۶ ھ میں حدیبیہ والے سال حرام ہوئی اور ابوالعاص ۸ ھ میں قبل از فتح مکہ مسلمان ہوا جس نے یہ کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو چھ سال بعد لوٹایا کہ مسلمان عورت کے مشرک مرد پر حرام ہونے کے ۲ سال بعد لوٹایا تو یہ بھی درست ہے۔

بہر حال مدت مذکورہ میں جو کم از کم ۲ سال ہے عدت ختم ہو چکی ہے تو نکاح اول کے ساتھ اس کو کس طرح واپس کیا؟ بعض کا یہ خیال ہے کہ یہ احتمال باقی ہے کہ عدت ختم نہ ہوئی اور قصہ یمین کی طرح اس میں بھی احتمال درست ہے۔ اور بعض حضرات نے اس پہلی مذکورہ بالا حدیث کا اس حدیث سے معارضہ پیش کیا ہے جو حجاج بن ارطاۃ نے (عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ) بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی کو ابوالعاص کی تحویل میں نئے نکاح اور نئے مہر کے ساتھ دیا۔ بقول امام احمد، یہ حدیث ضعیف اور کمزور ہے۔ حجاج کا عمرو بن شعیب سے سماع ثابت نہیں، اس نے یہ روایت محمد بن عبید اللہ عرزمی سے سنی ہے اور عرزمی کی حدیث ناقابل اعتبار ہے۔ اور پہلے نکاح کے ساتھ ابوالعاص کی تحویل میں دینے کی حدیث صحیح ہے۔ امام دارقطنی نے بھی اسی طرح کہا ہے کہ حدیث حجاج درست نہیں اور حدیث ابن عباس ردھا بالنکاح درست ہے اور بقول ترمذی اس حدیث کی سند میں مقام ہے۔

ایک فقہی مسئلہ:...... اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ جب کوئی عورت اپنے شوہر سے پہلے مسلمان ہو جائے اور بعد میں اس کا شوہر مسلمان ہو تو وہ شوہر بر اختتام عدت سے قبل عورت کا زیادہ حقدار ہے۔ امام مالک، اوزاعی، شافعی، احمد اور اسحاق کا یہ مسلک ہے اور بعض حضرات کا قول ہے کہ وہ بعد از اختتام عدت کے بعد بھی حقدار ہے اور جس نے تجدید نکاح بیان کیا وہ قول ضعیف ہے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے قصہ میں اس بات کی دلیل ہے کہ عورت مسلمان ہو جائے اور اس کا خاوند اختتام عدت کے بعد مسلمان ہو تو عورت کا نکاح محض انقضاء عدت سے فسخ نہیں ہوتا بلکہ وہ "خیار" کے ساتھ باقی رہتا ہے عورت چاہے تو غیر کے ساتھ شادی کر سکتی ہے چاہے تو وہ پہلے خاوند کے مسلمان ہونے کا انتظار کرے، جب تک وہ نکاح نہ کرے پہلے خاوند کی ہی بیوی ہے۔ یہ قول قوی ہے اور فقہی لحاظ سے بھی درست ہے، واللہ اعلم۔

حربی اور معاہدہ فریقین...... اس قول پر بخاری کے باب "نکاح من اسلم من المشرکات وعدتھن" "کتاب الطلاق" سے بھی دلیل اخذ کی جا سکتی ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (ابراہیم بن موسیٰ، ہشام، ابن جریج، عطاء) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مشرک، رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے ساتھ دو فریق تھے ایک فریق "حربی" جو آپ سے لڑائی پر کمربستہ رہتا تھا اور دوسرا "معاھد" جو آپ ﷺ سے صلح رکھتا تھا جب حربی فریق کی عورت ہجرت کر کے آجائے تو جب تک حیض سے پاک نہ ہو جائے اس کو نکاح کا پیغام نہیں دیا جاتا تھا۔ جب وہ حیض سے پاک ہو جائے تو اس سے نکاح کرنا جائز ہو جاتا تھا اگر نکاح سے قبل ہی اس کا خاوند ہجرت کر کے آجائے تو وہ اس کے سپرد کر دی جاتی۔...... اگر حربی کا غلام یا لونڈی ہجرت کر کے آجائے تو وہ آزاد تصور ہوں گے اور ان کے حقوق مہاجرین جیسے ہیں۔ پھر اس نے "معاھد" فریق کا ذکر کیا مجاہد کی حدیث کے مطابق۔ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ ایک حیض سے ہی استبراء رحم ہو جائے تو حیض کی عدت نہ گزارے گی۔ "اور نکاح سے قبل ہی اس کا خاوند ہجرت کر کے آجائے تو وہ اس کے سپرد کر دی جاتی" اس قول کا تقاضا ہے اگرچہ وہ عدت ختم ہونے کے بعد ہجرت کر کے آیا ہے تو وہ عورت اپنے پہلے خاوند کے سپرد کر دی جائے گی جب تک وہ دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے جیسا کہ واقعہ حضرت زینب رضی اللہ عنہ سے

نسخ ہے اور یہ اکثر علماء کا مسلک ہے۔ واللہ اعلم۔

غزوہ بدر کے بارے میں شعراء عرب کا کلام ..... من جملہ ان کے وہ اشعار ہیں جو ابن اسحاق نے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب سے نقل کئے ہیں اور ابن ہشام نے ان کا انکار کیا ہے:

الم تر امرا كان من عجب الدهر
وللحين اسباب مبينة الامر
وما ذاك الا ان قوما افادهم
فحانوا تواص بالعقوق وبالكفر
عشية راحوا نحو بدر بجمعهم
وكانوا رهونا للركية من بدر
وكنا طلبنا العير لم نبغ غيرها
فساروا الينا فالتقينا على قدر

"کیا تو نے عجائبات زمانہ میں سے ایک عجیب چیز دیکھی ہے موت کے اسباب واضح ہوتے ہیں۔ ایسے ہوا کہ قوم کو باہم نافرمانی اور کفر کی وصیت نے تباہ کر دیا وہ تباہ ہو گئے۔ وہ شام کو اپنے لشکر کو بدر کی طرف لائے اور قلیب بدر میں گروی ہو گئے۔ ہمارا مقصود صرف تجارتی قافلہ تھا اور وہ ہماری طرف آئے تو ہم اور آپ جا ملے اور یہ ایک اندازے کے مطابق ہو گیا"۔

فلما التقينا لم يكن مثنوية
لنا غير طعن بالمثقفة السمر
وضرب ببيض يختلي الهام حدها
مشهرة الالوان بينة الاثر
ونحن تركنا عتبة الغي ثاويا
وشيبة في القتلى تجرجم في الجفر
وعمرو ثوى فيمن ثوى من حماتهم
فشقت جيوب النائحات على عمرو
جيوب نساء من لؤي بن غالب
كرام تفرعن الذوائب من فهر

"جب ہم اور وہ آمنے سامنے ہوئے تو ہمارے پاس سوائے گندمی رنگ کے سیدھے نیزوں کے مارنے کے اور چمکدار سفید تلوار چلانے کے جس کی تیز دھار سر کو قلم کر دیتی ہے۔ ہم نے سرکش عتبہ اور شیبہ کو مقتولین بدر میں چھوڑا ہے وہ کنوئیں میں پچھاڑے جا رہے تھے اور ان کے محافظوں میں سے عمرو بھی وہیں موجود ہے عمرو کے ماتم پر بین کرنے والی عورتوں کے گریبان چاک ہو گئے۔ لؤی کے بن غالب کی عورتوں کے جو فہر کی معزز خواتین ہیں"۔

اولئك قوم قتلوا في ضلالهم
وخلوا لواء غير محتضر النصر
لواء ضلال قاد ابليس اهله

فخاس بهم ان الخبيث الى غدر
وقال لهم اذ عاين الأمر واضحاً
برئت اليكم ما بي اليوم من صبر
فاني أرى ما لا ترون وانني
أخاف عقاب الله والله ذو قسر

"یہ لوگ اپنی ضلالت و گمراہی میں ہلاک ہو گئے اور اپنا علم بے سہارا چھوڑ گئے۔ گمراہی و ضلالت کے علم برداروں کی ابلیس نے قیادت کی جس نے ان کے ساتھ غداری کی، بے شک خبیث ابلیس ان کو غدر کی طرف لے گیا۔ جب اس نے خوفناک صورتحال کو واضح دیکھا تو اس نے کہا میں تم سے بیزار ہوں اب مجھے صبر و ثبات کی طاقت نہیں۔ میں وہ چیز دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے اور میں اللہ کے عذاب سے خائف ہوں اور اللہ غالب ہے۔"

فقدمهم للحين حتى تورطوا
وكان بما لم يخبر القوم ذا خبر
فكانوا غداة البئر ألفا وجمعنا
ثلاث مئين كالمسدمة الزهر
وفينا جنود الله حين يمدنا
بهم في مقام ثم مستوضح الذكر
فشد بهم جبريل تحت لوائنا
لدى مأزق فيه مناياهم تجري

"اس نے ان کو موت کے حوالے کر دیا یہاں تک کہ وہ موت کے گڑھے میں پھنس گئے اور اس نے باخبر ہونے کے باوجود قوم کو اندھیرے میں رکھا۔ وہ صبح کو بدر کے روز ایک ہزار تھے اور ہم سفید اونٹوں کی طرح تین سو تھے۔ ہم میں اللہ کا لشکر موجود تھا اللہ نے ان کے ذریعے ہماری مدد کی اور مقام بدر میں جس کی یاد نمایاں ہے۔ جبرائیل نے ہمارے علم تلے ان پر حملہ کیا، مشکل مقام کے وقت جس میں ان پر آفات و مصائب رواں دواں تھیں۔"

ابن اسحاق نے ان اشعار کے جواب میں حارث بن ہشام کے اشعار نقل کئے ہیں ہم نے ان کو عمداً نظر انداز کر دیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار کہے لیکن ابن ہشام نے ان کا انکار کیا ہے:

ألم تر أن الله أبلى رسوله
بلاء عزيز ذي اقتدار وذي فضل
بما أنزل الكفار دار مذلة
فلاقوا هوانا من إسار ومن قتل
فأمسى رسول الله قد عز نصره
وكان رسول الله أرسل بالعدل
فجاء بفرقان من الله منزل
مبينة آياته لذوي العقل
فآمن أقوام بذاك وأيقنوا

فأمسوا بحمد الله مجتمعي الشمل

"کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ غالب ہے صاحب قدرت اور صاحب فضل و کرم ہے: یہ دوسرا پورا ہوا احسان کیا جب کفار کو قعر ذلت میں اتار کر چنانچہ وہ قید اور قتل کی رسوائی سے دوچار ہوئے۔ اللہ کے رسول کی مدد غالب آ گئی اور اللہ کا رسول عدل و انصاف کے ساتھ مبعوث ہوا وہ اللہ کی جانب سے قرآن لایا جس کی آیات عقلمند کے لئے واضح اور کھلی ہیں۔ وہ اس پر اقوام ایمان لائیں چنانچہ وہ بحمد اللہ ایک مجتمع قوم ہیں"۔

وأنكر أقوام فزاغت قلوبهم
فزادهم ذو العرش خبلا على خبل
وأمكن منهم يوم بدر رسوله
وقوما غضابا فعلهم أحسن الفعل
بأيديهم بيض خفاف عصوا بها
وقد حادثوها بالجلاء وبالصقل
فكم تركوا من ناشئ ذي حمية
صريعا ومن ذي نجدة منهم كهل
تبيت عيون النائحات عليهم
تجود بأسبال الرشاش وبالوبل

"چند اقوام نے انکار کیا اور ان کے دل زنگ آلود ہو گئے، پس اللہ تعالیٰ نے ان کو خرابی پر خرابی میں مزید مبتلا کر دیا۔ جنگ بدر میں اللہ نے اپنے رسول اور غضبناک قوم کو مسلط کر دیا ان کا کارنامہ خوب تر تھا وہ شمشیر بکف تھے جس سے وہ وار کرتے تھے اور ان تلواروں کو انہوں نے تازہ صیقل کر لیا اور زنگ دور کیا تھا۔ کئی شیعوں نے سب کو بچھاڑ دیا بہت جوانوں، بہادروں اور بوڑھوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا"۔

نوائح تنعى عتبة الغي وابنه
وشيبة تنعاه وتنعى أبا جهل
وذا الرجل تنعى وابن جدعان فيهم
مسلبة حرى مبينة الثكل
ترى منهم في بئر بدر عصابة
ذوي نجدات في الحروب وفي المحل
دعا الغي منهم من دعا فأجابه
وللغي أسباب مرمقة الوصل
فأضحوا لدى دار الجحيم بمعزل
عن الشغب والعدوان في أشغل الشغل

"نوحہ کرنے والی عورتوں کی آنکھیں ان پر موسلا دھار آنسو بہا رہی ہیں، وہ نوحہ گر خواتین سرکش عتبہ اور اس کے بیٹے ولید اور بھائی شیبہ کی موت پر رو رہی ہیں اور ابوجہل پر ماتم کر رہی ہیں۔ اور وہ کٹے ہوئے پاؤں والے کی خبر بھی سنا رہی ہیں اور ان میں ابن جدعان کی بھی بدحالی کی ماتمی لباس پہننے والی اور گم شدہ اولاد والی ہے۔ قلیب بدر میں ان میں سے ایک جماعت پڑی ہوئی

ہے جو کہ یمن میں تھا یہ دو ستون اور قدیم زمانے میں یمان میں تھا سے گمراہی اور سرکشی نے جس کو پکارا اس نے قبول کر لیا سرکشی اور غی کے سبب وہ سائل فریاد کرتے ہیں۔ وہ شعلہ ور شرر سے علیحدہ ہو کر آگ میں بہت مشغول ہیں"۔

ابن اسحاق نے ان اشعار کا جواب حارث سے یوں کیا ہے ہم نے قصداً ترک کر دیا ہے۔ حضرت کعب بن مالک نے کہا:

عجبت لأمر الله والله قادر
على ما أراد ليس لله قاهر
قضى يوم بدر أن نلاقي معشراً
بغوا وسبيل البغي بالناس جائر
وقد حشدوا واستنفروا من يليهم
من الناس حتى جمعهم متكاثر
وسارت إلينا لا تحاول غيرنا
بأجمعها كعب جميعا وعامر

"میں نے اللہ کے فیصلے پر حیرت و تعجب کا اظہار کیا اور اللہ اپنے فیصلے پر قادر ہے، اللہ پر کوئی اور غالب نہیں ہے۔ اس نے بدر کے روز فیصلہ کیا کہ ہم باغی جماعت سے برسر پیکار ہوں اور بغاوت کی راہ لوگوں پر ظالمانہ ہے، وہ اکٹھے ہو گئے ہیں اور گرد و نواح کے لوگوں کو بھی اکٹھا کیا یہاں تک کہ ان کا لشکر بہت زیادہ ہو گیا۔ کعب اور عامر کے تمام قبیلے ہماری طرف آئے جن کا قصد ہمارے سوا نہ تھا"۔

وفينا رسول الله والأوس حوله
له معقل منهم عزيز وناصر
وجمع بني النجار تحت لوائه
يمشون في الماذي والنقع ثائر
فلما لقيناهم وكل مجاهد
لأصحابه مستبسل النفس صابر
شهدنا بأن الله لا رب غيره
وأن رسول الله بالحق ظاهر

"ہم میں اللہ کے رسول ہیں اور اوس قبیلہ، یہ لوگ ان کے گرد موجود ہیں وہ آپ کے لیے مضبوط قلعہ ہیں وہ غالب اور مددگار ہیں۔ ان کے علم کے تلے نجاری زرہوں میں ملبوس چلتے رہے ہیں اور فضا میں غبار اٹھا ہے۔ جب ہم ان کے سامنے آئے ہر ایک مجاہد اپنے ساتھیوں پر جان نثار تھا۔ ہم شاہد ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی پروردگار نہیں اور اللہ کا رسول حق کے ساتھ غالب ہونے والا ہے"۔

وقد عريت بيض خفاف كأنها
مقابيس يزهيها لعينيك شاهر
بهن أبدنا جمعهم فتبددوا
وكان يلاقي الحين من هو فاجر
فكب أبو جهل صريعا لوجهه

وعتبة قد غادرنه وهو عاثر
وشيبة والتيمي غادرن في الوغى
وما منهم الا بذي العرش كافر

''صیقل شدہ تلواریں گویا کہ وہ آتشیں شعلے ہیں ان کو تیز ہاتھ والا اور نہ ٹلنے والا جنگجو حرکت دیتا ہے جب ان کے ساتھ ہم نے ان کا قصد کیا تو وہ منتشر ہو گئے اور ابو جہل بری موت سے اٹک رہا تھا۔ ابو جہل اوندھے منہ گر پڑا اور عتبہ کو بھی ہم نے گرا ہوا چھوڑ دیا شیبہ اور تیمی کو بھی ہم نے میدانِ جنگ میں چھوڑا اور وہ سب اللہ کے منکر تھے''۔

فامسوا وقود النار في مستقرها
وكل كفور في جهنم صائر
تلظى عليهم وهي قد شب حميها
بزبر الحديد والحجارة ساجر
وكان رسول الله قد قال اقبلوا
فولوا وقالوا انما انت ساحر
لامر اراد الله ان يهلكوا به
وليس لامر حمه الله زاجر

''آگ کی جگہ میں وہ ایندھن بن گئے ہر منکر جہنم رسید ہوگا۔ آگ ان پر شعلہ زن ہے اس حال میں کہ اس کی حرارت لوہے کی تختیوں سے تیز کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو کہا کہ میری بات پر توجہ کرو لیکن وہ پھر گئے اور انہوں نے کہا تو تو جادوگر ہے۔ یہ اس وجہ سے کہ اللہ نے ان کی ہلاکت کا ارادہ کیا تھا اور جس بات کا اللہ فیصلہ کر لے اس کو کوئی روکنے والا نہیں''۔

کعب بن مالک نے کہا:

الا هل اتى غسان في نأي دارها
واخبر شيء بالامور عليمها
بان قد رمتنا عن قسي عداوة
معد معا جهالها وحليمها
لانا عبدنا الله لم نرج غيره
رجاء الجنان اذ اتانا زعيمها
نبي له في قومه ارث عزة
واعراق صدق هذبتها ارومها

''کیا غسان کو مسافت کی دوری کے باوجود یہ خبر پہنچی ہے اور امور عالم سے واقف کار ہی بہتر خبر دے سکتا ہے کہ معد قبیلے کے عالم اور جاہل سب نے ہم پر یک وقت حملہ کیا۔ کیونکہ ہم نے اللہ کی پرستش کی (ہم غیر اللہ کے امیدوار نہیں ہیں) جنت کی امید سے جب ہمارے پاس اس کا رہبر اور کفیل آ گیا۔ وہ نبی اپنی قوم میں معزز ہے اور سچائی کا سرچشمہ ہے جن کے خاندانی وقار نے ان کو خالص اور مہذب بنا دیا ہے''۔

فساروا وسرنا فالتقينا كاننا
اسود لقاء لا يرجى كليمها

ضربناهم حتى هوى في مكرنا
لمنخر سوء من لؤي عظيمها
فولوا ودسناهم ببيض صوارم
سواء علينا حلفها وصميمها

"وہ اور ہم سب چلے اور آمنے سامنے ہو گئے گویا کہ ہم لڑائی کے شیر ہیں جن کا زخمی زندگی سے مایوس ہوتا ہے ہم نے حملہ کیا یہاں تک کہ ہمارے حملے میں لؤی کا رئیس گر پڑا ناک کے بل۔ ہمارے سامنے ان کے حلیف اور سردار سب یکساں تھے"۔

کعب نے پھر کہا:

لعمر ابيكما يا ابني لؤي
على زهو لديكم وانتخاء
لما حامت فوارسكم ببدر
ولا صبروا به عند اللقاء
وردناه بنور الله يجلو
دجى الظلماء عنا والغطاء
رسول الله يقدمنا بامر
من امر الله احكم بالقضاء

"اے لؤی کے بیٹو! تمہارے باپ کی قسم! تمہارے فخر و تکبر کے باوجود۔ جب تمہارے شاہسوار بدر میں نہ تھم سکے اور لڑائی کے وقت صبر نہ کر سکے۔ تو ہم میدان جنگ میں آئے اور اللہ کا نور ظلمت و تاریکی کے پردوں کو دور کر رہا تھا۔ اللہ کا رسول ﷺ اللہ کے حکم سے ہمارا پیشوا تھا اور اللہ ہی تقدیر کے فیصلے کرتا ہے"۔

فما ظفرت فوارسكم ببدر
وما رجعوا اليكم بالسواء
فلا تعجل ابا سفيان وارقب
جياد الخيل تطلع من كداء
بنصر الله روح القدس فيها
وميكال فيا طيب الملاء

"تمہارے شاہسوار بدر میں کامیاب نہ ہوئے اور نہ ہی صحیح سلامت واپس لوٹے۔ اے ابوسفیان! جلدی نہ کر ان گھوڑوں کا انتظار کر جو کداء کے مقام کی راہ سے نمودار ہوں گے۔ اللہ کی مدد سے ان میں جبرئیل علیہ السلام ہوگا اور میکائیل بھی اے یا سامنے آ تو سہی اس کا تجربہ کر لو"۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا بقول ابن ہشام یہ شعر عبداللہ بن حارث سہمی کے ہیں:

مستشعري حلق الماذي يقدمهم
جلد النحيزة ماض غير رعديد
اعني رسول اله الخلق فضله
على البرية بالتقوى وبالجود

وقد زعمتم بأن تحموا ذماركم
وماء بدر زعمتم غير مورود

’’زرہ پوش، مضبوط طبیعت، جری اور بزدلی سے دور آدمی ان کی قیادت کر رہا ہے۔ یعنی کائنات کے رب کا رسول، اللہ نے اس کو تقویٰ اور فیاضی سے کائنات پر برتری عطا کی ہے۔ تمہارا خیال تھا کہ تم اپنے ننگ و ناموس کی حفاظت کر سکو گے اور بدر کے چشمے کے بارے میں تمہارا خیال تھا کہ یہ محفوظ رہتا ہے۔‘‘

مستعصمين بحبل غير منجذم
مستحكم من حبال الله ممدود
فينا الرسول وفينا الحق نتبعه
حتى الممات ونصر غير محدود
واف وماض شهاب يستضاء به
بدر أنار على كل الأماجيد

’’ہم نے نہ ٹوٹنے والی رسی کو تھامے ہوئے تھے جو اللہ کی رسیوں میں سے مضبوط کی ہوئی تھی۔ ہم میں رسول اللہ ﷺ موجود ہیں اور ہم میں سچائی ہے اس کی ہم تا آخری دم تک اتباع کریں گے اور غیر محدود فتح و نصرت ہے۔ وہ وفادار ہے دلیر روشن ستارا ہے جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اور بدر منیر ہے جس نے تمام شرفاء کو منور کر دیا ہے‘‘۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے مزید کہا

ألا ليت شعري هل أتى أهل مكة
إبادتنا الكفار في ساعة العسر
قتلنا سراة القوم عند مجالنا
فلم يرجعوا إلا بقاصمة الظهر
قتلنا أبا جهل وعتبة قبله
وشيبة يكبو لليدين وللنحر
قتلنا سويدا ثم عتبة بعده
وطعمة أيضا عند ثائرة القتر

’’ہلاک کر دیا ہے۔ ہم نے معرکہ میں قوم کے سرداروں کو قتل کر دیا ہے وہ جب واپس لوٹے تو ان کی کمر ٹوٹ چکی تھی۔ ہم نے ابوجہل سے پہلے عتبہ کو قتل کیا اور شیبہ کو جو ہاتھوں اور سینے کے بل گرا پڑا تھا۔ ہم نے سوید اور اس کے بعد عتبہ اور طعیمہ کو بھی گرد و غبار میں موت کے گھاٹ اتار دیا‘‘۔

فكم قد قتلنا من كريم مسود
له حسب في قومه نابه الذكر
تركناهم للعاويات ينبنهم
ويصلون نارا بعد حامية القعر
لعمرك ما حامت فوارس مالك
وأشياعهم يوم التقينا على بدر

"ہم نے متعدد سال کے [illegible] میں [illegible] حسب نسب تھے۔ ہم نے ان لوگوں کے لیے [illegible] آپ کے بعد [illegible] ہم بھی [illegible] ہو گئے"۔

جنگ بدر میں عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب کا پاؤں کٹ گیا تو انہوں نے کہا:

ستبلغ عنا اهل مكة وقعة
يهب لها من كان عن ذاك نائيا
بعتبة اذ ولى وشيبة بعده
وما كان فيها بكر عتبة راضيا
فان تقطعوا رجلي فاني مسلم
ارجي بها عيشا من الله دانيا
مع الحور امثال التماثيل اخلصت
من الجنة العليا لمن كان عاليا

"اہل مکہ کو عتبہ اور شیبہ کے قتل کی خبر ہو گی تو جو شخص اس مہم سے دور تھا وہ بھی اس کی وجہ سے جھک جائے گا۔ عتبہ اور اس کے بعد جب شیبہ [illegible] عتبہ کا بیٹا بھی راضی نہ تھا۔ اگر تم نے میری ٹانگ کاٹ دی ہے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ میں مسلمان ہوں اس کے بدلے میں اللہ سے اچھی زندگی کا طالب ہوں۔ حوروں خوب صورت عورتوں کے ساتھ جنت الفردوس میں جو عالی مرتبہ لوگوں کے لیے ہیں"۔

فاكرمني الرحمن من فضل منه
بثوب من الاسلام غطى المساويا
وما كان مكروها الي قتالهم
غداة دعا الاكفاء من كان داعيا
ولم يبغ اذ سالوا النبي سواءنا
ثلاثتنا حتى حضرنا المناديا

"میں نے اس کے عوض اپنی زندگی فروخت کر دی میں نے اس کا کافی حصہ بسر کر لیا ہے یہاں تک کہ میں نے ہم عصر لوگوں کو [illegible] اللہ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے اسلام کے لباس سے نوازا جس نے میری کوتاہیوں کو چھپا لیا مجھے ان کے ساتھ قتال اور جہاد ناپسند نہ تھا جب پکارنے والے نے ہم کو پکارا اور ہم سر لوگوں کو بلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہم تینوں کے علاوہ کسی کو طلب نہ کیا یہاں تک کہ ہم نے بلانے والے کی آواز پر لبیک کہا"۔

لقيناهم كالاسد تخطر بالقنا
نقاتل في الرحمن من كان عاصيا
فما برحت اقدامنا من مقامنا
ثلاثتنا حتى ازيروا المنائيا

"ہم شیروں کی طرح ان کے سامنے آئے جو اپنے نیزے ہلا رہے تھے اللہ کے نافرمانوں سے ہم لڑ رہے تھے ہم تینوں کے پاؤں میدان میں جمے رہے یہاں تک کہ دشمن کے [illegible] موت کے گھاٹ اتار دیے گئے"۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حارث بن ہشام کے جنگ بدر سے فرار ہونے کی مذمت کرتے ہوئے کہا:

تبلت فؤادک فی المنام خریدة
تسقی الضجیع ببارد بسام
کالمسک تخلطه بماء سحابة
او عاتق کدم الذبیح مدام
نفج الحقیبة بوصها متنضد
بلهاء غیر وشیکة الاقسام
بنیت علی قطن اجم کانه
فضلا اذا قعدت مداک رخام
وتکاد تکسل ان تجیء فراشها
فی جسم خرعبة وحسن قوام

”نازنین دوشیزہ نے بستر میں تیرے دل کو بیمار کر دیا ہے جو ہم بستر کو ٹھنڈے مسکراتے منہ سے سیراب کرتی ہے کستوری کی طرح ہے جس کی بادل کے پانی سے آمیزش کی گئی ہو یا پرانی شراب کی طرح جیسے ذبیحہ کا خون ہو۔ بھرا ہوا کولہا ہے حسین بھولی بھالی سادہ لوح ہے جلدی قسم کھانے والی۔ فربہ سرین پر اس کے جسم کا بالائی حصہ بنا ہوا ہے گویا اس کا سرین ایک ٹیلہ ہے جیسے سنگ مرمر کی سل کی طرح ہو جاتا ہے قریب ہے کہ وہ اپنے نازک اندام اور خوبصورت جسم میں اپنے بستر تک آتے ہوئے بے کل ہو جائے۔“

اما النهار فلا افتر اذکرها
واللیل توزعنی بها احلامی
اقسمت انساها واترک ذکرها
حتی تغیب فی الضریح عظامی
بل من لعاذلة تلوم سفاهة
ولقد عصیت علی الهوی لوامی
بکرت الی بسحرة بعد الکری
وتقارب من حادث الایام
زعمت بان المرء یکرب عمره
عدم لمعتکر من الاصرام

”دن بھر تو میں اس کی یاد سے غافل نہیں ہوتا اور رات کو مجھے اس کے خواب شوق دلاتے اور بے چین کرتے ہیں میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اس کو فراموش نہیں کروں گا اور اس کی یاد سے بے نیاز ہو جاؤں گا حتیٰ کہ قبر میں میری ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں۔ لیکن اس ملامت گر عورت کا کیا ہو گا جو بے وقوفی سے مجھے عشق میں ملامت کرتی ہے اور میں محبت کے معاملہ میں اپنے ملامت کرنے والوں کی نافرمانی کرتا ہوں نیند کے بعد اور ایام و حوادث کے قرب میرے پاس سحری کے وقت آئی اس نے کہا کہ وہ آدمی جو دوستوں کے رابطے سے محروم ہو جاتا ہے اس کی عمر تنگ ہو جاتی ہے۔“

ان کنت کاذبة الذی حدثتنی

فنجوت منجى الحارث بن هشام
ترك الأحبة أن يقاتل دونهم
ونجا برأس طمرة ولجام
تذر العناجيج الجياد بقفرة
مر الدموك بمحصد ورجام
ملأت به الفرجين فارمدت به
وثوى أحبته بشر مقام
وبنو أبيه ورهطه في معرك
نصر الإله به ذوي الإسلام

"اگر تو نے یہ بات جھوٹی کہی ہے تو حارث بن ہشام کی طرح نجات پا جائے۔ اس نے اپنے دوستوں کو نظر انداز کر دیا کہ وہ ان کی حفاظت کرے تیز رو گھوڑی کے لگام لے کر بھاگ آیا۔ وہ تیز رفتار عمدہ گھوڑوں کو جنگل میدان میں پیچھے چھوڑ کر ایسے تیز چلتی ہے جیسے چرخی کی رسی ڈول کے ساتھ گھومتی ہے۔ سوار نے اس کے ساتھ اپنے پچھلوں اور اگلوں کا درمیانی حصہ بھر دیا ہے اور اس کے ساتھ تو بہت تیزی سے چلی ہے اور سوار کے محبوب ایک برے مقام میں (خاک وخون میں) آلودہ پڑے تھے۔ اس کے بھائی اور خاندان میدان جنگ میں مرے پڑے ہیں۔ اہل اسلام کی اللہ نے مدد فرمائی"۔

طحنتهم والله ينفذ أمره
حرب يشب سعيرها بضرام
لولا الإله وجريها لتركنه
جزر السباع ودسنه بحوام
من بين مأسور يشد رباطه
صقر إذا لاقى الأسنة حام
ومجدل لا يستجيب لدعوة
حتى تزول شوامخ الأعلام

"اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ نافذ کرتا ہے ان کو جنگ نے ہلاک کر ڈالا ہے جس کی آگ ایندھن سے جلائی جا رہی ہے اگر اللہ کی مشیت اور گھوڑی تیز رفتار نہ ہوتی تو وہ اس کو درندوں کا لقمہ بنا دیتے اور اس کو پاؤں سے پامال کر دیتے۔ ان کے بعض ساتھیوں کو قید کر کے خوب جکڑ دیا گیا ہے جب وہ میدان میں اترتے تھے تو اپنے رفقاء کی حفاظت کرتے تھے اور بعض قتل ہو کر گرے پڑے ہیں وہ کسی بات کا جواب نہیں دے سکتے یہاں تک کہ فلک بوس پہاڑ اپنی جگہ سے سرک جائیں۔ وہ سخت شرمندگی اور کھلی ذلت کے ساتھ جب اس نے دیکھا کہ تلواریں ہر بہادر کو ہانک رہی ہیں"۔

بالعار والذل المبين إذا رأى
بيض السيوف تسوق كل همام
بيدي أغر إذا انتمى لم يخزه
نسب القصار سميدع مقدام
بيض إذا لاقت حديدا صممت

كالبرق تحت ظلال كل غمام

"اور تلواریں خوبصورت رفعت والے سردار کے ہاتھوں میں ہیں جب وہ غضب ناک ہوتا ہے تو ان کو تیزی اور چمک والی سفید تلواریں کرتی ہیں جب وہ سروں سے ٹکراتی ہیں تو ان سے شعلے نکلتے ہیں جیسے بادل سے بجلی چمکتی ہے۔"

ابن ہشام نے اس قصیدے کے تین اشعار فحش گوئی کی وجہ سے نظر انداز کر دیئے ہیں۔ ابوجہل کے بھائی حارث بن ہشام نے اس کے جواب میں یہ اشعار کہے:

الله يعلم ما تركت قتالهم
حتى رموا فرسي بأشقر مزبد
وعرفت أني إن أقاتل واحداً
أقتل ولا ينكي عدوي مشهدي
فصددت عنهم والأحبة فيهم
طمعاً لهم بعقاب يوم مفسد

"اللہ جانتا ہے میں نے ان کے خلاف جنگ میں کمی نہیں کی حتیٰ کہ انہوں نے میرے گھوڑے کو تیر مار کر جھاگ دار خون سے رنگین کر دیا۔ مجھے خوب معلوم تھا اگر میں ان سے تنہا لڑوں گا تو قتل کر دیا جاؤں گا اور جنگ میں میری حاضری دشمن کو نقصان نہیں دے گی۔ چنانچہ میں ان سے واپس لوٹ آیا حالانکہ میرے احباب وہیں تھے اس امید سے کہ ان کو تباہ کن جنگ کا مزہ چکھاؤں گا۔"

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

يا حار قد عولت غير معول
عند الهياج وساعة الأحساب
إذ تمتطي سرح اليدين نجيبة
مرطى الجراء طويلة الأقراب
والقوم خلفك قد تركت قتالهم
ترجو النجاء وليس حين ذهاب
ألا عطفت على ابن أمك إذ ثوى
قعص الأسنة ضائع الأسلاب
عجل المليك له فأهلك جمعه
بشنار مخزية وسوء عذاب

"اے حارث! تم نے جنگ اور حسب کے امتحان کے وقت غلط راہ اختیار کی۔ جب تو نجیب تیز قدم چوڑی ٹانگوں والی طویل کمر والی گھوڑی پر سوار ہوا تو تیرے پیچھے ساتھی میدان جنگ میں تھے تو نے جنگ سے انحراف کر کے نجات کی امید کی حالانکہ وہ انحراف کا وقت نہ تھا۔ تو اپنے بھائی کی طرف کیوں نہ متوجہ ہوا جبکہ وہاں نیزوں سے موت کے منہ میں جا چکا تھا اس کا سامان ضائع ہو چکا تھا۔ اللہ نے اس کو ہلاک کر دیا اور اس کی فوج کو بھی تباہ کر دیا شرمندگی اور بدترین عذاب کے ساتھ۔"

لقد علمت قريش يوم بدر
غداة الأسر والقتل الشديد

بما كان حين تنضح الشعر اليسي
حمينا آل الحرب يوم أتى الوليد
فلما أبى ربيعة يوم مبارز
إلى [illegible] مضاعفة الحديد
وفر بها حكيم يوم جالت
بنو النجار تخطر كالأسود
وولت عند ذاك جموع فهر
وأسلمها الحويرث من بعيد

"قریش نے جنگ بدر میں [illegible] کے وقت معلوم کر لیں۔ کہ سب [illegible] سے [illegible] ہوتے ہیں۔ ہم نے [illegible] جب [illegible] طرف [illegible] ہو کر آ گئے۔ جنگ سے حکیم نے فرار کیا جب بنی نجار شیروں کی طرح میدان جنگ میں [illegible] رہے تھے۔ اس وقت فہر کی فوجیں پیچھے ہٹیں اور حویرث نے [illegible] دور سے [illegible] چھوڑ دیا۔"

لقد لاقيتم ذلاً وقتلاً
جهيزاً نافذاً تحت الوريد
وكل القوم قد ولوا جميعاً
ولم يلووا على الحسب التليد

"تم ذلت اور موت [illegible] قتل سے دوچار ہوئے۔ سب قوم پیٹھ پھیر کر بھاگی اور اس نے اپنے قدیم حسب پر نگاہ بھی نہ ڈالی۔"

ہند بنت اثاثہ بن عباد بن مطلب نے عبیدہ بن حارث بن مطلب کا مرثیہ کہا:

لقد ضمن الصفراء مجداً وسؤدداً
وحلماً أصيلاً وافر اللب والعقل
عبيدة فابكيه لأضياف غربة
وأرملة تهوي لأشعث كالجذل
وبكيه للأقوام في كل شتوة
إذا احمر آفاق السماء من المحل
وبكيه للأيتام والريح زفزف
وتشبيب قدر طالما أزبدت تغلي
فإن تصبح النيران قد مات ضوؤها
فقد كان يذكيهن بالحطب الجزل
لطارق ليل أو لملتمس القرى
ومستنبح أضحى لديه على رسل

"مقام صفراء میں [illegible] شرف [illegible] سیادت [illegible] بردباری اور عقل و دانش کو دفن کر دیا گیا ہے [illegible] عبیدہ [illegible]
[illegible]"

تھا یا تو سورج کی وجہ سے جب آسمان کے آفاق قحط سالی کی وجہ سے سرخ ہو جاتے ہیں یا اس پر بیلوں کی وجہ سے جو خشک سالی کے تیز و تند ہواؤں میں بہرہ ہاتھی کے پیچھے آگ روشن کرنے کی وجہ سے جو ابل کر چمک رہی ہوتی ہے۔ اگر کسی کو جمال تو وہ اسے اپنے گھر سے روشن کرتا تھا۔ رات کو آنے والے کے لئے یا کسی کی مہمانی کے لئے یا بھوکے لوگوں کے لئے جو اس کے پاس اللہ کی طلب میں آتے"۔

فائدہ:.... مغازی میں اموی نے بیان کیا ہے کہ عاتکہ بنت عبدالمطلب نے بدر کے خواب کے بارے میں کہا:

ألما تكن رؤياي حقا ويأتكم
بتأويلها فل من القوم هارب
رأى لعمركم بالعين الذي رأى
بعينيه ما تفري السيوف القواضب
فقلتم ولم أكذب عليكم وإنما
يكذبني بالصدق من هو كاذب
وما جاء إلا رهبة الموت هاربا
حكيم وقد أعيت عليه المذاهب
أقامت سيوف الهند دون رؤوسكم
وخطية فيها الشبا والتغالب

"کیا میرا خواب سچا نہ تھا کیا اس کی تعبیر شکست خوردہ قوم سے تمہارے پاس نہ آئی۔ اس شخص نے جو فرار ہو کر آیا اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا جو تلواریں کاٹنے والی تھیں۔ تم نے غلط بیانی سے کام لیا اور تم نے غلط کہا اور مجھے جھوٹا کہا جو میری صدق بیانی کی تردید کرتا تھا حکیم موت کے اندیشے سے بھاگ کر آیا اس پر سارے راستے تنگ ہو چکے تھے۔ ہندی تلواریں تمہارے سروں کے پیچھے کھڑی ہیں اور نیزے جن کی نوکیں تیز دھار ہیں اور غالب"۔

كأن حريق النار لمع ظباتها
إذا ما تعاطتها الليوث المشاغب
ألا بأبي يوم اللقاء محمدا
إذا عض من عون الحروب الغوارب
مرى بالسيوف المرهفات نفوسكم
كفاحا كما تمري السحاب الجنائب
فكم بردت أسيافه من مليكة
وزعزع ورد بعد ذلك صالب
فما بال قتلى في القليب ومثلهم
لدى ابن أخي أسرى له ما يقارب

"گویا آگ کی لپٹ ان کی دھاروں کی روشنی ہے جب وہ شور و شر پھیلانے والے کے ہاتھوں میں ہوں۔ خبردار! روزِ جنگ میرے والدین محمد ﷺ پر فدا ہوں۔ جب سخت لڑائی سے گردنیں کٹ جائیں۔ تیز تلواروں سے انہوں نے تمہارا بہت خون بہایا

جیسا کہ جنوبی بادل بارش برساتے ہیں۔ تھوڑی سی کوتاہی کی گئی ورنہ موت کے گھونٹ اہل بدر میں سے چند گھوڑے پر لرزہ طاری ہو گیا۔ قلیب بدر کے مقتولوں کو کیا حال؟ اللہ کی قسم میرے بھتیجے کے پاس یقینی بات ہے وہ مارے جا چکے۔"

لكن غدا السادات لم آل لنصرهم
من الله حين ساق والحين جالب
لكيف رأى عند اللقاء مصابنا
بنو عمه والحرب فيها التجارب
ألم يكفكم ضرباً يحار لوقعه الجبان
وتبدو بالنهار الكواكب

"بے شک نبی تھے بالآخر اللہ کی طرف سے ان کی ہلاکت کا وقت آ گیا اور ہلاکت غالب آ گئی۔ محمد ﷺ ان کے عمال سے تم نے جنگ کے نتیجے کیا پایا اور جنگ تجربہ کار ہے کیا تم پر اس نے ایسی کاری ضرب نہیں لگائی جس کی وجہ سے بزدل حیرت زدہ ہو جاتا ہے اور دن کو ستارے نظر آ جاتے ہیں"۔

اسی کے مطابق طالب نے یہ بھی کہا۔

فلا تعجبوا لم نلتهِ عن محمد
ببدر ومن يعطى الرغائب حق صابر
ولم ترجعوا عن مرهفات كأنها
حريق بأيدي المؤمنين بواتر
ولم تصبروا للبيض حتى أخذتم
قليلاً بأيدي المؤمنين المشاعر
ولستم لغفر وما الهقل الذي
يقاتل من وافى السلاح بناظر
أتاكم بما جاء النبيون قبله
وما ابن أخي البر الصدوق بشاعر
سيكفي الذي ضيعتم من نبيكم
ولينصره الحيان عمرو وعامر

"تم نے جنگ بدر میں محمد ﷺ کے سامنے صبر کا مظاہرہ کیوں نہیں کیا؟ کیا تم زمانہ میں جانے والے نہ تھے۔ لیکن صبر لازم ہے۔ اور کیا تم پیچھے نہیں ہٹے گھوڑوں کی ضرب سے گویا وہ مسلمانوں کے ہاتھوں میں جلانے والی قاطع تلواریں ہیں۔ اور تم لوگ بھاگ گئے یہاں تک کہ تم کو اسلحے کے خوف سے قریب نہیں آنا چاہیے تھا۔ وہ سابقہ نبیوں کی تعلیمات لے کر آیا ہے میرا بھائی زادہ نیک اور سچا ہے شاعر نہیں ہے۔ اپنے نبی کی قدر و منزلت کو جو تم نے ضائع کیا ہے اس کو کافی ہوں گے بنو عمرو اور عامر قبیلے اس کے مددگار ہوں گے"۔

طالب بن ابی طالب کا مرثیہ: طالب بن ابی طالب رسول اللہ ﷺ کا ثنا خواں تھا اور یہ نعت کہ قلیب بدر میں پڑے قریش کا مرثیہ خواں ہے:

الا ان عینی انفدت دمعها سکبا
تبکی علی کعب وما ان تری کعبا
الا ان کعبا فی الحروب تخاذلوا
وارهمو اذا الدهر واجترحوا ذنبا
وعامر تبکی للملمات غدوة
فیا لیت شعری هل اری لهم قربا
فیا اخوینا عبد شمس ونوفل
فدا لکما لا تبعثوا بیننا حربا

"سنو! میری آنکھ کے آنسو خشک ہو گئے ہیں وہ کعب پر رو رہی ہیں اور کعب کو دیکھ نہیں رہی۔ کعب کو تو انہوں نے بے یار و مددگار چھوڑ دیا تھا۔ جب زمانے نے ان کو تباہ کر دیا تو انہوں نے جرم کا ارتکاب کیا۔ اور عامر مصائب پر صبح کے وقت رو رہے ہیں۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ میں ان کے قرب سے لطف اندوز ہوں گا۔ اے عبد شمس اور نوفل کے بھائیو! میں تم پر قربان ہوں، ہمارے درمیان لڑائی نہ بپا کرو۔"

ولا تصبحوا من بعد ود والفة
احادیث فیها کلکم یشتکی النکبا
الم تعلموا ما کان فی حرب داحس
وحرب ابی یکسوم اذ ملئوا الشعبا
فلولا دفاع الله لا شیء غیره
لاصبحتم لا تمنعون لکم سربا
فما ان جنینا فی قریش عظیمة
سوی ان حمینا خیر من وطی التربا

"محبت و پیار کے بعد تم لوگوں کے درمیان یہ صورت پیدا نہ ہو جائے کہ ہر ایک مصیبت کا شکوہ کرتا ہو۔ کیا تم جنگ داحس سے بے خبر ہو اور کیا تم ابو یکسوم کو نہیں جانتے جب انہوں نے اپنی کثرت سے شعب کو بھر دیا تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ کا دفاع نہ ہوتا تو تم کسی کا بھی راستہ نہیں روک سکتے تھے۔ ہم نے قریش میں کسی بھی بڑی بات کا ارتکاب نہیں کیا سوائے اس بات کے کہ ہم نے کائنات کے افضل ترین شخص کی حمایت کی ہے۔"

اعــالــتة فی السابقات امورا
کریم [illegible] بالسنة لا بخیلا ولا قربا
یطیف به العافون یغشون بابه
یؤمون نهرا لا نزورا ولا ضربا
فوالله لا تنفک نفسی حزینة
[illegible] حتی تصطلوا الخزرج الضربا

آپ [illegible] جن کے عادات ایسے ہیں جو بخیل ہے نہ [illegible] ان کے دروازے پر آتے ہیں اور ایسی نہر پر آتے ہیں جس کا پانی نہ کم ہے [illegible]

کاٹ کر تم ترچھیوں کا خوب مزہ چکھاؤ"۔

ضرار کا قصیدہ...... امام ابن اسحاق نے مشرکین کے قصیدے نقل کئے ہیں، جن میں وہ اپنے بدر کے مقتولین پر مرثیہ خواں ہیں۔ ان میں سے ان اشعار کے ضرار بن خطاب بن مرداس ہے اور بنی محارب بن فہر کے شعراء میں سے ہیں بعد ازاں وہ مشرف باسلام ہو گئے تھے:

عجبت لفخر الأوس والحين دائر
عليهم غدا والدهر فيه بصائر
وفخر بني النجار إن كان معشر
أصيبوا ببدر كلهم ثم صابر
فإن تك قتلى غودرت من رجالنا
فإنا رجالا بعدهم سنغادر
وتردي بنا الجرد العناجيج وسطكم
بني الأوس حتى يشفي النفس ثائر

"ہمیں اوس کے فخر پر حیرت ہوئی حالانکہ موت ان کے سر پر بھی گھومتی ہے اور زمانہ عبرت آموز ہے اور بنی نجار کے فخر پر بھی اگر ایک گروہ بدر میں ہلاک ہو گیا ہے وہاں جو صبر کرنے والا تھا تو کوئی بات نہیں۔ اگر ہمارے مقتول میدان میں بلا کفن چھوڑ دے گئے ہیں تو ہم بھی ان کے مقتول بے گور و کفن چھوڑ دیں گے ہمارے بنی اوس! تمہارے درمیان ہم تیز رو لمبے بالوں والے گھوڑے دوڑائیں گے تاکہ انتقام لینے والے کا دل تشفی یاب ہو جائے"۔

ووسط بني النجار سوف نكرها
لها بالقنا والدارعين زوافر
فنترك صرعى تعصب الطير حولهم
وليس لهم إلا الأماني ناصر
وتبكيهم من أرض يثرب نسوة
لهن بها ليل عن النوم ساهر
وذلك أنا لا تزال سيوفنا
بهن دم ممن يحاربن مائر

"اور بنی نجار کے درمیان بھی دوڑائیں گے عنقریب ان پر نیزوں اور بھاری بھرکم زرہ پوشوں سے حملہ آور ہوں گے۔ ہم ان کو میدان میں مرے پڑے چھوڑیں گے کہ ان کے آس پاس پرندوں کے غول ہوں گے اور سوائے تمناؤں کے ان کا کوئی بھی مددگار نہ ہوگا۔ ان پر یثرب کی عورتیں روئیں گی اور رات بھر جاگتی رہیں گی۔ یہ اس وجہ سے کہ ہماری تلواروں سے دشمن کا خون ٹپکتا ہے"۔

فإن تظفروا في يوم بدر فإنما
بأحمد أمسى جدكم وهو ظاهر
وبالنفر الأخيار هم أولياؤه
يحامون في اللأواء والموت حاضر

يعد ابو بكر وحمزة فيهم
ويدعى علي وسط من انت ذاكر
اولئك لا من نتجت من ديارها
بنو الاوس والنجار حين تفاخر

"اگر تم نے جنگ بدر میں فتح پائی ہے تو سنو! تمہارا اقتدار محمد کی وجہ سے تیز ہوا ہے۔ اور بہتر اشخاص کی وجہ سے جو ان کے دوست ہیں وہ مصائب میں حمایت کرتے ہیں جبکہ موت نظر آ رہی ہو۔ ان میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حمزہ رضی اللہ عنہ شمار ہیں اور ان کے وسط میں علی بھی پکارے گئے ہیں۔ یہ لوگ کامیابی کا موجب ہیں نہ کہ اوس اور نجار کی اولاد۔"

ولكن ابوهم من لؤى بن غالب
اذا عدت الانساب كعب وعامر
هم الطاعنون الخيل في كل معرك
غداة الهياج الاطيبون الاكابر

"مگر ان کا جد امجد لؤی بن غالب ہے جب نسب کا تذکرہ ہو تو کعب اور عامر عالی رتبہ ہیں۔ وہی ہر گھمسان کی لڑائی کے وقت پر میدان میں شاہسواروں پر نیزے برساتے ہیں۔"

اس کے جواب میں کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک قصیدہ پڑھا جو گزر چکا ہے وہ یہ ہے:

عجبت لامر الله والله قادر
على ما اراد ليس لله قاهر

ابو بکر شداد ...... بقول ابن اسحاق ابو بکر شداد بن اسود بن شعوب نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق جب مسلمانوں پر اللہ کے حکم سے مے نوشی حرام کر دی گئی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیوی ام بکر سے شادی کر لی تھی جب انہوں نے اس کو طلاق دی تھی:

تحيي بالسلامة ام بكر
وهل لي بعد قومي من سلام
فماذا بالقليب قليب بدر
من القينات والشرب الكرام
وماذا بالقليب قليب بدر
من الشيزى تكلل بالسنام
وكم لك بالطوي طوي بدر
من الحومات والنعم السوام
وكم لك بالطوي طوي بدر
من الغايات والدسع العظام

"ام بکر مجھے خیر و عافیت کی دعا دیتی ہے کیا قوم کی ہلاکت کے بعد بھی میری عافیت و سلامتی ہے۔ کیا ہے قلیب بدر میں؟ قلیب بدر میں گویا مطربوں کا گانا سننے والے اور حمر زدہ خوش ہیں۔ کیا ہے بدر کے کنویں میں؟ اس میں پڑے ہیں پیالوں میں کوہان کا گوشت ڈال کر ضیافت کرنے والے۔ بدر کے کنویں میں تیرے کتنے احباب ہیں؟ اونٹوں والے اور جنگلات میں چرنے

جانے والے دوستوں کے مالک۔ بدر کے کنویں میں تیرے کتنے محبوب ہیں اُنہوں نے بڑے بڑے عطیہ والے۔"

واصحاب الكليب ابي علي
اخي الكاس الكريمة والندام
وانك لو رايت ابا عقيل
واصحاب الثنية من نعام
اذا لظللت من وجد عليهم
كام السقب جائلة المرام
يخبرنا الرسول لسوف نحيا
وكيف حياة اصداء وهام

"اور کنویں (بدر) والے ابو علی مہمان نواز اور ہمدم کے احباب ہم نشین تھے۔ اگر تو ابو عقیل اور ثنیہ نعام کے باشندوں کو دیکھ لے تو تو ان پر غم کی وجہ سے اس اونٹنی جیسی ہو گی جس کا بچہ گم ہو گیا ہو اور وہ چاروں طرف گھومتی پھرتی ہو۔ ہم کو رسول ﷺ نے بتایا ہے کہ ہمارا حشر ہو گا اور ہم دوبارہ زندہ ہوں گے لیکن الو اور ہام کی انسانی زندگی کیا میسر ہو گی۔"

امیہ بن ابی صلت:

الا بكيت على الكرام
بني الكرام اولي الممادح
كبكا الحمام على فروع
الايك في الغصن الجوانح
يبكين حرى مستكينات
يرحن مع الروائح
امثالهن الباكيات
المعولات من النوائح
من يبكهم يبكي على
حزن ويصدق كل مادح

"تو نے اچھے لوگوں کی اچھی اولاد پر جو قابل ستائش ہیں آنسو کیوں نہیں بہایا۔ جیسے کبوتر پیلو درخت کی لمبی شاخوں میں کھڑے ہو کے رونے کی طرح۔ یہ خوفناک عاجز روتی ہیں اور شام کو جانے والوں کے ساتھ جاتی ہیں۔ ان کی مثل بین کرنے والی عورتوں کی جو بین کر کے چیخ رہی ہیں۔ جو ان پر آنسو بہائے گا وہ سخت غم پر آنسو بہائے گا اور مدح کرنے والے کو صادق قرار دے گا۔"

ماذا ببدر والعقنقل
من مرازبة جحاجح
فمدافع البرقين فالحنان
من طرف الاواشح
شمط وشبان بها
ليل مغاوير وحاوح

ألا ترون لما أرى
ولقد أبان لكل لاح
أن قد تغير بطن مكة
فهي موحشة الأباطح

"بدر اور اس کے ٹیلے میں کیسے کیسے دانا اور سردار ہیں۔ مقام برقین کی سیلابی گھاٹی اور "مقام اواشح" کے ٹیلے میں۔ ادھیڑ عمر اور نوجوان مرد و قوت و حملہ کرنے والے تیز مزاج۔ کیا تم وہ نہیں دیکھتے جو میں دیکھ رہا ہوں۔ اور ہر دیکھنے والے کے سامنے واضح ہے کہ اندرون مکہ تبدیل ہو چکا ہے اور اس کے نشیب و فراز وحشت ناک اور خالی ہیں"۔

من كل بطريق لبطريق
نقي اللون واضح
دعموص أبواب الملوك
ومن السراطمة الخلاجمة
وجائب للخرق فاتح
القائلين الفاعلين
المطعمين الشحم فوق
الملاوثة المناجح
الآمرين بكل صالح
الخبز شحما كالأنافح

"ہر سردار سے جو دوسرے سے خالص محبت کرتا تھا۔ شاہوں کے ہم نشینوں سے اور وسیع جنگلات عبور کرنے والے فاتح لوگوں سے۔ دراز قامت، حقہ آور اور اپنے مقاصد میں کامیاب سرداروں سے۔ جو گفتار اور کردار کے غازی اور ہر اچھے کام کی تلقین کرنے والے تھے۔ روٹی کے اوپر چربی رکھ کر کھلانے والے وہ چربی "بکو" کی مانند ہے جو بکری کے بچے کا اوجھ کھانے سے پہلے"۔

نقل الجفان مع الجفان
إلى جفان كالمناضح
ليست بأصفار لمن
يعفو ولا رح رحارح
للضيف ثم الضيف بعد
الضيف والبسط السلاطح
وهب المئين من المئين
إلى المئين من اللواقح
سوق المؤبل للمؤبل
صادرات عن بلادح

"لگنوں کو دوسری لگنوں کے ساتھ ملا کر پیتے ہیں جو حوضوں کی طرح ہیں۔ مانگوں کے لئے وہ لگن خالی اور چھوٹی نہیں

ہیں۔ یکے بعد دیگرے [illegible] کے لئے اور [illegible] ہیں۔ [illegible] سے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر [illegible] دیتے ہیں۔ [illegible] ہیں"۔

[illegible] فوق [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

"ان کے معززوں کو دیگر معززین پر فوقیت حاصل ہے [illegible] کی طرح اپنے ہاتھوں میں [illegible] ہے۔ ایسے معززین [illegible] کیا کرتے تھے۔ چوڑی ہندی تلواروں سے [illegible] کر حملہ کرنے والے ہیں۔ [illegible] ان سے [illegible] طلب کرتے ہیں اور بعض [illegible] ہیں"۔

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

"اللہ تعالیٰ کے لئے [illegible] ہیں۔ ان کے [illegible] مکان میں [illegible] پر مجبور کر [illegible] گھوڑوں کے ساتھ [illegible] کرنے والوں کے ساتھ [illegible] کے پیچھے ہیں [illegible] گھوڑوں پر سوار [illegible] کی طرف [illegible] جاتے ہیں۔ اور [illegible] مقابل [illegible] کے ساتھ چلتا ہے [illegible]"۔

قال ابن ہشام: ابن ہشام کہتے ہیں کہ ہم نے آخری دو شعر چھوڑ دیے ہیں، جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو تھی۔

تبصرہ … امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے خیال میں حقیقت میں ان طویل مرثیہ اشعار کے کہنے والے کی کم عقلی، کم ظرفی اور جہالت و نادانی نے اس کو آمادہ کیا کہ اس نے مشرکین کی مدح سرائی کی اور مسلمانوں کی مذمت کی۔ ابوجہل اور اس کی قماش کے کمینے جاہل، اوباش لوگوں کی عدم موجودگی اور فقدان سے مکہ بے رونق اور وحشت زدہ اور غم میں مبتلا ہے۔ مگر وہ حضرت محمد مصطفیٰ حبیب خدا اور رحمت دو عالم کی مکہ سے ہجرت اور ترک سکونت سے وحشت زدہ اور پریشان نہیں ہے جن کا رخ زیبا چاند سے زیادہ منور ہے اور وہ علم و عقل کے انتہائی درجات پر فائز ہے۔ اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ترک سکونت اور جلاوطنی سے غمزدہ اور رنجیدہ نہیں۔

امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے غزوہ بدر کے سلسلے میں بہت شعر نقل کیے ہیں ہم ان کو بے جا طوالت اور خوف ملامت سے نظر انداز کر دیا ہے اور بحمد اللہ بیان کردہ واقعات ہی کافی ہیں۔

جاہلیت کے اشعار … مسند ابی یعلیٰ میں سوید نے اپنے والد سلیمان بن ارقم از زہری از ابن مسیب از حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جاہلیت کے اشعار بیان کرنے سے روک دیا ہے۔ سلیمان کا بیان ہے کہ یہ حدیث زہری نے بیان کی ہے اور اس سے دو قصیدوں کا استثناء کیا۔ امیہ کا قصیدہ جو اس نے مقتولین بدر کے بارے میں کہا ہے اور اعشیٰ کا قصیدہ جس میں اس نے احوص کا ذکر کیا ہے یہ حدیث غریب ہے اور راوی سلیمان بن ارقم متروک ہیں، واللہ اعلم۔

غزوہ بنی سلیم … جنگ بدر سے رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخر یا شوال کے آغاز میں فارغ ہوئے اور مدینہ میں صرف سات روز قیام کیا اور غزوہ بنی سلیم میں تشریف لے گئے۔ بقول ابن ہشام سباع بن عرفطہ غفاری رضی اللہ عنہ یا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو امیر مدینہ مقرر کیا اور بقول ابن اسحاق "کدر" پہنچ کر تین روز قیام کیا پھر مدینہ واپس چلے آئے اور جنگ کی نوبت نہ آئی چنانچہ آپ نے شوال کے باقی ایام اور ماہ ذی قعدہ وہیں قیام فرمایا اور قریش کے اکثر اسیروں سے اسی دوران فدیہ وصول فرمایا۔

غزوہ سویق (غزوۃ قرقرۃ الکدر) … بقول امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ قرقرہ ہموار زمین اور کدر ایک قسم کے مٹیالے رنگ کے پرندے کو کہتے ہیں۔ امام ابن اسحاق کا بیان ہے کہ محمد بن جعفر بن زبیر، یزید بن رومان اور چند ایک معتبر لوگوں نے مجھے عبداللہ بن کعب بن مالک (جو انصار کے ممتاز مالدار تھے) کی معرفت بتایا کہ ابوسفیان جب تجارتی قافلہ لے کر مکہ چلا گیا اور جنگ بدر کے شکست خوردہ لوگ بھی واپس لوٹ آئے تو اس نے منت مانی تھی کہ جب تک محمد ﷺ سے بدلہ نہ لے گا وہ غسل جنابت نہ کرے گا۔ چنانچہ وہ اپنی قسم پوری کرنے کیلئے دو سو قریشی شتر سواروں کو لے کر "نجدیہ" کے راستے پر چلا اور "صدر قناۃ" "متصل" "ثیب" نامی پہاڑ پر جو مدینہ سے تقریباً بارہ میل کے فاصلہ پر فروکش ہوا۔

پھر رات کی تاریکی میں "بنی نضیر" کے محلہ میں آیا، حیی بن اخطب کا دروازہ کھٹکھٹایا اس نے ڈر کے مارے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا پھر وہ سلام بن مشکم کے پاس آیا (جو بنی نضیر کا رئیس اور خزانچی تھا) اس کے دروازے پر دستک دی چنانچہ اس نے اجازت دی اور ابوسفیان کی خوب خاطر تواضع کی اور اس کو کچھ خفیہ راز بتائے پھر وہ رات کے پچھلے پہر اپنے لشکر میں آ گیا اور چند قریشیوں کو بھیجا وہ "عریض" پر حملہ آور ہوئے اور ایک نخلستان کو نذر آتش کر دیا۔ ایک انصاری اور اس کے حلیف کو کھیت میں قتل کر کے واپس چلے گئے پھر ان کا پتہ معلوم ہوا تو رسول اللہ ﷺ ان کے تعاقب میں نکلے۔ بقول ابن ہشام ابولبابہ بشیر بن عبدالمنذر کو امیر مدینہ مقرر کیا۔ ابن اسحاق کے مطابق "قرقرۃ الکدر" پہنچ کر واپس چلے آئے ابوسفیان اور اس کے لشکر پر آپ کامیاب نہ ہو سکے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وہاں بہت سے سامان پر قبضہ کیا جس میں "ستو" اور سویق بکثرت تھے سامان ہلکا کرنے کی خاطر یہ مشرکین نے خود چھوڑ دیا تھا چنانچہ اس غزوہ قرقرۃ الکدر کا نام ہی "غزوہ سویق" رکھ دیا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ کیا ہمیں اس سفر میں جنگ کا ثواب ملے گا تو رسول اللہ نے اثبات میں جواب دیا۔

ابوسفیان اپنی کارروائی بیان کرتا ہوا ابن مشکم یہودی کا شکریہ ادا کرتا ہے

وانی تخیرت المدینة واحدا
لحلف فلم آثم ولم اتلوم
سقانی فروانی کمیتا مدامة
علی عجل منی سلام بن مشکم
ولما تولی الجیش قلت ولم اکن
لافرحه ابشر بعز ومغنم
تامل فان القوم سر وانهم
صریح لؤی لا شماطیط جرهم
وما کان لا بعض لیلة راکب
اتی ساعیا من غیر خلة معدم

"میں نے مدینہ میں سے صرف ایک آدمی کو اپنی دوستی کے لیے منتخب کیا، مجھے اس پر نہ ندامت ہوئی اور نہ ملامت۔ میری عجلت کے باوجود سلام بن مشکم نے مجھے جی بھر کر شراب پلائی۔ اور جب لشکر واپس ہوا اور میں سلام کو خوش کرنا چاہتا تھا تو میں نے کہا عزت اور غنیمت کے ساتھ خوش ہو جاؤ، غور کرو قریش خالص قوم ہے، لوی کی نسل سے ہیں، جرہم کے کم ذات لوگ نہیں ہیں۔ اور یہ صرف رات کے کچھ حصے میں بغیر کسی احتیاج اور تنگدستی کے تیز دوڑتا ہوا آیا"۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شادی ...... ایک متفق علیہ روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ بدر کے مال غنیمت سے میرے پاس ایک بڑی عمر کی اونٹنی "شارف" تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک اونٹنی عطا فرمائی تھی، جب میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ سے رخصتی کا ارادہ کیا اور بنی قینقاع کے ایک سنار سے وعدہ لیا کہ وہ میرے ساتھ چلے کہ ہم "اذخر" لا کر سناروں کے ہاتھ فروخت کریں اور اس رقم کو میں اپنے نکاح کے ولیمہ میں صرف کروں۔ میں اسی خیال میں اپنی اونٹنیوں کے لئے پالان، بوریاں اور رسیاں فراہم کر رہا تھا اور اونٹنیاں ایک انصاری کے گھر کے پاس بیٹھی تھیں، میں سامان جمع کر کے اونٹنیوں کے پاس آیا تو دیکھتا ہوں کہ ان کے کوہان کاٹ لئے گئے ہیں اور "کوکھیں" چیر کر کلیجے نکال لئے گئے ہیں۔ میں یہ منظر دیکھ کر بے ساختہ رو پڑا اور پوچھا کہ یہ کس کا کام ہے؟ معلوم ہوا کہ حمزہ بن عبدالمطلب کا کام ہے جو شرابیوں کے "شرب" سے مخمور ہیں، "شرب" میں موجود ہیں اور گانے والی نے اپنے گانے میں کہا ہے: اے حمزہ! ان فربہ اونٹنیوں کے لئے اٹھ۔

یہ سن کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے ان کے کوہان کاٹ ڈالے اور "کوکھیں" چیر کر کلیجے نکال لئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کے پاس زید بن حارثہ بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے میرے چہرے کو دیکھ کر میری کیفیت کو پہچان کر پوچھا کیا بات ہے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آج جیسا میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ حمزہ رضی اللہ عنہ نے میری اونٹنیوں پر حملہ کیا، کوہان کاٹ لئے اور کلیجے نکال لئے، وہ اس مکان میں ہیں، ان کے ہمراہ شرابی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے چادر منگوا کر اوڑھی پھر آپ علیہ السلام پیدل روانہ ہوئے۔ میں اور زید آپ کے پیچھے تھے، آپ چلتے چلتے اس گھر کے پاس آئے جہاں حمزہ رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ آپ نے اجازت طلب فرمائی، اجازت کے بعد آپ اندر تشریف لے گئے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اس "فعل" پر ملامت کرنے لگے، دیکھا تو حمزہ رضی اللہ عنہ نشے میں بہکی بہکی باتیں کر رہے ہیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے آنحضور ﷺ پر نظر ڈالی پھر نظر اوپر اٹھائی اور آپ ﷺ کے گھٹنوں تک دیکھا پھر نظریں اوپر اٹھا کر آپ علیہ السلام کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا اور کہا: "کیا تم میرے باپ کے غلام ہو؟" یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے پہچان لیا کہ وہ نشے میں چور ہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ الٹے پاؤں لوٹے اور ہم بھی آپ کے ساتھ چلے آئے۔ (بخاری کتاب المغازی) امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس روایت کو متعدد مقامات میں بیان کیا ہے۔

خمس کا حکم ---- اس حدیث میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ غنیمت بدر سے بھی خمس نکالا گیا تھا جیسا کہ ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں اس بیان کے برعکس جو کتاب الاموال میں ابوعبید قاسم بن سلام نے ذکر کیا ہے کہ خمس کا حکم غنیمت بدر کی تقسیم کے بعد نازل ہوا تھا ابوعبید کے اس مسئلے کے متعدد ائمہ خلاف ہیں مثلاً امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن جریر وغیرہ اور تفسیر ابن کثیر میں بھی ہم نے اس غلطی کی نشان دہی کی ہے واللہ اعلم۔ یہ واقعہ حرمت خمر سے قبل کا ہے اور حمزہ رضی اللہ عنہ جنگ احد ۳ھ میں شہید ہو گئے تھے اور یہ جنگ تحریم خمر سے قبل تھی واللہ اعلم۔ اس حدیث سے اہل علم نے استنباط کیا ہے کہ نشہ والا مدہوش مست فاتر العقل ہوتا ہے اس کی بات طلاق، اقرار وغیرہ میں قابل قبول نہیں ہوتی جیسا کہ اہل علم کا مسلک ہے اور کتاب الاحکام میں بیان ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مہر ---- امام احمد (رحمۃ اللہ علیہ سفیان، ابن ابی نجیح، ابو نجیح، یکے از رواۃ) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسبت کے بارے میں کہنے کا ارادہ کیا تو دل میں سوچا کہ میں تو تہی دست ہوں پھر میں نے آپ کے احسان وصلہ اور کرم بخشش کا خیال کیا تو آپ کے سامنے نسبت اور منگنی کا اظہار کیا تو آپ نے پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ مال وزر ہے؟ عرض کیا جی نہیں وہ پوچھا وہ حطمی زرہ کہاں ہے جو میں نے تمہیں فلاں روز دی تھی عرض کیا وہ تو میرے پاس ہے فرمایا وہ میرے پاس لاؤ چنانچہ میں نے وہ لا کر آپ کو دے دی۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے "مسند" میں اسی طرح بیان کیا ہے اور اس میں ایک راوی مبہم اور مجہول ہے۔

ابوداؤد (اسحاق بن اسماعیل الطالقانی، عبدہ، سعید، ایوب، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا کچھ مہر ادا کرو۔ عرض کیا میرے پاس کچھ نہیں تو فرمایا تمہاری حطمی زرہ کہاں ہے؟ اس روایت کو نسائی نے (ہارون بن اسحاق از عبدہ بن سلیمان از سعید بن ابی عروبہ از ایوب سختیانی) بیان کیا ہے)

ابوداؤد (کثیر بن عبید حمصی، ابو حیوہ، شعیب بن ابی حمزہ، غیلان بن انس حمصی، محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان، از یکے از اصحاب رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شادی کے بعد حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پاس جانے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو منع فرمایا جب تک وہ ان کو کچھ دے۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاس کچھ نہیں تو فرمایا اس کو اپنی زرہ دے دو چنانچہ زرہ دے دی اور پھر وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔

دلائل میں بیہقی (ابوعبداللہ الحافظ، ابوالعباس محمد بن یعقوب اصم، احمد بن عبدالجبار، یونس بن بکیر، ابن اسحاق، عبداللہ بن ابی نجیح، مجاہد) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسبت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے بات چیت ہوئی تو میری ایک کنیز نے کہا اس کی منگنی کی گفتگو ہوئی ہے اس بات میں کیا امر مانع ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جائیں وہ آپ سے شادی کر دیں گے۔ میں نے کہا میرے پاس کچھ ہے بھی؟ جس سے شادی کر سکوں اس نے مزید کہا اگر آپ ان کے پاس چلے جائیں تو وہ شادی کر دیں گے۔ واللہ وہ مجھے بار بار کہتی رہی تو آخر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا جب میں آپ کے سامنے بیٹھا تو میں آپ کی ہیبت وجلالت اور رعب کی وجہ سے بول نہ سکا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے خود ہی پوچھا کیوں آئے ہو، کیا کوئی ضرورت ہے؟ میں پھر خاموش رہا تو فرمایا شاید تم فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پیغام کے لئے آئے ہو، عرض کیا "جی ہاں" تو پوچھا کیا تمہارے پاس مہر کی ادائیگی کے لئے کچھ ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کچھ نہیں تو فرمایا وہ زرہ میں نے دی تھی اس کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا وہ میرے پاس ہے (بخدا وہ زرہ چار درہم کے بھی مساوی نہ تھی۔ فرمایا میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تمہارے ساتھ شادی کر دی ہے اس زرہ کو اس کے سپرد کر دو۔ پس وہ زرہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مہر تھی۔

بقول ابن اسحاق، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد ہے حضرت حسن، حضرت حسین حضرت محسن، جو بچپن میں فوت ہو گئے۔ حضرت ام کلثوم اور حضرت زینب رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جہیز ...... بیہقی (عطاء بن سائب، سائب) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جہیز میں ایک حاشیہ دار چادر، ایک مشکیزہ اور ایک چمڑے کا تکیہ دیا جس میں "اذخر" بھری ہوئی تھی۔

رخصتی کا وقت ...... امام بیہقی نے ابو عبداللہ بن مندہ کی "کتاب المعرفۃ" سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہجرت سے ایک سال بعد حضرت فاطمہ سے منگنی کی اور دوسرے سال رخصتی عمل میں آئی، بقول امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ بنا بریں رخصتی کا عمل ۲ھ کے آغاز میں وقوع پذیر ہوا ہو۔ لیکن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی اونٹنیوں والی حدیث کا تقاضا ہے کہ رخصتی غزوہ بدر کے چند دن بعد عمل میں آئی ہو چنانچہ یہ ہمارے بیان کے مطابق ۲ھ کے اواخر کا واقعہ ہوگا، واللہ اعلم۔

۲ھ کے مجمل واقعات:

(۱) ...... ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔

(۲) ...... اس سال میں مشہور غزوات کا بھی ذکر ہو چکا ہے اور ضمناً مسلم اور غیر مسلم اعیان کی وفات کا بھی ذکر ہو چکا ہے مثلاً جنگ بدر میں چودہ مہاجر اور انصاری شہید ہوئے اور ستر غیر مسلم قریشی قتل ہوئے۔

(۳) ...... اور جنگ بدر کے چند روز بعد ملعون ابولہب عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب جہنم رسید ہوا۔

(۴) ...... مدینہ میں غزوہ بدر کی فتح کی بشارت لے کر زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ آئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وغیرہ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کو دفن کر چکے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کی تیمارداری میں رسول اللہ ﷺ کے حکم سے مدینہ میں رہے آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو غنیمت سے حصہ دیا اور بروز قیامت اجر کا وعدہ کیا پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنی دوسری لخت جگر ام کلثوم بھی آپ ﷺ کی زوجیت میں دے دی۔ اسی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو "ذوالنورین" کہتے ہیں اور یہ بات مشہور ہے کہ کسی نبی کی دو بیٹیاں حضرت عثمان کے سوا کسی کی زوجیت میں نہیں آئیں۔

(۵) ...... قبلہ کی تحویل عمل میں آئی۔

(۶) ...... حضری نماز میں اضافہ ہوا۔

(۷) ...... ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے۔

(۸) ...... زکوٰۃ کا نصاب مقرر ہوا۔

(۹) ...... فطرانہ فرض ہوا۔

(۱۰) ...... مدینہ کے مشرک اور یہود ...... بنی قینقاع، بنی نضیر، بنی قریظہ اور بنی حارثہ۔ مسلمانوں کے زیر سایہ ہوئے اور مسلمانوں سے مصالحت کی۔

(۱۱) ...... اکثر مشرک اور یہود نے اسلام کا اظہار کیا اور وہ در پردہ منافق تھے بعض تو ان میں سے اپنے پہلے دین پر ہی قائم رہے اور بعض متذبذب اور متردد تھے نہ ادھر کے نہ ادھر کے جیسا کہ قرآن میں مذکور ہے۔

(۱۲) ...... بقول ابن جریر رسول اللہ ﷺ نے دیات تحریر کر کے اپنی تلوار کے ساتھ لٹکا لیں۔

(۱۳) ...... بقول ابن جریر، حضرت حسن رضی اللہ عنہ بن علی پیدا ہوئے، بقول واقدی، ابن ابی سبرہ نے اسحاق بن عبداللہ کی معرفت ابو جعفر سے بیان کیا ہے کہ ذوالحجہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے رخصتی عمل میں آئی، اگر یہ روایت درست ہو تو حضرت حسن بن علی کی ولادت والا قول غلط ہے۔

الحمدلله على اكمال الجزء الثالث من تاريخ ابن كثير

البدایہ والنہایہ

(معروف بہ)

تاریخ ابن کثیر

(حصہ چہارم)

تاریخ ابن کثیر...... (حصہ چہارم)

غزوہ نجد یا ذی امر

۳ ہجری ...... تین ہجری کے آغاز میں غزوہ نجد پیش آیا جسے غزوہ "ذی امر" کے نام سے بھی شہرت ہے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ سویق سے واپس آئے تو مدینہ میں ذوالحجہ کے باقی ایام میں نجد کی جانب غطفان پر حملے کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ بقول ابن ہشام، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو امیر مدینہ مقرر کیا اور بقول ابن اسحاق غزوہ نجد میں آپ نے پورا ایک ماہ قیام فرمایا اور جنگ کی نوبت نہ آئی۔

اللہ پر توکل کی اعلیٰ مثال ...... واقدی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی کہ غطفان بنی ثعلبہ بن محارب کا ایک گروہ "ذی امر" میں جمع ہو چکا ہے اور مدینہ پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ مدینہ سے بروز جمعرات ۱۲ ربیع الاول ۳ھ کو روانہ ہوئے۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا امیر مقرر کیا۔ آپ کے ہمراہ ساڑھے چار سو افراد پر مشتمل لشکر تھا۔ آپ کو دیکھ کر وہ لوگ گھبرا کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر منتشر ہو گئے۔ آپ چلتے چلتے "ذی امر" پر پہنچے اور وہاں فروکش ہوئے۔ پھر وہاں خوب بارش ہوئی اور آپ ﷺ کا لباس بھیگ گیا۔ آپ وہاں ایک درخت کے نیچے آئے اور اپنا لباس خشک کرنے کے لئے پھیلا دیا۔ یہ منظر مشرکین کے سامنے تھا چنانچہ انہوں نے ایک بہادر اور جرات مند آدمی غورث بن حارث یا دعثور بن حارث سے کہا کہ اللہ نے تجھے محمد ﷺ کو قتل کرنے کا موقع فراہم کیا ہے چنانچہ وہ "ذی شمشیر" بکف آیا اور آپ ﷺ کے سر پر تلوار تان کر کہا اے محمد ﷺ آج تجھے میری تلوار سے کون بچا سکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے بے ساختہ فرمایا اللہ! اور جبرائیل نے اس کے سینہ پر مارا تو تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے تلوار اپنے ہاتھوں میں لے کر فرمایا اب تجھے کون بچا سکتا ہے؟ تو اس نے کہا "کوئی نہیں" اور میں اب اللہ کی توحید اور آپ کی رسالت پر ایمان لاتا ہوں۔ واللہ! کبھی بھی آپ کے خلاف لشکر کشی نہ کروں گا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی تلوار واپس کر دی اور وہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس گیا تو انہوں نے کہا افسوس! تجھے کیا ہو گیا ہے؟ تو اس نے کہا میں نے ایک دراز قامت انسان دیکھا اس نے میرے سینے میں مارا اور میں سر کے بل چت گر پڑا تو میں سمجھ گیا کہ وہ فرشتہ ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ واللہ! میں آپ کے خلاف کوئی لشکر جمع نہ کروں گا اور وہ اپنی قوم کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کرنے لگا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب قوم نے ارادہ کیا کہ تم پر دست درازی کریں پھر اللہ نے ان کے ہاتھ تم پر اٹھنے سے روک دیئے اور اللہ سے ڈرتے رہو" (۵/المائدہ ۱۱) واقدی کا بیان ہے کہ اس سفر میں آپ ﷺ گیارہ روز مدینہ سے غائب رہے۔

بیہقی کا بیان ہے کہ بخاری سے ملتا جلتا ایک قصہ "غزوہ ذات الرقاع" میں بیان ہوگا۔ ممکن ہے یہ دو واقعات ہوں۔ میں ــــ ابن کثیر ــــ کہتا ہوں اگر یہ واقعہ درست ہے تو یہ واقعہ یقیناً اور ہے کیونکہ اس آدمی کا نام بھی غورث بن حارث ہے مگر وہ مسلمان نہیں ہوا بلکہ وہ اپنے دین پر قائم رہا اور صرف اس نے رسول اللہ ﷺ سے لڑائی اور جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کیا تھا واللہ اعلم۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکمل ربیع الاول یا اس سے کم عرصہ مدینہ میں قیام فرمایا پھر قریش پر حملہ کرنے کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ (بقول ابن ہشام، ابن ام مکتوم کو امیر مدینہ مقرر فرمایا) آپ چلتے چلتے "بحران" میں پہنچ گئے جو حجاز میں "فرع" کی جانب ایک معدن و کان ہے بقول واقدی، رسول اللہ ﷺ مدینہ سے دس روز غائب رہے۔

مدینہ میں یہود بنی قینقاع کا واقعہ: . . بقول واقدی یہ واقعہ بروز ہفتہ ۱۵ شوال ۲ ہجری کو پیش آیا اور یہ آیت (۱۵/۵۹ الحشر) کا مصداق بھی لوگ ہیں۔ "ان کا حال تو ان لوگوں جیسا ہے کہ جنہوں نے ابھی ابھی اپنے کام کی سزا پائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں دردناک عذاب ہے"۔ بقول ابن اسحاق بنی قینقاع کے ساتھ جنگ کا معاملہ اس طرح ہوا۔ کہ بدر کے بعد پیش آیا۔ واقعہ یوں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک بازار میں اکٹھا کر کے فرمایا: اے گروہ یہود! اللہ کے عذاب سے ڈرو جیسا کہ قریش پر اللہ کا عذاب نازل ہوا ہے، تم قبول اسلام کر لو، تم جانتے ہو کہ "میں برحق رسول ہوں اور یہ بات تم اپنی کتابوں میں تحریر پاتے ہو۔ اور اللہ نے تم سے عہد بھی لیا ہے یہ سن کر وہ کہنے لگے اے محمد! تو ہمیں بھی اپنی قوم کی طرح قریش سمجھتا ہے بیکار سمجھتا ہے یہ خام خیال تجھے دھوکہ میں نہ ڈال دے کہ تیرا مقابلہ ایسے لوگوں سے ہوا ہے جو فنون حرب سے ناواقف تھے تجھے ان سے ایک موقعہ میسر آ گیا، واللہ! اگر ہمارا تجھ سے پالا پڑا تو معلوم ہو جائے گا کہ ہم جنگجو لوگ ہیں۔

ابن اسحاق از غلام زید بن ثابت از عکرمہ یا سعید از ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ آیت (۱۲، ۱۳/۳) بھی قینقاع کے بارے میں نازل ہوئی:

> "کافروں کو کہہ دو کہ اب تم مغلوب ہو گے اور دوزخ کی طرف ہانکے جاؤ گے اور وہ برا ٹھکانا ہے تمہارے سامنے ابھی ایک نمونہ دو گروہوں میں اہل بدر اور قریش کا گزر چکا ہے جن کی مڈ بھیڑ ہوئی تھی۔ ایک فوج اللہ کی راہ میں لڑتی ہے اور دوسری فوج کافروں کی، وہ کافر مسلمانوں کو اپنے سے دوگنا دیکھ رہے ہیں آنکھوں کے دیکھنے کے ساتھ اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنی مدد سے قوت دیتا ہے اس واقعہ میں دیکھنے والوں کے لئے عبرت ہے۔" (آل عمران: ۱۲-۱۳)

ابن اسحاق نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے بیان کیا ہے کہ یہودیوں میں سے بنی قینقاع نے سب سے پہلے عہد شکنی کی، بدر اور احد کے درمیانی عرصہ میں وہ رسول اللہ ﷺ سے برسر پیکار ہوئے۔

خاتون کی بے حرمتی: . . ابن ہشام، عبداللہ بن جعفر، عبدالرحمن بن مسور بن مخرمہ کی معرفت ابو عون سے بیان کرتے ہیں کہ ایک عرب خاتون کچھ سامان لائی اور بنی قینقاع کے بازار میں فروخت کر کے وہاں ایک سنار کے پاس بیٹھ گئی، وہ لوگ اس کا نقاب اور چہرہ کھلوانا چاہتے تھے مگر اس نے پردہ ہٹانے سے انکار کیا تو سنار نے کسی طرح اس کے تہبند کا کنارہ پشت والے کپڑے کے ساتھ باندھ دیا، وہ کھڑی ہوئی تو بے پردہ ہو گئی۔ یہ منظر دیکھ کر سنار وغیرہ نے اس کا مذاق اڑایا تو وہ چلا اٹھی چنانچہ ایک مسلمان نے حملہ کر کے یہودی سنار کو قتل کر دیا اور یہود نے حملہ کر کے مسلمان کو شہید کر دیا مسلمان کے ورثاء نے اہل اسلام سے یہود کی فریاد کی تو مسلمان طیش میں آ گئے چنانچہ مسلمانوں اور بنی قینقاع کے درمیان فتنہ کھڑا ہو گیا۔

ابن اسحاق نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی قینقاع کا محاصرہ کیا یہاں تک کہ وہ آپ کے فیصلہ پر قلعوں سے اتر آئے اور قدرت دی ان کے خلاف آپ ﷺ کو، جب اللہ نے ان پر قابو دے دیا تو عبداللہ بن ابی بن سلول منافق نے درخواست کی کہ اے محمد! آپ میرے حلیفوں کے بارے میں احسان فرما دیں۔ (یہ لوگ خزرج کے حلیف تھے) رسول اللہ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا تو اس نے پھر کہا تو آپ نے اس سے منہ پھیر لیا تو اس نے آگے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی زرہ (بقول ابن ہشام ذات الفضول زرہ) کے گریبان میں ہاتھ ڈال دیا تو رسول اللہ ﷺ نے ناراض ہو کر فرمایا: مجھے چھوڑ دے یہاں تک کہ آپ کے غصہ کے اثرات بھی آپ کے چہرہ مبارک پر ظاہر تھے آپ نے دوبارہ فرمایا: افسوس! تو مجھے چھوڑ دے (اتنی سخت ناراضگی) اس نے پھر عرض کیا واللہ! میں آپ کو چھوڑنے کا نہیں یہاں تک کہ آپ میرے حلیفوں پر احسان فرما دیں یہ وہ چار سو زرہ پوش ہیں اور تین سو بغیر زرہ کے جو عرب و عجم سے میری حفاظت کرتے ہیں، آپ ان کو ایک ہی دن میں کاٹ کر رکھ دینا چاہتے ہیں واللہ میں ایسا آدمی ہوں کہ مجھے زمانہ کی گردش کا خطرہ ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کا فیصلہ تمہارے سپرد ہے۔ (ان کو قتل کے بجائے جلا وطن کر دو)۔

بقول ابن ہشام محاصرہ کے دوران ابولبابہ بشیر بن عبدالمنذر کو نائب امیر مدینہ مقرر کیا اور یہ محاصرہ پندرہ روز جاری رہا۔ ابن اسحاق (از ابو عبیدہ بن ولید) عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بنی قینقاع سے جنگ ہوئی تو عبداللہ بن ابی بن سلول ان کے سامنے میں آڑے آیا اور ان کی حمایت کی۔ مگر عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ جو ابن سلول کی طرح ان کا حلیف تھا وہ بھی ان کے سامنے میں دوڑ

محمد ﷺ سے بات چیت کرتا رہا مگر وہ قرآن کے علاوہ تعلقات سے دست بردار ہو گیا اور اس نے جزیہ کی ادائیگی ... رسول اللہ ﷺ اور ان کے رسول سے محبت رکھتے ہیں اور ان کفار کی محبت والفت سے کنارہ کش ہو چکے ہیں چنانچہ عبداللہ بن ابی ... اس کے بارے میں سورہ مائدہ کی یہ [المائدہ ۵۲-۵۱] آیات نازل ہوئیں: "اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست مت بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو کوئی تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے گا تو وہ انہی میں سے ہے بے شک اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔ پس تم ان لوگوں کو دیکھو گے جن کے دلوں میں بیماری ہے ان میں دوڑ دوڑ کر جاتے ہیں کہتے ہیں کہ ہمیں ڈر ہے کہ ہم پر زمانے کی گردش نہ آ جائے" اور فرمایا (۵:۵۶)

"اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں کو دوست بنائے گا تو اللہ کی جماعت ہی غالب ہونے والی ہے۔"

قریش کے تجارتی قافلے پر زید بن حارثہ کا قبضہ: یونس بن بکیر کی معرفت ابن اسحاق سے بیان کرتے ہیں کہ یہ واقعہ جنگ بدر کے چھ ماہ بعد پیش آیا۔ بقول ابن اسحاق: جنگ بدر کے بعد قریش نے ڈر کے مارے شام کا راستہ چھوڑ دیا اور عراق کے راستے سے آمد و رفت شروع کر دی ... چنانچہ قریش کے تاجر تجارت کے لیے روانہ ہوئے ان میں ابوسفیان بھی تھا ان کے ساتھ بہت سی چاندی تھی اور یہی ان کا سامان تجارت تھا انہوں نے قبیلہ بکر بن وائل کے ایک شخص فرات بن حیان عجلی حلیف بنی سہم کو اجرت پر رکھا تاکہ راستے میں راہنمائی کرے ... رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کو روانہ کیا ... قردہ ... انہوں نے قافلے اور سامان پر قبضہ کر لیا ... رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے ... حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا:

دعوا فلجات الشام قد حال دونها
جلاد كأفواه المخاض الأوارك
بأيدي رجال هاجروا نحو ربهم
وأنصاره حقا وأيدي الملائك
إذا سلكت للغور من بطن عالج
فقولا لها ليس الطريق هنالك

"شام کے چشموں کا خیال چھوڑ دو ان کے بارے میں ... اونٹنیوں کے منہ کی طرح ... رکاوٹ حائل ہو چکی ہیں۔ جو ان لوگوں کے ہاتھ میں ہیں جنہوں نے اپنے رب کی طرف ہجرت کی نیز انصار اور ملائکہ کے ہاتھوں میں ہیں۔ جب وہ قافلہ عالج کے مقام سے "غور" کی طرف روانہ ہو تو اسے کہہ دو یہاں راستہ نہیں ہے۔"

یہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قصیدہ ہے۔ ابوسفیان بن حارث نے اس کا جواب دیا ہے۔

نعیم بن مسعود اشجعی کی مدہوشی اور فرات بن حیان کا اسلام: ... واقدی کا بیان ہے کہ سریہ قردہ کے لئے زید بن حارثہ ہجرت سے ۲۸ ماہ بعد ماہ جمادی الاول میں روانہ ہوئے۔ ... تجارتی قافلے کا رئیس صفوان بن امیہ تھا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کو روانہ کرنے کا باعث یہ ہوا کہ نعیم بن مسعود (جس نے ابھی اسلام قبول نہ کیا تھا) مدینہ آیا اور اس کے پاس اس تجارتی قافلے کی معلومات تھیں اور وہ سلیط بن نعمان اسلمی کے ہاں ... مقیم تھا ... شراب نوشی کا دور چلا (یہ حرمت شراب سے پہلے کا واقعہ ہے) تو نعیم نے مدہوشی کے عالم میں قافلے کی تمام معلومات بیان کر دیں ... سلیط نے یہ تمام معلومات رسول اللہ ﷺ کو پہنچا دیں ... آپ ﷺ نے زید بن حارثہ کی سرکردگی میں سو سواروں کو روانہ کیا ... انہوں نے قافلے کے سامان پر قبضہ کر لیا اور قافلے کے آدمی بھاگ نکلے صرف ایک یا دو آدمی ہاتھ آئے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ مال غنیمت رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے تو آپ ﷺ نے اس سے خمس لیا ... قیمت ... ہزار ... گرفتار شدگان میں ... تھا وہ مسلمان ہو گیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی: ... واقدی کا بیان ہے کہ ربیع الاول ۳ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ سے شادی کی اور جمادی الآخر ۳ھ میں رخصتی عمل میں آئی۔

گستاخ رسول کعب بن اشرف کا قتل ...... یہ قبیلہ طے کے بنی نبہان کے خاندان میں سے تھا اس کی والدہ بنی نضیر میں سے تھی۔ ابن اسحاق نے یہ قتل کا واقعہ بنی نضیر کی جلاوطنی سے قبل بیان کیا ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ بنی نضیر کی جلاوطنی جنگ احد کے بعد عمل میں آئی اور ان کے محاصرے کے دوران شراب نوشی حرام ہوئی۔ واضح رہے کہ امام بخاری اور بیہقی نے یہ واقعہ بنی نضیر کی جلاوطنی کے بعد بیان کیا ہے۔ قتل کعب بن اشرف کے عنوان سے امام بخاری (علی بن عبداللہ، سفیان، عمرو) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کعب بن اشرف کو کون قتل کرے گا کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچائی ہے۔ یہ سن کر محمد بن مسلمہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں اس کو قتل کر ڈالوں؟ تو آپ نے "ہاں" میں جواب دیا تو اس نے استفسار کیا کہ آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں کعب کو خوش کرنے کے لئے کچھ کہوں تو آپ نے اجازت مرحمت فرما دی۔

چنانچہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کعب بن اشرف کے پاس آئے اور کہنے لگے جناب اس شخص (یعنی محمد ﷺ) نے ہم سے صدقہ و خیرات کا مطالبہ کیا ہے اور جان جوکھوں میں ڈال دیا ہے۔ میں آپ سے قرض لینے کی خاطر آیا ہوں۔ یہ سن کر کعب نے کہا ابھی کیا ہے بخدا تم اس کی وجہ سے رنج و ملال میں مبتلا ہو جاؤ گے تو محمد بن مسلمہ نے کہا ہم اس کی پیروی اختیار کر چکے ہیں اب انجام دیکھے بغیر اس کو چھوڑ بھی نہیں سکتے ہمارا خیال ہے کہ تم ہمیں قرض دے دو۔ اس نے کہا ہاں ہم دے سکتے ہیں مگر تم میرے پاس کوئی چیز گروی رکھ دو تو اس نے پوچھا کیا گروی رکھیں؟ اس نے کہا اپنی بیویاں گروی رکھ دو۔ عرض کیا ہم بیویوں کو کیسے گروی رکھ دیں آپ عرب کے حسین ترین نوجوان ہیں۔ (آپ کو دیکھ کر ہماری بیویاں فریفتہ ہو جائیں گی) پھر اس نے کہا بچوں کو گروی رکھ دو۔ عرض کیا بچوں کو کیسے گروی رکھ دیں، کل لوگ ساری عمر ان کو طعنے دیتے رہیں گے کہ یہ ایک یا دو وسق کھجور کے عوض گروی رکھا گیا تھا یہ بڑی بے عزتی کی بات ہے۔ البتہ ہم آپ کے پاس اسلحہ گروی رکھ سکتے ہیں۔

اس بات چیت کے بعد محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ رات کو آنے کا وعدہ کر کے چلے گئے چنانچہ وہ رات کو آیا اور ابو نائلہ کعب کا رضاعی بھائی بھی ان کے ہمراہ تھا کعب نے ان کو قلعہ کے پاس بلایا اور خود قلعہ سے اتر کر ان کے پاس چلا آیا اترتے وقت اس کی بیوی نے کہا اتنی رات گئے کہاں جا رہے ہو؟ اس نے مزید کہا اس آواز سے تو گویا خون ٹپک رہا ہے۔ کعب نے کہا یہ تو میرا بھائی محمد بن مسلمہ ہے اور ابو نائلہ میرا رضاعی بھائی ہے اگر معزز شخص کو رات کے وقت بھی نیزہ زنی کیلئے بلایا جائے تو وہ ضرور جاتا ہے۔

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ دو آدمی اور لائے تھے اور اس نے ان کو کہا جب کعب آجائے تو میں اس کے سر کے بال تھام کر سونگھوں گا جب تم دیکھو کہ میں نے اس کا سر مضبوطی سے تھام لیا ہے تو اس کو فوراً قتل کر ڈالنا ایک روایت میں ہے کہ میں تم کو بھی سونگھاؤں گا۔ چنانچہ کعب چادر کندھوں پر ڈالے نیچے اترا اس کے بدن سے خوشبو مہک رہی تھی۔ تو محمد بن مسلمہ نے کہا میں نے آج تک ایسی خوشبو نہیں سونگھی تو کعب نے کہا میری بیوی عرب کی سب عورتوں سے زیادہ عطر استعمال کرنے والی ہے اور عرب کی حسین ترین عورتوں میں سے ہے۔ ایسا عطر سونگھ کر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا مجھے اپنا سر سونگھنے کی اجازت دیتے ہو؟ اس نے کہا اچھا سونگھ لو۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے خود سونگھا اور اپنے ساتھیوں کو سونگھایا۔ اس نے دوبارہ کہا کیا میں آپ کا سر سونگھوں؟ تو اس نے کہا ہاں سونگھ لو۔ جب محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے سر مضبوطی سے تھام لیا تو اپنے ساتھیوں سے کہا اس کو پکڑو، چنانچہ انہوں نے اس کو قتل کر دیا پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو سارا ماجرا سنایا۔

بقول محمد بن اسحاق کعب بن اشرف کے قتل کا واقعہ یہ ہے کہ وہ طی قبیلہ کے بنی نبہان کے خاندان میں سے تھا اس کی والدہ بنی نضیر میں سے تھی۔ زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ غزوہ بدر کی فتح کی بشارت لے کر آئے تو اس نے کہا اگر محمد ﷺ نے قوم کو قتل کر دیا ہے تو موت زندگی سے بہتر ہے۔ جب اس نے واقعہ کی تصدیق کر لی تو مکہ کی طرف روانہ ہو گیا اور مکہ میں مطلب بن ابی وداعہ کے گھر مہمان ہوا۔ ابن ابی وداعہ کی بیوی عاتکہ بنت ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس تھی اس نے کعب کی خوب خاطر مدارت کی اور حسن سلوک سے پیش آئی اور یہ اہل مکہ کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف خوب

اشتعال دلاتا، مرثیے پڑھتا اور مقتولین بدر کے اوصاف و فضائل بیان کر کے روتا۔ اس نے ایک قصیدہ کہا جس کا مطلع ہے:

طحنت رحی بدر لمهلک اهله   ولمثل بدر تستهل وتدمع

اس کے جواب میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ وغیرہ نے بھی قصیدے کہے۔ پھر جب مدینے چلا آیا تو مسلمان خواتین کی تشبیب کرنے لگا۔ ان کے اوصاف بیان کر کے عشق و محبت کا اظہار کرنے لگا۔ نبی علیہ السلام اور صحابہ کی اذیت کی باتیں بیان کرنے لگا۔

کعب کا سوءِ ظن ...... موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ کعب بن اشرف جو کہ بنی نضیر میں سے ایک تھا، رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا اور ہجویہ اشعار کہتا اور قریش کو ورغلاتا۔ مکہ میں ابو سفیان نے اس سے پوچھا حلفاً بتائیے: کیا ہمارا دین اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے یا محمد اور اس کے ساتھیوں کا دین؟ آپ کے نزدیک ہم میں سے کون بہتر ہدایت یافتہ اور حق و صداقت کے زیادہ قریب ہے؟ ہم کوہان والے موٹے اونٹوں کو ذبح کر کے کھلاتے ہیں، گھاس پر لوگوں کو دودھ پلاتے ہیں اور خشک سالی میں تمام حاجیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ یہ سن کر کعب بن اشرف نے کہا تم ان سے زیادہ ہدایت یافتہ ہو۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری:

> "کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا ہے وہ بتوں اور شیطان کو مانتے ہیں اور کافروں سے یہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ مسلمانوں سے زیادہ راہ راست پر ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی لعنت ہے اور جس پر خدا لعنت کرے تو اس کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔" (نساء: ۵۱، ۵۲)

رسول اللہ ﷺ کی مخالفت ...... موسیٰ اور محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ وہ مدینہ واپس آیا اور برملا عداوت اور مخالفت کا اظہار کرنے لگا، لوگوں کو جنگ پر اکسانے لگا اور مکہ میں بھی وہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ کرنے کا منصوبہ تیار کر کے دے آیا تھا۔ ام الفضل بن حارث وغیرہا مسلمانوں کی نیک خواتین کی وہ اشعار میں تشبیب بیان کرتا، ان کے حسن و جمال کی اعلانیہ تشہیر کرتا۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ عبداللہ بن مغیث بن ابی بردہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کعب بن اشرف کو کون قتل کرتا ہے؟ یہ سن کر محمد بن مسلمہ برادر بنی عبدالاشہل نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں یہ کام انجام دوں گا۔ میں اس کو قتل کروں گا۔ آپ نے فرمایا اگر قدرت ہو تو کیا کر۔ چنانچہ وہ واپس چلا آیا اور تین روز اس نے کچھ نہ کھایا پیا، گھر والے تمام دن روتے رہے۔ آپ ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے اس کو بلا کر پوچھا تم نے کھانا پینا کیوں چھوڑ دیا ہے؟ اس نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ سے ایک وعدہ کیا ہے معلوم نہیں کہ میں اس کو پورا کر سکوں گا یا نہیں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا تمہارا کام کوشش کرنا ہے۔ پھر اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمیں تو غلط اول فول کہنا پڑے گا۔ آپ نے فرمایا جو مناسب سمجھو کہو، تمہیں اجازت ہے۔ چنانچہ اس کے قتل کے منصوبے میں (۱) محمد بن مسلمہ (۲) سلکان بن سلامہ بن وقش ابونائلہ کعب بن اشرف کا رضاعی بھائی (۳) عباد بن بشر بن وقش (۴) حارث بن اوس بن معاذ (یہ تینوں اشہلی ہیں) اور (۵) ابوعبس بن جبر برادر بنی حارثہ شامل ہوئے۔ کعب بن اشرف کے پاس پہلے انہوں نے سلکان ابونائلہ کو روانہ کیا اس نے کچھ دیر اس کے ساتھ باہمی دلچسپی کے امور پر باتیں کیں اور اشعار سنے، ابونائلہ شاعر بھی تھا۔ پھر اس نے کہا اے ابن اشرف افسوس! کہ میں آپ کے پاس ایک ضرورت کے لئے حاضر ہوا ہوں میں آپ کو بتاتا ہوں مگر راز ہے کسی کو نہ بتانا۔ اس نے کہا بالکل! اس نے بتایا وہ بولا اس آدمی (محمد ﷺ) کا ہمارے پاس آنا تو مصیبت بن گیا، سارا عرب ہمارا دشمن ہے، ہمارے خلاف جنگ پر آمادہ ہے، کاروبار ٹھپ ہے، راستے سب بند ہو چکے ہیں بڑی عسرت اور تنگی میں مبتلا ہیں اہل و عیال کی بھی بڑی بری حالت ہے۔

یہ سن کر کعب نے فوراً تنبیہ کی: کہا میں ابن اشرف ہوں، بخدا اے ابن سلامہ! میں تجھے آگاہ کرتا ہوں کہ یہ معاملہ تمہاری تنگدستی اور بدحالی پر منتج ہوگا۔ پھر سلکان بولا میں نے کہا میری خواہش ہے کہ آپ ہمیں غلہ دیں اور ہم آپ کے پاس کچھ گروی رکھ دیتے ہیں، اس پر اعتماد کرتے ہیں تو آپ احسان فرمائیں۔ اس نے کہا اپنے بیٹے گروی رکھ دو۔ یہ سن کر سلکان نے کہا تم ہمیں رسوا کرنا چاہتے ہو۔ سنو! میرے ساتھ میرے ہم خیال اور دوست بھی ہیں، میرا ارادہ ہے کہ میں ان کو بھی ساتھ لے آؤں اور آپ ان کو بھی غلہ فروخت کریں اور اچھے طریقے سے پیش آئیں، ہم آپ کے پاس اسلحہ گروی رکھ دیتے ہیں جو تمہارے غلہ کی قیمت کے برابر ہوگا۔ سلکان نے اسلحہ کا ذکر اس لئے کیا کہ اسلحہ دیکھ کر وہ بدک نہ جائے۔ چنانچہ کعب نے کہا وافی

اسلحہ قیمت کے مساوی ہے۔

ابو نائلہ سلکان نے واپس آکر اپنے ساتھیوں کو اطلاع دی کہ وہ اسلحہ لے کر میرے پاس آجاؤ، پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ثور بن زید نے عکرمہ کی معرفت ابن عباس سے نقل کیا ہے رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ "بقیع الغرقد" تک آئے پھر ان کو روانہ کر کے فرمایا اللہ کے نام سے جاؤ، یا اللہ! ان کی امداد کر۔

آپ گھر لوٹ آئے اور وہ چلتے چلتے کعب کے قلعہ تک پہنچ گئے، رات چاندنی تھی، اس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ ابو نائلہ نے اس کو آواز دی تو وہ چادر اوڑھے چلا آیا تو اس کی بیوی نے چادر کا دامن پکڑ کر کہا تو جنگجو آدمی ہے ایسے وقت جنگجو لوگ گھر سے باہر نہیں نکلا کرتے۔ کعب نے کہا یہ ابو نائلہ ہے، اگر مجھے سوتا ہوا پاتا تو مجھے نہ جگاتا۔ بیوی نے کہا بخدا! مجھے اس کی آواز سے شر ٹپکتا محسوس ہو رہا ہے۔ کعب نے اس کو جواب دیا اگر مرد جوان کو نیزہ زنی کی طرف بلایا جائے تو وہ بصد خوشی قبول کرتا ہے۔ پس کعب نیچے چلا آیا۔ انہوں نے گھڑی بھر باتیں کیں، پھر کہنے لگے کیا خیال ہے کہ ہم "شعب عجوز" تک چلتے ہیں، وہیں رات بھر خوب باتیں ہوں گی۔ کعب نے کہا تمہاری مرضی ہے۔ چنانچہ تھوڑی دیر چلے تو ابو نائلہ نے اس کے سر کے بالوں میں ہاتھ ڈال کر سونگھا اور وہ مطمئن رہا۔ پھر اس نے سر کے بال مضبوطی سے پکڑ کر کہا "مارو اللہ کے دشمن کو" یہ سنتے ہی سب اس پر تلواریں لے کر پل پڑے مگر اس نے کوئی مزاحمت نہ کی۔

محمد بن مسلمہ کا بیان ہے، مجھے یاد آیا کہ نیام میں خنجر ہے، میں نے وہ پکڑ کر اس کے پیڑو میں گھونپ دیا اور اپنا سارا زور اس پر ڈال دیا کہ خنجر پیٹ چیرتا ہوا زیر ناف تک پہنچ گیا۔ خنجر چلتے ہی کعب اتنے زور سے چیخا کہ گرد و نواح کے سب قلعوں پر آگ کے الاؤ روشن ہو گئے۔ ہمارے ساتھی حارث بن اوس بن معاذ کو ہماری ہی تلوار لگ گئی تھی وہ زخمی ہو گیا اور ہم وہاں سے نکل آئے۔ بنی امیہ بن زید، بنی قریظہ اور بعاث کی بستیوں سے ہوتے ہوئے "حرۃ عریض" میں پہنچ گئے اور حارث پیچھے رہ گیا کیونکہ اس کے زخم سے خون بہہ رہا تھا اور وہ آہستہ آہستہ ہمارے پیچھے چلا آ رہا تھا۔ ہمارے پاس پہنچا تو ہم نے اس کو اٹھا لیا۔ رات کے آخری پہر ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپ نماز میں مصروف تھے، ہم نے سلام عرض کیا تو نماز سے فارغ ہو کر آپ باہر تشریف لائے، ہم نے کعب کے قتل کی خوش خبری سنائی اور آپ نے حارث کے زخم پر لعاب دہن لگایا اور ہم اپنے گھروں میں چلے آئے۔

اس واقعے کے بعد یہودی ہم سے خوف کھانے لگے اور ہر یہودی اپنے آپ کو خطرہ میں محسوس کرتا تھا۔ واقدی کا بیان ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کعب کا سر کاٹ کر لے آئے تھے۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں کہا

فغودر منهم كعب صريعا
فذلت بعد مصرعه النضير
على الكفين ثم وقد علته
بأيدينا مشهرة ذكور
بأمر محمد إذ دس ليلا
إلى كعب أخا كعب يسير
ومحمود أخو ثقة جسور

"کعب ان میں سے قتل ہو کر پچھاڑ دیا گیا، اس کے مرنے کے بعد بنی نضیر ذلیل ہو چکے ہیں۔ رسول اللہ کے حکم سے جب آپ نے رات کو کعب بن اشرف کے پاس کعب کا بھائی بھیجا۔ وہ اس سے خوب تدبیر سے اس کو نیچے قلعہ سے اتار لایا، محمود بااعتماد اور جرأت مند تھا۔"

چنانچہ امام ابن کثیر، کعب بن اشرف جنگ بدر کے بعد اوس کے قبیلے کے لوگوں کے ہاتھوں قتل ہوا۔ جبکہ ابو رافع کو خزرج نے جنگ احد کے بعد

رافع بن ابی الحقیق کو قتل کیا۔ ابن اسحاق نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار نقل کیے ہیں۔

لله در عصابة لاقيتهم
يا ابن الحقيق وانت يا ابن الاشرف
يسرون بالبيض الخفاف اليكم
مرحا كاسد في عرين مغرف
حتى اتوكم في محل بلادكم
فسقوكم حتفا ببيض ذفف
مستبصرين لنصر دين نبيهم
مستصغرين لكل امر مجحف

"اے ابن حقیق اور اے اشرف اللہ ہی کے لیے ہے اس گروہ کی خوبی اور بھلائی جس سے تم ملے۔ وہ تیز دھار تلواریں لے کر تمہاری طرف خوش و خرم چلے گویا وہ کچھار میں شیر ہیں۔ یہاں تک کہ وہ تمہارے علاقے میں آئے اور "موت" کا پیالہ چمکدار تلوار سے پلایا اپنے نبی کے دین کی مدد میں بصیرت افروز اور ہر ظالمانہ امر کو حقیر جانتے ہوئے"۔

حضور ﷺ سے محبت کا عالی شان نمونہ...... بقول ابن اسحاق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس یہودی پر تمہیں دسترس ہو سکے۔ تو محیصہ بن مسعود اوسی نے ایک یہودی تاجر ابن سنینہ پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا جو ان سے میل جول رکھتا تھا اور کاروبار کرتا تھا۔ اس کا بڑا بھائی حویصہ "غیر مسلم" اس کو مارنے اور ملامت کرنے لگا کہ اے خدا کے دشمن! تم نے اس کو قتل کر دیا ہے واللہ تیرے پیٹ میں اکثر چربی اس کی خوراک سے پیدا ہوئی ہے۔ محیصہ نے کہا واللہ! اس کے قتل کا حکم مجھے جس ذات نے دیا تھا اگر مجھے تیرے قتل کا حکم بھی دیتے تو تیرا سر بھی قلم کر دیتا۔ یہ بات حویصہ کے دل میں اتر گئی اور اس نے حیرت کے عالم میں پوچھا واللہ! اگر محمد ﷺ تجھے میرے قتل کا حکم دیں تو تو مجھے بھی قتل کر دے گا؟ اس نے کہا "ہاں! واللہ! اگر آپ ﷺ مجھے تیرے قتل کا حکم دیں تو میں تجھے بھی قتل کر دوں گا۔" یہ جواب سن کر اس نے کہا: یہ دین جو اس قدر مضبوط ہے عجیب بات ہے یہ کہا اور بہت متاثر ہو کر مسلمان ہو گیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں یہ حدیث مجھے بنی حارثہ کے غلام نے بنت محیصہ کی معرفت محیصہ سے بتائی اور محیصہ نے اس بارے میں کہا:

يلوم ابن امي لو امرت بقتله
لطبقت ذفراه بابيض قاضب
حسام كلون الملح اخلص صقله
متى ما اصوبه فليس بكاذب
وما سرني اني قتلتك طائعا
وان لنا ما بين بصرى ومارب

"بھائی مجھے ملامت کرتا ہے اگر مجھے اس کے قتل کا حکم ہو جائے تو میں اس کے کان کی جڑ پر صیقل شدہ نمک کی طرح سفید تلوار سے وار کروں گا۔ جب میں اس کو چلاتا ہوں تو وہ خطا نہیں کرتی ہے اور مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میں تجھ کو رضامندی سے قتل کروں گو ہمیں بصریٰ اور مارب کا درمیانی علاقہ بھی مل جائے"۔

ابن ہشام نے ابو عبیدہ کی معرفت ابو عمرو مدنی سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تو محیصہ نے کعب بن یہوذا یہودی کو قتل کر دیا۔ حویصہ کا اپنے بھائی کو طعن کرنا اور اس کا مسلمان ہونا بنی قریظہ کے قتل کے بعد کا واقعہ ہے۔

نوٹ...... ہم پہلی اور امام بخاری نے بنی النضیر کا واقعہ جنگ احد سے قبل بیان کیا ہے اس کو جنگ احد کے بعد بیان کرنا صحیح ہے جیسا کہ ائمہ مغازی محمد بن اسحاق وغیرہ نے بیان کیا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ بنی نضیر کے محاصرے کے دوران شراب کی حرمت نازل ہوئی اور صحیح بخاری میں ہے کہ بعض صحابہ نے احد کے دن شراب نوشی کی تھی تو معلوم ہوا کہ جنگ احد تک شراب نوشی حلال تھی اور اس کی حرمت بعد میں نازل ہوئی تو معلوم ہوا کہ بنی نضیر کا واقعہ جنگ احد کے بعد پیش آیا۔

نوٹ...... بنی قینقاع کا واقعہ جنگ بدر کے بعد واقع ہوا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ اسی طرح کعب بن اشرف کا قتل اور بنی نضیر کا واقعہ جنگ احد کے بعد رونما ہوا اسی طرح ابو رافع یہودی کے قتل کا واقعہ اور بنو قریظہ کا قصہ غزوہ خندق اور احزاب کے بعد وقوع پذیر ہوا جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔

غزوہ احد شوال ۳ ہجری

"احد" کو احد کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دیگر پہاڑوں سے الگ تھلگ اور تنہا ہے اسی وجہ سے اس کو احد کہتے ہیں۔

بخاری شریف میں ہے کہ جبل احد ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے پیار کرتے ہیں۔ اس سے مراد احد کے لوگ ہیں یعنی انصار یا اس سے مراد یہ ہے کہ جب کوئی سفر سے واپس آتا ہے تو پہلے پہاڑ کو اپنے اہل و عیال کے قریب ہونے کا مژدہ ملتا ہے جیسے کہ دوست خوش آمدید کہتا ہے یا ظاہری مفہوم ہی مراد ہے جیسے "وان منها لما يهبط من خشية الله" (۲:۷۴) بعض پتھر ایسے بھی ہوتے ہیں جو اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں۔

ابو عبس بن جبر سے مروی ہے کہ جبل احد ہم سے پیار کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں اور یہ قیامت کے روز جنت کے دروازے پر ہوگا اور "جبل عیر" ہم کو برا سمجھتا ہے ہم اس کو برا سمجھتے ہیں اور یہ دوزخ کے دروازے پر ہوگا۔ امام سہیلی نے اس مفہوم کی تائید میں "المرء مع من احب" (بشر اپنے محبوب کے ساتھ ہوتا ہے) سے استدلال کیا ہے اور یہ سہیلی کا عجیب استدلال ہے کیونکہ حدیث سے تو بشر مراد ہے اور جبل بشر نہیں ہے۔

بقول زہری، قتادہ، موسیٰ بن عقبہ، مالک، محمد بن اسحاق غزوہ احد ۳ھ شوال میں ہوا اور بقول ابن اسحاق پندرہ شوال کو اور بقول قتادہ بروز ہفتہ گیارہ شوال کو اور بقول امام مالک صبح سویرے اور یہی صبح کا وقت مشہور قول کے مطابق ہے قرآن پاک میں ہے (۳:۱۲۱) "اور جب آپ صبح کو اپنے گھر سے نکلے مسلمانوں کو لڑائی کے ٹھکانے پر بٹھا رہے تھے۔" سورۂ آل عمران (۱۲۱ تا ۱۷۹) کی متعدد آیات میں غزوہ احد کا تذکرہ ہے ہم نے تفسیر میں خوب بحث کی جو کافی شافی ہے ولله الحمد والمنة ائمہ مغازی محمد بن اسحاق وغیرہ نے جو غزوہ احد کے بارے میں ذکر کیا ہے ہم اس کا خلاصہ یہاں پیش کرتے ہیں۔

جذبۂ انتقام...... محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ امام زہری، محمد بن یحییٰ بن حبان، عاصم بن عمر بن قتادہ اور حصین بن عبدالرحمن بن عمرو بن سعد بن معاذ وغیرہ اہل علم نے جنگ احد کے بارے میں بتایا (ہر ایک کا مشترکہ بیان ہے) کہ جنگ بدر میں قریش کی شکست فاش کے بعد شکست خوردہ لوگ واپس مکہ چلے آئے اور ابو سفیان کا تجارتی قافلہ بھی سلامت پہنچ گیا تو عبداللہ بن ابی ربیعہ، عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان بن امیہ وغیرہ جن کے عزیز و اقارب بدر میں قتل ہو چکے تھے۔ ابو سفیان اور تجارتی قافلہ کے حصہ داروں کی خدمت میں آئے اور درخواست کی اے قریشیو! محمد ﷺ نے تم پر ظلم ڈھایا ہے اور تمہارے سرداروں کو قتل کیا ہے۔

اس مال تجارت سے ہماری مدد کرو کہ ہم اس سے انتقام لے سکیں یہ درخواست سب نے قبول کر لی۔ بقول ابن اسحاق ان کے بارے میں یہ آیت (۸:۳۶) نازل ہوئی:

> "بے شک جو لوگ کافر ہیں وہ اپنے مال خرچ کرتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے روکیں سو ابھی اور بھی خرچ کریں گے پھر وہ ان کے لئے حسرت ہوگا پھر مغلوب کئے جائیں گے"

شاعرانِ قریش: ..... ابوسفیان اور تجارتی قافلے کے حصہ داران نے یہ درخواست منظور کر لی تو سب قریش مع اپنے تابع کنانہ اور اہل تہامہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے خلاف لڑائی کے لیے جمع ہو گئے۔ ابوعزہ عمرو بن عبداللہ جمحی اسیرانِ بدر میں شامل تھا، مفلوک الحال اور عیالدار تھا، رسول اللہ ﷺ نے ازراہِ رحمت اس کو رہا کر دیا تھا۔ اس کو صفوان بن امیہ نے کہا جناب ابوعزہ! آپ تو ماہر کلام معروف شاعر ہیں اپنی آتش بیانی سے ہماری مدد کیجئے۔ اور ہمارے ساتھ شامل ہو جائیے تو اس نے کہا محمد ﷺ نے مجھ پر احسان کیا تھا۔ میں ان کے خلاف کسی کی مدد کرنا نہیں چاہتا۔ تو صفوان نے پھر کہا ارے! آپ معروف شاعر ہیں ہمارے ساتھ تعاون کیجئے، اللہ ضامن ہے اگر تو صحیح سلامت واپس چلا آیا تو تجھے مالا مال کر دوں گا اگر میدان جنگ میں کام آ گیا تو تمہاری لڑکیوں کو اپنی بیٹیوں کی طرح پالیں گے، وہ ہر حال میں ہماری زیر کفالت ہوں گی۔ چنانچہ ابوعزہ تہامہ کنانہ اور اہل تہامہ میں مسلمانوں کے خلاف اشتعال دلانے لگا:

يا بني عبد مناة الرزام
أنتم حماة وأبوكم حام
لا تعدوني نصركم بعد العام
لا تسلموني لا يحل إسلام

"اے ثابت قدم بہادر عبد مناۃ کی اولاد! تم لوگوں کے حامی و ناصر ہو اور تمہارا والد حامی ہے اس سال کے بعد تمہاری مدد سے محروم نہ ہوں، مجھے بے سہارا نہ چھوڑو، اسلام نہ چاہئے۔"

مسافع بن عبد مناف بن وہب جمحی شعلہ بیان شاعر، بنی مالک بن کنانہ کے پاس گیا اور ان کو جنگ پر اکسانے لگا:

يا مال مال الحسب المقدم
أنشد ذا القربى وذا التذمم
من كان ذا رحم ومن لم يرحم
الحلف وسط البلد المحرم
عند حطيم الكعبة المعظم

"اے مالک! اے قدیم حسب و بزرگی کے مالک! میں قرابت دار اور ذمہ دار کو وفا کا واسطہ دیتا ہوں۔ رشتہ دار اور بے رشتہ دار کو وہ حلف جو بلد حرام کے وسط میں ہوا تھا حرم کعبہ کے حطیم کے پاس۔"

جبیر بن مطعم بن عدی نے اپنے حبشی غلام وحشی نامی کو (جو بلا کا تیر انداز تھا اس کا نشانہ کم ہی خطا جاتا تھا) بلا کر کہا تو جنگ میں لوگوں کے ساتھ جا۔ اگر تو نے میرے چچا طعیمہ بن عدی کے عوض محمد ﷺ کے چچا کو قتل کر دیا تو تو آزاد ہے۔ چنانچہ قریش بڑے عزم اور مکمل تیاری کے ساتھ بنی کنانہ اور تہامہ کے حلیفوں سمیت روانہ ہوئے، جنگ میں جوش پیدا کرنے اور ثابت قدمی کی خاطر خواتین کو بھی ہمراہ لائے۔

(۱)..... ابوسفیان سپہ سالار اور قائد عام کے ہمراہ اس کی بیوی ہند بنت عتبہ بن ربیعہ تھی۔
(۲)..... عکرمہ بن ابی جہل بن ہشام کے ساتھ اس کی رفیق حیات بنت عم ام حکیم بنت حارث بن ہشام بن مغیرہ تھی۔
(۳)..... حارث بن ہشام کی معیت میں اس کی زوجہ فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ ہمشیرہ خالد بن ولید تھی۔
(۴)..... صفوان بن امیہ کی رفاقت میں اس کی بیوی برزہ بنت مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفیہ تھی۔
(۵)..... عمرو بن عاص کے ساتھ اس کی بیوی ام عبداللہ ریطہ بنت منبہ بن حجاج تھی علاوہ ازیں متعدد خواتین اپنے شوہروں کے ساتھ میدان جنگ میں آ گئیں۔

وحشی جب بھی ہند بنت عتبہ کے قریب سے گزرتا یا ہند اس کے پاس سے گزرتی تو اس کو حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل پر آمادہ کرتی۔ شاباش اے وحشی ابودسمہ! ہمارا جوش انتقام ٹھنڈا کر اور خود بھی ٹھنڈا ہو جا۔ یہ لشکر چلتے چلتے "عینین" کے پاس کھاری زمین میں قناۃ وادی کے کنارے پر آ اترا۔

خواب کے ذریعے سے جنگ احد کے حالات کے بارے میں خبر دینا: ... مسلمانوں کو قریش کی آمد کے بارے میں معلوم ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا واللہ میں نے ایک اچھا خواب دیکھا ہے۔ میں نے دیکھا کہ گائیں ذبح کی جا رہی ہیں اور میں نے دیکھا کہ میری تلوار کی دھار کچھ ٹوٹ گئی ہے اور میں نے خواب دیکھا کہ اپنا ہاتھ مضبوط زرہ میں ڈال دیا ہے۔ میں نے اس کی تعبیر نکالی کہ یہ مدینہ ہے۔

بیہقی کی روایت (ابی کریب از ابو اسامہ از برید بن عبداللہ بن ابی بردہ از ابو بردہ) حضرت ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ہجرت کر کے نخلستان والے علاقے میں جا رہا ہوں۔ میرا خیال ہوا کہ وہ یمامہ ہے یا ہجر تو معلوم ہوا کہ یہ مدینہ ہے "یثرب" میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار کو جنبش دی تو اس کی نوک ٹوٹ گئی تو معلوم ہوا کہ جنگ احد میں مسلمان شہید ہوں گے پھر میں نے اس کو دوبارہ جنبش دی تو وہ بہترین بن گئی تو اس کی تعبیر یہ تھی کہ اللہ نے آخر کار مسلمانوں کو فتح دی اور ان میں اتحاد ہو گیا اور میں نے اس خواب میں گائیں دیکھیں واللہ یہ خواب بھی اچھا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوئی کہ جنگ احد میں مسلمان شہید ہوں گے۔

خواب کی تعبیر: ... امام بیہقی (ابو عبداللہ الحافظ از ابو العباس الاصم از احمد بن عبدالجبار از یونس از ابن اسحاق از زہری از عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر میں ذوالفقار کو اپنے لئے مخصوص کر لیا اور اسی کے بارے میں جنگ احد میں خواب آیا ہوا ہے کہ جنگ احد میں مشرکین جب مدینہ کے قریب آئے تو آپ کی رائے تھی کہ مدینہ کے اندر رہ کر ان سے مقابلہ کیا جائے وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو جنگ بدر میں شریک نہ ہوئے تھے ان کی رائے تھی کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہم دشمن کی طرف پیش قدمی کرتے ہیں "احد" میں لڑائی لڑیں۔ وہ اصل وہ چاہتے تھے کہ جو فضیلت اہل بدر کو حاصل ہے وہ انہیں بھی حاصل ہو جائے رسول اللہ ﷺ پر مسلسل اصرار کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ ﷺ اسلحہ سے لیس ہو گئے۔ یہ صورتحال دیکھ کر وہ صحابہ رضی اللہ عنہم نادم و پشیمان ہوئے (ہم نے خواہ مخواہ رسول اللہ ﷺ کو مجبور کیا) اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ مدینہ ہی میں قیام فرمائیں۔ آپ کی رائے ہی درست ہے پھر آپ نے ان کو بتایا کہ کسی نبی کی شان نہیں کہ ہتھیار پہن کر اتارے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نبی ﷺ اور اس کے مخالفوں کے درمیان فیصلہ کر دے۔

آپ نے ہتھیار پہننے سے قبل ہی ارشاد فرمایا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں ایک مضبوط زرہ میں ہوں میں نے اس کی تعبیر مدینہ کے قیام سے کی ہے۔ اور میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں نے مینڈھے کو اپنا ردیف بنایا ہوا ہے اس کی تعبیر میں نے لشکر کے مینڈھے سے کی ہے۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ میری تلوار ذوالفقار میں دندانہ (شگاف) ہو گیا ہے۔ میں نے اس کی تعبیر تمہاری شکست و ہزیمت سے کی ہے میں نے خواب دیکھا کہ گائے ذبح کی جا رہی ہے واللہ گائے ذبح ہونے میں خیر ہی خیر ہے۔ اس روایت کو ترمذی اور ابن ماجہ نے عبدالرحمن بن ابی الزناد از ابیہ سے بیان کیا ہے۔

امام بیہقی نے (حماد بن سلمہ از علی بن زید از انس رضی اللہ عنہ) مرفوعاً بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا ہے گویا کہ میں ایک مینڈھے کو ردیف بنائے ہوئے ہوں اور میری تلوار کی دھار ٹوٹ گئی ہے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی ہے کہ میں دشمن کے مینڈھے (سردار) کو قتل کروں گا اور دھار ٹوٹنے کی تعبیر یہ کی ہے کہ میرے خاندان سے ایک آدمی شہید ہوگا چنانچہ حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور مشرکین کا علمبردار طلحہ آپ نے قتل کیا ہے۔

خواب کی مزید تفصیل: ۔ موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ قریش جنگ بدر سے شکست کے بعد واپس آئے تو انہوں نے مشرکین عرب کو اکٹھا کیا اور ابو سفیان بن حرب قریش کی جمعیت کو لے کر روانہ ہوا اور غزوہ بدر سے ایک سال بعد ماہ شوال میں وہ چلتے چلتے احد کے بالمقابل وادی میں فروکش ہو گئے۔ جو صحابہ رضی اللہ عنہم جنگ بدر میں شامل نہ ہو سکے تھے وہ اس محرومی پر نادم تھے اور دشمن سے جنگ کرنے کے آرزو مند تھے کہ وہ بھی اہل بدر کے جیسے فضائل سے بہرہ ور ہوں۔ ابو سفیان اور اس کے لشکر نے جبل احد کے دامن میں پڑاؤ ڈالا تو وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو جنگ بدر میں شرکت نہ کر سکے تھے دشمن کی آمد سے بہت مسرور تھے کہ اللہ نے ہماری خواہش کا سامان بہم پہنچایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ جمعہ کی رات خواب دیکھا آپ نے صبح کو اپنے صحابہ کو بتایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گائیں ذبح کی جا رہی ہیں واللہ! یہ خواب بہتر ہے اور میں نے دیکھا کہ میری تلوار ذوالفقار دھار کے پاس سے ٹوٹ گئی ہے یا فرمایا اس میں "دندانے" ہیں میں نے اس کو ناگوار سمجھا اور یہ مصیبت کی علامت ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ میں مضبوط زرہ

میں ہوں اور ایک مینڈھے کو ردیف بنائے ہوئے ہوں بعد ازاں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اس کی کیا تعبیر فرمائی ہے فرمایا گائے کا ذبح ہونا ہماری قوم میں بھی پیارا ہے اور میں نے تلوار ابھی خواب دیکھا اور محسوس کیا ہے۔

اہل علم کا بیان ہے کہ آپ نے وہ خواب جو تلوار کے بارے میں دیکھا اس کی تعبیر آپ ﷺ کے چہرے مبارک کا زخم ہے کیونکہ عتبہ بن ابی وقاص نے آپ کے چہرہ مبارک پر حملہ کیا تھا اور آپ کا دانت شہید کر دیا تھا اور آپ کے ہونٹ میں شگاف کر دیا تھا اور گائے کے ذبح ہونے کی تعبیر جنگ احد میں مسلمانوں کی شہادت ہے جب آپ نے فرمایا میں نے مینڈھے کی تعبیر یہ کی ہے کہ وہ دشمن کے لشکر کا علمبردار ہے انشاء اللہ اس کو ہلاک کریں گے اور مضبوط زرہ کی تعبیر "مدینہ" ہے جہاں میں محفوظ رہوں یہاں کے مکانات میں محفوظ رہ کر اگر دشمن کا لشکر گلیوں میں گھس آیا تو ہم ان سے لڑیں گے اور اوپر سے بچے ان پر پتھر پھینکیں گے (کیونکہ) یہ بات ہے کہ مدینہ کی گلیوں اور راستوں کو پہلے ہی سے عمارتوں سے قلعے کی طرح محفوظ کر لیا تھا۔

اللہ کے راستے میں لڑنے کا شوق۔ جنگ بدر میں شرکت سے محروم لوگوں نے یہ تمنا کی اس دن کے آرزو مند تھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے چنانچہ اللہ نے ان کو یہ دن میسر فرمایا جب وہ دن قریب آ رہا ہے ایک مخلص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم اپنے دلوں میں اس سے جہاد کو نکلنے کا شوق رکھتے ہیں کہ بعض لوگ ان حالات میں ہم دشمن کا مقابلہ نہ کریں گے تو ان لوگوں نے دعا کی جن کو لڑائی کی تمنا تھی ان میں سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تھے جنہوں نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ پر قرآن نازل فرمایا ہے۔ ہم ان سے ضرور جنگ و جہاد کریں گے۔

حضرت نعیم رضی اللہ عنہ بن مالک بن ثعلبہ جو کہ بنی سالم میں سے تھے نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے جنت سے محروم نہ فرمائیں واللہ میں اس میں ضرور داخل ہوں گا آپ نے پوچھا کیسے؟ اس نے عرض کیا میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں اور میں جہاد سے پیٹھ نہیں پھیروں گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے درست کہا چنانچہ وہ جنگ میں شہید ہو گیا۔ اکثر لوگوں نے مدینہ سے باہر نکل کر مقابلہ کی رائے پیش کی اور رسول اللہ ﷺ کی رائے اور عبداللہ بن ابی کی رائے کے برعکس اکثریت کی بات غالب آ گئی اور مدینہ سے باہر نکل کر مقابلہ کرنے کی خواہش کا اظہار ان لوگوں کی طرف سے تھا جو غزوہ بدر میں شرکت سے محروم تھے اور اللہ کی راہ میں شہادت کی ملاقات کے مشتاق تھے۔

حضور ﷺ کی صحابہ رضی اللہ عنہم کو نصیحت:...... جمعہ کے خطاب میں رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمائی، جد و جہد اور جہاد کی ترغیب دی، نماز جمعہ سے فراغت کے بعد آپ جنگ پر آمادہ لوگوں کو باہر نکل کر مقابلہ کرنے کی اجازت دے دی، صحابہ کرام نے جب آپ کو اس لباس میں دیکھا تو کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے اندر مقابلہ کرنے کا حکم دیا تھا ہم نے آپ ﷺ کی مرضی کے خلاف اصرار کیا ہم نے آپ پر زبردستی کی ہے ان سے یہی غلطی ہوئی ہے۔ چنانچہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ چاہیں تو آپ اپنی رائے کے مطابق مدینہ میں ہی ٹھہرے رہیں، تو آپ نے فرمایا کسی نبی کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ ہتھیار پہن کر اتار دے یہاں تک کہ وہ جنگ سے فارغ ہو جائے۔ میں نے تمہیں ایک بات کی طرف متوجہ کیا تھا لیکن تم نے باہر نکل کر مقابلہ کرنے پر اصرار کیا اب تقویٰ اللہ اور خوف خدا کو شعار بناؤ، جنگ کے وقت صبر و ثبات سے کام لو اور جس بات کا اللہ نے حکم فرمایا ہے اس کو بجا لاؤ۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اور "جبل احد" کے راستے پر چلے مسلمان ایک ہزار تھے جب آپ ﷺ شوط کے مقام پر پہنچے تو عبداللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر واپس چلا آیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس صرف سات سو مجاہد باقی رہ گئے۔ یہ قول ابن اسحاق کا ہے مغازی کے ہاں مشہور قول یہی ہے کہ سات سو مجاہد باقی رہ گئے اور امام زہری سے منقول ہے کہ چار سو باقی رہ گئے امام زہری سے اس سند کے ساتھ منقول ہے کہ وہ سات سو تھے واللہ اعلم۔ موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ مشرکین کے پاس ایک سو گھوڑے تھے اور ان کا امیر خالد بن ولید تھا اور مسلمانوں کے پاس ایک گھوڑا بھی نہ تھا (مفصل آگے بیان ہوگا)۔

منافقین کی علیحدگی کی مفصل صورت حال ...... محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو خواب سنا کر فرمایا

تمہاری رائے ہو تو مدینہ کے اندر پناہ گزین ہو کر مقابلہ کریں۔ اور وہ جہاں ٹھہرے ہیں ان کو وہیں رہنے دو۔ اگر وہ وہیں ٹھہر رہے تو بدترین حالت میں ہوں گے۔ اگر انہوں نے ہم پر دست درازی کی تو ہم مدینہ میں رہتے ہوئے ان کا مقابلہ کریں گے۔ عبداللہ بن ابی بن سلول کی رائے بھی رسول اللہ ﷺ کی رائے کے ہم آہنگ تھی کہ مدینہ سے باہر نہ نکلا جائے۔ غزوہ احد میں شہادت کا درجہ پانے والوں اور غزوہ بدر میں شمولیت سے محروم رہنے والوں کی رائے یہ تھی یا رسول اللہ ﷺ! آپ باہر ہوں تاکہ دشمن کے آمنے سامنے لڑ سکیں۔ تاکہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ مسلمان بزدل اور کمزور ہیں۔ ابن سلول نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! آپ ان کے سامنے نہ جائیں۔ واللہ! ہمارا تجربہ ہے کہ ہم نے مدینہ سے باہر نکل کر مقابلہ کیا تو دشمن غالب آیا۔ اگر اندر پناہ گزین رہے اور دشمن نے پیش رفت کی تو دشمن مغلوب ہوا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ سے مسلسل اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ گھر کے اندر گئے اور ہتھیار پہن کر باہر آ گئے۔

مالک نجاری کی وفات: ...... یہ جمعہ کے روز نصف شوال ۳ ھ کا واقعہ ہے۔ اسی روز مالک بن عمرو نجاری فوت ہوا اور آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

رسول اللہ ﷺ کو ہتھیار پہنے ہوئے دیکھ کر لوگ پشیمان ہوئے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو خلاف مرضی نکلنے پر مجبور کیا ہے۔ جن حضرات کی یہ رائے تھی انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ ﷺ کی مرضی ہو تو آپ یہیں تشریف رکھیں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کسی نبی کو یہ زیبا نہیں کہ ہتھیار پہن کر اتار دے تا آنکہ وہ دشمن سے برسرپیکار ہو۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ ایک ہزار کی فوج لے کر روانہ ہوئے۔ بقول ابن ہشام ابن ام مکتوم کو مدینہ میں مقرر کیا۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب آپ مدینہ اور احد کے درمیان "شوط" مقام پر پہنچے تو ابن سلول قریباً ایک تہائی فوج لے کر الگ ہو گیا اور اس نے اعتراض کیا کہ ان کی بات مان لی گئی ہے اور میری رائے کو ٹھکرا دیا گیا ہے۔ اے لوگو! ہم اپنی جانوں کو کیوں ہلاکت میں ڈالیں۔ چنانچہ وہ اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر واپس لوٹ آیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد عبداللہ بن عمرو بن حرام سلمی نے ان کے پاس جا کر عرض کیا اے قوم! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ دشمن سر پر بیٹھا ہے نبی ﷺ اور اپنے لوگوں کو رسوا کر کے بے سہارا نہ چھوڑو۔ یہ سن کر انہوں نے کہا اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ تم لڑو گے تو ہم تم سے الگ نہ ہوتے مگر ہم نہیں سمجھتے کہ لڑائی ہو گی بہرحال جب وہ انکاری ہو گئے۔ تو جابر رضی اللہ عنہ کے والد نے کہا اے اللہ کے دشمنو! اللہ تم کو برباد کرے اللہ اپنے نبی کو تم سے بے نیاز کر دے گا۔ بقول امام ابن کثیر اس آیت (۳:۱۶۷) کا مصداق اور مورد یہی لوگ ہیں "اور تاکہ منافقوں کو ظاہر کر دے اور انہیں کہا گیا تھا کہ آؤ اللہ کی راہ میں لڑو یا دشمن کا دفاع کرو تو انہوں نے کہا اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ آج جنگ ہو گی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ چلتے۔ وہ اس وقت بہ نسبت ایمان کے کفر سے زیادہ قریب تھے وہ اپنے منہ سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں اور جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔" یعنی اگر لڑائی کی توقع ہوتی تو ہم ضرور تمہارا ساتھ دیتے وہ اس عقل کی بنا پر الگ ہو گئے ہیں کہ میدان جنگ سامنے صاف ظاہر ہے جس میں کسی قسم کا شک و ارتیاب نہیں۔ ان ہی کے بارے میں اللہ نے فرمایا (۴:۸۸) "پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ منافقوں کے معاملہ میں دو گروہ ہو رہے ہو اور اللہ نے ان کے اعمال کے سبب انہیں الٹا دیا ہے کہ ایک گروہ نے کہا ہم ان سے جہاد کریں اور دوسرے گروہ نے کہا ہم ان سے جہاد نہ کریں" جیسا کہ صحیحین میں مذکور ہے۔

اللہ کی مدد کافی ہے: ...... امام زہری کا بیان ہے کہ اس وقت انصار نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے "حلیف یہود" سے تعاون حاصل کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا ہمیں ان کی کوئی ضرورت نہیں۔

بنی حارثہ اور بنی سلمہ کے بارے میں آیات کا نزول: ...... عروہ اور موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ جب منافق عبداللہ بن ابی ابن سلول مع اپنے ہم خیال لوگوں کے الگ ہو گیا تو بنی سلمہ اور بنی حارثہ نے بزدلی اور کمزوری کے مظاہرہ کا ارادہ کیا۔ پھر اللہ نے ان کو ثابت قدم رکھا جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے (۳:۱۲۲) "جب تم میں سے دو جماعتوں نے قصد کیا کہ نامردی کریں اور اللہ ان کا مددگار تھا" اس نے ان کو سنبھالا اور مضبوط کیا۔ حضرت جابر بن عبداللہ سلمی کا بیان ہے کہ ہماری خواہش نہیں کہ یہ آیت نازل نہ ہوتی کیونکہ اللہ نے فرمایا اللہ ان کا مددگار ہے جیسا کہ صحیحین میں مذکور ہے۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب چلے "حرہ بنی حارثہ" میں پہنچے تو ایک گھوڑے نے اپنی دم سے مکھیاں ہٹائیں اتفاقاً اس کی دم تلوار کے قبضے پر پڑی تو تلوار نیام سے نکل پڑی۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے والے سے فرمایا تلوار کو میان میں ڈال لو میں دیکھ رہا ہوں کہ آج تلواریں نیام سے باہر نکلیں گی۔

ایک منافق کی بدسلوکی ... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قریش کے پاس اپنے علاوہ راستے سے کون ہمیں لے جائے گا جو ان کے نزدیک سے گزرتا ہوا۔ ابو خیثمہ حارثی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! یہ کام میں انجام دیتا ہوں چنانچہ آپ کو بنی حارثہ اور ان کے کھیتوں کے درمیان سے چلتا ہوا مربع بن قیظی کے گلستان کی زمین میں لے گیا۔ وہ نابینا اور منافق تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کی آہٹ پائی تو وہ کھڑا ہو کر مٹی اڑانے لگا اور کہنے لگا اگر تو اللہ کا رسول ہے تو میں اپنے گلستان میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتا۔ (بقول ابن اسحاق) اس نے مٹھی میں خاک اٹھا کر کہا کہ محمد ﷺ! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ خاک صرف تیرے چہرے پر پڑے گی تو میں ضرور تیرے چہرے پر پھینک دیتا۔ یہ سنتے ہی صحابہ نے اس کو مارنا چاہا تو آپ نے فرمایا اسے مت قتل کرو یہ بصارت اور بصیرت دونوں سے اندھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے منع کرنے سے پہلے ہی سعد بن زید از بنی عبدالاشہل نے اس کے سر پر کمان مار کر اس کو زخمی کر دیا۔

حضور کی مجاہدوں کو ہدایت ... رسول اللہ ﷺ جبل احد کی وادی اور اس کے دامن میں فروکش ہوئے تو جبل احد کی طرف اپنی پشت اور لشکر کو ہدایت فرمائی کہ میرے حکم کے بغیر کوئی بھی لڑائی کا آغاز نہ کرے۔ قریش نے اپنی سواریاں اور مال مویشی آزاد چھوڑ کر اطراف کی کھیتی باڑی چرا کر دی تھی۔ ایک انصاری نے رسول اللہ ﷺ کا لڑائی والا فرمان سن کر عرض کیا کیا بنی قیلہ کے کھیت اجاڑے جا رہے ہیں اور ہم ان کا دفاع نہ کریں؟

دستے پر تیر اندازوں کا تقرر ... رسول اللہ ﷺ نے سات سو مجاہدین کی صف آرائی کی۔ عبداللہ بن جبیر برادر بنی عمرو بن عوف کو جو سفید پوش تھا پچاس تیر اندازوں کے دستے پر مقرر کیا اور اس کو نصیحت کی کہ تیروں سے ہمارا دفاع کرنا کہ پیچھے سے ہم پر کوئی حملہ آور نہ ہو اپنی جگہ پر قائم رہو خواہ فتح ہو یا شکست۔

کم عمر مجاہدین کو واپس بھیجنا ... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اوپر تلے دو زرہیں پہنیں اور حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر ہی کو علم عنایت کیا اور کم سن بچوں کو میدان جنگ سے واپس لوٹا دیا۔ ان میں حضرت عبداللہ بن عمر بھی شامل تھے جیسا کہ متفق علیہ روایت میں ہے کہ غزوہ احد میں مجھے رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا آپ نے مجھے جنگ کی اجازت نہ فرمائی اور غزوہ خندق کے موقع پر مجھے پیش کیا گیا تو آپ نے مجھے اجازت فرما دی میری عمر اس وقت پندرہ سال تھی۔

اسی طرح اسامہ بن زید، زید بن ثابت، براء بن عازب، اسید بن ظہیر اور عرابہ بن اوس بن قیظی کو واپس لوٹا دیا گیا۔ ذکرہ ابن قتیبہ و اوردہ السہیلی، اور غزوہ خندق میں سب کو جنگ میں شمولیت کی اجازت دے دی۔ عرابہ کے بارے میں شماخ شاعر نے کہا:

اذا ما رایۃ رفعت لمجد تلقاھا عرابۃ بالیمین

عزت حاصل کرنے کے لئے جب جھنڈا بلند ہوتا ہے تو عرابہ نے اس کو اپنے داہنے ہاتھ میں پکڑ لیا

سمرہ بن جندب اور رافع بن خدیج کو پندرہ سال کی عمر کے باوجود لڑائی میں شمولیت کی اجازت نہ ملی تو کسی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! رافع تو ماہر تیر انداز ہے۔ پھر آپ نے اس کو اجازت مرحمت فرما دی۔ پھر کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! سمرہ رضی اللہ عنہ تو رافع کو کشتی میں پچھاڑ دیتا ہے تو آپ نے اس کو بھی اجازت فرما دی۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ قریش کا لشکر تین ہزار پر مشتمل تھا۔ ان کے ہمراہ دو سو گھوڑے تھے جن کو میمنہ اور میسرہ پر تعینات کر دیا۔ میمنہ پر خالد بن ولید اور میسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل کو مقرر کیا۔

حضور کی تلوار کا مستحق ... رسول اللہ ﷺ نے تلوار ہاتھ میں لے کر فرمایا اس تلوار کا کون حق ادا کرے گا؟ اس سعادت کے لئے بہت سے

ٹوٹ پڑے مگر آپ ﷺ نے کسی کو نہ دی یہاں تک کہ حضرت ابو دجانہ سماک بن خرشہ ساعدی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس کا حق کیا ہے؟ فرمایا دشمن پر اس قدر وار کیے جائیں کہ یہ ٹیڑھی ہو جائے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں اس کے حق کی ادائیگی کا اقرار کرتے ہوئے اس کو لیتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے یہ تلوار ان کو عطا فرما دی۔ ابن اسحاق نے اس روایت کو منقطع بیان کیا ہے۔

امام احمدؒ بطریق عفان، حماد، ثابت حضرت انسؓ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے جنگ احد میں تلوار پکڑ کر فرمایا: "اس تلوار کو کون لیتا ہے؟" یہ سن کر لوگ آپ کی طرف جھپٹ پڑے تو فرمایا "اس تلوار کو لے کر کون اس کا حق ادا کرے گا؟" تو سب لوگ پیچھے ہٹ گئے تو حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس کے حق کی ادائیگی کا اقرار کرتے ہوئے لیتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے یہ تلوار لے لی اور مشرکین کے سر قلم کر دیئے۔ اس کو امام مسلم نے ابوبکر سے عفان سے بیان کیا ہے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ابو دجانہ بڑے بہادر اور دلیر تھے۔ لڑائی کے وقت فخر و غرور کا اظہار کرتے تھے اور سر پر سرخ رومال باندھا کرتے تھے۔ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک سے تلوار حاصل کی تو اپنا سرخ رومال سر پر باندھا اور میدان جنگ میں مٹک مٹک کر فخر و غرور سے چلنے لگے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو اکڑ کر فخر و غرور سے چلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: یہ چال اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے مگر اس وقت یہ پسندیدہ چال ہے۔

علم برداری ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ابو سفیان نے "بنی عبدالدار" کو قتال اور جنگ و جدال پر رضامند کرنے کی خاطر کہا اے فرزندان عبدالدار! جنگ بدر میں علم بردار تم تھے۔ سب کو معلوم ہے کہ کیا انجام ہوا۔ جنگ میں شکست علم کی بدولت ہوتی ہے۔ جب جھنڈا سرنگوں ہو جاتا ہے تو لشکر بکھر جاتا ہے یا تو تم علم کی ذمہ داری محسوس کرو یا اس منصب سے دست بردار ہو جاؤ ہم خود اس کا اہتمام کر لیں گے۔ تو انہوں نے دھمکی آمیز لہجہ میں کہا کیا ہم علم برداری کا منصب تیرے سپرد کر دیں۔ کل جب جنگ شروع ہوگی تو واضح ہو جائے گا ہم کیا شجاعت و بسالت کے جوہر دکھاتے ہیں۔ اور ابو سفیان کا بھی یہی منشا تھا۔

ہند کے رجزیہ اشعار ...... جب جنگ کا آغاز ہوا اور ایک فریق دوسرے پر حملہ آور ہونے لگا تو ہند بنت عتبہ دیگر خواتین کے ہمراہ فوج کے پچھلے حصے میں دف بجاتی تھیں اور قتال پر ابھارنے کے لیے یہ اشعار پڑھتی تھیں:

ویھا بنی عبدالدار ویھا حماۃ
الادبار ضربا بکل بتار
ان تقبلوا نعانق
ونفرش النمارق
او تدبروا نفارق
فراق غیر وامق

"بہت خوب اے فرزندان عبدالدار! اور لشکر کے عقب کے محافظو! ہر تیز تلوار کے ساتھ خوب ضرب کے ساتھ اگر تم پیش قدمی کرتے ہوئے بڑھو گے تو ہم تم سے گلے ملیں گے اور قالینوں کے بستر بچھائیں گے۔ اگر پیچھے ہٹ جاؤ گے تو ہم تم سے ایسا فراق ہو جائے گا جو محبت کرنے والے کا نہیں ہوتا۔"

ابو عامر والد حضرت حنظلہ غسیل الملائکہ ...... ابن اسحاق نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے بیان کیا ہے کہ ابو عامر عمرو بن صیفی بن مالک بن نعمان ضبعی رسول اللہ ﷺ کا مخالف تھا مدینہ چھوڑ کر مکہ چلا گیا تھا اوس کے پچاس نوجوان اس کی معیت میں آباد ہو گئے تھے اور قریش سے کہتا تھا اگر وہ انصار کے پاس چلا گیا تو بالاتفاق سب اس کے پاس چلے آئیں گے چنانچہ جب لڑائی کا آغاز ہوا تو سب سے پہلے میدان جنگ میں مختلف اقوام کے لوگوں اور مکہ کے غلاموں کے ہمراہ میدان جنگ میں آیا اور اس نے تعارف کرایا۔ اے قبیلہ اوس کے لوگو! میں ابو عامر ہوں یہ سن کر سب نے کہا خدا

تیری خواہش پوری نہ کرے اے فاسق (اس کو جاہلیت میں "راہب" کہتے تھے رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام فاسق رکھ دیا تھا) اس کا جواب سن کر اس نے کہا میرے بعد میری قوم کو کچھ ہو گیا ہے پھر وہ خوب زبردست طریقہ سے ان مسلمانوں کو پتھر مارتا رہا۔

ابودجانہ۔۔۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب عام جنگ شروع ہوئی اور گھمسان کا رن پڑا تو ابودجانہ دشمن کے دل میں گھس گیا۔ ابن ہشام نے اکثر اہل علم سے بتایا کہ زبیر بن عوام نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے تلوار کی درخواست کی اور آپ نے مجھے عطا نہ فرمائی حالانکہ میں رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی صفیہ کا بیٹا اور قریشی ہوں۔ آپ نے مجھے نظر انداز کر کے ابودجانہ کو عطا کر دی تو اس سے میرے دل میں خیال آیا کہ میں دیکھوں وہ کیا کارنامہ سرانجام دیتا ہے۔ چنانچہ اس نے سرخ رومال نکال کر سر پر باندھ لیا تو انصار نے کہا ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے موت کا پٹکا اٹھانے والا سرخ رومال نکال لیا ہے (جب کوئی سرخ رومال باندھ کر نکلتا تو انصار اسی طرح کہا کرتے تھے) اور وہ یہ اشعار پڑھتا ہوا حملہ آور ہوا۔

انا الذی عاھدنی خلیلی
ونحن بالسفح لدی النخیل
ان لا اقوم الدھر فی الکیول
اضرب بسیف اللہ والرسول

"میں وہ شخص ہوں جس سے میرے خلیل نے نخلستان کے دامن میں عہد لیا تھا کہ میں کبھی آخری صف میں نہ رہوں اللہ اور اس کے رسول کی تلوار کے ساتھ دشمنوں کو مارتا ہوں"۔

اموی نے ابوعبیدہ سے ایک حدیث بیان کی ہے کہ نبی علیہ السلام کے پاس ایک آدمی آیا اور آپ میدان جنگ میں تھے۔ آپ نے فرمایا اگر میں تجھے یہ تلوار عطا کر دوں تو" کیا تو آخری صف میں رہ کر جہاد کرے گا؟" اس نے عرض کیا ہرگز نہیں۔ چنانچہ آپ نے اس کو تلوار عطا فرما دی تو وہ یہ شعر پڑھنے لگا:

انا الذی عاھدنی خلیلی   ان لا اقوم الدھر فی الکیول

"میں نے اپنے دوست سے عہد کیا ہے کہ میں کبھی آخری صف میں نہ کھڑا ہوں گا"۔

یہ حدیث شعبہ سے مروی ہے۔ شعبہ اور اسرائیل دونوں ابو اسحاق کی معرفت ہند بنت خالد سے بیان کرتے ہیں اور کسی مرفوع کو بیان کرتے ہیں۔ کیول کے معنی آخری صف، متعدد اہل علم سے مروی ہے اور صرف اسی حدیث میں منقول ہے۔

ابودجانہ۔۔۔ زبیر نے کہا ابن ہشام کا بیان ہے کہ حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ کے سامنے جو آتا وہ اس کو موت کے گھاٹ اتار دیتے تھے۔ مشرکین کے لشکر میں ایک آدمی تھا جو ہمارے کسی زخمی کو پاتا موت کے گھاٹ اتار دیتا۔ ابودجانہ اور وہ دونوں میدان جنگ میں قریب قریب ہونے لگے۔ میں نے اللہ سے دعا کی کہ ان دونوں کو لڑا دے۔ چنانچہ وہ اکٹھے ہو گئے تو آپس میں ٹکرا گئے۔ مشرک نے ابودجانہ پر حملہ کیا تو ابودجانہ نے اس کا وار ڈھال پر روک لیا اور ڈھال کٹ گئی۔ ابودجانہ اس پر حملہ آور ہوئے اور اس کو ہلاک کر دیا۔ پھر میں نے حضرت ابودجانہ کو دیکھا کہ انہوں نے ہند بنت عتبہ کے سر پر تلوار جھکائی اور اٹھائی۔ یہ منظر دیکھ کر میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ واقعی انہوں نے تلوار کا حق ادا کر دیا۔ اس واقعہ کو ابو الاسود نے عروہ بن زبیر سے (وشار بین عروہ اور ابو الاسود زبیر) بیان کیا ہے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ابودجانہ نے کہا میں نے کسی کو دیکھا کہ وہ لوگوں کو بری طرح اکسا رہا ہے اور اعضا کاٹ رہا ہے۔ میں نے اس پر تلوار اٹھائی تو وہ بین کرنے لگی تو وہ عورت ہے۔ چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی تلوار کو عورت کے خون سے محفوظ رکھا۔ موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک تلوار کسی کو عطا کرنے کے متعلق فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے درخواست کی آپ نے انکار فرما دیا۔ پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے طلب کی تو آپ نے ان سے اعراض کیا پس یہ دونوں اس وجہ سے بگڑ ہوئے۔ پھر حضرت ابودجانہ نے مانگی تو ان کو عطا کر دی اور انہوں نے تلوار کا حق ادا کر دیا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں مسلمانوں کے لشکر میں شامل تھا میں نے دیکھا کہ مشرکوں نے شہدا کی لاشوں کا "مثلہ"

کرتا ہے۔ میں وہاں کھڑا ہو کر دیکھ رہا تھا کہ ایک مشرک مسلح ہو کر مسلمانوں کی لاشوں پر سے گزر رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ جمع ہو جاؤ جیسے ذبح شدہ بکریاں اکٹھی ہو جاتی ہیں اور ایک زرہ پوش مسلمان اس کی گھات میں بیٹھا ہے میں بھی ان کی گھات میں ہو گیا پھر میں نے مسلمان اور کافر کا موازنہ کیا تو کافر کا اسلحہ زیادہ تھا۔ میں ان کو مسلسل دیکھتا رہا تا آنکہ وہ ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئے اور مجاہد نے کافر کے کندھے پر تلوار ماری کہ وہ چیرتی ہوئی سرین تک چلی گئی اور اس کے دو ٹکڑے ہو گئے اور مسلمان نے اپنے چہرے سے نقاب الٹ کر کہا جناب کعب! کہو کیسا رہا میں ابو دجانہ ہوں رضی اللہ عنہ۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت ... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قریش کے علم بردار ارطاۃ بن عبد شرحبیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار کو قتل کیا اسی طرح عثمان بن ابی طلحہ علم بردار کو بھی جو یہ شعر پڑھ رہا تھا

إن على أهل اللواء حقا أن يخضبوا الصعدة أو تندقا

"علم برداروں کا فرض ہے کہ نیزے کو خون میں رنگ دیں یا وہ ٹوٹ جائے۔"

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے سباع بن عبد العزیٰ غبشانی ابو نیار گزرا تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا ادھر آ اے ختنے کاٹنے والی کے بیٹے اس کی والدہ ام انمار شریق بن ثقفی کی لونڈی مکہ میں یہ پیشہ کرتی تھی۔ جب یہ دونوں آمنے سامنے آئے تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس کو مار کر ڈھیر کر دیا۔

وحشی اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ... جبیر بن مطعم بن عدی کے غلام وحشی نے کہا واللہ میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ رہا تھا کہ وہ گندم گوں اونٹ کی طرح روندتا مست ہو کر لوگوں کو تلوار سے اس طرح کاٹ رہے تھے جو سامنے آتا وہ ڈھیر ہو جاتا۔ اتنے میں سباع سامنے آیا تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے ختنے کاٹنے والی کے بیٹے! ادھر آ۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے ایک ہی وار میں اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ میں نے اپنا "حربہ" تول کر حرکت دی جب میں اس کے نشانے پر مطمئن ہو گیا تو پھینک کر مارا جو ناف میں لگا اور پار ہو گیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے حملہ کرنا چاہا لیکن زخم کھا کر گر پڑے۔ میں نے انتظار کیا جب ان کی روح پرواز ہو گئی تو میں نے اپنا "حربہ" نکال لیا اور لشکر کی طرف واپس لوٹ آیا کیونکہ اس کے علاوہ میرا کوئی کام نہ تھا۔

ابن اسحاق، جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری سے بیان کرتے ہیں کہ میں اور عبید اللہ بن عدی بن خیار، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں روم کے علاقے میں گئے۔ جب واپس ہم "حمص" کے قریب سے گزرے جہاں جبیر بن مطعم کا غلام وحشی رہائش پذیر تھا تو عبید اللہ بن عدی نے کہا کیا خیال ہے کہ وحشی سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا قصہ دریافت کریں۔ میں نے کہا آپ کی مرضی ہے۔ چنانچہ ہم اس کی تلاش میں نکلے اور ایک آدمی سے معلوم کیا تو اس نے بتایا وہ اپنی حویلی کے آنگن میں ہوگا۔ وہ اکثر و بیشتر شراب میں مست اور مخمور رہتا ہے اگر وہ شراب میں دھت ہو تو واپس چلے آنا اگر وہ ہوش میں ہو تو وہ ایک سلیقہ مند عرب ہے۔ تم جو کچھ مقصود ہے پا سکو گے چنانچہ ہم تلاش کرتے کرتے آئے تو اس کو اپنے گھر کے آنگن میں بیٹھا ہوا موجود پایا۔ عمر رسیدہ اور کالا کلوٹا جیسا کہ سیاہ شتر مرغ ہوتا ہے۔ ہم نے حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو اس نے عبید اللہ بن عدی کو مخاطب کر کے کہا تم عدی بن خیار کے بیٹے ہو؟ اس نے کہا "جی ہاں" بخدا! وحشی نے کہا میں نے "ذی طویٰ" میں تم کو سواری پر تیری رضاعی ماں سعدیہ کو دیا تھا اور تیرے پاؤں ننگے ہو گئے تھے اس وقت سے لے کر اب تک میں نے تجھے دیکھا نہیں اب پہچان لیا ہے۔ چنانچہ ہم اس کے پاس بیٹھ گئے اور آمد کی وجہ بتائی تو اس نے کہا میں آپ کو اسی طرح بتاتا ہوں جیسا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا تھا جب آپ نے مجھ سے اس کی تفصیل پوچھی تھی۔

میں جبیر بن مطعم کا غلام تھا، اس کا چچا طعیمہ بن عدی جنگ بدر میں قتل ہو گیا تھا تو قریش "احد" کی طرف چلے تو مجھے جبیر نے کہا اگر تو میرے چچا طعیمہ کے بدلے محمد ﷺ کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دے تو تو آزاد ہے۔ چنانچہ میں بھی لوگوں کے ہمراہ احد کی جانب روانہ ہوا میں حبشی طریقے سے تیر پھینکتا تھا۔ جس کا نشانہ کم ہی خطا ہوتا ہے۔ جب جنگ کا آغاز ہوا تو میں حمزہ رضی اللہ عنہ کی تلاش میں تھا یہاں تک کہ میں نے ان کو لوگوں میں چلتے دیکھا وہ مست خاکستری اونٹ جیسا تھا تلوار سے مار رہا تھا کوئی اس کے سامنے ٹھہرتا نہ تھا۔ واللہ! میں اس کو تیر مارنے کے لئے تیار ہوا اور درخت یا پتھر کی اوٹ میں چھپ گیا کہ وہ میرے نزدیک آ جائے اتنے میں سباع بن عبد العزیٰ اس کے سامنے آیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھ کر کہا

ادھر آ کہاں جاتا ہے اے ختنے کرنے والی کے بیٹے! پھر اس کو اس طرح مارا کہ وہ خاک پر ڈھیر تھا۔ پھر میں نے اپنا حربہ تولا جب اس کی درستی کا اطمینان ہو گیا تو ان پر پھینک دیا۔ وہ ان کی ناف میں لگا اور پار ہو گیا وہ میری طرف آنے لگے لیکن چکرا کر گر پڑے۔ جب ان کی روح پرواز ہو گئی تو میں ان کے جسم سے اپنا حربہ نکال کر لشکر میں واپس چلا آیا اور آرام سے بیٹھ گیا کیونکہ اس کے سوا میرا کوئی اور مقصد نہ تھا میں نے آزادی کی خاطر ان کو قتل کیا۔

میں مکہ واپس چلا آیا وعدے کے مطابق آزاد ہو گیا اور مکہ میں ہی مقیم رہا فتح مکہ کے دوران طائف بھاگ آیا وہاں مقیم رہا جب طائف کا وفد اسلام قبول کرنے کی خاطر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ ہوا تو مسئلہ میرے سامنے بہت پیچیدہ ہو گیا۔ میرے دل میں آیا شام چلا جاؤں یا یمن یا اور کسی علاقے میں۔ میں اسی اضطراب میں تھا کہ کسی نے مجھے کہا افسوس! تو کس خیال میں ہے؟ اللہ کی قسم وہ کسی کو جو ان کے دین میں داخل ہو جائے اور توحید و رسالت کا اقرار کر لے اسے قتل نہیں کرتے۔ یہ سن کر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ میں حاضر ہوا رسول اللہ ﷺ کو میری آمد کا اس وقت پتہ چلا جب میں بالکل آپ کے پاس کھڑا کلمہ شہادت پڑھ رہا تھا۔ آپ نے مجھے دیکھ کر پوچھا کیا تو وحشی ہے؟ عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور بتاؤ تم نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو کس طرح قتل کیا تھا؟ چنانچہ میں نے انہیں اسی تفصیل سے بتایا جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا ہے۔ جب میں بتا چکا تو آپ نے فرمایا تو میری نگاہ سے دور ہو جا میں تجھے نہ دیکھوں۔ چنانچہ میں پوری زندگی رسول اللہ ﷺ سے اوجھل رہا تاکہ آپ مجھے نہ دیکھ پائیں۔

پھر جب مسیلمہ کذاب کے مقابلے کے لئے روانہ ہوئے تو میں بھی ان کے ہمراہ وہی حربہ لے کر نکلا جس سے میں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا جب لڑائی کا آغاز ہوا تو میں نے دیکھا کہ مسیلمہ شمشیر بکف کھڑا ہے میں اس کو پہچانتا نہ تھا چنانچہ میں اور ایک انصاری بیک وقت اس کی تاک میں تھے۔ میں نے اپنے حربے کا نشانہ باندھ کر اس کی طرف پھینکا تو وہ اس پر جا لگا اور انصاری نے اس پر تلوار سے وار کر دیا۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ہم دونوں میں سے اس کو کس نے قتل کیا ہے اگر میں نے اسی کو قتل کیا ہے تو میں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد بہترین شخص (حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ) کو شہید بھی تو کیا ہے۔

انصاری کون تھا؟..... بقول امام ابن کثیر، مسیلمہ کا قاتل انصاری یہ ابودجانہ سماک بن خرشہ ہے جیسا کہ جنگ یمامہ میں بیان ہوگا اور بقول واقدی عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی ہے۔ اور بقول سیف بن عمرو، عدی بن سہل ہے اسی نے کہا تھا

ألم تر أني ووحشيهم
قتلت مسيلمة المفتتن
ويسألني الناس عن قتله
فقلت ضربت وهذا طعن

”کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں نے اور وحشی نے مسیلمہ کو قتل کیا ہے۔ لوگ مجھ سے اس کے قتل کے بارے میں پوچھتے ہیں
میں نے کہا میں نے تلوار ماری اور اس نے نیزہ۔“

مشہور بات یہ بھی ہے کہ وحشی نے اس پر پہلے وار کیا اور ابودجانہ نے اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا جیسا کہ ابن اسحاق نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ کسی نے جنگ یمامہ میں اعلان کیا کہ اس کو حبشی غلام نے قتل کر دیا ہے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بدلہ...... امام بخاری نے شہادت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا قصہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ ماجشون، عبداللہ بن فضل، سلیمان بن یسار، جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری سے بیان کیا ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے کہ عبیداللہ بن عدی کے سر پر عمامہ تھا اس کی صرف آنکھیں نظر آ رہی تھیں۔ وحشی نے صرف پاؤں دیکھ کر پہچان لیا جیسا کہ کم سنی میں اس نے زمانہ ماضی میں اسے اس کی ماں کی طرف پاؤں سے پکڑ کر پہچان لیا تھا حالانکہ ان کے درمیان لمبا عرصہ تھا۔ اس میں یہ بھی مذکور ہے کہ جب قریش نے لڑائی کے لئے صف آرائی کی تو سباع نے صف سے نکل کر للکارا کوئی ہے مدمقابل؟ یہ سن کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے سامنے آ کر کہا اے ام انمار کے بیٹے! اے ختنے کرنے والی کے بیٹے! کیا تو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت اور عداوت کرتا ہے پھر اس پر حملہ کیا تو وہ نابود ہو گیا۔ وحشی نے کہا میں ایک چٹان کی اوٹ میں حمزہ کے لئے گھات لگا کر

چھپ گیا۔ جب وہ میرے قریب آ گیا تو میں نے اپنی برچھی اس پر پھینکی اور وہ پار ہو گیا اور یہ ان کا آخری وقت تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو میرے دل میں آیا شاید میں اس کو قتل کر کے حمزہ کا بدلہ ادا کر سکوں۔ چنانچہ لوگوں کے ہمراہ جنگ یمامہ میں گیا معلوم ہوا کہ وہ دیوار کی اوٹ میں کھڑا ہے اس کے سر کے بال پراگندہ ہیں خاکستری اونٹ کی طرح لگتا ہے تو میں نے اس کی طرف حربہ پھینکا وہ اس کے سینے سے نکل گیا اور ایک انصاری نے بھی تلوار سے اس پر حملہ کیا اور اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ عبداللہ بن فضل نے سلیمان بن یسار کی معرفت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یہ منظر دیکھ کر چھت کے اوپر سے ایک لڑکی نے پکارا ہائے امیر المومنین کو حبشی غلام نے قتل کر دیا۔

شراب نوشی ..... ابن ہشام کا بیان ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ شراب نوشی کے جرم میں وحشی کو سزا ملتی رہی یہاں تک کہ خلیفہ کے دیوان کے دفتر سے اس کا نام خارج کر دیا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل کو ایسے ہی نہ چھوڑے گا۔ بقول امام ابن کثیر وحشی بن حرب ابو دسمہ یا ابو حرب حمص میں فوت ہوا اور یہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے سب سے اول رنگ دار منقش لباس پہنا تھا۔

مسلمانوں کا علم بردار کون تھا؟ ..... حضرت مصعب بن عمیر عبدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ ان کو جام شہادت پلانے والا ابن قمئہ لیثی تھا وہ سمجھتا تھا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو شہید کر دیا ہے۔ چنانچہ اس نے قریش کو بتایا کہ میں نے محمد ﷺ کو شہید کر دیا ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے "مغازی" میں سعید بن مسیب سے بیان کیا ہے کہ مصعب رضی اللہ عنہ کا قاتل ابی بن خلف ہے واللہ اعلم۔

بقول ابن اسحاق رسول اللہ ﷺ نے مصعب کی شہادت کے بعد علم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا مگر یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے بیان کیا ہے کہ ابتداء میں علم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ قریش کا علم بنو عبدالدار کے پاس ہے تو آپ نے فرمایا ہم تو ان کے مناسب کے قریش سے زیادہ پاسداری اور وفاداری کرنے والے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے علم لے کر حضرت مصعب بن عمیر کے سپرد کر دیا۔ جب مصعب رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو پھر علم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور مسلمان ابھی تک اسی علم کے تلے لڑتے رہے۔

غزوہ احد میں حضرت علی کا کردار ..... ابن ہشام نے مسلمہ بن علقمہ مازنی سے بیان کیا ہے کہ غزوہ احد میں جب گھمسان کا رن پڑا تو رسول اللہ ﷺ انصار کے علم تلے تشریف فرما ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ علم کو آگے بڑھاؤ۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ "انا ابو القصم" کہتے ہوئے آگے بڑھے تو ابو سعد بن ابی طلحہ قریش کے علم بردار نے ان کو مخاطب کر کے کہا کیا آپ جانتے ہیں اور جنگ مبارزت کی خواہش رکھتے ہو؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اثبات میں جواب دیا۔ چنانچہ دونوں میدان جنگ میں اترے ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پر وار کر کے گرا دیا وہ موت کے قریب تھا تو کسی نے پوچھا آپ نے اس کو قتل کیوں نہ کیا؟ تو بتایا کہ اس نے اپنا ستر کھول دیا اور مجھے رحم آ گیا اور میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ہلاک کر دیا ہے۔ جنگ صفین میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بسر بن ارطاۃ پر حملہ کیا تو اس نے بھی اپنا ستر کھول دیا تو انہوں نے اس کو بھی قتل نہ کیا۔ اسی طرح حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بھی جنگ صفین کے دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حملہ آور ہوتے ہوئے دیکھ کر اپنا ستر کھول دیا تھا اسی سلسلہ میں حارث بن نضر نے کہا:

افي كل يوم فارس غير منته
وعورته وسط العجاجة باديه
يكف لها عنه علي سنانه
ويضحك منها في الخلاء معاويه

"ہر جنگ میں ایسا ایسا شہسوار سامنے آیا ہے جس کا ستر میدان جنگ میں کھلا ہوا ہوتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ

نے اس کے باعث اپنا نیزہ اس سے روک لیا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ زیریں تنہائی میں ہنس رہے تھے"۔

"زبیر میرا حواری ہے"…… یونس نے ابن اسحاق سے بیان کیا ہے کہ طلحہ بن ابی طلحہ عبدری قریش کے علم بردار نے جنگ میں مبارزت کی پیش کش کی اور لوگ اس کے مقابلہ سے ٹھٹکے تو حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کود کر اس کے اونٹ پر چڑھ گئے اور اس کو نیچے گرا کر قتل کر دیا۔ یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کا ایک حواری اور خاص دوست ہوتا ہے اور میرا دوست و مددگار زبیر ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر وہ اس کے مقابلہ میں نہ آتا تو میں خود اس کے روبرو جنگ مبارزت کرتا کیونکہ عام لوگ اس کے مقابلہ سے ہچکچاہٹ محسوس کر رہے تھے۔ نیز ابن اسحاق سے یہ بھی مروی ہے کہ اس کو حضرت سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا۔

عجیب عہد…… حضرت عاصم بن ثابت بن ابو الافلح نے نافع بن ابو طلحہ اور اس کے بھائی جلاس کے جسم میں یکے بعد دیگرے تیر پیوست کر دیا (جو جان لیوا ثابت ہوا) چنانچہ وہ اپنی والدہ سلافہ کے پاس آئے اور اپنا سر ماں کی گود میں رکھ دیا تو اس نے پوچھا اے پیارے بیٹے! کس نے تمہیں پیوست کیا ہے؟ تو اس نے بتایا کہ جب عاصم نے تیر مارا تو اس نے کہا اس وار کو سنبھال۔ میں ہوں ابو الافلح کا فرزند ارجمند! یہ سن کر اس عورت نے منت مانی کہ اگر اس کو میسر ہوا تو وہ عاصم کے سر کی کھوپڑی میں شراب پیئے گی۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ وہ مشرک کو بھی نہ چھوئیں گے اور نہ ہی کوئی مشرک ان کو ہاتھ لگائے گا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے "یوم رجیع" میں ان کے جسد خاکی کو محفوظ رکھا۔

ابو عامر اور حنظلہ باپ اور بیٹے کا کردار…… ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ابو عامر عبد عمرو بن صیفی جاہلی دور میں اپنی ریاضت و عبادت کی بدولت "راہب" کے نام سے معروف تھا جب اس نے اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت کی اور مدینہ چھوڑ کر مکہ میں جا بسا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام "ابو عامر فاسق" رکھ دیا۔ اس کا بیٹا "حنظلہ غسیل ملائکہ" کے نام سے مشہور ہے میدان جنگ میں ابو سفیان اور ان کا آمنا سامنا ہوا تو حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے وار کرنے کے لئے ہاتھ اٹھایا تو اچانک شداد بن اوس عرف ابن شعوب نے ان پر وار کر کے شہید کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے شہید کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ اس کے اہل خانہ سے دریافت کرو کہ کیا بات ہے؟ تو اس کی بیوی (بقول واقدی، جمیلہ بنت ابی ابن سلول رئیس منافقین، جس کی اس رات نئی نئی شادی ہوئی تھی) نے کہا کہ وہ جنبی تھا اور جنگ کا اعلان سنتے ہی وہ جنگ میں شریک ہو گیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسی لئے اس کو فرشتوں نے غسل دیا۔ موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ اس کے والد ابو عامر نے بیٹے پر چوٹ مارتے ہوئے کہا تم نے دو جرم کئے ہیں میں نے تم کو اس جنگ میں حاضر ہونے سے منع کیا تھا۔ واللہ! تو صلہ رحمی کرنے والا اور باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا تھا۔ ابن شعوب نے کہا:

لأحمين صاحبي ونفسي
بطعنة مثل شعاع الشمس
ولولا دفاعي يا ابن حرب ومشهدي
لألفيت يوم النعف غير مجيب
ولولا مكري المهر بالنعف قرقرت
عليه ضباع أو ضراء كليب

"میں اپنی اور ساتھی کی حفاظت کرتا ہوں ایسے نیزے کے ساتھ جو سورج کی شعاع کی طرح چمکتا ہے۔ اے ابو سفیان! اگر میں اور میرا دفاع نہ ہوتا تو تو جنگ احد میں "مردہ" پایا جاتا۔ اگر میں جنگ احد میں گھوڑے کے ساتھ حملہ آور نہ ہوتا تو اس پر بجو اور خونخوار کتے غالب آ جاتے"۔

ابو سفیان کے جنگ احد کے بارے میں کہے گئے اشعار…… ابو سفیان نے کہا:

ولو شئت نجتني كميت طمرة

ولم أحمل النعماء لابن شعوب
وما زال مهري مزجر الكلب منهم
لدن غدوة حتى دنت لغروب
أقاتلهم وأدعي يا لغالب
وأدفعهم عني بركن صليب
فبكي ولا ترعي مقالة عاذل
ولا تسأمي من عبرة ونحيب

"اگر میں چاہتا تو کمیت تیز رفتار گھوڑا مجھے نجات سے ہمکنار کر دیتا اور میں ابن شعوب کے احسان تلے نہ دبتا میرا گھوڑا صبح سے شام تک ان سے معمولی فاصلہ پر رہا۔ میں ان سے لڑتا رہا اور غالب کی جے پکارتا رہا اور اپنا دفاع مضبوط تلوار سے کرتا رہا۔ اے ہند! تو آہ و بکا کر اور ملامت گر کی بات کا دھیان نہ کر آنسو بہانے اور واویلا کرنے سے تنگ نہ آ"۔

أباك وإخوانا له قد تتابعوا
وحق لهم من عبرة بنصيب
وسلي الذي قد كان في النفس أنني
قتلت من النجار كل نجيب
ومن هاشم قرما كريما ومصعبا
وكان لدى الهيجاء غير هيوب
فلو أنني لم أشف نفسي منهم
لكانت شجى في القلب ذات ندوب

"اپنے والد اور اس کے بھائیوں پر جو پے در پے قتل ہو گئے ان پر آنسو بہانا ضروری کام ہے۔ میرے دل کے رنج و الم کو اس بات نے تسکین بخشی ہے کہ میں نے نجار قبیلے کے بہترین لوگوں کو قتل کیا ہے۔ اور بنی ہاشم سے حمزہ اور مصعب کو جو لڑائی کے وقت نڈر تھا۔ اگر میرے دل کو ان سے تسکین نہ ملتی تو اس میں رنج و الم کے زخم باقی رہتے"۔

فآبوا وقد أودى الجلابيب منهم
بهم خدب من معطب وكئيب
أصابهم من لم يكن لدمائهم
كفاء ولا في خطة بضريب

"وہ واپس ہوئے اور ان میں سے کئی افراد ہلاک ہو گئے۔ بعض کے زخموں سے خون بہہ رہا تھا اور بعض غمناک تھے۔ ان کو مصیبت سے ایسے شخص نے دو چار کیا ہے جس کا خون ان کے مساوی نہیں ہے اور نہ وہ کسی اچھی خصلت میں ان کے ہم پلہ تھا"۔

شاعر اسلام کا ابوسفیان کو جواب: حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں کہا

ذكرت القروم الصيد من آل هاشم
ولست لزور قلته بمصيب

أتعجب أن أقصدت حمزة منهم
نجيبا وقد سميته بنجيب
ألم يقتلوا عمرا وعتبة وابنه
وشيبة والحجاج وابن حبيب
غداة دعا العاصي عليا فراعه
بضربة عضب بله بخضيب

"تو نے آل ہاشم کے رؤسا کا ذکر کیا ہے اور تو اپنی دروغ گوئی میں حق بجانب نہیں ہے۔ کیا تو تعجب کرتا ہے کہ تو نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا ہے حالانکہ تم نے اس کو شریف اور بزرگ انسان قرار دیا ہے۔ کیا ان ہاشمیوں نے عمرو، عتبہ، ولید، شیبہ، الحجاج اور ابن حبیب کو صبح کے وقت قتل نہیں کیا تھا۔ جب عاصی نے علی کو پکارا تو علی نے عاصی کو تلوار کے وار سے خون آلود کر دیا"۔

غزوہ احد میں شکست کی وجہ ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد فرمائی اور ان سے اپنا وعدہ پورا کیا چنانچہ مسلمان ان کو تلواروں سے تہ تیغ اور قتل کر رہے تھے اور جنگ سے حریف کے پاؤں اکھڑ چکے تھے اور بلاشبہ وہ شکست و ہزیمت سے دوچار تھے۔

حکم عدولی ...... ابن اسحاق (یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر، عباد، عبداللہ بن زبیر) حضرت زبیر سے بیان کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ہند بنت عتبہ اور اس کی سہیلیوں کے پازیب دیکھے جو پنڈلیوں سے کپڑا اٹھائے بھاگ رہی تھیں ان کو گرفتار کرنے سے کوئی امر مانع نہ تھا۔ جب ہم نے دشمن کے پاؤں اکھڑ دیئے تو تیر انداز "مورچہ چھوڑ کر" جس کے چھوڑنے سے حضور ﷺ نے منع فرمایا تھا لشکر میں آ گئے اور ہماری پشت کو دشمن کے لئے خالی چھوڑ دیا اور وہ پیچھے سے ہم پر حملہ آور ہوئے اور کسی نے چلا کر کہا، سنو! محمد ﷺ قتل ہو گئے ہیں! یوں کہ ہم "پھر آئے" کے عالم میں چلے اور دشمن لوٹ کر ہم پر حملہ آور ہوا حالانکہ "لڑائی میں مسلمانوں کا پلہ بھاری تھا" اور ہم کئی ایک علم برداروں کو ہلاک کر چکے تھے، یہاں تک کہ کوئی بھی ہمارے نزدیک نہ آتا تھا۔

بعض اہل علم کا بیان ہے کہ قریش کا علم گر کر زمین پر پڑا رہا حتیٰ کہ عمرہ بنت علقمہ حارثیہ نے پکڑ کر قریش کے سامنے اس کو بلند کیا اور وہ اس کے آس پاس جمع ہو گئے اور یہ علم بنی ابی طلحہ کے حبشی غلام "صواب" کے پاس تھا سب سے آخر میں اس نے یہ علم ہاتھ میں لیا تھا وہ لڑتا رہا یہاں تک کہ اس کے دونوں ہاتھ کٹ گئے پھر وہ علم پر بیٹھ گیا اور اس کو سینے اور گردن کے سہارے سے تھام لیا یہاں تک کہ تہ تیغ کر دیا گیا اور وہ کہہ رہا تھا اللّٰہم! کیا میں اپنے فرض سے سبکدوش ہو گیا ہوں اس سلسلے میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

فخرتم باللواء وشر فخر
لواء حين رد إلى صواب
جعلتم فخركم فيه لعبد
والأم من يطا عفر التراب
ظننتم والسفيه له ظنون
وما إن ذاك من أمر الصواب
بأن جلادنا يوم التقينا
بمكة بيعكم حمر العياب

اقر العین ان عصبت یداہ
وما ان تعصبان علی خضاب

”تم نے علم پر فخر و غرور کا اظہار کیا ہے جو بدترین فخر و غرور ہے۔ یہ جھنڈا صؤاب کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ تم نے اپنا یہ فخر ایسے غلام کے سپرد کر دیا جو روئے زمین پر چلنے والوں میں سب سے کمینے ہے۔ تم نے گمان کیا اور بے وقوف کے مختلف وہم و گمان ہوتے ہیں اور یہ درست بات نہیں۔ کہ ہماری جنگ تمہاری ضرب مکہ میں سرخ تھیلوں کی فروخت کے لئے ہے۔ اس کے ہاتھوں کی بندش نے آنکھ کو ٹھنڈا کر دیا وہ خضاب اور مہندی لگانے کے لئے بندش نہ تھی“۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے عمرہ بنت علقمہ حارثیہ کے علم بردار ہونے کے بارے میں کہا:

اذا عضل سیقت الینا کانہا
جدایۃ شرک معلمات الحواجب
اقمنا لہم طعنا مبیرا منکلا
وحزناہم بالضرب من کل جانب
فلولا لواء الحارثیۃ اصبحوا
یباعون فی الاسواق بیع الجلائب

”جب عضل قبیلے کے لوگ ہماری طرف لائے گئے گویا وہ جال میں پھنسے ہوئے ہرن کے بچے ہیں جن کی ابروئیں نمایاں ہیں۔ ہم نے ان کے سامنے مہلک اور عبرتناک نیزہ اندازی قائم کر دی اور ہم نے ان کو ہر سمت سے مار کر اکٹھا کر لیا۔ اگر عمرہ حارثیہ کا علم نہ ہوتا تو وہ بازاروں میں درآمدی مال کی طرح فروخت ہوتے“۔

آنحضرت ﷺ کا زخمی ہونا: ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور دشمن نے حملہ کر دیا۔ یہ وقت مسلمانوں کے لئے بڑا دکھ درد اور آزمائش کا تھا، اللہ تعالیٰ نے بہت سے مسلمانوں کو شہادت کے درجہ پر فائز کیا یہاں تک کہ دشمن رسول اللہ ﷺ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا اور آپ پر پتھر پھینکے گئے آپ پہلو کے بل گر گئے۔ آپ کا دانت مبارک شہید ہو گیا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا اور ہونٹ سے خون بہنے لگا، اس جرم کا مرتکب عتبہ بن ابی وقاص تھا۔ ابن اسحاق حمید طویل کی معرفت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ احد میں رسول اللہ ﷺ کا دانت ٹوٹ گیا اور چہرہ مبارک زخمی ہو گیا۔ آپ خون صاف کرتے ہوئے فرما رہے تھے وہ کیا فلاح پا سکتی ہے جس نے اپنے نبی کے چہرے کو خون سے رنگین کر دیا ہو اور وہ ان کو اللہ کی طرف بلاتا ہے۔ اللہ نے اس بارے میں یہ آیت (۳:۱۲۸) نازل فرمائی: ”آپ ﷺ کو اس کام میں کوئی دخل نہیں یا اللہ تعالیٰ ان پر توجہ فرمائے یا ان کو عذاب دے اس لئے کہ وہ ظالم ہیں“۔

ابن ہشام نے ربیح بن عبدالرحمن بن ابی سعید (خدری) سے نقل کیا ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک پر پتھر مارا آپ کی دائیں جانب کا نیچے کا دانت شہید ہو گیا اور نچلا ہونٹ زخمی ہو گیا اور [illegible] آپ کی پیشانی زخمی ہو گئی اور ابن قمئہ نے رخسار کو زخمی کیا تو خود کے دو حلقے رخسار میں گھس گئے اور رسول اللہ ﷺ ان گڑھوں میں سے ایک گڑھے میں گر گئے جو ابو عامر فاسق نے کھودے تھے تاکہ مسلمان ان میں گر جائیں [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے [illegible] کے ہاتھ پکڑ کر [illegible]۔

رسول اللہ ﷺ کے تیر کا اثر: ...... ابی بن خلف مقابلے کے لئے نکلا اور اس نے حلف اٹھایا تھا کہ وہ محمد (ﷺ) کو قتل کرے گا۔ جب آپ کو بتایا گیا تو آپ نے فرمایا بلکہ میں اس کو قتل کروں گا اور آپ نے اس کو [illegible] کہ آپ [illegible] پھر آپ نے اس کی گردن [illegible] [illegible] [illegible] کی طرح آواز نکالنے لگا اس کے ساتھیوں نے [illegible]

دی کہ مجھے زخم تو کوئی نہیں چلا تا کیوں ہے؟ تو اس نے کہا کہ محمد ﷺ نے کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا اگر اس کے سامنے ربیعہ اور مضر قبائل بھی آ جائیں تو وہ ان کو بھی موت کے گھاٹ اتار دے۔ چنانچہ وہ ایک آدھ روز کے بعد اس زخم کی تاب نہ لا کر ہلاک ہو گیا۔

حضرت انس بن نضر کا روح افزا قول۔۔۔ لوگوں میں یہ افواہ پھیل گئی کہ رسول اللہ ﷺ شہید ہو چکے ہیں تو چند لوگوں نے کہا کاش! ہمارا کوئی قاصد عبداللہ بن ابی کے پاس جاتا اور وہ ابوسفیان سے ہمارے لئے امن کا پروانہ حاصل کر لیتا۔ اے قوم محمد ﷺ شہید ہو چکے ہیں تم اپنے وطن اور قوم کی طرف لوٹ چلو ورنہ قریش آ گئے اور تمہیں تہ تیغ کر دیں گے۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا اے قوم! اگر حضرت محمد ﷺ شہید ہو چکے ہیں تو محمد کا رب تو زندہ جاوید ہے۔ اس دین کی خاطر جہاد کرو جس کی خاطر محمد ﷺ جہاد کرتے رہے ہیں۔ یا اللہ! میں ان کی بات سے تیری طرف معذرت خواہ ہوں اور ان کے کردار سے بیزار ہوں پھر وہ اپنی تلوار لے کر آگے بڑھا اور لڑتا لڑتا شہید ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ لوگوں کو آواز دیتے ہوئے پہاڑ والوں کے پاس پہنچ گئے اور انہوں نے آپ کو دیکھا تو ایک مجاہد نے کمان پر تیر چڑھا کر پھینکا اور رسول اللہ ﷺ نے یہ دیکھ کر فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر خوش ہوئے اور رسول اللہ ﷺ بھی یہ منظر دیکھ کر شاداں و فرحاں ہوئے کہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو آپ کی حفاظت کا باعث ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم اکٹھے ہو گئے تو سب کا غم و اندیشہ دور ہو گیا وہ فتح اور شکست کی باتیں کرنے لگے اور شہداء کا تذکرہ کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی جن لوگوں نے کہا تھا کہ محمد (ﷺ) شہید ہو چکے ہیں اس لئے اپنے وطن اور قوم کی طرف واپس چلے چلو **وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل** (۳/۱۴۴)۔

ابوسفیان کا اترانا۔۔۔ ابوسفیان نے پہاڑ پر چڑھ کر مسلمانوں کی طرف جھانکا۔ جب مسلمانوں نے اس کو دیکھا تو صحابہ اس کے خوف سے بے فکر ہو چکے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کی مجال نہیں ہے کہ وہ ہم پر غالب آ جائے۔ یا اللہ اگر یہ جماعت ہلاک ہو گئی تو کرۂ ارض میں تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ ہو گا۔ پھر آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا انہوں نے پتھر مار کر ابوسفیان وغیرہ کو نیچے اترنے پر مجبور کر دیا اس روز ابوسفیان نے کہا تھا قتل کی ہے حنظلہ عوض ابوسفیان کے بیٹے حنظلہ بن ابوعامر کو قتل کر دیا گیا ہے تو وہ بیٹے کے بدلے قرار دیا ہے یہ روایت نہایت غریب ہے اور اس میں نکارت اور عجوبہ پن ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے زخم۔۔۔ ابن ہشام، ربیح بن عبدالرحمٰن بن ابی سعید سے ابو سعید سے بیان کرتے ہیں کہ عتبہ بن ابی وقاص نے پتھر مارا اور آپ کا نچلا دایاں طرف کا دانت شہید کر دیا نیز نچلا ہونٹ زخمی کر دیا۔ عبداللہ بن شہاب زہری نے آپ کی پیشانی مبارک کو زخمی کر دیا اور عبداللہ بن قمئہ نے آپ کے رخسار کو گھائل کر دیا اور خود کی دو کڑیاں چہرہ مبارک میں گھس گئیں۔ رسول اللہ ﷺ ایک گڑھے میں گر گئے جو ابوعامر نے کھودے تھے کہ مسلمان اس میں گر پڑیں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ نے آپ کو پیچھے سے اٹھایا حتیٰ کہ آپ بالکل سیدھے کھڑے ہو گئے۔ ابو سعید کے والد مالک بن سنان نے آپ کے چہرہ مبارک کا خون چوس کر نگل لیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے خون میں میرا خون گھل مل جائے وہ آگ سے محفوظ ہو گا۔

قتادہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ پہلو کے بل گر پڑے اور بے ہوش ہو گئے تو سالم مولیٰ ابی حذیفہ نے آپ کو اٹھا کر بٹھایا اور چہرہ مبارک سے خون صاف کیا اور آپ ہوش میں آئے اور فرما رہے تھے کہ وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جس نے اپنے پیغمبر کے چہرے کو خون سے لت پت کر دیا اور وہ ان کو اللہ کی طرف بلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں نازل فرمایا **لیس لک من الامر شیء** (۳/۱۲۸) اس روایت کو ابن جریر نے بیان کیا ہے اور یہ مرسل ہے جس کی تفصیل ہم عنقریب ایک باب میں بیان کریں گے۔

امام ابن کثیر کا بیان ہے کہ پہلے پہر مسلمانوں کا پلہ بھاری تھا جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے (۳:۱۵۲)

"اور اللہ نے اپنا وعدہ تم سے سچا کر دکھایا ہے جب تم اس کے حکم سے انہیں قتل کرنے لگے یہاں تک کہ جب تم نے نامردی کی اور

> کام میں جھگڑا کیا اور نافرمانی کی بعد اس کے کہ تم کو وہ دکھا دی وہ چیز جسے تم پسند کرتے تھے بعض تم میں سے دنیا چاہتے تھے اور بعض تم میں سے آخرت کے طالب تھے پھر تمہیں ان سے پھیر دیا تاکہ تمہیں آزمائے اور البتہ تحقیق تمہیں اس نے معاف کر دیا اور اللہ ایمان داروں پر فضل والا ہے۔ جس وقت تم چڑھے جاتے تھے اور کسی کو مڑ کر نہ دیکھتے تھے اور رسول تمہیں تمہارے پیچھے سے پکار رہا تھا سو اللہ نے تمہیں اس کی پاداش میں غم دیا بسبب غم دینے کے تاکہ تم مغموم نہ ہو اس پر جو تم سے نکل گئی اور نہ اس پر جو تمہیں پیش آئی۔" (۳/۱۵۳)

جنگ کا نقشہ ...... امام احمد (عبداللہ ابی سلیمان بن داؤد عبدالرحمٰن بن ابی الزناد ابیہ عبیداللہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے جنگ احد میں جس طرح اپنی مدد کی ایسی کسی جنگ میں نہیں کی۔ عبیداللہ راوی کہتا ہے کہ ہم نے اس بات کا انکار کیا تو ابن عباس نے کہا میرے اور آپ کے درمیان قرآن حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنگ احد کے بارے میں فرمایا ہے۔ (۳/۱۵۲) اور اللہ تو پورا کر چکا ہے تم سے اپنا وعدہ جب تم اس کے حکم سے انہیں قتل کرتے تھے یہاں تک کہ تم نے نامردی کی۔ پھر فرمایا: "تمہیں اس نے معاف کر دیا" یعنی ان تیر اندازوں کو جنہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک جگہ متعین فرمایا تھا کہ تم ہماری پشت کی حفاظت کرو، اگر تم دیکھو کہ ہم قتل کیے جا رہے ہیں تو ہماری مدد کو نہ آنا اور اگر تم دیکھو کہ ہم مال غنیمت اکٹھا کر رہے ہیں تو تم ہمارے ساتھ شریک نہ ہونا۔ جب نبی علیہ السلام مال غنیمت پر کامیاب ہو گئے اور مسلمانوں نے قریش کے لشکر کو منتشر کر دیا تو تیر انداز لشکر میں شامل ہو کر مال غنیمت کو جمع کرنے لگے اور صحابہ کے جلوس گڈمڈ ہو گئے وہ تشبیک (ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے میں داخل کرنا) کی طرح باہم پیوست ہو گئے۔ تیر اندازوں کے پیچھے ہٹنے سے وہ درہ خالی ہو گیا جس کے راستہ سے تھا تو قریش کا گھوڑوں کا دستہ اسی درہ سے داخل ہوا اور ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے قریش اور مسلمانوں کا لشکر باہم گڈمڈ ہو گیا اور بہت سے مسلمان شہید ہو گئے۔

پہلے دن کل رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کا پلہ بھاری تھا یہاں تک کہ قریش کے سات یا نو علمبردار قتل کر دیے گئے۔ مسلمان پہاڑ کی طرف گھومے اور "غار" تک نہیں پہنچے جہاں لوگ کہتے ہیں بلکہ صرف "مہراس" کے دامن تک پہنچے اور شیطان نے چلا کر کہا محمد ﷺ شہید ہو گئے ہیں۔ سب نے اس بات کو سچ سمجھا اور ہم اس بات کو حقیقت پر محمول کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے درمیان نمودار ہوئے اور ہم نے آپ کو اکڑ کر چلنے کے انداز سے پہچان لیا ہم آپ کو دیکھ کر مسرور ہوئے گویا ہمیں کوئی تکلیف پہنچی ہی نہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ ہماری طرف تشریف لا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ اس قوم پر اللہ کا شدید غضب ہے جس نے اپنے پیغمبر کے چہرے کو خون آلود کر دیا اور کبھی فرماتے اے اللہ! وہ ہم پر غالب نہ آ سکیں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ابو سفیان کا مکالمہ ...... یہ فرماتے رہے تا آنکہ آپ ہمارے پاس پہنچ گئے تھوڑی دیر ٹھہرے رہے کہ اچانک ابو سفیان نے بآواز بلند پکار کر کہا اے ہبل تیری جے ہو اے ہبل تیری سربلندی رہے، ابن ابی کبشہ یعنی محمد ﷺ کہاں ہیں؟ ابن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ ابن خطاب رضی اللہ عنہ کہاں ہے؟ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی کہ میں اس کو جواب دوں۔ تو فرمایا ہاں کیوں نہیں۔ جب ابو سفیان نے "اعل ہبل" کہا کہ ہبل اونچا ہو تو جواب طلب ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ اعلیٰ اور برتر ہے۔ یہ سن کر ابو سفیان نے کہا اے ابن خطاب! ہبل نے اچھا کیا اب اس کا ذکر چھوڑ کر پھر پوچھا ابن ابی کبشہ محمد ﷺ کہاں ہیں؟ ابن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ ابن خطاب رضی اللہ عنہ کہاں ہے؟ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ ہیں رسول اللہ ﷺ یہ ہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور میں عمر رضی اللہ عنہ موجود ہوں۔ تو ابو سفیان نے کہا جنگ بدر کا جواب ہے زمانہ گردش کرتا ہے اور جنگ میں کبھی ہار اور کبھی جیت۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یہ بات مساوی نہیں ہمارے شہید جنت میں ہیں اور تمہارے مقتول جہنم میں۔ تو ابو سفیان نے کہا یہ صرف تمہارا خیال ہے اور اگر یہ درست ہے تو بھی ہم خائب و خاسر ہیں۔ پھر ابو سفیان نے کہا تم اپنے شہیدوں میں مثلہ (ناک کان کاٹنا) کی بے حرمتی پاؤ گے یہ ہمارے حکم سے نہیں ہوا۔ پھر اسے جاہلیت کا جوش آیا اور اس نے کہا اگر لاشوں کے ناک کان کاٹ کر مثلہ کیا گیا ہے تو مجھے یہ ناپسند نہیں۔ اس حدیث کو ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے

اور مستدرک میں حاکم نے نقل کیا ہے اور دلائل میں بیہقی نے درج کیا ہے بروایت سلیمان بن داؤد ہاشمی یہ حدیث غریب ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مرسل روایت میں سے بہت سی کے شواہد موجود ہیں ان میں سے بعض ان شاء اللہ ہم بیان کریں گے۔ وبہ الثقة وعلیہ التکلان وھو المستعان۔

امام بخاری حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ احد میں مشرکین سے ملاقات ہوئی اور نبی علیہ السلام نے تیر اندازوں کی ایک جماعت کو درے پر مقرر کر دیا اور حضرت عبداللہ بن جبیر کو ان کا امیر مقرر کر دیا اور نصیحت کی۔ یہاں سے ہٹنا نہیں، اگر تم دیکھو کہ ہم کامیاب ہو گئے ہیں تب بھی یہاں سے مت ہٹنا اگر تم محسوس کرو کہ ہم مغلوب ہو رہے ہیں تو بھی ہماری مدد کو نہ آنا۔ جب ہم نے جنگ شروع کی تو قریش بھاگ گئے۔ میں نے ان کی عورتوں کو پہاڑ کے اوپر بھاگتے دیکھا اپنی پنڈلیوں سے کپڑے اٹھائے ہوئے ہیں ان کی پازیبیں نظر آ رہی ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر درہ والے تیر انداز کہنے لگے مال غنیمت، غنیمت تو حضرت عبداللہ بن جبیر نے کہا کہ نبی علیہ السلام نے مجھے ہدایت فرمائی ہے کہ تم یہاں سے نہ ہٹنا مگر سب نے انکار کر دیا جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بات تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تو ان کے چہرے پھر گئے وہ بھاگ نکلے تو ستر شہید ہوئے اور ابوسفیان نے پہاڑ پر چڑھ کر کہا کیا قوم میں محمد ﷺ موجود ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو جواب نہ دو خاموش رہو پھر اس نے پوچھا کیا قوم میں ابن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ آپ نے پھر فرمایا چپ رہو پھر اس نے سوال کیا کیا قوم میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں؟ جواب نہ پا کر اس نے کہا یہ تینوں قتل ہو چکے ہیں اگر زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے رہا نہ گیا اور بے ساختہ جواب دیا اے اللہ کے دشمن! تو جھوٹا ہے اللہ نے بھی ان کو تیرے رسوا کرنے کے لئے زندہ رکھا ہے۔

یہ سن کر ابوسفیان نے کہا "اعل ھبل" اے ہبل! اونچا ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو جواب دو۔ پوچھا کیا جواب دیں؟ تو فرمایا تم کہو اللہ سب سے اعلیٰ اور اجل ہے۔ پھر ابوسفیان نے کہا ہمارا مددگار عزیٰ ہے اور تمہارا عزیٰ نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو جواب دو صحابہ نے دریافت کیا کیا کہیں؟ تو آپ نے فرمایا تم کہو اللہ ہمارا مولیٰ اور مددگار ہے تمہارا مولیٰ اور مددگار نہیں ہے۔ پھر ابوسفیان نے کہا جنگ بدر کا جواب جنگ احد ہے اور لڑائی کنوئیں کا ڈول ہے کبھی ادھر کبھی ادھر۔ بعض لاشوں کے تم ناک کان کٹے پاؤ گے میں نے ایسا حکم نہیں دیا اور نہ ہی یہ بات مجھے ناگوار ہے۔ اس روایت میں بخاری منفرد ہیں، مسلم میں مذکور نہیں۔

مزید تفصیل...... امام احمد (موسیٰ، زہیر، ابواسحاق) براء بن عازب سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد میں پچاس تیر اندازوں پر عبداللہ بن جبیر کو امیر مقرر کیا اور فرمایا اگر تم دیکھو کہ پرندے ہمارا گوشت نوچ رہے ہیں تب بھی یہاں سے نہ ہٹنا تاوقتیکہ میں تمہیں پیغام بھیجوں اگر تم محسوس کرو کہ ہم غالب آ چکے ہیں اور ہم نے ان کو پامال کر دیا ہے تب بھی اس جگہ سے نہ ہٹنا یہاں تک کہ میں تم کو پیغام بھیج کر بلا لوں۔ چنانچہ مسلمانوں نے قریش کو بری طرح سے دوچار کر دیا اور ہم نے دیکھا کہ خواتین پہاڑ پر دوڑ رہی ہیں ان کی پنڈلیاں اور پازیبیں دکھائی دے رہی ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت عبداللہ بن جبیر کے ساتھیوں نے کہا لوگو! غنیمت کا مال حاصل کرو تمہارے لوگ غالب آ چکے ہیں اب کس بات کا انتظار ہے؟ یہ سن کر انہوں نے کہا کیا تم رسول اللہ ﷺ کا فرمان بھول چکے ہو تو انہوں نے کہا واللہ! ہم ان کے پاس ضرور جائیں گے اور مال غنیمت کے حصول میں شامل ہوں گے۔

جب وہ مال غنیمت حاصل کرنے میں مصروف ہو گئے تو ان کی باگ ڈور پلٹ گئی اور وہ شکست کھا کر بھاگے اور رسول اللہ ﷺ ان کو پیچھے سے بلا رہے تھے۔ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس صرف بارہ افراد باقی رہ گئے اور قریش نے ستر مسلمان شہید کر دیے۔ یاد رہے کہ جنگ بدر میں اہل اسلام نے ایک سو چالیس افراد پر گرفت کی ستر کو اسیر بنایا اور ستر کو جہنم رسید کیا۔ ابوسفیان نے تین بار کہا کیا تم میں محمد ﷺ موجود ہیں؟ آپ نے ان کو جواب دینے سے روک دیا پھر اس نے تین بار پوچھا کیا تم میں ابن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ باقی ہیں؟ پھر اس نے تین بار دریافت کیا کیا تم میں ابن خطاب رضی اللہ عنہ زندہ ہیں؟ پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہا یہ سب قتل ہو چکے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے رہا نہ گیا اور بے اختیار بول اٹھے اے اللہ کے دشمن! تو جھوٹا ہے جن کا تو نے نام لیا ہے وہ سب زندہ ہیں اللہ نے تیری رسوائی کا سامان باقی رکھا ہے۔

بیان کر ابوسفیان نے کہا یہ جنگ، جنگ بدر کا جواب ہے اور لڑائی کا پانسہ کبھی ادھر اور کبھی ادھر۔ تم مقتولوں میں بعض ایسے پاؤ گے جن کے ناک کان کاٹ دیے گئے ہیں میں نے اس کا حکم نہیں دیا اور نہ ہی مجھے اس کا افسوس ہے۔ پھر اس نے دعا کہا اعل ہبل۔ اے ہبل! تو بلند ہو، ہمارا مددگار عزیٰ ہے اور تمہارا عزیٰ نہیں ہے۔ یہ بیان کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا جواب کیوں نہیں دیتے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا جواب دیں تو آپ نے فرمایا کہو اللہ ہمارا مولا اور مددگار ہے تمہارا مولا اور دوست نہیں ہے۔ اس روایت کو امام بخاری نے زہیر بن معاویہ سے مختصر بیان کیا ہے اور یہ مطول روایت اسرائیل از ابواسحاق کی اسناد سے بیان ہو چکی ہے۔

جنت کے رفقاء ...امام احمد (عفان، حماد بن سلمہ، ثابت اور علی بن زید) حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ جب کفار نے رسول اللہ ﷺ کا محاصرہ کر لیا تو آپ کے ہمراہ صرف سات انصاری اور ایک مہاجر تھے۔ آپ نے فرمایا جو شخص ان کو دفاع کرے گا وہ جنت میں میرا ساتھی ہوگا چنانچہ ایک انصاری آگے بڑھا اور لڑتا رہا حتیٰ کہ وہ شہید ہو گیا جب کفار نے پھر گھیرا مزید تنگ کر دیا تو آپ نے فرمایا جو ان کو دفاع کرے گا وہ جنت میں میرے ہمراہ ہوگا۔ حتیٰ کہ ساتوں ہی شہید ہو گئے تو آپ نے فرمایا ہم نے اپنے رفقاء سے انصاف نہیں کیا۔ یہی روایت امام مسلم نے ہدبہ بن خالد کی معرفت حماد بن سلمہ سے نقل کی ہے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی بہادری ...دلائل میں بیہقی نے (ابوالزبیر از جابر رضی اللہ عنہ) بیان کیا ہے کہ جنگ احد میں مسلمان رسول اللہ ﷺ سے دور چلے گئے اور آپ کے پاس صرف گیارہ انصاری اور ایک طلحہ باقی رہ گیا۔ آپ ﷺ پہاڑ پر چڑھ رہے تھے۔ مشرکوں نے آپ کو گھیر لیا تو آپ نے فرمایا کوئی ان سے مقابلہ کرے گا؟ تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں تو آپ نے فرمایا اے طلحہ ٹھہرو۔ یہ سن کر ایک انصاری نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں، چنانچہ وہ لڑنے لگا آپ کا دفاع کرتا رہا اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے باقی ماندہ رفقاء پہاڑ پر چڑھ گئے اور انصاری نے آپ کا دفاع کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔ کفار نے پھر آپ کا محاصرہ کر لیا تو آپ نے فرمایا کوئی ہے جو ان کا مقابلہ کرے؟ تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے پھر پیش کش کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو پہلے جیسا جواب دیا۔ پھر ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں چنانچہ وہ دفاع کرتا رہا اور باقی سب پہاڑ پر چڑھتے رہے پھر وہ لڑتا لڑتا شہید ہو گیا تو مشرکین نے پھر آپ کو گھیرے میں لے لیا آپ ﷺ نے پھر فرمایا، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ پیش کش کرتے رہے اور آپ ان کو روکتے رہے حتیٰ کہ سب انصاری شہید ہو گئے۔ آپ کے ہمراہ صرف طلحہ رضی اللہ عنہ باقی رہ گئے اور جب کفار نے آپ کا گھیرا مزید تنگ کر دیا تو آپ نے فرمایا ان کا مقابلہ کون کرے گا؟ تو طلحہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں، وہ اکیلے ہی لڑتے رہے جیسے لڑے کہ سب رفقاء سے سبقت لے گئے۔ اور آپ کی انگلیاں زخمی ہو گئیں اور درد کی وجہ سے "حس" اور "سی" کی تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو بسم اللہ کہتا تو ملائکہ تجھے فضا میں لے اٹھتے اور لوگ دیکھ رہے ہوتے۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ پہاڑ پر چڑھ کر اپنے رفقاء کے پاس پہنچ گئے۔ امام بخاری نے قیس بن ابی حازم سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا وہ ہاتھ دیکھا جس سے وہ جنگ احد میں رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کر رہے تھے۔ وہ شل ہو چکا تھا۔ ابوعثمان نہدی سے ایک متفق علیہ روایت میں مروی ہے کہ بعض غزوات جن میں دوران ایک وقت آیا کہ نبی علیہ السلام کے ہمراہ صرف حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ ہی باقی موجود تھے۔ ابوعثمان نے یہ بات حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے سنی۔

میرے ماں باپ تجھ پہ قربان ...حسن بن عرفہ (مروان بن معاویہ، ہاشم بن ہاشم سعدی، سعید بن مسیب) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جنگ احد میں رسول اللہ ﷺ نے میرے سامنے اپنا تیردان الٹ دیا اور فرمایا اے سعد! تم پر میرے ماں باپ قربان، تیر چلائے جاؤ۔ اس روایت کو امام بخاری نے عبداللہ بن محمد از مروان بیان کیا ہے۔ صحیحین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد کے علاوہ کسی اور سے یوں فرمایا ہو میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔ میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد میں فرمایا اے سعد! تجھ پر میرے ماں باپ قربان، تیر چلاؤ۔

محمد ابن اسحاق (صالح بن کیسان، بعض آل سعد) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے جنگ احد میں رسول اللہ ﷺ کے روبرو تیر اندازی کی۔ رسول اللہ ﷺ مجھے تیر دے کر فرماتے تھے اے سعد! میرے ماں باپ تجھ پر قربان، تیر چلاؤ۔ رسول اللہ ﷺ مجھے بغیر پھل کے بھی تیر دیتے اور میں چلاتا۔ صحیحین میں حضرت سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ جنگ احد میں، میں نے نبی علیہ السلام کے دائیں بائیں دو سفید پوش آدمیوں کو دیکھا وہ خوب لڑ رہے تھے۔ میں نے ان کو اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا، یہ جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام ہیں۔

حضور ﷺ کی ڈھال...... امام احمد (عفان، ثابت) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ احد میں ابو طلحہ نبی علیہ السلام کے سامنے تیر چلا رہے تھے آپ رضی اللہ عنہ تیر انداز تھے۔ نبی علیہ السلام ان کی پشت کو ڈھال بنائے ہوئے تھے جب وہ تیر پھینکتا تو رسول اللہ ﷺ سر اٹھا کر دیکھتے کہ تیر کہاں گرا ہے، اور ابو طلحہ اپنا سینہ اٹھا کر عرض کرتا ایسے نہ کیجئے، یا رسول اللہ ﷺ مبادا آپ کو تیر لگ جائے، میرا سینہ آپ کے سینے کے سامنے ہے۔ ابو طلحہ اپنے جسم کو آپ کے سامنے کھڑا کر دیتے تھے اور عرض کرتے یا رسول اللہ ﷺ میں مضبوط آدمی ہوں آپ مجھے اپنی ضروریات کے سلسلہ میں جہاں چاہیں روانہ کریں۔

امام بخاری، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ احد میں لوگ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے مگر ابو طلحہ انصاری آپ کے سامنے ڈھال بن کر آڑے ہوئے تھے۔ حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ غضب کے تیر انداز تھے اور زور سے کمان کھینچنے والے تھے جنگ احد میں ۲ یا ۳ کمانیں توڑ دیں۔ جو کوئی آدمی تیروں کا ترکش لئے سامنے سے گزرتا آپ فرماتے اس کو ابو طلحہ کے سامنے ڈال دو۔ آپ گردن اٹھا کر دشمن کی فوج کی طرف دیکھتے تو ابو طلحہ عرض کرتے، میرے ماں باپ قربان! آپ گردن نہ اٹھائیے مبادا کوئی تیر لگ جائے، میرا سینہ آپ کے سامنے ہے۔ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ پائنچے چڑھائے ہوئے ہیں، پازیب نظر آ رہے ہیں، مشکیں بھر بھر کر لاتی ہیں اور قوم کو پانی پلاتی ہیں مشک خالی ہو جاتی تو جا کر پھر بھر لاتیں اور پلاتیں، جنگ میں ابو طلحہ کے ہاتھ سے دو یا تین بار تلوار گری۔

سکینت...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جن پر جنگ احد میں غنودگی (سکینت) طاری ہوئی تھی یہاں تک کہ میرے ہاتھ سے تلوار کئی بار گر پڑی وہ گر جاتی میں اٹھا لیتا پھر گر جاتی اور اٹھا لیتا۔ امام بخاری نے اس کو معلق بیان کیا ہے اور اس کی تائید قرآن پاک کی اس آیت (۳/۱۵۴) سے ملتی ہے:

> "پھر اللہ نے اس غم کے بعد تم پر امن و سکون کی اونگھ طاری کی جس نے بعض کو تم میں سے ڈھانک لیا اور بعض کو اپنی جان کی فکر پڑی تھی جاہلوں کی طرح اللہ پر بدگمانی کر رہے تھے کہتے تھے ہمارے ہاتھ میں کچھ کام اور بات ہے؟ کہہ دو کہ سب کام اللہ کے ہاتھ میں ہیں وہ اپنے دل میں چھپاتے ہیں جو تیرے سامنے ظاہر نہیں کرتے کہتے ہیں اگر ہمارے ہاتھ میں کچھ کام ہوتا تو ہم اس جگہ مارے نہ جاتے کہہ دو اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن کی قسمت میں مرنا لکھا تھا وہ اپنے مقتل میں آ موجود ہوتے (اور یہ اس لئے ہوا) کہ اللہ آزمائے اور جو تم میں سے پیٹھ پھیر گئے جس دن دونوں جماعتیں ملیں، شیطان نے ان کے گناہ کے سبب سے ان کو بہکا دیا تھا اور اللہ نے ان کو معاف کر دیا ہے بے شک اللہ بخشنے والا تحمل کرنے والا ہے۔" (۳/۱۵۵)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراضات...... امام بخاری، عثمان بن موہب سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی (یزید بن بشر سکسکی) آیا اس نے حج کیا اور بعض لوگوں کو بیٹھا ہوا دیکھ کر پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ کسی نے کہا یہ قریش کے لوگ ہیں۔ اس نے پوچھا شیخ کون ہے؟ اس کو بتایا گیا کہ یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں کیا آپ بتائیں گے؟ اس نے کہا میں آپ کو کعبہ کی حرمت کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ کو پتہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جنگ احد سے فرار ہو گئے تھے؟ آپ نے فرمایا "جی ہاں" پھر اس نے کہا آپ کو یہ بھی پتہ ہے کہ وہ جنگ بدر میں شریک نہ تھے آپ نے فرمایا بالکل، اور آپ کو یہ بھی معلوم

ہے کہ وہ بیعت رضوان میں موجود نہ تھے۔ آپ نے اثبات میں جواب دیا تو اس نے نعرہ تکبیر مارا۔

اعتراضات کے جوابات تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آؤ میں تمہیں حقیقت بتاتا ہوں اور صورت حال سے آگاہ کرتا ہوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جنگ احد سے بھاگنا تو اللہ نے معاف فرما دیا اور جنگ بدر سے اس وجہ سے غائب رہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ رسول اللہ ﷺ کی دختر بیمار تھیں (آپ ان کی تیمارداری میں مشغول تھے) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپ کو ایک بدری جیسا ثواب ہوگا اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو مال غنیمت میں سے حصہ بھی دیا تھا، بیعت رضوان سے غائب ہوا تو سنو اگر کوئی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ مکہ میں محترم اور معزز ہوتا تو آپ اسے بھیجتے۔ چنانچہ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور بیعت رضوان ان کے مکہ چلے جانے کے بعد واقع ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کو اشارہ کر کے فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے دایاں ہاتھ اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھ کر کہا یہ عثمان کا ہاتھ ہے جا اور یہ جوابات بھی یاد رکھ۔

اس روایت کو امام بخاری نے متعدد مقامات پر بیان کیا ہے اور ترمذی نے اس کو (از ابی عوانہ از عثمان بن عبداللہ بن موہب) بیان کیا ہے۔

"مغازی" میں اموی (از ابن اسحاق، یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر از باپ خود) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بعض لوگ جنگ احد سے فرار ہوئے اور مقام اعوص سے متصل منقی تک پہنچ گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور سعد بن عثمان انصاری بھاگتے ہوئے جبل جلعب تک پہنچ گئے جو مدینہ کی سمت مقام اعوص کے متصل ہے اور وہاں سے تین روز کے بعد واپس ہوئے اور ان کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا (لقد ذهبتم فيها عريضة) تم تو اس میں بہت دور چلے گئے۔

احد میں بدر جیسے واقعات ہوئے الغرض غزوہ احد میں بھی غزوہ بدر سے ملتے جلتے حالات و واقعات رونما ہوئے مثلاً دوران جنگ اونگھ کا طاری ہو جانا، یاد رہے کہ اونگھ کا طاری ہو جانا اللہ کی نصرت و مدد پر اطمینان قلب کی علامت ہے جیسا کہ ابن مسعود وغیرہ اسلاف سے منقول ہے کہ جنگ میں اونگھ ایمان قلب کی علامت ہے اور نماز میں نفاق کی، بنا بریں اس کے بعد ارشاد ہوا "اور بعض کو جان کی فکر پڑ گئی" (۳/۱۵۴) نیز آپ علیہ السلام جنگ بدر کی طرح احد میں بھی "نصرت الٰہی" کے طلب گار رہے، جیسا کہ امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احد میں دعا کی یا اللہ! اگر تو چاہتا ہے کہ تیری دنیا میں پرستش نہ ہو۔ اس روایت کو امام مسلم نے (حجاج بن شاعر عن عبدالصمد عن حماد از ثابت از انس) بیان کیا ہے۔

امام بخاری، حضرت جابر بن عبداللہ سے بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد میں ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا فرمایئے، اگر میں شہید ہو گیا تو کہاں ہوں گا؟ آپ نے فرمایا جنت میں (اس بشارت سے بے خود ہو کر) اس نے اپنے ہاتھ میں باقی ماندہ کھجوروں کو جلدی سے پھینکا اور لڑتا لڑتا شہید ہو گیا۔ اس روایت کو امام مسلم اور نسائی نے سفیان بن عیینہ سے بیان کیا ہے۔ یہ واقعہ عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ شہید بدر کے واقعہ کے بالکل مشابہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا احد میں زخمی ہونا ...... امام بخاری "جنگ احد میں خود رسول اللہ ﷺ کو زخم پہنچے" کے عنوان میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کا سخت عذاب ہے اس قوم پر جس نے اپنے پیغمبر کے ساتھ یہ کیا اور آپ نے دست مبارک سے دانت کی طرف اشارہ کیا "نیز اس شخص سے سخت ناراض ہے جس کو رسول اللہ ﷺ اللہ کی راہ میں قتل کریں" اس روایت کو امام مسلم نے عبدالرزاق سے بیان کیا ہے۔ مخلد بن مالک، حضرت ابن عباس سے بیان کرتے ہیں کہ اللہ اس شخص پر سخت ناراض ہے جس کو اللہ کا پیغمبر اللہ کی راہ میں قتل کرے، علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کا سخت عذاب ہے اس قوم پر جس نے اپنے نبی کے چہرہ کو خون آلود کیا۔

امام احمد (عفان از حماد از ثابت) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد میں چہرہ مبارک سے خون پونچھتے ہوئے فرمایا وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے نبی کو زخمی کیا اور اس کا دانت توڑ دیا حالانکہ وہ ان کو اللہ کی طرف بلاتا ہے تو اس وقت اللہ نے نازل

فرمایا (۳:۱۲۸) آپ کو اس معاملہ میں کوئی اختیار نہیں۔

خون روکنے کی تدبیر...... امام بخاری حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں واللہ میں خوب جانتا ہوں جس نے رسول اللہ ﷺ کا زخم دھویا اور جس نے پانی ڈالا اور جو دوا استعمال کی گئی۔ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا زخم دھوتی تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سپر میں پانی ڈال رہے تھے۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے محسوس کیا کہ خون تھمتا نہیں تو چٹائی کا ایک ٹکڑا جلا کر اس کی راکھ کو زخم پر لگا دیا اور خون رک گیا جنگ احد میں آپ کا دانت مبارک شہید ہوا، چہرہ زخمی ہوا اور خود کی کڑیاں آپ کے سر میں گھس گئیں۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا حضور ﷺ کے لئے دفاع کرنا...... (۱) ”مسند“ میں ابو داؤد طیالسی (ابن مبارک، اسحاق، یحییٰ بن طلحہ بن عبید اللہ، عیسیٰ بن طلحہ) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب جنگ احد کا ذکر کرتے تو فرماتے جنگ احد تمام تر طلحہ رضی اللہ عنہ کا کارنامہ ہے۔ پھر فرماتے کہ جنگ احد میں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آیا تو میں نے دیکھا کہ ایک آدمی آپ کے سامنے لڑ رہا ہے میں نے دل میں کہا ”طلحہ“ ہوگا۔ جنگ میں آپ ﷺ کی حفاظت و دفاع سے کر رہا ہو تو مجھے اپنی قوم کا فرد اس منصب پر زیادہ محبوب تھا۔ میرے اور مشرکین کے درمیان ایک آدمی حائل تھا جس کو میں نہ پہچانتا تھا اور میں اس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کے زیادہ قریب تھا وہ اتنی تیز رفتاری سے چلا آ رہا تھا کہ میں نہ تھا وہ ابو عبیدہ بن جراح تھے چنانچہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو آپ کا دانت شہید ہو چکا تھا، چہرہ زخمی ہو گیا تھا اور چہرے میں خود کی دو کڑیاں پیوست ہو گئی تھیں۔ اس دوران رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طلحہ رضی اللہ عنہ کو سنبھالو اس کے جسم سے خون بہہ رہا ہے۔ ہم نے آپ کی بات کا دھیان نہ دیا اور میں آپ کے چہرے سے کڑیاں کھینچنے لگا تو ابو عبیدہ نے کہا خدارا یہ کڑیاں مجھے نکالنے دیجئے۔ چنانچہ اس نے ہاتھ کی بجائے منہ سے کڑی نکالی مبادا آپ کو تکلیف ہو اور کڑی کے ساتھ اس کا دانت بھی ٹوٹ کر گر گیا۔ ابوبکر کا بیان ہے کہ میں دوسری کڑی نکالنے کی فکر میں تھا کہ اس نے پھر اللہ کا واسطہ دیا تو اس نے پہلے طریقے سے ہی دوسری کڑی نکالی اور اس کا دوسرا دانت بھی گر پڑا چنانچہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ دانت اکھڑنے کی وجہ سے سب سے زیادہ خوبرو تھے۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی دیکھ بھال سے فارغ ہو کر طلحہ کو دیکھا تو وہ ایک گڑھے میں پڑے ہوئے ہیں دیکھا تو ان کو نیزے، تلوار اور تیروں کے ستر سے زائد زخم لگے ہیں اور ان کی ایک انگلی کٹ چکی ہے پھر ہم نے ان کا علاج کیا۔

غیبی حفاظت...... واقدی (ابن ابی سبرہ، اسحاق بن عبد اللہ بن ابی فروہ، ابو الحویرث) نافع بن جبیر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک مہاجر سے سنا جو جنگ احد میں شریک تھا اس نے کہا میں نے دیکھا کہ ہر طرف سے تیر برس رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ ان کے وسط میں کھڑے ہیں اور آپ سے تیر ادھر ادھر گزر رہے ہیں۔ میں نے عبد اللہ بن شہاب زہری کو اس روز کہتے ہوئے سنا مجھے بتاؤ محمد ﷺ کہاں ہے اگر وہ زندہ بچ گیا تو میں نہ زندہ رہوں گا۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ تو اس کے پہلو میں موجود تھے۔ صفوان بن امیہ نے اس سلسلے میں ملامت کی تو اس نے کہا واللہ میں نے اس کو نہیں دیکھا میں حلفاً کہتا ہوں وہ محفوظ اور بچا ہوا ہے ہم چار آدمی اس کے قتل کا معاہدہ کر کے“ چلے تھے مگر ہم ان تک نہ پہنچ سکے۔

عتبہ کے بارے میں بددعا...... واقدی کا بیان ہے کہ مجھے یہ بات تحقیق سے معلوم ہوئی ہے کہ رخسار پر تیر مارنے والا ابن قمئہ ہے ہونٹ کو زخمی اور دانت توڑنے والا عتبہ بن ابی وقاص ہے۔ (ابن اسحاق کا بھی اسی قسم کا بیان قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ یہ رباعی دانت نیچے والے جبڑے میں دائیں جانب تھا۔ ابن اسحاق، حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ عتبہ بن ابی وقاص کے قتل کا میرا بڑا ارادہ تھا وہ اپنی قوم میں نہایت بد اخلاق اور ناپسندیدہ شخص تھا لیکن رسول اللہ ﷺ کا فرمان جس نے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ خون آلود کیا اس پر اللہ کا شدید غیظ و غضب ہے مجھے کفایت کر گیا۔ عبد الرزاق نے معمر سے نقل کیا ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص نے رسول اللہ ﷺ کا دانت توڑا اور چہرہ خون آلود کیا تو آپ نے بددعا فرمائی یا اللہ! ایک سال سے قبل ہی بے ایمان کفر کی حالت میں مرے چنانچہ سال سے قبل ہی وہ جہنم رسید ہو گیا۔

حدیث غریب: ..... ابو سلیمان جوزجانی (محمد بن حسن، ابراہیم بن محمد، عن عبداللہ بن محمد بن ابی بکر بن حزم، ابیہ) ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد میں اپنے چہرے کا علاج بوسیدہ بوری سے کیا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اموی کی کتاب "مغازی" میں ابھی نے جنگ احد کے بیان میں دیکھی ہے۔

جھوٹی خبر: ..... ابن قمیئہ رسول اللہ ﷺ پر قاتلانہ حملہ کرنے کے بعد یہ سمجھ رہا تھا کہ میں نے محمد ﷺ کو (معاذ اللہ) ہلاک کر دیا ہے اور عقبہ کے شیطان "ازب" نے با آواز بلند یہ شور کیا کہ محمد ﷺ قتل ہو چکا ہے یہ افواہ سن کر مسلمان بد حواس ہو گئے اور اکثر نے بھی یہ جزم کر لیا۔ بس مرد اور اسلامی حمیت والوں کی جماعت کرتے ہوئے اس طرح جان قربان کر دیں گے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے جام شہادت پیا ہے۔ ان میں سے حضرت انس بن نضر وغیرہ کے کارہائے نمایاں قابل ذکر ہیں۔ اس حادثہ کے بارے میں قرآن پاک پڑھنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے بطور تسلی اور بھی یہ آیات (۳/۱۴۴-۱۵۱) نازل فرمائیں: "اور محمد ﷺ ایک رسول ہیں ان سے پہلے بہت سے رسول گزرے ہیں بھلا اگر یہ مر جائیں یا مارے جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں پھر جائے گا تو اللہ کا کچھ بگاڑ نہ سکے گا" الخ۔ (۳/۱۵۱)

رسول اللہ ﷺ کی وفات سے حسرت آیات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے خطاب میں فرمایا اے لوگو! جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا وہ سن لے کہ محمد ﷺ وفات پا چکے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی پرستش اور عبادت کرتا تھا تو وہ بھی سن لے کہ اللہ زندہ اور ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے۔ پھر یہ آیت (۳/۱۴۴) تلاوت کی وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افإن مات او قتل انقلبتم على اعقابكم لوگوں کی یہ حالت تھی اور زندگی کا ایسا لطف کہ گویا یہ آیت ابھی نازل ہوئی، انہوں نے کبھی سنی ہی نہیں تھی، چنانچہ یہ آیت ہر شخص کی زبان پر تھی۔

محمد ﷺ صرف اللہ کے رسول ہیں: ..... دلائل میں بیہقی نے ابو نجیح سے بیان کیا ہے کہ ایک مہاجر نے انصاری کے پاس سے گزرتے ہوئے کہا جو خون میں لت پت پڑا تھا، جناب! کیا معلوم ہے کہ محمد ﷺ قتل ہو گئے ہیں؟ تو انصاری نے کہا، اگر محمد ﷺ شہید ہو چکے ہیں تو انہوں نے رسالت کا اپنا فریضہ تمام ادا کر دیا ہے، لہٰذا تم اپنے دین کی خاطر لڑو، چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل (۳/۱۴۴) غالباً یہ انصاری حضرت انس رضی اللہ عنہ خادم رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت انس بن نضر ہیں۔

عم انس کی بہادری: ..... امام احمد (حمید) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے چچا جنگ بدر میں شرکت نہ کر سکے تھے اور انہوں نے کہا کہ میں جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہونے سے محروم رہا، اگر مجھے اللہ نے مشرکوں کے ساتھ جنگ کرنے کا موقع دیا تو میرا کارنامہ دیکھنے کے قابل ہوگا۔ جنگ احد میں جب لوگ بھاگ کھڑے ہوئے تو انہوں نے کہا یا اللہ! میں ان کے کردار سے معذرت خواہ ہوں اور مشرکین کے کردار سے بیزار ہوں، پھر وہ جبل احد کی طرف آگے بڑھے، سعد سے ملاقات ہوگی، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھی آپ کے ساتھ ہوں، چنانچہ سعد کا بیان ہے کہ میں ان کی طرح بے باکانہ نہ لڑ سکا، ان کے جسم پر برچھے اور تیر و سنان کے اسی سے زائد زخم تھے۔ ایسے کردار کے حامل مجاہدوں کے بارے میں یہ آیت (۳۳/۲۳) نازل ہوئی:

"پھر ان میں سے بعض تو اپنا کام پورا کر چکے ہیں اور بعض منتظر ہیں۔"

اس روایت کو ترمذی نے عبد بن حمید سے بیان کیا ہے اور نسائی نے اسحاق بن راہویہ سے اور یہ دونوں یزید بن ہارون سے بیان کرتے ہیں۔ امام ترمذی نے اس روایت کو حسن کہا ہے (بقول امام ابن کثیر) بلکہ یہ سند صحیحین کی شرط کی حامل ہے۔ امام احمد (بہز اور ہاشم، سلیمان بن مغیرہ، ثابت) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میرا چچا جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک نہ ہو سکا تھا، اس کو یہ غیر حاضری سخت ناگوار تھی، کہتا تھا کہ پہلی جنگ میں ہی رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نہ رہ سکا، اللہ اگر آئندہ کسی جنگ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ گیا تو (دیکھنا) جماعت میں حضرت سعد سے ملاقات ہوئی تو اس نے سعد کو کہا، سعد کہاں جا رہے ہو؟ واہ! بہت خوب، مجھے جبل احد کے سامنے سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے۔ چنانچہ وہ جنگ کرتا کرتا شہید ہو گیا اور اس کے جسم پر تلوار، تیر اور برچھے کے اسی (۸۰) سے زائد زخم پائے گئے۔ اس کی بہن ربیع نے کہا میں نے اپنے بھائی کی لاش صرف ایک پورے سے

چنانچہ سورۃ (۳۳:۲۳) آیت نازل ہوئی:

> "ایمان والوں سے ایسے آدمی بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اسے سچ کر دکھایا پھر ان میں سے بعض تو اپنا کام پورا
> کر چکے اور بعض منتظر ہیں۔"

لوگوں کا خیال ہے کہ یہ آیت ایسے ہی کردار کے حامل لوگوں کے بارے نازل ہوئی۔ اس روایت کو امام مسلم نے محمد بن حاتم از بہز بن اسد بیان کیا ہے، ترمذی اور نسائی نے عبداللہ بن مبارک سے، نیز امام نسائی نے ابوداؤد اور حماد بن سلمہ سے اور ان چاروں راویوں نے سلیمان بن مغیرہ سے بیان کیا ہے اور ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے۔

حضور ﷺ کا مقتول: ابوالاسود نے عروہ سے بیان کیا ہے کہ ابی بن خلف جمحی نے مکہ میں قسم کھائی تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو قتل کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی قسم کے بارے میں معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا بلکہ میں ان شاء اللہ اس کو قتل کروں گا۔ جنگ احد میں ابی مسلح ہو کر آیا اور وہ کہہ رہا تھا اگر محمد ﷺ زندہ رہا تو میں زندہ نہ رہوں گا، چنانچہ اس نے رسول اللہ ﷺ پر حملہ کا ارادہ کیا تو حضرت مصعب بن عمیر بیچ میں آ گئے اور وہ شہید ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابی کی زرہ اور خود کے درمیان ہنسلی پر برچھا مارا اور وہ گھوڑے سے گر پڑا لیکن خون نہ بہا۔ ساتھی آئے اور اس کو اٹھا کر لے گئے وہ بیل کی طرح آواز نکال رہا تھا لوگوں نے اس سے کہا کیا تکلیف ہے یہ تو معمولی سی خراش ہے۔ اس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا تھا کہ میں ابی کو قتل کروں گا، واللہ یہ زخم اگر اہل حجاز کو لگ جائے تو سب مر جائیں۔ چنانچہ وہ جہنم رسید ہوا۔ اس روایت کو مغازی میں موسیٰ بن عقبہ نے زہری از سعید بن مسیب اسی طرح بیان کیا ہے۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جبل احد کی گھاٹی میں آئے تو ابی بن خلف نے آپ کو دیکھ کر کہا اگر تو زندہ نجات پا گیا تو میں نجات نہ پاؤں۔ رسول کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کوئی ہم میں سے اس پر حملہ آور ہو؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آنے دو، جب وہ آپ ﷺ کے قریب ہو گیا تو آپ ﷺ نے حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ سے برچھا لیا، موقع پر حاضرین میں سے کسی کا بیان ہے کہ جب آپ نے برچھا پکڑ کر جھٹکا دیا تو ہم آپ کے پاس سے مکھیوں کی طرح اڑ گئے جیسے اونٹ کی پشت سے جھٹکنے کے وقت مکھیاں اڑ جاتی ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کی گردن پر نیزہ مارا اور وہ گھوڑے سے لڑھکتا ہوا گر پڑا۔

عجیب واقعہ: واقدی نے نافع بن جبیر سے اسی طرح بیان کیا ہے اور واقدی نے کہا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابی بن خلف بطن رابغ میں ہلاک ہوا۔ میں بطن رابغ میں کچھ رات گئے سفر کر رہا تھا کہ میں نے روشنی کی چمک دیکھی اور میں ڈر گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی اس سے نکلا اور وہ زنجیر میں کھینچتا ہوا پیاس سے بے تاب ہو رہا تھا اچانک ایک اور آدمی نظر آیا جو کہہ رہا ہے اس کو پانی مت پلاؤ، یہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں قتل ہوا ہے یہ ابی بن خلف ہے۔ صحیحین میں حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو اللہ کا رسول قتل کرے اس پر اللہ کا غضب شدید ہوتا ہے اور بخاری میں ہے:

"اشتد غضب الله على من قتله رسول الله بيده في سبيل الله"

حضرت جابر کے والد عبداللہ کی فضیلت: امام بخاری حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد شہید ہو گئے تو میں ان کا چہرہ کھول کر روتا تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم مجھے منع کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ منع نہیں کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "لا تبکیہ" تو اس پر روئے یا نہ روئے، فرمایا اے فاطمہ (جابر کی پھوپھی) تو اس پر روئے یا نہ روئے فرشتے جب تک اس کا جنازہ نہیں اٹھایا گیا سایہ کئے رہے۔

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا کفن: امام بخاری نے یہ روایت کتاب المغازی میں تعلیقاً بیان کی ہے اور کتاب الجنائز میں [illegible] سعد بن ابراہیم [illegible] بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمن بن عوف روزہ سے تھے کہ ان

کے سامنے کھانا رکھا گیا تو کہنے لگے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے' وہ مجھ سے بہتر تھے ان کو ایک ایسے تنگ اور چھوٹے کپڑے میں کفن پہنایا گیا کہ سر ڈھانپتے تو پیر ننگے ہو جاتے اور پیر ڈھانپتے تو سر کھل جاتا۔ ابراہیم کا بیان ہے کہ حضرت عبدالرحمان رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ وہ بھی مجھ سے افضل تھے' پھر ہم پر دنیا کی زیادتی کر دی گئی اور ہمیں یہ فراخت دنیا فراہم کر دی گئی ہمیں ڈر ہے کہ کہیں ہماری نیکیوں کا صلہ دنیا میں تو نہیں دے دیا گیا ہو۔ پھر آپ دیر تک روتے رہے حتیٰ کہ کھانا ٹھنڈا ہو گیا' پھر وہ اٹھا دیا۔

امام بخاری حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اللہ کی خوشنودی کے لئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی۔ (پس ہمارا) اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں ثابت ہو گیا۔ بعض مہاجر تو ایسے رخصت ہو گئے انہوں نے دنیا میں کچھ بدلہ نہ لیا۔ من جملہ ان کے مصعب بن عمیر تھے وہ جنگ احد میں شہید ہوئے۔ ان کا ترکہ صرف ایک چھوٹا سا کپڑا تھا سر ڈھانپتے تو پیر کھل جاتے پیر ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سر ڈھانپ دو اور پیروں پر اذخر گھاس ڈال دو۔ بعض ہم میں سے ایسے ہیں جن کو دنیا بہت زیادہ میسر ہے اور وہ لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ اس روایت کو ابن ماجہ کے علاوہ سب اصحاب صحاح نے اعمش سے بیان کیا ہے۔

حضرت یمان رضی اللہ عنہ اور ثابت بن وقش رضی اللہ عنہ کی شہادت ...... امام بخاری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ احد میں مشرکین شکست و ہزیمت سے دوچار ہو گئے تو ابلیس لعین نے "دھوکے کی خاطر" پکارا: اے اللہ کے بندو! اپنے پیچھے والوں سے ہوشیار ہو جاؤ۔ یہ سن کر اگلے پچھلوں پر ٹوٹ پڑے اور گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی۔ چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ والد "یمان" مسلمانوں کی زد میں ہے۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے بندو! یہ میرا باپ ہے یہ میرا باپ ہے لوگ نہ رکے حتیٰ کہ انہوں نے ان کو شہید کر دیا اور حضرت حذیفہ نے کہا: اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرما دے۔ عروہ کا بیان ہے بخدا! جب تک حذیفہ زندہ رہے ان کے دل میں کسک رہی تھی۔

امام ابن کثیر کہتے ہیں کہ یمان اور ثابت بن وقش بڑے ضعیف اور کبر سنی کی وجہ سے خواتین کے ساتھ قلعوں اور قصروں میں تھے۔ ان کا خیال ہوا کہ ہم تو چراغ سحری ہیں (قریب المرگ لوگ ہیں)۔ (یوں گفتگو ختم ہوئی کہ بیٹھنے سے کیا حاصل) اپنی تلواریں لے کر اترے اور میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ راستہ مشرکوں کی طرف سے تھا چنانچہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو مشرکوں نے شہید کر دیا اور حضرت یمان رضی اللہ عنہ غلطی سے مسلمانوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یمان رضی اللہ عنہ کا خون بہا معاف کر دیا اور قاتل اور قضاء کی بابت کسی کو برا بھلا نہیں کہا۔

رسول اللہ ﷺ کے دست شفاء سے آنکھ کا صحیح ہونا ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جنگ احد میں حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ کی پتلی ضرب پڑ کر گر پڑی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست شفاء سے واپس لوٹا دی چنانچہ وہ پہلے سے بھی خوبصورت ہو گئی اور اس کی بینائی تیز ہو گئی۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جنگ احد میں قتادہ بن نعمان کی آنکھ نکل کر رخسار پر لٹک گئی اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنے دست شفاء سے واپس لوٹا دیا اور وہ پہلے سے بھی زیادہ حسین ہو گئی اور اس کی نظر بھی تیز ہو گئی اور یہ آنکھ کبھی دکھتی بھی نہ تھی۔ دار قطنی رحمہ اللہ نے بسند غریب (مالک، محمد بن عبداللہ بن ابی صعصعہ، ابن ابی سعید) حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ احد میں میری دونوں آنکھیں نکل کر رخساروں پر لٹک گئیں اس حالت میں مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا آپ نے ان کو واپس لوٹا کر لعاب دہن ڈالا اور وہ درست ہو گئیں۔ مگر مشہور یہی ہے کہ ان کی ایک آنکھ ہی لوٹی تھی جیسا کہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس جب حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا ایک وفد میں حاضر ہوا تو خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ بن عبدالعزیز نے پوچھا تو کون ہے؟ تو اس نے برجستہ کہا:

أنا ابن الذي سالت على الخد عينه
فردت بكف المصطفى أحسن الرد
فعادت كما كانت لأول أمرها
فيا حسنها عينا ويا حسن ما خد

"میں اس مجاہد کا فرزند ہوں جس کی آنکھ رخسار پر ٹپک گئی تھی اور مصطفیٰ ﷺ کے دست شفا سے اچھی طرح سے واپس لوٹا دی گئی... پہلے کی طرح ہوگئی اس آنکھ اور رخسار کے حسن و جمال کا کیا کہنا"۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اسی وقت کہا اور اس کو خوب عطیات سے نوازا:

تلک المکارم لا قعبان من لبن ۔۔۔ شیبا بماء فعادا بعد ابوالا

"یہ اصل مجد و فضائل ہیں دودھ کے دو پیالے نہیں جن کا اثر ختم ہو اور پیشاب کے راستے نکل گئے"۔

ام عمارہ نسیبہ بنت کعب کا واقعہ ۔۔۔ ابن ہشام کا بیان ہے کہ سعید بن ابی زید انصاری نے بیان کیا کہ ام سعد بنت سعد بن الربیع، ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور ان سے پوچھا خالہ! مجھے اپنی جنگ کا واقعہ تو بتائیے تو ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں صبح سویرے میدان احد کی طرف روانہ ہوئی۔ دیکھوں کہ لوگ کیا کر رہے ہیں، میرے پاس پانی کا مشکیزہ تھا، میں چلتے چلتے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئی دیکھا کہ آپ صحابہ میں تشریف فرما ہیں، مسلمان غالب اور فتح سے سرشار ہیں۔ پھر جب مسلمان بھاگ گئے تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس چلی گئی پھر میں جنگ میں شریک ہوگئی، تلوار اور کمان سے آپ کا دفاع کرنے لگی یہاں تک کہ میں بہت زخمی ہوگئی۔ ام سعد کا بیان ہے کہ میں نے ان کے کندھے پر ایک گہرا گھاؤ دیکھا، پوچھا یہ گھاؤ کس نے لگایا تو اس نے کہا ابن قمئہ نے، اللہ اس کو ذلیل و رسوا کرے۔

جب لوگ رسول اللہ ﷺ کے آس پاس سے بھاگ گئے، ابن قمئہ یہ کہتا ہوا آگے بڑھا کہ مجھے محمد کی نشان دہی کرو، وہ زندہ بچا تو میں نہ زندہ رہوں گا چنانچہ میں اور مصعب بن عمیر وغیرہ جو رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے اس کے آڑے آئے اس نے مجھے یہ ضرب لگائی میں نے بھی اس کو وار کئے لیکن اللہ کے دشمن ابن قمئہ نے اوپر نیچے دو زرہیں پہن رکھی تھیں۔

ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کا ڈھال بننا ۔۔۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ڈھال بن گئے۔ جو تیر آتا ان کی پشت میں گھس جاتا یہاں تک کہ ان کی پیٹھ میں کافی تیر چبھ گئے۔

رسول اللہ ﷺ کی کمان ۔۔۔ ابن اسحاق نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی کمان سے اس قدر تیر چلائے کہ اس کا ایک کنارہ ٹوٹ گیا پھر اس کمان کو قتادہ بن نعمان نے لے لیا اور وہ ان کے پاس رہی۔

انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی شہادت ۔۔۔ ابن اسحاق نے قاسم بن عبدالرحمان بن رافع انصاری سے روایت کی ہے کہ انس خادم رسول اللہ ﷺ کے چچا انس بن نضر جنگ احد میں عمر رضی اللہ عنہ طلحہ بن عبیداللہ وغیرہ مہاجرین اور انصار کے پاس آئے، انہوں نے ہاتھوں سے ہتھیار ڈال دیئے تھے، ان سے پوچھا کیوں بیٹھے ہو؟ تو انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ شہادت پا چکے ہیں۔ (اب لڑ کر کیا کریں گے) تو انس بن نضر نے کہا ان کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے اٹھو اور اسی دین پر جان دے دو جس پر رسول اللہ ﷺ نے جان دی ہے پھر وہ دشمن کی طرف بڑھے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ ان کے نام پر حضرت انس خادم رسول اللہ ﷺ کا نام رکھا گیا تھا۔ حضرت انس بن مالک خادم رسول اللہ ﷺ کا بیان ہے کہ چچا انس کو ستر زخم لگے تھے ان کی بہن نے ان کے پوروں کی وجہ سے ان کو پہچانا۔

حضرت عبدالرحمان بن عوف ۔۔۔ ابن ہشام کا بیان ہے کہ بعض اہل علم نے بتایا کہ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کے جنگ احد میں دانت ٹوٹ گئے تھے اور ان کو بیس یا اس سے زیادہ زخم آئے تھے پیر زخمی ہونے کی وجہ سے لنگڑے ہو گئے تھے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا اعلان کرنا ۔۔۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی شہادت کے اعلان اور لوگوں کے فرار ہونے کے بعد سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے پہچانا۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے خود کے اندر سے آپ کی چمکتی ہوئی آنکھیں دیکھ کر بلند آواز سے پکارا اے مسلمانو! خوش ہو جاؤ رسول اللہ ﷺ یہ ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ کیا

کہ خاموش رہو۔ جب مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کو ڈھونڈ لیا تو آپ ﷺ ان کے ہمراہ شعب کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اور حضرت حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ کرام تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ شعب میں پہنچے تو ابی بن خلف بھی وہاں پہنچ گیا۔

ابی بن خلف کا ہلاک ہونا ...ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھ سے صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نے بتایا کہ مکہ میں ابی بن خلف کی رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوتی تو دھمکی دیتا کہ میرے پاس گھوڑا ہے جسے میں روزانہ ایک فرق --- پیمانہ --- جوار کھلاتا ہوں میں اس پر سوار ہو کر تجھے قتل کروں گا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ فرماتے تم نہیں بلکہ میں تجھے قتل کروں گا ان شاء اللہ۔ جب رسول اللہ ﷺ کے حملے کے بعد قریش کے پاس آیا اور آپ کے تیر کی وجہ سے گردن پر معمولی سی خراش آئی تھی اور خون نہ نکلا تھا تو اس نے کہا اللہ! مجھے محمد ﷺ نے مار ڈالا ہے اس کے رفقاء نے کہا، واللہ تو ہمت ہار گیا ہے کوئی زخم نہیں تو اس نے کہا کہ محمد ﷺ نے مجھے مکہ میں کہا تھا کہ میں تجھے قتل کروں گا۔ واللہ! وہ مجھ پر تھوک بھی دیتا تو مجھے ہلاک کر ڈالتا چنانچہ وہ واپس آتا ہوا مکہ کے قریب سرف میں ہلاک ہو گیا۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت کے ہجویہ اشعار...... حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے ابی کے بارے میں کہا

لقد ورث الضلالۃ عن ابیہ
ابی یوم بارزہ الرسول
اتیت الیہ تحمل رم عظم
وتوعدہ وانت بہ جہول
وقد قتلت بنو النجار منکم
امیۃ اذ یغوث یا عقیل
وتب ابنا ربیعۃ اذ اطاعا
ابا جہل لامہما الہبول
وافلت حارث لما شغلنا
باسر القوم اسرتہ فلیل

"ابی بن خلف اپنے باپ سے ضلالت و رذالت کا وارث ہوا جب اس نے رسول اللہ ﷺ سے جنگ میں مبارزت کی۔ تو بوسیدہ ہڈی ان کے پاس لے کر آیا اور تو ان کو دھمکی دیتا تھا حالانکہ تو ان کے مرتبے سے بے خبر تھا۔ بنی نجار نے تم میں سے امیہ کو قتل کیا جب وہ عقیل سے مدد کا طلب گار تھا۔ عتبہ اور شیبہ پسران ربیعہ ہلاک ہو گئے جب انہوں نے ابوجہل کی بات تسلیم کی ان کی والدہ ان کو گم پائے۔ حارث بچ کر نکل گیا جب ہم اس کی قوم کی گرفتاری میں مصروف تھے اور اس کا خاندان کی جماعت تھوڑی رہ گئی ہے۔"

الا من مبلغ عنی ابیا
فقد القیت فی سحق السعیر
تمنی بالضلالۃ من بعید
وتقسم ان قدرت مع النذور
تمنیک الامانی من بعید
وقول الکفر یرجع فی غرور

وقد لاقتك طعنة ذي حفاظ
كريم البيت ليس بذي فجور
له فضل على الأحياء طرا
إذا نابت ملمات الأمور

"میرا پیغام ابی کو کون پہنچائے گا کہ بے شک تو گہرے دوزخ میں پھینک دیا گیا ہے۔ تو ضلالت و ذلت کے زمانہ کا بہت پہلے سے خواہش مند تھا اور تو نبی محمد کے ساتھ حلف اٹھاتا تھا اگر مجھے قدرت ہو تو زمانہ قدیم سے ہی خواہشات کا مستحق لایا جا رہا ہے۔ اس کا فراق تیری کوئی انجام مغرور فریب ہے۔ تجھے ایک غضبناک خاندانی نیک مرد کا نیزہ لگا۔ جو سب زندوں سے افضل ہوتا ہے جب اہم امور پیش آتے ہیں"۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ شعب تک پہنچے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ مہراس سے ڈھال میں پانی بھر کر لائے کہ رسول اللہ ﷺ نوش فرمائیں۔ وہ پانی بدبودار تھا اس لئے آپ نے اس کو ناپسند کیا۔ اس سے آپ کے چہرے کا خون دھویا اور آپ کے سر پر ڈال دیا گیا۔ اس وقت آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ اس شخص پر اللہ کا نہایت غضب شدید ہے جس نے نبی ﷺ کے چہرے کو خون سے آلودہ کیا۔ اسی روایت کی نظیر پہلے بیان ہو چکی ہیں جو اس باب میں کافی ہیں۔

کفار کو چوٹی سے اتارنا ... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ نبی علیہ السلام صحابہ کرام کے ہمراہ شعب میں تشریف فرما تھے کہ قریش کا ایک گروہ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا بقول ابن ہشام ان میں خالد بن ولید بھی تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ! ان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ ہم سے بلند مقام پر ہوں" چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور مہاجرین نے ان کو نیچے اترنے پر مجبور کر دیا۔

جنت کی بشارت ... نبی علیہ السلام پہاڑ پر چڑھنے لگے تو آپ دو زرہیں پہنے ہوئے تھے اس لئے بلند ہونے کی وجہ سے اوپر نہ چڑھ سکے تو حضرت طلحہ بن عبید اللہ آپ کے نیچے بیٹھے اور آپ اوپر چڑھ گئے۔ ابن اسحاق، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ اس روز جب طلحہ نے یہ کام انجام دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طلحہ نے جنت حاصل کر لی۔

رسول اللہ ﷺ کا بیٹھ کر امامت کرنا ... بقول ابن ہشام عمر مولیٰ غفرہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد میں نماز ظہر زخموں کے باعث بیٹھ کر پڑھائی اور مقتدیوں نے بھی آپ کی اقتداء میں بیٹھ کر نماز پڑھی۔

قومیت کی خاطر لڑنے والے کا انجام ... "قزمان" ایک غیر معروف آدمی تھا جب اس کا ذکر کیا جاتا تو رسول اللہ ﷺ فرماتے وہ دوزخیوں میں سے ہے۔ جنگ احد میں وہ خوب جوش و خروش اور جذبے سے لڑا تنہا اس نے سات یا آٹھ مشرکوں کو تہہ تیغ کیا وہ بہادر اور زبردست مرد میدان تھا زخموں نے اس کو لاچار اور نڈھال کر دیا تو اسے بنی ظفر کے محلہ میں پہنچا دیا مسلمان اس کو تسلی اور ہمدردی کے لئے گئے، وہ کہہ رہے تھے قزمان! آج تو نے بڑا کارنامہ انجام دیا ہے مبارک ہو۔ یہ سن کر اس نے کہا کہ مجھے کیا مبارک باد دیتے ہو "اللہ کی قسم" میں نے اپنے قومی جذبے سے مرعوب ہو کر جنگ کیا ہے ورنہ میں جنگ میں شرکت نہ کرتا جب درد شدید ہوا تو اس نے اپنے تیروں سے تیر نکال کر خود کشی کر لی اسی قسم کا واقعہ جنگ خیبر میں بھی رونما ہوا جو آئندہ بیان ہوگا۔ انشاء اللہ

فاسق کے ذریعے دین کی امداد امام احمد (عبد الرزاق، معمر، زہری، مسیب) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ہم خیبر میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ایک مجاہد کے بارے میں فرمایا جو اسلام کا دعویدار تھا کہ یہ جہنم میں جائے گا۔ جب جنگ شروع ہوئی تو وہ بڑی بہادری سے لڑا اور زخمی ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ جس آدمی کے بارے میں آپ نے بتایا تھا کہ وہ جہنمی ہوگا اس نے تو

آج خوب لڑا اور کمال کر دیا ہے۔ وہ فوت ہو گیا ہے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ جہنمی ہے۔ قریب تھا کہ بعض لوگ آپ کی بات میں تردد اور شک و شبہ کا اظہار کرتے اسی اثناء میں کسی نے کہا کہ وہ مرا نہیں لیکن زخموں سے بے تاب ہے۔ رات کو زخموں کی شدت کو برداشت نہ کر سکا تو اس نے خودکشی کر لی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے نعرۂ تکبیر بلند کر کے کہا میں شاہد ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے بلال کو لوگوں میں یہ اعلان کرنے کا حکم فرمایا کہ جنت میں مسلمان ہی داخل ہو گا اور اللہ تعالیٰ فاسق و فاجر لوگوں کے ذریعہ ان کی مدد کرتا ہے۔ یہ واقعہ صحیحین میں عبدالرزاق سے مروی ہے۔

مدینہ میں پہلا وقف ..... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مخیریق جو بنی ثعلبہ بن فطیون میں سے تھا، نے جنگ احد کے روز کہا اے یہودیو! واللہ! تم خوب جانتے ہو کہ محمد ﷺ کی امداد و نصرت تم پر فرض ہے۔ تو انہوں نے کہا آج ہفتہ کا روز ہے تو اس نے کہا ہفتہ کا احترام کوئی شے نہیں ہے پھر اس نے مسلح ہو کر کہا اگر میں جنگ میں کام آ گیا تو میرے باغات محمد ﷺ کے حوالے ہیں وہ جو چاہیں کریں۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس احد میں گیا اور لڑتا رہا یہاں تک کہ قتل ہو گیا ہمارے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "مخیریق اچھا یہودی تھا" بقول سہیلی رسول اللہ ﷺ نے اس کے باغات کو جو سات عدد تھے مدینہ میں وقف قرار دے دیا اور بقول محمد بن کعب قرظی مدینہ میں یہ پہلا وقف تھا۔

ایک جنتی جس نے کبھی نماز ہی نہیں پڑھی ..... ابن اسحاق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے کہ ایک مسلمان بتاؤ جس نے کبھی نماز نہ پڑھی ہو اور جنتی ہو؟ جب لوگ نہ بتا سکتے اور پوچھتے وہ کون ہے؟ تو کہتے وہ اصیرم ہے بنی عبدالاشہل میں سے عمرو بن ثابت بن وقش۔ حصین کا بیان ہے کہ میں نے محمود بن اسد سے پوچھا اصیرم رضی اللہ عنہ کا کیا قصہ ہے۔ تو اس نے کہا وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کرتا تھا جنگ احد کے روز اس کے دل میں آیا اور وہ مسلمان ہو گیا پھر وہ مسلح ہو کر میدان کارزار میں چلا آیا اور لڑتا رہا حتیٰ کہ زخموں سے چور ہو کر گر پڑا۔ بنی عبدالاشہل کے لوگ میدان جنگ میں اپنے شہداء کو تلاش کر رہے تھے انہوں نے دیکھا کہ یہاں اصیرم موجود ہے۔ انہوں نے حیرت و استعجاب سے کہا یہ تو اصیرم ہے۔ ہم تو اس کو مدینہ میں چھوڑ کر آئے تھے وہ اسلام کا انکار کرنے والا تھا چنانچہ لوگوں نے اس سے دریافت کیا اے عمرو! کیا تو قومی محبت سے سرشار ہو کر یا مسلمان ہو کر؟ تو اس نے کہا میں تو صرف اسلام کی خاطر آیا ہوں۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان اور مسلمان ہو کر ہتھیار لے کر نکلا اور رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ لڑائی لڑتا رہا یہاں تک کہ زخموں سے نڈھال ہو گیا انہی کے دوران اس کی روح پرواز کر گئی انہوں نے یہ قصہ رسول اللہ ﷺ کو سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ جنتیوں میں سے ہے۔

عمرو بن جموح اعرج کا بیٹوں پر اصرار ..... ابن اسحاق نے اپنے والد کی معرفت شیوخ بنی سلمہ سے روایت کی ہے کہ عمرو بن جموح سخت لنگڑا کر چلتا تھا اور اس کے چار بیٹے شیروں کی طرح تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شامل ہوا کرتے تھے۔ جنگ احد کے روز ان کا خیال ہوا کہ وہ اس کو جنگ میں نہ جانے دیں کیونکہ وہ ایک معذور شخص ہے۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ میرے بیٹے مجھے اس جنگ میں جانے سے روک رہے ہیں اور آپ کی معیت سے منع کر رہے ہیں واللہ! میں خواہش مند ہوں کہ اسی لنگڑے پن کے ساتھ جنت میں داخل ہوں یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تجھے معذور قرار دیا ہے تجھ پر جہاد فرض نہیں اور اس کے بیٹوں کو کہا تم اسے منع نہ کرو ممکن ہے اللہ تعالیٰ اس کو شہادت سے سرفراز کرے چنانچہ وہ جنگ احد میں شامل ہوا اور شہید ہو گیا۔

ابن اسحاق نے صالح بن کیسان سے بیان کیا ہے کہ ہند بنت عتبہ اور دیگر خواتین قریش نے شہداء کی لاشوں کے ناک کان کاٹے اور ان کے "جھومر" کے ہار اور پازیب بنائے پھر انہوں نے وہ پازیب اور بالیاں وحشی کو تحفہ دیں اور ہند نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جگر نکالا، چبایا مگر نگل نہ سکی اور اس کو اگل دیا۔ موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ حضرت حمزہ کا پیٹ وحشی نے چاک کیا اور جگر نکال کر ہند کو دیا اس نے چبایا مگر نگل نہ سکی واللہ اعلم۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ہند نے بلند چٹان پر چڑھ کر با آواز بلند یہ اشعار کہے

نحن جزیناکم بیوم بدر

والحرب بعد الحرب ذات سعر
ما كان لي عن عتبة من صبر
ولا أخي وعمه وبكري
شفيت نفسي وقضيت نذري
شفيت وحشي غليل صدري
فشكر وحشي علي عمري
حتى ترم أعظمي في قبري

"جنگ بدر کا ہم نے تم سے بدلہ چکا دیا ہے اور جنگ کے بعد جنگ بھڑکتی ہے۔ مجھ میں عتبہ، شیبہ اور بکر کے قتل پر صبر نہ رہ سکا۔ میں نے اپنے دل کی مراد حاصل کر لی ہے اور نذر پوری کر لی ہے۔ اے وحشی! تو نے میرے سینے کی سوزش کو شفا بخشی۔ وحشی کا پوری زندگی مجھ پر شکر واجب ہے یہاں تک کہ قبر میں میری ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں۔"

حضرت ہند بنت اثاثہ بن مطلب نے اسے جواب کے طور پر کہا:

خزيت في بدر وبعد بدر
يا بنت وقاع عظيم الكفر
صبحك الله غداة الفجر
بالهاشميين الطوال الزهر
بكل قطاع حسام يفري
حمزة ليثي وعلي صقري
إذ رام شيب وأبوك غدري
فخضبا منه ضواحي النحر
ونذرك السوء فشر نذر

"اے ہند! تو بدر اور بدر کے بعد بھی رسوا ہوئی اے بہادر ہونے والے اور عظیم کفر والے کی بیٹی! اللہ صبح سویرے تجھے سفید دراز قامت ہاشمیوں کی تلوار سے ہلاک کرے۔ حمزہ میرا شیر ہے اور علی رضی اللہ عنہ میرا شاہین ہے۔ جب شیبہ اور عتبہ نے مجھ سے غدر اور بد عہدی کی تو اس سے انہوں نے سینہ رنگین کر دیا اور تیری نذر بدترین نذر ہے۔"

ابوسفیان کی دشمنی: ابوسفیان، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے گلے اور رخسار پر نیزہ مار کر کہہ رہا تھا اے عاق اور نافرمان یہ مزہ چکھ۔ حلیس بن زبان حارثی نے دیکھ کر کہا اے بنی کنانہ یہ سردار قریش اپنے مردہ ابن عم سے یہ نامناسب حرکت کر رہا ہے۔ یہ سن کر ابوسفیان نے کہا افسوس! یہ بات کسی کو بتانا نہیں، یہ میری لغزش ہے۔

الوداعی گفتگو: ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ابوسفیان نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر با آواز بلند کہا تو نے اچھا کیا جنگ دونوں طرف برابر رہی ہے۔ جنگ احد، جنگ بدر کا جواب ہے۔ اے ہبل! تیرا دین غالب ہو۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا ان کو جواب دو، انہوں نے کہا اللہ بزرگ و برتر ہے ہم اور تم برابر نہیں ہیں ہمارے شہید جنت میں ہیں اور تمہارے مقتول دوزخ میں۔ ابوسفیان نے کہا اے عمر رضی اللہ عنہ بات سنو! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جاؤ دیکھو اس کی کیا بات ہے؟ تو ابوسفیان نے پوچھا خدارا بتاؤ کیا ہم نے محمد ﷺ کو قتل کر ڈالا ہے؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہرگز نہیں، اب وہ تیری بات سن رہے ہیں تو ابوسفیان نے کہا آپ میرے نزدیک ابن قمئہ سے زیادہ قابل اعتبار

اور سچے تھے۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ابو سفیان نے اعلان کیا کہ تمہاری لاشوں میں مثلہ کیا گیا ہے اللہ کی قسم میں اس کو پسند کرتا ہوں اور نہ ہی اس سے ناراض ہوں۔ نہ میں نے اس سے منع کیا ہے اور نہ حکم دیا ہے۔ اس نے کہا جب وہ واپس ہونے لگے ابو سفیان نے بلند آواز سے کہا آئندہ سال بدر میں ہمارا تمہارا معرکہ ہوگا یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو فرمایا کہو ہاں یہ ہمارا تمہارا وعدہ ہے۔

حضرت علی کو ابو سفیان کے تعاقب میں بھیجنا ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ابو سفیان کے پیچھے روانہ کیا اور فرمایا کہ دیکھو وہ کیا کرتا ہے اور اس کا کیا ارادہ ہے۔ اگر وہ اونٹوں پر سوار ہو کر چل رہے ہیں اور گھوڑوں کو خالی ساتھ لے گئے تو (سمجھو) وہ مکہ جا رہے ہیں۔ اگر وہ گھوڑوں پر سوار اور اونٹوں کو خالی ساتھ لے جا رہے ہیں تو ان کا مقصد مدینہ ہے۔ بخدا! اگر ان کا ارادہ مدینہ جانے کا ہوا تو میں وہاں پہنچ کر ان سے مقابلہ کروں گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں ان کے پیچھے ان کی نقل و حرکت کا جائزہ لینے کے لئے روانہ ہوا تو دیکھا وہ اونٹوں پر سوار ہیں اور گھوڑوں کو خالی ساتھ لئے ہوئے ہیں اور مکہ کی طرف جا رہے ہیں۔

احد کی دعا امام احمد مروان بن معاویہ فزاری سے، وہ عبدالواحد بن ایمن مکی سے، وہ ابن رفاعہ زرقی سے، وہ رفاعہ زرقی سے روایت کرتے ہیں کہ احد کے روز مشرک جب واپس ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا برابر صف بستہ کھڑے ہو جاؤ میں اپنے پروردگار کی حمد و ثنا کروں چنانچہ صحابہ کرام آپ کے پیچھے صف بستہ کھڑے ہو گئے تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔

اللهم لك الحمد كله، اے اللہ تمام تعریف تیرے لئے ہے۔ اللهم لا قابض لما بسطت، اے اللہ جس کو تو فراخی دے اس کو کوئی تنگ نہیں کر سکتا ولا باسط لما قبضت، اور جس کو تو تنگی دے اس کو کوئی فراخ نہیں کر سکتا ولا هادي لمن اضللت، اور جس کو گمراہ کرے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا ولا مضل لمن هديت جس کو تو ہدایت کرے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا ولا معطي لما منعت جس چیز کو تو روک لے اس کو کوئی دے نہیں سکتا۔ ولا مانع لما اعطيت اور جو چیز تو عطا کرے کوئی روک نہیں سکتا ولا مقرب لما باعدت جس چیز کو تو بعید کرے اس کو کوئی قریب نہیں کر سکتا ولا مبعد لما قربت اور جس چیز کو تو قریب کرے اس کو کوئی بعید نہیں کر سکتا اللهم ابسط علينا من بركاتك ورحمتك وفضلك ورزقك یا اللہ اپنی برکت، رحمت، فضل اور رزق کی ہم پر کشادگی اور فراخی کر۔

اللهم اني اسألك النعيم المقيم الذي لا يحول ولا يزول یا اللہ میں تجھ سے دائمی نعمت کا سوال کرتا ہوں جو زوال پذیر اور تبدیل نہ ہو۔ اللهم اني اسألك النعيم يوم العيلة والامن يوم الخوف یا اللہ میں تجھ سے تنگ دستی کے روز نعمت کا سوال کرتا ہوں اور خوف کے روز امن کا۔ اللهم اني عائذ بك من شر ما اعطيتنا وشر ما منعتنا یا اللہ میں تیری ذات سے تیری عطا کردہ چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور نہ عطا کردہ چیز کے شر سے۔ اللهم حبب الينا الايمان وزينه في قلوبنا یا اللہ ہمیں ایمان کو محبوب بنا دے اور اس کو ہمارے دلوں میں آراستہ اور مزین کر دے۔ وكره الينا الكفر والفسوق والعصيان کفر، فسق اور نافرمانی کو ہمارے لئے ناپسند بنا دے۔ واجعلنا من الراشدين اور ہم کو ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل کر دے۔ اللهم توفنا مسلمين یا اللہ ہم کو مسلمان ہونے کی حالت میں فوت کر واحينا مسلمين اور ہم کو مسلمان زندہ رکھ والحقنا بالصالحين غير خزايا ولا مفتونين ہمیں بغیر رسوائی اور فتنہ کے نیک لوگوں کے ساتھ ملا دے۔ اللهم قاتل الكفرة الذين يكذبون رسلك ويصدون عن سبيلك واجعل عليهم رجزك وعذابك یا اللہ ان کافروں کو ہلاک کر جو تیرے رسولوں کی تکذیب کرتے ہیں اور تیری راہ سے روکتے ہیں اور ان پر اپنا قہر اور عذاب مسلط کر۔ اللهم قاتل الكفرة الذين اوتوا الكتاب اله الحق یا اللہ ان کافروں کو بھی ہلاک کر جو اہل کتاب ہیں، اے سچے معبود۔

حضرت سعد بن ربیع کا پیغام ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھے محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی صعصعہ مازنی نجاری نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سعد بن ربیع کو کون دیکھے گا کہ وہ زندہ ہے یا شہید؟ ایک انصاری نے عرض کیا "میں" جو جاتا ہوں۔ چنانچہ اس نے سعد رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ آخری سانس لے رہے تھے۔ انصاری نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے تا معلوم کروں کہ تم زندہ ہو یا شہید؟ اس نے کہا

میری جان کنی کی حالت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو میرا اسلام پہنچا کر عرض کرنا کہ سعد بن ربیع درخواست کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو وہ بہترین جزا عطا کرے جو کسی نبی کو امت کی طرف سے اس نے دی ہے اور قوم کو بھی میرا اسلام عرض کرنا اور ان کو میرا یہ پیغام دینا کہ سعد بن ربیع تمہیں بتا رہا ہے کہ تمہاری زندگی میں اگر کوئی دشمن رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گیا تو اللہ کے ہاں تمہارا عذر قابل قبول نہ ہوگا۔ انصاری کا بیان ہے کہ میں وہاں کھڑا تھا کہ ان کی روح پرواز کر گئی اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سارا قصہ عرض کر دیا۔

بقول امام ابن کثیر واقدی کے مطابق حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو محمد بن مسلمہ نے تلاش کیا۔ انہوں نے دو مرتبہ آواز دی تو کوئی جواب نہ آیا پھر انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں آپ کو تلاش کروں پھر انہوں نے دھیمی آواز میں جواب دیا اگلا حصہ حسب سابق ہے۔ ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ ابی بن کعب نے سعد کو تلاش کیا۔ واللہ اعلم۔ حضرت سعد بن ربیع لیلۃ العقبہ میں نقیبوں میں سے تھے۔ حضرت عبدالرحمان بن عوف اور ان کے درمیان رسول اللہ ﷺ نے اسلامی بھائی چارہ قائم کیا تھا۔

بدلہ لینے کے بارے میں نازل ہونے والی آیت...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تلاش میں نکلے تو ان کو وادی احد میں اس حال میں پایا کہ ان کے ناک کان کاٹ لئے گئے تھے اور پیٹ چاک کر کے جگر نکال لیا گیا ہے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھے محمد بن جعفر بن زبیر نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کی حالت دیکھ کر فرمایا اگر صفیہ کے غم زدہ ہونے اور میرے بعد دفن نہ کرنے کا سنت بن جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں ان کو ایسے ہی چھوڑ دیتا اور وہ درندوں اور پرندوں کی خوراک بن جاتا۔ اگر اللہ نے مجھے کسی جنگ میں کامیاب فرمایا تو میں تیس لاشوں کا مثلہ کروں گا۔

مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر رنج و الم کا اظہار دیکھ کر کہا واللہ! اگر ہمیں اللہ نے کبھی کامیابی بخشی تو ہم ان کا ایسا مثلہ کریں گے جس کی عرب میں مثال نہ ہو۔ ابن اسحاق نے بریدہ بن سفیان بن فروہ اسلمی کی معرفت محمد بن کعب سے اور کسی ثقہ راوی کی معرفت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں نازل فرمایا (۱۶/۱۲۶) "اگر تم بدلہ لو تو اتنا بدلہ لو جتنی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی ہے اور اگر صبر کرو تو یہ صبر والوں کے لئے بہتر ہے۔" چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے معاف فرما دیا، صبر کیا اور مثلہ کرنے سے روک دیا۔ بقول امام ابن کثیر یہ آیت (۱۶/۱۲۶) مکی ہے اور غزوہ احد مدینہ میں واقع ہوا تو یہ روایت کیسے درست ہوگی۔ واللہ اعلم۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا غم...... حمید طویل، حسن (بصری) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جہاں بھی جاتے وہاں سے رخصت ہونے سے پہلے صدقہ و خیرات کی تلقین کرتے اور مثلہ کرنے سے منع فرماتے۔ بقول ابن ہشام رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر کھڑے ہو کر فرمایا تمہاری موت جیسا صدمہ مجھے کبھی نہ پہنچا اور میں اس سے زیادہ کسی رنجیدہ اور دردناک مقام پر کبھی کھڑا نہیں ہوا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بتایا ہے کہ سات آسمانوں میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا نام اس طرح مکتوب ہے۔ حمزہ بن عبدالمطلب، اسد اللہ و اسد رسولہ، اللہ اور اس کے رسول کا شیر۔ بقول ابن ہشام، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سلمہ بن عبدالاسد، رسول اللہ ﷺ کے رضاعی بھائی ہیں۔ ان تینوں کی رضاعی ماں ثویبہ، ابولہب کی کنیز ہے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ...... ابن اسحاق، ایک ثقہ راوی، جو مقسم کی معرفت حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کو کپڑے میں لپیٹ دیا گیا پھر آپ نے سات تکبیر سے نماز جنازہ پڑھائی پھر دوسرے شہداء باری باری لا کر حمزہ کی لاش کے برابر رکھ دیا جاتا چنانچہ آپ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سب کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس طرح حضرت حمزہ کی ۷۲ بار نماز جنازہ پڑھی گئی۔ یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔ بقول سہیلی ائمہ میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں۔

امام احمد ابن مسعود سے بیان کرتے ہیں کہ مجاہدین کے پیچھے مسلمان خواتین مشرکوں کے زخمیوں کو ختم کر رہی تھیں۔ اس روز اگر میں حلفاً کہتا کہ ہم میں سے دنیا کا طالب کوئی نہ تھا تو میرا خیال تھا کہ میں اپنی قسم میں سچا ہوتا مگر جب منکم من یرید الدنیا (۳/۱۵۲) آیت نازل ہوئی تو

صورت حال کا علم ہوا۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے جب رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت اور معصیت کی تو رسول اللہ ﷺ صرف نو صحابہ (کے انصاری اور دو مہاجر) کے مختصر سے گروہ میں تنہا رہ گئے جب کفار نے آپ کو گھیرے میں لے لیا تو آپ نے فرمایا اس کا ٹھکانہ بہشت ہو: زائل کرے جو ان کو ہم سے دور ہٹا دے تو آپ مسلسل یہ بات دہراتے رہے حتیٰ کہ ساتوں کے ساتوں شہید ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین کو مخاطب کر کے فرمایا ہم نے ان سے انصاف نہیں کیا۔

پھر ابوسفیان نے کہا اُعل ہبل تیرا دین غالب ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم "اللہ اعلی واجل" کہو تو صحابہ نے کہا اللہ ہی بلند و بزرگ و برتر ہے پھر ابوسفیان نے کہا ہمارا عزیٰ مددگار ہے اور تمہارا کوئی "عزیٰ" نہیں۔ آپ نے فرمایا تم کہو اللہ ہمارا مولیٰ و مددگار ہے اور تمہارا مولیٰ نہیں۔ پھر ابوسفیان نے کہا جنگ احد جنگ بدر کا جواب ہے ایک میں ہماری فتح اور دوسرے میں شکست یہ حنظلہ کا بدلہ ہے حنظلہ بن ابوسفیان کے بدلے حنظلہ بن ابی عامر۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "یہ معاملہ یکساں نہیں ہمارے شہید زندہ ہیں اور ان کو رزق دیا جا رہا ہے اور تمہارے مقتول جہنم میں پہنچ گئے ہیں انہیں عذاب دیا جا رہا ہے۔" ابوسفیان نے کہا تمہارے مردوں میں مثلہ شدہ لاشیں ہیں، یہ ہمارے سرداروں کے حکم سے نہیں ہوا اور نہ میں نے حکم دیا اور نہ منع کیا نہ مجھے افسوس ہوا نہ مجھے برا لگا اور نہ خوشی ہوئی۔ چنانچہ جب شہداء کی لاشیں دیکھیں تو معلوم ہوا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چاک کیا گیا ہے۔ ہندہ بنت عتبہ نے ان کا جگر نکال کر چبایا ہے لیکن اس کو نگل نہ سکی۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا اس نے کچھ کھایا۔ صحابہ نے کہا نہیں کھا سکی تو آپ نے فرمایا اللہ کو پسند نہ تھا کہ حمزہ کے جسم کا کوئی حصہ آگ میں جائے۔

رسول اللہ ﷺ کے سامنے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ رکھا گیا آپ نے نماز جنازہ پڑھائی پھر ایک انصاری کا جنازہ لایا گیا وہ حضرت حمزہ کے پہلو میں رکھ دیا گیا تو آپ نے اس کا جنازہ پڑھایا اور اس کو اٹھا لیا گیا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جنازہ کو وہیں رہنے دیا، پھر اور جنازہ لایا گیا اور اس کا جنازہ پڑھایا اس طرح بہتر نماز پڑھائی جاتی رہی حتیٰ کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ستر بار نماز جنازہ پڑھی گئی۔ امام احمد اس روایت میں منفرد ہیں اس سند میں بھی عطا بن سائب کی وجہ سے ضعف ہے۔ واللہ اعلم۔ اور امام بخاری کی روایت گزر چکی ہے۔

امام بخاری، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ احد کے شہداء میں سے دو دو کو ایک ہی کفن میں لپیٹ دیتے۔ پھر پوچھتے کس کو قرآن زیادہ یاد تھا، جب معلوم ہو جاتا تو اس کو لحد میں رکھتے اور آپ نے فرمایا روز قیامت میں ان پر گواہ ہوں گا، اس طرح آپ نے شہداء کو خون سمیت دفن کرنے کا حکم دیا، نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی اور نہ غسل دیا۔ یہ روایت صرف بخاری میں ہے۔

اس روایت کو اصحاب سنن نے لیث بن سعد سے بیان کیا ہے۔ امام احمد، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے شہداء احد کے بارے میں فرمایا کہ ان کا ہر زخم قیامت کو کستوری کی طرح مہکے گا آپ نے ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی، ہاں یہ بات ہے کہ وفات سے کچھ دیر پہلے آپ نے ان کی نماز جنازہ کئی سال بعد پڑھی جیسا کہ امام بخاری، عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آٹھ سال بعد شہداء احد کی نماز جنازہ پڑھی جیسے زندوں اور مردوں سے رخصت ہوتے ہیں پھر آپ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا "میں تمہارا پیش رو ہوں اور تم پر گواہ ہوں اور ملاقات کا وعدہ حوض کوثر ہے اور میں تو اسی جگہ کھڑا ہوا حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں، مجھے اس بات کا خوف نہیں کہ تم شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے مگر مجھے یہ خطرہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرو اور اس میں مقابلہ کرو۔" میں (عقبہ) نے منبر پر آخری مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ اس روایت کو امام بخاری نے متعدد مقامات پر بیان کیا ہے امام مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے یزید بن ابی حبیب سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

بھائی، بیٹا، خاوند اور بیوی ..... اموی، صہیب بن ثابت سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ وہ حالات معلوم کرنے کی خاطر جبل احد کی طرف نکلیں، حرہ کی گھاٹی میں پہنچی ہی تھیں کہ سامنے اونٹ کو دیکھا ایک مرد ورد زبان کئے جا رہا ہے: لبث قلیلا یشھد الھیجا حمل پھر معلوم ہوا کہ وہ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ ہیں پھر تھوڑی دیر بعد ایک اونٹنی نظر آئی اس پر ایک عورت سوار تھی [illegible] کے کچھ بیان ہو رہی اس کے قریب ہوئیں تو وہ عمرو بن جموح کی بیوی تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے پوچھا کیا خبر ہے؟ اس نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو سلامت رکھا ہے اور مومنوں کو شہادت کا اعزاز بخش دیا ہے اور اللہ نے کافروں کو ان کے غصے میں بھرا ہوا لوٹا دیا ہے۔ انہیں کچھ بھی ہاتھ نہ

آیا اور اللہ نے مسلمانوں کی لڑائی اپنے ذمے لے لی ہے (اور وہ کافی ہے) اللہ طاقت ور غالب ہے۔ پھر وہ پہلی سواری پر سوار ہو کر پیچھے لوٹ گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو پہلے کہا تھا اس نے ویسے ہی بھاگ اور شکست مانی ہے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا دفن و قبر ... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھنے آئیں وہ ان کی حقیقی بہن تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے بیٹے زبیر بن العوام سے کہا جاؤ ان کو واپس کر دو تاکہ وہ اپنے بھائی کی لاش کو دیکھنے نہ پائیں تو انہوں نے عرض کیا امی جان! رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے کہ آپ واپس چلی جائیں انہوں نے کہا کیوں؟ مجھے اپنے بھائی کا مثلہ کیا جانا معلوم ہو چکا ہے اور یہ اللہ کی راہ میں کوئی بڑی قربانی نہیں ہے۔ واللہ! میں اللہ سے ثواب کی امید رکھتی ہوں اور ان شاء اللہ صبر کروں گی۔ پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ساری بات بتائی تو آپ نے اجازت دے دی چنانچہ وہ لاش پر گئیں اور حضرت کی طرف دیکھا، انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر دعائیں کیں پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے دفن کا حکم فرمایا ان کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن جحش دفن ہوئے جو امیمہ بنت عبدالمطلب کے فرزند اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بھانجے تھے ان کا بھی مثلہ کیا گیا تھا مگر ان کا پیٹ چاک نہ کیا گیا تھا۔ قول ہے کہ یہ "المجدع فی اللہ" کے نام سے مشہور ہے۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ بن جحش کی دعائیں ...... سعد اور عبداللہ بن جحش نے دعا کی اور دونوں کی دعا قبول ہوئی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی کہ وہ ایک مشرک شہسوار سے دوچار ہوں اور وہ اسے قتل کریں "سعد" [illegible] جیسے چاہا ویسے ہی ہوا۔ عبداللہ نے دعا کی کہ وہ ایک شہسوار سے دوچار ہوں اور وہ شہسوار ان کو شہید کر کے کان ناک کاٹ ڈالے۔ یہ بھی ٹھیک اسی طرح دعا قبول ہوئی۔

شاخ کا تلوار بن جانا ..... زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ جنگ احد میں عبداللہ بن جحش کی تلوار ٹوٹ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک شاخ عطا فرمائی اور وہ ان کے ہاتھ میں آ کر تلوار میں تبدیل ہو گئی پھر وہ دو سو دینار کے عوض ان کے بیٹے نے فروخت کی اور یہ واقعہ حضرت عکاشہ کے جنگ بدر کے واقعہ کی طرح ہے۔

دو شہیدوں کے لئے ایک کفن اور ایک قبر ... رسول اللہ ﷺ ایک قبر میں دو دو یا تین تین شہید دفن فرما رہے تھے، بلکہ ایک کفن میں دو شہیدوں کو لپیٹ دیتے تھے اور لحد میں پہلے اس کو اتارتے جس کو قرآن زیادہ یاد ہوتا اور دو دوست یا صحابیوں کو ایک قبر میں دفن کرتے جیسے کہ عبداللہ بن عمرو والد جابر اور عمرو بن جموح کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا کہ دونوں میں صاحب اور دوست تھے اور ان کو [illegible] بہت حالت دفن کر دیا گیا ہے۔ ایک قبر میں دو تین شہیدوں کو اس لیے دفن کیا کہ [illegible] فرصت عطا فرمائی کہ مجاہدین زخموں سے نڈھال تھے ہر ایک کے لئے علیحدہ قبر کھودنا دشوار تھا۔

قیامت کے دن شہید کس حالت میں اٹھایا جائے گا ...... ابن اسحاق عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر سے بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد میں شہداء کے دفن سے فراغت پانے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا "میں ان شہداء پر شاہد ہوں اللہ کے راستے میں جو شخص زخمی ہوا اللہ اس کو قیامت کے روز اس حالت میں اٹھائے گا کہ اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہوگا خون کا رنگ سرخ ہوگا اور کستوری کی طرح مہکتا ہوگا۔" ابن حبان اپنی صحیح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ما من جريح يجرح في الله الا والله يبعثه يوم القيامة وجرحه يدمى اللون لون الدم والريح ريح المسك

یہ حدیث صحیحین میں متعدد اسناد سے مروی ہے۔

امام احمد (علی بن عاصم عطاء بن السائب سعید بن جبیر) حضرت ابن عباس سے بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "شہداء کا سامان حرب اتار لیا جائے اور ان کو ان کے خون سمیت دفن کر دیا جائے" اس روایت کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے علی بن عاصم سے بیان کیا ہے۔

لحد میں پہلے کسے رکھا جائے ۔۔۔ سنن میں ابوداؤد (قعنبی، سلیمان بن مغیرہ، حمید بن ہلال) ہشام بن عامر سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ احد میں انصار نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا ہم زخموں سے چور ہیں قبر کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ تو آپ نے ان کو فرمایا کہ قبر کھلی اور کشادہ کھودو، ایک قبر میں دو دو اور تین تین کو دفن کرو۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ پہلے کس کو لحد میں رکھیں تو فرمایا جس کو قرآن زیادہ یاد ہو۔ ۔۔۔ ثوری از ایوب از حمید کی سند میں "اعمقوا" کا اضافہ ہے کہ گہری بھی کرو۔

شہیدوں کا دفن کہاں ہونا چاہیے ۔۔۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ بعض لوگوں نے اپنے شہداء کو مدینہ میں لے جا کر دفن کر دیا مگر رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا اور ہدایت کی کہ ان کو جائے شہادت میں دفن کرو۔

حضرت جابر کے والد کی لاش کا قصہ ۔۔۔ امام احمد (علی بن اسحاق، عبداللہ، اور عتاب، عبداللہ، عمر بن سلمہ بن ابی یزید مدنی، والد، سلمہ بن یزید) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد جنگ احد میں شہید ہو گئے میری بہنوں نے ایک سواری بھیجی کہ اس پر ابا جی کو اٹھا کر لاؤ اور بنی سلمہ کے قبرستان میں دفن کر دو چنانچہ میں پہنچا تاکہ ان کو لے جاؤں تو نبی علیہ السلام کو بھی اس بات کا علم ہو گیا۔ آپ احد میں تشریف فرما تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا واللہ ان کو شہداء کے ساتھ ہی دفن ہونا ہے چنانچہ ان کو احد میں دفن کر دیا (تفرد بہ احمد)

امام احمد جابر بن عبداللہ سے بیان کرتے ہیں کہ شہداء احد کو احد سے منتقل کر دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ کے منادی نے اعلان کیا کہ شہداء کو ان کی جائے شہادت میں واپس لے آؤ۔ اس حدیث کو ابوداؤد، و نسائی نے ثوری سے اور ترمذی نے شعبہ سے تخریج کی اور ابن ماجہ نے سفیان بن عیینہ سے اور ان سب نے (اسود بن قیس از نبیح عنزی) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ سے باہر مشرکین کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے احد گئے۔ مجھے میرے والد عبداللہ نے کہا، اے جابر! تو مدینہ میں انتظار کرنے والوں میں رہ جا تو کوئی حرج نہیں۔ حتیٰ کہ ہماری فتح اور شکست واضح ہو جائے واللہ اگر میری بچیاں نہ ہوتیں تو میری خواہش تھی کہ تو میرے سامنے شہید ہو جاتا۔

شہید تروتازہ رہتا ہے ۔۔۔ حضرت جابر کا بیان ہے کہ میں مدینہ میں ہی تھا کہ میری پھوپھی میرے والد اور ماموں کی لاشیں سواری پر لاد کر لے آئی تاکہ ہم اپنے قبرستان میں دفن کر دیں۔ یکایک ایک منادی نے اعلان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے کہ تم شہداء کو واپس احد میں لے جاؤ اور ان کی جائے شہادت میں دفن کرو چنانچہ ہم نے ان کو واپس لے جا کر ان کے جائے شہادت میں دفن کر دیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں مجھے ایک شخص نے آ کر کہا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عملے نے تیرے والد کی قبر کو کھود ڈالا ہے۔ ان کے جسم کا کچھ حصہ نمودار ہو چکا ہے چنانچہ میں قبر کے پاس آیا تو والد کو اسی شکل و صورت میں پایا جیسے میں نے دفن کیا تھا ان کے جسم میں کوئی تبدیلی نہ آئی تھی۔ امام بیہقی (حماد بن زید، ایوب، ابوالزبیر) حضرت جابر بن عبداللہ سے بیان کرتے ہیں کہ چالیس سال بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے شہدائے احد کے مدفن کے پاس چشمہ جاری کیا ہم نے ان سے قبر کی درخواست کی اور ان کو وہاں سے منتقل کرنا شروع کیا تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں کو کسی کی کدال لگ گئی اور خون جاری ہو گیا اور ابن اسحاق از جابر میں یہ ہے کہ ہم نے ان کو احد سے نکالا تو گویا وہ کل ہی دفن کئے گئے ہیں۔

واقدی کا بیان ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے وادی احد میں چشمہ جاری کرنا چاہا تو ان کے منادی نے اعلان کیا کہ وادی احد میں جن کے شہید مدفون ہیں وہ حاضر ہوں۔ حضرت جابر کا بیان ہے کہ میں نے والد کی قبر کو کھودا تو والد کو قبر میں ایسا پایا گویا وہ نیند کی حالت میں سوئے ہوئے ہیں۔ اور حضرت عمرو بن جموح بھی ان کے ساتھ مدفون تھے۔ ان کا ہاتھ اپنے زخم پر رکھا ہوا تھا ہاتھ ہٹایا گیا تو زخم سے خون جاری ہو گیا۔ ان کی قبروں سے کستوری جیسی مہک آ رہی تھی۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ یہ دفن کے روز سے ۴۶ سال بعد کا واقعہ ہے۔ امام بخاری حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے غزوہ احد میں شہادت کا ارادہ کیا تو مجھے رات کو بلا کر کہا معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ میں سے سب سے پہلے میں شہید ہوں گا۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد تو مجھے سب سے پیارا ہے۔ میں مقروض ہوں میرا قرض ادا کرنا اور بہنوں سے اچھا سلوک رکھنا۔ چنانچہ صبح ہوا تو وادی احد میں وہ سب سے پہلے شہید تھے ان کی قبر میں ایک اور شہید بھی مدفون تھا مگر میں اس بات پر خوش نہ تھا چنانچہ چھ ماہ بعد میں نے ان

کو دوسری قبر میں دفن کر دیا ان کا جسم تروتازہ تھا جیسے آج ہی دفن کیا ہو سوائے کان کے۔

صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ان کے والد شہید ہو گئے تو وہ ان کے منہ سے بار بار کپڑا اٹھاتے تھے اور روتے تھے، صحابہ نے ان کو روکا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو اس پر روئے یا نہ روئے فرشتے تو اس پر جنازہ اٹھانے تک سایہ کئے رہے ایک روایت میں ہے کہ جابر کی پھوپھی رو رہی تھی۔

قانون قدرت ...... بیہقی (ابو عبداللہ الحافظ اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی، ابوالعباس محمد بن یعقوب، محمد بن اسحاق، فیض بن وثیق بصری، ابوعبادہ انصاری، زہری، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جابر کو مخاطب کیا، کیا میں تجھے ایک خوش خبری سناؤں؟ عرض کیا کیوں نہیں فرمایئے؟ تو آپ نے فرمایا کیا معلوم ہے کہ اللہ نے تیرے والد کو زندہ کر کے کہا کوئی آرزو ہے تو بتا تیری ہر آرزو قبول ہوگی، اس نے عرض کیا اے میرے پروردگار! میں نے تیری عبادت کا حق ادا کیا ہے میری تمنا ہے کہ مجھے دنیا میں واپس لوٹا دے اور میں تیرے نبی ﷺ کی رفاقت میں شہید ہو جاؤں اور تیری راہ میں دوبارہ شہادت کا درجہ پاؤں تو اللہ نے فرمایا (میرا) دستور ہے کہ جس کو ایک بار دنیا سے اٹھا لیا ہے دنیا میں دوبارہ نہ لوٹایا جائے گا۔

امام بیہقی (ابوالحسن محمد بن ابی المعروف اسفرائنی، ابوسہل بشر بن احمد، احمد بن حسین بن نصر، علی بن مدینی، موسیٰ بن ابراہیم بن کثیر بن بشیر بن فاکہ انصاری، طلحہ بن خراش بن عبدالرحمن بن خراش بن صمہ انصاری سلمی) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھ کر پوچھا کیا بات ہے تمہیں مغموم دیکھ رہا ہوں؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! والد شہید ہو چکا ہے وہ مقروض تھا اور عیال دار بھی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ان الله، آدم کا خیال مذکور) سنو! اللہ تعالیٰ نے سب سے پس پردہ بات کی اور تیرے باپ سے آمنے سامنے بات کی اور کہا اے میرے بندے! سوال کر قبول ہوگا تو تیرے والد نے کہا میں درخواست کرتا ہوں کہ مجھے دنیا میں بھیج دے کہ میں تیری راہ میں دوبارہ شہید ہو جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو جواب دیا کہ قدرت کا فیصلہ ہے کہ انسان کو دوبارہ دنیا میں نہ بھیجا جائے گا یہ سن کر اس نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ میرے پس ماندگان کو اس صورت حال سے آگاہ فرما دے تو اللہ نے یہ آیت نازل کی (۳/۱۶۹) "اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں انہیں مردہ نہ سمجھو، بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس سے رزق دیئے جاتے ہیں۔"

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھے کسی نے عبداللہ بن محمد بن عقیل کی معرفت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے جابر! میں تمہیں خوش خبری سناؤں؟ اس نے عرض کیا کیوں نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرا والد احد میں شہید ہوا تو اللہ نے اس کو زندہ کر کے پوچھا اے عبداللہ! تو کیا پسند کرتا ہے؟ اور مجھ سے کون سی چیز کی خواہش رکھتا ہے؟ اس نے عرض کیا اے پروردگار عالم! میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے دنیا میں دوبارہ لوٹا دیں اور میں آپ کی راہ میں جہاد کروں اور دوسری بار شہید کر دیا جاؤں۔ اس روایت کو امام احمد نے (علی بن مدینی، سفیان بن عیینہ، محمد بن علی بن ربیعہ سلمی، ابن عقیل) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ اللہ نے فرمایا میرا ازلی فیصلہ ہے کہ وہ دنیا میں دوبارہ نہ لوٹائے جائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ کی شہادت کی آرزو ...... امام احمد (یعقوب، ابیہ، ابن اسحاق، اسماعیل بن امیہ بن عمرو بن قیس، عبدالرحمن بن جابر بن عبداللہ) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب شہداء احد کا ذکر آتا تو رسول اللہ ﷺ فرماتے واللہ! میری آرزو تھی کہ میں بھی جبل احد کے دامن میں شہید کر دیا جاتا۔ (مسند احمد)

شہداء احد کی قبروں کی زیارت ...... بیہقی (عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن ابی فروہ، قطن بن وہب، عبید بن عمیر) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی لاش پڑی تھی اور رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو ٹھہر کر دعا فرمائی اور یہ آیت تلاوت کی (۳۳/۲۳) "ایمان والوں میں ایسے آدمی بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اسے سچ کر دکھایا" اور یہ بھی فرمایا "میں شاہد ہوں کہ یہ لوگ قیامت کے روز اللہ کے ہاں شہید ہیں تم ان کے قبرستان میں آؤ اور ان کی زیارت کرو۔ واللہ قیامت تک ان کو جو شخص بھی سلام کہے گا وہ اس کا جواب

دی گئے" یہ حدیث غریب ہے اور عبید بن عمیر سے مرسل مروی ہے۔ (اور مرسل روایت قابل حجت نہیں ہوتی)۔

بیہقی (موسیٰ بن یعقوب عباد بن ابی صالح ابیہ) حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شہداء کے قبرستان میں آئے، جب وادی کے نشیب میں پہنچ جاتے تو کہتے السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار (تم پر سلامتی ہو تمہارے صبر کرنے کی وجہ سے پھر آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے) بعد ازاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ زیارت کے لئے جاتے رہے۔

شہداء سلام کا جواب دیتے ہیں ..... واقدی کا بیان ہے کہ نبی علیہ السلام ہر سال زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تھے جب وادی احد کے قریب پہنچ جاتے تو کہتے السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہر سال زیارت کرتے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی زیارت کے لئے جاتیں اور ان کے لئے دعا کرتیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سلام کہہ کر اپنے رفقاء کو مخاطب کر کے کہتے تم ان شہداء کو سلام کیوں نہیں کہتے جو سلام کا جواب دیتے ہیں۔ پھر واقدی نے ابوسعید، ابوہریرہ، عبداللہ بن عمر، ام سلمہ (رضوان اللہ علیہم) سے بھی ان کی زیارت کرنے کا ذکر کیا ہے۔

ایک واقعہ ..... ابن ابی الدنیا، عطاف بن خالد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی خالہ نے بتایا (جو شہداء کے قبرستان کی زیارت کیا کرتی تھی) کہ ایک روز میں شہداء کے قبرستان میں سواری پر گئی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس اتری، جو بھی دعا کر سکی وہاں ایک غلام کے علاوہ جو سواری تھامے ہوئے تھا کوئی بندہ بشر نہ تھا جب میں اپنی دعا سے فارغ ہوئی تو میں نے ہاتھ سے اشارہ کر کے "السلام علیکم" کہا۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے سلام کا جواب سنا جو زمین کے نیچے سے آرہا تھا میں اس سلام کی آواز کو اس طرح یقینی طور پر جانتی ہوں جیسا کہ میں جانتی ہوں کہ خدا نے مجھے پیدا کیا ہے اور جیسا کہ میں شب و روز میں امتیاز کر لیتی ہوں یہ آواز سن کر میرے بدن پر کپکپی طاری ہو گئی اور رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

محمد بن اسحاق (اسماعیل بن امیہ، ابو الزبیر، سعید بن جبیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غزوہ احد کے شہداء کی ارواح کو اللہ نے سبز رنگ کے پرندوں میں داخل کر دیا ہے وہ جنت کی نہروں کا پانی پیتے ہیں اور اس کے پھل کھاتے ہیں اور طلائی قندیلوں میں رہتے ہیں جو عرش کے سایہ میں آویزاں ہیں۔ جب شہداء اچھے خورد و نوش اور آرام و راحت سے لطف اندوز ہوئے تو انہوں نے کہا کہ ہمارے اس آرام و راحت کی خبر ہمارے بھائیوں کو کون دے گا کہ ہم جنت میں زندہ ہیں اور رزق سے لطف اندوز ہو رہے ہیں تاکہ وہ جہاد سے بے رغبتی اور قتال سے فرار اور پسپائی کا مظاہرہ نہ کریں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہارا یہ پیغام میں پہنچا دوں گا پھر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا (۳/۱۶۹):

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون

ہر شہید کی جنت میں کیا آرزو ہوتی ہے ..... امام مسلم اور بیہقی (ابو معاویہ، اعمش، عبداللہ بن مرہ، مسروق) سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے آیت (۳/۱۶۹) بل احیاء عند ربھم یرزقون کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا ہم نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ شہداء کی ارواح سبز رنگ کے پرندوں میں ہیں وہ جہاں چاہتے ہیں پھرتے ہیں پھر وہ ان قندیلوں میں چلے آتے ہیں جو عرش سے آویزاں ہیں وہ اسی لذت و مسرت سے شاداں و فرحاں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر التفات کرم ارزانی کر فرمایا: کچھ چاہتے ہو، انہوں نے عرض کیا اے پروردگار! ہم کس نعمت کا سوال کریں ہم تو جنت کی بے بہا نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے تین بار یہ پیشکش کی تو وہ سمجھ گئے کہ سوال کئے بغیر چارہ نہیں ہے تو انہوں نے اسی خواہش کا اظہار کیا کہ ہم دوبارہ زندہ کر دیئے جائیں اور تیری راہ میں دوبارہ شہید ہوں۔ یہ سن کر اللہ تعالیٰ نے ان کے سوال کو نظر انداز کر دیا۔

شہداء کی تعداد ..... موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ جنگ احد میں انصار اور مہاجرین کل ۴۹ افراد شہید ہوئے اور امام بخاری کے نزدیک صحیح حدیث میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ستر مسلمان شہید ہوئے۔ واللہ اعلم۔ قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جنگ احد میں ستر، بئر معونہ میں ستر اور یمامہ میں بھی ستر صحابہ شہید ہوئے۔ حماد بن سلمہ نے ثابت کے واسطے سے حضرت انس سے بیان کیا ہے کہ غزوہ احد میں ستر

صورت غزوہ موتہ اور جنگ یمامہ میں تقریباً ستر مسلمان شہید ہوئے۔ امام مالک، یحییٰ بن سعید انصاری کی معرفت سعید بن مسیب سے نقل کرتے ہیں کہ احد اور یمامہ میں ستر انصاری شہید ہوئے اور جنگ بئر معونہ میں بھی ستر شہید ہوئے تھے۔ عروہ، عکرمہ، زہری اور ابن اسحاق کا شہداء احد کے بارے میں یہی قول ہے اور اس کی تائید فرمان الٰہی (۳:۱۶۵) سے ہوتی ہے "کیا جب تمہیں ایک تکلیف پہنچی حالانکہ تم اس سے دوچند تکلیف پہنچا چکے ہو" یعنی بدر میں مسلمانوں نے ستر قتل کئے اور ستر قیدی بنائے۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ انصار سمیت مسلمانوں میں سے جنگ احد میں ۶۵ مجاہد شہید ہوئے۔ چار مہاجر، حضرت حمزہ، حضرت عبداللہ بن جحش، حضرت مصعب بن عمیر، حضرت شماس بن عثمان اور ۶۱ انصاری، ان سب کی فہرست بیان کی ہے۔ ابن ہشام نے اس میں پانچ کا اضافہ کیا ہے۔ چنانچہ بقول ابن ہشام شہداء احد کی تعداد ستر ہو گئی۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ۲۲ مشرک قتل ہوئے۔ عروہ کا بیان ہے کہ جنگ احد میں ۴۴ یا ۴۷ مسلمان شہید ہوئے اور بقول موسیٰ بن عقبہ ۴۹ مسلمان شہید ہوئے اور ۱۶ مشرک قتل ہوئے اور بقول عروہ ۱۹ اور بقول ابن اسحاق ۲۲۔

مسلمان ایک جگہ سے دو مرتبہ ڈسا نہیں جاتا ..... ربیع نے امام شافعی سے نقل کیا ہے کہ جنگ احد میں صرف ابوعزہ جمحی گرفتار کیا گیا وہ اسیران بدر میں بھی شامل تھا اور رسول اللہ ﷺ نے اس پر احسان کر کے زر فدیہ وصول کئے بغیر رہا کر دیا تھا۔ بشرطیکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف نبرد آزما نہ ہوگا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری بچیوں کی وجہ سے مجھ پر احسان فرما دیجئے۔ جنگ احد میں گرفتار ہوا تو اس نے عرض کیا اے محمد ﷺ! احسان فرما دیجئے اور میں پختہ عہد کرتا ہوں کہ آپ کے خلاف برسر پیکار نہ ہوں گا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تجھے رہا نہ کروں گا تاکہ تو مکہ میں منہ پر ہاتھ پھیر کر کہے کہ میں نے محمد ﷺ کو دو دفعہ دھوکہ دیا، پھر آپ کے حکم سے اس کا سر قلم کر دیا گیا۔ بعض علماء کا بیان ہے کہ اس موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لا یلدغ المومن من جحر واحد مرتین "کہ مسلمان ایک جگہ سے دو دفعہ فریب نہیں کھاتا۔"

عورت کے دل میں سب سے زیادہ قدر اپنے شوہر کی ہوتی ہے ..... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب واپس آئے تو آپ کو حمنہ بنت جحش راستے میں ملی تو لوگوں نے اس کو بتایا تیرا بھائی عبداللہ شہید ہو گیا ہے تو اس نے مغفرت کی دعا کی اور انا للہ پڑھا پھر اس کو ماموں حمزہ کی شہادت کی اطلاع ملی تو پھر اس نے دعائے مغفرت کی اور انا للہ پڑھا۔ بعد ازاں اس کو خاوند کی شہادت کے بارے میں بتایا تو چیخ کر رو پڑی اور چلائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کے دل میں خاوند کا ایک خاص مقام ہوتا ہے کیونکہ تم نے دیکھا کہ جب بھائی اور ماموں کی شہادت کی خبر ملی تو صبر و ثبات کا مظاہرہ کیا اور خاوند کی شہادت کی خبر سن کر چلا اٹھی۔ امام ابن ماجہ (محمد بن یحییٰ، یعقوب بن ابراہیم، اسحاق، عبدالواحد بن ابی عون، ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن جحش، اپنے باپ) حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ اس کو معلوم ہوا کہ اس کا بھائی شہید ہو گیا تو اس نے رحم کرتے ہوئے انا للہ پڑھا پھر اس کو بتایا گیا کہ تیرا شوہر شہید ہو گیا ہے تو اس نے کہا ہائے غم! یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کے دل میں شوہر کی ایک قدر و منزلت ہوتی ہے جو کسی اور کیلئے نہیں ہوتی۔

حضور ﷺ کی محبت سب سے بڑھ کر ..... ابن اسحاق (عبدالواحد بن ابی عون، اسماعیل بن محمد) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بنی دینار کی ایک عورت کا خاوند، بھائی اور باپ سب جنگ احد میں شہید ہو چکے تھے جب ان کی وفات کی شہادت کے بارے میں بتایا گیا تو اس نے پوچھا رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں؟ انہوں نے بتایا اے ام فلاں! الحمد للہ وہ بخیر ہیں جیسا کہ تم چاہتی ہو۔ یہ سن کر اس نے کہا مجھے بتاؤ کہ میں ان کو دیکھوں، اس کو اشارے سے بتایا گیا تو اس نے دیکھ کر آنحضرت کا سامنا کیا اور کہا "تیرے ہوتے ہوئے سب مصائب ہیچ ہیں":

میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شہ دیں تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

بقول ابن ہشام الجلل قلیل اور کثیر دونوں معنوں میں مستعمل ہے۔ اور حدیث بالا میں قلیل اور چھوٹے کے معنی میں مستعمل ہے۔

امر ما یحسن نے کہا القتل ابن اسد وبعد الاکل شی ء خلاه حسن یعنی ہر چیز اس کے علاوہ تھوڑا اور قلیل ہے۔

حضرت علی اور دیگر صحابہ کی بہادری و جرأت کی تعریف ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تلوار پیش کر کے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا اسے دھو ڈالو اس سے خون صاف کرو، بخدا اس نے مجھے خوب کفایت دی ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تلوار دے کر کہا صاف کر دیجئے۔ بخدا آج اس نے مجھے خوب کام دیا ہے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تو کارگزار ثابت ہوا ہے تو سہل بن حنیف، ابو دجانہ نے بھی تیرے ہمراہ خوب جنگ لڑی ہے۔ موسیٰ بن عقبہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خون آلود تلوار دیکھ کر فرمایا اگر تم نے جنگ میں خوب کردار ادا کیا ہے تو عاصم بن ثابت بن ابی افلح، حارث بن صمہ اور سہل بن حنیف نے بھی خوب جنگ لڑی ہے۔

بیہقی (سفیان بن عیینہ، عمرو بن دینار، عکرمہ) حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ احد کے بعد حرب و ضرب کی وجہ سے خمیدہ تلوار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیتے ہوئے کہا یہ قابل تعریف تلوار سنبھال لو اس نے میرے دل کی تمنا پوری کر دی ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم نے مردانہ وار جنگ لڑی ہے تو سہل بن حنیف، ابو دجانہ، عاصم بن ثابت اور حارث بن صمہ نے بھی اپنا لوہا منوالیا ہے۔

تلوار ذوالفقار ۔۔۔ بقول ابن ہشام رسول اللہ ﷺ کی اس تلوار کا نام ذوالفقار ہے اور بعض اہل علم نے ابن ابی نجیح سے بیان کیا ہے کہ جنگ احد میں کسی منادی نے اعلان کیا "لا سیف الا ذوالفقار" مگر یہ صرف ذوالفقار ہے اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ مشرکین ہمیں آئندہ ایسے مصائب سے دوچار نہیں کر سکتے حتی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان پر غلبہ نصیب کرے گا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے رونے والا کوئی نہیں ۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنی عبد الاشہل کے محلہ میں سے گزرے۔ خواتین شہداء پر رو رہی تھیں اور ماتم کی آواز سنی تو رسول اللہ ﷺ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا لیکن حمزہ کا کوئی نوحہ خواں نہیں ہے۔ چنانچہ سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر بنی عبد الاشہل کے محلہ میں گئے اور اپنی خواتین کو حکم دیا کہ وہ تیار ہو جائیں اور رسول اللہ ﷺ کے گھر جا کر رسول اللہ ﷺ کے چچا کا ماتم کریں۔ (ابن اسحاق نے حکیم بن حکیم بن عباد بن حنیف کی معرفت بنی عبد الاشہل کے بعض افراد سے بیان کیا ہے) جب رسول اللہ ﷺ نے ان خواتین کے ماتم کی آواز سنی تو باہر تشریف لائے اور فرمایا اللہ تم پر رحمت کرے واپس اپنے گھروں میں چلی جاؤ تم نے ہمدردی اور غمگساری کا اظہار کیا ہے۔ اور بقول ابن ہشام رسول اللہ ﷺ نے اس وقت نوحہ کرنے سے منع فرما دیا۔ یہ منقطع اور مرسل ہے۔ البتہ (یہ روایت امام احمد نے اپنی مسند میں متصل اور مرفوعاً بیان کیا ہے)۔

امام احمد (زید بن حباب، اسامہ بن زید، نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جنگ احد سے واپس آئے تو انصار کی عورتیں اپنے شہداء پر نوحہ و ماتم کرنے لگیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لیکن حمزہ رضی اللہ عنہ کا کوئی نوحہ خواں نہیں۔ پھر آپ سو کر بیدار ہوئے تو وہ آپ کے گھر پر واویلا کر رہی تھیں آپ نے فرمایا آج حمزہ کا ماتم کر رہی ہیں۔ یہ روایت شرط مسلم کی ہے۔

ابن ماجہ (ہارون بن سعید، ابن وہب، اسامہ بن زید لیثی، نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بنی عبد الاشہل کے محلہ میں سے گزرے وہاں کی خواتین کی شہداء احد پر آہ و بکا کی آوازیں سن کر فرمایا لیکن حمزہ پر کوئی رونے والا نہیں۔ چنانچہ انصاری خواتین حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا ماتم کرتی ہوئی آ گئیں۔ ماتم کی آوازیں سن کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھ کھلی تو فرمایا افسوس! ابھی وہ واپس نہیں گئیں ان کو کہو چلی جائیں اور آج کے بعد کسی میت پر نہ روئیں۔

نوحہ کی ممانعت ۔۔۔ موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ کی گلیوں میں تشریف لائے تو انصار کے گھروں میں ماتم بپا تھا۔ آپ نے پوچھا "یہ کیا ہے" تو حاضرین نے کہا انصاری خواتین شہداء احد پر آہ و بکا کر رہی ہیں یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لیکن حمزہ رضی اللہ عنہ

پر کوئی رونے والا نہیں اور حمزہ کے لیے دعائے مغفرت کی۔ یہ سن کر سعد بن معاذ، سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل اور عبداللہ بن رواحہ اپنے اپنے گھروں میں گئے اور مدینہ کی نوحہ کرنے والی خواتین کو اکٹھا کر کے کہا تم اپنے شہداء پر آہ و بکا نہ کرو حتیٰ کہ تم رسول اللہ ﷺ پر ماتم کرو معلوم ہوا ہے کہ مدینہ میں ان پر رونے والا کوئی نہیں ہے۔ (بقول بعض ان خواتین کو صرف عبداللہ بن رواحہ ہی لائے تھے) رسول اللہ ﷺ نے ماتم کی آواز سن کر پوچھا یہ کیا قصہ ہے اور جب آپ کو صورت حال سے آگاہ کیا گیا تو آپ نے ان کے لئے مغفرت کی دعا کی اور فرمایا میرا یہ ارادہ نہ تھا اور میں میت پر رونا پسند نہیں کرتا اور رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے سے منع فرما دیا۔ ابن لہیعہ نے ابوالاسود کی معرفت عروہ بن زبیر سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ مسلمانوں کی آہ و بکا سن کر منافق لوگوں نے اسلام کے خلاف محاذ قائم کر دیا اور رسول اللہ ﷺ سے صحابہ کرام کو گمراہ کرنے کا منصوبہ بنایا اور صحابہ کو مزید غم و رنج میں مبتلا کرنے کا طریقہ اختیار کر لیا اور یہود کا مکر و فریب کھل کر سامنے آ گیا غرضیکہ سارا مدینہ مکر و فریب اور نفاق کا گڑھ بن گیا اور اسلام کے خلاف ایک جوش و خروش بپا ہو گیا اور یہود نے برملا کہا اگر محمد ﷺ نبی ہوتا تو وہ اس پر غالب نہ آتے اور نہ ہی وہ ایسے مصائب سے دوچار ہوتا۔ (معلوم ہوتا ہے) وہ حکومت و مملکت چاہنے والا ہے جنگ میں کبھی غالب ہوتا ہے کبھی مغلوب نیز منافق لوگوں نے بھی اس قسم کے خیالات کا اظہار کیا اور مسلمانوں سے کہا اگر تم ہماری بات مان لیتے تو عزیز و اقارب کی موت اور مصائب سے بچے رہتے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں قرآن پاک اتارا **واذ غدوت من اهلك تبوئ المؤمنين مقاعد للقتال والله سميع عليم** (۳/۱۲۱) ہم نے ان آیات پر تفسیر میں مفصل بحث کی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا زخموں سے نڈھال صحابہ رضی اللہ عنہ کو لے کر ابوسفیان کا پیچھا کرنا — موسیٰ بن عقبہ نے غزوہ احد کا واقعہ بیان کرنے اور رسول اللہ ﷺ کی مدینہ واپسی کا ذکر کرنے کے بعد بیان کیا ہے کہ مکہ کا ایک باشندہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ نے اس سے ابوسفیان اور اس کے لشکر کے بارے میں دریافت فرمایا تو اس نے بتایا میں ان کے پاس بیٹھا تھا وہ ایک دوسرے کو ملامت کر رہے تھے کہ تم نے کچھ نہیں کیا۔ صرف ان کی شان و شوکت اور ترقی و عروج پر ضرب کاری لگائی اور استیصال اور بیخ کنی کیے بغیر واپس چلے آئے ان کے چند ایک افراد باقی بچ گئے ہیں جو تمہارے خلاف متحدہ لشکر کو جمع کریں گے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو باوجود خستہ حالی کے دشمن کا پیچھا کرنے کا حکم دیا اور فرمایا ہمارے ساتھ وہی مجاہد چلے جو جنگ احد میں شریک تھا۔ صرف جابر بن عبداللہ کو ساتھ چلنے کی اجازت دی کیوں کہ اس نے بتایا کہ میرے والد نے مجھے بہنوں کی حفاظت کے لئے مدینہ میں رہنے کا حکم فرمایا تھا۔ عبداللہ بن ابی نے بھی جنگ میں شرکت کی پیش کش کی اور آپ نے نامنظور فرمائی چنانچہ جنگ احد کے شرکاء نے خستہ حالی کے باوجود آپ کی دعوت پر لبیک کہا اور ساتھ روانہ ہو گئے۔ سورہ آل عمران (۳/۱۷۲) میں ہے۔ جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانا بعد اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکے تھے اور جو ان میں سے نیک اور پرہیزگار ہوئے ان کے لئے بڑا اجر ہے۔

رسول اللہ ﷺ مع لشکر دشمن کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور "حمراء الاسد" مقام پر پہنچ گئے۔ ابن لہیعہ نے ابوالاسود کی معرفت عروہ بن زبیر سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

مغازی میں محمد بن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ جنگ احد بروز ہفتہ ۱۵ شوال ۳ھ میں واقع ہوئی اور دوسرے روز اتوار ۱۶ شوال ۳ھ کو رسول اللہ ﷺ کے منادی نے دشمن کے تعاقب میں نکلنے کا اعلان کیا کہ ہمارے ساتھ وہی مجاہد روانہ ہو جو کل جنگ احد میں شریک تھا یہ سن کر جابر بن عبداللہ نے ساتھ چلنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے منظور فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ دشمن کو دھمکانے اور ڈرانے کی خاطر روانہ ہوئے تاکہ دشمن کو معلوم ہو جائے کہ مسلمان بدستور طاقتور ہیں اور جو ان کو معمولی تکلیف پہنچی ہے وہ ان کے عزائم پست نہیں کر سکتی۔

ابن اسحاق (عبداللہ بن خارجہ بن زید بن ثابت) ابوالسائب غلام عائشہ بنت عثمان سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے بتایا کہ میں اور میرا بھائی جنگ احد سے زخموں سے چور چور واپس آئے جب رسول اللہ ﷺ کے منادی نے دشمن کے تعاقب کا اعلان کیا تو میں نے اپنے بھائی سے بیان کیا تو اس نے کہا کیا ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جنگ میں شریک ہونے سے محروم رہ جائیں گے۔ اللہ ہمارے پاس سواری نہ تھی اور ہم سخت زخمی تھے چنانچہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ روانہ ہو گئے اور میں اپنے بھائی سے کم زخمی تھا وہ جب چلنے سے معذور ہو جاتا تو میں اس کو اٹھا لیتا اسی طرح ہم چلتے

چلتے دین کے ہمراہ حرب مقصود تک پہنچ گئے۔ ابن اسحاق: رسول اللہ ﷺ روانہ ہو کر ’’حمراء الاسد‘‘ تک پہنچ گئے جو مدینہ سے آٹھ میل کے فاصلے پر واقع ہے اور وہاں تین روز پیر منگل اور بدھ قیام فرما کر مدینہ واپس چلے آئے۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابن ام مکتوم کو اپنا مدینہ پر مقرر فرمایا۔

معبد خزاعی کی خیر خواہی: ابن اسحاق نے عبداللہ بن ابی بکر سے بیان کیا ہے کہ تہامہ میں خزاعہ قبیلے کے مسلمان اور کافر رسول اللہ ﷺ کے خیر خواہ اور ہمراز تھے وہ آپ سے کسی بات کو چھپاتے نہ تھے۔ معبد بن ابی معبد خزاعی جو مشرک تھا رسول اللہ ﷺ کے پاس ’’حمراء الاسد‘‘ آیا اور عرض کیا واللہ اے محمد ﷺ! آپ کے ساتھیوں کو جو صدمہ پہنچا ہے وہ ہمیں سخت ناگوار اور ناپسند ہے اور ہماری تو خواہش ہے کہ اللہ آپ کو ان سے عافیت بخشے۔ پھر وہ یہاں سے روانہ ہو کر ’’روحاء‘‘ میں چلا گیا جہاں ابوسفیان اپنے لشکر سمیت پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا جس نے مدینہ پر حملہ آور ہونے کا پختہ عزم کر لیا تھا کہ ہم نے مسلمانوں کے معزز لوگوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ پھر ہم ان کا استیصال کیے بغیر واپس چلے جائیں۔ (یہ حماقت ہوگی) ہم آگے باقی ماندہ لوگوں پر حملہ آور ہوں گے اور ان کا خاتمہ کر کے ان کے خطرات سے محفوظ ہو جائیں گے۔

ابوسفیان نے معبد سے پوچھا کوئی تازہ خبر لاؤ۔ اس نے بتایا کہ محمد ایک بے مثال لشکر لے کر تمہارے تعاقب میں آ رہا ہے جو غیظ و غضب سے بے تاب ہے محمد ﷺ کے ساتھ وہ لوگ بھی ہیں جو احد میں شریک نہ ہوئے تھے اور اپنی عدم شرکت پر سخت پشیمان ہیں اور غصے سے پیچ و تاب کھا رہے ہیں۔ یہ سن کر ابوسفیان نے کہا افسوس! تو کیا کہہ رہا ہے؟ معبد خزاعی نے کہا واللہ! تو جلد ہی گھوڑوں کی پیشانیاں دیکھ لے گا۔ پھر ابوسفیان نے کہا واللہ! ہم ارادہ کر چکے تھے کہ ہم حملہ آور ہو کر ان کا کام تمام کر دیں۔ تو معبد خزاعی نے کہا میں تجھے اس عزم سے باز رکھتا ہوں واللہ میں نے ان کے غیظ و غضب اور جوش سے متاثر ہو کر چند اشعار کہے ہیں۔

معبد خزاعی کے اشعار: ابوسفیان نے کہا تم نے کون سے اشعار کہے ہیں تو اس نے کہا:

كادت تهد من الأصوات راحلتي
إذ سالت الأرض بالجرد الأبابيل
تردي بأسد كرام لا تنابلة
عند اللقاء ولا ميل معازيل
فظلت عدوا أظن الأرض مائلة
لما سموا برئيس غير مخذول

’’قریب تھا کہ میری سواری لشکر کے ہولناک اور مہیب آوازوں سے گر پڑتی جب زمین پر عمدہ گھوڑوں کے جتھے کا سیلاب آ گیا۔ وہ بہادر شیروں کو نہایت تیز رفتاری سے لئے آ رہے ہیں جو لڑائی کے وقت بے اسلحہ، غیر ثابت قدم اور بزدل نہیں ہیں میں دوڑتے ہوئے پھر گمان تھا کہ زمین پر زلزلہ طاری ہے جب وہ سالار کے ساتھ مقتدا رئیس کی طرف بڑھے‘‘۔

فقلت ويل ابن حرب من لقائكم
إذا تغطمطت البطحاء بالجيل
إني نذير لأهل البسل ضاحية
لكل ذي إربة منهم ومعقول
من جيش أحمد لا وخش تنابلة
وليس يوصف ما أنذرت بالقيل

’’میں نے تجھ تمہارے ساتھ ہر سمجھدار ہونے سے ابن حرب کی ہلاکت ہے جب وادی میں لوگوں کا سیلاب لٹ آیا۔ میں دانشمند کو آگاہ کرتا ہوں اور ان کے ہر صاحب عقل و شعور کو احمد ﷺ کے لشکر سے باخبر کرتا ہوں جو کمینے اور ادنیٰ قسم

نہیں ہیں اور میرا اپنا تجزیہ بے وزن بات نہیں"۔

اس صورت حال نے ابوسفیان اور اس کے لشکر کے عزائم کو مضمحل اور پریشان کر دیا۔

عبدالقیس کا قافلہ ...... ابوسفیان کے پاس سے عبدالقیس کا ایک قافلہ گزرا۔ ابوسفیان نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا مدینہ، پوچھا کس غرض سے، بتایا غلہ خریدنے کے لئے، ابوسفیان نے اس گفتگو کے بعد کہا کیا تم محمد ﷺ کو میرا پیغام پہنچا دو گے؟ اور میں تمہارے یہ سارے اونٹ عکاظ کے میلے میں زبیب اور مویز سے لاد دوں گا جب تم وہاں آؤ گے۔ اس نے ہاں میں جواب دیا تو ابوسفیان نے کہا جب تم "ان" کے پاس جاؤ تو اس کو بتا دو کہ "ہم (ابوسفیان مع لشکر) نے محمد اور اس کے رفقاء پر حملہ کرنے کا پختہ عزم کر لیا ہے کہ ان کے باقی ماندہ لوگوں کا کام تمام کر دیں"۔

آیت کریمہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل کی فضیلت ...... چنانچہ یہ قافلہ "حمراء الاسد" میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اور اس نے ابوسفیان کا پیغام پہنچایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسبنا اللہ ونعم الوکیل (۳/۱۷۳) ہمیں اللہ کافی ہے اور بہترین کارساز ہے۔ حضرت حسن بصری نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام بخاری فرماتے ہیں کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ کی زبان پر اس آیت کریمہ کے الفاظ تھے۔

ایک غریب بیان ...... امام بخاری، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ "جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانا (۳/۱۷۲) ان کے بارے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عروہ کو بتایا کہ اے میرے بھانجے! ان لوگوں میں تیرے والد اور نانا ابوبکر دونوں موجود تھے جب جنگ احد میں رسول اللہ ﷺ مصائب سے دوچار ہوئے اور مشرکین وہاں سے کوچ کر گئے اور آپ کو اندیشہ ہوا کہ وہ پلٹ کر حملہ آور ہوں گے تو آپ نے فرمایا ان کے تعاقب میں کون جائے گا چنانچہ ستر مجاہدین تیار ہوئے جن میں زبیر اور ابوبکر بھی شامل تھے۔ امام مسلم نے اس روایت کو ہشام کی سند سے مختصر بیان کیا ہے، سعید بن منصور اور ابوبکر حمیدی نے اس کو سفیان بن عیینہ سے نقل کیا ہے اور ابن ماجہ نے اس روایت کو ہشام بن عروہ سے بیان کیا اور مستدرک میں حاکم نے بسند ابوسعید از ہشام بن عروہ بیان کیا ہے نیز بروایت سدی از عروہ بھی بیان کیا ہے اور ان دونوں سندوں کو صحیح قرار دے کر کہا ہے کہ مسلم و بخاری نے اس کی تخریج نہیں کی۔ یہ بیان نہایت غریب ہے کیونکہ علماء مغازی کے ہاں مشہور ہے کہ حمراء الاسد تک رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ وہی مجاہد گئے تھے جو جنگ احد میں شریک تھے جن کی تعداد سات سو ہے ان میں سے ستر شہید ہوئے اور باقی آپ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔

عجیب و غریب حدیث ...... ابن جریر نے عوفی کی معرفت حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنگ احد کے بعد ابوسفیان کو مرعوب کر دیا اور وہ مکہ روانہ ہو گیا۔

تجارت پیشہ لوگ ماہ ذیقعدہ میں مدینہ منورہ آتے اور بدر صغریٰ میں ہر سال میلہ منعقد کرتے یہ لوگ جنگ احد (جو شوال ۳ھ میں واقع ہوا تھا) کے بعد بدر صغریٰ میں آئے اور مسلمان جنگ احد کے زخموں سے ابھی شفایاب نہ ہوئے تھے اور رسول اللہ ﷺ سے معذرت کا اظہار کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو جانے پر آمادہ کیا اور تھکاوٹ کے باوجود اتباع پر مجبور کیا اور فرمایا کہ تم اب سفر اختیار کرو اور حج پر چلو، آئندہ سال تک ایسے عمل کی قدرت نہ ہوگی۔ اور شیطان اپنے ہم خیال اور دوستوں کو خوفزدہ اور مرعوب کرنے لگا۔ اور اس نے کہا لوگ تمہاری ہلاکت کے لئے جمع ہو چکے ہیں چنانچہ لوگوں نے آپ کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اور آپ ﷺ نے فرمایا میں خود جاؤں گا خواہ میرے ساتھ کوئی فرد بشر بھی نہ ہو چنانچہ آپ کے ہمراہ جانے پر ستر مجاہد تیار ہو گئے، حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد، عبدالرحمان بن عوف، ابوعبیدہ، ابن مسعود اور حذیفہ (رضوان اللہ علیہم) ان میں شامل تھے۔ یہ تمام ابوسفیان کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور مقام "صفراء" میں پہنچ گئے اور اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا (۳/۱۷۲) الذین استجابوا للہ والرسول من بعد ما اصابھم القرح للذین احسنوا منھم واتقوا اجر عظیم یہ اثر بھی غریب اور عجوبہ پن کا حامل ہے۔

ابوسفیان کا اپنے ارادے سے باز آنا ...... ابن ہشام، ابوعبیدہ کی معرفت بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد سے غائب ہونے کے بعد

ابوسفیان مکہ کی جانب روانہ ہو گیا تو اس نے راستے میں مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو صفوان بن امیہ نے کہا ایسا نہ کرو، مسلمان سخت غصے میں ہیں ہمیں ڈر ہے کہ ان کے ساتھ پہلے جیسی لڑائی نہ ہو گی۔ واپس چلنے میں ہی عافیت ہے۔ چنانچہ وہ واپس مکہ چلے آئے۔

پتھروں پہ علامت...... رسول اللہ ﷺ کو جب معلوم ہوا کہ وہ مدینہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں تو آپ ﷺ نے "حمراء الاسد" میں فرمایا، واللہ! ذات باری کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ان کی ہلاکت کے لئے پتھروں پر نشانی لگا دی گئی تھی اگر وہ واپس آتے تو نیست و نابود ہو جاتے۔

معاویہ اور ابوعزہ...... رسول اللہ ﷺ نے مدینہ آنے سے قبل معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس، عبدالملک بن مروان کے نانا اور ابوعزہ جمحی "شاعر" کو گرفتار کیا۔ ابوعزہ کو رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر میں بھی گرفتار کیا تھا اور اس پر احسان کر کے رہا کر دیا تھا چنانچہ اس نے پھر درخواست کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے معاف فرما دیجئے تو آپ نے فرمایا واللہ، بالکل نہیں کیا تو مکہ میں اپنے رخسار پر ہاتھ پھیر کر یہ کہے گا کہ میں نے محمد ﷺ کو دو بار دھوکہ دیا ہے زبیر! اس کا سر قلم کر دو۔ چنانچہ حضرت زبیر نے اس کی گردن اڑا دی۔

ابن ہشام نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان ایک سوراخ اور مقام سے دو بار دھوکہ میں نہیں آتا۔ اے عاصم بن ثابت اس کی گردن اڑا دے چنانچہ اس نے اس کا سر قلم کر دیا۔ ابن ہشام کا بیان ہے کہ معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص (عبدالملک کے نانا) کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے امان کی درخواست کی کہ وہ تین رات کے بعد یہاں نہ ٹھہرے گا بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ اور عمار بن یاسر کو روانہ کیا اور فرمایا تم اس کو فلاں مقام میں پاؤ گے سو اس کو قتل کرو، چنانچہ انہوں نے حسب فرمان قتل کر دیا۔

عبداللہ بن ابی کی منافقت...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جیسا کہ مجھے امام زہری نے بتایا کہ عبداللہ بن ابی اپنی قوم کا بزرگ اور امام تھا اور اس کا ایک مقام اور مرتبہ تھا۔ اس کا دستور تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ بروز جمعہ خطبہ کے لئے منبر پر تشریف فرما ہوتے تو وہ اٹھ کر کہتا اے لوگو! رسول اللہ ﷺ تمہارے درمیان تشریف فرما ہیں اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کی بدولت اعزاز و اکرام بخشا ہے تم ان کی مدد و نصرت کرو۔ ان کی بات سنو اور اطاعت کرو۔ یہ کلمات کہہ کر بیٹھ جاتا۔

رسول اللہ ﷺ جنگ احد سے واپس تشریف لائے تو وہ بروز جمعہ حسب دستور کھڑا ہو کر گذشتہ کلمات کہنے لگا تو مسلمانوں نے اس کو پکڑ کر کہا، اے اللہ کے دشمن! اے عدو اللہ! بیٹھ جا تو اس گفتگو اور کلام کا اہل نہیں، تیری صداقت کا پتہ چل چکا ہے (کہ تو نے اپنے ہم خیال لوگوں کو جنگ میں جانے سے روک لیا تھا) چنانچہ وہ لوگوں کی گردنیں پھاندتا ہوا مسجد سے باہر نکل آیا اور وہ یہ کہتا تھا گویا میں نے کوئی بری بات کہہ دی واللہ! میں تو "اس" کی بات کی تائید ہی کے لئے کھڑا ہوا تھا۔ مسجد کے دروازے پر اس کی چند انصاریوں سے ملاقات ہوئی انہوں نے پوچھا افسوس! کیا بات ہے؟ اس نے کہا میں "اس" کی بات کی توثیق کے لئے کھڑا ہوا تھا تو اس کے اصحاب مجھ پر پل پڑے اور مجھے سختی سے کھینچ لیا جیسے میں نے کوئی بری بات کی۔ میں تو محض اس کی بات کی توثیق اور پختگی کے لئے کھڑا ہوا تھا۔ یہ سن کر انصار نے کہا افسوس! واپس چلو رسول اللہ ﷺ ہمارے لئے مغفرت کی دعا کریں گے تو اس نے کہا اللہ! میں رسول اللہ ﷺ کی دعا مغفرت کا طلب گار نہیں ہوں۔

ابن اسحاق نے یوم احد کے بارے میں جو ساٹھ آیات (واذ غدوت من اھلک) (۳/۱۲۱ سے لے کر ۳/۱۸۰ تک) نازل ہوئی ہیں ان کی تفسیر تحریر کی ہے۔ اور تفسیر میں ہم نے بھی ان آیات پر سیر حاصل بحث کی۔

شہدائے احد...... بعد ازاں ابن اسحاق نے حسب عادت شہدائے احد کے تفصیل کے ساتھ نام بیان کئے ہیں جن میں چار مہاجر حضرت حمزہ، حضرت مصعب بن عمیر، عبداللہ بن جحش اور شماس بن عثمان بیان کئے ہیں اور ۶۱ انصاری ذکر کئے ہیں اور ابن ہشام نے پانچ اور شہدا کا اضافہ کر دیا ہے۔ یوں شہدائے احد کی تعداد ستر ہو گی۔ پھر ابن اسحاق نے مشرکین کے بائیس مقتولوں کے قبیلہ وار نام بتائے ہیں۔

امام ابن کثیر کا بیان ہے کہ امام شافعی وغیرہ کے بیان کے مطابق جنگ احد میں صرف ابوعزہ جمحی گرفتار ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اس کا سر عاصم بن ثابت بن ابی افلح نے قلم کیا۔

جنگ احد کے بارے میں مسلمانوں اور کافروں کے اشعار...... ہم نے کفار کے اشعار اس لیے بیان کر دیے ہیں کہ ان کے جواب میں مسلمان شعراء کا کلام پیش کریں تا کہ ان کا سمجھنا آسان ہو اور کفار کا اور ان کا مکمل جواب ہو۔

ہبیرہ بن ابی وہب مخزومی کے ایام جاہلیت کے اشعار...... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ اشعار ہبیرہ بن ابی وہب مخزومی کے ہیں جب وہ قریش کے دین پر تھا۔

ما بال هم عميد بات يطرقني
بالود من هند إذ تعدو عواديها
باتت تعاتبني هند وتعذلني
والحرب قد شغلت عني مواليها
مهلا فلا تعذليني إن من خلقي
ما قد علمت وما إن لست أخفيها
مساعف لبني كعب بما كلفوا
حمال عبء وأثقال أعانيها
وقد حملت سلاحي فوق مشترف
ساط سبوح إذا يجري يباريها

''دل کے رنج و الم کا یہ حال ہے جو مجھے ہند کی محبت سے رات کو ہوتا رہا ہے جب اس کی پریشانیاں مجھ سے تجاوز کر رہی ہیں۔ ہند مجھے عتاب اور ملامت کرنے لگی اور لڑائی کے جانباز مجھ سے مصروف تھے۔ رک جا تو مجھے ملامت نہ کر تو میری طبیعت کو جانتی ہے اور میں اس کو مخفی نہیں رکھتا۔ میں بنی کعب کی خواہشات کا مددگار اور مطیع ہوں اور میں بھاری بوجھوں کو اٹھانے والا ہوں۔ میں نے ایک اونچے گھوڑے پر اپنے ہتھیار اٹھائے ہوئے ہیں جو تیز رفتار ہے جب وہ دوڑتا ہے تو دوسرے گھوڑوں کا مقابلہ کرتا ہے''۔

كأنه إذ جرى عير بفدفدة
مكدم لاحق بالعون يحميها
من آل أعوج يرتاح الندي له
كجذع شعراء مستعل مراقيها
أعددته ورقاق الحد منتخلا
ومارنا لخطوب قد ألاقيها
هذا وبيضاء مثل النهي محكمة
نيطت علي فما تبدو مساويها
سقنا كنانة من أطراف ذي يمن
عرض البلاد على ما كان يزجيها

''جب وہ دوڑتا ہے تو گویا جنگلی میدان میں گدھا ہے جو نکل بھاگنے والی گدھیوں کے ساتھ مل کر ان کی حفاظت کرتا ہے۔ وہ گھوڑا اعوج کی نسل سے ہے۔ مجلس اس کو دیکھ کر خوش ہوتی ہے۔ شاخ دار کھجور کی شاخ کی طرح ہے اور اس کی پشت عالی اور بلند ہے

میں نے اس کو اور تیز دھار تلوار کو پسند کیا ہے اور چوڑا اور تیز "نیزہ" آنے والے حوادث کے لئے تیار کیا ہے۔ اس کے علاوہ مضبوط اور چمکدار زرہ ہے تالاب کی طرح وہ میرے جسم پر چست ہے عیوب سے پاک ہے ہم "کنانہ" کو "ذی یمن" کے اطراف سے ملک میں ہانکتے ہوئے لے گئے جیسا کہ وہ ان کو لے جا رہا تھا"۔

قالت كنانة أنى تذهبون بنا
قلنا النخيل فأموها ومن فيها
نحن الفوارس يوم الجر من أحد
هابت معد فقلنا نحن نأتيها
هابوا ضرابا وطعنا صادقا خذما
مما يرون وقد ضمت قواصيها
ثمت رحنا كأنا عارض برد
وقام هام بني النجار يبكيها
كأن هامهم عند الوغى فلق
من قيض ربد نفته عن أداحيها

"کنانہ نے پوچھا ہمیں کدھر لئے جا رہے ہو ہم نے کہا کھجوروں والی مدینہ کا قصد کرو۔ ہم جبل احد کے دامن میں شہسوار تھے معد قبیلہ خائف تھا تو ہم نے کہا کہ ہم پیش قدمی کریں گے۔ تیز دھار تلوار کی کاٹ کے زخموں کو دیکھ کر وہ ڈر گئے اور ان کے سچے زخم پا کر ہم طاری ہو گئے تھے۔ وہاں ہم ژالہ باری کی طرح برسے اور بنی نجار کے مرداروں کے سروں سے پرندے غل کر رہے تھے۔ لڑائی کے وقت ان کی کھوپڑیاں گویا کہ شتر مرغ کے انڈے کا چھلکا ہے جو اس نے اپنے انڈے سینے کی جگہ پھینک دیا"۔

أو حنظل ذعذعته الريح في غصن
بال تعاوره منها سوافيها
قد نبذل المال سحا لا حساب له
ونطعن الخيل شزرا في مآقيها
وليلة يصطلي بالفرث جازرها
يختص بالنقرى المثرين داعيها
وليلة من جمادى ذات أندية
جربا جمادية قد بت أسريها
لا ينبح الكلب فيها غير واحدة
من القريس ولا تسري أفاعيها

"یا اندرائن ہے جس کو بوسیدہ شاخ میں اندھیریاں بکھرا رہی ہیں۔ ہم بے شمار مال خرچ کرتے ہیں اور گھوڑوں کی آنکھوں میں ترچھی نگاہ سے نیزہ مارتے ہیں اور بہت سی موسم سرما کی راتیں جن میں قصاب گوبر سے آگ تاپتا ہے ایسی راتوں میں دعوت دینے والا سرمایہ داروں کی خصوصی دعوت کرتا ہے۔ اور بہت سی قحط زدہ موسم سرما کی راتیں میں نے بسر کی ہیں۔ جن میں کتا نہایت سردی کی وجہ سے بھونکتا نہیں اور نہ ہی ان میں سانپ حرکت کر سکتے ہیں"۔

اوقدت فيها لذى الضراء جاحمة
كالبرق ذاكية الاركان احميها
اورثنى ذلكم عمرو ووالده
من قبله كان بالمثنى يغاليها
كانوا يبارون انواء النجوم فما
دنت عن السورة العليا مساعيها

"سخت سردی کی راتوں میں، میں نے حاجت مندوں کے لئے آگ روشن کی جو بجلی کی طرح ان عمروں کو روشن کرتی ہے جن کی میں حفاظت کرتا ہوں۔ عمرو اور اس کے والد نے مجھے یہ خصلت وراثت میں دی ہے جو پہلے مثنیٰ کے ہمراہ اس کو روشن رکھتا تھا۔ بادلوں کا مقابلہ کرتے تھے اور ان کی نیک کوششیں بلند مرتبہ حاصل کرنے سے قاصر نہ تھیں۔"

ہبیرۃ بن ابی مخزومی کو حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت کا جواب..... امام ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں کہا اور بقول ابن ہشام یہ اشعار حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن مالک وغیرہ سے بھی مروی ہیں لیکن بقول امام ابن کثیر ابن اسحاق کا قول ہی زیادہ معروف ہے واللہ اعلم!

سقتم كنانة جهلا من سفاهتكم
الى الرسول فجند الله مخزيها
اوردتموها حياض الموت ضاحية
فالنار موعدها والقتل لاقيها
جمعتموها احابيشا بلا حسب
ائمة الكفر غرتكم طواغيها
الا اعتبرتم بخيل الله اذ قتلت
اهل القليب ومن القيته فيها
كم من اسير فككناه بلا ثمن
وجز ناصية كنا مواليها

"تم نے کنانہ قبیلہ کو اپنی حماقت کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی طرف جنگ کے لئے روانہ کیا اللہ کا لشکر ان کو ذلیل و رسوا کرنے والا ہے تم نے دن دہاڑے روشنی میں اس لشکر کو موت کے گھاٹوں میں ڈال دیا آگ ان کا مستقر ہے اور قتل ان کا نصیب ہے تم نے مجہول اور گھٹیا قسم کے لوگوں کو جمع کر لیا جو کفر کے پیشوا تھے تمہارے سرکش اور مغرور لوگوں نے تم کو فریب دیا ہے تم نے اسلامی لشکر سے عبرت کیوں نہ حاصل کی جب اس نے جنگ بدر میں ان کو قتل کر کے قلیب میں دفن کر دیا۔ بہت سے اسیروں کو ہم نے زر فدیہ کے حصول اور پیشانی کے بال کاٹنے کے بغیر رہا کر دیا ان میں اسیروں کے ہم آقا تھے۔"

کعب رضی اللہ عنہ بن مالک کا ہبیرۃ مخزومی کو جواب...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ کعب بن مالک نے بھی ہبیرۃ بن ابی وہب مخزومی کو جواب دیا:

الا هل اتى غسان عنا ودونهم
من الارض خرق سيره متنعنع

مصاري وأعلام كأن قبابها
من البعد نقع هامد متقطع
تظل به البيزان الغر بين وزعة
ويعلوا إذا ما غمت الشمس لمرع
به جبل البحري بلس عطلها
كما لاح كتان النجار الموقع
به الجن والآرام يمشين خلفة
وبعض لبعض لم يحصه تقلع

"کیا فسان کو وہ دی قبریں چھپ گئی ہے اور ان کے سوختہ تقی اور بعض جنگلی حیوان ہیں جن کا جھنڈ مستقل ضرب ڑالا ہے اور بلند بونہ زیں گویا ان کی سیاہی دور سے ایک معلوم ہوتی کہ وہ غبار کے قطعے ہیں۔ ان میں طاقتور مضبوط اونٹ تھک جاتے ہیں اور قطعہ کے ستاروں میں بارش ہوتی ہے اور وہ تو شغال رہ جاتے ہیں۔ اس میں جنگلے ہاتھ سے مرد دوا اٹھ جاتے ہیں جن کی [illegible] ظاہر ہے جیسے کہ تاجروں کی نقشی چادر کے نقش ونگار ہیں۔ اس میں شتر کا ذاور ہرنیاں آگے پیچھے چلتی ہیں اور شتر مرغ کے انڈوں کے ٹکڑے پڑے ہیں"۔

معاشر نلقى عن دينها كل لحمة
مطرحة فيها الفوانس تلمع
وكل صموت في الصوان كأنها
إذا لبست لهى من الماء تفرع
ولكن بصبر تسلوا عن لباسهم
من الناس والأنباء بالغيب تنقطع
وثقنا بأرض تعرف لم يكن لعلها
جزانا الذي نعجز لهل لنا الشعوا
إذا جاءنا منا راكب كان فوقه
أعسوا لما يرحى إلى حرب يجمع

"ہمارا کام اپنے رب سے [illegible] کی چیزوں کا [illegible] شان میں خوب پھیلی ہیں۔ وہ [illegible] جب وہ [illegible] ہو [illegible] اور چھدار [illegible] کوئی بات [illegible] کے بارے میں کسی سے ملاقات ہو [illegible] ہم آپ کے [illegible] ملاقات کی ہیں [illegible] اور کوئی [illegible] جب [illegible] آتا ہے تو ان کا [illegible] ہے [illegible] ہو جاؤ"۔

سهمانهم شارعة بكيتا
لمعى لمى ساتر للناس أوسع
فمن يبر كانت عصا لكبده لبره
فقد أعطوا بدا ونوزعوا

لجمع له لا يتقي علينا قبيلة
من الناس الا أن يهابوا ويفظعوا
ولما ابتنوا بالعرض قالت سراتنا
علام اذا لم نمنع العرض نزرع
وفينا رسول الله نتبع أمره
اذا قال فينا القول لا نتطلع

"ہمارے پیش اللہ وہ جماعت ایک ہو لوگوں کو کتنے ہی خطرہ درکار ہے۔ لیکن ہم سب لوگوں سے زیادہ ان کو وسعت قلبی سے برداشت کریں گے۔ اگر لوگ ہمارے علاوہ کسی اور کے خلاف ہو جاتے تو وہ خود کو ذلیل پیش کر دیتے اور وہ گروہوں میں تقسیم ہو جاتے۔ ہم جہاد کریں گے تو سب پیچھے ہٹ زدہ ہو کر پریشان ہو جائیں گے۔ جب انہوں نے مقام "عرض" میں خیمے نصب کر لئے تو ہمارے سامنے لوگوں نے کہا جب ہم عرض کا دفاع نہ کریں گے تو یہاں کاشت کریں گے۔ ہم میں اللہ کا رسول ﷺ موجود ہے اس کے حکم کی ہم پیروی کرتے ہیں جب کوئی حکم فرماتے ہیں تو ہم کسی کی نہیں کرتے"۔

تدلى عليه الروح من عند ربه
ينزل من جو السماء ويرفع
نشاوره فيما نريد وقصرنا
اذا ما اشتهى أنا نطيع ونسمع
وقال رسول الله لما بدوا لنا
ذروا عنكم هول المنيات واطمعوا
وكونوا كمن يشري الحياة تقربا
الى ملك يحيا لديه ويرجع
ولكن علوا أسيافكم وتوكلوا
على الله ان الامر لله أجمع

"اس کے رب کے پاس سے جبرئیل علیہ السلام اس پر نازل ہوتے ہیں۔ ان کی فضا سے ان پر احکام اتارے جاتے ہیں اور ان کی قدر و منزلت کو بلند کیا جاتا ہے ہم ان سے جو چاہتے ہیں مشورہ لیتے ہیں اور ہماری غرض اطاعت یہ ہے کہ جب وہ کسی بات کی خواہش کریں تو ہم ان کی اطاعت کریں اور ان کی بات سنیں جب وہ ہمارے سامنے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم موت کے ہول اندوہ کا تصور دور کر دو اور فتح کی امید رکھو تم ایسے بن جاؤ جو اللہ کا تقرب حاصل کرنے کی خاطر اپنی زندگی فروخت کرتا ہے اور وہ اللہ کے پاس زندہ رکھا جائے گا اور لوٹایا جائے گا۔ لیکن تم اپنی تلواریں پکڑ کر اللہ پر توکل کرو بے شک سب معاملات اللہ کے ہاتھ میں ہیں"۔

فسرنا اليهم جهرة في رحالهم
ضحيا علينا البيض لا نتخشع
بملمومة فيها السنور والقنا
اذا ضربوا أقدامها لا تورع
فجئنا الى موج من البحر وسطه

أحابيش منهم حاسر ومقنع
ثلاثة آلاف ونحن نصية
ثلاث مئين إن كثرنا فأربع
نعاورهم نجري المنية بيننا
نشارعهم حوض الممات ونشرع

"ہم ان کی طرف چلے حالانکہ گھوڑے ہنہنا رہی تھیں اور ہم خوف زدہ نہیں تھے بلکہ ہم عظیم لشکر تھے کہ اس میں اصلی اور تیز رو تھے جو ان کے قدموں پر بڑھتے تھے اور رکتے نہ تھے۔ ہم سمندر کی ایک موج کی طرح چلے اس کے ساتھ متفرق اقوام کے لوگ تھے بعض ان میں سے ننگے سر تھے اور بعض خود پہنے۔ وہ تین ہزار تھے اور ہم قوم کے بہترین لوگ صرف سات سو تھے۔ ہم ان پر حملہ کرتے تھے ہمارے درمیان موت کا منظر تھا ہم ان کو موت کے حوضوں سے پلاتے تھے اور ہم موت کے حوض پر پہنچے تھے۔"

تهادى قسي النبع فينا وفيهم
وما هو إلا اليثربي المقطع
ومنجوفة حرمية صاعدية
يذر عليها السم ساعة تصنع
تصوب بأبدان الرجال وتارة
تمر بأعراض البصار تقعقع
وخيل [illegible] كأنها
جراد [illegible]
فلما تلاقينا ودارت بنا الرحى
وليس لأمر حمه الله مدفع

"ہمارے اور ان کے درمیان نبع درخت کی کمانیں چلتی تھیں اور یثرب کی بنی ہوئی تلواریں تھیں۔ اور حرم کے تیر جن پر صاعدی کاریگر کے ساخت کے وقت ان پر زہر چھڑکا گیا ہے۔ جو لوگوں کے جسموں کو پھاڑتے ہیں اور کبھی پتھروں کے کناروں پر گر کر آواز کرتے ہیں۔ اور لشکر کو تم دیکھے گی وہ بادِ صبا کا ٹڈی دل ہے جو موسم بہار میں آتا ہے۔ جب ہم آمنے سامنے ہوئے اور گھمسان کا رن پڑا اور اللہ کے فیصلے کو دور کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے۔"

ضربناهم حتى تركنا سراتهم
كأنهم بالقاع خشب مصرع
لدن غدوة حتى استغثنا عشية
كأن ذكا حر النار يلفع
وراحوا سراعاً مرجفين كأنهم
جهام هراقت ماءه الريح مقلع
ورحنا وقد أمرًا بطيئة كأننا
أسود على لحم ببيشة ظلع

فنلنا ونال القوم منا وربما
فعلنا ولكن ما لدى الله اوسع

"تو ہم نے ان کو ہماری کمان کے رؤسا کو ہم نے ایسا چھوڑا گویا وہ کثیب میں سفون کرتے ہوئے ہیں۔ ہم صبح سے لے کر شام تک لڑتے رہے گویا کہ لڑائی کی تپش ہر ایک کو جھلسا رہی ہے۔ وہ درد کے مارے جلدی جلدی چلے گویا وہ برسا ہوا بادل ہے اور ہوا تیز دوڑ رہی ہے۔ اور ہم بھی روانہ ہوئے اور ہمارے لشکر کا آخری حصہ سست رفتار تھا گویا ہم بیشہ کے شیر ہیں جو گوشت پر لپکے ہوئے ہیں۔ ہم نے ان کو قتل کیا انہوں نے ہم کو قتل کیا اور بسا اوقات ہم ایسا کرتے ہیں لیکن اللہ کی تقدیر غالب ہوتی ہے"۔

ودارت رحانا واستدارت رحاهم
وقد جعلوا كل من الشر يشبع
ونحن اناس لا نرى القتل سبة
على كل من يحمي الذمار ويمنع
جلاد على ريب الحوادث لا نرى
على هالك عينا لنا الدهر تدمع
بنو الحرب لا نعيا بشيء نقوله
ولا نحن مما جرت الحرب نجزع
بنو الحرب ان نظفر فلسنا بفحش
ولا نحن من اظفارها نتوجع

"ہماری اور ان کی لڑائی کا چکر چلا اور ہر فریق قتل سے سیراب ہوا اور ہم ایسے بہادر ہیں کہ قتل کو ہر محافظ اور اپنے فرائض کے نگران پر عار نہیں سمجھتے۔ ہم زمانے کے حوادث پر صبر کرنے والے ہیں، کسی مرنے والے پر ہماری آنکھ آنسو بہاتے نہ دیکھے گا۔ ہم جنگ پر کمربستہ ہیں۔ ہم اپنے قول سے عاجز نہیں ہوتے اور نہ ہی ہم جنگ کے ہولناک حوادث سے خوفزدہ ہوتے ہیں۔ ہم جنگ جو ہیں اگر غالب آ گئے تو ہم فحاشی نہیں کرتے اور نہ ہی ہم اپنی شکست پر واویلا کرتے ہیں"۔

وكنا شهابا يتقي الناس حره
ويفرج عنه من يليه ويسفع
فخرت علي ابن الزبعرى وقد سرى
لكم طلب من آخر الليل متبع
فسل عنك في عليا معد وغيرها
من الناس من اخزى مقاما واشنع
ومن هو لم يترك له الحرب مفخرا
ومن خده يوم الكريهة اضرع
شددنا بحول الله والنصر شدة
عليكم واطراف الاسنة شرع

"ہم آگ کا شعلہ ہیں لوگ اس کی حرارت سے بچا کرتے ہیں اور جو شخص اس کے قریب ہو جاتا ہے وہ بھاگ جاتا ہے یا جل کر

راکھ ہو جاتا ہے۔ اے ابن زبعری! تو نے مجھ پر افتخار کا اظہار کیا حالانکہ بات کے آخری حصہ میں تیرا اتفاق ختم کے لئے مقرر ہوا تو اپنے باپ سے پوچھ حسد و فخر و قبائل کے بارے میں سے پوچھ کون ہے جو زیادہ ذلیل و شکست خوردہ اور کون ہے جو عمدہ شخص کی جنگ سے اس کے لیے کوئی فخر اسباب کا انتظام نہیں چھوڑا اور کون ہے وہ شخص کہ اس کا چہرہ روز جنگ ذلیل ہو رہا تھا۔ اللہ کی نصرت اور مدد سے ہم نے حملہ کیا اور شیروں کی انتہا تیز تھی"۔

تكر القنا فيكم كأن فروعها
عزالي مزاد ماؤها يتهزع
عمدنا إلى أهل اللواء ومن يطر
بذكر اللواء فهو في الحمد أسرع
فخانوا وقد أعطوا يدا وتخاذلوا
أبى الله إلا أمره وهو أصنع

"تیر ان کے جسموں میں دوبارہ اس طرح چلے گئے گویا ان کے زخم مشکیزوں کے منہ ہیں جن سے پانی بہہ رہا ہے۔ ہم نے علمبرداروں کی جانب قصد کیا اور جو شخص علم کے ذکر پر اڑ کر جاتا ہے وہ حمد حاصل کرنے میں سریع ہے۔ وہ ہلاک ہو گئے اور شکست کھا کر ہو گئے اور بزدل ہو کر ناکام ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے امر کو مکمل کیا اور وہی تقدیر کو نافذ کرتا ہے"۔

عبداللہ بن زبعری کے حالت کفر کے اشعار ... عبداللہ بن زبعری نے بحالت کفر و شرک غزوہ احد کے بارے کہا:

يا غراب البين أسمعت فقل
إنما تنطق شيئا قد فعل
إن للخير وللشر مدى
وكلا ذلك وجه وقبل
والعطيات خساس بينهم
وسواء قبر مثر ومقل
كل عيش ونعيم زائل
وبنات الدهر يلعبن بكل

"اے جدائی کی خبر دینے والے کوے! تو نے بات سنائی اور کہہ دے کہ تو ایسی بات بتاتا ہے جو ہو چکی ہے۔ بھلائی اور برائی کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے اور یہ سب باتیں سامنے آنے والی ہیں۔ ان دونوں کے درمیان عطایا معمولی چیز ہے اور مالدار اور نادار کی قبر یکساں ہوتی ہے۔ ہر عیش و عشرت اور نعمت زوال پذیر ہے اور حوادث زمانہ ہر فرد کے ساتھ کھیلتے ہیں"۔

أبلغا حسان عني آية
فقريض الشعر يشفي ذا الغلل
كم ترى بالجر من جمجمة
وأكف قد أترت ورجل
وسرابيل حسان سريت
عن كماة أهلكوا في المنتزل

كم قتلنا من كريم سيد
ماجد الجدين مقدام بطل

''حسان کو میری طرف سے ایک بات بتا دے کہ شعر گوئی دل کی حرارت کو شفا بخشتی ہے۔ تو پہاڑ کے دامن میں بہت سی کھوپڑیاں ہاتھ اور سر قطع شدہ دیکھے گا۔ اور معمور ہیں جوان بہادر لوگوں سے ہماری گلیاں ہیں جو میدان جنگ میں ہلاک کر دیے گئے۔ ہم نے بہت سے اشراف اور کئی قتل کیے جو نجیب الطرفین تھے پیش قدمی کرنے والے بہادر''۔

صادق النجدة قرم بارع
غير ملتاث لدى وقع الأسل
فسل المهراس من ساكنه
بين أقحاف وهام كالحجل
ليت أشياخي ببدر شهدوا
جزع الخزرج من وقع الأسل
حين حكت بقباء بركها
واستحر القتل في عبد الأشل

''شجاعت کا مظاہرہ کرنے والے فائق و لائق، دشمن نیزوں کے حملے پڑنے کے وقت وہ ضعیف و ناتواں نہیں۔ تو مہراس چشمے سے پوچھ اس میں کس کی سکونت ہے کھوپڑیاں اور سروں کے درمیان چکور کی مانند۔ کاش! بدر میں میرے مشائخ حاضر ہوتے اور خزرجیوں کی لڑائی میں جزع فزع دیکھتے۔ جب ہم نے قباء میں اپنا سینہ ٹکا دیا اور عبد الاشہل میں قتل اور خون ریزی خوب ہوئی''۔

ثم خفوا عند ذاكم رقصا
رقص الحفان يعلو في الجبل
فقتلنا الضعف من أشرافهم
وعدلنا ميل بدر فاعتدل
لا ألوم النفس إلا أننا
لو كررنا لفعلنا المفتعل
بسيوف الهند تعلو هامهم
عللا تعلوهم بعد نهل

''پھر اس وقت تیز تیز چلے جیسا کہ شتر مرغ پہاڑ پر چڑھتے ہیں۔ ہم نے ان کے اشراف میں سے دوگنا قتل کیے بدر والی کجی اور کمی کو ہم نے پورا کر دیا اور مقابلہ برابر ہو گیا۔ میں خود ملامت نہیں کرتا الا یہ کہ اگر ہم دوبارہ حملہ کر دیتے تو عظیم کارنامہ انجام دیتے۔ ہندی تلواروں کے ساتھ بار بار حملہ کرتے جو ان کے سروں پر بلند ہو گئیں''۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ...... نے اس کے جواب میں کہا:

ذهبت يا ابن الزبعرى وقعة
كان منا الفضل فيها لو عدل

ولقد نلتم ونلنا منكم
وكذاك الحرب أحيانا دول
نضع الأسياف في أكتافكم
حيث نهوى عللا بعد نهل
نخرج الأضياح من أستاهكم
كسلاح النيب يأكلن العصل
إذ تولون على أعقابكم
هربا في الشعب أشباه الرسل

"ابن زبعری کو ایک واقعہ نے حیران کر دیا ہے اس میں ہماری فضیلت و برتری واضح تھی اگر وہ انصاف کرتا تم نے ہمارے افراد قتل کئے اور ہم نے تمہارے افراد ہلاک کئے اور جنگ اسی طرح پانسہ پلٹتی ہے۔ ہم تلواریں تمہارے کندھوں پر مارتے تھے جہاں ہم ان کو بار بار استعمال کرتے تھے۔ ہم تمہاری شرمگاہوں سے دودھ کی جیسی گوبر نکال لیتے تھے جیسا کہ اونٹوں کا فضلہ ہوتا ہے جو عصل گھاس کھاتے ہیں۔ جب تم بکریوں کی طرح شعب میں بھاگ کر پیٹھ دکھا رہے تھے"۔

إذ شددنا شدة صادقة
فأجأناكم إلى سفح الجبل
بخناطيل كأمذاق الملا
من يلاقوه من الناس يهل
ضاق عنا الشعب إذ نجزعه
وملأنا الفرط منه والرجل
برجال لستم أمثالهم
أيدوا جبريل نصرا فنزل
وعلونا يوم بدر بالتقى
طاعة الله وتصديق الرسل

"جب ہم نے بھرپور حملہ کیا اور تم کو پہاڑ کے دامن کی طرف پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ متعدد گھوڑوں کے ساتھ جو عظیم ٹڈیوں کی طرح تھے جو ان کے سامنے آیا وہ خوف زدہ ہو گیا۔ ہمارے ہجوم سے وادی تنگ ہو گئی جب ہم اس کو عبور کر رہے تھے ہم نے اس کی بلند اور ہموار زمین کو بھر دیا ایسے بہادروں سے جو تم جیسے نہ تھے جبرائیل علیہ السلام کی ان کو نصرت و تائید حاصل تھی اور جبرائیل علیہ السلام آئے۔ جنگ بدر میں ہم تقویٰ، اطاعت الٰہی اور رسولوں کی تصدیق کی وجہ سے غالب آ گئے"۔

وقتلنا كل رأس منهم
وقتلنا كل جحجاح رفل
لي لم يطق من جمع جمعوا
مثل ما يجمع في الخصب الهمل
وتركنا في قريش عورة
يوم بدر وأحاديث المثل

ورسول الله حقا شاهدا
يوم بدر والتنابيل الهبل
نحن لا أمثالكم ولد استها
نحضر الباس اذا الباس نزل

"ہم نے ان کے بڑے بڑے لوگوں کو قتل کیا اور ہر متکبر سردار کو ہلاک کیا۔ ہم نے بدر میں قریش کے لئے عیب اور شرم کا مقام چھوڑ دیا اور وہ لوگ ہمیں قریب الشمل ہو گئے۔ اور رسول اللہ ﷺ حق جنگ بدر میں موجود تھے اور قریش کے کمینے بیوقوف مجرم لوگ جمع ہوئے جیسا کہ بھیڑ چارے والی زمین میں آ کر داخل ہوتے ہیں۔ ہم تم جیسے نہیں جب جنگ کا موقع ہو تو ہم میدان جنگ میں اترتے ہیں۔"

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ انصاری کا شہدائے احد اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مرثیہ:

نشجت وهل لك من منشج
وكنت متى تذكر تلجج
تذكر قوم أتاني لهم
أحاديث في الزمن الأعوج
فقلبك من ذكرهم خافق
من الشوق والحزن المنضج
وقتلاهم في جنان النعيم
كرام المداخل والمخرج

"تو حزن و ملال سے مدہوش ہو رہا ہے کیا تجھے اس سے چھٹکارا ہے جب تو ان کا ذکر کرتا ہے تو اٹک جاتا ہے ایسے لوگوں کا ذکر جن کی باتیں ٹیڑھے زمانہ میں موصول ہوئی ہیں۔ تیرا دل ان کے شوق اور اس غم و اندوہ سے بے قرار اور پریشان ہے۔ اور ان کے شہید نعمت والی جنات میں ہیں جن کا آنا جانا خوشگوار ہے۔"

بما صبروا تحت ظل اللواء
لواء الرسول بذي الأضوج
غداة أجابت بأسيافها
جميعا بنو الأوس والخزرج
وأشياع أحمد إذ شايعوا
على الحق ذي النور والمنهج
فما برحوا يضربون الكماة
ويمضون في القسطل المرهج

"ان جوانمردوں نے "ذی الاضوج" مقام میں رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے صبر کیا۔ جب سب اوس اور خزرج کے لوگوں نے تلواروں سے جواب دیا اور آپ کی دعوت کو لبیک کہا اور احمد ﷺ کے پیروکار جب وہ روشن حق اور واضح طریق پر اس کے تابع ہو گئے۔ وہ بہادر لوگوں کو مارتے رہے اور گرد و غبار میں چلتے رہے۔"

كذلك حتى دعاهم مليك
إلى جنة دوحة المولج
وكلهم مات حر البلاء
على ملة الله لم يحرج
كحمزة لما وفى صادقاً
بذي هبة صارم سلجج
فلاقاه عبد بني نوفل
يبربر كالجمل الأدعج

"وہ اسی طرح لڑتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے ان کو گھنے درختوں والی جنت میں بلا لیا۔ وہ سب اللہ کے دین پر خالص آزمائش میں بغیر تنگی دل کے فوت ہوئے۔ مثلاً حمزہ رضی اللہ عنہ جب اس نے پکا عہد باہمت تقویٰ سے نبھایا قاطع اور تیز تلوار کے ساتھ۔ اس کے سامنے بنی نوفل کا غلام آیا جو سیاہ اونٹ کی طرح چیخ رہا تھا"۔

فأوجره حربة كالشهاب
تلهب في اللهب الموهج
ونعمان أوفى بميثاقه
وحنظلة الخير لم يحنج
عن الحق حتى غدت روحه
إلى منزل فاخر الزبرج
أولئك لا من ثوى منكم
من النار في الدرك المرتج

"جس نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارا آگ کے شعلے کی مانند جو بھڑکتی ہوئی آگ سے بلند ہو رہا ہو۔ اور نعمان بن عبد عمرو نے اپنا عہد پورا کیا اور حنظلہ رضی اللہ عنہ بھی راہ حق سے گمراہ نہ ہوا یہاں تک کہ اس کی روح خوشنما منزل کی طرف پرواز کر گئی۔ یہ لوگ تمہاری مانند نہیں ہیں کہ وہ جہنم میں سے آگ کے زیریں مقام تک پڑے جل رہے ہیں"۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا شہدائے احد اور حمزہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مرثیہ ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور دیگر شہدا احد کے مرثیہ خواں ہیں اور یہ قصیدہ امیہ بن ابی صلت کے قصیدہ کے وزن پر ہے۔ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ یہ اشعار حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے نہیں۔

يا مي قومي فاندبي بسحيرة شجو النوائح
كالحاملات الوقر بالثقل الملحات الدوالح
المعولات الخامشات وجوه حرات صحائح
وكأن سيل دموعها الأنصاب تخضب بالذبائح
ينقضن أشعاراً لهن هناك بادية المسائح
وكأنها أذناب خيل بالضحى شمس روامح

بين بين مشرور ومجزور يذعذع بالبوارح
يبكين شجوا مسلبات كدحتهن الكوادح
ولقد أصاب قلوبها مجل له جلب قوارح
إذ أقصد الحدثان من كنا نرجي إذ نشايح

''اے صاحب! تو کھڑی ہو اور صبح کے وقت نوحہ کرنے والیوں کی طرح رنج و غم کا اظہار کر، ان اونٹنیوں کی طرح جو بوجھ تلے دبے جا رہے ہیں۔ جو بوجھ سے بوجھل ہیں اور سخت منہ چھوڑ کر چلا رہی ہیں۔ گویا کہ ان کے آنسو گالوں پر بہہ رہے ہیں جو ایک کے خون سے رنگین ہوتے ہیں۔ بعض کا گوشت متفرق پڑا ہے اور بعض ذبح کئے جا رہے ہیں جو قحط کے زمانہ میں تقسیم کئے جائیں گے وہ غم سے رو رہی ہیں اور آپس میں کہہ رہی ہیں کہ حوادث زمانہ سے وہ متاثر ہیں۔ ان کے دل زخمی ہیں ہم ان کے زخم پر تکلیف دہ گہرا زخم ہے جس سے ہم امیدوار تھے اس کو حوادث زمانہ نے گزند پہنچائی جب ہم نے خطرہ محسوس کیا''۔

أصحاب أحد غالهم دهر ألم له جوارح
من كان فارسنا وحامينا إذا بعث المسالح
يا حمز لا والله لا أنساك ما صر اللقائح
لمناخ أيتام وأضياف وأرملة تلامح
ولما ينوب الدهر في حرب لحرب وهي لاقح
يا فارسا يا مدرها يا حمز قد كنت المصامح
عنا شديدات الخطوب إذا ينوب لهن فادح
ذكرتني أسد الرسول وذاك مدرهنا المنافح
عنا وكان يعد إذ عد الشريفون الجحاجح
يعلو القماقم جهرة سبط اليدين أغر واضح

''اصحاب احد کو زمانہ نے ہلاک کر دیا جس کی امداد کا الٰہ پر دارومدار ہے۔ جو شخص ہمارا شاہسوار اور محافظ تھا جب مسلح لوگوں کو ندا دی جائے۔ اے حمزہ! واللہ جب تک اونٹنیوں کے دودھ پر کپڑا باندھا جائے گا میں تجھے نہ بھولوں گا۔ یتیموں، مہمانوں اور بیوہ عورتوں کے آنے کی وجہ سے جو دور سے بجلی کی چمک کی طرح دیکھتی ہیں۔ اور لڑائیوں میں حصہ لینے والوں کی مسلسل لڑائی کی وجہ سے۔ اے حمزہ! اے شاہسوار! اے قوم کا دفاع کرنے والے! تو ہم میں سے بہت زیادہ دفاع کرنے والا ہے۔ بڑے مصائب جب ان کے لئے بار گراں کی نوبت آتی ہے تو نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے شیر کی یاد دلا دی ہے اور وہ ہمارا خوب دفاع کرنے والا تھا۔ جب شرفا کا شمار ہوتا تھا ان کا شمار شرفاء میں ہوتا تھا۔ وہ تو سادات میں سے عالی مقام تھا، فیاض اور واضح سفید روشن تھا''۔

لا طائش رعش ولا ذو علة بالحمل آنح
بحر فليس يغب جارا منه سيب أو منادح
أودى شباب أولي الحفائظ والثقيلون المراجح
المطعمون إذا المشاتي ما يصفقهن ناضح
لحم الجلاد وفوقه من شحمه شطب شرائح
ليدافعوا عن جارهم ما رام ذو الضغن المكاشح

لهفي لشبان رزئناهم كأنهم انجم سوابح
شم بطارقة غطارفة خضارمة مسامح
المشترون الحمد بالأموال ان الحمد رابح
والقافزون بلجمهم برسا اذا ما صاح صائح

"ہائے وہ نوجوان مرد تھا رستہ وہ سخی تھا جو بہت بہادر اور سخی تھا اپنے منصب سے عطیہ اور خیرات کیا کرتا تھا۔ غضبناک لوگوں کا شباب چلا گیا اور ہماری عزت کی جراح چلے گئے جو لڑائی کے ایام میں جواں مردی دکھاتے تھے، شمشیر زن ہونے والا ان کا دور دھوکہ ہوتا۔ دشمنوں کا گوشت جس پر جھپٹتی ہے صاف شفاف تھوڑا جب ہے تا کہ وہ اپنے مسکن کا ادنیٰ ترین کوئی کپڑا دشمن ان کا ارادہ نہ کرے۔ مجھے حسرت اور افسوس ہے ان جوانوں پر جن کی سب تکلیف پہنچی ہے وہ اندھیرے میں روشن چراغ تھے معتبر زندگی اور بردبار فیاض اور سخی تھے۔ مال و دولت صرف کرکے وہ تعریف و ستائش خریدتے ہیں بے شک تعریف و ستائش مفید ہے جب کوئی ایسا آدمی پکارے تو وہ اپنی سواریوں کے لگاموں کے ساتھ میدان میں کود پڑتے ہیں"۔

من كان يرمي بالنواقر من زمان غير صالح
ما ان تزال ركابه يرسمن في غبر صحاصح
راحت تبزي وهو في ركب صلودهم روشح
حتى تؤوب له المعالي ليس من فوز بسانح
يا صرفه أو حسني كالعم دشنبه الكوالح
أشكو اليك زمانك بترب المكرر والتغانج
من جحفل يطلبه اذا جبذ لسوح
ضارح لسي وسع سخنونه بالشم ابونيه السماسح
فعزيزنا أنا نفوز وقولنا بوح سوارح
من كان أسدى وهو عما زلفح للعنان جانح

"جو انسان زمانے کے مصائب سے دوچار ہوا اس کی سواریاں نرم ہموار زمین کی گرد و غبار میں چلتی رہتی ہیں۔ وہ تھکنے میں مقابلہ کرتی ہیں ان کے بیٹھے پیچھے۔ یہ شرابور ہیں یہاں تک کہ ان کو بلند مقام حاصل ہو جاتا ہے جو ان کا مقصود ہوتا ہے اے زمانہ تو نے مجھے تنہا چھوڑ دیا ہے بنجر کی مانند جس کو کاٹنے والوں نے کاٹ کر رکھ دیا۔ میں تیرے پاس شکوہ کرتا ہوں بادشاہ زمانہ تھکا ہوا ہی ہے اور تھکی ہوئی شکل۔ جو ہم پر نازل ہو رہے ہیں جب کہ فوج سے فرار لے لے کر ہم قربان ہے جو حقیقت میں جس کو ان سے ہم رہے ہیں ان لوگوں نے ہم کو زخم دیا ہے۔ ہماری آرزو قابل ہے۔ یہ ہم کہتے ہیں اور ہمارا قول نہایت سچا اور تکلیف دہ ہے بے شک ہمیں جو زخم لگا ہے وہ زخم خوردہ ہے"۔

فلبئس ما لاقيت عند انهالك السنة الفوادح
الفتيان ليس الطاعنين ذوي السماحة والمدائح
من لا يزال يدي بيديه له طوال الدهر مانح

"جو سخاوت اور زندگی کے عالی مقام پر فائز تھے فیاض اور قابل تعریف تھے جن کے دست سخاوت سے زمانہ بھر کے لوگ مستفید ہے"۔

کعب بن مالک کے اشعار:

طرقت همومك فالرقاد مسهد
وجزعت أن سلخ الشباب الأغيد
ودعت فؤادك للهوى ضمرية
فهواك غوري وصحبك منجد
فدع التمادي في الغواية سادراً
قد كنت في طلب الغواية تفند
ولقد أنى لك أن تناهى طائعاً
أو تستفيق إذا نهاك المرشد
ولقد هددت لفقد حمزة هدة
ظلت بنات الجوف منها ترعد

”تو رنج و غم میں مبتلا ہے اور نیند اچاٹ ہے اور تو پریشان ہے کہ تازہ جوانی پلٹ کر زائل ہو گئی ہے۔ ایک ضمری خاتون نے تیرے دل کو محبت و مودت کے لئے پکارا ہے۔ تیری محبت نشیبی ہے اور اس سے دوستی کی سرفرازی ہے۔ غفلت سے محبت کی گمراہی میں انہماک کو چھوڑ دے، تو محبت کی طلب میں ملامت زدہ تھا۔ اور وقت آ گیا ہے کہ تو خوشی سے رک جائے یا ہوش میں آ جائے جب تیرا مرشد تجھے منع کرے۔ میں حمزہ کی موت کی شہادت سے ٹوٹ پھوٹ چکا ہوں اور میرے پیٹ کی آنتوں پر اس سے لرزہ طاری ہے۔“

ولو أنه فجعت حراء بمثله
لرأيت راسي صخرها يتبدد
قرم تمكن في ذؤابة هاشم
حيث النبوة والندى والسؤدد
والعاقر الكوم الجلاد إذا غدت
ريح يكاد الماء منها يجمد
والتارك القرن الكمي مجدلاً
يوم الكريهة والقنا يتقصد

”اگر کوہ حرا پر ایسی جانکاہ مصیبت آ جاتی تو تو دیکھتا کہ اس کے مضبوط پتھر لرز جاتے۔ ہاشم کے عالی خاندان کا وہ رئیس ہے جہاں نبوت، سخاوت اور ریاست جلوہ افروز ہے۔ بڑی کوہان والی قوی اونٹنیوں کو وہ ذبح کرنے والا ہے جب ایسی ٹھنڈی ہوا چلے جس سے قریب ہے کہ پانی جم جائے۔ جنگ میں بہادر مقابل کو زمین پر پچھاڑ دیتا، جب کہ نیزہ شکستہ ہوتا ہے۔“

وتراه يرفل في الحديد كأنه
ذو لبدة شثن البراثن أربد
عم النبي محمد وصفيه
ورد الحمام فطاب ذاك المورد

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

"[illegible] گویا وہ شیر ہے [illegible] نبی کریم ﷺ [illegible] آپ ﷺ کے [illegible] سے شہادت طلب کی گئی ہے [illegible] کی بشارت دی گئی ہے [illegible]"

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

مرثیہ: ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ عبداللہ بن رواحہ نے حمزہ اور شہدائے احد کا مرثیہ کہا اور بقول ابن ہشام یہ مرثیہ کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کا ہے جو ابوزید نے مجھے بتایا:

بکت عینی وحق لها بکاها
وما یغنی البکاء ولا العویل
علی اسد الاله غداة قالوا
أحمزة ذاکم الرجل القتیل
أصیب المسلمون به جمیعا
هناک وقد أصیب به الرسول
أبا یعلی لک الارکان هدت
وأنت الماجد البر الوصول

"میری آنکھ اشکبار ہے اور اس کے لئے آنسو بہانا ناگزیر ہے مگر رونا دھونا اور چلانا تو بے فائدہ ہے۔ حمزہ شیر خدا پر جب انہوں نے کہا کیا یہ شہید شخص حمزہ تھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور سب مسلمان ان کی وجہ سے رنجیدہ اور مصیبت زدہ ہیں۔ اے حمزہ ابو یعلیٰ! تیری وجہ سے تھا ان کے ارکان ٹوٹ پھوٹ چکے ہیں اور آپ بڑے شریف و بزرگ، نیک اور صلہ رحمی کرنے والے تھے۔"

علیک سلام ربک فی جنان
مخالطها نعیم لا یزول
الا یا هاشم الاخیار صبرا
فکل فعالکم حسن جمیل
رسول الله مصطبر کریم
بأمر الله ینطق اذ یقول
الا من مبلغ عنی لؤیا
فبعد الیوم دائلة تدول

"تجھ پر تیرے پروردگار کا جنت میں سلام ہو جس کی نعمتیں دائمی ہیں۔ اے ہاشم قبیلے کے بہترین لوگو! صبر کرو تمہارے سب کام خوب اور عمدہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ صبر مند کریم و عزیز ہیں جب بولتے ہیں تو اللہ کے امر سے گویا ہوتے ہیں۔ سنو! کون ہے جو میری جانب سے لوئی قبیلہ کو پیغام پہنچا دے کہ اس جنگ کے بعد لڑائی ہوا کرے گی۔"

وقبل الیوم ما عرفوا وذاقوا
وقائعنا بها یشفی الغلیل
نسیتم ضربنا بقلیب بدر
غداة أتاکم الموت العجیل
غداة ثوی ابو جهل صریعا
علیه الطیر حائمة تجول
وعتبة وابنه خرا جمیعا
وشیبة عضه السیف الصقیل

"ترجمہ: اور جنگ احد میں اگر انہوں نے ہماری قوت کو پہچانا اور ہمارے حملوں کا مزہ چکھا جس سے ان کی سوزش دور ہوتی ہے تم قلیب بدر والوں کو بھول چکے ہو جب تم کو فوری موت نے گھیر لیا۔ جب ابو جہل گر پڑا اس پر پرندے گھوم رہے تھے عتبہ اور ابن عتبہ دونوں گر پڑے اور شیبہ کو چمکدار تلوار نے کاٹ دیا۔"

ومتركنا أمية مجلعبا
وفي حيزومه لدن نبيل
وهام بني ربيعة سائلوها
ففي أسيافنا منها فلول
ألا يا هند فابكي لا تملي
فأنت الواله العبرى الهبول
ألا يا هند لا تبدي شماتا
بحمزة إن عزكم ذليل

"اور امیہ کو زمین پر گرا ہوا چھوڑ دیا اور اس کے سینہ میں تیز نیزہ پیوست تھا۔ اور بنی ربیعہ کے سروں سے پوچھو ہماری تلواروں میں ان کی وجہ سے دندانے پڑ گئے ہیں۔ اے ہند! تو مسلسل روتی رہ اکتا نہیں تو بے چین شکستہ حال اور بچے گم کرنے والی ہے۔ اے ہند! تو حمزہ کی موت پر خوشی کا اظہار نہ کر تمہارا عزیز ذلیل ہو چکا ہے۔"

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے اشعار: ... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی نے اپنے بھائی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر کہا:

أسائلة أصحاب أحد مخافة
بنات أبي من أعجم وخبير
فقال الخبير إن حمزة قد ثوى
وزير رسول الله خير وزير
دعاه إله الحق ذو العرش دعوة
إلى جنة يحيا بها وسرور
فذلك ما كنا نرجي ونرتجي
لحمزة يوم الحشر خير مصير

"کیا میرے باپ کی بیٹیاں خوف کی وجہ سے اصحاب احد سے پوچھتی ہیں ناواقف اور واقف کار سے تو واقف کار نے کہا بے شک حمزہ اور رسول اللہ ﷺ کا بہترین وزیر فوت ہو گیا ہے۔ اسے معبود برحق صاحب عرش نے جنت اور مسرت کی طرف بلایا ہے جہاں اس کی زندگی رہے گی۔ اور ہم حشر کے دن حمزہ کے لیے بہترین ٹھکانے کی امید اور آرزو رکھتے تھے۔"

فوالله لا أنساك ما هبت الصبا
بكاء وحزنا محضري ومسيري
على أسد الله الذي كان مدرها
يذود عن الإسلام كل كفور

فيا ليت شلوي عند ذاك وأعظمي
لدى أضبع تعتادني ونسور
أقول وقد أعلى النعي عشيرتي
جزى الله خيرا من أخ ونصير

"بخدا! جب تک بادِ صبا چلتی رہے گی میں تجھے غم و اندوہ سے کبھی بھی فراموش نہ کروں گی۔ یعنی حمزہ اللہ کے شیر پر ہوگا جو قوم کا دفاع کرتا تھا اور اسلام سے ہر کافر کے حملہ کو دفع کرتا تھا۔ کاش کہ وہاں میرے اعضاء اور ہڈیاں بجوؤں اور گدھوں کے پاس ہوتیں جو مجھے نوچتیں۔ کسی نے میرے بھتیجے کی موت کی خبر دی تو میں نے کہا کہ میرے بھائی اور معاون کو اللہ جزائے خیر عطا کرے"۔

بقول ابن اسحاق شماس بن عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی نعم نے کہا:

يا عين جودي بدمع غير إبساس
على كريم من الفتيان لباس
صعب البديهة ميمون نقيبته
حمال ألوية ركاب أفراس
أقول لما أتى الناعي له جزعا
أودى الجواد وأودى المطعم الكاسي
وقلت لما خلت منه مجالسه
لا يبعد الله منا قرب شماس

"اے آنکھ! تو بے ساختہ اپنے آنسو بہا، بہترین نوجوان اور سخی پر آنسو بہا، جو آغاز میں بھی سخت، مبارک نقیب، جھنڈا بردار، شاہسوار تھا۔ اس کی موت کی خبر آئی تو میں نے گھبراہٹ کے عالم میں کہا سخاوت چلی گئی ہے، لوگوں کو کھلانے اور پہنانے والا چلا گیا۔ جب اس کی مجلس خالی ہوگئی تو میں نے کہا اللہ ہم سے شماس کے قرب کو جدا نہ کرے"۔

نعم کی تعزیت کرتے ہوئے اس کے بھائی ابوالحکم بن سعید بن یربوع نے کہا:

اقني حياءك في ستر وفي كرم
فإنما كان شماس من الناس
لا تقتلي النفس إذ حانت منيته
في طاعة الله يوم الروع والباس
قد كان حمزة ليث الله فاصطبري
فذاق يومئذ من كأس شماس

"اپنی حیاء کو عصمت و حفاظت کے ساتھ قائم رکھ، شماس بھی لوگوں میں سے ایک تھا، اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈال، جبکہ وہ جنگ کے دن اللہ کی اطاعت میں قربان اور شہید ہو گیا ہے۔ حمزہ بھی جو شیر خدا تھا، اس جنگ میں شماس جیسی موت کا ذائقہ چکھ چکا ہے"۔

ہند بنت عتبہ کے اشعار: جب ابوسفیان نے جنگ احد سے واپسی کی ٹھانی تو

رجعت وفی نفسی بلابل جمة
وقد فاتنی بعض الذی کان مطلبی
من اصحاب بدر من قریش وغیرهم
بنی هاشم منهم ومن اهل یثرب
ولکننی قد نلت شیئا ولم یکن
کما کنت ارجو فی مسیری ومرکبی

"میں واپس ہوئی اور میرے دل میں رنج و غم موجزن تھا اور میرے بعض مطالب و مقاصد پورے نہ ہو سکے قریشی، ہاشمی اور یثربی بدریوں سے۔ گو میں نے اپنی کچھ آرزو پوری کر لی ہے اور حسب خواہش سواری کر کے میں کامیاب نہ ہو سکی"۔

امام ابن اسحاق نے اس مقام پر بہت اشعار بیان کیے ہیں ہم (ابن کثیر) نے کافی اشعار طوالت کے خوف سے اور ناشائستہ ہونے کی وجہ سے نظر انداز کر دیے ہیں اور جو ہم نے بیان کر دیے اشعار وہی کافی وافی ہیں ان شاء اللہ۔

"مغازی" میں اموی نے حسب عادت ابن اسحاق سے بھی زیادہ اشعار نقل کیے ہیں خصوصاً جنگ احد کے بیان میں۔ ان میں ان کے یہ اشعار بھی ہیں جو انہوں نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے نقل کیے ہیں جو انہوں نے جنگ احد کے بارے میں کہے گویا یہ اشعار عبداللہ بن زبعری کے جواب کا ایک حصہ ہیں واللہ اعلم۔

طاوعوا الشیطان اذ اخزاهم
فاستبان الخزی لهم والفشل
حین صاحوا صیحة واحدة
مع ابی سفیان قالوا اعل هبل
فاجبناهم جمیعا کلنا
ربنا الرحمن اعلی واجل
اثبتوا تستعملوها مرة
من حیاض الموت والموت نهل
واعلموا انا اذا ما نضحت
عن خیال الموت قدر تشتعل

"انہوں نے شیطان کی اطاعت کی جب اس نے ان کو رسوا اور ذلیل کر دیا ان میں رسوائی، ذلت اور ناتوانی ظاہر ہو گئی۔ جب انہوں نے ابوسفیان کے ساتھ یک زبان ہو کر کہا "اعل ھبل" اے ہبل تو بلند ہو۔ ہم سب نے ان کے جواب میں کہا ہمارا پروردگار رحمن اعلیٰ اور کبریا ہے۔ تم میدان ثبات سے کام لو، ان کو موت کے حوضوں پر دوبارہ لاؤ اور موت نے ان کو پلا دیا ہے"۔

واقعہ احد کا تتمہ: ۳ھ کے غزوات، سرایا اور حالات ہم بیان کر چکے ہیں ان میں سے جنگ احد سب سے مشہور ہے جو ماہ شوال ۳ھ میں پیش آئی اس کی تفصیل قبل ازیں بیان ہو چکی ہے واللہ اعلم۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ابو یعلیٰ یا ابو عمارہ بن عبدالمطلب اسد اللہ اور اسد رسول اللہ، رسول اللہ ﷺ کے چچا جنگ احد ۳ھ میں شہید ہوئے۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے رضاعی بھائی تھے اور ابو سلمہ بن عبدالاسد مخزومی کے بھی رضاعی بھائی تھے ان تینوں کو ابی لہب کی کنیز ثویبہ نے دودھ پلایا جیسا کہ صحیح بخاری میں ثابت ہے۔

ہے۔ واقدی کہتا ہے بعد شہادت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی عمر ۵۹ سال سے متجاوز تھی آپ کا شمار بہادر اور دلیر لوگوں میں تھا آپ کے ہمراہ احد میں ۷۰ مجاہد اور شہید ہوئے رضی اللہ عنہم اجمعین۔ مصعب بن زبیری کا بیان ہے کہ یعلی بن حمزہ کے پانچ بیٹے تھے جو سب فوت ہو گئے تھے۔ البتہ ایک بچی امامہ تھی۔ جس کی پرورش کے بارے میں حضرت علی، زید بن حارثہ، جعفر رضی اللہ عنہم کے درمیان تنازعہ ہوا آپ ﷺ نے جعفر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فیصلہ فرما دیا۔ کیونکہ لڑکی کی خالہ ان کی زوجہ تھیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا الخالۃ بمنزلۃ الام۔

حضرت عثمان کا ام کلثوم سے نکاح: ..... حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ام کلثوم سے ربیع الاول ۳ھ میں نکاح کیا، جمادی الآخر ۳ھ میں رخصتی عمل میں آئی ذکرہ الواقدی۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت: ..... بقول ابن جریر ۳ھ میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شکم اطہر سے پیدا ہوئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ شکم مادر میں آ گئے۔

۴ ہجری: ..... محرم ۴ ہجری میں ابو سلمہ بن عبد الاسد اسدی کا فوجی دستہ روانہ ہوا اور مقام قطن تک پہنچا۔

۴ ہجری سریہ ابو سلمہ: ..... واقدی (عمر بن عثمان بن عبد الرحمن بن سعید یربوعی، سلمہ بن عبد اللہ بن عمر بن ابی سلمہ وغیرہ) سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو جنگ احد (شوال ۳ھ) میں بازو پر زخم لگا تھا، ایک ماہ تک علاج معالجہ کرتے رہے۔ محرم ۴ھ میں ان کو رسول اللہ ﷺ نے قریب بلا کر کہا: بنی اسد کے علاقہ میں جا کر حملہ آور ہو جاؤ ان کو تقویٰ کی وصیت کی اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کی وصیت بھی فرمائی۔ چنانچہ ڈیڑھ سو مجاہدین کو لے کر بنی اسد کے چشمہ قطن کے پاس پہنچ گئے طلیحہ اسدی اور سلمہ بن خویلد نے اپنے حلیفوں کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے اکٹھا کر لیا تھا۔

ان میں سے ایک آدمی نے آ کر مخبری کی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے ہمراہ یہ فوجی دستہ ابو سلمہ کی قیادت میں روانہ کر دیا جب یہ فوجی دستہ وہاں پہنچا تو وہ لوگ اپنے سارے سب اونٹ اور بکریاں چھوڑ کر منتشر ہو گئے۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے اس سارے مال غنیمت پر قبضہ کر لیا اور ان کے تین غلام بھی پکڑ لئے اور مدینہ واپس چلے آئے اور اس مجموعی مال غنیمت میں سے علاوہ حصہ رسول اللہ ﷺ کے لئے بطور "صفی" ایک غلام منتخب کیا اور مال غنیمت میں پانچواں حصہ نکال کر باقی مال مجاہدین میں تقسیم کر دیا۔

عمر بن عثمان (عبد الملک بن عمیر عبد الرحمن بن سعید بن یربوع) عمر بن ابی سلمہ سے بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو (جنگ احد میں) ابو اسامہ جشمی نے زخمی کیا تھا ایک ماہ علاج کرنے کے بعد تندرست ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو محرم ۴ھ میں "قطن" کی طرف روانہ کیا اور وہ اس سلسلہ میں مدینہ سے دس روز سے زائد غائب رہے۔ واپس آئے تو وہی زخم پھوٹ پڑا اور ۸ جمادی الاولیٰ ۴ھ کو فوت ہو گئے۔ میری والدہ نے عدت (چار ماہ دس روز) کے بعد رسول اللہ ﷺ سے شادی کر لی اور شوال ۴ھ میں رخصتی عمل میں آئی۔ میری والدہ فرمایا کرتی تھیں کہ ماہ شوال میں نکاح اور رخصتی سے کوئی حرج نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شوال میں میرے ساتھ نکاح کیا اور اسی ماہ میں رخصتی ہوئی۔ اور بقول عمر بن ابی سلمہ ذی قعدہ ۳ھ میں حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے۔ (روایت بیہقی)

واقدی کا بیان ہے کہ صفر ۴ھ میں رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ کا جائزہ لینے کے لئے ایک قافلہ روانہ کیا اور رجیع چشمہ عسفان سے آٹھ میل کے فاصلے پر ہے۔

غزوۃ الرجیع: ..... امام بخاری، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ایک جاسوسی قافلہ روانہ کیا اور اس کا امیر حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ (جو عاصم بن عمر بن خطاب کے نانا تھے) کو مقرر کیا۔ وہ چلتے چلتے جب عسفان اور مکہ کے درمیان پہنچ گئے تو ہذیل قبیلے کے ایک خاندان بنو لحیان کو ان کے بارے میں کسی نے مخبری کر دی تو انہوں نے سو تیر انداز ان کے تعاقب میں روانہ کئے۔ جو یہ لوگ تلاش کرتے

کرتے ایک منزل میں آئے جہاں کہ یہ ٹھہرے ہوئے تھے چنانچہ انہوں نے وہاں کھجور کی گٹھلیاں دیکھیں جو وہ مدینہ سے اپنے ہمراہ لائے تھے یہ گٹھلیاں دیکھ کر کہنے لگے یہ کھجور یثرب کی معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ ان کے کھوجوں کے نقش پر چلتے رہے۔ یہاں تک کہ کفار بنی لحیان نے ان کو جا لیا تو عاصم اور اس کے ساتھیوں نے ایک پہاڑی پر پناہ لے لی اور بنو لحیان نے ان کا محاصرہ کر کے کہا ہم تم سے عہد و پیمان کرتے ہیں کہ اگر تم اتر کر ہمارے پاس آ جاؤ تو ہم تم میں سے کسی کو قتل نہ کریں گے۔ یہ سن کر حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا میں تو کسی کافر کی پناہ میں نہ اتروں گا۔ یا اللہ ان کے حالات کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو دے دے چنانچہ وہ لڑتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے عاصم سمیت سات صحابہ کو شہید کر دیا۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ ...... حضرت خبیب، زید اور ایک صحابی کو انہوں نے عہد و پیمان دیا تو وہ ان کے عہد و پیمان پر نیچے اتر آئے جب بنی لحیان نے ان کو خوب قابو کر لیا تو ان کی کمانوں کی تانت اتار کر ان کو اس سے باندھ لیا تو تیسرے صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ پہلی بےوفائی اور دغا ہے۔ چنانچہ اس نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا انہوں نے اس کو گھسیٹا اور ساتھ لے جانے کی کوشش کی مگر وہ جانے پر راضی نہ ہوا تو بنی لحیان نے اس کو قتل کر دیا۔ حضرت خبیب اور زید بن دثنہ کو مکہ لے جا کر فروخت کر دیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں حارث بن عامر بن نوفل کو قتل کیا تھا اس لیے فرزندان حارث نے حضرت خبیب کو خرید لیا چنانچہ وہ ایک مدت تک ان کے پاس اسیر رہے یہاں تک کہ جب انہوں نے قتل کا عزم کیا تو انہوں نے حارث کی کسی بیٹی سے صفائی کے لیے استرا لیا۔ اس عورت کا بیان ہے کہ وہ استرا دے کر اپنے بچے سے غافل ہو گئی اور وہ ان (خبیب) کے پاس چلا گیا اور انہوں نے بچے کو اپنی ران پر بٹھا لیا۔ جب میں نے بچے کو دیکھا تو میں گھبرا گئی اور اس گھبراہٹ کو خبیب رضی اللہ عنہ نے بھی بھانپ لیا (جو ان کے ہاتھ میں استرا موجود تھا) تو انہوں نے کہا کیا تمہیں یہ خطرہ ہے کہ میں اس بچے کو قتل کر دوں گا ان شاء اللہ میں ایسا کبھی نہ کروں گا۔

چنانچہ وہ خاتون (زینب بنت حارث) کہا کرتی تھی میں نے خبیب رضی اللہ عنہ سے بہتر اسیر کوئی نہیں دیکھا میں نے دیکھا کہ وہ انگور کا خوشہ کھا رہے تھے اور ان دنوں مکہ میں انگور نہ تھا اور وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور یہ محض اللہ کی جانب سے رزق تھا۔ بنی حارث ان کو حرم سے باہر لے جا کر قتل کرنے لگے تو انہوں نے کہا مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت دو۔ پھر انہوں نے ان کی طرف متوجہ ہو کر کہا اگر تم یہ خیال نہ کرو کہ میں موت سے گھبرا رہا ہوں تو میں اور نماز پڑھتا۔ غرضیکہ حضرت خبیب سے قتل ہونے کے وقت دو رکعت نماز پڑھنے کا دستور جاری ہوا پھر دعا کی: اے اللہ! ان سب کو گن گن کر ہلاک کر اور جدا جدا قتل کر پھر کہا:

ولست ابالی حین اقتل مسلما
علی ای شق کان فی اللہ مصرعی
وذلک فی ذات الالہ وان یشأ
یبارک علی اوصال شلو ممزع

”میں مسلمان ہوتے ہوئے قتل کیا جاؤں تو مجھے پروا نہیں کہ اللہ کی راہ میں کس پہلو پر گر پڑوں۔ یہ اللہ کے لیے ہے اگر وہ چاہے تو جسم کے پارہ پارہ ٹکڑوں پر برکت فرما دے۔“

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی لاش کی حفاظت...... پھر عقبہ بن حارث نے ان کو شہید کر دیا۔ قریش نے عاصم بن ثابت کی لاش پر چند لوگوں کو بھیجا کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ لے آئیں جس کو وہ پہچان سکیں۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں ان کے بڑے سردار (عقبہ بن ابی معیط) کو قتل کیا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی لاش پر بھڑوں کا ایک چھتہ بھیج دیا جس نے حضرت عاصم کی لاش کو بچا لیا وہ ان کے جسم سے کچھ نہ حاصل کر سکے۔ امام بخاری (عبداللہ بن محمد، سفیان، عمرو) حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کا قاتل ”ابو سروعہ“ ہے۔ بقول امام ابن کثیر، اس کا نام عقبہ بن حارث ہے جو بعد ازاں مسلمان ہو گیا تھا۔ ”رضاع“ کے بارے میں اس سے ایک حدیث مروی ہے بعض کا خیال ہے کہ ابو سروعہ اور عقبہ دونوں بھائی ہیں۔ واللہ اعلم۔

کتاب المغازی میں امام بخاری نے اسی طرح بیان کیا ہے ”رجیع اور جہاد“ کے عنوان میں (زہری، از عمرو بن ابی سفیان اسید بن جاریہ ثقفی

حلیف بنی زہرہ کا بیان کیا ہے اور بعض راویوں نے عمرو بن ابی سفیان سے نقل کیا ہے اور مشہور "عمرو" ہی ہے اور بخاری کے الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دس افراد کا قافلہ جاسوسی کے لئے روانہ کیا اور عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح کو امیر مقرر کیا۔

دو احادیث میں فرق:... امام محمد بن اسحاق، موسیٰ بن عقبہ اور عروہ بن زبیر نے امام بخاری کی بعض باتوں میں مخالفت کی ہے۔ ہم ابن اسحاق کا کلام نقل کرتے ہیں تاکہ دونوں کا اختلاف اور تفاوت واضح ہو جائے علاوہ ازیں امام محمد بن اسحاق بلا اختلاف فن تاریخ اور مغازی کے امام ہیں جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے کہ "علم مغازی کا طالب محمد بن اسحاق کا خوشہ چین اور محتاج ہے۔"

محمد بن اسحاق، عاصم بن عمر بن قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ احد کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس عضل اور قارہ قبیلوں کا ایک وفد آیا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم مسلمان ہیں، ہمارے ساتھ کچھ لوگ روانہ فرما دیں جو ہمیں دین سکھائیں اور قرآن سکھائیں اور اسلامی تعلیمات سے آگاہ کریں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہمراہ چھ صحابہ رضی اللہ عنہم کو روانہ فرما دیا۔

(۱) مرثد بن ابی مرثد غنوی حلیف حمزہ رضی اللہ عنہ بقول ابن اسحاق امیر قافلہ۔

(۲)... خالد بن بکیر لیثی حلیف بنی عدی۔

(۳) عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح برادر بنی عمرو بن عوف۔

(۴)... خبیب بن عدی برادر بنی جحجبیٰ بن کلفہ بن عمرو بن عوف۔

(۵) زید بن دثنہ برادر بنی بیاضہ بن عامر۔

(۶) عبداللہ بن طارق حلیف بنی ظفر (رضی اللہ عنہم)۔

موسیٰ بن عقبہ نے بھی چھ افراد کے اسماء گنے ہیں اور امام بخاری نے بتایا ہے کہ وہ دس اشخاص تھے اور ان کا امیر عاصم بن ثابت تھا واللہ اعلم۔

بقول ابن اسحاق، یہ صحابہ رضی اللہ عنہم ان کے ہمراہ روانہ ہو گئے جب ہذیل کے چشمہ "رجیع" پر پہنچے جو حجاز کی جانب تھا تو انہوں نے دھوکا دہی اور غداری کی اور ہذیل قبیلہ سے ان کے خلاف مدد طلب کی اور ایک شمشیر بکف گروہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو گھیرے میں لے لیا تو انہوں نے بھی مقابلہ کرنے کے لئے تلواریں نکال لیں تو انہوں نے کہا: واللہ! ہم تمہیں قتل نہیں کرنا چاہتے، ہمارا صرف یہ ارادہ ہے کہ تمہارے عوض اہل مکہ سے کچھ حاصل کر لیں۔ ہم حلفاً عہد و پیمان کرتے ہیں کہ تمہیں قتل نہ کریں گے۔ پس مرثد، خالد بن بکیر اور عاصم بن ثابت نے کہا واللہ! ہم کسی مشرک کا عہد و پیمان کبھی قبول نہ کریں گے اور عاصم نے کہا اور اشعار پڑھے۔

ما علتی وانا جلد نابل
والقوس فیها وتر عنابل
تزل عن صفحتها المعابل
الموت حق والحیاة باطل
وکل ما حم الالٰه نازل
بالمرء والمرء الیه آئل
ان لم اقاتلکم فامی هابل

"مجھ میں کوئی کمزوری نہیں بلکہ میں تو تیر انداز ہوں اور کمان میں مضبوط تانت ہے جس کے پہلو سے عریض پھل پھسل جاتے ہیں موت برحق ہے اور زندگی فریب ہے، ہر چیز کا انجام ہے اگر میں تم سے نہ لڑوں تو میری والدہ مجھ کو گم پائے۔"

حضرت عاصم نے یہ بھی کہا:

ابو سلیمان وریش المقعد

وضالة مثل الجحيم الموقد
اذا النواجي افترشت لم ارعد
ومجنأ من جلد ثور اجرد
ومؤمن بما على محمد

"ابو سلیمان عاصم ہے مقعد کا بنا کر تیر ہیں۔ اور کمان شعلہ بار ہے۔ جب میرے گرد نیزے آ رہے ہوں تو مجھے کوئی خوف و ہراس نہیں۔ اور ڈھال بے بال جنگلی بیل کی کھال کی ہے اور محمد ﷺ پر نازل شدہ قرآن پر یقین و ایمان رکھتا ہے"۔

نیز انہوں نے یہ بھی کہا:

ابو سليمان ومثلي راما ... وكان قومي معشرا كراما

"ابو سلیمان ہوں اور میرے جیسا تیر انداز ہو پھر کوئی پرواہ نہیں اور میری قوم معزز لوگ ہیں"۔

بعد ازاں عاصم (ابو سلیمان) لڑتا رہا اور اعلان کرتا رہا یہاں تک کہ وہ اور اس کے دونوں ساتھی شہید ہو گئے۔ حضرت عاصم کی شہادت کے بعد ہذیل کے لوگوں نے ان کا سر قبضہ میں کرنا چاہا کہ اس کو سلافہ بنت سعد بن شہید کے پاس فروخت کریں۔ جنگ احد میں اس کے دو بیٹوں کو عاصم نے موت کے گھاٹ اتارا تھا۔ چنانچہ اس نے منت مانی تھی کہ اگر ہو سکا تو میں عاصم کے سر کی کھوپڑی میں شراب نوشی کروں گی۔ تو بھڑ کے چھتے نے اس کی حفاظت کی جب بھڑ کا چھتہ ان کے درمیان حائل ہو گیا تو انہوں نے کہا شام تک انتظار کرو بھڑ کا چھتہ اڑ جائے تو ہم اس کا سر لے لیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وادی میں سیلاب آ گیا اور حضرت عاصم کی لاش کو بہا کر لے گیا۔

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی منت پوری ہوئی...... حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ وہ مشرک کو نجاست اور خباثت کی وجہ سے کبھی نہ چھوئیں گے اور نہ ہی مشرک ان کو ہاتھ لگائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب اس واقعہ کا پتہ چلا تو انہوں نے کہا، اللہ مرد مومن کی حفاظت کرتا ہے عاصم نے منت مانی تھی کہ نہ مشرک اس کو ہاتھ لگائے اور نہ وہ مشرک کو ہاتھ لگائے گا۔ چنانچہ اللہ نے زندگی اور وفات کے بعد بھی حفاظت کی جیسا وہ اپنی زندگی میں محفوظ رہا۔

حضرت عبداللہ بن طارق کی شہادت...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت خبیب بن عدی، حضرت زید بن دثنہ اور حضرت عبداللہ بن طارق نے نرمی اور کمزوری کا اظہار کیا اور زندگی میں رغبت کی اور لڑائی سے ہٹ گئے چنانچہ کفار ان کو گرفتار کر کے مکہ میں فروخت کرنے کے لئے روانہ ہو گئے۔ "ظہران" میں پہنچ کر حضرت عبداللہ بن طارق نے رسی سے اپنا ہاتھ نکال کر تلوار پکڑ لی تو کفار آپ رضی اللہ عنہ سے دور ہٹ گئے اور ان کو پتھر مار کر شہید کر دیا۔ ان کی قبر "ظہران" میں ہے۔

خبیب رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ کو انہوں نے مکہ میں لا کر اپنے دو اسیروں کے عوض فروخت کر دیا بقول ابن اسحاق خبیب کو حجیر بن ابی اہاب تمیمی حلیف بنی نوفل نے عقبہ بن حارث بن عامر کی خاطر خرید لیا کہ وہ اس کو اپنے والد کے بدلے قتل کرے۔ حارث بن عامر حجیر کا ماں جایا بھائی تھا۔

زید بن دثنہ کی شہادت...... زید بن دثنہ کو صفوان بن امیہ نے خرید لیا کہ اپنے باپ کے عوض ان کو قتل کرے گے۔ چنانچہ صفوان نے ان کو اپنے غلام نسطاس کے ہاتھ حرم کے باہر تنعیم میں قتل کرنے کے لئے بھیج دیا اس کے ساتھ قریش کے چند لوگ بھی تھے جن میں ابوسفیان بن حرب بھی موجود تھا۔

حضور ﷺ سے محبت کا عالم...... زید رضی اللہ عنہ کے قتل کی تیاری ہوئی تو ابوسفیان نے کہا اے زید! اللہ کا واسطہ! کیا تجھے پسند ہے کہ اب تیرے بجائے محمد ﷺ سر قلم کرے اور تو اپنے گھر میں بخوشی بیٹھا ہو تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ حضرت

محمد ﷺ کو اب اپنے مکان میں کانٹا چبھ جائے اور میں اپنے اہل وعیال میں آرام سے بیٹھا ہوں۔ یہ سن کر ابوسفیان نے کہا میں نے لوگوں میں سے کسی کو کسی سے محبت کرتے نہیں دیکھا جیسی صحابہ رضی اللہ عنہم محمد ﷺ سے کرتے ہیں۔ پھر نسطاس نے آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

حضرت خبیب کی سچائی اور کرامت ...... ابن اسحاق عبداللہ بن ابی نجیح کی معرفت بیان کرتے ہیں کہ حجیر بن ابی اہاب کی مسلمان کنیز ماویہ نے بتایا کہ حضرت خبیب میرے گھر میں قید تھے میں نے ایک روز دیکھا کہ آدمی کے سر کے برابر ان کے ہاتھ میں انگور کا خوشہ ہے اور اس وقت انگور کا موسم بھی نہ تھا۔ ابن اسحاق، عاصم بن عمر بن قتادہ اور عبداللہ بن ابی نجیح کی معرفت بیان کرتے ہیں کہ حجیر کی کنیز نے بتایا کہ حضرت خبیب کے قتل کا وقت آیا تو انہوں نے کہا مجھے استرا دو کہ میں قتل کے لئے طہارت اور صفائی کر لوں۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک لڑکے کو استرا دے کر کہا کہ یہ اس آدمی کو دے دو۔ اس نے کہا واللہ مجھے خیال ہی آیا ہے کہ میں نے سخت بڑی غلطی کی ہے کیونکہ اگر اس نے یہ استرا لے لیا تو اس لڑکے کو قتل کر دے گا اور معاملہ برابر ہو جائے گا۔ لڑکے سے انہوں نے استرا لے کر کہا تیری زندگی کی قسم! تیری ماں کو میری عہد شکنی اور بے وفائی کا خوف نہ تھا جب اس نے تجھے یہ دے کر میرے پاس بھیجا۔ پھر انہوں نے لڑکے کو چھوڑ دیا۔ بقول ابن ہشام یہ لڑکا اس کا بیٹا تھا۔

حضرت خبیب کی شہادت اور دو رکعت نماز ...... حضرت خبیب کو جب حدود حرم کے باہر تنعیم میں قتل کے لئے لے گئے تو انہوں نے کہا اگر تمہارا دل چاہے تو مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت دو۔ انہوں نے اجازت دے دی تو نہایت اطمینان سے دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد کہا واللہ! تمہیں یہ گمان نہ ہوتا کہ میں موت کے خوف سے لمبی نماز پڑھ رہا ہوں تو میں اور لمبی نماز پڑھتا۔ چنانچہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے قتل کے وقت دو رکعت نماز پڑھنے کا دستور جاری کیا۔

پھر کفار نے ان کو لکڑی کے ساتھ مضبوط باندھ دیا تو انہوں نے دعا کی یا اللہ! ہم نے تیرے رسول کا پیغام پہنچا دیا اب تو اپنے رسول کو ہمارے حالات سے آگاہ فرما دے یا اللہ! ان کو گن گن کر ہلاک کر اور ان کو متفرق قتل کر اور کسی کو باقی نہ چھوڑ۔ بعد ازاں کفار نے ان کو شہید کر دیا۔ (حافظ ابو الفداء ابن کثیر)

موت سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنے کا دستور ...... بقول امام سہیلی (الروض الانف ج ۲ ص ۱۷۰) یہ دو رکعت نماز مسنون ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مسعود میں ایسا ہوا اور اس کو مستحسن سمجھا گیا۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے بھی رسول اللہ ﷺ کی حیات میں یہ دو رکعت نماز پڑھی تھی۔ امام سہیلی (ابی بکر بن ابی خیثمہ، یحیی بن معین، لیث بن عبداللہ بن بکیر، لیث بن سعد سے بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ زید بن حارثہ نے طائف سے کسی آدمی سے خچر کرایہ پر حاصل کیا اور اس کو بتایا کہ وہ جہاں چاہے گا اس کو پہنچائے گا چنانچہ وہ روانہ ہوئے اور خچر والا ایک ویران مکان میں اس کو لے گیا دیکھا تو وہاں متعدد لاشیں پڑی ہیں جب خچر والے نے قتل کا ارادہ کیا تو زید نے کہا اجازت دیجئے کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں اس نے کہا پڑھ لے ان مردوں نے بھی بہت نماز پڑھی تھی ان کی نماز کچھ مفید نہ ہوئی۔ زید کا بیان ہے کہ نماز کے بعد جب وہ مجھے مارنے کے لئے آیا تو میں نے کہا "یا ارحم الراحمین" تو یکایک اسے آواز آئی "لا تقتلہ" اسے مت قتل کرو وہ خوفزدہ ہو کر آواز کی طرف گیا تو اس کو کچھ نظر نہ آیا واپس آیا اور مجھے قتل کرنے کے لئے آگے بڑھا تو میں نے پھر کہا "یا ارحم الراحمین" اور آواز آئی "لا تقتلہ" وہ پھر گیا اور واپس آیا۔ پھر دوبارہ قتل کرنے کے لئے بڑھا تو میں نے پھر "یا ارحم الراحمین" کہا دیکھا تو ایک شاہسوار ہے اس کے ہاتھ میں برچھا ہے اور برچھے کی نوک پر آگ کا شعلہ ہے اس نے وہ اس کو مارا اور وہ مر کر زمین پر گر پڑا پھر شاہسوار نے کہا جب تو نے پہلی بار دعا کی میں اس وقت ساتویں آسمان پر تھا جب دوسری بار دعا کی تو میں دنیا کے آسمان پر تھا اور جب تو نے تیسری بار دعا کی تو میں تیرے پاس آ گیا۔

حجر بن عدی بن ادبر کو جب عراق سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا گیا اور ان کے پاس "زیاد بن ابیہ" کا مکتوب تھا اس میں تحریر تھا کہ "اس نے بغاوت کی ہے اور سرکشی کا ارادہ کیا ہے" اور اس مکتوب پر متعدد لوگوں کے دستخط تھے منجملہ ان کے حسن البصری وغیرہ بھی ہیں۔ جب وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے تو "السلام علیک یا امیر المؤمنین" کہا یہ سن کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا اس بغاوت اور سرکشی

کے بعد کسی میں امیر المومنین ہوں، اور اس کے قتل کا حکم دینا پڑا پھر حجر بن عدی نے بھی قتل ہونے سے قبل دو رکعت نماز پڑھی پھر اس کو قتل کر دیا گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حجر بن عدی کے قتل کے بارے میں امیر معاویہ کو کہا تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اس کے قاتل تو اس کے گواہ ہیں آپ حجر بن عدی کے بارے میں بات نہ کریں حتیٰ کہ قیامت میں ان سے ملاقات ہوگی۔ یہ بھی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تم سے ابو سفیان کا حلم و بردباری کہاں غائب ہو گیا تو انہوں نے عرض کیا جب قوم سے آپ جیسے دانشور اور حلیم مزاج گم ہو گئے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے قتل کے وقت میں بھی اپنے والد کے ہمراہ موجود تھا مجھے یاد ہے کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی بددعا کے خوف سے مجھے زمین پر لٹا دیا کیونکہ ان کا اعتقاد تھا کہ بددعا کے وقت کوئی پہلو کے بل لیٹ جائے تو بددعا کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔

موسیٰ بن عقبہ نے "مغازی" میں ذکر کیا ہے کہ حضرت خبیب اور حضرت زید ایک ہی دن شہید کئے گئے اور ان کی شہادت کے روز رسول اللہ ﷺ یہ کہتے ہوئے سنا گیا: اے خبیب رضی اللہ عنہ! علیک السلام، اس کو قریش نے قتل کر دیا ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو قتل سے قبل نیزے مارے گئے تاکہ ان کو دین سے گمراہ کر سکیں مگر اس اذیت نے ان کی قوت ایمانی میں اور اضافہ کیا۔

محبت کی انتہا: عروہ اور موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ جب حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کے لئے لکڑی کے تختے پر باندھ دیا تو مشرکین نے ان سے پوچھا کیا تم کو یہ پسند ہے کہ محمد تمہارے بجائے قتل کیا جاتا؟ تو انہوں نے کہا واللہ العظیم! مجھے یہ بھی پسند نہیں کہ میرے بجائے ان کے تلوے میں کانٹا بھی چبھ جائے۔ یہ بات سن کر وہ ہنسی مذاق اڑانے لگے۔ ابن اسحاق نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے حالات میں بھی یہ قصہ بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ بقول موسیٰ بن عقبہ، حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو عمرو بن امیہ نے دفن کیا۔

ابن اسحاق، (یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر بواسطہ اپنے والد) عقبہ بن حارث سے روایت کرتے ہیں کہ واللہ! میں نے خبیب کو قتل نہیں کیا میں تو بہت کم سن تھا۔ لیکن ایسا ہوا کہ ابو میسرہ عبدری نے برچھا پکڑ کر میرے ہاتھ میں رکھ دیا پھر اس نے میرے ہاتھ سمیت برچھا پکڑ کر اس کو مارا اور قتل کر دیا۔ بقول ابن ہشام، کہ خبیب رضی اللہ عنہ کو حرام مہینے گزرنے کے بعد قتل کیا گیا۔

سعید بن عامر جمحی...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شام کے علاقہ پر حضرت سعید بن عامر بن حذیم جمحی کو مقرر کیا جن کو مجلس میں اچانک غشی طاری ہو جاتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ ان کو جنون کا مرض لاحق ہے۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو پوچھا سعید! تجھے کیا تکلیف لاحق ہوئی ہے؟ تو کہنے لگے اللہ! یا امیر المومنین! مجھے کوئی مرض لاحق نہیں مگر بات یہ ہے کہ میں خبیب رضی اللہ عنہ کے قتل کے وقت حاضرین میں موجود تھا۔ میں نے ان کی بددعا سنی تھی، اللہ! وہ خیال جب بھی میرے دل میں آتا ہے تو مجھ پر بےہوشی طاری ہو جاتی ہے۔ یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں ان کا مرتبہ اور بڑھ گیا۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ فرماتے تھے کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ جو شخص بے نظیر شخص کو دیکھنا پسند کرے وہ سعید بن عامر کو دیکھ لے۔

خبیب کی لاش...... امام بیہقی (ابراہیم بن اسماعیل، جعفر بن عمرو بن امیہ اپنے جد امجد) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تنہا اس کو بھیجا۔ اس کا بیان ہے کہ میں اس لکڑی کے پاس آیا جس پر حضرت خبیب لٹکے ہوئے تھے مجھے جاسوسوں کا بھی خطرہ تھا میں نے لکڑی پر چڑھ کر خبیب کو کھول دیا وہ زمین پر آ رہے پھر میں تھوڑی دور تک گیا پھر میں نے مڑ کر دیکھا تو کچھ نہ پایا گویا ان کو زمین نے نگل لیا ہے چنانچہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی ہڈی کا اب تک تذکرہ نہیں سنا گیا۔

بعض آیات کا شان نزول...... ابن اسحاق نے محمد بن ابی محمد از سعید یا عکرمہ از ابن عباس نقل کیا ہے کہ جب رجیع والے لشکر کے لوگ بمع حضرت مرثد شہید ہو گئے تو بعض منافقوں نے کہا ان پاگلوں اور مجنونوں پر افسوس ہے جو اس طرح کسمپرسی کے عالم میں فوت ہو گئے نہ گھر میں رہے اور نہ ہی پیغام پہنچا سکے تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا (۲/۲۰۴) "اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جن کی باتیں دنیا کی زندگی میں آپ کو بھلی معلوم ہوتی ہیں اور وہ

اپنے دین کی بات پر اللہ کو گواہ کرتے ہیں حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہیں'' تو اس کے بعد والی آیت اور سریہ والوں کے بارے میں اللہ نے نازل فرمائی (۲/۲۰۷) ''اور بعض ایسے بھی ہیں جو خوشنودی رضا مولیٰ کے لئے اپنی جان تک بیچ دیتے ہیں اور اللہ بندوں پر بڑا مہربان ہے۔''

واقعہ رجیع کے بارے میں شعراء کا کلام ..... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اس کے بارے میں جو اشعار کہے گئے ان میں سے خبیب کے اشعار بھی ہیں جو اس نے اپنے قتل کے موقعہ پر کہے:

خبیب کے اشعار:

لقد جمع الاحزاب حولي والبوا
قبائلهم واستجمعوا كل مجمع
وكلهم مبدي العداوة جاهد
علي لانني في وثاق بمضيع
وقد جمعوا ابناءهم ونساءهم
وقربت من جذع طويل ممنع
الى الله اشكو غربتي ثم كربتي
وما ارصد الاعداء لي عند مصرعي
فذا العرش صبرني على ما يراد بي
فقد بضعوا لحمي وقد ياس مطمعي

''گروہ در گروہ دشمن میرے گرد جمع ہو رہے ہیں اور قبیلوں نے اپنے تمام لوگوں کو اکٹھا کر لیا ہے اور ہر جگہ کی جمعیت کو انہوں نے اکٹھا کر لیا ہے۔ یہ سب میرے خلاف بغض و عداوت کا اظہار کر رہے ہیں اور میرے خلاف تگ و دو میں ہیں کہ میں بے حقی اور ہلاکت گاہ میں بندھا ہوا ہوں۔ انہوں نے اپنے بچوں اور عورتوں کو بلا رکھا ہے اور میں ایک مضبوط اور دراز کھجور کے قریب کر دیا گیا ہوں۔ میں اپنی بے کسی اور بے بسی اور رنج و غم کا اظہار اللہ کے پاس کرتا ہوں اور جس کا دشمنوں نے میری موت کے وقت میرے خلاف منصوبہ بنایا۔ اے عرش والے! میرے خلاف جو ارادے ہیں ان پر مجھے صبر کی توفیق دے انہوں نے میرا گوشت کاٹ دیا ہے اور میری امید ناامیدی میں تبدیل ہو گئی ہے۔''

وذلك في ذات الاله وان يشا
يبارك على اوصال شلو ممزع
وقد خيروني الكفر والموت دونه
وقد هملت عيناي من غير مجزع
وما بي حذار الموت اني لميت
ولكن حذاري جحم نار ملفع
فوالله ما ارجو اذا مت مسلما
على اي جنب كان في الله مضجعي
فلست بمبد للعدو تخشعا
ولا جزعا اني الى الله مرجعي

"اور یہ سب کچھ اللہ کی رضا کے لئے ہے اور اگر وہ چاہے تو گوشت کے ہر ٹکڑے میں برکت عطا کرے۔ انہوں نے مجھے کفر اختیار کرنے کو کہا ہے مگر اس سے تو موت بہتر ہے اور میری آنکھیں بغیر آنسو کے آبدیدہ ہوں۔ موت تو مجھے آنی ہی ہے کیونکہ میں بہر حال مر جاؤں گا مجھے تو جہنم کی شعلہ زن آگ سے ڈر ہے۔ واللہ! جب میں مسلمان ہوتے ہوئے مر جاؤں تو مجھے کوئی خوف نہیں ہے کہ اللہ کی راہ میں کس پہلو پر گر جاؤں۔ میں دشمن کے سامنے عاجزی و درماندگی کا اظہار نہیں کروں گا اور نہ پریشانی اور گھبراہٹ کا۔ بے شک خدا کی طرف میرا لوٹنا ہے۔"

حسان رضی اللہ عنہ کا خبیب رضی اللہ عنہ کے لئے مرثیہ ...... بقول محمد بن اسحاق حسان رضی اللہ عنہ نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کا مرثیہ کہا:

ما بال عينك لا ترقا مدامعها
سحا على الصدر مثل اللؤلؤ القلق
على خبيب فتى الفتيان قد علموا
لا فشل حين تلقاه ولا نزق
فاذهب خبيب جزاك الله طيبة
وجنة الخلد عند الحور في الرفق
ماذا تقولون ان قال النبي لكم
حين الملائكة الابرار في الافق
فيم قتلتم شهيد الله في رجل
طاغ قد اوعث في البلدان والرفق

"تیری آنکھ کو کیا ہو گیا ہے کہ جس کے آنسو تھمتے نہیں ہیں، متحرک موتی کی طرح سینے پر گر رہے ہیں۔ جوان مردوں کے جوان مرد خبیب پر جس کے بارے میں وہ جانتے ہیں کہ جب تیری ان سے ملاقات ہو تو وہ نہ بزدل ہے نہ بد اخلاق۔ اے خبیب! تو چلا جا، تجھے اللہ تعالیٰ حوروں کے پاس جنت خلد ہمیشہ کی زندگی عطا کرے۔ اگر نبی نے تم سے پوچھا بلکہ نیک فرشتے بھی افق پر موجود ہوں گے تو تم کیا جواب دو گے۔ تم نے اللہ کے شہید کو کس جرم میں ایک سرکش آدمی کے بدلے جس نے سارے علاقے اور راستوں میں فساد برپا کیا تھا"۔

شاعر اسلام کے اصحاب رجیع کے ساتھ غداری کرنے والوں کی ہجو میں کہے گئے اشعار ...... بقول ابن اسحاق حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کی ہجو کی جنہوں نے اصحاب رجیع سے غداری کی وہ اشعار:

ان سرك الغدر صرفا لا مزاج له
فأت الرجيع فسل عن دار لحيان
قوم تواصوا باكل الجار بينهم
فالكلب والقرد والانسان مثلان
لو ينطق التيس يوما قام يخطبهم
وكان ذا شرف فيهم وذا شان

"اگر تجھے خالص غداری دیکھنا مسرت بخش ہو جس میں ملاوٹ نہ ہو تو چشمہ رجیع میں جا اور بنی لحیان کا حال پوچھ وہ ایسے لوگ

ہیں جنھوں نے آپس میں مصائب کے مال کھانے کی وصیت کر رکھی ہے۔ کتا بندر اور انسان دونوں برابر ہیں۔ اگر کوئی بھی بولے تو ان کا خطیب ہوگا جو ان میں معزز و عظیم الشان ہوگا"۔

بنی لحیان اور ہذیل کی غداری کے بارے میں حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار .... نیز حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے ہذیل اور بنی لحیان کی غداری کے بارے یہ اشعار بھی کہے:

لعمری لقد شانت هذیل بن مدرک
أحادیث کانت فی خبیب وعاصم
أحادیث لحیان صلوا بقبیحها
ولحیان جرامون شر الجرائم
أناس هم من قومهم فی صمیمهم
بمنزلة الزمعان دبر القوادم
هم غدروا یوم الرجیع وأسلمت
أمانتهم ذا عفة ومکارم
رسول رسول الله غدرا ولم تکن
هذیل توقی منکرات المحارم

"مجھے میرے بقا کی قسم! ہذیل کو ان باتوں نے عیب ناک کر دیا ہے جو خبیب اور عاصم کے بارے میں منقول ہیں۔ بنی لحیان کی باتوں کی وجہ سے معیوب ہو چکے ہیں اور بنی لحیان بدترین جرائم پیشہ ہیں۔ یہ لوگ اپنے معزز لوگوں میں سے بمنزلہ ان بالوں کے ہیں جو جانوروں کے پاؤں پر ہوتے ہیں۔ انہوں نے رجیع کے دن غداری کی اور ان کی امانت و دیانت نے نیک اور مکرم آدمی کو رسوا کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے پیامبر سے بہت بڑی غداری کی اور ہذیل قبیلہ بری محرمات سے عار و ثواب سے بھی پرہیز نہیں کرتا"۔

فسوف یرون النصر یوما علیهم
بقتل الذی تحمیه دون الحرائم
أبابیل دبر شمس دون لحمه
حمت لحم شهاد عظیم الملاحم
لعل هذیلا أن یروا بمصابه
مصارع قتلی أو مقاما لمأتم
ونوقع فیها وقعة ذات صولة
یوافی بها الرکبان أهل المواسم

"ایک روز وہ عنقریب نصرت و حمایت کو اپنے خلاف دیکھیں گے اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ اس شخص کے قتل کے بدلے جس نے حرموں کی بجائے اس کی حفاظت کی انہوں نے بڑی جنگوں میں حاضر ہونے والے کے جسم کی حفاظت کی۔ ممکن ہے کہ ہذیل اپنے اس جرم کی وجہ سے اپنے مقتولوں کی قتل گاہیں دیکھیں یا عورتوں کا ماتم کرنا۔ ہم ان پر ایک شدید حملہ کریں گے جس کی خبر شہسوار اور موسم حج میں پہنچ جائیں گے"۔

سما امر رسول الله ان رسوله
رأى رأي ذي حزم بلحيان عالم
قبيلة ليس الوفاء يهمهم
وإن ظلموا لم يدفعوا كف ظالم
إذا الناس حلوا بالفضاء رأيتهم
بمجرى مسيل الماء بين المخارم
محلهم دار البوار ورأيهم
إذا نابهم أمر كرأي البهائم

"رسول اللہ ﷺ کے عزم سے بے شک اللہ کے رسول کی لحیان کے بارے میں ایک نکتہ داں عالم کی رائے تھی۔ وہ ایک حقیر سا قبیلہ ہے وفاداری کی ان کو کوئی فکر نہیں اور وہ مظلوم ہوں تو ظالم کا ہاتھ نہیں روک سکتے۔ جب لوگ ہموار میدان میں فروکش ہوں تو تم ان کو دیکھو گے پہاڑوں کے دامن میں سیلاب کا پانی گزرنے کی جگہ رہتے ہیں، ان کا مقام ہلاکت کا گھر ہے اور جب کوئی معاملہ پیش آئے تو ان کی رائے جانوروں جیسی ہوتی ہے۔"

اصحاب رجیع کی مدح میں کہے گئے اشعار: حضرت حسان رضی اللہ عنہ اصحاب رجیع کی مدح کرتے ہوئے فرماتے ہیں اور اشعار میں ان کے اسماء گرامی بیان کرتے ہیں جیسا کہ ابن اسحاق نے ان اشعار کو نقل کیا ہے بقول ابن ہشام اہل شعر ان اشعار کو حضرت حسان کی طرف نسبت کرنے سے انکار کرتے ہیں:

صلى الإله على الذين تتابعوا
يوم الرجيع فأكرموا وأثيبوا
رأس السرية مرثد وأميرهم
وابن البكير إمامهم وخبيب
وابن لطارق وابن دثنة منهم
وافاه ثم حمامه المكتوب
والعاصم المقتول عند رجيعهم
كسب المعالي إنه لكسوب
منع المقادة أن ينالوا ظهره
حتى يجالد إنه لنجيب

"اللہ رحمت کرے ان لوگوں پر جو رجیع کے دن پے در پے گئے اور ان کو عزت و احترام اور ثواب سے نوازا گیا، امیر اور سالار قافلہ مرثد تھے ابن بکیر ان کا امام تھا اور خبیب تھے اور عبداللہ بن طارق تھے اور زید بن دثنہ بھی ان میں شامل تھے ان کو وہاں ان کی اجل مقررہ آگئی، انہوں نے مراتب حاصل کئے۔ بے شک وہ اعلیٰ رتبہ حاصل کرنے والا ہے۔ اس نے سر تسلیم خم کرنے سے انکار کر دیا حتیٰ کہ وہ جنگ کرتا رہا بے شک وہ شریف و نجیب ہے۔"

رسول اللہ ﷺ کے قتل کی سازش: واقدی عبداللہ بن ابی عوف سے روایت کرتے ہیں کہ قریش میں ابوسفیان نے چند قریشیوں سے مخفی طور پر اس بات کا اظہار کیا کہ کوئی ایسا شخص نہیں جو محمد ﷺ کو چپکے سے فریب دے کر قتل کر آئے وہ مدینہ کے بازاروں میں آزادانہ پھرتا ہے۔

اس طریقے سے ہم اپنا بدلہ چکا لیں گے۔ چنانچہ ایک عربی نے اس کے مکان پر پہنچ کر کہا: اگر آپ مجھے زاد راہ دے دیں تو میں جا کر اس کو قتل کر آؤں گا۔ میں راستے کو بخوبی واقف ہوں، خوب جانتا ہوں میرے پاس گدھ کے پر جیسا خنجر ہے۔ یہ سن کر ابوسفیان نے کہا تو ہی ہمارا مطلب و مقصود ہے۔ اور اس کو سواری اور زاد راہ دے کر کہا یہ بات صیغہ راز میں رہے۔ مجھے ڈر ہے کہ کوئی یہ بات سن کر محمد ﷺ کو پہنچا دے گا۔ عربی نے کہا کسی کو کچھ پتہ نہ چلے گا۔

چنانچہ وہ رات کو روانہ ہوا اور چھٹے دن صبح سویرے مدینہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ کے بارے میں دریافت کرتا ہوا "مصلیٰ" تک آ گیا تو کسی نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ بنی عبدالاشہل کے محلہ کی طرف گئے ہیں وہ عربی بھی سواری سمیت بنی عبدالاشہل کے محلہ میں پہنچ گیا۔ سواری باندھ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف چل دیا۔ اس نے آپ ﷺ کو مسجد میں چند صحابہ کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے پایا۔ وہ اندر آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو دیکھ کر فرمایا: "یہ شخص غدر اور فریب کے ارادے سے آیا ہے۔ لیکن اللہ میرے اور اس کے مقصد کے درمیان حائل ہے" چنانچہ اس نے رک کر آ کر پوچھا تم میں سے ابن عبدالمطلب کون ہے؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ہوں ابن عبدالمطلب۔ یہ سن کر وہ آپ ﷺ کی طرف ایسے جھکا گویا وہ آپ سے راز کی بات کرنا چاہتا ہے۔ یہ صورت حال دیکھ کر حضرت اسید بن حضیر نے اس کو کھینچ کر کہا رسول اللہ ﷺ سے پیچھے ہٹ جا اس کے تہبند کا پلو کھینچا تو معلوم ہوا کہ اس کے پاس خنجر ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ شخص دھوکہ باز اور دغاباز ہے۔ چنانچہ اس عربی نے ندامت اور شرمندگی سے عرض کیا اے محمد ﷺ! میرا خون معاف۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے اس کو گریبان سے پکڑ لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سچ بتا تو کون ہے اور کیوں آیا ہے۔ اگر تو نے سچ بات بتا دی تو تجھے نفع ہو گا اگر تو نے جھوٹ سے کام لیا تو سن لے میں تیرے ارادے سے مطلع ہو چکا ہوں۔ یہ سن کر اس نے ابوسفیان کی ساری بات بتا دی تو آپ نے اس کو اسید بن حضیر کے حوالے کر دیا۔ دوسرے روز آیا تو آپ نے فرمایا تو امن و امان میں ہے جہاں چاہے جا سکتا ہے لیکن ایک بات اس سے بھی بہتر ہے اس نے پوچھا وہ کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ لا الٰہ الا اللہ کی گواہی اور میری رسالت کا اقرار کر چنانچہ اس نے کہا: اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و انک رسول اللہ۔

پھر اس نے کہا اے محمد ﷺ! میں کبھی کسی لوگوں سے بار خوف زدہ نہ تھا لیکن آپ کو دیکھتے ہی میری عقل باختہ ہو گئی اور میرے قویٰ ڈھیلے ہو گئے۔ علاوہ ازیں آپ میرے خفیہ ارادے پر مطلع ہو گئے جس کو کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔ تو اس سے مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ معصوم، محفوظ اور برحق ہیں اور ابوسفیان کا گروہ شیطان کا گروہ ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے اور وہ آپ کی خدمت میں کئی روز تک مقیم رہا۔ پھر وہ اجازت لے کر چلا گیا۔ بعد ازاں اس کا تذکرہ سننے میں نہ آیا۔

عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ ...... رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن امیہ ضمری اور سلمہ بن اسلم بن حریش کو روانہ کیا کہ جا کر ابوسفیان کو غافل اور بے خبری کے عالم میں پاؤ تو قتل کر دو۔ عمرو کا بیان ہے کہ میں اور میرا ساتھی روانہ ہوئے۔ "بطن یاجج" میں پہنچ کر اپنی سواریاں باندھ دیں تو میرے ساتھی نے کہا عمرو! کیا خیال ہے؟ ہم رات کی تاریکی میں مکہ کے اندر جائیں اور طواف اور دو رکعت نماز پڑھ کر چلے آئیں۔ میں نے کہا میں اہل مکہ کو خوب جانتا ہوں۔ وہ رات کی تاریکی میں اپنے صحنوں کے سامنے چھڑکاؤ کر کے بیٹھ جاتے ہیں اور میں مکہ میں ابلق گھوڑے سے بھی زیادہ مشہور ہوں۔ اس نے اصرار کیا تو ہم مکہ کی طرف روانہ ہو گئے مکہ پہنچ کر طواف کیا دو رکعت نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو میری اچانک ابوسفیان سے ملاقات ہوئی اور اس نے مجھے پہچان کر کہا عمرو بن امیہ! اللہ خیر کرے۔ چنانچہ اہل مکہ کو خبر ہو گئی اور انہوں نے کہا وہ خیر سے نہیں آیا (عمرو ضمری جاہلی دور میں معروف شجاع دلیر بہادر تھا) چنانچہ وہ تعاقب میں لگ گئے اور عمرو ضمری اور سلمہ مکہ سے بھاگ گئے اور اہل مکہ ان کے تعاقب میں لگے اور پہاڑوں میں جا چھپے رہے۔

عمرو ضمری کا بیان ہے کہ میں ایک غار میں چھپ گیا جب چھپا ہوا اور رات گزر رہی تھی کہ اچانک وہاں آ گئے تو اسی اثنا میں عثمان بن مالک بن عبیداللہ التیمی اپنے گھوڑے کے لیے گھاس کاٹ رہا تھا۔ میں نے سلمہ رضی اللہ عنہ کو کہا اس نے ہمیں دیکھ لیا تو اہل مکہ کو خبر کر دے گا اور وہ ہماری تلاش میں غار کے دہانے تک آ پہنچے تو میں نے فوراً نکل کر اس کے سینے کے نیچے خنجر

ہوا اور وہ مر کر چلایا جس کی چیخ مکہ والوں نے سنی کہنے لگے کہ کیا بات ہے وہ اس کی طرف دوڑتے آئے اور ہم اسی غار میں چھپ گئے میں نے اپنے رفیق سے کہا کہ ہم یہیں جاؤ کوئی حرکت نہ کرنا۔ چنانچہ وہ ہماری (عثمان مکی) آگے بڑھ آئے اور اس سے پوچھا کس نے قتل کیا ہے؟ اس نے بتایا عمرو ضمری نے۔ پھر ابوسفیان نے کہا ہمیں معلوم تھا وہ خیر سے نہیں آیا۔ لیکن وہ اسے اٹھانے کے قابل نہ تھا کیونکہ اس کے آخری سانس تھے۔ پھر وہ مر گیا وہ لوگ اس کی تجہیز و تکفین میں مشغول ہو گئے اور ہم وہاں تین دن رات تک چھپے رہے جب وہ ہماری تلاش سے غافل ہو گئے تو ہم وہاں سے نکل کر تنعیم چلے گئے تو ساتھی نے مجھے کہا عمرو! کیا خیال ہے ہم خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کو سولی اور لکڑی سے نیچے اتار دیں؟ میں نے پوچھا وہ کہاں ہیں؟ اس نے کہا وہ یہ ہیں اس کے ارد گرد محافظ تھے۔ میں نے کہا تم ذرا ایک طرف ہو جاؤ اگر خطرہ محسوس کرو تو سوار ہو کر چلے جانا میرا انتظار نہ کرنا۔ تم مدینے کا راستہ جانتے ہو اور رسول اللہ ﷺ کو صورت حال سے آگاہ کر دینا۔

خبیب رضی اللہ عنہ کی لاش: پھر میں نے خبیب رضی اللہ عنہ کے قتل گاہ کے پاس پہنچ کر رسی کھول دی پھر ان کو اپنی پیٹھ پر اٹھا لیا۔ میں نے قریباً بیس ہاتھ مسافت طے کی تھی کہ وہ بیدار ہو کر میرے پیچھے دوڑے۔ میں نے لاش وہیں پھینک دی اور لاش کے گرنے کی آواز سنی اور جلدی میں پاؤں سے اس پر مٹی ڈال دی اور "صفراء" کا راستہ اختیار کیا اور میری جان بچ گئی وہ ادھر ادھر ڈھونڈ کر واپس چلے گئے۔ میرا ساتھی مدینے چلا آیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کو صورت حال سے آگاہ کیا۔

عمرو رضی اللہ عنہ کی مدینہ واپسی: ...... اور میں "ضجنان" کے غار میں چلا گیا اور وہاں ایک غار میں چھپ گیا میرے پاس میری تیر کمان اور خنجر تھا۔ میں اس میں ابھی داخل ہی ہوا تھا کہ بنی بکر کا ایک کانا لمبا تڑنگا شخص اپنی بھیڑ بکریوں سمیت غار میں آیا اس نے پوچھا کون ہو؟ میں نے بتایا بنی بکر قبیلہ سے تعلق ہے۔ اس نے کہا میں بھی اسی قبیلے سے ہوں۔ پھر ٹیک لگا کر اونچی آواز سے کہا:

فلست بمسلم ما دمت حیاً   ولست ادین دین المسلمینا

"میں جب تک زندہ ہوں اسلام قبول نہ کروں گا اور نہ ہی مسلمانوں کا دین اختیار کروں گا"۔

میں نے دل میں کہا بخدا تجھے قتل کروں گا وہ سو گیا تو میں نے اس کو بری طرح قتل کر دیا۔ پھر میں وہاں سے نکل کر راستے میں آیا تو وہ دو آدمی موجود تھے جن کو قریش نے جاسوسی کی غرض سے بھیجا تھا میں نے کہا گرفتار ہو جاؤ۔ ایک نے گرفتار ہونے سے انکار کر دیا تو میں نے اس کو تیر مار کر ہلاک کر دیا۔ یہ منظر دیکھ کر دوسرے نے گرفتاری پیش کر دی اور میں اس کو گرفتار کر کے نبی علیہ السلام کے پاس لے آیا۔

مدینہ آیا تو انصاری بچے کھیل رہے تھے وہ اپنے بزرگوں سے یہ کہہ کر یہ عمرو ضمری ہے دوڑتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور آپ کو مطلع کیا۔ ادھر میں قیدی کو کمان کی تانت سے انگوٹھوں سے باندھے ہوئے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ مسکرا رہے ہیں پھر آپ نے مجھے دعاء خیر دی۔ واقدی کا بیان ہے کہ عمرو ضمری خبیب کی قتل کے علم سے تین روز بعد آئے۔ (رواہ البیہقی)

ابن ہشام نے ابن اسحاق پر استدراک کرتے ہوئے یہ قصہ واقدی کے مطابق بیان کیا ہے مگر اس میں عمرو بن امیہ ضمری کا رفیق جبار بن صخر بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

بئر معونہ کا واقعہ: صفر ۴ھ میں بئر معونہ کا واقعہ پیش آیا اور مکحول رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ یہ غزوہ خندق کے بعد تھا۔ امام بخاری (ابو معمر عبدالوارث عبدالعزیز) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ستر قاریوں کو کسی کام کی غرض سے بھیجا۔ راستے میں بئر معونہ کے پاس رعل اور ذکوان دو قبیلے ان کے آڑے آئے تو قاریوں نے کہا بخدا ہمیں تم سے کوئی غرض نہیں ہم تو رسول اللہ ﷺ کے ایک کام کے لئے جا رہے ہیں مگر انہوں نے ان کو ایک ایک کر کے شہید کر دیا تو نبی علیہ السلام نے مہینہ بھر فجر کی نماز میں بددعا میں قنوت کی۔ اس وقت دعا قنوت شروع ہوئی قبل ازیں ہم دعائے قنوت نہیں پڑھا کرتے تھے۔ اس روایت کو امام مسلم نے حماد بن سلمہ از ثابت از انس رضی اللہ عنہ کی سند سے نقل کیا ہے۔

امام بخاری (عبدالاعلیٰ بن حماد، یزید بن زریع، سعید، قتادہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رعل، ذکوان، عصیہ اور بنی لحیان

قبائل نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے دشمن کے خلاف مدد طلب کی آپ نے ان کی امداد کے لئے ستر انصاریوں کو روانہ کیا ان لوگوں کو ہم "قاری" کہتے تھے یہ دن کو ایندھن لاتے (فروخت کر کے گزارہ کرتے) اور رات کو قیام کرتے۔ جب یہ لوگ "بیئر معونہ" میں پہنچے تو ان قبائل نے ان کو دھوکے سے قتل کر دیا۔ نبی علیہ السلام کو یہ خبر معلوم ہوئی تو آپ نے فجر کی نماز میں ان قبائل کے خلاف دعاء قنوت پڑھی۔ انس کا بیان ہے کہ ہم نے ان کے بارے میں ان چند آیات بلغوا عنا قومنا انا قد لقینا ربنا فرضی عنا و ارضانا کی تلاوت کی جو بعد میں منسوخ ہو گئی۔

امام بخاری (موسیٰ بن اسماعیل، ہمام، اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ حضرت انس کے ماموں کو ستر سواروں کے ساتھ (بنی عامر کی طرف) روانہ کیا۔ رئیس مشرکین عامر بن طفیل نے رسول اللہ ﷺ کو تین باتوں میں سے ایک کا اختیار دیا تھا۔

(۱) — شہری علاقہ میں آپ کی حکومت ہو اور دیہات میں میری۔
(۲) — میں آپ کا جانشین ہوں۔
(۳) — میں غطفان کے دو ہزار آدمی لے کر آپ سے جنگ کروں۔

بعد ازاں عامر ایک عورت کے گھر میں طاعون میں مبتلا ہوا اور اس نے کہا فلاں عورت کے گھر میں مجھے اونٹ کے غدود کی طرح غدود نکلا ہے۔ میرا گھوڑا لاؤ، چنانچہ وہ گھوڑے کی پیٹھ پر ہی مرا۔

حرام بن ملحان — حرام بن ملحان برادر ام سلیم، اعرج اور ایک شخص (منذر بن محمد) کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے ان سے کہا تم دونوں میرے قریب قریب رہو۔ میں ان کے پاس جاتا ہوں اگر انہوں نے مجھے امن و امان دیا تو تم قریب ہی ہو میرے پاس چلے آنا۔ اگر انہوں نے مجھے قتل کر دیا تو تم اپنے ساتھیوں کے پاس چلے جانا۔ چنانچہ حرام نے کہا کیا تم میرے امن و امان اور حفاظت کا انتظام کرتے ہو کہ میں رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچا سکوں۔ وہ ان سے گفتگو کر رہے تھے کہ کسی نے ایک آدمی کو اشارہ کیا اور اس نے پیچھے سے برچھا گھونپ دیا (بقول ہمام راوی) اور اس کو آر پار نکال دیا تو حرام نے کہا فزت ورب الکعبه رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا بعد ازاں وہ شہید ہو گئے ماسوائے اعرج شخص کے، کہ وہ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں قرآن نازل کیا پھر وہ منسوخ ہوا یعنی انا لقد لقینا ربنا فرضی عنا و ارضانا "بے شک ہماری اپنے پروردگار سے ملاقات ہوئی ہے وہ ہم سے راضی ہے اور ہم اس سے خوش"۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے ۳۰ یوم تک رعل، ذکوان، بنی لحیان اور عصیہ کے خلاف جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تھی دعائے قنوت پڑھی۔

امام بخاری (حبان، عبداللہ، معمر، ثمامہ بن عبداللہ بن انس) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ماموں حرام بن ملحان کو بیئر معونہ میں برچھا لگا تو اس نے خون کو ہاتھ میں لے کر منہ اور سر پر چھڑک کر کہا رب کعبہ کی قسم! میں تو بامراد ہو گیا۔

عامر بن فہیرہ کا فضا میں معلق ہونا — امام بخاری (عبید بن اسماعیل، ابواسامہ، ہشام بن عروہ) عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب قراء بیئر معونہ میں شہید ہو گئے اور عمرو بن امیہ ضمری قید ہو گیا تو عامر بن طفیل نے ایک شہید کی طرف اشارہ کر کے اس سے پوچھا یہ کون ہے؟ تو عمرو ضمری نے کہا یہ عامر بن فہیرہ ہے۔ تو عامر بن طفیل نے کہا کہ وہ مقتول ہونے کے بعد آسمان کی طرف اٹھایا گیا یہاں تک کہ میں نے اس کو زمین اور آسمان کے درمیان فضا میں معلق دیکھا پھر اس کی لاش زمین پر آ گئی۔ رسول اللہ ﷺ کو ان کی اطلاع پہنچی تو آپ نے لوگوں کو بتایا کہ تمہارے ساتھی شہید ہو چکے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے رب سے درخواست کی تھی اے پروردگار ہماری خبر ہمارے بھائیوں کو پہنچا دے کہ ہم تجھ سے راضی ہیں اور تم ہم سے خوش، چنانچہ اللہ نے مسلمانوں کو ان کی خبر دے دی۔ ان شہداء میں عروہ بن اسماء بن صلت تھے، بعد میں جب عروہ بن اسماء کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام عروہ رکھا گیا اور اسی طرح منذر بن عمرو کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو اس کا نام بھی منذر رکھا گیا۔

بخاری کی روایت میں اسی طرح عروہ سے مرسل مذکور ہے اور امام بیہقی نے اس روایت کو (یحییٰ بن سعید، ابواسامہ، ہشام، عروہ) حضرت عائشہ سے مرفوع بیان کیا ہے اور اس نے حدیث ہجرت بیان کر کے آخر میں یہ قصہ بیان کیا ہے جو بخاری نے مغازی میں بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

فزت ورب الکعبہ ... واقدی نے مصعب بن ثابت از ابو الاسود از عروہ سے یہ مذکورہ بالا قصہ بیان کیا ہے جو عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی ذکر کیا ہے اور عامر بن طفیل کا مشتبہ بھی نقل کیا ہے اور جبار بن سلمی کلابی (قاتل حرام بن ملحان) کا واقعہ بھی بیان کیا ہے کہ جب اس نے برچھا مارا تو حرام نے کہا رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا بعد ازاں جبار بن سلمی نے پوچھا فزت میں کامیابی کا کیا مطلب ہے تو اس کو بتایا گیا جنت کے عوض مرنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ سن کر جبار کلابی نے کہا واللہ! اس نے سچ کہا اسی واقعہ کی وجہ سے پھر جبار بن سلمی کلابی مسلمان ہو گیا۔

بئر معونہ کے لئے روانگی ... موسیٰ بن عقبہ کے مغازی میں عروہ سے مروی ہے کہ عامر بن فہیرہ شہید ہوئے لاش بئر معونہ میں نہ پائی گئی خیال ہے کہ فرشتوں نے ان کو دفن کر دیا۔ یونس نے ابن اسحاق سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنگ احد کے بعد شوال، ذی قعدہ اور ذی الحج (۳ھ) اور محرم ۴ھ میں مدینہ میں مقیم رہے پھر آپ نے صفر ۴ھ میں بئر معونہ کیلئے فوج روانہ کی۔

محمد بن اسحاق، اسحاق بن یسار، مغیرہ بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام اور عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم وغیرہ نے اہل علم سے بیان کیا ہے کہ ابو براء عامر بن مالک بن جعفر "ملاعب الاسنہ" مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا رسول اللہ ﷺ نے اس کو اسلام کی دعوت دی تو نہ اسلام لایا اور نہ اس نے نفرت کا اظہار کیا اور عرض کیا کہ اگر آپ اپنے چند صحابہ اہل نجد کی طرف روانہ کریں اور وہ ان کو آپ کے دین کی طرف دعوت دیں تو مجھے امید ہے کہ وہ آپ کے دین کو قبول کر لیں گے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا مجھے اہل نجد کی طرف سے خطرہ ہے تو ابو براء نے کہا میں ان کو پناہ دیتا ہوں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے منذر بن عمرو ساعدی ("المعنق لیموت" موت کے لئے سرعت جانے والا) کو چالیس افراد کا قائد مقرر کر کے روانہ کیا ان میں حارث بن صمہ، حرام بن ملحان نجاری، عروہ بن اسماء سلمی، نافع بن بدیل بن ورقاء خزاعی، عامر بن فہیرہ غلام حضرت ابوبکر بھی موجود تھے۔ وہ چلتے چلتے بئر معونہ میں (جو بنی سلیم اور بنی عامر کے علاقے کے درمیان واقع ہے) فروکش ہو گئے تو حرام بن ملحان کو رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی دے کر عامر بن طفیل کے پاس روانہ کیا گیا۔ جب وہ اس کے پاس پہنچا تو اس نے مکتوب گرامی پڑھنے سے قبل ہی حرام بن ملحان کو شہید کر دیا اور بنی عامر سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف مدد طلب کی تو انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہم ابو براء کا عہد نہ توڑیں گے کیونکہ اس نے ان کو پناہ دی تھی۔

صحابہ کرام کی شہادت ... پھر اس نے بنی سلیم کے قبائل (عصیہ، رعل، ذکوان وغیرہ) کو مدد کے لئے پکارا تو انہوں نے اس کی آواز پر لبیک کہا اور اس کے ساتھ چل پڑے یہاں تک انہوں نے پڑاؤ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا گھیراؤ کر لیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی شمشیر بکف دفاع کیا حتیٰ کہ وہ ماسوائے کعب بن زید دیناری نجاری کے سب شہید ہو گئے۔ کعب رضی اللہ عنہ کے بھی آخری سانس تھے مگر وہ بچ گئے اور غزوہ خندق میں شہید ہوئے۔

عمرو بن امیہ ضمری اور ایک انصاری کے ذمہ (عمرو بن عوف) مویشیوں اور سواریوں کا چرانا تھا یہاں سے کافی دور تھے۔ ان کو صحابہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کا علم پرندوں سے ہوا جو ان کے پڑاؤ کے اوپر گھوم رہے تھے انہوں نے آپس میں کہا کہ ان پرندوں کے گھومنے کا کوئی سبب ہے۔ چنانچہ وہ آئے تو صورت حال سے آگاہ ہوئے کہ صحابہ خون میں لت پت پڑے ہیں اور سوار وہاں کھڑے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر انصاری نے عمرو ضمری سے پوچھا کیا رائے ہے؟ تو عمرو ضمری نے کہا میری رائے ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو اس "مصیبت عظمیٰ" سے آگاہ کریں۔ یہ سن کر انصاری نے کہا لیکن میں تو اپنی جان کو اس میدان جنگ سے عزیز نہیں سمجھتا جس میں منذر بن عمرو شہید ہو چکا ہے اور نہ ہی میں یہ پسند کرتا ہوں کہ لوگوں کو اس کے بارے میں اطلاع دوں۔ چنانچہ وہ لڑتا لڑتا شہید ہو گیا اور عمرو ضمری قیدی بنا لیا گیا۔ پھر عمرو ضمری نے بتایا کہ میں قبیلہ مضر سے ہوں تو عامر بن طفیل نے اس کی پیشانی کے بال کاٹ کر اپنی والدہ کی طرف سے آزاد کر دیا جس نے ایک غلام آزاد کرنے کی نذر مانی تھی۔

عمرو ضمری واپسی میں وادی قناۃ کے کنارے سے چل کر "قرقرہ" کے مقام پر پہنچے تو وہاں وہ ایک سایہ کے نیچے لیٹ گیا اتنے میں بنی عامر کے دو شخص بھی اس کے پاس آ گئے (جو رسول اللہ ﷺ سے عہد و پیمان اور امان حاصل کر چکے تھے اور عمرو ضمری کو اس بات کا علم نہ تھا) عمرو ضمری نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟ تو انہوں نے کہا ہم بنی عامر سے ہیں۔ جب وہ سو گئے تو عمرو ضمری نے ان کا کام تمام کر دیا اور یہ سمجھا کہ اس نے ان کو قتل کر کے

شہدائے بئر معونہ کا بچا ہوا قوم سے نکلا ہے جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے یہ سارا ماجرا سنایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے دو آدمیوں کو قتل کر دیا ہے (وہ معاہد تھے) میں ان کا خون بہا ادا کروں گا پھر رسول اللہ نے فرمایا بئر معونہ کا حادثہ ابو براء کا کیا دھرا ہے۔ میں اس کو ناپسند کرتا تھا اور خوف کھاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کا تبصرہ ابو براء کو معلوم ہوا تو اس کو عامر بن طفیل کا یہ ”کارنامہ“ ناگوار گزرا۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے عامر بن طفیل کا ابو براء کا عہد توڑنے کے جرم میں ابو براء کی اولاد کو عامر بن طفیل کے خلاف مشتعل کرنے کے سلسلہ میں کہا:

بنی ام البنین الم یرعکم
وانتم من ذوائب اهل نجد
تهکم عامر بابی براء
لیخفره وما خطا کعمد
الا ابلغ ربیعة ذا المساعی
فما احدثت فی الحدثان بعدی
ابوک ابو الحروب ابو براء
وخالک ماجد حکم بن سعد

”اے ام البنین کی اولاد! تم جو اہل نجد کے سرداروں میں سے ہو کیا تم کو ابو براء کے معاہدہ کے ساتھ عامر بن طفیل کے تحکم اور مذاق نے پریشان نہ کیا۔ کیا اس کے معاہدہ کو وہ توڑ ڈالے غلطی دانستہ جرم جیسی نہیں ہوتی۔ سنو! ربیعہ بڑے کارنامے انجام دینے والے کو بتا دو کہ تو نے میرے بعد کیا تغیر اختیار کر لیا۔ تیرا والد لڑائیوں کا بانی ابو براء ہے اور تیرا ماموں بزرگوار حکم بن سعد ہے“۔

بقول ابن ہشام ام البنین ابو براء کی والدہ ہے اور عمرو بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کی بیٹی ہے۔ ربیعہ بن عامر بن مالک نے عامر بن طفیل کے ران پر نیزہ مارا اور وہ گھوڑے سے گر پڑا مگر زندہ رہا۔ اور اس نے کہا یہ ابو براء کا کام ہے۔ اگر میں مر گیا تو میرا خون میرے چچا کے لئے ہے اس سے کوئی مطالبہ نہ کیا جائے اگر میں زندہ رہا تو اپنی رائے کے مطابق کروں گا۔

شہدائے بئر معونہ کا مرثیہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا:

علی قتلی معونة فاستهلی
بدمع العین سحا غیر نزر
علی خیل الرسول غداة لاقوا
ولاقتهم منایاهم بقدر
اصابهم الفناء بعقد قوم
تخون عقد حبلهم بغدر
فیا لهفی لمنذر اذ تولی
واعنق فی منیته بصبر
وکائن قد اصیب غداة ذاکم
من ابیض ماجد من سر عمرو

”اے آنکھ! تو شہدائے معونہ پر بہت اشکبار ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے لشکر پر جو جنگ کے وقت دشمن سے برسر پیکار ہوا اور تقدیر کے موافق ان کو موت لاحق ہوئی۔ ایک قوم کے عہد کے باعث وہ موت کے گھاٹ اترے جنہوں نے ان کا معاہدہ غدر یعنی دغا سے توڑ

دیا گیا۔ ہائے افسوس! منذر بن عمرو پر، جب وہ چلا اور موت کے منہ میں صبر کے ساتھ چلا گیا۔ مفیدہ قوم بزرگوار آل عمرو کے بہتر شخص کو تقدیر نے اس صبح آ لیا"۔

بنی نضیر کی سازش — صحیح بخاری میں ہے کہ ابن عباس سورہ حشر کو سورہ بنی نضیر کہتے تھے۔ امام بخاری نے زہری کی معرفت عروہ سے نقل کیا ہے کہ بنی نضیر کا واقعہ غزوہ بدر کے چھ ماہ بعد احد سے پہلے رونما ہوا۔ اس روایت کو ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں ابو حاتم (عبداللہ بن صالح، لیث، عقیل از زہری) سے مرفوعاً بیان کیا ہے۔ حنبل بن اسحاق نے (ہلال بن علاء، عبداللہ بن جعفر رقی، مطرف بن مازن یمانی، معمر از زہری) سے بیان کیا ہے کہ غزوہ بدر (۱۷) رمضان ۲ھ میں ہوا پھر شوال ۳ھ میں آپ نے بنی نضیر سے جنگ کی، پھر شوال ۴ھ میں غزوہ خندق واقع ہوا۔ بقول بیہقی، امام زہری کا بیان ہے کہ واقعہ بنی نضیر قبل از احد پیش آیا اور باقی اہل علم کا خیال ہے یہ غزوہ احد اور بئر معونہ کے بھی بعد وقوع پذیر ہوا۔

بقول امام ابن کثیر، امام ابن اسحاق نے بھی واقعہ بئر معونہ، عمرو ضمری کی واپسی اس کے دو عامریوں کے نادانستہ قتل اور رسول اللہ ﷺ کا ان کی دیت دینے کے ذکر کے بعد بیان کیا ہے۔

ابن اسحاق کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنی عامر کے دو مقتولوں کی دیت کے سلسلہ میں بنی نضیر کے پاس گئے جن کو عمرو ضمری نے انجانے میں قتل کر دیا تھا۔ بنی نضیر اور بنی عامر کے درمیان عہد و پیمان تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیت میں تعاون کے بارے میں کہا تو انہوں نے کہا اے ابو القاسم! ہم آپ کا خاطر خواہ تعاون کریں گے۔ پھر انہوں نے خفیہ سازش تیار کی کہ آئندہ اس شخص کے بارے میں کبھی موقعہ میسر نہ ہوگا (رسول اللہ ﷺ اس وقت دیوار کے پہلو میں تشریف فرما تھے) کوئی آدمی چھت پر چڑھے اور اس پر پتھر گرا دے اور اس سے نجات دلا دے چنانچہ اس منصوبہ پر عمل درآمد کے لئے عمرو بن جحاش بن کعب یہودی تیار ہو گیا اس نے کہا میں اس کو عملی جامہ پہناؤں گا چنانچہ وہ حسب ارادہ پتھر گرا دینے کے لئے چھت پر چڑھا۔ رسول اللہ ﷺ چند صحابہ کے ہمراہ موجود تھے ان میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو ان کے منصوبے کی اطلاع مل گئی اور آپ فوراً مدینے واپس چلے آئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا دیر تک انتظار کیا اور آپ کی تلاش میں چل نکلے۔ راستہ میں مدینے سے آتے ہوئے ایک آدمی سے ملاقات ہوئی اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مدینہ میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا ہے چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہ آپ کے پاس پہنچ گئے تو آپ نے ان کو یہود کے منصوبے سے آگاہ فرما دیا۔

بنی نضیر کا محاصرہ — واقدی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو یہود کے پاس بھیجا کہ آپ ﷺ کا حکم ہے کہ وہ مدینہ اور اس کے قرب و جوار کو چھوڑ کر چلے جائیں۔ یہ سن کر منافقوں نے ان کو تسلی تشفی دی اور ان کو قیام پر آمادہ کیا اور بروقت تعاون کرنے کا وعدہ کیا۔ ان حالات میں بنی نضیر بیباک اور حربی ہو گئے اور حیی بن اخطب جوش میں آ گیا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیج دیا کہ وہ مدینے سے نہیں نکلیں گے اور سابقہ معاہدہ توڑ دیا تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہ کو ان کی جانب کوچ کرنے کا حکم دے دیا اور آپ نے (۱۵) یوم تک ان کا محاصرہ کیا۔ بقول ابن اسحاق نبی علیہ السلام نے ان کے ساتھ جنگ کے لئے تیاری کا حکم دے دیا اور ان کی طرف چلنے کا ارشاد فرمایا۔ ابن ہشام کا بیان ہے کہ حضرت ابن ام مکتوم کو مدینے پر ۴ھ ربیع الاول میں امیر مقرر کر دیا۔

نخلستان کو جلانے کا حکم — بقول ابن اسحاق، آپ نے مدینے سے روانہ ہو کر چھ روز تک ان کا محاصرہ جاری رکھا (اور شراب کی حرمت بھی اسی دوران نازل ہوئی) اور وہ اپنے قلعوں میں محفوظ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے کھجور کے درختوں کو کاٹنے اور جلانے کا حکم فرما دیا۔ یہ دیکھ کر انہوں نے پکارا اے محمد! آپ تو شر و فساد سے منع کرتے ہیں شرارتی اور فسادی شخص کو برا کہتے ہیں تو نخلستان کا کاٹنا اور جلانا شر و فساد نہیں؟ قبیلہ بنی عوف بن خزرج نے (جن میں عبداللہ بن ابی، ودیعہ، مالک، سوید اور داعس بھی شامل تھے) بنی نضیر کو پیغام بھیجا کہ تم ثابت قدم رہو اور مضبوط رہو، ہم تمہیں بے سہارا نہ چھوڑیں گے اگر تم سے جنگ ہوئی تو ہم تمہارے ہمراہ لڑیں گے، اگر جلاوطن کر دیے گئے تو ہم بھی تمہارے ساتھ سکونت ترک کر دیں گے۔

بنی نضیر ان کی مدد و نصرت کے انتظار میں رہے لیکن انہوں نے وفا نہ کی، اور اللہ تعالیٰ نے ان پر رعب ڈال دیا۔

بنی نضیر کا آپ سے جلاوطنی کا سوال: ... چنانچہ بنی نضیر نے رسول اللہ ﷺ سے قتل کی بجائے جلاوطنی کی درخواست کی، علاوہ ازیں سامان حرب کے بغیر وہ سامان و دولت اونٹوں پر لاد کر لے جا سکیں گے۔ عوفی نے حضرت ابن عباس سے بیان کیا ہے کہ ”ہر تین آدمیوں“ کو ایک اونٹ دیا وہ یہی باری باری سوار ہوتے تھے۔ (روایت بیہقی) امام بیہقی (یعقوب بن محمد زہری، ابراہیم بن جعفر بن محمود بن مسلمہ، ابیہ، جدہ) محمد بن مسلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بنی نضیر کے پاس بھیجا اور ان کو جلاوطنی کیلئے تین روز کی مہلت دی۔ بیہقی وغیرہ نے یہ بیان کیا ہے کہ ان کا لوگوں کے ذمہ قرض بھی تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو فرمایا معاف کر دو یا چلے جاؤ، اس سے پہلے کی بحث میں نظر ہے واللہ اعلم۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ بنی نضیر نے اپنا سب مال و دولت اونٹوں پر لاد لیا، گھر کی چوکھٹ تک بھی وہ لاد کر لے گئے، بعض ان میں سے خیبر چلے گئے اور بعض شام کی طرف اور جو لوگ خیبر گئے ان میں سلام بن ابی الحقیق، کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق، اور حیی بن اخطب بھی تھے، وہاں کے لوگوں نے ان کو اپنا سردار تسلیم کر لیا۔ ابن اسحاق نے عبداللہ بن ابی بکر کی معرفت بیان کیا ہے کہ بنی نضیر اپنے اہل و عیال اور مال و دولت سب لے گئے اور ان کے ساتھ باجے گاجے، عورتیں دف بجا رہی تھیں اور ان کے پیچھے پیچھے فخر و مباہات سے گانے والیاں گیت گا رہی تھیں۔ اس زمانے میں اس سروسامان اور فخر و غرور کی ایسی مثال بھی کسی کی نظر سے نہیں گزری۔

مال غنیمت کی تقسیم: ... بنی نضیر غیر منقول جائداد نخلستان وغیرہ چھوڑ کر چلے گئے اور یہ مال غنیمت رسول اللہ ﷺ کے لئے مخصوص تھا آپ اس کو جس طرح چاہیں بانٹ دیں چنانچہ یہ مال رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین میں تقسیم فرما دیا، صرف دو انصاریوں (سہل رضی اللہ عنہ بن حنیف اور ابو دجانہ رضی اللہ عنہ) کو ان کے فقر و فاقہ کی وجہ سے حصہ دیا اور بعض نے حارث بن صمہ انصاری کا بھی ان میں اضافہ کیا ہے۔ (بیہقی)

صرف دو نضیری مسلمان ہوئے: ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ بنی نضیر میں سے صرف دو شخص یامین بن عمیر بن کعب (عمرو بن جحاش کا چچازاد) اور ابو سعد بن وہب مسلمان ہوئے، ان کو اپنی جائیداد پر بدستور قبضہ رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے یامین رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا دیکھا تمہارے ابن عم نے کیا کیا اور میرے بارے میں کیا سوچا؟ چنانچہ یامین رضی اللہ عنہ نے اجرت دے کر کسی سے عمرو بن جحاش کو ہلاک کروا دیا۔

سورہ حشر کا نزول: ... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ سورہ حشر مکمل واقعہ بنی نضیر کے بارے میں نازل ہوئی۔ ابن اسحاق نے اس کی خوب تفسیر و تشریح بیان کی ہے۔ ہم نے بھی تفسیر میں اس پر مفصل بحث کی ہے واللہ الحمد۔

سبح للہ ما فی السموات وما فی الارض وھو العزیز الحکیم (۵۹:۱)

”جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے“

یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی ذات کریم کو ہر عیب اور نقص سے پاک بیان فرمایا اور بتایا کہ تمام مخلوقات علوی اور سفلی اسی کی تسبیح بیان کرتی ہے اور وہ غالب ہے۔ اس کی عظمت و کبریائی کو کوئی ٹھیس نہیں پہنچا سکتا، وہ اپنی تمام مخلوقات اور جملہ تقدیر و شریعت میں حکمت والا ہے۔ منجملہ اس کے اللہ کی تدبیر و تقدیر یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو ان کے یہود دشمنوں پر غلبہ و استیلا کی خاطر رہائی کا حکم دیا ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے اختلاف کرتے ہیں اور اس کی شریعت سے انحراف کرتے ہیں۔

ان کے ساتھ جنگ کا سبب مکمل طور پر بیان ہو چکا ہے۔ ان کا معاہدہ اور اس ذات پر حملہ کا ارادہ کیا جس کی تائید و نصرت ایک ماہ کی مسافت کے رعب و داب سے کر دی گئی ہے۔ یعنی جب آپ ﷺ نے ان کا محاصرہ کیا تو ان کا محاصرہ جلدی کامیاب ہو گیا اور ان پر اتنا رعب ہوا کہ اس بات پر مجبور ہو گئے کہ ان کو قتل نہ کیا جائے اور وہ اپنے منقول مال و دولت سے صرف اونٹ لے جائیں گے جو ان کی سواری لائق ہو اور اپنی ذلت و رسوائی کا اعتراف کرتے ہوئے وطن چھوڑ جائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے گھروں کو اپنے اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے برباد کیا، اے عقلمندو اس سے عبرت حاصل کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا اگر اللہ نے ان کے لئے جلاوطنی مقدر نہ کی ہوتی تو انہیں دنیا میں سزا دیتا۔ یعنی قتل و خون ریزی جو اس سے بھی بدترین ہوتی۔ مزید برآں آخرت میں ان کے لئے آگ کا عذاب ہے۔

نخلستان جلانے کی حکمت ...... بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے نخلستان کو جلا کر راکھ کر دینے اور بعض کو جوں کا توں قائم رکھنے کی حکمت و مصلحت بتائی کہ جنگی نقطہ نظر سے یہ سب کچھ جائز اور مباح ہے — مسلمانو! تم نے جو بنی نضیر کے کھجور کے درخت کاٹ ڈالے یا ان کو یا تم نے رہنے دیا ان کو اپنی جڑوں پر کھڑا چھوڑ دیا، یہ سب خدا کے حکم سے تھا اور خدا کو یہ منظور تھا کہ نافرمانوں کو ذلیل کرے (۵۹/۵) یعنی درختوں کا کاٹنا اور نہ کاٹنا سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مشروع ہے اس میں کوئی حرج نہیں اور یہ تمہاری تدبیر ٹھیک تھی، یہ درختوں کا کاٹنا اور جلانا فساد نہ تھا جیسا کہ ان شرپسند لوگوں کا خیال ہے بلکہ یہ تو اپنی قوت کا مظاہرہ اور کفار کی رسوائی کا موجب تھا۔

(قتیبہ از لیث از نافع از ابن عمر) متفق علیہ روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی نضیر کے نخلستان "بویرہ" کے بعض درخت جلا دیے اور بعض کو کاٹ دیا تو اللہ تعالیٰ نے سورہ حشر (۵۹/۵) آیت نازل فرمائی۔

امام بخاری نے جویریہ بن اسماء سے نافع کی معرفت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی نضیر کے بویرہ نخلستان کے بعض درخت کاٹنے اور بعض کو جلانے کا حکم فرمایا اس کے بارے میں حضرت حسان نے کہا:

وهان على سراة بني لؤي حريق بالبويرة مستطير

"بنو لؤی کے سرداروں کے لئے بویرہ نخلستان میں آگ کے شعلے معمولی سا واقعہ ثابت ہوئے۔"

تو جواب اس غزل کے وزن پر ابوسفیان بن حارث نے کہا:

أدام الله ذلك من صنيع
وحرّق في نواحيها السعير
ستعلم أيّنا منها بستر
وتعلم أيّ أرضينا تضير

"اللہ تعالیٰ یہ کام جاری رکھے اور اس کے گردونواح آگ بھڑکتی رہے۔ عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ اس سے کون محفوظ ہے اور کس کی زمین کو نقصان ہے۔"

بنی نضیر کی جلاوطنی پر کہے گئے اشعار ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ کعب نے بنی نضیر کی جلاوطنی اور کعب بن اشرف کے قتل کا ذکر کیا:

لقد خزيت بغدرتها الحبور
كذاك الدهر ذو صرف يدور
وذلك أنهم كفروا برب
عظيم أمره أمر كبير
وقد أوتوا معاً فهماً وعلماً
وجاءهم من الله النذير
نذير صادق أدّى كتاباً
وآيات مبينة تنير
فقالوا ما أتيت بأمر صدق
وأنت بمنكر منا جدير

"اپنی بدعہدی کی وجہ سے علماء یہود ذلیل ہو گئے اسی طرح زمانہ میں انقلاب رونما ہوتا ہے اور یہ کہ انہوں نے اپنے عظیم پروردگار سے کفر کیا جس کا حکم عظیم ہے ان کو علم و فہم عطا کیا گیا تھا اور اللہ کی طرف سے آگاہ کرنے والا نبی بھی آیا ہے سچے

انکار کرنے والے نے کتاب اللہ کی واضح اور روشن آیات کی تکذیب کی۔ انہوں نے کہا تو سچی بات لے کر نہیں آیا اور تو ہمارے انکار کے لائق ہے۔"

فقال بلی لقد ادیت حقا
یصدقنی بہ الفہم الخبیر
فمن یتبعہ یہد لکل رشد
ومن یکفر بہ یجز الکفور
فلما اشربوا غدرا وکفرا
وجد بہم عن الحق النفور
اری اللہ النبی برای صدق
وکان اللہ یحکم لا یجور
فایدہ وسلطہ علیہم
وکان نصیرہ نعم النصیر

"اس نے کہا کیوں نہیں، میں نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا ہے جس بات کی سمجھدار باخبر عالم تصدیق کرتا ہے۔ جو شخص اس کی پیروی کرے گا اس کی ہر نیکی کی طرف راہنمائی کی جائے گی اور جو اس کے ساتھ کفر کرے گا کافر کو سزا دی جائے گی۔ جب وہ عہد شکنی اور کفر میں مبتلا ہو گئے اور حق بات سے نفرت کرنے میں دور نکل گئے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو اچھی تدبیر بتائی اور اللہ تعالیٰ عادلانہ حکم دیتا ہے ظلم نہیں کرتا۔ اللہ نے اس کی تائید کی اور اس کو ان پر غالب کیا اور اللہ اس کا بہترین مددگار ہے اور وہ بہترین مددگار ہے۔"

کعب بن اشرف کے قتل کے بارے میں کہے گئے اشعار:

فغودر منہم کعب صریعا
فذلت بعد مصرعہ النضیر
علی الکفین ثم وقد علتہ
بایدینا مشہرۃ ذکور
بامر محمد اذ دس لیلا
الی کعب اخا کعب یسیر
فماکرہ فانزلہ بمکر
ومحمود اخو ثقۃ جسور
فتلک بنو النضیر بدار سوء
ابارہم بما اجترموا المبیر

"ان میں سے کعب بن اشرف کو قتل کر دیا گیا اس کے قتل کے بعد وہاں بنی نضیر اپنے ہاتھوں کے بل گر کر ذلیل ہو گئے اور ہماری چمکدار تلواریں ان پر غالب آ گئیں۔ محمد ﷺ کے حکم سے جب اس نے رات کو کعب کی طرف کعب کے بھائی کو خفیہ بھیجا۔ اس نے کعب کو ایک تدبیر سے نیچے اتارا، جرات مند قابل اعتماد شخص محمود ہے۔ یہی بنی نضیر بدحالی کے

تھا ہمیں۔ ہلاک کرنے والے نے ان دو جاہلوں کی بدولت ہلاک کر دیا"۔

غداة أتاهم في الزحف رهوا
رسول الله وهو بهم بصير
وغسان الحماة موازروه
على الأعداء وهو لهم وزير
فقال السلم ويحكم فصدوا
وحالف أمرهم كذب وزور
فذاقوا غب أمرهم وبالا
لكل ثلاثة منهم بعير
واجلوا عامدين لقينقاع
وغودر منهم نخل ودور

"جب ان کی طرف اللہ کا رسول چل آور لشکر میں پر سکون آیا اور وہ ان کے حالات سے باخبر ہے۔ اور حفاظت کرنے والے غسان دین کے ساتھی ہیں دشمن کے خلاف۔ اور وہ ان کا معاون اور اہتمام کرنے والا ہے۔ اس نے کہا صلح اختیار کرو وہ اس بات سے رک گئے اور وہ کذب و دھوکا اور جھوٹ کے حلیف ہو گئے۔ انہوں نے اپنے کام کی سزا کا مزہ چکھ لیا ہے۔ ان میں ہر تین کے لئے ایک اونٹ ہے۔ بنی قینقاع کا ارادہ کرتے ہوئے وہ جلاوطن ہو گئے۔ اور ان کے نخلستان اور محلات ویران چھوڑ دیئے گئے"۔

ابن لقیم عبسی کا قصیدہ: سمال یہودی نے ان اشعار کا جواب دیا تھا ہم نے ان کو چھوڑ دیا ہے اور بقول ابن اسحاق بنی نضیر کے بارے جو قصیدے کہے گئے ان میں سے ابن لقیم عبسی کا قصیدہ بھی ہے بعض کا خیال ہے کہ یہ قیس بن بحر بن طریف اشجعی کا قصیدہ ہے

أهلي فداء لامرئ غير هالك
أحل اليهود بالحسي المزنم
يقيلون في جمر الغضاة وبدلوا
أهيضب عودا بالودي المكمم
فإن يك ظني صادقا بمحمد
تروا خيله بين الصلا ويرمرم
يؤم بها عمرو بن بهثة إنهم
عدو وما حي صديق كمجرم
عليهن أبطال مساعير في الوغى
يهزون أطراف الوشيج المقوم

"میرے اہل و عیال قربان ہوں اس زندہ جاوید شخص کے لئے جس نے یہود کو خشک حالت میں رہنے پر مجبور کر دیا ہے۔ غضا درخت کے انگاروں میں وہ دوپہر بسر کریں گے۔ خوشحالی کھجوروں کے بدلے ان کو "ودی" مقام کی بلند چٹان نصیب ہوئی۔ اگر محمد کے بارے میں میرا گمان سچا ہوا تو تم اس کے گھوڑے کو صلا اور یرمرم مقامات کے درمیان دیکھو گے۔ وہ ان کو لے کر

اور ان کو [illegible] کرے گا بے شک وہ دشمن ہیں اور بہت قوم [illegible] کی طرح [illegible] ان پر [illegible] جو [illegible] جب تیر [illegible] کرتے ہیں اور نیزے کے اطراف ٹکرا رہے ہوتے ہیں۔"

وكل رقيق الشفرتين مهند
تورثن من عهد عاد وجرهم
فمن مبلغ عني قريشا رسالة
فهل بعدكم في المجد من متكرم
بأن أخاكم فاعلموا محمدا
تليد الندى بين الحجون وزمزم
فدينوا له بالحق تجسم أموركم
وتسموا من الدنيا إلى كل معظم
نبي تلافته من الله رحمة
ولا تسألوه أمر غيب مرجم

"اور جو وہ ہماری ہندی تلوار کو چلاتے ہیں جس کے دونوں دھار قوم کے جد سے وراثت ہیں۔ میری طرف سے قریش کو کون یہ پیغام پہنچائے گا کیا ان کے بعد بھی کوئی ایسا ہے جو شرف میں زیادت اور عزت والا ہے۔ کہ معلوم رہے کہ تمہارا بھائی محمد ﷺ قدیم سے حجون اور زمزم کے درمیان نبی ہے۔ تم حق کو قبول کرتے ہو تو اس کی پیروی کر لو تمہارے معاملات سنور جائیں گے اور تم دنیا میں ہر جگہ منصب پر فائز ہو جاؤ گے۔ وہ نبی ہے اللہ کی رحمت سے ہے اور تم اس سے غیب کی بات نہ پوچھو۔"

لقد كان في بدر لعمري عبرة
لكم يا قريش والقليب الململم
غداة أتى في الخزرجية عامدا
إليكم مطيعا للعظيم مكرم
معانا بروح القدس ينكي عدوه
رسولا من الرحمن حقا بمعلم
رسولا من الرحمن يتلو كتابه
فلما أنار الحق لم يتلعثم
أرى أمره يزداد في كل موطن
علوا لأمر حمه الله محكم

"اے قریش! مجھے میری جان کی قسم! بدر میں اور قلیب میں تمہارے لئے عبرت کا سامان ہے۔ جب وہ خزرجی لشکر میں تمہارا ارادہ کر کے رب عظیم کی اطاعت کرتا ہوا آیا۔ جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے اس کی مدد کی گئی، اپنے مخالف کو نقصان پہنچاتا ہے وہ اللہ کی طرف سے بلند مرتبہ رسول ہے۔ وہ رحمان کی طرف سے رسول ہے جو کتاب اللہ کی تلاوت کرتا ہے جب حق روشن ہو گیا تو وہ ہکلایا نہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہر مقام میں اللہ کے حکم قضا و قدر کی وجہ سے اس کا امر ترقی پر ہے۔"

بقول ابن اسحاق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اور بقول ابن ہشام یہ شعر کسی مسلمان کے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف ان اشعار

کی اہمیت کی اس نے تعریف کی:

عرفت ومن يعتدل يعرف
وأيقنت حقا ولم أصدف
عن الكلم المحكم اللاء من
لدى الله ذي الرأفة الأرأف
رسائل تدرس في المؤمنين
بهن اصطفى أحمد المصطفى
فأصبح أحمد فينا عزيزا
عزيز المقامة والموقف
فيا أيها الموعدوه سفاها
ولم يأت جورا ولم يعنف

"میں واقف ہوں اور جو اعتدال کی راہ اختیار کرے وہ پہچان لیتا ہے میں نے اس کو حق سمجھا اور میں نے انحراف نہیں کیا اور ان محکم کلمات سے جو انتہائی مہربان اللہ کی جانب سے ہیں۔ پیغامات میں جو مسلمانوں کے اندر پڑھے جاتے ہیں ان کی وجہ سے احمد مصطفیٰ کو ممتاز کیا ہے۔ احمد ﷺ ہم میں بلند مقام والے ہیں۔ اے ان کو حماقت سے دھمکی دینے والو انہوں نے کوئی ظلم وستم نہیں کیا اور نہ سختی سے کام لیا ہے"۔

ألستم تخافون أدنى العذاب
وما آمن الله كالأخوف
وأن تصرعوا تحت أسيافه
كمصرع كعب أبي الأشرف
غداة رأى الله طغيانه
وأعرض كالجمل الأجنف
فأنزل جبريل في قتله
بوحي إلى عبده ملطف
فدس الرسول رسولا له
بأبيض ذي هبة مرهف

"کیا تم کو اللہ کے قریب ترین عذاب کا ڈر نہیں ہے اور اللہ کے امن وامان میں رہنے والا خوف زدہ کے جیسا نہیں ہوتا۔ اور یہ کہ تم ان کی تلواروں کے نیچے ہلاک کر دیے جاؤ کعب بن اشرف کے قتل کی طرح۔ جب اللہ نے اس کی بغاوت و سرکشی کو دیکھا اور وہ ٹیڑھے اونٹ کی طرح منحرف ہو گیا۔ اللہ نے اس کے قتل کے بارے میں جبرائیل علیہ السلام کو لطیف وحی دے کر اپنے بندے کی طرف بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے قاصد کو مضبوط کاٹنے والی تلوار دے کر بھیجا"۔

فباتت عيون له معولات
متى ينع كعب لها تذرف
وقلن لأحمد ذرنا قليلا

فانا من النوح لم نشتف
فخلاهم ثم قال اظعنوا
دحورا على رغم الآنف
واجلى النضير الى غربة
وكانوا بدار ذوي زخرف
الى اذرعات ردافا وهم
على كل ذي دبر اعجف

"تم ہی لوگ اس پر روتے چلاتے رہے یعنی کعب کی موت کی جب خبر پہنچی تو وہ قریب ہوئے۔ انہوں نے احمد مصطفیٰ ﷺ سے عرض کیا ہمیں تھوڑی سی مہلت دے دو ہم نوحہ خوانی سے ابھی شفایاب نہیں ہوئے۔ آپ نے ان کو چھوڑ دیا پھر کہا یہاں سے ذلیل ہو کر چلے جاؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے بنی نضیر کو پردیس میں جلاوطن کر دیا اور وہ بڑے ناز و نعمت والے مقام میں تھے۔ اور وہ اذرعات کی طرف ایک دوسرے کے ساتھ پیچھے اور وہ ہر لاغر پشت پر سوار تھے"۔

سماک یہودی نے ان اشعار کا جواب دیا ہے لیکن ہم نے ان کو چھوڑ دیا ہے۔

مال فے کسے کہتے ہیں؟...... اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو بنی نضیر کے "اموال" میں تمام مال و اسباب کا آپ کی ملکیت قرار دے دیا، آپ اللہ کی رضا کے مطابق اس کو جہاں چاہیں استعمال کریں جیسا کہ صحیحین میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنی نضیر کے "اموال" ان اموال میں سے تھے جو اللہ نے اپنے رسول کو بلا جنگ کے دلا دیے کیونکہ مسلمانوں نے اس سلسلہ میں اونٹ اور گھوڑے نہیں دوڑائے، یہ "اموال" خالصۃً رسول اللہ ﷺ کے لئے تھے آپ اس میں سے اپنے گھر والوں کے لئے سال بھر کا خرچہ نکال لیتے تھے، باقی ماندہ کو اللہ کی راہ میں جنگی سامان کی خریداری میں صرف کر دیتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مال فے کی تقسیم کے مصارف بیان کئے کہ "وہ مہاجرین فقراء اور ان لوگوں کے لئے ہیں جو جنگ میں ان کی احتیاج کرتے رہتے ہیں اور قرابت والوں کے لئے یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لئے تاکہ وہ تمہارے سرمایہ داروں میں ہی گردش کرتا نہ رہے جو کچھ تمہیں رسول دے دے لے لو اور جس سے منع کرے باز رہو" (۵۹:۷)

ام ایمن رضی اللہ عنہا کا قصہ۔ امام احمد (عارم اور عفان، معتمر، ابیہ سلیمان، انس بن مالک) بیان کرتے ہیں کہ ہر باغ دار شخص رسول اللہ ﷺ کے لئے اپنے درختوں اور باغات میں سے کچھ وقف کر دیتا تھا یہاں تک کہ قریظہ اور نضیر کی فتوحات ہو گئیں۔ بعد ازاں آپ نے ان کے ایسے عطیات ان کو واپس کر دیے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میرے گھر والوں نے مجھے بھیجا کہ میں نبی علیہ السلام سے اس مال کے بارے میں پوچھوں جو میرے گھر والوں نے آپ کو دیا تھا اور آپ نے ام ایمن رضی اللہ عنہا کو دے دیا تھا۔ میں نے پوچھا تو آپ نے مجھے وہ مال واپس کر دیا۔ ام ایمن آئی تو وہ میری گردن میں کپڑا ڈال کر کہنے لگی، ہرگز نہیں اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں میں یہ تجھے واپس نہ کروں گی یہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے دے دیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے (پس اس کو واپس کر دے) تجھے اتنا اتنا مال دیتا ہوں اور وہ کہے جاتی تھی واللہ ہرگز نہیں، اور رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے تجھے میں اتنا اتنا مال دیتا ہوں اور وہ کہہ رہی تھی واللہ بالکل نہیں۔ اور آپ فرما رہے تھے میں تجھے اتنا اتنا مال دیتا ہوں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میرا خیال ہے کہ آپ نے اس کو تقریباً دس گنا عوض مال دے دیا (او کما قال) یہ روایت صحیح کی روایت سے متفق علیہ ہے۔

منافقین کے بارے میں سورۂ حشر کی آیات...... اللہ تعالیٰ نے ان منافقین کی مذمت بیان فرمائی ہے جو در پردہ بنی نضیر کے ساتھی تھے اور ان سے تعاون کا وعدہ کرتے رہے تھے مگر جب شدید محاصرہ کے وقت انہوں نے ان کو رسوا کیا اور فریب دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (۵۹/۱۱) "کیا

آپ نے منافقوں کو نہیں دیکھا جو اپنے اہل کتاب کافر بھائیوں سے کہتے ہیں اگر تم نکالے گئے تو ضرور ہم بھی تمہارے ساتھ نکل کھڑے ہوں گے اور تمہارے معاملہ میں کبھی کسی کی بات نہ مانیں گے اور اگر تم سے لڑائی ہوئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں اگر وہ نکالے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہ نکلیں گے اور اگر ان سے لڑائی ہوئی تو یہ ان کی مدد نہ کریں گے اور اگر ان کی مدد کریں گے تو پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے پھر ان کی مدد نہ کی جائے گی"۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی بزدلی، کم عقلی اور کم فہمی کی مذمت بیان کرتے ہوئے شیطان کے ساتھ تشبیہ دی (۱۶ تا ۱۷) کہ ان منافقوں کی مثال شیطان کی سی ہے۔ وہ آدمی سے کہتا ہے تو کافر بن جا جب وہ کافر بن جاتا ہے (اور کوئی سخت وقت آتا ہے) تو کہتا ہے (مجھے کیا واسطہ) مجھے تجھ سے کوئی سروکار نہیں میں اللہ کے غضب سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا مالک ہے پھر ان دونوں کا انجام یہ ہوا کہ دونوں ہمیشہ کے لئے دوزخ میں پڑے ہیں ظالموں اور بدکاروں کی یہی سزا ہے۔

یہودیوں کے ممتاز علماء کی حضور ﷺ کے بارے میں بشارت...... عمرو قرظی کا جب بنی نضیر کی بستی سے گزر ہوا جو ویران پڑی تھی اس میں کوئی فرد و بشر نہ تھا حالانکہ بنی نضیر بنی قریظہ سے اشرف و برتر تھے تو اس واقعہ نے اس کو اسلام کی طرف متوجہ کیا اور اس نے تورات سے رسول اللہ ﷺ کی صفات کا اظہار کیا۔

واقدی ابراہیم بن جعفر بن جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ بنی نضیر جب مدینہ سے جلا وطن ہو گئے تو عمرو قرظی ان کے ویران مکانوں میں آئے اور ان کی ویرانی دیکھ کر پریشان ہوئے۔ پھر بنی قریظہ کے پاس گئے وہ اس وقت اتفاقاً کنیسہ میں موجود تھے اس نے بوق اور نرسنگا بجایا تو وہ سب اکٹھے ہو گئے۔ اور زبیر بن باطا نے اسے دیکھ کر پوچھا جناب ابو سعید عمرو (جو کنیسہ سے کبھی غائب نہ ہوتا تھا اور وہ بڑا عابد و زاہد تھا) آپ کہاں غائب رہے ہیں؟ اس نے کہا میں نے آج عبرت ناک منظر دیکھے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ ہمارے بھائیوں بنی نضیر کے مکانات ویران پڑے ہیں وہ بڑے معزز و مکرم اور عقل مند تھے اپنے مکانات اور باغات چھوڑ گئے ہیں اور غیروں کا ان پر قبضہ ہے وہ نہایت ذلت اور رسوائی سے ملک بدر ہو گئے ہیں۔ تورات کی قسم اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسی قوم کو مسلط کیا ہے جس کی اللہ کے ہاں کوئی قدر و قیمت نہیں۔ قبل ازیں اس نے کعب بن اشرف "معزز و مکرم" کو اس کے گھر میں شب خون مار کر ہلاک کروا دیا پھر اس نے ابن سنینہ کا کام تمام کیا پھر اس نے بنی قینقاع کو باوجود سامان حرب اور افرادی قوت کے جلا وطن کیا اور کسی کو معاف نہیں کیا۔

اے میری قوم! تم حالات کا رخ دیکھ چکے ہو۔ میری بات مانو اور آؤ ہم محمد ﷺ کی پیروی کریں واللہ تم خوب جانتے ہو کہ وہ نبی ہے اور ہمیں تو اس کے بارے میں ابن الہیبان ابو عمیر اور ابن حواش نے جو یہود کے ممتاز علماء میں سے تھے انہوں نے ہمیں ان کی آمد کی بشارت دی اور ان کی اتباع کا حکم دیا وہ بیت المقدس سے آئے تھے انہوں نے ہمیں بیت المقدس سے آ کر یہاں آباد کیا اور مرتے وقت انہوں نے وصیت کی کہ ہم آپ ﷺ کو ان کا سلام کہیں پھر ہم نے ان کو اس حرہ میدان میں دفن کیا یہ بات سن کر لوگ دم بخود رہ گئے کسی نے جواب نہ دیا اس نے پھر اس کلام کو دہرایا تو زبیر بن باطا نے کہا تورات کی قسم! میں نے تورات باطا میں ان کی صفات کا خود مطالعہ کیا ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ اور یہ "مثانی" میں نہیں ہے جس کو ہم نے مرتب کیا۔

پھر کعب بن اسد نے کہا اے ابو عبدالرحمن! اتباع محمد ﷺ سے تمہیں کون سی چیز مانع ہے؟ تو اس نے پوچھا جناب کعب! آپ کو کیا مانع ہے؟ تو کعب نے کہا تورات کی قسم! میں تمہارے اور ان کے درمیان کبھی حائل نہیں ہوا تو زبیر بن باطا نے کہا آپ ہمارے سردار اور صاحب عہد ہیں اگر آپ ان کی اطاعت کریں گے تو ہم بھی ان کے تابع ہو جائیں گے اگر آپ اعراض اور انکار کریں گے تو ہم بھی مخالفت کریں گے۔ پھر عمرو قرظی اور کعب بن اسد نے اس موضوع پر گفتگو کی اور باہم تبادلہ کرتے کرتے عمرو قرظی نے کہا میرے پاس تو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں یہی معلومات ہیں مگر ان کی اطاعت سے عار و بیزار ہے۔ (اختصاراً)

غزوۂ بنی لحیان کب ہوا...... دلائل میں امام بیہقی نے ذکر کیا ہے اور ابن اسحاق نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے اور میرے (ابن کثیر) کے مطابق ابن ہشام نے زیاد از ابن اسحاق نقل کیا ہے کہ یہ واقعہ غزوہ خندق اور بنی قریظہ کے بعد ہوا اور یہ حافظ بیہقی کے بیان کی نسبت زیادہ

قریب ہے واللہ اعلم۔

"سنۃ ست من الہجرۃ" کے الفاظ نقل کرنے میں یہ معلوم ہوا کہ سیرت ابن ہشام میں غزوہ خندق کے بارے میں ہے کہ یہ ماہ شوال ۵ھ میں ہوا بعد ازاں ۵ھ۔ یہی بنی قریظہ کا محاصرہ جاری رہا۔ اور غزوہ بنی لحیان کے بارے میں منقول ہے کہ بنو قریظہ کے چھ ماہ بعد جمادی الاولیٰ ۶ھ میں رسول اللہ ﷺ بنی لحیان کی طرف روانہ ہوئے۔

حافظ بیہقی (ابو عبداللہ الحافظ، ابوالعباس الاصم، احمد بن عبدالجبار، یونس بن بکیر وغیرہ) سے بیان کرتے ہیں کہ جب خبیب رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء شہید ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ بنی لحیان کی طرف ان کا بدلہ لینے کی غرض سے روانہ ہوئے کہ ان کو بے خبری کے عالم میں جا پکڑیں چنانچہ شام کی جانب روانہ ہوئے تاکہ معلوم ہو کہ آپ بنی لحیان کی طرف نہیں جا رہے۔ جب آپ چلتے چلتے بنی لحیان کے علاقہ میں پہنچے تو وہ ہوشیار ہو گئے اور پہاڑوں کی چوٹیوں میں چھپ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر ہم عسفان میں جا اتریں تو قریش سمجھیں گے کہ ہم مکہ پر حملہ کرنے کے لئے آرہے ہیں" چنانچہ آپ دو سو شہ سواروں کو لے کر روانہ ہوئے اور عسفان میں فروکش ہوئے پھر آپ نے دو سواروں کو روانہ کیا وہ کراع الغمیم تک پہنچ کر واپس چلے آئے۔ ابو عیاش زرقی نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عسفان میں نماز خوف پڑھی۔

صلوۃ الخوف: امام احمد (عبدالرزاق، ثوری، منصور، مجاہد) حضرت ابن عیاش سے نقل کرتے ہیں کہ عسفان میں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے مشرک ہمارے سامنے آئے ان کے امیر خالد بن ولید تھے اور وہ لوگ ہمارے اور قبلہ کے درمیان حائل تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز ظہر پڑھائی تو مشرکوں نے کہا وہ غفلت کی حالت میں تھے کاش ہم ان کی غفلت کو غنیمت سمجھتے پھر انہوں نے آپس میں کہا اب ان کی نماز کا وقت آرہا ہے جو ان کے نزدیک اپنی جان اور اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہے پھر جبرئیل علیہ السلام آیت (۴: ۱۰۲) واذا کنت فیھم فاقمت لھم الصلاۃ لے کر ظہر اور عصر کے درمیان نازل ہوئے چنانچہ نماز عصر کا وقت ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسلح ہو جاؤ" صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے پیچھے دو صفوں میں کھڑے ہو گئے آپ نے رکوع کیا تو سب نے رکوع کیا پھر سب نے رکوع سے سر اٹھایا۔ پھر آپ کے متصل صف نے سجدہ کیا اور دوسری صف آپ کی حفاظت میں کھڑی رہی۔ پہلی صف والے سجدہ کر کے کھڑے ہو گئے تو دوسری صف والے بیٹھے اور سجدہ کیا بعد ازاں پچھلی صف والے آگے ہو گئے اور اگلی صف والے پیچھے ہو گئے۔

پھر آپ نے دوسری رکعت کا رکوع کیا تو سب نے رکوع کیا پھر سب نے رکوع سے سر اٹھایا پھر رسول اللہ ﷺ کی متصل صف نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا اور پچھلی صف والے کھڑے ان کی حفاظت کرتے رہے۔ پہلی صف والے سجدہ کر کے بیٹھ گئے تو دوسری صف والوں نے سجدہ کر لیا پھر رسول اللہ ﷺ نے سب مقتدیوں کے ساتھ سلام پھیرا اور نماز سے فارغ ہو گئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو دفعہ نماز خوف پڑھی۔ عسفان میں اور بنی سلیم کے علاقہ میں۔ اس روایت کو امام احمد نے غندر از شعبہ از منصور کی اسی طرح بیان کیا ہے اور امام ابوداؤد نے بھی سعید بن منصور از جریر بن عبدالحمید یوں بیان کیا ہے اور امام نسائی نے فلاس از عبدالعزیز بن عبدالصمد اور محمد بن مثنی اور بندار از غندر از شعبہ اور یہ تینوں (ثوری، جریر اور شعبہ) منصور سے روایت کرتے ہیں۔ یہ سند صحیحین کی شرط پر ہے مگر مسلم اور بخاری دونوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔

نیز امام مسلم نے ابی خیثمہ زہیر بن معاویہ از ابو الزبیر از جابر رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم نے جہینہ قوم سے جنگ کی۔ انہوں نے خوب جنگ لڑی جب ہم نے ظہر پڑھ لی تو مشرکوں نے کہا اگر ہم یکبارگی حملہ کر دیتے تو ہم ان کو ختم کر دیتے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دے دی اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتایا کہ مشرک کہتے ہیں کہ عنقریب ان کی نماز کا وقت آنے والا ہے جو ان کو اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہے [illegible] کی طرح بیان کیا ہے۔

ابوداؤد طیالسی [illegible] حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز ظہر پڑھائی اور مشرکین [illegible] پھر انہوں نے آپس میں کہا اب [illegible] نماز [illegible] سے بھی زیادہ پیاری ہے

پھر جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا۔ چنانچہ آپ نے نماز عصر ان کو پڑھائی اور صحابہ کو دو صفوں میں تقسیم کر دیا، رسول اللہ ﷺ مقتدیوں کے آگے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے دشمن صف آرا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر تحریمہ کہی سب نے تکبیر کہی اور سب نے اکٹھے رکوع کیا پھر آپ کے ساتھ پہلی صف نے سجدہ کیا اور دوسرے کھڑے رہے۔ جب وہ سجدے سے فارغ ہو گئے تو پچھلی صف والوں نے سجدہ کیا۔ بعد ازاں اگلی صف پیچھے ہو گئی اور پچھلی صف آگے ہو گئی سب نے تکبیر اکٹھی کہی اور رکوع بھی۔ سب نے اکٹھے کیا۔ پھر آپ کے ساتھ پہلی صف نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا اور پچھلی صف والے کھڑے رہے۔ جب وہ سجدے سے فارغ ہو گئے تو پچھلوں نے سجدہ کیا۔ امام بخاری نے صحیح بخاری میں مذکورہ بالا روایت جس کو بطور استشہاد پیش کیا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبدالصمد، سعید بن عبید ہنائی، عبداللہ بن شقیق) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ضجنان اور عسفان کے درمیان فروکش ہوئے۔ مشرک لوگوں نے کہا کہ مسلمانوں کی ایک نماز ہے جو ان کو اپنے بیٹوں اور بیٹیوں سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ تم سب اکٹھے ہو کر یکبارگی حملہ آور ہو جاؤ۔ جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو کہا کہ صحابہ کو دو حصوں میں تقسیم کر دو، ایک حصہ کو نماز پڑھا دیں اور دوسرا گروہ ان کے پیچھے ہو اور اسلحہ سے لیس ہو۔ پھر یہ گروہ آ جائے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھے اور جو گروہ پہلے نماز پڑھ چکا ہے وہ اسلحہ سے لیس ہو جائے تاکہ اس طرح ہر گروہ کی رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک رکعت ہو گی اور رسول اللہ ﷺ کی تو دو رکعت ہوں گی۔ اس روایت کو امام ترمذی اور نسائی نے عبدالصمد سے بیان کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اگر اس جنگ میں بذات خود موجود تھے تو یہ واقعہ خیبر کے بعد کا واقعہ ہے۔ ورنہ یہ روایت مراسیل صحابہ میں سے ہو گی اور جمہور کے نزدیک یہ اسلوب بیان نقصان دہ نہیں واللہ اعلم۔ امام مسلم اور ابوداؤد طیالسی کی حدیث جابر رضی اللہ عنہ میں غزوہ عسفان اور خالد بن ولید کا ذکر نہیں مگر بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ہی قصہ ہے۔

اب یہ بات باقی ہے کہ غزوہ عسفان خندق سے پہلے تھا یا بعد میں۔ امام شافعی وغیرہ اہل علم کا خیال ہے کہ نماز خوف غزوہ خندق کے بعد شروع ہوئی کیونکہ مسلمانوں نے جنگ کی وجہ سے غزوہ خندق میں نماز کو اپنے وقت سے مؤخر کیا۔ اگر اس وقت نماز خوف شروع ہوتی تو اس کو وقت پر پڑھ لیتے اور مؤخر نہ کرتے۔ اسی بنا پر بعض علماء مغازی کا بیان ہے کہ غزوہ بنی لحیان جو مقام عسفان میں ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے نماز خوف پڑھی بنی قریظہ کے محاصرے کے بعد ہوا۔

غزوہ عسفان اور نماز خوف ۔۔۔ واقدی نے باسناد خالد بن ولید سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کی طرف روانہ ہوئے تو عسفان میں میں نے آپ کو دیکھا میں آپ کے سامنے کھڑا ہوا اور آپ کے بالمقابل ڈٹ گیا۔ آپ نے نماز ظہر صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہمارے سامنے پڑھائی۔ ہم نے حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا مگر ہمارا پختہ عزم نہ تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہمارے عزائم سے آگاہ کر دیا تو آپ نے صحابہ کو نماز عصر نماز خوف پڑھائی۔ واضح رہے کہ غزوہ حدیبیہ ذی قعدہ ۶ھ میں غزوہ خندق اور بنی قریظہ کے بعد ہوا۔ ابوعیاش زرقی کی روایت کا تقاضا ہے کہ نماز خوف کی آیت غزوہ عسفان میں نازل ہوئی۔ تو واضح ہوا کہ غزوہ عسفان میں پہلی نماز خوف پڑھی۔ واللہ اعلم۔ نماز خوف کی کیفیت اور اس میں روایات کا اختلاف ان شاء اللہ ہم کتاب الاحکام الکبیر میں بیان کریں گے وبہ الثقۃ وعلیہ التکلان

غزوہ ذات الرقاع ۔۔۔ بقول ابن اسحاق غزوہ بنی نضیر کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دو ماہ (ربیع الاول اور آخر) اور جمادی الاولیٰ کے بعض ایام مدینہ میں قیام فرمایا۔ پھر آپ بنی غطفان کے دو قبائل بنی محارب اور بنی ثعلبہ سے جنگ کے ارادہ سے نجد کی طرف روانہ ہوئے اور مدینہ کا نظام حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا (اور بقول ابن ہشام حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیا) آپ چلتے رہے حتیٰ کہ مقام نخل پر فروکش ہوئے اور یہی غزوہ ذات الرقاع ہے۔

ذات الرقاع کہنے کی وجہ ۔۔۔ بقول ابن ہشام ذات الرقاع اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اپنے جھنڈوں پر انہوں نے پیوند لگائے ہوئے

تھے یہ وہاں ایک درخت کا نام ذات الرقاع تھا اور بقول واقدی وہاں ایک پہاڑ تھا جس میں سفید، سیاہ اور زرد نشانات تھے۔ حدیث ابو موسیٰ کے مطابق شدید گرمی اور تپش کی وجہ سے پاؤں پر چیتھڑے باندھے ہوئے تھے۔ بقول ابن اسحاق اس دن غطفان کی ایک جمعیت سے آمنا سامنا ہوا مگر جنگ کی نوبت نہ آئی ان سے سخت خطرہ لاحق ہوا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے صلوٰۃ الخوف پڑھائی۔

ابن ہشام (عبدالوارث بن سعید تنوری، یونس بن عبید، حسن، جابر بن عبداللہ) (عبدالوارث، ایوب، ابو الزبیر، جابر رضی اللہ عنہ) (اور عبدالوارث، ایوب، نافع، ابن عمر رضی اللہ عنہ) ان تین طرق سے نماز خوف نقل کرتے ہیں مگر کسی میں بھی غزوہ نجد اور ذات الرقاع کا نام مذکور نہیں اور نہ ہی کسی زمان و مکان کا تذکرہ ہے۔

محل نظر ...... غطفان کے قبائل بنی محارب اور بنی ثعلبہ سے نجد کے علاقہ میں غزوہ ذات الرقاع کا خندق سے قبل ہونا باعث محل نظر ہے اور امام بخاری کا خیال ہے کہ یہ غزوہ خیبر کے بعد پیش آیا۔ اس وجہ سے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری کی اس میں شمولیت مذکور ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ وغیرہ کے ہمراہ جنگ خیبر کے دوران میں آئے تھے اور اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی غزوہ خیبر کے وقت آئے اور انہوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوہ نجد میں نماز خوف پڑھی۔

غزوہ خندق کے بعد واقع ہونے کی دلیل ایک اور بھی ہے کہ غزوہ خندق پہلا واقعہ ہے جس میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے جنگ میں شمولیت کی اجازت دی اور بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نجد کے علاقہ میں، میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ میں شرکت کی اور حضرت ابن عمر نے اس جنگ میں نماز خوف کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ واقدی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ چار سو یا سات سو افراد کے ہمراہ ذات الرقاع کی طرف بڑھے کہ یہ ان کے محرم ۵ ھ میں واقع ہونے کا محل نظر ہے۔ مگر اس سے بھی اس بات کی وضاحت نہیں ہوتی کہ نماز خوف غزوہ خندق کے بعد مشروع ہے کیونکہ غزوہ خندق شوال ۵ ھ یا ۴ ھ میں رونما ہوا ہے۔ لیکن حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ سے تخصیص کی دلالت ملتی ہے۔ باقی رہا حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ اشعری کا معاملہ تو یہ مشکل امر ہے۔

غورث بن حارث کی دست درازی ابن اسحاق (عمرو بن عبید، حسن) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بنی محارب کے غورث نامی شخص نے اپنی قوم سے کہا کیا میں محمد ﷺ کو قتل نہ کر دوں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں لیکن کیسے قتل کرے گا؟ اس نے کہا میں ان کو دھوکہ سے مار دوں گا۔ چنانچہ وہ آپ کے پاس آیا، رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور تلوار آپ کی گود میں تھی وہ آیا اور اس نے کہا اے محمد! میں یہ تلوار دیکھ سکتا ہوں؟ آپ نے ہاں میں جواب دیا تو وہ تلوار پکڑ کر ہلانے لگا اور قصد کرتا مگر اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل و رسوا کر دیتا۔ پھر اس نے کہا اے محمد! کیا تو مجھ سے خوف نہیں کرتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا بالکل نہیں تجھ سے خائف نہیں تو اس نے کہا میرے ہاتھ میں تلوار ہے کیا اب بھی نہیں؟ تو آپ نے فرمایا نہیں اللہ تعالیٰ مجھے تیری شرارت سے محفوظ کرے گا۔ پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کو تلوار واپس کر دی پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت (۵/۱۱) نازل فرمائی "اے ایمان والو! اللہ کا احسان یاد کرو جب لوگوں نے ارادہ کیا کہ تم پر دست درازی کریں پھر اللہ نے ان کے ہاتھوں کو تم پر اٹھنے سے روک دیا اور اللہ سے ڈرو۔"

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھے یزید بن رومان نے بتایا کہ یہ آیت بنی نضیر کے عمرو بن جحاش کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ ابن اسحاق نے غورث والا یہ قصہ عمرو بن عبید قدری کے طریق سے جو کہ حسن سے ہے اسی طرح نقل کیا ہے۔ اور اگرچہ یہ حدیث اس اسناد سے محفوظ و مشہور نہیں مگر عمرو کی بدعت و عقیدت کی بدولت اس سے روایت نقل کرنا مناسب نہیں، یہ حدیث صحیحین میں متعدد طرق سے مروی ہے۔ وللہ الحمد۔ حافظ بیہقی نے اس حدیث کے متعدد طرق بیان کیے ہیں۔

صحیحین میں (زہری، سنان بن ابی سنان اور ابو سلمہ) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ نجد میں شرکت کی۔ واپسی میں ایک خاردار درختوں والی وادی میں دوپہر کا وقت آ گیا۔ لوگ سایہ کی تلاش میں ادھر ادھر بکھر گئے اور رسول اللہ ﷺ ایک درخت پر تلوار لٹکا کر سایہ میں لیٹ گئے۔ حضرت جابر کا بیان ہے کہ ہم ذرا سا سوئے تھے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بلایا اور ہم چلے آئے تو ایک

دیکھتے ہیں کہ ایک بدو آپ کے پاس بیٹھا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اس نے میری تلوار سونت لی میں جاگا تو ننگی تلوار اس کے ہاتھ میں دیکھی تو اس نے کہا اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچائے گا، میں نے کہا اللہ۔ اس نے تلوار نیام میں ڈال لی اور بیٹھ گیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کو سزا نہ دی حالانکہ اس نے ناشائستہ حملہ کیا تھا۔

امام مسلم (ابوبکر بن ابی شیبہ، عفان، ابان، یحییٰ بن ابی کثیر، ابی سلمہ) حضرت جابر رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ واپس آتے چلتے چلتے "ذات الرقاع" میں پہنچے تو ایک گھنے سایہ دار درخت کو ہم نے رسول اللہ کی خاطر چھوڑ دیا (آپ وہاں لیٹ گئے) آپ کی تلوار درخت سے لٹکی ہوئی تھی کہ ایک مشرک نے آ کر آپ کی تلوار سونت لی اور کہا مجھ سے ڈرتے ہو؟ آپ نے فرمایا بالکل نہیں، اس نے پوچھا آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ، یہ منظر دیکھ کر صحابہ رضی اللہ عنہ نے اس کو ڈانٹا اور اس نے نیام میں تلوار ڈال کے لٹکا دی۔

پھر اذان ہوئی آپ نے ایک گروہ کو دو رکعت نماز پڑھائی پھر وہ چلا گیا تو دوسرے گروہ کو بھی دو رکعت نماز پڑھائی چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی نماز چار رکعت ہوئی اور صحابہ رضی اللہ عنہ کی دو دو رکعت اس حدیث کو امام بخاری نے ابان سے بصیغہ جزم معلق بیان کیا ہے۔ امام بخاری نے مسدد (ابی عوانہ، ابی بشر) سے نقل کیا ہے کہ اس حملہ آور کا نام غورث ہے۔

امام بیہقی (ابو عوانہ، ابو بشر، سلیمان بن قیس) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مقام نخل میں محارب اور غطفان سے جنگ کی اور انہوں نے مسلمانوں کو غافل پایا اور ایک آدمی غورث بن حارث آیا۔ وہ ننگی تلوار لے کر رسول اللہ ﷺ کے سر پر آن کھڑا ہوا اور اس نے کہا آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ، یہ سن کر اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی اور رسول اللہ ﷺ نے تلوار پکڑ کر کہا اب تجھے مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ تو اس نے کہا آپ اب بہترین پکڑنے والے بن گئے۔ آپ نے فرمایا کیا تو اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو اس نے کہا میں یہ گواہی تو نہیں دیتا لیکن آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آپ سے نہ جنگ کروں گا اور نہ آپ کے خلاف کسی کی مدد کروں گا۔ آپ نے اس کو چھوڑ دیا اور وہ اپنے ساتھیوں کے پاس چلا آیا تو اس نے کہا میں دنیا کے بہترین انسان کے پاس سے آیا ہوں، پھر راوی نے نماز خوف کا ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار رکعات نماز پڑھائی اور ہر فریق کی دو دو رکعت ہوئیں۔

بیہقی نے ذات الرقاع میں نماز خوف کو (صالح بن خوات بن جبیر از سہل بن ابی حثمہ) سے نقل کیا ہے اور (زہری از سالم از ابیہ) بھی نماز خوف کو دو وجہ میں بیان کیا ہے۔ ان مسائل کا مقام کتاب الاحکام ہے۔ واللہ اعلم۔

ایک شوہر کا قصہ ۔۔۔۔ ابن اسحاق، جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ مقام نخل میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع میں شامل تھے کہ ایک آدمی نے مشرک کی بیوی کو گرفتار کر لیا اور جب رسول اللہ ﷺ غزوہ سے واپس لوٹے اور ایک مقام پر ٹھہرے تو اس عورت کا خاوند آیا جو اس حادثہ کے وقت غائب تھا اس کو صورت حال کا علم ہوا تو اس نے حلفاً کہا وہ اصحاب محمد ﷺ میں خون ریزی سے دریغ نہ کرے گا چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے تعاقب میں آیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رات کو ہماری حفاظت کون کرے گا؟ یہ سن کر ایک مہاجر اور ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم حاضر ہیں تو آپ نے فرمایا تم اس وادی کے شعب کے دہانے پر چلے جاؤ چنانچہ مہاجر حضرت عمار بن یاسر اور انصاری حضرت عباد بن بشر دونوں شعب کے دہانے پر چلے گئے تو انصاری نے مہاجر سے پوچھا کیا رات کو آپ پہلے پہر پہرہ دینا پسند کرتے ہیں یا آخری پہر؟ تو مہاجر نے کہا آپ پہلے پہر پہرہ دیں، چنانچہ مہاجر لیٹ کر سو گیا اور انصاری کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا۔

انصاری کی نماز ۔۔۔۔ عورت کا شوہر آیا اس نے ایک آدمی کو دیکھ کر سمجھا کہ وہ نگہبان ہے چنانچہ اس نے ایک تیر مارا اور نشانہ پر لگا تو انصاری نے تیر کو نکال کر پھینک دیا اور خود نماز میں مشغول رہا اس نے دوسرا تیر مارا انصاری نے وہ بھی نکال کر پھینک دیا اور نماز میں محو رہا اس نے تیسرا تیر مارا تو انصاری نے وہ بھی نکال کر پھینک دیا تو اس نے رکوع و سجدہ کے بعد نماز سے فارغ ہو کر اپنے ساتھی کو جگا کر کہا اٹھ بیٹھو میں زخمی ہو چکا ہوں، یہ سن کر وہ اچھل کر اٹھا، جب عورت کے شوہر نے ان دو کو دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ وہ مطلع ہو چکے ہیں چنانچہ وہ فرار ہو گیا۔

مہاجر نے انصاری کو خون میں لت پت دیکھ کر کہا سبحان اللہ تم نے مجھے پہلے تیر پر ہی کیوں نہ جگا دیا؟ تو انصاری نے کہا میں ایک سورت کی تلاوت کر رہا تھا میں نے اس کو درمیان میں ترک کرنا پسند نہ کیا جب اس نے مسلسل مجھ پر تیر مارے تو میں نے قرأت سے فراغت کے بعد آپ کو جگایا واللہ! اگر مجھے رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق گھاٹی میں خلل اندازی کا خطرہ نہ ہوتا تو وہ مجھے سورت کے اختتام سے پہلے قتل کر دیتا۔ مغازی میں ابن اسحاق نے اسی طرح بیان کیا ہے اور ابوداؤد نے [illegible] سے بحوالہ صدقہ بن یسار کی معرفت ابن اسحاق سے نقل کیا ہے۔

واقدی نے (عبداللہ عمری از عبید اللہ از قاسم بن محمد از صالح بن خوات) از خوات سے صلوٰۃ خوف کا عمل بیان کیا ہے اور مزید بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس جنگ میں کوہستانوں میں صرف عورتوں کو موجود پایا، ان میں ایک خوبصورت عورت مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار ہو گئی، اس کا خاوند اس سے بہت محبت کرتا تھا اس نے حلفاً کہا کہ وہ محمد ﷺ پر ضرور حملہ کرے گا اور واپس نہ ہوگا تاوقتیکہ وہ کسی کو قتل کرے یا اپنی بیوی کو واپس لے آئے پھر واقدی نے ابن اسحاق کی طرح یہ قصہ نقل کیا ہے۔

پرندے کا قصہ: واقدی نے بیان کیا ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ کہا کرتے تھے کہ ہم ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے کہ ایک شخص پرندے کے بچے کو لے آیا، رسول اللہ ﷺ اس کو دیکھ رہے تھے کہ پرندے کے والدین یا ان میں سے ایک نے اپنے آپ کو بچہ پکڑنے والے کے ہاتھ پر گرا دیا، لوگ یہ منظر دیکھ کر حیران ہوئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس پرندے پر حیرت اور تعجب کا اظہار کرتے ہو جس کے بچے کو تم نے پکڑ لیا ہے اس نے خود کو اپنے بچے پر محبت اور مہربانی کی وجہ سے گرا دیا ہے واللہ تمہارا رب تم پر اس پرندے سے بھی زیادہ مہربان ہے۔

حضرت جابر کا اونٹ: ابن اسحاق (وہب بن کیسان) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک نحیف اونٹ پر سوار ہو کر مقام نخل پر ذات الرقاع میں شریک ہوا جب [illegible] سے واپس ہوا تو میرے ساتھی آگے نکل گئے تھے اور میں پیچھے تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا جابر! کیا بات ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ! میرے اونٹ نے مجھے پیچھے کر دیا ہے تو آپ نے فرمایا اس کو بٹھا دو میں نے اسے بٹھا دیا، رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی سواری کو بٹھایا پھر مجھے فرمایا اپنا عصا مجھے دو (یا فرمایا اس درخت سے ایک چھڑی کاٹ دے) میں نے دے دی تو رسول اللہ ﷺ نے لے کر آپ نے اس کو چند ضربیں لگائیں پھر فرمایا سوار ہو جاؤ پس میں اس پر سوار ہو گیا تو قسم ہے وہ آپ کی سواری سے مقابلہ کر رہا تھا اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے (ادھر ادھر کی) باتیں بھی کیں اور آپ نے فرمایا جابر! کیا یہ اونٹ مجھے فروخت کرو گے؟ عرض کیا فروخت نہیں میں آپ کو ہبہ کرتا ہوں آپ نے فرمایا نہیں بلکہ مجھے بیچ دو، میں نے عرض کیا تو آپ اس کی قیمت لگائیں تو آپ نے فرمایا میں اسے ایک درہم کے عوض لیتا ہوں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ تو بہت تھوڑی ہے [illegible] پھر آپ مسلسل قیمت بڑھاتے رہے یہاں تک کہ آپ نے ایک اوقیہ سونے کا دیا تو میں نے عرض کیا کیا آپ راضی ہیں؟ [illegible] میں نے جواب دیا تو میں نے عرض کیا یہ بات آپ فرمائیں [illegible]

رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا جابر! کیا تم نے شادی کر لی؟ [illegible] عرض کیا جی ہاں، فرمایا کنواری یا بیوہ سے؟ عرض کیا بیوہ سے، آپ نے فرمایا کنواری سے کیوں شادی نہ کی تاکہ تم اس سے کھیلتے وہ تم سے کھیلتی؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے والد جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے اور میری سات بہنیں ہیں [illegible] میں نے ایسی عورت سے شادی کی ہے جو ان کو جمع رکھے اور ان کی نگہداشت [illegible]

[illegible]

صبح ہوئی تو میں اونٹ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اونٹ کو رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر بٹھا دیا اور خود مسجد میں آپ کے قریب بیٹھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے اور اونٹ دیکھ کر پوچھا یہ کیسا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ اونٹ جابر لایا ہے۔ آپ نے پوچھا وہ کہاں ہے؟ چنانچہ میں حاضر خدمت ہوا تو آپ نے فرمایا اے بھتیجے! اونٹ لے جاؤ یہ تمہارے لئے ہے۔ اور آپ ﷺ نے بلال کو بلا کر کہا جابر کو ایک اوقیہ دے دو۔ چنانچہ میں ان کے ساتھ گیا اور انہوں نے ایک اوقیہ سے کچھ زیادہ دیا۔ واللہ! وہ مال میرے پاس بڑھتا رہا اور اس کی برکت گھر میں ہوتی رہی یہاں تک کہ وہ "یوم حرہ" میں یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں "ضائع" ہو گیا۔ امام بخاری نے اس روایت کو "کتاب البیوع" میں (عبید اللہ بن عمر العمری از وہب بن کیسان از جابر) مختصراً اسی طرح بیان کیا ہے۔

عجیب نکتہ: امام سہیلی (ج ۲ ص ۱۸۳) کا بیان ہے کہ اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر بن عبد اللہ کو بتائی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کو زندہ کر کے کہا کہ اپنی خواہش اور تمنا کا اظہار کیجئے۔ یہ سب کچھ اس لئے کہ وہ شہید تھے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (۹/۱۱۱) "بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر خرید لئے ہیں کہ ان کے لئے جنت ہے" اور (۱۰/۲۶) "جنہوں نے بھلائی کی ان کے لئے بھلائی ہے اور مزید بھی" یعنی اللہ نے مومن اور مسلمان دونوں کا لحاظ کر لیا اور ان کو مزید بھی عطا کر دی جو اس سے قریبی تھیں اور فرمایا (۳/۱۶۹) "اور جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے ہیں انہیں مردے نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں" اور انسانی جسم کے لئے روح بمنزلہ سواری خریدی پھر ان کو اصل قیمت کے علاوہ کچھ مزید بھی دے دیا۔ امام سہیلی کا بیان ہے کہ واقعہ جمل میں اس بات کی طرف اشارہ ہے جو آپ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو اس کے والد کے بارے بتائی تھی۔ یہ امام سہیلی کا عجیب و غریب نکتہ اور دل پسند تخیل ہے۔ واللہ اعلم۔

"دلائل النبوۃ" میں امام بیہقی نے اس حدیث پر یہ عنوان قائم کیا ہے۔ باب ما كان ظهر في غزاته هذه من بركاته و آياته في جمل جابر رضي الله عنه۔ یہ حدیث متعدد طرق سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ اس میں مختلف الفاظ ہیں اور جمل کی قیمت میں کمیت اور کیفیت کے لحاظ سے بھی اختلاف ہے۔ یہ اختلافات بالاستیعاب تحریر کا مقام "کتاب الاحکام" ہے۔ واللہ اعلم۔ یہ واقعہ "غزوہ ذات الرقاع" میں پیش آیا تھا یا کسی اور جنگ میں؟ کیا یہ قصہ متعدد ہے یعنی کئی بار ہوا؟ جیسا کہ مذکور ہے واللہ اعلم۔

غزوہ بدر دوم: یہ وہی جنگ ہے جس کا ابو سفیان نے بروز احد فیصلہ کیا تھا کہ "آئندہ بدر میں مقابلہ ہو گا"۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ ذات الرقاع سے لوٹ کر مدینہ میں جمادی الاولیٰ، جمادی الآخریٰ اور رجب میں قیام فرما رہے۔ پھر شعبان میں بدر کی طرف ابو سفیان سے طے شدہ جنگ کے لئے روانہ ہوئے۔ (بقول ابن ہشام عبد اللہ بن ابی بن سلول کو مدینہ پر امیر مقرر کیا) اور مقام بدر میں پہنچ کر آٹھ روز تک ابو سفیان کا انتظار کیا۔

ابو سفیان کی بزدلی: ابو سفیان بھی اہل مکہ کے ہمراہ ظہران کی جانب "مجنہ" مقام پر پہنچا۔ بقول بعض عسفان میں پہنچا پھر اس کا واپس چلے جانے کا خیال ہوا اور وہ ہمت ہار گیا تو اس نے کہا اے گروہ قریش! جنگ خوش حالی اور شادابی کے زمانہ میں مناسب ہوتی ہے جب تمہارے جانور درختوں کو چر کر دودھ دیں۔ یہ زمانہ خشک سالی کا ہے۔ میں واپس جا رہا ہوں تم بھی واپس چلے چلو۔ چنانچہ سب لوگ واپس چلے آئے۔ اور اہل مکہ نے اس لشکر کا نام "جیش السویق" رکھ دیا کیونکہ وہ ستو پینے کے لئے گئے تھے۔

بدر میں قیام کے دوران مخشی بن عمرو ضمری رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جس نے غزوہ ودان میں رسول اللہ ﷺ سے اپنے قبیلہ کے لئے مصالحت کر لی تھی۔ اس نے عرض کیا اے محمد ﷺ! کیا آپ یہاں قریش کے ساتھ جنگ کے لئے آئے ہیں؟ آپ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا اگر چاہو تو ہم تم سے معاہدہ ختم کر دیتے ہیں اور تم سے جنگ کرتے ہیں۔ تاکہ اللہ فیصلہ کرے۔ اس نے کہا نہیں واللہ

کیا زور نہ ڈالا! بھلا انہیں اس کی کوئی ضرورت نہیں، پھر رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس چلے آئے اور جنگ تک نوبت نہ پہنچی۔ بقول ابن اسحاق، حضرت عبداللہ بن رواحہ نے ابوسفیان کے انکار اور بغیر جنگ کے واپس اور مراجعت کے بارے میں کہا۔ بقول ابن ہشام یہ اشعار حضرت کعب بن مالک کے ہیں۔

ابوسفیان کی بغیر جنگ کے واپسی پہ کہے گئے اشعار:

وعدنا أبا سفيان بدراً فلم نجد
لميعاده صدقاً وما كان وافيا
فأقسم لو لاقيتنا فلقيتنا
لأبت ذميماً وافتقدت المواليا
تركنا به أوصال عتبة وابنه
وعمراً أبا جهل تركناه ثاويا

”ہم نے تو بدر کا ابوسفیان سے وعدہ کیا تھا پر ہم نے اس کو اپنے وعدہ میں سچا نہیں پایا اور نہ اس نے عہد پورا کیا۔ میں حلفیہ کہتا ہوں اگر تو وہاں آتا تو ہمیں ملتا تو ذلیل و خوار واپس ہوتا اور اپنے ساتھیوں کو مفقود پاتا۔ ہم نے بدر میں عتبہ اور اس کے بیٹے کی لاش اور ابوجہل کو پڑا چھوڑا تھا“

عصيتم رسول الله أف لدينكم
وأمركم السيء الذي كان غاويا
فإني وإن عنفتموني لقائل
فدى لرسول الله أهلي وماليا
أطعناه لم نعدله فينا بغيره
شهاباً لنا في ظلمة الليل هاديا

”ترجمہ: تم پر ہمارا افسوس اور تمہارے دین پر ہے اور تمہارا گمراہ امر جس نے رسول اللہ ﷺ کی معصیت کی۔ خواہ تم مجھے ملامت کرو میں تو کہتا ہوں کہ میرا مال و جان اور اہل و عیال رسول اللہ ﷺ پر قربان ہے ہم نے ان کی اطاعت کی ہے وہ ہمارے لئے رات کی تاریکی میں روشنی کا مینار اور راہنما ہے ہم نے ان کے عدیل اور مثیل کسی کو نہیں دیکھا۔“

شہر شام پر حملہ کی بابت دعوت میں کہے گئے اشعار نیز حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں کہا:

دعوا فلجات الشام قد حال دونها
جلاد كأفواه المخاض الأوارك
بأيدي رجال هاجروا نحو ربهم
وأنصاره حقاً وأيدي الملائك
إذا سلكت للغور من بطن عالج
فقولا لها ليس الطريق هنالك
أقمنا على الرس النزوع ثمانيا

بأرعن جرار عريض المبارك
بكل كميت جوزه نصف خلقه
وقب طوال مشرفات الحوارك

'' اے قریشیو! تم شام کے راستے چھوڑ دو، ان کے سامنے پیلو کا درخت ہے جسے کھانے والی حاملہ اونٹنیوں کے منہ جیسی اونچی تلواریں کو نکال رہے ہیں، جو مہاجرین، انصار اور فرشتوں کے ہاتھوں میں ہیں۔ جب تو عالج کے ٹیلوں کی طرف میں سفر کرے تو ان کو کہو کہ یہ راستہ نہیں۔ ہم نے بدر میں ہاتھ سے پانی نکالنے والے کنوئیں پر آٹھ روز قیام کیا بہت بڑے لشکر کے ساتھ جس کی فرودگاہ وسیع و عریض تھی، ہر ایک کمیت گھوڑے کے ساتھ جس کا پیٹ آدھا اس قد تھا، اور دراز قامت پیٹھ اٹھے ہوئے تھے۔''

ترى العرفج العامي تذري أصوله
مناسم أخفاف المطي الرواتك
فإن تلق في تطوافنا والتماسنا
فرات بن حيان يكن رهن هالك
وإن تلق قيس بن امرئ القيس بعده
يزد في سواد لونه لون حالك
فأبلغ أبا سفيان عني رسالة
فإنك من غر الرجال الصعالك

'' تو وہاں سال بھر کی پیدا شدہ گھاس کو جڑ سے اکھاڑتے ہوئے دیکھے گا جسے تیز رفتار اونٹنیوں کے پاؤں روند رہے ہیں۔ اگر ہم فرات بن حیان کو پا لیتے تو وہ ہلاک ہو جاتا۔ اگر ہم اس کے بعد قیس کو پا لیتے تو اس کے سیاہ رنگ میں مزید اضافہ ہو جاتا۔ ابوسفیان کو میری جانب سے پیغام پہنچا دو کہ بے شک تیرا شمار رذیل تمام فقراء میں ہے۔''

ابوسفیان کا حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت کو جواب۔ ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب نے جواب میں غزل کے طور پر کہا اس کے بعد وہ مسلمان ہو گیا۔

أحسان إنا يا ابن آكلة الفغا
وجدك نغتال الخروق كذلك
خرجنا وما تنجو اليعافير بيننا
ولو وألت منا بشد مدارك
إذا ما انبعثنا من مناخ حسبته
مدمن أهل الموسم المتعارك
أقمت على الرس النزوع تريدنا
وتتركنا في النخل عند المدارك
على الزرع تمشي خيلنا وركابنا
فما وطئت ألصقنه بالدكادك

”اے حسان! اے گوند کھانے والی کے بیٹے! تیرے دادا کی قسم ہم اسی طرح وسیع دشت عبور کرتے ہیں۔ ہمارا عظیم ریوڑ جاتا ہوا ہرنوں کے بچے ہمارے درمیان سے نہ بچ سکے اگرچہ وہ ہم سے مسلسل دوڑ کر پناہ حاصل کرتے۔ جب ہم اپنی فرودگاہ سے چلتے تو تو اس پڑاؤ کی جگہ کو میلے میں پائے گا بکثرت ہجوم کی وجہ سے لڑائی یا معرکہ آرائی کرنے والی پائے گا۔ تو وادی رس میں ہمارا انتظار کرتا رہا اور مقام نخل کے قریب مقامات پر ہوتے ہوئے ہمیں نظرانداز کر دیا۔ ہمارے گھوڑے اور اونٹ کھیتی باڑی میں چلتے رہے اور جو انہوں نے پامال کیا وہ انہوں نے ریت میں ملا دیا“۔

أقمنا ثلاثا بين سلع وفارع
بجرد الجياد والمطي الرواتك
حسبتم جلاد القوم عند قبابكم
كمأخذكم بالعين أرطال آنك
فلا تبعث الخيل الجياد وقل لها
على نحو قول المعصم المتماسك
سعدتم بها وغيركم كان أهلها
فوارس من أبناء فهر بن مالك
فإنك لا في هجرة إن ذكرتها
ولا حرمات دينها أنت ناسك

”ہم نے سلع اور فارع مقام کے درمیان تین روز قیام کیا گھنے بالوں والے گھوڑوں اور تیز رفتار سواریوں کے ساتھ۔ تم نے اپنے گھر میں قوم کے کٹاؤ کو سیسہ کے رطل سمجھا ایسا جیسا کہ تم نے وہ حاصل کیا ہو۔ تم عمدہ گھوڑوں کو نہ بھیجو اور ان کو مضبوط عہد والے کی طرح کہہ۔ تم نے ان کو حاصل کر لیا حالانکہ تمہارے علاوہ ان کے مالک فہر بن مالک کے فرزند شہسوار تھے۔ تو نے اگرچہ ہجرت کا ذکر کیا ہے لیکن تیرا اس سے کوئی واسطہ نہیں اور نہ تو دینی مسائل کا پابند ہے“۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ہم نے اس مجموعہ کے کچھ اشعار قافیے کے مختلف ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیے ہیں۔

موسیٰ بن عقبہ نے زہری اور ابن لہیعہ نے ابوالاسود کے واسطہ سے عروہ بن زبیر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان کے وعدے کے مطابق لوگوں کو جنگ میں جانے کی ترغیب دی اور منافق لوگوں کو جہاد سے روکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو ان سے محفوظ رکھا چنانچہ مسلمان رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے اور اپنے ساتھ تجارتی سامان لے لیا کہ اگر حسب وعدہ ابوسفیان سے سامنا نہ ہوا تو ہم موسم بدر کے میلے میں خرید و فروخت کر لیں گے۔ پھر ابن اسحاق کی طرح اس نے مکمل قصہ بیان کیا ہے۔

حضور ﷺ بدر کی جانب یکم ذیقعدہ ۴ھ میں روانہ ہوئے ...... واقدی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ڈیڑھ ہزار کی فوج لے کر بدر کی طرف یکم ذیقعدہ ۴ھ کو روانہ ہوئے اور مدینہ پر عبداللہ بن رواحہ کو امیر مقرر کر دیا۔ ابن اسحاق کا قول درست ہے کہ آپ ﷺ شعبان ۴ھ میں روانہ ہوئے جیسا کہ موسیٰ بن عقبہ کا قول ہے۔ مگر موسیٰ بن عقبہ نے ۳ھ بیان کیا ہے جو صریح وہم ہے کیونکہ غزوہ احد شوال ۳ھ میں پیش آیا تھا جیسا کہ مکمل پہلے بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم۔

بدر کے میلے میں قیام: ... واقدی کے مطابق بدر کے میلے میں مسلمانوں نے آٹھ دن قیام کیا اور ایک درہم سے دو درہم منافع کمایا اور بقول بعض کے پھر مسلمان اللہ کی نعمت اور فضل کے ساتھ لوٹ آئے انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچی اور اللہ کی رضا کے تابع ہوئے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ (۳/۱۷۴)

۴ ہجری کے حوادثات

(۱)۔۔۔ نواسۂ رسول اللہ ﷺ کی وفات ۔۔۔ بقول ابن جریر جمادی الاولیٰ ۴ھ میں حضرت رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کے جگر کے ٹکڑے اور حضرت عثمان بن عفان کے بیٹے عبداللہ چھ سال کی عمر میں فوت ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبر میں خود حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اتارا۔

(۲) ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات ۔۔۔ بقول امام ابن کثیر ۴ھ میں ابو سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم قریشی مخزومی فوت ہوئے۔ ان کی والدہ برہ بنت عبدالمطلب ہے جو رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو سلمہ دونوں رضاعی بھائی ہیں دونوں نے ثویبہ کنیز ابولہب کا دودھ پیا تھا۔ حضرت ابو سلمہ، حضرت ابو عبیدہ، حضرت عثمان بن مظعون اور حضرت ارقم بن ارقم ایک ہی روز مسلمان ہوئے۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا دونوں میاں بیوی نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور وہاں ان کے ہاں اولاد بھی پیدا ہوئی اور وہ مکہ آ گئے۔ پھر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے چلے آئے اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کے بعد چلی آئیں غزوہ بدر اور احد میں شامل ہوئے غزوہ احد میں آپ زخمی ہو گئے اسی زخم کی وجہ سے آپ آخر جمادی الاولیٰ ۴ھ میں فوت ہوئے۔ مصیبت کے وقت انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے کے بارے میں ان سے ایک ہی حدیث مروی ہے جو عنقریب بیان ہو گی۔

(۳) حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ۔۔۔ بقول ابن جریر اوائل شعبان ۴ھ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لخت جگر حضرت علی بن ابی طالب کے بیٹے حضرت حسین بن علی پیدا ہوئے۔

(۴) حضرت زینب بنت خزیمہ سے رسول اللہ ﷺ کی شادی ۔۔۔ رمضان ۴ھ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب بنت خزیمہ بن حارث بن عبداللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ ہلالیہ سے شادی کی ابن عبدالبر نے علی بن عبدالعزیز جرجانی سے نقل کیا ہے کہ وہ میمونہ بنت حارث کی بہن تھیں۔ پھر اس نے اس بات کو عجیب و غریب کہہ کر خود ہی یہ کہہ دیا ہے کہ یہ بات ان کے علاوہ کسی اور سے منقول نہیں۔ حضرت زینب ام المومنین رضی اللہ عنہا کو یتیموں اور مسکینوں پر احسانات اور صدقات و خیرات کی وجہ سے ام المساکین کہا جاتا تھا ان کا مہر رسول اللہ ﷺ نے ایک اوقیہ سے کچھ زیادہ مقرر کیا تھا اور ماہ رمضان میں رخصتی ہوئی۔ قبل ازیں طفیل بن حارث نے ان کو طلاق دی تو (بقول ابن عبدالبر از علی بن عبدالعزیز جرجانی) اس کے بھائی عبیدہ بن حارث بن مطلب بن عبد مناف نے ان سے شادی کر لی اور اسد الغابہ از ابن عبدالبر میں ہے کہ وہ عبداللہ بن جحش کی زوجہ تھیں جو غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ بقول ابن عبدالبر بلا اختلاف وہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہی فوت ہو گئی تھیں صرف دو تین ماہ آپ کی زوجیت میں رہی ہیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ۔۔۔۔ واقدی کا بیان ہے کہ شوال ۴ھ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بنت ابی امیہ سے شادی کی۔ بقول امام ابن کثیر اس سے پہلے وہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ جنگ احد میں وہ زخمی ہو گئے تھے ایک مہینے کے علاج معالجے کے بعد وہ تندرست ہو گئے۔ پھر ایک سفر میں روانہ ہوئے اور واپس آ گئے۔ پھر دوبارہ ان کا زخم تازہ ہو گیا اور ۸ جمادی الاولیٰ ۴ھ میں فوت ہو گئے۔
عدت کے بعد شوال ۴ھ میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو شادی کا پیغام بھیجا اور اس سلسلہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پیامبر بنایا۔ انہوں نے کہا کہ میں ایک تیز مزاج غیرت مند عورت ہوں عیال دار بچوں والی ہوں جن کی وجہ سے مجھے فرصت نہ ہو گی اور میرے سرپرست ولی اور وارث یہاں موجود نہیں ہیں۔ ان کے گزر اوقات کے لئے مجھے کام کرنا پڑتا ہے۔ یہ سن کر آپ نے کہا بچوں کا ذمہ دار اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ذمہ ہے۔ باقی رہی غیرت تو میں اللہ سے دعا کروں گا اللہ اس کی غیرت دور کر دے گا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک بات یہ کہی "قم یا عمر فزوج النبی" آپ نبی علیہ السلام سے میری شادی کر دیجئے" اہل علم کا خیال ہے کہ

یہ بات اس نے اپنے بیٹے عمر بن ابی سلمہ کو کہی تھی حالانکہ وہ اس وقت کمسن بچہ تھا جو عقد نکاح کی ولایت کے لائق نہ تھا۔ ہم (ابن کثیر) نے اس سلسلہ میں ایک علیحدہ رسالہ مرتب کیا۔ وللہ الحمد والمنۃ

ائمہ اربعہ کا اختلاف ... حضرت ام سلمہ کا احسن ولی ان کا بیٹا سلمہ بن ابی سلمہ ہے کیونکہ ان کا والد ام سلمہ کا چچا زاد تھا۔ بیٹے کو اپنی والدہ کی ولایت کا اختیار اس وقت تک پہنچتا ہے جب کوئی اور سبب بھی موجود ہو جیسے چچا زاد ہونا یا معتق ہونا یا حاکم ہونا۔ محض بیٹا ہونے کی حیثیت سے امام شافعی کے نزدیک وہ عقد نکاح کی ولایت کا اہل نہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ میں امام شافعی کے مخالف ہیں اس کی تفصیل کا مقام کتاب الاحکام ہے ان شاء اللہ۔

مقبول دعا ... امام احمد (یونس، لیث، یزید بن عبداللہ بن اسامہ بن الہاد، عمرو بن ابی عمرو، مطلب) ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک روز ابو سلمہ رضی اللہ عنہ گھر آئے اور کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک مسرت آمیز بات سنی ہے کہ کسی مسلمان کو مصیبت پہنچے اور وہ اس وقت انا للہ وانا الیہ راجعون کے بعد یہ دعا پڑھے اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منھا تو حسب خواہش اس کی مراد پوری ہوتی ہے۔ میں نے یہ دعا حفظ کر لی۔ جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو میں نے استرجاع کے بعد مذکورہ بالا دعا پڑھی اور دل میں سوچا کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے کون بہتر ہو سکتا ہے۔ عدت گزرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے اور اجازت طلب کی۔ میں چمڑے کی دباغت میں مصروف تھی۔ میں نے ہاتھ دھو کر رسول اللہ ﷺ کو اجازت دی اور تکیہ جس کے اندر کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے پیش کر دیا۔ آپ اس پر تشریف فرما ہوئے اور آپ نے مجھے شادی کا پیغام دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ کوئی بات نہیں کہ مجھے آپ کی چاہت اور خواہش نہ ہو لیکن میں ایک غیرت مند عورت ہوں۔ مجھے ڈر ہے کہ آپ کو میری کوئی بات ناگوار گزرے اور میں عذاب الٰہی کی مستوجب ہوں اور دوسرے میں عمر رسیدہ اور بچوں والی ہوں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا غیرت دور ہونے کی بات تو اللہ تعالیٰ دور کر دے گا باقی رہا عمر کا معاملہ تو میں بھی تم سے بڑی عمر میں ہوں اور تمہارا عیال میرا عیال ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ سے اپنی رضا کا اظہار کر دیا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ اللہ نے مجھے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بھی بہتر شوہر دے دیا یعنی رسول اللہ ﷺ

اس روایت کو ترمذی اور نسائی نے (حماد بن سلمہ از ثابت از عمر بن ابی سلمہ از ام سلمہ) ابو سلمہ سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن غریب کہا ہے اور نسائی کی ایک سند میں ہے ثابت از ابن عمر بن ابی سلمہ از "ابیہ عمر" اس روایت کو ابن ماجہ نے (ابو بکر بن ابی شیبہ، یزید بن ہارون، عبدالملک بن قدامہ جمحی، ابیہ) عمر بن ابی سلمہ سے بیان کیا ہے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ بدر دوم سے مدینہ تشریف لے آئے اور ماہ ذوالحجہ مدینہ میں ہی بسر کیا۔ اس سال حج مشرکین کے زیر اہتمام ہوا۔ واقدی کا بیان ہے کہ ۴ھ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ عبرانی زبان لکھنا پڑھنا سیکھو۔ بخاری میں ہے کہ انہوں نے کہا میں نے پندرہ دن میں عبرانی سیکھ لی۔ واللہ اعلم۔

۵ ہجری کے واقعات

غزوہ دومۃ الجندل ربیع الاول ۵ھ ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ دومۃ الجندل میں (بقول ابن حزم) ربیع الاول ۵ھ میں تشریف لے گئے اور سباع بن عرفطہ غفاری کو امیر مدینہ مقرر کیا (بقول ابن اسحاق) وہاں پہنچنے سے قبل ہی بغیر جنگ و جدال کے مدینہ تشریف لے آئے اور باقی ماندہ سال ۵ھ کا عرصہ یہیں قیام کیا۔

واقدی نے اپنی سند کے ساتھ اسلاف سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شام کی سرحد پر جانے کا قصد فرمایا تو آپ سے عرض کیا گیا کہ یہ قیصر کی گھبراہٹ اور خوف و پریشانی کا باعث ہوگا۔ آپ کو اطلاع پہنچی تھی کہ دومۃ الجندل میں ایک بڑا گروہ ہے جو آنے جانے والے مسافروں پر ظلم و ستم کرتا ہے اور وہ مدینہ کے قریب و جوار میں حملہ آور ہونے کا ارادہ رکھتا ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس پر متوجہ کیا اور ایک ہزار کی فوج

سے گزر رہا ہوتے ہوئے رات کو سفر کرتے اور دن میں چھپے رہتے۔ آپ کے ساتھ بنی عذرہ کا ایک رہبر بھی تھا جس کا نام مذکور تھا۔

جب آپ دومۃ الجندل کے قریب پہنچے تو پتا چلا کہ بنی تمیم کے مویشیوں کی نشاندہی ہوئی تو آپ نے ان کے مویشیوں اور چرواہوں پر حملہ کر دیا۔ جو ہاتھ آگئے وہ پکڑے گئے اور جو بھاگ گئے سو بھاگ گئے۔ یہ اطلاع جب اہل دومۃ الجندل کو پہنچی تو وہ منتشر ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ ان کی قیام گاہ میں اترے اور کئی دن پڑاؤ ڈالا، کئی روز قیام کیا اور اطراف میں کئی ایک فوجی دستے روانہ کئے جو بغیر کسی مزاحمت واپس لوٹ آئے۔ محمد بن مسلمہ نے ان کا ایک آدمی گرفتار کر کے رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا۔ آپ ﷺ نے اس سے لوگوں کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا وہ کل بھاگ گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے مسلمان ہونے کی دعوت پیش کی تو وہ مسلمان ہو گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس تشریف لے آئے۔

بقول واقدی کہ رسول اللہ ﷺ دومۃ الجندل کی طرف ۵ ھ ماہ ربیع الآخر میں روانہ ہوئے (تفسیر تاریخ طبری میں واقدی سے منقول ہے کہ آپ ربیع الاول میں روانہ ہوئے) اسی غزوہ کے دوران حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ فوت ہوئیں اور سعد رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس جنگ میں شریک تھے۔

غائبانہ نماز جنازہ: ... امام ترمذی (محمد بن بشار، یحییٰ بن سعید، سعید بن ابی عروبہ، قتادہ) سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی عدم موجودگی میں سعد کی والدہ مدینہ میں فوت ہوئیں۔ آپ ایک مہینے بعد تشریف لائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کے مطابق ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس غزوہ میں ایک ماہ سے زائد عرصہ تک مدینہ سے غیر حاضر رہے۔

غزوہ خندق یا غزوہ احزاب کب واقع ہوا: ... سورہ احزاب کی پہلی ۲۷ آیات غزوہ احزاب کے بارے میں نازل ہوئیں۔ ہم تفسیر ابن کثیر میں تمام آیات پر تفصیل سے بحث کر چکے ہیں اور یہاں ان شاء اللہ غزوہ احزاب سے متعلق آیات پر گفتگو کریں گے۔

ابن اسحاق، عروہ بن زبیر، قتادہ اور بیہقی وغیرہ تمام سلف و خلف کے مطابق غزوہ خندق ماہ شوال ۵ ھ میں ہوا۔ البتہ موسیٰ بن عقبہ نے زہری سے نقل کیا ہے کہ غزوہ احزاب ماہ شوال ۴ ھ میں وقوع پذیر ہوا۔ امام احمد نے موسیٰ بن داؤد کی معرفت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔ بقول امام بیہقی غزوہ احد اور احزاب کے درمیان اصل میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ چار سال گزرنے کے بعد اور پانچویں سال کی تکمیل اور اختتام سے پہلے یہ معرکہ پیش آیا۔

یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ مشرکین نے احد سے واپس ہوتے ہوئے مسلمانوں سے اگلے سال صف آرائی کا وعدہ کیا تھا اور نبی علیہ السلام ماہ شعبان ۴ ھ میں جنگ کے لئے روانہ ہوئے اور ابو سفیان راستے سے ہی قحط سالی کا بہانہ بنا کر واپس لوٹ گیا تھا۔ لہٰذا یہ بات دشوار ہے کہ وہ دو ماہ بعد ہی مدینہ پہنچ گئے ہوں، اس سے یہی واضح ہو گیا کہ غزوہ خندق ماہ شوال ۵ ھ میں واقع ہوا۔ واللہ اعلم۔

امام زہری نے صراحت سے بتایا ہے کہ غزوہ خندق غزوہ احد شوال ۳ ھ سے دو سال بعد پیش آیا اور یہ حقیقت ہے کہ غزوہ احد شوال ۳ ھ میں واقع ہوا۔

ہجری سال کی ابتداء: سوائے ان علماء کے جن کا خیال ہے کہ سن ہجری کی ابتداء سال کے دوسرے محرم سے شروع ہوئی۔ یہ علماء پہلے سال کے مہینوں کو شمار نہیں کرتے جیسا کہ بیہقی نے نقل کیا ہے اور یعقوب بن سفیان نسوی بھی ان کے ہم نوا ہیں۔ انہوں نے صراحت سے بیان کیا ہے کہ بدر ۱ ھ میں، احد ۲ ھ میں اور خندق ۴ ھ میں واقع ہوئے مگر یہ جمہور کے قول کے خلاف ہے کیونکہ مشہور ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سن ہجری کی ابتداء سال ہجرت کے ماہ محرم سے شروع کی تھی اور امام مالک کے نزدیک سن ہجری کی ابتداء ماہ ربیع الاول سے ہوتی ہے۔ پس اس مسئلہ میں تین قول منقول ہوئے۔ واللہ اعلم۔ مگر صحیح جمہور کا قول ہے کہ غزوہ احد شوال ۳ ھ میں اور خندق ماہ شوال ۵ ھ میں واقع ہوا۔ واللہ اعلم۔

ہاں، البتہ متفق علیہ حدیث جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوہ احد میں مجھے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ۱۴ سال کی عمر میں پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے مجھے شرکت کی اجازت نہ دی اور پندرہ سال کی عمر میں مجھے غزوہ خندق کے وقت پیش کیا گیا تو آپ نے مجھے شامل ہونے کی اجازت دے دی (گویا غزوہ خندق ۴ ھ میں واقع ہوا) اہل علم کی ایک جماعت نے اس کا یہ جواب دیا ہے جن میں بیہقی بھی شامل ہیں کہ غزوہ احد

میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے چودھویں سال کے شروع میں پیش کیے گئے۔ تو غزوہ خندق میں پندرھویں سال کے اختتام پر پیش کیے گئے۔ بقول امام ابن کثیر ان کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ غزوہ خندق میں پندرہ سال کی عمر مکمل ہونے کے وقت پیش کیے گئے ہوں گے جس عمر میں نوجوانوں کو جنگ میں شمولیت کی اجازت دی جاتی ہے لہٰذا یہ حدیث مذکورہ بالا قول کے خلاف نہیں۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو یہ حدیث سنائی تو خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ حدیث نابالغ اور بالغ بچے اور جوان کے درمیان حد فاصل ہے پھر خلیفہ مرحوم نے اپنے گورنروں کو یہ حکم تحریر کر کے روانہ کر دیا کہ پندرہ سالہ کی عمر پر جہاد کا قانون نافذ ہے۔

غزوہ احزاب کے اسباب ...... ابن اسحاق، یزید بن رومان مولیٰ آل زبیر، عروہ بن زبیر اور معتبر شخص عبداللہ بن کعب بن مالک، محمد بن کعب قرظی، زہری، عاصم بن عمر بن قتادہ، عبداللہ بن ابی بکر اور دیگر علماء سے معمولی تفاوت کے ساتھ مختصر کر کے یوں نقل کرتے ہیں کہ غزوہ احزاب کا قصہ یہ ہے کہ یہود کے چند افراد قبیلہ بنی نضیر اور بنی وائل جن میں سلام بن ابی الحقیق نضری، حیی بن اخطب نضری، کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق، ہوذہ بن قیس وائلی، ابو عمار وائلی قریش کے پاس مکہ میں آئے اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف لوگوں کو جنگ کرنے پر برانگیختہ کیا اور آپ کے خلاف ان کو آمادہ جنگ کرتے ہوئے اپنی نصرت و حمایت کا یقین دلایا کہ "جب تک ہم ان کا استیصال اور بیخ کنی نہ کر لیں گے ہم تمہارے ساتھ رہیں گے۔"

یہود کی جھوٹی گواہی ..... قریش نے یہ پوچھا کہ اے یہود! تم اہل کتاب ہو اور تم ہمارے اور محمد ﷺ کے درمیان تنازعات سے بخوبی واقف ہو۔ بتاؤ! یہ ہمارا دین بہتر ہے یا اس کا؟ تو انہوں نے کہا تمہارا دین اس سے بہتر ہے اور تم ان سے حق پر ہو۔ چنانچہ انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا (۴/۵۱) "کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ یہ لوگ مسلمانوں سے زیادہ راہ راست پر ہیں۔" یہ جواب سن کر قریش خوش ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ کرنے کے لیے پوری طرح مستعد ہو گئے اور اس کے لیے عہد و پیمان کر لیا۔ پھر یہود کا یہ گروہ قیس عیلان کے غطفان قبیلے کے پاس آیا اور ان کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ کیا اور انہیں یقین دلایا کہ ہم تمہارے ساتھ ہوں گے اور یہ بتایا کہ قریشیوں نے بھی اس منصوبے کی حامی بھر لی ہے چنانچہ وہ بھی ان کے ساتھ متفق ہو گئے۔

چنانچہ قریش ابوسفیان کی قیادت میں، غطفان عیینہ بن حصن فزاری کی کمان میں، حارث بن عوف مری بنی مرہ کی فوج میں اور مسعر بن رخیلہ بن نویرہ بن طریف بن سحمہ بن عبداللہ بن ہلال بن خلاوہ بن اشجع کے قبیلے کے ہمراہ جنگ کی جانب روانہ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کو ان کے آنے کی اطلاع ہوئی اور ان کے عزائم کا علم ہوا تو آپ نے خندق کھودنے کا حکم دیا (بقول ابن ہشام) خندق کھودنے کا مشورہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے دیا تھا (طبری اور سہیلی کے مطابق) موسیٰ علیہ السلام کے عہد مسعود میں منوچہر بن ایرج بن افریدون تھا جس نے سب سے اول خندق کھودنے کا حکم دیا۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو اجر و ثواب کی رغبت دلانے کی خاطر خود بھی خندق کھودنے میں حصہ لیا اور مسلمانوں نے بھی جوش و خروش سے کام کیا مگر منافقین کے ایک گروہ نے ضعف و ناتوانی کا بہانہ بنا کر پہلو تہی کی۔ اور بعض منافق رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دیے بغیر خفیہ طور پر کھسک گئے اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں سورہ نور (۶۲-۶۳-۶۴/۲۴) کی آخری تین آیات نازل فرمائیں۔

رجزیہ شعر ..... بقول ابن اسحاق مسلمانوں نے خندق کو خوب محکم و مضبوط بنایا اور وہ ایک جعیل نامی مسلمان کے نام کے ساتھ رجزیہ شعر پڑھتے تھے جس کا نام رسول اللہ نے تبدیل کر کے عمرو رکھ دیا

سماه من بعد جعيل عمرا ۔ وكان للبائس يوما ظهرا

صحابہ رضی اللہ عنہم جب "عمرا" کہتے تو رسول اللہ ﷺ بھی ان کے ساتھ یہ لفظ دہراتے اور جب وہ ظہرا پڑھتے تو رسول اللہ ﷺ بھی "ظہرا" ان کے ساتھ کہتے

امام بخاری (عبداللہ بن محمد، معاویہ بن عمرو، ابو اسحاق، حمید) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خندق پر تشریف

لائے تو دیکھا کہ مہاجر اور انصار سخت سردی میں صبح کے وقت خندق کھودنے میں مصروف ہیں ان کے پاس کام کرنے کے لئے غلام نہ تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کی تکان اور بھوک محسوس کر کے فرمایا:

اللهم ان العيش عيش الآخرة　　فاغفر للانصار والمهاجرة

"الٰہی حقیقی اصلی زندگی تو آخرت ہی کی زندگی ہے۔ پس انصار اور مہاجرین کی بخشش فرما"۔

چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے جواب میں کہتے:

نحن الذين بايعوا محمدا　　على الجهاد ما بقينا ابدا

"ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے تاحیات محمد ﷺ کے ہمراہ جہاد کرنے کی بیعت کی ہے"۔

صحیحین میں (شعبہ از معاویہ بن قرہ از انس) اسی طرح مروی ہے اور امام مسلم نے (حماد بن سلمہ از ثابت و حمید از انس) اسی طرح بیان کیا ہے امام بخاری (ابو معمر، عبد الوارث، عبد العزیز) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، مدینہ کے اطراف میں مہاجر اور انصار خندق کھود رہے تھے اور اپنی پشت پر مٹی اٹھا کر لا رہے تھے اور یہ شعر پڑھتے تھے:

نحن الذين بايعوا محمدا　　على الاسلام ما بقينا ابدا

اور رسول اللہ ﷺ ان کے جواب میں فرماتے

"یا اللہ! بھلائی در حقیقت صرف آخرت ہی کی ہے انصار اور مہاجرین میں برکت فرما"۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ (خوراک کا یہ حال تھا) کہ مٹھی بھر جو بدبودار چربی میں ڈال کر پکائے جاتے تھے اور وہ بھوکے ہوتے تھے اس لئے (اسی کو کھا جاتے) حالانکہ وہ چربی بدبودار اور بدمزہ حلق میں اٹک جاتی تھی۔

امام بخاری (قتیبہ بن سعید، عبد العزیز بن ابی حازم) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خندق میں تھے وہ خندق کھودتے اور ہم اپنے کندھوں پر مٹی لادتے، یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللهم لا عيش الا عيش الآخره　　فاغفر للمهاجرين والانصار

"یا اللہ! عیش و بہار صرف آخرت کی زندگی میں ہے پس انصار اور مہاجرین کی بخشش فرما"۔

اس روایت کو امام مسلم نے قعنبی از عبد العزیز بیان کیا ہے۔

امام بخاری (مسلم بن ابراہیم، شعبہ، ابو اسحاق) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خندق کے روز خود بھی مٹی اٹھا رہے تھے یہاں تک کہ آپ کا شکم مبارک غبار سے چھپ گیا تھا یا گرد آلود ہو گیا تھا آپ یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

والله لولا الله ما اهتدينا
ولا تصدقنا ولا صلينا
فانزلن سكينة علينا
وثبت الاقدام ان لاقينا
ان الالى قد بغوا علينا
اذا ارادوا فتنة ابينا

"واللہ! اگر اللہ ہدایت نہ کرتا تو ہم نہ ہدایت یافتہ ہوتے اور نہ صدقہ خیرات کرتے اور نہ ہی نماز پڑھتے۔ اے اللہ! ہم پر سکینت اور تسلی اتار، اگر ہم جہاد کریں تو ثابت قدم رکھ۔ بے شک یہ سب لوگ ہم پر ظلم و ستم کر رہے ہیں جب وہ فتنہ و فساد کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم ظلم و ستم سے انکار کرتے ہیں"۔

رسول اللہ ﷺ یہ اشعار پڑھتے وقت "ابینا" کو خوب کھینچ کر پڑھتے "ابینا"۔ اس روایت کو امام مسلم نے شعبہ سے نقل کیا ہے۔

امام بخاری (احمد بن عثمان، شریح بن مسلمہ، ابراہیم بن یوسف، یوسف، ابو اسحاق) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خندق میں بنفس نفیس خندق کی کھدائی میں حصہ لیا میں نے دیکھا کہ آپ خندق سے مٹی اٹھا رہے ہیں یہاں تک کہ مٹی کی وجہ سے آپ کا شکم مبارک گرد آلود ہو گیا تھا اور آپ کے سینے پر بہت بال تھے آپ مٹی اٹھاتے ہوئے عبداللہ بن رواحہ کے اشعار پڑھ رہے تھے۔

واللہ لولا انت ما اھتدینا
ولا تصدقنا ولا صلینا
فانزلن سکینۃ علینا
وثبت الاقدام ان لاقینا
ان الالی قد بغوا علینا
وان ارادوا فتنۃ ابینا

ان کا بیان ہے کہ شعر کے آخری لفظ کو بلند آواز سے لمبا کر کے پڑھتے۔

دلائل میں امام بیہقی (علی بن احمد بن عبدان، احمد بن عبید صفار، اسماعیل بن فضل بجلی، ابراہیم بن یوسف بلخی، مسیب بن شریک، زیاد بن ابی زیاد، ابو عثمان) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خندق میں ضرب لگائی اور کہا:

بسم الالہ وبہ ھدینا
ولو عبدنا غیرہ شقینا
یا حبذا ربا وحب دینا

"اللہ کے اسم مبارک کے ساتھ اور اسی کی بدولت ہم ہدایت یافتہ ہیں۔ اگر ہم غیر اللہ کی پرستش کرتے تو بدبخت ہو جاتے۔ کیا خوب ہے رب اور کیا اچھا ہے دین"۔

یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔

امام احمد (یحییٰ بن شعبہ، معاویہ بن قرہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انصار رضی اللہ عنہم خندق کھود رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللھم لا خیر الا خیر الآخرہ فاصلح الانصار والمھاجرہ

یہ حدیث مسلم، ترمذی میں غندر از شعبہ مروی ہے۔

معجزہ ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ خندق کی کھدائی کے دوران کچھ واقعات پیش آئے ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ کی تصدیق اور نبوت کا سامان موجود ہے اور آپ کی نبوت کی علامات درخشاں ہیں۔ منجملہ ان کے حضرت جابر بن عبداللہ سے ایک قصہ منقول ہے کہ خندق کے ایک مقام پر سخت چٹان نکل آئی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے ایک برتن میں پانی منگوایا پھر آپ نے کچھ پڑھ کر اس میں لعاب دہن ڈالا اور اس کو چٹان پر چھڑک دیا۔ شاہدین کا بیان ہے کہ وہ چٹان اس قدر نرم ہو گئی کہ وہ ریت کے ٹیلے کی طرح ہو گئی جو کدال کا بھی مقابلہ نہ کر سکتی تھی۔ یہ روایت ابن اسحاق نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقطع نقل کی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت اور حضور ﷺ کا معجزہ ...... امام بخاری (خلاد بن یحییٰ، عبدالواحد بن ایمن، ایمن) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم خندق کی کھدائی کر رہے تھے کہ ایک سخت چٹان نمودار ہوئی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا میں خندق میں اتر کر اس کو توڑتا ہوں۔ پھر آپ خندق میں اترنے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ کے پیٹ پر پتھر باندھا ہوا تھا اور ہم نے تین روز سے کچھ نہ کھایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے کدال لے کر مارا تو وہ ریزہ ریزہ ہو گئی۔ جابر کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول

تو ﷺ مجھے گھر جانے کی اجازت فرما دیجئے چنانچہ میں گیا اور اپنی بیوی کو بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی ایسی حالت دیکھی ہے جو ناقابل برداشت ہے۔ تیرے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ اس نے کہا میرے پاس (کچھ جو ہے) اور ایک بکری کا بچہ ہے چنانچہ میں نے بکری کے بچے کو ذبح کیا اور میری بیوی نے جو پیس دیئے یہاں تک کہ ہم نے گوشت کو ہانڈی میں ڈال دیا پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آٹا روٹی پکانے کے قابل ہو گیا تھا اور ہانڈی چولہے پر پکنے کے قریب تھی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ تھوڑا سا کھانا ہے آپ اور ایک دو آدمی اور چلئے۔ آپ نے پوچھا وہ کتنا ہے؟ میں نے پوری صورت حال بیان کر دی تو آپ نے فرمایا بہت ہے اور عمدہ ہے۔ آپ نے فرمایا اپنی بیوی کو کہو کہ وہ میرے آنے تک ہانڈی چولہے سے نہ اتارے اور روٹی تنور سے نہ نکالے پھر آپ نے اعلان کیا اٹھو چلو چنانچہ سب مہاجر اور انصار اٹھ کر چلے آئے۔ حضرت جابر اپنی بیوی کے پاس پہنچے آئے اور اسے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ سب مہاجرین اور انصار کو لئے آ رہے ہیں۔ اس نے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے تجھ سے کچھ پوچھا تھا میں نے اثبات میں جواب دیا (پس اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے) اور آپ نے فرمایا: آرام سے اندر چلو اور ہجوم مت کرو۔ آپ روٹی توڑتے اور اس پر گوشت رکھ دیتے۔ (ہانڈی اور تنور میں سے روٹی اور گوشت لے کر ڈھانپ دیتے) اور صحابہ کو کھلا دیتے۔ آپ برابر روٹی اور گوشت تقسیم کرتے رہے حتیٰ کہ وہ سب سیر ہو گئے اور تھوڑا سا کھانا بچ رہا۔ آپ نے حضرت جابر کی بیوی کو کہا خود کھاؤ اور لوگوں کو تحفہ دو کیونکہ لوگ آج کل فاقہ کر رہے ہیں۔ (تفرد بہ بخاری)

اس روایت کو امام احمد نے (وکیع از عبدالواحد بن ایمن از ابیہ ایمن حبشی غلام ابن ابی عمرہ مخزومی) چٹان کا قصہ اور پیٹ پر پتھر باندھنے کا واقعہ نقل کیا ہے اور امام بیہقی نے ”دلائل“ میں (حاکم، اصم، احمد بن عبدالجبار، یونس بن بکیر، عبدالواحد بن ایمن، ایمن) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے امام بخاری کی روایت سے زیادہ مفصل بیان کیا ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی ذریعہ سے معلوم کر کے سب مسلمانوں کو کہا جابر کے گھر چلو چنانچہ وہ سب پہنچ گئے۔ حضرت جابر کا بیان ہے کہ کھانا بقدر کفایت نہ ہونے کی وجہ سے میری شرمندگی کی کیفیت کو اللہ ہی جانتا ہے میں نے دل میں کہا کہ ایک صاع جو اور بکری کا بچہ ہے اور آپ ﷺ ہجوم لے کر آ رہے ہیں اور میں نے اپنی بیوی سے بھی اسی بات کا اظہار کیا کہ ”آج تو رسوا ہو گئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سب اہل خندق کو لے کر آ رہے ہیں۔ اس نے یہ سن کر پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے تجھ سے پوچھا تھا کہ کھانا کتنا ہے؟ میں نے اثبات میں جواب دیا تو اس نے کہا اللہ اور اس کا رسول ﷺ صورتحال سے خوب آگاہ ہیں اس نے یہ کہہ کر میرا بڑا غم ہٹا دیا چنانچہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا تم گوشت میرے سپرد کر دو چنانچہ آپ ثرید بناتے رہے اور گوشت ڈالتے رہے اور آپ نے تنور اور ہانڈی کو ڈھانپ رکھا۔ آپ برابر کھلاتے رہے حتیٰ کہ ان سب کا پیٹ بھر گیا جبکہ تنور اور ہانڈی کا سامان پہلے کی نسبت زیادہ ہو گیا تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی کو اجازت دی کہ تم خود کھاؤ اور پڑوسیوں میں بھی بھیجو۔ چنانچہ وہ خود کھاتی رہی اور دن بھر لوگوں کو بھیجتی رہی۔

اہل خندق کی تعداد ۔۔۔ اس روایت کو ابن فورج ابوبکر بن ابی شیبہ نے (عبدالرحمن بن محمد محاربی، عبدالواحد بن ایمن، ایمن) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی [illegible] بیان کیا ہے اور روایت کے آخر میں یہ بیان کیا ہے کہ اصحاب خندق آٹھ سو تھے یا تین سو۔ یونس بن بکیر نے (ہشام بن سعد، ابو الزبیر) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے صرف طعام والا قصہ نقل کر کے بتایا ہے کہ دعوت میں آنے والے تین سو افراد تھے۔

امام بخاری، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب خندق کھودی جا رہی تھی میں نے دیکھا کہ نبی علیہ السلام بھوکے ہیں، میں اپنی بیوی کے پاس آیا اس سے پوچھا کیا تیرے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بہت بھوکا اور خالی پیٹ دیکھا ہے۔ اس نے ایک تھیلی نکالی جس میں ایک صاع جو تھے اور ہمارے پاس بکری کا ایک پلا ہوا بچہ تھا۔ میں نے اس کو ذبح کیا اور اس نے جو پیسے۔ وہ میرے فارغ ہونے تک پیسنے سے فارغ ہو گئی اور میں نے گوشت کاٹ کر ہانڈی میں ڈال دیا پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے لگا تو میری بیوی نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھیوں کے سامنے شرمندہ نہ کرنا (کیونکہ بہت سے آدمی ہیں) چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور چپکے سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے بکری کا ایک بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جو کا آٹا پیسا ہے جو ہمارے پاس تھا تو آپ معہ چند صحابہ کے تشریف لے چلئے۔ یہ سنتے ہی رسول اللہ ﷺ نے بآواز بلند اعلان کیا اے اہل خندق! حضرت جابر نے تمہارا کھانا تیار کیا ہے پس جلدی چلو اور آپ نے جابر کو تاکید کی کہ

میری آمد تک ہانڈی چولہے سے نہ اتارنا اور نہ ہی روٹیاں پکانا۔ حضرت جابرؓ کا بیان ہے پھر میں آیا (اور رسول اللہ ﷺ بھی صحابہ کے آگے آگے چل رہے تھے) اور اپنی بیوی کے پاس آیا اس نے مجھے برا بھلا کہا میں نے کہا میں نے وہی کچھ کہا تھا جو تم نے مجھے بتایا تھا چنانچہ آپ کے سامنے آٹا پیش کیا گیا تو آپ نے اس میں لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا کی پھر آپ ہانڈی کی طرف گئے اس میں بھی لعاب ڈال کر برکت کی دعا کی۔

پھر آپ نے میری بیوی سے فرمایا روٹی پکانے والی کوئی اور عورت بھی بلا لو جو تمہارے ساتھ مل کر روٹی پکائے اور ہانڈی سے گوشت نکالتی جائے اور اس کو چولہے پر سے نہ اتارنا (اور یہ مہمان ایک ہزار تھے) حضرت جابرؓ نے حلفاً بیان کیا کہ سب نے کھایا اور بچا ہوا کھانا چھوڑ کر چلے گئے اور ہماری ہانڈی کا وہی حال تھا کہ وہ گوشت سے ابل رہی تھی اور آٹے کی بھی وہی کیفیت تھی۔ اس روایت کو امام مسلم نے حجاج بن شاعر از ابو عاصم اسی طرح بیان کیا ہے۔

کھانے میں برکت کے لئے حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی ...... محمد بن اسحاق نے اس حدیث کو بیان کیا ہے اور اس کے سیاق اور متن میں بعض وجوہ سے غرابت اور عجیب پن ہے اس نے سعید بن میناء کی معرفت حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ ہم خندق میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کام کر رہے تھے۔ میرے پاس ایک موٹی تازی بکری تھی میں نے دل میں کہا اللہ کی قسم اگر ہم اس کو رسول اللہ ﷺ کی دعوت میں پکا دیں (تو کتنا بہتر ہو) میں نے اپنی بیوی کو کہا اس نے کچھ جو پیس کر کھانا تیار کر دیا۔ ہم دن بھر کام کرتے تھے۔ شام ہوتی تو گھر آجاتے تھے جب شام ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے واپسی کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس ایک بکری تھی ہم نے ذبح کر کے کھانا تیار کیا ہے اور [illegible] میری خواہش ہے کہ آپ میرے ساتھ [illegible] میرے ساتھ تشریف [illegible] رسول اللہ ﷺ نے [illegible] آپ نے [illegible] ایک منادی کو [illegible] اعلان [illegible] ساتھ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے گھر تک چلو میں نے [illegible] انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ اور تمام لوگ چلے [illegible] آپ تشریف فرما ہوئے اور ہم نے آپ کے سامنے کھانا [illegible] تو آپ نے بسم اللہ پڑھ کر برکت کی دعا کی اور آپ نے تناول فرمایا لوگ باری باری آتے رہے ایک گروہ فارغ ہو جاتا تو دوسرا [illegible] یہاں تک کہ سب اہل خندق کھا کر فارغ ہو گئے۔ عجیب تر بات یہ ہے کہ اس روایت کو امام احمد نے سعید بن میناء کی معرفت (یعقوب بن ابراہیم بن سعد از ابن اسحاق از سعید بن میناء) از حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بالکل اسی طرح بیان کیا ہے۔

کھجور میں برکت ...... ابن اسحاق نے سعید بن میناء کی معرفت بیان کیا ہے کہ بشیر بن سعد کی بیٹی نعمان بن بشیر کی بہن نے بتایا کہ مجھے میری والدہ عمرہ بنت رواحہ نے [illegible] کھجوریں [illegible] اپنے ابا اور ماموں [illegible] رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزری [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] کھجوریں [illegible] رسول اللہ ﷺ کے دونوں ہاتھوں میں [illegible] آپ نے [illegible] اہل خندق [illegible]

[illegible]

نمودار ہوئی۔ پھر آپ نے تیسری ضرب لگائی تو اس کے نیچے سے بھی ایک نور دیکھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ کیسی روشنی تھی جو کدال کی ضرب کے نیچے سے نمودار ہوئی۔ آپ نے پوچھا سلمان! کیا تم نے وہ دیکھی تھی۔ میں نے اثبات میں جواب دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا پہلی چمک تو یہ ہے کہ اللہ نے مجھ پر یمن کے دروازے کھول دیئے ہیں اور دوسری روشنی سے اللہ نے مجھ پر شام اور مغرب کے دروازے کھول دیئے ہیں باقی رہی تیسری چمک تو اس سے اللہ نے مجھ پر مشرق کا دروازہ کھول دیا ہے۔

امام بیہقی کا بیان ہے کہ یہ روایت جو ابن اسحاق نے حافظ بیہقی کی کو بن عقبہ سے "حدثنی من لا اتہم" کے الفاظ سے بیان کی ہے اور [illegible] سے بھی ذکر کیا ہے پھر بیہقی نے محمد بن یونس کدیمی کی سند سے حدیث بیان کی ہے اس کی صحت محل نظر ہے۔

سلمان رضی اللہ عنہ ہم میں سے ہے: ... کثیر کی روایت طبری نے اپنی تاریخ میں (بلفظہ) محمد بن بشار، محمد بن خالد بن عثمہ، کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف مزنی (ابیہ عن جدہ) سے بیان کیا ہے اور اس میں یہ ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس آدمیوں کو خندق کی چالیس ہاتھ کھدائی سپرد کی۔

مہاجرین و انصار حضرت سلمان فارسی کے بارے میں جھگڑنے لگے (ہر فریق کہتا تھا کہ سلمان ہمارا ہے) پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سلمان ہم میں سے ہے یعنی اہل بیت میں سے ہے۔

تخت شاہان کے بارے میں بشارت: ... حضرت عمرو بن عوف مزنی کا بیان ہے کہ میں، سلمان رضی اللہ عنہ، حذیفہ رضی اللہ عنہ، نعمان بن مقرن اور چھ انصاری چالیس ہاتھ کی ایک باشت میں تھے۔ ہم کھودتے ہوئے نیچے پہنچے تو ایک سفید چٹان نمودار ہوئی اس نے ہمارے کدال توڑ ڈالے اور ہم پر کام دشوار ہو گیا تو سلمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ایک ترکی خیمے میں تشریف فرما تھے۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے اس چٹان کا ماجرا سنایا تو آپ ﷺ نے سلمان کی کدال پکڑ کر چٹان پر ایک ضرب لگائی اور اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور اس سے ایسی روشنی چمکی جس سے مدینہ کے دونوں سیاہ سنگلاخ زمین کے کنارے چمک اٹھے۔ گویا وہ اندھیری رات میں روشن چراغ ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فتح کا نعرہ تکبیر بلند کیا اور مسلمانوں نے بھی نعرہ تکبیر مارا پھر آپ ﷺ نے اسی طرح دوسری اور تیسری ضرب لگائی۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس چمک کا رسول اللہ ﷺ کے پاس ذکر کیا اور اس کے بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا پہلی چمک میں میرے سامنے حیرہ اور مدائن کسریٰ کے محلات ظاہر ہوئے گویا وہ کتوں کی کچلیوں کی طرح ہیں۔ جبرائیل نے مجھے بتایا کہ میری امت ان پر غالب آئے گی اور دوسری روشنی میں روم کے سرخ محلات دکھائی دیئے گویا وہ کتوں کی کچلیاں ہیں اور جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ میری امت ان پر قابض ہوگی اور تیسری چمک سے صنعاء کے محلات نمایاں ہوئے گویا وہ بھی کتوں کی داڑھیں ہیں اور مجھے جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ میری امت ان پر قابض ہوگی۔ تم یہ بشارت سن کر خوش ہو جاؤ۔ مسلمان اس سے خوش ہو گئے اور کہا الحمد للہ یہ سچا وعدہ ہے۔

عمرو بن عوف مزنی کہتے ہیں جب احزاب کے مختلف قبائل مدینہ پر حملہ آور ہوئے تو مسلمانوں نے کہا یہ وہی ہے جس کا وعدہ ہم سے اللہ اور اس کے رسول نے کیا تھا اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا اور اس سے ان کے ایمان اور فرمانبرداری میں اضافہ ہو گیا۔

منافقوں نے کہا کیا محمد ﷺ تمہیں بشارت دیتا ہے کہ اس کو یثرب سے حیرہ کے محلات اور مدائن کسریٰ نظر آ رہے ہیں اور تم ڈر کے مارے خندق کھود رہے ہو۔ [illegible] اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی [illegible] اور منافق اور جن کے دلوں میں مرض تھا کہنے لگے کہ اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا وہ محض دھوکا تھا۔

حافظ ابو القاسم طبرانی (...) [illegible] حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خندق کھودنے کا حکم فرمایا اور لوگ کھدائی میں مصروف ہو گئے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک چٹان نمودار ہوئی ہے جس کو ہم نہیں توڑ سکتے۔ پس رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ چلے آئے آپ نے کدال پکڑ کر ضرب لگائی اور

تکبیر ماری میں نے ایک بے مثال گرج کی آواز سنی اور آپ ﷺ نے فرمایا علاقہ فارس فتح ہو گیا۔ پھر آپ نے دوسری ضرب لگائی اور نعرہ تکبیر بلند کیا، میں نے حسب سابق گرج کی ایک فقید المثال آواز سنی اور آپ نے فرمایا علاقہ روم فتح ہو گیا۔ پھر آپ نے تیسری ضرب لگائی اور نعرہ تکبیر مارا تو ایک گرج کی آواز سنائی دی ایسی آواز میں نے کبھی نہیں سنی تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ حمیر قبیلے کو بطور معاون و مددگار لے آیا ہے۔ یہ حدیث بھی اس سند سے غریب ہے اس میں عبدالرحمن بن زیاد بن انعم افریقی ضعیف راوی ہے۔

ایک اور معجزہ: ...... امام طبرانی عبداللہ بن احمد بن حنبل، سعید بن محمد جرمی، ابو تمیلہ، نعیم بن سعید الغری، عکرمہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہ نے بھوک کی وجہ سے پیٹوں پر پتھر باندھ کر خندق کی کھدائی کی۔ یہ صورت حال دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تم ایسے آدمی کی نشان دہی کر سکتے ہو جو ہمیں کھانا کھلائے؟ ایک آدمی نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا لے چلو تم آگے چلو ہم پیچھے ہیں۔ چنانچہ وہ سب اس آدمی کے گھر چلے آئے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ خندق میں اپنی باری میں کام کر رہا ہے چنانچہ اس کی بیوی نے پیغام بھیج کر بلایا کہ جلدی آؤ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ پاس تشریف لائے ہیں وہ آدمی دوڑتا ہوا آیا اور اس نے کہا آپ ﷺ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔

اس کے پاس ایک بکری تھی اور اس کے ساتھ اس کا بچہ تھا وہ بکری کو ذبح کرنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بچے کو ذبح کر چنانچہ اس نے ذبح کیا اور اس کی بیوی نے آٹا گوندھ کر روٹیاں پکائیں اور ہانڈی بھی تیار ہو گئی چنانچہ اس نے ثرید بنا کر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس میں انگشت مبارک رکھ کر "بسم اللہ اللہم بارک فیہا" پڑھ کر فرمایا تناول کرو چنانچہ وہ سب شکم سیر ہو کر چلے گئے اور صرف ایک تہائی کھانا کھایا اور دو تہائی بچ گیا پھر آپ نے ان دس افراد کو جو آپ کے ساتھ کھانا کھا چکے تھے فرمایا کہ تم جاؤ اور دس افراد کو بھیج دو چنانچہ وہ چلے گئے اور دس آدمی آ گئے انہوں نے بھی شکم سیر ہو کر کھایا پھر آپ نے تمام اہل بیت کے لئے دعائے خیر کی اور خندق کی طرف چلے آئے فرمایا ہمیں ایک چٹان درپیش ہے آپ نے بسم اللہ پڑھ کر ایک ضرب لگائی تو چٹان کا ایک تہائی حصہ ٹوٹ کر گر گیا اور آپ نے فرمایا اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم شام کے محلات نظر آ رہے ہیں۔ پھر آپ نے دوسری ضرب لگائی تو ایک اور ٹکڑا گر گیا آپ نے فرمایا اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم! فارس کے محلات دیکھ رہا ہوں یہ سن کر منافقوں نے کہا ہم اپنے بچاؤ کے لئے خندق کھود رہے ہیں اور آپ ہیں کہ فارس اور روم کے محلات کی فتوحات کی خبر سنا رہے ہیں۔

چٹان کی روایت اور میمون: ...... حافظ بیہقی (علی بن احمد بن عبدان، احمد بن عبید صفار، محمد بن غالب بن حرب، ہوذہ، عوف، میمون بن استاذ زہری) حضرت براء بن عازب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خندق کی کھدائی کا حکم فرمایا تو خندق کے کسی گوشہ میں ایک سخت چٹان نمودار ہوئی جس سے کدال اچٹ جاتی تھی اور کھدائی مشکل ہو گئی تھی۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ سے بیان کی گئی تو آپ نے کدال پکڑی اور بسم اللہ پڑھ کر ایک ضرب لگائی اور اس کا ایک تہائی توڑ دیا اور اللہ اکبر کا نعرہ بلند کر کے فرمایا مجھے شام کی چابیاں عطا کی گئی ہیں واللہ! میں اس کے سرخ محلات کا مشاہدہ اب بھی کر رہا ہوں۔ پھر آپ نے دوسری ضرب لگائی تو ایک تہائی اور توڑ ڈالا اور اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتے ہوئے فرمایا مجھے فارس کی چابیاں عطا کر دی گئی ہیں واللہ میں مدائن کا سفید محل دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ نے بسم اللہ پڑھ کر تیسری ضرب لگائی تو بقیہ چٹان کو ریزہ ریزہ کر دیا پھر اللہ اکبر کہہ کر فرمایا مجھے یمن کی چابیاں عطا کر دی گئی ہیں واللہ میں اب اپنی جگہ سے صنعاء کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔

یہ حدیث بھی غریب ہے اس میں میمون بن استاذ زہری بصری متفرد ہے وہ حضرت براء رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کرتا ہے اور اس سے حمید طویل، جریری اور عوف اعرابی روایت بیان کرتے ہیں۔ ابو حاتم نے اسحاق بن منصور کی معرفت ابن معین سے نقل کیا ہے کہ وہ ثقہ ہے۔ علی بن مدینی کا بیان ہے کہ یحییٰ بن سعید قطان اس سے روایت بیان نہیں کرتا تھا۔

امام نسائی (عیسیٰ بن یونس، ضمرہ، ابو زرعہ شیبانی، ابو سکینہ کے ذریعہ ایک صحابی) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خندق کی کھدائی کا حکم دیا تو دوران کھدائی ایک چٹان نمودار ہوئی جو ٹوٹ نہ سکی تو رسول اللہ ﷺ نے چادر مبارک اتار کر خندق کے ایک کنارے پر رکھی اور وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلمته وھو السمیع العلیم (۶/۱۱۵) پڑھ کر کدال ماری تو چٹان کا تیسرا حصہ ٹوٹ کر گر پڑا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کھڑے دیکھ رہے تھے کہ آپ کی ضرب کے ساتھ ایک چمک نمودار ہوئی پھر آپ نے دوسری مرتبہ وہی آیت (۶/۱۱۵) پڑھ کر

دوسری ضرب لگائی تو ایک تہائی چٹان اور ٹوٹ گئی اور اس سے ایک روشنی درخشاں ہوئی پھر آپ نے [illegible] آیت پڑھ کر تیسری ضرب لگائی تو چٹان کا باقی ماندہ حصہ بھی ٹوٹ گیا۔ نبی علیہ السلام خندق سے باہر تشریف لائے اور چادر مبارک پکڑ کر بیٹھ گئے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے دیکھا ہے کہ جب بھی آپ ضرب لگاتے تھے اس سے ایک روشنی نمودار ہوتی تھی۔ آپ نے پوچھا سلمان تم نے یہ روشنی دیکھی تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب میں نے پہلی ضرب لگائی تو مدائن کسریٰ اور اس کے گرد و نواح اور متعدد شہر میرے سامنے پیش کئے گئے میں نے ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ جو لوگ حاضر تھے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ ان شہروں کو ہمارے ہاتھ پر فتح کرے ان کی اولاد کو ہمارا مال غنیمت بنا دے اور ہم ان کے علاقہ کو تباہ کر دیں چنانچہ آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔

اس کے بعد آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے دوسری ضرب لگائی تو مدائن قیصر اور ان کا ماحول میرے سامنے آ گیا یہاں تک کہ میں نے ان کو اپنی آنکھوں سے خود دیکھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ سے دعا کیجئے کہ ان شہروں کو ہمارے ہاتھ پر فتح کرے ان کی اولاد کو ہمارا مال غنیمت بنا دے اور ہم ان کے علاقہ کو پامال کر دیں۔ آپ نے دعا فرمائی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں نے تیسری ضرب لگائی تو حبشہ کے شہر اور ان کے گرد و نواح کی بستیاں میرے سامنے نمایاں کر دی گئیں۔ یہاں تک کہ میں نے ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

پھر اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ترک اور حبش کو اس وقت تک نہ چھیڑو جب تک وہ تمہیں نہ چھیڑیں۔ امام نسائی نے اس [illegible] کیا ہے۔ اس روایت سے امام ابوداؤد نے صرف دعوا الحبشة ما ودعوكم واتركوا الترك ما تركوكم [illegible] (بحوالہ امام نسائی)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک ثقہ آدمی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما کے زمانہ خلافت میں جب یہ شہر فتح ہوئے تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ [illegible] قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں ابوہریرہ کی جان ہے [illegible] اللہ تعالیٰ نے ان شہروں کی کنجیاں پہلے ہی محمد ﷺ کو عطا فرما دی تھیں۔

امام احمد [illegible] ابن شہاب سعید بن مسیب سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے اور جب میں سویا ہوا تھا تو زمین کے خزانوں کی کنجیاں لا کر میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں [illegible] بخاری نے [illegible] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ تو چلے گئے اور تم ان خزانوں کو نکال رہے ہو۔

امام احمد [illegible] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا [illegible] الكلم [illegible] والذي نفسي بيده [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

خندق کی تعمیر: ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ خندق کی کھدائی سے فارغ ہوئے تو [illegible] قریش [illegible] ان کے ساتھ [illegible] اہل تہامہ میں سے [illegible] رسول اللہ ﷺ اور مسلمان [illegible]

کوہ سلع کی طرف پیٹھ کر کے اپنی قیام گاہ اختیار کی۔ خندق مسلمانوں اور کفار کے درمیان حائل تھی۔ بچوں اور خواتین کو محلات میں محفوظ مقام پر پہنچا دینے کا حکم دیا تھا۔ (بقول ابن ہشام) ابن ام مکتوم کو مدینہ کا حاکم مقرر کر دیا تھا۔ بقول ابن کثیر اس آیت (۳۳/۱۰) کا مطلب یہ ہے کہ "جب چڑھ آئے تم پر اوپر کی طرف سے اور نیچے سے اور جب آنکھیں پتھرا گئیں اور دل حلق میں آ گئے۔"

امام بخاری (عثمان بن ابی شیبہ، عبدہ، ہشام بن عروہ، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ **اذ جاءوکم من فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار** (۳۳/۱۰) مصداق غزوہ خندق ہے۔

حیی اور کعب کا مکالمہ...... موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ احزاب، مدینہ کے اطراف میں خیمہ زن ہوئے تو بنی قریظہ نے اپنے قلعوں کے دروازے بند کر لئے تھے۔ (بقول ابن اسحاق) حیی بن اخطب نضری، کعب بن اسد قرظی کے مکان پر آیا جو اپنے قبیلہ کا عقدار اور صاحب بست و کشاد تھا۔ اس نے حیی کی آواز سن کر اپنا دروازہ بند کر لیا، اس نے اجازت مانگی تو کعب نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا، پھر اس نے آواز دی اے کعب افسوس! دروازہ کھول۔ اس نے جواب دیا حیی! افسوس! تو منحوس آدمی ہے، میں نے محمد ﷺ سے معاہدہ کیا ہوا ہے، میں اس کے عہد و پیمان کو نہیں توڑوں گا۔ میں نے اس کو سچا اور وفادار پایا ہے یہ سن کر اس نے کہا افسوس! دروازہ کھول، میں تجھ سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں، کعب نے کہا، میں دروازہ نہ کھولوں گا۔ یہ سن کر حیی نے کہا، واللہ! تو نے اس خوف سے دروازہ بند کر لیا ہے کہ میں تیرے ساتھ حلیم نہ کھا سکوں، یہ بات کہہ کر حیی نے اس کو طیش دلا دیا اور اس نے دروازہ کھول دیا۔ اندر آ کر حیی نے کہا اے کعب! میں تیرے پاس زمانہ کی عزت اور لشکر جرار لے کر آیا ہوں، اس نے پوچھا وہ کیا ہے بتایا کہ میں قریش کو ان کے قائدوں اور روسا سمیت لے آیا ہوں اور ان کو مقام رومہ کے مجمع الاسیال میں ٹھہرا دیا ہے، غطفان کو ان کے سربراہوں کی قیادت و سیادت میں لا کر کوہ احد کے پہلو میں "ذنب نقمی" میں اتار دیا ہے۔ سب نے مجھ سے پختہ عہد و پیمان کیا ہے کہ وہ محمد ﷺ اور اس کے رفقاء کا خاتمہ کیے بغیر واپس نہ جائیں گے، یہ سن کر کعب نے کہا واللہ! تو میرے پاس زمانہ بھر کی ذلت و رسوائی اور بارش سے خالی بادل لایا ہے اس میں گرج چمک کے علاوہ کچھ نہیں، اے حیی افسوس! مجھے میرے حال پر رہنے دے میں نے محمد ﷺ سے صدق و وفا کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔

موسیٰ بن عقبہ کے مطابق پھر عمرو بن سعد قرظی نے بہت اچھی بات کی ان کو رسول اللہ ﷺ کا عہد و پیمان یاد دلایا اور اس کے کوائف بیان کر کے کہا جب تم محمد ﷺ کی نصرت و حمایت نہیں کر سکتے تو تم غیر جانبداری کا مظاہرہ کرو اس سے اور اس کے دشمن سے تعلقات قطع کر لو۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حیی اس کو بہکاتا رہا اور چکنی چپڑی باتیں سناتا رہا یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وعدہ خلافی اور احزاب کی حمایت پر رضامند ہو گیا بشرطیکہ حیی اس کے ساتھ پکا معاہدہ کرے کہ اگر قریش اور غطفان حملہ سے دستبردار ہو کر چلے گئے اور محمد (ﷺ) کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچا سکے تو وہ اس کے ساتھ قلعہ میں رہے گا یہاں تک کہ وہ بھی اس کے ساتھ مصائب میں حصہ دار ہوگا۔ چنانچہ کعب بن اسد نے عہد توڑ دیا اور رسول اللہ ﷺ کے معاہدہ سے دستبردار ہو گیا۔

یرغمالیوں کا مطالبہ...... موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ کعب بن اسد اور بنی قریظہ نے حیی بن اخطب سے مطالبہ کیا کہ وہ قریش اور غطفان سے کچھ لوگ بطور گروی حاصل کرے جو ان کے پاس یرغمال کے طور پر ہوں تا کہ وہ ظلم و ستم سے محفوظ رہیں، اگر وہ واپس چلے جائیں اور نوے رئیس ان کے پاس بطور یرغمال ہوں چنانچہ حیی ان کے پاس رہا۔ ان حالات میں بنی قریظہ نے وعدہ خلافی کی، اور "معاہدہ" پھاڑ ڈالا ماسوائے پسران سعنہ اسد، اسید اور ثعلبہ کے وہ ان سے الگ ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے آئے۔

یہودیوں سے عہد شکنی کی افواہ کی تصدیق...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو اس بات کا پتہ چلا تو انہوں نے رئیس اوس حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ رئیس اوس، رئیس خزرج حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ، حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت خوات رضی اللہ عنہ بن جبیر کو یہود "بنی قریظہ" کے پاس بھیجا کہ وہ ان کے پاس جا کر معلوم کریں کہ کیا عہد شکنی کی خبر درست ہے؟! اگر وہ واقعۃً بدعہدی کر چکے ہوں تو اشارے کنائے اور مبہم الفاظ سے مجھے بتا دینا میں سمجھ جاؤں گا اور مسلمانوں میں بد دلی مت پھیلانا! اگر وہ عہد و پیمان پر قائم

ہوں تو اطلاع دینا چنانچہ وہ ان کے پاس پہنچ گئے۔ (بقول موسیٰ بن عقبہ) ان کے قلعہ میں داخل ہو گئے اور ان کو مصالحت اور تجدید عہد کی دعوت دی تو انہوں نے کہا کہ ابھی تم نے بنی نضیر کو جلاوطن کر کے ہمارا بازو توڑ دیا۔ (اور اب تجدید عہد کی بات کرتے ہو) اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو حضرت سعد بن عبادہ نے بھی ان کو ترکی بہ ترکی جواب دیا تو سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ نے کہا واللہ! ہم گالی گلوچ کے لئے نہیں آئے، ہمارا معاملہ گالی گلوچ سے بھی بڑا ہے۔

پھر حضرت سعد بن معاذ نے کہا اے بنی قریظہ! تم ہمارے باہمی تعلقات و معاہدات سے بخوبی واقف ہو مجھے تم پر بنی نضیر کے سے انجام کا خطرہ ہے بلکہ اس سے بھی شدید تر۔ یہ سن کر انہوں نے گالی دی تو سعد بن معاذ نے کہا بدگوئی سے پرہیز زیادہ بہتر ہے ابن اسحاق کا بیان ہے بنی قریظہ نے رسول اللہ ﷺ کی توہین کی اور کہا اللہ کا رسول کون ہے؟ ہمارے اور محمد کے درمیان کوئی عہد و پیمان نہیں۔ یہ سن کر حضرت سعد بن معاذ نے جو تیز مزاج شخص تھے ان کو برا بھلا کہا اور انہوں نے بھی جواب میں گالیاں دیں۔ سعد بن عبادہ نے ان کو سمجھایا چھوڑو ہمارا معاملہ گالی گلوچ سے بہت آگے ہے۔

پھر یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے سلام کے بعد عرض کیا (عضل اور قارہ) یعنی بدعہدی میں اصحاب رجیع کی طرح ہیں جنہوں نے خبیب اور ان کے رفقاء سے بدعہدی کی تھی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے نعرہ تکبیر بلند کر کے فرمایا اے مسلمانوں کی جماعت! خوش ہو جاؤ۔

فکر مندی: ... موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی قریظہ کی عہد شکنی کی خبر سن کر سر اور چہرہ کپڑے سے ڈھانپ لیا اور دیر تک چت لیٹے رہے آپ کی یہ حالت دیکھ کر لوگ اور زیادہ پریشان ہو گئے اور سمجھ گئے کہ بنی قریظہ کی جانب سے امید افزا خبر نہیں آئی پھر رسول اللہ ﷺ نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا مسلمانو! اللہ کی نصرت و حمایت اور فتح سے خوش ہو جاؤ۔

حضور ﷺ کی دعا ... جنگ ہوئی تو فریقین کا آمنا سامنا ہوا اور باہمی تیروں اور پتھروں کا تبادلہ ہوا حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ! میں تیرے عہد اور وعدہ کی دعا کا سائل ہوں یا اللہ! اگر تو چاہے کہ تیری پرستش نہ ہو۔

منافقوں کا نفاق ظاہر ہونے لگا ... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ اس وقت اضطراب بڑھ گیا خوف و ہراس شدید ہو گیا اور دشمن اوپر کی طرف اور نشیب کی طرف سے آ پہنچا اور لوگوں میں بے حد بے چینی پھیل گئی اور نفاق نے بھی سر اٹھایا یہاں تک کہ معتب بن قشیر نے کہا محمد ﷺ ہم سے وعدے کرتے ہیں کہ ہم کسریٰ و قیصر کے خزانے کھائیں گے اور یہاں یہ کیفیت ہے کہ رفع حاجت کے لئے جانے میں بھی جان کی خیر نہیں اور اوس بن قیظی نے برملا کہا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے گھر دشمن سے غیر محفوظ ہیں ہم کو اپنے گھر جانے کی اجازت دیجئے۔ بنی قیظی کے لوگ اس آیت (۳۳/۱۲) سے مراد ہیں "اور جب منافق اور جن کے دلوں میں شک تھا کہنے لگے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جو ہم سے وعدہ کیا تھا صرف دھوکا تھا اور جب ان میں سے ایک جماعت کہنے لگی کہ اے مدینہ والو! تمہارے لئے ٹھہرنے کا موقع نہیں سو لوٹ چلو اور ان میں سے ایک گروہ نبی سے رخصت مانگتے ہوئے کہنے لگے کہ ہمارے گھر اکیلے ہیں حالانکہ وہ اکیلے نہ تھے وہ صرف بھاگ جانا چاہتے تھے۔"

صلح نامہ ... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ تقریباً ایک مہینہ تک محصور رہے اور مشرکین آپ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے، دونوں طرف سے تیر اندازی کے علاوہ لڑائی کی نوبت نہ پہنچی۔ جب محاصرے کی شدت سے لوگ گھبرا گئے تو ___ بقول عاصم بن عمر بن قتادہ وغیرہ از زہری رسول اللہ ﷺ نے غطفان کے دونوں سرداروں عیینہ بن حصن اور حارث بن عوف کو پیغام بھیجا اور ان کو مدینہ کے ایک تہائی پھل کی پیشکش کی، بشرطیکہ وہ اور ان کے ہمراہی مدینہ سے واپس لوٹ جائیں۔ صلح کی بات چیت ہوئی تھی یہاں تک "صلح نامہ" بھی تحریر کر لیا لیکن ابھی معاملہ زیر غور تھا، گواہی اور شہادت تک نوبت نہ پہنچی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ اور حضرت سعد بن عبادہ کو پیغام بھیجا اور ان سے مشورہ طلب کیا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آیا یہ آپ کی ذاتی رائے ہے اور ہم آپ کی خاطر اس پر عمل درآمد کریں؟ یا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے اور اس پر عمل کرنا ناگزیر ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا یہ میری ذاتی رائے ہے۔ واللہ! میں ایسا اس لئے کر رہا ہوں کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ سارا عرب تمہارے خلاف متحد ہے اور ہر جانب سے حملہ آور ہے میرا ارادہ ہوا کہ کسی طرح ان کی طاقت و شوکت میں کچھ دراڑ ڈال دوں۔

حضرت سعد بن معاذؓ کا استقلال: ...... یہ سن کر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! جب ہم اور وہ مشرک تھے بت پرست تھے اللہ اور اس کی پرستش سے ناواقف اور بے بہرہ تھے تو وہ بجز مہمانی اور خرید و فروخت کے کھجور کا ایک دانہ لینے کی بھی ہمت نہ کر سکتے تھے اب جبکہ اللہ نے ہمیں اسلام سے سرفراز کیا ہے اور اس کی طرف راہنمائی فرمائی ہے اور آپ کی بدولت ہمیں عزت بخشی ہے ان حالات کے ہوتے ہوئے ہم اپنا مال ان کو دیں گے واللہ! اس وقت آمیزش صلح کی قطعاً ضرورت نہیں واللہ! ہم ان سے بجز تلوار اور جہاد کے کچھ بات نہ کریں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما دے۔ یہ استقلال دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے "انت وذاک" فرمایا اور اطمینان کا اظہار کیا پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ نے صلح نامہ کی عبارت کو مٹا دیا اور کہا وہ لوگ جو کر سکتے ہیں کر دکھائیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عمرو بن عبدود ...... رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم گھیرے میں تھے اور دشمن سے کوئی قابل ذکر لڑائی نہ تھی بجز چند قریشی شہ سواروں کے (جن میں عمرو بن عبدود بن ابی قیس، عکرمہ بن ابی جہل مخزومی، ہبیرہ بن ابی وہب مخزومی اور ضرار بن خطاب بن مرداس فہری بھی شامل تھے) جو لڑائی کے لئے آگے بڑھے اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر بنی کنانہ کی قیام گاہ کے پاس سے گزرتے ہوئے کہا اے بنی کنانہ! لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ معلوم ہو جائے گا آج کون بہادر اور شہ سوار ہے۔ یہ کہہ کر وہ گھوڑے دوڑاتے ہوئے خندق کے پاس پہنچ گئے۔ یہ دیکھ کر انہوں نے حیرت و استعجاب کے عالم میں کہا واللہ! یہ کیا تدبیر اور چال ہے جس کو عرب اختیار کرتے تھے۔ پھر انہوں نے کم عرض اور تنگ مقام تلاش کر کے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور پار پہنچ گئے یعنی خندق اور کوہ سلع کے درمیان شور زدہ زمین میں اور اپنے گھوڑے دوڑانے لگے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ چند مسلمانوں کے ساتھ آگے بڑھے اور کفار نے جس تنگ مقام سے خندق کو عبور کیا تھا اس پر قبضہ کر لیا اور قریشی بھی گھوڑے دوڑاتے ہوئے ان کی طرف چلے آئے۔ عمرو بن عبدود جنگ بدر میں شامل تھا اور شدید زخمی ہو کر واپس چلا گیا تھا۔ جنگ احد میں شامل نہ ہو سکا تھا، جنگ خندق میں شجاعت کا نشان لگا کر گھوڑے پر سوار ہو کر پوری آن بان سے نکلا اور للکارا میرے مقابلہ کو کون آتا ہے؟ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مقابلہ قبول کرتے ہوئے آگے آئے اور کہا اے عمرو! تو نے اللہ سے عہد کر رکھا ہے کہ کوئی قریشی تجھ سے دو باتوں کی درخواست کرے گا تو ایک ضرور قبول کرے گا؟ اس نے ہاں میں جواب دیا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں تجھے اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلاتا ہوں اور اسلام قبول کرنے کی درخواست کرتا ہوں۔ تو عمرو نے کہا مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں تجھے میدان میں مقابلے کی دعوت دیتا ہوں۔ یہ سن کر اس نے کہا اے بھتیجے واللہ! میں تجھے قتل کرنا پسند نہیں کرتا۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا لیکن میں تو تجھے قتل کرنا پسند کرتا ہوں۔ یہ سن کر عمرو غصے میں آ گیا گھوڑے سے کود پڑا اس کی کونچیں کاٹ کر چہرے پر مار کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے آ گیا۔ دونوں مرد میدان تھے خوب لڑائی ہوئی بالآخر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یہ منظر دیکھ کر باقی ماندہ شہ سوار شکست کھا کر دوڑے یہاں تک کہ بھاگتے ہوئے خندق کو پار کر گئے۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اشعار:

نصر الحجارة من سفاهة رأيه
ونصرت رب محمد بصواب
فصددت حين تركته متجدلا
كالجذع بين دكادك وروابي
وعففت عن أثوابه ولو انني
كنت المقطر بزني أثوابي
لا تحسبن الله خاذل دينه
ونبيه يا معشر الأحزاب

"اس نے اپنی حماقت اور سفاہت سے پتھروں کی حمایت کی اور میں نے اپنی صواب دید سے "رب محمدؐ" کے دین کی مدد کی۔ میں اس کو زمین پر گرا ہوا چھوڑ کر چلا آیا جو کھجور کے تنے کی طرح ریت اور ٹیلوں کے درمیان پڑا تھا۔ میں نے اس کا لباس نہیں اتارا اگر میں مشغول ہوتا تو وہ میرا لباس اتار لیتا۔ اے احزاب! یہ نہ سمجھو کہ اللہ اپنے دین اور نبی کو رسوا کرے گا"۔

بقول ابن ہشام اکثر ماہرین شعراء کے نزدیک یہ اشعار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نہیں۔ عکرمہ بھاگا ہوا اپنا نیزہ بھی پھینک گیا تھا۔ اس کے بارے میں حضرت حسان نے کہا۔

فـــــــر وألـــــقـــى لـــنـــــــا رمـــحـــــــه
لـــعـــــلـــك عـــكـــــرم لـــم تـــفـــعـــل
ووليــــــت تـــعـــــدو كـــعـــدو الـــظـــلـــيـــم
مـــا إن يـــحـــــور عـــن الـــمـــعـــــدل
ولـــم تـــلـــق ظـــهـــرك مـــســـتـــأنـــســـاً
كـــأن قـــفـــاك قـــفـــا فـــرعـــل

"اس نے بھاگتے ہوئے ہمارے لئے نیزہ چھوڑ دیا اے عکرمہ! شاید کہ تو نے یہ حرکت نہیں کی اور شتر مرغ کی طرح دوڑتا ہوا تو پلٹ گیا جو اپنے راستے سے نہیں ہٹتا۔ تو نے اپنی پیٹھ پھیر کر بھی خبر نہ لی گویا تیری گدی بجو کی گدی تھی"۔

مبارزت طلبی کی تفصیل …… دلائل میں بیہقی نے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ عمرو بن عبدود زرہ پہن کر میدان میں آیا اور اس نے مبارزت کے لئے للکارا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر کہا یا نبی اللہ! میں اس کا مقابلہ کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: یہ عمرو ہے، بیٹھ جاؤ۔ پھر دوبارہ عمرو نے دھمکی آمیز لہجے میں للکار کر کہا تمہاری وہ جنت کہاں ہے جس کے بارے میں تمہارا خیال ہے کہ تمہارا مقتول اس میں داخل ہوگا۔ کیا ہو گیا ہے تم میں سے مقابلے کے لئے کوئی کیوں نہیں نکلتا؟ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ پھر کھڑے ہوئے: یا رسول اللہ ﷺ! میں جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ پھر اس نے تیسری بار مبارزت کے لئے پکار کر یہ اشعار کہے۔

عمرو بن عبدود کے للکارنے کے وقت اشعار:

ولـــقـــــد بـــحـــحـــت مـــن الـــنـــداء
بـــجـــمـــعـــهـــم هـــل مـــن مـــبـــارز
ووقـــفـــت إذ جـــبـــن الـــمـــشـــجـــع
مـــوقـــف الـــقـــرن الـــمـــنـــاجـــز
ولـــذاك إنـــي لـــم أزل
مـــتـــســـرعـــاً قـــبـــل الـــهـــزاهـــز
إن الـــشـــجـــاعـــة فـــي الـــفـــتـــى
والـــجـــود مـــن خـــيـــر الـــغـــرائـــز

"ان کو میں نے مبارزت کی للکار سے بے حال کر دیا، کیا کوئی ہے؟ اور میں ٹھہرا رہا جب بہادر اور جری بزدلی دکھاتے ہیں۔ اسی وجہ سے میں ہمیشہ جنگ کے ماحول میں جلدی کرنے والا ہوں۔ جوان کی شجاعت اور سخاوت بہترین عادات میں سے ہے"۔

یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں اس کے سامنے جاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عمرو ہے۔ عرض کیا اگر چہ عمرو ہے لیکن میں مقابلہ کروں گا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اجازت دی تو وہ یہ اشعار پڑھتے ہوئے آگے بڑھے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عمرو کو جواب:

لاتـــعـــجـــلـــن فـــقـــد اتـــاک
مـــجـــیـــب صـــوتک غـــیـــر عـــاجـــز
فـــی نـــیـــة وبـــصـــیـــرة
والـــصـــدق مـــنـــجـــی کـــل فـــائـــز
انـــی لارجـــو ان اقـــیـــم
عـــلـــیک نـــائـــحـــة الـــجـــنـــائـــز
مـــن ضـــربـــة نـــجـــلاء
یـــبـــقـــی ذکـــرهـــا عـــنـــد الـــهـــزاهـــز

”جلد بازی نہ کر ایک طاقتور جری شخص قبول کر کے سامنے آ گیا ہے جو نیت اور بصیرت کے ساتھ ہے صدق ہی ہر فائز
کامیاب کی نجات ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ تجھ پر ماتم بپا کروں وسیع زخم سے جس کا تذکرہ لڑائیوں میں باقی رہے“۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیشانی کا زخمی ہونا...... حضرت علی رضی اللہ عنہ میدان جنگ میں اترے تو عمرو نے پوچھا کون ہے؟ بتایا ”علی ہوں“ اس نے کہا علی بن عبد مناف؟ بتایا علی بن ابی طالب۔ تو اس نے کہا اے میرے بھتیجے تیرے چچا تجھ سے عمر میں بڑے تھے، میں تیری خون ریزی کو پسند نہیں کرتا۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا لیکن میں بخدا! تیرے قتل کا مشتاق ہوں۔ یہ سن کر وہ طیش میں آ گیا گھوڑے سے اترا اور شعلہ کی طرح چمکدار تلوار نیام سے نکالی اور غضبناک ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھ کر وار کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کا وار سپر پر روکا لیکن تلوار ڈھال میں الجھ کر رہ گئی اور پیشانی کو زخمی کر دیا (کرم اللہ وجہہ) پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وار کیا تلوار سے شانہ کاٹ دیا وہ زمین پر ڈھیر ہو گیا اور غبار اٹھا رسول اللہ ﷺ نے نعرہ تکبیر کی آواز سنی اور سمجھ گئے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اس کا کام تمام کر دیا ہے اور حضرت علی نے یہ کہا۔

اعـــلـــی تـــقـــتـــحـــم الـــفـــوارس هـــکـــذا
عـــنـــی وعـــنـــهـــم اخـــروا اصـــحـــابـــی
الـــیـــوم یـــمـــنـــعـــنـــی الـــفـــرار حـــفـــیـــظـــتـــی
ومـــصـــمـــم فـــی الـــراس لـــیـــس بـــنـــابـــی
عـــبـــد الـــحـــجـــارة مـــن ســـفـــاهـــة رایـــه
وعـــبـــدت رب مـــحـــمـــد بـــصـــواب

”کیا شاہسوار مجھ پر اس طرح آگے بڑھ کر وار کر سکتے ہیں میرے احباب کو مجھ سے اور ان سے دور رکھو آج مجھ کو فرار سے میرا
غیظ و غضب روک رہا ہے اور میری استقلال مزاجی جو جدا نہیں ہوتی۔ اس نے اپنی کم عقلی سے بت کی پرستش کی اور میں نے
اپنی صواب دید سے محمد ﷺ کے رب کی عبادت کی“۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ خندہ رو ہشاش بشاش رسول اللہ ﷺ کی طرف چلے آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ نے اس کی زرہ کیوں نہ اتار لی عرب میں اس سے بہتر زرہ نہیں۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اس پر وار کیا اس نے برہنہ ہو کر مجھ سے بچاؤ کیا تو میری [illegible] چنانچہ میں اس کی زرہ اتارنے سے شرما گیا۔ ان کا بیان ہے کہ باقی شاہسوار شکست کھا کر خندق عبور کر گئے۔

مشرک کی لاش اور اس کا معاوضہ پلید ہے...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی ہنسلی میں

نیزہ مار کر پیٹ کی گلی سے پار کر دیا اور خندق میں گر کر مر گیا۔ مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کی لاش کے عوض دس ہزار درہم ارسال کئے تو آپ نے فرمایا ہم مردوں کی قیمت وصول نہیں کرتے، یہ بلا معاوضہ تمہارا ہے۔ امام احمد حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے غزوہ خندق میں ایک مشرک کو قتل کیا تو اس کی لاش کے عوض انہوں نے کچھ مال دینا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کی نعش ان کو دے دو اس کی لاش بھی پلید ہے اور لاش کا معاوضہ بھی۔ آپ نے کچھ معاوضہ نہ لیا۔

امام بیہقی نے اس روایت کو (حماد بن سلمہ، حجاج بن ارطاۃ، حکم، مقسم) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوہ خندق میں ایک مشرک قتل ہوا تو لوگوں نے اس کی لاش کا معاوضہ بارہ ہزار درہم روانہ کئے تو آپ نے فرمایا اس کی لاش اور معاوضے میں کوئی خیر و برکت نہیں۔ اس روایت کو امام ترمذی نے (سفیان ثوری، ابن ابی لیلیٰ، حکم، مقسم) حضرت ابن عباس سے نقل کر کے غریب کہا ہے۔

نوفل بن عبداللہ حضرت زبیر بن عوام کے ہاتھوں جہنم رسید ہوا ..... موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا ہے کہ مشرکین نے نوفل بن عبداللہ مخزومی کی لاش کے عوض دیت پیش کی تو آپ نے اس کے وصول کرنے سے انکار کر دیا کہ وہ پلید ہے اور اس کی دیت بھی ناپاک ہے اللہ اس پر اور اس کی دیت پر لعنت بھیجے ہمیں اس کی دیت کی کوئی ضرورت نہیں اس کے دفن کرنے سے ہم روکتے نہیں۔ یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے روایت کی ہے کہ نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ نے دعوت مبارزت دی تو حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اس کے سامنے آئے اور تلوار کے وار سے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے اور ان کی تلوار میں دندانے پڑ گئے اور وہ یہ شعر پڑھتے ہوئے واپس چلے آئے

انی امرؤ احمی و احتمی عن النبی المصطفی الامی

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ نوفل خندق میں پھنس گیا تو لوگ اس پر سنگ باری کرنے لگے تو اس نے کہا اے عرب! بہتر طریقہ سے موت چاہتا ہوں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خندق میں اتر کر مار ڈالا۔ پھر مشرکین نے قیمتاً رسول اللہ ﷺ سے اس کی لاش مانگی تو آپ نے قیمت لینے سے انکار کر دیا اور ان کو لاش بلا قیمت دے دی۔ یہ روایت کئی وجہ سے غریب ہے۔

امام بیہقی، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ خندق کے وقت خواتین اور بچے قلعوں میں محفوظ کر دیئے گئے۔ میرے ساتھ عمر بن ابی سلمہ بھی تھا وہ پستہ قد تھا اور میں اس کی پیٹھ پر چڑھ کر دیکھتا تھا چنانچہ میں نے دیکھا کہ میرے والد کبھی ادھر حملہ کرتے تھے اور کبھی ادھر جو بھی آتا اس کو ٹھکانے لگا دیتے۔ شام کو ہمارے پاس قلعہ میں آئے تو میں نے عرض کیا ابا جان میں نے آج آپ کا کارنامہ دیکھا۔ پوچھا اے میرے بیٹے تو نے مجھے دیکھا تھا میں نے اثبات میں جواب دیا تو کہا میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔

حضرت سعد بن معاذ ..... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ ابو لیلیٰ عبداللہ بن سہل بن عبدالرحمن بن سہل انصاری کی معرفت بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ام المومنین غزوہ خندق میں بنی حارثہ کے قلعہ میں تھیں اور یہ مدینہ کے محفوظ ترین قلعوں میں سے تھا۔ سعد بن معاذ کی والدہ بھی ان کے ساتھ تھیں اور یہ پردہ کی آیات کے نزول سے قبل کا واقعہ ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ آئے وہ ایک چھوٹی سی زرہ پہنے ہوئے تھے ان کے بازو ننگے تھے ہاتھ میں برچھا اور ہلاتے ہوئے فخر سے یہ شعر پڑھ رہے تھے:

لبث قلیلا یشهد الهیجا حمل لا باس بالموت اذا حان الاجل

”تھوڑی دیر انتظار کر حمل لڑائی میں شریک ہوگا موت سے کوئی خوف نہیں جب موت آ جائے“۔

یہ سن کر اس کی والدہ نے کہا بیٹا واللہ! تم نے دیر کر دی فوراً چلے جاؤ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے کہا اے ام سعد! کاش سعد کی زرہ لمبی ہوتی، مجھے ڈر ہے کہ اسے تیر لگ جائے۔ اتفاقاً سعد بن معاذ کو ایک تیر لگا جس سے رگ اکحل کٹ گئی۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے نقل کیا ہے کہ حبان بن قیس بن عرقہ بنی عامر نے تیر مار کر کہا تھا۔ یہ تیر لے میں ابن عرقہ ہوں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں کہا اللہ تیرے چہرے کو دوزخ کی آگ میں عرق آلود کرے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کی دعا۔۔ یا اللہ! اگر قریش سے جہاد ابھی باقی ہے تو مجھے ان کے لئے زندہ رکھ کیونکہ مجھے اسی قوم سے جہاد کرنا بہت محبوب ہے جس نے تیرے رسول کو تکلیف پہنچائی اور اسے جھٹلایا اور جلا وطن کر دیا۔ یا اللہ! اگر لڑائی اختتام پذیر ہو چکی ہے تو اس زخم کو میری شہادت کا باعث بنا اور بنی قریظہ کے معاملہ میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل ہونے سے پہلے مجھے موت نہ دے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ مجھے ایک ثقہ شخص نے عبداللہ بن کعب بن مالک سے بتایا کہ سعد رضی اللہ عنہ کو تیر ابو اسامہ جشمی کی حلیف بنی مخزوم نے مارا تھا اور اس نے اسکے بارے میں عکرمہ بن ابی جہل کو مخاطب کر کے کہا تھا

اعکرم هلا لمتنی اذ تقول لی
فداک باطام المدینة خالد
الست الذی الزمت سعدا مرشة
لها بین اثناء المرافق عاند
قضی نحبه منها سعید فاعولت
علیه مع الشمط العذاری النواهد
وانت الذی دافعت عنه وقد دعا
عبیدة جمعا منهم اذ یکابد
علی حین ما هم جائر عن طریقه
واخر مرعوب عن القصد قاصد

"اے عکرمہ! تو نے مجھے کیوں نہ ملامت کی جب تو نے مجھے مدینے کے قلعات کے بارے میں کہا کہ خالد میں تجھ پر فدا ہوں۔ کیا میں وہ تیر انداز نہیں ہوں جس نے سعد کے زخم سے خون کے چھینٹے اڑا دیے بازو کے اثناء سے نکلنے والا خون جاری تھا۔ اس تیر کی وجہ سے سعد نے جان جان آفرین کے سپرد کی اور بلند آواز سے بوڑھی عورتوں کے ساتھ نوجوان لڑکیاں بھی رو دیں۔ اور تو نے اس کا دفاع کیا تھا اور عبیدہ نے اپنی جماعت کو بلایا تو جب وہ مشکل میں تھا۔ ایسے وقت میں کہ وہ اپنے راستے سے بھٹکا ہوا تھا اور دوسرا مرعوب تھا میانہ روی سے منحرف۔"

سعد کی دعا قبول ہوئی۔۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ان تینوں میں سے کون تیر انداز تھا اور بقول ابن ہشام سعد رضی اللہ عنہ کو تیر مارنے والا ابن عرقہ جشم بن حبان ہے۔ امام ابن کثیر کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ولی سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کی دعا بنی قریظہ کے بارے میں قبول فرمائی اور اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان مہیا فرمایا چنانچہ انہوں نے ہی ان کے بارے میں یہ فیصلہ سنایا کہ جوانوں کو قتل کر دیا جائے اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے۔ حتیٰ کہ اس پر رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ تو نے وہی حکم دیا ہے جو اللہ نے سات آسمانوں کے اوپر سے حکم دیا۔

صفیہ بنت عبدالمطلب کی شجاعت...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر کی معرفت عباد بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے "فارع" نامی قلعہ کے اندر پناہ گزین تھیں۔ ان کا بیان ہے کہ حسان رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ میں اور بچے ان کے ہمراہ وہیں تھے کہ ایک یہودی آیا اور قلعہ کے گرد چکر کاٹنے لگا۔ بنی قریظہ بھی رسول اللہ ﷺ سے اپنا عہد توڑ کر برسر پیکار تھے اور ہمارا ان یہودیوں سے کوئی دفاع کرنے والا موجود نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ اور تمام مسلمان دشمن سے لڑ رہے تھے۔ جب کوئی حملہ آور آتا تو وہ دشمن کو چھوڑ کر ہماری طرف نہیں آ سکتے تھے۔

میں نے کہا اے حسان رضی اللہ عنہ! یہ یہودی قلعہ کا چکر لگا رہا ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو واللہ! مجھے خطرہ ہے کہ یہ باقی یہودیوں کو ہماری کمزوری سے آگاہ کر دے گا۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم مشغول ہیں، اتر کر اس کو قتل کر دو۔ یہ سن کر حسان رضی اللہ عنہ نے کہا اے بنت عبدالمطلب! اللہ

آپ کی مغفرت کرے یا اللہ! آپ کو معلوم ہے کہ میں اس میدان کا مرد نہیں۔ جب اس نے معذوری کا اظہار کیا تو میں نے کمر باندھ کر چوبی ایک چوب اٹھایا اور قلعہ سے اتر کر اس یہودی پر وار کر کے اسے قتل کر دیا پھر قلعہ کے اندر واپس چلی آئی اور حسان رضی اللہ عنہ سے کہا جاؤ تم اب اس کا لباس اتار لاؤ (مرد ہونے کی وجہ سے میں اس کا لباس نہ اتار سکی تھی) تو حسان رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں (نوٹ) یہ حدیث منقطع ہے نیز ناقابل حجت ہے۔ اگر یہ درست ہوتی تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے مقابل شعراء کو بزدلی کا طعنہ دیتے جبکہ کسی سے منقول نہیں جیسا کہ ثابت ہے حضرت حسان رضی اللہ عنہ بہادر تھے۔ (از مترجم)

حملے کی شدت اور نماز عصر کا قضا ہونا ..... موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ مشرکوں نے مسلمانوں کا تقریباً بیس روز تک ہر طرف سے گھیرے میں لے کر گویا قلعہ میں محصور و مجبور کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کی قیام گاہ کی طرف ایک عظیم لشکر روانہ کر دیا جو رات تک لڑتا رہا عصر کا وقت ہو گیا تو ان کے لشکر نے گھیر اور سخت جنگ کر دیا کہ نبی علیہ السلام اور صحابہ رضی اللہ عنہم حسب قواعد باجماعت نماز نہ پڑھ سکے اور یہ حالت رات تک رہی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان لوگوں نے ہمیں نماز سے مشغول رکھا اللہ ان کے شکم اور گھروں (ایک روایت میں ہے کہ اور قبروں) کو آگ سے بھر دے۔ جب حالات نازک ہو گئے اور بہت سے لوگوں نے نفاق کا اظہار کیا اور طرح طرح کی بری باتیں کیں تو رسول اللہ ﷺ صورت حال دیکھ کر ان کو بشارت کی نوید سنانے لگے کہ اللہ کی قسم یہ شدت اور تنگی ختم ہو جائے گی اور میں امیدوار ہوں کہ ہم امن و سکون سے بیت اللہ کا طواف کریں گے اور کعبہ کی چابی اللہ میرے سپرد کر دے گا اللہ کسریٰ اور قیصر کو ہلاک کرے گا اور تم ان کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں صرف کرو گے۔

امام بخاری (اسحاق بن ابراہیم، روح، ہشام، محمد، عبیدہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خندق میں فرمایا اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے جیسا انہوں نے ہمیں غروب آفتاب تک نماز وسطیٰ اور نماز عصر سے مشغول رکھا۔ اس روایت کو ماسوائے ابن ماجہ کے سب نے بطریق (ہشام بن حسان از محمد بن سیرین از عبیدہ از علی رضی اللہ عنہ) بیان کیا ہے۔ امام مسلم اور ترمذی نے (سعید بن ابی عروبہ از قتادہ از ابی حسان اعرج از عبیدہ از علی رضی اللہ عنہ) بیان کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔

امام بخاری (مکی بن ابراہیم، ہشام، یحییٰ، ابو سلمہ، جابر بن عبداللہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ جنگ خندق کے دوران غروب آفتاب کے بعد قریش کو برا بھلا کہتے ہوئے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے بمشکل نماز عصر سورج غروب ہوتے ہوتے پڑھی ہے، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا واللہ میں نے تو ابھی پڑھی ہی نہیں۔ پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وادی بطحان میں گئے آپ نے وضو اور ہم سب نے وضو کیا نماز عصر غروب آفتاب کے بعد پڑھی اور اس کے بعد نماز مغرب پڑھی۔ اس روایت کو امام بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی نے بطریق یحییٰ بن ابی کثیر از ابو سلمہ روایت کیا ہے۔

امام احمد (عبدالصمد، ثابت، ہلال، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ (ایک روز) رسول اللہ ﷺ دشمن سے برسر پیکار رہے یہاں تک کہ عصر کی نماز بھی بروقت نہ پڑھ سکے تو رسول اللہ ﷺ نے بددعا فرمائی یا اللہ! جن لوگوں نے ہمیں عصر کی نماز پڑھنے سے روکا ہے اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے لبریز کرے۔ امام احمد اس میں متفرد ہیں۔ سند میں مذکور ہلال بن خباب صحیح کوفی ثقہ ہے۔ امام ترمذی وغیرہ نے اس کی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

علماء کی ایک جماعت نے ان احادیث سے یہ اخذ کیا ہے کہ الصلاۃ الوسطیٰ نماز عصر ہے جیسا کہ ان احادیث میں مذکور ہے اور قاضی ماوردی نے امام شافعی کے مذہب کو اس صحیح روایت سے ثابت کیا ہے اور ہم (ابن کثیر) نے حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطیٰ (۲/۲۳۸) کے تحت یہ مسئلہ مفصل بیان کیا ہے۔

نماز موخر کرنا ..... رسول اللہ ﷺ کے اس طرز عمل سے بعض نے عذر قتال کی وجہ سے نماز کو موخر کر دینے کے جواز پر استدلال کیا ہے جیسا کہ مکحول اور اوزاعی کا مسلک ہے اور امام بخاری نے اس پر ایک باب اور عنوان قائم کیا ہے۔ اس مذکورہ بالا حدیث اور حدیث بنی قریظہ سے استدلال کیا ہے کہ ہر ایک نماز عصر بنی قریظہ کے محلہ میں جا کر پڑھے چنانچہ بعض نے نماز عصر راستہ میں پڑھ لی اور بعض نے غروب آفتاب کے بعد بنی قریظہ میں

جا کر پڑھی اور آپ نے کسی سے پوچھ گچھ نہیں کی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت ۲۰ھ میں قلعہ تستر کے محاصرے سے بھی انہوں نے استدلال کیا ہے کہ ان لوگوں نے لڑائی کے عذر اور عنقریب فتح کے مدنظر صبح کی نماز طلوع آفتاب کے بعد پڑھی۔

نماز مؤخر کرنے میں اختلاف...... جمہور علماء (جن میں امام شافعی بھی شامل ہیں) نے غزوہ خندق میں نماز کے التواء اور تاخیر کو نماز خوف کی مشروعیت سے منسوخ قرار دیا ہے کہ وہ اس وقت مشروع نہ تھی اس لئے اس روز نماز کو موخر کیا۔ اس میں یہ اعتراض ہے کہ ابن اسحاق وغیرہ اہل علم نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز خوف "عسفان" میں پڑھی اور غزوہ عسفان کو محمد بن اسحاق امام المغازی نے غزوہ خندق سے قبل ذکر کیا ہے اسی طرح غزوہ ذات الرقاع کو بھی غزوہ خندق سے پہلے بیان کیا ہے واللہ اعلم۔

اور بعض کا خیال ہے کہ غزوہ خندق میں سہو اور بھول کر نماز رہ گئی تھی جیسا کہ مسلم شریف کے بعض شارحین سے منقول ہے لیکن اس میں بھی اشکال ہے کہ ایک جم غفیر سے سہو مستبعد اور محال ہے۔ مزید برآں وہ نماز کی پابندی کے حریص اور شوقین تھے اور یہ اس وجہ سے بھی مشکل ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ مروی ہے کہ غزوہ خندق میں ظہر، عصر اور مغرب، عشاء کے وقت پڑھی۔

امام احمد (یزید اور حجاج، ابن ابی ذئب، مقبری، عبدالرحمان بن ابی سعید خدری) حضرت ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ مشرکین نے ہمیں نماز پڑھنے سے روک دیا یہاں تک کہ رات کا کچھ حصہ گزر گیا اور ہمیں نماز کی فرصت ملی (فرمان الٰہی ہے کفی اللہ المؤمنین القتال (۳۳/۲۵) اور اللہ نے مسلمانوں کو لڑائی کی نوبت نہ آنے دی) رسول اللہ ﷺ نے بلال کو بلا کر تکبیر کا حکم دیا اس نے تکبیر کہی اور نبی علیہ السلام نے نماز ظہر پڑھائی جیسا کہ بروقت پڑھایا کرتے تھے پھر عصر، مغرب اور عشاء اسی طرح پڑھائی بقول حجاج راوی یہ نماز خوف کے مشروع ہونے سے پہلے کا قصہ ہے۔ اس روایت کو امام نسائی نے (فلاس از یحییٰ قطان از ابن ابی ذئب) بیان کیا ہے کہ مشرکین نے ہمیں غزوہ خندق میں نماز ظہر پڑھنے کی غروب آفتاب تک مہلت نہ دی۔

امام احمد (ہشیم، ابوالزبیر، نافع بن جبیر، ابو عبیدہ بن عبداللہ بن مسعود) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو غزوہ خندق میں چار نمازوں کے پڑھنے کی مہلت نہ دی حتی کہ رات کا کچھ حصہ گزر گیا پھر آپ ﷺ نے حضرت بلال کو فرمایا اس نے اذان کہی پھر تکبیر کے بعد نماز ظہر پڑھائی پھر صرف تکبیر کے بعد باقی نمازیں پڑھائیں۔

حضور اکرم ﷺ نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء کے وقت میں پڑھائیں...... ابوبکر بزار (محمد بن معمر، مؤمل بن اسماعیل، حماد بن سلمہ، عبدالکریم بن ابی المخارق، مجاہد) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ غزوہ خندق میں نماز ظہر، عصر، مغرب اور عشاء نہ پڑھ سکے۔ آپ نے بلال کو ارشاد فرمایا اس نے اذان کہی پھر اس نے تکبیر کہی اور رسول اللہ ﷺ نے نماز ظہر پڑھائی پھر رسول اللہ ﷺ نے ہر نماز (عصر، مغرب اور عشاء) اذان اور تکبیر کے ساتھ پڑھائی اور فرمایا اس وقت تمہارے علاوہ کوئی قوم بھی روئے زمین پر ذکر میں مصروف نہیں۔

اس روایت میں بزار منفرد ہے اور اس نے کہا ہے کہ اس روایت کو ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں اور بعض نے اس کو عبدالکریم از مجاہد از ابو عبیدہ از عبداللہ بھی بیان کیا ہے۔

خوف میں پڑھنے کی دعا...... امام احمد (ابو عامر، زبیر بن عبداللہ، ربیح بن ابی سعید خدری) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ خندق میں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا کوئی ورد، وظیفہ ہے جو ہم پڑھیں (خوف کے مارے) دل حلق میں آ گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا "ہاں" "اللھم استر عوراتنا و آمن روعاتنا" ...... یا اللہ ہماری کوتاہیوں پر پردہ ڈال دے اور خطرات سے محفوظ کر دے چنانچہ اللہ نے دشمنوں پر تند و تیز آندھی چلا دی۔

اس روایت کو ابن ابی حاتم نے "اپنی تفسیر میں" (ابو حاتم، ابو عامر عقدی، زبیر بن عبداللہ غلام عثمان بن عفان، ربیح بن عبدالرحمان بن ابی سعید خدری، ابیہ عبدالرحمان) حضرت ابوسعید خدری سے بیان کیا ہے اور یہی درست ہے۔ امام احمد (حسین، ابن ابی ذئب، یحییٰ از بنی سلمہ) حضرت جابر

بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام مسجد احزاب میں تشریف لائے، چادر کو رکھ کر کھڑے ہو گئے اور خوب ہاتھ پھیلا کر ان پر بددعا کی اور نماز بھی پڑھی، پھر تشریف لائے، بددعا کی اور نماز پڑھی۔

حضور ﷺ کی بددعا ۔۔۔ صحیحین میں (اسماعیل بن ابی خالد از عبداللہ بن ابی اوفی) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احزاب کے خلاف بددعا فرمائی: اللھم منزل الکتاب سریع الحساب اھزم الاحزاب اے اللہ کتاب اتارنے والے، جلد حساب لینے والے، احزاب (کے لشکروں) کو شکست دے (اللھم اھزمھم وزلزلھم) یا اللہ! ان کو شکست دے اور ان کو ہلا کر رکھ دے۔ ایک روایت میں ہے:

اللھم اھزمھم وانصرنا علیھم۔

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی:

لا الہ الا اللہ وحدہ اعز جندہ ونصر عبدہ وغلب الاحزاب وحدہ فلا شیء بعدہ

خدا واحد کے سوا کوئی معبود نہیں، اس نے اپنے لشکر کو عزت بخشی اور مضبوط کر دیا، اپنے بندے کی نصرت و حمایت کی اور صرف ایک اللہ نے "احزاب" کو مغلوب کر دیا، اس کے بعد کوئی چیز (باقی) نہیں۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم دشمن کے تسلط اور ان کی اجتماعی قوت، بلندی کی طرف اور نشیبی جانب سے حملہ آور ہونے کی وجہ سے نہایت خوف و ہراس میں مبتلا تھے۔

نعیم بن مسعود اشجعی رضی اللہ عنہ کی چال ۔۔۔۔ نعیم رضی اللہ عنہ بن مسعود بن عامر بن انیف بن ثعلبہ بن قنفذ بن ہلال بن خلاوہ بن اشجع بن ریث بن غطفان نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں مسلمان ہو چکا ہوں اور میری قوم کو میرے اسلام کے بارے میں کوئی علم نہیں، آپ جو چاہیں حکم فرمائیں، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں میں اس طرح کا صرف تو ایک آدمی ہے لیکن ہو سکے تو ان میں پھوٹ ڈال دے کیونکہ لڑائی سراسر دھوکا اور فریب ہے۔

چنانچہ نعیم بن مسعود (جو جاہلیت میں بنو قریظہ کا ہم نوالہ و ہم پیالہ تھا) بنی قریظہ کے پاس پہنچا اور ان سے کہا: آپ بخوبی جانتے ہیں کہ میرا آپ کے ساتھ کس قدر تعلق، پیار اور محبت دیرینہ ہے۔ انہوں نے کہا آپ نے درست کہا ہے، واقعی آپ ہمارے نزدیک مخلص اور محترم شخص ہیں۔ چنانچہ اس نے کہا کہ قریش اور غطفان کی صورت حال تمہارے جیسی نہیں ہے۔ مدینہ تمہارا شہر ہے اس میں تمہارا مال و متاع ہے، اہل و عیال ہے، تم اس کو چھوڑ کر کہیں اور نہیں جا سکتے، قریش اور غطفان صرف محمد ﷺ اور اس کے ساتھیوں سے جنگ کے لئے آئے ہیں۔ تم نے ان سے تعاون کیا ہے، یہاں کا علاقہ، ان کا وطن اور مال و متاع یہاں نہیں ہے، اور ان کا اہل و عیال اور تمہارے جیسی صورت حال میں نہیں، انہیں اگر کوئی موقعہ ملا تو فائدہ اٹھا لیں گے ورنہ وہ واپس بھاگ جائیں گے اور تمہیں اس "شخص" کے حوالے کر کے چھوڑ جائیں گے، جس کے مقابلے کی تم میں طاقت نہیں، لہٰذا میری رائے ہے کہ تم ان کے ساتھ مل کر جنگ مت کرو جب تک تم ان کے چند اشراف کو یرغمال نہ لے لو تاکہ تم محمد ﷺ کے خلاف فیصلہ کن جنگ کر دو گے، یہ سن کر بنو قریظہ نے کہا واقعی آپ نے اچھی اور مناسب رائے دی ہے۔

پھر نعیم، قریش کے پاس آئے اور ابوسفیان اور قریش کے معزز لوگوں سے کہا: آپ میری محبت اور تعلق خاطر سے مطلع ہیں اور محمد ﷺ سے میری مخالفت بھی جانتے ہیں، پھر اس نے کہا مجھے ایک بات معلوم ہوئی ہے خیر خواہی کے جذبے سے وہ بات آپ کو بتانا میرا فرض ہے۔ لیکن یہ بات صیغہ راز میں رہے۔ انہوں نے کہا بہتر۔ تو اس نے کہا معلوم ہوا ہے کہ یہود بنو قریظہ اپنی وعدہ خلافی پر شرمندہ ہیں اور انہوں نے محمد ﷺ کو پیغام بھیجا ہے کہ ہم اپنی بدعہدی پر نادم ہیں، کیا آپ کو یہ پسند ہے کہ ہم قریش اور غطفان کے چند اشراف پکڑ کر آپ کے حوالے کر دیں اور آپ ان کو قتل کر دیں، پھر ہم باہم مل کر باقی ماندہ لوگوں کا صفایا کر دیں، یہ سن کر محمد ﷺ نے ان کی بات قبول کر لی ہے۔ اب اگر وہ تم سے کچھ آدمی بطور یرغمال طلب کریں تو ایک آدمی بھی ان کے حوالے مت کرنا۔

پھر وہ غطفان کے پاس پہنچا اور اس نے کہا اے معشر غطفان! آپ میرا خاندان اور قبیلہ ہیں اور سب سے محبوب ہیں اور میرا خیال ہے کہ تم

مجھے مخلص اور قابل اعتبار بھی سمجھتے؟ انہوں نے کہا بالکل! آپ ہمارے ہاں قابل اعتماد ہیں۔ اس نے کہا ایک بات ہے جو صیغہ راز میں رہے، انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ پھر اس نے غطفان سے وہی بات کی جو اس نے قریش سے کی تھی۔

قدرت الٰہی سے یہ ہوا کہ ہفتہ کی شب ماہ شوال ۵ ھ میں ابو سفیان اور روسائے غطفان نے عکرمہ بن ابی جہل کی زیر قیادت قریش اور غطفان کے چند لوگوں کو بنی قریظہ کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ ہمارا قیام موزوں اور مناسب مقام پر نہیں، گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو رہے ہیں کل لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ کہ ہم محمد ﷺ پر حملہ آور ہوں اور ان کی سرکوبی سے فارغ ہوں، تو بنی قریظہ نے ان کے جواب میں یہ کہا آج ہفتہ کا دن ہے، ہم یہ روز ہفتہ (تعطیل مناتے ہیں) ہم کام نہیں کرتے، دیکھئے کہ ہمارے بعض لوگوں نے اس حکم کی خلاف ورزی کی تھی وہ عذاب میں مبتلا ہو گئے جیسا کہ آپ سے پوشیدہ نہیں علاوہ ازیں جب تک آپ کچھ آدمی ہمارے پاس یرغمال نہ رکھیں ہم تمہارے ساتھ محمد ﷺ سے لڑنے کے لئے تیار نہ ہوں گے اور لڑائی تک وہ لوگ ہمارے پاس بطور یرغمال رہیں گے ہمیں خوف ہے کہ جنگ میں تمہارے آدمی کام آ جائیں اور لڑائی شدت اختیار کر جائے تو تم ہمیں بے یار و مددگار چھوڑ کر بھاگ جاؤ اور ہمیں بے دست و پا اس "آدمی" کے حوالے کر جاؤ جس کا مقابلہ ہمارے بس کی بات نہیں۔

احزاب میں پھوٹ ...... جب یہ لوگ بنی قریظہ کا پیغام لے کر قریش اور غطفان کے پاس آئے تو انہوں نے کہا واللہ! نعیم کی بات سچ ہے۔ چنانچہ انہوں نے بنی قریظہ کو پیغام بھیجا کہ ہم تو ایک آدمی بھی نہ دیں گے۔ اگر تمہارا جنگ کا ارادہ ہے تو آؤ لڑو۔ یہ سن کر بنی قریظہ نے کہا واللہ! نعیم کی بات سچی ہے یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہم جنگ کریں اگر موقع ملے تو فائدہ اٹھائیں ورنہ اپنی راہ لیں بھاگ جائیں اور ہمیں اس "آدمی" کے رحم و کرم پر چھوڑ جائیں۔ چنانچہ انہوں نے قریش اور غطفان کو پیغام بھیجا کہ جب تک تم بطور یرغمال کچھ آدمی نہ دو گے لڑائی میں ہم تمہارا ساتھ نہ دیں گے۔ قریش اور غطفان نے یہ پیغام سن کر یرغمال دینے سے صاف انکار کر دیا اور قدرت نے ان کے درمیان پھوٹ ڈال دی اور اللہ تعالیٰ نے نہایت شدید سردی کی رات میں تند و تیز ہوا کا طوفان بھیجا جس سے ان کے خیمے اکھڑ گئے اور ہنڈیاں الٹ گئیں۔

نعیم کا قصہ موسیٰ بن عقبہ کے الفاظ میں ...... یہ واقعہ جو ابن اسحاق نے نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کیا ہے موسیٰ بن عقبہ کے بیان سے بہت عمدہ ہے جو "دلائل" میں امام بیہقی نے اس سے نقل کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ نعیم بن مسعود بات کا کچا تھا جو راز مخفی تھا ظاہر کر دیتا تھا ایک روز عشاء کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا آپ ﷺ نے اس کو اشارے سے بلایا تو وہ آیا آپ نے پوچھا "کوئی تازہ خبر" اس نے بتایا کہ قریش اور غطفان نے بنی قریظہ کو پیغام بھیجا ہے کہ میدان میں آ کر آپ کے ساتھ جنگ کریں لیکن بنی قریظہ نے کہا ہمیں اپنے پاس یرغمال رکھنے کا مطالبہ کیا ہے پہلے بتایا جا چکا ہے کہ بنی قریظہ نے حی بن اخطب کی معرفت رسول اللہ ﷺ سے عہد شکنی اس بنا پر کی تھی کہ وہ ابھی احسان و امداد کی خاطر کچھ آدمی بطور یرغمال حوالے کرے۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تیرے پاس ایک راز کی بات کہتا ہوں تاکہ تو کسی کو نہ بتائے وہ یہ ہے کہ بنی قریظہ نے مجھ کو پیغام بھیجا ہے اگر صلح میں بنی نضیر کو مدینے کے گھر بار واپس کر دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "لڑائی ایک دھوکہ ہے ممکن ہے اللہ اس میں ہمارے لئے کوئی بہتری پیدا کر دے"۔ یہ بات سن کر نعیم بن مسعود غطفان اور قریش کے پاس پہنچا اور ان کو بتایا چنانچہ قریش اور غطفان نے فوراً ہی بنی قریظہ کے پاس عکرمہ وغیرہ کو بھیجا (اتفاقاً وہ ہفتہ کی رات تھی) کہ وہ ان کے ہمراہ جنگ کے لئے نکلیں۔ یہ سن کر یہود نے ہفتہ کا بہانہ کیا اور کہا اشراف کو "احسان کی خاطر" بطور یرغمال بھیجو۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان اختلاف واقع کر دیا۔ بقول ابن کثیر ممکن ہے کہ بنی قریظہ نے قریش اور غطفان کے ساتھ جنگ سے ابا کیا ہو اور رسول اللہ ﷺ کے پاس صلح کا پیغام بھیجا ہو، بشرطیکہ آپ بنی نضیر کو واپس مدینے میں بسا لیں۔ واللہ اعلم۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی جاسوسی ...... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب ان کے درمیان پھوٹ اور اختلاف کا علم ہوا اور قدرتی ہوا و حوادث کا انکشاف ہوا تو آپ ﷺ نے حضرت حذیفہ بن یمان کو رات کی تاریکی میں دشمن کے حالات معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ابن اسحاق نے یزید بن زیاد کی معرفت محمد بن کعب قرظی سے نقل کیا ہے کہ کوفی نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ

سے پوچھا کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور ان کی صحبت میں وقت گزارا؟ انہوں نے کہا ہاں، اے بھتیجے! اس نے پوچھا آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیسے برتاؤ کرتے تھے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ! ہم خوب جدوجہد کرتے تھے۔ یہ سن کر کوفی نے کہا اگر ہم ان کا زمانہ پاتے تو ہم ان کو کاندھوں پر اٹھائے رکھتے اور زمین پر چلنے کی زحمت نہ دیتے۔

تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے بھتیجے! واللہ! ہم غزوہ خندق میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ نے رات کو کچھ دیر نماز پڑھی پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کون ہے جو دشمن کے حالات معلوم کر کے آئے گا میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ جنت میں میرا رفیق ہو۔ ہم اس قدر رات کی تاریکی، بھوک کی شدت اور شدید خوف زدہ تھے کہ حتیٰ کہ کوئی آدمی تیار نہ ہوا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے وہیں کا ذکر فرمایا تو آپ نے مجھے بلایا جب مجھے بلایا تو میں مجبوراً رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا حذیفہ جاؤ اور دشمن کے پڑاؤ میں گھس جاؤ اور دیکھو وہ کیا کرتے ہیں لیکن میرے پاس آنے تک کچھ نہ کرنا۔ چنانچہ میں چلا گیا اور دشمن کی قیام گاہ میں داخل ہو گیا آندھی اور اللہ کے لشکر نے ان کا برا حال کر دیا تھا ہانڈیاں الٹ کر رکھ دی تھیں خیموں کی چوبیں اکھاڑ کر پھینک دی تھیں۔

احزاب کی واپسی ..... اس وقت ابوسفیان نے کہا ہر آدمی اپنے ساتھی اور ہم مجلس کا خیال رکھے۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ سن کر اپنے پہلو میں بیٹھے شخص کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا فلاں بن فلاں۔ پھر ابوسفیان نے کہا اے گروہ قریش! واللہ! اب تمہارا یہاں ٹھہرنا درست نہیں گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو رہے ہیں بنی قریظہ معاہدہ کی خلاف ورزی کر رہے ہیں اور ان کے ناگوار رویہ سے ہم دو چار ہو چکے ہیں اور تند آندھی تم دیکھ رہے ہو۔ نہ ہانڈی کو قرار ہے نہ خیمے کو ثبات ہے نہ آگ روشن کر سکتے ہو، تم کوچ کر جاؤ میں تو کوچ کر رہا ہوں۔ پھر وہ اپنی سواری کی طرف بڑھا اور اس پر بیٹھ گیا اس کا زانو بندھا ہوا تھا اس نے سواری کو چابک مارا تو تین پاؤں پر کھڑی ہوئی۔ اس کا زانو بند کھڑے کھڑے ہی کھولا گیا۔ اگر رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان کہ "میرے پاس پہنچنے تک کوئی اقدام نہ کرنا" نہ ہوتا تو میں اس کو تیر مار کر قتل کر دیتا۔

حضرت حذیفہ کا بیان ہے کہ میں واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ ایک زنانہ چادر جس پر کجاووں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں اوڑھے نماز پڑھ رہے تھے آپ نے مجھے دیکھا تو مجھے اپنے پاؤں کے درمیان داخل کر کے مجھ پر چادر کا دامن ڈال دیا۔ آپ اسی طرح رکوع اور سجدہ کرتے رہے جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے آپ کو حقیقت حال سے مطلع کیا۔ غطفان بھی قریش کی واپسی کی خبر سن کر واپسی کا سفر اختیار کر گئے۔ یہ روایت اس سند سے منقطع ہے۔

یہ روایت امام مسلم نے (اعمش از ابراہیم بن یزید تیمی از یزید تیمی) بیان کی ہے کہ ہم حضرت حذیفہ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے کہا اگر میں رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ہوتا تو میں آپ کے ہمراہ جہاد کرتا اور خوب لڑتا۔ یہ سن کر حذیفہ نے کہا تو ایسا کرتا؟ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ احزاب کی رات میں تھے شدید آندھی اور بلا کی سردی تھی۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص ہے جو کافروں کی خبر لائے بروز قیامت وہ میرے ساتھ ہوگا۔ یہ سن کر سب خاموش رہے اور کسی نے جواب نہ دیا آپ نے دوبارہ اعلان کیا مگر جواب ندارد۔ پھر آپ نے فرمایا حذیفہ اٹھو اور کافروں کی خبر لاؤ۔ جب آپ نے میرا نام لے کر بلایا تو میں مجبوراً اٹھا آپ نے نصیحت فرمائی کافروں کی خبر لا کر پیش کرو اور ان کو مشتعل نہ کرنا۔ چنانچہ میں آپ کے پاس سے روانہ ہوا گویا میں گرم حمام میں چل رہا ہوں اور میں چلتے چلتے ان کے پاس پہنچ گیا دیکھا تو ابوسفیان اپنی پشت آگ سے سینک رہا ہے میں نے تیر کمان پر چڑھایا اور مارنے کا ارادہ کیا پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کا فرمان "ان کو مشتعل نہ کرنا" یاد آ گیا اگر میں اس کو تیر مار دیتا تو وہ ابوسفیان کو لگتا۔ آخر میں واپس لوٹا گویا میں گرم حمام میں چل رہا ہوں جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو مجھے سردی محسوس ہوئی اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سب حال بیان کیا تو آپ نے مجھ پر اپنا فالتو کمبل ڈال دیا جس کو اوڑھ کر آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں صبح تک سوتا رہا جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اٹھو اے بہت سونے والے۔

امام حاکم نے اور دلائل میں امام بیہقی نے یہ روایت (عکرمہ بن عمار از محمد بن عبداللہ دؤلی از عبدالعزیز برادر زادہ ابو حذیفہ) تفصیل سے بیان کی ہے۔ حضرت حذیفہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنے غزوات کا ذکر کیا تو پاس بیٹھے لوگوں نے کہا واللہ اگر ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد مسعود میں

ہوتے تو بڑے بڑے کارنامے انجام دیتے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا ایسی ڈینگیں نہ مارو۔

ہم جنگ احزاب میں ایک رات رسول اللہ ﷺ کے پاس صف بستہ تھے ابوسفیان مع لشکر اوپر کی سمت تھا اور یہودی بنی قریظہ نیچے کی سمت تھے یہود سے خطرہ تھا کہ وہ اہل و عیال پر شب خون ماردیں گے۔ یہ رات مسلمانوں پر بڑی سخت تھی، تاریک و تار اور بلا کی آندھی تھی بجلی کی کڑک کی طرح خوفناک آوازیں آرہی تھیں، اندھیرا گھپ تھا، ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا، خوف کے مارے منافق آپ ﷺ سے گھر جانے کی اجازت طلب کرتا آپ اسے اجازت فرمادیتے۔ علاوہ ازیں وہ چپکے چپکے کھسک بھی رہے تھے اور ہم اس وقت تین سو جانباز بیٹھے تھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ ایک ایک کے پاس تشریف لائے یہاں تک کہ میرے پاس آئے (میرے پاس ڈھال بھی نہ تھی نہ سردی سے بچاؤ کے لئے کوئی کپڑا ماسوائے اپنی بیوی کی ایک اوڑھنی کے جو بمشکل میرے گھٹنوں تک پہنچتا تھا اور میں گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا تھا) اور پوچھا کون ہے؟ عرض کیا حذیفہ۔ آپ نے حیرت و استعجاب سے فرمایا حذیفہ، میں نے جھینپ کر دل ناخواستہ اٹھ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ فرمایئے تو آپ نے فرمایا کہ کافروں میں ایک حادثہ درپیش ہے، جاؤ خبر لاؤ۔ میں اس وقت سخت گھبراہٹ اور سردی محسوس کر رہا تھا۔

مقبول دعا...... میں روانہ ہونے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی یا اللہ اس کو ہر پہلو سے محفوظ رکھ، واللہ! میری گھبراہٹ، بے قراری اور سردی غائب ہوگئی جب میں نے جانے کے لئے پشت پھیری تو آپ نے فرمایا میرے پاس آنے تک کوئی اور کام نہ کرنا۔ چنانچہ میں چلتا چلتا کفار کی قیام گاہ میں پہنچ گیا تو میں نے آگ کا ایک الاؤ دیکھا اس کے پاس ایک بھاری بھرکم سیاہ فام شخص موجود ہے جو اپنے ہاتھوں کو آگ پر پھیلا کر اپنے پہلوؤں کو سینک رہا ہے اور اعلان کر رہا ہے الرحیل الرحیل، چلو چلو، میں قبل ازیں ابوسفیان کو نہ پہچانتا تھا، میں نے اپنے تیردان سے سفید دھاری دار تیر نکالا اور کمان پر چڑھا کر اس کو آگ کی روشنی میں تیر مارنے کا ارادہ کیا تو مجھے رسول اللہ ﷺ کا فرمان یاد آیا (کہ میرے پاس آنے تک کوئی اور کام نہ کرنا) چنانچہ میں ٹھہر گیا اور اپنے تیر کو تیردان میں رکھ لیا پھر میں ہمت کر کے لشکر کے اندر داخل ہوگیا تو معلوم ہوا کہ میرے آس پاس بنی عامر ہیں وہ کہہ رہے ہیں چلو، چلو اے آل عامر! ٹھہرنے کا مقام نہیں، تیز و تند آندھی ان کی فرودگاہ تک محدود تھی بالشت بھر بھی تجاوز نہ تھی مجھے ان کے کجاووں اور بستروں پر پتھر پڑنے کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔

عمامہ پوش گھڑ سوار...... پھر میں رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہوا، ابھی آدھا راستہ ہی طے کیا ہوگا کہ قریباً بیس عمامہ پوش گھڑ سوار ملے انہوں نے کہا اپنے صاحب کو بتادینا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کفایت کرایا ہے، میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ چادر اوڑھے نماز پڑھ رہے ہیں رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی کہ جب آپ کو کوئی امر درپیش ہوتا تو نماز میں کھڑے ہو جاتے۔ واللہ! میں جب سے واپس لوٹا تو مجھے سردی محسوس ہونے لگی۔ میں سردی سے کپکپا رہا تھا کہ نماز میں ہی رسول اللہ ﷺ نے مجھے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ میں آپ کے قریب ہوا تو آپ نے کمبل کا فاضل دامن مجھ پر ڈال دیا۔ نماز کے بعد میں نے سارا قصہ آپ کو سنایا کہ وہ چلے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ احزاب کی متعدد آیات نازل فرمائیں اور فرمایا!

كفى الله المؤمنين القتال و كان الله قويا عزيزا

"اللہ نے مسلمانوں کو عام لڑائی کی نوبت نہ آنے دی بلکہ اللہ نے ان کو ہوا کا طوفان اور ملائکہ وغیرہ کا لشکر بھیج کر بھگا دیا۔"

ایک دعا...... ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک متفق علیہ روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے:

لا اله الا الله وحده صدق وعده ونصر عبده واعز جنده وهزم الاحزاب وحده فلا شيء بعده

آیت میں پیش گوئی...... كفى الله المؤمنين القتال میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جارحانہ لڑائی کا دور ختم ہو جائے گا اور واقعہ ایسے ہی ہوا کہ بعد ازاں قریش نے مسلمانوں کی طرف رخ نہ کیا جیسا کہ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ خندق سے مدینہ واپس لوٹے تو فرمایا کہ اب قریش تم پر حملہ آور نہ ہوں گے لیکن تم ان پر حملہ آور ہو گے۔ چنانچہ قریش نے بعد ازاں حملہ نہیں کیا، مسلمان ان پر حملہ آور ہوتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ پر غلبہ نصیب فرمادیا۔

امام احمد (یحییٰ، سفیان، ابو اسحاق) حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب ہم ان پر حملہ آور ہوں گے وہ ہم پر حملہ کی طاقت نہیں رکھتے۔ امام بخاری نے بھی یہ روایت (اسرائیل اور سفیان از ابو اسحاق سبیعی از سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ) بیان کی ہے۔

شہدائے خندق: ابن اسحاق کا بیان ہے کہ غزوہ خندق میں بنی عبدالاشہل میں سے تین آدمی شہید ہوئے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ (جن کا مفصل حال عنقریب بیان ہوگا) انس بن اوس بن عتیک، عبداللہ بن سہل اور بنی جشم سے طفیل بن نعمان اور ثعلبہ بن غنمہ اور بنو نجار قبیلے سے کعب بن زید ان کو ایک نامعلوم تیر لگا اور شہید ہو گئے۔

مقتولین مشرکین: مشرکین میں سے تین آدمی جہنم رسید ہوئے۔

(۱) منبہ بن عثمان بن عبید بن سباق بن عبدالدار اس کو تیر لگا اور مکہ پہنچ کر ہلاک ہو گیا۔

(۲) نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ خندق میں گھس آیا وہ پھنس گیا اور قتل کر دیا گیا مشرکین نے اس کی لاش کا معاوضہ زر کثیر بھی دیا مگر آپ نے قبول نہ کیا اور لاش واپس کر دی۔

(۳) عمرو بن عبدود عامری حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مارا گیا۔ ابن ہشام نے ایک ثقہ راوی کی معرفت زہری سے نقل کیا ہے۔ عمرو بن عبدود کو عمرو بن عبد بھی کہتے ہیں۔

آیات کریمہ: ... اللہ تعالیٰ نے ان کا تذکرہ اور رسول اللہ ﷺ نے جو جنگ کی اور کفار کے گروہوں (احزاب) سے مقابلہ اور مدد کے نمایاں میں عذاب الٰہی کے خود دو نیوں کی تخت مصیبت میں مبتلا کر دیا یعنی ان اور کفار سے مکمل جنگ ان کے کسی کام نہ آئی بلکہ وہ اللہ کے غیظ و غضب کے مستحق ہوئے، اور آخرت میں خسارے میں مبتلا ہوئے۔ (۳۳/۲۵) اللہ کی قدرت دیکھو اس نے کافروں کو غصے میں بھرے ہوئے خالی ہاتھ واپس لوٹا دیا اور خود ہی اللہ نے مسلمانوں کو لڑائی کی نوبت نہ آنے دی اور اللہ زور آور زبردست ہے اور اہل کتاب (بنو قریظہ کے یہودیوں) کو جنہوں نے عہد شکنی کر کے مشرکوں کی مدد کی تھی ان کے قلعوں سے اتار دیا اور ان کے دلوں میں تمہاری دھاک بٹھا دی تم ان میں سے بعض کو قتل کرنے لگے اور بعض کو قید کرنے لگے اور تم کو ان کی زمین کا، ان کے گھروں اور ان کے مالوں کا وارث بنا دیا اور اس زمین کا بھی جس پر تم نے ابھی تک قدم بھی نہیں رکھا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ (۳۳/۲۷)

امام بخاری (محمد بن مقاتل، عبداللہ، موسیٰ بن عقبہ، سالم و نافع) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير آيبون تائبون
عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق الله وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده.

بنو قریظہ پر حملے کا حکم: ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمان صبح سویرے خندق سے مدینہ واپس چلے آئے اور ہتھیار کھول کر رکھ دیے۔ ظہر کا وقت ہوا تو جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے (امام زہری کے بیان کے مطابق جبرائیل ریشمی عمامہ پہنے ہوئے خچر پر سوار تھے جس پر ریشمی کپڑا تھا) اور کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ نے ہتھیار رکھ دیے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے اثبات میں جواب دیا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا فرشتے ابھی تک ہتھیار بند ہیں ابھی وہ کفار کے تعاقب میں تھے اور واپس آئے ہیں۔ اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنی قریظہ کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا ہے میں بھی ان کی جانب جا رہا ہوں اور ان میں پریشانی اور بے دلی کی لہر دوڑا دوں گا۔

منادی: چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایک منادی کرنے والے کو حکم دیا اس نے اعلان کیا کہ جو شخص سننا چاہتا ہے اور اطاعت گزار ہے وہ

قریظہ میں جا کر نماز عصر ادا کرے۔ بقول ابن ہشام مدینہ کا انتظام حضرت ابن ام مکتوم کے سپرد کیا۔ امام بخاری (عبداللہ بن ابی شیبہ، ابن نمیر، ہشام، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام خندق سے واپس آئے اور جنگی لباس اتار کر غسل کیا تو جبرئیل علیہ السلام نے آ کر کہا ”آپ نے جنگی لباس اتار دیا خدا کی قسم ہم نے ابھی تک نہیں اتارا“ آپ ﷺ ”اب کس طرف چلیں“ یہ پوچھا تو بنو قریظہ کی طرف اشارہ کر کے کہا ادھر۔ چنانچہ نبی علیہ السلام روانہ ہو گئے۔

امام احمد (حسن، حماد بن سلمہ، ہشام بن عروہ، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ احزاب سے فارغ ہو کر غسل خانہ میں غسل کے لئے داخل ہوئے تو جبرئیل علیہ السلام آئے اور میں نے ان کو دروازے کی اوٹ سے دیکھا کہ ان کے سر پر غبار لگا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا ”اے محمد ﷺ کیا آپ نے اسلحہ اتار دیا ہے؟“ آپ نے فرمایا ”ہاں“ ہم نے اسلحہ اتار دیا ہے“ تو انہوں نے کہا ہم نے تو ابھی تک اسلحہ نہیں اتارا۔ آپ بنی قریظہ کی طرف چلیں۔ امام بخاری، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ بنی قریظہ کی طرف روانہ ہوئے تو گویا میں ”بنی غنم“ کی گلیوں میں جبرئیل علیہ السلام کی سواری کا گرد و غبار اڑتا ہوا دیکھ رہا تھا۔

نماز عصر کے بارے میں نزاع ۔۔۔ امام بخاری (عبداللہ بن محمد بن اسماء، جویریہ بن اسماء، نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خندق کے روز فرمایا ”ہر شخص نماز عصر بنی قریظہ میں پہنچ کر پڑھے“ کچھ لوگوں کو عصر کا وقت راستے میں آن پہنچا تو ان میں سے بعض نے کہا ہم نماز عصر بنی قریظہ میں پڑھیں گے اور بعض نے کہا کہ ہم تو نماز پڑھ لیتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا یہ مطلب نہ تھا کہ ہم نماز موخر کر دیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کا ذکر ہوا تو آپ نے کسی پر بھی ناراضگی کا اظہار نہیں کیا۔ امام مسلم نے بھی یہ روایت عبداللہ بن محمد بن اسماء سے بیان کیا ہے۔

امام بیہقی، عبیداللہ بن کعب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب احزاب کے تعاقب سے واپس آئے اور زرہ اتار کر غسل کیا تو جبرئیل علیہ السلام نے آ کر کہا ایک مجاہد کی معذرت قبول فرمائیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ نے زرہ اتار دی ہے اور ہم نے ابھی تک اسلحہ نہیں اتارا۔ یہ سن کر نبی علیہ السلام گھبرا کر اٹھے اور لوگوں کو تاکید کی کہ نماز عصر بنی قریظہ میں پڑھیں چنانچہ لوگوں نے اسلحہ لے لیا۔ بنی قریظہ میں پہنچنے سے قبل ہی سورج غروب ہو گیا۔ سورج غروب ہونے کے قریب تھا کہ لوگوں میں جھگڑا پیدا ہو گیا بعض نے کہا رسول اللہ ﷺ نے تاکید کی تھی کہ ہم بنی قریظہ میں نماز پڑھیں ہم رسول اللہ ﷺ کی تاکید اور عزیمت پر عمل کر رہے ہیں۔ ہم گناہ گار نہیں ہیں اور بعض نے نیکی سمجھ کر نماز پڑھ لی اور بعض نے بنی قریظہ میں پہنچ کر غروب آفتاب کے بعد نماز پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں فریق میں سے کسی پر ناراضگی کا اظہار نہیں کیا۔

امام بیہقی (عبداللہ حافظ، ابی عبداللہ، قاسم بن محمد) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں ان کے ہاں تشریف فرما تھے کہ کسی آدمی نے آ کر سلام کہا تو رسول اللہ ﷺ گھبرا کر اٹھے اور میں بھی آپ کے پیچھے کھڑی ہو گئی، دیکھا تو وہ دحیہ کلبی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا یہ جبرئیل ہیں مجھے حکم دے رہے ہیں کہ بنی قریظہ کی طرف روانہ ہوں اور کہا ہے کہ آپ نے اسلحہ اتار دیا لیکن ہم نے نہیں اتارا اور ہم نے حمراء الاسد تک مشرکوں کا تعاقب کیا ہے (یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب رسول اللہ ﷺ خندق سے واپس آئے تھے) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے گھبراہٹ کے عالم میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو تاکید فرمائی کہ بنی قریظہ میں پہنچ کر نماز عصر پڑھو چنانچہ بنی قریظہ میں پہنچنے سے قبل ہی سورج غروب ہو گیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی عزیمت اور تاکید کے پابند ہیں اس میں ہم خطا کار نہیں چنانچہ ایک فریق نے تو غروب آفتاب کے بعد نماز پڑھی اور دوسرے فریق نے نماز پڑھ لی اور رسول اللہ ﷺ نے کسی فریق پر ناراضگی اور خفگی کا اظہار نہ کیا۔

رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے اور بنی قریظہ کے راستے میں لوگوں سے پوچھا کیا یہاں تمہارے پاس سے کوئی گزرا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ دحیہ کلبی سفید خچر پر سوار ہو کر گزرے ہیں خچر کی پشت پر ایک ریشمی چادر تھی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں بنی قریظہ کو پریشانی میں مبتلا کرنے اور ان کے دلوں میں رعب و خوف ڈالنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا محاصرہ کر لیا اور صحابہ کو حکم دیا کہ وہ آپ ﷺ کو ڈھال سے چھپا لیں تاکہ آپ ﷺ ان سے بات کر سکیں۔ چنانچہ آپ نے ان کو ”اے بندروں اور خنزیروں کے بھائیو“ کہہ کر پکارا تو انہوں نے کہا اے ابو القاسم! آپ

تو پاکدامن کرنے والے تھے پھر آپ نے ان کا محاصرہ کیا یہاں تک کہ وہ حضرت سعد بن معاذ انصاری کے جو ان کے حلیف تھے حکم تسلیم کر کے قلعے سے اتر آئے اور سعد رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کے بالغ اور جنگ کے قابل لوگ قتل کر دیئے جائیں بچے اور عورتیں قیدی بنا لیے جائیں۔ یہ سب واقعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ سے صحیح طور سے ثابت ہے۔

مسئلہ ۔ اہل علم کا اس بات میں اختلاف ہے کہ اس روز کس کی بات ٹھیک تھی بلکہ دونوں فریق ماجور اور معذور تھے بلکہ اس بات پر اجماع ہے کہ دونوں فریق اجر پانے کے مستحق ہیں۔ صرف اتنا بتانا ہے کہ حق کس کے ساتھ تھا؟ چنانچہ بعض علماء کا خیال ہے کہ جنہوں نے بنو قریظہ میں جا کر نماز پڑھی وہ مصیب اور ٹھیک ہیں کیونکہ اس روز نماز کے موخر کرنے کا حکم خاص تھا لہذا اس کو عام حکم پر مقدم اور ترجیح دی جائے گی۔ علامہ ابن حزم کہتے ہیں امام ابو محمد ظاہری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اگر ہم وہاں ہوتے تو بنو قریظہ میں جا کر ہی نماز پڑھتے خواہ کئی دن گزر جاتے۔ ان کا یہ قول اپنے اصول پر مبنی ہے کہ ظاہر الفاظ پر عمل کیا کرتے۔

اور بعض علماء کا خیال ہے کہ جن لوگوں نے راستے میں بروقت نماز پڑھ لی وہ مصیب اور صاحب صواب ہیں کیونکہ انہوں نے سمجھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا مطلب جلدی سے بنی قریظہ میں پہنچنا تھا نہ کہ نماز کو موخر کرنا۔ چنانچہ ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی بات کا مفہوم سمجھتے ہوئے دلائل کے مطابق عمل کیا کہ اول وقت نماز پڑھنا افضل ہے جب کہ یہاں پر جلدی کا حکم تھا اس پر بھی عمل کیا اور جلدی ہی پہنچ گئے کیونکہ آپ ﷺ نے تاکید فرمایا جیسا کہ "غزوہ خندق" کے دن ارشاد کا قول ہے باقی ۔ جو لوگ جنہوں نے نماز کو موخر کر کے بنی قریظہ میں پڑھی وہ حسب حکم معذور ہیں اور ایسا ہوا ہے کہ یہی ہے کہ ان کا تقاضا تھا کہ یہ پابندی وقت نماز کی تاخیر کی گئی ہے جیسا کہ امام بخاری نے غزوہ الاحزاب میں حضرت جابر سے بیان کیا ہے کہ وہ ایک دفعہ میں کوئی اشکال نہیں ۔ امام بخاری نے غزوہ احد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان کے نزدیک یہ واقعہ بھی اس قسم کا ہے جس کی کوئی توجیہ نہیں کی گئی ۔

علم ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دے کر آگے روانہ فرمایا اور بعض لوگ ان سے آگے بھی چلے گئے تھے۔

مفصل واقعہ ۔۔۔ مغازی میں موسیٰ بن عقبہ نے زہری سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ غسل خانہ میں غسل کر رہے تھے یا سر مبارک میں کنگھا کر رہے تھے کہ جبرائیل علیہ السلام ابلق گھوڑے پر سوار ہو کر مسجد کے دروازے پر "موضع الجنائز" کے پاس آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ باہر آئے تو جبرائیل نے کہا اللہ آپ کی مغفرت فرمائے کیا آپ نے ہتھیار رکھ دیے؟ آپ نے کہا "ہاں" تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا لیکن ہم نے تو جب سے دشمن آیا ہے ہتھیار نہیں رکھے ہم ان کا پیچھا کر رہے ہیں یہاں تک کہ حمراء الاسد تک پہنچ گئے اور جبرائیل علیہ السلام کے چہرے پر غبار تھا ۔ پھر کہا اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ بنو قریظہ سے جنگ کریں اور میں ان کی جانب جا رہا ہوں ان کے قلعوں پر زلزلہ طاری کر دوں گا آپ ﷺ لوگوں کو روانگی کا حکم دیں۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ جبرائیل علیہ السلام کے جانے کے بعد باہر تشریف لائے اور لوگوں کو جانے کا حکم دیا آپ ﷺ لوگوں کے پاس سے گزرے تو ان سے پوچھا کیا کوئی تمہارے پاس سے سفید گھوڑے پر سوار گزرا؟ انہوں نے کہا ہاں دحیہ کلبی سفید گھوڑے پر گزرے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے رسول اللہ ﷺ کو دحیہ کلبی سے تشبیہ دی جاتی تھی جبرائیل علیہ السلام ان کی شکل میں آتے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم عصر کی نماز بنی قریظہ میں پہنچ کر ادا کرو۔ چنانچہ مسلمان بنو قریظہ کی طرف روانہ ہوئے ابھی راستے ہی میں تھے کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا تو بعض نے کہا کیا معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نماز عصر بنی قریظہ میں جا کر ادا کرنا اور بعض نے کہا نماز کا وقت ہو گیا ہے چنانچہ بعض نے وقت پر نماز پڑھ لی اور بعض نے بنی قریظہ پہنچ کر شام کے بعد نماز عصر پڑھی پھر جب یہ بات رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچی تو آپ نے کسی کو بھی ملامت نہ کی۔

رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے تو راستے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ان خبیثوں کی طرف سے کوئی بات سن کر آپ کو تکلیف نہ ہو۔

(حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہود سے رسول اللہ ﷺ اور ازواج مطہرات کے بارے بے ہودہ باتیں سنی تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مناسب نہ سمجھا کہ یہ گستاخانہ باتیں رسول اللہ ﷺ بھی سنیں) (تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تو مجھے واپس جانے کے لئے کیوں کہہ رہا ہے؟ (اور حضرت علی رضی اللہ عنہ یہود کی گالی گلوچ کو چھپا رہے تھے) پھر آپ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ تم نے میرے بارے میں یہود سے کچھ بے ہودہ الفاظ سنے ہوں گے۔ کوئی بات نہیں، چلو اللہ کے یہ دشمن مجھے دیکھ لیں گے تو کچھ نہ کہیں گے۔

جب رسول اللہ ﷺ ان کے قلعے کے پاس پہنچ گئے اور وہ اپنے قلعہ میں محصور تھے تو آپ نے ان کے اشراف و اعیان کو بلند آواز سے پکار کر کہا، اے قوم یہود! اے بندر کے بھائیو! تم پر اللہ عزوجل کی رسوائی اور ذلت کا عذاب نازل ہو چکا ہے چنانچہ آپ نے مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ ان کا دس رات سے زائد عرصہ تک محاصرہ جاری رکھا اور خدا کی قدرت سے حیی بن اخطب بھی بنی قریظہ کے قلعہ میں گھس گیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب و خوف ڈال دیا۔

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ بحیثیت حلیف یہود ...... جب محاصرہ میں شدت پیدا ہوئی تو انہوں نے ابولبابہ بن عبدالمنذر کو جو ان کے حلیف تھے، پکارا۔ تو حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب تک رسول اللہ ﷺ اجازت نہ فرمائیں میں نہیں آ سکتا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اجازت فرما دی۔ جب حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس پہنچے تو وہ روتے بلکتے پوچھنے لگے اے ابولبابہ! تمہارا کیا خیال ہے اور تم ہمیں کیا مشورہ دیتے ہو، ہم میں تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ کی طاقت نہیں۔ یہ بات سن کر حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے حلق کی طرف اشارہ کیا اور حلق پر انگلیاں پھیر کر ان کو سمجھا دیا کہ وہ قتل ہوں گے۔ ابولبابہ واپس آئے تو سخت پچھتائے اور خیال کیا کہ وہ بہت بڑے فتنہ میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ انہوں نے کہا! میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہوں گا یہاں تک کہ میں خالص توبہ کر لوں چنانچہ وہ سیدھا مدینہ آئے اور خود کو مسجد کے ایک ستون کے ساتھ باندھ لیا اور تقریباً بیس دن تک بندھے رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا ابولبابہ رضی اللہ عنہ اپنے حلیفوں کی بات چیت سے ابھی فارغ نہیں ہوا تو رسول اللہ ﷺ کو اس کا حال بتایا گیا اور آپ نے فرمایا کہ وہ چلے جانے کے بعد ایک فتنہ میں مبتلا ہو گیا ہے اگر وہ سیدھا میرے پاس آ جاتا تو میں اس کے لئے دعاء مغفرت کر دیتا لیکن جب وہ یہ کام کر بیٹھا ہے تو میں بھی اس کو ستون سے نہ کھولوں گا یہاں تک کہ اللہ اس کے بارے میں اپنا حکم جاری کرے۔

اس روایت کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود کی معرفت عروہ سے اس طرح بیان کیا ہے اور محمد بن اسحاق نے بھی اپنے "مغازی" میں موسیٰ بن عقبہ از زہری اور ابوالاسود از عروہ کی طرح بیان کیا ہے۔

کعب کی تجاویز ...... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بنی قریظہ کے کنوؤں میں سے "چاہ وئی" پر ٹھہرے اور ان کا ۲۵ روز تک محاصرہ کیا حتیٰ کہ وہ حصار سے تنگ آ گئے اور خوف زدہ ہو گئے اور ان کو یقین ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ ان سے جنگ کے بغیر واپس نہ جائیں گے۔ (قریش اور غطفان کے چلے جانے کے بعد یاد رہے کہ حیی بن اخطب بھی یہود کے ساتھ قلعہ میں موجود تھا کعب بن اسد قرظی کے ساتھ ایفائے عہد کی بناء پر)۔

پھر کعب بن اسد نے کہا اے معشر یہود! تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ تم ایک شدید مصیبت میں مبتلا ہو۔ میں تمہارے سامنے تین تجاویز پیش کرتا ہوں ان میں سے جو چاہو پسند کر لو، انہوں نے پوچھا وہ کیا ہیں تو اس نے کہا۔

(۱) ...... ہم اس نبی کی اتباع کریں اور اس کے دین کی تصدیق کریں واللہ! یہ بات واضح ہے کہ وہ واقعی نبی اور رسول ہے اور وہ وہی نبی ہے جس کی صفات تم اپنی کتاب میں موجود پاتے ہو اس وجہ سے تم اپنے جان و مال اور اہل و عیال کو محفوظ کر لو گے۔ یہ سن کر انہوں نے کہا، ہم تورات کو نہیں چھوڑیں گے، نہ ہی اس کے متبادل کسی کو اختیار کریں گے۔

(۲) ...... پھر اس نے کہا یہ بات قبول اور منظور نہیں تو آؤ ہم اپنے اہل و عیال کو موت کے گھاٹ اتار دیں اور اپنے پیچھے کوئی مال و ورثہ نہ چھوڑیں، خود تلواریں سونت کر محمد اور اس کے صحابہ پر حملہ آور ہو جائیں یہاں تک کہ اللہ ہمارے اور اس کے درمیان فیصلہ کر دے اگر ہم مارے گئے تو کوئی غم نہیں کیونکہ اولاد کو پہلے ہی ختم کر چکے ہیں اور اگر کامیاب ہو جائیں تو زندگی کی قسم! بیویاں اور بچے اور حاصل کر لیں گے۔ یہ سن کر انہوں نے کہا کیا ہم ان

"بے چاروں" کو بلا عیب قتل کر دیں ان کے بعد زندگی بے لطف ہوگی۔

(۳) اگر تم یہ بھی نہیں مانتے تو آج ہفتہ کی رات ہے۔ یہ ممکن ہے کہ محمد ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم ہم سے غافل ہوں، چلو مل کر حملہ کر دیں شاید ہم اس لاعلمی اور غفلت کی وجہ سے کامیاب ہو جائیں۔ یہ سن کر انہوں نے جواب دیا کیا ہم ہفتہ کے احترام کو پامال کر دیں اور اس روز ایسے جرم کے مرتکب ہوں کہ ہم سے پہلے جس نے بھی کیا وہ مسخ وغیرہ جیسے عذاب میں مبتلا ہو گیا جو تم سے پوشیدہ نہیں تو کعب بن اسد نے کہا "تم جب سے پیدا ہوئے ہو، بے وقوف ہو" تم میں سے کسی نے زندگی پیدا ہونے کے بعد ایک رات بھی دانشمندی سے بسر نہیں کی۔

اس بحث مباحثے کے بعد انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے پاس ابولبابہ بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ کو بھیج دیں ہم ان سے مشورہ لینا چاہتے ہیں۔ (یہ لوگ اوس کے حلیف تھے)۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ابولبابہ کو ان کے پاس بھیج دیا۔ ابولبابہ آئے تو دیکھ کر بنو قریظہ کے مردوں نے ان کا استقبال کیا۔ عورتیں اور بچے ان کے سامنے رونے لگے یہ منظر دیکھ کر ابولبابہ کے دل میں رحم آ گیا۔ انہوں نے پوچھا ابولبابہ! کیا خیال ہے کیا ہم محمد ﷺ کے فیصلہ پر قلعے سے نیچے آ جائیں؟ تو انہوں نے اثبات میں جواب دے کر اپنے ہاتھ سے حلق کی طرف اشارہ کر کے سمجھا دیا کہ اس فیصلہ کا نتیجہ ذبح پر ختم ہوگا۔

ابولبابہ کا بیان ہے کہ بخدا فوراً میرے دل میں خیال آیا کہ میں نے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ آیا، سیدھا جا کر مسجد کے ایک ستون کے ساتھ خود کو باندھ لیا اور عہد کیا کہ جب تک اللہ میرا یہ گناہ معاف نہ کرے۔ میں یہیں بندھا رہوں گا۔ اور بنو قریظہ کے علاقہ میں کبھی نہ جاؤں گا اور جس شہر میں، میں نے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کی ہے اس میں پلٹ کر بھی نظر نہ آؤں گا۔ بقول ابن ہشام، سفیان بن عیینہ از اسماعیل بن ابی خالد از عبد اللہ بن ابی قتادہ مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا (۸/۲۷) اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے خیانت نہ کرو اور آپس کی امانتوں میں بھی خیانت نہ کرو حالانکہ تم جانتے ہو۔

ابن ہشام کا بیان ہے کہ وہ چھ رات مسجد میں بندھا رہا، اس کی بیوی ہر نماز کے وقت آتی اور اس کو کھول دیتی نماز سے فارغ ہو جاتا تو باندھ دیا جاتا یہاں تک کہ اس کی توبہ قبول ہوئی اور یہ آیت نازل ہوئی (۹/۱۰۲) "اور کچھ اور بھی ہیں کہ انہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا انہوں نے اچھے نیک اور برے عمل کو ملا دیا قریب ہے کہ اللہ انہیں معاف کر دے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے" بقول موسیٰ بن عقبہ بیس رات تک بندھا رہا واللہ اعلم۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے قبول توبہ کی بشارت دی: ... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلمہ کے گھر تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابولبابہ کی توبہ قبول فرمائی اور رسول اللہ ﷺ کو مطلع کیا تو آپ مسکرانے لگے۔ ام سلمہ نے مسکرانے کی وجہ پوچھی تو فرمایا اللہ نے ابولبابہ کی توبہ قبول کر لی ہے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ابولبابہ کو یہ بشارت سنانے کی اجازت طلب کی تو آپ نے ان کو اجازت دے دی۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ابولبابہ کو بشارت دی تو لوگ بھی ان کو مبارک باد دینے کے لئے دوڑے آئے اور ان کو ستون سے کھولنے کا ارادہ کیا تو وہ کہنے لگے کہ واللہ! رسول اللہ ﷺ ہی مجھے اپنے دست شفقت سے کھولیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نماز فجر کے لئے آئے تو ان کو کھولا۔

بنی ہدل: ... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ثعلبہ اور اسید پسران سعیہ اور اسد بن عبید بنی ہدل میں سے تھے ان کا نسب بنو قریظہ اور بنو نضیر سے ملتا تھا۔ یہ ان کے چچازاد بھائی تھے۔ یہ اسی رات مسلمان ہو گئے جس رات بنو قریظہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ پر قلعوں سے نیچے اترے تھے۔

عہد شکنی نہ کرنے کا جذبہ: ... اسی رات عمرو بن سعدی قرظی قلعہ سے نکلا ... رسول اللہ ﷺ کے پہرہ داروں کے پاس سے گزرا جن کا قائد محمد بن مسلمہ تھا۔ محمد بن مسلمہ نے اسے دیکھ کر پوچھا کون ہے؟ اس نے بتایا عمرو بن سعدی (عمرو بن سعدی نے بنو قریظہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاہدہ توڑنے میں شامل ہونے سے انکار کر دیا تھا اور کہا تھا کہ میں محمد کے ساتھ کبھی بھی بد عہدی نہ کروں گا) محمد بن مسلمہ نے اس کو پہچان لیا تو اس نے عرض کیا۔ خدایا معززین کی لغزشوں سے درگزر کرنے سے مجھے محروم نہ کیجئے۔ یہ کہہ کر محمد بن مسلمہ نے اس کو جانے کی اجازت دے دی تو وہ سیدھا مسجد نبوی چلا گیا۔ یہ رات اس نے مسجد نبوی میں بسر کی پھر آج تک معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کہاں چلا گیا۔ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو بتایا گیا تو آپ نے

فرمایا اور اسی کی وجہ سے اللہ نے اس کو نجات بخش دی۔ اور بعض کا خیال ہے کہ اس کو بھی بنی قریظہ کے ساتھ رسی سے باندھ دیا گیا تھا صبح ہوئی تو اس کی رسی پڑی تھی اور معلوم نہ ہوا کہ وہ کہاں چلا گیا پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں مذکورہ بالا قول کہا۔ واللہ اعلم۔

اوس کی گزارش۔۔۔۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے "فیصلہ" پر بنو قریظہ قلعہ سے اترے تو فوراً اوس قبیلے کے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ ہمارے حلیف تھے آپ نے کل بنو خزرج کے حلیفوں کے بارے میں فیصلہ کیا تھا وہ آپ کو معلوم ہے وہی فیصلہ ان کے بارے میں کریں۔ یعنی بنی قینقاع کے بارے میں جب عبداللہ بن ابی نے معافی کی درخواست کی تھی تو آپ ﷺ نے منظور فرمائی تھی۔ یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے گروہ اوس! کیا آپ لوگ اس بات پر راضی نہیں کہ ان کے متعلق آپ ہی کا ایک آدمی فیصلہ کرے؟ انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں! پھر آپ نے فرمایا یہ فیصلہ سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کے حوالے ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا فیصلہ۔۔۔۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کو مسجد کے صحن میں ایک خیمے میں ٹھہرا دیا تھا وہاں ایک خاتون مسماۃ رفیدہ تھی جو زخمیوں کا علاج معالجہ کیا کرتی تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو بنی قریظہ کے بارے میں حکم مقرر کر دیا تو ان کے قبیلے کے لوگ ان کے پاس آئے وہ ایک حسین و جمیل شخص تھا اسے گدھے پر سوار کر کے جس پر ایک چمڑے کی گدی کا گدا بچھا ہوا تھا رسول اللہ ﷺ کے پاس لا رہے تھے اور وہ کہہ رہے تھے اے ابو عمرو! اپنے حلیفوں پر احسان کرنا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تجھے احسان کی خاطر ہی حاکم مقرر کیا ہے۔ جب انہوں نے اس قسم کی باتوں کی زیادتی کی تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا اب وقت آ گیا ہے کہ سعد اللہ کے فیصلے کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کرے۔

یہ سن کر قبیلہ اوس کے بعض لوگ بنی عبد الاشہل کے محلہ میں چلے گئے اور سعد رضی اللہ عنہ کے "یہاں میں" پہنچنے سے قبل ہی بنی قریظہ کے مردوں کے بارے میں قتل کے فیصلے کی خبر دے دی۔ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا قوموا الی سیدکم "اپنے رئیس کا استقبال کرو"۔ [illegible] کہ مہاجرین نے سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ کے مخاطب صرف انصار ہیں لیکن انصار کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تمام مسلمانوں کو مخاطب فرمایا تھا چنانچہ انہوں نے اٹھ کر عرض کیا اے ابو عمرو! رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اپنے حلیفوں پر حاکم مقرر کیا ہے تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا اور جو یہاں تشریف فرما ہیں۔ سعد کا اشارہ اس سمت کی طرف تھا جس میں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے (اور تعظیم و توقیر کے باعث رسول اللہ ﷺ کا نام نہ لیا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منظور ہے تو سعد رضی اللہ عنہ نے فیصلہ سنایا کہ ان کے بارے میں میرا یہ فیصلہ ہے کہ مردوں کو قتل کر دیا جائے اور مال و دولت تقسیم کر دیا جائے بچوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا جائے۔

ابن اسحاق نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے عبد الرحمان بن عمرو بن سعد بن معاذ کی معرفت علقمہ بن وقاص لیثی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو کہا کہ تم نے ان کے بارے میں وہی فیصلہ کیا ہے جو سات آسمانوں کے اوپر سے اللہ کا فیصلہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی للکار۔۔۔۔ ابن ہشام نے ثقہ اہل علم سے روایت کی ہے کہ محاصرہ بنی قریظہ کے دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام نے پیش قدمی کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بآواز بلند کہا اے مسلمانوں کے لشکر! واللہ! میں حمزہ کی طرح موت کا مزہ چکھوں گا یا ان کا قلعہ فتح کر کے اس میں گھس جاؤں گا۔ یہ سنتے ہی یہود نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی اے محمد ﷺ ہم سعد بن معاذ کے فیصلہ کو تسلیم کرتے ہوئے قلعے سے اترنے کو تیار ہیں۔

اللہ کا فیصلہ۔۔۔۔ امام احمد (محمد بن جعفر، شعبہ، سعد بن ابراہیم، ابو امامہ بن سہل) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بنو قریظہ سعد بن معاذ کا فیصلہ تسلیم کر کے قلعے سے نیچے اتر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا وہ "بیماری کی وجہ سے" گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ جب مسجد کے قریب آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اپنے رئیس (یا بہترین شخص) کا اٹھ کر استقبال کرو" پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو بتایا کہ بنی قریظہ تمہارے فیصلے پر نیچے اترے ہیں تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فیصلہ سنایا کہ جنگجو لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے اور بچوں کو قیدی

بنا لیا جائے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے اللہ کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کیا ہے (یہ روایت مسلم، بخاری میں شعبہ سے مروی ہے)۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات ...... امام احمد، جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ احزاب میں سعد بن معاذ کے تیر لگا، اس کی رگ بازو "اکحل" کو کاٹ دیا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو آگ سے داغ دیا پھر ہاتھ متورم ہو گیا اور اس سے خون بہہ نکلا۔ آپ نے دوبارہ داغا تو پھر بھی ہاتھ سوج گیا۔ جب خون بہنے لگا تو سعد رضی اللہ عنہ نے زخم دیکھ کر دعا کی یا اللہ! مجھے بنی قریظہ کے فیصلے سے قبل موت سے محفوظ رکھ چنانچہ خون رک گیا اور فیصلے سے پہلے ایک قطرہ خون بھی نہ نکلا۔ بنی قریظہ سعد رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کو قبول کرتے ہوئے قلعے سے نیچے اتر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو پیغام بھیج دیا۔ تو آ کر انہوں نے فیصلہ سنایا کہ مردوں کو قتل کر دیا جائے، بچوں اور عورتوں کو گرفتار کر لیا جائے، جن کے ذریعہ وقت سے مسلمان سامان جنگ میں مدد حاصل کریں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا۔ یہ مقتولین چار سو تھے، ان کے قتل سے فارغ ہوئے تو سعد کی رگ بازو اکحل سے خون پھوٹ پڑا اور وہ وفات پا گئے۔ اس روایت کو ترمذی اور نسائی نے قتیبہ عن اللیث بیان کیا ہے اور امام ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔

امام احمد (ابن نمیر، ہشام، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خندق سے واپس آ کر ہتھیار اتار کر غسل کر لیا تو جبرائیل علیہ السلام آئے (ان کا سر غبار آلود تھا) اور پوچھا کیا آپ نے اسلحہ اتار دیا ہے؟ اللہ کی قسم! میں نے ابھی نہیں اتارا، آپ "ان" کی طرف روانہ ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا "کہاں"؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے "ھاھنا" کہہ کر بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا تو آپ ان کی طرف روانہ ہوئے۔ ہشام نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ بنی قریظہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ پر قلعے سے نیچے اترے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ بنی قریظہ کے جنگجو مرد قتل کر دیئے جائیں، بچوں اور خواتین کو قیدی بنا لیا جائے اور ان کا مال مجاہدوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کے بعد فرمایا اے سعد! تم نے یہ فیصلہ اللہ کے فیصلہ کے موافق کیا ہے۔

حضرت سعد کا زخم ہرا ہو گیا ...... امام بخاری، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ احزاب میں حبان بن عرقہ قریشی نے سعد بن معاذ کو تیر مارا اور وہ "اکحل" رگ بازو میں لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی میں اس کا خیمہ نصب کر دیا کہ قریب سے عیادت کر سکیں۔ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ خندق سے فارغ ہو کر واپس آئے تو ہتھیار اتار کر غسل کیا تو جبرائیل علیہ السلام سر سے غبار جھاڑتے ہوئے آئے اور پوچھا آپ ﷺ نے ہتھیار اتار ڈالے ہیں؟ واللہ! میں نے ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے، آپ "ان" کی طرف چلیں۔ نبی علیہ السلام نے پوچھا کہاں؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا چنانچہ آپ ﷺ نے ان کا محاصرہ کیا تو وہ آپ کے فیصلہ پر قلعے سے نیچے اترے۔ پھر آپ نے یہ فیصلہ سعد کے حوالے کر دیا تو انہوں نے کہا میرا فیصلہ ان کے بارے میں یہ ہے کہ جو لوگ لڑائی کے قابل ہوں وہ قتل کر دیئے جائیں، عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا جائے اور ان کی مال و دولت کو تقسیم کر دیا جائے۔

حضرت سعد کی مقبول دعا ..... ہشام کہتے ہیں کہ میرے والد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی یا اللہ تو جانتا ہے کہ دنیا میں کوئی عمل مجھے اس سے زیادہ پسند اور محبوب نہیں ہے کہ میں اس قوم سے جہاد کروں جس نے تیرے رسول کی تکذیب کی اور ان کو جلاوطن کیا۔ یا اللہ! میرا خیال ہے کہ تو نے ہمارے اور ان کے درمیان جنگ کو آخری مرحلے تک پہنچا دیا ہے۔ پس اگر قریش کی جنگ کچھ باقی ہو تو مجھے اس کے لیے زندہ رکھ تا کہ میں ان سے تیری راہ میں جہاد کروں اور اگر تو نے جنگ ختم کر دی ہے تو اس زخم کو جاری کر کے میری موت کر دے۔ چنانچہ خون ان کی ہنسلی سے پھوٹ پڑا، مسجد نبوی میں بنی غفار کا خیمہ نصب تھا، خون بہہ کر ان کے خیمے تک پہنچا تو انہوں نے پوچھا اے خیمہ والو! یہ تمہاری طرف سے کیا بہہ رہا ہے؟ دیکھا تو سعد کا زخم پھوٹ کر خون بہہ رہا ہے اور وہ اسی زخم سے فوت ہو گئے۔ اس روایت کو امام مسلم نے عبداللہ بن نمیر سے نقل کیا ہے۔

امام ابن کثیر کہتے ہیں سعد رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا دعا پہلے بنو قریظہ کا فیصلہ کرنے سے قبل کی تھی۔ اسی لیے انھوں نے کہا تھا بنی قریظہ کے قتل سے میری آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے سے قبل مجھے موت نہ دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا اور جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں فیصلہ سنا دیا اور حق نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان بہم پہنچا دیا تو انھوں نے یہ دعا مانگی اور اللہ تعالیٰ نے اس دعا سے ان کو شہادت کے عظیم مرتبہ پر فائز کر دیا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ

فوائد و نکات ...... امام احمد (یزید بن ہارون محمد بن عمرو اپنے باپ سے علقمہ بن وقاص) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ خندق کے روز میں بھی گھر سے نکل کر لوگوں کے پیچھے چلی۔ میں نے اپنے پیچھے سے زمین کی دھمک سنی دیکھا تو وہ سعد بن معاذ ہیں ان کے ساتھ ان کا بھتیجا حارث بن اوس تھا جو ڈھال اٹھائے ہوئے تھا میں وہاں بیٹھ گئی تو سعد بن معاذ وہاں سے گزر گئے۔ ان کی زرہ چھوٹی تھی اور بازو نکلے ہوئے تھے ان کے بازو دیکھ کر مجھے پریشانی لاحق ہوئی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بلند قامت تھے اور یہ رجز پڑھتے جا رہے تھے:

لبث قلیلا یلحق الہیجا جمل   ما احسن الموت اذا حان الاجل

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ملامت ...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں ایک باغ میں گھس گئی وہاں چند صحابہ رضی اللہ عنہم تھے جن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے اور ان میں ایک آدمی خود پہنے ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا یہاں کیوں آئی ہو واللہ تم تو بڑی جری اور دلیر ہو تمہیں کسی مصیبت کا خطرہ نہیں یا لوگوں کے ادھر ادھر ہو جانے کا۔ وہ مجھے مسلسل ملامت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کاش! اب زمین پھٹ جائے اور میں اس میں داخل ہو جاؤں۔ وہ آدمی جو خود پہنے ہوئے تھا اس نے اپنے چہرے سے خود ہٹائی تو معلوم ہوا وہ طلحہ بن عبید اللہ ہیں۔ انھوں نے کہا اے عمر! افسوس آج تو نے بڑی بات کی ہے۔ بھاگنا اور فرار ہونا صرف اللہ کی طرف ہے۔

اکحل رگ ...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ابن عرقہ قریشی نے سعد کو تیر مار کر کہا: خذها وانا ابن العرقة چنانچہ وہ تیر آپ کے "اکحل" رگ پر لگا اور تیر سے یہ رگ کٹ گئی۔ پھر سعد نے دعا کی یا اللہ! مجھے بنو قریظہ کے فیصلے سے قبل موت نصیب نہ کر۔ بنو قریظہ سعد کے حلیف تھے چنانچہ سعد رضی اللہ عنہ کا زخم خشک ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے مشرکوں پر تیز ہوا چلا دی اور مسلمانوں کو قتال کی نوبت نہ آئی۔

ابو سفیان اور اس کا لشکر تہامہ چلا گیا۔ عیینہ بن بدر اور اس کی فوج نجد پہنچ گئی۔ بنو قریظہ آ کر اپنے قلعوں میں محصور ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس چلے آئے۔ سعد رضی اللہ عنہ کے لیے چمڑے کا خیمہ مسجد میں نصب کر دیا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام آئے ان کے دانتوں پر غبار بھی ہوئی تھی اور پوچھا "یا رسول اللہ" کیا آپ نے ہتھیار اتار دیئے ہیں، اللہ کی قسم! فرشتوں نے تو ابھی تک نہیں اتارے آپ بنو قریظہ کی طرف روانہ ہوں اور ان سے جنگ کریں چنانچہ آپ نے زرہ پہن لی اور لوگوں کو حکم فرما دیا کہ وہ بھی بنو قریظہ کی طرف روانہ ہوں۔

چنانچہ آپ بنو غنم کے پاس سے گزرے جو مسجد کے ہمسایہ اور قریب ہی اقامت پذیر تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا تمہارے پاس سے کون گزرا ہے؟ انھوں نے کہا دحیہ کلبی گزرا ہے۔ دحیہ کلبی کا چہرہ اور داڑھی جبرائیل علیہ السلام کے مشابہ تھی اور بنو قریظہ کے پاس پہنچ کر ان کا پچیس روز تک محاصرہ جاری رکھا جب یہ محاصرہ سخت ہو گیا اور مصیبت بڑھ گئی تو ان کو پیغام بھیجا گیا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کو قبول کرتے ہوئے نیچے آ جاؤ۔ پھر انھوں نے ابولبابہ بن عبد المنذر سے مشورہ کیا تو اس نے اشارے سے بتایا کہ "ذبح ہونا ہے"۔

انھوں نے مطالبہ کیا ہم سعد بن معاذ کے فیصلہ کو قبول کرتے ہوئے نیچے اترتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا مطالبہ مانتے ہوئے فرمایا تم سعد بن معاذ کے حکم پر ہی نیچے اتر آؤ۔ چنانچہ حضرت سعد بن معاذ کو گدھے پر سوار کر کے لایا گیا جس کا پالان کھجور کی رسی کا تھا اور ان کے گرد ان کی قوم کے لوگ تھے وہ کہہ رہے تھے اے ابو عمرو! وہ آپ کے حلیف اور دوست ہیں اہل مصیبت ہیں اور کمزور حالت میں ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نہ ان کی طرف متوجہ ہو رہے تھے اور نہ ان کی بات کا کچھ جواب دے رہے تھے۔ جب اپنے محلہ میں آئے تو ان سے مخاطب ہوئے اب وقت آن پہنچا ہے کہ میں اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اور سرزنش کی پرواہ نہ کروں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ سعد رضی اللہ عنہ جب قریب آگئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اٹھو اپنے سید اور رئیس کی سمت اتارو" پس کہتی ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارا سید اور سردار تو اللہ ہے۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ان کو سواری سے اتار دو تو پھر ان کو اتار لائے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کے بارے میں فیصلہ کرو تو سعد نے کہا میں ان کے بارے میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان کے جنگجو مرد قتل کر دیئے جائیں اور بال بچوں کو قید کر لیا جائے اور مال متاع تقسیم کر دیا جائے یہ فیصلہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

پھر سعد نے دعا کی یا اللہ اگر قریش کی جنگ کچھ باقی رہ گئی ہے تو مجھے اس کیلئے باقی رکھ اور اگر تو نے ان کی لڑائی ختم کر دی ہے تو مجھے اپنے پاس بلا لے۔ (بقول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کا زخم پھوٹ پڑا حالانکہ زخم مندمل ہو چکا تھا صرف ایک چھلے کے برابر باقی تھا) اور سعد رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں اپنے خیمہ میں واپس چلے گئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ان کی وفات کے وقت رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ میں اپنے کمرے میں بیٹھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رونے کی آواز کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آواز سے پہچان رہی تھی۔ اور صحابہ آپس میں رحیم تھے جیسا کہ اللہ نے فرمایا رحماء بینھم (۴۸:۲۹) علقمہ راوی کہتے ہیں میں نے پوچھا اے ام المؤمنین! ایسے موقع پر رسول اللہ ﷺ کا طرز عمل کیسے کرتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ کی آنکھ کسی پر آنسو نہ بہاتی تھی مگر جب پریشان اور غمناک ہوتے تو داڑھی مبارک کو پکڑ لیتے۔

اس حدیث کی سند جید اور عمدہ ہے اس کے شواہد متعدد وجوہ سے منقول ہیں نیز اس میں سعد رضی اللہ عنہ کی دعا قبول کرنے کی صراحت موجود ہے جیسا کہ ہم نے قبل ازیں بیان کیا ہے والحمد للہ والمنۃ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے بنی قریظہ کو قلعوں سے اتار کر مدینہ میں بنی النجار کی ایک خاتون دختر حارث کی حویلی میں بند کر دیا۔ (بقول ابن کثیر اس خاتون کا نام ہے نسیبہ بنت حارث بن کریز بن حبیب بن عبد شمس یہ مسیلمہ کذاب کی بیوی تھی پھر عبداللہ بن عامر بن کریز سے اس کا نکاح ہوا)۔

بنو قریظہ کے مقتولین کی تعداد - پھر آپ مدینہ تشریف لے آئے اور مدینہ کے بازار میں کھائیاں کھدوائیں پھر ان کو بلا کر ان کھائیوں میں ان کی گردنیں مروا دیں۔ یہ گروہ در گروہ لائے جاتے تھے ان میں دشمن خدا حیی بن اخطب نضیری اور کعب بن اسد قرظی رئیس قوم بھی موجود تھے ان مقتولین کی تعداد چھ یا سات سو تھی اور زیادہ تعداد بیان کرنے والے آٹھ اور نو سو بیان کرتے ہیں۔ اور بقول امام ابن کثیر باب الزبیر میں جابر رضی اللہ عنہ سے بیان ہو چکا ہے کہ ان کی تعداد چار سو تھی واللہ اعلم۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بنی قریظہ کو گروہ در گروہ لایا جا رہا تھا تو انہوں نے کعب بن اسد سے پوچھا آپ کا کیا خیال ہے کہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ تو کعب نے کہا کیا تم ہر مقام میں عقل سے کورے ہو کیا دیکھتے نہیں؟ کہ پکارنے والا رکتا نہیں اور جانے والا پلٹ کر نہیں آتا یہ قتل ہے چنانچہ مسلسل ان کو لایا جاتا رہا۔ یہاں تک کہ سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

حیی بن اخطب نضیری کے آخری کلمات ...... حیی بن اخطب نضیری کو پیش کیا گیا تو وہ پھول دار جوڑا پہنے ہوئے تھا جسے اس نے ہر جانب سے بقدر ایک ایک انگل پھاڑ رکھا تھا تاکہ اس کو اتار نہ لیا جائے۔ اس کے ہاتھ رسی کے ساتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر کہا سنو! واللہ میں نے آپ کی دشمنی پر خود کو ملامت نہیں کی مگر جس کو اللہ بے یار و مددگار چھوڑ دے وہ ذلیل ہو جاتا ہے پھر اس نے حاضرین کو مخاطب کر کے کہا اے لوگو! اللہ کے فیصلے پر کوئی افسوس نہیں۔ یہ نوشتہ تقدیر تھا وقدر اور ایک عظیم قتل ہے جو اللہ نے بنی اسرائیل کی تقدیر اور نصیب میں لکھا ہے یہ کہہ کر وہ بیٹھ گیا اور اس کا سر قلم کر دیا گیا اور جبل بن جوال ثعلبی نے کہا:

لعمرک ما لام ابن اخطب نفسه
ولکنه من یخذل اللہ یخذل

لـجـاهـد حـتـى ابـلـغ الـنـفـس عـذرهـا
وقـلـقـل يـبـغـي الـعـز كـل مـقـلـقـل

"تیری حیات کی قسم ابن اخطب نے خود کو ملامت نہیں کی مگر اللہ جس کو بے سہارا کردے وہ بے سہارا ہوتا ہے۔ اس نے پوری جدوجہد کی یہاں تک کہ اس نے دل کے عذر معذرت کو پورا کر لیا اور عزت و بڑائی کی تلاش میں اس نے پوری کوشش کی"۔

زبیر بن باطا ...... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ زبیر بن باطا ایک بوڑھا اور نابینا یہودی تھا اس نے جنگ بعاث میں ثابت بن قیس بن شماس پر احسان کیا تھا اور پیشانی کے بال کاٹ کر چھوڑ دیا تھا۔ یہ موقعہ آیا تو اس نے زبیر کے احسان کا بدلہ چکانا چاہا چنانچہ اس نے زبیر کو کہا اے ابو عبدالرحمان! کیا مجھے پہچان رہے ہو؟ اس نے کہا کیا میں آپ کو بھول سکتا ہوں؟ تو ثابت بن قیس نے کہا کہ میں آپ کے احسان کا بدلہ چکانا چاہتا ہوں تو اس نے کہا واقعی تو اچھا آدمی ہے کیونکہ اچھا آدمی ہی اچھے آدمی کے احسان کا بدلہ دیتا ہے۔ یہ کہہ کر ثابت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور رسول اللہ ﷺ سے میں نے گزارش کی تو آپ نے اس کی گزارش منظور کرلی پھر ثابت رضی اللہ عنہ نے آ کر اس کو یہ خوشخبری سنائی تو اس نے کہا عمر رسیدہ بوڑھا ہے اہل و عیال، اس کی زندگی کس کام کی؟ چنانچہ ثابت رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اس کے اہل و عیال کے رہا کرنے کی درخواست کی تو آپ نے وہ درخواست بھی منظور کرلی۔ پھر زبیر کو بتایا تو اس نے کہا حجاز میں ایک خاندان بے سروسامان کیسے گزارا کرے گا۔ چنانچہ ثابت رضی اللہ عنہ پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے زبیر کے مال و متاع کے بارے میں درخواست کی آپ نے وہ بھی منظور کرلی۔ پھر ثابت نے آ کر یہ بشارت سنائی تو اس نے پوچھا اے ثابت کعب بن اسد کا کیا حال ہے۔ جس کا چہرہ گویا وہ چینی کا آئینہ تھا تو ثابت نے کہا قتل ہو گیا۔ پھر اس نے پوچھا شہری اور دیہاتی لوگوں کے رئیس حیی بن اخطب کا کیا حال ہے تو ثابت نے کہا اس کا سر قلم کر دیا گیا۔ پھر اس نے پوچھا ہمارے جنگ آزمودہ عزال بن سموال کا کیا حال ہے تو ثابت نے کہا وہ قتل کر دیا گیا۔ پھر اس نے پوچھا کعب بن قریظہ اور عمرو بن قریظہ کی آل اولاد کا کیا حال ہے تو ثابت نے کہا سب موت کے گھاٹ اتار دیے گئے۔ یہ سن کر اس نے کہا اے ثابت میں تمہیں اس احسان کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی قوم کے پاس پہنچا دے۔ واللہ ان کے بعد زندگی میں کوئی مزہ نہیں، میں دوستوں کی ملاقات سے معمولی دیر بھی صبر نہیں کر سکتا۔ چنانچہ ثابت نے اس کو پیش کیا اور اس کا سر تن سے جدا کر دیا گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو "دوستوں کی ملاقات" کا جملہ معلوم ہوا تو انہوں نے فرمایا واللہ! جہنم میں اللہ ان کی ملاقات کرائے گا۔

علامت بلوغ ...... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ جس کے زیر ناف بال آ چکے ہوں اسے قتل کر دیا جائے۔ ابن اسحاق، شعبہ بن حجاج سے عبدالملک بن عمیر کی معرفت عطیہ قرظی سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا بنی قریظہ کے زیر ناف بال آ چکے ہوں وہ قتل کر دیا جائے۔ میں کم سن تھا اور میرے زیر ناف بال نہ تھے چنانچہ انہوں نے مجھے زندہ چھوڑ دیا۔ یہ روایت "سنن اربعہ" میں عبدالملک بن عمیر از عطیہ قرظی مروی ہے۔

اہل علم نے اس بات سے استدلال کیا ہے کہ زیر ناف بال اگنا بلوغت کی علامت ہے بلکہ امام شافعی کے صحیح تر قول میں یہی بلوغت ہے۔ بعض کے نزدیک یہ صرف ذمیوں کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ مسلمان کو اس سے تکلیف ہوتی ہے۔

رفاعہ قرظی ...... ابن اسحاق نے ایوب بن عبدالرحمان سے نقل کیا ہے کہ ام منذر سلمیٰ بنت قیس نے رسول اللہ ﷺ سے رفاعہ بن سموال قرظی کو آزاد کر دینے کی درخواست کی تو آپ نے اس کی درخواست منظور فرمالی۔ رفاعہ ام منذر کو پہلے بھی جانتا تھا اس نے آ کر ان سے التجا کی تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کہتا ہے کہ وہ نماز پڑھے گا اور اونٹ کا گوشت کھائے گا چنانچہ آپ ﷺ نے اس کی درخواست منظور کرکے رفاعہ کو رہا کردیا۔

قتال قرظیہ ...... ابن اسحاق (محمد بن جعفر بن زبیر عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ خواتین بنی قریظہ میں سے

صرف ایک عورت قتل ہوئی۔ بقول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا واللہ وہ میرے پاس بیٹھی باتیں کر رہی تھی اور خوب کھل کھلا کر ہنس رہی تھی اور رسول اللہ ﷺ ان کے مردوں کو قتل کر رہے تھے کہ اس کا نام لے کر کسی ہاتف اور بلانے والے نے پکارا فلاں عورت کہاں ہے؟ تو اس نے چیخ کر کہا واللہ! یہ میں ہوں، میں نے اس سے پوچھا افسوس! تجھے کیا ہو گیا؟ تو اس نے کہا میں قتل کر دی جاؤں گی۔ میں نے پوچھا کیوں؟ تو اس نے کہا ایک جرم کی وجہ سے چنانچہ وہ لے جائی گئی اور اس کی گردن تن سے جدا کر دی گئی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حیرت و تعجب سے بیان کیا کرتی تھیں واللہ! میں اس کی ہنسی اور خوشی کو بھول نہیں سکتی حالانکہ اس کو علم تھا کہ وہ قتل کر دی جائے گی۔ اس روایت کو امام احمد نے (یعقوب بن ابراہیم عن ابیہ عن ابن اسحاق) سے اسی طرح بیان کیا ہے

یہ عورت مسماۃ نبادہ زوجہ حکم قرظی تھی۔ اس نے حضرت خلاد بن سوید رضی اللہ عنہ پر چکی کا پاٹ گرا کر انہیں ہلاک کر دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بدلے اسے قتل کر دیا۔

پہلا مال غنیمت جس میں خمس نکالا گیا ..... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خمس اور پانچواں حصہ نکال کر بنی قریظہ کے مال متاع اور بال بچوں کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ شاہسوار کو تین حصے دیئے دو حصے گھوڑے کے اور ایک حصہ سوار کا۔ اور ایک حصہ پیدل کو دیا اور کل گھوڑے اس وقت ۳۶ تھے یہ پہلا مال غنیمت ہے جس میں سے خمس نکال کر باقی چار حصے تقسیم کیا گیا۔

قیدی فروخت کر کے سامان حرب ..... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن زید رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں بنو قریظہ کے قیدیوں کو نجد بھیجا، انہوں نے ان کے بدلے گھوڑے اور اسلحہ خرید لیا۔

حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا ..... رسول اللہ ﷺ نے بنی قریظہ کی خواتین میں سے حضرت ریحانہ بنت عمرو بن خنافہ کو اپنے لئے پسند کر لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی لیکن وہ مسلمان نہ ہوئیں۔ بعد ازاں اسلام قبول کر لیا تو رسول اللہ ﷺ کو مسرت ہوئی۔ پھر آپ نے ان کو پیشکش کی کہ آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیں تو انہوں نے آزادی پر غلامی کو فوقیت دی کہ یہ حالت و صورت ان کے لئے آسان اور سہل ہے چنانچہ آپ ﷺ کی وفات تک آپ ﷺ کے پاس رہیں۔

خلاد رضی اللہ عنہ اور ابو سنان رضی اللہ عنہ ..... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ بنی قریظہ کے محاصرہ میں حضرت خلاد بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو خزرجی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ ان پر چکی کا پاٹ پھینک کر قتل کر دیا گیا اور اس کے عوض چکی کا پاٹ پھینکنے والی کو قتل کر دیا گیا (کما تقدم واللہ اعلم) بنو قریظہ کے محاصرے کے دوران ابو سنان بن محصن بن حرثان اسدی رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اور وہیں ان کے قبرستان میں آج تک مدفون ہیں۔

حضرت سعد بن معاذ کی وفات ..... حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو حبان بن عرقہ نے تیر مارا اور آپ کے بازو کی رگ "اکحل" پر لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو داغا اور زخم درست ہو گیا۔ بنی قریظہ نے جو سعد رضی اللہ عنہ کے حلیف تھے رسول اللہ ﷺ سے عہد شکنی کی اور احزاب کی طرف مائل ہو گئے تو سعد رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ جب تک اس کی آنکھ بنو قریظہ کے قتل کو نہ دیکھ لے اللہ اس کو موت نصیب نہ کرے۔ جب احزاب اور مشرک افواج بھاگ گئیں اور بوریا بستر باندھ کر مدینہ سے رخصت ہو گئیں، بنی قریظہ ذلت دیکھی، وہ زیادہ ذلت کی بدعملی میں ملوث ہو کر اپنے قلعوں میں چلے آئے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا محاصرہ کر لیا اور ان کو ہر طرف سے گھیر لیا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ پر قلعوں سے اترنے پر رضامند ہو گئے کہ آپ ان کے بارے میں شرعی فیصلہ صادر کریں مگر آپ نے ان کے بارے میں فیصلہ کا حق رئیس اوس سعد بن معاذ کے حوالے کر دیا کیونکہ وہ ان کے حلیف اور دوست تھے اور بنی قریظہ نے بھی اس کو پسند کیا۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ ابتداء ہی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو حکم اور منصف مان کر قلعوں سے اترے تھے کیونکہ وہ ان کی الفت و شفقت، رحم و کرم اور معاملات کے امیدوار تھے۔ لوگ نہیں جانتے تھے کہ وہ اپنے بغض یا ایمانی اور تعصب دینی کی بنا پر ان کو بندروں اور خنزیروں سے بدتر سمجھتے ہیں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں خیمہ زن تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو پیغام بھیجا تو گدھے پر سوار کر کے لایا گیا ان کی بیماری نے ان کو موت کے قریب پہنچا دیا تھا جب وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے قیام کے بارے فرمایا بعض کے نزدیک یہ قیام ان کی شدید بیماری اور کمزوری کی وجہ سے تھا اور بعض کا خیال ہے کہ یہ دوسروں کے سامنے ان کی توقیر و تعظیم کی خاطر تھا کہ فیصلے کے نفاذ میں موثر ہو واللہ اعلم۔ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں قتل، عورتوں بچوں اور اموال کا فیصلہ سنا دیا اللہ نے ان کے دل کی مراد پوری کر دی اور وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مسجد نبوی میں واپس لوٹ آئے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ انہیں شہادت نصیب ہو چنانچہ رات کو ان کا زخم پھوٹ پڑا اور مسلسل خون بہتا رہا یہاں تک کہ ان کی موت واقع ہو گئی۔ بقول ابن اسحاق کہ بنی قریظہ کا معاملہ حل ہو گیا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا زخم پھوٹ پڑا اور ان کو شہادت کی موت نصیب ہوئی۔

جبرائیل علیہ السلام نے موت کی خبر دی ..... امام محمد بن اسحاق، معاذ بن رفاعہ زرقی سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے قوم کے معتبر اشخاص نے بتایا کہ جب سعد رضی اللہ عنہ رات کو فوت ہو گئے تو جبرائیل علیہ السلام ریشمی عمامہ پہنے ہوئے آئے اور پوچھا اے محمد ﷺ یہ کون سی میت ہے جس کیلئے آسمان کے سب دروازے کھل گئے ہیں اور عرش متحرک ہو گیا ہے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ جلدی سے کپڑا گھسیٹتے ہوئے سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو سعد رضی اللہ عنہ فوت ہو چکے تھے۔

قبر کا تنگ ہونے کے بعد کشادہ ہو جانا ..... دلائل میں بیہقی (ابو عبداللہ الحافظ، ابو العباس محمد بن یعقوب، محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم، عبداللہ بن حکم، شعیب بن لیث، لیث بن سعد، یزید بن الہاد، معاذ بن رفاعہ زرقی) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا یہ کون مرد صالح فوت ہوا ہے جس کے لئے آسمان کے سب دروازے کھل گئے اور عرش متحرک ہو گیا یہ سن کر آپ ﷺ گھر سے باہر آئے تو معلوم ہوا کہ سعد رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے ہیں آپ کو دفن کیا گیا اور رسول اللہ ﷺ آپ کی قبر پر تشریف فرما تھے کہ اچانک آپ ﷺ نے دو دفعہ سبحان اللہ کہا تو حاضرین نے بھی سبحان اللہ کہا، پھر اللہ اکبر کہا تو صحابہ نے بھی اللہ اکبر کہا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اس مرد صالح پر حیران ہوں قبر میں اس پر تنگی کی گئی یہاں تک کہ اب اس پر کشادہ کر دی گئی۔

امام احمد اور نسائی نے یزید بن عبداللہ بن اسامہ بن الہاد اور یحییٰ بن سعید سے سعد رضی اللہ عنہ کے دفن کے موقعہ پر فرمایا اس مرد صالح پر تعجب ہے کہ اس کے لئے "عرش رحمن" متحرک ہوا اور آسمان کے سب دروازے کھول دیئے گئے اس پر قبر تنگ کر دی گئی پھر اللہ تعالیٰ نے کشادگی پیدا کر دی۔ محمد بن اسحاق (معاذ بن رفاعہ، محمود بن عبدالرحمان بن عمرو بن جموح) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سعد رضی اللہ عنہ کے دفن کے وقت ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ آپ ﷺ نے "سبحان اللہ" کہا تو حاضرین نے بھی سبحان اللہ کہا۔ پھر آپ نے اللہ اکبر کہا تو لوگوں نے بھی اللہ اکبر کہا۔ پھر صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے سبحان اللہ کیوں کہا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اس مرد صالح پر قبر تنگ ہو گئی تھی پھر اللہ نے اس میں کشادگی پیدا کر دی۔ اسی طرح اس روایت کو امام احمد نے یعقوب بن ابراہیم عن سعد عن ابن اسحاق سے نقل کیا ہے۔

قبر کا بھینچنا ضرور ہے ..... ابن ہشام کہتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کے موافق ہے جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ قبر ایک مرتبہ ضرور تنگ ہوتی ہے کیونکہ اگر کوئی اس سے نجات پا سکتا تو سعد بن معاذ ضرور نجات پاتے۔ میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ اس روایت کو امام احمد نے (یحییٰ، شعبہ، سعد بن ابراہیم، نافع) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے "ان للقبر ضغطة ولو كان احد ناجيا منها لنجا سعد بن معاذ" اس حدیث کی سند صحیحین کی شرط کے مطابق ہے۔ لیکن اس روایت کو امام احمد نے (غندر، شعبہ، سعد بن ابراہیم، انسان مجہول راوی) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی نقل کیا ہے۔

حافظ بزار (عبدالاعلیٰ بن حماد، داؤد بن عبدالرحمان، عبیداللہ بن عمر، نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سعد بن معاذ کی وفات پر ستر ہزار فرشتے زمین پر اترے جو کبھی اس سے پہلے زمین پر نہ آئے تھے اور قبر نے اس کو ایک بار دبایا یہ روایت بیان کر کے

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ یہ سند جید ہے لیکن امام بزار کہتے ہیں کہ اس روایت کو عبید اللہ بن عمر سے منقطعاً محمد راوی مرسل بیان کرتے ہیں۔

اور امام بزار نے یہ حدیث (سلیمان بن سیف، یعقوب، حکم بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن زید بن خطاب، نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سعد بن معاذ کی موت پر ستر ہزار فرشتے زمین پر آئے جو اس سے پہلے زمین پر نہ آئے تھے آپ ﷺ نے اس کے دفن کے موقع پر فرمایا اگر کوئی عذاب قبر اور قبر کے دبوچنے سے نجات پا سکتا تو اس سے سعد رضی اللہ عنہ ضرور نجات پاتے۔

امام بزار (اسماعیل بن حفص، محمد بن فضیل، عطاء بن سائب، مجاہد) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عرش سعد رضی اللہ عنہ سے اللہ کی ملاقات کے شوق میں جھوم اٹھا۔ کہتے ہیں کہ عرش سے مراد چارپائی ہے جیسا کہ منقول ہے ورفع ابويه على العرش (۱۲/۱۰۰) یعنی اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا اور حرکت سے چارپائی کی لکڑیوں کی چولیں اکھڑ گئیں۔ حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قبر میں اترے اور دیر تک اس میں ٹھہرے رہے۔ جب رسول اللہ ﷺ باہر آئے تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کیوں رکے رہے تو آپ نے فرمایا سعد قبر میں دبوچے گئے۔ میں نے اللہ سے دعا کی تو اللہ نے قبر کو کشادہ کر دیا۔ بزار کہتے ہیں کہ عطاء بن سائب اس میں منفرد ہے اور میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ یہ مجروح اور مختلف فیہ ہے۔

طہارت میں کوتاہی: ... امام بیہقی نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو قبر کے دبوچنے کی روایت کے بعد ایک عجیب اثر نقل کیا ہے کہ (ابو عبداللہ الحافظ، ابو العباس، احمد بن عبدالجبار، یونس، ابن اسحاق، امیہ بن عبداللہ) کے از خاندان سے عذاب قبر کے بارے میں یوں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ طہارت میں پیشاب سے کوتاہی کرتے تھے۔ كان يقصر في بعض الطهور من البول (ج ۴/۲۹) امام بخاری حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سنا کہ سعد بن معاذ کی موت کے باعث عرش متحرک ہوا۔

عرش رحمان کے متحرک ہونے کے بارے میں روایات: یہ روایت اعمش از ابو صالح از جابر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے اور کسی شخص نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے یہ منقول ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ کی چارپائی متحرک ہوئی تھی تو انہوں نے کہا کہ انصار کے دونوں قبیلوں کے درمیان عداوت اور دشمنی تھی میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا:

اهتز عرش الرحمان لموت سعد بن معاذ

(۱) اس روایت کو امام مسلم نے عمرو ناقد، عبداللہ بن ادریس --- اور ابن ماجہ نے علی بن محمد کی معرفت ابو معاویہ سے --- ان دونوں نے اعمش سے بیان کیا ہے مگر ان دونوں نے اعمش سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ تک صرف الاهتزاز نقل کیا ہے۔

(۲) امام احمد (عبدالرزاق، ابن جریج، ابو الزبیر) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سعد بن معاذ کا جنازہ آگے رکھا ہوا تھا اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ عرش رحمان اس کی وجہ سے متحرک ہوا۔ اس روایت کو مسلم نے عبد بن حمید سے اور ترمذی نے محمود بن غیلان سے اور ان دونوں نے عبدالرزاق سے نقل کیا ہے۔

(۳) ... امام احمد (یحییٰ بن سعید، عوف، ابو نضرہ) ابو سعید سے روایت کرتے ہیں کہ اهتز العرش لموت سعد بن معاذ، اس روایت کو امام نسائی نے یعقوب بن ابراہیم از یحییٰ نقل کیا ہے۔

(۴) امام احمد (عبدالوہاب، سعید، قتادہ) حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ کا جنازہ رکھا ہوا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اهتز لها عرش الرحمان" اس روایت کو امام مسلم نے محمد بن عبداللہ الرزی کی معرفت عبدالوہاب سے نقل کیا ہے۔

(۵) امام بیہقی معتمر بن سلیمان سے اس کے والد کی معرفت حسن بصری سے نقل کرتے ہیں کہ "عرش سعد رضی اللہ عنہ کی روح کی خوشی سے جھوم اٹھا"۔

ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ حدیث اهتز العرش ثابت اور متواتر ہے۔

سہیلی کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحابہ کی ایک بڑی جماعت سے مروی ہے اور حقیقت پر محمول ہے۔

(۲) حافظ بزار (زہیر بن محمد، عبد الرزاق، معمر، قتادہ) انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا گیا تو منافقوں نے (بنو قریظہ کے فیصلہ کی وجہ سے) کہا جنازہ کس قدر ہلکا پھلکا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں دریافت ہوا تو آپ نے فرمایا یہ اس بے وقاری کی بات نہیں بلکہ فرشتوں نے اٹھایا ہوا ہے۔ یہ سند جید ہے۔

نرم و ملائم ...... امام بخاری (محمد بن بشار، غندر، شعبہ، ابو اسحاق) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کے پاس بطور ہدیہ ایک ریشمی جوڑا آیا لوگ اس کو چھونے لگے اور اس کے بے حد نرم اور ملائم ہونے پر حیرت کرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے بھی بہتر اور نرم ہیں۔ اس روایت کے بارے میں قتادہ اور زہری نے کہا ہے کہ ہم نے یہ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنی ہے۔

امام احمد (عبد الوہاب، سعید بن ابی عروبہ، قتادہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اکیدر نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک جبہ ارسال کیا (اور یہ واقعہ ریشم پہننے کی حرمت سے قبل کا ہے) اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو زیب تن کیا تو لوگ اس کے بے حد نرم و ملائم ہونے پر حیرت کرنے لگے تو آپ نے فرمایا والذی نفس محمد بیدہ! جنت میں سعد رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے بھی خوبصورت اور نرم ہیں۔ یہ سند شیخین کی شرط کی حامل ہے اور اس کو امام بخاری نے بطور تعلیق بیان کیا ہے۔

امام احمد (یزید، محمد بن عمرو، واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ) سے بیان کرتے ہیں (واقد نہایت حسین و جمیل اور دراز قامت تھے) کہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو مجھ سے پوچھا کون ہو؟ عرض کیا میں واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ ہوں۔ یہ سن کر فرمایا تم سعد کے پوتے ہو اور پھر ان کو یاد کر کے خوب روئے اور ان کے کمالات بیان کرتا رہا کہ وہ سب سے دراز قامت تھے اور کہا میں تجھے بتاتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر اکیدر دومہ کی طرف روانہ کیا اور اس نے آپ ﷺ کی خدمت میں ایک ریشمی جبہ جس پر طلائی کام کیا ہوا تھا بھیجا رسول اللہ ﷺ اس کو پہن کر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور خطاب سے قبل منبر سے اتر آئے اور لوگ جبہ کو چھونے لگے اور اس کو دیکھ کر تعجب کرنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس کے نرم اور ملائم ہونے سے حیرت زدہ ہو؟ جنت میں تو سعد رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے بھی خوبصورت اور بہتر ہیں۔ امام ترمذی اور نسائی نے اس روایت کو محمد بن عمرو سے بیان کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔

امام ابن اسحاق نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لئے عرش ہل جانے کے قصہ کے بعد ایک انصاری کا شعر نقل کیا ہے:

وما اهتز عرش الله من موت هالك سمعنا به الا لسعد ابی عمرو

(ہم نے صرف یہی سنا ہے کہ اللہ کا عرش سوائے ابو عمرو سعد رضی اللہ عنہ کی موت کے، کسی کی موت پر حرکت میں نہیں آیا)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ کبشہ بنت رافع بن معاویہ خدریہ خزرجیہ نے جب سعد کا جنازہ اٹھایا گیا تو کہا

حضرت سعد کی والدہ کا کہا ہوا مرثیہ

ویل ام سعد سعدا صرامة وحدا
وسؤددا ومجدا وفارسا معدا
سد به مسدًا يقد هاما قدا

"سعد کی والدہ کو سعد کا افسوس ہے۔ کاٹ اور دھار کے باعث۔ سیادت و بزرگی کے باعث کامل شہسوار کی حیثیت سے۔
اس کی بدولت ہر خلا پر ہوتا ہے اور سر کاٹتا ہے۔"

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سعد بن معاذ کا ذکر کرنے والیوں کے علاوہ ہر نوحہ کرنے والی جھوٹی ہے۔

سعد متوفی اور ان کی وفات کی تاریخ ...... امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ سعد بن معاذ کی موت احزاب سے قریباً ۲۵ دن بعد واقع ہوئی، کیونکہ

احزاب کی آمد ماہ شوال ۵ھ میں ہوئی۔ قریباً ایک ماہ تک ان کا محاصرہ جاری رہا بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے ۲۵ روز تک بنی قریظہ کا محاصرہ جاری رکھا۔ پھر بنی قریظہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے فیصلہ پر مطمئن ہو کر قلعوں سے نیچے اتر آئے پھر معمولی دیر بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور یہ مرحوم انتقال ذوالقعدہ کے آخر یا ذوالحجہ ۵ھ کے شروع تک قریباً پورا ہوا ہوگا واللہ اعلم۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ بنی قریظہ پر فتح آخر ذی قعدہ یا ابتدا ذی الحجہ ۵ھ میں ہوئی اور اس سال مشرکین کے زیر اہتمام حج ہوا اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا مرثیہ کہا ہے:

لقد سجمت من دمع عيني عبرة
وحق لعيني أن تفيض على سعد
قتيل ثوى في معرك فجعت به
عيون ذواري الدمع دائمة الوجد
على ملة الرحمن وارث جنة
مع الشهداء وفدها أكرم الوفد
فإن تك قد ودعتنا وتركتنا
وأمسيت في غبراء مظلمة اللحد
فأنت الذي يا سعد أبت بمشهد
كريم وأثواب المكارم والحمد

"میری آنکھ سے آنسو نکلے اور میری آنکھ پر لازم تھا کہ وہ سعد پر آنسو بہائے۔ جو میدان کارزار میں شہید ہوا اور فراق نے اور غمناک آنکھیں اس کی وجہ سے رو رہی ہیں۔ ملت رحمان کے شہید پر شہداء کے امراء جنت کے وارث پر جن کا وفد بہترین وفد ہے اگر چہ تو نے ہمیں الوداع کہا اور ہمیں چھوڑ کر اندھیری لحد اور تاریک قبر میں چلا گیا ہے۔ تو اے سعد! بہتر مقام پر جا کر ہے جو تعریف و محاسن کا مقتدا ہے۔"

بحكمك في حيي قريظة بالذي
قضى الله فيهم ما قضيت على عمد
فوافق حكم الله حكمك فيهم
ولم تعف إذ ذكرت ما كان من عهد
فإن كان ريب الدهر أمضاك في الألى
شروا هذه الدنيا بجناتها الخلد
فنعم مصير الصادقين إذا دعوا
إلى الله يوماً للوجاهة والمجد

"بنی قریظہ میں ان فیصلوں کی وجہ سے جو اللہ نے تیرے فیصلے کے مطابق نافذ کیا۔ ان کے بارے میں تیرا فیصلہ اللہ کے فیصلہ کے مطابق ہوا جب تجھے حلف کا عہد و پیمان یاد دلایا گیا تو تو نے ان سے درگزر نہیں کیا۔ اگر چہ حادثات زمانہ نے تجھے ان میں بھیج دیا ہے ان لوگوں نے اپنی جنت خلد کے عوض اس دنیا فانی کو خرید لیا ہے۔ کیا اچھا ہے سچے لوگوں کا جانا جب وہ اللہ کی طرف وجاہت اور عزم و ارادے کے ساتھ بلائے جائیں گے۔"

غزوہ احزاب اور بنی قریظہ کے بارے میں اشعار و قصائد۔۔۔۔ امام بخاری (حجاج بن منہال شعبہ عدی بن ثابت) حضرت براء

بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ مشرکین کی ہجو کریں یا فرمایا تو ان کی ہجو کر، جبرائیل بھی تیرے ساتھ ہے۔

بقول امام بخاری (ابراہیم بن طہمان نے شیبانی از عدی بن ثابت از براء بن عازب) ایسا ہی نقل کیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے بنی قریظہ کے محاصرے کے وقت فرمایا تھا کہ تو مشرکین کی ہجو کر، جبرائیل علیہ السلام تیرے ساتھ ہے۔ اس روایت کو مسلم، بخاری اور نسائی نے متعدد اسناد سے "یوم بنی قریظہ" کے اضافے کے بغیر نقل کیا ہے۔

ضرار شاعر ۔۔ بقول ابن اسحاق ضرار بن خطاب بن مرداس نے غزوہ خندق کے بارے میں مسلمان ہونے سے پہلے کہا:

ومشفقة تظن بنا الظنونا
وقد قدنا عرندسة طحونا
كأن زهاءها أحد إذا ما
بدت أركانه للناظرينا
ترى الأبدان فيها مسبغات
على الأبطال واليلب الحصينا
وجردا كالقداح مسومات
نؤم بها الغواة الخاطئينا
كأنهم إذا صالوا وصلنا
بباب الخندقين مصافحونا

"بہت سے مہربان جو ہمارے متعلق کئی ایک وہم و گمان میں مبتلا تھے اور ہم نے طاقتور بھسم کر دینے والے لشکر کی قیادت کی۔ گویا اس کی تعداد "احد" جیسی تھی، دیکھنے والوں کے سامنے لشکر کے تمام افراد آجائیں۔ تو اس میں دیکھے گا کہ بہادروں پر مکمل زرہیں اور مضبوط ڈھالیں ہیں۔ عمدہ تیز گھوڑے ہیں کہ جن پر ہم ان کے ساتھ خطاکار گمراہ لوگوں کا ارادہ کرتے ہیں۔ گویا کہ خندق کے پاس جب ہم ایک دوسرے پر حملہ آور تھے مصافحہ کرنے والے تھے۔"

أناس لا نرى فيهم رشيدا
وقد قالوا ألسنا راشدينا
فأحجرناهم شهرا كريتا
وكنا فوقهم كالقاهرينا
نراوحهم ونغدو كل يوم
عليهم في السلاح مدججينا
بأيدينا صوارم مرهفات
نقد بها المفارق والشئونا

"وہ ایسے لوگ ہیں ہم ان میں کسی کو بھی نیک نہیں دیکھتے، حالانکہ وہ کہتے ہیں کیا ہم نیک چلن نہیں ہیں۔ ہم نے ان کا پورا مہینہ محاصرہ جاری رکھا۔ ہم ان پر قاہر اور غالب لوگوں کی طرح تھے۔ ہم صبح شام ہتھیار بند ان پر ہتھیاروں سے لیس ہو کر حملہ کرتے تھے۔ ہمارے ہاتھوں میں تیز دھار تلواریں تھیں ہم ان کے ساتھ ان کی چوٹیاں اور سر کاٹتے تھے۔"

كأن وميضهن معريات
إذا لاحت بأيدي مصلتينا
وميض عقيقة لمعت بليل
ترى فيها العقائق مستبينا
فلولا خندق كانوا لديه
لدمرنا عليهم أجمعينا
ولكن حال دونهم وكانوا
به من خوفنا متعوذينا

"گویا برہنہ تلواروں کی چمک جب وہ بے نیام ظاہر تھیں۔ وہ اس بجلی کی چمک جو رات کو چمکے تو اس میں عقیق اور کثرت لوگوں کو واضح دیکھے گا۔ اگر وہ خندق کے پاس نہ ہوتے تو ہم سب کو ہلاک کر دیتے۔ لیکن وہ ان کے سامنے حائل تھی اور وہ ہمارے خوف سے اس کے ساتھ پناہ گزین تھے"۔

فإن نرحل فإنا قد تركنا
لدى أبياتكم سعدا رهينا
إذا جن الظلام سمعت نوحى
على سعد يرجعن الحنينا
وسوف نزوركم عما قريب
كما زرناكم متوازرينا
بجمع من كنانة غير عزل
كأسد الغاب إذ حمت العرينا

"اگر ہم چلے گئے ہیں تو کیا ہوا ہم نے تمہارے گھروں کے پاس سعد کو بے حس و حرکت ایک جگہ چھوڑ دیا ہے۔ جب تاریکی چھا جائے گی تو تو دیکھے گا عورتوں کو سعد پر بین کرتے ہوئے۔ ہم عنقریب تم سے دوبارہ ملیں گے جیسے کہ ہم تم سے ایک دوسرے کی مدد سے ملاقی ہوئے۔ بنی کنانہ کی ایک مسلح فوج لے کر جنگل کے شیروں کی طرح جو اپنی کچھار کے محافظ اور حامی ہیں"۔

کعب بن مالک کا جواب: ... اس کے جواب میں حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا:

وسائلة تسائل ما لقينا
ولو شهدت رأتنا صابرينا
صبرنا لا نرى لله عدلا
على ما نابنا متوكلينا
وكان لنا النبي وزير صدق
به نعلو البرية أجمعينا
نقاتل معشرا ظلموا وعقوا

وكانوا بالعداوة مرصدينا
نعاجلهم إذا نهضوا إلينا
بضرب يعجل المتسرعينا

"بہت سی خواتین ہمارے مصائب کے بارے میں پوچھتی ہیں اگر وہ موجود ہوتیں تو وہ ہمیں صابر پاتیں۔ ہم نے اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنے مصائب پر صبر کیا ہم اللہ کے برابر کسی کو نہیں مانتے۔ نبی ﷺ ہمارا سچا معاون تھا اس کی بدولت ہم سارے بلند ہیں۔ ہم ظالم اور سرکش لوگوں سے لڑتے ہیں وہ ہماری عداوت کے لئے [illegible] تھے۔ جب انہوں نے ہماری طرف پیش قدمی کی تو ہم نے ان پر حملہ کیا جو جلد بازوں کو جلد موت کے منہ میں لے جاتا ہے۔"

ترانا في فضافض سابغات
كغدران الملا متسربلينا
وفي أيماننا بيض خفاف
بها نشفي مراح الشاغبينا
بباب الخندقين كأن أسدا
شوابكهن يحمين العرينا
فوارسنا إذا بكروا وراحوا
على الأعداء شوسا معلمينا

"تو ہمیں کھلی اور وسیع زرہیں پہنے ہوئے دیکھے گا جو وسیع تالابوں کی طرح چمک دمک رکھتی ہیں۔ ہمارے ہاتھوں میں سفید تلواریں ہیں ان ہی سے ہم شر پھیلانے والوں کی چہل، پاگلی سے شفایاب ہوتے ہیں۔ خندق کے پاس گویا کہ شیر ہیں ان کے پنجے کچھار کی حفاظت کرتے ہیں۔ ہمارے شاہسوار جب صبح و شام دشمنوں پر بہادروں سے نمایاں ہو کر حملہ آور ہوتے ہیں۔"

لننصر أحمدا والله حتى
نكون عباد صدق مخلصينا
ويعلم أهل مكة حين ساروا
وأحزاب أتوا متحزبينا
بأن الله ليس له شريك
وأن الله مولى المؤمنينا
فإما تقتلوا سعدا سفاها
فإن الله خير القادرينا

"تاکہ ہم اللہ کی قسم احمد ﷺ کی مدد کریں حتیٰ کہ ہم سچے مخلص بندے بن جائیں اور جب اہل مکہ اور احزاب جو مختلف گروہوں کی شکل میں آئے معلوم ہو جائے کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں اور اللہ مومنوں کا مددگار ہے۔ اگر تم نے بیوقوفی سے سعد رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا ہے تو معلوم رہے کہ اللہ سب قدرت رکھنے والوں سے بہتر ہے۔"

سيدخله جنانا طيبات
تكون مقامة للصالحينا

كما قد ردكم فلاً شريدا
بغيظكم خزايا خائبينا
خزايا لم تنالوا ثم خيرا
وكدتم أن تكونوا دامرينا
بريح عاصف هبت عليكم
فكنتم تحتها كمهاً عمينا

"اللہ اس کو عمدہ باغات اور جنات میں داخل کرے گا جو نیک لوگوں کا مقام ہوگا۔ جیسا کہ تم کو تمہارے غیظ و غضب کے ساتھ رسوا و ناکام شکست خوردہ بھگا دیا۔ ایسے رسوا کہ تم خیر و برکت سے وہاں محروم رہے اور قریب تھا کہ تم ہلاک ہو جاتے۔ تیز آندھی سے جو تم پر چلی اور تم اس کے نیچے اندھے بہرے بنے کھڑے تھے"۔

عبداللہ بن زبعری...... عبداللہ بن زبعری سہمی نے قبول اسلام سے قبل غزوہ خندق کے بارے کہا:

حيّ الديار محا معارف رسمها
طول البلى وتراوح الأحقاب
وكأنما كتب اليهود رسومها
إلا الكنيف ومعقد الأطناب
قفراً كأنك لم تكن تلهو بها
في نعمة بأوانس أتراب
فاترك تذكر ما مضى من عيشة
ومحلة خلق المقام يباب
أنصاب مكة عامدين ليثرب
في ذي غياطل جحفل جبجاب

"تو ان ویران دیاروں کو سلام پیش کر جن کے نشانات کو طویل آفت نے اور زمانہ کی آمد و رفت نے مٹا دیا ہے۔ گویا کہ یہود نے ان کے نقش و نگار لکھ دیئے ہیں ماسوائے اونٹوں کے باڑے اور خیموں کے چوبوں کے۔ چٹیل میدان بنا دیا گویا کہ تو اس میں ناز و نعمت سے ہم عمر دوشیزاؤں سے کھیلا نہیں۔ تو قوم قریش کی معیت کو یاد کر اور ان کا شکریہ ادا کر وہ سب حرم مکہ کے "انصاب" سے چلے۔ مدینہ کی جانب چلے۔ بہت بڑے اور شور و غل مچانے والے لشکر میں"۔

يدع الحزون مناهجاً معلومة
في كل نشز ظاهر وشعاب
فيها الجياد شوازب مجنوبة
قب البطون لواحق الأقراب
من كل سلهبة وأجرد سلهب
كالسيد بادر غفلة المرتاب
جيش عيينة قاصد بلوائه

فيه وصخر لمعقد الأحزاب
قرمان كالبدرين أصبح فيهما
غيث الفقير ومعقل الهراب

"ہر تجربہ کار فرد میں اس نے سلاح سے سجا دیا ہے۔ اس لشکر میں عمدہ گھوڑے ساتھ چلائے جا رہے تھے جھکے ہوئے بالوں والے ویلے پہلوؤں والے ہر طویل پشت والی گھوڑی اور کم طویل پشت والے گھوڑے سے جو تیز رفتار ہے بھیڑیے کی طرح جس نے دکھوالی کرنے والوں کی غفلت سے اچانک اچک لیا۔ ایک لشکر میں عیینہ اپنے علم کے ساتھ ہو لیا ہے اور ابوسفیان گروہ کا علمبردار ہے۔ یہ دونوں بدر منیر کی طرح تھے یہ دونوں فقیر کا سرمایہ اور بھاگنے والوں کی پناہ گاہ ہیں"۔

حتى إذا وردوا المدينة وارتدوا
للموت كل مجرب قضاب
شهرا وعشرا قاهرين محمدا
وصحابه في الحرب خير صحاب
نادوا برحلتهم صبيحة قلتم
كدنا نكون بها مع الخياب
لولا الخنادق غادروا من جمعهم
قتلى لطير سغب وذئاب

"یہاں تک کہ جب مدینہ میں آئے اور ہر آزمودہ کار قطع کرنے والا انہوں نے ساتھ لیا۔ چالیس روز تک محمد ﷺ پر غلبہ ظاہر کرنے والے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی لڑائی میں بہترین ساتھی تھے۔ انہوں نے اپنے کوچ کا اعلان کیا جب تم نے کہا قریب تھا کہ ہم ناکام لوگوں کے ساتھ ہوتے۔ اگر خندق نہ ہوتی تو وہ لشکر کی جمعیت سے مقتول ہو جاتے، بھوکے پرندوں اور بھیڑیوں کے لیے"۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ: حضرت حسان نے اس کے جواب میں کہا:

هل رسم دارسة المقام يباب
متكلم لمحاور بجواب
قفر عفا رهم السحاب رسومه
وهبوب كل مطلة مرباب
ولقد رأيت بها الحلول يزينهم
بيض الوجوه ثواقب الأحساب
فدع الديار وذكر كل خريدة
بيضاء آنسة الحديث كعاب
واشك الهموم إلى الإله وما ترى
من معشر ظلموا الرسول غضاب

"کیا پوشیدہ مقام کے نشانات کسی ہم کلام کو جواب دیتے ہیں، ایسے میدان کہ جو سنسان ہے اور مسلسل بارش نے

جس نے نشانات مٹا دیئے ہیں۔ میں نے وہاں گھروں میں سفید رو اور روشن حسب والے لوگ دیکھے ہیں جو گھروں کی خوبصورتی کا باعث ہیں۔ تو ان مکانات اور ہر سفید فام خوبصورت نوجوان باتیں کرنے والی کا تذکرہ چھوڑ دے۔ اور اپنے اللہ سے اپنے ہموم کا شکوہ کر اور غضب ناک گروہ کا جس نے رسول اللہ ﷺ پر ظلم کیا ہے۔

ساروا باجمعهم والبوا
اهل القرى وبوادي الاعراب
جيش عيينة وابن حرب فيهم
متخمطون بحلبة الاحزاب
حتى اذا وردوا المدينة وارتجوا
قتل الرسول ومغنم الاسلاب
وغدوا علينا قادرين بايدهم
ردوا بغيظهم على الاعقاب
بهبوب معصفة تفرق جمعهم
وجنود ربك سيد الارباب

"وہ اپنی جمعیت کے ساتھ آپ کی طرف آئے اور انہوں نے بستیوں والوں اور اعراب کو اکٹھا کر لیا۔ لشکر میں عیینہ اور ابن حرب موجود ہیں وہ احزاب کے گھوڑوں کے دستہ میں خوب غضبناک ہیں۔ حتیٰ کہ جب وہ مدینہ میں آئے تو آپ کے قتل اور سامان جنگ کی غنیمت کے امیدوار تھے۔ وہ ہم پر اپنی قوت سے حملہ آور ہوئے تو غیظ و غضب کی حالت میں ایڑیوں کے بل لوٹائے گئے۔ تند ہوا کے ساتھ جس نے ان کی جمعیت کو منتشر کر دیا اور تیرے رب سید الارباب کے لشکر نے انہیں بھگا دیا۔"

فكفى الاله المؤمنين قتالهم
واثابهم في الاجر خير ثواب
من بعد ما قنطوا ففرق جمعهم
تنزيل نصر مليكنا الوهاب
واقر عين محمد وصحابه
واذل كل مكذب مرتاب
عاتي الفؤاد موقع ذي ريبة
في الكفر ليس بطاهر الاثواب
علق الشقاء بقلبه ففؤاده
في الكفر آخر هذه الاحقاب

"اللہ نے مسلمانوں کو ان سے لڑائی کی نوبت نہ آنے دی اور ان کو بہتر اجر سے نوازا۔ مایوسی کے بعد اور ان کے لشکر کو اللہ وہاب کی نصرت کے نزول نے منتشر کر دیا۔ محمد ﷺ اور ان کے صحابہ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کر دیا اور ہر جھٹلانے والے صاحب ریب و شک کو رسوا کر دیا۔ سنگدل ایسے شک ڈالنے والے کو جو کفر میں پاک کپڑوں والا نہیں۔ بدبختی اس کے دل سے چمٹ گئی ہے اور زمانے کے آخر تک اس کا دل مرتکب عصیان ہے۔"

کعب بن مالک حضرت کعب بن مالک نے اس بارے میں کہا:

ابقى لنا حدث الحروب بقية
من خير نحلة ربنا الوهاب
بيضاء مشرفة الذرى ومعاطنا
حم الجذوع غزيرة الاحلاب
كالنوب يطلي جمها وعفيلها
للجار ولابن العم والمنتاب
ونزالة شئز السراج نصيبها
علف الشعير وجزة المقضب
عري الشوى واردف نحضها
جرد الجعاسرن ومقلص الاراب
لوت السراج الى الصباح اذا عدت
فعل الغضير سراح للكلاب

"جنگوں کے حالات نے ہمارے لئے اللہ کے بہترین عطیہ میں سے باقی چھوڑا ہے۔ عالی شان کلات اور سرسبز پانی اور کھجوروں کے مثل سیاہ فام تنے جن کا اکثر حصہ ہمسایہ ابن عم اور مسافر کے لئے خرچ کیا جاتا ہے۔ اور عربی گھوڑے جن بچھیروں کے وہاں ان کے لئے جو کا چارہ ہے اور گھوڑوں کا سالن دن کا کھانا بنتی ہیں۔ ان کے جسم پر گوشت ہے ان کی پشت اور دیگر اعضاء مضبوط اور سالم ہیں۔ لمبی گردن جنگل کی طرف لائے جاتے ہیں جب وہ شکاری کتوں کی طرح دوڑتے ہیں جو شکاری کے لئے چھوڑے جاتے ہیں۔"

ولحوط ماشية المعهر ولاة
تردي العدى وتذب بالاسلاب
حوش الوحوش مطاردة للرعي
هين اللقاء بين الاصحاب
علفت على دعة لسيارة بدنها
دعر الصبيح خليفة الاحساب
يصهلون بالنزال المعالة شكه
واستعرضات الى القبائل عياب
وجوارم نزع المعالف عليها
وبكل لروع صاحب بعد نساب

"یہ اللہ کے مویشیوں کی حفاظت کرتے ہیں اور کبھی دشمن کو ہلاک کرتے ہیں اور جنگلی لباس لاتے ہیں۔ وحشی جانوروں کو گھیرنے والے لڑائی کے وقت بچے پچھلے اور منتشر ہونے والی نسل کے۔ ان کو بہت زیادہ چارہ ڈالا جاتا ہے اور وہ موٹے ہو جاتے ہیں اور لمبی آنکھوں والے ہیں۔ مضبوط اور دوڑتے ڈالے جاتے ہیں لڑائی میں مضبوط اور تیز ہیں۔ اور کاٹنے والی تلواروں کو صیقل گروں نے اس کے تیز کناروں کو صاف کر دیا اور ہر خوبرو صاحب نسب کو۔"

يهدي الخميس معلو متقارب

وكلت وقيعته الى خباب
واغر ازرق فى القناة كانه
فى طخية الظلماء ضوء شهاب
وكتيبة ينفى القران قتيرها
وترد حد قواحز النشاب
جاوى ململمة كان رماحها
فى كل مجمعة ضريمة غاب
ياوى الى ظل اللواء كانه
فى صعدة الخطى فىء عقاب

"وہ اپنے دائیں ہاتھ سے مضبوط نیزے کو پکڑتا ہے۔ جس کی مرمت ایک کاریگر کے سپرد کی گئی ہے۔ اور قناۃ ہوا میں چمکیلا نیزہ گویا انتہائی اندھیرے میں ستارے کی چمک ہے۔ وہ لشکر ہے کہ جس کے مقاتل کو اس کی زرہیں بھگا دیتی ہیں اور کمان پر لگنے والے تیروں کی دھار کو موڑ دیتی ہیں۔ عظیم زرہ پوش لشکر گویا اس کے نیزے ہر اجتماع میں جنگل کی روشنی (آگ) ہے۔ وہ علم کے سایہ کی طرف آتا ہے گویا وہ نیزوں کے پیچھے لڑائی کے وقت عقاب کا سایہ ہے۔"

اعيت ابا كرب واعيت تبعا
وابت بسالتها على الاعراب
ومواعظ من ربنا نهدى بها
بلسان ازهر طيب الاثواب
عرضت علينا فاشتهينا ذكرها
من بعد ما عرضت على الاحزاب
حكما يراها المجرمون بزعمهم
حرجا ويفهمها ذوو الالباب
جاءت سخينة كى تغالب ربها
فليغلبن مغالب الغلاب

"ابو کرب اور تبع شاہان یمن کو بھی اس نے عاجز کر دیا اور اس کی جرأت و جسارت نے اعراب کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا۔ ہمیں اپنے پروردگار کے مواعظ اور نصائح دیے گئے ہیں پاکیزہ بدن اور پاکیزہ انسان کے ذریعہ وہ ہم پر پیش کیے گئے اور ہم نے ان کے تذکرہ کو پسند کیا بعد اس امر واقعہ کے کہ احزاب اور کفار پر پیش کیے گئے۔ وہ ایسی دانائی کی باتیں ہیں جن کو مجرم لوگ بزعم خویش باعث حرج سمجھتے ہیں اور دانا ان کو خوب سمجھتے ہیں۔ قریش مقابل آئے ہیں کہ اپنے رب پر غالب آئیں۔ غالب پر غلبہ چاہنے والا ضرور مغلوب ہوتا ہے۔"

ابن ہشام نے ثقہ راوی کی معرفت عبدالملک بن یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر سے روایت کی ہے کہ یہ آخری شعر سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے کعب اللہ نے تیرے اس شعر کی تعریف کی ہے۔

سخینہ ..... سخینہ سے مراد قریش ہیں اور عرب ان کو سخینہ گرم اور تازہ کھانا کھانے کی وجہ سے کہتے تھے جو آٹے اور گھی سے تیار ہوتا تھا۔

واللہ اعلم۔

حضرت کعب بن مالک نے یہ اشعار بھی کہے:

من سره ضرب يمعمع بعضه
بعضا كمعمعة الأباء المحرق
فليأت مأسدة تسن سيوفها
بين المذاد وبين جزع الخندق
دربوا بضرب المعلمين وأسلموا
مهجات أنفسهم لرب المشرق
في عصبة نصر الإله نبيه
بهم وكان بعبده ذا مرفق
في كل سابغة تخط فضولها
كالنهي هبت ريحه المترقرق

”جس شخص کو خوشگوار ہو ایسی ایک دوسرے پر پڑنے کی آواز آرہی ہو جیسا کہ جھاڑیوں میں آگ لگنے کی آواز ہو۔ تو وہ کچھار جیسے میدان کا رخ کرے جو اپنی تلواریں تیز کرتا ہے مذاد اور خندق کے جانب کی۔ جو ماہر بہادروں کے مارنے کے خوگر ہیں اور انھوں نے اپنی جانیں رب مشرق کے سپرد کردی ہیں۔ ایسی جماعت میں کہ اللہ نے اپنے نبی کی ان کے ذریعہ مدد کی ہے اور وہ اپنے بندے پر مہربان ہے۔ وہ تمام زرہ پوش ہیں جن کی زرہیں نیچے لٹک رہی ہیں وہ ایسی جھیل ہیں جیسے کہ تالاب پر ہوا کی آمد و رفت ہو“۔

بيضاء محكمة كأن قتيرها
حدق الجنادب ذات شك موثق
جدلاء يحفزها نجاد مهند
صافي الحديدة صارم ذي رونق
تلكم مع التقوى تكون لباسنا
يوم الهياج وكل ساعة مصدق
نصل السيوف إذا قصرن بخطونا
قدما ونلحقها إذا لم تلحق
فترى الجماجم ضاحيا هاماتها
بله الأكف كأنها لم تخلق

”اور مضبوط زرہیں گویا کہ اس کے حلقے آنکھوں کی طرح چمکیلے اور مضبوط بنے ہوئے ہیں۔ لچکی مضبوط زرہ ہے جس کو ہندی تلوار کا پرتلہ اٹھا رہا ہے وہ تلوار صاف خالص چمکدار لوہے کی ہے۔ یہ لباس ہمارا لباس ہے جنگ کے روز اور ہر صداقت کے وقت تقویٰ اور خوف خدا کے ہمراہ۔ جب تلواریں چھوٹی ہوں تو ہم ان کو قدموں سے آگے مارتے ہیں اور ان کو وہاں پہنچاتے ہیں جہاں تلواریں نہ پہنچ سکیں۔ تو کھوپڑیوں کو دیکھ کہ ان کی چوٹیاں دھوپ میں پڑی ہیں اور ہتھیلیوں کے بارے میں تو سوال ہی مت کر گویا وہ پیدا ہی نہیں ہوئیں“۔

نلقى العدو بفخمة ملمومة
تنفي الجموع كقصد رأس المشرق
ونعد للأعداء كل مقلص
ورد ومحجول القوائم أبلق
تردي بفرسان كأن كماتهم
عند الهياج أسود طل ملثق
صدق يعاطون الكماة حتوفهم
تحت العماية بالوشيج المزهق
أمر الإله بربطها لعدوه
في الحرب إن الله خير موفق

"ہم دشمن کے سامنے آتے ہیں بڑے لشکر لے کر (جو بڑی فوجوں کو بھگا دیتا ہے) کوہ مشرق کی چوٹی سر کرنے کی طرح۔ ہم دشمن کے لئے تیار ہیں ہر چست، لگامی، سفید، سرخ، ابلق گھوڑے کے ساتھ۔ وہ شہسواروں کو تیز لے جاتے ہیں گویا کہ بہادر لوگ لڑائی کے وقت تیغ کی شبنم کی وجہ سے معمولی گھاس میں شیر ہیں۔ سچے دلاور ہیں غبار کے نیچے مہلک نیزوں کے ساتھ بہادر لوگوں کو موت کا مزہ چکھاتے ہیں۔ لڑائی میں اللہ نے ان گھوڑوں کو دشمن کے لئے تیار کرنے کا حکم دیا ہے بے شک اللہ بہتر توفیق دینے والا ہے"۔

لتكون غيظا للعدو وحيطا
للدار إن دلفت خيول النزق
ويعيننا الله العزيز بقوة
منه وصدق الصبر ساعة نلتقي
ونطيع أمر نبينا ونجيبه
وإذا دعا لكريهة لم نسبق
ومتى ينادى إلى الشدائد نأتها
ومتى نرى الحومات فيها نعنق
من يتبع قول النبي فإنه
فينا مطاع الأمر حق مصدق

"تاکہ وہ دشمن کے غیظ و غضب کا سبب ہوں اور اپنے حلقہ کا دفاع کرنے والے ہوں اگر بد اخلاق لوگوں کے گھوڑے قریب آ گئے تو اللہ غالب اپنی قوت سے ہماری نصرت کرتا ہے اور صبر مندی کے ساتھ لڑائی کے وقت۔ ہم اپنے نبی کی بات کی پیروی کرتے ہیں اور اس کو قبول کرتے اور جب کسی مصیبت میں بلاتے تو ہم چلے جاتے ہیں، سبقت نہیں کرتے۔ اور جب مصائب کے وقت بلاتا ہے تو ہم آتے ہیں اور جب ہم میدان جنگ دیکھتے ہیں تو دوڑ کر آتے ہیں۔ جو شخص نبی کے قول کی اطاعت کرتا وہ ٹھیک ہے بے شک نبی ہم میں مطاع الامر اور سچا ہے"۔

فبذاك ينصرنا ويظهر عزنا
ويصيبنا من نيل ذاك بمرفق

إن الذين يكذبون محمدا
كفروا وضلوا عن سبيل المهتدي

"اسی وجہ سے وہ ہماری نصرت کرتا ہے اور ہماری عزت دوبارہ ظاہر کرتا ہے اور اس نے مصائب میں آسانی سے ہماری مدد کی ہے۔ بے شک جو لوگ محمد ﷺ کی تکذیب کرتے ہیں وہ کافر ہیں اور ایک متقی اور مومن کی راہ سے منحرف ہیں"۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے قصیدہ عینیہ میں کہا:

لقد علم الأحزاب حين تألبوا
علينا وراموا ديننا ما نوادع
أضاميم من قيس بن عيلان أصفقت
وخندف لم يدروا بما هو واقع
يذودوننا عن ديننا ونذودهم
عن الكفر والرحمن راء وسامع
إذا غايظونا في مقام أعاننا
على غيظهم نصر من الله واسع
وذلك حفظ الله فينا وفضله
علينا ومن لم يحفظ الله ضائع
هدانا لدين الحق واختاره لنا
ولله فوق الصانعين صنائع

"بے شک احزاب نے جان لیا جب وہ جمع ہوئے اور ہمارے دین کا قصد کیا کہ ہم ان سے صلح نہیں کرتے۔ قیس بن عیلان کی مختلف جماعتوں نے ہمارے خلاف اتحاد کر لیا ہے اور خندف کو معلوم نہ تھا کہ ہونے والا کیا ہے۔ وہ ہمیں دین اسلام سے روکتے ہیں اور ہم ان کو کفر سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں اور خدا دیکھنے والا سننے والا ہے۔ جب وہ کسی مقام پر ہم سے غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہیں تو اللہ کی وسیع مدد ان کے غیظ کے باوجود ہماری مدد کرتی ہے۔ یہ ہماری اللہ کی حفاظت اور ہم پر اس کے فضل و کرم ہے اور جس کی اللہ حفاظت نہ کرے وہ ضائع ہو جاتا ہے۔ اللہ نے ہمیں دین حق کی طرف ہدایت دی اور اسی کو ہمارے لئے پسند کیا اور اللہ تعالیٰ کے کاریگری کرنے والوں پر احسانات ہیں"۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے قتل بنی قریظہ کے بارے میں کہا

لقد لقيت قريظة ما ساءها
وما وجدت لذل من نصير
أصابهم بلاء كان فيه
سوى ما قد أصاب بني النضير
غداة أتاهم يهوي إليهم
رسول الله كالقمر المنير
له خيل مجنبة تعادى
بفرسان عليها كالصقور

"بنی قریظہ نے اپنے برے انجام کو پالیا اس نے اپنی ذلت و رسوائی کے وقت کسی مددگار کو نہ پایا۔ ان کو بنی نضیر کے علاوہ اور بھی مصیبت پہنچی۔ جب ان کی طرف رسول اللہ ﷺ قمر منیر کی طرح روشن ہو کر چلے۔ ان کے پہلو میں گھوڑے تھے جو شاہسواروں کو شیروں کی طرح لے کر دوڑ رہے تھے۔"

ترکناهم وما ظفروا بشیء
دماؤهم علیهم کالعبیر
فهم صرعی تحوم الطیر فیهم
کذاک یدان ذو العند الفجور
فانذر مثلها نصحا قریشا
من الرحمن ان قبلت نذیری

"ہم نے ان کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا وہ کوئی چیز لے جانے میں کامیاب نہیں ہوئے ان کے خون ان پر عبیر کی طرح سرخ تھے۔ وہ ہلاک تھے ان پر پرندے گھوم رہے تھے عناد والے بدکار کو ایسے ہی بدلہ دیا جاتا ہے۔ ایسی ہی لڑائی سے قریش کو بھی اللہ کی خیر خواہی سے منع کر سکتا اگر وہ میری اطلاع اور آگاہی کو قبول کرتے۔"

حسان رضی اللہ عنہ نے بنی قریظہ کے بارے میں یہ کہا:

تفاقد معشر نصروا قریشا
ولیس لهم ببلدتهم نصیر
هم اوتوا الکتاب فضیعوه
وهم عمی من التوراة بور
کفرتم بالقرآن وقد اتیتم
بتصدیق الذی قال النذیر
وهان علی سراة بنی لؤی
حریق بالبویرة مستطیر

"ایک گروہ نے متعدد ہو کر قریش کی مدد کی جبکہ ان کے شہر میں ان کا کوئی مددگار نہیں تھا ان کو امانت دی گئی انہوں نے اس کو ضائع کر دیا وہ تورات سے نابلد اور گمراہ ہیں تم نے قرآن کا انکار کیا حالانکہ تم نبی علیہ السلام کے فرمان کی تصدیق جان گئے ہو۔ بنی لوی کے سرداروں پر بھی بویرہ میں شعلہ زن آگ آسان ہو گئی۔"

ابو سفیان بن حارث کا قبول اسلام سے پہلے کا جواب ...... ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب نے مشرف باسلام ہونے سے قبل ان اشعار کا جواب دیا تھا:

ادام الله ذلک من صنیع
وحرق فی طرائقها السعیر
ستعلم اینا منها بنزه
وتعلم ای ارضینا تضیر
فلو کان النخیل بها رکابا

لتعطروا الا مسلم لكم فصبروا

"اللہ نے قتل کو ہمیشہ کے لئے ان کے خلاف اور گروہوں میں تاکہ جنگ کے جلدی معلوم ہو جائے کہ تم میں سے کون اس سے دور ہے اور معلوم ہو جائے گا کس طاقت کا نقصان ہے۔ اگر گلستان میں سوار ہوتے تو وہ کہتے یہاں رہنے کی تم میں طاقت نہیں، چلے جاؤ"۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور دیگر شہداء جنگ بنی قریظہ کا مرثیہ کہا:

الا يا لقومي هل لما حم دافع
وهل ما مضى من صالح العيش راجع
تذكرت عصرا قد مضى فتهافتت
بنات الحشا وانهل مني المدامع
صبابة وجد ذكرتنيه اخوة
وقتلى مضى فيها طفيل ورافع
وسعد فاضحوا في الجنان واوحشت
منازلهم فالارض منهم بلاقع

"اے میری قوم! اس نے جو کیا کوئی اسے دفع کر سکتا ہے اور کیا گزری ہوئی عیش پھر واپس آ سکتی ہے۔ میں نے پچھلا وقت یاد کیا تو دل اضطراب میں آ گیا اور بے قرار ہو گیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ رنج و غم کے ولولہ نے میرے لئے دوستوں اور شہیدوں کی یاد کو تازہ کر دیا۔ ان میں طفیل رضی اللہ عنہ اور رافع رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔ اور سعد رضی اللہ عنہ بھی وہ جنتوں میں ہیں اور ان کے گھر وحشت زدہ ہیں اور ان کا علاقہ ان سے خالی ہے"۔

وفوا يوم بدر للرسول وفوقهم
ظلال المنايا والسيوف اللوامع
دعا فاجابوه بحق وكلهم
مطيع له في كل امر وسامع
فما نكلوا حتى توالوا جماعة
ولا يقطع الآجال الا المصارع
لانهم يرجون منه شفاعة
اذا لم يكن الا النبيون شافع

"جنگ بدر میں انہوں نے رسول کی وفاداری کی، ان کے سروں پر موت منڈلا رہی تھی اور تلواریں چمک رہی تھیں۔ رسول ﷺ نے بلایا تو انہوں نے اس کی بات پر لبیک کہا اور وہ سب کے سب اس کی ہر بات میں تابع فرمان تھے۔ وہ ڈٹے رہے یہاں تک کہ جماعت کی شکل میں قتل ہو گئے کیونکہ اپنی عادت میں جانے والا ہی اجل مقررہ کو کاٹتا ہے۔ کیونکہ وہ اس سے شفاعت کے امیدوار ہیں جب صرف نبی ہی شفاعت کر سکیں گے"۔

فذلك يا خير العباد بلاؤنا
اجابتنا لله والموت ناقع
لنا القدم الاولى اليك وخلفنا

لأولـــنـــا فـــي مـــلة الـــحـــق تـــابـــع
ونـــعـــلـــم ان الـــمـــلـــك لـــلـــه وحـــده
وان قـــضـــــاء الـــلـــه لابـــد واقـــع

"اب ہم اللہ کے نبی کے بندے ہیں ہمارا دین و اختیار ہے، ہمارا کام اللہ کے حکم و فرمان کی جو عین حقیقت ہے ثابت ہے، ہم اس پر کے پہلے پیروکار ہیں، ہم پہلے پیچھے سب کے سب اللہ کے احکام کے تابع ہیں۔ اور ہمارا اعتقاد ہے کہ ملک صرف اللہ وحدہ کے قبضہ میں ہے اور اللہ کی تقدیر و فیصلہ لازماً واقع ہونے والی ہے"۔

ابو رافع کا قتل: ... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب غزوہ احزاب ختم ہو گیا بنی قریظہ کا معاملہ بھی ہو گیا اور ابو رافع سلام بن ابی الحقیق جو احزاب کو اکٹھا کرنے کے جرم میں ملوث تھا (اور جنگ احد سے قبل اوس قبیلے نے کعب بن اشرف کو قتل کر دیا تھا) تو خزرج نے سلام کو قتل کرنے کی اجازت مانگی یہ خیبر میں مقیم تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی۔

سلام بن ابی الحقیق کا قتل: ... ابن اسحاق نے امام زہری کی معرفت حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کا ایسا اصول پیدا کر دیا تھا کہ انصار کے دونوں قبیلے (اوس اور خزرج) رسول اللہ ﷺ کے امور میں باہمی رقیبانہ انداز میں رہتے تھے کہ اوس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی خاطر جو کام کیا اس کا مقابلہ کرتے تھے، دونوں قبیلوں کی عادت تھی کہ جب اوس کوئی کام کرتے تو خزرج کہتے خدا کی قسم ہم سے یہ بازی نہ لے جا سکیں گے چنانچہ جب تک وہ نیکی کا کام انجام نہ دے لیتے چین سے نہ بیٹھتے اور جب خزرج کوئی عظیم الشان کام سر انجام دیتے تو اوس قبیلے کے لوگ بھی کام کرنے کو بیتاب ہو جاتے۔

جب اوس قبیلے نے کعب بن اشرف کو رسول اللہ ﷺ کی عداوت کی وجہ سے قتل کر دیا تو خزرج نے کہا کہ خدا کی قسم وہ ہم سے آگے نہ نکل جائیں چنانچہ انہوں نے سوچا کہ ابن اشرف کی طرح رسول اللہ ﷺ سے عداوت رکھنے والا اس سلسلہ میں سلام بن ابی الحقیق خیبری تھا جس کو یاد آیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے قتل کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی۔ چنانچہ خزرج قبیلہ کے بنی سلمہ کے پانچ افراد عبداللہ بن عتیک، مسعود بن سنان، عبداللہ بن انیس، ابو قتادہ حارث بن ربعی اور خزاعی بن اسود (جو ان کا حلیف تھا) اس کے قتل کے لئے روانہ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن عتیک کو امیر قافلہ مقرر کر کے فرمایا کہ وہ کسی بچے یا عورت کو قتل نہ کریں۔

جب وہ خیبر کے علاقہ میں پہنچے تو ابن ابی الحقیق کی حویلی میں رات کو داخل ہوئے اور حویلی کے تمام رہائشیوں کے کمروں کو باہر سے بند کر دیا۔ وہ اپنے بالا خانہ میں تھا سیڑھی کے ذریعہ وہ اس کے دروازے پر پہنچے اور اس سے اجازت مانگی تو اس کی بیوی نے باہر نکل کر پوچھا تم کون ہو؟ تو ہم عرب ہیں غلہ کی تلاش میں آئے ہیں، بیوی نے کہا کہ وہ یہ آپ ان کے پاس پہنچ جاؤ۔ جب ہم اندر پہنچ گئے تو ہم نے اندر سے بند کر دیا کہ کوئی اس تک نہ پہنچ سکے۔ پھر چیخ کر اس کی بیوی نے چیخنا چلانا شروع کر دیا اور ہم نے ایک ایک کر کے ابن ابی الحقیق پر تلواروں سے حملہ کر دیا، تاریکی میں صرف اس کا جسم نظر آ رہا تھا گویا وہ ایک سفید رنگ کی قبطی چادر پڑی ہوئی ہے۔ جب عورت چلائی تو ہم میں سے کوئی آدمی اس کو مارنے کے لئے تلوار اٹھاتا تو رسول اللہ ﷺ کا فرمان یاد کر کے ہاتھ روک لیتا، اگر رسول اللہ ﷺ کا فرمان نہ ہوتا تو ہم اس کو وہیں ختم کر دیتے۔

تلواروں کے بے کار ہونے کے بعد عبداللہ بن انیس نے اپنی تلوار اس کے پیٹ پر رکھ کر دبایا اور اس کو پار کر دیا اور وہ کہہ رہا تھا بس بس۔ پھر ہم اس سے فارغ ہونے کے بعد نیچے اترے، عبداللہ بن عتیک کی نظر کمزور تھی وہ سیڑھی سے گر پڑے اور ان کے ہاتھ میں سخت موچ آ گئی۔ ہم نے ان کو اٹھایا اور ان کے قلعہ کی ایک نالی میں چھپ گئے جو پانی بہنے کے لئے تھی اور لوگ آگ جلا کر ہر طرف دوڑ دھوپ کرنے لگے اور جب مایوس ہو گئے تو مقتول کے پاس چلے گئے اور وہ دم توڑ رہا تھا۔ اب ہم نے سوچا کہ اس کی موت کا کیسے علم ہو تو ہم میں سے ایک آدمی نے ہمت کر کے کہا میں جاتا ہوں اور صورت حال معلوم کر کے آتا ہوں، چنانچہ وہ گیا اور جا کر لوگوں میں گھس گیا۔

اس نے دیکھا کہ ابن ابی الحقیق کی بیوی اور یہودی اس کے اطراف میں جمع تھے، اس کی بیوی کے ہاتھ میں چراغ تھا وہ اس کے چہرے کو دیکھ

دی تھی اور ان کو بتا رہی تھی واللہ میں نے عبداللہ بن عتیک کی آواز سنی ہے، میں نے یہ بات ناممکن قرار دی کہ عبداللہ بن عتیک یہاں اس علاقہ میں کیسے آ گیا پھر اس نے علامہ بن ابی الحقیق کے چہرے پر نظر کی اور کہا یہود کے معبود کی قسم یہ تو فوت ہو گیا۔ میں اطلاع پا کر بے حد خوش ہوا اور واپس آ کر اطلاع دی تو ہم سب ساتھی لوٹ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو اللہ کے دشمن سلام بن ابی الحقیق کے قتل کی اطلاع دی اور ہم میں سے ہر کوئی اس کے قتل کا مدعی تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی تلواریں لاؤ ہم نے اپنی تلواریں پیش کیں تو آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا میرے خیال میں اس کی موت عبداللہ بن انیس کی تلوار سے ہوئی ہے اس پر طعام کا نشان ہے۔

حسان رضی اللہ عنہ کے ان کے بارے میں کہے گئے اشعار حضرت حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت نے اس کے بارے میں کہا:

لله در عصابة لاقيتهم
يا ابن الحقيق وانت يا ابن الاشرف
يسرون بالبيض الخفاف اليكم
مرحا كاسد في عرين مغرف
حتى اتوكم في محل بلادكم
فسقوكم حتفا ببيض ذفف
مستبصرين لنصر دين نبيهم
مستصغرين لكل امر مجحف

"اے ابن حقیق! اللہ ہی کے لئے ہے اس جماعت کی بھلائی جس سے تیری ملاقات ہوئی اور تجھ کو اے ابن اشرف۔ وہ تمہاری طرف خوشی خوشی شمشیر بکف رات کو روانہ ہوئے گویا وہ کچھار کے شیر ہیں جنگل میں۔ وہ تمہارے شہر میں پہنچے اور تم کو دھار تلوار سے تم کو موت کا جام پلا چکے، کیونکہ اپنے دین کی مدد و نصرت کرتے ہوئے اور ہر ظلم کو حقیر سمجھتے ہوئے۔"

امام بخاری (اسحاق بن نصر، یحییٰ بن آدم، ابن ابی زائدہ، ابو زائدہ، ابو اسحاق) حضرت براء بن عازب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گروہ کو ابو رافع یہودی کے قتل کے لئے روانہ کیا چنانچہ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اس کو رات کے وقت سوتے ہوئے قتل کر دیا۔

ابو رافع یہودی کے قتل کا مفصل قصہ امام بخاری (یوسف بن موسیٰ، عبیداللہ بن موسیٰ، اسرائیل، ابو اسحاق) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن عتیک کی قیادت میں انصار کے چند افراد کو ابو رافع یہودی کے قتل کے لئے بھیجا۔ ابو رافع رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دیتا تھا اور آپ کے خلاف لوگوں کو بھڑکاتا تھا۔ وہ ارض حجاز میں اپنے قلعہ میں رہتا تھا۔ جب وہ قلعہ کے قریب پہنچے تو سورج غروب ہو چکا تھا اور لوگ اپنے مویشی لے کر گھروں میں واپس آ چکے تھے عبداللہ بن عتیک نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم یہیں ٹھہرو میں جاتا ہوں اور دربان سے کوئی حیلہ بہانہ کرتا ہوں شاید اندر داخل ہو جاؤں۔

وہ آئے اور دروازہ کے قریب ہو کر سر پر کپڑا ڈال لیا جیسے کوئی رفع حاجت کے لئے بیٹھا ہو اور سب لوگ قلعہ کے اندر جا چکے تھے، تو دربان نے آواز دی اے بندہ خدا! اگر اندر آنے کا ارادہ ہے تو آ جا میں دروازہ بند کرتا ہوں، چنانچہ میں اندر داخل ہو کر چھپ گیا۔ جب سب لوگ اندر آ گئے تو دربان نے دروازہ بند کر کے چابیاں ایک کیل پر لٹکا دیں پھر میں نے اٹھ کر چابیاں لیں اور قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ ابو رافع کے پاس مجلس ہوا کرتی تھی وہ اپنے بالا خانہ میں سویا کرتا تھا جب مجلس کے لوگ چلے گئے تو میں بالا خانے کی طرف چڑھا اور جس دروازے کو کھولتا تھا اندر داخل ہو کر اس کو بند کر دیتا تھا میں نے سوچا اگر لوگوں کو میرے بارے میں معلوم بھی ہو گیا تو مجھ تک پہنچنے سے قبل اس کو قتل کر دوں گا۔

چنانچہ میں اس کے پاس پہنچ گیا اور وہ ایک تاریک کمرے میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ درمیان میں سویا ہوا تھا لیکن مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ کمرے میں کہاں سویا ہوا ہے۔ میں نے آواز دی ابو رافع! اس نے پوچھا کون ہے؟ میں تیزی سے آواز کی طرف بڑھا اور اس پر تلوار کا وار کیا لیکن میں

چیخ پکار کا شور ہوا تو میں وہاں سے باہر نکل آیا اور تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر اندر گیا اور آواز بدل کر پوچھا ابو رافع! یہ کیسی آواز ہے؟ کہنے لگا تیری ماں مرے، ابھی ابھی مجھ پر کسی نے تلوار سے وار کیا ہے۔ پھر میں نے ایک اور وار کیا مگر وہ کاری نہ تھا پھر میں نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھ کر دبایا اور اس کی پشت تک پہنچا دی، مجھے یقین ہو گیا کہ میں نے اس کا کام تمام کر دیا ہے۔ پھر میں ایک ایک دروازہ کھولتا ہوا سیڑھی پر پہنچ گیا، چاندنی رات تھی اور میں سمجھا کہ میں زمین پر پہنچ گیا ہوں، پاؤں رکھا تو گر پڑا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ میں نے اس کو پگڑی سے باندھ لیا اور وہاں سے چل کر دروازے پر بیٹھ گیا اور سوچا کہ جب تک اس کے قتل کا علم نہ ہو جائے میں یہاں سے نہ جاؤں گا۔ چنانچہ جب مرغ نے بانگ دی تو موت کی خبر دینے والا فصیل پر چڑھا اور اس نے اعلان کیا کہ میں اہل حجاز کے تاجر ابو رافع کی موت کی اطلاع دیتا ہوں۔ میں چل کر اپنے ساتھیوں کے پاس چلا آیا اور کہا کہ جلدی چلو اللہ نے ابو رافع کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ چنانچہ میں نبی علیہ السلام کے پاس پہنچا اور پورا واقعہ بیان کیا، آپ نے فرمایا پاؤں پھیلاؤ، میں نے پاؤں پھیلایا تو رسول اللہ ﷺ نے اس پر دست شفقت پھیرا تو یوں معلوم ہوا کہ گویا کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔

امام بخاری (احمد بن عثمان بن حکیم اودی، شریح، ابراہیم بن یوسف، ابی یوسف، ابو اسحاق) حضرت براء بن عازب سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک جماعت عبداللہ بن عتیک وغیرہ کو ابو رافع کے قتل کے لیے بھیجا، وہ چلتے چلتے قلعہ کے قریب پہنچے تو عبداللہ بن عتیک نے کہا تم یہاں ٹھہرو میں وہاں جا کر صورت حال کا اندازہ کرتا ہوں، چنانچہ میں نے اندر جانے کی تدبیر سوچی، معلوم ہوا کہ قلعہ والوں کا گدھا گم ہو گیا ہے وہ روشنی لے کر اس کی تلاش میں نکلے، مجھے خدشہ ہوا کہ کہیں مجھ کو پہچان نہ لیں، میں نے سر ڈھانپ لیا اور ایسا ظاہر کیا کہ میں قضائے حاجت کر رہا ہوں دربان نے کہا جس کو اندر آنا ہو وہ آ جائے، میں دروازہ بند کرنے لگا ہوں، چنانچہ میں اندر داخل ہو گیا اور گدھوں کے طویلے میں دروازے کے قریب چھپ گیا۔

قصہ گوئی والوں نے ابو رافع کے پاس رات کا کھانا کھایا اور دیر رات تک وہیں بیٹھے باتیں کرتے رہے پھر اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے جب خاموشی چھا گئی اور مجھے کوئی آواز اور حرکت سنائی نہ دی تو میں طویلے سے نکلا، دربان کے پاس میں نے دیکھا تھا کہ اس نے چابی ایک دیوار کی کھونٹی پر لٹکا دی، میں نے چابی لے کر دروازہ کھولا اور سوچا اگر مجھے کسی نے دیکھ لیا تو میں آسانی سے نکل جاؤں گا۔ پھر میں نے سب گھروں کے دروازے باہر سے بند کر دیئے۔ پھر میں سیڑھی پر چڑھ کر ابو رافع کے پاس پہنچا، دیکھا تو کمرے میں اندھیرا ہے اور چراغ بجھ گیا ہے۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ ابو رافع کہاں ہے، میں نے پکارا ابو رافع! تو اس نے کہا کون ہے؟ میں آواز کی طرف گیا اور تلوار کی ایک ضرب لگائی وہ چلایا مگر ضرب نے کام نہ کیا، پھر میں اس کے پاس ایک مددگار کی حیثیت سے آیا اور آواز بدل کر پوچھا اے ابو رافع کیا ہوا؟ اس نے کہا تعجب ہے تیری ماں مرے، ابھی ابھی میرے پاس کوئی آیا اور مجھ پر وار کیا ہے۔ یہ سن کر میں نے پھر اس پر دوسری ضرب لگائی مگر کام تمام نہ ہوا تو وہ چلایا اور اس کی بیوی جاگ گئی۔ پھر میں آیا اور میں نے آواز بدلی جیسے کوئی مدد کو آتا ہے، دیکھا تو وہ چت لیٹا ہوا ہے۔ میں نے تلوار اس کے پیٹ پر رکھی اور زور سے دبایا تو ہڈی تک پہنچ گئی۔ میں نے ہڈی ٹوٹنے کی آواز سنی۔ پھر میں گھبرا کر نکلا اور سیڑھی کے پاس آیا، میں اترنا چاہتا تھا لیکن سیڑھی سے گر پڑا اور میرے پاؤں کا جوڑ اتر گیا۔ میں نے اس کو پٹی سے باندھ لیا اور لنگڑاتا ہوا اپنے رفقاء کے پاس آیا، میں نے کہا تم جاؤ اور رسول اللہ ﷺ کو خوشخبری سناؤ، میں تو یہیں ہوں جب تک موت کی خبر نہ سن لوں نہ جاؤں گا۔ میں انتظار کرتا رہا حتیٰ کہ صبح ہوئی تو موت کی خبر دینے والا فصیل پر چڑھا اور اس نے اعلان کیا کہ میں ابو رافع کی موت کی اطلاع دیتا ہوں۔ پھر میں اٹھ کر چلا، میرے پاؤں میں کوئی درد نہ تھا، میں نے اپنے ساتھیوں کو راستے میں پا لیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو خوشخبری سنائی۔ ان تفصیلات میں امام بخاری اصحاب صحاح ستہ سے منفرد ہیں۔

امام زہری نے ابی بن کعب سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ منبر پر جلوہ افروز تھے کہ وہ آئے، آپ نے فرمایا کامیاب ہوں یہ چہرے، جب کامیاب واپس آئے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کا چہرہ کامیاب ہو۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم نے اس کو قتل کر دیا ہے؟ عرض کیا جی ہاں! آپ نے تلوار منگوائی، آپ نے نیام سے نکال کر دیکھا تو فرمایا ہاں یہ خون کی دھار ہے "کھانے" کا نشان۔

مولف کہتے ہیں کہ یہ احتمال ہے کہ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ جب سیڑھی سے گرے تو پاؤں کا جوڑ اتر گیا اور پنڈلی ٹوٹ گئی ہو۔

میں کبھی موچ آئی ہو مگر جب اس کو ہاتھ لگایا تو صدمہ دور ہو گیا اور بچنے میں مشکل محسوس نہ ہوئی اور جب رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا اور زخم ٹھیک ہو گیا تو مجھ میں درد محسوس ہوتا ہو گیا پھر اس نے پاؤں پھیلایا اور رسول اللہ ﷺ نے اس پر دست مبارک پھیرا تو ہر قسم کے درد دور ہو گئے۔ اس واقعہ کو موسیٰ بن عقبہ نے اپنی "مغازی" میں ابن اسحاق کی طرح بیان کیا ہے اور اس مہم پر جانے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کا نام بھی ذکر کیا ہے جیسا کہ ابن اسحاق، ابن ہشام اور ابو عبیدہ نے بیان کیا ہے۔

خالد بن سفیان کی ہلاکت ...... واقدی، بیہقی نے اس واقعہ کو قتل ابو رافع یہودی کے بعد بیان کیا ہے۔ روایت میں امام احمد (یعقوب، ابو سعد، ابن اسحاق، محمد بن جعفر بن زبیر، ابن عبداللہ بن انیس) حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلا کر فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ خالد بن سفیان بن نبیح ہذلی نے ہمارے خلاف جنگ کرنے کے لئے لوگوں کو جمع کیا ہوا ہے۔ وہ عرنہ میں موجود ہے تم جاؤ اس کو قتل کر آؤ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس کا وصف فرما دیجئے میں اس کو پہچان سکوں تو آپ نے فرمایا جب تو اسے دیکھے گا تو وہ رعشہ میں مبتلا ہو گا اور تجھ پر لرزہ طاری ہو گا۔ چنانچہ میں نے تلوار لٹکا لی اور "عرنہ" میں بطن عرنہ کے قریب پہنچا تو وہ اپنی بیویوں کے ہمراہ رہائش کا متلاشی تھا اور میں نے اسے رسول اللہ ﷺ کی بیان کردہ صفات کے مطابق پایا تو اس کی طرف متوجہ ہوا۔

اور مجھے خوف ہوا کہ شاید کچھ دیر ہو جائے اور میری نماز رہ جائے چنانچہ میں نے چلتے چلتے رکوع سجدہ کا سر سے اشارہ کرتے ہوئے نماز پڑھ لی جب اس کے پاس پہنچا تو اس نے پوچھا کون صاحب؟ بتایا ایک عرب ہوں، آپ کے "اس قول" پر حملہ آور ہونے کے لئے لوگوں کے جمع ہونے کی خبر سن کر آیا ہوں، یہ سن کر اس نے کہا ہاں! میں اس کوشش میں ہوں چنانچہ کچھ دیر اس کے ساتھ چلتا رہا موقع پا کر تلوار سے وار کیا اور اس کو ختم رسید کر دیا۔ وہاں سے نکلا تو اس کی بیویاں اس پر جھک کر رو رہی تھیں چھوڑ کر چلا آیا، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کامیاب ہو گئے، عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! قتل کر آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے درست کیا ہے۔

قیامت کے دن علامت کے لئے دیئے جانے والا عصا ...... پھر رسول اللہ ﷺ مجھے لے کر گھر میں تشریف لے گئے اور مجھے عصا عطا فرما کر کہا اے عبداللہ! اس کو اپنے پاس محفوظ رکھو چنانچہ میں یہ عصا لئے ہوئے لوگوں کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ بتایا یہ عصا مجھے رسول اللہ ﷺ نے عطا کیا ہے اور اس کو محفوظ رکھنے کا حکم فرمایا ہے لوگوں نے کہا جاؤ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھو۔ چنانچہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے یہ مجھے کیوں عطا فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ میرے اور تیرے درمیان بروز قیامت علامت ہو گا اس روز بہت کم لوگ عصا پر ٹیک لگانے والے ہوں گے چنانچہ وہ عصا ان کے پاس تلوار کے ساتھ تا وفات رہا۔ فوت ہوئے تو کفن میں رکھ دیا گیا اور دفن کر دیا گیا۔

مختصراً اس روایت کو امام احمد نے (یحییٰ بن آدم، عبداللہ بن ادریس، محمد بن اسحاق، محمد بن جعفر بن زبیر، ابن عبداللہ بن انیس یا عبداللہ بن عبداللہ بن انیس) عبداللہ بن انیس سے بیان کیا ہے اور ابو داؤد نے (ابو معمر، عبدالوارث، محمد بن اسحاق، محمد بن جعفر، عبداللہ بن انیس، انیس ماجد) اسی طرح نقل کیا ہے اور حافظ بیہقی نے (محمد بن سلمہ، محمد بن اسحاق، محمد بن جعفر بن زبیر، عبداللہ بن انیس عن ابیہ) اسی طرح بیان کیا ہے۔ علاوہ ازیں عروہ بن زبیر اور موسیٰ بن عقبہ نے یہ قصہ اپنے "مغازی" میں مرسل بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

بقول ابن ہشام، حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے خالد بن سفیان ہذلی کے قتل کے موقع پر کہا:

تركت ابن ثور كالحوار وحوله
نوائح تفري كل جيب مقدد
تناولته والظعن خلفي وخلفه
بأبيض من ماء الحديد المهند
عجوم لهام الدارعين كأنه
شهاب غضى من ملهب متوقد

أقول له والسيف يعجم رأسه
أنا ابن أنيس فارسا غير قعدد

"میں نے ابن ثور کو اونٹ کے چھوٹے بچے کی طرح چھوڑا اور اس کے ارد گرد نوحہ کرنے والیاں ہر پھٹا ہوا گریبان چاک کر رہی تھیں۔ میں نے اس پر ہندی چمکدار تلوار سے حملہ کیا اور عورتیں میرے اور اس کے پیچھے تھیں، وہ تلوار سرکش لوگوں کی کھوپڑیوں کو کاٹنے والی ہے گویا وہ "الغضی" درخت کی لکڑی کا ایک شعلہ ہے، میں نے اسے کہا اور تلوار اس کے سر کو کاٹ رہی تھی، میں ابن انیس شہسوار ہوں نہ کہ کم نسب"۔

انا ابن الذي لم ينزل الدهر قدره
رحيب فناء الدار غير مزند
وقلت له خذها بضربة ماجد
حنيف على دين النبي محمد
وكنت إذا هم النبي بكافر
سبقت إليه باللسان وباليد

"میں ہوں اس شخص کا بیٹا جس کی خواہش زمانے نے نہ کم کی، اور حویلی کے صحن کی کشادگی ہے، وہ تنگ نہیں۔ اور میں نے اس کو کہا ایک شریف مسلمان کی جو دین محمد ﷺ پر قائم ہے تلوار برداشت کر۔ جب نبی ﷺ کسی کافر کے قتل کا ارادہ کرتے تو میں اس کی طرف ہاتھ، زبان اور قول و عمل سے آگے بڑھ جاتا ہوں"۔

عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ : ہمارے شیخ فرماتے ہیں: عبداللہ بن انیس بن اسعد ابو یحییٰ جہنی ایک مشہور و معروف و معزز صحابی ہیں، بیعت عقبہ، جنگ احد اور خندق وغیرہ میں شامل تھے، وہ شام میں ۵۴ھ میں فوت ہوئے اور بقول بعض ۸۰ھ میں فوت ہوئے۔ واللہ اعلم۔ علی بن زبیر اور خلیفہ بن خیاط نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن انیس پانچ ہیں، یہ جہنی وہ عبداللہ بن انیس ہیں جن کے بارے میں اختلاف ہے کہ قرار دیتے ہیں اور یہ پانچواں انصاری صحابی ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ جنگ احد میں ایک برتن منگوایا جس میں پانی تھا آپ ﷺ نے اس کا منہ کھول کر پانی پیا۔ جیسا کہ اس روایت کو ابو داؤد اور ترمذی نے عبداللہ العمری از عیسیٰ بن عبداللہ بن انیس از ابیہ بیان کیا ہے اور بقول امام ترمذی اس کی سند درست نہیں، عبداللہ العمری کا حافظہ کمزور ہے۔

نجاشی کی امارت یہ کہ محمد ﷺ کی ماتحتی سے بہتر ہے ... ابو رافع یہودی کے قتل کے واقعہ کے بعد ابن اسحاق کہتے ہیں: مجھے یزید بن ابی حبیب نے راشد مولیٰ ابو حبیب بن ابی اوس ثقفی از حبیب بن ابی اوس از عمرو بن العاص سے بتایا کہ جب ہم لوگ جنگ احزاب سے واپس لوٹے تو میں نے اپنے چند ہم خیال قریشی دوستوں کو جمع کر کے کہا اللہ کی قسم! تم جانتے ہو کہ محمد ﷺ کا معاملہ غیر معمولی طور پر عروج پر ہے، میری ایک رائے ہے، تمہارا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ انہوں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ میں نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ ہم نجاشی کے پاس چلے جائیں اور وہاں سکونت اختیار کر لیں، اگر محمد ﷺ قریش پر غالب آ گئے تو ہم نجاشی کے پاس ہوں گے، نجاشی کی ماتحتی میں رہنا محمد ﷺ کی ماتحتی میں رہنے سے بہتر ہے، اور اگر قریش غالب آ گئے تو واضح بات ہے کہ ہم معروف لوگ ہیں، ہمیں ان سے کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔ ان سب نے اس رائے کو پسند کیا تو میں نے کہا نجاشی کے لئے تحائف جمع کرو اور ہمارے علاقہ کا سب سے عمدہ مال چمڑا تھا، ہم نے اس کی خاطر بہت چمڑے جمع کر لئے اور ہم اس کے پاس آ گئے۔

عمرو بن امیہ ضمری کے قتل کی خواہش ... واللہ! ہم اس کے پاس بیٹھے تھے کہ عمرو بن امیہ ضمری بھی آ گئے، ان کو رسول اللہ ﷺ

نے جعفر اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں بھیجا تھا، وہ میرے پیچھے ہی آیا تو میں نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا یہ عمرو ضمری یہاں موجود ہے۔ میں اگر نجاشی کے پاس جاؤں اور اس سے عمرو ضمری کے بارے میں سوال کروں اور وہ مجھے دے دے تو میں اس کا سر قلم کر دوں گا اور جب میں یہ کام انجام دے دوں گا تو قریش کو معلوم ہو جائے گا کہ میں نے محمد ﷺ کے قاصد کو قتل کر کے ان کا کام سر انجام دیا ہے۔

عمرو بن عاص کا قبول اسلام ...... چنانچہ میں نجاشی کے دربار میں حاضر ہوا اور حسب دستور اس کے سامنے سجدہ ریز ہوا تو نجاشی نے خوش آمدید کہہ کر پوچھا اپنے علاقہ کا کوئی تحفہ لائے ہو؟ عرض کیا بادشاہ سلامت! "چمڑے کا تحفہ لایا ہوں" چنانچہ میں نے وہ تحفہ پیش کیا تو اس نے بہت پسند کیا۔ پھر میں نے عرض کیا بادشاہ سلامت! میں نے دیکھا ہے کہ ایک آدمی آپ کے دربار سے باہر نکلا ہے وہ ہمارے دشمن کا قاصد ہے وہ آپ مجھے دے دیجئے تاکہ میں اسے موت کے گھاٹ اتاروں کیونکہ وہ ہمارے اشراف اور اعیان کا قاتل ہے۔ یہ سن کر نجاشی غضبناک ہوا اور ہاتھ کھینچ کر اس قدر زور سے ناک پر مارا کہ میں سمجھا کہ ناک کو زخمی کر دیا۔ اس واقعہ کے خوف سے میری یہ حالت تھی کہ کاش زمین پھٹ جاتی اور اس میں چھپ جاتا۔ پھر میں نے عرض کیا بادشاہ سلامت اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ کو یہ بات بری لگے گی تو میں نہ کہتا۔

پھر نجاشی نے کہا کیا تم مجھ سے چاہتے ہو کہ میں اس کے قاصد کو قتل کرنے کے لئے طلب کروں جس کے پاس وہ فرشتہ آتا ہے جو موسیٰ کے پاس آیا کرتا تھا۔ میں نے عرض کیا بادشاہ سلامت! کیا وہ اسی طرح ہے؟ تو نجاشی نے کہا افسوس! اے عمرو! میری بات مان اور اس کی پیروی کر، واللہ قسم! وہ حق پر ہے اور اپنے مخالف لوگوں پر غالب آئے گا جیسے موسیٰ علیہ السلام بن عمران فرعون اور اس کے لشکر پر غالب آئے۔ یہ سن کر میں نے عرض کیا بادشاہ سلامت! کیا آپ ان کی خاطر میری اسلام پر بیعت لیں گے۔ نجاشی نے اثبات میں جواب دیا اور ہاتھ پھیلایا تو میں نے اسلام پر اس کی بیعت کر لی۔

خالد بن ولید کا قبول اسلام ...... میں دربار سے باہر آیا اور اپنے اصحاب کے پاس پہنچا تو میری رائے بدل چکی تھی لیکن میں نے یہ بات پوشیدہ رکھی، پھر میں سیدھا اسلام کی خاطر رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہوا (فتح مکہ سے قبل کا واقعہ ہے) راستے میں خالد بن ولید سے ملاقات ہوئی جو کہ مکہ سے آ رہے تھے میں نے ان سے پوچھا جناب ابو سلیمان! کہاں کا ارادہ ہے؟ تو اس نے کہا واللہ! راستہ واضح ہو چکا ہے اور وہ "آدمی ﷺ" نبی ہے۔ بخدا! اسلام قبول کرنے کیلئے جا رہا ہوں کب تک یونہی بے راہ روی کرتے رہیں گے۔ یہ سن کر میں نے کہا واللہ قسم! میں بھی اسی خاطر جا رہا ہوں چنانچہ ہم مدینہ میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اسلام قبول کیا اور بیعت کر لی۔ میں نے قریب ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کی بیعت کرتا ہوں بشرطیکہ آپ میرے پچھلے گناہ معاف کر دیں یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمرو! بیعت کر، اسلام ما قبل گناہوں کو معاف کر دیتا ہے نیز ہجرت بھی پچھلی کوتاہیوں کا ملیامیٹ کر دیتی ہے چنانچہ میں بیعت کر کے چلا آیا۔ بقول ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ مجھے معتبر راوی نے بتایا ہے کہ عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ بھی ان کے ساتھ مسلمان ہوا تھا، ابن زبعری نے کہا:

أنشد عثمان بن طلحة حلفنا
وملقى نعال القوم عند المقبل
وما عقد الآباء من كل حلفة
وما خالد من مثلها بمحلل
مفتاح بيت غير بيتك تبتغي
وما تبتغي من بيت مجد مؤثل
فلا تأمنن خالدا بعد هذه
وعثمان جاءا بالدهيم المعضل

"عثمان بن طلحہ کو میں اپنے حلیف کا اور حجر اسود کے قریب لوگوں کے جوتے اتارنے کی جگہ کا واسطہ دیتا ہوں اور ہر اس حلف کا جس کا ہمارے آباؤ اجداد نے عہد کیا اور خالد بھی حلف کو توڑنے والا نہیں ہے۔ اے عثمان! کیا تو بیت اللہ کے علاوہ

کی اور کی مشابہ کا مطلب ہے قدیم شعر کے بعض حروف کے مفاد اور انہیں تلاش کیا جائے ۔ خلاصہ یہ کہ اس کے بعد سے خوف نہ ہو اور عثمان نے ایک بڑی آفت اٹھایا ہے۔

بقول ابن کثیر: یہ لوگ صلح حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوئے کیونکہ ولید بن ولید اس وقت مشرکوں کے ساتھ تھے جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔ ان لوگوں کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بعد ازیں بیان کرنا مناسب تھا لیکن ہم نے امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع میں پہلے بیان کر دیا ہے کیونکہ عمرو بن عاص کا نجاشی کے پاس پہلی بار جانا خندق کے بعد تھا ظاہر ہے کہ وہ اس کے تھوڑی دیر بعد ہوا ہوگا واللہ اعلم۔

ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح : امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے غزوہ خندق کے بعد سند کلبی ابو صالح کی معرفت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے "عسی اللہ" (۷:۶۰) الایۃ کا مقصد مشرکوں اور ان کی اولاد میں سے جن سے تمہاری دشمنی ہے دوستی قائم کرنے کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ نبی علیہ السلام کا حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہ بنت ابی سفیان سے شادی کرنا ہے چنانچہ وہ ام المومنین بن گئیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مومنوں کے ماموں ہو گئے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابو الحسین بن الفضل، احمد بن محمد، یحییٰ بن عبدالحمید، ابن مبارک، معمر، زہری، عروہ) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ عبیداللہ بن جحش کے عقد میں تھیں۔ وہ نجاشی کے پاس ہجرت کر کے چلا گیا اور فوت ہو گیا پھر رسول اللہ ﷺ نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا وہ حبشہ میں ہی تھیں اور نجاشی نے نکاح پڑھا اور چار ہزار درہم مہر دیا اور ان کو شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ آپ کی خدمت میں بھیجا اور اپنے پاس سے جہیز دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے کوئی چیز نہ بھیجی تھی۔

ازواج مطہرات کا مہر : امام بیہقی کا بیان ہے کہ ازواج مطہرات کا مہر چار سو درہم تھا۔ بقول امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ بات یہ ہے کہ ازواج مطہرات کا مہر بارہ اوقیہ اور نش تھا۔ اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اور نش آدھا اوقیہ ہے اور یہ پانچ سو درہم کے برابر ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن لہیعہ، ابو الاسود، عروہ سے روایت کی ہے کہ عبیداللہ بن جحش اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے نکاح پڑھایا۔ امام ابن کثیر کہتے ہیں کہ عبیداللہ بن جحش کا مسلمانوں کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد عیسائیت قبول کر لینا قبل ازیں مفصل بیان ہو چکا ہے کہ اس کو شیطان نے بہکا دیا اور عیسائیت کو اس کی نگاہ میں مرغوب اور محبوب بنا دیا اور وہ ملعون مرتد ہو کر مرا اور مسلمانوں کو طعنہ دیتا تھا کہ ہم نے آنکھیں کھول لیں اور تم ابھی اندھیرے میں ہو۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نکاح پڑھایا یہ عجیب و غریب ہے کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تو غزوہ بدر سے پہلے مدینہ آ گئے تھے پھر انہوں نے پہلی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ واللہ اعلم

یونس کی روایت ہے کہ یونس رحمۃ اللہ علیہ نے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح خالد بن سعید بن عاص نے کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے قبول کرنے والے نجاشی تھے جیسا کہ یونس نے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی معرفت ابو جعفر محمد بن علی بن حسین سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کے پاس عمرو بن امیہ ضمری کو بھیجا اور اس نے آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابو سفیان کا نکاح پڑھا دیا اور چار سو دینار بطور مہر ادا کئے۔

ام حبیبہ کی بشارت : زبیر بن بکار (محمد بن حسن، عبداللہ بن عمرو بن زہیر، اسماعیل بن عمرو) حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان سے روایت کرتے ہیں کہ میں حبشہ میں تھی کہ میرے پاس نجاشی کی ابرہہ نامی لونڈی آئی اور کہنے لگی بادشاہ کی طرف سے اجازت طلب کی میں نے اجازت دی تو اس نے کہا بادشاہ سلامت کا پیغام ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے آپ سے نکاح کے لئے لکھا ہے میں نے کہا اللہ تجھے بخیر بشارت دے۔ پھر اس نے یہ بھی کہا کہ بادشاہ فرماتا ہے کہ اپنی طرف سے کوئی وکیل مقرر کر دو چنانچہ میں نے خالد بن سعید بن عاص کو وکیل مقرر کر دیا اور میں نے اس کو اس خوشخبری کے عوض چاندی کے دو کنگن اور پاؤں کی پازیب اور انگلیوں کی سب انگوٹھیاں دے دیں۔

خطبۂ نکاح: نجاشی نے [illegible]

[illegible] الحمد لله الملک القدوس المومن العزیز الجبار واشهد ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله وانه الذی بشر به عیسی بن مریم [illegible]

[illegible]

بعد ازاں [illegible] نے خطبہ پڑھا: الحمد لله احمده واستغفره واشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله ارسله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون [illegible]

[illegible]

دعوت طعام: [illegible]

[illegible]

نکاح کی تاریخ میں اختلاف: [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابوسفیان [illegible]: [illegible]

[illegible]

تائید و حمایت نہیں کی۔

بعض کا خیال ہے کہ حضرت ابوسفیان کا مقصود تجدید نکاح تھا کیونکہ وہ آپ کی اجازت کے بغیر ہوا تھا کیونکہ اس میں ان کی بے عزتی اور توہین ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ انہوں نے سمجھا میرے مسلمان ہونے سے بیٹی کا نکاح ختم ہو گیا ہے یہ تمام وجوہ ضعیف اور کمزور ہیں۔ سب سے بہتر توجیہ یہ ہے کہ حضرت ابوسفیان نے عزت و احترام کی خاطر اپنی دوسری بیٹی کو بھی آپ ﷺ کی زوجیت میں دینے کا ارادہ کیا تھا اور اس سلسلہ میں انہوں نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے بھی تعاون حاصل کیا تھا جیسا کہ صحیحین میں مذکور ہے اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نام ذکر کرنے میں راوی سے وہم ہو گیا ہے۔ ہم نے اس کی بابت ایک مستقل رسالہ میں بھی بیان کیا ہے۔

بقول ابو عبید القاسم بن سلام حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ۴۴ھ میں فوت ہوئیں اور بقول ابوبکر بن ابی خیثمہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات رجب ۶۰ھ سے ایک سال پہلے ۵۹ھ میں فوت ہوئیں۔

نبی علیہ السلام کا زینب بنت جحش سے نکاح کرنا... نسب نامہ یہ ہے زینب بنت جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ اسدیہ، ام الحکم یہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب کی دختر نیک اختر ہیں۔ اس سے پہلے وہ آپ ﷺ کے آزاد کردہ زید بن حارثہ کے نکاح میں تھیں۔ قتادہ، واقدی اور بعض اہل مدینہ کا قول ہے کہ نبی علیہ السلام نے ان سے ۵ھ میں نکاح کیا اور بقول بعض ماہ ذوالقعدہ ۵ھ غزوہ بنی قریظہ کے بعد شادی کی۔

خلیفہ بن خیاط، ابو عبیدہ معمر بن مثنیٰ اور ابن منده کا قول ہے کہ آپ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ۳ھ میں شادی کی لیکن پہلا قول زیادہ مشہور ہے اور ابن جریر وغیرہ مورخین کا اتفاق ہے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے آپ کی شادی کے بارے میں متعدد مفسروں، فقیہوں اور مورخوں نے ایک روایت بیان کی ہے جس کو امام احمد نے اپنی مسند میں بیان کیا ہے۔ ہم نے اس کو جان بوجھ کر نظر انداز کیا ہے تاکہ بے سمجھ آدمی اس سے غلط مفہوم اخذ نہ کر سکے۔

سورۂ احزاب کی آیت کا نزول: سورۂ احزاب (۳۳:۳۷) میں ہے اور جب آپ نے اس شخص سے کہا جس پر اللہ نے احسان کیا اور آپ نے احسان کیا۔ اس آیت میں "الذی انعم اللہ علیہ" سے مراد زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہیں رسول اللہ ﷺ کے غلام۔ یعنی اسلام سے اور "انعمت علیہ" یعنی آپ نے اس کو آزاد کر کے اپنی پھوپھی زاد زینب بنت جحش سے نکاح کر دیا۔

امام مقاتل بن حیان کہتے ہیں کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حق مہر دس دینار، ساٹھ درہم، دوپٹہ، بڑی چادر، قمیص اور پچاس مد غلہ دیا تھا۔ وہ ان کے پاس ایک سال یا اس سے کچھ زائد عرصہ رہیں پھر ان کے درمیان رنجش پیدا ہو گئی تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس شکوہ کیا تو آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو، سورۂ احزاب میں ہے (۳۳:۳۷) اور تو اپنے دل میں ایک چیز چھپاتا ہے جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا۔ بقول علی بن زین العابدین اور سدی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ازواج مطہرات میں شامل ہونا مقدر ہو چکا تھا اور اس کی وحی آپ پر نازل ہو چکی تھی۔ اکثر مفسرین نے اس مقام پر عجیب و غریب اقوال نقل کئے ہیں ہم نے ان کو چھوڑ دیا ہے۔

سورۂ احزاب (۳۳:۳۷) میں ہے: "پھر جب زید اس سے حاجت پوری کر چکا تو ہم نے تجھ سے اس کا نکاح کر دیا" یعنی حضرت زید رضی اللہ عنہ نے طلاق دے دی اور جب ان کی عدت پوری ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو شادی کا پیغام بھیجا اور ان سے شادی کر لی حق اللہ تعالیٰ نے ان کو آپ ﷺ کی زوجیت میں دے دیا جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا دیگر ازواج مطہرات پر فخر کیا کرتی تھیں کہ تمہارا نکاح تو تمہارے خاندان نے کیا ہے میرا نکاح اللہ نے سات آسمانوں کے اوپر سے کیا ہے اور ایک دوسری روایت ہے کہ میرا نکاح آسمان پر کیا گیا ہے۔

اور اسی واقعہ پر آیت حجاب (۳۳:۵۳) نازل ہوئی "اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو مگر اس وقت جب تمہیں کھانے کے لیے اجازت دی جائے نہ کہ اس کی تیاری کا انتظار کرتے ہوئے۔"

نیز بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حماد بن زید سے ثابت کی معرفت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ شکوہ کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ ان کو نصیحت کرتے تھے کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی بات رسول اللہ ﷺ چھپانے والے ہوتے تو اس بات کو چھپاتے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا دیگر ازواج مطہرات پر فخر سے کہا کرتی تھیں کہ زوجکن اھالیکن وزوجنی اللہ من فوق سبع سموات۔ اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (احمد از محمد بن ابی بکر مقدمی از حماد بن زید) نقل کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (معلی بن اسد از حماد بن زید از ثابت) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ زید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا امسک علیک زوجک (۳۳/۳۷) تو یہ آیت نازل ہوئی (۳۳/۳۷) وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ امام بخاری نے یہ روایت (محمد بن عبد الرحیم از معلی بن منصور از حماد) بیان کی ہے۔

ابن جریر (ابن حمید، جریر، مغیرہ) شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نبی علیہ السلام سے کہا کرتی تھیں کہ مجھے آپ کی ازواج مطہرات سے تین باتوں پر ناز ہے کوئی عورت اس میں میرا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ آپ کا دادا اور میرا دادا ایک ہے، اللہ نے میرا نکاح آسمان پر کیا، اور سفارت کا کام جبرائیل نے نبھایا۔

امام احمد (ہاشم بن قاسم از نضر، سلیمان بن مغیرہ از ثابت) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عدت مکمل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ کو کہا جاؤ اس کے پاس میرا تذکرہ کرو۔ وہ آئے تو آپ آٹا گوندھ رہی تھیں۔ زید نے کہا میں نے ان کو دیکھا تو میرے دل میں اس کی قدر و منزلت بڑھ گئی یہاں تک کہ میں اس کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھ سکا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ چنانچہ میں نے پیٹھ پھیر کر الٹے پاؤں ان کے پاس آیا اور عرض کیا زینب! مبارک ہو رسول اللہ ﷺ نے مجھے تمہاری جانب بھیجا ہے تو انہوں نے کہا میں اس معاملہ میں استخارہ کرنے سے پہلے کچھ بات نہیں کہتی پھر وہ اپنے مصلیٰ پر کھڑی ہو گئیں۔ اس دوران قرآن نازل ہوا اور رسول اللہ ﷺ ان کے گھر میں بلا اجازت پہنچ گئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بعد ازاں دعوت ولیمہ کی۔ کچھ لوگ کھانا کھا کر چلے گئے اور بعض کھانے کے بعد گھر میں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر گئے اور میں بھی آپ کے پیچھے تھا، آپ تمام ازواج مطہرات کے گھروں میں گئے اور سلام کہا، انہوں نے آپ سے نئے گھر کے بارے میں خیریت پوچھی۔ اس دوران معلوم نہیں میں نے آپ کو بتایا اور کسی نے کہ لوگ گھر سے چلے گئے ہیں۔

آیت حجاب کا نزول ... چنانچہ آپ گھر تشریف لے گئے میں بھی آپ کے پیچھے تھا۔ میں آپ کے ساتھ گھر کے اندر داخل ہونے لگا تو آپ نے پردہ ڈال دیا اور آیت حجاب (۳۳/۵۳) لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم نازل ہوئی۔ اس روایت کو امام مسلم اور نسائی نے سلیمان بن مغیرہ کی سند سے بیان کیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی عزت اور حفاظت کی خاطر پردے اور حجاب کا حکم اس شادی میں نازل ہوا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن عبد اللہ رقاشی از معتمر بن سلیمان از سلیمان از ابو مجلز) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش سے نکاح کیا لوگوں کو دعوت ولیمہ میں بلایا، لوگ کھانا کھانے کے بعد باتیں کرنے بیٹھ گئے آپ ﷺ نے اٹھنے کا ارادہ کیا مگر لوگ نہ اٹھے تھے، یہ دیکھ کر آپ اٹھ گئے جب آپ اٹھے تو کچھ لوگ آپ کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور تین آدمی بیٹھے رہے۔ پھر آپ گھر تشریف لائے دیکھا تو وہ لوگ اب بھی بیٹھے ہیں پھر وہ اٹھ کر چلے گئے بعد ازاں میں نے نبی علیہ السلام کو بتایا کہ وہ لوگ چلے گئے ہیں چنانچہ نبی علیہ السلام آئے اور اندر داخل ہوئے میں بھی داخل ہونے لگا تو آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت پردہ نازل فرمائی لا تدخلوا بیوت النبی (۳۳/۵۳) اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد مقامات پر بیان کیا ہے۔ نیز

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے معتمر سے بیان کیا ہے، نیز اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (ایوب از ابو قلابہ از انس) بھی بیان کیا ہے۔

امام بخاری (ابو معمر، عبدالوارث، عبدالعزیز بن صہیب) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کی حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش سے شادی ہوئی تو گوشت روٹی سے دعوت ولیمہ کی گئی، مجھے لوگوں کو بلانے کے لئے بھیجا گیا چنانچہ چند لوگ آتے اور کھا کر چلے جاتے۔ آخر کار سب لوگ کھا کر چلے گئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اب کوئی شخص نہیں رہا جسے میں بلا کر لاؤں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دستر خوان اٹھا لو اور تین شخص گھر میں بیٹھے باتیں کرتے رہے "ان کو دیکھ کر" رسول اللہ ﷺ باہر آئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمرے میں آ کر کہا السلام علیکم یا اھل البیت و رحمۃ اللہ و برکاتہ انہوں نے سلام کا جواب دے کر نئے گھر کی خیر و عافیت پوچھی اور برکت کی دعا کی۔ اسی طرح آپ ﷺ سب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے کمروں میں گئے، سلام کہا، انہوں نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح جواب دیا، بعد ازاں آپ ﷺ لوٹ کر آئے تو دیکھا وہ تین آدمی باتوں میں مصروف ہیں (اٹھنے کا نام ہی نہیں لیتے) رسول اللہ ﷺ بڑے شرمیلے تھے (ان کو کچھ نہ کہا) اور خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمرے کی طرف چلے گئے اس کے بعد معلوم نہیں میں نے بتایا یا کسی نے کہا کہ وہ لوگ چلے گئے ہیں تو آپ ﷺ تشریف لائے اور ایک پاؤں گھر کی دہلیز کے اندر تھا اور دوسرا باہر کہ آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا اور آیت حجاب (۳۳:۵۳) نازل ہوئی۔

اس سند کے ساتھ امام بخاری منفرد ہیں۔ پھر اس روایت کو (اسحاق بن نصر از عبداللہ بن بکیر از حمید از انس) اسی طرح بیان کیا ہے اور اس روایت میں "تین آدمیوں" کی بجائے "دو آدمی" مذکور ہیں، واللہ اعلم۔ نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو (ابراہیم بن طہمان از جعد ابو عثمان) حضرت انس سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

معجزہ..... ابن ابی حاتم (ابو حاتم، ابو المظفر، جعفر بن سلیمان، جعد ابو عثمان یشکری) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شادی کی اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے "حیس" بنا کر ایک پیالے میں ڈال دیا اور مجھے کہا کہ اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جا اور عرض کر کہ یہ معمولی سا تحفہ ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس وقت لوگوں کی مالی حالت اچھی نہ تھی، میں اس کھانے کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے سلام عرض کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ ہماری طرف سے ادنیٰ سا تحفہ ہے۔ آپ نے اس کو دیکھ کر فرمایا گھر کے ایک کونے میں رکھ دو۔ اس کے بعد فرمایا جا فلاں فلاں اور بہت سے نام لے کر کہا اور جو مسلمان ملے اسے بلا لا چنانچہ میں سب کو پیغام پہنچا آیا واپس آیا تو گھر، چبوترہ اور کمرہ سب لوگوں سے کھچا کھچ بھرے ہوئے تھے۔ (ابو عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا جب وہ کتنے ہوں گے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا اندازاً تین سو ہوں گے) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ کھانا لاؤ میں نے کھانا پیش کیا تو آپ ﷺ نے اس پر ہاتھ رکھ کر دعا کی اور فرمایا دس دس آدمی دائرے کی صورت میں بیٹھ جائیں، اور بسم اللہ پڑھ کر ہر آدمی اپنے سامنے سے کھائے چنانچہ سب نے کھا لیا تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا برتن اٹھا لو میں نے برتن اٹھایا اور اس میں غور سے دیکھا تو معلوم نہ ہوتا تھا کہ "پہلے زیادہ تھا یا اب"۔

دل آزاری..... چند آدمی آپس میں وہیں باتیں کرنے بیٹھ گئے اور نبی علیہ السلام کی نئی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا گھر میں دیوار کی طرف منہ کر کے بیٹھی ہوئی تھیں اور یہ تھے کہ اٹھنے کا نام ہی نہیں لیتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی دل آزاری کا سبب بن رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ بڑے شرمیلے تھے اگر ان لوگوں کو معلوم ہو جاتا تو یہ بات ان کو گراں گزرتی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اٹھے اور دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس چلے گئے، واپس آئے تو وہ پھر بھی باتوں میں مشغول تھے۔ پھر یہ سمجھے کہ ہمارا ٹھہرنا رسول اللہ ﷺ کے لئے تکلیف دہ ہے تو وہ فوراً گھر سے چلے گئے۔

سب سے پہلے آیت حجاب کا علم حضرت انس رضی اللہ عنہ کو ہوا..... رسول اللہ ﷺ گھر میں داخل ہوئے اور پردہ لٹکا دیا، تھوڑی دیر

بعد قرآن نازل ہوا اور آپ سورہ احزاب کی آیت ۵۳ اور ۵۴ پڑھتے ہوئے باہر تشریف لائے، یہ آیات آپ ﷺ نے سب سے پہلے مجھے پڑھ کر سنائیں اور مجھے ہی سب سے پہلے ان کا علم ہوا۔

اس روایت کو امام مسلم، ترمذی اور نسائی نے (قتیبہ از جعفر بن سلیمان از جعد ابو عثمان) بیان کیا ہے اور امام ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔ نیز اس کو امام مسلم نے (محمد بن رافع عبدالرزاق معمر) جعد ابی عثمان سے بھی بیان کیا ہے۔ اس حدیث کو امام بخاری، ترمذی اور نسائی نے مختلف طرق سے ابو قلابہ کی معرفت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح بیان کیا ہے مگر اصحاب صحاح ستہ نے اس سند سے اس کو بیان نہیں کیا۔ ابن جریر نے اس روایت کو عمرو بن سعید اور زہری از انس اسی طرح بیان کیا ہے۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نام پہلے "برہ" تھا، آپ ﷺ نے ان کا نام بدل کر زینب رضی اللہ عنہا رکھا اور کنیت ام الحکم تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کا شمار بھی مہاجر خواتین میں ہے، بقول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں نے دینداری میں ان سے بہتر کوئی عورت نہیں دیکھی، وہ سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والی، سچ بولنے والی، صلہ رحمی کرنے والی، امانت دار اور خیرات کرنے والی خاتون تھی۔ صحیحین میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا سے میری اخلاقی حالت پوچھی۔ (حالانکہ ازواج نبی علیہ السلام کی تمام بیویوں میں سے میرا مقابلہ کرتی تھیں اللہ نے ان کو ان کے تقویٰ اور پرہیزگاری کی وجہ سے بچا لیا اور محفوظ رکھا) تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اپنی آنکھ اور کان کو شر سے محفوظ رکھتی ہوں اور میرے علم میں تو وہ سراپا خیر ہیں۔

لمبا ہاتھ ..... امام مسلم (محمود بن غیلان، فضل بن موسیٰ شیبانی، طلحہ بن یحییٰ بن طلحہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے سب سے پہلے وہ عورت مجھ سے ملے گی جس کا ہاتھ لمبا ہوگا، چنانچہ ہم اپنے ہاتھوں کو ناپا کرتی تھیں کہ کس کا ہاتھ لمبا ہے۔ (پھر معلوم ہوا) کہ زینب رضی اللہ عنہا کا ہاتھ ہم سب سے لمبا تھا کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے کام کرتی تھیں اور کمائی کو راہ خدا میں خرچ کر دیتی تھیں۔ (تفرد بہ مسلم)

واقدی وغیرہ اصحاب سیر و مغازی اور مورخین نے بیان کیا ہے کہ زینب کا انتقال ۲۰ھ میں ہوا، نماز جنازہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ جنت البقیع میں مدفون ہوئیں اور آپ رضی اللہ عنہا پہلی عورت ہیں جن کے جنازہ کے لئے پلنگ و چارپائی تیار ہوئی۔

۶ھ کے حالات ..... بقول امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ، محرم ۶ھ میں محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک فوجی دستہ نجد کی طرف روانہ ہوا، اس نے ثمامہ بن اثال یمامی کو گرفتار کیا (جیسا کہ ابن اسحاق نے سعید مقبری کی معرفت حضرت ابوہریرہ سے بیان کیا ہے کہ وہ بھی اس دستہ میں شامل تھا) معلوم ہوا کہ حضرت ابوہریرہ نے فتح خیبر ۷ھ کے بعد ہجرت کی (لہٰذا یہ واقعہ بعد) میں بیان ہونا چاہئے، واللہ اعلم۔

مقتولوں کا بدلہ ..... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ذوالقعدہ کے اواخر اور ذوالحجہ ۵ھ کی ابتداء میں بنی قریظہ مفتوح ہوا اور حج مشرکین کے زیر نگرانی ہوا اور رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں تقریباً چھ مہینے قیام کیا اور جمادی الاولیٰ ۶ھ میں رجیع کے مقتولوں کا بدلہ لینے کے لئے بنی لحیان کی طرف روانہ ہوئے اور ظاہر یہ کیا کہ آپ ﷺ "شام" کی طرف جانے کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ اچانک ان پر حملہ آور ہوں اور بقول ابن ہشام، حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا امیر مقرر کیا۔

آخرکار جب بنی لحیان کے علاقہ میں پہنچے تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں میں چھپ گئے۔ پھر آپ ﷺ نے عسفان کا ارادہ کیا اور وہاں مشرکوں کے ایک لشکر سے دوچار ہوئے اور وہاں نماز خوف پڑھائی۔ غزوہ بنی لحیان کا ذکر ۴ھ میں ہو چکا ہے، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ۶ھ میں ہی ذکر کیا ہے۔ اگرچہ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا بیان قرین قیاس ہے کہ یہ غزوہ خندق کے بعد ہوا تھا اور یہ بات ثابت ہے کہ آپ نے غزوہ بنی لحیان میں نماز خوف پڑھائی۔ لہٰذا یہ ۶ھ میں بیان ہونا چاہئے محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع اور پیروی میں جو مغازی کے امام ہیں جیسا کہ امام شافعی سے منقول ہے۔

من اراد المغازی فهو عیال علی ابن اسحاق

کعب بن مالک کے اشعار...... کعب بن مالک نے غزوہ ذی لحیان کے بارے میں کہا

لو ان بنی لحیان کانوا تناظروا
لقوا عصبا فی دارهم ذات مصدق
لقوا سرعانا یملأ السرب روعه
امام طحون کالمجرة فیلق
ولکنهم کانوا وبارا تتبعت
شعاب حجاز غیر ذی متنفق

''اگر بنی لحیان انتظار کرتے تو وہ اپنے علاقہ میں ہی جماعت سے برسر پیکار ہوتے۔ وہ ایسے لشکر سے لڑتے جس سے دل خوفزدہ ہو جاتا ہے جو تباہ کن لشکر کے سامنے جس کی تلواروں کی چمک ستاروں کی طرح۔ لیکن وہ جنگلی بلی کی طرح بلوں میں گھس گئے''۔

غزوہ ذی قرد...... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں چند روز ہی قیام کیا تھا کہ غطفان کے ایک لشکر نے عیینہ بن حصن فزاری کی زیر قیادت "غابہ" میں نبی علیہ السلام کی دودھ دینے والی اونٹنیوں پر ڈاکہ ڈالا اور وہاں ایک غفاری اپنی بیوی کے ساتھ رہتا تھا، غفاری کو قتل کر دیا اور عورت کو اونٹنیوں کے ساتھ لے گئے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ (عاصم بن عمر بن قتادہ اور عبداللہ بن ابی بکر وغیرہ) (ثقہ راوی) عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت سلمہ بن اکوع اسلمی رضی اللہ عنہ کو اس غارت گری کا علم ہوا وہ غابہ کی جانب تیر کمان لئے جا رہے تھے ان کے ساتھ طلحہ بن عبیداللہ کا غلام تھا جس کے پاس طلحہ کا گھوڑا تھا جب وہ "ثنیۃ الوداع" پر چڑھے اور کفار کے کچھ گھوڑوں کو دیکھا تو سلع پہاڑی پر چڑھ کر نعرہ لگایا واصباحاہ، پھر حملہ آوروں کے تعاقب میں درندے کی طرح دوڑے اور ان تک پہنچ گئے ان پر تیر برساتے ہوئے یہ رجز پڑھتے تھے:

خذها وانا ابن الاکوع الیوم یوم الرضع

''اس کو سنبھال میں ہوں اکوع کا بیٹا آج کا دن کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے''۔

جب دشمن کا لشکر ان کی طرف متوجہ ہوتا تو وہ بھاگ جاتے۔ موقع پا کر پھر ان کے سامنے آ جاتے تیر اندازی کرتے ہوئے تو پھر یہ رجز پڑھتے:

خذها وانا ابن الاکوع الیوم یوم الرضع

پھر ان میں سے کسی نے کہا کیا صبح سے ابن اکوع ہی ہم پر حملہ کر رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو ابن اکوع کی پکار کی خبر ہوئی تو آپ نے خطرے کا اعلان کر دیا اور سب گھوڑ سوار رسول اللہ ﷺ کی طرف دوڑے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے پاس مقداد[1] بن اسود رضی اللہ عنہ پہنچے، پھر عباد بن بشر رضی اللہ عنہ سعد بن زید رضی اللہ عنہ "تالیاً" اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ محرز بن نضلہ اسدی رضی اللہ عنہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ حارث بن ربعی رضی اللہ عنہ سلمی رضی اللہ عنہ اور ابو عیاش عبید بن زید بن صامت زرقی رضی اللہ عنہ بھی پہنچ گئے، جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے سعد بن زید کو امیر مقرر کر کے فرمایا ان کے تعاقب میں تم چلو میں بھی لوگوں کو لے کر آتا ہوں۔

حضرت ابو عیاش زرقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ بنو زریق کے بعض افراد سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو

---

[1] مقداد کے گھوڑے کا نام "بعزجہ" یا "سبحہ" تھا۔ اس کے گھوڑے کا نام "مسنون" عکاشہ کے گھوڑے کا نام "ذواللمہ" ابو قتادہ کے گھوڑے کا نام "حزوہ" اور ابو عیاش کے گھوڑے کا نام "جلوہ" محرز کے گھوڑے کا نام "جناح" تھا۔

عیاش زرقی رضی اللہ عنہ کو کہا اگر تم یہ گھوڑا ماہر شاہسوار کو دے دیتے اور وہ دشمن کے تعاقب میں چلا جاتا (تو بہتر تھا) ابوعیاش نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں سب سے ماہر شہسوار ہوں چنانچہ میں گھوڑے پر سوار ہوا صرف پچاس گز چلا ہوں گا کہ گھوڑے نے مجھے نیچے گرا دیا اور میں حیران رہ گیا۔ زرقی قبیلے کے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ابوعیاش زرقی کا گھوڑا رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن ماعص رضی اللہ عنہ یا عائذ بن ماعص رضی اللہ عنہ بن قیس بن خلدہ کو دیا اور وہ آٹھواں شاہسوار تھا۔ اور بعض لوگ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کو آٹھواں شمار کرتے ہیں اور اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیتے ہیں واقعی خدا کو علم ہے ان میں سے آٹھواں کون تھا مگر یہ ظاہر ہے کہ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ شاہسوار نہ تھا پیدل ہی دوڑ کر دشمن سے جا ملا تھا۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان آٹھ شاہسواروں میں سے سب سے پہلے محرز بن نضلہ رضی اللہ عنہ عرف اخرم یا قمیر دشمن کے تعاقب میں پہنچا ان کے پاس محمود بن مسلمہ کا گھوڑا "ذو اللمہ" نامی تھا۔

حضرت محرز رضی اللہ عنہ کی شہادت: ..... جب محرز رضی اللہ عنہ دشمن کے پاس پہنچ گئے تو ان کو کہا ٹھہر جاؤ، اے کمینو! ابھی مہاجرین و انصار ہمارے تعاقب میں آنے والے ہیں۔ یہ سن کر ان پر دشمن نے حملہ کیا اور ان کو شہید کر دیا گھوڑا دوڑ کر بنی عبدالاشہل میں اپنے تھان پر آ گیا تو کسی کو کچھ نہ ہوا۔ بقول ابن اسحاق اس روز صرف محرز رضی اللہ عنہ ہی شہید ہوئے۔ مگر ابن ہشام نے معتبر اہل علم سے نقل کیا ہے کہ وقاص رضی اللہ عنہ بن مجزز مدلجی بھی اس روز شہید ہوئے۔ ابن اسحاق نے بعض ثقہ راویوں کی معرفت عبداللہ بن کعب بن مالک سے نقل کیا ہے کہ محرز بن نضلہ کے پاس عکاشہ بن محصن کا "جناح" نامی گھوڑا تھا محرز رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور گھوڑا چھین لیا گیا، واللہ اعلم۔

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی چادر: ..... یہ شاہسوار دشمن کو جا ملے تو ابوقتادہ نے حبیب بن عیینہ کو قتل کر کے اس پر اپنی چادر سے ڈھک دیا اور خود ان کے تعاقب میں چلا اور رسول اللہ ﷺ مسلمانوں میں پیچھے پیچھے آ رہے تھے تو لوگوں نے حبیب بن عیینہ کو ابوقتادہ کی چادر میں لپٹا دیکھ کر انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور کہا کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں تو آپ نے فرمایا یہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نہیں بلکہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا مقتول ہے اس نے اس پر اپنی چادر ڈال دی ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ اس کا قاتل ہے۔

حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ: ..... حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ بن محصن نے "اوبار" اور اس کے بیٹے عمرو کو ایک اونٹ پر سوار پایا دونوں کو نیزہ مار کر ہلاک کر دیا اور بعض اونٹنیاں چھڑا لیں۔ رسول اللہ ﷺ چلتے رہے یہاں تک کہ آپ "ذی قرد" میں ٹھہر گئے اور باقی مسلمان بھی آپ علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے تو آپ علیہ السلام نے وہاں ایک دن اور ایک رات قیام فرمایا۔ سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ مجھے سو آدمیوں کے ہمراہ روانہ کر دیں تو میں باقی ماندہ اونٹنیاں بھی لے آؤں اور دشمنوں کو بھی گرفتار کر لاؤں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب وہ غطفان میں ہیں اور ان کی مہمانی کی جا رہی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت تقسیم کیا اور ہر سو آدمی کو ایک اونٹ دیا اور وہاں قیام سے پھر مدینہ میں چلے آئے۔

نادر نذر: ..... غفاری کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ چلی آئی اور اس نے سارا قصہ رسول اللہ ﷺ کو سنا کے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے نذر مانی تھی اگر مجھے اللہ تعالیٰ نے اس سواری پر صحیح سلامت پہنچا دیا تو میں اس کو راہ خدا میں ذبح کر دوں گی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا تم نے اس کو بہت برا صلہ دیا کہ اللہ نے تجھے اس پر سواری کی توفیق دی اور تجھ کو صحیح سلامت پہنچایا اور پھر اس کو ذبح کرتی ہے۔ نذر اللہ کی معصیت میں درست نہیں اور نہ ایسی چیز میں جو تمہاری ملکیت نہ ہو۔ یہ اونٹنی تو ہمارے اونٹوں میں سے ہے، چنانچہ تو اللہ کا نام لے کر اپنے گھر واپس چلی جا۔ امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بارے میں ابو الزبیر مکی "عن حسن بصری" رحمۃ اللہ علیہ روایت مروی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی رائے: ..... امام بخاری نے فرمایا ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد اور غزوہ خیبر سے پہلے "غزوہ ذی قرد" پیش آیا ہے۔

اسی غزوہ ہے جو غزوہ خیبر سے تین روز پہلے پیش آیا تھا جس میں "غطفان" نے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیوں پر [illegible] (قتیبہ بن سعید، حاتم، یزید بن ابی عبید) حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں صبح سویرے اذان فجر سے پہلے گھر سے نکلا اور نبی علیہ السلام کی اونٹنیاں "ذی قرد" کی چراگاہ میں چر رہی تھیں کہ مجھے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا غلام ملا اس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں پکڑ لی گئی ہیں میں نے پوچھا کس نے؟ تو اس نے بتایا غطفان نے۔ یہ سن کر میں نے تین مرتبہ "واصباحاہ" [illegible] پھر میں ان کے پیچھے دوڑا اور ان کو پالیا وہ پانی پلا رہے تھے میں تیر اندازی کرنے لگا میں اچھا تیر انداز تھا اور یہ رجز پڑھ رہا تھا "انا ابن الاکوع الیوم یوم الرضع" یہاں تک کہ میں نے ان سے اونٹنیاں چھڑوا لیں اور تیس چادریں بھی چھین لیں۔

قابو پالو تو معاف کر دو ۔۔۔ پھر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تشریف لے آئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے ان لوگوں کو پانی نہیں پینے دیا وہ پیاسے ہیں آپ ابھی ان کے تعاقب میں دستہ روانہ فرما دیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابن اکوع! جب تم قابو پالو تو درگزر سے کام لو۔ پھر ہم واپس مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا یہاں تک کہ ہم مدینہ پہنچ گئے۔ اس روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے قتیبہ سے بیان کیا ہے۔ نیز امام بخاری نے اس روایت کو (ابو عاصم مکی، یزید بن ابی عبید از سلمہ) کی طرح بیان کیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ہاشم بن قاسم، عکرمہ بن عمار، ایاس بن سلمہ بن اکوع) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے زمانہ میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ آئے پھر میں اور رسول اللہ ﷺ کا غلام رباح آپ کی سواری کے اونٹ لے کر چراگاہ کی طرف چلے گئے اور میں نے طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا اس خیال سے ساتھ لے لیا کہ اونٹوں کے ساتھ اسے بھی چرا لوں۔ اندھیرا ہی تھا کہ عبدالرحمن بن عیینہ نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں پر ڈاکہ ڈالا اور چرواہے کو قتل کر دیا اور ان کے باقی افراد اونٹ ہانک کر لے گئے میں نے رباح کو کہا گھوڑے پر سوار ہو کر طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دو اور رسول اللہ ﷺ کو خبر دو کہ آپ کے مویشیوں پر ڈاکہ ڈالا گیا ہے میں ایک ٹیلے پر چڑھا اور مدینہ کی طرف منہ کر کے تین بار "یا صباحاہ" پکارا اور ان کے پیچھے دوڑ پڑا میرے پاس تلوار اور تیر تھے میں ان پر تیر برسانے لگا اور ان کی سواریوں کو زخمی کرنے لگا وہاں بہت درخت تھے جب ان میں سے کوئی میری طرف آتا تو میں درخت کی اوٹ میں بیٹھ جاتا اور تیر چلانے لگتا جو میری طرف آتا میں اس کے گھوڑے کو تیر چلا کر زخمی کر دیتا اور یہ رجز پڑھتا۔ خذھا انا ابن الاکوع، والیوم یوم الرضع پھر میں کسی سوار کے قریب ہوتا اور تیر مارتا جو اس کی زین کو چیر کر اس کے کندھے تک جا پہنچتا اور کہتا یہ لے میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کمینوں کی بربادی کا دن ہے۔ چنانچہ جب میں درختوں والے علاقے میں ہوتا تو ان کو تیروں سے زخمی کرتا اور جب پہاڑوں کا تنگ راستہ آتا تو میں پہاڑ پر چڑھ جاتا اور ان پر پتھر برساتا اسی طرح مسلسل میں ان کا پیچھا کرتا رہا اور رجز پڑھتا رہا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے جتنے بھی اونٹ تھے میں نے ان سب کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور ان کے قبضے سے چھڑا لیا پھر بھی میں ان کے تعاقب میں رہا یہاں تک کہ انہوں نے تیس سے زیادہ نیزے اور تیس سے زیادہ چادریں اپنا بوجھ ہلکا کرنے کی خاطر پھینک دیں اور جو چیز پھینکتے تھے میں اس پر علامت کے طور پر پتھر رکھ دیتا تھا وہ ان سب کو میں نے رسول اللہ ﷺ کے راستے پر جمع کر دیا۔ یہاں تک کہ جب دھوپ پھیل گئی تو عیینہ بن بدر فزاری ان کی نصرت کرنے کے لئے آیا وہ پہاڑ کے ایک تنگ راستہ میں تھے میں پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا اور ان سے اونچا ہو گیا تو عیینہ فزاری نے کہا میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں انہوں نے کہا کہ ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں سحری سے اب تک وہ ہمارا پیچھا کر رہا ہے جو کچھ ہمارے پاس تھا وہ اس نے چھین لیا ہے اور اپنے پیچھے چھوڑ دیا ہے۔

[illegible] رضی اللہ عنہم...... عیینہ نے کہا اگر اس کو پیچھے سے مدد کی امید نہ ہوتی تو وہ تم کو چھوڑ کر چلا جاتا تمہارے [illegible] کے مقابلے میں کھڑے ہوں چنانچہ ان میں سے چار آدمی میرے سامنے آئے اور پہاڑ پر چڑھ گئے جب وہ میرے اتنے نزدیک آ گئے کہ یہاں تک کہ میں ان کو

آواز سن سکوں تو میں نے کہا کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ انہوں نے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا میں ابن اکوع ہوں، اس ذات کی قسم! جس نے محمد ﷺ کے خوبصورت چہرے کو عزت و شرف بخشا ہے تم میں سے جو کوئی میرا تعاقب کرے گا تو وہ مجھے پا نہ سکے گا اور میں جس کا تعاقب کروں گا وہ مجھ سے بھاگ نہ سکے گا۔ ان میں سے کسی نے کہا یہ محض وہم و گمان ہے۔ میں اس جگہ میں ہی تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سواروں کو دیکھ لیا، وہ درختوں کے درمیان سے چلے آ رہے ہیں سب سے آگے اخرم رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے خاص شاہ سوار ان کے پیچھے مقداد رضی اللہ عنہ بن اسود کندی (ان کو دیکھ کر) مشرک فرار ہو گئے۔ میں پہاڑ سے اترا اور اخرم کے گھوڑے کی لگام تھام لی اور کہا اے اخرم! تم ان سے بچے رہو، مجھے خطرہ ہے کہ وہ تم کو مار ڈالیں گے تم انتظار کرو کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آ جائیں۔ اس نے کہا اے سلمہ! اگر تجھے اللہ اور آخرت پر یقین ہے اور تو جانتا ہے کہ جنت اور دوزخ برحق ہے تو میرے اور شہادت کے درمیان رکاوٹ نہ بن۔ یہ سن کر میں نے اس کو چھوڑ دیا، وہ عبدالرحمان بن عیینہ کے بالمقابل ہوا اور آپس میں تیز واری ہوئی اخرم نے عبدالرحمان کے گھوڑے کو زخمی کیا اور عبدالرحمان نے اس کو برچھی مار کر شہید کر دیا اور اخرم کے گھوڑے پر چڑھ بیٹھا، پھر ابوقتادہ رضی اللہ عنہ عبدالرحمان بن عیینہ کے بالمقابل آیا، دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیا اس نے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کو زخمی کر دیا اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے اس کو برچھی کی ضرب لگا کے ہلاک کر دیا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اخرم رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہو گیا (جو ابن عیینہ نے چھینا تھا)۔

پھر میں ان کے پیچھے دوڑتا رہا (اتنی دور نکل گیا) یہاں تک کہ مجھے نہ کوئی صحابی نظر آیا اور نہ ان کا غبار اور وہ سورج غروب ہونے سے پہلے ایک گھاٹی میں پہنچے جہاں پانی تھا اس کا نام ذو قرد تھا انہوں نے پانی پینے کا ارادہ کیا اور مجھے اپنے پیچھے دوڑتا ہوا دیکھ کر پیچھے ہٹ گئے اور "ثنیہ ذی بیر" کی طرف چلے گئے اور سورج غروب ہو گیا۔

میں نے دوڑ کر ایک آدمی کو تیر مارا اور کہا (خذها وانا ابن الاكوع واليوم يوم الرضع) اس نے کہا اس کی ماں اس پر روئے کیا ابن اکوع رضی اللہ عنہ ہے جو صبح کو میرے ساتھ تھا میں نے کہا ہاں! اپنی جان کے دشمن اور جس شخص کو میں نے صبح تیر مارا تھا اس کو دوسرا تیر بھی مار دیا یوں اس کو دو تیر لگے۔ اور وہ لوگ دو گھوڑے چھوڑ کر بھاگ گئے جنہیں میں ان کو ہانک کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا، آپ اس چشمے (ذی قرد) پر ٹھہرے ہوئے تھے جس سے میں نے ان کو بھگایا تھا اور معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ پانچ سو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں تشریف فرما تے ہیں اور بلال رضی اللہ عنہ نے (ان اونٹوں میں سے جو میں نے چھینے تھے) ایک اونٹ حلال کیا اور رسول اللہ ﷺ کے لئے اس کی کلیجی اور کوہان کو بھون کر تیار کیا۔

حضور ﷺ کی داڑھیں مبارک ...... میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اجازت دیجئے کہ میں لشکر میں سے سو آدمی چن لوں اور میں کفار کو رات کے اندھیرے میں جا لوں اور سب کو قتل کر دوں حتیٰ کہ ایک بھی باقی نہ بچے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے سلمہ! کیا تو یہ کر سکتا ہے؟ عرض کیا ہاں، قسم اس کی جس نے آپ کو بزرگی عطا کی ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ اس قدر ہنسے کہ مجھے آگ کی روشنی میں آپ کی داڑھیں نظر آ گئیں، پھر آپ نے فرمایا، وہ تو اب غطفان کے علاقہ میں پہنچ چکے ہیں وہاں ان کی خاطر مدارت ہو رہی ہے۔

چنانچہ ایک غطفانی آیا اس نے اطلاع دی کہ وہ "فلاں غطفانی" کے پاس سے گزرے، اس نے ان کے لئے ایک اونٹ ذبح کیا، وہ اس کی کھال اتار ہی رہے تھے کہ ان کو گرد و غبار نظر آیا (وہ سمجھے کہ وہ لوگ آ گئے) لہٰذا وہ اس کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمارے سارے شاہ سواروں میں سے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بہتر ہے اور پیادوں میں سے سلمہ رضی اللہ عنہ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دو حصے دیئے ایک سوار کا اور ایک پیدل کا اور مدینہ واپس ہوتے ہوئے مجھے عضباء پر اپنے پیچھے سوار فرمایا۔

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری کی دوڑ ...... جب ہمارے اور مدینے کے درمیان تھوڑا فاصلہ باقی رہ گیا تو ایک انصاری نے (جو دوڑ میں کسی سے پیچھے نہ رہتا تھا) اعلان کیا کوئی ہے دوڑنے والا؟ کیا کوئی ایسا مرد نہیں جو مدینے تک دوڑ لگائے اور اس نے یہ اعلان دہرایا اور میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھا۔ میں نے اس کو کہا کیا تو کسی بزرگ کی عزت نہیں کرتا اور کسی شریف سے نہیں ڈرتا؟ تو اس نے کہا صرف رسول اللہ ﷺ کی عزت کرتا ہوں اور کسی کی نہیں۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ پر میرے ماں باپ فدا اجازت دیجئے کہ میں اس آدمی کے ساتھ دوڑ لگاؤں گا۔ آپ نے فرمایا جیسے تمہارا دل چاہے۔ پھر میں نے اس سے کہا، میں تیری جانب آتا ہوں تو اس نے اپنی سواری سے چھلانگ لگائی اور میں نے بھی اپنا پاؤں موڑ کر سواری سے کود پڑا اور ایک یا دو ٹیلوں سے پیچھے رہ گیا تا کہ آہستہ چلتا ہوں اپنی سانس کو درست رکھنے کے لئے پھر میں دوڑ کر اس کو جا ملا اور اس کے کندھوں کے درمیان ایک گھونسا مار کر کہا واللہ! میں تجھ سے جیت گیا تو اس نے ہنس کر کہا میں بھی یہی گمان کرتا ہوں اس طرح ہم مدینے چلے آئے۔

اس روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف طرق سے عکرمہ بن عمار سے اسی طرح نقل کیا ہے اس میں ہے کہ میں ’’یعنی سلمہ‘‘ اس انصاری سے پہلے مدینہ پہنچا ہم نے وہاں صرف تین رات قیام کیا اور پھر خیبر کی طرف روانہ ہو گئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی نے ’’غزوہ ذی قرد‘‘ کو حدیبیہ کے بعد اور خیبر سے پہلے بیان کیا ہے اور یہ ابن اسحاق کے بیان کی نسبت زیادہ مناسب ہے واللہ اعلم۔ اس کو حدیبیہ کے بعد شروع میں بیان کرنا مناسب ہے کیونکہ غزوہ خیبر، ماہ صفر ۷ھ میں واقع ہوا ہے۔

عضباء اونٹنی اونٹنی اور اس عورت کا قصہ جو رسول اللہ ﷺ کی سواری پر سوار ہو کر منزل مقصود پر پہنچی اور اس نے اس سواری کے ذبح کرنے کی منت مانی تھی یہ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے ابو زبیر کی معرفت حسن بصری سے مرسل نقل کیا ہے۔ اور یہ متعدد اسناد سے ’’موصول‘‘ بھی مروی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عفان، حماد بن زید، ایوب، ابو قلابہ، ابو المہلب) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ’’عضباء اونٹنی بنی عقیل کے ایک آدمی کی تھی اور قافلے کے آگے رہتی تھی اور اس کے ساتھ پکڑی گئی وہ بندھا ہوا تھا کہ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس سے ایک گدھے پر سوار ہو کر گزرے تو اس نے عرض کیا اے محمد! آپ نے مجھے اور قافلے سے آگے رہنے والی اونٹنی کو کیوں پکڑا ہے؟ تو آپ نے فرمایا ہم نے تجھے تیرے حلیف قبیلہ ثقیف کے جرم میں گرفتار کیا ہے۔ قبیلہ ثقیف نے دو صحابہ کو گرفتار کر لیا تھا (اور مسلم کی روایت میں ہے لو قلتها وانت تملك امرك وافلحت كل الفلاح) رسول اللہ ﷺ جانے لگے تو اس نے عرض کیا یا محمد! کھانے پینے کی شے کا محتاج ہوں تو آپ نے فرمایا: یہ تمہاری ضرورت ہے پوری ہو گی‘‘ پھر اس نے دو آدمیوں کا فدیہ ادا کیا اور عضباء اونٹنی رسول اللہ ﷺ کی سواری کے لئے رکھ لی گئی۔

مشرک لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے مویشیوں پر مدینہ میں ڈاکہ ڈالا تو وہ اس کے ساتھ ایک مسلمان خاتون کو بھی گرفتار کر کے لے گئے۔ وہ جب راستے میں کسی مقام پر قیام کرتے تو وہ مویشیوں کو اپنے آس پاس چھوڑ دیتے تھے چنانچہ ایک رات وہ مسلمان خاتون ان کے سو جانے کے بعد اٹھی جس سواری کے پاس آئی وہ بلبلانے لگتی یہاں تک کہ وہ عضباء اونٹنی کے پاس آئی جو مطیع اور آسانی سے سواری تھی اس نے اس پر سوار ہو کر اس کو مدینہ کی طرف متوجہ کیا اور اس نے منت مانی کہ اللہ نے اس کو سلامتی سے ہمکنار کر دیا تو وہ اس کو ذبح کر دے گی۔ چنانچہ جب وہ مدینہ پہنچی تو رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی پہچان لی گئی کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی منت کے بارے میں معلوم ہوا یا اس نے خود بتایا تو آپ نے فرمایا تو نے اس کو بہت ہی برا بدلہ دیا ہے، فرمایا اس خاتون نے اس کو برا بدلہ دیا کہ اللہ نے اس کو اس پر سوار کر کے ہلاکت سے نجات دی ہے اور یہ اس کو ذبح کر دے گی۔

پھر آپ نے فرمایا اللہ کی معصیت میں اور جس چیز میں کسی انسان کا حق ملکیت نہ ہو اور منت کو پورا کرنا منع ہے۔ اس روایت کو امام مسلم نے ابو الربیع زہرانی کی معرفت حماد بن زید سے بیان کیا ہے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار... کہتے ہیں کہ غزوہ ذی قرد کے بارے میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار ہیں:

لولا الذي لاقت ومس نسورها
بجنوب ساية امس في التقواد
للقينكم يحملن كل مدجج
حامي الحقيقة ماجد الاجداد
سلم غداة فوارس المقداد

ولم تر أولاد اللقيطة أننا
كتائب ابار كالوا محفلا
لنجا فتكنا بالرماح بداد
كنا مع القوم المليس بطولهم
ويقدمون عنار كل جواد

"اگر مقام صابہ کے جنوب میں کل دار سے ہم اُن سے مصروف قتال نہ ہوتے تو وہ تمہارے پاس آتے جو ہر گھاٹی اور ہر بستی کو پیٹھ پر سوار کئے ہوتے۔ مجہول نسب لوگوں کی اولاد کو اس پر حسرت ہوئی کہ ہم تمہارے شہ سواروں کے حوالے ہیں۔ ہم صرف آٹھ سو تھے اور وہ عظیم لشکر تھا جو نیزوں سے اور یہ ہم پر حملہ کر دیتے تھے۔ ہم اس قوم سے تھے جو ان کے قریب وجود میں تھی اور ہر عمدہ گھوڑے سے عمدگی کو آگے بڑھاتے تھے۔"

كلا ورب الراقصات لنا منى
يقطعن عرض مخارم الأطواد
وتسرب بالمنكبات والأولاد
حتى نهول الخيل في عرصاتكم
وهموا بكل مقلص وطمرة
في كل معترك عطفن ورود
الشمس ضوامرها ولاح ضرورها
يوم تقاد به ويوم طراد

"ان سواریوں کے رب کی قسم! جو منیٰ کی طرف کھنچی ہوئی جاتی ہیں پہاڑوں کے راستوں کو طے کرتی ہیں۔ ہم ضرور کریں گے یہاں تک کہ تمہارے علاقے میں اپنے گھوڑوں کو چیتاب کرائیں اور تمہاری عورتوں اور بچوں کو قتل عام کرائیں اور آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ہر ایک مستعد اور تازہ دم گھوڑوں کو جو ہر معرکے کی ادواری میں چلتے ہیں۔ ان کے پتلی کمر اور پیٹ والے گھوڑوں کو ان کی پشت کو لاغر کر دیا ہے گھمسان کی جنگ نے۔"

فلكذاك إن جيادنا ملبونة
والحرب مشعلة بريح غواد
وسيوفنا بيض الحداد تجتلي
جنن الحديد وهامة المرتاد
أخذ الإله عليهم لحرامه
ولعزة الرحمن بالآباد
كانوا بدار الظاعنين فبدلوا
بهالك في فرد وجمع عتاد

"یہی اس طرح ہمارے گھوڑوں کی تعداد ہوتی ہے اور لڑائی کی آگ بھڑک رہی ہے شعلہ بار ہے۔ ہماری سفید تلواریں ہیں جو لوہے کی خودوں اور جنگجوؤں کے سروں کو کاٹتی ہیں۔ اللہ نے مسلمانوں سے جنگ کی حرمت اور اپنے عزت و احترام سے پابندی کا عہد لیا ہے۔ وہ لوگ اپنے علاقہ میں ناز و نعمت میں تھے اور وہ لڑائی کی جنگ کی وجہ سے غلاموں کے روپ میں تبدیل

کر دیے گئے"۔

شاعر کی مجبوری:۔۔۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ان اشعار میں کہ امیر قافلہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن زید ہیں حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے خفا ہو گئے اور انہوں نے حلفاً کہا کہ وہ حسان رضی اللہ عنہ سے کبھی ہم کلام نہ ہوں گے کیونکہ انہوں نے میرے بجائے شعر اور سواروں کو مقداد کا تابع قرار دے دیا ہے۔ یہ سن کر حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے معذرت کی کہ مقداد کا نام ردیف اور قافیہ کے موافق تھا پھر انہوں نے حضرت سعد بن زید کی تعریف میں کہا:

اذا اردتم الاشد الجلدا
او ذا غناء فعليكم سعدا
سعد بن زيد لا يهد هدا

"جب تم مضبوط و تنومند اور بے نیاز انسان سے ملنا چاہو تو سعد کو لازم پکڑو۔ جو سعد بن زید ہے جسے کوئی گرا نہیں سکتا"۔

سعد نے معذرت قبول نہ کی اور ان کو ناگوار گزری تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے مزید کہا:

اظن عيينة اذ زارها
بان سوف يهدم فيها قصورا
فاكذبت ما كنت صدقته
وقلتم سنغنم امرا كبيرا
فعفت المدينة اذ زرتها
وآنست للاسد فيها زئيرا
وولوا سراعا كشد النعام
ولم يكشفوا عن ملط حصيرا

"کیا عیینہ کا خیال تھا کہ جب وہ مدینہ آئے گا تو وہاں کے محلات کو گرا دے گا۔ جس بات کی تصدیق کا تم نے اہتمام کیا تھا اس میں تو جھٹلایا گیا اور تم نے کہا کہ ہم بہت مال غنیمت حاصل کریں گے۔ تو نے مدینے کو ناگوار پایا جب تو وہاں آیا اور تو نے وہاں شیروں کی دھاڑیں سنیں۔ اور وہ بسرعت شتر مرغ کی طرح بھاگ گئے اور کسی طرح انہوں نے کسی بات کے پردے کا ازار بھی نہیں کھولا"۔

امير علينا رسول المليك
احبب بذاك الينا اميرا
رسول يصدق ما جاءه
ويتلو كتابا مضيئا منيرا

"رسول اللہ ﷺ ہمارے امیر ہیں، کیا ہی محبوب امیر ہیں۔ اللہ کا رسول ہے جو وحی ان کے پاس آتی ہے وہ اس کی تصدیق کرتے ہیں اور روشن کتاب کی تلاوت کرتے ہیں"۔

کعب بن مالک کے مسلمانوں کی تعریف میں کہے گئے اشعار:..... حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے جنگ ذی قرد میں مسلمان سواروں کی تعریف میں کہا:

ايحسب اولاد اللقيطة اننا

علی الخیل لسنا مثلہم فی الفوارس
ولسنا اناسا لا نری القتل سبۃ
ولا ننثنی عند الرماح المداعس
وانا لنقری الضیف من قمع الذری
ونضرب راس الابلج المتشاوس
نرد کماۃ المعلمین اذا انتحوا
بضرب یسلی نخوۃ المتقاعس
بکل فتی حامی الحقیقۃ ماجد
کریم کسرحان الغضاۃ مخالس

''کیا لقیطہ کی اولاد کا خیال ہے کہ ہم ان کی طرح شہسوار نہیں ہیں۔ ہم ایسے مرد ہیں جو قتل کو عار نہیں سمجھتے اور نہ ہم نیزہ زنوں کے نیزوں سے پشت پھیرتے ہیں۔ ہم مہمان کی میزبانی اونٹ کی کوہان کے گوشت سے کرتے ہیں اور متکبر کے سر پر مارتے ہیں۔ ہم نشان زدہ بہادروں کو پیچھے کر دیتے ہیں جب وہ تکبر کرتے ہیں ایک ضرب سے جو سست آدمی کی نخوت کو دور کر دے۔ ہر ایسے نوجوان کے ساتھ جو اپنے فرائض کا محافظ ہے اور بہادر فضل والا ہے جنگل کے بھیڑیے کی طرح اچک لے جانے والا ہے۔''

یذودون عن احسابہم وبلادہم
ببیض تقد الہام تحت القوانس
فسائل بنی بدر اذا ما لقیتہم
بما فعل الاخوان یوم التمارس
اذا ما خرجتم فاصدقوا من لقیتم
ولا تکتموا اخبارکم فی المجالس
وقولوا زللنا عن مخالب خادر
بہ وحر فی الصدر ما لم یمارس

''جو اپنی جان و مال کا دفاع کرتے ہیں ایک تلوار کے ساتھ جو خودوں کے نیچے سروں کو کاٹتی ہے۔ تو جنگ بدر والوں سے پوچھ جب تو ان سے ملاقات کرے کہ بھائیوں نے جنگ بدر میں کیا کیا۔ جب تم وہاں سے باہر آؤ تو سچ بولنا اور اپنی باتوں کو مجلسوں میں پوشیدہ نہ رکھنا اور تم کہو کہ ہم پھسل کر شیر کے پنجوں سے نکل آئے اور اس کے سینے میں غصہ ہے جب تک وہ برسر پیکار نہ ہو۔''

غزوۂ بنی مصطلق ..... بقول امام زہری رحمۃ اللہ علیہ یہ غزوہ مریسیع ہے۔ امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ ۶ ھ میں واقع ہوا اور موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ ۵ ھ میں واقع ہوا نعمان بن راشد نے زہری سے نقل کیا ہے کہ واقعہ افک غزوہ مریسیع میں پیش آیا اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے موسیٰ بن عقبہ کے مغازی سے نقل کیا ہے کہ یہ جنگ ۴ ھ میں پیش آئی اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو موسیٰ بن عقبہ سے [illegible] ہے شاید یہ ہے کہ ۵ ھ شعبان میں پیش آیا اور اس کی تائید واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوتی ہے کہ [illegible] ۲ شعبان ۵ ھ میں [illegible] واقدی رحمۃ اللہ علیہ [illegible]

بنی مصطلق سے ۵ شعبان ۶ھ میں جنگ ہوئی اور بقول ابن ہشام ابوذر غفاری یا نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو امیر مدینہ مقرر کیا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور محمد بن یحییٰ رضی اللہ عنہ بن حبان سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی کہ آپ سے جنگ کے لئے بنی مصطلق جمع ہو رہے ہیں ان کا قائد حارث بن ابی ضرار والد حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا تھا جن سے بعد میں رسول اللہ ﷺ کی شادی ہوئی۔ مخبر نے یہ اطلاعات دیں تو آپ ان کی طرف روانہ ہوئے، یہاں تک کہ ان کے چشمہ مریسیع پر پہنچے جو قدید کے نواح میں ساحل سمندر کی طرف واقع ہے۔ لڑائی ہوئی اور اللہ نے بنی مصطلق کو شکست دے دی اور ان کے چند لوگ قتل ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی عورتیں، بچے اور مال و متاع کو مال غنیمت بنا لیا۔

بلا اطلاع حملہ: واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شعبان ۵ھ میں سات سو کے لشکر سمیت بنی مصطلق کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ بنی مدلج کے حلیف تھے جب ان کے قریب پہنچ گئے تو آپ ﷺ نے مہاجرین کا علم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا اور انصار کا علم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ وہ لوگوں میں یہ اعلان کر دیں کہ تم "لا الہ الا اللہ" پڑھ لو، اس کی بدولت تم اپنے جان و مال کو محفوظ کر لو گے لیکن انہوں نے انکار کیا اور تیر اندازی شروع کر دی پھر رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو حکم فرمایا انہوں نے یکبارگی حملہ کر دیا اور ان میں سے کوئی نہ بچا۔ دس مارے گئے، باقی سب قیدی کر لیے گئے اور مسلمانوں کا صرف ایک آدمی شہید ہوا۔

صحیحین میں عبداللہ بن عون کہتے ہیں کہ میں نے نافع کو تحریر کیا کہ جنگ سے پہلے "دعوت اسلام" کی بابت فرمایئے تو آپ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی مصطلق پر حملہ کیا اور وہ بے خبر اور غافل تھے اور اپنے مویشیوں کو چشمہ پر پانی پلا رہے تھے ان کے جنگجو لوگوں کو قتل کر دیا اور بچوں کو قیدی بنا لیا اور میرے خیال میں رسول اللہ ﷺ نے اس روز جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث رضی اللہ عنہ کو بھی گرفتار کیا (نافع نے مجھے یہ بتایا کہ عبداللہ بن عمر نے یہ بتایا جو اس لشکر میں شامل تھے)۔

ہشام اور مقیس پسران صبابہ کا واقعہ: ابن اسحاق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس جنگ میں ہشام بن صبابہ غلطی سے ایک انصاری کے ہاتھوں شہید ہوئے، انصاری نے سمجھا کہ وہ دشمن کا آدمی ہے اور غلطی سے اس کو شہید کر دیا۔ ابن اسحاق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ان کا بھائی مقیس بن صبابہ مکہ سے آیا اور بظاہر مسلمان ہو گیا پھر اس نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے بھائی ہشام کی دیت کا مطالبہ کیا کہ وہ غلطی سے قتل ہو گیا تھا آپ نے اس کا خون بہا ادا فرما دیا پھر وہ تھوڑا عرصہ مدینہ میں رہا اور اپنے بھائی کے قاتل کو قتل کر کے مرتد ہو کر مکہ کی طرف فرار ہو گیا اور اس بارے میں شعر کہے۔

شفى النفس أن قد بات بالقاع مسندا
يضرج ثوبيه دماء الأخادع
وكانت هموم النفس من قبل قتله
تلم فتحميني وطاء المضاجع
حللت به وتري وأدركت ثؤرتي
وكنت إلى الأوثان أول راجع
ثأرت به فهرا وحملت عقله
سراة بني النجار أرباب فارع

"میرے دل کے لئے یہ بات باعث شفاء ہے کہ وہ پست زمین میں مر گیا ہے اس کی گردن کا خون اس کے کپڑوں کو لت پت کر رہا ہے۔ اس کے قتل سے پہلے مجھے پریشانیاں و افکار بستر پر سونے سے مانع تھے۔ اس سے میں نے اپنا بدلہ لیا اور میں

بت پرستی کی طرف سب سے پہلے لوٹانے والا تھا۔ عمرو نے اس سے قبل کعبہ سے پیالوں اور قطعہ ارض کے بتوں سے اس کی عبادت بھی حاصل کر لی“۔

امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ مقیس ابن صبابہ ان چار آدمیوں میں شامل ہے جن کے قتل کا رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز اعلان کیا تھا گو وہ کعبہ کے غلاف کے ساتھ چمٹے ہوں۔

ابن ابی کا خبث باطن ... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ لوگ ابھی چشمہ مریسیع پر تھے اور پانی پر لوگ پانی پینے کے لئے آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا مزدور جہجاہ غفاری بھی تھا جو ان کا گھوڑا لئے ہوئے آرہا تھا۔ جہجاہ غفاری اور سنان بن وبر جہنی حلیف بنو عوف بن خزرج آپس میں جھگڑ پڑے اور لڑ پڑے تو جہنی نے پکارا (یا معشر الانصار) اور غفاری نے پکارا (یا معشر المہاجرین) (ان گروہوں سے اپنے اپنے لوگوں کو مدد کے لئے بلایا) یہ سن کر عبداللہ بن ابی بن سلول غصے سے بھڑک اٹھا (اس کے پاس اس کی قوم کے لوگ تھے جن میں ایک نوجوان زید بن ارقم بھی موجود تھے) اور اس نے کہا کیا ان لوگوں نے ایسی جرأت کی ہے؟ یہ ہمارے علاقہ میں ہم سے مقابلہ کرتے ہیں اور اکثریت جتاتے ہیں واللہ! ہماری اور ان قریشیوں کی بعینہ وہی مثال ہے جو پہلے لوگوں نے کہی ہے کہ اپنے کتے کو پال کر موٹا تازہ کرو تاکہ وہ تجھے پھاڑ کھائے۔ سنو واللہ! اگر ہم مدینہ واپس لوٹے تو اس سے معزز ترین آدمی ذلیل ترین کو نکال باہر کرے گا۔

پھر اس نے اپنی قوم کے موجود لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا یہ ذلت تم نے خود مول لی ہے تم نے ان کو اپنے شہر میں آباد کیا اور ان سے مال تقسیم کر کے دیئے۔ سنو واللہ! اگر تم اب بھی اپنا مال و متاع ان سے روک لو تو وہ کہیں اور چلے جائیں گے۔ یہ بات سن کر حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے آ کر رسول اللہ ﷺ کو بتا دی اور آپ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا عباد بن بشر کو حکم دیجئے وہ اسے قتل کر دے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمر! یہ کیسے ہو گا کہ لوگ یہ مشہور کر دیں گے کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کروا دیتے ہیں۔ نہیں لیکن تم لوگوں میں اب سفر اور رخصت کا اعلان کر دو۔

منافقت ... لیکن یہ ایسا وقت تھا کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت میں سفر نہیں کیا کرتے تھے چنانچہ لوگ روانہ ہو گئے اور عبداللہ بن ابی بن سلول کو معلوم ہو گیا کہ زید بن ارقم نے رسول اللہ ﷺ کو اس کی بات بتا دی ہے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور قسم کھا کر کہا کہ میں نے یہ بات نہیں کی جو اس نے آپ کو بتائی ہے اور نہ میں نے کوئی ایسی بات کی ہے وہ اپنی قوم میں معزز اور بڑی شخصیت تھا چنانچہ مجلس میں موجود انصار نے اس پر شفقت اور دفاع کی خاطر کہا یا رسول اللہ ﷺ ممکن ہے لڑکے کو بات سننے میں وہم ہو گیا ہو اور بات کو ٹھیک طرح سے یاد نہ رکھ سکا ہو۔

جب رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تو اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر آپ کو راستہ میں ملے اور سلام کے بعد عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ واللہ آپ نے غلط وقت کوچ فرمایا ہے ایسے وقت میں آپ سفر نہیں فرمایا کرتے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں خبر نہیں ملی تمہارے ساتھی نے جو کہا ہے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کون سا ساتھی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا عبداللہ بن ابی!

پھر اسید رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اس نے کیا کہا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا خیال ہے کہ اگر وہ مدینہ واپس لوٹ آیا تو معزز ترین آدمی ذلیل ترین کو مدینہ سے نکال باہر کرے گا۔ یہ سن کر اسید رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ! یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ چاہیں تو اس کو مدینہ سے باہر کر سکتے ہیں۔ واللہ وہ ذلیل ہے اور آپ ﷺ عزیز اور مکرم ہیں۔ پھر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس سے نرمی برتئے! واللہ آپ کو اللہ تعالیٰ ہمارے ہاں ”اس وقت“ لایا جب قوم ہمارے ہاں بادشاہ ہونے کو تاج پہنانے کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ سمجھتا ہے کہ آپ نے اس سے بادشاہت چھین لی ہے۔

حکمت ...... پھر رسول اللہ ﷺ پورا دن اور رات چلتے رہے حتیٰ کہ دن چڑھ گیا تھکے رہے حتیٰ کہ دھوپ ستانے لگی پھر آپ ﷺ ٹھہر گئے اور لوگ زمین پر پہنچتے ہی گہری نیند سو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ حکمت عملی اختیار کی کہ لوگوں کو عبداللہ کی بات پر تبصرہ کرنے کا موقع نہ ملے۔

آندھی: پھر رسول اللہ ﷺ فوری طور پر روانہ ہوئے اور حجاز کے راستہ پر چلتے ہوئے نقیع کے بالائی علاقہ میں پانی کے چشمہ پر قیام فرمایا۔ جب رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تو تکلیف دہ سخت آندھی آئی لوگ اس سے خوف زدہ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا خوف محسوس نہ کرو یہ آندھی ایک عظیم کافر کی موت کی وجہ سے چلی ہے چنانچہ جب مدینہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ بنو قینقاع میں سے رفاعہ بن زید بن تابوت مر گیا ہے جو یہود کے بڑے علماء میں سے تھا اور منافقوں کی پناہ گاہ تھا۔

اس روایت کو موسیٰ بن عقبہ اور واقدی نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے قریباً ایسی ہی حدیث اعمش از ابوسفیان از جابر رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے مگر اس نے مرنے والے منافق کا نام نہیں بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام سفر میں تھے اور نہایت تیز آندھی چلی تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ ایک منافق کی موت کی وجہ سے چلی ہے چنانچہ جب ہم مدینہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ منافقوں میں سے ایک منافق مرا ہے۔

سورۂ منافقون کا نزول: ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سورۂ منافقون (۶۳) عبداللہ بن ابی اور اس جیسے منافق لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے زید بن ارقم کا کان پکڑ کر فرمایا یہ وہ شخص ہے جس نے اپنے کان سے اللہ تعالیٰ کی خاطر پورا بیان کر دیا۔ ہم (ابن کثیر) نے تفسیر میں سیر حاصل بحث کی ہے اور یہ تمام روایات کے ساتھ اس کی وضاحت کر دی ہے وہی کافی ہے۔

منافق کا مخلص بیٹا: ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ کی معرفت بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول سے روایت ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ﷺ کا ارادہ عبداللہ بن ابی کو قتل کرنے کا ہے اگر آپ ﷺ نے ضرور ایسا کرنا ہے تو آپ ﷺ مجھے حکم فرمائیں میں اس کا سر قلم کر کے لا دیتا ہوں واللہ! قبیلہ خزرج کو معلوم ہے کہ ان میں باپ کا مجھ سے زیادہ خدمت گزار کوئی نہیں، مجھے خوف ہے کہ آپ ﷺ کسی اور کو حکم دیں اور وہ اس کو قتل کرے اور میں اپنے والد کے قاتل کو لوگوں میں چلتا پھرتا دیکھ نہ سکوں اور غصے میں آ کر اس کو قتل کر ڈالوں چنانچہ میں ایک مسلمان کو کافر کے بدلے قتل کر دوں اور دوزخ کا حقدار بن جاؤں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم اس کے ساتھ نرمی کریں گے اور جب تک وہ ہمارے ساتھ رہا حسن سلوک کریں گے۔

چنانچہ اس کے بعد جب کوئی واقعہ پیش آتا تو اس کی قوم کے لوگ ہی اس کو ڈانٹتے ڈپٹتے اور ناراضگی کا اظہار کرتے تو رسول اللہ ﷺ نے یہ حالات دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ تمہارا کیا خیال ہے، واللہ اگر میں اس کو اس دن قتل کرا دیتا جب تم نے کہا تھا تو اس کی قوم کے ناک بھوں چڑھاتے آج اگر میں ان کو اس کے قتل کا حکم دوں تو وہ اس کو قتل کر دیں۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ مجھے معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ کار میرے طرز عمل سے بہت برکت والا تھا۔

عکرمہ اور ابن زید وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن ابی منافق کا بیٹا عبداللہ رضی اللہ عنہ مدینہ کے ایک تنگ راستہ میں اپنے والد کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا بخدا جب تک رسول اللہ ﷺ تم کو اندر آنے کی اجازت نہ دیں تم اندر نہیں آ سکتے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو اندر آنے کی اجازت دی تب عبداللہ نے اس کو اندر آنے دیا۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی مصطلق میں سے بہت لوگوں کو قید کیا اور ان کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

ان میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں کو قتل کیا، مالک اور اس کے بیٹے کو۔ اس موقعہ پر مسلمانوں کا شعار یا منصور امت امت تھا۔

عزل: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (قتیبہ بن سعید از اسماعیل بن جعفر از ربیعہ بن ابی عبدالرحمن از محمد بن یحییٰ بن حبان از ابن محیریز) سے بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو وہاں حضرت ابوسعید خدری کو بیٹھے ہوئے پایا میں بھی ان کے پاس بیٹھ گیا اور عزل کے بارے میں پوچھا تو فرمایا ہم غزوہ بنی مصطلق میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم نے بہت سے عربوں کو قیدی بنایا تھا اور ہم عورتوں کی خواہش رکھتے تھے اور تجرد مشکل ہو گیا تھا اور ہم نے عزل کا خیال کیا تو ہم نے کہا رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان موجود ہیں ہم نے ان سے پوچھنے سے پہلے عزل کرنا ہے

چنانچہ ہم نے یہ پوچھا تو آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں قیامت تک جو روح دنیا میں آنے والی ہے وہ ضرور آ کر رہے گی۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کا برتاؤ ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جویریہ بنت حارث ان قیدیوں میں سے تھیں جن کو غزوہ بنی مصطلق میں قید کیا گیا۔ محمد بن جعفر بن زبیر عروہ کی معرفت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی مصطلق کے قیدیوں کو تقسیم کر دیا تو جویریہ رضی اللہ عنہا ثابت بن قیس یا اس کے چچازاد کے حصے میں آئی اور اس نے مکاتب کر لی۔ جویریہ رضی اللہ عنہا ایک خوش اخلاق عورت تھی جو اس کو دیکھتا تھا اس کے عادات و خصائل سے متاثر ہوتا تھا۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بدل کتابت کی ادائیگی کے سلسلہ میں تعاون مانگنے کے لئے آئی میں نے اس کو رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر آتے محسوس کیا اور میں سمجھ گئی کہ رسول اللہ ﷺ بھی اس کے عادات و اخلاق سے اسی طرح متاثر ہوں گے جیسے میں متاثر ہوئی تھی۔ چنانچہ وہ اندر آئی اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں ہوں جویریہ اپنی قوم کی بیٹی! ہم پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹے ہیں جو آپ ﷺ سے چھپے ہوئے نہیں، میں ثابت بن قیس یا اس کے چچازاد کے حصہ میں آئی تھی، میں نے اس سے کتابت کر لی ہے آپ کے پاس کتابت کی رقم کی ادائیگی کے سلسلہ میں مدد لینے حاضر ہوئی ہوں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے ساتھ اس سے بہتر برتاؤ کیا جائے تو قبول کرو گی؟ اس نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں تیری کتابت کی رقم ادا کر دوں اور تم سے نکاح کر لوں تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے قبول ہے۔

سو خاندان آزاد ہو گئے ...... یہ بات صحابہ رضی اللہ عنہم تک پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث سے شادی کر لی ہے تو لوگوں نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ کے سسرال والے ہیں۔ چنانچہ سب نے اپنے غلام آزاد کر دیے۔ اس طرح اس شادی کی وجہ سے بنی مصطلق کے سو خاندان آزاد ہو گئے، بقول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میرے علم میں کوئی عورت جویریہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ اپنے خاندان کے لئے برکت کا سبب نہیں۔

امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس غزوہ کے بعد قصہ افک نقل کیا ہے۔ ہم (ابن کثیر) نے سورہ نور کی تفسیر میں اس روایت کے تمام طرق لکھے ہیں اور وہاں ملاحظہ ہوں، واللہ المستعان۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا خواب اور اس کی تعبیر ...... واقدی نے حزام سے ہشام بن عروہ کی معرفت روایت کی ہے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے نبی علیہ السلام کی آمد سے تین دن پہلے خواب دیکھا کہ گویا چاند یثرب سے آ رہا ہے اور میری گود میں آ گرا ہے۔ فرماتی ہیں میں نے یہ خواب کسی کو بتانا پسند نہ کیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ آ گئے، جب ہم قید ہوئیں تو مجھے خواب کے پورا ہونے کی امید ہوئی۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے آزاد کر کے مجھ سے نکاح کر لیا واللہ! میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی قوم کے بارے میں کوئی بات نہیں کی۔ مسلمانوں نے خود ہی ان کو آزاد کر دیا اور مجھے اس بات کا علم اپنی چچازاد سے ہوا۔ اس نے مجھے یہ واقعہ بتایا تو میں نے خدا کا شکر کیا۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا مہر ...... یہ بھی کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے مہر میں بنی مصطلق کے چالیس افراد کو آزاد کیا۔ موسیٰ بن عقبہ نے بنی مصطلق سے نقل کیا ہے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد نے ان کو عوض دے کر آزاد کرا لیا پھر رسول اللہ ﷺ نے شادی کا پیغام بھیجا تو والد نے ان کو آپ ﷺ کی اہلیت میں دے دیا۔

واقعہ افک ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے زہری کی معرفت علقمہ رضی اللہ عنہ بن وقاص، سعید رضی اللہ عنہ بن مسیب، عروہ رضی اللہ عنہ بن زبیر اور عبید اللہ رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے نقل کیا ہے اور امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے مجھے یہ حدیث بتائی، بعض کو بعض سے زیادہ یاد تھی اور میں نے ان کی ہر بات کو جمع کر لیا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ بن عباد بن عبد اللہ بن زبیر اپنے باپ سے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور عبد اللہ بن ابی بکر، عمرۃ بنت عبد الرحمان از عائشہ رضی اللہ عنہا۔ ان سب نے کم و بیش یہ واقعہ بیان کیا ہے اور یہ سب ثقہ لوگ ہیں اور سب نے جو سنا تھا بیان کر دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی کہ جب سفر پر جانے کا ارادہ کرتے تو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے جس کا قرعہ نکل آتا اس کو اپنے ساتھ لے جاتے۔ غزوہ مصطلق میں بھی حسب عادت قرعہ ڈالا چنانچہ اس میں میرا قرعہ نکل آیا اور رسول اللہ ﷺ مجھے اپنے ہمراہ لے گئے۔ عورتیں اس وقت معمولی سا کھانا کھایا کرتی تھیں بدن میں موٹاپا نہ تھا کہ وہ بھاری ہوں۔ جب میری سواری تیار ہوتی تو میں ایک ہودج (کجاوے) میں بیٹھ جاتی۔ پھر سواری اٹھانے پر جو لوگ مقرر تھے وہ آتے اور کجاوے کو نیچے سے پکڑ کر اوپر اٹھاتے اور مجھے سواری کی پشت پر سوار کر دیتے پھر کجاوے کو رسیوں سے باندھ دیتے اور سواری کو لے کر چل پڑتے۔

رسول اللہ ﷺ اس سفر سے فارغ ہونے کے بعد واپس روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ مدینہ کے قریب پہنچ گئے اور ایک مقام پر پڑاؤ ڈالا اور کچھ رات وہاں بسر کی۔ پھر اعلان کرنے والے نے روانگی کا اعلان کیا اور لوگ روانہ ہونے لگے۔ میں رفع حاجت کے لئے گئی ہوئی تھی اور میری گردن میں ایک ہار تھا ظفار کے نگینوں کا۔ جب میں فارغ ہوئی تو میرا ہار گردن سے گر گیا اور مجھے پتہ نہ چلا جب میں قیام گاہ میں واپس آئی اور اسے گردن میں ٹٹولا تو نہ پایا اور لوگ سفر کی تیاری میں تھے چنانچہ میں رفع حاجت والی جگہ میں گئی اور تلاش کیا تو وہ مل گیا۔

اس دوران میری سواری پر سوار لوگ آئے سواری اٹھا کر ہودج کو انہوں نے اونٹ پر باندھ دیا اور وہ یہی سمجھے کہ جیسا عادت تھی اس میں موجود ہوں، ان کو میری غیر موجودگی کا احساس نہ تھا پھر سواری کو پکڑ کر چل دیئے۔ چنانچہ میں قیام گاہ میں واپس آئی تو وہاں کوئی نہ تھا سب لوگ جا چکے تھے میں اپنی چادر لپیٹ کر وہیں لیٹ گئی اور سوچا جب وہ مجھے نہ پائیں گے تو واپس آئیں گے۔

اللہ کی قسم میں لیٹی ہوئی تھی کہ میرے پاس صفوان بن معطل سلمی آئے وہ بھی کسی ضرورت سے پیچھے رہ گئے تھے اور قیام گاہ میں نہ تھے۔ وہ مجھے دیکھ کر رک گئے (اور قبل از حجاب مجھے دیکھا ہوا تھا) جب انہوں نے مجھے پہچانا اور میں اپنی چادر میں لپٹی ہوئی تھی تو انا للہ کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ ہیں۔ انہوں نے پوچھا اللہ آپ پر رحم کرے کیسے پیچھے رہ گئیں میں نے ان کو جواب نہ دیا۔

پھر وہ سواری قریب کر کے پیچھے ہٹ گئے اور کہا سوار ہو جائیں۔ میں سوار ہو گئی تو وہ سواری کو پکڑ کر لوگوں کے پیچھے بہت تیز چلے اللہ کی قسم صبح تک نہ کسی نے مجھے دیکھا اور نہ ہم نے قافلے کو پایا۔ لوگ پڑاؤ میں اتر چکے تھے اور سکون سے بیٹھے ہوئے تھے کہ صفوان مجھے لئے ہوئے آ گئے تو اہل افک (بہتان) گھڑنے والوں نے جو کہنا تھا کہا اور لشکر میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ واللہ! مجھے کچھ پتہ نہ تھا۔ ہم مدینہ پہنچے آتے ہی مجھے شدید بیماری لاحق ہو گئی اور میں اس بات سے بالکل بے خبر تھی۔ رسول اللہ ﷺ اور میرے والدین تک بات آ گئی تھی لیکن وہ میرے پاس اس کا بالکل تذکرہ نہ کرتے تھے البتہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے رویہ میں کچھ فرق محسوس کیا کہ جب بیمار ہوتی تھی تو رسول اللہ ﷺ مجھ پر مہربان ہوتے اور اپنی عنایات سے نوازتے۔ اس بیماری میں وہ بات نظر نہ آتی تھی چنانچہ میں نے یہ فرق محسوس کیا۔ آپ جب گھر تشریف لاتے اور میری والدہ تیمارداری میں مصروف ہوتیں تو صرف یہ کہتے اب کیسی ہو اور کوئی بات نہ کہتے یہاں تک کہ میں دل گرفتہ ہو گئی تو ان حالات میں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ مجھے والدین کے پاس جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں تو وہاں والدہ میری اچھی طرح تیمارداری کر سکیں گی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

چنانچہ میں اپنی والدہ کے پاس چلی آئی اور میں ان باتوں سے بالکل بے خبر تھی اور تقریباً ایک مہینہ کی بیماری سے میں نقاہت کی وجہ سے کمزور ہو چکی تھی۔ ہم عرب لوگ تھے، ہمارے گھروں میں اہل عجم کی طرح بیت الخلاء نہ تھا۔ ہم اس سے تکلیف محسوس کرتے تھے۔ بول و براز کے لئے مدینہ کی کھلی فضا میں چلے جاتے تھے اور عورتیں صرف رات کو رفع حاجت کے لئے باہر جایا کرتی تھیں۔ چنانچہ میں بھی ایک رات رفع حاجت کے لئے باہر گئی میرے ساتھ ام مسطح بنت ابی رہم بن مطلب بھی تھیں۔ چلتے چلتے وہ اپنی چادر میں الجھ کر گر پڑیں تو انہوں نے کہا مسطح ہلاک ہو۔ (مسطح لقب تھا اور ان کا نام عوف تھا) میں نے کہا خدا کی قسم! آپ نے ایک بدری صحابی کو برا بھلا کہا ہے۔ انہوں نے کہا اے ابو بکر کی بیٹی! کیا تمہیں وہ بات معلوم نہیں؟ میں نے پوچھا کون سی؟ تو انہوں نے مجھے سارا واقعہ سنایا۔ میں نے حیرت سے پوچھا کیا یہ بات ہو چکی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں واللہ! یہ بات پھیل چکی ہے۔ میرے ہوش اڑ گئے اور رفع حاجت کی ضرورت نہ رہی اور واپس چلی آئی اللہ کی قسم! میں پوری رات روتی رہی۔ مجھے ایسا لگا کہ رونے سے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔

میں نے ان سے کہا اللہ آپ کو معاف کرے، لوگ عجیب و غریب تبصرے کر رہے ہیں اور آپ نے مجھے یہ بات نہیں بتائی تو انہوں نے کہا اے پیاری بیٹی! رنج و غم نہ کر۔ بخدا! کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ خوبرو عورت خاوند کی چہیتی ہو، اس کی سوکنیں ہوں تو وہ باتیں چھیڑتی ہیں اور لوگ بھی اس پر باتیں بناتے ہیں۔

خطاب: رسول اللہ ﷺ نے "منبر" پر کھڑے ہو کر خطاب میں فرمایا (اور میں اس سے بے خبر تھی) حمد و ثنا کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! ایسے لوگوں کا کیا حال ہے جو مجھے میرے اہل کے بارے میں تکلیف پہنچاتے ہیں اور ناحق باتیں کرتے ہیں۔ بخدا! میرے علم میں تو وہ پاکباز و نیک عورت ہے اور یہ جس آدمی کی نسبت تہمت لگاتے ہیں اس کو بھی میں بھلا تصور کرتا ہوں اور وہ میری غیر موجودگی میں کبھی میرے گھر نہیں آیا۔ عبداللہ بن ابی سلول منافق نے اس تہمت کا خزرجی لوگوں کے ساتھ مل کر چرچا کیا۔ مسطح اور حمنہ بنت جحش نے بھی خوب حصہ لیا۔ حمنہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ تھی، ان کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کوئی میرا مقابلہ نہ کرتی تھی۔ زینب رضی اللہ عنہا کو اللہ نے اس کی دینداری کے باعث بچائے رکھا اور اس نے بجز "خیر" کے کچھ نہ کہا، باقی رہی حمنہ تو اس نے اس کی خوب تشہیر و اشاعت کی، اپنی بہن کی وجہ سے میری تکلیف کا سبب بنی اور گناہ میں ملوث ہوئی۔

رسول اللہ ﷺ کے اس خطاب کے بعد اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر ان تہمت تراشوں کا تعلق "اوس" سے ہے تو ہم ان سے آپ ﷺ کی کفایت کریں گے اور اگر "خزرج" سے ہوں تو آپ ﷺ حکم فرمائیے ہم ان کو قتل کر دیں کیونکہ یہ قتل کے قابل ہیں۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا (جو کہ اس سے قبل ایک صالح آدمی معلوم ہوتا تھا) اللہ کی قسم تو نے غلط کہا ہے ان کو قتل نہ کیا جا سکے گا۔ واللہ! اگر وہ تیرے قبیلے سے ہوتے تو یہ بات ہرگز نہ کہتا۔ یہ سن کر اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر نے کہا بخدا تو نے غلط کہا ہے تو منافق ہے منافقوں کی طرف داری کرتا ہے۔ چنانچہ دونوں قبیلے لڑنے لگے قریب تھا کہ ان میں جنگ و قتال شروع ہو جائے۔

رسول اللہ ﷺ منبر سے اتر کر سیدھے میرے پاس آئے، علی رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان سے مشورہ کیا۔ اسامہ رضی اللہ عنہ نے تو میری تعریف کی اور اچھا کہا، پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی بیوی ہیں ہم ان کے بارے میں نیکی اور بہتری ہی جانتے ہیں اور یہ سب جھوٹ اور بہتان ہے۔ اور علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! عورتیں دنیا میں بہت ہیں آپ ﷺ کسی اور سے بھی شادی کر سکتے ہیں۔ آپ لونڈی سے پوچھئے آپ کو سچ سچ بتا دے گی۔ پھر رسول اللہ ﷺ بریرہ کو بلا کر پوچھنے لگے تو علی رضی اللہ عنہ نے اس کو خوب مارا، کہا رسول اللہ ﷺ کو سچ سچ بتا تو اس نے کہا اللہ کی قسم! میرے علم میں تو وہ نیک و پارسا اور بہتر عورت ہے۔ میں اس میں صرف یہ عیب لگا سکتی ہوں کہ میں آٹا گوندھ کر رکھ دیتی ہوں اور ان کو کہتی ہوں کہ اس کا خیال رکھنا مگر وہ سو جاتی ہیں اور بکری آ کر آٹا کھا جاتی ہے۔

پھر رسول اللہ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے، میرے پاس والدین تھے اور ایک انصاری عورت بھی تھی اور میں اور وہ دونوں رو رہی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا اے عائشہ! تجھے لوگوں کی باتوں کا علم ہو چکا ہے اللہ سے ڈر، اگر تو لوگوں کے کہنے کے مطابق کسی گناہ کی مرتکب ہوئی ہے تو اللہ سے توبہ کر، اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ واللہ! رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا تھا کہ میرے آنسو رک گئے اور میں آنسو کا ایک قطرہ بھی محسوس نہ کرتی تھی اور میں منتظر تھی کہ میرے والدین میری طرف سے جواب دیں گے مگر انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ جب انہوں نے کوئی جواب نہ دیا تو میں نے عرض کیا آپ رسول اللہ ﷺ کی بات کا جواب کیوں نہیں دیتے تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم ہمیں معلوم نہیں کہ ہم کیا جواب دیں۔ بخدا! آل ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ان دنوں جس قدر صدمہ اور غم پہنچا تھا کسی کو نہ پہنچا تھا۔

جب انہوں نے میرے بارے میں بالکل خاموشی اختیار کی تو میں خوب روئی پھر عرض کیا اللہ کی قسم! جس گناہ کا آپ نے ذکر کیا ہے اس سے توبہ میں کبھی نہ کروں گی۔ میں خوب جانتی ہوں اگر میں لوگوں کے مطابق اقرار جرم کر لوں — اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں تو میں ایسی بات کا اقرار کرنے والی ہوں گی جس کا میں نے ارتکاب نہیں کیا۔ اگر میں لوگوں کی باتوں کا انکار کروں تو آپ مجھے سچی نہ

گے۔ پھر میں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام یاد کرنے کی کوشش کی مگر وہ میرے ذہن میں نہ آیا۔ چنانچہ میں نے کہا میں وہی بات کہوں گی جو یوسف علیہ السلام کے والد نے کہی تھی فصبر جميل والله المستعان على ما تصفون (۱۲/۱۸) اب میری ہمت جواب دے گئی اور میں اس بے حالی سے بات پر جو غم پہنچے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ اسی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ پر وہ حالت طاری ہوگئی جو وحی نازل ہونے کے وقت طاری ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ آپ پر کپڑا ڈال دیا گیا اور سر کے نیچے چمڑے کا تکیہ رکھ دیا۔ جب میں نے نزول وحی کی کیفیت دیکھی تو واللہ! مجھے ذرا بھی گھبراہٹ نہیں اور نہ مجھے کسی بات کا خیال تھا کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ میں اس جرم سے بری ہوں اور اللہ ظالم نہیں ہے۔

لیکن میرے والدین اس ڈر کے مارے جان بلب تھے کہ کہیں سے جرم کی تصدیق نہ ہو جائے اور جب رسول اللہ ﷺ سے وحی کی کیفیت زائل ہوئی تو آپ اٹھ بیٹھے اور سردی کے دنوں میں آپ کے چہرۂ اقدس سے موتیوں کی طرح پسینہ بہہ رہا تھا۔ آپ ﷺ اپنی پیشانی سے پسینہ صاف کر رہے تھے اور فرما رہے تھے اے عائشہ! مبارک ہو، اللہ نے تیرے بری ہونے کے بارے میں قرآن اتارا ہے۔ یہ سن کر میں نے الحمد للہ کہا۔

واقعہ میں اس بات سے خود کو بہت حقیر سمجھتی تھی اور اپنے آپ کو اس سے کمتر سمجھتی تھی کہ میرے بارے میں قرآن اترے گا جس کی تلاوت ہوگی اور نماز میں پڑھا جائے گا لیکن مجھے اس بات کی امید ضرور تھی کہ اللہ تعالیٰ خواب میں رسول اللہ ﷺ کو میری بے گناہی سے آگاہ کر دیں گے۔ رہا قرآن کا میرے بارے میں نازل ہونا تو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کیونکہ میں خود کو اس بات سے کمتر سمجھتی تھی۔

حد قذف: ... پھر رسول اللہ ﷺ باہر لوگوں کے پاس تشریف لے گئے خطاب فرمایا اور ان کو اس بارے میں نازل شدہ قرآن سنایا۔ پھر حضرت مسطح رضی اللہ عنہ، حضرت حسان رضی اللہ عنہ اور حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا بنت جحش جو افک کی اشاعت میں آگے آگے تھے بلایا اور ان کو "حد قذف" کی سزا دی گئی۔

یہ حدیث صحیحین میں زہری سے مروی ہے اور ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے بیان میں مزید یہ ہے کہ اس حد قذف کو امام ابوداؤد نے سنن میں بیان کیا ہے بعض اہل اسلام نے حسان رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حد کے بارے میں کہا ہے:

لقد ذاق حسان الذي كان أهله
وحمنة إذ قالوا هجيرا ومسطح
تعاطوا برجم الغيب زوج نبيهم
وسخطة ذي العرش الكريم فأترحوا
وآذوا رسول الله فيها فجللوا
مخازي تبقى عمموها وفضحوا
وصبت عليهم محصدات كأنها
شآبيب قطر من ذرا المزن تسفح

"حسان نے وہ مزا چکھ لیا جس کا وہ اہل تھا اور حمنہ رضی اللہ عنہا نے اور مسطح رضی اللہ عنہ نے بھی جب انہوں نے بیہودہ گوئی کی۔ ظن و گمان سے انہوں نے اپنے نبی کی بیوی پر تہمت لگائی اور عرش کے مالک کی ناراضی مول لی اور غمناک ہوئے۔ انہوں نے اس میں رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچائی تو ان پر رسوائی کی چادر ڈال دی گئی اور وہ رسوا کر دیئے گئے۔ ان پر کوڑے برسائے گئے گویا بارش کے چھینٹے ہیں جو بلند بادلوں سے برس رہے ہیں۔"

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کچھ شعر کہے جن میں وہ صفوان بن معطل اور ان قریشیوں کی ہجو بیان کرتے ہیں جن سے پہلے شعر میں تعرض کیا گیا تھا وغیرہ۔

أمسى الجلابيب قد عزوا وقد كثروا
وابن الفريعة أمسى بيضة البلد
قد ثكلت أمه من كنت صاحبه
أو كان منتشباً في برثن الأسد
ما للقتيل الذي أعدو فآخذه
من دية فيه يعطاها ولا قود
ما البحر حين تهب الريح شامية
فيغطئل ويرمي العبر بالزبد

"لوگ تو لپٹ گئے ہیں اور کثرت میں ہیں اور ابن فریعہ تنہا رہ گیا ہے۔ جس کا تو ساتھی ہے اس کی ماں اسے گم پائے یا وہ شیر کے پنجے میں آ جائے۔ میرے قتیل کی جس کو میں دوڑ کر پکڑ لوں کوئی دیت ہے نہ قصاص۔ وہ سمندر جس پر شمالی ہوا سے طوفان برپا ہو جائے اور وہ ساحل پر جھاگ پھینکے مجھ سے غالب نہیں ہے۔ جب تو مجھے غصے کی حالت میں دیکھے میں ایسے کاٹتا ہوں جیسے ژالہ بار بادل"۔

يوماً بأغلب مني حين تبصرني
ملغيظ أفري كفري العارض البرد
أما قريش فإني لا أسالمها
حتى ينيبوا من الغيات للرشد
ويتركوا اللات والعزى بمعزلة
ويسجدوا كلهم للواحد الصمد
ويشهدوا أن ما قال الرسول لهم
حق ويوفوا بحق الله والوكد

"رہی قریش تو میں ان سے صلح نہ کروں گا تا آنکہ وہ گمراہی سے ہدایت کی طرف آ جائیں۔ لات اور عزیٰ کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جائیں اور اللہ بے نیاز کو سجدہ کریں اور گواہی دیں کہ رسول کا فرمان برحق ہے اللہ کے عہد اور پختہ چیز کو پورا کریں"۔

چنانچہ صفوان بن معطل حسان رضی اللہ عنہ کے آڑے آیا اور اس کو تلوار مار کر کہا:

تلق ذباب السيف عني فإنني غلام إذا هوجيت لست بشاعر

"میری طرف سے تلوار کی دھار قبول کر میں تو نوجوان ہوں (حملہ آور) جب میری ہجو کی جائے تو شاعر نہیں ہوں"۔

ابن معطل اور حسان رضی اللہ عنہ کو معاوضہ... مذکور ہے کہ صفوان رضی اللہ عنہ نے حسان رضی اللہ عنہ کو مارا، تو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے اس کو پکڑ کر باندھ دیا۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا کہ کیا بات ہے؟ تو بتایا کہ اس نے حسان کو تلوار ماری ہے۔ تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے اس کے ہاتھ کھول دیئے اور وہ سب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ابن معطل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس نے مجھے تکلیف پہنچائی اور میری ہجو کی، مجھے غصہ آیا اور میں نے اس کو تلوار سے مارا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے حسان رضی اللہ عنہ کیا تو میری قوم پر حسد کرتا ہے کہ اللہ نے ان کو اسلام کی ہدایت کی، پھر کہا اے حسان! اس مار کو معاف کر دے تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ کے اختیار میں ہے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو ان کے معاوضہ میں وہ باغ عطا کر دیا جو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے خیرات کیا تھا اور قبطیہ سیرین بھی دے دی جس سے عبدالرحمان بن حسان پیدا ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ابن معطل رضی اللہ عنہ کے بارے میں تحقیق ہوئی تو معلوم ہوا کہ وہ "حصور" آدمی ہے یعنی عورتوں کی اشتہا نہیں ہے اور وہ شہید ہوئے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حسان رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کے بارے میں معذرت کرتے ہوئے یہ اشعار کہے:

حصان رزان ما تزن بریبة
وتصبح غرثی من لحوم الغوافل
عقیلة حی من لؤی بن غالب
کرام المساعی مجدهم غیر زائل
وان الذی قد قیل لیس بلائط
بک الدهر بل قیل امرئ بی ماحل

"پاک دامن ہے جس پر تہمت نہیں لگائی جاتی اور صبح کو غافل عورتوں کے گوشت سے بھوکی اٹھتی ہے۔ (یعنی غیبت نہیں کرتی) عالی حسب کے مالک لؤی بن غالب کے قبیلے کی باکمال عورت ہیں ان کا جو شرف ہے لازوال ہے۔ جو بات مشہور کی گئی ہے وہ آپ پر کوئی تہمت نہیں بلکہ میرے بارے میں ایک چغل خور کی بات ہے۔"

فان کنت قد قلت الذی قد زعمتم
فلا رفعت سوطی الی انامل
فکیف وودی ما حییت ونصرتی
لآل رسول الله زین المحافل
وان لهم عزا تری الناس دونه
قصارا وطال العز کل التطاول

"اگر وہ بات میں نے کہی ہو جس کا تم گمان کرتے ہو تو میرے ہاتھ کی انگلیاں کوڑا نہ اٹھا سکیں۔ یہ کیسے ممکن ہے حالانکہ میری محبت اور نصرت آل رسول کے لئے وقف ہے جو محفلوں کی رونق اور زینت ہیں۔ بے شک وہ عالی مقام اور باعزت ہیں لوگ تو ان کے مقابلے میں پیچھے رہ گئے اور ان کی عزت سب سے غالب ہے۔"

غزوۂ حدیبیہ

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ، نافع مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہ، قتادہ رضی اللہ عنہ، موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے بلا اختلاف منقول ہے کہ غزوہ حدیبیہ ذی قعدہ ۶ ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔ اور یہی قول ابن لہیعہ نے ابو الاسود کی معرفت عروہ سے نقل کیا ہے کہ یہ جنگ ماہ ذی قعدہ ۶ ہجری میں وقوع پذیر ہوئی۔ یعقوب بن سفیان نے (اسماعیل بن خلیل از علی بن مسہر از ہشام بن عروہ) عروہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کی طرف رمضان میں روانہ ہوئے۔ اور اسی ماہ شوال میں جنگ پیش آئی یہ عروہ کا قول نہایت غریب ہے۔

(ھدبہ از ہمام از قتادہ از انس بن مالک) ایک متفق علیہ روایت میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ماہ ذی قعدہ میں چار عمرے کئے سوائے حج والے عمرے کے۔

(۱) ۔۔ عمرہ حدیبیہ ذوالقعدہ میں۔
(۲) آئندہ سال والا عمرہ ذوالقعدہ میں۔
(۳) ۔۔۔ اور جعرانہ سے آکر عمرہ کیا ذی قعدہ کے مہینے میں جہاں غزوہ حنین کا مال غنیمت تقسیم کیا۔
(۴) ۔۔ اور عمرہ حج کے ساتھ۔ ھذا لفظ البخاری۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان اور شوال مدینہ میں بسر کیا اور ذی قعدہ کے مہینے میں عمرہ کے ارادے سے روانہ ہوئے نہ کہ جنگ کے ارادے سے۔ بقول ابن ہشام نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو مدینہ کا امیر مقرر کیا۔

اعراب کو دعوت عمرہ ۔۔۔۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عرب اور اردگرد کے دیہاتیوں کو اپنے ساتھ چلنے کی دعوت دی تھی آپ کو قریش سے یہ خطرہ درپیش تھا کہ وہ آپ سے جنگ کریں گے یا بیت اللہ میں داخل ہونے سے روک دیں گے مگر اکثر دیہاتیوں نے تاخیر کی اور پیچھے رہ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے عمرے کا احرام باندھا اور قربانی ساتھ لی تا کہ لوگ جنگ سے بے خوف ہو جائیں اور ان کو معلوم ہو جائے کہ رسول اللہ ﷺ صرف بیت اللہ کی زیارت اور اس کی تعظیم و تکریم کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔

حدیبیہ جانے والوں کی تعداد ۔۔۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ (زہری، عروہ بن زبیر) مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ (۶ھ) میں بیت اللہ کی زیارت کی خاطر روانہ ہوئے نہ جنگ و جدال کا ہرگز ارادہ تھا اپنے ساتھ قربانی کے لئے ستر اونٹ لئے، ہر دس افراد کے لئے ایک اونٹ تھا وہ لوگوں کی تعداد سات سو تھی مگر جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حدیبیہ میں ہم لوگ چودہ سو تھے۔

بائیکاٹ قریش ۔۔۔۔ امام زہری کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چلتے چلتے عسفان میں پہنچے تو وہاں بشر بن سفیان کعبی نے آپ ﷺ سے ملاقات کی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ قریش کو آپ کی روانگی کا علم ہو چکا ہے وہ چیتوں کی پوستین پہنے بال بچوں کے ساتھ وادی ذی طویٰ میں ٹھہرے ہوئے ہیں اور ان کا معاہدہ ہے کہ آپ کو مکہ میں کبھی داخل نہ ہونے دیں گے۔ یہ خالد بن ولید ہے جو اپنے لشکر میں "کراع غمیم" تک آ موجود ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہائے قریش! تو جنگ نے تم کو کھا لیا ہے۔ ان کو کیا نقصان ہے؟ اگر وہ میرے اور باقی عرب کے درمیان سے ہٹ جائیں اگر وہ مجھے ہلاک کر دیں تو یہی ان کا مقصد ہے اگر مجھے اللہ غالب فرما دے تو وہ بھی بخیر سلامت اسلام میں داخل ہو جائیں گے اگر وہ مسلمان نہ بھی ہوں تو خوب طاقت و توانائی سے برسر پیکار ہوں۔ قریش کیا سوچتے ہیں؟ واللہ! اس دین کے لئے جس پر اللہ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے میں ہمیشہ لڑتا رہوں گا تا وقتیکہ اللہ تعالیٰ اس کو غالب کر دے یا میری گردن جدا ہو جائے۔

کلمہ حطہ ۔۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو ہمیں کراع غمیم کے راستے کے علاوہ کسی اور راستہ سے لے چلے (ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن ابی بکر سے بیان کیا ہے) کہ ایک اسلمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں یہ خدمت انجام دوں گا۔ تو وہ پہاڑی گھاٹیوں کے درمیان سے نہایت دشوار گزار اور پتھریلے راستے پر لے چلا جب اس مشکل راستہ کو طے کر کے وادی کے اختتام پر نرم ہموار راستہ میں آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہو "نستغفر اللہ و نتوب الیہ" لوگوں نے یہ کہا تو آپ نے فرمایا واللہ یہ کلمہ "حطہ" ہے جو بنی اسرائیل پر پیش کیا گیا مگر انہوں نے نہ کہا۔

حدیبیہ ۔۔۔۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ "حمض" کے درمیان سے دائیں جانب چلیں اس راستہ پر جو زیریں مکہ سے حدیبیہ میں داخل ہونے کے راستے "ثنیۃ المرار" پر جا نکلتا ہے۔ جب اسلامی لشکر اس راستے پر روانہ ہوا تو قریش نے لشکر کا گرد و غبار دیکھ کر کہا کہ انہوں نے راستہ تبدیل کر لیا ہے تو وہ فوراً قریش کے پاس لوٹ آئے۔

رسول اللہ ﷺ اس راستہ پر چلتے چلتے "ثنیۃ المرار" میں پہنچے تو آپ کی سواری بیٹھ گئی تو لوگوں نے کہا سواری اڑ گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ

اونٹنی جیسی اونٹنی کی عادت ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے جس نے ہاتھی کو روکا تھا اس نے اس کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا ہے۔ آج قریش مجھے صلہ رحمی کی طرف دعوت دیں گے تو میں ضرور قبول کروں گا اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا "اترو" لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس وادی میں پانی نہیں ہے جس پر ہم اتریں چنانچہ آپ ﷺ نے "ترکش" سے تیر نکال کر ایک آدمی کے حوالے کیا وہ کنوئیں کے نیچے اترا اور اس نے وسط میں گاڑ دیا اور ڈالنے سے پانی مسلسل ابلنے لگا یہاں تک کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو بھی پانی پلانے کے لئے آس پاس بٹھا دیا۔

کنوئیں میں تیر لے کر اترنے والا شخص ۔۔۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اسلمی سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا تیر لے کر کنوئیں میں اترنے والا رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں کا ساربان ناجیہ بن جندب تھا۔ خدا بہتر جانتا ہے کہ کون اترا تھا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے ناجیہ کے حق میں اس ذیل شعر سے استدلال کیا ہے کہ ایک انصاری لڑکی آئی اور ناجیہ کنوئیں کے اندر ڈول بھر رہا تھا تو اس لڑکی نے کہا

یا ایھا المائح دلوی دونکا ۔۔۔ انی رأیت الناس یحمدونکا

"اے ڈول بھرنے والے میرا ڈول پکڑ میں نے لوگوں کو تیری تعریف کرتے سنا ہے کہ وہ تجھے اچھا کہتے ہیں اور تیرے بلند شرف کا اعلان کرتے ہیں"۔

اس لڑکی کے جواب میں اس نے کہا:

قد علمت جاریة یمانیه ۔۔۔ انی انا المائح واسمی ناجیه

"یمنی لڑکی کو معلوم ہے کہ میں ڈول بھرنے والا ہوں اور میرا نام ناجیہ ہے"۔

وطعنة ذات رشاش واهیه ۔۔۔ طعنتها عند صدور العادیه

بدیل بن ورقاء کی آمد ۔۔۔۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اطمینان سے ٹھہر گئے تو بدیل بن ورقاء خزاعی اپنی قوم کے چند افراد کو ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے آپ ﷺ سے گفتگو کی اور تشریف لانے کا سبب پوچھا تو آپ ﷺ نے انہیں بتایا کہ ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے ہم تو صرف بیت اللہ کی زیارت اور اس کی تعظیم کرنے کے لئے آئے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے اس کو وہ گفتگو سنائی جو بشر بن سفیان سے ہوئی تھی۔ اس نے واپس جا کر قریش کو بتایا اے گروہ قریش تم جلد بازی سے کام لے رہے ہو۔ محمد ﷺ قتال کے لئے نہیں آئے وہ تو صرف بیت اللہ کی زیارت کے لئے آئے ہیں۔ لیکن قریش نے اس پر یقین نہ کیا اور اس کے ساتھ سختی سے پیش آئے اور کہا اگرچہ وہ بیت اللہ کی زیارت کے لئے آیا ہے اور لڑائی کی غرض سے نہیں آیا لیکن ہم اس کو طاقت کے بل بوتے پر یہاں داخل نہ ہونے دیں گے اور نہ ہی عرب میں اس بات کا چرچا ہوگا۔ بقول امام زہری خزاعہ قبیلے کے سب لوگ مسلم و غیر مسلم رسول اللہ ﷺ کے رازدار تھے وہ آپ ﷺ سے مکہ کی کوئی بات پوشیدہ نہ رکھتے تھے۔

بد عہد آدمی ۔۔۔ پھر انہوں نے مکرز بن حفص بن اخیف کو جو حارث بن عبد مناف بن کنانہ کا تھا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا آپ ﷺ نے اس کو آتا ہوا دیکھ کر فرمایا یہ بد عہد اور خائن آدمی ہے۔ جب اس نے آپ ﷺ کے پاس آ کر بات چیت کی تو آپ ﷺ نے اس کو وہی بات کہی جو بدیل وغیرہ سے کہی تھی چنانچہ اس نے قریش کو سب کارروائی سنا دی۔

حلیس ۔۔ پھر قریش نے حلیس بن علقمہ یا ابن زبان کو جو اس عہد میں احابیش کا رئیس تھا بھیجا رسول اللہ ﷺ نے اس کو دیکھ کر فرمایا یہ اس قوم کا فرد ہے جو خدا پرست ہے تم قربانی کے جانوروں کو اس کے سامنے کھڑا کر دو تا کہ وہ انہیں دیکھ لے۔ جب اس نے "ھدی" کو دیکھا جو وادی کے کنارے سے اس کے سامنے آ رہے ہیں اور ان کے گلوں میں ہار ہیں اور قربانی کا محل نہ پہنچنے کی وجہ سے ان کے بال جھڑ چکے ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس نہیں گیا وہیں سے قریش کے پاس لوٹ آیا اور ان کو حقیقت حال سے مطلع کر دیا تو انہوں نے کہا بیٹھ جاؤ تم تو ایک دیہاتی ہو تمہیں ایسی باتوں سے کیا واسطہ۔

حلیس کی واپسی ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حلیس اسی حالت غیظ میں آ گیا اور اس نے کہا اے قریش! واللہ! اس بات پر ہم نے تم سے معاہدہ کیا ہے اور نہ ہی تمہارے حلیف بنے ہیں کہ جو شخص بیت اللہ کی تعظیم و تکریم کی خاطر آئے اسے روک دیا جائے۔ خدا کی قسم محمد ﷺ اور ان کے ارادے کے درمیان حائل نہ ہو گے ورنہ میں تمام احابیش کو لے کر یکبارگی حملہ کر دوں گا تو یہ سن کر انہوں نے کہا ذرا ٹھہر جاؤ کہ ہم ان سے اپنی مرضی کے مطابق عہد و پیمان لے لیں۔

عروہ ثقفی ...... امام زہری کہتے ہیں کہ پھر قریش نے عروہ بن مسعود ثقفی کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا اور اس نے کہا اے گروہ قریش! میں دیکھ چکا ہوں کہ تم جس کو بھی محمد ﷺ کے پاس بھیجتے ہو جب وہ واپس آتا ہے تو تم اس سے بدتمیزی اور ناراضگی سے پیش آتے ہو۔ عروہ سبیعہ بنت عبد شمس کا بیٹا تھا۔ تم جانتے ہو کہ تم میرے ننھیال ہو اور میں تمہارا ابا ہوں۔ میں نے تمہاری مصیبت کے بارے میں سنا تو اپنی قوم کے لوگوں کو جمع کیا اور ان کو تمہاری مدد کے لئے لے آیا یہاں تک کہ میں نے بذات خود تمہاری مدد کی۔ یہ سن کر سب نے کہا ہاں تم ٹھیک کہتے ہو ہمیں تمہارے بارے میں کوئی بدگمانی نہیں۔

ابن ابی قحافہ کا جوشِ ایمانی ...... چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ کر اس نے کہا اے محمد! آپ نے اِدھر اُدھر کے کچھ لوگ جمع کر لئے ہیں اور ان کو لے کر اپنے خاندان کی بربادی کے لئے آ گئے ہیں۔ سنو! قریش اپنے اہل و عیال کو لے کر میدان میں نکلے ہیں اور انہوں نے چیتے کی پوستین پہن رکھی ہیں انہوں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ آپ ﷺ زبردستی کبھی مکہ میں داخل نہ ہو سکیں گے۔ اللہ کی قسم گویا میں لوگوں کے اس رش کو دیکھ رہا ہوں جو کل آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے یوں کہا تم جا کر لات کی شرمگاہ چاٹو، کیا ہم رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر چلے جائیں گے؟

عروہ نے پوچھا محمد! یہ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ابن ابی قحافہ ہے۔ تو عروہ ثقفی نے کہا واللہ! اگر آپ کا مجھ پر احسان نہ ہوتا تو میں آپ کی بات کا جواب دیتا۔

عروہ بے تکلفی سے بات کرتا ہوا آپ ﷺ کی ریش مبارک کو ہاتھ لگاتا تھا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ مسلح ہو کر آپ کے سر پر کھڑے تھے جب وہ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی کو ہاتھ لگاتا تو وہ اس کے ہاتھ پر ٹھوکر مار کر کہتے اپنا ہاتھ ہٹا لے قبل اس کے کہ یہ ہاتھ واپس جانے کے قابل نہ رہے۔ یہ سن کر عروہ نے کہا افسوس! تو کس قدر سخت اور بدمزاج ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے تو عروہ نے پوچھا محمد ﷺ یہ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تیرا بھتیجا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ہے۔ تو اس نے کہا او بد عہد! او دغا باز! ابھی میں نے تیری بد عہدی کا داغ کل ہی دھویا ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ مغیرہ بن شعبہ نے اسلام لانے سے پہلے قبیلہ ثقیف کے ۱۳ آدمیوں کو قتل کر دیا تھا۔ عروہ نے ان کی دیت دے کر اس مسئلہ کو حل کیا تھا۔ اس وجہ سے عروہ نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کو یہ بات کہی۔

حضور ﷺ کا کتنا احترام کیا جاتا تھا ...... زہری کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے اسی قسم کی گفتگو کی جو باقی لوگوں سے کی تھی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے چلا آیا اور اس نے عجیب منظر دیکھا کہ آپ ﷺ وضو کرتے ہیں تو لوگ لپک کر آپ کے وضو کا پانی ہاتھ سے لیتے ہیں اور پانی نیچے نہیں گرنے دیتے، آپ تھوکتے ہیں تو وہ جلدی سے اسے اٹھا لیتے ہیں، آپ کا کوئی بال مبارک گرے تو جلدی سے اس کو سنبھال لیتے ہیں۔ چنانچہ اس نے قریش کو آ کر بتایا اے قریش! میں نے کسریٰ، قیصر اور نجاشی جیسے بادشاہوں کے دربار دیکھے ہیں۔ واللہ میں نے کسی بادشاہ کو اپنی قوم میں اتنا محترم اور معزز نہیں دیکھا جیسا کہ محمد ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہے۔ میں نے ان کو دیکھا ہے کہ وہ کسی حال میں ان کو چھوڑ نہیں سکتے۔ اب تم اپنی رائے اختیار کرو۔

حضور ﷺ کے اونٹ کا قتل ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے بعض اہل علم سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خراش بن امیہ خزاعی کو بلایا اور اپنے اونٹ "ثعلب" پر سوار کر کے قریش کی جانب روانہ فرمایا کہ اشراف مکہ کو رسول اللہ ﷺ کے آنے کی وجہ بتا دے چنانچہ قریش نے رسول اللہ

ﷺ کے اونٹ کو ہلاک کر دیا اور قریش کے قتل پر بھی مصر تھے کہ حبشی یا احابیش نے اس کو بچا لیا اور وہ یہاں سے بھاگ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا آیا۔

حضور ﷺ کا دشمن کو معاف فرمانا ۔۔۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے بعض ثقہ راویوں سے عکرمہ رضی اللہ عنہ کی معرفت حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ قریش نے چالیس یا پچاس افراد پر مشتمل ایک جماعت بھیجی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے لشکر کا چکر لگائیں تاکہ وہ کسی کو تکلیف پہنچا سکیں چنانچہ وہ پکڑے گئے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے حاضر کیے گئے تو آپ ﷺ نے ان سے درگزر فرمایا اور ان کو چھوڑ دیا حالانکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لشکر پر پتھر پھینکے تھے اور تیر برسائے تھے۔

سفارت ...... رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا کہ وہ اشراف مکہ کے پاس پیغام لے کر جائیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے قریش سے خطرہ ہے اور مکہ میں "بنی عدی" میں سے کوئی فرد ایسا نہیں جو میری حفاظت کر سکے اور قریش میری دشمنی اور سختی سے اچھی طرح باخبر ہیں۔ لیکن میں آپ کو ایک ایسا آدمی بتاتا ہوں جو مکہ میں مجھ سے زیادہ باعزت ہے وہ ہے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا کر ابو سفیان اور شہر کے معززین کے پاس بھیجا کہ ان کو بتائے کہ رسول اللہ ﷺ لڑائی کے لئے نہیں آئے صرف بیت اللہ کی زیارت کے لئے آئے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ روانہ ہو گئے مکہ میں داخل ہوتے وقت یا اس سے پہلے آپ سے ابان بن سعید بن عاص کی ملاقات ہوگئی۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچایا تو اس کے بعد انہوں نے کہا دل چاہے تو بیت اللہ کا طواف کر لو یہ سن کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا جب تک رسول اللہ ﷺ طواف نہ کر لیں میں کیسے طواف کر سکتا ہوں۔ قریش نے "کسی غرض" سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس روک لیا اور رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو یہ اطلاع پہنچی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔

بیعت رضوان ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر ہوئی تو فرمایا ہم ان سے جنگ کئے بغیر نہ جائیں گے اور آپ نے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی۔ بیعت رضوان ایک درخت کے نیچے ہوئی صحابہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے موت پر بیعت نہیں لی تھی بلکہ ہم سے "فرار نہ ہونے" پر بیعت لی تھی چنانچہ سب مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کر لی ماسوائے جد بن قیس سلمی کے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کی قسم! گویا میں اس کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ اپنی سواری کی بغل کے پاس لوگوں سے چھپا بیٹھا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ عثمان کے قتل کی خبر جھوٹی ہے۔

سب سے پہلے بیعت کرنے والا کون تھا ...... ابن ہشام کہتے ہیں کہ وکیع نے اسماعیل بن ابی خالد کی معرفت شعبی سے نقل کیا ہے کہ بیعت رضوان سب سے پہلے ابو سنان اسدی رضی اللہ عنہ نے کی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ...... ابن ہشام نے کسی ثقہ راوی سے ابن ابی ملیکہ کی معرفت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے خود بیعت کی اور اپنا ہاتھ دوسرے پر رکھا۔ یہ حدیث جو ابن ہشام نے نقل کی ہے اس سند کے لحاظ سے ضعیف ہے مگر صحیحین میں ثابت ہے۔

سہیل بن عمرو اور مصالحت ...... بقول امام زہری رحمۃ اللہ علیہ پھر قریش نے سہیل بن عمرو بنی عامر بن لوی کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا کہ محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور ان سے صلح کرو صلح کے شرائط میں یہ بات لازمی ہو کہ وہ اس سال بغیر عمرہ کئے واپس چلے جائیں گے واللہ عرب میں یہ بات مشہور نہ ہونے پائے کہ وہ زبردستی مکہ میں داخل ہو گئے ہیں۔ چنانچہ سہیل بن عمرو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو فرمایا سہیل کو بھیجنے کا مطلب ہے کہ قریش صلح چاہتے ہیں جب سہیل رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیر تک صلح کے شرائط پر بات چیت ہوتی رہی اور باہمی تکرار ہوئی آخر کار صلح پر اتفاق ہو گیا اور تحریر کے علاوہ سارا معاملہ طے ہو گیا۔

عمر رضی اللہ عنہ کا جوش و جذبہ: ..... ان شرائط کو سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ جلدی سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ کیا محمد ﷺ اللہ کے رسول نہیں؟ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں۔ پھر کہا کیا ہم مسلمان نہیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ لوگ مشرک نہیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا (اگر یہ سب باتیں صحیح ہیں) تو ہم اپنے دین میں رسوائی و ذلت کو کیوں سہتے ہیں؟ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے عمر رضی اللہ عنہ ان کی رکاب تھامے رکھو، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ اللہ کے رسول نہیں؟ تو آپ نے فرمایا کیوں نہیں، پھر کہا کیا ہم مسلمان نہیں تو آپ نے فرمایا کیوں نہیں، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا وہ مشرک نہیں تو آپ نے فرمایا کیوں نہیں (اس سوال و جواب کے بعد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تو ہم اپنے دین میں بزدلی اور کمینگی کو کیوں قبول کریں؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں میں اس کے حکم کی مخالفت ہرگز نہ کروں گا۔ اور وہ مجھے ضائع نہ کرے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں اس روز کی جرات اور بات کے خوف سے ہمیشہ صدقہ و خیرات کرتا رہا، نماز پڑھتا رہا، روزے رکھتا رہا اور غلام آزاد کرتا رہا یہاں تک کہ مجھے امید ہوئی کہ اب حالت بہتر ہوگی۔

صلح کی شرائط: ..... پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھو تو سہیل نے اعتراض کیا میں اس کو نہیں جانتا۔ آپ "باسمک اللھم" لکھئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لکھو "باسمک اللھم" چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ جملہ لکھ دیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا لکھو "ھذا ما صالح علیه محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم سھیل بن عمرو" یہ وہ شرائط ہیں جن پر محمد ﷺ نے عمرو بن سہیل سے صلح کی ہے۔ تو سہیل نے کہا اگر میں آپ کو اللہ کا رسول مانتا تو لڑائی نہ کرتا آپ اپنا اور اپنے والد کا نام لکھوائیے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لکھو "ھذا ما صالح علیه محمد بن عبد اللّٰہ سھیل بن عمرو" یہ وہ شرائط ہیں جن پر محمد بن عبد اللہ نے سہیل بن عمرو سے صلح کی ہے کہ دس برس تک فریقین میں لڑائی بند رہے گی لوگ اس عرصے کے دوران امن و امان سے رہیں گے کوئی کسی پر دست درازی نہ کرے گا علاوہ ازیں جو قریشی اپنے سرپرست اور والی کی اجازت کے بغیر محمد ﷺ کے پاس آئے گا آپ ﷺ اس کو واپس کر دیں گے اور آپ کے ساتھیوں میں سے جو شخص قریش کے پاس آئے گا تو قریش اس کو واپس کرنے کے پابند نہ ہوں گے آپس میں ایک دوسرے کے خلاف دل میں بد نیتی نہ ہو گی۔ خفیہ چوری اور خیانت نہ ہو گی، جو شخص محمد ﷺ کے ساتھ معاہدہ میں شریک ہونا چاہے وہ اس میں ان کے ساتھ شریک ہو سکتا ہے اور جو قریش کے ساتھ معاہدہ میں شریک ہونا چاہے وہ ان کے ساتھ شریک ہو سکتا ہے — چنانچہ خزاعہ قبیلہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شامل ہو گیا اور بنی بکر قریش کے ساتھ --- آپ ﷺ اس سال واپس جائیں گے مکہ میں داخل نہ ہوں گے اور آئندہ سال کہ ہم آپ کے لئے مکہ خالی کر دیں گے۔ آپ مع صحابہ اس میں تین روز قیام کریں گے تو آپ کے پاس ایک سوار کا ہتھیار ہو گا کہ تلوار نیام میں ہو گی اور اس کے علاوہ کوئی ہتھیار نہ ہو گا۔

ابوجندل رضی اللہ عنہ: ..... رسول اللہ ﷺ اور سہیل بن عمرو کے درمیان معاہدہ لکھا جا رہا تھا کہ سہیل بن عمرو کے بیٹے ابوجندل رضی اللہ عنہ وہاں بیڑیوں میں گھسٹتے ہوئے آن پہنچے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے آئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم مدینہ سے روانہ ہوئے تھے تو ان کو رسول اللہ ﷺ کے خواب کی وجہ سے "فتح" کا پورا یقین تھا۔ جب انہوں نے مصالحت و مراجعت اور رسول اللہ ﷺ کا بظاہر پست شرائط کو برداشت کرنا دیکھا تو وہ وسوسوں میں مبتلا ہو گئے قریب تھا کہ وہ گمراہ ہو جائیں۔ جب سہیل نے ابوجندل رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو اس کے منہ پر تھپڑ رسید کیا اور گریبان سے پکڑ کر کہا اے محمد! اس کے آنے سے پہلے ہمارا معاہدہ طے ہو چکا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے تو سہیل اس کو گریبان سے کھینچتے ہوئے اور گھسیٹتے ہوئے قریش کے پاس لے گئے، اور ابوجندل رضی اللہ عنہ زور زور سے چلا رہے تھے اے مسلمانو! کیا میں مشرکوں کی طرف واپس لوٹا دیا جاؤں گا وہ مجھے دین سے گمراہ کر دیں گے یہ سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں میں اور بھی صدمہ پیدا ہو گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوجندل! صبر و ضبط سے کام لو اور اس کو

باعث ثواب سمجھو اللہ تعالیٰ تیرے علاوہ اور مجبور و مستضعف لوگوں کے لئے کشادگی اور نکلنے کا راستہ نکالے گا ہم نے قریش سے صلح کر لی ہے اور ہم نے آپس میں ایک دوسرے سے معاہدہ کر لیا ہے اور ہم وعدہ خلافی نہ کریں گے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اٹھ کر آئے اور ابوجندل رضی اللہ عنہ کے پہلو میں ساتھ ساتھ چلتے جا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ابوجندل! صبر کرو وہ لوگ مشرک ہیں ان کا خون کتے کے برابر ہے اور تلوار کا دستہ بھی ان کے نزدیک کرتے جا رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میرا خیال تھا کہ وہ تلوار پکڑ کر اپنے باپ کو مار دے گا لیکن اس نے اپنے والد کے بارے میں بخل سے کام لیا اور معاہدہ نافذ ہو گیا۔

گواہ...... تحریر سے فراغت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صلح نامہ پر مسلمان اور مشرکوں کے ان چند لوگوں کو گواہ مقرر کیا: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ عبداللہ بن سہیل بن عمرو سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص محمود بن مسلمہ مکرز بن حفص "مشرک" اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی صلح نامہ کے کاتب تھے۔

قربانی کرنا اور سر منڈوانا...... رسول اللہ ﷺ "حل" اور حرم کے باہر خیمہ زن تھے اور نماز حدود حرم میں پڑھتے تھے۔ جب صلح سے فارغ ہو گئے تو قربانی کو ذبح کرنے کے بعد سر منڈوایا اور خراش بن امیہ بن فضل خزاعی نے آپ کا سر مونڈا۔ جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے بعد سر بھی منڈا لیا ہے تو اٹھے اور قربانیاں ذبح کرنے کے بعد سر منڈوا لئے۔

تین بار دعا کی حکمت...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے (عبداللہ بن ابی نجیح، مجاہد) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ صلح حدیبیہ میں بعض نے سر منڈوائے اور بعض نے کتروائے تو رسول اللہ ﷺ نے سر منڈوانے والوں کے حق میں رحمت کی دعا کی لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! قصر اور کتروانے والوں کے لئے بھی دعا رحمت ہو آپ نے پھر بھی سر منڈوانے والوں کے لئے دعا کی تو انہوں نے پھر عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے تیسری بار بھی سر منڈوانے والوں کے حق میں رحمت کی دعا کی پھر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کتروانے والوں کے لئے بھی تو پھر آپ ﷺ نے کتروانے والوں کے حق میں رحمت کی دعا کی پھر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس بات کی کیا حکمت ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ سر منڈوانے والوں کے دلوں میں احرام کھولنے کے بارے کوئی شک و شبہ نہ تھا۔

ابوجہل کا اونٹ...... عبداللہ بن ابی نجیح نے مجاہد کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سال حدیبیہ میں اپنے قربانی کے جانوروں میں ابوجہل کا اونٹ بھی شامل کیا تھا اس کی ناک میں چاندی کا چھلا تھا تاکہ مشرکوں کے دل جلے۔

صلح حدیبیہ کا یہ مذکورہ بالا قصہ ابن اسحاق کا بیان کردہ ہے اور امام بخاری رضی اللہ عنہ کے بیان میں بعض مقامات میں اس سے اختلاف ہے جیسا کہ عنقریب آپ ان شاء اللہ ملاحظہ فرمائیں گے اور یہ ہم مفصل بیان کرتے ہیں اور اس میں کتب صحاح اور حسان روایات بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ وعلیہ التکلان وھو المستعان۔

صلح حدیبیہ (صحیح احادیث کی روشنی میں)

اللہ پر ایمان و اعتقاد کی علامت...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (خالد بن مخلد، سلیمان بن بلال، صالح بن کیسان، عبیداللہ بن عبداللہ) زید بن خالد سے روایت کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے سال ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے ایک رات بارش ہوئی اور فجر کی نماز پڑھا کر رسول اللہ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا معلوم ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے؟ عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے تو آپ ﷺ نے بتایا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ میرے بندوں میں سے بعض کا مجھ پر ایمان ہے اور بعض منکر ہیں جس نے کہا کہ اللہ کی رحمت، برکت اور فضل و کرم سے ہم پر بارش ہوئی اس کا مجھ پر ایمان ہے ستاروں پر اعتقاد نہیں اور جس شخص نے کہا کہ ہم پر فلاں ستارے کے طلوع کی وجہ سے بارش ہوئی اس کا ستاروں پر

یہ ان سے اور مجھ پر اتفاق تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو اسی طرح مختلف مقامات پر بیان کیا ہے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کئی طرق سے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے علاوہ ازیں زہری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت عبید اللہ بن عبد اللہ کی معرفت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

معجزہ: ... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (عبید اللہ بن موسیٰ اسرائیل ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ) براء سے نقل کرتے ہیں کہ تم لوگ سورۃ الفتح (۴۸) سے فتح مکہ سمجھتے ہو بے شک فتح مکہ ایک فتح ہے لیکن ہم اصل فتح بیعت رضوان کو سمجھتے ہیں جو حدیبیہ میں ہوئی ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چودہ سو افراد تھے۔ حدیبیہ میں ایک کنواں تھا ہم نے اس سے پانی کھینچنا شروع کیا سب کھینچ لیا ایک قطرہ بھی نہ چھوڑا یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ تشریف لائے اس کی منڈیر پر بیٹھ کر پانی کا برتن منگوایا وضو کیا کلی کی اور دعا کی پھر وہ پانی کنویں میں ڈال دیا (جس سے وضو کیا تھا) تو تھوڑی دیر ہم نے انتظار کیا پھر اس کنویں نے ہمیں اور ہمارے جانوروں کو جتنا ہم نے چاہا پانی سے سیراب کر دیا۔ (بخاری ۴۱۵۰)

پرسکون مصالحت کا راستہ: ... امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے "فجعل من دون ذلک فتحا قریبا" (۴۸/۲۷) میں فتح قریب سے مراد صلح حدیبیہ لی ہے اور بقول امام زہری رحمۃ اللہ علیہ تاریخ اسلام میں صلح حدیبیہ سے پہلے اس سے بڑی کوئی فتح نہیں ہوئی۔ (اور جنگ تو وہاں ہوتی ہے جہاں دونوں فریق آمنے سامنے ہوں) اور جب صلح مکمل ہو گئی جنگ موقوف ہو گئی لوگ امن و سکون سے زندگی گزارنے لگے ایک دوسرے سے بات چیت کرنے لگے آپس میں ملاقاتیں ہونے لگیں، بحث مباحثے ہونے لگے تو جو باشعور آدمی اسلام کے بارے میں گفتگو کرتا مسلمان ہو جاتا چنانچہ ان دو سال کے عرصے میں اس قدر لوگ مسلمان ہوئے جس قدر اس سے پہلے (چھ سال) کے عرصے میں مسلمان ہوئے تھے یا اس سے بھی زیادہ۔

بقول ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی دلیل یہ ہے کہ صلح حدیبیہ میں بقول حضرت جابر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چودہ سو آدمی تھے اس کے دو سال بعد فتح مکہ میں آپ ﷺ کے ساتھ دس ہزار افراد تھے۔

معجزہ: ... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (یوسف بن عیسیٰ ابن فضیل حصین سالم) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی رسول اللہ ﷺ کے سامنے پانی کا ایک برتن تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے وضو کیا پھر لوگ آپ ﷺ کے پاس آئے آپ نے پوچھا کیا خبر ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس نہ وضو کے لئے پانی ہے نہ پینے کے لئے بس وہی ہے جو آپ کے پاس برتن میں ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس برتن میں رکھ دیا اور چشموں کی طرح آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی جوش مارنے لگا چنانچہ ہم نے پیا اور وضو کیا۔ سالم نے پوچھا اس وقت آپ کتنے افراد تھے؟ تو انہوں نے کہا ہم پندرہ سو تھے اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو کافی تھا۔ اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کئی طرق سے (حصین از سالم عن ابی الجعد جابر) بیان کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (صلت بن محمد یزید بن زریع سعید) قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سعید رضی اللہ عنہ بن مسیب سے پوچھا کہ معلوم ہوا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ تو اہل حدیبیہ کی تعداد چودہ سو بتاتے ہیں تو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا ہے کہ جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی حدیبیہ کے روز بیعت کی وہ پندرہ سو تھے۔ اس روایت کی متابعت ابو داؤد نے قرہ از قتادہ نقل کی ہے۔ تفرد به البخاری۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (علی بن عبد اللہ سفیان عمرو) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے دن ہمارے بارے میں فرمایا آج تم روئے زمین کے سب لوگوں سے بہتر ہو اور ہم چودہ سو تھے۔ اگر میری بینائی درست ہوتی تو آج میں تم کو اس درخت کی جگہ دکھا دیتا۔ اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم نے کئی طرق سے سفیان بن عیینہ سے بیان کیا ہے۔

لیث بن سعد نے ابو الزبیر کی معرفت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حاطب کے ایک غلام نے رسول اللہ ﷺ کے پاس شکوہ کیا یا رسول اللہ ﷺ حاطب جہنم میں چلا جائے گا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے غلط کہا وہ دوزخ میں نہ جائے گا وہ غزوہ بدر اور صلح حدیبیہ میں شامل تھا۔

اس روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بیان کیا ہے۔

بیعت رضوان والے جہنم میں نہ جائیں گے...... امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے (ابن جریج، ابو الزبیر) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ مجھے ام مبشر نے بتایا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا آپ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس فرما رہے تھے ان شاء اللہ بیعت رضوان والے لوگوں میں سے کوئی بھی جہنم میں نہ جائے گا یہ سن کر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیوں نہیں؟ تو آپ ﷺ نے ان کو جھڑکا تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا (۱۹،۷۱) "اور تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کا اس پر گزر نہ ہو" یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (۱۹،۷۲) "پھر ہم انہیں بچا لیں گے جو ڈرتے رہے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں پر گرے ہوئے چھوڑ دیں گے۔"

احرام ذوالحلیفہ میں باندھا...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (عبید اللہ بن معاذ، معاذ، شعبہ، عمرو بن مرہ) عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بیعت رضوان میں تیرہ سو افراد تھے اور قبیلہ اسلم مہاجرین کا آٹھواں حصہ تھا۔

محمد بن بشار نے اس کی روایت کی متابعت میں ابوداؤد از شعبہ روایت نقل کی ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو عبداللہ رضی اللہ عنہ سے معلق بیان کیا ہے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے (عبید اللہ بن معاذ عن ابیہ، شعبہ، نیز محمد بن مثنیٰ، ابوداؤد، اسحاق بن ابراہیم، نضر بن شمیل) شعبہ سے بیان کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (علی بن عبداللہ، سفیان، زہری، عروہ) مروان اور مسور بن مخرمہ سے روایت کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک ہزار سے زائد افراد تھے ذوالحلیفہ میں احرام باندھا قربانی کے جانوروں کو قلادہ ڈالا اور اشعار کیا۔ تفرد بہ البخاری۔

قول حق یہ ہے کہ یہ سب روایات امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے خلاف ہیں کہ حدیبیہ میں ان کی تعداد سات سو تھی ممکن ہے کہ یہ انہوں نے اپنی سمجھ کے مطابق بیان کیا ہو کہ قربانی کے اونٹ ستر تھے اور ہر دس افراد کی طرف سے ایک اونٹ ہو مگر یہ سب لوگ ساتھ ہو گئے ہوں واللہ اعلم۔

یہ ضروری نہیں کہ سب نے قربانی کی ہو اور نہ ہی یہ بات ثابت ہے کہ سب نے احرام باندھا ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک جماعت کو ساحل پر روانہ کیا ان میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ شامل تھے اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے احرام نہ باندھا تھا انہوں نے چلتے چلتے گورخر کا شکار کیا انہوں نے خود بھی کھایا اور آپ کے ساتھیوں نے بھی اور باقی ماندہ وہاں سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ ﷺ نے پوچھا کیا کسی نے تم میں سے اس پر حملہ کیا تھا یا اس کی طرف اشارہ کیا تھا تو سب نے نفی میں جواب دیا تو رسول اللہ ﷺ نے باقی ماندہ گوشت کھانے کی اجازت دے دی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (سعید بن ربیع، علی بن مبارک، یحییٰ، عبداللہ بن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے میرے ساتھیوں نے احرام باندھا اور میں نے احرام نہیں باندھا۔

بیعت رضوان والا درخت...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن رافع، شبابہ بن سوار فزاری، شعبہ، قتادہ، سعید بن مسیب) مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے وہ درخت دیکھا تھا جس کے نیچے بیعت رضوان ہوئی تھی۔ میں وہاں گیا تو اس کو پہچان نہ سکا۔ موسیٰ نے (ابو عوانہ، طارق، سعید بن مسیب) مسیب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ میں ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی تو اگلے سال جب ہم گئے تو ہمیں وہ درخت معلوم نہ ہو سکا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (محمود، عبید اللہ، اسرائیل) طارق بن عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں کہ میں حج کے لیے روانہ ہوا تو وہاں لوگوں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو پوچھا یہ کون سی مسجد ہے؟ تو انہوں نے بتایا یہ مسجد شجرہ ہے یہاں رسول اللہ ﷺ نے بیعت رضوان لی تھی میں نے یہ واقعہ سعید رضی اللہ عنہ بن مسیب کو سنایا تو انہوں نے بتایا کہ میرے والد بھی بیعت رضوان میں شامل تھے میرے والد کہتے ہیں کہ جب ہم آئندہ سال وہاں گئے تو اس جگہ کو پہچان نہ سکے۔ پھر سعید رضی اللہ عنہ بن مسیب نے کہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم تو اس کو پہچان نہ سکے اور تم نے پہچان لیا کیا تم ان سے زیادہ

جانتے تھے اس روایت کو بخاری اور مسلم نے (ثوری، ابو عوانہ اور شبابہ از طارق) بیان کیا ہے۔

حرہ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (سعید اخوہ سلیمان، عمرو بن یحییٰ) عباد بن تمیم سے روایت کرتے ہیں کہ "حرہ" کے روز لوگ عبداللہ بن حنظلہ کی بیعت کر رہے تھے تو ابن زید نے پوچھا لوگ ابن حنظلہ کی بیعت کس بات پر کر رہے ہیں تو پتہ چلا معلوم ہوا کہ موت پر بیعت کر رہے ہیں تو اس نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے بعد موت پر کسی کی بیعت نہ کروں گا اور آپ بیعت رضوان میں شامل تھے۔ اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم نے مختلف طرق سے عمرو بن یحییٰ سے بیان کیا ہے۔

تین بار بیعت...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (قتیبہ بن سعید، حاتم) یزید بن ابی عبید سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ ابن اکوع سے پوچھا آپ نے حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کی کس بات پر بیعت کی تھی تو انہوں نے بتایا "موت پر" اس روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے یزید بن ابی عبید کی سند سے نقل کیا ہے اور مسلم شریف میں "سلمہ رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ انہوں نے تین مرتبہ بیعت کی لوگوں کے اول آخر اور درمیان میں"

پہلے کس نے بیعت کی...... صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ درخت کی شاخ پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کے چہرے سے دور ہٹا رہے تھے اور آپ لوگوں سے بیعت لے رہے تھے اس روز سب سے پہلے ابوسنان رضی اللہ عنہ وہب بن محصن برادر عکاشہ بن محصن نے بیعت کی یا سنان رضی اللہ عنہ بن ابی سنان نے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت پر اشکال...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (شجاع بن الولید، نضر بن محمد، صخر بن ربیع) نافع سے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں میں مشہور ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے مسلمان ہو گئے تھے حقیقت اس طرح نہیں۔ ہوا یوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حدیبیہ کے دن ابن عمر کو گھوڑا لانے کے لئے بھیجا جو ایک انصاری کے پاس تھا کہ اس پر سوار ہو کر جنگ کریں۔ ادھر رسول اللہ ﷺ درخت کے پاس لوگوں سے بیعت لے رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم نہ تھا چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کر لی پھر وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لانے گئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔ یہی وہ بات ہے جس کی وجہ سے لوگ کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے مسلمان ہو گئے۔

ہشام بن عمار رضی اللہ عنہ (ولید بن مسلم، عمر بن محمد عمری، نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن لوگ رسول اللہ ﷺ کے آس پاس درختوں کے سائے میں ادھر ادھر بیٹھے تھے تو اچانک معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام لوگوں میں گھرے ہوئے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا عبداللہ! دیکھو لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو کیوں گھیر رکھا ہے۔ چنانچہ وہ گئے تو لوگ آپ ﷺ کی بیعت کر رہے ہیں چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیعت کر لی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آ کر بتایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیعت کی۔ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں روایتوں میں منفرد ہیں)۔

حدیبیہ کا مفصل قصہ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے سال ایک ہزار سے اوپر صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ روانہ ہوئے ذوالحلیفہ میں پہنچ کر عمرہ کا احرام باندھا اور قربانی کے جانور کو قلادہ پہنایا اور اشعار کیا اور ایک جاسوس خزاعہ کا بھیجا اور خود چلتے رہے یہاں تک کہ غدیر اشطاط میں پہنچے تو جاسوس نے آ کر خبر دی کہ قریش نے آپ کے مقابلے کے لئے لشکر جمع کیا ہے اور احابیش کو بھی جمع کیا ہے وہ آپ سے جنگ کریں گے اور آپ کو بیت اللہ سے روکیں گے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا لوگو! مجھے مشورہ دو تمہارا کیا خیال ہے کہ ان لوگوں کے اہل و عیال پر جو بیت اللہ سے روکنے والوں کی مدد کر رہے ہیں ہم حملہ کر دیں۔ اگر وہ ہم سے الگ بیٹھ گئے تو اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کی ایک جماعت کو ختم کر دیا ورنہ ہم ان کو مصیبت میں چھوڑ کر چلے جائیں گے

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ بیت اللہ کے ارادہ سے آئے ہیں کسی سے جنگ وجدال کے لئے نہیں آئے آپ اپنے مقصد کی طرف متوجہ رہیں جو ہمیں روکے گا ہم اس سے جنگ کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بسم اللہ چلو۔ [illegible] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو مختلف طرق سے بیان کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے روایت کرتے ہیں (یہ دونوں ایک دوسرے کی روایت کی تصدیق کرتے ہیں) کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے دنوں روانہ ہوئے ابھی آپ راستہ میں ہی تھے کہ آپ نے فرمایا کہ خالد بن ولید غمیم میں قریش کے لشکر کے ساتھ بطور ہراول موجود ہے لہٰذا دائیں جانب سے چلو۔ واللہ خالد کو معلوم تک نہ ہوا یہاں تک کہ اس نے "لشکر کی غبار" دیکھا پھر وہ ایڑ لگا کر قریش کو آگاہ کرنے کے لئے چلا گیا۔

رسول اللہ ﷺ چلتے چلتے ثنیۃ المرار میں پہنچے تو آپ کی سواری بیٹھ گئی اور لوگ حل حل کہہ کر اسے اٹھانے لگے۔ وہ نہ اٹھی تو لوگ کہنے لگے قصواء (یہ رسول اللہ ﷺ کی سواری کا نام ہے) اڑ گئی قصواء اڑ گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا قصواء اڑی نہیں اور نہ یہ اس کی عادت ہے لیکن اس کو ہاتھی کو روکنے والے نے روک دیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا بخدا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ قریش مجھ سے کسی بھی ایسے امر کی درخواست کریں گے جس میں اللہ کی حرمات اور شعائر کی عظمت ملحوظ رکھی گئی ہو تو میں ان کی درخواست منظور کرلوں گا۔ پھر آپ ﷺ نے سواری کو ڈانٹا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی آپ نے حدیبیہ کے آخری کنارے پر ایک معمولی پانی والے گڑھے پر قیام کیا لوگ اس سے تھوڑا تھوڑا پانی نکالتے رہے۔ تھوڑی دیر میں لوگوں نے سارا پانی نکال لیا اور لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پانی کی کمی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر فرمایا اسے اس میں گاڑ دو تو پانی جوش مارنے لگا بخدا وہ مسلسل جوش مارتا رہا یہاں تک کہ سب سیراب ہو گئے۔

بدیل خزاعی رسول اللہ ﷺ حدیبیہ ہی میں فروکش تھے کہ آپ کے پاس بدیل بن ورقاء خزاعی اپنی قوم خزاعہ کے چند آدمیوں سمیت آیا (یہ لوگ تہامہ میں رسول اللہ ﷺ کے خیر خواہ و رازدار تھے) اس نے کہا میں نے کعب بن لؤی اور عامر بن لؤی - قریش کو حدیبیہ کے وافر پانی پر پڑاؤ ڈالے چھوڑا ہے۔ دودھ والی اونٹنیاں ان کے ساتھ ہیں۔ وہ آپ سے جنگ کریں گے اور آپ کو بیت اللہ میں داخل ہونے سے روکیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم عمرہ کے ارادہ سے آئے ہیں کسی سے لڑنے کے لئے نہیں آئے۔ جنگ نے قریش کو کمزور کر دیا ہے اور ان کو بہت نقصان پہنچایا ہے اگر وہ چاہیں تو میں ایک مدت تک ان سے مصالحت کر سکتا ہوں مجھے اور دیگر لوگوں کو چھوڑ دیں۔ اگر میں غالب آگیا تو اگر وہ چاہیں تو وہ بھی اس دین میں داخل ہو جائیں جس میں لوگ داخل ہو رہے ہیں (بصورت دیگر) کچھ عرصہ تو آرام کر لیں گے اگر وہ انکار کریں تو [illegible] جدا ہو جائے۔

[illegible] اپنا امر نافذ کر دے۔ بدیل نے کہا میں آپ کی یہ بات ان تک پہنچا دوں گا۔ چنانچہ وہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ بدیل نے قریش کے پاس آ کر کہا ہم اس شخص کے پاس سے آئے ہیں اور ہم نے اس کو ایک بات کہتے ہوئے سنا ہے اگر تم چاہو تو ہم تمہارے سامنے ظاہر کرتے ہیں [illegible] ان کے بیوقوفوں نے کہا ہمیں اس کی کوئی بات سننے کی ضرورت نہیں [illegible] بیان کرو۔ اس نے جو کچھ سنا تھا بیان کر دیا۔

قریش کا سفیر عروہ یہ سن کر عروہ بن مسعود ثقفی نے کھڑے ہو کر کہا اے لوگو! کیا تم میرے باپ کی جگہ نہیں ہو؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں [illegible] کیا میں تمہارے بیٹے کی جگہ نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں [illegible] کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے اہل عکاظ کو تمہاری مدد کے لئے بلایا تھا اور جب انہوں نے انکار کیا تو میں اپنے اہل و عیال اور ماتحتوں کو لے کر تمہارے پاس آ گیا؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔

اس نے کہا اس شخص نے تمہارے سامنے اچھی بات پیش کی ہے اسے قبول کر لو اور مجھے اجازت دو کہ میں اس کے پاس جاؤں انہوں نے کہا جاؤ۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے بات کرنے لگا تو آپ ﷺ نے اس سے بھی وہی بات کہی جو بدیل سے کہی تھی۔ عروہ نے کہا اے محمد! اگر آپ نے اپنی قوم کو تباہ کر دیا تو کیا آپ نے سنا ہے کہ عرب میں کسی نے آپ سے پہلے اپنی قوم کو تباہ کیا ہو [illegible]

قوم کو ہلاک کر دیا ہے۔

دوسری صورت میں اگر شکست ہوئی تو خدا کی قسم! میں کوئی معقول لوگ نہیں دیکھ رہا اور ادھر ادھر کے لوگوں کی بھیڑ ہے جو آپ کے پاس جمع ہے ضرورت پڑنے کے وقت وہ آپ کو اکیلا چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوں گے یہ سن کر اسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا جا کر لات کی شرمگاہ چوس! کیا ہم رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے اور آپ کو اکیلا چھوڑ دیں گے۔ یہ سن کر عروہ نے پوچھا یہ کون ہے؟ بتایا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں تو عروہ ثقفی نے کہا بخدا! اگر اس کا مجھ پر احسان نہ ہوتا جس کا میں ابھی تک بدلہ نہیں دے سکا تو میں اس کی بات کا جواب دیتا۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا قصہ...... عروہ ثقفی رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کرنے لگا حسب عادت جب بات کرتا تو رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک کو چھوتا۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ خود پہنے شمشیر بکف رسول اللہ ﷺ کے پاس "بطور محافظ" کھڑے تھے جب وہ آپ کی داڑھی کی طرف ہاتھ بڑھاتا تو مغیرہ رضی اللہ عنہ اس کے ہاتھ پر تلوار کی نوک مار کر کہتے رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک سے ہاتھ پیچھے رکھ۔ یہ سن کر عروہ نے سر اٹھا کر پوچھا یہ کون ہے؟ تو بتایا مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ ہے تو اس نے کہا اے غدار! کیا میں تیری غداری کے سلسلے میں ابھی کوشش نہیں کر رہا۔ (مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ اسلام قبول کرنے سے قبل چند لوگوں کے ساتھ تھا انہوں نے ان لوگوں کو قتل کر دیا اور ان کے مال و دولت پر قبضہ کر لیا پھر مسلمان ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تیرا مسلمان ہونا تو قبول کرتا ہوں باقی رہا دولت کا مال تو میرا اس سے کوئی سروکار نہیں)۔

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا حال...... پھر عروہ ثقفی نے نظر اوپر کر کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھنا شروع کیا تو اس نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تھوکتے تو آپ ﷺ کا لعاب دہن کسی صحابی کے ہاتھ پر پڑتا تو وہ اس کو اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا اور جب آپ ﷺ ان کو کسی بات کا حکم دیتے تو وہ اس کی تعمیل کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لے جاتے اور جب آپ ﷺ وضو کرتے تو وہ آپ کے وضو کے پانی پر ٹوٹ پڑتے اور جب آپ ﷺ بات کرتے تو خاموشی چھا جاتی اور تعظیم و توقیر کے پیش نظر کوئی آپ کی طرف نظر بھر کر نہ دیکھتا تھا پھر عروہ ثقفی نے واپس آ کر بتایا اے قوم قریش! بخدا! میں بادشاہوں کے درباروں میں گیا ہوں، قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار دیکھے ہیں، واللہ! میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کی رعایا اس طرح تعظیم کرتی ہو جس طرح محمد ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ان کی تعظیم کرتے ہیں بخدا! محمد تھوکتے ہیں تو ان کا تھوک کسی آدمی کی ہتھیلی پر پڑتا ہے پھر وہ اس کو اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا ہے اور جب آپ ﷺ حکم فرماتے ہیں تو وہ اس کی تعمیل کی طرف لپکتے ہیں اور جب آپ وضو کرتے ہیں تو آپ کے وضو سے گرنے والے مستعمل پانی پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور جب آپ بات کرتے ہیں تو خاموشی چھا جاتی ہے عظمت و ہیبت کے پیش نظر کوئی ان کو نظر بھر کر نہیں دیکھتا۔ انہوں نے تمہارے سامنے ایک معقول تجویز پیش کی ہے تم اس کو تسلیم کر لو۔

قریش کا دوسرا نمائندہ...... پھر ایک کنانی نے کہا مجھے اجازت دیجئے میں "ان" کے پاس جاتا ہوں۔ اجازت کے بعد جب وہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو دیکھ کر فرمایا یہ فلاں شخص ہے اور اس قوم سے تعلق رکھتا ہے جو قربانی کے جانوروں کی تعظیم کرتی ہے قربانی کے جانوروں کو اس کے سامنے کر دو۔ چنانچہ قربانی کے جانور کھڑے کر دیئے گئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے لبیک کہتے ہوئے اس کا استقبال کیا تو اس نے یہ صورت حال دیکھ کر کہا سبحان اللہ! ان لوگوں کو بیت اللہ کی زیارت سے روکنا درست نہیں پھر اس نے واپس جا کر بتایا کہ میں نے قربانی کے جانوروں کو دیکھا ہے ان کی گردنوں میں قلادے ہیں اور ان کی کوہانیں چیری گئی ہیں میری رائے ہے کہ ان کو بیت اللہ کی زیارت سے نہ روکا جائے۔

قریش کا تیسرا نمائندہ...... مکرز بن حفص نے کھڑے ہو کر عرض کیا مجھے اجازت دیجئے کہ میں "ان ﷺ" کے پاس جاؤں۔ اجازت کے بعد جب وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ مکرز ہے، یہ بدکار اور غدار شخص ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کر رہا تھا کہ سہیل بن عمرو آ گیا۔ معمر نے ایوب کی معرفت عکرمہ سے روایت کی ہے کہ سہیل بن عمرو آتے ہوئے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے معاملہ میں سہولت اور آسانی پیدا کر دی گئی ہے۔

لفظ رحمان اور رسول اللہ لکھنے پر اعتراض ... معمر نے زہری سے بیان کیا ہے کہ سہیل بن عمرو آیا تو اس نے کہا قلم قرطاس لاؤ اور صلح نامہ تحریر کریں چنانچہ نبی علیہ السلام نے کاتب کو بلا کر فرمایا لکھو، بسم اللہ الرحمن الرحیم تو سہیل نے کہا (خدا کی قسم اللہ کو تو ہم جانتے ہیں) باقی رحمان کو تو واللہ میں نہیں جانتا کون ہے آپ سابقہ دستور کے مطابق "باسمک اللھم" لکھیں۔ یہ سن کر مسلمانوں نے کہا واللہ ہم تو بسم اللہ الرحمن الرحیم ہی لکھیں گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے کاتب کو فرمایا باسمک اللھم لکھو، پھر آپ نے فرمایا یہ وہ صلح ہے جس پر محمد رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا ہے۔ یہ سن کر سہیل نے کہا واللہ اگر ہم جانتے کہ آپ "رسول اللہ" ہیں تو ہم آپ کو بیت اللہ کی زیارت سے نہ روکتے اور نہ ہی آپ سے جنگ کرتے۔ لہٰذا آپ تحریر فرمائیے محمد بن عبد اللہ۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا واللہ میں اللہ کا رسول ہوں تو تم مجھے جھٹلاتے رہو۔ آپ نے کاتب کو فرمایا محمد بن عبد اللہ لکھو۔

صحیح کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بجائے محمد بن عبد اللہ لکھو تو آپ ﷺ سے کہا یا رسول ﷺ میں آپ کا نام ہرگز نہیں مٹاؤں گا تو آپ ﷺ نے معاہدہ لے کر خود تحریر فرمایا:

ھذا ما قاضی علیہ محمد بن عبد اللہ الخ

ہم نے اس حدیث پر آیت کریمہ "وما کنت تتلوا من کتاب ولا تخطہ بیمینک" اس آیت کے ذیل میں تفصیل سے بحث کی ہے۔

صلح کی بنیادی شرط ... زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ صلح حدیبیہ آپ کے اس قول کی وجہ سے معرض وجود میں آئی۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے وہ مجھ سے جس بات کا بھی مطالبہ کریں کہ اس میں اللہ کے شعائر اور حرمات کی عظمت کا لحاظ رکھا گیا ہو تو میں اس کو قبول کر لوں گا۔

حدیبیہ کی شرائط ... رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن عمرو کو فرمایا کہ صلح اس شرط پر ہوگی کہ تم بیت اللہ کو خالی کر دو تاکہ ہم عمرہ کر لیں تو سہیل نے کہا واللہ! عرب لوگ یوں نہ کہیں کہ ہم کو دبا کر دباؤ سے پکڑ لیا گیا ہے۔ (مگر اس سال نہیں) البتہ اگلے سال ہوگا چنانچہ یہ بات شرائط میں شامل کر لی گئی۔

پہلی شرط ... سہیل بن عمرو نے کہا یہ بھی جملہ شرائط صلح کے بیچ ہے کہ ہم میں سے جو آدمی آپ کی طرف آئے خواہ وہ مسلمان ہی ہو آپ ﷺ اس کو ہماری طرف لوٹا دیں گے۔ یہ سن کر مسلمانوں نے کہا سبحان اللہ! مسلمان ہو کر مشرکوں کے حوالے کیسے کر دیا جائے گا۔

ابو جندل رضی اللہ عنہ کی آمد ... وہ ابھی گفتگو میں لگے ہوئے تھے کہ ابو جندل رضی اللہ عنہ بن سہیل بن عمرو پاؤں کی بیڑیوں میں گھسٹتا ہوا آیا وہ زیریں مکہ سے نکل کر آیا تھا اس نے خود کو مسلمانوں کے درمیان ڈال دیا۔ سہیل بن عمرو نے کہا۔ اے محمد ﷺ! یہ وہ پہلا شخص ہے جس پر میں آپ سے صلح کرتا ہوں کہ آپ اسے میرے حوالے کر دیں تو نبی علیہ السلام نے فرمایا ہم نے ابھی معاہدہ طے نہیں کیا تو سہیل بن عمرو نے کہا تب تو میں آپ سے کسی بھی بات پر مصالحت نہ کروں گا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو میری خاطر چھوڑ دو۔ اس نے کہا میں اس کو آپ کی خاطر بھی نہ چھوڑوں گا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں؟ چھوڑ دو، تو سہیل بن عمرو نے کہا میں یہ نہ کروں گا۔ یہ سن کر مکرز نامی شخص نے کہا ہاں ٹھیک ہے، ہم اس کو آپ کی خاطر چھوڑ دیتے ہیں (یعنی ہماری بات کو سہیل نے قبول نہیں کیا) تو ابو جندل رضی اللہ عنہ نے کہا میں مسلمان ہو کر آیا ہوں، کیا تم دیکھتے نہیں کہ میں کس مصیبت میں مبتلا ہوں (وہ اللہ کی توحید کے دین قبول کرنے کی وجہ سے سخت تکلیف پہنچایا گیا تھا اور مصائب میں مبتلا کیا گیا تھا)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پریشانی ... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کیا آپ نبی برحق نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں، میں نے عرض کیا کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں تو میں نے عرض کیا پھر ہم دین کے بارے میں کمزوری اور ذلت کو کیوں قبول کریں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں میں اس کی

نافرمانی نہ کروں گا اور میرا حامی اور مددگار ہے۔ میں نے عرض کیا کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ میں داخل ہوں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں! لیکن کیا میں نے یہ بتایا تھا کہ ہم اسی سال داخل ہوں گے۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں! پھر آپ ﷺ نے فرمایا تم داخل ہو گے اور اس کا طواف کرو گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا اے ابوبکر! کیا آپ ﷺ اللہ کے برحق رسول نہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں، میں نے کہا کیا ہم حق پر اور دشمن باطل پر نہیں ہے؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں! پھر میں نے کہا تو ہم اپنے دین کے بارے میں ذلت آمیز سلوک کیوں برداشت کریں؟ یہ سن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا سنو! اے شخص! بے شک آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور آپ اپنے رب کی نافرمانی نہ کریں گے۔ اور اللہ ان کا حامی اور مددگار ہے ان کی رکاب تھامے رکھو، واللہ وہ حق پر ہیں۔ میں نے کہا کیا انہوں نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ میں داخل ہوں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں! کیا انہوں نے یہ بتایا تھا کہ تم اسی سال بیت اللہ میں داخل ہو گے؟ عرض کیا کہ نہیں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تم بیت اللہ میں داخل ہو گے اور اس کا طواف کرو گے۔ بقول زہری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ان گستاخانہ سوالات کی وجہ سے بہت نیک اعمال کئے۔ (کہ ان کا کفارہ ہو جائیں)۔

قربانی اور حلق ۔۔۔ جب رسول اللہ ﷺ صلح کی تحریر سے فارغ ہوئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا: اٹھو قربانیاں ذبح کرو اور سر منڈواؤ۔ یہ سن کر واللہ! کوئی فرد بھی نہ اٹھا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم تین مرتبہ دہرایا مگر کوئی بھی ان میں سے نہ اٹھا تو آپ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ام المومنین کے پاس تشریف لے گئے آپ نے یہ معاملہ ان کو بتایا تو انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ یہ پسند کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں۔ تو انہوں نے کہا آپ تشریف لے جائیے کسی سے بات کئے بغیر آپ اپنی قربانی ذبح کر دیں اور حجام کو بلا کر اپنا سر منڈوا لیں چنانچہ آپ ﷺ باہر تشریف لائے کسی سے بات کئے بغیر اپنی قربانی ذبح کی اور حجام کو بلا کر سر منڈوا لیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جب یہ عمل دیکھا تو انہوں نے اپنی اپنی قربانیاں ذبح کر ڈالیں اور ایک دوسرے کا سر مونڈ دیا۔ لیکن غم اور پریشانی اس قدر گھٹن تھی کہ قریب تھا کہ وہ رنج و غم میں ایک دوسرے کو قتل کر دیتے۔

پھر کچھ مومن عورتیں حاضر ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا (۶۰/۱۰) "اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کی جانچ کر لو اللہ ہی ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے۔ پھر اگر تم انہیں مومن معلوم کر لو تو انہیں کفار کی طرف نہ لوٹاؤ، وہ عورتیں ان کے لئے حلال نہیں اور نہ وہ (کافر) ان کے لئے حلال ہیں اور ان کفار کو وہ دے دو جو انہوں نے خرچ کیا ہے اور تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم ان سے شادی کر لو جب تم انہیں ان کے مہر دے دو اور کافر عورتوں کے ناموس کو قبضہ میں نہ رکھو۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس روز اپنی دو مشرک بیویوں کو طلاق دی ایک سے معاویہ بن ابوسفیان نے نکاح کر لیا اور دوسری سے صفوان بن امیہ نے، پھر رسول اللہ ﷺ مدینہ کی جانب واپس آ گئے۔

ابوبصیر رضی اللہ عنہ اور ابوجندل رضی اللہ عنہ ۔۔۔ ابوبصیر رضی اللہ عنہ قریشی اسلام قبول کر کے مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مشرکین قریش نے اس کے پیچھے دو آدمی روانہ کئے اور انہوں نے معاہدہ صلح کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے ابوبصیر رضی اللہ عنہ قریشی کو ان کے حوالے کر دیا وہ اس کو لے کر روانہ ہو گئے۔ چلتے چلتے وہ "ذوالحلیفہ" میں پہنچ گئے اور وہاں اتر کر کھجوریں کھانے لگے تو ابوبصیر رضی اللہ عنہ قریشی نے ان میں سے ایک کو کہا جناب! واللہ! آپ کی تلوار بہت عمدہ ہے۔ دوسرے نے اس کو نیام سے نکال کر کہا واللہ! یہ بہت عمدہ تلوار ہے۔ میں نے اس کو خوب آزمایا ہے۔ یہ سن کر ابوبصیر رضی اللہ عنہ قریشی نے کہا، مجھے دو میں بھی اس کو دیکھوں اس نے یہ تلوار ابوبصیر رضی اللہ عنہ کو دے دی تو اس نے وار کر کے اس کو ٹھنڈا کر دیا اور موت کے گھاٹ اتار دیا، دوسرا بھاگتا ہوا مدینہ کی جانب چلا آیا اور دوڑتا ہوا مسجد نبوی میں داخل ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو دیکھ کر فرمایا اس کو کوئی خوفناک واقعہ پیش آیا ہے۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو اس نے کہا واللہ! میرا ساتھی قتل ہو چکا ہے اور میں بھی مارا جاؤں گا۔

پھر ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! واللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذمہ پورا کر دیا آپ نے مجھے ان کے حوالے کر دیا اور

اللہ نے مجھے ان سے نجات بخش دی ہے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا افسوس یہ تو لڑائی کی آگ بھڑکانے والا ہے کاش اس کے ساتھ کوئی اور ہو۔ یہ سن کر وہ سمجھ گیا کہ رسول اللہ ﷺ اسے ان کی طرف واپس لوٹا دیں گے۔ چنانچہ وہ وہاں سے باہر نکل آیا اور ساحل سمندر پر آ گیا۔

حدیبیہ کی پہلی شرط کا اختتام ..... تقا ابو جندل بھی مشرکین قریش سے بھاگ کر ابو بصیر رضی اللہ عنہ قرشی کے پاس چلا آیا پھر جو قریشی مسلمان ہوتا ابو بصیر رضی اللہ عنہ قرشی کے پاس چلا آتا۔ رفتہ رفتہ وہ ایک مضبوط گروہ بن گیا۔ واللہ قریش کا جو قافلہ ملک شام کی طرف جاتا ہوتا وہ اس کے آڑے آتے ان کو قتل کر کے مال پر قبضہ کر لیتے چنانچہ قریش نے نبی علیہ السلام کو اللہ اور قرابت داری کا واسطہ دے کر عرض کیا کہ آپ ان کو پیغام بھیج کر اپنے پاس بلا لیں اور جو شخص مسلمان ہو کر آپ کے پاس آئے گا وہ امن و امان میں ہوگا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف پیغام بھیجا اور اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا (۴۸/۲۴) اور وہ وہی ہے جس نے وادی مکہ میں ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے بعد اس کے کہ اس نے تمہیں ان پر غالب کر دیا تھا اور اللہ ان سب باتوں کو جو تم کر رہے تھے دیکھ رہا تھا اور (۴۸/۲۶) میں ہے جب کہ کافروں نے اپنے دل میں غیرت و جوش پیدا کیا تھا "جاہلیت کی ضد" اور جہالت کا جوش تھا ان کی جہالت کی ضد یہ تھی کہ انہوں نے یہ اعتراف نہ کیا کہ آپ ﷺ اللہ کے نبی اور رسول ہیں اور نہ ہی انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو تسلیم کیا اور آپ کے بیت اللہ میں داخل ہونے کے درمیان رکاوٹ بنے۔

اس روایت میں (ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کی نسبت) بحمد اللہ عمدہ اور کافی فوائد ہیں اس روایت کو امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے عروہ کی معرفت مروان اور مسور سے سفیان بن عیینہ، معمر اور محمد بن اسحاق وغیرہ متعدد لوگوں نے بیان کیا ہے۔ اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الشروط کے آغاز میں (یحییٰ بن بکیر، لیث بن سعد، عقیل، زہری، عروہ، مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ) صحابہ رضی اللہ عنہم سے بیان کیا اور یہ بات قرین قیاس ہے کیونکہ مروان اور مسور دونوں صلح حدیبیہ کے وقت چھوٹے تھے اور یہ بات واضح ہے کہ انہوں نے اس روایت کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے حاصل کیا ہے۔

صلح صفین کی بابت ایک بات ..... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (حسن بن اسحاق، محمد بن سابق، مالک بن مغول، ابو حصین) ابو وائل سے روایت کرتے ہیں کہ جب سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ جنگ صفین سے واپس آئے تو ہم ان کی خدمت میں جنگ کے حالات معلوم کرنے کے لئے حاضر ہوئے تو کہا تم اپنی رائے کو درست نہ سمجھو۔ صلح حدیبیہ میں ابو جندل رضی اللہ عنہ کے واقعہ کے روز اگر مجھے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تردید کی استطاعت ہوتی تو میں ضرور تردید کرتا مگر اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ اس سے پہلے جب بھی ہم نے کسی خوفناک حادثہ کی وجہ سے تلواریں کندھوں پر رکھیں اور جہاد میں مصروف ہو گئے تو ہم با آسانی نتیجے تک پہنچ جاتے تھے مگر اس جنگ کا عجیب حال ہے ہم اس کا ایک گوشہ بند کرتے ہیں تو دوسرا کھل جاتا ہے۔ ہم کو کچھ نہیں آتا کہ کیا تدبیر کرنی چاہئے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (عبداللہ بن یوسف، مالک، زید بن اسلم) حضرت اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو کسی سفر میں جا رہے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے کچھ پوچھا آپ نے جواب نہ دیا پھر پوچھا پھر بھی جواب نہ دیا تیسری دفعہ پھر پوچھا اور آپ نے جواب نہ دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دل میں کہا اے عمر تیری ماں تجھ کو گم پائے تو نے رسول اللہ ﷺ سے تین مرتبہ اصرار سے سوال کیا اور آپ ﷺ نے جواب نہ دیا اس وقت آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی آپ جواب کیا دیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی سواری کو ہانکا اور سب سے آگے بڑھ گیا اور مجھے خطرہ تھا کہ کہیں میرے متعلق قرآن نازل نہ ہو۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد میں نے کسی پکارنے والے کی آواز سنی جو مجھے بلا رہا ہے۔ میں نے دل میں کہا کہیں میرے بارے میں قرآن نازل نہ ہوا ہو۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا آج رات مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی جو مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے جس پر آفتاب طلوع ہوتا ہے۔ پھر آپ نے انا فتحنا لک فتحا مبینا سورہ فتح (۴۸) پڑھ کر سنائی۔

ہم (ابن کثیر) نے سورہ فتح پر مکمل بحث اپنی تفسیر ابن کثیر میں درج کی ہے۔ وللہ الحمد والمنۃ مزید مطالعہ کے خواہش مند وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

ان سرایا اور فوجی مہمات کا بیان جو ۶ھ میں عمل میں آئے
اور حافظ بیہقی نے واقدی سے ان کا خلاصہ نقل کیا ہے

سریہ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ بن محصن...... ۶ھ کے ربیع الاول یا ربیع الآخر میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کو زیر قیادت چالیس افراد پر مشتمل ایک فوجی دستہ بنی اسد کی طرف روانہ کیا وہ خوف کے مارے بھاگ کھڑے ہوئے اور حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے ان کے چشمہ پر پڑاؤ ڈالا اور ان کو ڈھونڈا گیا اور ان کے دو سو اونٹ پکڑ کر مدینہ لے آئے۔

سریہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ...... ۶ھ میں نبی علیہ السلام نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو چالیس آدمیوں پر مشتمل ایک مہم میں ذی القصہ کی طرف بھیجا وہ ان کی طرف پیدل روانہ ہوئے، چلتے چلتے رات کے اندھیرے میں وہاں پہنچے تو وہ بھاگ کر پہاڑوں کی چوٹیوں میں چھپ گئے، ان میں سے صرف ایک آدمی کو گرفتار کر کے رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا۔

سریہ حضرت محمد رضی اللہ عنہ بن مسلمہ...... رسول اللہ ﷺ نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی امارت میں دس افراد کو ذی القصہ کی طرف بھیجا اور دشمن نے گھات لگا کر محمد رضی اللہ عنہ بن مسلمہ کے سب ساتھیوں کو جو سوئے پڑے تھے، شہید کر دیا اور خود محمد بن مسلمہ زخمی ہو کر زندہ بچ گئے۔

سریہ حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ...... رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو جموم کی جانب بھیجا وہاں انہوں نے مزینہ قبیلہ کی ایک خاتون مسماۃ حلیمہ کو گرفتار کر لیا اس نے بنی سلیم کے ٹھکانوں میں سے ایک ٹھکانے کی خبر دی چنانچہ انہوں نے وہاں سے مویشی اور بکریاں پکڑیں اور کچھ لوگوں کو گرفتار کر کے لے آئے۔ ان قیدیوں میں حلیمہ مزینہ کا خاوند بھی تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کا خاوند اس کو ہبہ کر دیا اور دونوں کو آزاد کر کے چھوڑ دیا۔

سریہ حضرت زید رضی اللہ عنہ...... ۶ھ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کو بنی ثعلبہ کی طرف ۱۵ افراد پر مشتمل ایک فوجی دستہ روانہ کیا وہ سب بھاگ کھڑے ہوئے اور حضرت زید رضی اللہ عنہ ان کے بیس اونٹ ہانک کر لے آئے اور چار رات بعد مدینہ میں واپس لوٹے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے جمادی الاولیٰ ۶ھ میں حضرت زید رضی اللہ عنہ کو عیص کی طرف بھی روانہ کیا۔

ابوالعاص کا تجارتی قافلہ...... ۶ھ میں ابوالعاص بن ربیع شوہر حضرت زینب بنت رسول اللہ ﷺ کے تجارتی قافلہ کا مال و متاع چھین لیا گیا اس نے اپنی بیوی سے پناہ طلب کی تو اس نے اپنے شوہر کو پناہ دے دی۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابوالعاص بن ربیع کا تجارتی قافلہ پکڑ لیا گیا اور اس کے ساتھی بھی سب قید کر دیئے گئے اور وہ خود بھاگ کر مدینے چلا آیا اور اس کی بیوی حضرت زینب بنت رسول اللہ ﷺ غزوہ بدر کے بعد ہجرت کر کے مدینہ چلی گئی تھیں۔ اس نے اپنی بیوی سے پناہ مانگی تو انہوں نے نماز فجر کے بعد اس کو پناہ دے دی اور رسول اللہ ﷺ نے اس پناہ کو برقرار رکھا اور لوگوں کو مال غنیمت واپس کر دینے کا حکم بھی فرمایا۔ چنانچہ انہوں نے ہر چیز واپس کر دی اور ابوالعاص یہ سارا مال و متاع لے کر مکہ چلا گیا اور حصہ داروں کو پہنچا دیا۔ پھر وہ مسلمان ہو کر مدینہ چلا آیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی بیوی سابق نکاح کے ساتھ تجدید نکاح کے بغیر ہی اس کو لوٹا دی (جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے) ابوالعاص کے مسلمان ہونے اور زینب رضی اللہ عنہ کے ہجرت کے درمیان چھ سال کا فرق تھا اور ایک روایت میں ۲ سال کا فرق بھی مذکور ہے لیکن اس پر ہم یہ کہتے ہیں کہ ان دونوں روایات میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ اس کا مسلمان ہونا مسلم خواتین کے کفار پر حرام ہونے کے دو سال بعد تھا ابوالعاص ۸ھ میں فتح مکہ سے قبل مسلمان ہوئے نہ کہ ۶ھ میں جیسا کہ واقدی سے منقول ہے واللہ اعلم۔

سریہ حضرت زید رضی اللہ عنہ ..... بقول الواقدی دحیہ رضی اللہ عنہ بن خلیفہ کلبی ۶ھ جب قیصر کی ملاقات سے واپس آ رہے تھے قیصر نے ان کو مال و متاع اور عمدہ پوشاک سے نوازا تھا۔ وہ "حسمی" پہنچے تو جذام قبیلے کے لوگوں نے تمام سامان و متاع لوٹ لیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف زید بن حارثہ کو بھیجا۔

سریہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ..... واقدی نے عبداللہ رضی اللہ عنہ بن جعفر کی معرفت یعقوب بن عتبہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک سو آدمی لے کر بنی سعد بن بکر کے ایک قبیلہ کی طرف روانہ ہوئے، رات میں سفر کرتے تھے اور دن میں چھپے رہتے تھے۔ چنانچہ ان کا ایک جاسوس پکڑا گیا اور اس نے اعتراف کیا کہ وہ خیبر کی طرف بھیجا گیا ہے اور خیبر کی کھجوروں کے عوض ان کو امداد بہم کرنے کی پیش کش کرے گا۔ اس سریہ کی روانگی اس وجہ سے ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تھا کہ ان کی ایک جماعت خیبر کے یہودیوں کو امدادی قوت فراہم کر رہی ہے۔

سریہ حضرت عبدالرحمان رضی اللہ عنہ بن عوف ..... واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شعبان ۶ھ میں حضرت عبدالرحمان رضی اللہ عنہ بن عوف کی قیادت میں ایک دستہ دومۃ الجندل کی طرف روانہ ہوا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو فرمایا اگر وہ تمہاری فرماں برداری قبول کر لیں تو ان کے بادشاہ کی بیٹی سے نکاح کر لینا چنانچہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور حضرت عبدالرحمان رضی اللہ عنہ بن عوف نے ان کے بادشاہ کی بیٹی تماضر بنت اصبغ کلبیہ سے نکاح کر لیا اور یہی ابو سلمہ بن عبدالرحمان بن عوف کی والدہ ہیں۔

عرینہ کا قصہ اور سریہ حضرت کرز فہری رضی اللہ عنہ ..... واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ماہ شوال ۶ھ میں کرز بن جابر فہری کا قافلہ عرینہ قبیلے کے ان لوگوں کی طرف روانہ ہوا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کیا تھا اور مال مویشی کو ہانک لے گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے تعاقب میں کرز بن جابر فہری کو بیس گھڑ سواروں کے ساتھ روانہ کیا اور سب غارت گروں کو پکڑ کر واپس لے آئے۔

ان کا انجام دو صحیحین میں (سعید بن ابی عروبہ از قتادہ از انس بن مالک رضی اللہ عنہ) مروی ہے کہ قبیلہ عکل یا عرینہ، ایک روایت میں ہے عکل یا عرینہ کے چند افراد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم اہل ضرع اور دودھ کی خوراک والے تھے کھیتی والے نہیں اور مدینہ کی آب و ہوا ان کو راس نہ آئی۔ چنانچہ آپ نے ان کو چند اونٹنیاں اور چرواہے کے ساتھ ایک چراگاہ میں بھیج دیا اور ان کو فرمایا کہ وہ اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پئیں۔ چنانچہ وہ روانہ ہو گئے جب وہ "حرہ" کے ایک گوشہ میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے اور مرتد ہو گئے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے ان کے تعاقب میں کرز فہری رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا ان کو پکڑ کر لایا گیا تو آپ ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں قطع کرنے کا حکم دیا، ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائی پھرائی اور حرہ میں پھینک دیئے گئے۔ حتی کہ وہ اسی طرح مر گئے۔

راوی حدیث قتادہ کہتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو صدقہ و خیرات کی ترغیب دلاتے اور مثلہ اور اعضاء و جوارح کے قطع کرنے سے منع فرماتے۔ اس روایت کو قتادہ سے متعدد لوگوں نے بیان کیا ہے۔ اسی طرح انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی متعدد راویوں نے نقل کیا ہے۔

صحیح مسلم میں معاویہ بن قرہ از انس رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ عرینہ قبیلے کے چند افراد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، مسلمان ہوئے اور آپ ﷺ کی بیعت کی اور مدینہ میں اس وقت سرسام کی وبا پھیل گئی تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ وبا پھیل گئی ہے اگر آپ اجازت فرمائیں تو ہم اونٹوں کے پاس چراگاہ میں منتقل ہو جائیں، آپ نے فرمایا ہاں تم اونٹوں کے پاس چراگاہ میں چلے جاؤ چنانچہ وہ وہاں منتقل ہو گئے۔ پھر چرواہوں کو قتل کر کے اونٹوں کو ہانکا لے گئے آپ ﷺ کے پاس تقریباً بیس انصاری نوجوان تھے آپ ﷺ نے ان کے تعاقب میں ان کو روانہ کر دیا اور ایک کھوجی کو بھی ساتھ کر دیا چنانچہ وہ ان کو گرفتار کر کے لے آئے تو آپ کے حکم سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائی پھرائی گئی۔

مختلف جرائم میں ملوث تھے ۔ ... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (باب المحاربین) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عکل قبیلہ کے چند افراد مدینہ آئے، اسلام لائے اور مدینہ کی آب و ہوا ان کو راس نہ آئی تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اپنا حال عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم چراگاہ میں اونٹوں کے پاس چلے جاؤ اور ان کا دودھ اور پیشاب پیو۔ چنانچہ وہ چراگاہ میں چلے گئے، وہاں جا کر صحت مند ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر کے اونٹ ہانک کر لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ہوئی تو آپ نے ان کے پیچھے لوگوں کو روانہ کیا۔ طلوع آفتاب کے بعد ان کو پکڑ کر لایا گیا۔ آپ نے سلائیوں کے گرم کرنے کا حکم دیا پھر ان سلائیوں سے ان کی آنکھیں داغ دیں۔ ہاتھ پاؤں کاٹ کر ان کو "حرہ" میں چھوڑ دیا، وہ پانی مانگتے تھے مگر ان کو پانی نہ پلایا گیا حتی کہ وہ اسی طرح مر گئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں مروی ہے کہ میں نے ان میں سے ایک کو دیکھا کہ وہ پیاس کی شدت سے اپنے منہ سے زمین چاٹ رہا تھا۔

ابو قلابہ راوی حدیث کا بیان ہے کہ یہ لوگ قتل کے مرتکب تھے، مرتد اور چور تھے اور اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ برسر پیکار تھے۔

بھگوڑوں کے خلاف دعا ..... حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (عثمان بن ابی شیبہ، عبدالرحمان بن سلیمان، محمد بن عبید اللہ، ابو الزبیر) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ان کے پیچھے لوگوں کو بھیجا تو دعا فرمائی یا اللہ! ان کو راستہ بھلا دے اور راستہ کو ان پر سوئی سے بھی زیادہ تنگ کر دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے راستہ کو ان پر پوشیدہ کر دیا اور وہ راستے میں ہی پکڑ لئے گئے۔ پھر ان کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا۔ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور آنکھوں کو گرم سلائیوں سے داغا گیا اور مسلم شریف میں ہے کہ ان کی آنکھوں کو گرم سلائیوں سے اس وجہ سے داغا گیا کیونکہ انہوں نے بھی چرواہوں کی آنکھیں اسی طرح داغی تھیں۔

۶ھ کے اہم واقعات ...... حدیبیہ کے ایام میں ۶ھ میں حج کی فرضیت نازل ہوئی جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بیان کیا ہے **وأتموا الحج والعمرة لله** (۲/۱۹۶) حج اور عمرہ کو اللہ کے لئے پورا کرو۔ بنا بریں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا خیال ہے کہ حج کا ادا واجب تھی یعنی اس میں تاخیر جائز ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ۱۰ھ میں حج کیا ہے اور دیگر ائمہ کرام کے نزدیک یہ محل نظر ہے۔ کیونکہ ان کے ہاں تو حج ۹ھ میں واجب ہوا ہے اور **واتموا الحج والعمرة لله** (۲/۱۹۶) سے حج کا فرض ہونا ثابت نہیں بلکہ اس سے مراد ہے کہ شروع کرنے کے بعد اس کی تکمیل ضروری امر ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر)۔

حدیبیہ کی صلح میں تخصیص ...... ۶ھ میں مسلمان خواتین کا نکاح غیر مسلم سے حرام قرار دیا گیا۔ حدیبیہ کے صلح نامہ کی ایک دفعہ (کہ ہم میں سے جو بھی آپ کے پاس آئے گا خواہ وہ مسلمان ہی ہو آپ اس کو ہماری طرف واپس لوٹا دیں گے) میں تخصیص کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ ممتحنہ (۶۰/۱۰) کی آیت نمبر ۱۰ نازل فرمائی۔

غزوہ مریسیع ..... ۵ھ میں غزوہ مریسیع ہوا جس میں واقعہ افک پیش آیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت نازل ہوئی۔ ۶ھ میں حدیبیہ کا معاہدہ عمل میں آیا، جس کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے اور شرح و بیان کا تکرار غیر ضروری ہے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ماہ ذوالحجہ ۶ھ میں نبی علیہ السلام نے چھ صحابہ کرام کو مختلف حکمرانوں کی طرف روانہ فرمایا۔

(۱) .. حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو مقوقس شاہ اسکندریہ کے پاس بھیجا۔

(۲) .. شجاع رضی اللہ عنہ بن وہب بن اسد بن خزیمہ بدری رضی اللہ عنہ کو حارث بن ابی شمر غسانی شاہ عرب کی طرف بھیجا۔

(۳) .. دحیہ رضی اللہ عنہ بن خلیفہ کلبی کو قیصر یعنی ہرقل شاہ روم کی طرف بھیجا۔

(۴) .. سلیط رضی اللہ عنہ بن عمرو عامری کو ہوذہ بن علی حنفی کے پاس بھیجا۔

(۵) .. عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی اصحمہ بن ابجر شاہ نصاریٰ حبشہ کی جانب بھیجا۔

غزوہ خیبر کب پیش آیا؟ ...... شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام حکم رحمۃ اللہ علیہ کی معرفت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا (۴۸/۱۸) سے مراد فتح خیبر ہے۔

موسیٰ رضی اللہ عنہ بن عقبہ کہتے ہیں کہ صلح حدیبیہ سے واپسی کے بعد نبی علیہ السلام نے تقریباً بیس روز مدینہ میں قیام فرمایا پھر خیبر کی طرف روانہ ہوگئے اور یہی فتح تھا جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کیا تھا۔

موسیٰ نے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ غزوہ خیبر ۶ھ میں واقع ہوا لیکن درست یہی ہے کہ یہ ۷ھ کے آغاز میں واقع ہوا۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حدیبیہ سے واپسی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ماہ ذوالحجہ اور محرم کے چند ایام مدینہ میں قیام فرمایا اور ماہ محرم کے آخر میں آپ ﷺ خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔

یونس بن بکیر (محمد بن اسحاق، زہری، عروہ) مروان اور مسور سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر حدیبیہ سے واپسی کے دوران سورۃ فتح مکہ اور مدینہ کے درمیان نازل ہوئی آپ ذوالحجہ میں مدینہ تشریف لائے اور آپ مدینہ میں مقیم رہے یہاں تک کہ آپ خیبر کی جانب روانہ ہوئے اور رجیع میں ٹھہرے جو خیبر اور غطفان کے درمیان ایک وادی ہے آپ کو خوف تھا کہ غطفان اہل خیبر کی امداد کریں گے چنانچہ آپ صبح تک وہیں مقیم رہے پھر ان کے پاس گئے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس مفہوم کی ایک روایت واقدی نے اپنے شیوخ سے نقل کی ہے کہ آپ ﷺ ۷ھ کے آغاز میں خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔

امیر مدینہ ...... عبداللہ بن ادریس، ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ از عبداللہ رضی اللہ عنہ بن ابی بکر سے روایت کرتے ہیں کہ محرم ۷ھ کے اواخر میں خیبر فتح ہوا اور نبی علیہ السلام ماہ صفر کے آخر میں واپس تشریف لائے اور بقول ابن ہشام نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو امیر مدینہ مقرر کیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو حصہ دار بنایا ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عفان، وہیب، خثیم بن عراک) اپنے والد عراک سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے چند افراد کے ساتھ مدینہ میں آئے اور نبی علیہ السلام اس وقت خیبر میں تھے اور آپ ﷺ نے سباع رضی اللہ عنہ بن عرفطہ غفاری کو امیر مدینہ مقرر کیا تھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں امیر مدینہ کے پاس پہنچا تو وہ فجر کی نماز پڑھا رہے تھے پہلی رکعت میں انہوں نے سورہ مریم پڑھی اور دوسری میں سورہ مطففین چنانچہ میں نے دل میں کہا "فلاں" کے لئے خرابی ہے اس نے دو پیمانے رکھے ہوئے ہیں جب خود لیتا ہے تو پورے پیمانے سے لیتا ہے اور جب دیتا ہے تو کمی والے پیمانے سے دیتا ہے جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے ہمیں زاد راہ دیا اور ہم خیبر چلے آئے اور رسول اللہ ﷺ خیبر کو فتح کر چکے تھے۔ آپ نے مہاجرین سے مشورہ کیا انہوں نے ہمیں مال غنیمت میں حصہ دار بنا لیا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب نبی علیہ السلام مدینہ سے خیبر کی طرف روانہ ہوئے تو کوہ عصر کے راستہ پر چلے وہاں آپ کیلئے ایک مسجد تعمیر کی گئی پھر آپ مقام "صہباء" میں آئے پھر لشکر لے کر "رجیع" میں فروکش ہوئے تاکہ غطفان اور اہل خیبر کے درمیان حائل ہو جائیں کہ وہ اہل خیبر کو امداد نہ پہنچا سکیں کیونکہ وہ اہل خیبر کے نبی علیہ السلام کے خلاف مددگار تھے۔

یہود کے تعاون کی ناکام کوشش ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ غطفان نے جب رسول اللہ ﷺ کی آمد کی خبر سنی تو وہ اکٹھے ہو کر یہود کی مدد کے لئے خیبر کی طرف روانہ ہوگئے انہوں نے صرف ایک منزل ہی طے کی تھی کہ پیچھے اپنے اموال اور اہل و عیال میں شور و غل سنا تو سمجھے کہ مسلمانوں نے ان پر پیچھے سے حملہ کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ پلٹ آئے اور اپنے اہل و عیال میں چلے آئے اور رسول اللہ ﷺ اور اہل خیبر کے درمیان سے ہٹ گئے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (عبداللہ بن مسلمہ، مالک، یحییٰ بن سعید، بشیر) حضرت سوید رضی اللہ عنہ بن نعمان سے روایت کرتے ہیں کہ وہ غزوہ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوا جب آپ "صہباء" میں پہنچے جو خیبر سے قریب ہی ایک منزل تھی آپ نے نماز عصر پڑھ کر کھانا منگوایا صرف ستو

پیش کیا گیا پھر اس کو بھگویا گیا اور ہم سب نے نوش کیا پھر آپ نے صرف کلی کی وضو نہ کیا اور نماز مغرب پڑھائی۔

عامر رضی اللہ عنہ بن اکوع کے اشعار: ……امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (عبداللہ بن مسلمہ، حاتم بن اسماعیل، یزید بن ابی عبید) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ رات میں سفر کر رہے تھے کہ کسی نے عامر بن اکوع کو کہا آپ اپنے کوئی اشعار ہمیں سناتے؟ عامر ایک شاعر تھے چنانچہ وہ سواری سے نیچے اترے اور یہ اشعار پڑھنے لگے:

لاھم لولا انت ما اھتدینا
ولا تصدقنا ولا صلینا
فاغفر فداء لک ما اتقینا
والقین سکینۃ علینا
وثبت الاقدام ان لاقینا
انا اذا صیح بنا ابینا
وبالصیاح عولوا علینا

”الٰہی! اگر تیرا احسان نہ ہوتا تو ہم نہ ہدایت پاتے اور نہ خیرات کرتے اور نہ نماز پڑھتے۔ ہم تجھ پر قربان، ہم جب تک زندہ رہیں ہمارے گناہ معاف کر اور ہم پر سکینت و طمانیت اتار اگر ہم دشمن سے دوچار ہوں تو ہمیں ثابت قدم رکھ اور جب ہمیں پکارا جاتا ہے ہم ان کا تسلط قبول نہیں کرتے۔ اور چلا چلا کر ہم پر لوگوں کو چڑھا لائے ہیں“۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ حدی خوان کون ہے؟ لوگوں نے بتایا عامر رضی اللہ عنہ بن اکوع ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اس پر رحمت کرے۔ یہ سن کر کسی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اس کے لئے شہادت لازمی ہوگئی آپ نے ہمیں ان سے کچھ عرصہ تک فائدہ کیوں نہیں اٹھانے دیا۔

گدھے کے گوشت کی ممانعت: ……ہم نے خیبر میں پہنچ کر ان کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ ہمیں شدید بھوک لگی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں خیبر کی فتح نصیب کر دی۔ جس روز فتح ہوئی شام کو لوگوں نے خوب آگ سلگائی (اور کھانا پکایا) تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا آگ کیسی روشن ہے۔ کیا پکا رہے ہیں؟ لوگوں نے بتایا گوشت پکا رہے ہیں۔ آپ نے پوچھا کس جانور کا گوشت تو عرض کیا گدھوں کا گوشت۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا گوشت پھینک دو اور ہانڈیاں توڑ دو۔ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا گوشت گرا دیں اور ہانڈیاں (توڑنے کی بجائے) دھو لیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ بھی ہو سکتا ہے۔

شہید عامر رضی اللہ عنہ: ……جب فریقین آمنے سامنے ہوئے اور حضرت عامر رضی اللہ عنہ کی تلوار چھوٹی تھی۔ تو یہودی کی پنڈلی پر مارنے لگے تو اس کی نوک خود ان کے گھٹنے کو لگی اور گھٹنا زخمی ہو گیا اور وہ اسی سے جان بحق ہو گئے۔ جب واپس آئے تو عامر کے بھائی حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے (پریشان) دیکھ کر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور پوچھا کیا حال ہے؟ عرض کیا آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان لوگ کہتے ہیں کہ عامر رضی اللہ عنہ کی نیکیاں بے کار گئیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ غلط کہتے ہیں وہ دوہرے اجر کے مستحق ہیں (اور آپ نے اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کر کے فرمایا) وہ خوب جہاد کرنے والا مجاہد ہے بہت کم عرب عامر کی طرح زمین پر چلے ہیں۔ اس روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حاتم بن اسماعیل وغیرہ کی معرفت یزید بن ابی عبید سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

محمد بن اسحاق (محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی، ابوالہیثم بن نصر بن دہر اسلمی) نصر بن دہر اسلمی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خیبر کی طرف جا رہے تھے میں نے سنا آپ ﷺ نے عامر رضی اللہ عنہ بن اکوع کو جو سلمہ بن عمرو بن اکوع کے چچا تھے کہا: اے ابن اکوع! آپ نیچے اتر کر کچھ اشعار سنائیے۔ چنانچہ وہ سواری سے نیچے اترے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ رجز پڑھنے لگے:

واللہ لولا اللہ ما اھتدینا

ولا تصدقنا ولا صلينا
انا اذا قوم بغوا علينا
وان ارادوا فتنة ابينا
فانزلن سكينة علينا
وثبت الاقدام ان لاقينا

"واللہ اگر اللہ کا فضل نہ ہوتا تو ہم نہ ہدایت پاتے نہ خیرات کرتے اور نہ نماز پڑھتے۔ جب کوئی قوم ہم پر ظلم کرے اور فتنہ برپا کرنا چاہے تو ہم اس کا مقابلہ کرتے ہیں۔ تو ہم پر سکینہ و طمانیت نازل کر اور اگر مقابلہ ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ۔"

بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس کے لئے شہادت واجب ہو گئی کاش! آپ ہمیں اس کی زندگی سے بہرہ ور ہونے دیتے چنانچہ وہ غزوہ خیبر میں شہید ہو گئے۔ پھر ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرح ان کی شہادت کا واقعہ بیان کیا ہے۔

دعا:..... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ (ثقہ راوی) عطاء بن ابی مروان الاسلمی اپنے باپ (حضرت ابو معتب بن عمرو رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ خیبر کے سامنے تشریف فرما ہوئے تو آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو فرمایا (جن میں میں بھی تھا) ٹھہر جاؤ تو آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی۔

> اللهم رب السموات السبع وما اظللن ورب الارضين وما اقللن ورب الشياطين وما اضللن ورب الرياح وما ذرين فانا نسئلك خير هذه القرية وخير اهلها وخير ما فيها ونعوذ بك من شرها وشر اهلها وشر ما فيها.
>
> الٰہی ساتوں آسمانوں اور جن پر وہ سایہ فگن ہیں کے پروردگار! زمینوں اور جس چیز کو وہ اٹھائے ہوئے ہیں کے مالک، شیطانوں اور جن کو انہوں نے گمراہ کیا ہے کے پروردگار، ہواؤں اور جن اشیاء کو انہوں نے اڑایا ہے کے پروردگار! ہم تجھ سے اس بستی کی خیر و برکت اور اس کے باشندوں کی خیر و برکت اور جو کچھ اس میں موجود ہے اس کی خیر و برکت کے طالب ہیں۔ اس بستی کے شر سے، اس کے باشندوں کے شر سے اور جو کچھ اس میں ہے اس کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا اللہ کا نام لے کر آگے بڑھو۔ یہ حدیث ابن اسحاق کی سند سے نہایت غریب ہے۔

اس روایت کو حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے (حاکم، ابو العباس اصم، احمد بن عبدالجبار، یونس بن بکیر، ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع، صالح بن کیسان، ابو مروان الاسلمی، اپنے باپ، اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کی جانب روانہ ہوئے جب ہم بالکل قریب پہنچ گئے اور اس کے سامنے وارد ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو فرمایا رک جاؤ، چنانچہ لوگ رک گئے تو آپ ﷺ نے یہ مذکورہ بالا دعا فرمائی۔

جنگ کا اصول:..... امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ حمید کی معرفت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا اصول تھا کہ جب کسی قوم سے نبرد آزما ہوتے تو صبح سے پہلے حملہ نہ کرتے تھے اگر فجر کی اذان سنتے تو حملہ نہ کرتے بصورت دیگر حملہ کر دیتے چنانچہ ہم خیبر کی رات کے وقت پہنچے رسول اللہ ﷺ صبح تک باہر ہی ٹھہرے رہے۔ اذان نہ سنی تو آپ ﷺ سوار ہوئے اور میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار تھا اور میرے قدم رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک کو چھو رہے تھے۔ صبح ہوئی تو خیبر کے کاشتکار اپنی کسیاں اور ٹوکریاں لئے ہوئے کھیتوں کی طرف جا رہے تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور لشکر کو دیکھ کر حیرت سے کہا محمد ﷺ اور ان کے ساتھ لشکر ہے چنانچہ وہ پیچھے مڑ کر بھاگے اور شہر میں جا گھسے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر خیبر ویران ہو گیا جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ان لوگوں کی صبح کتنی بری ہوتی ہے جن کو (عذاب سے) ڈرایا گیا ہے (جو ڈرائے گئے ہیں)۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے ہارون نے حمید کی معرفت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (عبداللہ بن یوسف، مالک، حمید طویل) حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کے وقت خیبر پہنچے اور آپ کی عادت تھی کہ جب آپ ﷺ کسی قوم کے پاس رات کو آتے تو صبح تک حملہ نہ کرتے چنانچہ صبح ہوئی تو یہودی اپنی کسیاں اور ٹوکریاں لئے شہر سے باہر کام کاج کے لئے آ رہے تھے، جب انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو تعجب سے کہا واللہ! محمد ﷺ ہے محمد ﷺ ہے اور ان کے ساتھ لشکر ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خیبر ویران ہو گیا جب ہم کسی قوم کے صحن میں اترتے ہیں تو ان لوگوں کی صبح منحوس ہو جاتی ہے جو ڈرائے گئے ہیں۔ (تفرد بہ البخاری دون مسلم)

گدھے کا گوشت ناپاک ہے: ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (صدقہ بن فضل، ابن عیینہ، ایوب، محمد بن سیرین) حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ ہم خیبر میں صبح سویرے پہنچے اور خیبر کے باشندے اپنی کسیاں لئے ہوئے کام کے لئے شہر سے باہر آ رہے تھے انہوں نے نبی علیہ السلام کو دیکھ کر کہا واللہ محمد ﷺ ہے محمد ﷺ ہے اور ان کے ساتھ لشکر ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر خیبر ویران ہو گیا، جب ہم کسی قوم کے صحن میں اترتے ہیں تو ان لوگوں کی صبح منحوس ہو جاتی ہے۔ ہم نے گدھوں کا گوشت حاصل کیا اور اس کو پکانے لگے تو آپ ﷺ کے منادی نے اعلان کیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ تم کو گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرماتے ہیں وہ ناپاک ہے۔ (تفرد بہ البخاری دون مسلم)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (صدقہ بن فضل، ابن عیینہ، ایوب، محمد بن سیرین) حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے بیان کرتے ہیں کہ ہم خیبر میں صبح سویرے پہنچے اور خیبر کے باشندے اپنی کسیاں لئے ہوئے کام کے لئے شہر سے باہر آ رہے تھے انہوں نے نبی علیہ السلام کو دیکھ کر کہا واللہ محمد ﷺ ہے محمد ﷺ ہے اور ان کے ساتھ لشکر ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر خیبر ویران ہو گیا جب ہم کسی قوم کے صحن میں اترتے ہیں تو ان لوگوں کی صبح منحوس ہو جاتی ہے ہم نے گدھوں کا گوشت حاصل کیا اور اس کو پکانے لگے تو آپ ﷺ کے منادی نے اعلان کیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ تم کو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرماتے ہیں وہ ناپاک ہے۔ (تفرد بہ البخاری دون مسلم)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (سلیمان بن حرب، حماد بن زید، ثابت) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب خیبر پہنچے تو وہ اپنے کھیتوں کی طرف کسیاں لے جا رہے تھے جب اہل خیبر نے آپ ﷺ کو دیکھا تو حیرت سے پکارا محمد ﷺ اور ان کے ساتھ لشکر ہے اور پیچھے کی طرف دوڑ کر اپنے قلعوں میں داخل ہو گئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر خیبر ویران ہو گیا، جب ہم کسی قوم کے صحن میں اترتے ہیں تو ان لوگوں کی صبح منحوس ہو جاتی ہے۔ (تفرد بہ احمد من ہذا الوجہ)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا مہر: ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (سلیمان بن حرب، حماد بن زید، ثابت) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے خیبر کے قریب پہنچ کر فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھی پھر اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر کہا خیبر ویران ہو گیا الخ۔ خیبر والے پریشان ہو کر گلیوں میں دوڑنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے جنگجو لوگوں کو قتل کر دیا۔ بچوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا اور قیدیوں میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ وہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آ گئیں پھر وہ نبی علیہ السلام کے حصہ میں آ گئیں تو آپ نے ان کی آزادی کو مہر قرار دیا۔ عبدالعزیز بن صہیب نے ثابت سے پوچھا اے ابو محمد! کیا آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا کہ آپ ﷺ نے اس کو کیا مہر دیا؟ تو ثابت نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے سر ہلایا۔ (تفرد بہ البخاری دون مسلم)

انس رضی اللہ عنہ بن مالک کی ایک حدیث: ...... حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابو طاہر فقیہ، خطاب بن احمد طوسی، محمد بن حمید ابیوردی، محمد بن فضیل، مسلم اعور ملائی) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مریض کی عیادت کرتے تھے جنازوں کے ساتھ جاتے تھے غلام کی دعوت کو قبول فرماتے تھے، گدھے پر سوار ہوتے تھے، بنو قریظہ اور بنو نضیر کے جنگ میں گدھے پر سوار تھے اور خیبر میں گدھے پر سوار تھے اس کی لگام کھجور کی رسی کی تھی اور گدھے کا پالان بھی "کھجور" کی چھال کی رسی کا تھا۔

اس حدیث کو (امام ترمذی نے علی بن حجر از علی بن مسہر، اور ابن ماجہ نے محمد بن صباح از سفیان اور عمرو بن رافع از جریر) بیان کیا ہے یہ تینوں مسلم

بن کیسان الملائی کوفی سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں اور وہ ضعیف ہے۔

خیبر میں حضور ﷺ گھوڑے پر سوار تھے یا گدھے پر...... میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ وہ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بخاری میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی گلیوں میں گھوڑا اس قدر تیز دوڑایا کہ آپ کے ران سے تہبند کھل گیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اس روز گھوڑے پر سوار تھے نہ کہ گدھے پر۔ اگر مذکورہ بالا مسلم الملائی کی روایت درست ہو تو وہ اس بات پر محمول ہوگی کہ خیبر کے محاصرے کے دوران بعض اوقات آپ ﷺ گدھے پر بھی سوار ہوئے ہوں گے، واللہ اعلم۔

فتح خیبر...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن سعید الخزاعی، زیاد بن ربیع، ابو عمران جونی) سے روایت کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو دیکھا اور ان پر چادریں دیکھ کر فرمایا: یہ لوگ اس وقت خیبر کے یہودی معلوم ہوتے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (عبداللہ بن مسلمہ، حاتم، یزید بن ابی عبید) حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں دکھتی تھیں، آپ غزوہ خیبر میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے پھر سوچ کر کہا کیا میں رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر پیچھے رہ جاؤں، یہ کیسے ہو سکتا ہے، چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا ملے۔ جس رات کی صبح خیبر فتح ہوا تو آپ نے فرمایا کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا۔ یا ایسا شخص جھنڈا پکڑے گا۔ جس سے اللہ اور رسول اللہ ﷺ محبت کرتے ہیں اس کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوگا۔ ہم سب اس کے امیدوار تھے۔ لوگوں نے عرض کیا علی رضی اللہ عنہ موجود ہیں تو آپ نے ان کو عطا کیا اور ان کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوا۔ اس روایت کو امام مسلم نے قتیبہ از حاتم بھی نقل کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (قتیبہ، یعقوب بن عبدالرحمان، ابو حازم) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بروز خیبر فرمایا کہ میں کل جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا کہ خدا اس کے ہاتھوں پر خیبر کی فتح نصیب فرمائے گا اور جو اللہ اور رسول سے محبت رکھتا ہے۔ اللہ اور رسول اس سے محبت رکھتے ہیں چنانچہ رات بھر لوگ طرح طرح کی باتیں کرتے رہے کہ کسے جھنڈا ملتا ہے۔ صبح ہوئی تو سب لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے ہر ایک امیدوار تھا۔ تو آپ ﷺ نے پوچھا علی رضی اللہ عنہ کہاں ہے؟ تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ یہاں ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف پیغام بھیجا وہ آئے اور ان کی آنکھوں پر لعاب مبارک لگایا پھر وہ ایسے تندرست ہو گئے گویا کوئی دکھ درد ہی نہ تھا۔ آپ نے ان کو جھنڈا عطا کیا تو وہ کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! میں ان سے اس وقت تک لڑوں گا جب تک وہ ہماری طرح مسلمان نہ ہو جائیں تو آپ ﷺ نے کہا کسی طرح اطمینان سے چلے جاؤ جب ان کے صحن میں پہنچو تو ان کو اسلام کی دعوت دو اور اللہ کے احکام جو واجب ہیں ان کو بتاؤ، بخدا اگر تیری وجہ سے اللہ ایک شخص کو بھی راہ راست پر لے آئے تو وہ تیرے حق میں سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے۔ اس روایت کو مسلم اور نسائی نے قتیبہ سے بیان کیا ہے۔

صحیح مسلم اور سنن بیہقی میں (سہیل بن ابی صالح از ابو صالح از ابوہریرہ) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں کل ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور رسول بھی اس کو چاہتے ہیں۔ اللہ اس کے ہاتھ پر خیبر فتح کرے گا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے امارت و قیادت کی صرف اسی روز تمنا کی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اس کو روانہ کرتے ہوئے کہا کہ چلو اور لڑتے رہو، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھوں پر فتح کرا دے اور کسی بات کی طرف التفات ہی نہ ہو۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کس وقت تک میں ان سے جہاد کروں تو آپ نے فرمایا تو اس وقت تک جہاد کرتا رہ یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے قائل ہو جائیں۔ جب وہ اس بات کا اعتراف کر لیں تو انہوں نے اپنا جان و مال محفوظ کر لیا سوائے اس کے حق کے اور حساب اللہ کے ذمہ ہے۔ (لفظ البخاری)

غریب روایت اور عجلی...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (مصعب بن مقدام اور حجین بن مثنیٰ، اسرائیل، عبداللہ بن عصمہ عجلی) حضرت ابو سعید

خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے علم کو پکڑ کر فرمایا کہ اس کا حق کون ادا کرے گا؟ تو فلاں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اس کا حق ادا کروں گا تو آپ ﷺ نے فرمایا ہٹ جاؤ پھر دوسرا آیا اس کو بھی یہی کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم بھی چلے جاؤ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کے چہرہ کو عزت بخشی ہے میں یہ اس شخص کو دوں گا جو جنگ سے فرار نہ ہوگا چنانچہ آپ نے فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ لے لو پھر وہ روانہ ہو گئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں پر خیبر اور فدک فتح کرا دیا اور وہ وہاں سے ان کی عجوہ کھجور اور خشک گوشت کے ٹکڑے لائے۔ (تفرد بہ احمد و اسنادہ لا باس بہ)

اس روایت میں غرابت اور عجوبہ پن ہے عبداللہ بن عصمہ یا ابن ابی عصمہ ابو علوان عجلی ہے اصل میں یمامہ کا رہنے والا ہے کوفہ میں رہائش تھی ابن معین نے اس کو ثقہ کہا ہے اور ابو زرعہ نے کہا ہے کہ "اس میں کوئی حرج نہیں" ابو حاتم کہتے ہیں "شیخ" ہے ابن حبان نے اس کو ثقات میں بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ بکثرت غلطی کرتا ہے۔ اور اس کو ضعیف راویوں میں ذکر کیا ہے کہ وہ ثقہ راویوں سے ایسی حدیث روایت کرتا ہے جو ثقہ راویوں کی روایت کے مطابق نہیں ہوتی یہاں تک کہ دل میں یہ بات آ جاتی ہے کہ وہ روایت موضوع ہے یا منقلب ہے۔

یونس بن بکیر (محمد بن اسحاق، بریدہ بن سفیان بن فروہ اسلمی اپنے والد سے) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خیبر کے کسی قلعے کی طرف روانہ کیا وہ لڑتے رہے اور واپس چلے آئے مگر بہت کوشش کے باوجود فتح نہ ہوا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجا وہ بھی لڑتے رہے مگر فتح نہ ہو سکا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کل یہ جھنڈا ایسے آدمی کو عطا کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں اللہ اس کے ہاتھوں پر فتح کر دے گا اور وہ جنگ سے بھاگنے والا نہیں ہے۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو بلوایا ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں آنکھوں پر دم کر کے فرمایا یہ جھنڈا پکڑ لو اور چلے جاؤ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے فتح نصیب فرمائے چنانچہ وہ بہت تیزی سے چلے اور میں آپ کے پیچھے پیچھے تھا یہاں تک کہ پتھروں کی ایک چٹان میں جھنڈا گاڑ دیا تو ایک یہودی نے قلعہ کی چھت سے جھانک کر پوچھا تو کون ہے؟ آپ نے بتایا میں علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب ہوں تو یہودی نے کہا تورات کی قسم! تم غالب ہو گئے چنانچہ وہ اس وقت واپس پلٹے جب اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح نصیب کر دی۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت ... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (حاکم، ابو العباس الاصم، احمد بن عبدالجبار عطاردی، یونس بن بکیر، حسین بن واقد، عبداللہ بن بریدہ) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ خیبر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے علم اٹھایا لڑتے رہے مگر فتح نہ کر سکے محمود بن مسلمہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کل ایسے شخص کو علم عطا کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ اللہ اور اس کا رسول بھی اس کو چاہتا ہے وہ فتح کر کے ہی لوٹے گا چنانچہ ہم سب پرامید تھے کہ کل فتح ہو گی اور رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھا کر جھنڈا منگوایا اور کھڑے ہو گئے ہم میں سے ہر شخص امیدوار تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا مطلوب شخص وہی ہوگا اور میں بھی رسول اللہ ﷺ کے قریب اپنی قدر و منزلت کے باعث امیدوار تھا میں بھی اس کے لئے آگے بڑھا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں آپ نے ان پر ہاتھ پھیرا اور ان کو جھنڈا عطا کر دیا ان کو فتح نصیب ہوئی۔ حسین بن واقد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میرے والد نے کہا وہی مرحب کے مدمقابل تھے۔

حضرت محمود بن مسلمہ کی شہادت ... یونس نے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ خیبر کے قلعوں میں سے سب سے پہلے قلعہ ناعم فتح ہوا اور اس کے پاس محمود رضی اللہ عنہ بن مسلمہ شہید ہوئے ان پر اوپر سے چکی کا پاٹ پھینک دیا گیا اور وہ شہید ہو گئے۔

شقیقہ کا درد ... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (یونس بن بکیر، مسیب بن مسلمہ ازدی، عبداللہ بن بریدہ) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بعض اوقات رسول اللہ ﷺ کو درد شقیقہ لاحق ہو جاتا تھا چنانچہ خیبر میں آپ کو درد شقیقہ لاحق ہو گیا۔ آپ ایک دو روز خیمہ میں رہے لوگوں کے پاس باہر نہ آئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا علم لے کر جہاد کرتے رہے پھر واپس چلے آئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے علم لیا اور پہلے روز سے بھی شدید جنگ کی مگر فتح کیے بغیر واپس چلے آئے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا میں کل ایسے شخص کے حوالے

کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں اور اسی کے ہاتھ پر اللہ فتح کرے گا۔ (وہاں علی رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے) یہ سن کر ہر قریشی اور دیگر لوگوں میں سے ہر شخص یہ امید رکھتا کہ اسی کو جھنڈا عطا ہوگا صبح ہوئی تو علی رضی اللہ عنہ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر آئے ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں، آنکھوں پر قطری کپڑے کی پٹی باندھی ہوئی تھی یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے پوچھا کیا بات ہے؟ کہا میری آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ذرا قریب آؤ پھر آپ ﷺ نے آنکھوں پر لعاب دہن لگایا چنانچہ وفات تک ان کی آنکھوں میں درد نہیں ہوا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو علم عطا کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سرخ ارغوانی جبہ پہنے ہوئے تھے پھر وہ قلعہ خیبر کے پاس آئے اہل قلعہ کا ایک مرحب یمانی خود پہنے ہوئے (خود پر پتھر تھا جس میں انڈے کے مطابق سوراخ تھا) یہ رجز پڑھتا ہوا باہر آیا:

قد علمت خیبر انی مرحب
شاکی السلاح بطل مجرب
اذا اللیوث اقبلت تلهب
واحجمت عن صولة المغلب

"خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، خوب مسلح اور تجربہ کار بہادر۔ جب شیر غضبناک ہو کر آگے بڑھیں اور غالب آنے والے کے حملے کے خوف سے پیچھے ہٹ جائیں۔"

یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا:

انا الذی سمتنی امی حیدره
کلیث غابات شدید القسوره
اکیلکم بالصاع کیل السندره

"میں وہ بہادر ہوں جس کا نام والدہ نے حیدر رکھا ہے جنگل کے شیر کی طرح سخت گرفت والا ہوں، میں تم کو ایک صاع کے عوض میں پورا سندرہ (بڑا پیمانہ) دوں گا۔"

چنانچہ دونوں آمنے سامنے ہوئے، ایک دوسرے پر وار کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پر ایسا وار کیا جو پتھر خود اور سر کو چیرتا ہوا داڑھوں تک گھس گیا اور وہ قلعہ پر قابض ہو گئے۔

حافظ بزار رحمۃ اللہ علیہ نے (عباد بن یعقوب، عبد اللہ بن بکر، حکیم بن جبیر، سعید بن جبیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے غزوہ خیبر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے روانہ کرنے کا قصہ نقل کیا ہے اس کے متن میں نہایت اجنبیت اور عجیب بات ہے اس کی سند میں شیعہ راوی ہے واللہ اعلم۔

تین روز بعد: امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عکرمہ بن عمار سے ایاس بن سلمہ رضی اللہ عنہ کی معرفت حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے اس میں مذکور ہے کہ جب وہ غزوہ ذی قرد سے مدینہ واپس لوٹے تو تین روز قیام کے بعد خیبر کی طرف روانہ ہوئے اور عامر رضی اللہ عنہ راستہ میں یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

واللہ لولا انت ما اهتدینا
ولا تصدقنا ولا صلینا
ونحن من فضلک ما استغنینا
فانزلن سکینة علینا
وثبت الاقدام ان لاقینا

"یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ کون ہے؟ بتایا عامر رضی اللہ عنہ ہے تو آپ نے فرمایا تجھے تیرا پروردگار بخشے (رسول اللہ ﷺ کسی کے لئے دوران جنگ مخصوص دعا مغفرت فرماتے تو وہ شہادت سے سرفراز ہو جاتا تھا"۔

تو عمر رضی اللہ عنہ نے جو اونٹ پر سوار تھے کہا آپ نے عامر کی زندگی سے ہمیں بہرہ ور کیوں نہ کیا۔ چنانچہ ہم خیبر میں آئے تو مرحب اپنی تلوار کو لہراتا ہوا یہ کہہ رہا تھا:

قد علمت خیبر انی مرحب
شاکی السلاح بطل مجرب
اذا الحروب اقبلت تلہب

یہ سن کر میرے ماموں (عامر) نے یہ شعر کہا:

قد علمت خیبر انی عامر شاکی السلاح بطل مغامر

پھر دونوں جنگ مبارزت کے لئے سامنے آئے اور آپس میں ایک دوسرے پر وار کیا تو مرحب کی تلوار عامر کی ڈھال پر پڑی اور عامر اس کو نیچے سے مارنے لگا تو اس کی تلوار خود اس کو آ لگی جس سے اس کی "رگ اکحل" کٹ گئی جو ہلاکت کا باعث ہوئی۔

حضرت عامر رضی اللہ عنہ..... حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں باہر نکلا۔ سنا تو بعض لوگ کہہ رہے ہیں کہ عامر رضی اللہ عنہ کے اعمال رائیگاں گئے کہ اس نے خودکشی کر لی ہے۔ چنانچہ میں روتا ہوا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تو آپ نے پوچھا کیا بات ہے؟ عرض کیا لوگ کہتے ہیں کہ عامر رضی اللہ عنہ کے اعمال ضائع ہو گئے۔ پوچھا کون کہتا ہے؟ عرض کیا بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کہہ رہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ غلط کہتے ہیں بلکہ وہ تو دوہرے ثواب کا مستحق ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں اور فرمایا میں آج ایسے شخص کو علم دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اس کا کہنا ہے کہ میں علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا تو آپ نے ان کی آنکھوں پر لعاب لگایا تو وہ تندرست ہو گئے پھر آپ نے ان کو علم عطا کیا تو مرحب رجز پڑھتا ہوا جنگ مبارزت کے لئے نکلا:

قد علمت خیبر انی مرحب
شاکی السلاح بطل مجرب
اذا الحروب اقبلت تلہب

"سارا خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، مسلح ہوں تجربہ کار ہوں، جب لڑائیاں شعلہ بار ہوں"۔

اس کے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ اشعار پڑھتے سامنے آئے:

انا الذی سمتنی امی حیدرہ
کلیث غابات کریہ المنظرہ
اوفیہم بالصاع کیل السندرہ

"میں وہ ہوں جس کا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے خوفناک جنگل کے شیر کی طرح، میں ان کو صاع کے بدلے سندرہ سے ماپ کر پورا بدلہ دوں گا"۔

چنانچہ آپ نے مرحب پر وار کیا اس کا سر پھوڑ کر ہلاک کر دیا اور قلعہ فتح ہو گیا۔

مرحب کا قاتل کون؟..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (حسین بن حسن اشقر، قابوس بن ابی ظبیان از ابیہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں مرحب کو قتل کر کے اس کا سر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا۔ موسیٰ بن عقبہ نے زہری سے روایت کی ہے کہ مرحب کا قاتل محمد رضی اللہ عنہ بن مسلمہ ہے۔ محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن سہل حارثی کی معرفت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مرحب یہودی یہ رجز پڑھتا ہوا قلعہ سے باہر آیا۔

قد علمت خيبر أني مرحب
شاكي السلاح بطل مجرب
أطعن أحيانا وحينا أضرب
إذا الليوث أقبلت تلهب
إن حماي للحمى لا يقرب

”اہل خیبر جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں، مسلح ہوں اور تجربہ کار بہادر ہوں۔ کبھی نیزہ مارتا ہوں اور کبھی تلوار جب شیر غضبناک ہو کر آگے بڑھتے ہیں، میری چراگاہ کے قریب کوئی نہیں آ سکتا۔“

یعنی حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں کہا

قد علمت خيبر أني كعب
مفرج الغمى جريء صلب
إذ شبت الحرب تلتها الحرب
معي حسام كالعقيق عضب
نطؤكم حتى يذل الصعب
بكف ماض ليس فيه عتب

”اہل خیبر جانتے ہیں کہ میں کعب ہوں مصائب کو دور کرنے والا، جری اور سخت مزاج۔ جب لڑائی بھڑک اٹھے [illegible] میرے پاس تلوار ہے جو عقیق کی طرح اس کی دھار [illegible] ہم تمہیں روند ڈالیں گے یہاں تک کہ [illegible] ایسے ہاتھ سے جس میں کوئی عیب نہیں۔“

مرحب رجز پڑھتا ہوا [illegible] مبارزت کے لیے للکارا کہ کون ہے جو مجھ سے مقابلہ کرے [illegible] تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا [illegible] کون اس کا مقابلہ کرے گا؟ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ [illegible] میں [illegible] قاتل ہے [illegible] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا [illegible] اے اللہ اس کی مدد فرما [illegible] قریب [illegible] ایک پرانا [illegible] درخت ان کے درمیان [illegible] ہر ایک اس کی اوٹ [illegible] کاٹ [illegible] ان کے درمیان [illegible] یہاں تک کہ [illegible] کی طرح [illegible] ڈھال [illegible] محمد بن مسلمہ [illegible] قتل [illegible]

اور اس کو قتل کر دیا۔

[illegible] روایت [illegible] حضرت علی [illegible] کہا جاتا ہے [illegible] وقت یہ رجز پڑھ رہا تھا

قد علمت خيبر أني ماضي   حلو إذا شئت وسم قاضي

”اہل خیبر جانتے ہیں کہ میں صاحب عزم ہوں [illegible] جب چاہوں [illegible] قاتل ہوں۔“

واقدی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد رضی اللہ عنہ بن مسلمہ نے دعویٰ دائر کیا تو آپ نے حضرت محمد رضی اللہ عنہ بن مسلمہ کو اس کی تلوار، نیزہ، مغفر اور خود اسے دی اور اس کی تلوار پر یہ لفظ مکتوب تھے:

ھذا سیف مرحب   من یذقہ یعطب
"یہ مرحب کی تلوار ہے جو شخص اس کا مزا چکھے گا ہلاک ہو جائے گا"۔

مرحب کے بھائی یاسر کا قتل..... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مرحب کے قتل کے بعد اس کا بھائی یاسر میدان میں آیا اور ھل من مبارز؟ کہتا ہوا جنگ مبارزت کا طلب گار تھا۔ بقول ہشام رحمۃ اللہ علیہ بن عروہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اس کے مقابلہ میں آئے تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہ بنت عبدالمطلب نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میرا بیٹا شہید ہو جائے گا تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ ان شاء اللہ تیرا بیٹا اس کو ہلاک کر دے گا، وہ دونوں آمنے سامنے آئے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کو جہنم پہنچا دیا۔ بعد ازاں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو جب کہا جاتا تو واللہ! تیری تلوار اس روز خوب قاطع اور تیز تھی تو وہ کہتے، واللہ! تلوار کی دھار تیز نہ تھی بلکہ میں نے اس کو بڑی مشکل سے قتل کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طاقت..... یونس (ابن اسحاق، بعض اقارب) ابورافع رضی اللہ عنہ غلام رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنا جھنڈا دے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خیبر کی طرف بھیجا تو ہم بھی ان کے ساتھ تھے۔ آپ جب قلعہ کے قریب پہنچے تو قلعہ کے باشندے آپ کے سامنے آئے، آپ ان سے لڑتے رہے۔ پھر ایک یہودی نے آپ پر حملہ کیا تو آپ نے اپنی ڈھال پھینک کر قلعہ کے دروازے کو پکڑ کر ڈھال بنا لیا آپ اس ڈھال کو اٹھائے ہوئے برابر لڑتے رہے تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے خیبر کو آپ کے ہاتھ پر فتح کرا دیا اس کے بعد آپ نے اس کو اپنے ہاتھ سے پھینکا۔ ابورافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم (آٹھ افراد) نے اس دروازے کو پلٹنے کی کوشش کی مگر اس کو پلٹ نہ سکے۔ اس روایت میں جہالت اور انقطاع ظاہر واضح ہے۔

حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے (مطلب بن زیاد، لیث بن ابی سلیم، ابوجعفر باقر) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ غزوہ خیبر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دروازہ اٹھایا یہاں تک کہ مسلمانوں نے اس پر چڑھ کر قلعہ کا دروازہ کھولا۔ اسکے بعد اس کو چالیس آدمی بھی نہ اٹھا سکے۔ اس روایت میں بھی ضعف ہے۔ نیز ایک ضعیف سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ستر اشخاص اکٹھے ہوئے ان کو وہ دروازہ دوبارہ لگانا دشوار ہو گیا۔

دم کرنے سے درد غائب..... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مکی بن ابراہیم کی معرفت یزید رضی اللہ عنہ بن ابی عبید سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کی پنڈلی پر ایک زخم دیکھ کر پوچھا جناب ابومسلم! یہ کیسا ہے؟ تو آپ نے فرمایا غزوہ خیبر میں مجھے زخم لگا تو لوگوں نے کہا سلمہ رضی اللہ عنہ ہلاک ہو گیا۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے تین بار اس پر دم کیا چنانچہ آج تک میں نے درد محسوس نہیں کیا۔

جنتی اور دوزخی کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے..... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (عبداللہ بن مسلمۃ، ابن ابی حازم، ابوحازم) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کسی جنگ میں رسول اللہ ﷺ اور مشرکین آمنے سامنے ہوئے اور جنگ شروع ہوئی۔ دونوں طرف کے لوگ اپنی اپنی فوج میں چلے، مسلمانوں میں ایک شخص ایسا تھا وہ جب کسی کافر کو اکیلا پاتا تو پیچھے سے جا کر اس کو تلوار سے مار دیتا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اس شخص نے ایسا کام کیا ہے کہ ویسا کسی نے نہیں کیا۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا وہ دوزخیوں میں سے ہے۔ پھر لوگوں نے کہا "اگر یہ دوزخی ہے تو ہم میں سے جنتی کون ہوگا" تو لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا میں اس کے ساتھ میں رہوں گا چنانچہ وہ ہر حال میں اس کے ساتھ رہا یہاں تک کہ وہ زخمی ہو گیا (اور زخموں کی شدت کو برداشت نہ کر سکا) اور اس نے جلدی مرنے کا اہتمام کیا کہ اپنی تلوار کا دستہ زمین پر رکھا اور نوک اپنے سینے سے لگائی پھر اس پر زور دے کر خودکشی کر لی۔ چنانچہ ساتھ میں رہنے والا شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ

کہ صحابہ نے آپ ﷺ سے پوچھا کیا بات ہے؟ تو آپ نے ساری صورت حال رسول اللہ ﷺ کو بتائی تو آپ نے فرمایا ایک آدمی لوگوں کی نگاہ میں جنت والوں کے سے عمل کرتا ہے مگر وہ دوزخی ہے اور ایک شخص لوگوں کی نظر میں دوزخیوں کے سے اعمال کرتا ہے مگر وہ جنتی ہے۔ اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (قتیبہ از یعقوب از ابو حازم از سہل) اسی طرح بیان کیا ہے۔

اللہ پاک بدکار آدمی سے دین کی مدد کرتا ہے ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ابو الیمان، شعیب، زہری، سعید بن مسیب) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم غزوہ خیبر میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کے بارے میں جو اسلام کا دعویدار تھا فرمایا یہ دوزخی ہے۔ جنگ کا وقت آیا تو وہ آدمی خوب جوانمردی سے لڑا یہاں تک کہ زخموں سے نڈھال ہو گیا۔ قریب تھا کہ بعض لوگ آپ کی پیش گوئی کے بارے میں شک میں مبتلا ہو جاتے چنانچہ اس نے زخموں کا شدید درد محسوس کیا اس نے اپنے ترکش میں سے چند تیر نکالے اور ان سے خود کو ذبح کر لیا تو کچھ مسلمان دوڑتے ہوئے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات کو سچ کر دکھایا اس نے خود کو ذبح کر کے خودکشی کر لی ہے۔ یہ سن کر آپ نے ایک شخص سے فرمایا اٹھو اور اعلان کر دو کہ جنت میں صرف مومن داخل ہو گا اور اللہ تعالیٰ فاجر بدکار آدمی سے دین کی مدد کرتا ہے۔

شہید چرواہا ..... موسیٰ رضی اللہ عنہ بن عقبہ نے امام زہری رضی اللہ عنہ سے سیاہ فام غلام کا واقعہ نقل کیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ایک وقت ایمان اور شہادت کی دولت سے سرفراز کیا۔ ابن لہیعہ نے بھی اس واقعہ کو ابو الاسود کی معرفت عروہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ یہ کہ خیبر کے باشندوں میں سے ایک حبشی سیاہ فام غلام تھا جو اپنے آقا کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ خیبر کے باشندے ہتھیار لگا رہے ہیں اس نے پوچھا کیا کر رہے ہیں تو انہوں نے کہا ہم اس شخص سے جو نبوت کا مدعی ہے جنگ کرنے جا رہے ہیں اس کے ذہن میں نبی علیہ السلام کا خیال آیا تو وہ اپنی بکریوں سمیت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا آپ ﷺ کس بات کی طرف بلاتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے کہا اسلام کی، اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کی عبادت کی جائے۔ اس نے [illegible] عرض کیا اگر میں یہ بات تسلیم کر لوں تو مجھے کیا صلہ ملے گا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تو مسلمان فوت ہو گیا تو جنت ملے گی۔ چنانچہ وہ غلام مسلمان ہو گیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ بکریاں میرے پاس امانت ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان بکریوں کو لشکر سے دور لے جا کر [illegible] ہانک دو اللہ تعالیٰ تیری امانت کو پہنچا دے گا چنانچہ اس نے بکریاں ہانک دیں اور وہ اپنے مالک کے پاس پہنچ گئیں تو وہ سمجھ گیا کہ غلام مسلمان ہو چکا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے خطاب فرمایا اور لوگوں کو جہاد کی تلقین کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو علم عطا فرمایا (اور راوی نے خیبر کا مفصل واقعہ بیان کیا ہے) کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں یہ مسلمان غلام شہید ہو گیا اور مسلمان اس کی لاش کو اپنے لشکر میں لے آئے اور اس کو خیمے کے اندر رکھ دیا گیا۔ صحابہ میں سے بعض کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ خیمے کے اندر تشریف لائے اور صحابہ سے متوجہ ہو کر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس غلام کو عزت بخشی ہے اور اس کو نیک انجام تک پہنچایا ہے [illegible] اس کے دل میں اسلام کا جذبہ موجزن تھا [illegible] میں نے اس کے سر کے پاس دو حوریں دیکھی ہیں۔

بغیر سجدہ کے جنت میں پہنچ گئے ...... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے (ابن وہب، حیوۃ بن شریح، ابن الہاد، شرحبیل بن سعد) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم غزوہ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ [illegible] ایک چرواہے کو گرفتار کیا۔ پھر [illegible] واقعہ کے مطابق بیان کیا ہے [illegible] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شہید ہوا اور اس نے اللہ کو ایک سجدہ بھی نہیں کیا۔

حوروں کا جھگڑا ...... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے [illegible] حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں [illegible] ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! [illegible] میں سیاہ فام ہوں [illegible] جنت میں داخل ہو جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا [illegible] اللہ تعالیٰ نے تیرا چہرہ خوبصورت [illegible]

ہے میں نے دو حوروں کو دیکھا ہے وہ اس کے جسم اور جبہ کے درمیان پہلے داخل ہونے میں جھگڑ رہی ہیں۔

حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابن جریج، عکرمہ بن خالد، ابن ابی عمار) شداد بن الہاد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا مسلمان ہو کر تابع فرمان ہوا اور عرض کرنے لگا کہ میں آپ کے ساتھ ہجرت کرتا ہوں، چنانچہ آپ نے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس کے بارے میں وصیت کی۔ غزوۂ خیبر کا وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو مال غنیمت سے حصہ دیا جو وہ موجود نہ تھا جب وہ واپس آیا تو اس کے احباب نے یہ حصہ اس کو پیش کیا تو اس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو یہ حصہ دیا ہے تو اس نے کہا میں اس مال کی خاطر آپ کا تابع فرمان نہیں ہوا تھا میں تو اس لئے مسلمان ہوا تھا (اس نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کرتے کہا) کہ یہاں تیر لگے اور شہید ہو کر جنت میں جاؤں:

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

پھر آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو نے صدق نیت سے کہا ہے تو تیری نیت پوری کر دے گا اس کے بعد وہ دشمن کے مقابلے کے لئے روانہ ہوئے تو اس کی لاش کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا اس کے حلق پر تیر لگا تھا تو یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "یہی ہے" تو حاضرین نے کہا جی ہاں! پھر آپ ﷺ نے فرمایا اس نے سچے دل سے وعدہ کیا تھا اللہ نے اس کی بات قبول کر لی۔ نبی علیہ السلام نے اس کو اپنے جبہ کا کفن دیا اور اس کو سامنے رکھ کر نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کی دعا میں سے یہ الفاظ واضح سنے گئے۔

اللهم هذا عبدك خرج مهاجرا في سبيلك فقتل شهيدا وانا عليه شهيد

یا اللہ یہ تیرا بندہ ہے، تیری راہ میں ہجرت کر کے آیا، شہید ہو گیا ہے، اور میں اس بات پر شاہد ہوں۔

اس روایت کو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے سوید بن نصر، عبداللہ بن مبارک کی معرفت ابن جریج سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

ناعم اور قموص کی فتح…… ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یکے بعد دیگرے قلعوں اور اموال پر قبضہ کرتے اور قریب ترین قلعوں پر حملہ آور ہوتے رہے چنانچہ سب سے پہلے قلعہ ناعم فتح ہوا اور اس کے پاس حضرت محمود بن مسلمہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے ان کے سر پر چکی کا پاٹ گرا دیا گیا جس سے وہ جان بحق ہو گئے پھر بنی ابی الحقیق کا قلعہ قموص فتح ہوا۔

حضور اکرم ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے لئے پسند کیا…… رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے لوگوں کو قید کر لیا ان میں صفیہ بنت حیی بن اخطب، کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کی بیوی بھی تھی اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ام المومنین کی دو چچا زاد بہنیں بھی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے لئے پسند کر لیا رسول اللہ ﷺ سے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں سوال کیا تھا چونکہ ان کو آپ ﷺ اپنے لئے پسند کر چکے تھے اس لئے آپ ﷺ نے اس کو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی دو چچا زاد بہنیں دے دیں اور مسلمانوں میں خیبر کی قیدی عام ہو گئیں۔ لوگوں نے گدھوں کا گوشت پکانے کے لئے دیگچے چڑھائے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا۔

گدھے کے گوشت کے بارے میں اسلاف کے اقوال…… امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں کئی احادیث کو مع اسناد کے نہایت اہتمام سے بیان کیا ہے۔ گدھے کے گوشت کے حرام ہونے کا جمہور سلف و خلف کا مذہب ہے اور ائمہ اربعہ کا بھی یہی مسلک ہے اور بعض اسلاف (جن میں ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں) اس کے مباح ہونے کے قائل ہیں اور انہوں نے حرام ہونے کی وجہ کے مختلف جوابات دیئے ہیں کہ وہ سواری کے کام آتے تھے یا ان میں سے بعض کا خمس (۱/۵) ابھی نکالا نہ گیا تھا یا گندگی کھاتے تھے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ وہ بذات خود ممنوع اور حرام ہیں کیونکہ صحیح روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے منادی نے اعلان کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ تمہیں گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرماتے ہیں کہ وہ پلید ہے اس کو پھینک دو۔

گھوڑے کا گوشت…… ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ (سلام بن کرکرہ، عمرو بن دینار) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ (جابر غزوہ خیبر میں شامل نہ تھے) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تو گھوڑے کے گوشت کی اجازت فرمائی۔

حدیث صحیحین میں حماد بن زید از عمرو بن دینار از محمد بن علی از جابر مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے روز گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا اور گھوڑے کا گوشت کھانے کی رخصت فرمائی۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن ابی نجیح کی معرفت مکحول سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر میں چار باتوں سے منع فرمایا:

(۱) حاملہ قیدیوں اور لونڈیوں کے ساتھ صحبت کرنے سے۔
(۲) گدھے کا گوشت کھانے سے۔
(۳) ہر کچلی والے درندے کے گوشت سے۔
(۴) مال غنیمت کو تقسیم سے پہلے فروخت کرنے سے یہ روایت مرسل ہے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ یزید بن ابی حبیب سے ابو مرزوق مولیٰ تجیب کی معرفت حنش صنعانی سے نقل کرتے ہیں کہ ہم لوگ رویفع بن ثابت انصاری کے ساتھ مغرب کے علاقہ میں جہاد میں مشغول تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے "جربہ" بستی کو فتح کیا تو وہاں خطاب فرماتے ہوئے کہا میں وہی بات کہوں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ آپ ﷺ نے غزوہ خیبر میں فرمایا کہ کسی مسلمان کے لئے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر یقین رکھتا ہے حلال نہیں کہ وہ حاملہ کنیز سے صحبت کرے دوسرے کی مزروعہ کو سیراب کرے اور جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے جائز نہیں کہ وہ استبراء سے پہلے کسی کنیز سے صحبت کرے۔ کسی شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر یقین رکھتا ہے جائز نہیں کہ وہ مال غنیمت کو بلا تقسیم بیچے۔ کسی مرد کو جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کو مانتا ہے جائز نہیں کہ وہ مال غنیمت کے جانور پر سوار ہو جب وہ کمزور ہو جائے تو وہ مال غنیمت میں واپس لوٹا دے۔ کسی شخص کو جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر اعتقاد رکھتا ہے جائز نہیں کہ مال غنیمت میں سے لباس پہنے اور پرانا کر کے مال غنیمت میں واپس لوٹا دے۔ اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے (حفص بن عمرو شیبانی از ابن وہب از یحییٰ بن ایوب از ربیعہ بن سلیم از بسر بن عبید اللہ) از رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بیان کر کے "حسن" کہا ہے۔

کچا لہسن کھانے کی ممانعت: صحیح بخاری میں نافع ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے دن رسول اللہ ﷺ نے گدھے کے گوشت اور کچا لہسن کھانے سے منع فرمایا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو یحییٰ بن فضیل سے بیان کیا ہے کہ وہ پیاز اور کچے لہسن کے متعلق کہتے ہیں مگر امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کراہت نقل کی ہے واللہ اعلم۔

متعہ: صحیحین میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے (زہری از عبداللہ اور حسن پسران محمد بن حنفیہ از محمد بن حنفیہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر میں متعہ اور گدھے کے گوشت سے منع فرمایا۔" اس حدیث کا مطلب ہے کہ نکاح متعہ کی حرمت وغیرہ خیبر سے وابستہ ہے اور یہ بات درست نہیں

(۱) کہ غزوہ خیبر میں نکاح متعہ کی ضرورت نہ تھی کیونکہ وہاں یہودی عورتیں بکثرت موجود تھیں متعہ کی قطعاً ضرورت نہ تھی۔
(۲) امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فتح مکہ کے ایام میں متعہ کی اجازت دی تھی۔ پھر مکہ سے روانگی سے قبل ہی اس کو منسوخ فرما دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قیامت تک کے لئے حرام کر دیا ہے۔

ہمارے خیال میں ظاہر ہے کہ آپ ﷺ نے پہلے منع فرمایا پھر اجازت دی پھر منع کیا تو اس کا دوبارہ منسوخ ہونا ثابت ہو گیا جیسا کہ [illegible] یہی موقف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہتے ہیں کہ نکاح متعہ کے علاوہ کوئی چیز بار بار منع اور حلال نہیں ہوئی تو بعض کا قول ان دو احادیث پر صادق آتا ہے۔

سہیلی وغیرہ نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ متعہ تین مرتبہ مباح ہوا اور تین بار حرام ہوا اور بعض کا خیال ہے کہ چار بار ایسا ہوا مگر یہ بعید ہے واللہ اعلم۔

متعہ کی حرمت کے وقت میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ خیبر میں ہوا اور [illegible] فتح مکہ [illegible]
دیکھئے [illegible] ہم نے احکام میں [illegible]

عمدہ جواب: ..... بعض علماء نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت کا جواب دینے کا بھی خیال کیا ہے کہ اس میں تقدیم اور تاخیر واقع ہوگئی ہے اور محفوظ روایت میں ہے جو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے (سفیان، زہری، حسن (حسن اول اور دوم بھی تھے) اور عبداللہ پسران محمد بن حنفیہ) ابن حنفیہ سے نقل کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے متعہ کے نکاح سے منع فرمایا اور خیبر میں گدھے کے گوشت سے منع فرمایا مگر راوی نے غلطی سے دونوں ممانعتوں کو زمانہ خیبر سے وابستہ کر دیا اور حقیقت ایسا تھا کہ "زمانہ خیبر" صرف گدھے کے گوشت سے وابستہ تھا نکاح متعہ سے متعلق نہ تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح متعہ کا گدھے کے گوشت کے ساتھ اس لئے بیان کر دیا کہ ان کو معلوم ہوا تھا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نکاح متعہ اور گدھے کے گوشت کے مباح ہونے کے قائل ہیں۔ جیسا کہ ان سے مشہور ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو کہا آپ غلطی کھا رہے ہیں بے شک رسول اللہ ﷺ نے متعہ کے نکاح سے اور گدھے کے گوشت سے خیبر کے روز منع فرما دیا تھا۔ یہ دونوں باتیں انہوں نے یکجا بیان کر دیں تا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنے اباحت کے اعتقاد سے رجوع کر لیں۔

یہ توجیہ ہمارے استاذ مکرم شیخ حافظ ابوالحجاج مزی ..... تغمده الله برحمته آمین ..... نے بیان کی ہے باوجود یکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے گدھے کے گوشت کی حرمت اور نکاح کی اباحت سے رجوع نقل نہیں فرمایا۔ گدھے کے گوشت کی تو وہ یہ تاویل کرتے ہیں کہ وہ بطور سواری استعمال ہوتے تھے۔ باقی رہا متعہ تو وہ اس کو حالت ضرورت کے وقت مباح خیال کرتے ہیں یا سفر کی وجہ سے طویل اور فاقہ اور عورت کی عدم موجودگی میں اس کو لازم سمجھتے ہیں۔ ان کے متبعین اس امر میں ان کے تابع ہیں اور یہ مسئلہ علماء حجاز میں ابن جریج کے عہد کے بعد تک مشہور رہا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مسلک کے مطابق مروی ہے اور یہ نہایت ضعیف ہے۔ نکاح متعہ کی اباحت کے متعلق لوگوں نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے ایسی ہی ایک روایت نقل کی ہے اور یہ صحیح نہیں واللہ اعلم۔

بنی سہم کی حالت زار اور دعا: ..... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن ابی بکر کی معرفت اسلم قبیلہ کے بعض لوگوں سے بیان کیا ہے کہ قبیلہ اسلم میں سے بنی سہم کے خاندان کے لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ عسرت و تنگ دستی میں مبتلا ہیں۔ ہمارے پاس کچھ نہیں۔ ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس سے بھی کچھ نہ ملا تو رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی یا اللہ! تو ان کی حالت کو خوب جانتا ہے یہ کمزور لوگ ہیں اور میرے پاس بھی کچھ نہیں جو میں ان کو دوں یا اللہ ان کو یہود کے ایسے قلعہ کی فتح نصیب فرما جو سب سے بڑا ہے اور سب سے زیادہ خوراک اور چربی والا ہو۔ چنانچہ صبح سویرے لوگوں نے حملہ کیا اور صعب بن معاذ کا قلعہ اللہ نے فتح کرا دیا اور اس قلعہ میں سب سے زیادہ خوراک اور چربی تھی۔

سلالم آخر میں فتح ہوا: ..... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ان قلعوں کو فتح کر لیا اور مال غنیمت جمع کر لیا تو یہود قلعہ وطیح اور سلالم میں قلعہ بند ہو گئے اور قلعہ سلالم سب سے آخر میں فتح ہوا اور رسول اللہ ﷺ نے دس دن سے زائد عرصہ تک ان کا محاصرہ جاری رکھا۔ بقول ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ غزوہ خیبر میں مسلمانوں کا شعار اور خصوصی علامت یا منصور امت امت تھا۔

ابوالیسر کے لئے دعا: ..... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ (بریدہ بن سفیان اسلمی بنی سلمہ کے بعض رجال) ابوالیسر رضی اللہ عنہ کعب بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شام میں خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ کسی یہودی کی بکریاں باہر سے قلعہ کی طرف آ رہی تھیں اور ہم اس قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان بکریوں میں سے ہمیں کون لا کر کھلائے گا۔ ابوالیسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں تو آپ نے اجازت دی اور میں شتر مرغ کی طرح تیز دوڑتا ہوا گیا۔ میں وہاں پہنچا تو بکریوں کے ریوڑ کا اگلا حصہ قلعہ میں داخل ہو چکا تھا میں نے ریوڑ کے آخری حصے سے دو بکریاں بغل میں دبا لیں اور میں ان کو اس قدر تیزی سے لایا کہ جیسے میرے پاس کوئی چیز نہیں اور میں نے ان کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے ڈال دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے واپس آتے دیکھ کر دعا فرمائی یا اللہ اس کی عمر دراز کر کے ہمیں اس سے نفع پہنچا۔ پھر صحابہ

رضی اللہ عنہ نے بکریاں ذبح کر کے تناول فرمائیں۔

ابوالیسر بدری رضی اللہ عنہ سب بدریوں میں سے آخر میں ۵۵ھ میں فوت ہوئے جب وہ یہ حدیث بیان کرتے تو رو کر کہتے وہ لوگ میری وجہ سے مستفید ہوئے یہاں تک کہ میں ان سب سے بعد تک زندہ ہوں۔

علاج بخار: ۔۔ دلائل میں بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابوعبداللہ الحافظ، ابوعبداللہ بن یوسف اصفہانی، ابوسعید بن اعرابی، سعدان بن نصر، ابومعاویہ، عاصم احول) ابوعثمان نہدی یا ابوقلابہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب خیبر میں پہنچے تو کھجوروں کا پھل پکا تھا لوگوں نے کھایا اور بخار میں مبتلا ہو گئے رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کا تذکرہ ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: مشکیزوں میں پانی ٹھنڈا کرو اور فجر کے وقت اللہ کا نام لے کر اپنے اوپر بہاؤ چنانچہ انہوں نے ایسا کیا تو وہ بخار سے شفایاب ہو گئے۔ بقول امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ یہ روایت عبدالرحمن بن رافع سے موصول بھی مروی ہے اور اس روایت میں ہے کہ نماز مغرب اور عشاء کے درمیان اس کو اپنے اوپر بہاؤ۔

خوراک کی تقسیم ضروری نہیں: ۔۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قلعہ خیبر میں چربی کی ایک تھیلی لٹکائی گئی تھی میں نے اس کو پکڑ کر کہا میں آج اس میں سے کسی کو کچھ نہ دوں گا، میں نے مڑ کر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ مسکرا رہے ہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عفان، شعبہ، حمید بن ہلال) عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم خیبر میں ایک قلعے کا محاصرہ کیے ہوئے تھے کہ چربی کی ایک تھیلی اوپر سے پھینک دی گئی میں نے اس کو پکڑنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر شرمندہ ہو گیا۔ اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے شعبہ سے نقل کیا ہے، نیز امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو سلیمان بن مغیرہ از حمید سے نقل کیا ہے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے معتبر راوی کی معرفت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مغفل مزنی سے روایت کی ہے کہ مال غنیمت میں سے میں نے چربی کی ایک تھیلی پکڑی اور اس کو کندھے پر اٹھا کر اپنے ساتھیوں اور احباب کے پاس لا رہا تھا، مال غنیمت کے ناظم نے تھیلی پکڑ کر کہا اس کو مسلمانوں کے درمیان تقسیم کریں گے۔ میں نے کہا اللہ کی قسم آپ کو یہ نہ دوں گا، وہ مجھ سے تھیلی کو کھینچنے لگا۔ اس کشمکش کو بھی رسول اللہ ﷺ نے دیکھ لیا تو مسکرا کر ناظم غنیمت کو فرمایا چھوڑ دو چنانچہ اس نے چھوڑ دیا تو میں اس کو اپنے ساتھیوں کے پاس لے آیا اور ہم سب نے اس کو کھا لیا۔

جمہور نے اس حدیث سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اس مسلک کے کہ "یہود کے ذبیحہ جانوروں کی چربی حرام ہے" کے خلاف استدلال کیا ہے بوجہ ارشاد الٰہی تعالیٰ۔ نیز فرمایا ([illegible]) اور اہل کتاب کا کھانا تم کو حلال ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ چربی طعام میں شامل نہیں، مذکورہ بالا حدیث سے استدلال کرنا محل نظر ہے اور ممکن ہے کہ یہ چربی حلال جانور سے اخذ کی ہو واللہ اعلم۔

خوراک میں خمس ضروری نہیں: ۔۔ اس حدیث سے یہ استدلال بھی کیا ہے کہ خوراک میں خمس ضروری نہیں اور اس کی تائید ابوداؤد کی اس روایت سے ہوتی ہے جو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے (محمد بن علاء، ابومعاویہ، ابواسحاق شیبانی، محمد بن ابی مجالد) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن ابی اوفیٰ سے نقل کی ہے کہ ابن ابی مجالد نے ابن ابی اوفیٰ سے پوچھا کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے عہد مسعود میں خوراک سے خمس نکالا کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا غزوہ خیبر میں ہم نے خوراک حاصل کی جو جاتا بقدر کفایت لے کر چلا جاتا، تفرد بہ ابوداؤد و ہو حسن۔

صفیہ بنت حیی نضیریہ کا قصہ: ۔۔ رسول اللہ ﷺ نے جب بنی نضیر کے یہود کو مدینہ سے جلاوطن کیا تو ان کے اکثر لوگ خیبر میں آباد ہو گئے ان میں حیی بن اخطب اور ابوالحقیق کا کنبہ بھی تھا وہ لوگ اپنی قوم کے رئیس اور سرمایہ دار تھے۔ صفیہ بنت حیی اس وقت نابالغ تھیں۔ بلوغت کے بعد ان سے ایک چچا زاد بھائی نے نکاح کر لیا۔ شادی کے چند دن بعد انہوں نے خواب دیکھا گویا چاند ٹوٹ کر ان کی آغوش میں آ پڑا ہے۔ انہوں نے یہ خواب اپنے شوہر سے بیان کیا تو اس نے طمانچہ رسید کرتے ہوئے کہا کیا تیری خواہش ہے کہ یثرب کا بادشاہ تیرا شوہر ہو؟ خواب سے معمولی عرصہ بعد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور خیبر کا محاصرہ کر لیا چنانچہ صفیہ بنت حیی بھی قیدی عورتوں میں شامل تھیں اور ان کا شوہر قتل ہو چکا تھا۔

جب وہ رسول اللہ ﷺ کی ملک اور قبضہ میں آ گئیں اور رسول اللہ ﷺ نے ان سے حجرے کی صفائی اور حلال ہونے کے بعد ان سے شادی کر لی تو رخسار پر تھپڑ کے نشان دیکھ کر پوچھا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے وہ خواب آپ ﷺ کو سنا دیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (سلیمان بن حرب، حماد بن زید، ثابت) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے قریب نماز فجر اندھیرے میں پڑھی پھر اللہ اکبر کا نعرہ بلند فرمایا خیبر خراب و برباد ہو گیا۔ ہم جب کسی قوم کے صحن میں اترتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہوتی ہے۔ وہ لوگ آپ کو دیکھ کر گلیوں میں دوڑنے لگے تو نبی علیہ السلام نے ان کے جنگجو لوگوں کو قتل کر دیا، بچوں اور خواتین کو قیدی بنا لیا۔ ان قیدی عورتوں میں صفیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں پھر وہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آ گئیں بعد میں نبی علیہ السلام کے حصہ میں، پھر نبی علیہ السلام نے ان کی آزادی کو حق مہر قرار دے دیا۔ اس روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حماد بن زید سے نقل کیا ہے نیز اس روایت کو مختلف طرق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (آدم، شعبہ، عبدالعزیز بن صہیب) حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو قیدی بنایا پھر ان کو آزاد کر کے نکاح کر لیا۔ ثابت نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا ان کو کیا مہر دیا؟ بتایا کہ ان کی آزادی کو مہر قرار دیا۔ تفرد به البخاري من هذا الوجه

ولیمہ:--- امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (عبدالغفار بن داؤد، یعقوب بن عبدالرحمان - امام بخاری (احمد بن عیسیٰ، ابن وہب، یعقوب بن عبدالرحمان زہری، عمرو مولیٰ مطلب) حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ ہم خیبر پہنچے اللہ تعالیٰ نے قلعہ فتح کرا دیا تو کسی نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے حسن و جمال کا حال بیان کیا، ان کا خاوند مارا گیا تھا وہ نئی نویلی دلہن تھیں سو رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کے لئے پسند کر لیا اور ان کو ساتھ لے کر خیبر سے روانہ ہوئے جب "سد صہبا" میں پہنچے تو وہ حلال ہو گئیں یعنی پاک ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے شادی کر لی پھر ایک چھوٹے سے دسترخوان پر حیس اور کھجور رکھا اور فرمایا لوگ تیرے ارد گرد ہیں ان کو بلا لے۔ یہی تھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ پھر ہم مدینہ کی طرف روانہ ہوئے میں نے دیکھا کہ نبی علیہ السلام اپنے پیچھے ان کے لئے چادر کا پردہ بنایا پھر آپ اونٹ کے پاس آتے اور اس کے گھٹنے پر پاؤں رکھا اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا پاؤں اس کے گھٹنے پر رکھ کر سوار ہو گئیں (تفرد به دون مسلم)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (سعید بن ابی مریم، محمد بن جعفر، حمید) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر اور مدینہ کے درمیان تین دن قیام فرمایا حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور میں نے مسلمانوں کو دعوت ولیمہ کھلایا۔ دعوت ولیمہ میں روٹی تھی نہ گوشت آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا اس نے دسترخوان بچھایا پھر اس پر کھجور، پنیر اور گھی رکھ دیا گیا۔ تو مسلمانوں نے کہا کیا صفیہ رضی اللہ عنہا امہات المومنین رضی اللہ عنہن میں سے ایک ہیں یا لونڈیوں میں سے؟ پھر مسلمانوں نے کہا اگر رسول اللہ ﷺ نے ان کو پردہ کرایا تو وہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن میں سے ہوں گی ورنہ لونڈی ہیں۔ چنانچہ جب آپ ﷺ نے سفر شروع کیا تو صفیہ کے لئے اپنے پیچھے ایک جگہ بنائی اور ان کو پردہ کرا دیا۔ انفرد به البخاری رحمۃ اللہ علیہ۔

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ (مسدد، حماد بن زید، عبدالعزیز بن صہیب) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا پہلے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آ گئیں پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے حصہ میں آ گئیں۔ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ (یعقوب بن ابراہیم، ابن علیہ، عبدالعزیز بن صہیب) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ خیبر میں قیدی اکٹھے کئے گئے تو دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے قیدی باندیوں میں سے ایک کنیز عطا فرما دیں۔ آپ نے فرمایا جاؤ ایک باندی لے لو۔ چنانچہ انہوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو لے لیا تو ایک آدمی نے آ کر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا نبی اللہ! آپ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا ہے وہ بنی قریظہ اور نضیر کی مالکہ اور سردار خاتون ہیں وہ صرف آپ کے شایان شان ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو بلاؤ۔ جب آپ ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا اے دحیہ تم اس کے علاوہ کوئی اور لونڈی لے لو اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا۔ یہ روایت صحیحین میں

ابن علیہ سے مروی ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن خلاد باہلی، بہز بن اسد، حماد بن سلمہ، ثابت) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ دحیہ رضی اللہ عنہ کے حصہ میں ایک حسین و جمیل باندی آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے دحیہ رضی اللہ عنہ سے سات باندیوں کے بدلے اس کو لے لیا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کے حوالے کر دیا وہ اس کو آپ ﷺ کے لئے آراستہ کر دے۔ حماد نے یہ اضافہ بیان کیا ہے کہ وہ اس کے پاس ایام عدت گزارنے تک رہی۔ ابوداؤد۔

حضور ﷺ کا انتخاب...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بنی ابی الحقیق کا قلعہ قموص فتح ہوا تو صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیی اور ایک اور باندی کو قلعہ سے باہر لایا گیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ان کو لے کر یہود کے مقتولوں کے پاس سے گزرے تو دوسری باندی ان کو دیکھ کر چیخنے چلانے لگی، چہرہ پیٹنے لگی اور سر پر خاک اڑانے لگی تو آپ ﷺ نے اس کو دیکھ کر فرمایا اس شیطان باندی کو مجھ سے دور لے جاؤ اور صفیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آپ ﷺ نے حکم دیا تو وہ آپ ﷺ کے پیچھے بٹھا دی گئیں اور آپ ﷺ نے ان پر اپنی چادر مبارک ڈال دی تو لوگ سمجھ گئے کہ ان کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے لئے پسند کر لیا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اس باندی کی حالت زار دیکھ کر بلال رضی اللہ عنہ کو کہا اے بلال! تیرے دل سے رحم کا جذبہ سلب کر لیا گیا ہے کہ تو ان خواتین کو ان کے مقتولوں کے پاس سے لے گیا۔

خواب...... حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کی دلہن تھیں۔ انہوں نے خواب دیکھا کہ چاند ان کی گود میں آ گرا ہے۔ یہ خواب انہوں نے اپنے شوہر کو سنایا تو اس نے کہا تو محمد ﷺ حجاز کے بادشاہ کی آرزو مند ہے۔ یہ کہہ کر اس کے چہرے پر تھپڑ رسید کیا جس سے ان کی آنکھ پر سبز داغ پڑ گیا۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کی گئیں تو آپ ﷺ نے یہ پوچھا یہ نشان کیسا ہے؟ تو انہوں نے پورا واقعہ سنا دیا۔

عہد شکنی اور مخبری...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا اس کے پاس بنی نضیر کا خزانہ تھا آپ ﷺ نے اس سے خزانے کے بارے میں پوچھا تو اس نے لاعلمی کا اظہار کیا تو ایک یہودی نے آ کر بتایا کہ میں کنانہ کو روزانہ اس کھنڈر کا چکر لگاتے دیکھتا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے کنانہ کو مخاطب کر کے فرمایا بتا اگر وہ خزانہ تیرے پاس سے مل گیا تو تجھے قتل کر دیں؟ اس نے اثبات میں جواب دیا تو آپ ﷺ نے کھنڈر کھودنے کا حکم دیا اور اس سے کچھ مال ملا پھر آپ ﷺ نے اس سے باقی خزانے کے بارے میں پوچھا تو اس نے پھر انکار کر دیا تو آپ ﷺ نے اس کو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے حوالے کر کے فرمایا اس کو سزا دے کر سب کچھ نکلوا لو۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کے سینے کو آگ جلانے والے پتھر سے داغا تو وہ آخری سانس لینے لگا تو آپ ﷺ نے اس کو حضرت محمد بن مسلمہ کے حوالے کر دیا انہوں نے اپنے بھائی حضرت محمود بن مسلمہ رضی اللہ عنہ شہید کے بدلے اس کو قتل کر دیا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وطیح اور سلالم قلعوں کا محاصرہ کیا اور ان کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا تو انہوں نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ہمیں ملک بدر کر دیں اور ہماری جان بخشی فرما دیں۔ آپ ﷺ نے ان کی درخواست منظور کر لی۔ اس سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے شق اور نطاۃ اور کتیبہ کے تمام قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا سوائے ان مذکورہ دو قلعوں کے۔ جب اہل فدک نے یہ حالات سن لئے تو انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ملک بدر کر کے جان بخشی کر دیں ہم سب مال و دولت چھوڑ جائیں گے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کی درخواست منظور کر لی۔ رسول اللہ ﷺ اور فدک کے باشندوں کے درمیان صلح کا کردار محیصہ بن مسعود حارثی نے انجام دیا۔

زراعت کے ماہر...... مذکورہ بالا معاہدہ پر خیبر کے باشندے اپنے قلعوں سے نیچے اتر آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ ان سے نصف پیداوار پر معاملہ طے کر لیں اور انہوں نے یہ بات بھی پیش کی کہ ہم لوگ آپ ﷺ سے زیادہ زراعت کے امور کے ماہر ہیں اور ہم زیادہ بہتر کر سکتے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے نصف پیداوار پر معاملہ طے کر لیا۔ بشرطیکہ ہم جب چاہیں گے معاملہ ختم کر دیں گے اور اہل فدک سے بھی اسی شرط پر معاملہ طے کر لیا۔

قلعۂ زبیر ...... واقدی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ قلعہ ناعم اور قلعہ صعب بن معاذ کے فتح ہونے کے بعد یہود قلعہ زبیر میں منتقل ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا تین دن تک محاصرہ کیا تو غزال یہودی نے آ کر عرض کیا اے ابوالقاسم! آپ امان بخشیں تو میں آپ کو ایک طریقہ بتاتا ہوں جس سے آپ "نطاۃ" کے باشندوں کا مستقل حل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور "شق" کے باشندے آپ سے خوف زدہ اور سہمے ہوئے ہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے اہل بچوں اور مال کو امان بخشی تو اس یہودی نے کہا اگر آپ ایک مہینہ تک بھی محاصرہ جاری رکھیں تو کوئی پرواہ نہ ہوگی ان کی زمین دوز نالیاں ہیں وہ رات کو باہر نکل کر ان سے پانی حاصل کر لیتے ہیں اور قلعوں میں روپوش ہو جاتے ہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی نالیوں کو توڑنے کا حکم فرمایا پھر وہ میدان میں آ گئے اور شدید لڑائی ہوئی، چند مسلمان شہید ہوئے اور دس یہودی جہنم واصل ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس "قلعہ زبیر" کو فتح کر لیا اور "نطاۃ" کے قلعوں میں سے یہ آخری قلعہ تھا۔

ابی اور سموان کا قلعہ ...... پھر آپ ﷺ "شق" کی طرف روانہ ہو گئے اس علاقہ میں بہت سے قلعے تھے آپ نے سب سے پہلے "قلعہ ابی" پر جنگی کارروائی شروع کی اور رسول اللہ ﷺ نے "قلعہ سموان" پر قیام فرمایا، وہاں شدید لڑائی ہوئی، یہود میں سے ایک "عزول" نامی بہادر نکلا اس نے جنگ آزمائی آمنے سامنے لڑائی کی دعوت دی تو اس کے مقابلہ میں حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ آئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا دایاں ہاتھ نصف بازو تک کاٹ دیا اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی اور وہ قلعہ کے اندر چلا گیا حضرت حباب رضی اللہ عنہ نے پیچھا کر کے اس کی پنڈلیاں کاٹ دیں۔ پھر یہود میں سے ایک بہادر آمنے سامنے آنے کی دعوت دیتے ہوئے میدان میں آیا اس کے مقابلہ میں ایک مسلمان نکلا اس کو یہودی نے پچھاڑ دیا تو حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف لپکے۔ اس کو قتل کر کے اس کا سلب یعنی اسلحہ اور جنگی لباس اتار لیا۔

یہ منظر دیکھ کر وہ لڑائی سے باز آ گئے، مسلمانوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور حملہ کر دیا، اچانک کوشش کے بعد قلعہ کے اندر گھس گئے، ان کے آگے حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ تھے، وہاں مسلمانوں نے مال و دولت، بکریاں اور اناج حاصل کیا اور وہاں سے تمام لڑنے والے کسی نہ کسی طرح بھاگ کر نکل گئے۔

بزاۃ کا قلعہ ...... یہاں تک کہ وہ "علاقہ شق" کے قلعہ بزاۃ میں جا گھسے اور وہاں خوب محفوظ ہو گئے، رسول اللہ ﷺ اسلامی لشکر ان کی طرف روانہ ہوا باہمی تیر اندازی ہوئی اور خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے تیر چلایا یہاں تک کہ ان کا تیر آپ ﷺ کے لباس کے سرے پر لگا، پھر آپ ﷺ نے کنکریوں کی ایک مٹھی ان کی جانب پھینکی چنانچہ قلعہ پر لرزہ طاری ہو گیا یہاں تک کہ وہ زمین بوس ہو گیا اور مسلمانوں نے ان کو گرفتار کر لیا۔

وطیح اور سلالم کے قلعے ...... واقدی کی روایت ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ خیبر میں محصور لوگوں اور ابن ابی الحقیق کے دونوں قلعوں وطیح اور سلالم کی جانب منتقل ہوئے، ان لوگوں نے مضبوط قلعہ بندی کر لی تھی، نطاۃ اور شق کے شکست خوردہ لوگ بھی اسی علاقہ کی طرف چلے گئے اور ان کے ساتھ قلعہ قموص اور کتیبہ میں داخل ہو گئے اور یہ ایک نہایت مضبوط قلعہ تھا۔

مصالحت ...... وہ وطیح اور سلالم میں چھپ گئے اور قلعوں سے نکلتے نہ تھے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے ان پر منجنیق نصب کرنے کا ارادہ فرمایا جب ان کو ہلاکت اور تباہی کا یقین ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا چودہ دن تک محاصرہ جاری رکھا تو ابن ابی الحقیق آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا چنانچہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے مصالحت کر لی کہ آپ ﷺ ان کو جلا وطن کر دیں، قتل نہ کریں، زمینیں، باغات، سونا، چاندی، گھوڑے، زرہیں اور ہر قسم کا سامان آپ ﷺ کے حوالے کر دیں گے سوائے اپنے لباس کے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم نے ان میں سے کچھ چھپایا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا تم سے کوئی عہد و پیمان نہ ہوگا۔ چنانچہ یہود نے یہ شرط منظور کر کے صلح کر لی۔

قتل ...... ابن کثیر۔ کہتا ہوں کہ جب ان یہودیوں نے مال چھپا لیا اور جھوٹ سے کام لیا تو آپ ﷺ نے ابو الحقیق کے دونوں بیٹوں اور اس کے چند لوگوں کو بدعہدی کی وجہ سے قتل کر دیا کیونکہ انہوں نے ایک چمڑے کی تھیلی غائب کر دی تھی جس میں بہت مال موجود تھا۔

حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابوالحسن علی بن محمد مقری اسفرائنی، حسن بن محمد بن اسحاق، یوسف بن یعقوب، عبدالواحد بن غیاث، حماد بن سلمہ، عبید اللہ بن عمر، نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل خیبر سے جنگ کی یہاں تک کہ ان کو محل پر مجبور کر دیا چنانچہ آپ ﷺ ان کی زمین، اراضی، کھیتی باڑی اور کھجوروں کے باغیچے پر قابض ہو گئے۔ اور انہوں نے آپ ﷺ سے اس بات پر صلح کی کہ آپ ﷺ ان کو ملک بدر کر دیں اور وہ اپنی سواریوں پر جتنا مال لاد سکیں، اپنے ساتھ لے جائیں اور تمام سونا چاندی رسول اللہ ﷺ کا ہوگا اور وہ یہاں سے نکل جائیں گے۔ آپ ﷺ نے ان کی یہ پیشکش منظور فرماتے ہوئے یہ شرط لگائی کہ وہ کسی چیز کو غائب نہ کریں گے، مگر انہوں نے کوئی چیز چھپائی تو ان کے ساتھ کوئی عہد و پیمان نہ رہے گا۔ چنانچہ انہوں نے ایک چمڑے کی تھیلی چھپالی جس میں حیی بن اخطب کا مال اور زیور تھا جو وہ مدینے سے بنی نضیر کی ملک بدری کے وقت اپنے ساتھ لایا تھا تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا حیی بن اخطب کی وہ چمڑے کی تھیلی کہاں ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا: جنگ و جدال اور دیگر خرچ میں تمام سرمایہ ختم ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ملک بدری پر تھوڑا زمانہ گزرا ہے اور مال اتنے زمانے کے اخراجات سے کہیں زیادہ تھا۔

چنانچہ آپ ﷺ نے اس کو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا اور حضرت زبیر نے اس کو قدرے سزا دی تو اس نے کہا اس سے پہلے میں حیی بن اخطب اس کھنڈر میں گیا تھا میں نے اس کو وہاں گھومتے دیکھا ہے۔ چنانچہ انہوں نے وہاں تلاش کیا تو اس چمڑے کی تھیلی کو موجود پایا۔ اس کے نتیجے میں رسول اللہ ﷺ نے ابوالحقیق کے دونوں بیٹوں کو قتل کر دیا۔ ان میں سے ایک صفیہ بنت حیی بن اخطب کا شوہر تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان کے بچوں اور خواتین کو قیدی بنالیا اور اس عہد شکنی کی وجہ سے ان کا مال و دولت تقسیم کر دیا۔

بٹائی ..... اور آپ نے ان کو ملک بدر کرنے کا ارادہ فرمایا تو انہوں نے عرض کیا اے محمد ﷺ! آپ ہمیں یہاں رہنے دیجئے ہم اس زمین کی کاشت کریں گے اور حفاظت کریں گے، رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس ایسے لوگ نہ تھے جو کھیتی باڑی کر سکیں اور نہ ہی ان کو اس کام کے لئے فراغت تھی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کو خیبر کا سارا علاقہ کھیت اور کھجوروں کا باغ نصف بٹائی پر دے دیا جب تک رسول اللہ ﷺ چاہیں۔

تحفہ اور رشوت ..... عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ ہر سال خیبر جاتے، پھل کا اندازہ لگاتے اور تخمینہ کا اعلان کر کے واپس آتے تو انہوں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ کی سختی کی رسول اللہ ﷺ کے پاس شکایت کی اور ان کو رشوت دینے کا ارادہ کیا تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے دین کے دشمنو! تم مجھے حرام کھلانا چاہتے ہو، واللہ! میں ایک ایسی شخصیت کے ہاں سے آیا ہوں جو مجھے سب سے محبوب ہے اور تم میرے نزدیک بندروں اور خنزیروں سے بھی بدتر ہو، رسول اللہ ﷺ کا احترام اور تم سے عداوت، مجھے بے انصافی اور ظلم پر آمادہ نہیں کر سکتا یہ سن کر انہوں نے کہا اسی عدل و انصاف پر زمین اور آسمان قائم ہے۔

خواب ..... راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی آنکھ پر سبز داغ دیکھ کر پوچھا یہ سبز داغ کیسا ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا میرا سر ابن ابی الحقیق کی گود میں تھا اور میں سو رہی تھی۔ مجھے خواب آیا گویا چاند ٹوٹ کر میری گود میں آ گرا ہے میں نے یہ خواب اس کو سنایا تو اس نے مجھے تھپڑ مار کر کہا تو محمد ﷺ کی آرزومند ہے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے بہت برے لگتے تھے میرے والد اور شوہر کے قاتل تھے آپ مجھ سے بار بار معذرت کرتے رہے اور فرماتے رہے کہ تیرے والد نے سارے عرب کو میرے خلاف برانگیختہ کیا اور فلاں فلاں بیان کئے۔ یہ باتیں بیان کر کے میرے دل سے آپ کے بارے میں کینہ بالکل ختم ہو گئی۔

نفقہ ..... رسول اللہ ﷺ ہر بیوی کو سالانہ اسی (۸۰) وسق (ایک وسق ۶۰ صاع کا ہوتا ہے) کھجور اور بیس وسق جو کے بھی دیتے تھے۔

عہد فاروقی رضی اللہ عنہ ...... عہد فاروقی رضی اللہ عنہ میں یہود نے خیانت کی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو چھت سے گرا کر ہاتھ توڑ دیئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا جس کا خیبر میں کچھ حصہ آتا ہے ہم اس کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں چنانچہ آپ نے اس کو حصہ داروں میں تقسیم فرما دیا۔ یہ سن کر یہود کے رئیس نے عرض کیا آپ ہمیں یہاں سے نہ نکالیں ہمیں یہاں رہنے دیں جیسا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ و ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہاں رہنے دیا تھا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کیا تو سمجھتا ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کا فرمان یاد نہیں، تیری حالت اس وقت کیسی ہوگی، جب تجھے تیری سواری شام کی جانب مسلسل تین روز تک ہر شب لے چلے گی۔

اس روایت کو امام ابوداؤد نے حماد بن سلمہ سے مختصر بیان کیا ہے اور تعلیق میں امام بخاری نے حماد بن سلمہ سے مطول بیان کیا ہے مگر میں نے اس کو اطراف میں نہیں پایا واللہ اعلم۔

کسان آپ ﷺ کی مرضی کے تابع رہے: امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ (سلیمان بن داؤد مہری، ابن وہب، اسامہ بن زید لیثی، نافع) حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہو گیا تو یہود نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ نصف پیداوار پر ہم کھیتی کریں گے آپ ہمیں یہاں رہنے کی اجازت دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی یہ درخواست منظور کرتے ہوئے فرمایا جب تک ہماری مرضی ہوگی چنانچہ وہ کھیتی کرنے والے کی مرضی کے مطابق رہے پیداوار حصوں پر تقسیم ہوتی تھی، رسول اللہ ﷺ پانچواں حصہ (۱/۵) لیتے اور ہر بیوی کو خمس میں سو وسق کھجور اور بیس وسق جو دیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہود کو ملک بدر کرنے کا ارادہ کیا تو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن کو پیغام بھیجا کہ آپ میں سے جو چاہے ہم سو وسق کھجور اور بیس وسق جو دے دے۔ کھجور کے درخت اور زمین پانی سمیت ان کے ہوں گے، اور جو چاہے ہم پانچویں حصے میں سے اس کا حصہ الگ کر دیں گے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن اسحاق، نافع) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا اے لوگو! رسول اللہ ﷺ نے یہود خیبر سے یہ معاہدہ طے کیا تھا کہ کھیتی کرنے والے مالک کی مرضی کے مطابق رہیں گے جس کا خیبر میں حصہ ہو وہ وہاں آ جائے، میں یہود کو ملک بدر کرنے والا ہوں چنانچہ آپ نے ان کو وہاں سے نکال دیا۔

عبد شمس اور نوفل کو پانچویں حصے میں سے کچھ نہیں دیا ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ بن بکیر، لیث، یونس، ابن شہاب) حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ جبیر رضی اللہ عنہ بن مطعم نے مجھے بتایا کہ میں اور عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا آپ نے بنی مطلب کو پانچویں حصے میں سے عطا کیا ہے اور ہمیں محروم کر دیا ہے حالانکہ ہمارا اور ان کا آپ سے ایک ہی رشتہ ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنی ہاشم اور بنی مطلب ایک ہی ہیں۔ جبیر رضی اللہ عنہ بن مطعم نے کہا کہ نبی علیہ السلام نے پانچویں حصے سے بنی عبد شمس اور بنی نوفل کو کچھ نہیں دیا (تفرد به البخاری دون مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بنی ہاشم اور بنی مطلب یک جان دو قالب ہیں، بنی عبد المطلب بنی ہاشم سے اسلام اور زمانہ جاہلیت میں بھی الگ نہیں ہوئے۔

بقول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بنو مطلب ہی ساتھ رہے اسلام اور زمانہ جاہلیت میں ان کے حامی و ناصر رہے (بقول ابن کثیر) ابو طالب نے عبد شمس اور نوفل کی مذمت کی:

جزی اللہ عنا عبد شمس ونوفلا عقوبة شر عاجلا غیر آجل
"عبد شمس اور نوفل کی بدکرداری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جلد از جلد عذاب میں گرفتار کرے"۔

حصوں کی تقسیم ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (حسن بن اسحاق، محمد بن سابق، زائدہ، عبید اللہ بن عمر، نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر میں گھوڑے کے دو حصے مقرر کیے اور پیدل کا ایک حصہ۔ نافع رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ جس شخص کے پاس گھوڑا ہو اس کے تین حصے اور جس کے پاس گھوڑا نہ ہو اس کا ایک حصہ

فتوحات کی عدم تقسیم کی وجہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (سعید بن ابی مریم، محمد بن جعفر، زید، اسلم) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بخدا اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ آئندہ جو لوگ مسلمان ہوں گے وہ غریب اور محتاج رہیں گے ان کے پاس کچھ نہ ہوگا تو میں جو بستی فتح ہوتی اس کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیتا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو تقسیم کیا تھا لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کے لئے ایک خزانہ بچے رہیں جس کو وہ ضرورت کے وقت تقسیم کرتے رہیں

تقسیم میں اختلاف اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اور امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے (احمد بن حنبل، ابن مہدی، مالک، زید بن اسلم، اسلم) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خیبر کا تمام مال غنیمت مجاہدین اور غانمین میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ (ابن سرح، ابن وہب، یونس) ابن شہاب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو جنگ و جہاد کے بعد بزور بازو فتح کیا اور وہاں کے یہودیوں کو ملک بدر کی شرط پر رہنے دیا تھا امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر سے پانچواں حصہ (خمس) لیا اور جو باقی بچا اس کو مجاہدین میں تقسیم کر دیا۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بیان محل نظر ہے کیونکہ صحیح بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کا تمام مال غنیمت تقسیم نہیں فرمایا صرف اس کا آدھا تقسیم فرمایا تھا جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ہم خیال لوگوں کا کہنا ہے کہ امام کو فتح کی ہوئی زمین کی تقسیم کا اختیار ہے چاہے تو پوری تقسیم کر دے یا چاہے تو مسلمانوں کی مصلحت کے مدنظر تقسیم نہ کرے اور چاہے تو ایک حصہ مجاہدین میں تقسیم کر دے اور ایک حصہ مسلمانوں کی ضروریات و مصالح کی خاطر رکھ لے۔

تقسیم میں تعیین: امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ (ربیع بن سلیمان موذن، اسد بن موسیٰ، یحییٰ بن زکریا، سفیان، یحییٰ بن سعید، بشیر بن یسار) حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے مال غنیمت کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ مسلمانوں کی ہنگامی ضرورت اور قومی مصلحت کے لئے رکھ لیا اور ایک حصہ مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور اس ایک حصہ کے اٹھارہ حصے بنائے۔ (تفرد بہ ابوداؤد)

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے بشیر بن یسار سے ایک مرسل روایت میں بیان کیا ہے کہ مسلمانوں کی ہنگامی ضرورت کے لئے وطیح، کتیبہ، سلالم اور اس کے ماتحت رقبہ وقف کر دیا۔ علاقہ شق، نطاۃ اور اس کے ماتحت زمینوں کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کا حصہ بھی انہی زمینوں سے متصل تھا۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ (حسین بن علی، محمد بن فضیل، یحییٰ بن سعید، بشیر بن یسار مولیٰ انصار، از صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو فتح کر لیا تو اس کے مال غنیمت کو ۳۶ حصوں میں تقسیم کیا اور ہر حصہ میں سو فیصد (۱۰۰) حصہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کا اس میں سے نصف تھا، باقی بچنے والے نصف کو مسلمانوں کی ہنگامی ضرورت وفود اور دیگر اجتماعی ضروریات کے لئے رکھ لیا۔ (تفرد بہ ابوداؤد)

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن عیسیٰ، مجمع بن یعقوب بن مجمع بن یزید انصاری، یعقوب بن مجمع، عبدالرحمان بن یزید انصاری، مجمع بن جاریہ انصاری جو قاری قرآن تھے) روایت کرتے ہیں کہ خیبر کا مال غنیمت صلح حدیبیہ میں شامل ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم پر تقسیم کر دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے تمام مال غنیمت کو اٹھارہ حصوں میں تقسیم کیا صلح حدیبیہ کے شرکاء کی تعداد ۱۵۰۰ تھی ان میں تین سو گھوڑ سوار تھے رسول اللہ ﷺ نے گھوڑ سوار کو دو حصے دیئے اور پیدل کو ایک حصہ دیا۔ (تفرد بہ ابوداؤد)

خیبر کا بعض حصہ صلح سے قبضہ میں آیا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے زہری رحمۃ اللہ علیہ کی معرفت سعید رضی اللہ عنہ بن مسیب سے نقل کیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے خیبر کا بعض حصہ بازو کے زور سے فتح کیا۔

تقسیم: ۔۔ اس روایت کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے (حارث بن مسکین، ابن وہب، یونس بن یزید، زہری) سے بیان کیا ہے کہ خیبر کا کچھ حصہ رسول اللہ ﷺ نے بزور بازو لیا اور کچھ حصہ بطور صلح اور کتیبہ کا علاقہ بیشتر بزور شمشیر تھا اور کچھ حصہ بطور صلح۔ ابن وہب کہتے ہیں کہ میں نے مالک سے پوچھا کتیبہ کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ چالیس ہزار کھجوروں کا نخلستان ہے۔ اس بنا پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (محمد بن بشار، حرمی، شعبہ، عمارہ، عکرمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو ہم نے کہا اب ہم کھجوریں پیٹ بھر کر کھائیں گے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:
ہم نے کھجوریں پیٹ بھر کر فتح خیبر کے بعد کھائی ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ شق اور نطاۃ کا علاقہ مسلمانوں کے حصہ میں آیا۔ شق ۱۸ حصوں میں تقسیم کر دیا گیا خواہ وہ خیبر میں موجود تھا یا نہیں۔ چونکہ اہل حدیبیہ میں سے سوائے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سب خیبر میں موجود تھے چنانچہ ان کو بھی حصہ دیا گیا۔ حدیبیہ میں چودہ سو آدمی تھے دو سو گھوڑے تھے ہر گھوڑے کے دو حصے اور پیدل کا ایک حصہ چنانچہ چودہ سو حصے پیدل کے علاوہ دو سو گھوڑوں کے۔

رسول اللہ ﷺ کا حصہ: ۔۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو (سفیان بن عیینہ، یحییٰ بن سعید) صالح بن کیسان سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ حدیبیہ میں شامل ہونے والے ۱۴ سو پیدل آدمی تھے اور دو سو گھوڑے تھے۔ بقول امام ابن کثیر اہل حدیبیہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا حصہ بھی شامل کیا اور آپ ﷺ کا حصہ "شق" کے علاقہ میں حضرت عدی بن عاصم رضی اللہ عنہ کے ساتھ متصل تھا۔

کتیبہ: ۔۔۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ کتیبہ کا نخلستان مال غنیمت کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ، قریبی اقارب، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، امہات المؤمنین اور ان لوگوں کے لیے تھا جنہوں نے فدک کے باشندوں سے صلح کا فریضہ ادا کیا تھا۔ ان میں سے ایک محیصہ بن مسعود بھی ہیں رسول اللہ ﷺ نے ان کو تیس وسق کھجور اور تیس وسق جو دیے تھے۔ خیبر مال کی وادی سرید اور وادی خاص بھی آپ کے حصے میں تھی۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے خیبر کی تمام زمین کے بارے میں خوب تفصیل سے بیان کیا ہے اور مفید بحث پیش کی ہے۔

تقسیم و پیمائش کس نے کی ۔۔۔۔ حصے جات اور ان کی تقسیم و پیمائش کا حساب حضرت جبار رضی اللہ عنہ بن صخر بن امیہ بن خنساء سلمی اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے انجام دیا۔ نخلستان خیبر کے پھل کا تخمینہ اور اندازہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ لگایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ نے یہ کام دو سال میں انجام دیا جب غزوہ موتہ میں شہید ہو گئے تو یہ کام جبار بن صخر رضی اللہ عنہ نے انجام دیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (اسمعیل، مالک، عبدالمجید بن سہیل، سعید بن مسیب) حضرت ابوسعید خدری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو خیبر کا گورنر مقرر کر کے روانہ کیا تو وہ عمدہ قسم کی کھجوریں لایا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہیں؟ اس نے نفی میں جواب دے کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم اس عمدہ کھجور کا ایک صاع دو صاع کے بدلے لیتے ہیں اور کبھی دو صاع تین صاع کے بدلے لیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کرو، خراب کھجور کی قیمت لگا کر بیچو اور اس کی آمدنی سے عمدہ کھجور خرید لو۔ بقول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ عبدالمجید بن سہیل نے یہ روایت حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن مسیب کے علاوہ ابو صالح سمان سے بھی بیان کی ہے۔

فدک کا باغ ۔۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کا وہ حصہ جو آپ ﷺ کو مسلمانوں کے ساتھ خیبر کی غنیمت سے ملا اور فدک کا باغ جو ایک بہت بڑا نخلستان تھا جس سے اہل فدک آپ سے خوف زدہ ہو کر دستبردار ہو گئے تھے اور بنی نضیر کے باغات بھی سب آپ کے حصے میں تھے یہ نخلستان رسول اللہ ﷺ کے لیے مخصوص تھے۔ آپ ﷺ اس کی پیداوار سے اپنے اہل و عیال پر سال بھر کا خرچ کیا کرتے تھے اور باقی بچنے والے مال کو گھوڑوں اور اسلحہ اور مسلمانوں کی جہادی ضروریات پر خرچ کیا کرتے تھے۔

نبی کا ترکہ صدقہ ہوتا ہے ...... نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن (سب یا اکثر) کا اعتقاد تھا کہ یہ سب زمین اور نخلستان رسول اللہ ﷺ کا ترکہ ہے اور ان کو یہ حدیث (ہم تمام انبیاء علیہم السلام کا کوئی وارث نہیں ہوتا ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے) معلوم نہ تھی۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اول سے اپنا اپنا حصہ وصول کرنے کی درخواست کی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو رسول اللہ ﷺ کا فرمان لا نورث ما ترکنا صدقة سنایا اور فرمایا کہ ان لوگوں کی پرورش اور بہتری کا خیال رکھوں گا جن کی پرورش اور بہتری اور خیر خواہی کا خیال رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے۔ واللہ! رسول اللہ ﷺ کے عزیز و اقارب کی صلہ رحمی مجھے اپنے رشتہ داروں کی صلہ رحمی سے زیادہ محبوب ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقام ...... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے واقعی درست کہا۔ وہ اس بات میں طاعت گزار اور رشد و ہدایت پر قائم اور حق پرست تھے۔ وراثت سے محرومی کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی معرفت کے سبب خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ ان زمینوں اور صدقات کی نگرانی ان کے حوالے کر دی جائے اور وہ اس کی پیداوار کو ان مصارف اور مقامات میں خرچ کریں گے، جن میں رسول اللہ ﷺ صرف کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو اس کی نگرانی حوالے کر دینے سے بھی معذرت فرمائی اور بتایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی نائب ہونے کا پورا حق ادا کریں گے اور آپ ﷺ کے بیان کردہ حق اور حسن سے ایک بال برابر تجاوز نہ کریں گے۔ یہ سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ناراض ہو گئیں اور غم و غصہ کا اظہار کیا اور ان کو یہ مناسب نہ تھا، کیونکہ خلیفہ اول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ عظیم شخصیت ہیں جن کا مقام و مرتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور تمام مسلمان، رسول اللہ ﷺ کے ہاں خوب جانتے ہیں۔ نبی علیہ السلام کی زندگی میں ان کی جاں نثاری اور وفات کے بعد ان کی تابعداری سے بھی خوب واقف ہیں۔ فجزاہ اللہ عن نبیہ وعن الاسلام واهله خیراً

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے چھ ماہ بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فوت ہو گئیں، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے از سر نو بیعت کی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے درخواست کی کہ ان صدقات کا انتظام ان کے حوالے کر دیا جائے اور اس بار صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی ان پر دباؤ ڈالا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم نے ان کی یہ درخواست کثرت اشغال، وسعت مملکت اور رعایا میں روز افزوں ترقی کے باعث منظور فرما لی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے اس کے انتظام و انصرام میں بالادست ہو گئے اور غالب آ گئے تو دونوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس یہ مقدمہ پیش کیا اور کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی اس سلسلہ میں آپ کے پاس بھیجا اور مطالبہ کیا کہ ان صدقات کی نگہداشت ان میں تقسیم کر دی جائے کہ بعض زمین کی نگہداشت یہ کرے اور بعض کی وہ۔

یہ مطالبہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو ماننے سے سخت انکار کیا کہ یہ تقسیم وراثت کی تقسیم کی طرح ہے اور فرمایا تم دونوں اکٹھے انتظام کر سکتے ہو تو بہتر ورنہ یہ میرے حوالے کر دو، واللہ کی قسم! میں اس کے علاوہ کوئی اور فیصلہ نہ کروں گا۔ لہٰذا یہ سب اراضی و باغات بنی نضیر، وادیٔ فدک اور خیبر میں رسول اللہ ﷺ کا حصہ خلافت عباسیہ تک حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد کے تصرف میں رہا۔

غلام اور خواتین کو حصہ نہ دیا ...... غزوہ خیبر میں جو غلام اور خواتین حاضر ہوئیں ان کو رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت سے کچھ حصہ نہ دیا صرف ان کو بطور عطیہ کچھ دیا۔ ابوداؤد (احمد بن حنبل، بشر بن مفضل، محمد بن زید) عمیر مولیٰ ابی اللحم سے روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے آقاؤں کے ساتھ غزوہ خیبر میں حاضر تھا، انہوں نے میرے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے بات چیت کی تو آپ ﷺ کے حکم کے موافق مجھے ایک تلوار دے دی گئی۔ (میں چھوٹے قد والا ہونے کی وجہ سے) اس کو زمین پر گھسیٹے ہوئے پھرتا اور آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ میں غلام ہوں تو آپ ﷺ نے بطور عطیہ مجھے کچھ دیا۔ اس روایت کو ترمذی اور نسائی نے قتیبہ از بشر بن مفضل بیان کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے اور امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو (علی بن محمد، وکیع، ہشام بن سعد، محمد بن زید بن مہاجر بن قنفذ) عمیر مذکور سے بیان کیا ہے۔

نمکین پانی سے دھو ڈالو...... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ غزوہ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چند عورتیں حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے ان کو حصہ نہیں بلکہ عطیہ دیا۔ سلیمان بن سحیم نے مجھے امیہ بنت ابی صلت کی معرفت ایک غفاری عورت نے بتایا کہ میں نے بنی غفار کی چند عورتوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ کے ساتھ خیبر جانا چاہتی ہیں زخمیوں کی مرہم پٹی کریں گی اور بقدر طاقت مجاہدین کی مدد کریں گی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی خیر و برکت سے تم بھی چلو چنانچہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے میں ایک کم عمر لڑکی تھی مجھے رسول اللہ ﷺ نے سواری پر اپنے پیچھے بٹھا لیا صبح کے وقت ہم سواری سے اترے تو پالان پر میرے خون کے نشانات تھے۔ یہ حیض کا خون مجھے پہلی مرتبہ آیا تھا میں یہ دیکھ کر شرم کے مارے سواری کے پہلو میں چھپ کر بیٹھ گئی۔

رسول اللہ ﷺ نے میری حالت اور خون کا نشان دیکھ کر پوچھا کیا بات ہے شاید تو ایام حیض سے ہو گئی ہے۔ میں نے اثبات میں جواب دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنے جسم سے صاف کر لو اور نمکین پانی سے اس پالان کے نشان دھو ڈالو اپنی سواری پر سوار ہو جاؤ۔

اس کا بیان ہے جب اللہ نے خیبر فتح کرا دیا تو آپ نے مال غنیمت میں سے ہمیں کچھ دیا اور یہ ہار جو تم میرے گلے میں دیکھ رہے ہو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے میرے گلے میں ڈالا۔ اللہ کی قسم! اب ہر وقت میرے گلے میں رہتا ہے موت کے وقت بھی اس کے گلے میں تھا اس نے وصیت کی کہ یہ میرے ساتھ قبر میں دفن کر دیا جائے۔ وہ حیض سے فارغ ہو کر غسل کرتی تو نمکین پانی سے غسل کرتی اور اس نے وصیت کی تھی کہ اس کو مرنے کے بعد نمکین پانی سے غسل دیا جائے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابوداؤد نے اس روایت کو محمد بن اسحاق سے نقل کیا ہے اور ”اطراف“ میں ہم نے استاذ محترم ابو الحجاج مزی م ۷۴۲ھ سے روایت کی ہے کہ اس روایت کو واقدی نے ابوبکر بن ابی سبرہ و سلیمان بن سحیم و علی بنت ابی الحکم امیہ بنت ابی صلت از رسول اللہ ﷺ بیان کیا ہے۔

مردوں کی طرح حصہ دیا...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (حسن بن موسیٰ، رافع بن سلمہ اشجعی) حشرج بن زیاد کی دادی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم چھ عورتیں خیبر کی طرف روانہ ہوئیں۔ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے ہمیں بلایا اور غصے کے لہجہ میں فرمایا تم کیوں آئی ہو اور کس کے حکم سے آئی ہو تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم تیر اٹھا کر دیں گی، ستو پلائیں گی، ہمارے پاس زخمیوں کے لئے ادویات ہیں اور ہم بال کات کر مجاہدین کی مدد کریں گی، یہ سن کر آپ ﷺ نے ہمیں ساتھ جانے کا حکم دیا۔ اس کا بیان ہے کہ جب اللہ نے خیبر میں آپ ﷺ کو فتح عطا فرمائی تو آپ ﷺ نے ہمیں مردوں کی طرح حصہ دیا۔ میں نے پوچھا اے دادی جان! آپ کو کیا دیا تھا کہا کھجوریں دیں ---- ابن کثیر - کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو پیداوار میں سے کچھ دیا اور باقی رہا مردوں کی طرح حصہ تو وہ غالباً نہیں دیا واللہ اعلم۔

کھجوروں کا میٹھا پانی...... حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابو عبداللہ الحافظ، ابو عبداللہ اصفہانی، حسن بن جہم، حسین بن فرج، واقدی، عبدالسلام بن موسیٰ بن جبیر، ابیہ، جدہ) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میں غزوہ خیبر میں اپنی حاملہ بیوی کو ساتھ لے کر روانہ ہوا راستہ میں اس کی ولادت کی نوبت آئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو مطلع کیا تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کھجور کو پانی میں بھگو دو جب خوب اچھی طرح بھیگ جائیں تو اس کو پلا دو۔ میں نے یہ میٹھا پانی اس کو پلایا تو اس کو درد محسوس نہ ہوا جب خیبر فتح ہوا تو آپ ﷺ نے کسی عورت کو مال غنیمت سے حصہ نہیں دیا صرف عطیہ دیا تھا میری بیوی اور نو مولود بچے کو بھی عطیہ دیا۔ عبدالسلام راوی کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ نو مولود بچہ تھا یا بچی۔

تم ہم سے ہجرت میں سبقت لے گئے:...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن علاء، ابو اسامہ، برید بن عبداللہ بن ابی بردہ، ابو بردہ) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم یمن میں تھے کہ ہمیں نبی علیہ السلام کی ہجرت کے بارے میں معلوم ہوا تو میں اور میرے دو بھائی ابو رہم اور ابو بردہ ہجرت کر کے آپ ﷺ کی جانب روانہ ہوئے۔ میں ان دونوں سے چھوٹا تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ان کے ساتھ ان کی قوم کے پچاس سے زائد افراد یا تریپن (۵۳) یا باون (۵۲) تھے (صحیح طرح معلوم نہیں) چنانچہ ہم سب کشتی پر سوار

ہوئے اتفاق سے ہماری کشتی نے ہمیں حبشہ پہنچا دیا وہاں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے ہماری ملاقات ہوئی تو ہم وہاں ٹھہر گئے، یہاں تک کہ ایک ساتھ مدینہ آئے تو نبی علیہ السلام خیبر فتح کر چکے تھے بعض لوگ ہمارے بارے میں کہتے تھے کہ ہم ہجرت کرنے میں تم سے سبقت لے گئے ہیں۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہ بھی حبشہ سے آنے والوں میں شامل تھیں، یہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کے لئے گئیں۔ انہوں نے بھی صحابہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ اسماء رضی اللہ عنہ بیٹھی ہی تھیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آن پہنچے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھ کر پوچھا یہ کون عورت ہے؟ بتایا اسماء رضی اللہ عنہ بنت عمیس ہیں، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ حبشہ میں رہنے والی ہیں، بحری سفر طے کر کے آئی ہیں، تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہ نے کہا جی ہاں! یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی اور رسول اللہ ﷺ پر ہمارا تم سے زیادہ حق ہے۔ یہ سن کر حضرت اسماء رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور کہنے لگیں ہرگز نہیں، اللہ کی قسم تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے وہ تمہارے بھوکے کو کھانا کھلاتے اور جاہل کو دین سکھاتے تھے اور ہم حبشہ میں دور دراز علاقہ میں تھے، دشمن کے ملک میں تھے، یہ محض اللہ اور اس کے رسول کی رضامندی کی خاطر تھا، واللہ! میں کچھ کھانے پینے سے پہلے ہی تمہارا مقولہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیان کروں گی، اور آپ ﷺ سے دریافت کروں گی، واللہ! میں نہ جھوٹ بولوں گی نہ اس کو بدل کر بیان کروں گی اور نہ اس پر اضافہ کروں گی۔

مجھ پر تم سے زیادہ کسی کا حق نہیں ...... چنانچہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! عمر رضی اللہ عنہ ایسے ایسے کہتا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا تم نے اس کو جواب میں کیا کہا تو انہوں نے بتایا میں نے ایسا ایسا جواب دیا۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا مجھ پر تم سے زیادہ، کسی کا حق نہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں کی تو ایک ہجرت ہوئی اور اے کشتی والو! تمہاری تو دو ہجرتیں ہوئیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہ کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر کشتی والے جماعت در جماعت میرے پاس آتے اور مجھ سے حدیث کے بارے میں پوچھتے۔ نبی علیہ السلام کے اس تبصرے اور فرمان سے دنیا کی کوئی چیز ان کے نزدیک فرحت بخش اور عظیم نہ تھی اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ تو یہ حدیث مجھ سے بار بار سنتے تھے۔

قرآن کی آواز سے پہچان لینا ...... ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں اشعری ساتھیوں کی آواز پہچانتا ہوں۔ جب وہ رات کو اپنے گھروں میں قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور میں رات کو قرآن کی آواز سے ان کے گھروں اور ٹھکانوں کو پہچان لیتا ہوں، اگرچہ میں نے ان کے ٹھکانے دن کے وقت نہ دیکھے ہوں۔ ان میں سے ایک شخص حکیم ہے، جب وہ دشمن کے لشکر سے ملتا ہے تو ان سے یہ کہتا ہے کہ میرے ساتھی تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم ان کا انتظار کرو۔

اس روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابو کریب اور عبداللہ بن براد کی معرفت ابو اسامہ سے نقل کیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (اسحاق بن ابراہیم، حفص بن غیاث، یزید بن عبداللہ بن ابی بردہ) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ نبی علیہ السلام کے پاس خیبر کی فتح کے بعد آئے اور آپ ﷺ نے ہمیں مال غنیمت سے حصہ دیا اور ہمارے سوا کسی کو حصہ نہیں دیا جو خیبر کی فتح میں شریک نہ تھا۔ یہ روایت مسلم میں نہیں صرف بخاری میں ہے، اس کو ابو داؤد اور ترمذی نے برید بن عبداللہ سے بیان کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔

فتح خیبر کی خوشی زیادہ ہے یا جعفر رضی اللہ عنہ کے آنے کی ...... محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو نجاشی کی طرف بھیجا کہ حبشہ میں باقی بچنے والے صحابہ رضی اللہ عنہ کو بھیج دے چنانچہ یہ لوگ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی معیت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس فتح خیبر کے وقت آئے۔ سفیان بن عیینہ نے اجلح کی معرفت شعبی سے نقل کیا ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کے پاس آئے، تو آپ ﷺ نے ان کی پیشانی کو چوما، اور ان کو گلے سے لگایا اور فرمایا، واللہ! مجھے معلوم نہیں کہ مجھے فتح خیبر کی زیادہ خوشی ہے یا جعفر رضی اللہ عنہ کے آنے کی۔

حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابو عبداللہ الحافظ، حسین بن ابی اسماعیل علوی، احمد بن محمد بیروتی، محمد بن احمد بن ابی طیب، مکی بن ابراہیم، اوزاعی، سفیان

ثوری ابو الزبیر سے) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ جب حبشہ سے آئے اور رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوئی، تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو دیکھ کر آپ کی تعظیم و تکریم کی خاطر ایک پاؤں پر ناچ کر دکھانے لگے، رسول اللہ ﷺ نے ان کی پیشانی کو چوما۔ بقول مؤلف رحمۃ اللہ علیہ [illegible] روایت [illegible] بعض راوی اس سند میں مجہول اور غیر معروف ہیں۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھی

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ان آدمیوں سے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھی جو ان کے ساتھ آئے وہ کل سولہ شخص تھے

(۱) جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب ہاشمی۔

(۲) ان کی بیوی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا۔

(۳) عبداللہ بن جعفر مولود حبشہ۔

(۴) خالد رضی اللہ عنہ بن سعید بن عاص بن امیہ بن عبد شمس۔

(۵) ان کی زوجہ امینہ رضی اللہ عنہا بنت خلف بن اسعد۔

(۶) سعید رضی اللہ عنہ بن خالد۔

(۷) امۃ بنت خالد ان دونوں کی اولاد حبشہ میں ہوئی۔

(۸) عمرو رضی اللہ عنہ بن سعید بن عاص۔

(۹) معیقیب رضی اللہ عنہ بن ابی فاطمہ حلیف آل سعید بن عاص۔

(۱۰) ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اشعری عبداللہ بن قیس حلیف آل عتبہ بن ربیعہ۔

(۱۱) اسود رضی اللہ عنہ بن نوفل بن خویلد اسدی۔

(۱۲) جہم رضی اللہ عنہ بن قیس بن عبد شرحبیل عبدری ان کی بیوی ام حرملہ رضی اللہ عنہا بنت عبد الاسود حبشہ میں فوت ہوئی تھی۔ عمرو رضی اللہ عنہ بن جہم اور خزیمہ رضی اللہ عنہ بن جہم بھی وہیں فوت ہو گئے تھے جہم کے بیٹے۔

(۱۳) عامر رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص زہری۔

(۱۴) ان کا حلیف عتبہ بن مسعود ہذلی۔

(۱۵) حارث رضی اللہ عنہ بن خالد بن صخر تیمی ان کی بیوی ریطہ رضی اللہ عنہا بنت حارث حبشہ ہی میں فوت ہو گئی تھی۔

(۱۶) عثمان بن ربیعہ بن اُہبان جمحی۔

(۱۷) محمیہ رضی اللہ عنہ بن جزء زبیدی حلیف بنی سہم۔

(۱۸) معمر رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ بن نضلہ عدوی۔

(۱۹) ابو حاطب رضی اللہ عنہ بن عمرو بن عبد شمس عامری۔

(۲۰) مالک رضی اللہ عنہ بن ربیعہ بن قیس بن عبد شمس عامری۔

(۲۱) ان کی بیوی عمرہ رضی اللہ عنہا بنت سعدی۔

(۲۲) حارث رضی اللہ عنہ بن عبد شمس بن لقیط فہری (ان [illegible])۔

مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے [illegible] حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اشعری [illegible] ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ [illegible] [illegible] رضی اللہ عنہ اشعری [illegible] معلوم [illegible]

ان سب حضرات [illegible]

عمدہ انداز میں بحث لکھی ہے۔

نعمان بن قوقل کا قاتل ... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (علی بن عبداللہ، سفیان، زہری اور ان سے اسماعیل بن امیہ نے پوچھا عنبسہ بن سعید) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے مال غنیمت کے بارے میں سوال کیا تو سعید رضی اللہ عنہ بن عاص کے کسی لڑکے نے کہا آپ ان کو نہ دیں تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ تو ابن قوقل رضی اللہ عنہ کا قاتل ہے تو اس نے کہا واہ بہت خوب ایک بلا جانور "قدوم ضان" سے اترا ہے۔ عجیب ہے یہ دال سعد۔

ابان رضی اللہ عنہ بن سعید ... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے زہری سے عنبسہ کی معرفت سعید رضی اللہ عنہ بن سعید سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے علاوہ سعید رضی اللہ عنہ بن عاص کو بتا رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابان رضی اللہ عنہ کو مدینہ سے نجد کی طرف ایک فوجی دستہ میں بھیجا اور اس کے ساتھی رسول اللہ ﷺ کے پاس فتح خیبر کے بعد آئے ان کے گھوڑوں کے تنگ کھجور کی چھال کے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ ان کو حصہ نہ دیں تو یہ بات سن کر ابان رضی اللہ عنہ نے کہا اے وبر تیرا یہ مرتبہ کب ہوا (یا وبر تحدر من راس ضال) یعنی تو "ضال" کی چوٹی سے اترا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابان بیٹھ جاؤ اور ان کو مال غنیمت سے حصہ نہ دیا۔ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی سند بیان کی ہے کہ سعید رضی اللہ عنہ بن منصور نے اسماعیل بن عیاش کی معرفت محمد بن ولید زبیدی سے یہ روایت کی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (موسیٰ بن اسماعیل، عمرو بن یحییٰ بن سعید) جد سعید بن عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ بن عاص سے روایت کرتے ہیں کہ ابان رضی اللہ عنہ بن سعید آئے اور رسول اللہ ﷺ کو سلام عرض کیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ نعمان بن قوقل رضی اللہ عنہ کا قاتل ہے تو ابان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہا واہ واہ اے وبر! (تو قدوم ضان کی چوٹی سے لڑھکتا ہوا آیا ہے (اس جانور کی مانند) مجھے تو ایسے شخص کا طعنہ دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو میرے ہاتھ سے شہادت کا درجہ دیا اور مجھ کو اس کے ہاتھ سے رسوا نہیں کیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث کتاب المغازی میں اسی طرح بیان کی ہے اور کتاب الجہاد میں حمیدی کی حدیث کے بعد (سفیان، زہری از عنبسہ بن سعید از ابو ہریرہ) بیان کیا ہے کہ خیبر کے فتح ہونے کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ مجھے خیبر سے حصہ دیں تو آل سعید رضی اللہ عنہ بن عاص میں سے کسی نے کہا آپ ﷺ اس کو نہ دیں تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! یہ ابن قوقل رضی اللہ عنہ کا قاتل ہے۔ سفیان کہتے ہیں کہ یہ حدیث مجھے عمرو بن یحییٰ بن سعید سعیدی نے اپنے دادا کی معرفت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فتح خیبر کے بعد آئے ... اس حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس بات کی وضاحت ہے کہ وہ غزوہ خیبر میں شریک نہ تھے اور وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں فتح خیبر کے بعد آئے رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے مشورہ کیا اور آپ ﷺ نے انہیں ان کے حصص میں شریک فرمایا۔

مال کا آگ بن جانا ... علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ اور فتح خیبر کے درمیانی عرصہ میں تشریف لائے تھے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (عبداللہ بن محمد، معاویہ بن عمرو، ابو اسحاق، مالک بن انس، ثور) سالم مولیٰ عبداللہ بن مطیع سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ہم نے خیبر فتح کیا ہم نے مال غنیمت میں سونا چاندی نہیں پایا بلکہ گائے، اونٹ، گھر کا سامان اور باغات حاصل کئے پھر وہاں سے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وادی القریٰ میں آئے اور آپ ﷺ کے ساتھ آپ کا غلام مدعم بھی تھا جو آپ ﷺ کو بنی ضباب کے ایک شخص نے تحفہ دیا تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کا کجاوہ اتار رہا تھا کہ اس کو ایک نامعلوم تیر لگا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے کہا اس کو شہادت مبارک ہو تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! بے شک وہ چادر جو اس نے خیبر کے مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے چرائی تھی وہ آگ بن کر اس کو جلا رہی ہے۔

تقسیم سے پہلے لیا ہوا مال واپس کر دیا ...... رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سن کر ایک آدمی ایک یا دو جوتے کے تسمے لایا اور اس نے کہا یہ میں نے تقسیم غنیمت سے پہلے لے لئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر تو واپس نہ کرتا تو یہ ایک یا دو تسمے (قیامت کے دن) آگ بن جاتے۔

زہر آلود بھنی ہوئی بکری کا تحفہ ...... خیبر میں زہر آلود بکری کا گوشت آپ ﷺ کے سامنے رکھنا۔ اس باب میں عروہ رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ کو ایک زہر آلود (بھنی ہوئی) بکری بطور تحفہ بھیجی گئی۔ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو یہاں اسی طرح مختصر نقل کیا ہے)۔

حضور اکرم ﷺ کے یہودیوں سے چند سوالات ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (حجاج، لیث، سعید بن ابی سعید) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہو گیا تو آپ ﷺ کے پاس ایک زہر آلود بھنی ہوئی بکری بطور تحفہ بھیجی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے سامنے یہاں کے سب یہودی جمع کرو۔ جب وہ سب جمع ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تم سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں کیا تم مجھے سچ بتاؤ گے؟ انہوں نے کہا جی ہاں! اے ابوالقاسم! تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا تمہارا باپ کون ہے؟ انہوں نے کہا فلاں ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو جھٹلاتے اور تردید کرتے ہوئے فرمایا: نہیں بلکہ تمہارا باپ فلاں ہے۔ یہ سن کر انہوں نے آپ ﷺ کی تصدیق کرتے ہوئے کہا واقعی آپ نے سچ کہا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم مجھے سچ بتاؤ گے جب میں تم سے کسی چیز کے بارے میں پوچھوں تو انہوں نے کہا اے ابوالقاسم! ہم سچ بتائیں گے اگر ہم جھوٹ بولیں گے تو آپ کو ہمارا جھوٹ معلوم ہو جائے گا۔ جیسا کہ والد کے سوال میں ہوا۔ تو آپ ﷺ نے پوچھا دوزخی کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا، ہم تھوڑے دن اس میں محدود ہوں گے، پھر تم ہمارے جانشین ہو جاؤ گے، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، خدا! ہم تمہارے کبھی بھی جہنم میں جانشین نہیں ہوں گے۔

پھر آپ ﷺ نے پوچھا کیا مجھے درست جواب دو گے جب میں تم سے سوال کروں تو انہوں نے کہا جی ہاں! اے ابوالقاسم! آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم نے اس بھنی ہوئی بکری میں زہر ڈالا ہے؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو آپ ﷺ نے پوچھا تم نے یہ کیوں کیا؟ تو انہوں نے کہا ہمارا یہ مقصد تھا کہ آپ جعلی نبی ہوں گے تو ہمیں آپ سے سکون نصیب ہوگا اور اگر آپ واقعی نبی ہوں گے تو آپ پر یہ زہر اثر انداز نہ ہوگا۔ "کتاب الجزیۃ" میں اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن یوسف از لیث بیان کیا ہے اور کتاب المغازی میں قتیبہ از لیث بیان کیا ہے۔

جرم کا اقرار ...... حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابو عبداللہ الحافظ، ابو العباس الاصم، سعید بن سلیمان، عباد بن العوام، سفیان بن حسین، زہری، سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبدالرحمن بن عوف) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کسی یہودی عورت نے رسول اللہ ﷺ کے پاس زہر آلود بکری تحفتاً بھیجی تو آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو فرمایا رک جاؤ یہ تو زہر آلود بکری ہے اور آپ ﷺ نے اس سے پوچھا تم نے یہ حرکت کیوں کی؟ تو اس نے کہا میرا ارادہ تھا، اگر آپ سچے نبی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو آگاہ فرما دے گا اور اگر آپ مصنوعی نبی ہوئے تو میں لوگوں کو آپ کی تکلیف سے بچا دوں گی۔ آپ نے یہ بات سن کر اس کو کچھ نہ کہا۔ اس روایت کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ہارون بن عبداللہ کی معرفت سعید بن سلیمان سے نقل کیا ہے، نیز حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو عبداللہ بن ابی نضر از ابو النضر از جویریہ بن عبداللہ کی طرح بیان کیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے (شریح، عباد، ہلال بن خباب، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ کسی یہودی عورت نے رسول اللہ ﷺ کو ایک زہر آلود بکری بطور تحفہ بھیجی۔ آپ ﷺ نے اس عورت کو بلا بھیجا اور پوچھا تم نے یہ حرکت کیوں کی ہے؟ اس نے جرم کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ میری یہ خواہش تھی کہ اگر آپ واقعی نبی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو باخبر کر دے گا اور اگر آپ نبی نہ ہوئے تو میں لوگوں کو آپ سے راحت دلا دوں گی۔

سینگی لگوانا ...... راوی کہتے ہیں کہ جب آپ ﷺ اس زہر سے تکلیف محسوس کرتے تو سینگی لگواتے چنانچہ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ سفر میں حالت احرام میں اس زہر کا اثر محسوس کیا تو آپ نے سینگی لگوائی۔ (عفان، عبدالواحد، ہلال سے) مختصر میں (شعبہ از ہشام بن زید از انس بن مالک) اعرابی سے کہ

یہودی عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس زہر آلود بھنی ہوئی بکری لائی آپ ﷺ نے اس سے [illegible] اس عورت کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے [illegible] رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا میں نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ [illegible] مجھ پر مسلط [illegible] صحابہ نے پوچھا کیا ہم اسے قتل نہ کر دیں؟ تو آپ نے فرمایا نہیں۔
حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس زہر کا اثر رسول اللہ ﷺ کے مسوڑھوں میں مسلسل دیکھتا رہا۔

[illegible] والا کون: امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ (سلیمان بن داؤد) [illegible] ابن وہب [illegible] سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ خیبر کی ایک یہودی عورت نے بھنی ہوئی بکری میں زہر ملایا [illegible] رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں [illegible] رسول اللہ ﷺ نے اس کی دستی [illegible] آپ ﷺ [illegible] آپ ﷺ نے [illegible] ہاتھ اٹھا لو [illegible] [illegible] یہودی عورت [illegible] [illegible] آپ نے [illegible] [illegible] آپ ﷺ [illegible] [illegible] آپ ﷺ [illegible] [illegible] آپ ﷺ نے اس [illegible] [illegible] سینگی لگوائی۔

عورت کو قتل [illegible]: [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آپ ﷺ [illegible] [illegible] آپ ﷺ نے اس [illegible]

یہودی عورت مسلمان ہوگئی: [illegible] (عبد الرزاق [illegible]) [illegible] روایت کرتے ہیں کہ خیبر [illegible] یہودی عورت نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بھنی ہوئی بکری [illegible] آپ ﷺ [illegible] [illegible] آپ ﷺ [illegible] [illegible] اس عورت سے پوچھا [illegible] آپ ﷺ [illegible] [illegible] آپ ﷺ [illegible] [illegible] تو آپ [illegible] [illegible] آپ ﷺ [illegible] [illegible] وفات پا گئے۔
[illegible] رحمۃ اللہ علیہ سے روایت مرسل ہے [illegible] [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] ساتھ پایا۔

یہودی عورت [illegible]: [illegible] [illegible] [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible]

فرماتے ہیں۔

نبی علیہ السلام صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو آپ کے ساتھ بشر بن براء بن معرور بھی تھے۔ اس نے ایک بھنی ہوئی بکری پیش کی رسول اللہ ﷺ نے دستی پکڑلی اور اس سے نوچ لیا اور بشر رضی اللہ عنہ نے ایک ہڈی کو پکڑ کر اس کو نوچا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا لقمہ نگل لیا تو بشر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے منہ والا لقمہ نگل لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کھانے سے ہاتھ روک لو، کیونکہ اس دستی نے مجھے بتایا ہے کہ اس میں موت کی خبر دی گئی۔ پھر بشر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم میں نے جو لقمہ کھایا ہے اس میں یہ اثر محسوس کیا تھا۔ لیکن مجھے اسی بات نے اس کو تھوکنے سے منع کیا کہ جب آپ ﷺ نے نگل لیا تو آپ کی وجہ سے میں نے نگل لیا اور میری یہ خواہش تھی کہ آپ نے وہ نہ کھایا ہوتا۔ پس میں ڈر رہا تھا چنانچہ بشر رضی اللہ عنہ اپنی جگہ سے نہ اٹھے تھے کہ ان کا رنگ سیاہ طیلسان کی طرح ہوگیا اور درد نے اس قدر بے چین کر دیا کہ وہ اپنی جگہ سے ہل نہ سکے یہاں تک کہ ان کو اٹھا دیا گیا۔

زہری رحمۃ اللہ علیہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس دن رسول اللہ ﷺ نے سینگی لگوائی بنی بیاضہ کے ایک غلام نے یہ عمل انجام دیا۔ رسول اللہ ﷺ اس کے بعد تین سال تک زندہ رہے یہاں تک کہ آپ نے مرض موت میں فرمایا خیبر میں جو لقمہ میں نے زہر آلود بکری کا کھایا تھا اس کی تکلیف برابر محسوس کرتا رہا ہوں حتیٰ کہ اب میری رگ جان کٹ رہی ہے۔ چنانچہ آپ نے شہادت کا درجہ پایا۔

محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ (فتح خیبر کے بعد) مطمئن اور بے فکر ہوگئے تو زینب بنت حارث زوجہ سلام بن مشکم نے آپ کے پاس بھنی ہوئی بکری کا تحفہ بھیجا اس نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو کون سے عضو کا گوشت زیادہ پسند ہے لوگوں نے بتایا کہ دستی کا گوشت زیادہ مرغوب ہے۔ چنانچہ اس نے دستی میں خوب زہر ملایا اور باقی گوشت کو بھی زہر آلود کر کے لائی جب اس نے آپ ﷺ کے سامنے رکھا تو آپ ﷺ نے دستی پکڑ کر اس کے ایک ٹکڑے کو منہ میں چبایا لیکن نگلا نہیں، آپ ﷺ کے ساتھ بشر بن براء بن معرور بھی تھے۔ انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کی طرح ایک لقمہ لے کر اس کو نگل لیا لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس کو تھوک دیا تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا یہ ہڈی مجھے بتا رہی ہے کہ وہ زہر آلود ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس عورت کو بلایا تو اس نے جرم کا اقرار کر لیا تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا تم نے ایسا کیوں کیا تو اس نے کہا آپ کو میری قوم کے مصائب کا خوب علم ہے۔ میں نے سوچا اگر وہ بادشاہ ہوا تو مجھے اس سے راحت مل جائے گی اور اگر نبی ہوا تو اسے اطلاع مل جائے گی۔ چنانچہ آپ نے اس کو معاف فرمایا اور حضرت بشر رضی اللہ عنہ کی اس لقمہ سے موت واقع ہوگئی۔

بشر کی ہمشیرہ۔۔۔۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے مروان بن عثمان بن ابی سعید بن معلی نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مرض موت میں بشر بن براء رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ام بشر آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا اے ام بشر اب میں اس زہریلے لقمہ سے جو تیرے بھائی کے ساتھ کھایا تھا اپنی شہ رگ کے کٹنے کی تکلیف محسوس کر رہا ہوں۔ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نبوت و رسالت کے ساتھ شہادت کے درجہ پر بھی فائز ہیں۔

زہریلا گوشت کھایا اور نقصان نہ ہوا۔۔۔۔ حافظ ابوبکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ہلال بن بشر، سلیمان بن یوسف حرانی، ابو غیاث سہل بن حماد، عبدالملک بن ابی نضرہ، ابیہ) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ خدری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی عورت نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کھال سمیت بھنی ہوئی بکری کا تحفہ بھیجا لوگوں نے کھانے کے لئے ہاتھ بڑھائے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رک جاؤ اس کا ایک عضو مجھے بتا رہا ہے کہ یہ زہریلا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس عورت کو بلا بھیجا اور اس سے پوچھا کیا تم نے اس میں زہر ملایا ہے؟ اس نے جرم کا اقرار کر لیا تو پوچھا تم نے یہ کام کیوں کیا ہے تو اس نے جواب دیا میرا خیال تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہوئے تو لوگوں کو آپ سے نجات مل جائے گی اور اگر آپ سچے ہوئے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی خبر دے دے گا۔ چنانچہ آپ نے ہاتھ دراز کر کے کہا کھاؤ بسم اللہ اس کا بیان ہے کہ ہم نے یہ گوشت اللہ کا نام لے کر کھایا اور کسی کو نقصان نہ ہوا۔

یہ روایت صرف عبدالملک بن ابی نضرہ سے مروی ہے اور بقول امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس میں شدید قسم کی کمزوری اور غرابت ہے۔ واللہ اعلم۔

عیینہ کا خواب...... واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خیبر کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ عیینہ بن حصن نے مسلمان ہونے سے پہلے ایک خواب دیکھا اور اس کو خواب سے یہ امید پیدا ہوئی کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے جنگ کر کے کامیاب ہو سکتا ہے چنانچہ وہ خیبر کی طرف روانہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ خیبر فتح کر چکے تھے تو اس نے کہا اے محمد! آپ نے جو مال غنیمت میرے حلیفوں ــــ اہل خیبر ــــ سے حاصل کیا ہے وہ آپ مجھے دے دیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرا خواب جھوٹا ہے اور آپ نے اس کو وہ خواب بھی بتا دیا تو عیینہ واپس چلا آیا۔

یہودی کا اعتراف...... عیینہ کی حارث بن عوف سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا کیا میں نے تجھے بتایا نہ تھا کہ تو ایک بیکار کوشش اور سعی لا حاصل کر رہا ہے واللہ محمد ﷺ مشرق و مغرب کے درمیان ہر چیز پر غالب آ جائیں گے۔ خیبر کے یہودی ہمیں یہ بات بتایا کرتے تھے۔

نبوت کی وجہ سے حسد کرنا...... میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ابو رافع سلام بن ابی الحقیق کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ہم محمد ﷺ سے نبوت کی وجہ سے حسد کرتے ہیں کہ وہ ہارون کے خاندان سے خارج ہو گئی ہے۔ واللہ بے شک وہ رسول ہیں لیکن یہودی میری یہ بات نہیں مانتے ہم پر ان کے ہاتھوں دو دفعہ ذبح اور ہلاک ہونا ہے ایک دفعہ یثرب میں اور دوسری دفعہ خیبر میں۔ حارث کہتے ہیں کہ میں نے سلام سے پوچھا کیا وہ دنیا پر غالب آ جائے گا؟ تو اس نے کہا "ہاں" بخدا اس ذات کی قسم جو موسیٰ پر تورات نازل ہوئی ہے لیکن میں پسند نہیں کرتا کہ یہود کو محمد کے بارے میں میری اس بات کا علم ہو۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ خیبر سے فارغ ہو کر وادی القریٰ کی طرف روانہ ہوئے چند روز ان کا محاصرہ کیا اور مدینہ واپس لوٹ آئے۔ بعد ازاں امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے مدعم غلام کو ہلاکی تیر لگنے کا واقعہ مفصل بیان کیا ہے اور وادی القریٰ کا ذکر آگے بیان ہوگا۔

اشجعی کا جنازہ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ یحییٰ بن سعید، محمد بن یحییٰ بن حبان، ابو عمرہ کے ذریعے زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اشجعی صحابی غزوہ خیبر میں فوت ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کو بتایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو۔ یہ سن کر لوگوں کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے ساتھی نے مال غنیمت میں خیانت کی ہے ہم نے اس کا سامان کھول کر دیکھا تو اس میں ایک ہار تھا جو دو درہم کے بھی مساوی نہ تھا۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور نسائی نے اس روایت کو اسی طرح یحییٰ بن سعید قطان سے نقل کیا ہے۔ نیز اس کو ابوداؤد نے بشر بن مفضل اور ابن ماجہ نے لیث بن سعد کی معرفت یحییٰ بن سعید انصاری سے بھی بیان کیا ہے۔

بنی فزارہ کی بدحواسی...... موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ خیبر سے واپسی کے وقت رسول اللہ ﷺ سے بنی فزارہ نے جنگ کا ارادہ کیا اور وہ اس کے لئے جمع بھی ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کو "فلاں مقام" پر لڑنے کا پیغام بھیجا تو وہ یہ پیغام سن کر بھاگ کھڑے ہوئے اور جہاں راستہ پایا چلے گئے۔

سفر کے دوران نکاح فرمایا...... حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین جب حیض سے پاک ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے اثنائے سفر میں بمقام "سد الصہباء" ان سے نکاح کیا اور دعوت ولیمہ میں حیس اور ستو کا انتظام کیا اور وہاں تین دن قیام فرمایا وہ مسلمان ہو گئی تھیں آپ ﷺ نے ان کو آزاد کر کے نکاح کر لیا اور ان کی آزادی اور عتق کو مہر قرار دیا آپ ﷺ وہاں سے روانہ ہوئے تو ان کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھا کر پردہ ڈال دیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم سمجھ گئے کہ ان کا شمار امہات المؤمنین کی ماؤں میں ہے اور ہم بحث ملحقات والدہ محترمہ رضی اللہ عنہا میں ان کا تذکرہ حسب ضرورت کیا ہے تفصیل کی جائے گی۔

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے لئے دعا...... رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اپنے خیمہ میں رات بسر کی اور حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ انصاری تلوار لٹکا کر صبح تک آپ کے خیمے کا پہرہ دیتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھ کر کہا ابو ایوب کیا بات ہے؟

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ پر اس عورت سے خطرہ محسوس کیا کہ آپ نے اس کے والد، شوہر اور قوم کو قتل کیا ہے اور یہ خود بھی نومسلم ہے لہٰذا مجھے اس سے آپ کے لئے خوف ہوا۔ تو میں نے پاسبانی کی اور میرا خیال ہے کہ یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ نے ان کو دعا دی "اے اللہ ابو ایوب کی حفاظت فرما جیسا کہ یہ رات بھر میری حفاظت کرتا رہا ہے۔"

خیبر سے واپسی میں نماز فجر سورج چڑھے پڑھی ... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے بذریعہ زہری رحمۃ اللہ علیہ سعید رضی اللہ عنہ بن مسیب سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ خیبر سے واپسی کے دوران تھکن کے باعث نماز فجر بروقت ادا نہ کر سکے اور رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے نیند سے بیدار ہوئے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم نے کیا کیا؟ یہ سن کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی طرح مجھے بھی نیند آ گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا تم نے درست کہا پھر آپ ﷺ وہاں سے علیحدہ ہو کر تھوڑی دور گئے وہاں اتر کر وضو کیا اور حسب سابق نماز فجر پڑھی۔ اس روایت کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بذریعہ زہری سعید رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مرسل بیان کیا ہے اور یہ روایت اس سند سے مرسل ہے۔

یاد آنے پر نماز پڑھ لی۔ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ (احمد بن صالح، ابن وہب، یونس، ابن شہاب، سعید بن مسیب) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ خیبر سے واپسی کے وقت رسول اللہ ﷺ رات بھر چلتے رہے یہاں تک کہ انہیں نیند نے ستایا تو اتر کر سو گئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا آج رات ہماری حفاظت کرنا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ پالان سے ٹیک لگائے لیٹ رہے تھے کہ نیند غالب آ گئی۔ رسول اللہ ﷺ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دن چڑھے بیدار ہوئے مگر رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے جاگے تو آپ ﷺ نے گھبرا کر فرمایا اے بلال! تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ پر میرے ماں باپ قربان، مجھے بھی آپ کی طرح نیند غالب آ گئی۔ چنانچہ وہ لوگ وہاں سے تھوڑی مسافت چلے پھر اتر کر رسول اللہ ﷺ نے وضو فرمایا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے تکبیر کہی اور آپ ﷺ نے ان کو فجر کی نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو کر فرمایا جو شخص نماز بھول جائے جب یاد آئے تو پڑھ لے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے واقم الصلٰوۃ لذکری (طٰہٰ ۱۴) یاد آنے پر نماز پڑھو۔ یونس کہتے ہیں کہ امام ابن شہاب "لذکری" کو "للذکری" پڑھا کرتے تھے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح حرملہ بن یحییٰ از عبداللہ بن وہب بیان کیا ہے اور اس میں یہ مذکور ہے کہ یہ واقعہ خیبر سے واپسی کے دوران پیش آیا۔

(شعبہ از جامع بن شداد از عبدالرحمٰن بن ابی علقمہ از ابن مسعود) منقول ہے کہ یہ واقعہ صلح حدیبیہ سے واپسی کے دوران پیش آیا۔ اور حضرت ابن مسعود کی ایک روایت میں ہے کہ بلال نگرانی کر رہے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ (یعنی ابن مسعود) نگہبانی کر رہے تھے۔ بقول حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ممکن ہے کہ یہ واقعہ دو بار پیش آیا ہو۔ عمران بن حصین اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نماز سے سو جانے کا بیان ہے اور اس میں وضو کے ظرف اور برتن کا واقعہ بھی مذکور ہے۔ احتمال ہے کہ یہ مزید واقعہ ہو تیسرا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بیان کیا ہے کہ یہ واقعہ غزوہ تبوک سے واپسی کے دوران پیش آیا۔ زائدہ بن سلیمان نے (شعبہ از جامع بن شداد از عبدالرحمٰن از ابن مسعود رضی اللہ عنہ) نقل کیا ہے کہ یہ واقعہ تبوک سے واپسی کے وقت پیش آیا تھا واللہ اعلم۔

حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ روایت بیان کی ہے جس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عوف اعرابی کے قصہ میں ابو رجاء از عمران بن حصین بیان کیا ہے اس میں فجر کی نماز کے لئے بیدار نہ ہونے اور مشکیزوں والی عورت (جن سے پانی لیا اور سارا لشکر سیراب ہو گیا مگر پانی کم نہ ہوا) کا قصہ بیان ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے (ثابت بنانی از عبداللہ بن رباح از ابو قتادہ) ایک طویل حدیث روایت کی ہے اس میں نماز کیلئے بیدار نہ ہونے کا قصہ ہے اور اس میں وضو کے برتن میں پانی کے بڑھ جانے کا بھی تذکرہ ہے۔ اس روایت کو عبدالرزاق نے معمر کے واسطے سے قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ..... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (موسیٰ بن اسماعیل، عبدالواحد، عاصم، ابو عثمان) حضرت ابو موسیٰ

اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خیبر کی جانب روانہ ہوئے، راستے میں لوگ ایک اونچی جگہ پر چڑھ کر بلند آواز سے "اللہ اکبر لا الہ الا اللہ" کہنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے اوپر آسانی کرو۔ (زور سے چلانے کی تکلیف نہ اٹھاؤ) تم بہرے اور غائب آدمی کو نہیں پکار رہے تم تو سننے والے اور دیکھنے والے خدا کو پکار رہے ہو جو تمہارے ساتھ ہے۔ میں اس وقت رسول اللہ ﷺ کی سواری کے پیچھے ہی تھا۔ میں لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھ رہا تھا کہ آپ ﷺ نے مجھے سن کر فرمایا، اے عبداللہ بن قیس! عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ حاضر خدمت ہوں آپ ﷺ نے فرمایا تم کو ایک کلمہ نہ بتاؤں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ عرض کیا کیوں نہیں ارشاد فرمائیے یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا وہ کلمہ ہے "لا حول ولا قوۃ الا باللہ" اس روایت کو باقی محدثین نے مختلف طرق سے عبدالرحمان بن مل ابی عثمان نہدی ... ابو موسیٰ اشعری سے بیان کیا ہے۔

درست بات ... اور درست بات یہ ہے کہ یہ واقعہ خیبر سے واپسی کے وقت پیش آیا کیونکہ حضرت ابوموسیٰ اشعری فتح خیبر کے بعد آئے جیسا کہ بتایا جا چکا ہے۔

ابن لقیم عبسی کو مرغیاں دیں۔ ... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فتح خیبر کے زمانے میں ابن لقیم عبسی کو خیبر کی تمام مرغیاں یا پالتو جانور دے دیئے تھے اور خیبر ماہ صفر کے مہینے میں فتح ہوا۔

ابن لقیم عبسی کا قصیدہ ... ابن ہشام نے کہا:

رميت نطاة من الرسول بفيلق
شهباء ذات مناكب وفقار
واستيقنت بالذل لما شيعت
ورجال اسلم وسطها وغفار
صبحت بني عمرو بن زرعة غدوة
والشق اظلم اهله بنهار
جرت بابطحها الذيول فلم تدع
الا الدجاج تصيح بالاسحار

"رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ایک عظیم مسلح لشکر کے ساتھ نطاۃ علاقے پر حملہ کیا گیا ہے۔ جب ان کو متفرق کر دیا گیا تو انہوں نے اپنی ذلت و رسوائی کا یقین کر لیا ان کے وسط میں اسلم اور غفار قبیلے کے لوگ ہیں۔ جنہوں نے صبح کے وقت بنی عمرو بن زرعہ پر حملہ کیا اور شق علاقے کے لوگ مصیبت اور بدحالی کا شکار ہیں۔ وہ ان کے میدان سے بھاگ گئے اور سوائے مرغیوں کے کچھ نہیں چھوڑا جو سحری کے وقت پکار رہی ہیں"۔

ولكل حصن شاغل من خيلهم
من عبد الاشهل او بني النجار
ومهاجرين قد اعلموا سيماهم
فوق المغافر لم ينوا لفرار
ولقد علمت ليغلبن محمد
وليثوين بها الى اصفار

وفرت یہود عند ذلک فی الوغی
تحت العجاج غمائم الابصار

"اور پر لگے پر عبد الاشہل یا بنی نجار کا لشکر مشغول ہے، ادھر جابروں کو بھی جنہوں نے اپنی تلواروں پر علامت لگائی ہوئی ہیں۔ ان کی فرار کی ہمت نہیں۔ یہود کو یقین ہے کہ محمد ﷺ غالب آ جائیں گے وہ ان میں ماہ صفر تک قیام کریں گے۔ اس وقت یہود جنگ کی گرد و غبار کی تاریکی میں آنکھیں بند کر کے بھاگ کھڑے ہوئے"۔

خیبر کے شہداء ۔۔۔ امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ حضرات کے مطابق یہ حضرات ہیں، ان میں سے ربیعہ رضی اللہ عنہ بن اکثم بن سخبرہ اسدی غلام بنی امیہ، ثقیف رضی اللہ عنہ بن عمرو، رفاعہ رضی اللہ عنہ بن مسروح حلیف بنی اسد، عبداللہ رضی اللہ عنہ بن ہبیب بن اہیب بن سحیم بن غیرہ حلیف بنی اسد اور ان کا بھانجا شہید ہوئے۔ اور انصار میں سے بشر رضی اللہ عنہ بن براء بن معرور سلمی زہریلا گوشت کھانے کی وجہ سے، فضیل رضی اللہ عنہ بن نعمان سلمی، مسعود رضی اللہ عنہ بن سعد بن قیس بن خالد بن عامر بن زریق زرقی، محمود رضی اللہ عنہ بن مسلمہ اشہلی، ابوضیاح رضی اللہ عنہ بن ثابت بن نعمان عمری، حارث رضی اللہ عنہ بن حاطب، عروہ رضی اللہ عنہ بن مرہ بن سراقہ، اوس رضی اللہ عنہ بن قائد، انیف رضی اللہ عنہ بن حبیب، ثابت رضی اللہ عنہ بن اثلہ، طلحہ رضی اللہ عنہ، عمارہ رضی اللہ عنہ بن عقبہ آپ تیر لگنے سے شہید ہوئے، عامر رضی اللہ عنہ بن اکوع بھائی سلمہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن اکوع کے چچا گھٹنے پر تلوار کی نوک لگی اور شہید ہو گئے، اور اسود رضی اللہ عنہ راعی ان کا نام اسلم ہے، اور بقول ابن ہشام اہل خیبر سے تھے شہید ہوئے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کے مطابق بنو زہرہ میں سے مسعود رضی اللہ عنہ بن ربیعہ قارہ ان کا حلیف اور انصار میں سے اوس رضی اللہ عنہ بن قتادہ بھائی بنی عمرو بن عوف بھی شہید ہوئے۔

حجاج بن علاط بہزی سلمی کا واقعہ ۔۔۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ فتح خیبر کے بعد رسول اللہ ﷺ سے حجاج سلمی نے گزارش کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! مکہ میں میری بیوی ام شیبہ بنت ابی طلحہ کے پاس میرا مال و زر ہے، نیز اس کے پاس میرا اچھا خاصا حق ہے اور مکہ کے تاجر چند لوگوں کے پاس بھی رقم ہے۔ آپ مجھے جانے کی اجازت فرما دیجئے، آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرما دی تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی الٹی سیدھی اور غلط بات کرنا لازمی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہہ لینا۔

خبروں کی ٹوہ ۔۔۔ حجاج سلمی کہتے ہیں کہ میں وہاں سے روانہ ہوا، جب ثنیۃ البیضاء پہنچا تو قریش کو "ثنیۃ البیضاء" میں موجود پایا جو غزوہ خیبر کے بارے میں خبروں کی ٹوہ میں تھے اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں پوچھ رہے تھے چنانچہ انہوں نے مجھے دیکھ کر کہا، واللہ! اس کو معلوم ہوگا (اور ان کو میرے مسلمان ہونے کا علم نہ تھا) انہوں نے پوچھا، اے حجاج بتاؤ! ہمیں معلوم ہوا ہے کہ قطع رحمی کرنے والا خیبر گیا ہوا ہے اور یہ یہود کا علاقہ ہے اور قلعہ بند بڑا محفوظ ہے۔

حجاج رضی اللہ عنہ کی چال کی ۔۔۔ میں نے کہا، مجھے بہت معلوم ہے اور میرے پاس تمہارے لئے دل افروز خوش خبری ہے چنانچہ وہ میری سواری کے دائیں بائیں ہو کر پوچھنے لگے بتاؤ بتاؤ! میں نے کہا اسے ایسی شکست ہوئی ہے جس کی مثال تم نے کبھی نہیں سنی، اس کے اصحاب رضی اللہ عنہم قتل کر دیئے گئے ہیں تم نے ایسی قتل و غارت کبھی نہ سنی ہوگی اور محمد ﷺ قید ہو چکا ہے ان کا خیال ہے کہ وہ اسے مکہ میں لا کر تمہارے مقتولوں کے بدلے قتل کریں گے۔

قریش خوشی سے بدحواس ہو گئے ۔۔۔ یہ سن کر وہ چیخنے چلانے لگے مکہ میں یہ کہتے ہوئے داخل ہوئے کہ، ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ محمد ﷺ قید ہے تم اس بات کے منتظر رہو کہ وہ تمہارے پاس لا کر قتل کر دیا جائے گا۔

مال جمع کر لیا...... میں نے ان کو بتایا کہ میں تو میرا مال فراہم کرنے میں میری مدد کرو علاوہ ازیں میرے قرض داروں کو بھی بہت جلد تیز روی میں خیبر جانا چاہتا ہوں تاکہ عام تاجروں کے وہاں پہنچنے سے پہلے محمد ﷺ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی شکست سے فائدہ اٹھاؤں۔ یہ سن کر وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور بہت جلدی سے مال جمع کر دیا۔ پھر میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور اس کے پاس میرا کافی مال تھا اور کہا مال لاؤ شاید میں خیبر جاؤں اور تاجروں کی آمد سے پہلے ہی خرید و فروخت کا موقع پاؤں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی پریشانی...... عباس رضی اللہ عنہ یہ خبر اور میرا نام سن کر میرے پاس آئے، میں تاجروں کے خیمہ میں تھا، میرے پہلو میں آ کر کھڑے ہو گئے اور پوچھا حجاج! یہ کیا خبر لائے ہو؟ یہ سن کر میں نے کہا: کیا یہ بات میرے راز میں رکھیں گے؟ انہوں نے ہاں میں جواب دیا تو میں نے کہا آپ ذرا انتظار کریں میں خود آپ کو ملوں گا۔ ابھی میں مال جمع کرنے میں مصروف ہوں جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ میں فارغ ہو کر فوراً آیا۔ جب میں نے مال جمع کر لیا اور روانگی کا پکا ارادہ کر لیا تو عباس رضی اللہ عنہ سے ملا اور تین روز تک رازداری کی تاکید کی کہ مجھے ان کے تعاقب کا خطرہ ہے اس کے بعد جو چاہے کہو۔ عباس رضی اللہ عنہ نے یقین دلایا تو میں نے کہا: واللہ! میں تیرے بھتیجے کے پاس سے آ رہا ہوں وہ صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیی کے دولہا ہیں، انہوں نے خیبر فتح کر لیا ہے اور اس کا سارا مال جمع کر لیا ہے۔ وہ مال محمد ﷺ اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے قبضہ میں ہے۔ یہ سن کر عباس رضی اللہ عنہ نے کہا حجاج! یہ کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا: واللہ! یہ بات درست ہے، میں مسلمان ہو چکا ہوں، میں صرف اپنا مال لے جانے کے خطرات سے آیا ہوں، تین روز کے بعد آپ راز ظاہر کر دیں واللہ! وہ آپ کے خاطر خواہ ہیں۔

راز کا ظاہر ہونا...... تیسرے روز حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عمدہ جبہ پہنا، خوشبو لگائی اور عصا پکڑ کر کعبہ میں چلے اور طواف کیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھ کر حاضرین نے کہا: جناب ابوالفضل! واللہ یہ عظیم صدمے کی برداشت کا بڑا دلیرانہ مظاہرہ ہے یہ تو تکلف ہے۔ یہ سن کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ بات ہرگز نہیں واللہ! محمد ﷺ نے خیبر فتح کر لیا ہے، وہاں کے رئیس کی بیٹی سے نکاح کر لیا ہے، ان کا سب مال جمع کر لیا ہے اور وہ آپ ﷺ کے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے قبضہ میں ہیں۔ یہ سن کر انہوں نے پوچھا یہ بات تمہیں کس نے بتائی تو کہا جس نے تم کو بتلائی وہ مسلمان ہو کر تمہارے پاس آیا تھا اور اپنا مال لے کر چلا گیا ہے وہ محمد ﷺ اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس پہنچ گیا ہے وہ ان کے ساتھ قیام کرے گا۔

قریش کا افسوس...... یہ سن کر انہوں نے کف افسوس ملتے ہوئے کہا: اے اللہ کے بندو! اللہ کا دشمن تمہارے ہاتھ سے نکل گیا۔ واللہ اگر پہلے پتہ چل جاتا تو ہم دوبارہ اس کا تجربہ کرتے۔ زیادہ دیر نہ گزری کہ اس کے فوراً بعد ان کو سچی خبر معلوم ہو گئی۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قصہ منقطع سند سے بیان کیا ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو موصول بیان کیا ہے عبدالرزاق سے انہوں نے معمر کی معرفت ثابت سے انس سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کر لیا تو حجاج بن علاط رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مکہ میں میرا سرمایہ موجود ہے اور میرا اہل و عیال ہے۔ میں ان کے پاس جانا چاہتا ہوں، کیا مجھے اجازت ہے کہ میں آپ ﷺ کے بارے میں کوئی نامناسب اور ناحق بات کہہ لوں؟ آپ ﷺ نے اسے اجازت دے دی تو وہ مکہ میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور اسے کہا جو تیرے پاس سرمایہ موجود ہے وہ سب جمع کر کے مجھے دے دے، میں محمد ﷺ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو خریدنا چاہتا ہوں وہ غلام بنا لیے گئے ہیں اور ان کا مال چھین لیا گیا ہے۔ یہ بات سارے مکہ میں پھیل گئی، مسلمانوں کو صدمہ پہنچا اور مشرکین نے فرحت و مسرت کا اظہار کیا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا غم...... حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو صدمہ سے نڈھال ہو گئے اور اٹھ نہ سکے۔

دل بہلانا...... معمر کہتے ہیں کہ مجھے عثمان جزری نے مقسم سے بتایا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے قثم کو سینے پر بٹھا کر کہنے لگے

حبی قثم شبه ذی الانف الاشم   بنی ذی النعم برغم من رغم

”مجھے یہ سب بیان کرنے والا عزیز ہے میرا یہ کام دشمنوں کی مرضی کے خلاف تمام ہے۔“

غلام آزاد کر دیا...... ثابت نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو حجاج بن علاط رضی اللہ عنہ کے پاس یہ کہہ کر بھیجا، افسوس! تم کیا خبر لائے ہو جو کیا کہہ رہا ہے اللہ کا وعدہ تمہاری اطلاع کے برعکس ہے۔ حجاج بن علاط رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر کہا کہ عباس رضی اللہ عنہ کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ اپنے گھر میں تنہا ہوں میں ابھی آیا، خبر اطمینان بخش ہے۔ غلام نے گھر میں آ کر کہا جناب ابو الفضل مبارک ہو! ابو الفضل حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اس کی بھلائی چہرے پر عیاں ہے غلام نے ان کو صورت حال سے مطلع کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو آزاد کر دیا۔ پھر حجاج نے آ کر بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کر لیا ہے اور ان کے مال پر قبضہ کر لیا ہے اور مجاہدین میں تقسیم کر دیا ہے صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے لئے پسند کر لیا ہے اور اس کو اختیار دیا ہے کہ وہ آزاد ہو کر آپ ﷺ کی زوجیت میں آ جائے یا اپنے خاندان میں چلی جائے چنانچہ اس نے آزادی کے بعد آپ کی زوجیت میں رہنا پسند کیا ہے۔

میں یہاں اپنا سرمایہ فراہم کرنے کیلئے آیا ہوں اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ کے خلاف بات کہنے کی اجازت مانگی تھی تو آپ نے اجازت دے دی۔ یہ بات تین روز تک پوشیدہ رکھنا اس کے بعد جو چاہو کہو۔ اس کی بیوی نے جو مال اس کے پاس تھا سب جمع کر کے اس کو دے دیا اور وہ چلا گیا۔

تعزیت کا جواب...... تیسرے دن کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ حجاج رضی اللہ عنہ کی بیوی کے پاس آئے اور اس سے حجاج رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتلایا کہ وہ فلاں دن چلے گئے تھے اور اس نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے تعزیت کے طور پر کہا جناب ابو الفضل! اللہ آپ کو غمناک نہ کرے ہمیں ”اس خبر“ سے جو آپ کو پہنچا ہے۔ یہ سن کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ مجھے غمگین نہ کرے گا، ”الحمد للہ“ حالات مناسب ہیں اللہ نے اپنے رسول کو خیبر فتح کرا دیا ہے مال غنیمت تقسیم ہو چکا ہے رسول اللہ ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے لئے پسند کر لیا ہے اگر تجھے اپنے خاوند کی ضرورت ہے تو اس کے پاس چلی جا۔

ہمدردیوں کا بدلہ...... یہ سن کر اس نے کہا اللہ کی قسم! آپ کو سچا سمجھتی ہوں تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میں سچ کہہ رہا ہوں بات وہی ہے جو میں نے آپ کو بتلائی ہے اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ قریش کی مجلسوں کے پاس سے گزرے تو وہ آپ کو بطور ہمدردی کہنے لگے جناب آپ کو اللہ سلامت رکھے۔ یہ سن کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا بحمد اللہ میں خیر و عافیت سے ہوں۔ مجھے حجاج بن علاط رضی اللہ عنہ نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو خیبر فتح کرا دیا ہے اس کا مال غنیمت تقسیم ہو چکا ہے اور آپ ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے لئے پسند کر لیا ہے۔ اس نے مجھ سے کہا تھا کہ تین دن تک میں یہ راز ظاہر نہ کروں، وہ تو صرف اپنا مال لینے آیا تھا۔

حالات کا پلٹنا...... چنانچہ جو رنج و غم مسلمانوں کو لاحق تھا وہ ان میں مشرکین پر منتقل ہو گیا۔ مجبور اور خانہ نشین مسلمان حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے ان کو صورت حال سے مطلع کیا تو وہ خوشی سے باغ باغ ہو گئے۔

یہ سند صحیحین کی شرط کے مطابق ہے۔ صحاح ستہ میں سے صرف سنن نسائی میں ہے اسحاق بن ابراہیم از عبد الرزاق مروی ہے، اس روایت کو حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے محمود بن غیلان از عبد الرزاق نقل کیا ہے اور یعقوب بن سفیان از زید بن مبارک از محمد بن ثور از معمر بیان کیا ہے۔

”مغازی ابن اسحاق“ میں محمد نے یوں نقل کیا ہے کہ قریش نے آپس میں شرطیں لگا رکھی تھیں اور آپس میں معاہدے کئے تھے بعض کہتے تھے کہ ﷺ اور ان کا لشکر غالب آئے گا اور بعض کا خیال تھا کہ یہود اور اہل خیبر کے حلیف غالب آئیں گے حجاج بن علاط رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے تھے اور فتح خیبر میں شامل تھے ان کی بیوی تھی ام شیبہ رضی اللہ عنہا عبد الدار بن قصی کی بہن وہ بڑے مالدار تھے۔ بنی سلیم کے علاقہ کی کانوں اور معادن کے مالک تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر پر قابو پالیا تو انہوں نے اپنے مال و دولت کو قبضہ میں کرنے کی خاطر رسول اللہ ﷺ سے مکہ جانے کی اجازت طلب کی تھی تو آپ ﷺ نے اس کو اجازت دے دی تھی جیسا کہ گذشتہ سطور میں بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم۔

حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت کے غزوہ خیبر کے بارے میں کہے گئے اشعار...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے غزوہ خیبر کے بارے کہا

بئس ما قاتلت خیابر عما
جمعوا من مزارع ونخیل
کرهوا الموت فاستبیح حماهم
واقروا فعل اللئیم الذلیل
امن الموت یهربون فان الموت
موت الهزال غیر جمیل

"اہل خیبر نے اپنے کھیتوں اور نخلستان کا برا دفاع کیا۔ انہوں نے موت کو ناگوار سمجھا ان کی حمی چراگاہ مباح ہو گئی اور انہوں نے کمینے اور ذلیل آدمی کا کردار ادا کیا۔ کیا وہ موت کے خوف سے بھاگتے ہیں۔ بے شک لاغری اور کمینگی کی موت اچھی نہیں ہوتی"۔

کعب رضی اللہ عنہ بن مالک کے اشعار...... ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے ابو زید انصاری سے روایت کی ہے کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا

ونحن وردنا خیبر وفروضه
بکل فتی عاری الاشاجع مذود
جواد لدی الغایات لا واهن القوی
جری علی الاعداء فی کل مشهد
عظیم رماد القدر فی کل شتوة
ضروب بنصل المشرفی المهند
لصبر فی لهمته
یری القتل مدحا ان اصاب شهادة
من الله یرجوها وفوزا بصاحبه

"ہم خیبر اور اس کے چشمہ گھاٹ پر ایسے نوجوان کو لائے۔ جس کی انگلیوں کی پشت کی رگیں ننگی ہیں وہ بہادر اور محافظ ہے۔ جھنڈوں کے نزدیک سخی ہے اس کے قوی کمزور نہیں ہر جنگ میں دشمن پر جرأت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ ہر خشک سالی کے موسم میں مہمان نواز ہے اور ہندی تلوار کی دھار سے ضرب لگانے والا ہے۔ اگر وہ اللہ کی راہ میں شہادت لے جس کا وہ خواہشمند ہے تو وہ اس موت کو اچھا سمجھتا ہے اور احمد کی ذات کو پا لینے کو کامرانی سمجھتا ہے"۔

یذود ویحمی عن ذمار محمد
ویدفع عنه باللسان وبالید
وینصره من کل امر یریبه
یجود بنفس دون نفس محمد
یصدق بالانباء بالغیب مخلصا

يريد بذاك العز والفوز في غد

"محمد ﷺ کے اصول و قواعد کی حمایت کرتا ہے اور اپنی زبان اور ہاتھ سے ان کا دفاع کرتا ہے۔ وہ ہر مخالف شخص سے جدال کرتا ہے۔ محمد ﷺ کی جان کے سامنے اپنی جان قربان کرتا ہے۔ دل کی گہرائیوں سے غیب کی خبروں کی تصدیق کرتا ہے اس سے اس کا مقصد قیامت کے روز فوز و کامیابی اور عزت ہے۔"

وادی قریٰ میں قیام اور یہودیوں کا حملہ ۔۔۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے (عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز از زہری از ابو سعید) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ہم خیبر سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وادی قریٰ کی طرف روانہ ہوئے اور رفاعہ بن زید بن وہب جذامی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک سیاہ فام غلام مدعم نامی ہدیہ دیا تھا وہ آپ ﷺ کی سواری تیار کرتا تھا، جب ہم وادی قریٰ میں اترے تو یہودی ایک جماعت کے پاس تھے ان کے ساتھ چند عرب بھی شامل ہو گئے تھے، مدعم رسول اللہ ﷺ کی سواری کا کجاوہ اتار رہا تھا۔ ابھی ہم وہاں اترے ہی تھے کہ یہود نے تیر اندازی شروع کر دی، اور ہم لڑائی کے لئے تیار نہ تھے۔ علاوہ ازیں ظلمات میں شور و غل ہو رہے تھے، یکایک تیر مدعم کے لگا اور وہ جاں بحق ہو گیا۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے کہا اس کے لئے جنت مبارک ہو، تو نبی علیہ السلام نے فرمایا ہرگز نہیں، بخدا الشملۃ جس کو اس نے خیبر میں مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے اٹھا لیا تھا وہ اس پر شعلہ زن ہے۔ یہ سن کر ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک یا دو تسمے لایا تو آپ ﷺ نے فرمایا ایک تسمہ یا دو تسمے آگ کے ہیں۔

جنگ سے پہلے اسلام کی دعوت دی ۔۔۔ یہ حدیث صحیحین میں (ثور بن زید از ابوالغیث) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صف بندی کی اور جھنڈا سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ کے حوالے کیا، ایک جھنڈا حباب رضی اللہ عنہ بن منذر کو دیا اور ایک جھنڈا سہل رضی اللہ عنہ بن حنیف کے حوالے کیا اور پھر ایک جھنڈا عباد رضی اللہ عنہ بن بشر کو دیا۔ پھر آپ ﷺ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور ان کو بتایا اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو اپنا جان و مال محفوظ کر لیں گے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ (انہوں نے اسلام قبول نہ کیا) اور ان کا ایک آدمی میدان جنگ میں اترا، حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اس کے مقابلے میں آئے اور اس کو جہنم رسید کر دیا، پھر ان کا ایک اور آدمی جنگ مبارزت کے لئے نمودار ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو ہلاک کر دیا اور موت کے گھاٹ اتار دیا یہاں تک کہ ان میں سے گیارہ شخصوں کو جہنم رسید کیا جب بھی ان کا ایک آدمی قتل ہو جاتا آپ ﷺ باقی ماندہ لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے۔ نماز کا وقت آتا تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھاتے اور لڑائی شروع کرنے سے پہلے ان کو اسلام اور اللہ رسول کی طرف دعوت دیتے۔ آپ ﷺ ان سے شام تک لڑتے رہے۔

یہودیوں کی شکست ۔۔۔ دوسرے دن آپ ان کے مقابل آئے، ابھی سورج طلوع ہوا ہی تھا کہ لڑائی سے دست بردار ہو گئے اور آپ ﷺ نے ان کو بزور شمشیر فتح کیا اور ان کے مال و دولت کو اللہ نے آپ ﷺ کے لئے مال غنیمت بنا دیا، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھ بہت سا مال و دولت آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے وادی قریٰ میں چار دن تک قیام کیا، مال غنیمت کو وہیں پر تقسیم کیا اور اراضی و نخلستان یہود کے حوالے کر دیے۔

یہود کی مصالحت ۔۔۔ تیماء کے یہود کو خیبر، فدک اور وادی قریٰ پر رسول اللہ ﷺ کے تسلط کی اطلاع ملی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے جزیہ دینے کی شرط پر صلح کر لی اور اپنے علاقے میں مقیم رہے۔

خلافت عمری ۔۔۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خیبر اور فدک کے یہود کو اپنے عہد خلافت میں جلا وطن کر دیا، وادی قریٰ اور تیماء کے یہودیوں کو جلا وطن نہیں کیا، کیونکہ یہ دونوں علاقے ملک شام میں داخل ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ وادی قریٰ سے آگے مدینہ تک حجاز کا علاقہ ہے اور اس سے آگے شام ہے۔ الغرض خیبر اور وادی قریٰ کی فتح کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف واپسی اختیار فرمائی۔

نافرمانی کا نتیجہ: ۔۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ، یعقوب بن محمد، عبدالرحمن بن عبداللہ بن ابی صعصعہ، حارث بن عبداللہ بن کعب، حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے "جرف" میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب تم نماز عشاء کے بعد اپنی بیویوں کے پاس نہ جاؤ، چنانچہ (رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرتے ہوئے) ایک آدمی اپنے گھر چلا گیا تو اس نے نامناسب حالات کو دیکھا پھر اس نے اپنی بیوی کو بے گناہ ثابت کی طرح چھوڑ دیا اور تعلق ختم نہ کیا کیونکہ اس کے پیٹ سے اس کی اولاد تھی اور وہ اس سے محبت کرتا تھا۔

نصف تقسیم اور نصف کا معاملہ: ۔۔ ممکن ہے کہ فتح خیبر کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہود سے تقسیم پر معاہدہ طے کیا ہو اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم اپنی مرضی کے مطابق تم کو برقرار رکھیں گے۔ ممکن ہے یہ بات ہو کہ پھل کے موسم میں عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ کو بھیجا جاتا آپ تخمینہ لگاتے اور حصہ ان کے حوالے کر کے پھرتے، غزوہ موتہ میں عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ کی شہادت کے بعد جبار بن صخر رضی اللہ عنہ کو بھیجا جاتا۔

محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہود کو نخلستان کس طرح دے دیئے تھے؟ انہوں نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو بزور بازو فتح کیا تھا اور خیبر کا رقبہ غنیمت تھا رسول اللہ ﷺ نے اس سے پانچواں حصہ وصول کیا اور باقی حصہ مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ اہل خیبر جلا وطنی کے معاہدہ پر قلعوں سے نیچے اترے تھے مگر رسول اللہ ﷺ نے ان کو بلا کر کہا اگر تم چاہو تو یہ زمین اور نخلستان تمہارے حوالے کر دیتے ہیں تم کام کرو اور اس کی پیداوار ہمارے اور تمہارے درمیان آدھی آدھی ہوگی۔ جب تک اللہ کو منظور ہو ہم تمہیں بحال رکھیں گے۔ یہود نے یہ شرط قبول کر لی اور اسی شرط پر کھیتی باڑی کا کام کرتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ کو بھیجتے وہ پیداوار کا اندازہ لگاتے اور اس کو تقسیم کرتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ملک بدر کیا: ۔۔ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں یہود کو اسی طرح آباد رکھا اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض الموت میں فرمایا تھا۔ لا یجتمعن بجزیرۃ العرب دینان یعنی (جزیرہ عرب میں دو دین ہرگز جمع نہیں ہو سکتے) یہ تحقیق معلوم ہوا تو آپ نے کہا جس کے پاس رسول اللہ ﷺ کا کوئی معاہدہ ہو وہ لے آئے میں اس کو نافذ کروں گا۔ اور جس کے پاس کوئی معاہدہ نہیں ہے وہ جلا وطنی کے لئے تیار ہو جائے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جن یہود کے پاس کوئی معاہدہ نہ تھا ان کو ملک بدر کر دیا۔

یہودیوں کا بنایا ہوا جھوٹا عہد نامہ: ۔۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ۳۰۰ھ کے بعد یہود خیبر نے دعویٰ کیا کہ ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کا ایک "عہد نامہ" ہے جس میں آپ ﷺ نے "جزیہ" معاف کرنے کے بارے میں فرمایا ہے۔ بعض اہل علم اس "عہد نامہ" کو دیکھ کر دھوکہ میں آ گئے یہاں تک کہ وہ یہود سے جزیہ کے معاف ہونے کے قائل ہو گئے۔ ان میں شیخ ابو علی بن خیرون شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔ یہ عہد نامہ جھوٹا، جعلی، مصنوعی اور بے بنیاد ہے میں نے اس کے جعلی اور جھوٹا ہونے کی ایک رسالہ میں کئی وجوہ بیان کی ہیں۔ اور کئی ایک اہل علم نے اس "عہد نامہ" کا ذکر اپنی کتابوں میں کیا ہے مثلاً ابن صباغ نے "مسائل" میں شیخ ابو حامد نے اپنی "تعلیقات" میں اور ابن مسلمہ نے اس کی تردید میں ایک مستقل رسالہ تصنیف کیا ہے۔

عہد نامہ کے جھوٹے ہونے کے چند ثبوت: ۔۔ ۳۰۰ھ کے بعد یہود نے ایک تحریک شروع کی اور اس میں ایک عہد نامہ بھی پیش کیا میں نے خود بھی "عہد نامہ" کو دیکھا ہے وہ جعلی اور جھوٹا ہے اور مصنوعی ہے کیونکہ اس میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کی گواہی ثبت ہے جو خیبر سے پہلے فوت ہو چکے تھے۔ نیز اس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان کی گواہی بھی موجود ہے جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے اور اس کے آخر میں ہے "وکتب علی بن ابی طالب" یہ عہد نامہ سراسر جعلی اور باطل ہے۔

اس میں "جزیہ" کی معافی کا ذکر ہے اس وقت جزیہ شروع ہی نہ تھا کیونکہ سب سے پہلے جزیہ قرآن سے نو ہجری ۹ھ میں [illegible]

اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا واللہ اعلم۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ پر حملہ اور یہودیوں کی ملک بدری...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے نافع رضی اللہ عنہ غلام ابن عمر رضی اللہ عنہ کی معرفت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں، زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام اور مقداد رضی اللہ عنہ بن اسود خیبر میں اپنے باغات کی نگرانی اور دیکھ بھال کے لئے گئے وہاں پہنچ کر ہم اپنے باغات میں چلے گئے۔ میں رات کو بستر پر سویا ہوا تھا کہ کسی نے مجھ پر حملہ کر کے میرے ہاتھ توڑ دیئے۔ میں نے زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام اور مقداد رضی اللہ عنہ بن اسود کو بلایا وہ آئے تو انہوں نے مجھ سے پوچھا یہ کس کا کام ہے؟ میں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو وہ میرا علاج کروا کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ خیبر کے یہودیوں کا کام ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے خطاب میں فرمایا اے لوگو! رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہود سے اس بات پر نصف تقسیم کا معاملہ طے کیا تھا کہ جب چاہیں گے ہم نکال دیں گے۔ انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ پر حملہ کر کے ہاتھ توڑ دیئے ہیں، جیسا کہ انہوں نے اس سے پہلے ایک انصاری پر بھی حملہ کیا تھا اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ وہاں یہود کے علاوہ ہمارا کوئی دشمن نہیں۔ جس کا مال خیبر میں ہے وہ وہاں پہنچ جائے۔ میں یہود کو ملک بدر کرنے والا ہوں، چنانچہ آپ نے ان کو ملک بدر کر دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی خیبر میں حصہ تھا آپ نے اس کو فی سبیل اللہ وقف کر دیا تھا اور یہ وقف مشروط تھا جیسا کہ صحیحین میں مذکور ہے نیز اس میں یہ شرط بھی مذکور تھی کہ اس کی نگرانی ان کی نسل میں سے نیک مرد و زن کے ذمہ ہوگی۔

سرایا...... دلائل میں حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ امام واقدی سے جو فتح خیبر کے بعد اور عمرۃ القضاء سے پہلے بیان کئے جاتے ہیں گو بعض کی تاریخ ماہر مغازی کے نزدیک واضح نہیں ہوئی ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سریہ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (بہز عکرمہ بن عمار، ایاس بن سلمہ) حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک سریہ میں روانہ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو امیر مقرر کیا تھا چنانچہ ہم نے بنی فزارہ سے جنگ کی، جب ہم ان کے چشمہ کے قریب پہنچے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حکم سے ہم نے وہاں رات گزاری —— نماز فجر کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہمیں حملہ کرنے کا حکم دیا جو ہمارے سامنے آیا ہم نے اس کو قتل کر دیا۔ سلمہ کہتے ہیں پھر میں نے پہاڑ کی طرف لوگوں کی جماعت کو دیکھا اس میں بچے اور خواتین بھی تھیں۔ میں ان کے تعاقب میں دوڑ رہا تھا مجھے اندیشہ لاحق ہوا کہ وہ پہاڑ پر مجھ سے پہلے پہنچ جائیں گے چنانچہ میں نے ایک تیر پھینکا جو پہاڑ اور ان کے درمیان گرا (اور وہ رک گئے) میں ان کو لے کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس چشمہ پر لے آیا۔

فزاری خاتون...... ان میں ایک فزاری عورت تھی، پہلا پرانا چمڑا پہنے ہوئے تھی، اس کے ساتھ اس کی بیٹی تھی جو نہایت خوبصورت تھی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہ خوبصورت لڑکی مجھے بطور انعام دے دی۔ میں نے اس کو چھوا تک نہیں، یوں ہی مدینہ تک لے آیا، رات بسر کی اور اس کو مس تک نہ کیا، پھر رسول اللہ ﷺ مجھے بازار میں ملے اور فرمایا سلمہ! لونڈی مجھے ہبہ کر دے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے وہ بھلی لگی ہے اور میں نے اب تک اس کا کپڑا تک نہیں کھولا، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ خاموش ہو کر چلے گئے۔ اگلے دن رسول اللہ ﷺ مجھے پھر بازار میں ملے اور پھر وہی فرمایا اور میں نے بھی کل جیسا ہی جواب دیا، آپ ﷺ خاموش ہو کر چلے گئے، یہاں تک کہ اگلے روز مجھے پھر بازار میں ملے اور فرمایا: سلمة هب لی المرأة لله ابوک، میں نے یہ سن کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ واللہ میں نے اس کو چھوا تک نہیں ہے یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ کی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو مکہ سے لے کر بعد روانہ کر دیا اہل مکہ کے پاس کچھ مسلمان قیدی تھے آپ ﷺ نے یہ عورت ان کو بطور فدیہ دے دی۔ اس روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عکرمہ بن عمار سے بیان کیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سریہ تربہ کی جانب روانگی جو مکہ سے چار میل دور ہے...... واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بسند

غزوہ واقدی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تیس سواروں پر امیر بنا کر بھیجا۔ آپ کے ساتھ بنی ہلال کا ایک رہبر تھا وہ رات کو سفر کرتے اور دن میں چھپے رہتے تھے جب یہ خبر مشہور (ہوازن) کو پہنچی تو وہ لوگ بھاگ گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ واپس مدینہ پہنچ آئے۔ آپ سے کسی نے خثعم قبیلے کے ساتھ لڑائی کے لیے کہا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے صرف ہوازن سے ان کے علاقہ میں لڑنے کا حکم دیا تھا۔

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا سریہ یسیر بن رزام یہودی کی جانب: ... حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ کی قیادت میں تیس سواروں کا ایک دستہ یسیر بن رزام یہودی کی جانب روانہ کیا۔ ان میں عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ جب یہ لوگ خیبر میں یسیر یہودی کے پاس آئے (رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی تھی کہ وہ غطفان کو جمع کر رہا ہے تاکہ آپ ﷺ کے ساتھ جنگ کرے) تو انہوں نے اس سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں آپ کی جانب بھیجا ہے کہ آپ ﷺ آپ کو خیبر کا عامل مقرر کریں وہ ان سے اسی طرح کی طمع آمیز گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ وہ تیس یہودیوں کا ایک قافلہ لے کر ان کے ساتھ روانہ ہو گیا ہر مسلمان کے پیچھے ایک یہودی سوار تھا۔ جب وہ "قرقرہ نیار" جو خیبر سے چھ میل کے فاصلے پر ہے، پہنچے تو یسیر یہودی کو پشیمانی ہوئی اور یسیر نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی تلوار کی طرف ہاتھ بڑھایا تو وہ اس کی بدنیتی کو بھانپ گئے اور اپنی سواری کو تیز دوڑا کر قافلہ میں گھس گئے اور موقع پا کر یسیر کا پاؤں کاٹ دیا اور یسیر نے شوحط درخت کی چھڑی سے عبداللہ بن رواحہ کے چہرے پر کاری زخم لگایا یہ دیکھ کر ہر مسلمان اپنے یہودی ردیف پر ٹوٹ پڑا صرف ایک یہودی تیز دوڑ کر جان بچا کر بھاگا باقی سب قتل ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ کے زخم پر لعاب دہن لگایا اور مرتے دم تک اس میں نہ پیپ پڑی اور نہ درد ہوا۔

بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ کا سریہ: .... واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فدک میں بنی مرہ کی جانب حضرت بشیر رضی اللہ عنہ بن سعد کی زیر قیادت تیس سواروں کا ایک قافلہ روانہ کیا۔ وہ ان کے مال مویشی ہانک کر لے آئے پھر بنی مرہ نے بشیر رضی اللہ عنہ بن سعد انصاری سے جنگ کی اور آپ کے اکثر ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور بشیر نے بڑی بہادری کا مظاہرہ کر کے خوب جم کر دفاع کیا۔ پھر وہ فدک میں ایک یہودی کی پناہ میں چلے آئے اس کے پاس رات بسر کی اور مدینہ واپس لوٹ آئے۔

غالب بن عبداللہ کلبی رضی اللہ عنہ کا سریہ: .... رسول اللہ ﷺ نے بحران ... بنی مرہ ... کی طرف غالب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا ان کے ساتھ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت تھی ان میں اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید اور ابو مسعود رضی اللہ عنہ عقبہ بدری اور کعب رضی اللہ عنہ بن عجرہ بھی تھے۔ اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید نے مرداس بن نہیک حلیف بنی مرہ کو قتل کرنے کے لئے گھیرا تو اس نے کلمہ پڑھا لا الہ الا اللہ پڑھنے کے باوجود حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کو غلط سمجھا تو وہ سخت شرمندہ اور پشیمان ہوئے۔

اس قصہ کو یونس رضی اللہ عنہ بن بکیر نے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے بنی حرقہ کے ایک شیخ کی معرفت اس کی قوم کے بعض افراد سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غالب رضی اللہ عنہ بن عبداللہ کلبی رضی اللہ عنہ کو بنی مرہ کے علاقہ کی طرف روانہ کیا اس نے وہاں مرداس بن نہیک حرقی حلیف بنی مرہ کو پایا اور اس کو اسامہ رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا۔

کلمہ شہادت کی عظمت: ... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید سے روایت کرتے ہیں کہ میں اور ایک انصاری نے مرداس بن نہیک کا پیچھا کیا جب ہم نے اس پر تلوار سونتی تو اس نے کہا: اشہد ان لا الہ الا اللہ مگر ہم نے اس کو قتل کر دیا۔ جب ہم واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اسامہ لا الہ الا اللہ کے بعد تم نے اس کو قتل کیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے بچنے کے لئے کہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا لا الہ الا اللہ کے بعد؟ آپ ﷺ یہ کلمات دہراتے رہے۔ حتیٰ کہ میں نے آرزو کی کہ کاش میں اس سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا اب مسلمان ہوتا اور اس کو قتل نہ کیا ہوتا اور میں نے عرض کیا کہ میں اللہ تعالیٰ سے وعدہ

کرتا ہوں کہ میں آئندہ کسی کلمہ گو کو قتل نہ کروں گا۔ آپ نے مزید فرمایا اے اسامہ! میری زندگی کے بعد بھی؟ عرض کیا ہاں! آپ ﷺ کی زندگی کے بعد بھی کسی کلمہ گو کو قتل نہ کروں گا۔

کاش میں آج ہی مسلمان ہوتا...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ہشیم بن بشیر، حصین، ابو ظبیان) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جہینہ کے حرقہ قبیلے کی طرف بھیجا ہم نے صبح سویرے ان پر حملہ کر دیا ان میں سے ایک آدمی ایسا تھا جب وہ حملہ کرتے تو وہ زبردست حملہ کرتا اور جب پیچھے ہٹتے تو وہ ان کی حفاظت و نگہبانی کرتا چنانچہ ایک انصاری اور میں نے اس کو گھیر لیا۔ جب ہم اس کو قتل کرنے لگے تو اس نے کلمہ توحید پڑھا، انصاری تو رک گیا مگر میں نے اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا اے اسامہ! کیا تو نے اس کو کلمہ توحید کہنے کے بعد قتل کیا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس نے تو صرف قتل سے بچنے کے لئے کہا تھا، آپ ان الفاظ کو بار بار دہراتے رہے یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ کاش میں آج ہی مسلمان ہوتا۔ اس روایت کو بخاری اور مسلم نے ہشیم سے بیان کیا ہے۔

کدید کا سریہ: ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے یعقوب بن عتبہ نے مسلم بن عبد اللہ بن خبیب جہنی کی معرفت جندب بن مکیث جہنی سے بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غالب رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ لیثی کلبی کو بنی ملوح کی طرف کدید روانہ کیا اور بنی ملوح پر حملہ آور ہونے کا حکم فرمایا اور میں۔ ابن مکیث ... بھی سریہ میں شامل تھا ہم چلتے چلتے قدید پہنچے تو حارث بن مالک بن برصاء لیثی سے ہماری ملاقات ہوئی اور ہم نے اس کو گرفتار کر لیا تو اس نے بتایا کہ میں تو مسلمان ہونے کے لئے آ رہا تھا تو غالب رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ لیثی نے کہا اگر تم اسلام قبول کرنے کے لئے آ رہے تھے تو ایک دن رات کی پابندی تمہیں کوئی نقصان دہ نہیں اور اگر کچھ اور ارادہ ہوا تو ہم اس کی تحقیق کر لیں گے۔ چنانچہ اس کو باندھ کر ایک سیاہ فام آدمی کو اس پر نگران مقرر کر دیا اور اس کو ہدایت کی۔ ہمارے واپس آنے تک اس کے پاس رہو اگر وہ تنازع کرے تو اس کو قتل کر دینا۔

ہم وہاں سے روانہ ہو کر کدید میں عصر کے بعد پہنچے اور ساتھیوں نے مجھے اس قبیلے کی جانب بھیجا میں وہاں سورج غروب ہونے سے پہلے ایک ٹیلے پر جا کر لیٹ گیا جہاں سے مجھے آبادی نظر آ رہی تھی۔

تیروں کی تکلیف کو برداشت کیا... ان میں سے ایک آدمی باہر نکلا اور مجھے ٹیلے پر لیٹے دیکھ کر اپنی بیوی کو کہنے لگا میں اس ٹیلے پر وحشت سا شخص دیکھ رہا ہوں جو پہلے نہ تھا۔ دیکھو کتے کوئی تمہارا برتن نہ لے گئے ہوں۔ اس نے برتن دیکھ کر کہا واللہ سب برتن موجود ہیں۔ تو اس نے کہا، مجھے میری کمان اور دو تیر لا کر دو، چنانچہ اس نے تیر لا دیے تو اس نے پہلا تیر میرے پہلو میں پیوست کر دیا، میں نے اس کو بغیر حرکت کے نکال کر اپنے پاس رکھ لیا پھر اس نے دوسرا تیر میرے کندھے پر مارا میں نے وہ بھی نکال کر رکھ لیا۔

پھر اس نے کہا واللہ! اگر کوئی طلیعہ اور جاسوس ہوتا تو وہ حرکت کرتا، سویرے جا کر ان تیروں کو لے آنا کہیں کتے چبا نہ لیں۔ ہم نے ان کو مہلت دی وہ اپنے کام کاج سے فارغ ہو کر مطمئن ہو کر سو گئے اور رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو ہم نے حملہ کر دیا ان کو قتل کر کے ان کے مویشی ہانک لائے تو ان کے فریاد رس اور حمایتی قریب سے نمودار ہوئے۔

غیبی امداد ..... ہم تیزی سے نکل آئے حارث بن مالک بن برصاء اور اس کے نگران کے پاس آئے اس کو ساتھ لے کر چل پڑے، مدد گار لوگوں کی تعداد اتنی آئی کہ ہم کو مقابلے کی ہمت نہ تھی۔ وہ جب قریب آ گئے کہ ہمارے اور ان کے درمیان صرف وادی قدید حائل تھی، تو اللہ عزوجل نے سیلاب بھیج دیا، بارش سے پہلے وہاں کا نام و نشان نہ تھا اور ایسا عظیم طوفان تھا کہ کوئی اس کو عبور نہ کر سکتا تھا۔

چنانچہ وہ کھڑے ہو کر اپنے جانوروں کو جاتے ہوئے دیکھتے رہے۔ کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ وہ آگے بڑھے اور ہم ان کو ہانک کر بہت جلدی ایک راستے میں لے گئے گھوڑا ہو گئے اور وہ ہم سے چھوٹ کر جا چکے۔ اس روایت کو ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے اس کی روایت

کہ عبداللہ بن غالب ہے صحیح غالب بن عبداللہ ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قصہ ایک اور سند سے بیان کیا ہے اور اس میں ہے کہ اس کے ساتھ ایک سو تیس صحابہ رضی اللہ عنہم تھے۔

بشیر بن سعد کا سریہ۔۔۔ حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ بشیر رضی اللہ عنہ بن سعد کا سریہ خیبر کی طرف بھیجا۔ عرب کے ایک گروہ سے لڑائی ہوئی اور ان سے کافی مال غنیمت حاصل ہوا اس دستہ کی روانگی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورے سے عمل میں آئی۔ بشیر رضی اللہ عنہ کے ساتھی تین سو صحابہ رضی اللہ عنہم تھے۔ ان کا رہبر حسیل بن نویرہ تھا جو خیبر کی طرف رسول اللہ ﷺ کا رہبر اور راہنما تھا۔

ابی حدرد کا غابہ کی جانب سریہ۔۔۔۔ یونس رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن اسحاق سے جعفر بن عبداللہ بن اسلمی کی معرفت ابوحدرد سے نقل کیا ہے کہ میں نے اپنی قوم میں شادی کی اور دوسو درہم مہر دیا اور اس سلسلہ میں تعاون کے لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کتنا مہر دیا ہے؟ عرض کیا دوسو درہم۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا ارے سبحان اللہ، واللہ! اگر تم اس کو کسی وادی سے یہ چلو بھر کر لیتے تو اس سے زیادہ نہ دیتے واللہ میرے پاس تمہارے تعاون کے لئے کچھ نہیں۔ میں وہاں کئی روز تک ٹھہرا (اسی دوران) رفاعہ بن قیس یا قیس بن رفاعہ بنی جشم بن معاویہ اپنی قوم کی ایک جمعیت لے کر "غابہ" میں جا آیا وہ قیس قبیلہ کو جمع کر کے رسول اللہ ﷺ سے لڑائی لڑنا چاہتا تھا اور وہ جشم قبیلہ میں ایک نامور معزز شخص تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ دو مسلمانوں کو روانہ کر کے فرمایا تم اس آدمی کی طرف جاؤ اور اس کے حالات معلوم کر کے آؤ۔

آپ ﷺ نے ہمیں ایک کمزور سی سواری دی اس پر ہم میں سے ایک سوار ہوا واللہ وہ ضعف اور کمزوری کی وجہ سے ایک سوار کو بھی لے کر نہ اٹھ سکی یہاں تک کہ چند آدمیوں نے اس کو پیچھے سے سہارا دے کر بمشکل اٹھایا تو آپ ﷺ نے فرمایا اسی پر لے جاؤ اسی پر تم پہنچو۔

حملہ کی حکمت عملی: چنانچہ ہم ہتھیار لے کر اور تیر اور تلواریں لے کر چل پڑے یہاں تک کہ ہم سورج غروب ہونے کے وقت آبادی کے قریب پہنچے۔ میں ایک طرف چھپ گیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا تم آبادی کے دوسری طرف چھپ جاؤ اور ان کو بتایا کہ جب تم میرا نعرہ تکبیر سنو اور مجھ کو لشکر پر حملہ کرتا دیکھو تو تم بھی نعرہ تکبیر مارتے ہوئے حملہ آور ہو جانا۔

واللہ ہم اسی طرح چھپے ہوئے دشمن کی غفلت کے منتظر تھے کہ ان میں سے کسی کو پالیں۔ اسی کشمکش میں رات کا کافی حصہ گزر گیا۔ اتفاق سے ان کا ایک چرواہا رات گئے تک نہ آیا تھا ان کو اس کے بارے میں تشویش لاحق ہوئی تو رفاعہ بن قیس تلوار کو حمائل کئے ہوئے باہر آیا اور اس نے کہا میں چرواہے کی تلاش میں جاتا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے اس کو کسی مصیبت نے گھیر لیا ہے۔

رفاعہ بن قیس کا قتل۔ یہ سن کر اس کے ساتھیوں نے کہا آپ نہ جائیں ہم یہ کام انجام دے دیتے ہیں۔ تو اس نے کہا نہیں میں ہی جاؤں گا پھر انہوں نے کہا ہم بھی آپ کے ساتھ چلتے ہیں تو اس نے کہا واللہ تم کو نہیں جانا میرے پیچھے کوئی نہ آئے وہ باہر نکلا اور چلتا چلتا میرے پاس سے گزرا تو میں نے موقع پا کر اس کو تیر مارا جو اس کے دل پر لگا واللہ وہ بول نہ سکا اور میں نے آگے بڑھ کر اس کا سر کاٹ لیا پھر میں نے نعرہ تکبیر مار کر لشکر پر حملہ کر دیا اور میرے ساتھیوں نے بھی نعرہ مار کر حملہ کر دیا۔

واللہ پھر تو افراتفری مچ گئی وہ اپنے بال بچوں اور ہلکے پھلکے سامان کو اٹھانے کیلئے ایک دوسرے کو پکارنے لگے۔ ہم اونٹوں اور بکریوں کی کافی تعداد ہانک کر لے آئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیئے اور میں اس کا سر اپنے ساتھ لیتا آیا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ان اونٹوں میں سے تیرہ اونٹ مہر کے لئے خصوصی عطا فرمائے اور میں مہر ادا کر کے اپنی بیوی کو گھر لے آیا۔

عامر بن اضبط اشجعی کا قتل۔۔۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ یزید بن عبداللہ بن قسیط سے ابن عبداللہ بن ابی حدرد رضی اللہ عنہ کی معرفت ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں چند مسلمانوں کے ساتھ اضم وادی کی طرف بھیجا ان میں ابوقتادہ حارث بن ربعی

اور محلم بن جثامہ بن قیس بھی شامل تھے۔ چنانچہ جب بطن اضم میں تھے کہ وہاں سے ہمارے پاس سے عامر بن اضبط اشجعی اپنے اونٹ پر سوار گزرا۔ اس کے پاس معمولی سا سامان اور دودھ کا برتن تھا۔ اس نے ہمیں السلام علیکم کہا۔ ہم نے اس کو چھوڑ دیا اور محلم بن جثامہ نے پرانی رنجش کی وجہ سے اس کو حملہ کر کے قتل کر دیا اور اس کے اونٹ اور سامان پر قبضہ کر لیا۔

آیت کا نزول...... جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ کو سارا ماجرا کہہ سنایا تو ہمارے بارے میں یہ آیت (۴:۹۴) نازل ہوئی کہ ایمان والو! جب سفر کرو اللہ کی راہ میں تو تحقیق کر لیا کرو اور مت کہو اس شخص کو جو تم سے سلام علیک کرے کہ تو مسلمان نہیں، تم چاہتے ہو اسباب دنیا کی زندگی کا، سو اللہ کے ہاں بہت غنیمتیں ہیں، تم بھی تو ایسے ہی تھے اس سے پہلے، پھر اللہ نے تم پر فضل کیا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو اسی طرح (یعقوب از ابیہ از ابن اسحاق از یزید بن عبداللہ بن قسیط از قعقاع بن عبداللہ بن ابی حدرد از ابیہ) بیان کیا ہے۔

محلم کا قصہ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ محمد بن جعفر بن زبیر، زید بن ضمیرہ ابن سعد ضمری [illegible] اپنے والد اور اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ دونوں غزوہ حنین میں شامل تھے کہ رسول اللہ ﷺ نماز ظہر کے بعد ایک درخت کے سایہ میں تشریف فرما تھے کہ عیینہ بن بدر اور [illegible] عامر بن اضبط اشجعی کے خون کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا پچاس اونٹ قبول کرتے ہو پچاس اونٹ ابھی لے لو اور باقی پچاس مدینہ میں جا کر دے دیں گے تو عیینہ بن بدر نے کہا اللہ کی قسم! میں خون بہا قبول نہ کروں گا اس کے قاتل سے بدلہ لوں گا، اس کی عورتوں کو غم و غصہ میں مبتلا کروں گا جیسا کہ اس نے ہماری عورتوں کو غم و غصہ میں مبتلا کیا ہے۔

تو ابن مکیتل لیثی جس کا قد چھوٹا تھا نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اب اس مقتول کی مثال ان بکریوں کی سی ہے جو گھاٹ پر آئیں، پہلی کو مارا جائے تو باقی بھاگ جائیں گی۔ آج اس کا قصہ ہی ختم کر دیجئے اور پھر فیصلہ کیجئے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہاری خواہش ہے کہ آدھا خون بہا اب لے لو اور باقی مدینہ میں وصول کر لینا۔ آپ ﷺ ان کو مسلسل کہتے رہے یہاں تک کہ وہ خون بہا لینے پر راضی ہو گئے۔

محلم بن جثامہ کی قوم نے کہا اس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کرو رسول اللہ ﷺ اس کے لئے معافی اور بخشش مانگیں چنانچہ لمبے قد والا دبلا پتلا آدمی حلہ پہنے ہوئے آیا اور آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور وہ قتل ہونے کے لئے تیار تھا تو آپ ﷺ نے تین بار فرمایا یا اللہ تو محلم کو نہ بخش، وہ بیٹھ کر چلا گیا اور اپنے آنسو اپنے دامن سے صاف کر رہا تھا اور ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کی قوم نے کہا رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے مغفرت کی دعا کی تھی۔

یا اللہ اس کو نہ بخش...... اس روایت کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح محمد بن سلمہ از ابن اسحاق بیان کیا ہے اور ابن ماجہ نے (ابوبکر بن ابی شیبہ از ابوخالد احمر از ابن اسحاق از محمد بن جعفر از زید بن ضمیرہ از ابیہ و عمہ) بیان کیا ہے مگر یہ روایت حسن ہے جس کو ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن جعفر سے زیاد بن سعد بن ضمیرہ کی معرفت بیان [illegible] سے نقل کیا ہے اور اسی طرح امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو (موسیٰ بن [illegible] عبدالرحمن بن ابی الزناد از عبدالرحمن بن حارث از محمد بن جعفر از زیاد بن سعد بن ضمیرہ از ابیہ و جدہ) بیان کیا ہے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

اقرع بن حابس کی صلح کی کوشش...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے سالم ابوالنضر سے روایت کی ہے کہ عیینہ بن بدر [illegible] خون بہا قبول نہ کرتے تھے [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] لوگوں کے درمیان صلح [illegible] مقتول کا خون بہا [illegible] رسول اللہ ﷺ کا مال قبول کر لیا۔

محلم کا انجام...... کہا جاتا ہے کہ [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] اپنے [illegible] کے غضب کی وجہ سے تم [illegible] اور اس کی لعنت کی وجہ سے تم پر لعنت بھیجی [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] محلم [illegible]

تو اس نے بھی کفارہ دینا پڑتی تھی اور اس کے قتل کا مطالبہ ہوگا۔ اقرع بن حابس نے جب یہ بات ان کو سمجھائی تو انہوں نے خون بہا قبول کر لیا یہ روایت منقطع اور معضل ہے۔

محلم کو قبر نے اگل دیا ۔۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ثقہ راوی کی معرفت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے محلم بیٹھا تو آپ ﷺ نے اس کو فرمایا پہلے تو نے اس کو امان دی پھر اس کو قتل کر دیا اس کے بعد آپ ﷺ نے اس کو بددعا دی۔

حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ سات دن میں مر گیا اسے دفن کیا تو قبر نے اسے اگل دیا پھر دفن کیا تو پھر قبر نے باہر پھینک دیا پھر قبر میں اتارا تو پھر قبر نے پھینک دیا پھر زمین پر پتھروں میں اسے چھپا دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ زمین تو اس سے بدتر کو بھی اپنے اندر سما لیتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہیں حرام کے ارتکاب سے نصیحت فرمائی ہے۔

عامر بن اضبط ۔۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ (وکیع، جریر، ابن اسحاق، نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دستہ میں محلم بن جثامہ کو بھیجا ان سے عامر بن اضبط کی ملاقات ہوئی اس نے سلام عرض کیا ان کی آپس میں جاہلیت کی دشمنی چلی آ رہی تھی، چنانچہ محلم نے اس کو تیر مار کر ہلاک کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو عیینہ بن بدر اور اقرع بن حابس نے اس کے بارے میں گفتگو کی تو اقرع نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آج اس کے قصاص کا فیصلہ فرما دیجئے کل کو تبدیل فرما دیجئے۔ تو عیینہ بن بدر نے کہا اللہ کی قسم! ایسا نہ ہوگا جو دکھ ہماری عورتوں نے برداشت کیا ہے وہی دکھ ان کی عورتیں بھی محسوس کریں۔ پھر محلم دو چادروں میں ملبوس آیا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا کہ آپ ﷺ اس کے لئے دعا مغفرت کریں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ اس کو معاف نہ کرے۔ وہ یہ سن کر روتا ہوا آنسو پونچھتا ہوا چلا گیا۔ وہ سات دن کے اندر فوت ہو گیا اس کو دفن کیا تو زمین نے اس کو اگل دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو بتایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا زمین تو اس سے بھی بدتر کو سمو لیتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے عبرت کا سامان مہیا کیا ہے۔ پھر انہوں نے اس کو پہاڑ پر ڈال کر پتھروں سے ڈھانپ دیا اور آیت (۴:۹۴) نازل ہوئی۔

اس واقعہ کو موسیٰ رضی اللہ عنہ بن عقبہ اور شعیب نے (زہری از عبداللہ بن وہب از قبیصہ بن ذؤیب) نقل کیا ہے مگر اس میں محلم بن جثامہ اور عامر بن اضبط کا نام مذکور نہیں اور حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اسی طرح کے حادثہ کا ہونا بیان کیا ہے۔ ہم (ابن کثیر) نے سورۃ نساء (۴:۹۴) میں اس کو بعض دیگر روایات سے نقل کیا ہے وللہ الحمد والمنۃ۔

عبداللہ بن حذافہ سہمی کا سریہ اور امیر کی اطاعت کا نرالا قصہ ۔۔۔ مسلم اور بخاری میں (اعمش، سعد بن عبیدہ، ابو عبدالرحمن سلمی) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری کو لشکر کا امیر مقرر کیا اور ان کو روانگی کے وقت بتایا کہ وہ امیر کی بات سنیں اور اس کی اطاعت بجا لائیں، کسی معاملہ میں وہ ان سے ناراض ہو گئے تو امیر نے ان کو ایندھن جمع کرنے کا حکم دیا۔ ایندھن جمع کر دیا گیا تو اس نے آگ جلانے کا حکم فرمایا۔

آگ میں کود جاؤ ۔۔ انہوں نے آگ جلا دی تو امیر نے ان کو کہا کیا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں میری بات سننے اور اطاعت کا حکم نہیں فرمایا؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں! پھر اس نے کہا تو اس میں کود جاؤ۔ یہ حکم سن کر وہ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے اور انہوں نے کہا آگ سے بچنے کے لئے تو ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے۔ یہی کرتے اس کا غصہ دور ہو گیا اور آگ بجھ گئی۔

جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ سارا ماجرا بتایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر وہ اس میں کود جاتے تو اس سے کبھی باہر نہ نکلتے، اطاعت امیر تو صرف بھلائی اور نیک کاموں میں ہے۔ اور یہ قصہ صحیحین میں یعلیٰ بن مسلم نے سعید بن جبیر کی معرفت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کیا ہے۔ ہم نے تفسیر میں اس پر مفصل بحث کی ہے وللہ الحمد والمنۃ۔

عمرۃ القضاء ۔ عمرۃ القضاء اس لیے کہتے ہیں کہ یہ عمرہ حدیبیہ کی قضاء کے طور پر تھا یا قصاص، بقول سہیلی یہ نام راجح ہے اور

والحرمات قصاص (۲:۱۹۴) سے ماخوذ ہے کیونکہ ذی قعدہ ۶ھ میں مشرکوں نے رسول اللہ ﷺ کو عمرہ کرنے سے روک دیا تھا آپ نے بطور بدلہ اور قصاص یہ عمرہ ذی قعدہ ۷ھ میں ادا کیا۔ عمرہ قضیہ، مقاضاۃ سے ماخوذ ہے اور اس لئے ہے کہ صلح حدیبیہ میں طے کردہ معاہدوں کے مطابق طے پایا گیا کہ آپ اس سال واپس چلے جائیں اور آئندہ سال آئیں اور تلوار نیام میں ڈال کر آئیں اور تین روز سے زیادہ قیام نہ کریں۔ یہ سورۃ فتح (۴۸:۲۷) کی آیت میں بھی مذکور ہے۔

اور یہی عمرہ مراد ہے رسول اللہ ﷺ کے فرمان میں مذکور ہے جو آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول (کہ کیا آپ ﷺ نے ہمیں فرمایا نہ تھا کہ ہم بیت اللہ میں داخل ہوں گے اور اس کا طواف کریں گے) کے جواب میں فرمایا تھا کیوں نہیں! کیا میں نے کہا تھا کہ اسی سال آؤ گے عرض کیا نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا تم اس میں داخل ہو گے اور اس کا طواف کرو گے۔

اور اسی عمرہ کی طرف عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ شہید موتہ کے شعر میں اشارہ ہے جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے عمرۃ القضاء کے روز مکہ میں داخل ہوتے وقت پڑھا تھا:

خلوا بنی الکفار عن سبیله
الیوم نضربکم علی تأویله
کما ضربناکم علی تنزیله

"اے اولادِ کفار! تم ان کے راستے سے ہٹ جاؤ آج ہم تمہیں ان کے خواب کی تعبیر کے مطابق ماریں گے جو آپ ﷺ نے دیکھا (اور اس کی تعبیر روز روشن کی طرح آپ کے سامنے آگئی) جیسا کہ ہم نے تمہیں اس کے اترنے کے وقت مارا تھا"۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ خیبر سے واپس آئے اور ربیع الاول سے شوال تک قیام فرمایا اور اس اثناء میں ادھر ادھر سرایا اور فوجی دستے روانہ فرماتے رہے پھر آپ ﷺ گذشتہ سال کے عمرہ کی ادائیگی کے لئے ذیقعدہ ۷ھ میں روانہ ہوئے جس کی ادائیگی سے آپ ﷺ کو مشرکین مکہ نے روکا تھا، بقول ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ آپ ﷺ نے مدینہ پر عویف بن اضبط دیلی کو امیر مقرر کیا۔

قصاص کا عمرہ..... اس عمرہ کو عمرۃ قصاص کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے کیونکہ ذی قعدہ ۶ھ میں مشرکوں نے رسول اللہ ﷺ کو عمرہ کرنے سے روک دیا تھا آپ ﷺ نے بطور قصاص اور بدلہ یہ عمرہ ذی قعدہ ۷ھ میں ادا کیا اور بقول ابن عباس رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں والحرمات قصاص (۲:۱۹۴) نازل فرمائی۔ معتمر بن سلیمان نے اپنے والد سے "مغازی" میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر سے واپسی کے بعد مدینہ میں قیام فرمایا اور سرایا کو روانہ فرمایا، جب ذی قعدہ کا چاند نظر آیا تو اعلان فرمایا عمرہ کے لئے تیار ہو جاؤ چنانچہ آپ ﷺ تیاری کے بعد مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضور اکرم ﷺ کی آمد..... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وہ مسلمان روانہ ہوئے جن کو ۶ھ میں عمرہ کرنے سے روک دیا گیا تھا۔ جب مشرکین کو آپ کے آنے کی خبر ملی تو وہ مکہ سے باہر نکل گئے اور آپس میں باتیں کرتے تھے کہ محمد ﷺ ضعف، تنگدستی اور مصیبت میں مبتلا ہیں۔

رمل..... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے ایک معتبر راوی کے ذریعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ مشرکین دار الندوہ کے قریب جمع ہو گئے کہ وہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھیں۔ چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے چادر کو دائیں بازو کے نیچے کر لیا اور کندھے کو ننگا کر کے فرمایا اللہ اس مرد پر رحمت کرے جو آج مشرکین کے سامنے اپنی قوت اور طاقت کا مظاہرہ کرے۔ پھر آپ ﷺ حجر اسود کو بوسہ دے کر تیز چلے اور صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ساتھ خوب تیز رفتار سے دوڑ کر چل رہے تھے جب بیت اللہ مشرکین کے درمیان حائل ہو جاتا اور آپ ﷺ رکن یمانی کو بوسہ دے کر حجر اسود تک آہستہ چلتے پھر وہاں سے تیز رفتار سے دوڑ کر چلتے۔ آپ ﷺ نے اسی کیفیت سے

تین چکر لگائے اور باقی چار چکروں میں عام رفتار سے چلتے رہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: تو گویا لوگوں کا خیال تھا کہ یہ رمل اور پہلوانی چال واجب نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ نے محض یہ مشرکین کے ڈرانے اور اظہار کی وجہ سے کیا تھا پھر آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں بھی رمل کو اختیار کیا تو پھر یہ سنت بن گیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (سلیمان بن حرب، حماد بن زید، ایوب، سعید بن جبیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی آمد کی خبر سن کر مشرکین نے کہا کہ تمہارے پاس ایسے لوگ آ رہے ہیں کہ جن کو مدینہ کے بخار نے لاغر اور کمزور کر دیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ پہلے تین چکروں میں رمل کریں اور رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان عام رفتار سے چلیں۔ آپ ﷺ نے ان کو سارے چکروں میں رمل کرنے سے محض محبت و شفقت کی وجہ سے منع فرمایا۔ اس روایت کو حماد بن سلمہ نے ایوب سے سعید کی معرفت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے کہ جب آپ ﷺ مکہ میں اس سال تشریف لائے جس سال آپ ﷺ نے مشرکین سے معاہدہ کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا رمل کرو کہ مشرک مسلمانوں کی قوت و طاقت دیکھ لیں۔ اس وقت مشرک لوگ قعیقعان کی پہاڑی کی جانب کھڑے تھے۔

اس روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالربیع زہرانی کی معرفت حماد بن زید سے نقل کیا ہے اور حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو حماد بن سلمہ کی سند سے بیان کیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (علی بن عبداللہ، سفیان، اسماعیل بن ابی خالد) ابن ابی اوفی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کیا تو ہم نے آپ ﷺ کو مشرکین اور ان کے لڑکوں سے چھپا رکھا تھا کہ کہیں وہ آپ کو اذیت نہ پہنچائیں۔

ابن رواحہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اشعار: ... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن ابی بکر سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ آپ کی سواری کی لگام تھامے ہوئے پڑھ رہے تھے

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ
خلوا فکل الخیر فی رسولہ
رب انی مومن بقیلہ
اعرف حق اللہ فی قبولہ
نحن قتلناکم علی تاویلہ
کما قتلناکم علی تنزیلہ
ضربا یزیل الہام عن مقیلہ
ویذہل الخلیل عن خلیلہ

”اے کفار کی اولاد تم ان کے راستے سے ہٹ جاؤ ان کا راستہ چھوڑ دو، ہر قسم کی بھلائی رسول اللہ ﷺ کی ذات میں ہے اے پروردگار! میں ان کے فرمان پر ایمان رکھتا ہوں اور اس کے فرمان قبول کرنے میں، میں اللہ کا حق جانتا ہوں۔ ہم نے تم کو ان کے خواب کی تعبیر پر قتل کیا جیسے کہ ہم نے تمہیں اس کے نزول پر قتل کیا۔ ہم ایسی ضرب لگائیں گے جو سر کو اپنے ٹھکانے سے جدا کر دے گی اور دوست کو دوست سے غافل کر دے گی۔“

بقول ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ یہ آخری دو اشعار حضرت عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر نے جنگ صفین میں کہے تھے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ کے مخاطب مشرک ہیں اور مشرک لوگوں نے تنزیل کا اعتراف نہیں کیا تھا، لہٰذا یہ جنگ تاویل پر ہوئی ہے جو تنزیل کا معترف ہو۔ ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول قابل غور ہے کیونکہ حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد اسناد سے (عبدالرزاق از معمر از زہری از انس) بیان کیا ہے کہ عمرۃ القضاء میں نبی علیہ السلام مکہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ آپ ﷺ کے آگے آگے یہ اشعار پڑھتے ہوئے چل رہے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی رکاب تھامے ہوئے تھے

خلوا بني الكفار عن سبيله
قد أنزل الرحمن في تنزيله
بأن خير القتل في سبيله
نحن قتلناكم على تأويله

"اے کافروں کی اولاد! ان کا راستہ چھوڑ دو، اللہ نے اپنے کلام میں نازل فرمایا ہے کہ بہترین قتل وہ ہے جو اللہ کے راستے میں ہو، ہم نے اس کی تاویل کے مطابق تم کو قتل کیا ہے۔"

اضافہ.... اسی سند سے ایک روایت میں یہ اضافہ بھی ہے:

خلوا بني الكفار عن سبيله
اليوم نضربكم على تنزيله
ضربا يزيل الهام عن مقيله
ويذهل الخليل عن خليله
يا رب إني مؤمن بقيله

سواری پر طواف کیا.... یونس بن بکیر نے بذریعہ ہشام بن سعد زید بن اسلم سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمرۃ القضاء کے سال مکہ میں داخل ہوئے تو اپنی سواری پر بیت اللہ کا طواف کیا (بقول ابن ہشام بغیر کسی مرض کے) اور چھڑی سے حجر اسود کو بوسہ دیا۔ مسلمان آپ ﷺ کے گرد پیدل دوڑ رہے تھے اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

باسم الذي لا دين إلا دينه
باسم الذي محمد رسوله
خلوا بني الكفار عن سبيله

"اس ذات کے نام کے ساتھ جس کا دین تمام ادیان سے بہتر ہے، اس ذات کے نام سے جس کا رسول محمد ﷺ ہے، اے کافروں کی اولاد! تم ان کے راستے سے ہٹ جاؤ"۔

اسلحہ بطن یاجج میں چھوڑ دیا.... موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ آئندہ سال ذیقعدہ میں روانہ ہوئے اور بطن یاجج میں پہنچ کر تمام ہتھیار اسلحہ جنگ وہیں چھوڑ دیا اور صرف نیام میں تلواریں لئے مکہ میں داخل ہوئے۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بنت حارث عامریہ کی طرف نکاح کا پیغام دے کر مکہ میں داخل ہونے سے پہلے روانہ کیا تو انہوں نے اپنا معاملہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا کیونکہ ان کی بہن ام فضل بنت حارث حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کو رسول اللہ ﷺ کی زوجیت میں دے دیا۔

رسول اللہ ﷺ مکہ میں تشریف لائے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو فرمایا کندھوں سے کپڑا کھول لو اور طواف میں خوب دوڑو تاکہ مشرک لوگ آپ کی طاقت و قوت دیکھ لیں۔ اور رسول اللہ ﷺ ہر ممکن تدبیر سے ان پر اپنی برتری کا اظہار فرماتے تھے۔ مکہ کے مرد و عورت اور بچے آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو طواف کرتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے آگے تلوار حمائل کئے ہوئے یہ رجز پڑھ رہے تھے:

خلوا بني الكفار عن سبيله
أنا الشهيد أنه رسوله

قد انزل الرحمن في تنزيله
في صحف تتلى على رسوله
فاليوم نضربكم على تاويله
كما ضربناكم على تنزيله
ضربا يزيل الهام عن مقيله
ويذهل الخليل عن خليله

"اے کافروں کی اولاد! تم ان کا راستہ چھوڑ دو میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں یا اللہ نے اپنا کلام اتارا ہے جو صحیفوں میں اس کے رسول پر پڑھا جاتا ہے۔ آج ہم تمہیں اس کی تاویل پر ماریں گے جیسا کہ ہم نے اس کی تنزیل پر تمہیں مارا ہے۔ ایسا ماریں گے جو سر کو اس کے مقام سے جدا کر دے گا اور دوست کو دوست سے غافل کر دے گا۔"

مشرکین مکہ کے امراء و اشراف اپنے حسد، دشمنی اور بغض کی وجہ سے آپ ﷺ کو دیکھنے کی تاب نہ لاتے ہوئے مکہ سے باہر چلے گئے اور رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں تین دن تک قیام فرمایا اور چوتھے دن صبح سویرے سہیل بن عمرو اور حویطب بن عبدالعزی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رسول اللہ ﷺ انصار کی مجلس میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے گفتگو فرما رہے تھے کہ حویطب بن عبدالعزی نے بلند آواز سے چلا کر کہا، ہم آپ کو اللہ اور عہد و پیمان کا واسطہ دے کر کہتے ہیں کہ آپ ہمارے شہر سے نکل جائیں تین دن گزر چکے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کی مکہ سے روانگی ...... یہ سن کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ نے کہا، تیری ماں نہ رہے تو نے غلط کہا ہے۔ یہ شہر تیرا اور تیرے باپ دادا کا نہیں ہے واللہ! آپ ﷺ شہر سے نہ نکلیں گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے سہیل اور حویطب کو مخاطب کر کے فرمایا میں نے آپ کے ہاں ایک خاتون سے نکاح کیا ہے ہم کچھ دیر قیام کریں گے اور دعوت ولیمہ کا اہتمام کریں گے تو آپ بھی ہمارے ساتھ کھانا تناول فرمائیں گے تو کیا حرج ہے۔ یہ سن کر انہوں نے کہا ہم آپ کو اللہ اور معاہدہ کا واسطہ دے کر عرض کرتے ہیں کہ آپ تشریف لے جائیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ابو رافع رضی اللہ عنہ کو کوچ کرنے کا حکم دیا تو اس نے روانگی کا اعلان کر دیا، رسول اللہ ﷺ اور مسلمان روانہ ہو کر "سرف" میں فروکش ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے ابو رافع رضی اللہ عنہ کو مکہ میں چھوڑ دیا کہ وہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ لے آئے۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ام المومنین اور ابو رافع رضی اللہ عنہ نے بے وقوف مشرکوں اور ان کے بچوں کے ہاتھوں تکلیف اٹھائی اور مصیبت برداشت کی۔

نکاح کے لمحات ...... حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سرف میں پہنچ گئیں اور آپ ﷺ وہاں رات بسر کرنے کے بعد صبح اندھیرے میں ہی مدینہ روانہ ہو گئے اور یہ بات قدرت میں سے ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی موت بھی سرف میں آئی، جہاں رسول اللہ ﷺ نے آپ کے پاس رات بسر کی تھی۔

پھر موسیٰ بن عقبہ نے بحث عمرہ کا قصہ بیان کر کے یہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:

الشهر الحرام بالشهر الحرام والحرمات قصاص (۲:۱۹۴)

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ذی قعدہ ۷ھ میں وہ عمرہ ادا کیا جس سے آپ ﷺ کو ذی قعدہ ۶ھ میں روک دیا گیا تھا۔ ابن لہیعہ نے ابو الاسود کی معرفت عروہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہ سارا قصہ اور واقعہ نقل کیا ہے۔ اس واقعہ کے متعدد احادیث میں شواہد موجود ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمرہ ادا فرمانے کے لئے روانہ ہوئے تو مشرکین مکہ آپ کے بیت اللہ میں داخلہ کے درمیان حائل ہو گئے تو آپ ﷺ نے حدیبیہ میں قربانی ذبح کرنے کے بعد سر منڈوایا اور ان سے معاہدہ کر لیا کہ آپ آئندہ سال عمرہ کریں گے اور اپنے ساتھ صرف تلوار لائیں گے اور عمرہ کے دوران آپ مکہ میں ان کی مرضی کے مطابق ہی ٹھہریں گے۔ آپ ﷺ نے حسب معاہدہ آئندہ سال عمرہ ادا فرمایا۔ تین روز کے بعد انہوں نے آپ ﷺ کو مکہ سے چلے جانے کا کہا تو آپ ﷺ وہاں سے روانہ ہو گئے۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن نافع

رضی اللہ عنہ سے عاصم کی معرفت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یہ عمرہ قضا نہ تھا یہ تو صرف مسلمانوں کے لئے ایک شرط تھی کہ وہ آئندہ سال اسی ماہ میں عمرہ کریں۔

محصور عمرے والا ہدی ساتھ لے جائے ...... امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ (نفیلی، محمد بن سلمہ، محمد بن اسحاق، عمرو بن میمون، ابو حاضر عثمان بن حاضر حمیری) میمون بن مہران سے روایت کرتے ہیں کہ جس سال اہل شام نے مکہ میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن زبیر کا محاصرہ کیا تو میں عمرے کی نیت سے روانہ ہوا اور میرے ساتھ چند لوگوں کی "ہدی" بھی تھی جب ہم مکہ کے قریب پہنچے تو اہل شام نے ہمیں حرم میں داخل ہونے سے روک دیا چنانچہ میں نے اسی جگہ ہدی کے جانور ذبح کر دیئے اور احرام کھول کر واپس چلا آیا پھر میں آئندہ سال عمرے کی قضا کے لئے روانہ ہوا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہدی کے بارے میں دریافت کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ وہ ہدی ساتھ لے جاؤ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو بھی ہدی لے جانے کے لئے فرمایا تھا ان کے بدلے جو انہوں نے حدیبیہ میں ذبح کی تھیں۔ (ابوداؤد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ...... حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (حاکم، اصم، احمد بن عبدالجبار، یونس بن بکیر، ابن اسحاق) عمرو بن میمون سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد اکثر یہ پوچھا کرتے تھے کیا رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ میں جو "ہدی" ذبح کی تھیں ان کی عوض آئندہ سال بھی ہدی ساتھ لے گئے تھے؟ مگر آپ شافی جواب نہ پاتے تھے حتیٰ کہ میں نے سنا وہ ابو حاضر حمیری سے اس کے بارے میں پوچھ رہے تھے چنانچہ ابو حاضر حمیری نے کہا آپ ایک باخبر عالم کے پاس آئے ہیں اور اس نے بتایا کہ میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے پہلی بار محصور ہونے کے عرصہ میں حج کے لئے گیا اور ہدی ساتھ لے گیا انہوں نے مجھے حرم میں داخل نہ ہونے دیا تو میں نے ہدی کو ذبح کیا اور گھر واپس چلا آیا اور دل میں کہا کہ میرے لئے رسول اللہ ﷺ اسوۂ حسنہ موجود ہے چنانچہ آئندہ سال میں حج کے لئے گیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا میں نے جو محصور ہونے کے وقت ہدی ذبح کی تھی اس کے بدلے اب ذبح کروں یا نہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں ذبح کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ و صحابہ رضی اللہ عنہ نے جو حدیبیہ میں قربانیاں یا ہدی ذبح کی تھیں ان کے عوض عمرہ قضا میں بھی ہدی ذبح کی تھیں چنانچہ اونٹ نایاب ہو گئے تو آپ ﷺ نے گائے ذبح کرنے کی رخصت فرمائی۔

ہدی کے جانوروں کے محافظ ...... واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے غانم بن ابی غانم سے بذریعہ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ بن دینار حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہدی کے جانوروں پر ناجیہ بن جندب اسلمی کو نگران مقرر کیا اور آپ ﷺ کے آگے آگے وہ جنگل میں جانوروں کو چرایا کرتے تھے ان کے ساتھ چار اسلمی نوجوان بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عمرہ قضا میں ساٹھ اونٹ ہدی اور قربانی کے لئے تھے۔ محمد بن نعیم مجمر نے اپنے والد کی معرفت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ میں بھی اونٹوں کی نگرانی کرنے والوں کے ساتھ تھا۔

سفر کی تفصیلات ...... واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے روانہ ہوتے وقت لبیک کہا اور مسلمانوں نے بھی آپ کے ساتھ تلبیہ کہا محمد رضی اللہ عنہ بن مسلمہ گھوڑوں کے دستہ کے ساتھ مر الظہران پہنچ گئے اور وہاں قریش کے چند لوگوں کو پایا تو انہوں نے محمد رضی اللہ عنہ بن مسلمہ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کل ان شاء اللہ رسول اللہ ﷺ اس منزل میں ہوں گے۔ انہوں نے بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسلحہ دیکھا تو فوراً قریش کے پاس آئے اور ان کو اسلحے کے بارے میں بتایا تو قریش گھبرا گئے اور انہوں نے کہا ہم نے معاہدہ کی خلاف ورزی نہیں کی ہم اپنے معاہدے پر قائم ہیں تو محمد ﷺ ہم سے کیوں کر جنگ کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ مر الظہران میں تشریف لائے اور اسلحہ بطن یاجج میں چھوڑ دیا۔ قریش نے مکرز بن حفص کو چند لوگوں کے ہمراہ آپ کی طرف بھیجا۔ بطن یاجج میں اس کی ملاقات قافلے سے ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ، صحابہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہاں مقیم تھے ہدی کے جانور اور اسلحہ بھی وہاں پہنچ چکا تھا۔ مکرز نے عرض کیا اے محمد ﷺ! آپ کو معلوم ہے کہ کسی خورد و کلاں نے وعدہ خلافی نہیں کی آپ اسلحہ لے کر حرم میں داخل ہوں گے؟ حالانکہ آپ ﷺ نے ان سے شرط کی تھی کہ آپ صرف مسافر کا اسلحہ یعنی نیام میں تلوار لے کر آئیں گے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا میں اسلحہ لے کر حرم میں داخل نہیں ہوں گا۔ یہ سن کر مکرز بن حفص نے

آپ کی عظمت کا اقرار کرتے ہوئے کہا یہی وہ بات ہے جس سے شکل اور مہر کی پاسداری ظاہر ہوتی ہے۔ پھر اس نے فرمایا کہ مکہ پہنچ کر قریش کو صورت حال سے مطلع کیا قریش یہ سن کر مکہ سے نکل کر پہاڑوں میں چلے گئے اور مکہ خالی کر دیا اور انہوں نے کہا ہم محمد ﷺ اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نہ دیکھیں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ہدی کے جانور سامنے آگے ذی طوی میں پہنچانے کا حکم دیا۔ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری قصواء پر سوار تھے اور مسلمان تلواریں حمائل کئے ہوئے آپ ﷺ کے گرد اور گھیرا ڈالے ہوئے تلبیہ پڑھ رہے تھے جب آپ "ذی طوی" میں پہنچے تو اپنی سواری قصواء کو روک لیا اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ کی سواری کی لگام تھامے یہ رجز پڑھ رہے تھے خلوا بنی الکفار عن سبیله کا سے کافروں کی اولاد ان کے راستے سے دور ہٹ جاؤ الخ۔

کمزوروں کا طواف اور جماعت...... بخاری، مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ چار ذی قعدہ کو مکہ تشریف لائے اور مشرکوں نے کہا ہمارے ہاں ایک ایسی جماعت آرہی ہے جس کو مدینہ کے بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو پہلے تین چکروں میں رمل کرنے کا حکم دیا اور رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان عام رفتار سے چلنے کا حکم دیا اور بقیہ سارے چکروں میں دوڑنے کا حکم صرف ان سے محبت و شفقت کی وجہ سے نہیں دیا۔

کھانے میں برکت: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن صباح اسماعیل بن زکریا عبداللہ بن عثمان ابی الطفیل) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عمرۃ القضاء کے سفر میں مر الظہران پہنچے تو معلوم ہوا کہ قریش کہہ رہے ہیں یہ لوگ کمزوری اور لاغری سے چل نہیں سکتے۔ یہ سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا اگر ہم اپنی سواریوں کو ذبح کر لیں تو گوشت کھائیں اور شوربا پئیں گے اور صبح کو جب ہم ان لوگوں کے پاس پہنچیں گے تو خوب تر و تازہ ہوں گے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کرو بلکہ تم اپنا زاد سفر میرے پاس جمع کرو چنانچہ انہوں نے جمع کر کے دستر خوان بچھایا، سب نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور ہر ایک نے اپنی ضرورت کے مطابق وہاں سے اٹھایا۔

رمل سنت قرار دیا گیا: رسول اللہ ﷺ بیت اللہ میں تشریف لائے تو قریش حطیم کی جانب بیٹھے ہوئے منتظر دیکھ رہے تھے رسول اللہ ﷺ نے اضطباع کیا اور فرمایا کہ قریش تم میں کوئی کمزوری محسوس نہ کریں پھر آپ ﷺ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور رکن یمانی تک رمل کیا اور رکن یمانی سے حجر اسود تک عام رفتار سے چلے یہ دیکھ کر قریش نے کہا یہ لوگ تو چلنے اور معمول کی رفتار پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ہرنوں کی طرح دوڑ رہے ہیں۔ یہ رمل تین چکروں میں کیا گیا اور سنت قرار دیا گیا۔

ابوالطفیل کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بتایا رسول اللہ ﷺ نے رمل حجۃ الوداع میں کیا۔

رمل کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول: امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ (ابو سلمہ موسیٰ حماد بن سلمہ ابو عاصم غنوی) ابوالطفیل سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے طواف میں رمل کیا تھا اور یہ سنت ہے تو آپ نے فرمایا وہ درست بھی کہتے ہیں اور غلط بھی۔ میں نے پوچھا درست اور غلط کیا ہے؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا درست یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمل کیا اور اس کو سنت قرار دینا غلط ہے۔ حدیبیہ کے زمانہ میں قریش نے کہا محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو چھوڑ دو کیڑے پڑنے دو یہاں تک کہ وہ سب اچانک ایک ہی مرتبہ مر جائیں گے۔ چنانچہ جب انہوں نے آئندہ سال عمرہ کرنے پر صلح کی اور مکہ میں تین روز قیام پر صلح قرار پائی اور رسول اللہ ﷺ مکہ سامنے آئے تو قریش قعیقعان کے پہاڑ پر بیٹھے ہوئے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو طواف کرتے ہوئے دیکھ رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا تم تین چکروں میں رمل کرو اور فرمایا یہ سنت نہ تھی۔

اس روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے سعید جریری عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی حسین اور عبدالملک بن سعید بن ابجر سے ابوالطفیل عامر بن واثلہ کی معرفت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

طواف میں رمل کی بابت اختلاف ...... طواف میں رمل کرنا، جمہور کا مذہب ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے عمرہ قضا اور عمرہ جعرانہ میں رمل کیا ہے جیسا کہ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن عثمان بن خثیم سے ابوطفیل کی معرفت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے نیز حدیث جابر رضی اللہ عنہ میں (جو مسلم وغیرہ میں مذکور ہے) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے طواف میں رمل کیا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اب رمل کی کیا ضرورت ہے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب اور فتح و قوت عطا کیا ہے لیکن اس کے باوجود جو عمل رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے اس کو ہم کرتے رہیں گے اس میں سے کچھ نہ چھوڑیں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مشہور مسلک یہ ہے کہ وہ رمل کو سنت نہیں کہتے جیسا کہ مسلم بخاری میں (سفیان بن عیینہ از عمرو بن دینار از عطاء از ابن عباس) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے طواف میں رمل کیا اور صفا مروہ کے درمیان سعی کی تا کہ مشرکوں کے سامنے اپنی طاقت و برتری کا مظاہرہ کریں۔

اذان کی آواز سے کراہت ...... واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عمرہ قضا کی ادائیگی کے بعد بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے اور آپ ﷺ شام تک اندر ہی تھے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے حکم سے بیت اللہ کی چھت پر چڑھ کر ظہر کی اذان دی تو عکرمہ بن ابی جہل نے کہا اللہ تعالیٰ نے ابوالحکم یعنی ابوجہل کو شرف بخشا کہ اس نے اس غلام کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا اور صفوان بن امیہ نے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے میرے والد کو اس (اذان) کے سننے سے قبل ہی موت سے دوچار کر دیا۔ اور خالد بن اسید نے کہا اس خدا کے لئے سب حمد و ستائش ہے جس نے میرے والد کو آج حیات نہ رکھا اور اس نے یہ موذن کو نہ دیکھا۔ یہ گوارا نہ کرتا کہ وہ بیت اللہ کی چھت پر بلال کے رینکنے کی آواز سنتا۔ سہیل بن عمرو اور دیگر اشخاص نے اذان کی آواز سن کر اپنے چہرے ڈھانپ لئے۔ بقول حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے اکثر لوگوں کو شرف باسلام کیا۔ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مذکورہ بالا واقعہ واقدی سے نقل کیا ہے مگر مشہور یہ ہے کہ یہ واقعہ فتح مکہ کے وقت ظہور پذیر ہوا واللہ اعلم۔

رسول اللہ ﷺ کی حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے ابان بن صالح اور عبداللہ بن ابی نجیح سے عطاء اور مجاہد کی معرفت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرہ قضا کے سفر کے دوران بحالت احرام حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ کی زوجیت میں دینے کا کام انجام دیا۔ بقول ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنے نکاح کا معاملہ اپنی بہن ام فضل زوجہ عباس کے حوالے کر دیا تھا اور ام الفضل رضی اللہ عنہا نے یہ معاملہ اپنے خاوند حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کو آپ ﷺ کی زوجیت میں دے دیا اور چار سو درہم ان کو نبی علیہ السلام کی طرف سے بطور مہر ادا کر دیا۔

سواری اور اس کا سوار سب رسول اللہ ﷺ کا ہے ...... سہیلی نے بیان کیا ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا اپنے اونٹ پر سوار تھیں کہ ان کو رسول اللہ ﷺ کا پیام نکاح موصول ہوا تو انہوں نے اس خوشی میں یہ کہا کہ سواری اور سوار سب کچھ رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ اور ان کے بارے میں یہ آیت (۳۳/۵۰) نازل ہوئی: "مسلمان عورت کوئی (آپ کے لئے حلال کیا ہے) جو بلا عوض اپنی ذات کو بخش دے بشرطیکہ پیغمبر اس سے نکاح کرنا چاہے یہ خالص آپ ﷺ کے لئے ہے نہ کہ اور مسلمانوں کے لئے"۔

شادی احرام کی حالت میں ہوئی یا بعد میں ہوئی؟ ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایوب رضی اللہ عنہ سے عکرمہ کی معرفت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی احرام کی حالت میں کی اور ان سے ملاقات احرام اتارنے کے بعد ہوئی اور وہ مقام سرف میں فوت ہوئیں۔ حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ دارقطنی نے ابوالاسود یتیم عروہ اور مطر وراق سے عکرمہ کی معرفت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی احرام اتارنے کے بعد کی۔ اور حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ آپ ماہ حرام میں تھے جیسا کہ شاعر نے کہا قتلوا ابن عفان الخليفة محرما یعنی انہوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلیفہ سوم کو ماہ حرام میں قتل کیا۔

بقول امام کثیر رحمۃ اللہ علیہ یہ تاویل قابل غور ہے کیونکہ بیشتر روایات میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کے برخلاف منقول ہے کہ آپ ﷺ نے احرام کی حالت میں شادی کی اور احرام کھولنے کے بعد صحبت کی اور آپ ﷺ اس وقت محترم مہینے ماہ ذیقعدہ میں تھے۔ محمد بن یحییٰ ذہلی (ابواسحاق) ان کا بیان ہے کہ مجھے ثوری نے کہا اہل مدینہ کے قول کی طرف التفات نہ کیا جائے) عمرو ابوالشعثاء حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام کی حالت میں شادی کی۔

فائدہ...... ابوعبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرزاق سے پوچھا کہ سفیان ثوری نے اس حدیث کو دو اسناد سے بیان کیا ہے۔ (۱) عمرو از ابوالشعثاء از ابن عباس (۲) ابن خثیم از سعید بن جبیر از ابن عباس تو انہوں نے "ہاں" کہہ کر بتایا کہ ابن خثیم کی حدیث تو اس نے کسی جگہ بیان نہیں کی اور عمرو کی روایت اس نے کئی جگہ بیان کی۔ مسلم اور بخاری میں یہ روایت عمرو بن دینار سے مروی ہے۔

خاتمہ بخاری میں (اوزاعی از عطاء از ابن عباس) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام کی حالت میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ بیان کرتے ہیں کہ سعید رضی اللہ عنہ بن مسیب نے کہا اگرچہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خالہ ہیں مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے غلطی ہوگئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے احرام کھولنے کے بعد ہی حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ یونس نے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے بحوالہ معرفت سعید رضی اللہ عنہ بن مسیب سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں نکاح کیا۔ ان کا خیال ہے۔ رسول اللہ ﷺ مکہ میں تشریف لائے۔ احرام کا کھولنا اور نکاح ہونا ایک ہی وقت میں عمل میں آئے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اس سے شک پیدا ہو گیا۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور اصحاب سنن نے کئی طرق سے یزید بن اصم کی معرفت اس کی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بنت حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے "سرف" میں شادی کی اور ہم دونوں حلال بغیر احرام کے تھے۔ مگر امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ متعدد راویوں نے یزید بن اصم سے مرسل بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔

حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابوعبداللہ الحافظ، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ اصفہانی الزاہد، اسماعیل بن اسحاق قاضی، سلیمان بن حرب، حماد بن زید، مطر وراق، ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن، سلیمان بن یسار) ابورافع سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کھولنے کے بعد شادی کی اور "سرف" میں پہلی رات گزاری اور آپ حلال تھے احرام میں نہ تھے اور میں نے دونوں کے درمیان سفارت اور نامہ و پیام کا فریضہ انجام دیا۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو قتیبہ از حماد بن زید بیان کیا ہے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔ اور بجز حماد از مطر کسی راوی نے بیان نہیں کیا...... اس کو مالک نے ربیعہ از سلیمان مرسل بیان کیا ہے اور اس کو سلیمان بن بلال نے ربیعہ سے مرسل بیان کیا ہے۔ بقول امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا "سرف" میں ۶۳ھ میں یا ۶۱ھ میں فوت ہوئیں رضی اللہ عنہم۔

دعوت ولیمہ سے انکار...... موسیٰ رضی اللہ عنہ بن عقبہ کہتے ہیں کہ قریش نے تین دن گزر جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حویطب بن عبدالعزیٰ کو بھیجا کہ آپ ﷺ حسب شرط یہاں سے تشریف لے جائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی دعوت ولیمہ آپ کے ہاں کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے تو ایک شخص بھی اہل مکہ کی خاطر ان کو دعوت ولیمہ دی مگر انہوں نے انکار کیا اور کہا آپ چلے جائیں چنانچہ آپ ﷺ نے روانگی کا اعلان کر دیا ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (عبیداللہ بن موسیٰ، اسرائیل، ابواسحاق) حضرت براء سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام ماہ ذوالقعدہ ۶ھ میں عمرہ کے لئے تشریف لائے اور اہل مکہ نے آپ ﷺ کو مکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔ یہاں تک کہ آئندہ سال تین روز قیام پر فیصلہ ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ پر اعتراض۔۔۔۔۔۔ جب صلح نامہ کی تحریر لکھنا شروع کی تو لکھا یہ وہ معاہدہ ہے جس کا محمد رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کیا۔ کفار نے "محمد رسول اللہ" پر اعتراض کیا کہ اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ ﷺ کو کسی بات سے نہ روکتے لیکن آپ محمد بن عبداللہ ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں رسول اللہ ﷺ بھی ہوں اور محمد بن عبداللہ بھی ہوں۔

میں آپ ﷺ کا نام کبھی نہیں مٹاؤں گا۔۔۔۔۔۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہا "رسول اللہ" مٹا دو تو وہ کہنے لگے واللہ میں آپ ﷺ کا اسم گرامی کو کبھی نہ مٹاؤں گا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے تحریر اپنے ہاتھ میں لی (آپ خوش نویس نہ تھے) اور لکھ دیا یہ ہے وہ معاہدہ جو محمد بن عبداللہ نے قبول کیا کہ مکہ کے اندر نیام میں تلوار رکھ کر داخل ہوں گے اور کوئی مکہ کا باشندہ ہمارے ساتھ جانا چاہے تو اس کو اپنے ساتھ لے جائیں گے اور کوئی ہمارا ساتھی مکہ میں رہنا چاہے تو اس کو بھی اپنے ساتھ نہ لے جائیں گے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی۔۔۔۔۔۔ رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں تشریف لائے اور مقررہ مدت گزر گئی تو وہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کو کہا کہ اپنے "صاحب" سے کہو کہ چلا جائے مقررہ وقت گزر چکا ہے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام وہاں سے روانہ ہوئے تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی "یا عم یا عم" کہتی ہوئی آپ ﷺ کے پیچھے چلی آئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کہا اسے اٹھا لو، یہ آپ ﷺ کے چچا کی بیٹی ہے۔ چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کو اٹھا لیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کی کفالت کے بارے میں جھگڑا۔۔۔۔۔۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ میں اس لڑکی کی کفالت اور تربیت کا جھگڑا ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اس کو پکڑا ہے اور یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے دلیل پیش کی کہ یہ میرے بھی چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے یہ حجت پیش کی وہ میرے اسلامی بھائی کی بیٹی ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اس کی خالہ کے حق میں فیصلہ صادر کر دیا اور فرمایا خالہ بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دل جوئی کے لئے فرمایا "انت منی وانا منک" "تو من شدی من تو شدم" اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو فرمایا تو میری شکل و شباہت اور اخلاق کے مشابہ ہے۔ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا تم ہمارے اسلامی بھائی اور مولیٰ ہو۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے شادی نہ کریں گے تو یہ سن کر آپ نے فرمایا یہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ (تفرد به البخاری من هذا الوجه)

بنت حمزہ رضی اللہ عنہ کا نام عمارہ تھا۔۔۔۔۔۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ (ابن ابی حبیبہ، داؤد بن حصین، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمارہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہ کی والدہ سلمیٰ بنت عمیس مکہ میں مقیم تھی۔ رسول اللہ ﷺ عمرۃ القضاء کے لئے مکہ تشریف لائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے بنت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بات چیت کی کہ ہم اپنی بنت عم اور یتیم لڑکی کو مشرکوں میں کیوں رہنے دیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منع نہ فرمایا اور وہ اس کو ساتھ لے آئے تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا (جو حمزہ کے وصی تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان اسلامی اخوت قائم کر دی تھی) میں اس کی پرورش کا زیادہ حقدار ہوں میرے بھائی کی بیٹی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پر اپنا حق جتایا کہ تم اس معاملہ میں کیوں نزاع پیدا کرتے ہو، یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور میں ہی اس کو مشرکوں سے نکال کر لایا ہوں تمہارا اس پر کوئی حق نہیں ہے۔ میں اس کا تم سب سے زیادہ مستحق ہوں۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا اس کی خالہ میری بیوی ہے اور میرا حق سب سے فائق ہے کیونکہ خالہ والدہ کے برابر ہوتی ہے۔

حضور ﷺ نے فیصلہ فرمایا۔۔۔۔۔۔ یہ دلائل سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا زید تو اللہ کا دوست اور رسول اللہ کا غلام ہے اور اے جعفر! تم میری شکل و صورت کے مشابہ ہو اور میرے اخلاق کے حامل ہو، تم ان سب سے اس کی کفالت کے

حقدار ہوں کیونکہ تمہاری بیوی حضرت اسماء بنت عمیس اس کی خالہ ہے اور بھتیجی اپنی خالہ کی صورت میں زید بن حارثہ کی نسبت اپنا حق رکھتی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے عمارہ کا فیصلہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے حق میں دے دیا۔

عمارہ کی شادی: واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ فیصلہ سنایا تو وہ ایک پاؤں پر رقص کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جعفر یہ کیا ہے؟ تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ نجاشی جب کسی کو خوش کرتا تھا تو وہ اس کے گرد اس طرح رقص کرتا تھا۔ پھر انہوں نے نبی علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ ﷺ اس سے شادی کر لیں تو آپ نے فرمایا یہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس کی شادی سلمہ رضی اللہ عنہ بن ابی سلمہ سے کر دی اور رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کیا میں نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے احسان کا بدلہ دے دیا ہے۔ یعنی واقدی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کہتے ہیں کہ انہی نے اپنی والدہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کرایا تھا یہ ان کا بھائی عمر بن ابی سلمہ سے ہوا تھا واللہ اعلم۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ذی الحجہ کے مہینے میں ہی مدینہ واپس چلے آئے اور مسلمانوں کے حج کا اہتمام مشرکوں نے کیا اور بقول ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ ابوعبیدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اس عمرہ قضاء کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

عمرۂ قضاء کی بابت نازل ہونے والی آیت: ...... (۲۷/۴۸) بے شک اللہ نے اپنے رسول کو خواب سچا کر دکھایا، اگر اللہ نے چاہا تو تم امن کے ساتھ مسجد حرام میں ضرور داخل ہو گے اپنے سر منڈاتے ہوئے اور بال کتراتے ہوئے، بے خوف و خطر ہو کے، پس جس بات کو تم نہ جانتے تھے اس نے اسے جان لیا تھا پھر اس نے اس سے پہلے ہی ایک فتح بہت جلد نزدیک کر دی یعنی فتح خیبر۔

ابن ابی العوجاء سلمی کا سریہ: حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے بذریعہ محمد بن عبداللہ بن مسلم امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمرۂ قضاء سے ذوالحجہ ۷ھ میں مدینہ واپس آئے اور ابن ابی العوجاء سلمی کو پچاس سواروں کے ساتھ بنی سلیم کی جانب بھیجا۔ چنانچہ وہ ابن ابی العوجاء جب اپنی قوم کے پاس پہنچے ان کو لشکر کے عزائم سے آگاہ کیا اور اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا انہوں نے کثیر تعداد میں لوگوں کو جمع کیا ہوا تھا اور ان سے جنگ کے لیے تیار تھے۔ انہوں نے اسلام کی دعوت کا انکار کرتے ہوئے تیروں کی بارش کر دی اور کہا ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ مسلمانوں نے بھی تھوڑی دیر جوابی تیر اندازی کی یہاں تک کہ انہوں نے مسلمانوں کو ہر طرف سے گھیر لیا اور مسلمانوں نے خوب جم کر بہادری سے دفاع کیا یہاں تک کہ اکثر شہید ہو گئے اور ابن ابی العوجاء شدید زخمی ہوئے اور بمشکل اپنے ساتھیوں کے ساتھ مدینہ میں یکم صفر ۸ھ کو واپس آئے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو شوہر کے حوالے کرنا: بقول واقدی رحمۃ اللہ علیہ ذوالحجہ ۷ھ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ان کے خاوند ابوالعاص بن ربیع کے حوالے کیا اور ذوالحجہ ۷ھ میں حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ مقوقس شاہ اسکندریہ کے ہاں سے واپس آئے ان کے ساتھ ماریہ رضی اللہ عنہا اور ان کی بہن سیرین رضی اللہ عنہا تھیں جو راستے میں ہی اسلام قبول کر چکی تھیں۔

رسول اللہ ﷺ کے لیے منبر بنوانا: ان کے ساتھ خصی غلام مابور بھی تھا اور بقول واقدی رحمۃ اللہ علیہ ذوالحجہ ۷ھ میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے لیے منبر تیار کرایا جس کی دو سیڑھیاں اور بیٹھنے کی جگہ تھی۔

۸ھ کے واقعات: (خالد رضی اللہ عنہ بن ولید، عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص اور عثمان رضی اللہ عنہ بن طلحہ کا مشرف بہ اسلام ہونا) ابن ابی نجیح نے یہ روایت نجاشی کے ہاتھ پر اسلام کے بعد ۸ھ کے واقعات میں ان شخصیتوں کے اسلام قبول کرنے کے بارے میں کچھ بیان کیا ہے کہ یہ تینوں صلح حدیبیہ کے بعد اور فتح مکہ سے قبل مسلمان ہوئے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا قصہ...... حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (واقدی، عبدالحمید بن جعفر، جعفر) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں اسلام کا سخت مخالف تھا اور اس سے شدید نفرت رکھتا تھا جنگ بدر میں مشرکوں کے ساتھ شریک ہوا اور زندہ بچ نکلا، پھر جنگ احد میں مشرکوں کے ساتھ شامل ہوا اور بچ سلامت واپس آ گیا پھر غزوہ خندق میں حاضر ہوا اور خیریت سے گھر پہنچ گیا اور دل میں سوچا کہ کب تک اسلام سے کنارہ کش رہوں گا۔ واللہ! محمد ﷺ قریش پر غالب اور حکمران ہو جائیں گے۔ اسی کشمکش میں، میں اپنے "رھط" والے مجمع کے باغ میں چلا گیا اور لوگوں سے ملنا جلنا کم کر دیا۔ پھر حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا رسول اللہ ﷺ صلح کے بعد مدینہ تشریف لے گئے اور قریش واپس مکہ میں چلے آئے۔ میں دل سے کہنے لگا محمد ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سمیت اگلے سال مکہ میں تشریف لائیں گے نہ مکہ رہائش کے قابل ہے نہ طائف، یہاں سے باہر چلے جانا ہی بہتر ہے۔ مجھے ابھی تک "اسلام" سے شدید نفرت تھی، میرا خیال تھا کہ سارے قریش مسلمان ہو گئے تو میں پھر بھی اسلام قبول نہیں کروں گا۔

نجاشی کی ماتحتی محمد کی ماتحتی سے بہتر ہے...... چنانچہ میں اسی ادھیڑ بن میں مکہ واپس چلا آیا اور اپنے ہم خیال دوستوں کو اکٹھا کیا وہ میری رائے کو پسند کرتے تھے اور مجھے مانتے تھے میں نے ان سے پوچھا میرے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ انھوں نے کہا آپ ہم میں سے تجربہ کار اور خوش قسمت انسان ہیں۔ پھر میں نے کہا واللہ! میں بخدا دیکھ رہا ہوں کہ محمد ﷺ کا مذہب تمام مذاہب پر چھا رہا ہے اور سب پر عجیب طریقے سے برسر اقتدار اور غالب ہو رہا ہے اور میں نے اس کے مقابلے کے لئے ایک رائے سوچی ہے۔ انھوں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ عرض کیا کہ ہم نجاشی کے پاس پہنچ جائیں اور وہیں رہائش اختیار کر لیں اگر محمد ﷺ غالب آ گئے تو ہم نجاشی کی ماتحتی میں رہیں گے اور ہمارا نجاشی کے ماتحت رہنا محمد ﷺ کے ماتحت ہونے سے بہتر ہے اور اگر قریش غالب آ گئے تو ہم معروف لوگ ہیں ہماری حیثیت اور پوزیشن ان سے پوشیدہ نہیں۔ سب نے اس تدبیر کو پسند کیا اور قرار دیا تو میں نے کہا نجاشی کے لئے تحائف مہیا کرو اور ہمارے علاقے کا نجاشی کے نزدیک سب سے اعلیٰ تحفہ چمڑا ہے چنانچہ ہم بہت سے تحائف لے کر نجاشی کے پاس پہنچ گئے۔

قاصد کے قتل کا منصوبہ...... واللہ! ہم اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔ ان کو رسول اللہ ﷺ نے اپنا مکتوب گرامی دے کر بھیجا تھا جس میں تحریر تھا کہ وہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی شادی آپ ﷺ سے کر دے۔ وہ نجاشی کے دربار میں گئے اور مکتوب گرامی حوالے کر کے چلے گئے تو میں نے اپنے احباب سے مشورہ کیا یہ عمرو ضمری آیا ہے، میں اگر نجاشی کے پاس جاؤں اور اس سے اس کے بارے میں سوال کروں اور وہ اس کو میرے حوالے کر دے اور میں اس کو موت کے گھاٹ اتار دوں تو کیا خیال ہے؟ جب ہم اس منصوبے پر عمل درآمد کر لیں گے تو قریش خوش ہو جائیں گے اور ہم نے محمد ﷺ کے قاصد کو قتل کر کے ان کے لئے مزید درد و پریشانی کا بوجھ بڑھا دیا ہوگا۔

چنانچہ میں حسب معمول سجدہ ریز ہو کر نجاشی کے دربار میں حاضر ہوا۔ اس نے خوش آمدید کہہ کر پوچھا اپنے ملک اور وطن سے کوئی تحفہ لائے ہو؟ عرض کیا حضور، بادشاہ سلامت! عمدہ قسم کے چمڑے لایا ہوں۔ یہ تحائف پیش کیے تو اس نے بہت پسند کیے، کچھ اپنے درباریوں میں تقسیم کر دیئے اور باقی بچنے والے تو اپنے خزانے میں بھیج دیا اور حفاظت سے رکھنے کا حکم دیا۔ میں نے اس کو شادمان اور خوش دل محسوس کیا تو عرض کیا عالی جاہ، بادشاہ سلامت! میں نے ابھی دیکھا ہے کہ ایک آدمی آپ کے دربار سے باہر نکلا ہے، وہ ہمارے دشمن کا قاصد ہے۔ اس نے ہمیں نقصان پہنچایا ہے اور ہمارے اشراف و اعیان کو موت کے گھاٹ اتارا ہے۔ آپ اس قاصد کو میرے حوالے کر دیجئے تاکہ میں اس کو قتل کر دوں۔

قصد میں ناکامی اور نجاشی کا تھپڑ...... یہ سن کر نجاشی بہت غضبناک ہو گیا اور ہاتھ اٹھا کر میری ناک پر اتنی زوردار ضرب لگائی کہ میں سمجھا کہ ناک ٹوٹ گئی ہوگی، میرے نتھنوں سے خون جاری ہو گیا اور میں اپنے کپڑوں سے خون صاف کرنے لگا اور میں اس قدر شرمندہ ہوا

شرمسار ہوا کہ کاش زمین پھٹ جاتی اور میں اس میں بادشاہ کے ڈر سے چھپ جاتا۔

نجاشی کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت: میں نے عرض کیا بادشاہ سلامت! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ کو میری بات بری لگے گی تو میں آپ سے نہ کہتا۔ پس بادشاہ شرمندہ ہوا اور اس نے کہا اے عمرو! تو مجھ سے ایسے شخص کے قاصد کو قتل کے لئے مانگتا ہے جس کے پاس وہ ناموس اکبر آتا ہے جو موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے میری بدبختی اور گمراہی میں اصلاح پیدا کردی اور میں نے دل میں کہا اس حق کو عرب و عجم پہچانتے ہیں اور تو اس کے خلاف کرتا ہے۔ پھر میں نے عرض کی بادشاہ سلامت! کیا آپ اس بات کی گواہی دیتے ہیں؟ اس نے کہا ہاں میں گواہی دیتا ہوں۔ اے عمرو! تم میری بات مان لو اور اس کے تابع ہو جاؤ۔ اللہ کی قسم وہ حق پر ہے اور اپنے مخالف پر غالب آ جائے گا جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام فرعون اور اس کے لشکر پر غالب آئے۔ میں نے عرض کیا کیا آپ مجھ سے اس کی طرف سے اسلام کی بیعت لے لیں گے؟ اس نے ہاں کہہ کر ہاتھ پھیلایا اور مجھ سے بیعت کر لی۔

پھر اس نے میرا خون صاف کر کے نیا لباس پہنایا کیونکہ میرا لباس خون آلود ہو چکا تھا اور میں باہر چلا آیا۔ میرے ساتھی نجاشی کی طرف سے نیا لباس دیکھ کر مسرور ہوئے اور پوچھا کیا آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ہیں؟ میں نے کہا کہ پہلی ملاقات میں ان سے یہ بات کرنا ناپسند کروں گا۔ پس انہوں نے کہا ٹھیک ہے آپ کی رائے صحیح ہے۔

ساتھیوں سے علیحدگی: میں ان سے کسی ضرورت کا بہانہ بنا کر الگ ہو گیا اور کشتی گاہ کی طرف گیا تو وہاں کشتی روانہ ہونے کو تیار تھی۔ میں بھی ان کے ساتھ سوار ہو گیا۔ ہم شعیبہ مقام پر پہنچ گئے۔ وہاں میں نے اونٹ خریدا اور مدینہ کی جانب روانہ ہو گیا اور مر الظہران کو عبور کیا اور وہاں سے آگے ہوا حتیٰ کہ ہدہ پہنچا تو معلوم ہوا کہ دو آدمی مجھ سے پہلے وہاں پہنچ چکے ہیں جو کسی منزل کی تلاش میں ہیں۔ ایک خیمہ کے اندر ہے اور دوسرا اپنی سواری تھامے ہوئے ہے۔ میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ خالد رضی اللہ عنہ بن ولید ہے۔ میں نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا محمد ﷺ کے پاس جا رہا ہوں اس لئے کہ سب لوگ مشرف باسلام ہو چکے ہیں اور کوئی قابل ذکر آدمی باقی نہیں رہا۔ واللہ! اگر ہم بیٹھے رہیں تو قریب ہے کہ وہ ہمیں ایسے پکڑ لیں گے جیسے بجو کو بل سے نکال لیا جاتا ہے۔ میں نے کہا واللہ میں بھی محمد ﷺ کی جانب جا رہا ہوں اور مسلمان ہونے کا ارادہ ہے۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ بن طلحہ نکلے اور اس نے مجھے خوش آمدید کہا اور ہم سب ایک ہی مقام پر فروکش ہو گئے پھر ہم اکٹھے مدینہ آئے۔

بیعت کا شوق: حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص کہتے ہیں کہ مجھے اب تک اس آدمی کی بات یاد ہے جس کو ہم نے "ابی عتبہ" میں چھوڑا تھا جو آواز دے رہا تھا یا رباح، یا رباح۔ ہم نے اس کی بات سے نیک شگون لیا اور مسرور ہوئے پھر اس نے ہمیں دیکھ کر کہا ان دونوں کے بعد مکہ قیادت سے دستبردار ہو گیا ہے اور میں سمجھ گیا کہ اس کی مراد میں اور خالد رضی اللہ عنہ بن ولید ہیں۔ وہ واپس مسجد نبوی کی جانب ہو گیا میں نے سوچا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو ہماری آمد کی خبر دینے گیا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ہم نے حرہ میں سواریوں کو بٹھایا اور زرہیں اتار لیں۔ عصر کی اذان ہو گئی۔ پھر ہم آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کا چہرہ [illegible]

مشروط بیعت: [illegible] آپ ﷺ [illegible] خالد رضی اللہ عنہ [illegible] [illegible] آپ ﷺ [illegible] آپ ﷺ سے بیعت کروں گا کہ آپ میرے پچھلے قصور اور گناہ معاف فرما دیں۔ مجھے یاد نہ رہا کہ [illegible] آپ ﷺ نے فرمایا اسلام پہلے کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور ہجرت بھی اپنے سے پہلے کے گناہوں کو ختم کر دیتی ہے۔

اسلام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے عزت عطا فرمائی: ...... واللہ! میرے مسلمان ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ کو جو اہم امر پیش آیا آپ ﷺ نے اس میں ہمارے برابر کسی کو نہیں سمجھا اور ہماری قدر و منزلت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بھی میرا یہی رتبہ رہا البتہ خالد رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں گورنری سے معزول ہونے سے پہلے ثابت ہے۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ عبدالحمید بن جعفر کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث یزید بن حبیب کو سنائی تو اس نے کہا یہ حدیث مجھے راشد غلام حبیب بن ابی اوس ثقفی نے اپنے آقا حبیب کی معرفت حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص سے اسی طرح بیان کی۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی روایت کو محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے یزید بن ابی حبیب سے راشد کی معرفت اپنے آقا حبیب سے اسی طرح بیان کیا ہے کہ مجھے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص نے بتایا۔ پھر اس نے واقعہ نقل کیا ہے جو قبل ازیں ابو رافع کے بعد حبشہ کے واقعات میں بیان ہو چکا ہے مگر واقدی کا بیان اس سے مفصل ہے۔

عمرو رضی اللہ عنہ کی مدینہ میں کب آمد ہوئی: ...... واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے یزید بن ابی حبیب سے پوچھا تھا کہ عمرو رضی اللہ عنہ اور خالد رضی اللہ عنہ کب آئے تھے تو اس نے کہا کہ تعیین تو مشکل ہے مگر فتح مکہ سے پہلے کا واقعہ ہے۔ پھر میں نے عبدالحمید بن جعفر سے کہا میرے والد نے مجھے بتایا ہے کہ عمرو رضی اللہ عنہ خالد رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ بن طلحہ یکم صفر ۸ھ میں آئے تھے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی وفات کے بیان میں ہم مسلم کی روایت بیان کریں گے جو ان کی قبل از اسلام زندگی کی آئینہ دار ہے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کا مشرف با اسلام ہونا: ...... واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے (یحییٰ بن مغیرہ بن عبدالرحمان بن حارث بن ہشام ابیہ) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کو میری رشد و ہدایت منظور ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی اور میں مشرف با اسلام ہو گیا۔

میں محمد ﷺ کے خلاف تمام جنگوں میں شریک ہوا جس جنگ سے بھی واپس آتا دل میں کہتا کہ یہ ایک بے کار مشغلہ ہے اور محمد ﷺ عنقریب غالب آ جائیں گے۔ جب رسول اللہ ﷺ حدیبیہ تشریف لائے تو میں مشرکوں میں رسول اللہ ﷺ کے مقابل گھوڑوں کے ایک دستہ میں آیا اور آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے نماز ظہر صحابہ کے سامنے پڑھائی اور ہم نے حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا مگر ہمارا عزم پورا نہ ہوا اور اس میں بھی کوئی بھلائی تھی۔ آپ ﷺ ہمارے عزائم سے آگاہ ہو گئے اور نماز عصر نماز خوف پڑھائی اس بات سے ہم متاثر ہوئے اور کہنے لگے کہ محمد ﷺ کا دفاع معلوم ہے چنانچہ ہم وہاں سے چلے گئے اور آپ علیہ السلام ہمارے راستہ چھوڑ کر دائیں جانب روانہ ہو گئے۔

جب آپ ﷺ نے قریش سے صلح کی اور قریش نے اگلے سال آنے پر آپ ﷺ کو دور کر دیا تو میں نے دل میں کہا اب کیا باقی رہ گیا ہے؟ کہاں جاؤں؟ نجاشی کے پاس جاؤں؟ وہ محمد ﷺ کا پیروکار ہے اور محمد ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اس کے پاس امن سے ہیں یا ہرقل کے پاس جاؤں اور اپنا دین ترک کر کے یہودیت یا عیسائیت اختیار کروں اور عجمی بن کر رہوں یا اپنے وطن میں رہ کر باقی لوگوں کے ساتھ بود و باش رکھوں۔

میں اسی کشمکش اور تردد میں تھا کہ رسول اللہ ﷺ عمرۃ القضاء کے لئے مکہ میں تشریف لے آئے۔ میں مکہ سے غائب رہا اور آپ ﷺ کے قیام کے دوران میں حاضر نہ تھا۔ میرا بھائی ولید بن ولید رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ آیا اس نے مجھے تلاش کیا نہ پایا تو اس نے خط تحریر کیا۔

ولید کا خط: ...... بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ بعد ازیں مجھے سب سے زیادہ تعجب اس بات پر ہے کہ تم اسلام سے گریزاں ہو حالانکہ تم نہایت عقلمند ہو۔ کیا اسلام جیسا دین تمہاری فہم و شعور سے مخفی ہے اور اسلام جیسے دین سے کوئی بے خبر رہ سکتا ہے؟ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے تمہارے بارے میں پوچھا ہے کہ خالد کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اسے آپ کی خدمت میں لے آئے گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس جیسا آدمی اسلام سے بے خبر ہے؟ اگر وہ اپنی ذہانت اور شجاعت مسلمانوں کے ساتھ مل کر مشرکین کے خلاف صرف کرتا تو اس کے لیے بہتر ہوتا اور ہم اسے دوسروں پر مقدم سمجھتے۔ اب بھائی! جو مواقع ضائع ہو چکے ہیں اب ان کا تدارک کرو۔

خواب: جب مجھے یہ خط موصول ہوا تو میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے تیار ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کے میرے بارے میں دریافت کرنے سے۔ مجھے خواب آیا کہ گویا میں تنگ و تاریک اور قحط زدہ علاقہ میں ہوں اور وہاں سے نکل کر ایک وسیع اور سرسبز و شاداب علاقہ میں آ گیا ہوں۔ میں نے کہا یہ کچھ حسب معمول خواب ہے۔ میں مدینہ میں آیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ خواب سنایا تو آپ نے فرمایا تنگی اور قحط زدگی سے مراد تیری مشرکانہ زندگی ہے اور وسعت اور شادابی سے مراد تیرا مسلمان ہونا ہے۔

ساتھی کی تلاش: ... جب میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کا پختہ ارادہ کر لیا تو میں نے سوچا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کس کے ساتھ جاؤں۔ چنانچہ میں نے صفوان بن امیہ سے ملاقات کی اور اس کو کہا کیا تم ہماری بے بسی نہیں دیکھتے۔ عرب و عجم [illegible] ان پر محمد ﷺ غالب آ چکے ہیں۔ اگر ہم محمد ﷺ کے پاس چلے جائیں اور ان کی پیروی کریں تو ان کی عزت ہماری عزت اور ان کا شرف ہمارا شرف ہوگا۔ یہ سن کر اس نے شدید ردعمل کا اظہار کیا اور کہا اگر میں تنہا بھی باقی رہ جاؤں تو تب بھی ان کی پیروی نہیں کروں گا۔ میں یہ بات سن کر چلا آیا اور دل میں کہا کہ اس کا بھائی اور باپ بدر میں مارا گیا ہے۔ پھر میری ملاقات عکرمہ بن ابی جہل سے ہوئی اس سے بھی گفتگو کی تو اس نے بھی صفوان جیسا جواب دیا۔ یہ سن کر میں نے اس کو کہا یہ بات امانت ہے تو اس نے کہا میں کسی کے پاس اس کا تذکرہ نہ کروں گا۔

عثمان رضی اللہ عنہ بن طلحہ کا رفیق سفر ہونا: پھر میں نے مکان پر آ کر سواری لے کر عزم سفر کیا تو خیال آیا کہ عثمان بن طلحہ سے ملاقات کر لوں وہ میرا دوست ہے۔ میں اس کے پاس اپنی خواہش کا اظہار کروں تو شاید بات بن جائے۔ پھر مجھے اس کے آباء کا قتل یاد آیا تو میں نے خیال ترک کر دیا۔ میں نے پھر سوچا میں تو اب جا ہی رہا ہوں۔ میں نے اس کے پاس اظہار کر دیا جو ہمارا حال ہو چکا ہے کہ چنانچہ میں نے اس سے کہا ہماری مثال تو لومڑی کی سی ہے جو اپنی بل میں ہو اس پر پانی کا ایک ڈول ڈال دیا جائے تو وہ باہر آ جاتی ہے اور دیگر احباب کو جو میں نے کہا تھا اس سے بھی گفتگو کی تو اس نے فوراً قبول کر لیا اور کہا میں تو آج صبح جانا چاہتا ہوں اور میری سواری "فخ" مقام میں تیار کھڑی ہے۔ چنانچہ میں نے "یاجج" میں ایک دوسرے کا انتظار کرنے کا وعدہ کر لیا جو وہاں پہلے پہنچ جائے وہ دوسرے کا منتظر رہے۔

ایک منزل کے راہی: ہم نے سحر کو کوچ کیا طلوع فجر سے پہلے ملاقات ہو گئی اور ہم یاجج میں اکٹھے ہو گئے وہاں سے روانہ ہو کر "ہدہ" پہنچے تو وہاں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو موجود پایا انہوں نے خوش آمدید کہا ہم نے بھی ان کو جواب دیا اور ان سے پوچھا آپ کا کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا تم کس غرض سے جا رہے ہو ہم نے کہا ہم اسلام قبول کرنے اور محمد ﷺ کی اتباع کا ارادہ ہے تو انہوں نے کہا میرا بھی یہی مقصد ہے چنانچہ ہم اکٹھے مدینہ آئے اور حرہ کے باہر اونٹ بٹھا دیئے اور رسول اللہ ﷺ کو [illegible] تحقیق معلوم ہوا تو بہت خوش ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ بہت خوش ہوئے: میں نے عمدہ لباس زیب تن کیا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہوا [illegible] مجھے [illegible] کہا جلدی چلو رسول اللہ ﷺ کو [illegible] اطلاع مل گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ [illegible] خوش [illegible] آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا [illegible] سلام [illegible] آپ ﷺ [illegible] کلمہ شہادت [illegible] فرمایا [illegible] تجھے [illegible] [illegible] ہدایت دی۔

خالد [illegible]
[illegible]

ﷺ اس کے بعد جو بھی حاضر رہے تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی یا اللہ! خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کی ہر حرکت جو اسلام کے خلاف تھی معاف فرما دے پھر عثمان رضی اللہ عنہ اور عمرو رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی اور وہ دونوں آدمی حاضر ہو گئے۔ واللہ! آنے والے امور میں رسول اللہ ﷺ کے برابر کسی کو نہ سمجھتے تھے۔

شجاع رضی اللہ عنہ بن وہب کا ہوازن کی جانب سریہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ابی سبرہ سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروہ کی معرفت عمر بن حکم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شجاع رضی اللہ عنہ بن وہب اسدی کو چوبیس آدمیوں کے قافلہ میں ہوازن کی ایک جماعت کی جانب بھیجا اور فرمایا کہ ان پر حملہ آور ہوں۔ چنانچہ وہ ان کی جانب چلے گئے رات کو چلتے تھے اور دن میں چھپے رہتے تھے۔ یہ لوگ چپکے چپکے ان کے پاس پہنچ گئے اور وہ بالکل غافل اور بے خبر تھے۔

شدید تعاقب نہ کرنا آپ نے اپنے مجاہدین کو حکم دیا کہ ان کا شدید تعاقب نہ کریں۔ چنانچہ ان سے وافر غنیمت میں بہت سے اونٹ اور بکریاں ملیں اور ان کو ہانک کر مدینہ لے آئے اور ہر مجاہد کے حصہ میں پندرہ اونٹ آئے۔ بعض کا قول ہے کہ ایک لونڈی قیدی ملی اور قافلہ کے امیر نے اپنے لئے ایک خوبصورت لونڈی کو منتخب کر لیا۔

قیدی لونڈی کا واپس جانے سے انکار پھر یہ لوگ مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے امیر سے مشورہ لیا کہ [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] تو قافلہ کے امیر کی منتخب شدہ لونڈی [illegible] اس نے واپس جانے سے انکار کیا اور امیر قافلہ کے پاس رہنا پسند کیا۔

ممکن ہے کہ یہ وہی ہو جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (مالک از نافع از ابن عمر رضی اللہ عنہ) سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ اطراف نجد کی جانب بھیجا اس میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے بڑی غنیمت میں کافی اونٹ پائے اور ہر مجاہد کے حصہ میں بارہ بارہ اونٹ آئے اور ایک ایک اونٹ بطور انعام ملا یہ حدیث مالک سے مسلم اور ابو داؤد میں مذکور ہے۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے لیث اور عبیداللہ سے بھی نقل کیا ہے اور ان تینوں نے نافع رحمۃ اللہ علیہ از ابن عمر رضی اللہ عنہ اسی طرح روایت کی ہے۔

امیر قافلہ کا مجاہدین کو انعام دینا امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی (بواسطہ محمد بن اسحاق از نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ نجد کی جانب بھیجا میں بھی اس میں شامل تھا ہم نے بہت سے اونٹ غنیمت میں لئے امیر قافلہ نے ہر مجاہد کو ایک ایک اونٹ بطور انعام دیا اور باقی بچنے والے مال غنیمت کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے مال غنیمت کو تقسیم فرمایا تو ہر ایک کے حصہ میں بارہ بارہ اونٹ آئے امیر قافلہ نے جو انعام دیا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کا حساب نہ کیا۔ چنانچہ ہر ایک کے حصہ میں تیرہ تیرہ اونٹ آئے۔

کعب بن عمیر غفاری کا ذات اطلاح کی جانب سریہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن عبداللہ [illegible] روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کعب بن عمیر غفاری رضی اللہ عنہ کو پندرہ آدمیوں کے ہمراہ روانہ فرمایا وہ چلتے چلتے شام کے علاقہ ذات اطلاح تک پہنچ گئے [illegible]

[illegible] رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے [illegible]

غزوہ موتہ: یہ تین ہزار کا لشکر، زید بن حارثہ کی زیر قیادت شام کے علاقہ بلقاء میں پہنچا۔ محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرۃ القضاء کے بعد ماہ ذی الحجہ کے باقی ایام اور محرم، صفر، ربیع الاول، ربیع الثانی ۸ھ میں مدینہ میں قیام فرمایا اور جمادی الاولیٰ ۸ھ میں زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کو شام کی جانب روانہ کیا۔ محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن جعفر بن زبیر رضی اللہ عنہ کی معرفت عروہ رضی اللہ عنہ بن زبیر سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کی قیادت میں جمادی الاولیٰ ۸ھ میں موتہ کی جانب بھیجا اور یہ اعلان کیا کہ اگر زید رضی اللہ عنہ شہید ہو جائیں تو جعفر رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے، وہ بھی شہادت کا رتبہ پالیں تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے۔ چنانچہ یہ تین ہزار کا لشکر روانہ ہوا۔

یہودی کا تبصرہ: واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے ربیعہ بن عثمان سے عمر بن حکم کی معرفت سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دیگر لوگوں کے ساتھ نعمان بن فنحص یہودی بھی موجود تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ لشکر کا امیر ہے۔ زید رضی اللہ عنہ شہید ہو جائے تو جعفر رضی اللہ عنہ، جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہو جائے تو عبداللہ بن رواحہ، اگر ابن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی شہادت کا رتبہ پالے تو مسلمان کسی اور کو اپنا امیر منتخب کر لیں۔

یہ سن کر نعمان یہودی نے کہا جناب ابوالقاسم! اگر آپ سچے نبی ہیں تو جن جن کا آپ نے نام لیا ہے وہ سب شہید ہو جائیں گے کیونکہ بنی اسرائیل کے انبیاء جب کسی کو امیر نامزد کرتے یہ کہتے اگر فلاں شہید ہو جائے تو فلاں امیر ہوگا، اگر وہ ایک سو کو بھی نامزد کر دیتے سب کے سب شہید ہو جاتے تھے۔

پھر وہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرنے لگا: یاد رکھ! اگر محمد ﷺ نبی ہیں تو تو زندہ نہیں لوٹے گا۔ یہ سن کر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ سچے نبی ہیں اور راست باز ہیں۔ روایت بیہقی رحمۃ اللہ علیہ۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب یہ لشکر روانگی کے لئے تیار ہو گیا اور لوگوں نے امراء لشکر کو الوداع کہا اور سلام پیش کیا، عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ کو الوداع کہا تو وہ اشکبار ہو گئے۔ لوگوں نے پوچھا ابن رواحہ! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ تو انہوں نے کہا بخدا! مجھے دنیا کی محبت ہے اور نہ تمہارے ساتھ، لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ آیت (مریم: ۷۱) پڑھتے سنا ہے کہ "تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کا اس پر گزر نہ ہو، یہ تیرے رب پر لازم مقرر کیا جا چکا ہے" مجھے معلوم نہیں کہ پل صراط سے گزرنے کے بعد میرا کیا حال ہوگا۔ تو مسلمانوں نے دعا دی اللہ تعالیٰ آپ کا رفیق اور ساتھی ہو، تم سے دکھ دور کرے اور تم کو صحیح سالم واپس لائے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ نے کہا:

موتہ کی جانب جاتے ہوئے ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کے اشعار:

لكنني أسأل الرحمن مغفرة
وضربة ذات فرغ تقذف الزبدا
أو طعنة بيدي حران مجهزة
بحربة تنفذ الأحشاء والكبدا
حتى يقال إذا مروا على جدثي
أرشده الله من غاز وقد رشدا

لیکن میں تو رحمٰن سے مغفرت کا طالب ہوں اور [illegible]
[illegible]
[illegible]

حضور ﷺ کے لئے الوداعی اشعار: ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب روانگی کے لئے تیار ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور الوداع ہونے کے بعد کہا:

فثبّت اللّٰه ما اتاك من حسن
تثبيت موسى ونصرا كالذي نصروا
انى تفرست فيك الخير نافلة
اللّٰه يعلم انى ثابت البصر
انت الرسول فمن يحرم نوافله
والوجه منه فقد ازرى به القدر

"اللہ آپ کی خوبیوں کو موسیٰ علیہ السلام کی طرح دوام بخشے اور ان کی طرح نصرت سے نوازے۔ میں نے آپ کی ذات میں اللہ کی عنایات وعطیات کو معلوم کر لیا ہے اللہ جانتا ہے کہ میری نگاہ دور تک دیکھنے والی ہے آپ سچے رسول ہیں، جو شخص آپ کے مواہب اور مقبولیت سے محروم ہو وہ بے نصیب ہے۔"

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لشکر کو الوداع کیا اور رخصت کیا واپس پہنچ گئے تو عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ نے کہا:

خلف السلام على امرئ ودعته   في النخل خير مشيع وخليل

"جس ذات گرامی کو میں نے نخلستان میں الوداع کہا اس پر بہت سلامتی ہو، جو بہترین الوداع کہنے والا اور بہترین دوست ہے۔"

جمعہ حضور ﷺ کے ساتھ پڑھنے کی خواہش: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبداللہ بن محمد، ابو معاویہ، حجاج، حکم، مقسم) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے موتہ کی طرف لشکر بھیجا اور زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کو امیر مقرر کیا اور فرمایا زید رضی اللہ عنہ شہید ہو جائے تو جعفر رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے اور وہ بھی شہید ہو جائے تو عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ۔ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ لشکر کے ساتھ روانہ نہ ہوئے اور نبی علیہ السلام کے ساتھ نماز جمعہ پڑھی آپ ﷺ نے ان کو دیکھ کر پوچھا تم گئے کیوں نہیں؟ تو انہوں نے عرض کیا آپ کے ساتھ جمعہ ادا کرنے کی تمنا تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صبح یا شام کی ایک منزل دنیا و مافیہا کے تمام مال سے بہتر ہے۔

جہاد کے لئے سفر کرنے کی فضیلت: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابو معاویہ، حجاج، حکم، مقسم) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ کو ایک مہم میں روانہ کیا جو جمعہ کے روز تھی۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں کو بھیج دیا اور خود رک گئے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ ادا کر کے روانہ ہو جاؤں گا۔ نماز جمعہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھ کر پوچھا تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیوں نہیں گئے؟ تو عرض کیا میرا ارادہ تھا کہ آپ کے ساتھ جمعہ پڑھ کر ساتھ مل جاؤں گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم دنیا جہاں کا سارا سامان اللہ کی راہ میں خرچ کر دو تو بھی ان کے صبح کے سفر کی فضیلت کو نہیں پا سکتے۔

جمعۃ المبارک کے دن لشکر روانہ ہوا: اس روایت کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو معاویہ کی معرفت حجاج ابن ارطاۃ سے بیان کیا ہے۔ (بحوالہ) امام شعبہ کے ایک موقف کے مطابق معلول کہا ہے (کہ حکم نے مقسم سے صرف پانچ روایات سماع حاصل ہے جن میں یہ ذکر نہیں اور یہ روایت ان میں شامل نہیں) بقول امام ابن کثیر رضی اللہ عنہ حجاج بن ارطاۃ کی روایت بھی قابل غور ہے واللہ اعلم۔ اور اس حدیث کو یہاں بیان کرنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ موتہ کی طرف روانگی جمعہ کے دن ہوئی واللہ اعلم۔

کفار کی فوج کی تعداد: ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ روانہ ہو کر شام کے علاقہ "معان" میں خیمہ زن ہوئے اور مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ ہرقل بلقاء کے علاقہ "مآب" میں ایک لاکھ رومیوں کے ساتھ خیمہ زن ہے۔ لخم، جذام، بلقین، بہرا اور بلی قبائل کے ایک لاکھ

اور مالک بن رافلہ بلوی کی قیادت میں بھی موجود ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کو خط لکھنے کا ارادہ کیا۔ اور ایک روایت میں (یونس از ابن اسحاق) مذکور ہے کہ ''ہرقل'' مآب میں ایک لاکھ رومی فوج کے ساتھ خیمہ زن تھا اور ایک لاکھ مستعربہ کی فوج تھی جب مسلمانوں کو یہ اطلاع پہنچی تو وہ معان میں دو روز ٹھہرے۔ وہ سوچتے رہے۔ آئندہ لائحہ عمل کے لئے غور و فکر کرتے رہے۔ بعض نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو خط لکھ کر دشمن کی تعداد سے مطلع کر دیں۔ اس کے بعد امداد کے لئے مزید فوج بھیجیں گے یا کوئی اور ارشاد فرمائیں گے اور ہم اس کی تعمیل کریں گے۔

حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کی جوشیلی تقریر یادگار ہے...... پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے نہایت بہادری سے لوگوں کو جرات و جسارت پر ابھارا اے لوگو! واللہ! شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن، جس چیز ''شہادت'' سے تم اب ڈر رہے ہو اسی کی جستجو میں تو تم گھر سے نکلے تھے، ہم دشمن سے تعداد و طاقت اور کثرت کے بل بوتے پر نہیں لڑتے ہم تو اس دین کی وجہ سے لڑتے ہیں جس سے اللہ نے ہمیں سرفراز فرمایا ہے۔ بس ''اٹھو'' آگے بڑھو'' چلو۔ دو میں سے ایک بات لازم ہے فتح یا شہادت۔ یہ سن کر مجاہدین نے یک زبان کہا واللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے۔ چنانچہ مجاہدین روانہ ہو پڑے اور عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ نے ان دو راتوں قیام کے دوران یہ شعر کہا

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے اشعار:

جلبنا الخيل من آجا وفرع
تعر من الحشيش انى العكوم
حذوناها من الصوان سبتا
ازل كان صفحته الاديم
اقامت ليلتين على معان
فاعقب بعد فترتها جموم
فرحنا والجياد مسومات
تنفس في مناخرها السموم

''ہم گھوڑوں کو جا اور فرع کے پہاڑوں سے لائے ہیں۔ ان کو بار بار چارہ ڈالا جاتا ہے وہ موٹے تازے ہیں۔ ہم نے ان کو خشک اور ملائم زمین کے نعل لگائے ہیں۔ گویا زمین ان کا ٹکڑا ہے۔ انہوں نے معان میں دو راتیں بسر کی ہیں اور وہ تھکن اور کمزوری کے بعد تازہ دم ہو گئے ہیں۔ ہم روانہ ہوئے اور ہمارے گھوڑے تیز رفتار تھے ان کے نتھنوں سے گرم سانس جاری تھا''۔

فلا وابي مآب لنأتينها
وان كانت بها عرب وروم
فعبانا اعنتها فجاءت
عوابس والغبار لها بريم
بذي لجب كان البيض فيه
اذا برزت قوانسها النجوم
فراضية المعيشة طلقتها

اسنتها فتنکح او تئیم

"باپ کی قسم! "مآب" میں ضرور پہنچیں گے گو وہاں عرب اور روم ہیں۔ ہم نے ان کے لگام تیار کئے ہیں وہ سب بگڑی ہیں
ان پر گرد و غبار ہے۔ لشکر میں جب خودوں کے بالائی حصے نمایاں ہوتے ہیں گویا وہ ان میں ستاروں کی طرح چمکتے ہیں۔ اس
کے نیزوں نے معاملہ زندگی کو خیر باد کہہ کر اس کو طلاق دے دی یا جواب نکاح کرے یا بغیر نکاح کے رہے"۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی معرفت زید رضی اللہ عنہ بن ارقم سے روایت کی ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے زیر کفالت یتیم تھا۔ وہ مجھے موتہ کے سفر میں سواری پر اپنے پیچھے سوار کر کے لے گئے اور وہ دوران سفر ایک شب یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

اذا ادنیتنی وحملت رحلی
مسیرة اربع بعد الحساء
فشانک انعم وخلاک ذم
ولا ارجع الی اهلی ورائی
وجاء المسلمون وغادرونی
بارض الشام مشتهی الثواء
وردک کل ذی نسب قریب
الی الرحمن منقطع الاخاء
هنالک لا ابالی طلع بعل
ولا نخل اسافلها رواء

"جب تو مجھے یہاں پہنچا دے اور میرا کجاوہ حساء کے بعد چار شب کی مسافت تک اٹھا لے۔ تو تو ناز و نعمت میں ہوگی اور تجھ سے مشقت دور ہوگی اور میں اپنے اہل میں واپس نہ لوٹوں گا۔ مسلمان چلے آئیں گے اور مجھے ارض شام میں آخری قیام گاہ میں چھوڑ آئیں گے۔ اور تجھے تمام قریبی رشتہ دار قطع تعلق کر کے اللہ تعالیٰ کے حوالے کر کے چلے آئیں گے۔ وہاں میں بارانی درخت کے پھل سے اور سیراب ہونے والے نخل سے بے نیاز ہوں گا"۔

زید رضی اللہ عنہ کو کوڑا مارا ..... زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں یہ اشعار سن کر رونے لگا انہوں نے مجھے کوڑا اٹھا کر مارا اور کہا اس میں تمہارا کیا نقصان ہے اگر اللہ مجھ کو شہادت نصیب کرے اور تم سوار ہو کر گھر چلے آؤ۔ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ نے دوران سفر یہ بھی پڑھا:

یا زید زید الیعملات الذبل   تطاول اللیل هدیت فانزل

موتہ میں صف بندی ..... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مسلمان روانہ ہو کر "بلقاء" تھا۔ تو کی سرحد پر پہنچے تو وہاں ان کو "مشارف" بستی میں ہرقل کی فوج سے آمنا سامنا ہوا اور دشمن کی فوج مزید قریب آ گئی اور مسلمان "موتہ" بستی کی طرف سمٹ آئے اور جنگ کے لئے صف بندی کر لی۔ میمنہ پر قطبہ رضی اللہ عنہ بن قتادہ عذری کو متعین کیا اور میسرہ پر عبایہ رضی اللہ عنہ بن مالک انصاری کو۔

فتح کثرت سے نہیں ہوتی ..... واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے ربیعہ رضی اللہ عنہ بن عثمان سے مقبری کی معرفت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ میں بھی جنگ موتہ میں موجود تھا۔ مشرک جب ہمارے نزدیک آئے تو ہم نے ایک ایسا لشکر دیکھا جو اسلحہ سے لیس اور سونا چاندی سے آراستہ تھا، جس کے مقابلہ کی کسی کو جرأت نہ تھی تو ہمارے حیرت کے میری آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔ یہ منظر دیکھ کر مجھے ثابت رضی اللہ عنہ

بن اقرم نے کہا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تو گویا بہت فوج دیکھ رہا ہے۔ میں نے کہا ہاں! انہوں نے کہا تم ہمارے ساتھ جنگ بدر میں شریک نہ تھے، ہماری فتح کثرت میں نہیں ہوئی۔ (رواہ البیہقی)

گھوڑے کی کونچیں کاٹنے والے پہلے غازی: ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ جب لڑائی شروع ہوئی تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا لے کر لڑے یہاں تک کہ دشمن کے نیزوں سے زخمی ہو کر شہید ہو گئے۔ پھر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑا اور لڑتے رہے حتیٰ کہ شہید ہو گئے اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ مسلمانوں میں پہلے غازی ہیں جنہوں نے گھوڑے کی کونچیں کاٹی تھیں۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے (یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر سے) اپنے باپ عباد کی معرفت ان کے رضاعی باپ سے جو بنی مرہ بن عوف سے تھے اور غزوۂ موتہ میں شریک تھے، بیان کیا ہے کہ گویا میں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ حضرت جعفر اپنے سرخ گھوڑے سے اتر پڑے اور اس کی کونچیں کاٹ کر لڑتے رہے اور لڑتے لڑتے یہ اشعار پڑھتے ہوئے شہید ہو گئے۔

یا حبذا الجنة واقترابها
طیبة وبارد شرابها
والروم روم قد دنا عذابها
کافرة بعیدة انسابها
علی اذ لاقیتها ضرابها

"کیا خوب ہے جنت اور اس کا قرب، وہ پاکیزہ اور اس کا پانی ٹھنڈا ہے اور روم کا عذاب قریب آچکا ہے وہ کافر ہیں۔
ان کا نسب بعید ہے۔ اگر میں ان کے سامنے آؤں تو ان کو مارنا مجھ پر واجب ہے"

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور اس میں یہ شعر نہیں ہیں۔

ایک استدلال: اس واقعہ سے دشمن کے استفادہ کے خوف سے جانور کو قتل کرنے پر استدلال کیا گیا ہے جیسا کہ مال غنیمت کے بارے میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جب مال غنیمت سے جانور لے جانا دشوار ہو اور دشمن کے قبضہ میں جانے کا خطرہ ہو تو ان کو ذبح کر کے جلا دیا جائے۔ ابو داؤد نے ... اور بعض نے کہا ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے اس فعل پر کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ ہاں جب دشمن کے استفادہ کا خطرہ لاحق نہ ہو تو جانوروں کو قتل کرنا صحیح نہیں۔

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ: ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے اہل علم سے نقل کیا ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے دائیں ہاتھ میں جھنڈا تھاما تو وہ کٹ گیا بائیں سے پکڑا تو وہ بھی کٹ گیا پھر آپ نے اپنے دونوں بازوؤں سے سینے سے چمٹا لیا اور شہادت تک اس کو تھامے رکھا۔ اس وقت آپ کی عمر ۳۳ سال تھی، ان بازوؤں کی بجائے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جنت میں دو پر عطا کیے جن سے آپ جہاں چاہتے ہیں اڑ کر چلے جاتے ہیں۔ مشہور ہے کہ ایک رومی نے تلوار سے ان کے دو ٹکڑے کر دیے۔

ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کے اشعار: ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ بن عباد سے ان کے والد کی معرفت ان کے رضاعی باپ بنی مرہ بن عوف سے نقل کیا ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر جھنڈا تھاما، وہ گھوڑے پر سوار تھے کچھ تردد ہوا تو اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہا

اقسمت یا نفس لتنزلنه
لتنزلن او لتکرهنه
ان اجلب الناس وشدوا الرنه

مالي اراك تكرهين الجنة
قد طالما قد كنت مطمئنة
هل انت الا نطفة في شنة

"اے جان میں اپنی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تو میدان جنگ میں اتر تو خوشی سے میدان میں آ ورنہ تجھے زبردستی لایا جائے گا۔ اگر دشمن جمع آمادہ ہے اور وہ واویلا کر رہا ہے تو تو جنت میں جانے سے کیوں ہچکچا رہی ہے تو ایک عرصہ تک مطمئن رہی ہے تو تو ایک پرانے مشکیزے میں معمولی سا پانی ہے مشکیزہ پھٹ جائے گا اور وہ پانی بہہ جائے گا"۔

يا نفس الا تقتلي تموتي
هذا حمام الموت قد صليت
وما تمنيت فقد اعطيت
ان تفعلي فعلهما هديت

"اے نفس اگر تو قتل نہ ہوا تو بھی مرے گا یہ موت کا حمام ہے تو اس میں داخل ہو چکا ہے اور جو تیری تمنا تھی مل رہی ہے اگر تو نے زید رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ کا عمل اپنا لیا تو تو ہدایت پا گیا ہے"۔

پھر وہ میدان جنگ میں اترے اور ان کا چچازاد بھائی گوشت کا ٹکڑا لایا اور عرض کیا آپ کئی دنوں سے متفکر اور پریشان ہیں یہ کھا کر توانا ہو جائیے تو انہوں نے ایک لقمہ لیا اور لشکر کے ایک گوشے سے لڑائی کی آواز سنی تو گوشت کا ٹکڑا پھینک کر تلوار تھام لی اور کس قدر جانفشانی سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو امیر منتخب کیا: اس کے بعد ثابت رضی اللہ عنہ بن اقرم عجلانی نے جھنڈا پکڑ کر کہا اے مسلمانو! کسی آدمی کو امیر منتخب کر لو آواز آئی تم ہی امیر ہو انہوں نے کہا میں یہ کام نہ کر سکوں گا۔ چنانچہ لوگوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو امیر منتخب کر لیا اور انہوں نے جھنڈا سنبھالا اور قوم کا دفاع کیا اور باقی بچنے والی فوج کو بچا لائے۔

شہداء کی خبر: ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب امراء سب شہید ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ نے علم لیا اور لڑتا رہا یہاں تک کہ شہادت کے منصب پر فائز ہو گیا پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے پرچم لیا وہ بھی جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ جام شہادت نوش کر لیا (پھر آپ نے معمولی دیر سکوت فرمایا تو انصار کی شکل متغیر ہو گئی کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ سے کوئی ناگوار بات سرزد ہو گئی ہے) اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ نے پرچم تھاما اور خوب لڑے یہاں تک کہ جان جان آفریں کے حوالے کر دی۔

حضور اکرم ﷺ کا خواب: پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ یہ شہداء سونے کی چارپائیوں پر جنت کی طرف لے جائے گئے ہیں مجھے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی چارپائی میں زید رضی اللہ عنہ و جعفر رضی اللہ عنہ کی چارپائیوں سے کچھ کجی سی نظر آئی سبب دریافت ہوا تو بتایا گیا کہ وہ دونوں بلا تامل میدان جہاد میں اتر گئے اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کسی قدر ہچکچاہٹ کی۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت منقطع بیان کی ہے۔

شہادت کی اطلاع: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (احمد بن واقد حماد بن زید ایوب حمید بن ہلال) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر موصول ہونے سے پہلے ہی لوگوں کو بتا دیا۔ فرمایا زید رضی اللہ عنہ نے علم لیا وہ شہید ہو گئے پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے پرچم پکڑا وہ بھی شہید ہو گئے پھر ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا تھاما وہ بھی شہید ہو گئے پھر اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار خالد رضی اللہ عنہ نے علم تھام لیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح عطا کی۔

"تفرد به البخاری" اور ایک دوسرے باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ اس وقت منبر پر جلوہ افروز تھے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو ہمارے پاس موجود ہونے کی خواہش نہیں۔

نوے سے زیادہ زخم: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (احمد بن ابی بکر، مغیرہ بن عبدالرحمان مخزومی، عبداللہ بن سعید، نافع) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ موتہ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا اور فرمایا اگر زید رضی اللہ عنہ شہید ہو جائے تو جعفر رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے اگر جعفر رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے تو ابن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بھی اس غزوہ میں موجود تھا۔ ہم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی لاش کو تلاش کیا تلاش کرنے کے بعد ہم نے ان کے جسم پر نیزہ اور تلوار کے نوے سے زائد زخم پائے تفرد به البخاری۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (احمد، ابن وہب، عمرو بن حارث مصری، سعید بن ابی ہلال لیثی، نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں غزوہ موتہ میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی لاش کے پاس کھڑا تھا میں نے نیزے اور تلوار کے پچاس زخم ان کے جسم پر گنے کوئی بھی زخم پیٹھ پر نہ تھا۔ تفرد به البخاری۔

ان دونوں روایات میں مطابقت یوں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے طور پر پچاس زخم دیکھے ہوں اور دوسرے افراد نے اس سے زیادہ زخم دیکھے ہوں یا پچاس زخم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے صرف سامنے والے گنے ہوں اور جب وہ شہید ہو کر گر پڑے ہوں تو ان کی پیٹھ پر بھی زخم لگا دیے گئے ہوں۔ اس کی تائید ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان سے ہوتی ہے کہ پہلے ان کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا جس سے وہ جھنڈا پکڑے ہوئے تھے پھر بایاں۔

ذوالجناحین: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن ابی بکر، عمر بن علی، اسماعیل بن ابی خالد، عامر) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب ابن جعفر کو سلام کہتے تو یوں کہتے "السلام علیک یا ابن ذی الجناحین" (تجھ پر سلامتی ہو اے دو پروں "ذوالجناحین" والے کے بیٹے) اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مناقب میں بھی بیان کیا ہے اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو یزید بن ہارون از اسماعیل بن ابی خالد بیان کیا ہے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور نو تلواریں: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ابو نعیم، سفیان، اسماعیل، قیس بن ابی حازم) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ موتہ میں میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹ گئیں اور صرف ایک چوڑی یمنی تلوار میرے ہاتھ میں رہ گئی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن مثنیٰ، یحییٰ، اسماعیل، قیس) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

لقد دق فی یدی یوم موتة تسعة اسیاف و صبرت فی یدی صفیحة یمانیة — تفرد به البخاری

کیا آپ زید کو مجھ پر امیر بنائیں گے ..... حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابو عمر بن قتادہ، ابو عمرو بن مطر، ابو خلیفہ فضل بن حباب جمحی، سلیمان بن حرب، اسود بن شیبان) خالد بن سمیر سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن رباح رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ انصار ان کو فقیہ کہتے تھے ان کے پاس لوگوں کا ہجوم ہو گیا۔ میں بھی ان میں موجود تھا کہ انہوں نے کہا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے شاہسوار تھے، نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے "امراء" کا لشکر روانہ کیا اور فرمایا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی امارت کو تسلیم کرو۔ اگر زید رضی اللہ عنہ شہید ہو جائے تو جعفر رضی اللہ عنہ امیر ہوگا، اگر جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہو جائے تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہوگا۔ یہ سن کر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا خیال نہ تھا کہ آپ زید رضی اللہ عنہ کو مجھ پر امیر بنائیں گے۔ ارشاد ہوا جاؤ تم نہیں جانتے کہ بھلائی کس بات میں پوشیدہ ہے۔ چنانچہ وہ روانہ ہوئے۔ چند دنوں کے بعد آپ ﷺ نے اعلان کروایا لوگ اکٹھے ہوئے اور آپ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا میں تمہارے لشکر کے بارے میں بتاتا ہوں۔ وہ یہاں سے روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر دشمن سے جہاد کیا۔ زید رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا مغفرت کی پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے

جھنڈا لیا اور دشمن پر حملہ کیا اور لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے بھی مغفرت کی دعا کی۔ پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے پرچم اٹھایا اور ثابت قدمی سے جم کر جنگ کی یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہو گئے، پھر آپ ﷺ نے ان کے لئے بھی بخشش کی دعا کی۔

سیف اللہ ... پھر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا تھام لیا آپ کا شمار امراء میں نہ تھا۔ آپ نے حوصلہ مندی سے کام لیا اور خود کو امارت کے لئے پیش کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ! یہ تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے تو اس کا مددگار اور حامی ہو جا۔ اس روز سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا لقب سیف اللہ پڑ گیا۔

اس روایت کو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ بن مبارک کی معرفت اسود بن شیبان سے نقل کیا ہے اور اس میں ایک بہترین اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لوگ جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا ایک بہتر باب ہے اور ایک بہتر دروازہ ہے، باب خیر باب خیر۔

اللہ تعالیٰ نے تمام پردے ہٹا لیے ... واقدی رحمۃ اللہ علیہ (عبدالجبار بن عمارہ بن غزیہ عبداللہ بن ابوبکر بن عمرو بن حزم) سے روایت کرتے ہیں کہ جب غزوہ موتہ شروع ہوا تو رسول اللہ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے مدینہ اور شام کے درمیان جو پردہ حائل تھا کھول دیا۔ آپ ﷺ ان کے میدان جنگ کو دیکھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے علم تھاما تو شیطان نے آ کر دنیا کو مزین اور خوش آئند بنا کر پیش کیا اور موت کو بری صورت میں پیش کیا تو اس نے کہا اب مسلمانوں کے دلوں میں ایمان پختہ اور مستحکم ہو چکا ہے تو اب مجھے دنیا کو خوش ادا بنا کر دکھا رہا ہے۔ پھر زید رضی اللہ عنہ نے پیش قدمی کی اور لڑتے رہے حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعائے رحمت کی اور فرمایا تم بھی اس کے لئے مغفرت کی دعا کرو، وہ شہادت کے مرتبہ پر فائز ہو کر جنت میں داخل ہو گیا ہے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے (محمد بن صالح کی معرفت) عاصم بن عمر بن قتادہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب زید رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو جعفر رضی اللہ عنہ نے علم تھام لیا اور شیطان نے آ کر ان کو زندگی کا شوق دلایا اور دنیا کو مزین اور پسندیدہ بنا کر ان کی خواہش پیدا کی اور موت کو ناگوار کر کے دکھایا تو انہوں نے کہا مسلمانوں کے دلوں میں اب ایمان مستحکم اور مضبوط ہو چکا ہے اور تو مجھے دنیا کی آرزو دلاتا ہے پھر انہوں نے آگے بڑھ کر خوب مستعدی سے جہاد کیا حتیٰ کہ وہ شہید ہو گئے رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں دعا خیر فرمائی اور مسلمانوں کو کہا ان کے لئے مغفرت کی دعا کرو وہ شہید ہے جنت میں داخل ہو چکا ہے اور وہ جنت میں اپنے دو یاقوتی پروں سے جہاں چاہتا ہے اڑ کر چلا جاتا ہے۔

اس کے بعد عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے علم تھام لیا اور شہید ہو گیا۔ وہ جنت میں ذرا آڑے ہو کر داخل ہوا ہے۔ لوگوں نے پوچھا اس کا مطلب؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ زخمی ہوا تو ذرا جھجکا پھر اس نے خود پر جبر کیا اور جرأت و جسارت دلائی تو آگے بڑھ کر جہاد کیا اور شہید ہو گیا۔ یہ سن کر عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ کی قوم کی گھبراہٹ دور ہو گئی۔

جنگ کا بازار گرم ہے ..... واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے (عبداللہ بن حارث بن فضیل کی معرفت حارث بن فضیل سے) روایت کی ہے کہ جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا تھام لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا "الآن حمي الوطيس" اب شدت سے جنگ ہو رہی ہے۔

عمدہ حکمت عملی ..... واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے عطاف بن خالد سے روایت کی ہے کہ جب عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ شام کو شہید ہو گئے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بحالت غزوہ موتہ میں رات گزاری اور صبح کو لشکر کی ترتیب بدل دی۔ مقدمہ کو ساقہ میں تبدیل کر دیا اور میمنہ کو میسرہ میں تبدیل کر دیا اور دشمن نے تبدیل شدہ کیفیت دیکھ کر اندازہ لگایا کہ اسلامی لشکر کو کمک پہنچ گئی ہے۔ وہ مرعوب ہو گئے اور شکست کھا کر پسپا ہو گئے اور لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔

تنبیہ .... یہ مذکورہ بالا بیان موسیٰ رضی اللہ عنہ بن عقبہ کے بیان کے موافق ہے جو اس نے اپنے "مغازی" میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمرہ سے واپس مدینہ لوٹے تو وہاں چھ ماہ قیام کیا پھر اسلامی لشکر کو موتہ کی جانب بھیجا اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کر کے فرمایا اگر وہ

شہید ہو جائے تو جعفر رضی اللہ عنہ امیر ہے اگر جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہو جائے تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہے۔ چنانچہ وہ روانہ ہوئے اور موتہ میں آ کر ابن ابی سبرہ غسانی سے مڈبھیڑ ہوئی، جہاں عرب اور روم کے عیسائیوں کی افواج جمع تھیں۔ ابن ابی سبرہ غسانی نے تین دن تک اپنا قلعہ بند رکھا۔ پھر ان کی "زرع الخمر" پر لڑائی ہوئی اور شدید لڑائی ہوئی اور علم بردار حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے پھر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے علم تھاما وہ بھی شہید ہو گئے، پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے پرچم پکڑا تو وہ بھی شہید ہو گئے۔ ان امراء رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مخزومی کو منتخب کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے دشمن کو شکست سے ہمکنار کیا اور مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بروز جمعہ جمادی الاولیٰ ۸ھ میں روانہ فرمایا تھا۔

موسیٰ رضی اللہ عنہ بن عقبہ کہتے ہیں کہ راویوں کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت کی صف میں میرے پاس سے جعفر رضی اللہ عنہ ان کی طرح گزرتے ہوئے گزرے ہیں اور ان کے دو بازو ہیں۔

موسیٰ رضی اللہ عنہ بن عقبہ کہتے ہیں کہ محدثین کا خیال ہے کہ جنگ موتہ کی خبر لے کر یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر چاہو تو مجھے حالات بتاؤ ورنہ میں بتاتا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ فرمایئے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے تمام تر واقعہ بیان فرما دیا تو انہوں نے عرض کیا، والذی بعثک بالحق! آپ نے کوئی حرف نہیں چھوڑا ہے اس میں ذرا برابر کمی نہیں ان کا قصہ اسی طرح ہے جیسا آپ نے فرمایا۔ بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے وہ علاقہ میرے سامنے کر دیا یہاں تک کہ میں نے تمہارا معرکہ دیکھا۔

اس بیان میں چند فوائد ہیں جو ابن اسحاق کے بیان میں نہیں ہیں ان میں ایک بات — لشکر کی تبدیلی اور فتح — ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان کے خلاف ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ پلٹ کر بچا کر لے آئے یہاں تک کہ وہ اور عرب کے عیسائیوں سے نجات پا لی۔

موسیٰ رضی اللہ عنہ بن عقبہ اور واقدی نے صراحت سے بتایا ہے کہ مسلمانوں نے عرب و روم کے لشکر کو شکست سے دوچار کیا اور مذکورہ بالا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت کا بھی یہی مفہوم ہے کہ بعد ازاں علم کو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار — حضرت خالد رضی اللہ عنہ — نے سنبھالا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں فتح نصیب فرمائی۔ (رواہ البخاری) اور حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی اسی طرف میلان ہے اور اسی قول کو راجح قرار دیا ہے۔

تطبیق ..... امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین کے اقوال کے درمیان مطابقت یوں ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جب علم سنبھالا تو مسلمانوں کی فوج کو کافروں کے نرغے سے بچانے کے لیے پسپا ہوئے تو لشکر کے نظام میں تبدیلی کی۔ میمنہ کو میسرہ میں بدل دیا اور مقدمہ کو ساقہ کی جگہ کر دیا (جیسا کہ واقدی کا بیان ہے) رومی سمجھے کہ مسلمانوں کو کمک آ گئی ہے۔ ان حالات میں جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حملہ کیا تو دشمن کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے شکست سے دوچار کر دیا۔

استقبال ..... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن جعفر کی معرفت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب یہ اسلامی لشکر مدینہ کے قریب آیا تو رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں نے ان کا شاندار استقبال کیا اور بچے بھی استقبال کے لئے دوڑتے آ رہے تھے اور نبی علیہ السلام گھوڑے پر سوار تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا بچوں کو پکڑ کر اپنے ساتھ سوار کر لو اور ابن جعفر رضی اللہ عنہ کو مجھے پکڑاؤ چنانچہ عبداللہ رضی اللہ عنہ بن جعفر کو آپ ﷺ کے پاس لایا گیا اور آپ ﷺ نے اس کو اپنے آگے بٹھا لیا۔ لوگ لشکر پر خاک اڑانے لگے اور کہنے لگے اے بھگوڑو! تم جہاد سے بھاگ کر آئے ہو۔ بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ بھگوڑے نہیں ہیں۔ بلکہ ان شاء اللہ کرار اور مسلسل حملہ کرنے والے ہیں۔ یہ روایت اس سند سے مرسل ہے اور میرے (ابن کثیر) کے خیال میں ابن اسحاق والی بات میں غلطی ہوئی ہے کہ سارا لشکر مفرور اور بھگوڑا تھا حالانکہ بعض لوگ ہی فرار ہوئے تھے۔ سارے فرار نہیں ہوئے تھے اور باقی بچنے والے کو اللہ تعالیٰ نے فتح سے سرفراز فرمایا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر فرمایا پھر علم کو اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار .... سیف اللہ .... نے سنبھال لیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو فتح یاب فرمایا۔ اس پیش گوئی کے سن لینے کے بعد مسلمان ان کو بھگوڑے نہ کہہ سکتے تھے، بلکہ مسلمانوں نے ان کی تعظیم

[illegible] کی تو فرار ہونے والوں کا استقبال کیا [illegible] طعن و ملامت اور چہروں پر خاک پھینکنا تو صرف ان کے لئے تھا جو بھاگ کر آئے [illegible] آئے، ان میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (حسن از زہیر، یزید بن ابی زیاد، عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بھیجے ہوئے سرایا میں سے ایک سریہ میں شامل تھا، لوگ بھاگ نکلے اور میں بھی ان کے ساتھ بھاگ گیا۔ ہم نے کہا، اب ہم کیا کریں ہم تو میدان جنگ سے بھاگے ہوئے ہیں اور غضب الٰہی میں آگئے ہیں۔ پھر ہم نے سوچا اگر ہم مدینہ چلے گئے تو قتل ہو جائیں گے۔ پھر دل میں آیا، اگر ہم خود کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کر دیں تو بہتر ہے اگر ہماری توبہ قبول ہوئی تو ٹھیک ورنہ ہم میدان جنگ میں چلے جائیں گے چنانچہ ہم نماز فجر سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے تو پوچھا کون ہیں؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم بھگوڑے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ تم تو کرار ہو دوبارہ حملہ کرنے والے۔ میں تمہاری اور تمام مسلمانوں کی جماعت ہوں، پھر ہم آگے بڑھے اور آپ ﷺ کے ہاتھ چوم لئے۔

یہ روایت ترمذی نے (شعبہ از یزید بن ابی زیاد از ابن ابی لیلیٰ) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہم ایک فوجی دستہ میں تھے، لوگ بھاگ نکلے اور [illegible] پھر ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم [illegible] جنگ سے بھگوڑے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ تم تو عکار ہو دوبارہ حملہ کرنے والے ہو۔

یہ روایت ترمذی [illegible] یزید بن ابی زیاد سے بیان کی ہے اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حسن ہے۔ اور ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ (اسحاق بن منصور، اسرائیل، یزید بن ابی زیاد، عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا جب ہماری دشمن سے مڈبھیڑ ہوئی تو ہم پہلے ہی حملہ میں بھاگ نکلے، چنانچہ ہم کچھ لوگ رات کے وقت مدینہ آئے اور چھپ رہے۔ پھر ہم نے سوچا اگر ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں اور معذرت کر لیں تو بہتر ہے۔ چنانچہ ہم معذرت کے لئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم بھگوڑے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں تم تو پلٹ کر حملہ کرنے والے ہو اور میں تمہاری جماعت کا مرکز ہوں ۔۔۔۔ [illegible] کے الفاظ ہیں وانا فئۃ کل مسلم

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن ابی بکر [illegible] کی معرفت عامر بن عبداللہ بن زبیر [illegible] سے روایت کی ہے کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سلمہ رضی اللہ عنہ بن ہشام بن مغیرہ کی بیوی سے پوچھا کیا بات ہے کہ سلمہ رضی اللہ عنہ نماز با جماعت میں نہیں آتے اس نے کہا اللہ کی قسم وہ باہر نکلنے کی ہمت نہیں رکھتے۔ جب بھی وہ گھر سے باہر نکلتے ہیں تو لوگ ان کو بھگوڑا کہنا شروع کر دیتے ہیں [illegible] چنانچہ وہ گھر میں ہی بیٹھے رہتے ہیں، یہ واقعہ [illegible]

[illegible] مقام [illegible] کہا جاتا ہے [illegible]

[illegible] رضی اللہ عنہ [illegible]

جڑا اس کو دے دیا اور اس نے اسے ڈھال کی شکل میں تبدیل کر لیا۔ ہم وہاں سے روانہ ہوئے اور رومی لشکر سے آمنا سامنا ہوا تو ان میں ایک رومی سرخ گھوڑے پر سوار تھا جس کی زین سونے کی تھی اور اسلحہ بھی سونے کا تھا اور وہ رومی مسلمانوں پر حملے کے لئے ابھار رہا تھا۔ یہ امدادی ایک پتھر کے پیچھے اس کی تاک میں بیٹھ گیا وہ اس کے پاس سے گزرا تو اس نے رومی کے گھوڑے کی پنڈلی کاٹ دی وہ گر پڑا تو اس کو قتل کر کے اس کا گھوڑا اور سامان [illegible] لیا۔

کامیاب ہونے کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کو بلایا اور اس سے سلب اور مقتول کا سامان سب لے لیا۔ عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قاتل کے حق میں سلب کا فیصلہ کیا ہے؟ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں لیکن یہ مال کثیر ہے۔ میں نے کہا ضرور آپ اس کو یہ واپس کر دیں ورنہ میں یہ بات رسول اللہ ﷺ سے پیش کروں گا۔ انہوں نے پھر بھی واپس کرنے سے انکار کیا۔ پھر جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے امدادی کا قصہ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا رویہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے خالد! جو کچھ تم نے اس سے لیا ہے واپس کر دو۔ پھر عوف رضی اللہ عنہ نے کہا اے خالد رضی اللہ عنہ! دیکھا میں نے تم سے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا ہوا؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا وہ کیا بات ہے؟ میں نے آپ ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے غضبناک ہو کر فرمایا اے خالد! مت واپس کرو۔ کیا تم میرے امراء پر اعتراضات سے باز نہیں آتے؟ تمہارے لئے ان کا صاف حصہ ہو اور ان کے لئے گدلا پانی ہو۔ ولید بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کے بارے میں ثور سے پوچھا تو انہوں نے مجھے یہ حدیث خالد بن معدان سے جبیر بن نفیر کی معرفت عوف رضی اللہ عنہ کی سند سے اسی طرح سنائی۔ یہ روایت امام مسلم نے [illegible] ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے جبیر بن نفیر از عوف بن مالک [illegible] اسی طرح نقل کی ہے۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ [illegible] امدادی [illegible] اشراف کو قتل کیا اور ان سے سلب [illegible] بخاری میں بیان ہو چکا ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں جنگ موتہ میں نو تلواریں ٹوٹ گئیں [illegible] ایک یمنی تلوار باقی رہی۔

فتح یابی: [illegible] انہوں نے خوب خونریزی کی اور دشمن کے ڈھیر لگا دیے [illegible] صحیح بخاری میں بھی ایک حدیث منقول ہے واللہ اعلم۔

[illegible] (حسب بیان ابن ہشام) کا بھی یہی موقف ہے۔

[illegible] رحمۃ اللہ علیہ نے روایت [illegible] بعض اہل علم کا خیال ہے [illegible] مشرکوں کو شکست [illegible] بخاری میں روایت ہے [illegible] علیہ [illegible] واللہ اعلم۔

[illegible]

[illegible] الأزاهر
[illegible]
[illegible]
[illegible] السلم
[illegible]
[illegible]

"میں نے اپنی تلوار سے حملہ کیا جو اس میں گھس کر ٹوٹ گیا میں نے اس کی گردن پر ایک وار کیا وہ درخت کی شاخ کی طرح جھک کر گر پڑا اور اس کی عورتوں کی [illegible] کی طرح [illegible] گئے۔"

یہ اشعار ہمارے موقف کی حمایت کرتے ہیں کیونکہ معمول ہے کہ جب کسی لشکر کا امیر قتل ہو جائے تو وہ لشکر بھاگ جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اشعار میں اس بات کی وضاحت ہے کہ انہوں نے ان کی خواتین کو قیدی بنا لیا اور یہ بات ہمارے مدعی کی واضح دلیل ہے واللہ اعلم۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا موقف اور دلیل...... باقی رہا امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا یہ موقف ہے کہ اسلامی لشکر رومی کفار سے بچ کر نکل آیا اور رومیوں کے نرغے سے نکل آیا اور دشمن کے شدید حملے [illegible] سے نجات حاصل کی [illegible] کے عظیم [illegible] اسلام کے [illegible] مسلمانوں سے بچاؤ کو اس نے نصرت اور فتح کا نام دیا ہے کیونکہ ایسے حالات و واقعات کا تقاضا یہی تھا کہ ان سے صحیح سلامت ہو کر اور رومیوں کے نرغے سے باہر نکل آئے ایسے خطرناک مقام اور گرداب سے نکل آنا ہی ایک بڑی کامیابی ہوتا ہے۔

امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے اس موقف کا بھی احتمال موجود ہے مگر یہ ظاہر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔ امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس موقف (کہ لوگ شدید خطرے میں تھے اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ان کو رومیوں کے چنگل سے چھڑا لائے) پر قیس بن مسحر یعمری کے ان معذرت چاہنے والے اشعار سے استدلال کیا ہے

فواللہ لا تنفک نفسی تلومنی
علی موقفی والخیل قابعۃ قبل
وقفت بھا لا مستجیرا فنافذا
ولا مانعا من کان حم لہ القتل
علی اننی آسیت نفسی بخالد
الا خالد فی القوم لیس لہ مثل
وجاشت الی النفس من نحو جعفر
بمؤتۃ اذ لا ینفع النابل النبل
وضم الینا حجزتیھم کلیھما
مھاجرۃ لا مشرکون ولا عزل

"بخدا مجھے میرا دل اپنے موقف اور مقام پر ملامت کرتا ہے اور گھوڑے [illegible] جا رہے تھے۔ میں وہاں ٹھہرا تو کسی کی پناہ لینے والا تھا اور نہ کسی کی [illegible] جس کی موت [illegible] میں نے اپنے آپ کو خالد رضی اللہ عنہ [illegible] خالد جیسا کوئی نہیں۔ اور میرا دل جعفر رضی اللہ عنہ [illegible] جب تیر انداز کو تیروں سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا تھا۔ دونوں لشکروں کو اس نے ہماری طرف جمع کر دیا [illegible] نہ مشرک تھے اور نہ ہی نہتے۔"

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ قیس یعمری نے اپنے اشعار میں اپنی قوم [illegible] کا مقابلہ کرنے سے رک گئے اور [illegible] امام زہری رحمۃ اللہ علیہ [illegible] [illegible] [illegible] تھے۔

رسول اللہ [illegible] جعفر بن ابی طالب (رضی اللہ عنہما) [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

تشریف لائے تو میں چمڑا دباغت کے کام سے فارغ ہو چکی تھی آٹا گوندھ چکی تھی اور بچوں کو نہلا دھلا کر صاف کپڑے پہنا چکی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا جعفر رضی اللہ عنہ کے بچوں کو لاؤ چنانچہ میں نے ان کو حاضر خدمت کیا تو آپ ﷺ نے ان کو بوسہ دیا اور آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ آبدیدہ کیوں ہیں؟ کیا جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے متعلق کوئی اطلاع آئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں وہ آج شہید ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر میں چیخنے لگی اور عورتیں بھی میرے پاس جمع ہو گئیں اور رسول اللہ ﷺ اپنے گھر تشریف لے گئے اور اہل خانہ سے فرمایا آل جعفر رضی اللہ عنہ کا خیال رکھنا ان کا کھانا تیار کرنا وہ جعفر کی وجہ سے ہوش میں نہیں ہیں۔

یہ روایت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے اسی طرح نقل کی ہے اور ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن ابی بکر از ام عیسیٰ از ام عون بنت محمد بن جعفر از دادی بیان کیا ہے (ام جعفر رضی اللہ عنہا اور ام عون ایک ہی خاتون ہیں)۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (سفیان، جعفر بن خالد، خالد) عبداللہ رضی اللہ عنہ بن جعفر۔ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا تمام تر واقعہ بیان کیا تو اس نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے آپ نے کوئی بات نہیں چھوڑی پورا واقعہ بتا دیا ہے۔ ان میں سے جو باتیں رہ گئی تھیں۔ ان کا قصہ اسی طرح ہے جیسے آپ نے فرمایا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا یہاں تک کہ میں نے تمہارا معرکہ دیکھا۔

فوائد اس روایت میں چند فوائد ہیں جو ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے بیان میں نہیں ہیں اور اس میں ایک بات نظر کی محتاج ہے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بیان اس کے خلاف ہے کہ خالد رضی اللہ عنہ لشکر کو بچا لائے۔ اس نے یہ بات ہی کافی تھی کہ دونوں لشکر ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ اور واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے صراحت بتایا ہے کہ مسلمانوں نے عرب و روم کے لشکر کو شکست سے ہمکنار کیا جیسا کہ بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت کا بھی یہی مفہوم ہے کہ بعد ازاں جھنڈے کو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے سنبھالا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں فتح نصیب فرمائی۔ ...... اور حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے اور اس قول کو ترجیح قرار دیا ہے۔

مطابقت امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور محدثین کے اقوال کے درمیان مطابقت یوں ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جب علم سنبھالا شہادت کی اطلاع پائی تو آپ ﷺ نے فرمایا آل جعفر رضی اللہ عنہ کے لئے کھانا تیار کرو وہ موت کی وجہ سے مشغول ہیں۔ اس روایت کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ، ترمذی اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے (سفیان بن عیینہ از جعفر بن خالد بن سارہ مخزومی از خالد از عبداللہ بن جعفر) نقل کیا ہے اور بقول ترمذی حسن ہے۔

شہیدوں پر نوحہ نہیں کرنا چاہئے محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ (عبدالرحمن بن قاسم از قاسم) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع پہنچی تو آپ ﷺ کے چہرہ انور پر غم کے آثار ظاہر تھے آپ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ عورتیں رو رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ ان کو چپ کراؤ۔ چنانچہ وہ گیا اور اس نے واپس آ کر عرض کیا وہ باز نہیں آتیں تو آپ ﷺ نے فرمایا پھر جا کر ان کو خاموش کرا دو ورنہ ان کے منہ میں مٹی ڈال دو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اور مجھے معلوم تھا کہ وہ ان کے منہ میں مٹی نہیں ڈال سکتا۔ اس روایت میں ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اکیلے ہیں اس سے بیان کیا ہے اور مذکورہ کتب حدیث میں نہیں ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن عبدالوہاب، یحییٰ بن سعید، عمرہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو حضرت زید بن حارثہ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی خبر معلوم ہوئی تو آپ ﷺ (مسجد میں) تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ کے چہرہ انور پر غم کے آثار نمایاں تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں دروازے کے سوراخ سے دیکھ رہی تھی ایک آدمی نے آ کر عرض کیا جعفر کی عورتیں

اللہ ﷺ! جعفر رضی اللہ عنہ کی عورتیں رو رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو منع کرے، پھر آ کر اس نے بتایا واللہ! وہ ہمارا کہا نہیں مانتیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کے منہ میں مٹی ڈال دے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا، اللہ تیری ناک خاک آلود کرے۔ واللہ! تو نہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان پر عمل کرتا ہے اور نہ تو آپ کو بے جا تکلیف دینے سے باز آتا ہے۔

اس روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف اسناد سے (یحییٰ بن سعید انصاری از عمرہ) اسی طرح نقل کیا ہے۔

تین روز تک رونے کی مہلت...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (وھب بن جریر، جریر، محمد بن ابی یعقوب، حسن بن سعد) عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا اور زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کو اس کا امیر نامزد کیا اور فرمایا زید رضی اللہ عنہ شہید ہو جائے تو جعفر رضی اللہ عنہ امیر ہے اور وہ بھی شہید ہو جائے تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہوگا۔ چنانچہ جب اسلامی لشکر کا دشمن سے آمنا سامنا ہوا تو زید رضی اللہ عنہ نے علم تھاما اور جہاد کرتے رہے تا آنکہ وہ شہید ہو گئے پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے علم سنبھالا اور وہ بھی جنگ کرتے رہے حتیٰ کہ وہ بھی راہ خدا میں لڑتے لڑتے جام شہادت پی گئے تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے علم سنبھالا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح سے ہمکنار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور حمد و ثناء کے بعد فرمایا کہ آپ کے بھائیوں کی دشمن سے لڑائی ہوئی۔ زید رضی اللہ عنہ، جعفر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ایک کے بعد ایک جام شہادت نوش فرما گئے۔ پھر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے علم سنبھالا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں فتح نصیب کر دی۔ پھر آپ ﷺ آل جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس تین روز تک تشریف نہیں لے گئے اسکے بعد ان کو بتایا کہ آج کے بعد تم میرے بھائی پر مت رونا۔

دعا...... جعفر رضی اللہ عنہ کی اولاد کو بلاؤ، چنانچہ ہمیں آپ ﷺ کے پاس لایا گیا گویا ہم پرندوں کے چوزے ہیں، نہایت کم عمر۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا حجام کو بلاؤ، وہ حاضر ہوا تو ہمارے سر منڈوا دیئے گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ تو ہمارے چچا ابوطالب کا ہم شکل ہے اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ میری صورت اور سیرت دونوں میں میرے جیسا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر اوپر کو اٹھایا اور فرمایا اللہ! یہ جعفر رضی اللہ عنہ کی آل و اولاد میں جانشین ہو، اور عبداللہ بن جعفر کے بیع و شراء اور خرید و فروخت میں برکت کر۔ (آپ ﷺ نے یہ دعا تین بار کی)۔

پھر ہماری والدہ اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس آئیں تو انہوں نے ہماری یتیمی اور بے بسی کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تجھے ان کے فقر و فاقہ کا خوف لاحق ہے؟ میں ان کا دنیا اور آخرت میں والی ہوں۔ اس روایت کا بعض حصہ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ پوری روایت وھب بن جریر سے بیان کی ہے۔ اس روایت کا تقاضا ہے کہ آپ ﷺ نے ان کو تین روز تک رونے کی اجازت مرحمت فرمائی پھر اس کے بعد اس سے منع فرمایا۔ شاید امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی اس روایت کا یہی مطلب ہو جو انہوں نے حکم بن عبداللہ بن شداد کی معرفت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے بیان کی ہے کہ جب جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کو فرمایا تین روز تک مجھے حزن و ملال، آہ و بکا اور کپڑے پھاڑنے کی اجازت ہے پھر آئندہ تو جو دل چاہے کر۔

خصوصی احادیث...... ممکن ہے یہ کپڑے پھاڑنے اور رونے دھونے کی اجازت اسکے شدید رنج و غم کے پیش نظر اس کیلئے خصوصی اجازت ہو یا اس کیلئے تین روز تک ایام عدت میں خوب رونے دھونے اور شق ثیاب کی اجازت ہو اس کے بعد عام عدت گزارنے والی عورتوں کی طرح عدت گزارے، واللہ اعلم۔ ایک روایت میں ہے کہ "تسلبی ثلاثا" یعنی صرف تین روز صبر کرے، یہ روایت دیگر روایات کے خلاف ہے، واللہ اعلم۔ یہ روایت تو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے (یزید، محمد بن طلحہ، حکم بن عتیبہ، عبداللہ بن شداد) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس سے نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے تیسرے دن بعد تشریف لائے اور آپ ﷺ نے فرمایا آج کے بعد تو سوگ نہیں کرنا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اس میں منفرد ہیں۔ اس کی سند میں کوئی قباحت نہیں، لیکن اس کا ظاہری مفہوم درست نہیں ہے کیونکہ مسلم اور بخاری میں مذکور ہے کہ کسی مسلمان عورت کے لئے

جائز نہیں کہ وہ تین راتوں سے زیادہ سوگ کرے سوائے اپنے خاوند کے کہ وہ اس کا سوگ چار ماہ دس دن تک مناتی ہے۔

اگر اس روایت کی سند محفوظ ہے تو یہ اس کے لئے مخصوص رخصت ہوگی۔ یا تین دن زیادہ خوب سوگ منانے کی اجازت ہوگی جیسا کہ بیان ہو چکا ہے واللہ اعلم۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کا مرثیہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس نے اپنے شوہر کا سوگ منایا اور ایک قصیدہ میں یوں فرمایا ہے

فــآلـيـت لا تـنـفـك نـفـسـي حـزيـنـة
عـلـيـك ولا يـنـفـك جـلـدي أغـبـرا
فـلـلّٰه عـيـنـا مـن رأى مـثـلـه فـتـى
أكـر وأحـمـى فـي الـهـيـاج وأصـبـرا

”میں نے قسم اٹھائی ہے کہ میری جان تجھ پر ہمیشہ غمزدہ رہے گی اور میرا جسم غبار آلود رہے گا۔ میری آنکھوں نے ایسا بہادر اور صابر نوجوان نہیں دیکھا جو میدان پر حملہ کرے“۔

عدت گزر جانے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کر لی۔ دعوت ولیمہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، جب لوگ چلے گئے تو آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی کہ وہ اسماء رضی اللہ عنہا سے پردے کے پیچھے سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ پس جب آپ نے اجازت دے دی تو آپ پردے کے قریب ہو کر فرمانے لگے آپ نے کون سا وہ شعر کہا ہے

فآليت لا تنفك نفسي حزينة عليك ولا ينفك جلدي اغبرا

تو انہوں نے کہا کہ آپ کو اس بات کی کیا ضرورت ہے آپ کی طبیعت میں ظرافت اور مزاح کا دخل ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس کی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے شادی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے بطن سے محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ حجۃ الوداع کے سفر کے دوران مدینہ کے نزدیک بیداء کے مقام پر ولادت ہوئی تو آپ ﷺ نے ان کو غسل کر کے احرام باندھنے کا حکم دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے شادی کی تو اولاد پیدا ہوئی۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

اولاد جعفر رضی اللہ عنہ پر شفقت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ بن زبیر کی معرفت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب لشکر مدینہ کے قریب پہنچا تو رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں نے استقبال کیا اور بچے بھی دوڑتے ہوئے ان سے جا ملے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ سواری پر آ رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا بچوں کو اٹھا لو اور مجھے جعفر کا بیٹا دو۔ چنانچہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو لایا گیا۔ آپ ﷺ نے انہیں اپنے آگے بٹھا لیا۔ لوگ لشکر پر مٹی ڈالنے لگے اور کہنے لگے کہ اے بھگوڑو! تم اللہ کی راہ سے بھاگ آئے ہو۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ بھگوڑے نہیں ہیں بلکہ ان شاء اللہ دوبارہ حملہ کرنے والے ہیں۔ یہ روایت مرسل ہے۔

حضور ﷺ کے ہمراہ تین سوار امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (بواسطہ عاصم از مورق عجلی) حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی کہ جب آپ سفر سے واپس آتے تو اہل بیت کے بچوں کو ملتے۔ آپ ﷺ ایک دفعہ سفر سے واپس آئے تو مجھے آپ کے پاس لے جایا گیا اور آپ ﷺ نے مجھے اپنے آگے بٹھا لیا پھر حسن یا حسین رضی اللہ عنہما کو لایا گیا تو آپ ﷺ نے ان کو اپنے پیچھے بٹھا لیا، یہاں تک کہ ہم تینوں ایک سواری پر مدینہ میں داخل ہوئے۔ مسلم، ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے عاصم احول از مورق عجلی

بیان کیا ہے۔

قثم بن عباس:..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (روح، ابن جریج، خالد بن سارہ) سارہ مخزومی کی سند سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں، قثم اور عبیداللہ پسران حضرت عباس رضی اللہ عنہ بچے تھے کھیل کود رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ سواری پر تشریف لائے اور فرمایا کہ عبداللہ کو اٹھا کر مجھے پکڑا دو۔ چنانچہ آپ ﷺ نے مجھے اپنے آگے بٹھا لیا اور قثم بن عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا اس کو بھی اٹھا کر مجھے پکڑا دو اور آپ ﷺ نے اس کو اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو قثم سے زیادہ پیارے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا خیال کئے بغیر قثم کو اپنے پیچھے بٹھا لیا اور میرے سر پر تین بار شفقت سے ہاتھ پھیر کر دعا کی یا اللہ اپنے جعفر کی اولاد کا جانشین بن۔ حضرت عبداللہ بن جعفر سے قثم کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا وہ شہید ہوئے۔ یہ سن کر میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول کو نیکی کا خوب علم تھا۔ نسائی نے بھی اس روایت کو ابوعبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے "الیوم و اللیلۃ" میں ابن جریج سے بیان کیا ہے۔

تنبیہ:..... یہ مذکورہ بالا واقعہ فتح مکہ کے بعد کا ہے کیونکہ عباس رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے بعد ہی مدینہ آئے تھے۔

مسکت جواب:..... اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسماعیل از حبیب بن شہید از عبداللہ بن ابی ملیکہ سے روایت کی ہے (کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ بن جعفر نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا یاد ہے کہ جب میری تمہاری اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے مجھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ سوار کر لیا اور تجھے نظر انداز کر دیا) یہ اسی طرح بخاری اور مسلم میں بھی حبیب بن شہید سے مروی ہے اور ان تمام حکایات میں یہ بات بھی منقول ہے کہ یہ جواب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیا تھا۔ یاد رہے یہ فتح مکہ کے بعد پیش آیا جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں۔ واللہ اعلم۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ
اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ کے فضائل و خصوصیات

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ:..... ان کا سلسلہ نسب یہ ہے زید بن حارثہ بن شراحیل بن کعب بن عبدالعزی بن امرئ القیس بن عامر بن نعمان بن عامر بن عبدود بن عوف بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید اللات بن رفیدہ بن ثور بن کلب بن وبرہ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ کلبی، ابواسامہ، مولیٰ رسول اللہ ﷺ۔

ان کی سرگزشت یہ ہے کہ والدہ اپنے کم سن بیٹے کے ساتھ والدین کے ہاں جانے کے لئے روانہ ہوئیں، ان پر ایک قافلے نے ڈاکہ ڈالا اور اس کم عمر بچے کو اٹھا کر ساتھ لے گئے۔ انھوں نے اسے بیچنے کے لئے پیش کیا تو حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لئے خرید لیا۔ بعض کا خیال ہے کہ ان کو خود رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لئے خریدا تھا اور انھوں نے نبوت سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو یہ تحفہ دے دیا۔ ان کے والد نے بہت ڈھونڈنے کے بعد پایا تو زید نے رسول اللہ ﷺ کے ہاں رہنا پسند کیا اور آپ ﷺ نے ان کو آزاد کر کے بیٹا بنا لیا اور زید بن محمد ﷺ کے نام سے معروف ہوئے۔ آپ ﷺ ان سے بے پناہ محبت کرتے تھے اور یہ تمام غلاموں سے پہلے مسلمان ہوئے۔

زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کے بارے میں نازل ہونے والی آیت:..... ان کے بارے میں قرآن پاک میں چند آیات بھی نازل ہوئیں۔ ما جعل ادعیاءکم ابناءکم (۴:۳۳) ادعوھم لآبائھم ھو اقسط عند اللہ (۵:۳۳) ما کان محمد ﷺ ابا احد من رجالکم (۴۰:۳۳) اور تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ (۳۷:۳۳) فلما قضی زید منھا وطرا (۳۷:۳۳) انعم اللہ علیہ (۳۷:۳۳) کا مطلب ہے کہ اللہ

تعالیٰ نے ان کا شرف بڑھایا اور فرمایا: وانعمت علیک ۔ (۳۳:۳۷) کہ آپ ﷺ نے ان کو آزاد کیا۔ قرآن مجید میں حضرت زید رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی صحابی کا نام نہیں آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو آزاد کر کے اپنا متبنیٰ بنایا اور حرمت تبنیٰ نازل ہونے تک یہ [illegible] زید بن محمد کے نام سے معروف تھے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی پھوپھی زاد حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش سے ان کی شادی کر دی اور اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے ان کی اخوت قائم کی اور [illegible] امارت کے سلسلے میں ان کو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ پر ترجیح دی۔

سرایا میں امارت کا عہدہ: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابوبکر [illegible] ابن ابی شیبہ (از محمد بن عبید از وائل بن داؤد از البہی) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو کسی سریہ میں روانہ کرتے تو ان کو امارت کا عہدہ عطا کرتے۔ اگر وہ زندہ رہتے تو آپ کے خلیفہ ہوتے۔ اس روایت کو امام نسائی نے احمد بن سلیمان کی معرفت محمد بن عبید سے نقل کیا ہے۔ یہ حدیث بخاری کی شرط کے مطابق بہت غریب ہے۔ واللہ اعلم۔

محبوب ترین: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (از سلیمان از اسماعیل از ابن دینار) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ روانہ کیا اور ان کا امیر حضرت اسامہ بن زید کو مقرر کیا۔ بعض نے ان کی امارت پر اعتراض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ پہلے جس طرح اس کے باپ کی قیادت پر نکتہ چینی کا مظاہرہ کرتے تھے اسی طرح اب تم اس کی قیادت پر بھی معترض ہو۔ بخدا وہ امارت و قیادت کا حقدار تھا اور مجھے محبوب ترین شخص تھا اور اس کے بعد اسامہ رضی اللہ عنہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔

اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے (قتیبہ بن سعید از اسماعیل بن جعفر از عبداللہ بن دینار) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو (موسیٰ بن عقبہ از سالم از ابیہ) بیان کیا ہے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے [illegible] بن عبداللہ بن دینار از ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے اور [illegible] بیان کیا ہے۔

مقتول پر رونا: [illegible] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب زید رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آئے تو اس کو دیکھ کر آپ ﷺ آبدیدہ ہو گئے اور اس کو پیچھے ہٹا دیا۔ دوسرے روز پھر آپ ﷺ کے سامنے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا آج بھی مجھے وہی دکھ ہے جو کل تھا۔ اس حدیث میں اجنبیت ہے۔ واللہ اعلم۔

صحیحین کی روایت میں بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے برسر منبر شہداء موتہ کا ذکر کیا اور آپ ﷺ کی آنکھیں اشکبار تھیں اور آپ ﷺ نے فرمایا: ان کو ہمارے پاس ہونا پسند نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا زید رضی اللہ عنہ نے علم لیا تو وہ جام شہادت نوش فرما گئے۔ بعد ازاں جعفر رضی اللہ عنہ نے علم لیا تو وہ بھی شہید ہو گئے پھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے علم سنبھالا تو وہ بھی شہید ہو گئے اور دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو شہادت کی [illegible] جنت کی خوشخبری عطا کی۔ [illegible]

شہدائے موتہ کے لئے حسان رضی اللہ عنہ کا مرثیہ

عين جودي بدمعك المنزور
واذكري في الرخاء أهل القبور
واذكري مؤتة وما كان فيها
يوم راحوا في وقعة التغوير
حين راحوا وغادروا ثم زيدا
نعم مأوى الضريك والمأسور
حب خير الأنام طرا جميعا

سید الناس حبہ فی الصدور

"اے آنکھ! تو اپنے جاری نہ تھمنے والے آنسوؤں سے سخاوت کر اور آسودگی میں اہل قبور کو یاد کر۔ تو موتہ اور اس کے واقعہ کو یاد کر جب وہ غزوہ تغویر میں گئے۔ جب وہ آئے اور زید کو وہاں چھوڑ آئے وہ فقیر اور اسیر کی عمدہ پناہ گاہ تھی۔ سرور عالم ﷺ کا محبوب تھا اور سید البشر ﷺ کا حبیب تھا اس کی محبت دلوں میں جاگزیں ہے"۔

ذاکم احمد الذی لا سواہ
ذاک حزنی لہ معا وسروری
ان زیدا قد کان منا بامر
لیس امر المکذب المغرور
ثم جودی للخزرجی بدمع
سیدا کان ثم غیر نزور
قد اتانا من قتلہم ما کفانا
فبحزن نبیت غیر سرور

"آپ وہی احمد ﷺ ہیں جن کے سوا کوئی آخری نبی نہیں ان ہی کے لئے میرا رنج و الم اور سرور و حبور موقوف ہے۔ زید رضی اللہ عنہ ہمارے ایسے امر پر مامور تھے کہ وہ دھوکا باز فریب خوردہ کا عہدہ نہ تھا۔ پھر تو سید خزرجی کے لئے اشکبار ہو جس کے عطایا کم نہ تھے۔ ان کی شہادت کی خبر ہمیں موصول ہوئی ہے جو ہمارے غم کے لئے کافی ہے چنانچہ ہم رنج و الم میں راتیں بسر کرتے ہیں"۔

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ ..... حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم، رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دس برس بڑے تھے اور عقیل سے دس برس چھوٹے تھے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اسلام کی ابتداء میں مسلمان ہوئے اور حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حبشہ میں آپ نہایت معزز و محترم تھے۔ آپ کے کارنامے درخشاں تھے اور آپ کے جوابات شان شکن اور صائب تھے جیسا کہ ہم ہجرت حبشہ میں بتا چکے ہیں۔ والحمدللہ۔

غزوہ خیبر کے وقت رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے تھے اور آپ ﷺ نے فرمایا معلوم نہیں کہ مجھے فتح کی زیادہ خوشی ہے یا جعفر رضی اللہ عنہ کے آنے کی۔ آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر ان کو گلے سے لگایا اور ماتھا چوما اور آپ ﷺ نے عمرۃ القضاء سے واپسی کے وقت فرمایا تھا تم میری صورت و سیرت کے مشابہ ہو اور غزوہ موتہ میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو حضرت زید رضی اللہ عنہ کا نائب مقرر فرمایا۔ شہادت کے وقت دشمن کے سامنے کے جسم میں پچاس سے زیادہ زخم پائے گئے۔ ان کا دایاں ہاتھ شہید کیا گیا پھر بایاں بھی جس میں آپ علم تھامے ہوئے تھے۔ پھر آپ نے بازوؤں کے سہارے علم کو آغوش میں لیا اور اسی حالت میں جام شہادت نوش فرمایا۔ مشہور ہے کہ ایک رومی نے تلوار کے وار سے آپ کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی شہادت کی اطلاع دی اور کہا کہ وہ جنتی ہیں اور اسی وجہ سے ان کا نام ذوالجناحین بیان ہوا ہے۔ بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب وہ عبداللہ رضی اللہ عنہ بن جعفر کو سلام کہتے تو ان الفاظ میں کہتے السلام علیک یا ابن ذی الجناحین اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مگر وہ مستند نہیں ہے۔ بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت میں یہ دو بازو آپ کو دو کٹے ہوئے ہاتھوں کی بجائے عطا کئے۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی عمر اور ان کا لباس کفن ..... امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے (علی بن حجر، عبداللہ بن جعفر، علاء بن عبدالرحمان، عبدالرحمان) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے جنت میں جعفر کو فرشتوں کے ساتھ اڑتے دیکھا ہے۔ اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ کی عمر اس وقت ۳۳ سال کی تھی۔ ابن اثیر نے اسد الغابہ میں بتایا ہے کہ آپ کی عمر ۴۱ سال کی تھی۔ بقول امام ابن جریر

رحمۃ اللہ علیہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دس سال بڑے اور عمر ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ شہادت کے وقت ان کی عمر ۳۹ سال ہو کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آٹھ سال کی عمر میں مسلمان ہوئے اور مکہ میں ۱۳ برس قیام کیا اور ۲۱ برس کی عمر میں ہجرت کی اور آٹھ ہجری میں غزوۂ موتہ ہوا واللہ اعلم۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شہادت کے بعد جعفر طیار کے نام سے مشہور ہوئے آپ نہایت سخی اور فیاض تھے سخاوت کی بدولت آپ کی کنیت ابو المساکین تھی۔

ایک حدیث کی تطبیق: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عفان بن وہیب سے بسند خود) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔ یہ سند جید ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو کرم و سخاوت کے لحاظ سے افضل قرار دیا ہے باقی رہی دینی امور میں فضیلت و برتری کی بات تو واضح ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بلکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی ان سے افضل تھے۔ باقی رہے حضرت علی رضی اللہ عنہ تو بظاہر یہی ہے کہ دونوں برابر تھے یا حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سے افضل و اعلیٰ تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا مقصد صرف کرم و سخا میں فضیلت بتانا تھا جیسے کہ بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بہت حدیثیں بیان کرتا ہے۔ حالانکہ میرا ہر وقت رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں گزرتا تھا میں مسکین آدمی تھا صرف معمولی پر گزارا کرتا تھا۔ میدہ اور مرغن غذائیں کھاتا تھا نہ ریشم و حریر پہنتا تھا بغیر خادم کے زندگی بسر کرتا تھا اکثر بھوک کے باعث پیٹ کو کنکریوں سے دبائے رکھتا تھا اور قرآن کی آیت مجھے یاد بھی ہوتی تب بھی کسی دوسرے سے پوچھتا تھا تا کہ شاید کوئی مجھے اپنے گھر لے جائے اور کچھ کھلائے۔ جعفر رضی اللہ عنہ مسکینوں کے حق میں سب سے بہتر تھے ہم لوگوں کو اپنے گھر لے جاتے اور جو کچھ ہوتا سامنے لا کر رکھ دیتے یہاں تک کہ بعض اوقات گھی کا خالی ڈبہ لا دیتے اور ہم اس کو پھاڑ کر جو اس کے اندر ہوتا چاٹ لیتے۔ (انفرد بہ البخاری) حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا مرثیہ کہا:

جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا مرثیہ:

ولقد بكيت وعز مهلك جعفر
حب النبي على البرية كلها
ولقد جزعت وقلت حين نعيت لي
من للجلاد لدى العقاب وظلها
بالبيض حين تسل من أغمادها
ضربا وإنهال الرماح وعلها
بعد ابن فاطمة المبارك جعفر
خير البرية كلها وأجلها

"میں غمگین ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے محبوب جعفر رضی اللہ عنہ کی موت مجھے نہایت شاق گزری۔ میں نے گھبراہٹ اور پریشانی کا اظہار کیا اور جب مجھے ان کی موت کی اطلاع ملی تو میں نے کہا کہ عقاب پرچم اور اس کے سایہ کے پاس نیام سے تلوار نکال کر دشمن پر حملہ کرنے والا اور نیزے چلانے کے بعد دوبارہ نیزہ کون مارے گا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جگر کے ٹکڑے جعفر رضی اللہ عنہ کے بعد جو خلق سے افضل تھا اور سب سے بڑا تھا مصیبت کے نزدیک۔"

رزءا وأكرمها جميعا محتدا
وأعزها متظلما وأذلها
للحق حين ينوب غير تنحل

كذبا وأنداها يدا وأقلها
فحشا وأكثرها إذا ما يجتدى
فضلا وأنداها يدا وأبلها
بالعرف غير محمد لا مثله
حي من احياء البرية كلها

"اور سب سے اکرم تھا نسب کے لحاظ سے اور حق کے لئے سب سے زیادہ مطلوب تھا اور سب سے عزیز اور سرنگوں تھا جب وقت آئے یہ جھوٹ نہیں اور سب سے زیادہ فیاض تھا اور فحش سے پاک تر تھا۔ اور جب ان سے کچھ طلب کیا جاتا تو اعلیٰ سخی تھا اور سب سے زیادہ جواد تھا اور سب سے بڑھ کر نیکی کا خوگر تھا سوائے محمد ﷺ کے وہ تمام کائنات میں سے بے مثل اور عدیم المثال تھا۔"

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ انصاری خزرجی . . . پورا سلسلہ نسب یہ ہے۔ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بن ثعلبہ بن امری القیس بن عمرو بن امری القیس اکبر بن مالک بن اغر بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج۔

کنیت ... ابو محمد، ابو رواحہ یا ابو عمرو نعمان بن بشیر کے ماموں اور عمرہ بنت رواحہ کے بھائی اسلام کے شروع ہی میں مسلمان ہوئے عقبہ میں حاضر ہوئے اور بنی حارث بن خزرج کے نقیب مقرر ہوئے بدر، احد، خندق، حدیبیہ اور خیبر میں شریک ہوئے اور رسول اللہ ﷺ ان کو خیبر کے کھجوروں کے باغات کی پیداوار کا اندازہ لگانے کے لئے بھیجا کرتے تھے۔ عمرۃ القضاء میں مکہ کے اندر داخل ہوئے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی سواری کی لگام تھامے ہوئے تھے (پیادہ پا) اور آپ یہ شعر پڑھ رہے تھے:

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ جیسا کہ مفصل بیان ہو چکا ہے۔

غزوہ موتہ کے شہید امراء میں آپ کا شمار بھی ہے رومیوں کے ساتھ جنگ کرنے کی مجلس مشاورت میں آپ نے جرأت مندانہ مشورہ دیا اور علم سنبھالتے وقت خود کو بھی جرأت مندانہ جسارت پر آمادہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی شہادت کی تصدیق کی اور آپ قطعی جنتیوں میں سے ہیں۔

استقلال:..... جب ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے الوداع کے وقت رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ شعر پڑھا:

فثبت الله ما آتاك من حسن — تثبيت موسى ونصرا كالذي نصروا

"اللہ آپ کی خوبیوں کو موسیٰ کی طرح دوام بخشے اور ان کی طرح نصرت سے نوازے۔"

تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو دعا دی کہ اللہ تجھے بھی استقلال بخشے۔ چنانچہ اللہ نے آپ کو ثابت قدم رکھا اور شہادت کا رتبہ پا کر جنت میں داخل ہوئے۔

فرمانبرداری کی مثال..... حماد بن زید، ثابت کی معرفت عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ مسجد میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ کی زبان پر خطبہ کے دوران تھا کہ تم بیٹھ جاؤ "اجلسوا" چنانچہ سنتے ہی مسجد کے باہر بیٹھ گئے حتیٰ کہ خطبہ سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کو کسی نے بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اور رسول کی اطاعت میں اللہ ان کی حرص میں اضافہ کرے۔

تقویٰ و پرہیزگاری..... صحیح بخاری میں مذکور ہے کہ ابن معاذ نے کہا آؤ تھوڑی دیر بیٹھیں اور ایمان تازہ کریں اسی قسم کا ذکر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے بھی مذکور ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبدالصمد، عمارہ زاذانی) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ جب کسی صحابی سے ملتے تو اس کو کہتے آؤ ذرا رب کے لئے ایمان تازہ کر لیں۔ ایک روز یہ جملہ کسی صحابی سے کہا تو وہ ناراض ہو کر رسول

اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھتے وہ آپ ﷺ کا ایمان لانے سے نفرت کر کے ایک ساعت کے ایمان پر رغبت کرتا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خدا ابن رواحہ رضی اللہ عنہ پر رحم کرے وہ ان مجالس کو پسند کرتا ہے جن پر فرشتے بھی فخر و مباہات کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ حدیث نہایت غریب ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (حاکم، ابوبکر محمد بن ایوب، احمد بن یونس، شیخ مدنی، صفوان بن سلیم) عطاء بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ نے کسی کو کہا آؤ ہم تھوڑی دیر بیٹھے مسلمان ہو جائیں؟ تو اس نے کہا کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟ آپ نے کہا کیوں نہیں، لیکن ہم اللہ کا ذکر کریں اور ایمان میں اضافہ کر لیں۔

امام ابوالقاسم اللالکائی رحمۃ اللہ علیہ (ابوالیمان، صفوان بن سلیم) شریح بن عبید سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کسی ساتھی کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ٹھہرو تھوڑی دیر کے لئے ایمان تازہ کر لیں اور مجلس ذکر میں بیٹھیں۔ یہ روایت بطور اسناد کے مرسل ہے۔ شرح بخاری کے شروع میں ہم نے اس روایت پر مکمل بحث کی ہے والحمد للہ۔ بخاری میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ ہم لوگ شدید گرمی کے موسم میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے صرف رسول اللہ ﷺ اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہ روزہ دار تھے۔

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے نعتیہ اشعار...... عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا شمار مشہور شعراء میں ہوتا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ان کے شعر نقل کیے ہیں:

وفينا رسول الله يتلو كتابه
اذا انشق معروف من الفجر ساطع
يبيت يجافي جنبه عن فراشه
اذا استثقلت بالمشركين المضاجع
ارانا الهدى بعد العمى فقلوبنا
به موقنات ان ما قال واقع

"ہم میں اللہ کے رسول موجود ہیں جو اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں جب صبح صادق نمودار ہوتی ہے۔ اللہ کے رسول بستر سے الگ راتیں بسر کرتے ہیں جب کہ مشرکوں کے بستر بوجھل ہوتے ہیں۔ گمراہی کے بعد ہدایت لے کر آئے ہمارے دل اس بات پر مطمئن ہیں کہ ان کا فرمان سچا اور پورا ہے"۔

بہن کی نوحہ خوانی...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (عمران بن میسرہ، محمد بن فضیل، حصین، عامر) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے تو ان کی بہن رونے لگی ہائے میرا بھائی ایسا تھا، ہائے میرا بھائی ویسا تھا جب ہوش آیا تو کہنے لگے تم جو کچھ کہہ رہی تھی مجھ سے اس کی تصدیق کرائی جاتی کہ کیا تو ایسے ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (قتیبہ، عبثر، حصین، شعبی) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ پر بیہوشی کا دورہ پڑا تو پھر اس کی بہن والا واقعہ بیان کیا ہے۔ چنانچہ جب وہ شہید ہوئے تو ان کی بہن نے ان پر نوحہ اور بین نہیں کیا۔

غزوہ موتہ میں مجاہدین میں سے ایک اسلامی شاعر نے کہا:

كفى حزنا انى رجعت وجعفر
وزيد وعبد الله في رمس اقبر
قضوا نحبهم لما مضوا لسبيلهم
وخلفت للبلوى مع المتغبر

'' مجھے یہی حزن و ملال کافی ہے کہ میں واپس چلا آیا اور جعفر رضی اللہ عنہ، زید رضی اللہ عنہ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ سب قبروں میں مدفون ہیں۔ انہوں نے شہادت کا رتبہ پا کر اپنی حسرت پوری کر لی اور میں مصائب کے لئے باقی بچنے والے لوگوں کے ساتھ رہ گیا''۔

شہدائے موتہ کی تعداد اور اسماء ..... مہاجروں میں سے:

(۱) جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب۔
(۲) زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کلبی۔
(۳) مسعود رضی اللہ عنہ بن اسود بن حارثہ بن نضلہ عدوی۔
(۴) وہب رضی اللہ عنہ بن سعد بن ابی سرح۔

اور انصار میں سے:

(۱) عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ۔
(۲) عباد رضی اللہ عنہ بن قیس خزرجی۔
(۳) حارث رضی اللہ عنہ بن نعمان بن اساف بن نضلہ نجاری۔
(۴) سراقہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء مازنی شہید ہوئے۔ امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق کل ''آٹھ صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے''۔ لیکن ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے چار کا اضافہ نقل کیا ہے:

(۱) ابوکلیب رضی اللہ عنہ بن عمرو بن زید بن عوف بن مبذول مازنی انصاری۔
(۲) اس کا حقیقی بھائی جابر رضی اللہ عنہ انصاری۔
(۳) عمرو رضی اللہ عنہ بن سعد بن حارث بن عباد بن سعد بن عامر بن ثعلبہ بن مالک بن افصی انصاری۔
(۴) اور اس کا بھائی عامر رضی اللہ عنہ بن سعد انصاری بھی غزوہ موتہ میں شہید ہوئے۔

حیرت انگیز معرکہ ..... یہ حیرت انگیز معرکہ ہے کہ دو لشکر برسرپیکار ہیں، دونوں دینی جذبے سے سرشار ہیں، اسلامی لشکر کی تعداد تین ہزار ہے اور مسیحی فوج دو لاکھ ہے۔ ایک لاکھ رومی عیسائی اور ایک لاکھ عرب عیسائی۔ دونوں فوجوں میں گھمسان کا معرکہ برپا ہوتا ہے۔ آمنے سامنے مقابلہ ہوتا ہے ایک دوسرے سے دست و گریبان ہوتا ہے۔ اسلامی لشکر کے صرف بارہ آدمی جام شہادت نوش فرماتے ہیں اور مشرکین کے کشتوں کے پشتے لگ جاتے ہیں۔ صحیح بخاری میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ غزوہ موتہ میں میرے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹیں اور ہاتھ میں صرف ایک یمنی تیغ باقی رہ گئی۔ باقی جنگ آزمودہ جانباز شہسواروں کے ہاتھوں مقتولوں کے علاوہ اندازہ لگائیے کہ صرف ان کے ہاتھوں کتنے کافر مردار ہوئے ہوں گے اور جہنم رسید ہوئے ہوں گے۔ اس معرکہ پر یہ آیت صادق آتی ہے: ''ابھی گزر چکا ہے تمہارے سامنے ایک نمونہ دو فوجوں میں جن میں مقابلہ ہوا، ایک فوج ہے کہ لڑتی ہے اللہ کی راہ میں اور دوسری فوج کافروں کی، یہ دیکھتے ہیں ان کو اپنے سے دو چند صریح آنکھوں سے''۔ (۳: ۱۳)

موتہ کے امراء کی فضیلت ..... دلائل النبوۃ میں جو ایک شاندار اور مفید کتاب ہے، حافظ ابوزرعہ عبید اللہ بن عبدالکریم رازی رحمۃ اللہ علیہ (صفوان بن صالح دمشقی، ولید بن مسلم، ابن جابر، عبدالرحمن بن ابراہیم دمشقی، ولید، عمرو بن عبد الواحد، ابن جابر، سلیم بن عامر خبائری) حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ میں حالت خواب میں تھا کہ میرے پاس دو آدمی آئے انہوں نے مجھے بازوؤں سے پکڑ لیا اور مجھے ایک دشوار گزار پہاڑ پر لے آئے تو انہوں نے کہا اوپر چڑھئے۔ میں نے کہا میں نہیں چڑھ سکتا۔ انہوں نے کہا ہم آپ کو آسان بنا کر دیں گے چنانچہ میں چڑھ گیا۔

وقت سے پہلے روزہ افطار کرنے کا عذاب: میں پہاڑ کی چوٹی پر پہنچا تو میں نے خوفناک آوازیں سنیں۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا یہ جہنمیوں کی چیخ و پکار ہے۔ پھر وہ مجھے آگے لے گئے تو میں نے دیکھا کہ لوگ اپنی کونچوں کے بل لٹکے ہوئے ہیں ان کی باچھیں پھٹی ہیں اور ان سے خون بہہ رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا یہ وہ لوگ ہیں جو وقت سے پہلے روزہ افطار کر لیتے ہیں۔ (آپ ﷺ نے فرمایا) یہود و نصاریٰ خائب و خاسر ہیں۔ سلیم راوی کہتا ہے کہ معلوم نہیں یہ جملہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے یا انہوں نے اپنی رائے سے کہہ دیا ہے۔

کافر مقتولوں کا حال: پھر وہ مجھے آگے لے گئے دیکھا تو وہاں ایسے لوگ ہیں جن کے جسم بہت پھولے ہوئے ہیں اور سخت بدبودار ہیں گویا وہ مردار سنڈاس ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا کافروں میں سے مقتول ہیں۔

بدکاری کا عذاب: پھر وہ مجھے آگے لے گئے دیکھا تو وہاں ایسے اشخاص موجود ہیں جن کے جسم پھولے ہوئے ہیں اور پاخانہ کی طرح سخت بدبودار ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا کہ یہ بدکار مرد اور عورتیں ہیں۔

اپنے بچوں کو دودھ نہ پلانے کا عذاب: پھر وہ مجھے آگے لے گئے دیکھا تو وہاں عورتیں ہیں جن کے پستانوں کو سانپ ڈس رہے ہیں پوچھا یہ کون ہیں تو بتایا کہ یہ وہ ہیں جو اپنے بچوں کو اپنا دودھ نہیں پلاتی تھیں۔

جعفر رضی اللہ عنہ، زید رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا مرتبہ: پھر وہ مجھے آگے لے گئے دیکھا تو وہاں بچے ہیں جو دو دریاؤں کے درمیان کھیل رہے ہیں پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا یہ مسلمانوں کے بچے ہیں۔ پھر وہ مجھے ایک اونچی جگہ پر لے گئے دیکھا تو وہاں تین شخص شراب پی رہے ہیں پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ۔ پھر وہ مجھے ایک اور بلند مقام پر لے گئے پوچھا یہ کون حضرات ہیں؟ بتایا کہ یہ ہیں ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام جو آپ کے منتظر ہیں۔

شاعر اسلام نے شہداء موتہ کے متعلق کہا:

تأوبني ليل بيثرب أعسر
وهم إذا ما نوم الناس مسهر
لذكرى حبيب هيجت لي عبرة
سفوحا وأسباب البكاء التذكر
بلى إن فقدان الحبيب بلية
وكم من كريم يبتلى ثم يصبر
رأيت خيار المسلمين تواردوا
شعوبا وخلفا بعدهم يتأخر
فلا يبعدن الله قتلى تتابعوا
بمؤتة منهم ذو الجناحين جعفر

"مجھے یثرب میں ایک ناگوار رات پیش آئی اور نیند سے دور رکھنے والا غم لاحق ہوا جب سب لوگ نیند کی آغوش میں چلے گئے۔ پیارے دوست کی یاد تھی جس نے مجھے آبدیدہ کر دیا اور آہ و بکا کے اسباب میں یاد آوری۔ کیوں نہیں! دوست کا غم بلا ایک عظیم مصیبت ہے۔ کتنے ہی بہتر لوگ ہیں جو مصیبت میں مبتلا ہو کر صبر کرتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ بہتر مسلمان موت کے گھاٹ پر چلے گئے اور ان کے جانشین رہ جاتے ہیں۔ اللہ شہدائے موتہ کو اپنی آغوش رحمت سے دور نہ کرے۔ ان میں سے

زید اور حسین جعفر رضی اللہ عنہ یاد آ گیا۔

وزید وعبد الله حین تتابعوا
جمیعا وأسباب المنیة تخطر
غداة مضوا بالمؤمنین یقودهم
إلی الموت میمون النقیبة أزهر
أغر کضوء البدر من آل هاشم
أبی إذا سیم الظلامة مجسر
فطاعن حتی مال غیر موسد
بمعترک فیه القنا متکسر

"زید رضی اللہ عنہ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں جو یکے بعد دیگرے شہید ہوئے اور موت کے اسباب سر پر منڈلا رہے تھے۔ جب وہ مسلمانوں کو لے کر موت کی جانب بڑھ رہے تھے ان کا قائد ایک خوش نصیب خوب رو۔ بدر کی طرح روشن چہرے والا ہاشمی تھا۔ جب اس پر ظلم و ستم کیا جاتا تو وہ دلیری سے اس کا مقابلہ کرتا ہے۔ وہ نیزہ بازی کرتا ہوا بغیر کسی سہارے کے میدان جنگ میں گر پڑا ہے کیونکہ اس میں نیزے ٹوٹے ہوئے ہیں"۔

فصار مع المستشهدین ثوابه
جنان وملتف الحدائق أخضر
وکنا نری فی جعفر من محمد
وفاء وأمرا حازما حین یأمر
وما زال فی الإسلام من آل هاشم
دعائم عز لا یزلن ومفخر
هم جبل الإسلام والناس حولهم
رضام إلی طود یروق ویقهر

"اور وہ شہیدوں کی جماعت میں داخل ہو جاتا۔ جہاں کا ثواب وسیع باغات ہیں گنجان سرسبز باغات ہیں۔ ہم جعفر رضی اللہ عنہ کی ذات میں محمد ﷺ کی وفاداری اور پختگی دیکھتے تھے جب وہ حکم کرتے۔ اسلام میں آل ہاشم کے غیر متزلزل ستون رہے ہیں اور فخر و اعزازات کے پیکر۔ وہ اسلام کا قلعہ ہیں اور لوگ ان کے گرد وہ چٹانیں ہیں جو مضبوط پہاڑ کے پشتیبان ہیں"۔

بهالیل منهم جعفر وابن أمه
علی ومنهم أحمد المتخیر
وحمزة والعباس منهم ومنهم
عقیل وماء العود من حیث یعصر
بهم تفرج اللأواء فی کل مأزق
عماس إذا ما ضاق بالناس مصدر
هم أولیاء الله أنزل حکمه
علیهم وفیهم ذا الکتاب المطهر

"روشن چہرے والے ہیں ان میں سے جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی علی رضی اللہ عنہ ہیں اور ان ہی میں سے احمد ﷺ مختار ہیں۔ حمزہ رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ بھی ان میں سے ہیں اور عقیل رضی اللہ عنہ بھی ان ہی میں سے لکڑی کا عصارہ ہے جب نچوڑا جائے۔ ہر مشکل اور تاریک مقام سے جب لوگوں کی واقفیت ختم ہو جائے تو ان ہی کی بدولت مصائب دور ہوتے ہیں۔ وہ لوگ اللہ کے دوست ہیں۔ اللہ نے ان پر اپنا حکم نازل کیا ہے جس میں ان ہی کا پیغام پہنچتا ہے"۔

حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کے اشعار

نام العیون ودمع عینک یهمل
سحا کما وکف الطباب المخضل
فی لیلة وردت علی همومها
طورا اخن وتارة اتململ
واعتادنی حزن فبت کأننی
ببنات نعش والسماک موکل
وکأنما بین الجوانح والحشا
مما تأوبنی شهاب مدخل
وجدا علی النفر الذین تتابعوا
یوما بمؤتة اسندوا لم ینقلوا

"لوگ سو گئے ہیں اور تیری آنکھیں زار و قطار رو رہی ہیں۔ جیسا کہ مشکیزے کے پھٹنے سے پانی بہتا ہے ایسی رات میں کہ وہ غم و رنج کی آمد گاہ ہے کبھی میں روتا ہوں اور کبھی بے چینی سے بستر پر کروٹیں لیتا ہوں۔ اور میں حزن و ملال کا شکار ہوں میں نے ایسے رات گزاری کہ گویا میں بے خوابی میں تارے شماری کر رہا ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا میرے پہلوؤں اور انتڑیوں کے درمیان ایک دہکتا ہوا انگارا داخل کر دیا گیا ہے ان لوگوں پر رنج و الم کی وجہ سے جو لوگ پے در پے جنگ موتہ میں قتل ہوئے اور واپس نہ ہو سکے"۔

صلی الاله علیهم من فتیة
وسقی عظامهم الغمام المسبل
صبروا بمؤتة للاله نفوسهم
حذر الردی ومخافة ان ینکلوا
فمضوا امام المسلمین کانهم
فنق علیهن الحدید المرفل
اذ یهتدون بجعفر ولوائه
قدام اولهم فنعم الاول

"انہوں نے موتہ میں ہلاکت کے خوف سے، اور دشمن کی وجہ سے پسپائی کے خوف سے خود کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا۔ چنانچہ وہ مسلمانوں کے آگے چلے گئے گویا وہ اونٹوں کی طرح طاقتور ہیں اور زرہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ جب وہ جعفر رضی اللہ عنہ اور اس کے علم سے رہنمائی حاصل کر رہے تھے۔ اپنے پہلے پیش رو کے آگے کیسا اچھا پیش رو ہے"۔

حتی تفرجت الصفوف وجعفر

حیث التقى وعث الصفوف مجدل
فتغير القمر المنير لفقده
والشمس قد كسفت وكادت تأفل
قرم علا بنيانه من هاشم
فرعا أشم وسؤددا ما ينقل
قوم بهم عصم الإله عباده
وعليهم نزل الكتاب المنزل

"یہاں تک کہ جنگی صفیں الٹ گئیں اور جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہو کر زمین پر گر پڑے تھے۔ ان کی شہادت سے قمر منیر کا رخ متغیر ہو گیا اور سورج بے نور ہو گیا قریب تھا کہ وہ غروب ہو جائے۔ ہاشمی رئیس جس کے اقتدار کی عمارت بلند ہوئی ہے اور ان کی سیادت مستحکم ہے۔ وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کی بدولت اللہ نے اپنے بندوں کی حفاظت کی ہے ان پر کلام پاک نازل ہوا ہے۔"

فضلوا المعاشر عزة وتكرما
وتغمدت أحلامهم من يجهل
لا يطلقون إلى السفاه حباهم
وترى خطيبهم بحق يفصل
بيض الوجوه ترى بطون أكفهم
تندى إذا اعتذر الزمان الممحل
وبهديهم رضي الإله لخلقه
وبجدهم نصر النبي المرسل

"عزت اور کرامت کی وجہ سے وہ لوگوں سے افضل ہیں اللہ ان کی بردباری جاہلوں کی پردہ پوشی کرتی ہے۔ وہ سفاہت و حماقت کا شیوہ نہیں کرتے اور ان کا خطیب دو ٹوک بات کرتا ہے۔ ان کے چہرے روشن ہیں اور شدید قحط کے دنوں میں وہ سخاوت کے پیکر ہوتے ہیں۔ مخلوق کی راہنمائی کی بدولت اللہ تعالیٰ ان پر خوش ہے، اور ان کی جد و جہد سے نبی مرسل کا تعاون ہوا۔"

رسول اللہ ﷺ کے خطوط بادشاہوں کے پاس کب بھیجے گئے۔ واقدی کی روایت: واقدی کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے اسلام کی دعوت دے کر قاصد [illegible] ذی الحجہ ۶ھ میں [illegible] روانہ کیا [illegible] جب بادشاہوں کے نام خطوط کا سلسلہ صلح حدیبیہ کے بعد اور فتح مکہ سے پہلے شروع ہوا اور ابو سفیان نے ہرقل کے جواب میں کہا تھا جب اس نے پوچھا تھا کیا وہ بد عہدی کرتے ہیں؟ تو اس نے کہا نہیں مگر اب ہم ان سے ایک مدت کا معاہدہ ہوا ہے معلوم نہیں وہ کیا کرے گا اور بخاری کی [illegible] سلسلہ خطوط کا صلح حدیبیہ کے عرصے میں جاری ہوا جو ابو سفیان نے رسول ﷺ سے طے کیا تھا [illegible] کا قول ہے کہ یہ صلح حدیبیہ اور آپ ﷺ کے وصال کے درمیانی عرصے میں ہوا ہے۔ ہم ابن کثیر عنقریب [illegible] اس واقعہ کو بیان کرتے ہیں اگرچہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کے قول [illegible] قول کا قوی ہے واللہ اعلم۔

محمد بن اسحاق کی روایت: (یزید بن ابی حبیب مصری [illegible]) حضرت [illegible] سے روایت کی ہے کہ [illegible] سے پہلے [illegible] (ہرقل [illegible]) [illegible]

امن کے باوجود خوف زدہ تھے ...... یونس بن بکیر (محمد بن اسحاق از زہری عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ بتایا کہ ہم تجارت پیشہ لوگ تھے اس لڑائی نے ہمیں پابند اور محصور کر رکھا تھا یہاں تک کہ سرمایہ بھی ختم ہو چکا تھا۔ جب ہمارے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان معاہدہ صلح ہو گیا تو ہم امن کے باوجود خوف زدہ تھے۔ چنانچہ میں قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ شام کی جانب تجارت کے لئے روانہ ہوا اور مکہ کے ہر مرد اور عورت نے مجھے تجارت کے لئے سرمایہ دیا کیونکہ ملک شام میں غزہ کا علاقہ ہمارا تجارتی مرکز تھا چنانچہ ہم وہاں پہنچ گئے۔

حمص سے بیت المقدس تک پیدل چل کر آیا ...... یہ وہ زمانہ تھا جب قیصر روم نے ایرانیوں کو ہرا کر اپنے علاقے سے باہر نکال دیا تھا اور ان سے مقدس صلیب کو واپس لے لیا تھا جو وہ چھین کر لے گئے تھے۔ اس دوران قیصر کا پڑاؤ حمص میں تھا وہ وہاں سے بطور شکریہ نماز ادا کرنے کی خاطر بیت المقدس پیدل چل کر آیا تھا راستہ میں اس کے لئے قالین بچھائے جاتے تھے اور پھول نچھاور کئے جاتے تھے۔

قیصر کا خواب ...... ایلیاء میں پہنچ کر اس نے شکرانے کی نماز ادا کی وہ ایلیاء میں ہی ٹھہرا ہوا تھا کہ ایک دن صبح کو بہت پریشان ہوا۔ افسردہ ہو آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر درباریوں نے عرض کیا: جناب بادشاہ سلامت! آپ پریشان معلوم ہو رہے ہیں اس نے "ہاں" کہا۔ جواب دیا تو عرض کیا گیا کیا بات ہے؟

تو اس نے بتایا میں نے آج رات دیکھا ہے کہ ختنہ کرنے والوں کا بادشاہ غالب آگیا ہے۔ حاضرین نے عرض کیا: ہمارے علم کے مطابق، یہود کے علاوہ کوئی ختنہ نہیں کرتا۔ وہ آپ کے ماتحت ہیں اور آپ کی رعایا ہیں اگر ان کے بارے میں دل میں کوئی خلش ہے تو ساری قلمرو میں اعلان کروا دیجئے کہ سب یہودی قتل کر دیئے جائیں تاکہ آپ کی یہ خلش دور ہو جائے۔

عرب میں حادثہ ...... وہ لوگ اس تدبیر کے بارے میں غور و فکر کر رہے تھے کہ ان کے پاس گورنر بصریٰ کا قاصد آیا اور ایک عرب کو ساتھ لایا اور اس نے عرض کیا حضور! یہ شخص عرب سے آیا ہے جو مال مویشی کے چرواہے ہیں۔ یہ آپ کو عرب میں ایک عجیب حادثے کے بارے میں بتائے گا آپ اس سے دریافت فرمایئے۔ جب وہ عربی قیصر کے پاس آیا تو اس نے اپنے ترجمان سے کہا اس سے پوچھو تمہارے ملک میں کون سا حادثہ پیش آیا ہے؟ اس سے پوچھا گیا تو اس نے بتایا ایک قریشی کا ظہور ہوا ہے وہ خود کو نبی کہتا ہے۔ بعض نے اس کی بات مان لی ہے اور بعض نے مخالفت کی ہے ان کے آپس میں کئی معرکے ہو چکے ہیں میں روانہ ہوا تھا تو وہ اسی حال میں تھے۔ جب قیصر کو یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے کہا اس کا معائنہ کرو۔ دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ مختون ہے۔ چنانچہ اس نے پادریوں کو کہا: واللہ! یہ مجھے خواب میں نظر آیا۔ یہ وہ بات نہیں جو تم کہتے ہو۔ ان کو تب سے باہر دھکا دیا گیا۔

پھر اس نے انتظامیہ کے اعلیٰ افسر کو بلا کر کہا کہ ملک شام کی تفتیش کرو اور میرے پاس اس "شخص" کی قوم کا کوئی آدمی لاؤ تاکہ میں اس سے اس کے متعلق پوچھوں۔

ابو سفیان قیصر کے دربار میں ...... ابو سفیان کہتے ہیں کہ میں ساتھیوں کے ساتھ غزہ میں مقیم تھا کہ وہ افسر اور سپاہی آئے اور اس نے پوچھا تم کون لوگ ہو۔ ہم نے بتایا تو وہ ہم سب کو قیصر کے پاس لے گیا۔ جب ہم اس کے پاس پہنچے تو اس نے پوچھا تم میں سے اس "شخص" کا قریبی رشتہ دار کون ہے؟ میں نے عرض کیا: جناب میں ہوں۔ تو اس نے کہا کہ میرے قریب ہو جاؤ میں قریب ہوا تو اس نے مجھے اپنے سامنے بٹھا کر کہا کہ اس کے ساتھیوں کو اس کے پیچھے بٹھا دو اور میرے ساتھیوں کو کہا کہ اگر میں دروغ گوئی سے کام لوں تو وہ میری تردید کر دیں۔ (ابو سفیان) مجھے معلوم تھا اگر میں جھوٹ بولوں گا تو وہ میری تکذیب نہ کریں گے لیکن میں ایسا آدمی تھا جھوٹ بولنے سے شرم کرتا تھا اور ڈرتا تھا کہ مجھے یہ معلوم تھا کہ وہ لوگ اس ناروا بیانی کو مجھ سے منسوب کریں گے اور مکہ میں جا کر میرے بارے میں باتیں کریں گے اور میں ان کی تردید نہ کر سکوں گا۔ قیصر نے پوچھا: مجھے اس آدمی کے بارے میں بتا جو تم میں "نبی" ظاہر ہوا ہے۔ میں نے آپ ﷺ کی شان کو اس کے پاس گھٹا کر بیان کیا اور

آپ کو معمولی سا قرار دیا اور عرض کیا جو پوچھنا ہو بے شک پوچھئے۔

ابوسفیان اور قیصر کے سوال و جواب: قیصر نے پوچھا ان کا نسب تم میں کیسا ہے؟ عرض کیا وہ عالی اور عمدہ نسب والے ہیں۔ پھر اس نے پوچھا: کیا ان کے خاندان میں سے کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا کہ وہ اس کی نقل کر رہا ہو؟ عرض کیا نہیں۔ پھر اس نے پوچھا کیا اس کے خاندان میں کوئی بادشاہ تھا تم نے اس کی بادشاہت چھین لی ہو اور وہ اس "نبوت" کے ذریعے اس کو واپس لینا چاہتا ہو؟ عرض کیا کوئی نہیں۔ پھر اس نے کہا بتائیے ان کے پیروکار کیسے لوگ ہیں؟ عرض کیا نوجوان، اہل عقل، کمزور اور مسکین۔ بڑی عمر کے شرفاء اور خاندانی لوگ تو وہ اس کے پیروکار نہیں۔ پھر اس نے کہا بتائیے کیا ان کے پیروکار ان کی تعظیم و تکریم کرتے اور ان سے محبت کرتے ہیں یا ان کو چھوڑ کر ان سے الگ رہتے ہیں؟ عرض کیا ان کا کوئی پیروکار ان سے الگ نہیں ہوا۔ پھر اس نے کہا: تمہارے اور ان کے درمیان لڑائیوں کا کیا حال ہے؟ عرض کیا لڑائی ہوا ہے درمیان ڈولوں کی طرح ہے کبھی ہم غالب اور کبھی وہ۔ پھر اس نے پوچھا: کیا وہ وعدہ خلافی کرتا ہے؟ صرف اس سوال میں میں کوئی تبدیلی کر سکتا تھا۔ لیکن میں نے عرض کیا نہیں مگر اب ہمارے اور ان کے درمیان ایک معاہدہ قائم ہے۔ ہمیں اس سے بدعہدی کا خطرہ ہے۔ واللہ! قیصر نے میری اس بات کو قابل التفات نہ سمجھا۔

قیصر کا تبصرہ: اس گفتگو کے بعد قیصر نے یہ جواب کہا۔ ترجمان سے کہا کہ تیرا قول ہے کہ وہ تم میں عالی نسب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قاعدہ ہے کہ وہ نبی کو اعلیٰ نسب سے منتخب کرتا ہے۔ میں نے پوچھا تھا کیا اس کے خاندان میں کوئی نبوت کا دعویٰ کرنے والا تھا؟ کیا ان کے خاندان میں کوئی بادشاہ تھا اور تم نے اس کی بادشاہی چھین لی ہو اور اس راستے سے بادشاہی کو دوبارہ وہ حاصل کر رہا ہو؟ تم نے اس کا بھی انکار میں جواب دیا۔ میں نے اس کے اتباع کے بارے میں دریافت کیا تھا تو تم نے بتایا کہ وہ نوعمر اور ضعیف و مسکین ہیں۔ ہر دور میں انبیاء کے پیروکار ایسے لوگ ہی ہوتے ہیں۔ میں نے پوچھا تھا کیا اس کے پیروکار اس سے محبت رکھتے ہیں اور اس کی تعظیم بجا لاتے ہیں یا اس سے نفرت اور دشمنی کرتے ہیں اور اس سے جدا ہو جاتے ہیں۔ تم نے کہا ان کے ساتھی کوئی ان سے جدا ہوتے نہیں۔ واقعی ایمان کی حلاوت دل میں بس جائے تو وہ دور نہیں ہوتی اور میں نے لڑائی کے بارے میں پوچھا تو تم نے کہا ڈول کی طرح ہے کبھی ہم غالب اور کبھی وہ۔ نبی علیہ السلام کی لڑائی اسی طرح ہوتی ہے مگر انجام ان کے حق میں ہوتا ہے۔ میں نے پوچھا تھا کیا وہ بدعہدی کرتے ہیں؟ تم نے کہا بالکل نہیں۔

ان کے پاؤں صاف کرتا: اگر تم نے سچ جوابات دیئے ہیں تو وہ میرے ان قدموں کی جگہ پر بھی قبضہ کر لے گا۔ میری آرزو ہے کہ میں ان کے پاس ہوتا تو ان کے پاؤں صاف کرتا۔ پھر بادشاہ نے ابوسفیان سے کہا آپ جا سکتے ہیں۔ چنانچہ میں افسوس کرتا ہوا ایک ہاتھ دوسرے پر مارتا ہوا اور کہا ستو! اللہ کے بندو! ابن ابی کبشہ۔ رسول اللہ ﷺ — کا یہ رعب تو کمال کو پہنچا کہ روم کے بادشاہ بھی اس سے کانپتے ہیں اور خوف کھاتے ہیں۔

ہرقل کے نام حضور ﷺ کا خط: امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے زہری کی معرفت ایک عیسائی پادری سے جو اس زمانے میں موجود تھا روایت کی ہے کہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا خط لے کر ہرقل کے پاس آئے

بسم الله الرحمن الرحيم من محمد رسول الله الى هرقل عظيم الروم، سلام على من اتبع الهدى،
اما بعد فاسلم تسلم يؤتك الله اجرك مرتين، فان ابيت فان اثم الاكارين عليك.

”محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ہرقل بادشاہ روم کے نام ہدایت کے پیروکار پر سلامتی ہو۔ بعد ازاں اسلام قبول کر سلامت رہے گا۔ خدا تجھے دوہرا اجر دے گا اگر تو نے انکار کیا تو رعایا کا گناہ بھی تمہارے ذمے ہوگا۔“

یہ خط جب اس کے پاس موصول ہوا تو اس نے پڑھ کر اس کو اپنے سینے سے لگا لیا اور ایک رومی کو طلب کیا جو عبرانی میں تحریر پڑھ لیتا تھا اور مکتوب کے مضمون سے مطلع ہو کر اس نے جواب تحریر کیا کہ بلاشبہ آپ وہی نبی ہیں جن کی آمد کا ہم انتظار تھا۔

ہرقل کا اقرار ..... چنانچہ اس نے رومی سلطنت کے ارکان کا اجلاس طلب کیا اور ان کو محل کے ایک بڑے ہال میں جمع کیا اور خوف و خطر کی وجہ سے اپنے بالاخانہ کے اندر سے مخاطب ہوا۔ اے گروہ روم! مجھے احمد ﷺ کا خط موصول ہوا ہے۔ واللہ! وہ وہی نبی ہے جس کا ہم انتظار کرتے تھے، ہماری کتب میں ان کا مجمل حال مذکور ہے۔ ہم ان کو علامات سے پہچانتے ہیں اور ان کی آمد کے عہد مسعود سے جانتے ہیں۔ تم مسلمان ہو جاؤ اور ان کی پیروی کرو تمہاری دنیا اور آخرت سلامت رہے گی۔ تو انہوں نے یک آواز غصے اور نفرت کا اظہار کیا اور ہال سے باہر نکلنے کے لئے دروازوں کی طرف لپکے اور دروازوں کو بند پایا۔ چنانچہ ہرقل نے ان سے خطرہ محسوس کرتے ہوئے کہا ان کو واپس میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ وہ واپس آئے تو اس نے کہا اے قوم روم! میں نے تو یہ بات تمہیں آزمانے کی خاطر کہی تھی، اندازہ لگاؤں کہ تم اپنے دین پر کس قدر پختہ ہو۔ واقعی تمہارے مظاہرے سے میں خوش ہوا ہوں۔ یہ سن کر وہ سارے سجدہ ریز ہو گئے پھر ہال کے دروازے کھول دیئے گئے اور وہ باہر نکل آئے۔

ہرقل کی مجلس کا قصہ ..... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ابوالیمان حکم بن نافع، شعیب، زہری، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے ان کو بتایا کہ ہرقل نے میرے پاس پیغام بھیجا اور میں دوسرے تاجروں کے ساتھ شام میں مقیم تھا ..... اس عرصہ صلح میں جس میں رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان اور قریش سے صلح حدیبیہ کا معاہدہ کیا تھا ..... چنانچہ ہم لوگ اس کے پاس ایلیا میں آئے اور اس نے ہمیں اپنی مجلس میں مدعو کیا اور اس کے گرد و پیش روم کے اشراف و اعیان تشریف فرما تھے۔ اس نے ہمیں اپنے ترجمان کے ذریعہ مخاطب کیا کہ اس شخص کا جو خود کو نبی کہتا ہے کون قریبی رشتہ دار ہے؟

ابوسفیان کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، میں ان کا قریبی رشتہ دار ہوں۔ ہرقل نے کہا، اس کو میرے نزدیک لاؤ اور اس کے ساتھیوں کو اس کے پیچھے بٹھا دو۔

پھر اس نے اپنے ترجمان کے ذریعہ کہا میں اس شخص (ابوسفیان) سے ان (محمد ﷺ) کے بارے میں پوچھتا ہوں اگر یہ غلط بیانی کرے تو اس کی مخالفت کر دینا۔ واللہ اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ وہ لوگ مجھے جھوٹا کہتے رہیں گے تو میں آپ ﷺ کی نسبت جھوٹی باتیں کہہ دیتا۔ پھر ہرقل نے مجھ سے سب سے پہلا یہ سوال پوچھا ان کا نسب تم میں کیسا ہے؟ عرض کیا وہ عالی نسب ہے۔ پھر ہرقل نے پوچھا کیا اس سے پہلے بھی تم سے کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ عرض کیا جی نہیں۔ پھر ہرقل نے پوچھا کیا اس کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ عرض کیا جی نہیں پھر ہرقل نے پوچھا اس کے متبعین اشراف ہیں یا کمزور و ناتواں؟ عرض کیا ان کے تابعدار کمزور اور مسکین لوگ ہیں پھر ہرقل نے پوچھا کیا ان کے تابع داروں میں اضافہ ہوتا ہے یا کمی واقع ہوتی ہے؟ عرض کیا ان میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ پھر ہرقل نے پوچھا کیا تم نے نبوت کے دعویٰ سے پہلے ان کو جھوٹ بولتے پایا؟ عرض کیا جی نہیں پھر ہرقل نے پوچھا کیا وہ عہد شکنی کرتا ہے؟ عرض کیا جی نہیں لیکن اب ہمارا ان سے ایک عرصہ تک صلح کا معاہدہ ہے معلوم نہیں وہ اب کیا کریں۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اس بات کے علاوہ کوئی بات آپ کے خلاف نہ کہہ سکا۔ پھر ہرقل نے پوچھا کیا تم لوگ ان سے جنگ و جدال کرتے ہو؟ عرض کیا جی ہاں۔ پھر ہرقل نے پوچھا تمہاری جنگ ان سے کیسی رہتی ہے؟ عرض کیا جنگ ہمارے درمیان برابر سرابر رہتی ہے، کبھی ہم غالب۔ پھر ہرقل نے پوچھا وہ تمہیں کیا کہتے ہیں؟ عرض کیا وہ کہتے ہیں کہ ایک اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ، اپنے آباؤ اجداد کے معبودان چھوڑ دو۔ وہ ہمیں نماز پڑھنے، سچ بولنے، پاکدامن رہنے اور صلہ رحمی کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔

ہرقل کی حمایت ..... ہرقل نے اپنے ترجمان کے ذریعہ کہا کہ اس کو بتاؤ میں نے ان کے خاندان کے بارے میں پوچھا اور تم نے جواب دیا وہ عالی نسب ہیں۔ سو ایسے رسول اسی طرح عالی خاندان میں مبعوث ہوتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کیا تم سے کسی نے ان سے پہلے نبوت کا دعویٰ کیا تھا تم نے انکار میں جواب دیا، میں نے دل میں کہا اگر کوئی ان سے پہلے نبوت کا دعویدار ہوتا تو میں یوں کہوں گا کہ اس نے اپنے سے پہلے کی بات کو اپنے لئے نمونہ بنا لیا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کیا اس کے خاندان میں کوئی بادشاہ گزرا ہے تم نے نفی میں جواب دیا اگر ان کے آبا میں کوئی بادشاہ ہوتا تو میں کہتا کہ ایک آدمی ہے جو اپنے آبائی حکومت کا طلب گار ہے۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ نبوت کے اعلان سے پہلے تم ان پر جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے تم نے انکار کیا تو میں بخوبی جانتا ہوں کہ ایسا ناممکن ہے کہ وہ لوگوں پر تہمت نہ لگائے اور اللہ پر جھوٹ اور غلط بیانی سے کام لے۔

میں نے پوچھا تھا کہ اشراف اور سرمایہ دار اس کے متبعین ہیں یا کمزور؟ تو تم نے بتایا کہ کمزور لوگ اس کے متبعین ہیں اور یہی لوگ انبیاء کے پیرو ہوتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ ان میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے یا کمی ہو رہی ہے تم نے بتایا کہ ان میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور یہی ایمان کی کیفیت ہے یہاں تک کہ کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کوئی مسلمان دین میں داخل ہونے کے بعد دین سے ناراض ہو کر مرتد بھی ہو جاتا ہے؟ تم نے نفی میں جواب دیا اور ایمان کا حال یہی ہوتا ہے کہ جب اس کی بشاشت اور حلاوت دل میں اتر جائے۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کیا وہ بدعہدی کرتے ہیں تم نے نفی میں جواب دیا اور یہ بات ہے کہ اسی طرح انبیاء علیہم السلام عہد شکنی نہیں کرتے اور میں نے پوچھا تھا وہ کس بات کی تلقین کرتے ہیں تم نے بتایا کہ وہ اللہ کی عبادت کی تاکید کرتے ہیں اور شرک سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں، بت پرستی سے روکتے ہیں اور نماز پڑھنے کا حکم دیتے ہیں، سچ بولنے اور پاکدامنی کی تاکید کرتے ہیں۔

تم نے جو کچھ بتایا اگر وہ درست ہے تو وہ عنقریب میرے ان دونوں پاؤں کے مقام پر بھی قابض ہو جائیں گے۔ مجھے معلوم تھا کہ ان کا ظہور ہونے والا ہے مگر یہ معلوم نہ تھا کہ وہ تم میں سے ہوں گے اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میں ان کی خدمت میں پہنچ جاؤں تو میں ضرور ملاقات کا اہتمام کرتا اگر میں ان کے پاس ہوتا تو ان کے پاؤں دھوتا۔ پھر ہرقل نے رسول اللہ ﷺ کا وہ مکتوب گرامی منگوایا جو حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی معرفت "عظیم بصریٰ" کے پاس بھیجا گیا تھا، اس نے یہ مکتوب ہرقل کے حوالے کیا اس میں تحریر تھا

> بسم الله الرحمن الرحیم من محمد بن عبدالله ورسوله الی هرقل عظیم الروم سلام علی من اتبع الهدی اما بعد! فانی ادعوک بدعایة الاسلام اسلم تسلم یؤتک الله اجرک مرتین، فان تولیت فان علیک اثم الاریسیین. یااهل الکتاب تعالوا الی کلمة الی قوله اشهدوا بانا مسلمون
>
> "بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد بن عبداللہ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہرقل عظیم روم کے نام۔ اس پر سلامتی ہو جو ہدایت کا پیرو ہے اما بعد! میں تمہیں اسلام کی دعوت کی طرف بلاتا ہوں مسلمان ہو جا سلامت رہے گا۔ اللہ تعالیٰ تجھے اجر دے گا اگر منہ موڑا تو رعایا کا گناہ بھی تیرے سر ہوگا۔ اے اہل کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ کوئی کسی کو اللہ کو چھوڑ کر خدا نہ بنائے اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو کہ تم لوگ گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں"

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا بیان حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہرقل اپنی بات چیت اور خط پڑھنے سے فارغ ہوا تو بہت شور و غل ہوا کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی اور ہمیں باہر نکال دیا گیا۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ ابن ابی کبشہ اور محمد ﷺ کا دین چمک گیا ہے اور شاہ روم اس سے خوفزدہ ہے۔ اور مجھے یقین ہو گیا کہ وہ غالب آ جائے گا اور آخر کار اللہ تعالیٰ نے مجھے دین سے مشرف کر دیا۔

حاکم ایلیا کا بیان ابن ناطور جو ایلیا کا حاکم اور عیسائیوں کے پادری کا کہنا ہے کہ جب ہرقل ایلیا میں آیا تو ایک دن صبح کو اس کی طبیعت خراب تھی تو بعض حاضرین نے کہا کہ آپ کی طبیعت خراب معلوم ہوتی ہے (ہرقل نجومی تھا اور ماہر ستارہ شناس تھا) تو اس نے کہا جب میں نے ستاروں کو دیکھا تو معلوم ہوا ہے کہ ختنہ کرنے والوں کا بادشاہ غالب آ گیا ہے۔ دیکھو ان لوگوں میں سے کون لوگ ختنہ کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا یہود کے علاوہ کوئی ختنہ نہیں کرتا اور آپ کو ان کی طرف سے کوئی اندیشہ نہیں۔ ملک کے بڑے بڑے شہروں میں احکام بھیج دیں کہ سب یہود کو موت کے گھاٹ اتار دیں۔

وہ لوگ اسی تدبیر اور غور و فکر میں تھے کہ ہرقل کے پاس ایک آدمی لایا گیا (جس کو شاہ غسان نے بھیجا تھا) اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بتاتا تھا جب ہرقل نے اس سے معلوم کر لیا تو اس نے کہا اس کو تنہائی میں لے جاؤ معلوم کرو کہ اس کا ختنہ ہوا ہے یا نہیں؟ انہوں نے معلوم کرنے کے بعد بتایا کہ اس کا ختنہ ہوا ہے اور اس سے عرب کے بارے میں پوچھا اس نے کہا عرب لوگ ختنہ کرتے ہیں۔ یہ معلوم کر کے ہرقل نے کہا اس قوم کا بادشاہ ظاہر ہوا ہے۔

ایک اور نجومی کی حماقت: ... پھر ہرقل نے رومیہ میں اپنے ایک دوست کو جو علم نجوم میں اس کا ساتھی تھا یہ معاملہ لکھا اور خود حمص چلا گیا اور ظہور کے بعد اس کو اپنے دوست کا خط موصول ہوا جو نبی کے ظہور کے بارے میں اس کی تائید کرتا تھا۔ اس کے بعد ہرقل نے روم کے معززین کو حمص کے عظیم محل میں اکٹھا کیا اور جب وہ داخل ہو گئے تو سب دروازے بند کر دیئے اور ہرقل نے اپنے بالا خانے سے نمودار ہو کر خطاب فرمایا: اے قوم روم! کیا فلاح، بھلائی اور رشد و ہدایت کے تم خواہش مند ہو اور تمہاری خواہش ہے کہ تمہارا ملک باقی رہے تو پھر اس "نبی" کی اتباع کرو۔ یہ سن کر وہ نفرت سے جنگلی گدھوں کی طرح دروازوں کی طرف دوڑے۔ جا کر دروازوں کو بند پایا۔

ہرقل کی تدبیر: جب ہرقل نے ان کی نفرت و ناپسندیدگی کا منظر دیکھا اور ان کے مسلمان ہونے سے مایوس ہو گیا تو اس نے کہا ان کو میرے پاس واپس لاؤ تو اس نے کہا میں نے تو یہ بات تمہارے دین پر استقامت اور مضبوطی معلوم کرنے کے لئے کہی تھی اور اب میں نے اندازہ کر لیا۔ چنانچہ وہ لوگ یہ سن کر سجدہ میں گر گئے اور اس سے خوش ہو گئے اور یہ ہرقل کی آخری حالت تھی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شعیب کے علاوہ اس روایت کو زہری رحمۃ اللہ علیہ سے صالح بن کیسان، یونس اور معمر نے بھی نقل کیا ہے۔ اس روایت کو امام بخاری نے متعدد مقامات پر درج کیا ہے اور ابن ماجہ کے بغیر سب اصحاب کتب نے اس کو مختلف طرق سے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے اور ہم نے صحیح بخاری کی اپنی شرح میں اس حدیث پر مفصل بحث کی ہے اور بہت سے فوائد و نکات بیان کئے ہیں۔ وللہ الحمد والمنۃ

ابو سفیان ایلیاء میں: ... ابن لہیعہ نے ابو الاسود سے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ چند قریشی تاجروں کے ساتھ شام کی جانب روانہ ہوئے تو ہرقل کو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اطلاع مل چکی تھی اور ہرقل کی خواہش تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں معلومات حاصل کرے۔ اس لئے اس نے شام میں اپنے نائب اور گورنر کو پیغام بھیجا کہ میرے پاس عرب لوگ بھیجو کہ وہ ان سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں پوچھے۔ چنانچہ اس نے تیس آدمیوں کا ایک قافلہ روانہ کر دیا جن میں ابو سفیان رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ وہ اس کے پاس چلے گئے۔ جب وہ پہنچے تو ہرقل نے ان کو بتایا کہ میں نے آپ کو یہ تکلیف اس لئے دی ہے کہ آپ مجھے ان کے بارے میں بتائیں جو مکہ میں ہیں ان کا کیا حال ہے؟

انہوں نے کہا وہ کاہن ہے، جادوگر ہے، جھوٹا ہے، نبی نہیں ہے۔ یہ سن کر اس نے پوچھا کہ تم میں سے سب سے زیادہ ان کا کون واقف اور قریبی رشتہ دار ہے؟ انہوں نے کہا ابو سفیان رضی اللہ عنہ جو ان کا چچازاد ہے اور ان سے برسرپیکار ہے۔ اس کے بعد ان سب کو نکال دیا گیا اور ابو سفیان رضی اللہ عنہ کو بٹھا کر ہرقل نے اس سے پوچھا جناب ابو سفیان رضی اللہ عنہ بتائیے تو اس نے کہا وہ ساحر، جادوگر اور جھوٹا ہے۔ یہ سن کر ہرقل نے کہا میں ان کے بارے میں سب و شتم اور گالی گلوچ نہیں پوچھ رہا، میں تو ان کے نسب کے بارے میں پوچھ رہا ہوں تو اس نے کہا: واللہ وہ خالص قریشی ہے۔ پھر پوچھا ان کی عقل و دانش کے متعلق کیا خیال ہے؟ بتایا ان کے عقل و دانش میں کوئی خرابی نہیں۔ تو ہرقل نے پوچھا کیا وہ قسم توڑنے والا، جھوٹا اور مکار ہے؟ تو ابو سفیان نے کہا واللہ! وہ ایسا نہیں۔

ہرقل نے کہا شاید وہ اپنے آباء کی سلطنت کا طالب ہو تو ابو سفیان نے کہا وہ ملک نہیں۔ پھر ہرقل نے پوچھا تم میں سے کیسے لوگ اس کے پیروکار ہیں؟ کیا ان میں سے کوئی پھر بھی جاتا ہے؟ تو ابو سفیان نے کہا کوئی نہیں۔ ہرقل نے پوچھا جب معاہدہ کرتے ہیں تو عہد شکنی کرتے ہیں؟ تو ابو سفیان نے کہا کہ نہیں مگر اب ان سے ایک معاہدہ ہوا ہے شاید وہ بدعہدی کرے۔ ہرقل نے پوچھا کیا اس معاہدہ سے کیا خطرہ ہے؟ اس نے بتایا کہ میری قوم نے اپنے حلیفوں کی (آپ ﷺ کے مدینہ میں ہونے کے باوجود) ان کے حلیفوں کے خلاف مدد کی ہے۔ یہ سن کر ہرقل نے کہا اگر تمہاری طرف سے ابتدا ہے تو تم بدعہد ہو۔ یہ سن کر ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے غصہ ہو کر کہا صرف "ایک" دفعہ وہ جنگ بدر میں غالب آئے، میں اس میں موجود نہ تھا۔ بعد ازاں ہم نے ان سے ان کے علاقہ میں دو جنگیں کیں، ہم نے ان کے پیٹ چاک کئے اور ان کے جسم کے اعضاء کاٹے۔ یہ سن کر ہرقل نے پوچھا تم ان کو جھوٹا سمجھتے ہو یا سچا؟ اس نے کہا وہ جھوٹا ہے۔ پھر ہرقل نے کہا اگر وہ تمہارے اندر نبی مبعوث ہے تو ان کو قتل نہ کرو۔ ایسا کام تو یہود کی عادت ہے۔

پھر ابو سفیان رضی اللہ عنہ اس مجلس سے چلے آئے۔

اس بیان میں کچھ غرابت ہے نیز اس میں وہ فوائد ہیں جو ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی نہیں اور موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ بن عقبہ نے بھی اپنے مغازی میں یہ قصہ عروہ بن زبیر کے طریقے کے مطابق بیان کیا ہے واللہ اعلم۔

ضغاطر پادری کا ایمان لانا اور اس کی شہادت ...... ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں (ابن حمید از سلمہ از ابن اسحاق از بعض اہل علم) روایت کی ہے کہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی لے کر ہرقل کے پاس آئے تو ہرقل نے کہا واللہ! مجھے معلوم ہے کہ محمد ﷺ نبی مرسل ہیں، آپ ﷺ وہی ہیں جن کے ہم منتظر تھے اور ان کی نشانیاں کتاب میں موجود پاتے ہیں لیکن مجھے روم سے اپنی جان کا خطرہ لاحق ہے، اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا تو میں آپ ﷺ کی پیروی کر لیتا۔ تم ضغاطر پادری کے پاس جاؤ اور اس سے اپنے "صاحب" کا تذکرہ کرو، وہ رومیوں میں اہل روم کی نظر میں مجھ سے بڑا ہے اور اس کی بات میری بات سے زیادہ مقبول ہے۔ چنانچہ دیکھو وہ کیا جواب دیتا ہے۔

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے آکر ضغاطر پادری کو یہ سب کچھ بتایا تو اس نے کہا واللہ! آپ کا "صاحب" نبی مرسل ہے۔ ہم ان کو ان کی صفات کی وجہ سے پہچانتے ہیں اور اپنی کتاب میں ان کا اسم گرامی لکھا ہوا پاتے ہیں۔ پھر وہ اٹھ کر اپنے کمرے کے اندر گیا، سیاہ لباس اتار کر سفید لباس پہنا اور عصا پکڑ کر رومیوں کے سامنے کنیسہ میں آکر کہنے لگا اے رومیو! ہمارے پاس احمد ﷺ کا خط آیا ہے، وہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے دین کی جانب بلاتے ہیں اور میں تو شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور احمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

یہ سن کر وہ اس پر ایک ساتھ ٹوٹ پڑے اور اس کو اتنا مارا کہ وہ شہید ہو گیا۔ پھر حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ نے آکر یہ ماجرا ہرقل کو سنایا تو اس نے کہا میں نے آپ کو بتایا تھا کہ مجھے اپنی جان کا خطرہ لاحق ہے۔ واللہ! ضغاطر ان کے نزدیک بڑا عالم تھا اور میری بات سے اس کی بات زیادہ موثر تھی۔

ہرقل مسلمان تھا مگر ..... طبرانی (یحییٰ بن سلمہ بن کہیل، سلمہ بن کہیل، عبداللہ بن شداد) حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے قیصر روم کی جانب اپنا خط دے کر روانہ کیا۔ میں نے وہاں پہنچ کر عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے قاصد کو اندر آنے کی اجازت دو، چنانچہ قیصر کا دربان باہر آیا اور اس کو بتایا گیا کہ دروازے پر ایک آدمی ملاقات کا منتظر ہے وہ خود کو رسول اللہ ﷺ کا قاصد بتاتا ہے۔ یہ سن کر وہ گھبرا گیا اور مجھے اندر آنے کی اجازت دی۔ میں اس کے پاس اندر آیا تو وہاں اس کے سامنے پادری بھی موجود تھے۔ میں نے خط اس کے حوالے کیا اس میں تحریر تھا (بسم اللہ الرحمن الرحیم، من جانب محمد، بنام قیصر صاحب روم) یہ سن کر ہرقل کا بھتیجا (جو سرخ فام نیلگوں آنکھوں والا، گھنگریالے بالوں والا تھا) کہا آج آپ اس خط کو نہ پڑھیں کیونکہ اس نے خط کو اپنے نام سے آغاز کیا ہے اور اس نے "ملک الروم" لکھنے کے بجائے "صاحب روم" لکھا ہے۔

اس کے بعد وہ خط پڑھ کر سنایا گیا۔ پھر اس نے حاضرین کو باہر چلے جانے کو کہا۔ وہ باہر چلے گئے تو اس نے مجھے بلایا اور میں نے اس کے سوال کا جواب دیا۔ پھر اس نے پادری کو بلوایا جو سب کا امام تھا، جب وہ اندر آیا اور اس نے خط پڑھ کر کہا واللہ! محمد ﷺ وہی نبی ہیں جن کی آمد کی بشارت موسیٰ اور عیسیٰ نے دی تھی اور ہم ان کے منتظر تھے۔ یہ سن کر قیصر نے پوچھا کیا حکم ہے؟ تو پادری نے کہا میں تو ان کا تابع دار اور پیروکار ہوں۔ تو قیصر نے کہا میں بھی یہی سمجھتا ہوں وہ نبی ہیں لیکن مجھ میں ایمان کے اظہار کی طاقت نہیں۔ اگر میں اعلانیہ مسلمان ہو جاؤں تو ملک میرے ہاتھ سے چلا جائے گا اور رومی مجھے ہلاک کر دیں گے۔

ملک اور کثرت پر غرور ..... محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے خالد بن یسار سے ایک آدمی کی معرفت قدیم عالم سے نقل کیا ہے کہ ہرقل کو جب نبی علیہ السلام کی بعثت کی اطلاع پہنچی تو اس نے شام کو ترک کر کے قسطنطنیہ منتقل ہونے کا ارادہ کیا تو اہل روم کو جمع کر کے خطاب کیا اے قوم! میں تمہارے سامنے چند امور پیش کرتا ہوں تم ان میں غور و فکر کرو، پوچھا وہ کیا ہیں؟

اس نے کہا تم جانتے ہو واللہ! یہ (محمد ﷺ) نبی اور رسول ہیں۔ ہم ان کو ان کی علامات سے پہچانتے ہیں جو ہماری کتاب میں موجود ہیں۔ آؤ ہم ان کی پیروی کریں ہماری دنیا اور آخرت سنور جائے گی۔ یہ سن کر انہوں نے کہا ہم عرب کے ماتحت ہوں گے حالانکہ ہم ان لوگوں سے زیادہ

ملک عظیم، ہماری تعداد زیادہ اور ہمارا شہر وسیع اور مضبوط ہے۔ یہ سن کر اس نے کہا: آؤ! ہم ان کو سالانہ جزیہ ادا کریں۔ اس کے ذریعہ ہم ان کی شان و شوکت کو بجھا دیں گے اور ان کے ساتھ برسر پیکار ہونے سے محفوظ رہیں گے۔

یہ تجویز سن کر انہوں نے جواب دیا کہ ہم عرب کو جزیہ ادا کر کے ذلت و حقارت سے دوچار ہوں، حالانکہ ہم ان سے تعداد میں زیادہ، ملک و سلطنت میں بڑے، علاوہ ازیں ہمارا شہر بھی بہت زیادہ محفوظ و مامون ہیں، لہٰذا ہم یہ تجویز ہرگز قبول نہیں کریں گے۔

مصالحت:۔۔۔ اس کے بعد اس نے کہا: آؤ ہم ان سے مصالحت کر لیں، سلطنت سوریا ان کو دے دیں اور ارض شام کو چھوڑ دیں۔ فلسطین، اردن، دمشق، حمص اور درب سے ادھر کا علاقہ سوریہ کہلاتا ہے۔۔۔ اور درب سے ادھر کا علاقہ شام کہلاتا ہے۔ یہ تجویز سن کر انہوں نے جواب دیا کہ ہم ان کو سوریہ کا علاقہ دے دیں حالانکہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ ارض سوریہ شام ہی کا علاقہ ہے۔ واللہ ہم یہ تجویز قبول نہیں کریں گے۔ جب یہ تمام تجاویز انہوں نے رد کر دیں تو اس نے کہا: واللہ! تم اپنے شہر میں ان سے محفوظ رہنے کو کامیابی سمجھتے ہو، پھر وہ اپنے خچر پر سوار ہو کر روانہ ہو گیا۔ درب پر پہنچ کر ارض شام کی جانب متوجہ ہو کر الوداعی سلام کہا: السلام علیک یا ارض سوریہ تسلیم الوداع۔ پھر اس نے سواری کو ایڑ لگائی اور قسطنطنیہ میں داخل ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

آنحضور ﷺ کا نامہ مبارک، شام میں عیسائیوں کے شاہِ عرب کے نام:۔۔۔۔۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے شجاع رضی اللہ عنہ بن وہب کو جو بنی اسد بن خزیمہ کے حلیف تھے، منذر بن حارث بن ابی شمر غسانی دمشق کے حاکم کے نام خط دے کر بھیجا۔ ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ بھی منذر کہتے ہیں جو اس کے باپ کا نام ہے۔ بقول واقدی آپ نے اس کو یہ مکتوب دیا۔

> سلام علی من اتبع الهدی و آمن به و ادعوک الی ان تؤمن بالله وحده لا شریک له یبقی لک ملکک.
>
> ”سلام ہے اس شخص پر جو ہدایت کی پیروی کرے اور اس پر ایمان لائے اور میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لا شریک پر ایمان لاؤ تمہاری بادشاہت تمہارے لئے باقی رہے گی۔“

حضرت شجاع رضی اللہ عنہ بن وہب نے اس کو خط پڑھ کر سنایا تو اس نے کہا میرا ملک مجھ سے کون چھین سکتا ہے؟ میں خود اس کی طرف پیش قدمی کرنے والا ہوں۔

کسریٰ کی گستاخی اور حضور ﷺ کی بد دعا:۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (لیث، یونس، زہری، عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا خط ایک آدمی کے ہاتھ کسریٰ کی طرف روانہ کیا اور اس کو حکم دیا کہ وہ بحرین کے حاکم کے حوالے کرے۔ حاکم نے کسریٰ کے حوالے کر دیا۔ کسریٰ نے اس نامہ مبارک کو پڑھ کر غصے سے پھاڑ دیا۔ ابن مسیب کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے بد دعا فرمائی کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں۔

اے لوگو! مجھ سے اختلاف نہ کرنا:۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ بن وہب (یونس، زہری) عبدالرحمن بن عبد القاری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز حمد و ثنا کے بعد برسرِ منبر فرمایا: میں تم میں سے بعض کو عجم کے بادشاہوں کی جانب بھیجنا چاہتا ہوں۔ تم مجھ سے ایسا اختلاف نہ کرنا جیسا بنی اسرائیل نے عیسیٰ علیہ السلام سے اختلاف کیا تھا۔ تو مہاجرین نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ سے کبھی اختلاف نہ کریں گے، آپ ہمیں بھیجیے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے شجاع رضی اللہ عنہ بن وہب کو کسریٰ کی جانب بھیجا۔ کسریٰ نے اپنے ایوان کو سجانے کا حکم دیا، پھر اس نے فارس کے معزز لوگوں کو بلانے کے بعد حضرت شجاع رضی اللہ عنہ بن وہب کو بلایا، وہ تشریف لائے تو کسریٰ نے حکم دیا کہ ان سے رسول اللہ ﷺ کا خط وصول کر لیا جائے۔ یہ سن کر حضرت شجاع رضی اللہ عنہ اسدی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق یہ خط میں خود براہِ راست آپ کے سپرد کروں گا۔ تو کسریٰ نے کہا: آگے تشریف لائیے۔ آپ نے آگے بڑھ کر خط اس کے حوالے کر دیا۔ پھر اس نے اپنے کاتب کو بلایا جو حیرہ کا باشندہ تھا، اس نے نامہ

مبارک پڑھنا شروع کیا تو کسریٰ کا چہرہ جو خوشنما تھا مگر اس سے غیظ و غضب ٹپکنے لگا۔ تب محمد بن عبید اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے کسریٰ کے لئے بددعا فرمائی۔

نسائی میں مرفوعاً روایت ہے کہ جب کسریٰ نے نامہ مبارک پڑھا تو غضبناک ہو کر پھاڑ دیا اور خط کو پرزے پرزے کر دیا جس سے پہلے ہی پھاڑ ڈالا اور حضرت شجاع بن وہب اسدی رضی اللہ عنہ کو دربار سے نکل جانے کا حکم دیا۔ حضرت شجاع اسدی رضی اللہ عنہ نے سواری پر سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔ کسریٰ نے کچھ وقت کے بعد کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی بھیجنے والا کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا وہ دربار سے نکل گئے ہیں۔ جب کسریٰ کا غصہ دور ہوا تو اس نے حضرت شجاع اسدی رضی اللہ عنہ کو دوبارہ دربار میں طلب کیا لیکن تلاش کے بعد بھی نہ مل سکے چنانچہ ان کو حیرہ تک تلاش کیا گیا مگر وہ آگے نکل گئے تھے۔ حضرت شجاع اسدی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوری کارروائی آپ ﷺ کو سنا دی تو رسول اللہ ﷺ نے پیش گوئی فرمائی کہ کسریٰ نے اپنے ملک کو ریزہ ریزہ کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ ..... محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن ابی بکر زہری عن عروہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن حذافہ کے ہاتھ نامہ مبارک دے کر کسریٰ کی جانب بھیجا تو اس نے نامہ مبارک پڑھ کر پھاڑ ڈالا تو رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس نے اپنی حکومت پھاڑ دی ہے۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے (محمد بن حمید سلمہ ابن اسحاق) یزید بن ابی حبیب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی لے کر کسریٰ شاہ فارس کی جانب بھیجے گئے۔

> بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی کسری عظیم فارس سلام علی من اتبع الھدی، وآمن
> باللہ ورسولہ وشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ، وادعوک
> بدعاء اللہ فانی انا رسول اللہ الی الناس کافۃ لانذر من کان حیا ویحق القول علی الکافرین، فان
> تسلم تسلم وان ابیت فان اثم المجوس علیک۔

حضور ﷺ کا مکتوب گرامی ..... "بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد رسول اللہ کی جانب سے کسریٰ عظیم فارس کی جانب۔ اس شخص پر سلام ہے جو ہدایت کا پیروکار ہے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے اور شہادت دیتا ہے کہ اللہ وحدہ لا شریک کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اس کا بندہ اور رسول ہے اس کا اقرار کرتا ہے۔

"میں تمہیں اللہ کے دین کی جانب دعوت دیتا ہوں کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں تمام لوگوں کی طرف تاکہ میں زندوں کو خوف دلاؤں اور منکروں پر حق بات ثابت ہو جائے اگر مسلمان ہو جاؤ تو سلامت رہو گے اگر انکار کیا تو مجوس کا گناہ بھی تم پر ہوگا۔"

کسریٰ کا اپنے گورنر کو حکم ..... نامہ مبارک کسریٰ نے پڑھ کر پھاڑ دیا اور کہا میرا غلام ہو کر مجھے ایسی بات تحریر لکھتا ہے۔ پھر کسریٰ نے یمن میں اپنے نائب باذام کو لکھا کہ "اس آدمی" کی طرف حجاز میں دو بہادر آدمی بھیج دو جو "اس آدمی" کو میرے سامنے پیش کریں۔ چنانچہ باذام نے اپنے کاتب اور قہرمان بابویہ کے ساتھ ایک فارسی خرخسرہ کو روانہ کیا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف ایک خط ان کے ہمراہ دیا کہ آپ ان دو کے ساتھ کسریٰ کے پاس حاضر ہوں۔ باذام نے بابویہ کو کہا "اس آدمی" کے پاس جاؤ اس سے بات کر کے آؤ کہ کیسی صورت حال ہے با خبر کرو۔ چنانچہ وہ دونوں طائف پہنچے اور وہاں کی قریش سے آپ ﷺ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ آپ علیہ السلام مدینہ میں ہیں۔ ان کو دیکھ کر طائف والے اور قریش بہت خوش اور مسرور ہوئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے مبارک ہو شہنشاہ کسریٰ "ان" کے مقابلہ میں آ گیا ہے اور اب تم کو "ان" کے بارے میں کوئی پریشانی نہ ہوگی۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بابویہ نے آپ ﷺ سے ہمکلام ہو کر کہا شہنشاہ کسریٰ نے یمن کے حاکم باذام کی طرف ایک حکم نامہ بھیجا ہے کہ وہ آپ ﷺ کی طرف کسی شخص کو بھیج کر آپ کو لے کر حاضر ہو اور مجھے بھیجا ہے کہ آپ ﷺ میرے ساتھ روانہ ہو جائیں اگر آپ ﷺ نے اس حکم کی تعمیل کی تو باذام آپ کے بارے میں سفارشی خط لکھ دے گا جو آپ ﷺ کے لئے فائدہ مند ہوگا اگر آپ نے تعمیل نہ کی تو پھر آپ کو معلوم ہی ہے۔ جبکہ وہ آپ کو آپ کی قوم سمیت ہلاک کر دے گا اور آپ کے ملک کو برباد کر دے گا۔

بغیر داڑھی مونچھوں والوں کو دیکھنے سے کراہیت ...... جب کسریٰ کے یہ دونوں قاصد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے وہ دونوں داڑھی مونچھ منڈے (کلین شیو) ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کو دیکھنا پسند نہ فرمایا (ویلکما من امر کما بھذا) افسوس! تمہیں اس کی بابت بنانے کا کس نے حکم دیا ہے؟ انہوں نے کہا ہمارے رب کسریٰ نے یہ حکم دیا ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا لیکن مجھے تو میرے رب نے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں تراشنے کا حکم دیا ہے۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا جاؤ کل آنا۔

کسریٰ کی اس کے بیٹے کے ہاتھوں موت ...... رسول اللہ ﷺ کو بذریعہ وحی معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے کسریٰ پر اس کے بیٹے شیرویہ کو مسلط کر دیا ہے اور بیٹے نے باپ کو فلاں رات فلاں وقت قتل کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے ان قاصدوں کو بلایا اور ان کو یہ بات بتائی۔ یہ سن کر انہوں نے کہا ہوش میں تو ہو؟ کیا کہہ رہے ہو ہم تو اس سے بھی معمولی بات کو آپ کے خلاف قابل سزا سمجھتے ہیں؟ کیا ہم آپ کی یہ بات لکھ دیں اور بادشاہ کو اس بات سے آگاہ کر دیں؟ تب آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں لکھ دو اور اس کو بتا دو کہ میرا دین اور میری حکومت کسریٰ کی تمام حکومت پر پھیل جائے گی اور اونٹ اور گھوڑے کے قدم پہنچنے کی جگہ تک پہنچ جائے گی اور اس کو کہہ دو اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو جو تمہارے زیر انتظام ہے وہ تمہارے حوالے کر دوں گا اور تمہاری قوم کا تمہیں بادشاہ بنا دوں گا۔ پھر آپ ﷺ نے خرخسرہ کو ایک کمربند دیا جو سونے چاندی سے مرصع تھا یہ تحفہ آپ کو کسی بادشاہ نے بطور تحفہ دیا تھا۔

وہ واقعی نبی اور رسول ہے ...... چنانچہ وہ باذان کے پاس آئے اور اس کو سارا ماجرا کہہ سنایا تو اس نے یہ سن کر یہ تبصرہ کیا کہ یہ کلام کسی بادشاہ کا نہیں اور میں اس کو نبی کا کلام ہی سمجھتا ہوں اور جو کچھ انہوں نے کہا ہے ہم ضرور دیکھیں گے۔ اگر یہ بات سچ ہوئی تو وہ واقعی نبی اور رسول ہے اگر وہ بات سچ نہ ہوئی تو ہم اس کے بارے میں کوئی اور فیصلہ کریں گے۔

شیرویہ کا خط ...... کچھ دن بعد باذان کو شیرویہ کا خط موصول ہوا کہ میں نے کسریٰ کو قتل کر دیا ہے اور میں نے یہ اقدام اہل فارس کی حفاظت کے لئے اٹھایا ہے کیونکہ اس نے ملک کے شرفاء کو قتل کرنے اور خون بہانے کو صحیح سمجھا تھا۔ جب آپ کو میرا خط ملے تو فوراً میرے لئے اپنے ماتحت لوگوں سے اطاعت کی بیعت لے لو اور جس شخص کے بارے میں کسریٰ نے آپ کو لکھا تھا اس کو میرے حکم تک مشتعل نہ کرنا۔

باذان کا مسلمان ہونا ...... جب یہ خط باذان کو موصول ہوا تو اس نے کہا "وہ آدمی اللہ کا رسول ہے"۔ چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا اور یمن کے جو ابنائے فارس تھے سب مسلمان ہو گئے اور خرخسرہ نے باذان کو بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی کو ہیبت والا نہیں پایا۔ باذان نے پوچھا ان کے ساتھ پولیس تھی؟ بتایا نہیں تھی۔

خسرو پرویز کے قتل کی تاریخ ...... بقول امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ طلوع فجر سے پہلے منگل کی رات دس جمادی الاخریٰ ۷ھ کو کسریٰ خسرو پرویز اپنے بیٹے شیرویہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ بقول امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ بعض اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم کے مہینے میں قتل ہوا تھا:

قتلوا ابیهم کسری محرما

کسی نے کہا:

قتلوا کسری بلیل محرما
فتولی لم یمتع بکفن
وکسری اذ تقسمه بنوه
باسیاف کما اقتسم اللحام
تمخضت المنون له بیوم
انی ولکل حاملة تمام

"اور کسریٰ کے جسم کو جب اس کے بیٹوں نے قصاب کی طرح تلواروں سے تقسیم کر لیا۔"

عورت بحیثیت سربراہ..... حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (حماد بن سلمہ، حمید، حسن) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک ایرانی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب نے آج رات تیرے رب کو قتل کر دیا ہے اور نبی علیہ السلام کو بتایا گیا کہ اس نے اپنی بیٹی کو اپنا جانشین نامزد کر دیا آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ قوم ہرگز فلاح نہیں پا سکتی جس کی سربراہ عورت ہو۔ اور حدیث دحیہ رضی اللہ عنہ میں بھی مروی ہے جب کہ وہ قیصر کے پاس سے واپس آیا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کسریٰ کے گورنر کو دیکھا کسریٰ نے صنعاء کے گورنر کو دھمکی آمیز لہجے میں کہا بھیجا کیا تو مجھے "اس آدمی" سے کفایت نہ کرے گا جو تیرے علاقے سے نکلا ہے مجھے اپنے دین کی جانب بلاتا ہے تم یہ کام انجام دو گے یا میں تجھے اس کی پاداش میں سزا دوں گا۔ چنانچہ حاکم صنعاء نے آپ ﷺ کی طرف نمائندے بھیجے اور آپ علیہ السلام نے ان کے نمائندوں کو بتایا کہ اسے مطلع کر دو کہ میرے رب نے اس کے رب کو آج رات قتل کر دیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے پیشین گوئی کو درست پایا۔ داؤد ابن ابی ہند کی معرفت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

سعد رضی اللہ عنہ کسریٰ کی ہلاکت کی خبر لے کر آئے..... حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابوبکر عیاش، داؤد بن ابی ہند، ابو حرب) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی جانب آ رہے تھے آپ ﷺ نے سعد کو دیکھ کر فرمایا سعد رضی اللہ عنہ کے چہرے مہرے سے ایک خبر ظاہر ہو رہی ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول! کسریٰ ہلاک ہو گیا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا اللہ کسریٰ پر لعنت کرے وہ فارس اور عرب کے حکمرانوں میں سب سے اول ہلاک ہوا۔ بقول ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہ رسول اللہ ﷺ نے جب باذام کے نمائندوں کو کسریٰ کے ہلاک ہونے کی پیشین گوئی فرمائی، اور رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی کے خبر دینے کے انداز کے مطابق امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بیان کیا ہے۔

عصا اور لاٹھی..... حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کئی اسناد سے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ مجھے ابو سلمہ بن عبدالرحمان بن عوف نے بتایا کہ ان سے معلوم ہوا ہے کہ کسریٰ اپنے محل کے بند حصے میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے لیے ایک شخص اسلام کی دعوت دینے والا بھیجا گیا جو اس کو اسلام کی دعوت دے، اچانک کسریٰ کو ایک آدمی ہاتھ میں عصا لیے چلتا ہوا نظر آیا اس نے کہا کسریٰ کیا تو میرے اس عصا کو اپنے سر پر مار کر توڑنے سے پہلے مسلمان ہو جائے گا؟ یہ سن کر کسریٰ نے کہا ہاں ہاں، اس کو میرے سر پر نہ توڑیئے وہ شخص چلا گیا تو کسریٰ نے اپنے دربانوں کو بلا کر پوچھا کس نے اجازت دی تھی۔ سب نے کہا کوئی شخص نہیں آیا تو اس نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو دربانوں کو خوب ڈانٹا پلایا اور معاف کر دیا۔ سال بعد وہی آدمی ہاتھ میں عصا لیے ہوئے آیا اور اس نے کہا کیا تجھے اسلام قبول کرنے میں رغبت ہے ورنہ میں اس کو تیرے سر پر مار کر توڑ دوں اس نے کہا نہیں ایسا نہ کرو "میرے سر پر" مت توڑیئے۔ جب وہ واپس چلا گیا تو اس نے اپنے دربانوں کو بلا کر ڈانٹا۔

عصا مار کر کسریٰ کو قتل کر دیا..... پہلے کی طرح آئندہ سال پھر وہ آدمی آیا اور اس کے پاس عصا تھا اس نے پچھلی بار کی طرح کسریٰ کو خطاب کر کے کہا کیا تو اس عصا کو تیرے سر پر توڑنے سے پہلے مسلمان ہو جائے گا؟ کسریٰ نے یہ سن کر کہا اس کو میرے سر پر مت توڑیئے۔ اس نے عصا مار کر توڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو اسی وقت ہلاک کر دیا۔

قیصر اور کسریٰ کا کوئی جانشین نہیں ہو گا..... امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (ابن عیینہ، زہری، سعید بن مسیب) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو کوئی کسریٰ اس کا جانشین نہ ہو گا۔ اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو کوئی قیصر اس کے بعد نہ ہو گا۔ خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے ان کے خزانے اللہ تعالیٰ کے راستے میں تقسیم کر دیئے جائیں گے۔ اس روایت کو مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے۔ نیز مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ

سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا خط کسریٰ کو موصول ہوا تو اس نے اسے پھاڑ ڈالا، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے اپنی حکومت کو پھاڑ ڈالا ہے

دریدہ آں نامہ مردان تشقی بود   زنامہ بگیر نام خویشتن بود

یہ بات مشہور ہے کہ قیصر نے رسول اللہ ﷺ کے نامہ مبارک کا احترام کیا اور اس کو کستوری کے ڈبے میں محفوظ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا ملک قائم رہے گا۔ شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کہتے ہیں کہ عرب لوگ شام اور عراق کے علاقوں میں تجارت کی غرض سے جایا کرتے تھے۔ بعض لوگ ان میں سے مسلمان ہو گئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس عراق کے بادشاہوں اور شام کے بادشاہوں کی شکایت کی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہو گیا تو اس کے بعد کوئی جانشین نہ ہوگا۔ اسی طرح جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو قیصر کا بھی کوئی جانشین نہ ہوگا۔ چنانچہ کسریٰ کا ملک بالکل ختم ہو گیا۔ اسی طرح جب قیصر ہلاک ہو گیا تو قیصر کا بھی کوئی جانشین نہ ہوا۔ چنانچہ کسریٰ کا ملک ختم ہو گیا اور قیصر کی حکومت بھی شام سے ختم ہو گئی۔ تاہم رسول اللہ ﷺ کی دعا کی برکت سے فی الجملہ ان کا ملک باقی رہا کیونکہ انہوں نے نامہ مبارک کی تعظیم و تکریم کی تھی۔ واللہ اعلم اس حدیث میں ایک عظیم خوشخبری ہے کہ شام میں رومی حکومت کبھی قائم نہ ہوگی۔

پیشین گوئی کی تائید ۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (قتیبہ، ابو عوانہ، سماک) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کی ایک جماعت قصر ابیض میں سے کسریٰ کے خزانے حاصل کرے گی۔ اسباط نے سماک کی معرفت حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ میں اور میرے والد ہم دونوں اس لشکر میں شریک تھے۔ ہم نے اس مال غنیمت سے ایک ہزار درہم حاصل کیے۔

رسول اللہ ﷺ کا خط مقوقس اسکندریہ کے بادشاہ کے نام ..... مقوقس کا نام جریج بن مینا القبطی ہے۔ یونس بن بکیر (ابن اسحاق، زہری، عبد الرحمن بن عبد القاری) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو اپنا قاصد بنا کر مقوقس اسکندریہ کے بادشاہ کی طرف بھیجا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کا خط لے کر اس کے پاس گئے تو اس نے خط کو چوما اور حاطب رضی اللہ عنہ کی تعظیم کی اور خوب مہمان نوازی کی اور ان کے ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک جبہ، ایک خچر، کپڑے اور دو لونڈیاں بھیجیں۔ ان میں سے ایک ام ابراہیم ہیں رسول اللہ ﷺ کی اور دوسری آپ علیہ السلام نے محمد بن قیس عبدی کو ہبہ فرما دی تھی۔ اسے بیہقی نے نقل کیا ہے :

ایک سوال کا بہترین جواب ۔ حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (عبد الرحمن بن زید بن اسلم، یحییٰ بن عبد الرحمن بن حاطب، عبد الرحمن) حضرت حاطب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے مقوقس اسکندریہ کے بادشاہ کی جانب بھیجا میں اس کے پاس رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی لے کر حاضر ہوا اس نے مجھے اپنے مکان میں ٹھہرایا اس کے بعد اس نے ارکان سلطنت کو جمع کر کے مجھے بلایا اور اس نے کہا میں آپ سے ایک سوال پوچھتا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ آپ سوچ سمجھ کر اس کا جواب دیں۔ میں نے عرض کیا فرمائیے تو اس نے کہا اپنے "صاحب" کے بارے میں بتائیے کیا وہ نبی نہیں ہیں؟ عرض کیا کیوں نہیں وہ اللہ کے رسول اور نبی ہیں تو اس نے کہا جب قریش نے ان کو ملک بدر کیا تو اپنی عداوت و شوکت کے باوجود انہوں نے آپ کے خلاف بددعا کیوں نہ کی؟ میں نے عرض کیا آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت کے معتقد ہیں؟ اس نے کہا کیوں نہیں۔ اس اعتراف کے بعد میں نے عرض کیا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم نے گرفتار کیا اور صلیب پر چڑھانے کا ارادہ کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان پر بددعا کیوں نہ کی؟ یہ سن کر مقوقس نے اعتراف کیا کہ آپ حکیم و دانا ہیں اور حکیم و عقلمند کی طرف سے تشریف لائے ہیں۔

مقوقس کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کے لئے تحائف ..... واقدی کہتے ہیں کہ مقوقس نے آپ کے قاصد حاطب کو آپ ﷺ کی طرف روانہ کیا اور ساتھ ہی آپ کے ساتھ محافظ دستہ بھی روانہ کیا جو ان کو منزل مقصود تک پہنچا دیں۔ چنانچہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تین تحائف ارسال کیے۔ ایک

ان میں سے ایک سے ابراہیم بن محمد رسول اللہ ﷺ ہے اور ایک آپ علیہ السلام نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ہبہ کر دی تھی، نیز اس نے آپ کی خدمت میں اپنے علاقے کی عمدہ اشیاء بھی بھیجیں۔

تحائف میں شامل چیزیں: ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس نے چار لونڈیاں بھیجی تھیں۔ ایک ان میں سے ماریہ رضی اللہ عنہا ام ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ اور ایک سیرین ام عبدالرحمان بن حسان رضی اللہ عنہ جو آپ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو بھیج دی تھی۔ بقول امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ان تحائف میں ایک سیاہ فام غلام بد وضع مخنث سا اور ایک سفید خچر بھی تھا۔

حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا اور مابور: ...... ایک خصی اور بد صورت غلام تھا، لوگوں کو یہ بات معلوم نہیں تھی، وہ حسب عادت حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا جایا کرتا تو یہ دیکھ کر لوگوں نے اس کے بارے میں چہ مگوئیاں شروع کر دیں اور حقیقت حال سے بے خبر تھے۔ یہاں تک کہ بعض کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کے قتل کا حکم فرمایا تھا چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو خصی پا کر چھوڑ دیا۔ (صحیح مسلم)

ہوذہ بن علی اور شاہان عمان: ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ بن عبدود کے از بنی عامر بن لوی کو ہوذہ بن علی شاہ یمامہ کی جانب بھیجا اور علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو جیفر بن جلندی ازدی اور عباد بن جلندی ازدی شاہان عمان کی طرف روانہ کیا۔

غزوہ ذات السلاسل: ...... حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ غزوہ فتح مکہ سے پہلے یہاں بیان کیا ہے۔ حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ بن عقبہ اور عروہ رضی اللہ عنہ بن زبیر سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے "مشارف شام" میں ذات السلاسل کی طرف بلی اور عبداللہ وغیرہ قبائل قضاعہ میں حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص کو روانہ کیا (بقول عروہ، بنی بلی عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص کے ماموں تھے) چنانچہ جب وہاں پہنچے تو دشمن کی کثرت تعداد سے خائف ہو کر رسول اللہ ﷺ سے مزید کمک طلب کی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اولین مہاجرین کو اس بات کی جانب متوجہ کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی دیگر مہاجرین کے ساتھ تیار ہو گئے اور آپ ﷺ نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ بن جراح کو ان پر امیر مقرر کر دیا۔ موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ جب یہ لوگ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو انھوں نے کہا میں تم سب کا امیر ہوں اور میں نے ہی رسول اللہ ﷺ سے کمک طلب کی تھی۔

مہاجروں نے یہ سن کر کہا آپ اپنے قافلہ اور دستہ کے امیر ہیں اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ مہاجروں کے امیر ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا سنو تم میرے معاون اور مددگار ہو، میں نے ہی مدد طلب کی تھی۔ محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے محمد بن عبدالرحمان بن عبداللہ بن حصین تمیمی نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص کو عرب لوگوں سے اسلام کے لئے مدد طلب کرنے کے لئے بھیجا کیونکہ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص کی والدہ بلی سے تھی، آپ علیہ السلام نے ان کو تالیف قلبی اور دوستی کے لئے بھیجا تھا۔ آپ چلتے چلتے ذات السلاسل میں پہنچے جس کے نام پر یہ غزوہ موسوم ہے۔ تو آپ نے خطرہ محسوس کیا اور رسول اللہ ﷺ سے کمک طلب کی تو آپ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن جراح کو مہاجرین کے لشکر میں روانہ کیا جن میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ اور آپ علیہ السلام نے روانگی کے وقت حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو تاکید فرمائی کہ آپس میں جھگڑا مت کرنا۔ چنانچہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ جب حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا تم لوگ میرے معاون اور مددگار ہو۔ یہ سن کر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اپنے ساتھیوں پر امیر ہوں اور آپ اپنے ساتھیوں پر۔ مگر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ جو نرم مزاج، خوش اخلاق تھے اور امارت کے شوقین نہ تھے، حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا تم لوگ میری امداد کے لئے آئے ہو۔ تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے عمرو رضی اللہ عنہ! رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا تھا اختلاف نہ کرنا اگر آپ میری بات نہ مانیں گے تو میں آپ کی اطاعت کروں گا۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی: ..... چنانچہ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہارا امیر ہوں اور تم میری مدد کے لئے ہو تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کی بات قبول کرتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو باجماعت نماز پڑھائی۔

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بلی، عذرہ اور بلقین کو روند ڈالا: ..... واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے ربیعہ بن عثمان کی معرفت یزید بن رومان سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص کے پاس پہنچ گئے تو ان کی تعداد پانچ سو ہو گئی۔ وہ دن رات سفر کرتے ہوئے بلی کے علاقے میں پہنچ گئے اور اس کو روند ڈالا۔ اور جس مقام کے بارے میں آپ کو اطلاع پہنچی کہ وہاں دشمن کی جمعیت جمع ہے تو آپ وہاں کا ارادہ کرتے تو وہ آپ کی آمد کی خبر سن کر ادھر ادھر ہو جاتے۔ یہاں تک کہ آپ بلی، عذرہ اور بلقین قبائل کی آخری حد تک پہنچ گئے اور اس کے آخر میں ایک لشکر سے جنگ ہوئی تو تھوڑی دیر تیر اندازی ہوئی۔ پھر تھوڑی دیر لڑائی ہوئی اور آپس میں تیروں کا تبادلہ ہوا۔ عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کے بازو پر تیر لگا۔ مسلمان ان پر حملہ آور ہوئے وہ شکست کھا کر بھاگ نکلے اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے سب علاقے کو روند ڈالا اور وہاں کئی روز تک قیام کیا اور قریب دشمن کا صفایا کر دیا۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مختلف دستوں کو روانہ کرتے اور بکریاں ساتھ لے آتے اور ذبح کر کے کھا جاتے اس جنگ میں اس کے علاوہ کوئی مال غنیمت نہ تھا۔

جنابت کی حالت میں نماز پڑھائی: ..... امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ (ابن مثنیٰ، وہب بن جریر، جریر، یحییٰ بن ایوب، یزید بن ابی حبیب، عمران بن ابی انس، عبدالرحمن بن جبیر) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ ذات سلاسل میں ایک رات سردی تھی۔ مجھے احتلام ہو گیا۔ میں نے تیمم کر کے ساتھیوں کو نماز پڑھائی۔ ساتھیوں نے یہ بات جناب رسول اللہ ﷺ کو بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے جنبی ہونے کی حالت میں امامت کرائی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ غسل کرنے سے مجھے جان کا خطرہ لاحق تھا اور میں نے کلام اللہ میں سنا ہے ولا تقتلوا انفسکم (۴:۲۹) چنانچہ رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے اور مجھے کچھ نہ کہا۔

محمد بن سلمہ (ابن وہب، ابن لہیعہ اور عمرو بن حارث، یزید بن ابی حبیب، عمران بن ابی انس، عبدالرحمن بن جبیر) ابو قیس مولیٰ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرو رضی اللہ عنہ امیر سریہ نے بغلوں کو دھویا اور وضو کر کے فجر کی نماز پڑھائی اس میں تیمم کا تذکرہ نہیں۔ امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ یہ قصہ اوزاعی از حسان بن عطیہ مروی ہے اور اس میں تیمم کرنے کا ذکر ہے۔

صاحب الجزور: ..... واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے (افلح بن سعید کی معرفت، ابن عبدالرحمن بن رقیش) ابوبکر بن حزم سے روایت کی ہے کہ واپسی میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نہایت شدید سردی کی وجہ سے رات میں جنبی ہو گئے تو انہوں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کیا خیال ہے واللہ اگر میں نے غسل کیا تو مر جاؤں گا۔ چنانچہ انہوں نے پانی سے استنجا کیا وضو کے بعد تیمم کر کے فجر کی نماز پڑھا دی۔

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کو بطور قاصد روانہ کر دیا گیا۔ عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سحری کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے پھر میں نے سلام عرض کیا تو آپ ﷺ نے پوچھا عوف رضی اللہ عنہ ہو؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ عوف بن مالک ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا صاحب الجزور؟ اونٹ والا، عرض کیا جی ہاں! آپ نے اور کوئی بات نہ پوچھی۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا روداد سناؤ، چنانچہ میں نے لشکر کے تمام حالات رسول اللہ ﷺ کو سنا دیئے اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی خاموشی کا بھی تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا اللہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ پر رحمت کرے۔ اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ عمرو رضی اللہ عنہ نے جنابت کی حالت میں نماز فجر پڑھائی۔ پانی موجود تھا لیکن صرف استنجا کر کے وضو کیا اور نماز پڑھا دی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔ جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ﷺ نے ان سے نماز فجر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا اگر میں غسل کر لیتا تو مر جاتا۔ میں نے اتنی سردی کبھی محسوس نہیں کی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا (۴:۲۹) ولا تقتلوا انفسکم یہ سن کر رسول اللہ ﷺ

منگوائے اور حریرہ کو نہ کھایا۔

دسواں حصہ: ۔۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے یزید بن ابی حبیب کی معرفت عوف رضی اللہ عنہ بن مالک اشجعی سے روایت کی ہے کہ میں اس غزوہ ذات سلاسل میں شامل تھا جس میں رسول اللہ ﷺ نے عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص کو امیر بنا کر بھیجا تھا۔ لشکر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ میں ایک قافلے کے پاس سے گزرا انہوں نے اونٹ ذبح کیا تھا مگر وہ اس کا گوشت بنانے سے قاصر تھے۔ میں قصاب تھا، میں نے کہا دسواں حصہ دو تو میں یہ تم میں تقسیم کر دوں گا۔ انہوں نے ہاں کی تو میں نے چھری پکڑی اور فوراً تقسیم کر کے اپنا حصہ لے کر چلا آیا چنانچہ ہم نے پکایا اور کھایا۔

شیخین کی پرہیزگاری: ۔۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا عوف! یہ گوشت کہاں سے آیا؟ میں نے ان کو سارا قصہ بتایا تو انہوں نے کہا تم نے یہ کھلا کر ہم سے اچھا نہیں کیا پھر انہوں نے قے کر کے گوشت پیٹ سے نکال دیا۔ واپسی میں سب سے پہلے میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ گھر میں نماز پڑھ رہے تھے میں نے السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے پوچھا کیا عوف ہے؟ عرض کیا جی ہاں میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں پھر آپ ﷺ نے فرمایا "صاحب الجزور" اونٹ والا ہے اور مزید کچھ نہیں کہا۔ محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے یزید بن ابی حبیب کی معرفت عوف رضی اللہ عنہ بن مالک اشجعی سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ یہ سند منقطع بلکہ معضل ہے۔ حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق اس روایت کو ابن لہیعہ اور سعید بن ابی ایوب نے (یزید بن ابی حبیب کی معرفت ربیعہ بن لقیط از مالک بن زھدم از عوف بن مالک) اسی طرح نقل کیا ہے مگر اس میں مذکور ہے کہ میں نے یہ گوشت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا انہوں نے مجھ سے اس کے بارے میں پوچھا اور میں نے بتا دیا تو آپ نے فرمایا تم نے اپنا اجر جلد لے لیا اور گوشت نہ کھایا۔ پھر اس نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا قصہ بیان کیا ہے مگر اس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ نہیں باقی ماندہ روایت حسب سابق بیان کی ہے۔

سب سے پیارا کون؟: ۔۔ حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابوعبداللہ الحافظ اور ابوسعید بن ابی عمرو از ابو العباس محمد بن یعقوب از ہشیم، یحییٰ بن ابی طالب از علی بن عاصم از خالد حذاء از ابو عثمان نہدی) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے غزوہ ذات سلاسل کے لشکر میں امیر مقرر کر کے بھیجا۔ لشکر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں میرا ایک خاص مقام ہے تب ہی مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ پر بھی منصب امارت پر ترجیح دی ہے۔ چنانچہ میں واپس آیا اور آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کو سب سے پیارا کون ہے؟ فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا۔ میں نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کے اہل و عیال کے بارے میں نہیں پوچھ رہا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا، عائشہ کا والد۔ میں نے تیسری بار عرض کیا پھر کون؟ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ میں نے پھر سوال دہرایا تو آپ نے چند ایک لوگوں کا نام لیا تھا حتیٰ کہ میں نے دل میں کہا آئندہ کبھی ایسا سوال نہیں کروں گا۔

یہ حدیث صحیحین میں (خالد حذاء از عبدالرحمن بن مل ابو عثمان نہدی) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو رضی اللہ عنہ کو لشکر ذات السلاسل پر امیر مقرر کر کے بھیجا واپسی میں آنحضور ﷺ سے پوچھا آپ کو سب سے پیارا کون ہے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا، پوچھا مردوں میں سے فرمایا اس کا والد، پوچھا پھر کون فرمایا عمر رضی اللہ عنہ پھر آپ ﷺ نے چند ایک لوگوں کا نام لیا (فعد رجالا) ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس خوف سے خاموش ہو گیا کہ مجھے سب سے آخر کر دیں گے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا سریہ ساحل سمندر کی جانب: ۔۔۔۔ امام مالک وہب بن کیسان کی معرفت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فوجی دستہ ساحلی علاقہ کی جانب بھیجا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو امارت کا عہدہ عطا کیا اور کل تعداد تین سو تھی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں بھی اس سریہ میں شامل تھا ہم مدینہ سے روانہ ہوئے، ابھی راستہ میں ہی تھے کہ زاد راہ ختم ہو گیا پھر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے سارے لشکر کا توشہ جمع کیا گیا اور وہ دو تھیلے ہوا۔

ایک ایک کھجور: ۔۔۔ وہ روزانہ ہمیں تھوڑا تھوڑا دیتے تھے یہاں تک کہ وہ بھی ختم ہو گیا اور صرف ایک ایک کھجور دیتے تھے۔ وہب نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا بھلا ایک کھجور سے کیا گزارہ ہوتا ہوگا اونٹ کے منہ میں زیرہ؟ انہوں نے کہا وہ بھی غنیمت، جب وہ بھی نہ رہی تو اس کی قدر معلوم ہوئی۔

بڑی مچھلی: ۔۔۔ پھر ہم چلتے چلتے ساحل سمندر پر پہنچے تو دیکھا ایک مچھلی ہے بڑے ٹیلے کی طرح اس سے پورے لشکر نے اٹھارہ روز تک کھایا اس کے بعد اس کی پسلیوں میں سے دو پسلیوں کو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے کھڑا کر دیا گیا۔ پھر اونٹ کی سواری پر پالان ڈالا گیا اور وہ سوار ہو کر نیچے سے گزر گئے اور (وہ اتنی اونچی تھیں) کہ سواری ان کو چھو بھی نہ سکی۔ اس روایت کو مسلم اور بخاری نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

جیش خبط: ۔۔۔ صحیحین میں (علی بن عبداللہ، سفیان بن عیینہ، عمرو بن دینار) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تین سو سواروں کے ہمراہ روانہ کیا، ہمارے امیر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بن جراح تھے، ہم قریش کے تجارتی قافلہ کی تاک میں تھے۔ ہمیں بھوک نے اس قدر ستایا کہ ہم درختوں کے پتے کھا گئے یہی سبب ہے اس لشکر کا نام "جیش خبط" پڑ گیا۔ ایک آدمی، قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے تین اونٹ ذبح کیے، پھر اور تین ذبح کیے، اس کے بعد تین اونٹ ذبح کئے، پھر امیر لشکر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اونٹ ذبح کرنے سے روک دیا اور سمندر نے اچھال کر عنبر مچھلی باہر پھینک دی، ہم پندرہ دن تک اس کا گوشت کھاتے رہے اور چربی کا تیل استعمال کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ہماری صحت بحال ہو گئی۔ پھر پسلیوں والا قصہ بھی ذکر کیا ہے۔

ہم قریش کے قافلہ کی تاک میں تھے یہ صریح اس بات کی دلیل ہے کہ یہ سریہ صلح حدیبیہ سے پہلے روانہ کیا ہوا تھا۔

حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابوبکر بن اسحاق، اسماعیل بن قتیبہ، یحییٰ بن یحییٰ، ابوخیثمہ، زہیر بن معاویہ، ابوالزبیر) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں روانہ فرمایا اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا ہم قریش کے قافلے سے تعرض کریں اور ہمیں زاد راہ ایک تھیلی کھجور دی اس کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ چنانچہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہمیں ایک ایک کھجور دیتے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے زبیر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم کیسے گزارہ کرتے تھے؟ بتایا ہم اس کو بچوں کی طرح چوس کر اوپر سے پانی پی لیتے تھے اور شام تک گزارہ ہو جاتا تھا۔ پھر لاٹھیوں سے درختوں کے پتے جھاڑ لیتے اور ان کو بھگو کر کھا لیتے۔

مچھلی سے حضور ﷺ نے بھی کھایا: ۔۔۔۔۔۔ ہم ساحل سمندر پر گئے، بڑے ٹیلے کی طرح ساحل پر ایک چیز نظر آئی قریب آئے تو عنبر مچھلی ہے۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ مردار ہے، پھر کہا نہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے بھیجے ہوئے لوگ ہیں اور اللہ کی راہ میں مجاہد ہیں اور مجبور ہیں لہٰذا کھاؤ۔ ہم نے اس سے پیٹ بھر کر کھایا۔ ہم تین سو لوگ تھے، خوب کھایا یہاں تک کہ ہم موٹے تازے ہو گئے۔ آنکھ کے گڑھے سے ہم مٹکوں سے چربی نکالتے تھے اور اس سے بیل کی طرح بڑے بڑے گوشت کے ٹکڑے کاٹتے تھے۔ پھر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ہم میں سے ۱۳ آدمی اس کے آنکھ کے گڑھے میں بٹھائے۔ پھر انہوں نے اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی کو کھڑا کیا اور سب سے اونچا اونٹ اس کے نیچے سے گزارا، اور ہم نے اس کے گوشت سے ٹکڑے بطور توشہ اور زاد راہ رکھ لئے۔ پھر ہم نے مدینہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا "یہ رزق ہے جو اللہ نے تمہارے لئے پیدا کیا ہے تمہارے پاس اس کے گوشت میں سے کچھ ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ" چنانچہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گوشت پیش کیا اور آپ ﷺ نے اس سے تناول فرمایا۔ اس روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ بن یحییٰ اور احمد بن یونس سے اور امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے نفیلی سے بیان کیا ہے اور ان تینوں نے (ابوخیثمہ، زہیر بن معاویہ، ابوالزبیر محمد بن مسلم بن تدرس) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔

امام بیہقی کی متابعت: ۔۔۔۔۔۔ بقول امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس بیان کا تقاضا ہے کہ یہ سریہ صلح حدیبیہ سے پہلے کا ہو، لیکن ہم نے اس کو

یہاں حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی متابعت میں بیان کیا ہے کیونکہ انہوں نے غزوہ موتہ کے بعد اور فتح مکہ سے پہلے اس سریہ کو بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

اسامہ بن زید کا سریہ جہینہ کے حرقہ قبیلہ کی جانب..... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کتاب المغازی میں (عمرو بن محمد، ھشیم، حصین بن جندب ابوظبیان) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حرقہ قبیلہ کی جانب بھیجا ہم نے صبح کے وقت حملہ آور ہوئے اور ان کو شکست دے دی۔

کلمہ طیبہ پڑھنے والے کا قتل...... میں نے اور ایک انصاری نے ایک شخص کا پیچھا کیا جب وہ زد میں آ گیا تو لا الہ الا اللہ پکار اٹھا انصاری نے تو اپنا ہاتھ روک لیا اور میں نے اس کو نیزہ مار کر ہلاک کر دیا ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو فرمایا اے اسامہ! کیا تم نے ایک شخص کو کلمہ طیبہ پڑھنے کے بعد بھی قتل کر دیا؟ عرض کیا اس نے اپنا بچاؤ کیا تھا —— آپ ﷺ نے یہ عذر قبول نہ کیا اور بار بار اس جملہ کو دہراتے رہے یہاں تک کہ مجھے اس قتل پر شرمندگی کی وجہ سے دل میں خیال آیا کاش آج سے پہلے اسلام نہ لایا ہوتا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزوات کئے اور نو سریے کئے امراء میں کبھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ امیر ہوتے تھے اور کبھی اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ۔

غائبانہ نماز جنازہ...... حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے (مالک از زہری از سعید بن مسیب) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس روز نجاشی فوت ہوا رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اس کے مرنے کی اطلاع دی اور ان کو "جنازہ گاہ" میں صف بندی کر کے نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں۔ اس روایت کو مسلم بخاری نے مالک سے بیان کیا ہے اور (لیث از عقیل از زہری از سعید و ابی سلمہ از ابی ہریرہ) اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور مسلم و بخاری میں (ابن جریج از جابر) مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج ایک نیک آدمی فوت ہوا ہے چنانچہ آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

نجاشی کب فوت ہوا...... امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نجاشی کی موت کا واقعہ فتح مکہ سے کافی عرصہ پہلے کا ہے کیونکہ مسلم شریف میں مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے شاہان ممالک کی طرف خطوط روانہ کئے تو نجاشی کی طرف نامہ مبارک لکھا اور وہ مسلمان نہ تھا مگر واقدی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا خیال ہے کہ یہ وہی نجاشی مسلمان تھا۔ واللہ اعلم۔

نجاشی کا تحفہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن میں تقسیم...... حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (مسلم بن خالد زنجی، موسیٰ بن عقبہ، ابیہ) ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (عقد نکاح کے بعد) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مخاطب ہو کر فرمایا میں نے نجاشی کو چند اوقیہ کستوری اور ایک جوڑا بطور تحفہ بھیجا ہے اور وہ فوت ہو چکا ہے اور تحفہ واپس کر دیا جائے گا، اگر تحفہ واپس آ گیا تو میں یہ تحفہ تم (ازواج مطہرات) میں تقسیم کر دوں گا یا یہ سارا ہی تجھے عطا کر دوں گا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق نجاشی فوت ہو گیا اور تحفہ واپس آ گیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس کستوری سے ایک اوقیہ ہر ایک بیوی کو عطا کیا اور جوڑا اور باقی بچنے والی کستوری ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو عطا کر دی۔ واللہ اعلم۔

فتح مکہ

غزوہ فتح مکہ ماہ رمضان ۸ھ کا واقعہ ہے۔ سورہ حدید (۵۷:۱۰) میں من انفق من قبل الفتح (۵۷:۱۰) اور سورۃ النصر میں (۱۱۰:۱) اذا جاء نصر اللہ والفتح مذکور ہے۔

خزاعہ قبیلہ کی مدد...... محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے زہری رحمۃ اللہ علیہ عن عروہ از مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے روایت کی ہے کہ

صلح حدیبیہ میں ایک دفعہ یہ بھی کی گئی تھی کہ جو محمد ﷺ کے عہد و پیمان اور ان کی جماعت میں داخل ہو سکتا ہے اور جو کوئی چاہے قریش کے عہد و پیمان اور ان کی جماعت میں داخل ہو سکتا ہے چنانچہ بنو خزاعہ قبیلے نے فوراً اعلان کر دیا کہ ہم محمد ﷺ کے عہد و پیمان اور ان کی جماعت میں شامل ہوتے ہیں اور بنی بکر نے اعلان کر دیا کہ ہم قریش کے عہد و پیمان میں شامل ہوتے ہیں چنانچہ وہ تقریباً سترہ اٹھارہ مہینے تک اس معاہدہ حدیبیہ کی پابندی کرتے رہے۔

معاہدہ کی خلاف ورزی: ... پھر بنی بکر حلیف قریش نے بنو خزاعہ پر مکہ کے قریب "وتیر" نامی مقام پر رات کی تاریکی میں حملہ کر دیا اور قریش نے کہا یہ بات تو رات کی تاریکی میں ہوئی ہے ہمارے بارے میں محمد ﷺ کو معلوم نہیں اور نہ ہمیں کوئی دیکھتا ہے چنانچہ قریش نے بنی بکر کا گھوڑوں اور اسلحہ سے تعاون کیا اور رسول اللہ ﷺ سے حسد اور دشمنی کی بنا پر ان کے ساتھ جنگ میں بھی شریک ہوئے۔

وتیر کے اس ہنگامے کے بعد عمرو بن سالم الخزاعی ثم الکعبی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ کہہ سنایا اور اس نے کہا:

یا رب إنی ناشد محمدا
حلف أبینا وأبیه الأتلدا
قد کنتم ولدا وکنا والدا
ثمت أسلمنا فلم ننزع یدا
فانصر رسول الله نصرا ابدا
وادع عباد الله یأتوا مددا
فیهم رسول الله قد تجردا
ان سیم خسفا وجهه تربدا

"اے رب! میں محمد ﷺ کو ہمارا اور ان کے خاندان کا قدیم معاہدہ یاد دلاتا ہوں۔ آپ لوگ ہماری اولاد تھے اور ہم تمہارے باپ تھے پھر ہم نے آپ کی تابعداری کی اور کبھی نافرمانی نہ کی۔ اے رسول اللہ! پوری طرح فوری مدد کی جائے اور اللہ کے بندوں کو بلایئے وہ مدد کو پہنچیں گے ان میں رسول اللہ ہیں تلوار سونتے ہوئے اگر ان کی بے عزتی کی جائے تو ان کا چہرہ غصہ سے متغیر ہو جاتا ہے۔"

فی فیلق کالبحر یجری مزبدا
ان قریشا أخلفوک الموعدا
ونقضوا میثاقک المؤکدا
وجعلوا لی فی کداء رصدا
وزعموا أن لست أدعو أحدا
وهم أذل وأقل عددا
هم بیتونا بالوتیر هجدا
وقتلونا رکعا وسجدا

"لشکر جرار کے ساتھ جو بحر ذخار کی مانند چلتا ہے۔ قریش نے آپ سے وعدہ خلافی کی ہے۔ اور آپ کے پختہ معاہدہ کو توڑ ڈالا ہے اور انہوں نے کداء میں میرے لئے گھات لگائی۔ اور انہوں نے سمجھا کہ میں مدد کے لئے کسی کو نہ پکاروں گا وہ نہایت ذلیل اور تعداد میں بہت کم تر ہیں۔ انہوں نے رات کے وقت "وتیر" میں شب خون مارا اور رکوع و سجدہ کی حالت میں ہمیں قتل کر دیا۔"

روانگی کا حکم: ...... یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمرو بن سالم! تیری نصرت اور مدد کی جائے گی۔ پھر آسمان پر بادل نمودار ہوا تو آپ ﷺ

نے فرمایا بے شک یہ بادل بنی کعب کی نصرت کے لئے آمادہ ہے اور رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو تیاری کا حکم دیا اور ان کو روانگی کا وقت نہ بتایا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ قریش کو اس بات کی خبر نہ ہو اور آپ اچانک ان پر حملہ آور ہوں

جھگڑے کا سبب: ۔۔ ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ اس لڑائی کی وجہ یہ تھی کہ بنی کعب ... مالک بن عباد الحضرمی حلیف اسود بن رزن دیلی بغرض تجارت روانہ ہوا خزاعہ کے علاقے کے اندر سے گیا تو انہوں نے اس کو قتل کر کے مال و زر پر قبضہ کر لیا اس کے بعد بنی بکر نے ایک خزاعی کو اس کے بدلے قتل کر دیا۔ پھر اسلام کے ظہور سے کچھ عرصہ پہلے خزاعہ نے سلمیٰ، کلثوم اور ذؤیب پسران اسود بن رزن دیلی کو جو بنی کنانہ کے سردار اور اشراف تھے عرفات میں حدود حرم کے پاس مار ڈالا۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے بنی دیل سے بیان کیا ہے کہ اسود بن رزن کی اولاد کی جاہلیت کے زمانہ میں دیت دوگنی ہوا کرتی تھی۔۔ بنی بکر اور خزاعہ کے درمیان یہ چپقلش اور کشیدگی جاری تھی کہ اسلام کا ظہور ہو گیا اور وہ اس کے ذریعے ان مسائل سے ہٹ کر اس جھگڑے میں مصروف ہو گئے۔ صلح حدیبیہ ہوئی تو بنی بکر قریش کے گروہ میں شامل ہو گئے اور خزاعہ رسول اللہ ﷺ کے عہد و پیمان میں شریک ہو گئے اور بنی بکر نے خزاعہ سے پرانے بدلے چکانے کے لئے اس موقعہ کو غنیمت جانا اور یہ سمجھا چنانچہ نوفل بن معاویہ دیلی لے کر آ گیا اور وہ سردار تھا تو خزاعہ پر حملہ کر دیا۔ خزاعہ وتیر چشمہ پر آباد تھے۔ خزاعہ کی جماعت میں سے بنو بکر نے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ چنانچہ آپس میں سخت معرکہ ہوا اور قریش نے بنی بکر کی اسلحہ سے مدد کی۔ اور رات کی تاریکی کا فائدہ اٹھا کر بعض قریشی بھی اس لڑائی میں شامل ہو گئے۔ یہاں تک کہ خزاعہ کو حرم کی طرف دھکیل دیا۔

آج کوئی معبود نہیں: ۔۔ جب وہ حرم میں داخل ہو گئے تو بنی بکر نے کہا ہم حرم میں داخل ہو چکے ہیں خدا سے ڈرو خدا سے ڈرو۔ پس نوفل دیلی نے آگے بڑھ کر ایک بڑی بات کہی اور کہا اے بنی بکر! آج کوئی معبود نہیں۔ تم اپنا بدلہ لے لو اور مجھے قسم ہے تم حرم میں چوری کرتے ہو کیا انتقام نہیں لے سکتے۔ اور خزاعہ مکہ میں بدیل بن ورقاء اور اپنے ایک غلام رافع کے گھر میں پناہ گزین ہو گئے۔

اخزر بن لعط دیلی کے اشعار: اخزر بن لعط دیلی نے اس موقع پر کہا۔

الا هل اتى قصوى الاحابيش اننا
رددنا بنى كعب بافوق ناصل
حبسناهم فى دارة العبد رافع
وعند بديل محبسا غير طائل
بدار الذليل الآخذ الضيم بعدما
شفينا النفوس منهم بالمناصل
حبسناهم حتى اذا طال يومهم
نفحنا لهم من كل شعب بوابل

''کیا قریش کے حلیفوں کے مخالف لوگوں کو یہ بات معلوم ہو گئی ہے کہ ہم نے بنی کعب کو ناکام لوٹا دیا ہے۔ ہم نے ان کو غلام رافع کے گھر میں محبوس کر دیا، اور بدیل کے پاس بھی ان کا قیام ہوا کوئی مفید نہیں، ایک ذلیل کے گھر میں جو ظلم و ستم کو قبول کرتا ہے اس وقت کے بعد کہ ہم نے تلواروں سے اپنے دل کو خوب ٹھنڈا کیا۔ ہم ان کو بکروں کی طرح ذبح کر رہے تھے کہ ہم ... کے ساتھ ان سے مقابلہ کر رہے تھے۔''

[illegible]
[illegible]

هم ظلمونا واعتدوا في مسيرهم
وكانوا لدى الأنصاب أول قافل
كأنهم بالجزع إذ يطردونهم
قفا السرو رعلان النعام الجوافل

''ان لوگوں نے سفر میں ہم پر ظلم و زیادتی کی تھی اور یہ لوگ حدود حرم سے پہلے قافل ہیں۔ گویا کہ وہ جب ان کو راستہ وادی میں جبل شتر مرغ کے پاس بھگا رہے تھے تیز رفتار رہا تھے''۔

تعالى الله لقوم يستعرون ولم نسع
لهم سعيا ينحوهم غير نائل
أمن جيفة القوم الألى في قبورهم
تجهز الروح غير أنف غير آبل
وفي كل يوم يحن نحبوا أحاديث
لقتل ولا يجني لنا في المعاقل
ونحن صبحنا بالملاءة داركم
بأسيافنا يجتنن لوم القواذل

''اللہ کی قسم! اگر قوم ہلاک ہو جائے ہم نے ان کا حوالہ نوفل کے لئے کوئی سرمایہ نہیں چھوڑا جو ان کو گھاس میں جمع کرے۔ کیا اس قوم کے خوف سے جن کو تم قبر میں دیکھتے ہو تیز رفتار کے مارے پیچھے چھوڑ دی گئی دوبارہ نہ آنے کا۔ ہم ہر روز تمہاری حالت میں دیکھتے ہیں اور ہمیں کوئی قلعوں میں پناہ نہیں دیتا۔ ہم نے صبح کے وقت ملاءہ میں تمہارے گھر پر تلواروں سے حملہ کیا جو ملامت کرنے والوں کی ملامت سے تجاوز کر گئیں''۔

ونحن منعنا ما بين بيش وعتود
إلى خيف رضوى من مجر القبائل
ويوم العميق لم تكفت ساعيها
عبس فجعناه بجلد حلاحل
أإن أجمرت في بيتها أم بعضكم
بجعموسها تزنون أن لم تقاتل
كذبتم وبيت الله لا تقتلونا
ولكن تركنا أمركم في بلابل

''ہم نے بیش اور عتود کے درمیان خیف رضوی تک قبائل کے لشکر جرار سے حفاظت کی۔ اور جنگ عمیق میں عیسیٰ نے اپنا راستہ چھوڑ دیا ہم نے اسے اپنے طاقتور رئیس کے ساتھ رنج و غم سے دوچار کیا۔ کیا تم میں سے کسی کی والدہ کا ان کے گھر میں پاخانہ خطا ہو گیا تھا تو اب تم ڈر رہے ہو کہ تم نے جنگ نہیں کی۔ بیت اللہ کی قسم! تم جھوٹے ہو تم نے ہمیں قتل نہیں کیا مگر ہم نے تمہیں انتشار میں مبتلا کر دیا ہے''۔

پیشین گوئی ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گویا تم ابوسفیان کو

دیکھ رہے ہو کہ وہ معاہدہ کو پختہ کرنے اور مدت مصالحت میں اضافہ کرنے کیلئے آ رہا ہے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بدیل بن ورقاء چند خزاعیوں کے ساتھ مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ آپ ﷺ کو اپنے مصائب سے مطلع کیا اور قریش کے بنی بکر کی معاونت اور مدد سے باخبر کیا۔ پھر وہ واپس چلے آئے اور واپسی میں "عسفان" میں ابوسفیان سے ملاقات ہوئی اس کو قریش نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تجدید عہد اور مدت مصالحت میں اضافہ کے لئے بھیجا تھا اور ان کو اپنی عہد شکنی کے خوفناک انجام کا احساس ہو گیا تھا۔ ابوسفیان نے ملاقات کے دوران بدیل سے پوچھا، کہاں سے آ رہے ہو؟ اور اس کا خیال تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے آ رہا ہے۔ اس نے کہا، میں خزاعہ قبیلے کے ساتھ اس وادی کے ساحلی علاقہ میں گیا تھا یہ سن کر ابوسفیان، بدیل کی سواری کے مبرک اور بیٹھنے کی جگہ پر گیا۔ اس کی مینگنی کو مسلا اور اس میں کھجور کی گٹھلی دیکھ کر کہا بخدا بدیل محمد کے پاس گیا تھا۔

بستر لپیٹ لیا...... پھر ابوسفیان، عسفان سے روانہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی بیٹی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ام المومنین کے پاس آیا اور رسول اللہ ﷺ کے بستر پر بیٹھنے لگا تو اس نے یہ بستر لپیٹ لیا تو ابوسفیان نے کہا اے پیاری بیٹی! معلوم نہیں، کیا تم نے اس بستر کو میرے لائق نہیں سمجھا یا مجھے اس کے قابل نہیں سمجھا یہ سن کر اس نے جواب دیا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا بستر ہے اور آپ مشرک اور پلید ہیں۔ میں نہیں چاہتی کہ آپ ان کے بستر پر بیٹھیں تو ابوسفیان نے کہا واللہ! ہمارے پاس سے چلے آنے کے بعد تمہاری طبیعت بدل گئی ہے۔ پھر وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے درخواست کی کہ آپ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کریں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نہیں کر سکتا۔

چیونٹیوں کے لشکر کے ساتھ جہاد...... پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا میں تمہاری سفارش رسول اللہ ﷺ کے پاس کروں؟ اللہ کی قسم! میرے پاس چیونٹیوں کا لشکر بھی ہو تو تم سے ضرور جہاد کروں پھر وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے ان کے پاس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی بیٹھی تھیں ان کے سامنے حضرت حسن رضی اللہ عنہ آہستہ آہستہ چل پھر رہے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا جناب امیر! آپ سے تعلق سب سے گہرا ہے اور آپ میرے قریبی رشتہ دار ہیں، میں ایک ضرورت سے آیا ہوں ایسا نہ ہو کہ میں جیسے آیا تھا ویسے ہی ناکام واپس چلا جاؤں۔ آپ میرے لئے رسول اللہ ﷺ کے پاس سفارش کریں۔ یہ سن کر انہوں نے کہا افسوس! ابوسفیان واللہ! رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے امر کا پکا ارادہ کر لیا ہے کہ ہمیں آپ ﷺ سے اس بارے میں گفتگو کرنے کی ہمت نہیں۔ پھر اس نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی جانب متوجہ ہو کر کہا آپ اپنے اس بیٹے کو کہیں گی کہ وہ لوگوں کے درمیان "پناہ" دینے کا اعلان کر دے اور اس سے وہ رہتی دنیا تک عرب کا سردار کہلائے تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم! میرا یہ بیٹا اس عمر تک نہیں پہنچا اور نہ ہی کوئی رسول اللہ ﷺ کی مرضی کے خلاف پناہ دے سکتا ہے۔

امان کا اعلان...... پھر اس نے کہا جناب ابوالحسن! میں محسوس کر رہا ہوں کہ حالات بگڑ چکے ہیں۔ آپ میری خیر خواہی فرمائیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ! میرے علم میں کوئی ایسی بات نہیں جو آپ کے لئے فائدہ مند ہو۔ البتہ آپ بنی کنانہ کے رئیس ہیں، لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر امان اور پناہ کا اعلان کر دیں اور واپس چلے جائیں۔ یہ سن کر ابوسفیان نے پوچھا کیا یہ اعلان میرے لئے کچھ مفید بھی ہوگا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، واللہ! میرے خیال میں یہ اعلان کچھ مفید نہیں لیکن اس کے علاوہ کوئی راستہ بھی نہیں تو ابوسفیان نے مسجد میں کھڑے ہو کر اعلان کر دیا اے لوگو! میں لوگوں کے درمیان امان کا اعلان کرتا ہوں، ایھا الناس انی قد اجرت بین الناس۔

اعلان کے بعد وہ سوار ہوا اور قریش کے پاس چلا آیا قریش نے پوچھا کیا بات ہوئی اس نے بتایا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا میں نے بات کی مگر آپ ﷺ نے کچھ جواب نہ دیا پھر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا واللہ اس کے پاس بھی کچھ حاصل نہ ہوا، پھر عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس کو بدترین دشمن پایا اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا ان کو سب سے نرم پایا، انہوں نے مجھے مشورہ دیا اور میں نے اس پر عمل درآمد کیا واللہ! مجھے معلوم نہیں، وہ مفید بھی ہے یا نہیں لوگوں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ بتایا اس نے مجھے کہا کہ میں لوگوں کے درمیان امن و امان کا اعلان کر دوں اور میں نے یہ اعلان کر دیا۔ یہ سن کر لوگوں نے پوچھا کیا محمد ﷺ نے اس کو منظور کیا؟ "نہیں" منظور نہیں کیا۔ یہ سن کر انہوں نے کہا افسوس! علی رضی

اللہ عنہ نے تیرے ساتھ محض مذاق کیا ہے۔ اور تمہارا بذات خود پناہ کا اعلان کوئی مفید کام نہیں تو ابوسفیان نے کہا واللہ! اس کے علاوہ میں نے کوئی وجہ مفید نہیں تھی۔

امان کے بارے میں نازل اقوال.....حدیث میں ہے "یجیر علی المسلمین ادناھم" مسلمانوں میں سے ایک ادنیٰ شخص بھی مسلمانوں کی طرف سے پناہ دے سکتا ہے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا "ما یجیر احد علی النبی" کہ نبی علیہ السلام کی طرف سے کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ بقول امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تطبیق یہ ہے کہ حدیث کا مطلب ہے کہ مسلمان ایک دو، یا چند لوگوں کو پناہ دے سکتا ہے، اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے قول کا مطلب ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ان لوگوں کو کوئی پناہ نہیں دے سکتا جن سے آپ ﷺ کا جنگ کرنے کا ارادہ ہو۔ بقول سحنون اور ابن ماجشون، عورت کا امان کا اعلان، امام کی اجازت پر موقوف ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ام ہانی کو مخاطب کر کے فرمایا تھا جس کو تو نے پناہ دی، ہم نے وہ پناہ منظور کر لی۔ یہ قول حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید سے بھی منقول ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ غلام کا پناہ دینا جائز نہیں مگر مذکورہ بالا حدیث میں لفظ "ادناھم" (ایک ادنیٰ شخص بھی) کا تقاضا ہے کہ غلام اور عورت بھی پناہ دے سکتی ہے، واللہ اعلم۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے (حماد از محمد از ابوسلمہ از ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) نقل کیا ہے کہ بنی کعب نے کہا:

اللّٰھم انی ناشد محمدا
حلف ابینا وابیه الاتلدا
فانصر ھداک اللّٰه نصرا اعتدا
وادع عباد اللّٰه یاتوا مددا

غزوہ مکہ کی مزید تفصیل.....موسیٰ بن عقبہ نے فتح مکہ کے سلسلہ میں روایت کی ہے کہ بنی دیل میں سے بنی نفاثہ نے بنی کعب پر حملہ کیا اور وہ اس عرصہ میں رسول اللہ ﷺ اور قریش کے مابین صلح حدیبیہ کی مدت مصالحت میں شریک تھے بنی کعب، رسول اللہ ﷺ کی جماعت میں شامل تھے اور بنی نفاثہ قریش کی جماعت میں تھے۔ چنانچہ بنی بکر نے بنی نفاثہ کی مدد کی اور قریش نے بھی اسلحہ اور غلاموں سے ان کا ساتھ دیا، بنو مدلج اس فتنہ سے الگ رہے اور صلح حدیبیہ کی پاسداری کی۔ بنی دیل میں سلمی بن اسود اور کلثوم بن اسود قوم کے قائد تھے۔ ان کا خیال ہے کہ قریش میں سے صفوان بن امیہ، شیبہ بن عثمان اور سہیل بن عمرو نے بنی دیل کا تعاون کیا۔ بنی دیل نے بنی کعب پر حملہ کر دیا، عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کا امتیاز کئے بغیر ہلہ بول دیا اور ان کو بدیل بن ورقاء کے مکان میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا، پھر بنی کعب کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اپنا سارا ماجرا کہہ سنایا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو فرمایا تم واپس چلے جاؤ اور دیگر شہروں میں منتشر ہو جاؤ۔

ان حالات میں ابوسفیان مکہ سے روانہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور عہد شکنی کے جرم سے ڈر کر اس نے عرض کیا، اے محمد ﷺ! صلح نامہ کی تجدید کر لیں اور مدت صلح میں اضافہ کر لیں، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اسی غرض کے لئے آئے ہو، کہیں تمہاری طرف سے کوئی بدعہدی تو نہیں ہوئی؟ اس نے کہا معاذ اللہ! خدا کی پناہ! ہم صلح حدیبیہ پر قائم ہیں، ہم اس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کریں گے۔ یہ کہہ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس سے باہر نکلا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا آپ معاہدہ حدیبیہ کی تجدید کریں اور مدت صلح میں بھی اضافہ کر دیں، یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میری پناہ رسول اللہ ﷺ کی پناہ اور امان کے تحت ہے، واللہ! اگر میں چیونٹیوں کو بھی تمہارے ساتھ برسرپیکار پاؤں تو میں تمہارے خلاف ان کی مدد کروں۔

پھر وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے گفتگو کی تو آپ نے کہا، ہمارے صلح نامہ کی جو مدت نئی تھی اللہ اس کو پرانا کر دے اور جو مضبوط تھا اللہ اس کو منقطع کر دے، اور جو کٹی تھی اللہ اس کو وابستہ نہ کرے۔ یہ سن کر ابوسفیان نے کہا آپ نے ایک رشتہ دار کو برا بدلہ دیا ہے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے بات چیت کی تو انہوں نے کہا میری پناہ تو رسول اللہ ﷺ کی پناہ کے ساتھ ہے۔ پھر آپ

الگ اشراف نے قریش سے ملاقات کی۔ سب کا متفقہ جواب تھا کہ ہمارا معاہدہ، رسول اللہ ﷺ کے معاہدہ کے تحت ہے۔ ان سب سے مایوس ہو کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے در پر گئے اور ان سے درخواست کی تو انہوں نے کہا میں تو ایک خاتون خانہ ہوں یہ امور تو رسول اللہ ﷺ کے اختیار میں ہیں۔ مزید کہا کہ اپنے کسی بیٹے سے کہو تو بتایا کہ وہ کم عمر بچے ہیں پناہ دینے کی عمر کو ابھی نہیں پہنچے پھر کہا علی رضی اللہ عنہ سے بات کیجئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ خود ہی ان سے بات کریں چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بات ہوئی تو آپ نے کہا جناب ابوسفیان! رسول اللہ ﷺ کی پناہ و امان کو کوئی صحابی بھی نظر انداز نہیں کر سکتا۔ آپ قریش کے رئیس اور منتظم تو ہیں اور ان کے حقوق کے محافظ ہیں اپنے قبیلے کے درمیان آپ پناہ کا اعلان کر دیں۔ یہ سن کر ابوسفیان نے تائید کی اور کہا کہ میرا بھی یہی خیال ہے چنانچہ وہ گیا اور اعلان کر دیا کہ میں نے لوگوں کے درمیان پناہ و امان کا اعلان کر دیا واللہ میرے خیال میں اس کی کوئی خلاف ورزی نہ کرے گا۔

پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا اے محمد ﷺ میں نے لوگوں کے درمیان امان کا اعلان کر دیا ہے۔ واللہ میرا گمان ہے کہ اس کی کوئی خلاف ورزی نہ کرے گا اور نہ میری امان کا انکار کرے گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اے ابوسفیان) اے ابو حنظلہ! تو خود ہی کہہ رہا ہے (جو چاہے کہہ لے)۔

حضور ﷺ کی دعا — جب ابوسفیان آپ ﷺ کے پاس سے روانہ ہوا تو بعض کا بیان ہے (واللہ اعلم) کہ آپ ﷺ نے دعا فرمائی: یا اللہ ان کے کانوں اور آنکھوں کو ہماری طرف دیکھنے سے بند کر دے وہ ہمیں ناگہاں دیکھیں اور اچانک ہماری خبر سنیں۔

ابوسفیان کی مکہ میں واپسی — ابوسفیان مکہ چلا آیا قریش نے پوچھا کیا بات ہوئی محمد ﷺ کا پروانہ لایا یا تحریری معاہدہ تو اس نے کہا واللہ! محمد ﷺ نے سراسر انکار کیا ہے۔ میں نے ان کے سب صحابہ رضی اللہ عنہم کو چیک کر دیا میں نے کسی قوم کو نہیں دیکھا جو اپنے بادشاہ کی اس سے زیادہ فرماں بردار ہو۔ صرف علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا آپ لوگوں کی پناہ اور امان حاصل کیجئے آپ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کی طرف سے کسی کو پناہ نہیں دے سکتے آپ قریش کے رئیس اور منتظم اعلیٰ ہیں اور قوی امید ہے کہ آپ کے امان اور پناہ کی خلاف ورزی نہ کی جائے گی۔ چنانچہ میں نے امن و امان کا اعلان کر دیا پھر میں محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر آیا اور بتایا کہ میں نے لوگوں میں امان کا اعلان کر دیا اور میں نے کہا میرا گمان ہے کہ آپ میری خلاف ورزی نہ کریں گے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو حنظلہ! یہ بات تو خود ہی کہہ رہا ہے۔

ابوسفیان کی بیوی کا تبصرہ — قریش نے یہ سن کر کہا تم مخالف فریق کی رضامندی کے بغیر راضی ہو کر چلے آئے ہو ایک غیر مفید اور بے کار بات کر کے چلے آئے۔ علی رضی اللہ عنہ نے تو آپ سے محض مذاق کیا، واللہ آپ کا امان کا اعلان نامنظور ہے اور اس کی خلاف ورزی ان پر نہایت آسان ہے۔ ابوسفیان گھر آیا اور بیوی سے ملاقات ہوئی اور اس کو سفر کی کہانی سنائی تو اس نے کہا قوم کے ایسے نمائندے کا اللہ برا کرے، کوئی اچھی خبر نہیں لائے ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی راز داری — رسول اللہ ﷺ نے ایک ابر کو دیکھ کر فرمایا یہ بنی کعب کی نصرت برسا رہا ہے۔ ابوسفیان کی روانگی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کچھ دیر توقف فرمایا پھر جہادی تیاری میں مصروف ہو گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ وہ تیاری کریں اور اس کو پوشیدہ رکھیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مسجد تشریف لے گئے یا اور کسی ضرورت کیلئے گھر سے چلے گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان کو گندم کی صفائی میں مصروف پایا اور پوچھا بیٹی! یہ غلہ کیوں صاف کر رہی ہو؟ یہ سن کر وہ خاموش رہی پھر خود ہی پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ کا جہاد کا ارادہ ہے؟ یہ سن کر پھر بھی وہ چپ رہیں تو خود ہی کہا روم کے ساتھ جہاد کا ارادہ ہے پھر بھی وہ چپ رہیں تو کہا شاید اہل نجد سے جنگ کا خیال ہو۔ پھر بھی انہوں نے کچھ جواب نہ دیا تو کہا شاید قریش سے لڑائی کا عزم ہو، پھر بھی انہوں نے زبان نہ کھولی۔ اس دوران رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا کہیں جانے کا ارادہ ہے؟ فرمایا "ہاں" پوچھا کدھر کی طرف فرمایا نہیں عرض کیا نجد کی جانب فرمایا نہیں، روم کی جانب؟ یہ شاید قریش کی سمت جانا ہوگا؟ فرمایا ہاں۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ کے اور ان کے درمیان معاہدہ نہیں؟ "فرمایا کیا تمہیں خبر نہیں کہ قریش نے بنی کعب سے بد عہدی کی ہے؟ اور رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں جہاد کا اعلان کر دیا۔

[illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت [illegible]

[illegible] ابن اسحاق کہتے ہیں کہ محمد بن جعفر سے عروہ رضی اللہ عنہ کی معرفت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] گئے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible] رجال لو [illegible]
[illegible]
الا لیت شعری [illegible]
[illegible] عمرو [illegible]

[illegible] قریش [illegible] [illegible]

[illegible]
[illegible] الحرب [illegible]
فلا [illegible]
اذا [illegible]
ولا [illegible]
[illegible] لها [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ بن ابی [illegible] محمد بن اسحاق [illegible] محمد بن جعفر [illegible] [illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] قریش [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] [illegible]

تمہیں برہنہ کر دیں گے۔۔۔ چنانچہ یہ لوگ روانہ ہوئے اور اس کو خلیقہ بنی ابی احمد میں جا لیا اور اس کو سواری سے نیچے اتار کر اس کے کجاوے کی تلاشی لی مگر کچھ نہ ملا۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں حلفاً کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے غلط نہیں فرمایا اور نہ ہمیں غلط اطلاع ملی ہے تو یہ خط نکال دو گی یا ہم تجھے برہنہ کر دیں گے۔ جب اس نے یہ عزم مصمم دیکھا تو کہا اچھا مجھ سے منہ پھیر لو۔ پھر تو اس نے اپنی چوٹی کھول کر خط نکال کر ان کے حوالے کر دیا اور انہوں نے یہ خط رسول اللہ ﷺ کو دے دیا۔ پھر آپ ﷺ نے حاطب رضی اللہ عنہ کو بلا کر پوچھا حاطب! تم نے یہ خط کیوں لکھا؟

حاطب کی صفائی: ۔۔۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! واللہ! میرا اللہ اور اس کے رسول پر سچا ایمان ہے۔ نہ میں بدلا ہوں اور نہ میں نے مذہب تبدیل کیا ہے لیکن بات یہ ہے کہ میں قریشی نہیں ہوں اور نہ ان سے رشتہ داری ہے مگر میرے بیوی بچے وہیں ان کے پاس ہیں اس خیال سے میں نے ان پر احسان کیا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، اجازت دیجئے میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمر! تجھے کیا پتہ ممکن ہے اللہ نے معرکہ بدر میں بدریوں پر توجہ فرما کر کہا ہو تم جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل فرمایا (الممتحنہ) اے مومنو! میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قصہ اسی طرح مرسل بیان کیا ہے۔

حاطب رضی اللہ عنہ کے خط کا مضمون: ۔۔۔ سہیلی نے بیان کیا ہے کہ خط کا مضمون تھا۔ رسول اللہ ﷺ ایک لشکر جرار لے کر چل پڑے ہیں رات کی طرح رواں دواں ہیں اور میں حلفاً کہتا ہوں اگر وہ اکیلے بھی تمہاری طرف چلے تو اللہ ان کو تم پر غالب کر دے گا۔ ثعالبی سے بیان ہوا ہے اور تفسیر ابن سلام میں ہے کہ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کا مکتوب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جہاد کے لئے روانگی کا اعلان کر دیا ہے۔ آپ ﷺ کی روانگی تمہاری طرف ہو یا کسی اور طرف مجھے یہ معلوم نہیں تم ہوشیار رہو۔

خط لکھنے کا سبب: ۔۔۔۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے، زبیر رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ کو روانہ فرما کر کہا جاؤ "روضہ خاخ" میں پہنچو وہاں ایک عورت ہے اس کے پاس خط ہے وہ اس سے لے لو۔ چنانچہ ہم سرپٹ گھوڑے دوڑاتے ہوئے روضہ خاخ میں پہنچے دیکھا تو وہاں عورت موجود ہے۔ ہم نے کہا خط لاؤ۔ اس نے لاعلمی کا اظہار کیا تو ہم نے کہا تم خط نکال کر پیش کرو گی یا ہم برہنہ کر کے تلاشی لیں؟ یہ سن کر اس نے خط اپنی چوٹی سے نکال کر دے دیا اور ہم اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اس کا عنوان تھا حاطب کی جانب سے مشرکین مکہ کی طرف اور اس میں رسول اللہ ﷺ کی بعض باتیں درج تھیں۔ یہ دیکھ کر آپ نے پوچھا حاطب! یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ میرے خلاف جلدی سے فیصلہ نہ فرمائیں میں قریش میں اجنبی آدمی تھا۔ ان کا حلیف تھا۔ خاص ان کے خاندان سے نہ تھا اور آپ کے پاس جو مہاجر ہیں ان کی ان سے رشتہ داریاں ہیں۔ ان کی وجہ سے وہ ان کے اہل و عیال اور اموال کی حفاظت کرتے ہیں۔ میں نے سوچا جب کہ میری ان سے رشتہ داری نہیں ہے تو میں ان پر احسان کر دوں تاکہ وہ میرے رشتہ داروں کی حفاظت کریں۔ میں نے یہ کام ارتداد کی نیت سے نہیں کیا اور نہ ہی اسلام پر کفر کو ترجیح دے کر۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے تمہیں سچ بات بتائی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قتل کی اجازت مانگنا اور حضور ﷺ کا جواب: ۔۔۔۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیجئے میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ معرکہ بدر میں شریک تھا۔ کیا معلوم ہے؟ خدا نے اہل بدر کو خطاب کر کے کہا ہو تم جو چاہو کرو میں نے تم کو بخش دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے سورہ ممتحنہ (۶۰/۱) نازل فرمائی فقد ضل سواء السبیل تک۔

اس روایت کو بجز ابن ماجہ اصحاب ستہ نے سفیان بن عیینہ سے نقل کیا ہے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔

ماں کی وجہ سے احسان کو قائم رکھا ۔ ۔ [illegible] رحمۃ اللہ علیہ (ثقہ راویوں کی اسناد سے) [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حاطب [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] بیان [illegible] رسول اللہ ﷺ نے [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] مجھے یقین تھا کہ اللہ [illegible] والدین [illegible] حضرت عمر رضی اللہ عنہ [illegible] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا [illegible] تجھے کیا معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر [illegible] جو چاہو کرو [illegible] میں نے تم کو بخش دیا ہے [illegible] واللہ اعلم ۔

غزوہ مکہ کے لیے فوج کی تعداد ۔ ۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ کی معرفت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ [illegible] ابو رہم کلثوم بن حصین بن عتبہ بن خلف غفاری کو امیر مقرر کیا ۔ [illegible] رمضان [illegible] عسفان اور امج کے درمیان کدید پہنچ کر روزہ افطار کر دیا ۔ پھر آپ ﷺ نے مر الظہران میں دس ہزار [illegible] کے ساتھ [illegible] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [illegible] بیان کیا ہے ۔

قبیلہ سلیم کے سات سو [illegible] مسلمان شامل تھے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مہاجرین اور انصار [illegible] تھے کوئی بھی پیچھے نہیں رہا ۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (محمود [illegible] عبد الرزاق [illegible]) [illegible] زہری [illegible] بیان کیا ہے ۔

روانگی کے بارے میں مختلف اقوال ۔ ۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے (ابو محمد [illegible] یعقوب بن سفیان [illegible] زہری [illegible] عبید اللہ بن عبد اللہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان ۸ھ میں غزوہ فتح مکہ کیا ۔ زہری نے سعید رحمۃ اللہ علیہ بن مسیب سے روایت کی ہے کہ معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ شعبان کے آخری ایام میں روانہ ہوئے اور رمضان شروع ہو گیا یا رمضان میں سفر شروع کیا ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ روزہ سے تھے ۔ کدید اور عسفان کے درمیان پہنچ کر [illegible] روزہ افطار کر دیا [illegible] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے [illegible] رمضان [illegible] تک بیان نہیں کیا

سفر میں روزہ ۔ ۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (علی بن عبد اللہ، جریر، منصور، مجاہد، طاؤس) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ماہ رمضان میں سفر کا آغاز کیا اور روزہ رکھا اور عسفان پہنچ کر پانی منگوایا اور [illegible] پانی پیا تاکہ سب لوگ دیکھ لیں اور مکہ پہنچنے تک روزہ نہیں رکھا ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سفر میں روزہ رکھا بھی اور ترک بھی کیا ہے ۔ جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے ۔

یونس نے ابن اسحاق سے، زہری سے، عبید اللہ بن عبد اللہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سفر پر روانہ ہوئے [illegible] ابو رہم غفاری کو [illegible] رمضان [illegible] آپ اور لوگ روزہ سے تھے ۔ عسفان اور امج کے درمیان کدید پہنچ کر روزہ افطار کر دیا [illegible] زہری [illegible] کا خیال ہے کہ سفر میں رسول اللہ ﷺ کا روزہ افطار کرنا آخری عمل تھا [illegible] پہلے عمل کا ناسخ ہوتا ہے ۔

ہجرت سے ساڑھے آٹھ سال بعد مکہ فتح ہوا...... بقول امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ یہ فقرہ مدرج ہے اور زہری کا اضافہ ہے اور امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو (عبداللہ بن ادریس از یعقوب بن سفیان از جابر از یحییٰ از صدقہ از ابن اسحاق) نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ماہ رمضان ۸ھ کو فتح مکہ کے لئے روانہ ہوئے۔ حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو اسحاق فزاری نے (محمد بن ابی حفصہ، زہری، عبید اللہ بن عبداللہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ۱۳ رمضان کو مکہ فتح ہوا۔ بقول بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ۱۰ رمضان ۸ھ کی تاریخ روانگی کے الفاظ مدرج ہیں اور یہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن وہب سے یونس کی معرفت زہری سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ فتح مکہ میں ہجرت سے ساڑھے آٹھ سال بعد مدینہ میں سے ۱۰ رمضان ۸ھ میں دس ہزار مسلمانوں کے ساتھ روانہ ہوئے اور سترہ رمضان کو مکہ فتح کیا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے (عبدالرزاق از معمر از زہری از عبید اللہ بن عبداللہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں روانہ ہوئے اور آپ ﷺ کے ساتھ دس ہزار مسلمان تھے۔ روزہ رکھا اور کدید پہنچ کر کھول دیا اور امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے نئے اور جدید فعل پر عمل کیا جاتا ہے اور زہری کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ۱۳۔ رمضان ۸ھ کو مکہ میں پہنچے اور اس قول کو صحیحین میں عبدالرزاق کی سند سے بیان کیا ہے، واللہ اعلم۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے (سعید بن عبدالعزیز تنوخی، عطیہ بن قیس) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال ہمیں ۲ رمضان کو مکہ کے لئے روانگی کا حکم دیا۔ ہم نے روزہ رکھا اور کدید پہنچ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روزہ کھول دو۔ چنانچہ بعض لوگ روزے سے تھے اور بعض نے روزہ افطار کر دیا تھا یہاں تک کہ مکہ پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے روزہ نہ رکھنے کا حکم دیا چنانچہ ہم سب نے روزہ نہیں رکھا۔ اس روایت کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے (ابو المغیرہ، سعید بن عبدالعزیز، عطیہ بن قیس، اس سے جس نے عمن حدثہ) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ۲ رمضان کو سفر کا حکم دیا ہم نے روزہ رکھا اور جب کدید میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے روزہ کھولنے کا حکم دے دیا چنانچہ بعض نے روزہ کھول دیا اور بعض روزے سے رہے جب مکہ کے قریب پہنچے تو سب کو افطار کا حکم دیا چنانچہ کسی نے روزہ نہیں رکھا۔

مکہ کب فتح ہوا...... امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زہری کے قول کے مطابق مکہ ۱۳ رمضان ۸ھ میں فتح ہوا اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ خدری کے بیان کے مطابق مکہ سے روانگی ۲ رمضان کو عمل میں آئی۔ پس مکہ اور مدینہ کے درمیان مسافت کو ۱۱ دن میں طے کیا۔ لیکن حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے (ابو الحسین بن فضل، عبداللہ بن جعفر، یعقوب بن سفیان، حسن بن ربیع، ابن ادریس، محمد بن اسحاق، زہری، محمد بن علی بن حسین، عاصم بن عمر بن قتادہ) عمرو بن شعیب اور عبداللہ رضی اللہ عنہ بن ابی بکر وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ فتح مکہ ۲۰ رمضان ۸ھ میں ہوئی۔

روزہ دار نافرمان ہیں...... ابوداؤد طیالسی (وہیب، جعفر بن محمد، محمد، ابیہ) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ روزہ سے روانہ ہوئے کچھ پیدل تھے اور کچھ سوار، رمضان کا مہینہ تھا، کراع غمیم میں پہنچے تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! روزہ رکھنا لوگوں پر مشکل ہے اور وہ آپ ﷺ کے فعل کے انتظار میں ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے پانی کا پیالہ منگوایا اور لوگوں کے سامنے پی لیا۔ چنانچہ بعض نے روزہ کھول لیا اور بعض روزہ سے رہے یہاں تک رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ بعض روزہ دار ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا "یہ روزہ دار نافرمان ہیں۔"

اس روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ثقفی اور دراوردی کی معرفت جعفر بن محمد سے بیان کیا ہے۔ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے (محمد بن اسحاق از بشیر بن یسار) از حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ رمضان میں روانہ ہوئے۔ سب روزہ دار تھے جب کدید میں پہنچے تو آپ ﷺ نے پانی کا پیالہ منگوایا آپ سوار تھے آپ نے لوگوں کے سامنے پی لیا۔ لوگوں کو بتانے کے لئے کہ آپ نے روزہ کھول دیا ہے چنانچہ سب مسلمانوں نے روزہ افطار کر دیا۔ تفرد بہ احمد۔

رسول اللہ ﷺ کے چچا عباس، ابوسفیان بن حارث رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی اور عبداللہ بن ابوامیہ بن مغیرہ مخزومی برادر ام سلمہؓ ام المومنین کا اسلام لانا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کرنا اور مکہ جاتے ہوئے راہ میں آپ سے ملاقات ہو جانا

حضرت عباس رضی اللہ عنہ: ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے راستے میں عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کی ملاقات ہوئی اور بقول ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ جحفہ میں ملاقات ہوئی۔ وہ اپنے بال بچوں کو لے کر ہجرت کر کے چلے آ رہے تھے اور اس سے پہلے مکہ میں مقیم تھے اور منصب سقایہ پر فائز تھے اور رسول اللہ ﷺ ان سے راضی تھے جیسا کہ ابن شہاب زہری کا بیان ہے۔

ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حارث اور عبداللہ رضی اللہ عنہ کا اسلام: بقول ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب اور عبداللہ بن ابی امیہ کی ملاقات رسول اللہ ﷺ سے مکہ اور مدینہ کے درمیان "نیق العقاب" میں ہوئی اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی درخواست کی تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ابوسفیان آپ کا چچا زاد بھائی ہے اور عبداللہ آپ کا پھوپھی زاد، سسرالی عزیز اور میرا بھائی ہے۔ آپ ان کو باریابی کی اجازت دیں۔ آپ ﷺ نے کہا مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں میرے چچا زاد نے تو میری ہتک کی تھی، باقی رہا پھوپھی زاد تو اس نے مکہ میں میرے بارے میں غیر مہذب الفاظ کہے تھے۔ جب ان کو رسول اللہ ﷺ کے اس جواب کا علم ہوا اور ابوسفیان کے ساتھ اس کا چھوٹا بیٹا بھی تھا تو ابوسفیان ابن حارث نے کہا واللہ! آپ مجھے شرف باریابی کی اجازت فرمائیں گے یا میں اپنے اس بچے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں نکل جاؤں گا اور بھوکا پیاسا مر جاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ کو ان کے اس عزم کی خبر ہوئی تو آپ پر رقت طاری ہوئی اور ان کو باریابی کی اجازت دی وہ آئے اور مسلمان ہو گئے۔ ابوسفیان نے اپنی سابقہ زندگی سے معذرت کی اور اسلام کے بارے میں کہا:

ابوسفیان کے اسلام کے بعد کے اشعار:

لعمرک انی یوم احمل رایۃ
لتغلب خیل اللات خیل محمد
لکالمدلج الحیران اظلم لیلہ
فھذا اوانی حین اھدی واھتدی
ھدانی ھاد غیر نفسی ونالنی
مع اللہ من طردت کل مطرد
اصد وانأی جاھدا عن محمد
وادعی وان لم انتسب من محمد
ھموا ما ھموا من لم یقل بھواھم
وان کان ذا رأی یلم ویفند

"تیری بقا کی قسم! جب میں علم تھامے ہوئے لات کے لشکر کی قیادت کر رہا تھا کہ محمد کے لشکر پر غالب آ جائے تو میں رات کی تاریکی میں حیران مسافر کی طرح تھا۔ اب وقت ہے کہ میں ہدایت دیا جاؤں اور ہدایت پا لوں۔ میری ذات کی بجائے کسی

۔ نہ میری راہنمائی کی۔ ہادی مجھے اللہ کے ساتھ اس نے پہنچایا ہے جس کو میں نے پوری کوشش سے دھتکار دیا تھا۔ میں کوشش سے محمد ﷺ سے دور رہتا تھا اور بھاگتا تھا اور مجھے محمد ﷺ سے منسوب کیا جاتا تھا اگرچہ میں ان سے منسوب نہیں ہوں۔ وہ وہ لوگ ہیں جو ان کی خواہش کے مطابق نہ کہے تو اس پر ملامت کی جاتی ہے خواہ صاحب رائے ہو اور جھٹلایا جاتا ہے۔

أريد لأرضيهم ولست بلائط
مع القوم ما لم أهد في كل مقعد
فقل لثقيف لا أريد قتالها
وقل لثقيف تلك غيري أوعدي
فما كنت في الجيش الذي نال عامرا
وما كان عن جري لساني ولا يدي
قبائل جاءت من بلاد بعيدة
نزائع جاءت من سهام وسردد

"میں ان کو خوش کرنا چاہتا ہوں اور قوم کے ساتھ میرا تعلق نہیں جب تک میری ہر مقام پر رہنمائی نہ کی جائے۔ ثقیف کو جا کر کہہ دو میں ان سے جنگ کا ارادہ نہیں رکھتا اور ان کو کہہ دو کہ میرے علاوہ کسی اور کو دھمکی دیں۔ میں اس لشکر میں نہ تھا جس نے عامر کو قتل کیا اور نہ یہ میرے ہاتھ اور زبان کے باعث ہوا۔ یہ دور دراز مقام۔ سہام اور سردد کے اجنبی قبائل تھے۔"

بقول ابن اسحاق، جب اس نے "ونالني مع الله من طردت كل مطرد" پڑھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے سینہ پر ہاتھ مارا (کہ) تو نے مجھے ہر وقت پرے ہٹایا۔

ہر نبی علیہ السلام نے بکریاں چرائی ہیں: رسول اللہ ﷺ مرالظہران میں پیلو توڑ رہے تھے جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہم لوگ نبی علیہ السلام کے ہمراہ مرالظہران میں تھے اور پیلو توڑ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا سیاہ توڑو وہ عمدہ ہوتے ہیں۔ ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ بکریاں چرایا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا "ہاں" اور ہر نبی علیہ السلام نے بکریاں چرائی ہیں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی فضیلت: بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (حاکم، اصم، احمد بن عبدالجبار، یونس بن بکیر، ابان بن صالح) ابوالولید سعید بن میناء سے روایت کرتے ہیں کہ جب اہل خندق فارغ ہو کر مدینہ سے چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے مکہ کی طرف روانگی کا قصد کیا۔ مرالظہران میں پہنچ کر قیام فرما ہوئے۔ تو آپ ﷺ نے لوگوں کو پیلو توڑنے کے لئے روانہ کیا۔ سفیان نے سعید سے پوچھا کیا بات ہے؟ بتایا "پیلو" چنانچہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی گئے۔ جو پیلو جب کوئی عمدہ دانہ سامنے آتا تو سب اپنے اپنے منہ میں ڈال لیتے۔ وہ درخت پر چڑھے ہوئے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی پتلی پتلی ٹانگیں دیکھ کر صحابہ بے اختیار ہنس رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ان کی پتلی ٹانگوں پر ہنستے ہو۔ خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! یہ قیامت کے روز میزان عمل میں کوہ احد سے بھی زیادہ بھاری ہوں گی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ جو عمدہ عمدہ چنتے تھے وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لاتے اس بارے میں کسی نے کہا

هذا جناي وخياره فيه   إذ كل جان يده إلى فيه

"یہ پھل ہے جو میں نے چنا ہے اور عمدہ پھل بھی اس میں موجود ہے جبکہ ہر توڑنے والے کا ہاتھ اپنے منہ کی طرف جاتا تھا۔"

خرگوش: مسلم اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے مروی ہے کہ مرالظہران میں ہم نے ایک خرگوش بھگایا، لوگ اس کے پیچھے دوڑے۔ عاجز ہو کر تھک گئے میں نے اس کو پکڑ لیا اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو ذبح کیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس کی ران دی تو آپ ﷺ نے ان کو قبول فرمایا۔

جاسوسی: ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مرظہران میں فروکش تھے اور قریش کو آپ ﷺ کی آمد کا کوئی علم نہ تھا اور انہیں آپ ﷺ کی جانب سے کوئی بات معلوم نہ ہو سکی کہ اب آپ ﷺ کیا کرنے والے ہیں۔ تجسس کے لیے چنانچہ اس رات ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء جاسوسی کی نیت سے نکلے کہ کسی سے کچھ پوچھیں اور سنیں۔

ایک جاسوس کی گرفتاری: اس روایت کو ابن عیینہ نے ابواسامہ کی معرفت عروہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے آگے جاسوس روانہ کئے جو مسلمانوں کی نگرانی کر رہے تھے۔ قبیلہ کے علاقہ سے آگ کی روشنی ہونے کی وجہ تھا چنانچہ ابوسفیان وغیرہ ان کے پاس آگئے تو اسلامی لشکر نے انہیں گرفتار کر لیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابوسفیان کی طرف اٹھے تاکہ ان کی گردن مار دیں یہاں تک کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب نے جو ان کے دوست تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پناہ دلا دی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی تشویش: ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مرظہران میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا واصباح قریش! یعنی قریش کی تباہی! واللہ اگر رسول اللہ ﷺ مکہ میں بزور داخل ہو گئے اور انہوں نے آپ ﷺ سے امان کی درخواست کی فرصت نہ دی تو ہمیشہ تک قریش ہلاک ہو جائیں گے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سفید خچر پر سوار ہو کر نکلا اور "اراک" تک آیا کہ شاید کوئی لکڑیاں اکٹھی کرنے والا یا دودھ والا یا کوئی ضرورت مند مل جائے جو قریش کو اطلاع دے کہ رسول اللہ ﷺ "مرظہران" میں موجود ہیں تاکہ وہ آ کر آپ ﷺ سے امان کی درخواست کریں قبل اس بات کے کہ رسول اللہ ﷺ بزور فتح کر لیں۔

واللہ میں خچر پر سوار تھا اور اپنے مقصد کی تلاش میں تھا کہ میں نے ابوسفیان اور بدیل کی آواز سنی اور وہ آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ ابوسفیان نے کہا واللہ میں نے آج رات جیسی آگ اور لشکر کبھی نہیں دیکھا۔ بدیل نے کہا واللہ یہ خزاعہ کی آگ ہے۔ جسے جنگ نے مشتعل کر دیا ہے۔ تو ابوسفیان نے جواب دیا خزاعہ اس سے کہیں زیادہ ذلیل اور قلیل ہیں ان کی اتنی آگ اور لشکر نہیں ہو سکتا۔

میں نے اس کی آواز پہچان کر کہا اے ابوحنظلہ! اس نے میری آواز پہچان کر پوچھا ابوالفضل ہے؟ میں نے ہاں کہا تو اس نے پوچھا کیا بات ہے؟ میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ میں نے کہا افسوس اے ابوسفیان! یہ رسول اللہ ﷺ لشکر میں موجود ہیں یہ تباہی ہے۔ اس نے کہا واصباح قریش! میرے ماں باپ قربان اب بچاؤ کی کیا تدبیر ہے؟ میں نے کہا واللہ! اگر تو آپ ﷺ کے قابو آ گیا تو تیرا سر قلم کر دیں گے "جلدی سے" خچر پر میرے پیچھے بیٹھ جا۔ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلتا ہوں اور تیرے لیے امن کی درخواست کروں گا۔ چنانچہ وہ میرے پیچھے بیٹھ گیا اور اس کے دونوں ساتھی (بدیل اور حکیم) واپس چلے گئے۔ بقول عروہ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے ان سے مکہ کے متعلق پوچھا۔ اور بقول زہری اور موسیٰ بن عقبہ وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قتل کا ارادہ کیا: حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ابوسفیان کو ساتھ لے کر آیا جب بھی میں مسلمانوں کی آگ کے پاس سے گزرتا تو وہ پوچھتے کون ہے؟ رسول اللہ ﷺ کی سواری پر مجھے بیٹھا دیکھ کر کہتے رسول اللہ ﷺ کا چچا رسول اللہ ﷺ کی سواری پر سوار ہے۔ یہاں تک کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کی آگ کی روشنی کے پاس سے گزرا تو اس نے پوچھا کون ہے؟ اور میرے پاس آ گیا، ابوسفیان کو پیچھے سوار دیکھ کر کہا ابوسفیان دشمن خدا! اللہ کا شکر ہے کہ اس نے بغیر کسی عہد و پیمان کے تجھے میرے قبضہ میں کر دیا (بقول عروہ بن زبیر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کی گردن کو دبوچا اور ان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کو بچا لیا۔

بدیل اور حکیم کا مسلمان ہونا: ابن عقبہ اور موسیٰ بن عقبہ نے بھی زہری سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے جاسوسوں نے ان کے اونٹوں کی مہاریں پکڑ کر پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے عرض کی ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد کے طور پر آئے ہیں۔ چنانچہ ان کی حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی وہ ان کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ساری رات ان سے اسلام کے بارے میں گفتگو کی اور ان کو

توحید و رسالت کی دعوت دی۔ چنانچہ حکیم بن حزام اور بدیل مسلمان ہو گئے۔

ابوسفیان اور حکیم کا گھر جائے امان ہے ... ابوسفیان نے کہا میں ایسی ہی تمنا رکھتا تھا پھر وہ زبیر کے بعد مسلمان ہوا۔ تو وہ آپ سے قریش کے لئے امان طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص ابوسفیان کی حویلی (جو معلی کی طرف تھی) میں داخل ہو جائے وہ امن میں ہے اور جو شخص حکیم بن حزام کے گھر میں داخل ہو جائے جو مسفلہ میں تھا اسے بھی امان ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بحث ... حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ صورت حال دیکھ کر عمر رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے آئے اور میں نے خچر کو ایڑ لگائی اور میں عمر رضی اللہ عنہ سے تھوڑی دیر پہلے پہنچ گیا کہ خچر سے اتر کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور عمر رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ ابوسفیان ہے اللہ نے اتفاق سے بغیر کسی عہد و پیمان کے اس کو قدرت دے دی ہے مجھے اجازت دیجئے میں اس کا سر قلم کر دوں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اس کو پناہ دے دی ہے۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ کا سر تھام کر عرض کیا واللہ آج رات میرے علاوہ آپ سے کوئی سرگوشی نہ کرے گا۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کے بارے میں بار بار کہا تو میں نے عرض کیا جناب عمر ذرا صبر کیجئے واللہ اگر وہ بنی عدی بن کعب کے قبیلے سے ہوتا تو آپ اتنا اصرار نہ کرتے لیکن آپ کو معلوم ہے کہ وہ بنی عبد مناف کے قبیلے میں سے ہے۔

یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ذرا ٹھہریں۔ عباس! واللہ! تمہارا مسلمان ہونا میرے نزدیک خطاب کے مسلمان ہونے سے اگر وہ مسلمان ہو جاتے، بہت عزیز ہے اور یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ تمہارا مسلمان ہونا رسول اللہ ﷺ کو خطاب کے مسلمان ہونے سے زیادہ پسند ہے۔

ابوسفیان کا اسلام اور اس کا اعزاز یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عباس! اسے اپنے خیمے میں لے جاؤ۔ صبح میرے پاس لانا۔ چنانچہ رات اس نے میرے پاس گزاری اور صبح میں اس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ آپ ﷺ نے اس کو دیکھ کر کہا افسوس! اے ابوسفیان کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہ سن کر اس نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کس قدر بردبار، کس قدر سخی اور کس قدر صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔

واللہ اگر مجھے گمان ہوتا کہ اللہ کے سوا کوئی اور بھی خدا ہے تو اب تک میرے کچھ کام آتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا افسوس! اے ابوسفیان! کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تجھے یقین ہو جائے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ یہ سن کر اس نے کہا آپ پر میرے ماں باپ صدقے! آپ کتنے حلیم ہیں، کتنے کریم ہیں اور آپ کتنے اقرباء پرور ہیں، واللہ اس بات میں تو ابھی تک دل میں شک ہے۔ یہ سن کر عباس رضی اللہ عنہ نے کہا افسوس! گردن زدنی سے پہلے اسلام قبول کر لو اور توحید و رسالت کا اقرار کر لو چنانچہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ بڑی فخر پسند ہے آپ اس کے لئے کسی اعزاز اور رتبہ کا اعلان فرما دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ مامون ہے۔ عروہ نے یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ جو شخص حکیم کے گھر میں داخل ہو جائے وہ بھی محفوظ ہے۔

اسلامی لشکر کا منظر ..... موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ بن عقبہ نے بھی زہری سے اسی طرح نقل کیا ہے کہ جو شخص ہتھیار ڈال دے اور دروازہ بند کر لے وہ بھی مامون ہے اور جو شخص بیت اللہ میں داخل ہو جائے وہ بھی مامون ہے۔ وہ جب جانے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو پہاڑ کے کونے میں وادی کے تنگ راستہ پر روک دو کہ اسلامی لشکر کو گزرتے ہوئے دیکھ سکے۔ موسیٰ بن عقبہ نے زہری سے روایت کی ہے کہ ابوسفیان، بدیل اور حکیم بن حزام پہاڑ کے دامن میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑے اسلامی لشکر کا منظر دیکھ رہے تھے اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو دیکھ کر کہا الیوم یوم الملحمۃ الیوم تستحل الحرمۃ آج خون ریز لڑائی کا دن ہے آج کعبہ کی حرمت حلال ہو گی۔

ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا شکوہ کیا تو آپ ﷺ نے ان کو معزول کر کے انصار کا علم حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام کے حوالے کر دیا وہ اس علم کو لے کر مکہ کے بالائی حصہ کی طرف سے مکہ میں داخل ہوئے اور اس علم کو حجون پر گاڑ دیا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ معلاۃ سے مکے کے اندر داخل ہوئے، بنی بکر اور ہذیل نے مزاحمت کی تو بنی بکر کے بیس اور ہذیل کے تین یا چار افراد قتل کر دیے اور وہ شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور "حزورہ" میں قتل کر دیے گئے یہاں تک ان کا شکست خوردہ بیت اللہ کے دروازے تک پہنچ گیا۔

نبوت ہے نہ کہ بادشاہت ۔۔۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ابوسفیان کو لے کر وہاں ٹھہر گیا جہاں رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا تھا۔ سب قبائل اپنے اپنے علم لئے سامنے سے گزر رہے تھے جب بھی کوئی قبیلہ گزرتا تو ابوسفیان پوچھتے جناب عباس رضی اللہ عنہ "یہ کون لوگ ہیں" مثلاً میں کہتا سلیم تو ابوسفیان کہتے مجھے ان سے کیا واسطہ، پھر کوئی قبیلہ گزرتا تو پوچھتے عباس! یہ کون لوگ ہیں میں کہتا مزینہ قبیلہ ہے تو وہ کہتے مجھے مزینہ سے کیا واسطہ یہاں تک کہ جو قبیلہ گزرتا وہ مجھ سے پوچھتے اور میں بتاتا تو کہتے مجھے اس قبیلے سے کیا مطلب۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ ایک مسلح لشکر میں گزرے، صرف آنکھیں نظر آ رہی تھیں اس میں مہاجر اور انصار شامل تھے اس لشکر کو دیکھ کر ابوسفیان نے پوچھا سبحان اللہ اے عباس یہ کون ہیں میں نے عرض کیا مہاجر اور انصار کے لشکر میں رسول اللہ ﷺ جلوہ افروز ہیں تو اس نے کہا ان سے لڑائی کی کس میں طاقت ہے؟ واللہ ابوالفضل! آج تو تیرا بھتیجا بادشاہ بن گیا ہے۔ میں نے عرض کیا ابوسفیان یہ بادشاہت نہیں نبوت ہے تو اس نے کہا ہاں اب ٹھیک ہے پھر میں نے کہا اب قوم کی فکر کیجئے۔

قومی غیرت ۔۔۔ وہ یہ کہہ کر بلند آواز سے منادی دیتا ہے قوم قریش! یہ ہیں محمد ﷺ تمہارے سامنے ایسا لشکر لے کر آئے ہیں کہ اس کے مقابلہ کی کسی کو تاب نہیں۔ سنو! جو شخص ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہو جائے گا وہ مامون ہوگا یہ سن کر ہند بن عتبہ زوجہ ابوسفیان نے کھڑے ہو کر ابوسفیان کی مونچھ پکڑ کر کہا ایسے قوم کے نمائندے اور محافظ کا بیڑا غرق ہو ایسے بے حمیت شخص کو قتل کر دو۔

یہ سن کر ابوسفیان نے کہا افسوس! اس عورت کی بات تمہیں فریب میں نہ ڈالے وہ ایسا لشکر جرار لے کر آئے ہیں کہ کسی کو اس کے مقابلہ کی جرأت نہیں، ہاں جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا وہ مامون رہے گا۔ یہ سن کر انہوں نے کہا افسوس! تیرے گھر میں کتنے آدمی سما سکتے ہیں پھر اس نے کہا جو شخص اپنا دروازہ بند کرے گا وہ بھی مامون ہے اور جو شخص مسجد حرام میں داخل ہو جائے گا وہ بھی امن و امان میں ہے چنانچہ لوگ منتشر ہو کر اپنے گھروں میں بند ہو گئے اور بعض مسجد حرام میں چلے گئے۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی شکایت ۔۔۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ابوسفیان کے پاس سے گزرے تو اس نے عرض کیا میں بہت سے نامانوس چہرے دیکھ رہا ہوں اور یہ حضرت موجود ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ سب تیری حرکت ہے یہ تیری اور تیری قوم کے سلوک کا نتیجہ ہے۔ ان لوگوں نے میری تصدیق کی جب تم نے تکذیب کی اور ان لوگوں نے میرا تعاون کیا جب تم نے مجھے جلا وطن کیا۔

ابوسفیان نے سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ کی بات کی کہ جب وہ میرے پاس سے گزرا تو اس نے کہا اے ابوسفیان! آج کشت و خون کا دن ہے آج کعبہ کی حرمت حلال کی جائے گی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سعد نے غلط کہا ہے بلکہ اس روز تو اللہ کعبہ کی عظمت و حرمت کو دوبالا کرے گا اور کعبہ کو غلاف اوڑھایا جائے گا۔

نماز کا نظارہ ۔۔۔ عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس رات کی فجر کو جو ابوسفیان نے عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گزاری تھی، ابوسفیان نے دیکھا کہ لوگ نماز کے لئے چلے آ رہے ہیں۔ وضو اور استنجا کے لئے ادھر ادھر منتشر ہو رہے ہیں" یہ منظر دیکھ کر اس نے خطرہ محسوس کر کے کہا عباس! کیا بات ہے؟ عباس رضی اللہ عنہ نے بتایا ان لوگوں نے اذان سنی ہے اور نماز کے لئے آ رہے ہیں۔ جماعت کھڑی ہوئی تو اس نے دیکھا کہ وہ لوگ آپ ﷺ کے رکوع کے ساتھ رکوع میں چلے جاتے ہیں اور سجدہ کے ساتھ سجدہ میں گر جاتے ہیں۔ یہ عجیب منظر دیکھ کر اس نے کہا عباس! یہ حیرت انگیز نظارہ ہے، جو وہ حکم کرتا ہے فوراً بجا لاتے ہیں۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا بالکل اللہ کی قسم! اگر آپ ﷺ ان کو کھانا پینا چھوڑنے کا حکم کریں تو فوراً تسلیم کر لیں گے۔ موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ بن عقبہ نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو شروع کیا تو لوگ ہتھیلیاں پھیلا کر (وضو کے پانی کو نیچے نہیں گرنے دیتے تھے) تو ابوسفیان نے کہا عباس! میں نے آج رات جیسا نظارہ کبھی نہیں دیکھا نہ قیصر کے دربار میں نہ کسریٰ کی بارگاہ میں۔

حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ، حاکم وغیرہ نے (اصم، احمد بن عبدالجبار، یونس بن بکیر، ابن اسحاق، حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس، عکرمہ) ابن عباس سے یہ قصہ مکمل نقل کیا ہے جیسا کہ زیاد بکائی نے ابن اسحاق سے بسند منقطع بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

لوگ کہاں کہاں مامون ومحفوظ ہوں گے ...... اس کے علاوہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے (ابو بلال اشعری، زیاد بکائی، محمد بن اسحاق، زہری، عبیداللہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ ابوسفیان کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مذکورہ بالا پورا واقعہ بیان کرنے کے بعد اس نے ذکر کیا ہے کہ ابوسفیان صبح سے پہلے رات کو ہی رسول اللہ ﷺ کے سامنے مشرف بہ اسلام ہو گئے اور جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہو جائے وہ مامون ہے تو ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرا گھر لوگوں کو کافی نہ ہوگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کعبہ کے اندر داخل ہو جائے وہ محفوظ ہوگا۔ یہ سن کر ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کعبہ میں بھی لوگ پورے نہ سما سکیں گے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مسجد میں داخل ہو جائے وہ بھی مامون ہوگا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، مسجد بھی ناکافی ہوگی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے وہ بھی محفوظ ہوگا تو ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں یہ کافی ہے۔

وہ عرفہ کی روشنیاں ہیں ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تو ابوسفیان، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء، رسول اللہ ﷺ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے نکلے، وہ چلتے چلتے مرالظہران "وادی فاطمہ" میں آئے تو دیکھا کہ روشنی ہی روشنی ہے گویا وہ عرفہ کی روشنیاں ہیں۔ یہ دیکھ کر ابوسفیان نے کہا یہ ہے گویا وہ عرفہ کا الاؤ ہے تو بدیل بن ورقاء نے کہا یہ بنی عمرو کی روشنی ہے۔ تو ابوسفیان نے کہا بنی عمرو کی آبادی اس سے کم ہے۔

اسلامی فوج کا نظارہ ...... ان کو رسول اللہ ﷺ کے محافظوں نے دیکھ لیا اور ان کو پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کر دیا چنانچہ ابوسفیان مسلمان ہو گیا۔ جب وہ جانے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو کہا ابوسفیان کو پہاڑ کے دامن میں روک لو تا کہ مسلمانوں کی فوج کا نظارہ کر لے۔ انہوں نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو وہاں روک لیا اور فوج کے گروہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گزر رہے تھے اور ایک ایک دستہ ابوسفیان کے سامنے سے گزر رہا تھا چنانچہ فوج کا ایک دستہ گزرا تو ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں بتایا یہ غفاری ہیں۔ تو ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا، مجھے غفار سے کیا مطلب، پھر جہینہ قبیلہ گزرا تو اسی قسم کی گفتگو ہوئی اس کے بعد سعد بن ہذیم اور سلیم کے قبائل گزرے تو پھر بھی اسی طرح کی بات ہوئی۔ یہاں تک کہ ایک بڑا لشکر گزرا، ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے ایسا لشکر کبھی نہیں دیکھا تھا تو حیران ہو کر پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا یہ انصاری ہیں ان کا امیر سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ علم بردار ہے تو سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ نے کہا، اے ابوسفیان! آج خونریزی کا دن ہے آج کعبہ میں لڑنا درست ہوگا۔ یہ سن کر ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا اے عباس! اچھے ذمہ دار ہونے کا اچھا دن ہے۔ پھر ایک لشکر آیا جو دیگر لشکروں سے چھوٹا تھا اس میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم جلوہ افروز تھے اور رسول اللہ ﷺ کا علم زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام کے ہاتھ میں تھا۔

حضور ﷺ کا جھنڈا حجون پر گاڑا جائے ...... رسول اللہ ﷺ کا گروہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا تو اس نے کہا کیا آپ کو سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ کی بات معلوم نہیں ہوئی، پوچھا اس نے کیا کہا، بتایا اس نے ایسا ایسا کہا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا سعد نے غلط کہا ہے، یہ تو وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ کعبہ کی عظمت کو دوبالا کرے گا اور اس کو غلاف پہنایا جائے گا اور رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ آپ ﷺ کا جھنڈا حجون میں گاڑا جائے [illegible]

[illegible] ...... عروہ نے نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ بن مطعم سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے سنا وہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھ رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے یہاں جھنڈا گاڑنے کا حکم دیا تھا؟ تو انہوں نے کہا ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو حکم دیا کہ وہ بالائی جانب سے مکہ کے بالائی حصے سے مکہ کے اندر داخل ہوں اور رسول اللہ ﷺ کدیٰ کی جانب سے مکہ میں

[illegible]

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی سفارش [illegible]

سر پر خود موجود تھی [illegible]

کالا عمامہ [illegible]

سفید جھنڈا [illegible]

[illegible]

حضور ﷺ کی تواضع [illegible]

[illegible]

قیس) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن ایک آدمی رسول اللہ ﷺ سے بات کرنے لگا تو اس پر دہشت طاری ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اطمینان رکھیے۔ میں بھی تو محض ایک قریشی خاتون کا بیٹا ہوں جو خشک گوشت کھاتی تھی۔

اس روایت کو (محمد بن سلیمان بن فارس اور احمد بن یحییٰ بن زہیر) نے اسماعیل بن ابی حارث سے متصل بیان کیا ہے اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو (ابو زکریا مزکی ابو عبداللہ محمد بن یعقوب محمد بن عبدالوہاب جعفر بن عون اسماعیل بن قیس) مرسل بیان کیا ہے اور یہی محفوظ ہے۔

فاتح شہر کا انوکھا انداز —— فتح و کامیابی کے موقع پر شکر و حمد کے ساتھ مکہ میں داخلہ کے وقت آپ کی تواضع، عاجزی اور انکساری بے مثال تھی۔ اس کے برعکس جب بنی اسرائیل کو بیت المقدس کے دروازے سے سر جھکا کر داخل ہونے اور حطۃ کہتے ہوئے داخل ہونے کا حکم ہوا تو وہ چوتڑوں کے بل رینگتے ہوئے **حنطۃ فی شعرۃ** (بالی میں دانہ) کہتے ہوئے داخل ہوئے۔

کداء یا کدیٰ —— امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال مکہ میں "کداء" کی جانب سے جو مکہ کی بالائی جانب ہے داخل ہوئے۔ یہ حدیث بصرہ کی طرح ابو اسامہ اور وہب نے بھی "کداء" بیان کیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (عبید بن اسماعیل ابو اسامہ ہشام) عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح کے سال کداء کی جانب سے جو مکہ کی بالائی جانب ہے مکہ میں داخل ہوئے، مرسلاً۔

بالائی یا زیریں حصہ —— اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ روایت مذکورہ بالا عروہ روایت سے الگ ہے کہ یہ ہمیں اس کے برعکس ہے۔ دونوں روایت میں "کداء" ممدود مذکور ہے اور یہ مکہ کے بالائی حصہ کی جانب ہے اور "کدیٰ" مقصور یہ مکہ کے زیریں حصہ کی طرف ہے اور یہی مشہور اور معروف اور مناسب ہے۔ اس سے پہلے بتایا جا چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو مکہ کے بالائی حصہ سے روانہ کیا اور خود رسول اللہ ﷺ مکہ کے زیریں حصے سے "کدیٰ" کی جانب سے داخل ہوئے اور یہ صحیح بخاری میں مذکور ہے۔ واللہ اعلم۔

حسان رضی اللہ عنہ نے کیسے کہا تھا —— بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ مکہ کے اندر داخل ہوئے تو خواتین گھوڑوں کے منہوں پر دوپٹے مارنے لگیں تو رسول اللہ ﷺ نے مسکرا کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہا، حسان رضی اللہ عنہ نے کیسے کہا تھا؟ تو حضرت ابوبکر نے پڑھا

عدمت بنیتی ان لم تروها
تثیر النقع من کنفی کداء
ینازعن الاعنة مسرجات
یلطمهن بالخمر النساء

"میری بچی معدوم ہو جائے اگر تم ان گھوڑوں کو نہ دیکھو جو کداء کے دونوں طرف غبار اڑا رہے ہوں، زین والے گھوڑوں کی لگامیں کھینچ رہے ہیں ان کو خواتین اپنے اوڑھنیوں سے مار رہی ہیں۔"

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہیں سے مکہ کے اندر داخل ہو جہاں سے حسان رضی اللہ عنہ نے کہا ہے۔

ابو قحافہ کا مسلمان ہونا —— محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ "ذی طوی" میں ٹھہرے تو ابو قحافہ نے اپنی سب سے چھوٹی بیٹی سے کہا، بیٹی مجھے ابو قبیس پر لے چلو۔ ان کی بینائی ختم ہو چکی تھی۔ چنانچہ وہ ان کو ابو قبیس کی چوٹی پر لے گئی تو ابو قحافہ نے پوچھا، بیٹی کیا نظر آ رہا ہے؟ اس نے کہا، میں ایک سیاہ ہجوم دیکھ رہی ہوں۔ ابو قحافہ نے کہا تو یہ گھوڑے ہیں۔ پھر بیٹی نے کہا میں اس ہجوم کے سامنے ایک آدمی دیکھ رہی ہوں جو آگے پیچھے دوڑ رہا ہے تو ابو قحافہ

نے کہا یہ وازع اور منتظم ہے جو لشکر کو ترتیب دے رہا ہے پھر اس نے کہا واللہ! وہ سیاہ جمگھٹا پھیل گیا ہے پھر ابوقحافہ نے کہا واللہ! اب لشکر روانہ ہو رہا ہے۔ مجھے جلدی جلدی گھر لے چلو۔ وہ اس کو پہاڑ سے اتار لائی اور گھر میں پہنچنے سے قبل لشکر مکہ میں داخل ہو گیا لڑکی کے گلے میں چاندی کا ہار تھا ایک آدمی نے اس کو پکڑ کر گردن سے کاٹ لیا۔

رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے والد ابوقحافہ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو آتے دیکھ کر فرمایا آپ نے شیخ کو گھر میں کیوں نہ رہنے دیا ہم خود ہی چلے آتے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی نسبت ان کو آنا بہتر ہے۔ چنانچہ ابوقحافہ کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے بٹھا دیا۔ آپ ﷺ نے ان کے سینہ پر ہاتھ پھیر کر فرمایا اسلام قبول کرو چنانچہ وہ مسلمان ہو گئے۔

آج لوگوں میں دیانت داری کم ہے — ابوقحافہ کا سر ثغامہ اور سعد کی طرح سفید تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کے بالوں کی رنگت بدل دو، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر بہن کا ہاتھ پکڑے ہوئے اعلان کیا میں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ میری بہن کا ہار واپس کر دیا جائے۔ کسی نے جواب نہ دیا تو فرمایا اے بہن! صبر کر آج لوگوں میں دیانت داری کم ہے۔ "آج" سے مراد خاص دن ہے کیونکہ لشکر بہت بڑا تھا۔ لوگوں کا ہجوم تھا کوئی کسی کی طرف مڑ کر نہ دیکھتا تھا شاید ہار اتارنے والے نے یہ سمجھا ہے کہ وہ کسی حربی کا ہے۔ واللہ اعلم۔

بال کا رنگ تبدیل کر دو — بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (عبداللہ الحافظ، ابو العباس اصم، بحر بن نصر، ابن وھب، ابن جریج، ابو الزبیر) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور ان کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے لے آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ان کے بالوں کا رنگ تبدیل کر دو اور سیاہ رنگ کے قریب نہ لے جاؤ۔

تہنیت — ابن وھب نے عمر بن محمد کی معرفت زید بن اسلم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کی مبارک باد دی۔

ترتیب لشکر — ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ بن ابی نجیح سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے "ذی طویٰ" سے لشکر مرتب کیا، زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام مجنبہ یسری اور بائیں پہلو پر امیر تھے۔ آپ ﷺ نے ان کو کداء کی جانب سے مکہ میں داخل ہونے کا حکم دیا تھا اور سعد رضی اللہ عنہ کو "کدی" کی جانب سے مکہ میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ (بقول ابن اسحاق) مہاجر لوگوں کے ساتھ۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا جھنڈا — بعض اہل علم کا خیال ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ جب مکہ کے اندر داخل ہوئے تو انہوں نے کہا الیوم یوم الملحمة، الیوم تستحل الحرمة یہ الفاظ (بقول ابن ہشام) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سن لئے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے سعد رضی اللہ عنہ کی بات سنی ہے؟ ہمیں خوف ہے کہ وہ قریش پر حملہ آور ہوں گے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا اس کو تلاش کرو، اس سے جھنڈا لے کر تم مکہ میں جھنڈا لے کر داخل ہو۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ محمد بن اسحاق کے علاوہ کسی نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ کی مذکورہ بالا بات کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے امر کی تعمیل کرتے ہوئے جھنڈا اس کے بیٹے کا حکم دیا، بقول قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا گیا اور بقول زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام کو دے دیا۔ واللہ اعلم۔

خاتون کی شکایت — حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے یعقوب بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں عبداللہ بن مری [illegible] [illegible] سے اور موسیٰ بن عقبہ از ابو زبیر از جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے جھنڈا حضرت سعد

رضی اللہ عنہ بن عبادہ کے حوالے کیا سعد جھنڈے کو بلند کر کے کہہ رہے تھے الیوم یوم الملحمۃ الیوم تستحل الحرمۃ یہ خبر قریش کی کسی عورت کو گزری اور ان کے دلوں پر شاق گزرا تو ایک خاتون نے راستہ میں رسول اللہ ﷺ پر نظر پڑتے وقت یہ اشعار کہے

یا نبی الہدی الیک لجا حی
قریش ولات حین لجاء
حین ضاقت علیہم سعۃ الارض
وعاداہم الہ السماء
ونودوا بالصیلم الصلعاء
ان سعدا یرید قاصمۃ الظہر
باہل الحجون والبطحاء
خزرجی لو یستطیع من الغیظ
رمانا بالنسر والعواء

"اے نبی ہدیٰ! آپ کی جانب قبیلہ قریش نے پناہ پکڑی ہے اور یہ پناہ کا وقت نہیں ہے۔ جب ان پر وسیع زمین تنگ ہو گئی اور اللہ نے ان سے بغض کا اظہار کیا اور قوم پر مصیبت کا وقت آ گیا ہے اور وہ آفت کے لئے پکارے گئے ہیں۔ سعد رضی اللہ عنہ کا ارادہ ہے اہل حجون اور اہل بطحاء پر کمر توڑ مصیبت لانے کا، وہ خزرجی ہے اگر اس کو غصے کے اظہار کا موقع ملا تو وہ ہمیں گدھوں اور درندوں کے سامنے پھینک دے گا"۔

فانہینہ فانہ الاسد الاسود
واللیث والغ فی الدماء
فلئن اقحم اللواء ونادی
یا حماۃ اللواء اہل اللواء
لتکونن بالبطاح قریش
بقعۃ القاع فی اکف الاماء
انہ مصلت یرید لہا القتل
صموت کالحیۃ الصماء

"آپ اس کو منع کریں وہ شیروں کا شیر ہے اور خونخوار ہے۔ اگر وہ علم لے کر گھس گیا اور اس نے علم والوں کو پکارا اے علم کے حامیو! تو قریش مکہ میں لونڈیوں کے ہاتھوں میں ذلیل ہو جائیں گے۔ وہ بہت تیز ہے ان کی بربادی چاہتا ہے خاموش ہے زہریلے سانپ کی طرح"۔

جھنڈا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو دے دیا..... رسول اللہ ﷺ نے یہ اشعار سنے تو آپ ﷺ رنجیدہ ہو گئے اور ان پر مہربان ہو گئے اور جھنڈا حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے لے کر ان کے بیٹے قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو دے دیا گیا۔ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس خاتون کو مایوس نہ کیا اور آپ ﷺ کی رحمت نے سبقت کی اور سعد کو بھی ناراض نہ کیا کہ ان سے جھنڈا لے کر ان کے بیٹے کو دے دیا۔

تیر گاڑ دیا گیا: ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ابی نجیح سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو امیر مقرر کیا۔ وہ کچھ لوگوں کے ساتھ لیط کے راستہ زیریں مکہ میں داخل ہوئے اور آپ لشکر کے دائیں پہلو پر امیر تھے اور اس میں اسلم، سلیم، غفار، مزینہ

جہینہ اور عرب کے دوسرے قبائل کے لوگ بھی شامل تھے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ان بے ہتھیار پیدل چلنے والے مسلمانوں کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے آگے مکہ میں اترے اور رسول اللہ ﷺ اذاخر کے راستے آئے یہاں تک کہ مکہ کے بالائی حصے میں آئے اور آپ کے لئے وہاں خیمہ نصب کر دیا گیا تھا۔

مسلمان کافر اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید سے روایت کی ہے کہ فتح مکہ کے زمانہ میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کل کہاں ٹھہریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی مکان باقی بھی چھوڑا ہے (سب بیچ باچ دیئے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا کافر مسلمان کا اور مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (ابوالیمان، شعیب، الزہری، ابوسلمہ بن عبدالرحمان) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان شاء اللہ جب اللہ نے فتح نصیب کی تو ہمارا قیام خیف بنی کنانہ میں ہوگا، جہاں قریش نے کفر پر قائم رہنے کی قسم کھائی تھی۔ اس واقعہ کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم بن سعد سے بھی بیان کیا ہے۔

مکہ میں مشرکوں سے لڑائی...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن ابی نجیح اور عبداللہ رضی اللہ عنہ بن ابی بکر سے روایت کی ہے۔ صفوان بن امیہ، عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو نے چند لوگوں کو "خندمہ" میں لڑائی کے لئے جمع کر لیا تھا۔

حماس کی ناکام امید...... حماس بن قیس بن خالد بکری، رسول اللہ ﷺ کی مکہ میں آمد سے پہلے ہتھیار درست کرتا رہتا تھا۔ اس کی بیوی نے پوچھا یہ کیا تیاری کر رہے ہو؟ اس نے کہا محمد اور اس کے ساتھیوں کے لئے، تو اس نے جواب دیا واللہ! محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کے سامنے کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی۔ یہ سن کر اس نے کہا واللہ! مجھے غالب امید ہے کہ ان میں سے کسی کو تیرا خادم بنا کے لاؤں گا اور اس نے کہا:

ان یقبلوا الیوم فما لی علہ
ھذا سلاح کامل والہ
وذو غرارین سریع السلہ

"اگر وہ آج میرے سامنے آگئے تو مجھ میں کوئی عیب نہیں۔ یہ مکمل ہتھیار ہے اور برچھی ہے۔ اور دو دھاری تلوار ہے جو فوراً میان سے باہر آنے والی"۔

بعد ازاں وہ صفوان، عکرمہ اور سہیل کے ساتھ خندمہ میں حاضر ہوا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مسلمانوں سے معمولی کی جھڑپ ہوئی اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے لشکر میں سے کرز رضی اللہ عنہ بن جابر فہری اور خنیس رضی اللہ عنہ بن خالد بن ربیعہ بن اصرم حلیف بنی منقذ (اور بقول کلبی ان کا نام خنیش ہے) شہید ہو گئے۔ یہ دونوں خالد رضی اللہ عنہ کے لشکر سے الگ ہو کر دوسرے راستے پر چل پڑے تھے۔ کرز رضی اللہ عنہ خنیس سے پہلے شہید ہوئے اور سلمہ رضی اللہ عنہ بن میلاء جہنی بھی شہید ہو گئے اور مشرکوں کے بارہ تیرہ آدمی مارے گئے پھر وہ شکست کھا کر بھاگ نکلے اور حماس بھی شکست کھا کر دوڑ آیا اور گھر میں داخل ہوتے ہوئے اپنی بیوی سے کہا دروازہ بند کر دو تو اس نے اترا کر مذاق کیا تمہاری دیکھی شیخی؟ تو اس نے کہا

انک لو شھدت یوم الخندمہ
اذ فر صفوان وفر عکرمہ
وابو یزید قائم کالمؤتمہ
واستقبلتھم بالسیوف المسلمہ
یقطعن کل ساعد وجمجمہ
ضربا فلا یسمع الا غمغمہ

لهم نهيت خلفنا وهمهمه
لم تنطقي في اللوم أدنى كلمه

"اگر تو جنگ خندمہ کا حال دیکھ لیتی جب صفوان اور عکرمہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور بیچ میں رہ جانے والی بیوہ عورت کی طرح
حیران کھڑا تھا جبکہ مسلمانوں نے تلواروں سے استقبال کیا۔ جو ہر کلائی اور کھوپڑی کو اس طرح کاٹ رہی تھیں کہ بجز شور
غل سنائی نہ دیتا تھا اور ہمارے پیچھے ان کا شور ہو رہا تھا تو تو ذرا سی ملامت بھی نہ کرتی۔"

یہ قول ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ، یہ اشعار رعاش ہذلی سے مروی ہیں۔

علامت ... غزوہ فتح مکہ حنین اور طائف میں مہاجرین کی علامت اور تعیبہ شعار تھا "یا بنی عبدالرحمن" اور خزرج کی علامت یا بنی عبداللہ تھی اور اوس کی علامت یا بنی عبید اللہ تھی۔

اللہ کا ارادہ کچھ اور تھا اور آپ ﷺ کا کچھ اور ..... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (علی بن سعید از ابو سفیان ثوری از شعیب بن صفوان از عطاء بن سائب طاؤس) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس روز زمین و آسمان کو پیدا کیا اور سورج چاند بنائے اسی دن سے اس شہر کو محترم قرار دیا اور اس کے مقابل آسمان تک تمام علاقہ کو بھی حرم بنایا اور اس میں مجھ سے پہلے کسی کو لڑائی حلال نہ تھی۔ صرف میرے لئے دن کے کچھ حصہ میں لڑائی جائز ہوئی اور پھر اس کی حرمت حسب سابق برقرار کر دی۔

خالد رضی اللہ عنہ نے ستر آدمی قتل کئے ..... آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ خالد بن ولید جنگ کر رہے ہیں تو آپ ﷺ نے ایک صحابی کو کہا کہ جاؤ اور خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو کہو کہ لڑائی سے ہاتھ روک لے۔ چنانچہ وہ آدمی آیا اور اس نے کہا کہ نبی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو سامنے آئے قتل کر دو چنانچہ خالد رضی اللہ عنہ نے ستر آدمی قتل کر دیئے۔ وہ نبی علیہ السلام کے پاس آیا اور اس نے یہ بتایا تو آپ ﷺ نے خالد کو بلا کر پوچھا کیا میں نے تم کو قتل کرنے سے روکا نہ تھا؟ خالد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میرے پاس فلاں شخص آیا اس نے مجھے کہا جو بھی سامنے آئے اسے قتل کر دو۔ پھر آپ ﷺ نے اس پیامبر کو بلایا اور کہا کیا میں نے تم کو قتل سے روکنے کا پیغام نہیں دیا تھا؟ تو اس نے جواب دیا آپ ﷺ کا کچھ ارادہ تھا اور اللہ تعالیٰ کا کچھ اور مگر اللہ کا ارادہ غالب آ گیا اور میں وہی کر سکا جو ہوا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ چپ رہے اور کوئی جواب نہ دیا۔

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ..... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے امراء لشکر کو نصیحت کی تھی کہ وہ صرف ان لوگوں سے جنگ کریں جو ان کے مقابلہ میں جنگ کرے مگر چند لوگوں کو جہاں ملیں قتل کرنے کا حکم دیا گو وہ غلاف کعبہ کے نیچے چھپے ہوئے ہوں۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رضاعی بھائی تھا مسلمان ہو کر کاتب وحی مقرر ہوا۔ پھر مرتد ہو کر مکہ چلا گیا جب رسول اللہ ﷺ "فتح مکہ" کے وقت مکہ آئے تو آپ ﷺ نے اس کے قتل کو جائز قرار دے دیا۔ وہ بھاگ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پناہ میں چلا گیا اور وہ اس کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں امان طلبی کے لئے پہنچ آئے۔ رسول اللہ ﷺ دیر تک خاموش رہے پھر آپ ﷺ نے "ہاں" میں جواب دیا جب وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ واپس چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا تم میں کوئی بھی رشید اور بھلا آدمی نہ تھا جو اس نے مجھے خاموش دیکھا تھا تو وہ اٹھ کر اس کا کام تمام کر دیتا۔

نبی علیہ السلام اشارے سے قتل نہیں کرتا ..... یہ سن کر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اشارہ کیوں نہ فرما دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا نبی اشارے کنائے سے قتل نہیں کرتا (اور ایک روایت میں ہے) کہ نبی کو لائق نہیں کہ وہ آنکھوں سے خیانت کرے۔ بقول ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ اس کے بعد ان کی اسلامی زندگی میں تعامل بہت بہتر ہو گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بعض امور ان کے حوالے کئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو حاکم مصر مقرر کر دیا اور بقول امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ وہ فجر کی نماز کی آخری رکعت میں فوت ہوئے یا نماز کے بعد گھر میں فوت ہوئے

۲۳ [illegible] تھیں۔

کعبہ کے غلاف سے لٹکا ہوا ہلاک ہوا: ... عبداللہ بن خطل تمیمی بقول مصنف اس کا نام عبدالعزیٰ بن خطل ہے یا ممکن ہے کہ اس کا نام پہلے عبدالعزیٰ ہو مسلمان ہونے کے بعد عبداللہ نام رکھ دیا ہو۔ آپ ﷺ نے اس کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا اس کے ساتھ ایک انصاری بھی تھا اور اس کا ایک مسلمان غلام بھی ساتھ تھا وہ اس سے خفا ہو گیا وہ اس کو قتل کر کے مرتد ہو کر فرار ہو گیا۔ اس کے ساتھ اس کی دو گانے والی لونڈیاں بھی تھیں جو رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی بے عزتی کیا کرتی تھیں۔ ان میں سے ایک کا نام قریبہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا اور اس کی دونوں لونڈیوں کے قتل کا حکم فرما دیا چنانچہ وہ غلاف کعبہ سے چمٹا ہوا قتل کر دیا گیا اور اس کو ابوبرزہ رضی اللہ عنہ اسلمی اور سعید رضی اللہ عنہ بن حریث مخزومی دونوں نے قتل کیا اور ایک لونڈی قتل ہو گئی دوسری کے لئے امان طلب کر لی گئی۔

حویرث کا قتل: ... حویرث بن نقیذ بن وہب بن عبد قصی مکہ میں رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچاتا تھا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جب آغاز ہجرت میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی بیٹیوں کو آپ ﷺ کے پاس مدینہ بھیجنے کے لئے روانہ کیا تو اس نے ان کی سواری کو زور سے مارا تو وہ دونوں اونٹ سے زمین پر گر گئیں۔ اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔

مقیس بن صبابہ کا قتل: ... اس نے اپنے بھائی کے قاتل کو خون بہا وصول کرنے کے بعد قتل کر دیا تھا پھر مسلمان ہو گیا تھا قتل کے بعد مرتد ہو کر چلا گیا اور اس کو اس کی قوم کے آدمی نمیلہ بن عبداللہ نے قتل کیا۔

سارہ: ... بنی عبدالمطلب اور عکرمہ بن ابی جہل کی کنیز تھی رسول اللہ ﷺ کو مکہ میں تکلیف پہنچایا کرتی تھی۔ بقول امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ وہی کنیز ہے جو حاطب رضی اللہ عنہ بن ابی بلتعہ کا خط لے کر چلی تھی۔ آپ ﷺ نے اس کو معاف کر دیا یا وہ بھاگ کر نکل گئی تو آپ ﷺ نے اس کو اشتہاری مجرم قرار دے دیا ہو۔ واللہ اعلم۔ اور رسول اللہ ﷺ سے اس کے لئے امان حاصل کر لی گئی پھر وہ خلافت فاروقی تک بقید حیات رہی اور کسی گھڑ سوار کی زد میں آ کر مر گئی۔ بقول سہیلی "قریبہ" بھی مسلمان ہو گئی تھی۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ: عکرمہ بن ابی جہل فرار ہو کر یمن کی طرف چلے گئے اور ان کی بیوی ام حکیم بنت حارث بن ہشام مسلمان ہو گئی اور اس نے عکرمہ کے لئے رسول اللہ ﷺ سے امان طلب کی تو آپ ﷺ نے اس کو امان دے دی۔ وہ ان کو تلاش کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئی اور وہ مسلمان ہو گئے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابو طاہر محمد بن محمش فقیہ، ابوبکر محمد بن حسین قطان، احمد بن یوسف سلمی، احمد بن مفضل، اسباط بن نصر، سدی، مصعب بن سعد) سعد سے روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے سوائے چار مردوں اور دو عورتوں کے سب کو امان دے دیا اور معاف کر دیا اور ان کے بارے میں فرمایا ان کو قتل کر دو گو وہ کعبہ کے غلاف سے لٹکے ہوئے ہوں، عکرمہ بن ابی جہل، عبداللہ بن خطل، مقیس بن صبابہ اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔

عبداللہ بن خطل کعبہ کے غلاف سے لٹکا ہوا تھا سعید رضی اللہ عنہ بن حریث اور عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر اس کی طرف دوڑ کر گئے۔ سعید جوان تھا اس نے آگے بڑھ کر ابن خطل کو قتل کر دیا۔ مقیس بن صبابہ کو لوگوں نے بازار میں پایا اور اس کو جہنم رسید کر دیا۔

حضرت عکرمہ کشتی پر سوار ہوئے، کشتی طوفان کی زد میں آ گئی اور ملاحوں نے کشتی سواروں کو کہا، اخلاص سے عبادت کرو کیونکہ تمہارے معبود یہاں کچھ کام نہیں آئیں گے تو عکرمہ نے کہا واللہ! اگر سمندر میں اخلاص ہی نجات دے سکتا ہے تو زمین پر بھی وہی نجات دے سکتا ہے یا اللہ! میرا تجھ سے عہد ہے اگر تو مجھے اس مصیبت سے نجات بخش دے تو میں محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں رکھ دوں گا تو مجھے امید ہے کہ میں ان کو معاف کرنے والا کریم پاؤں گا۔ چنانچہ وہ آئے اور مسلمان ہو گئے۔

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر چھپ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اسلام پر بیعت کے لئے بلایا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر حاضر ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! عبداللہ کی بیعت لے لیجئے۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف تین بار سر اٹھا کر دیکھا اور بیعت سے انکار کر دیا۔ تیسری دفعہ انکار کے بعد اس کی بیعت لی۔ پھر آپ ﷺ نے حاضرین سے مخاطب کر کے کہا کیا تم میں کوئی رجل رشید اور سمجھدار آدمی نہ تھا جب اس نے مجھے دیکھا کہ میں نے بیعت سے ہاتھ روک رکھا ہے تو وہ اٹھ کر اس کو قتل کر دیتا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمیں آپ ﷺ کے دل کی بات کا کیا علم تھا آپ نے آنکھ سے اشارہ کیوں نہ کر دیا تو آپ نے فرمایا کسی نبی کو لائق نہیں کہ وہ آنکھوں سے خیانت کرے۔ اس روایت کو ابو داؤد اور نسائی نے احمد بن مفضل سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

عبداللہ اور ام سارہ ..... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابو عبداللہ حافظ، ابو العباس اصم، ابو زرعہ دمشقی، حسین بن بشر کوفی، حکم بن عبدالملک، قتادہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سوائے چار افراد کے سب کے جرم معاف فرما دیئے۔ عبدالعزیٰ بن خطل، مقیس بن صبابہ، عبداللہ بن سعد بن ابی سرح، اور ام سارہ۔

ابن خطل کو غلاف کعبہ سے لٹکے ہوئے قتل کر دیا گیا۔ ایک انصاری نے منت مانی تھی کہ جب وہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو دیکھے گا قتل کر دے گا۔ عبداللہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رضاعی بھائی تھا وہ اس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے کہ آپ اس کی سفارش کریں۔ انصاری نے دیکھا تو تلوار لے کر چلا آیا اور اس کو رسول اللہ ﷺ کے حلقہ مجلس میں پایا تو اس نے تامل کیا اور قتل سے پرہیز کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس نے آپ کی بیعت کر لی۔ پھر آپ نے انصاری کو بتایا کہ میں نے تیری منت کے پورا کرنے کی خاطر انتظار کیا تھا تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ سے ڈر گیا۔ آپ نے مجھے اشارہ کیوں نہ کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کسی نبی کو لائق نہیں کہ وہ اشارہ کرے۔

مقیس بن صبابہ مسلمان ہوا اور اپنے مقتول بھائی کی دیت وصول کرنے کے بعد مسلمان قاتل کو قتل کر کے مرتد ہوا اور فرار ہو گیا۔

ام سارہ قریش کی باندی تھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے اپنی تنگدستی کا اظہار کیا تو آپ ﷺ نے اس کا تعاون کیا۔ پھر اس کو حاطب رضی اللہ عنہ بن ابی بلتعہ نے ایک خط دے کر مکہ بھیجا۔

محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت کی ہے کہ مقیس بن صبابہ کا بھائی ہشام غزوہ بنی مصطلق میں غلطی سے کسی مسلمان کے ہاتھوں شہید ہو گیا تھا۔ مقیس مسلمان ہو کر آیا اور اپنے بھائی کے خون بہا کا مطالبہ کیا۔ خون بہا وصول کیا اور بھائی کے قاتل کو بھی قتل کر دیا اور مرتد ہو کر مکہ چلا آیا اور رسول اللہ ﷺ نے جب اس کے قتل کا حکم دیا تو وہ صفا و مروہ کے درمیان قتل کر دیا گیا۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے دو چار اشعار بیان کئے ہیں جو اس نے اپنے بھائی کے قاتل کے قتل کے موقع پر کہے تھے (ان کا ترجمہ غزوہ بنی مصطلق میں گزر چکا ہے) اور اموی کی تحریر رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق جن دو لونڈیوں کے قتل کا اعلان کیا تھا وہ بھی مقیس بن صبابہ کی ملکیت تھیں اور مقیس کو اس کے چچا زاد نمیلہ بن عبداللہ نے قتل کیا تھا صفا مروہ کے درمیان اور بقول بعض ابن خطل کو زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام نے قتل کیا تھا۔

جسے تم نے امان دی اسے ہم نے بھی امان دی ..... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن ابی ہند کی معرفت ابو مرہ غلام عقیل بن ابی طالب سے نقل کیا ہے کہ ام ہانی رضی اللہ عنہا بنت ابی طالب نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ "اعلیٰ مکہ" میں تشریف فرما تھے کہ میرے سسرال رشتہ داروں میں سے دو آدمی ..... (بقول ابن ہشام) حارث بن ہشام اور زہیر بن ابی امیہ بن مغیرہ ..... بھاگ کر میرے پاس چلے آئے اور میرے بھائی علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے کہا واللہ میں ان کو قتل کر دوں گا۔ میں ان کو اپنے گھر کے اندر بند کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس چلی آئی۔ آپ ﷺ "اعلیٰ مکہ" میں تھے۔ میں نے آپ ﷺ کو غسل کرتے ہوئے پایا۔ پانی ایک برتن میں تھا جس میں آٹے کے آثار موجود تھے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ پر کپڑے سے پردہ کئے ہوئے تھی۔ آپ ﷺ نے غسل کے بعد کپڑا اپنے بدن پر لپیٹ لیا اور آٹھ رکعت نماز چاشت پڑھی پھر مجھے خوش آمدید کہہ کر پوچھا ام ہانی! کیسے آئی ہو؟ میں نے ان دو آدمیوں اور علی رضی اللہ عنہ کے قصے کے بارے میں بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا جس کو تم نے پناہ دی ہم نے اس کو پناہ دی، جس کو تم نے امان دی ہم نے بھی امان دی۔ لہٰذا علی رضی اللہ عنہ ان کو قتل نہ کریں گے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ابوالولید، شعبہ، عمرو بن مرہ) ابن ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ ام ہانی کے علاوہ ہمیں کسی نے نہیں بتایا کہ آپ ﷺ نے نماز چاشت پڑھی ہو۔ انہوں نے فتح کے دن رسول اللہ ﷺ کو غسل کرتے ہوئے پایا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے آٹھ رکعت نماز پڑھی۔ ان کا کہنا ہے یہ نماز ہلکی پھلکی تھی مگر رکوع اور سجود اعتدال کے ساتھ تھے۔

نماز چاشت...... امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (لیث، یزید بن ابی حبیب، سعید بن ابی ہند، ابومرہ مولیٰ عقیل) ام ہانی زوجہ ہبیرہ مخزومی سے روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال مخزومی میرے پاس آئے اور میں نے ان کو پناہ دے دی۔ علی رضی اللہ عنہ آ گئے تو انہوں نے کہا میں ان کو قتل کرتا ہوں۔ تب ان کی یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ کے پاس "اعلیٰ مکہ" میں آئی آپ ﷺ نے مجھے خوش آمدید کہہ کر پوچھا کیسے آئی ہو؟ میں نے عرض کیا میں نے اپنے دو مخزومی رشتہ داروں کو پناہ دی ہے اور علی ان کو قتل کرنا چاہتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اے ام ہانی جن کو تم نے پناہ دی ہم نے بھی ان کو پناہ دے دی۔ پھر آپ ﷺ غسل کے لئے اٹھے، فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو کپڑے سے پردہ کیا، غسل کے بعد آپ ﷺ نے کپڑا اوڑھا اور آٹھ رکعت نماز چاشت پڑھی۔

ایک روایت میں ہے کہ ام ہانی آئیں اور آپ ﷺ غسل کر رہے تھے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کپڑے سے آپ ﷺ پر پردہ کئے ہوئے تھیں، آپ ﷺ نے پوچھا کون ہے؟ عرض کیا ام ہانی۔ آپ ﷺ نے خوش آمدید کہا۔ ام ہانی نے عرض کیا کہ علی رضی اللہ عنہ دو آدمیوں کو قتل کرنا چاہتے ہیں جن کو میں نے پناہ دی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے ام ہانی! جن کو تو نے پناہ دی ہم نے بھی ان کو پناہ دی پھر آپ ﷺ نے آٹھ رکعت نماز پڑھی اور یہ نماز چاشت ہے۔

اکثر اہل علم کا خیال ہے کہ یہ نماز فتح اور نماز چاشت ہے اور بعض کا یقین ہے کہ یہ نماز فتح ہے اور سہیلی وغیرہ اہل علم کا قول ہے کہ نماز فتح آٹھ رکعت ایک سلام سے ہوتی ہے۔ مگر ابوداؤد کی روایت میں صراحت موجود ہے کہ آپ ﷺ نے ہر دو رکعت پر سلام پھیرا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص نے فتح مدائن کے دن ایوان کسریٰ میں آٹھ رکعت نماز پڑھی اور ہر دو رکعت پر سلام پھیرا تھا۔

کبوتر ہاتھ سے توڑ دیا...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن جعفر بن زبیر، عبیداللہ بن عبداللہ بن ابی ثور، صفیہ بنت شیبہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں تشریف فرما تھے۔ جنگ کے بعد لوگ مطمئن اور مسرور تھے کہ آپ ﷺ باہر نکلے بیت اللہ میں تشریف لائے اور سوار ہو کر بیت اللہ کے سات چکر لگائے اور آپ ﷺ چھڑی سے حجر اسود کا استلام کر رہے تھے۔ طواف پورا کرنے کے بعد عثمان بن طلحہ کو بلایا اس سے کعبہ کی چابی لی دروازہ کھلوایا تو آپ ﷺ اس میں داخل ہوئے۔ وہاں لکڑی کا کبوتر پایا اس کو ہاتھ سے توڑ کر پھینک دیا پھر آپ ﷺ کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو گئے اور سب لوگ آپ ﷺ کے سامنے جمع ہو گئے۔

مقام ابراہیم کو پیچھے ہٹایا...... موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ بن عقبہ کہتے ہیں کہ طواف کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی پھر آپ ﷺ زمزم کے کنوئیں کی جانب گئے، اس میں جھانکا اور پانی منگوا کر پیا، پھر وضو کیا اور لوگ آپ کے مستعمل پانی پر ٹوٹ پڑے۔ مشرک اس منظر کو دیکھ کر حیرت زدہ تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہم نے آپ جیسا بادشاہ نہیں دیکھا اور مقام ابراہیم جو بیت اللہ سے ملحق تھا موجودہ مقام تک پیچھے ہٹا دیا۔

معزز وہ ہے جو پرہیزگار ہے...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے بعض اہل علم نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر فرمایا: لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ صدق وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ خبردار تمام مفاخر اور تمام اموال یا خون کا مطالبہ سب میرے ان قدموں کے نیچے دفن ہے۔ ماسوائے بیت اللہ کی تولیت اور حاجیوں کے لئے پانی کے انتظام کے۔ آگاہ رہو قتل خطا شبہ عمد کوڑے اور لاٹھی سے ہو اس میں دیت سو اونٹ ہے جن میں چالیس حاملہ ہوں گی۔ اے قریش! اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کا غرور اور فخر ختم کر دیا ہے نسل کشی اور آباؤ اجداد پر فخر کرنا ختم کر دیا ہے۔ سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی کے بنے ہوئے تھے۔ پھر فرمایا (الحجرات ۱۳) "اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تم کو شاخوں اور قبیلوں میں تقسیم کر دیا تاکہ ایک دوسرے سے (اپنا) رشتہ

تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو، اللہ کے نزدیک سب سے مکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے بے شک اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے"۔

آزادی اور کعبہ کی کنجیاں...... اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: اے جماعت قریش! تم کو معلوم ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کرنے والا ہوں؟ انہوں نے کہا ہم اچھے برتاؤ کی امید رکھتے ہیں، آپ شریف و نجیب بھائی اور شریف بھائی کے بیٹے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ تم سب آزاد ہو۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مسجد میں بیٹھ گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جن کے ہاتھ میں کعبہ کی کنجی تھی حاضر خدمت ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لئے "پانی پلانے کا منصب" کے ساتھ آپ ﷺ ہمارے لئے کعبہ کا منصب بھی جمع فرما دیجئے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا عثمان بن طلحہ کہاں ہے؟ چنانچہ اس کو بلایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عثمان لو اپنی کنجی! آج نیکی اور وفاداری کا دن ہے۔

خون بہا کا اعلان...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (سفیان، ابن جدعان، قاسم بن ربیعہ) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن کعبہ کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر فرمایا: اس اللہ کا شکر ہے جس نے اپنا وعدہ سچ کر دیا، اپنے بندے کی مدد کی اور تمام احزاب کو شکست دی۔ سنو! قتل عمد شبہ خطا جو کوڑے اور لاٹھی سے ہو اس کا خون بہا سو اونٹ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا یہ خون بہا مغلظ اور شدید ہے، ان میں سے چالیس اونٹنیاں حاملہ ہوں گی۔ سنو! جاہلیت کا ہر قدیم فخر و غرور، قتل اور مالی دعویٰ میرے ان قدموں کے نیچے پامال ہو چکا ہے سوائے سقایہ اور بیت اللہ کی سدانت کے منصب کے۔ ان دونوں کو میں نے ان کے سابقہ لوگوں کے لئے قائم رکھا ہے۔
اس روایت کو ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نسائی اور ابن ماجہ نے (علی بن زید بن جدعان از قاسم بن ربیعہ بن جوشن غطفانی) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔

تصاویر کو مٹانے کا حکم...... ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے بعض اہل علم سے روایت کی ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے تو اس میں فرشتوں وغیرہ کی تصاویر دیکھیں، ابراہیم علیہ السلام کی تصویر بھی، ان کے ہاتھ میں فال کے تیر تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ ان کو ہلاک کرے، انہوں نے ہمارے شیخ کو فال گیر بنا دیا ہے، بھلا ابراہیم علیہ السلام کی فال گیری کے ساتھ کیا نسبت ہے؟ "ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی لیکن سیدھے راستے والے مسلمان تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے" (۳/۶۷) پھر آپ ﷺ کے حکم سے یہ سب تصاویر مٹا دی گئیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (سلیمان، عبدالرحمان، موسیٰ بن عقبہ، ابوالزبیر) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کعبہ کے اندر تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو مٹانے کا حکم دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کپڑا گیلا کر کے ان کو مٹا دیا، رسول اللہ ﷺ اندر آئے تو اس میں کوئی تصویر نہ تھی۔

۳۶۰ بت...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (صدقہ بن فضل، سفیان بن عیینہ، ابن ابی نجیح، مجاہد، ابو معمر) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے۔ بیت اللہ کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے۔ آپ ﷺ چھڑی سے ان کو ٹھوکر مار رہے تھے اور فرما رہے تھے: حق آ گیا ہے اور باطل مٹ گیا ہے، حق آ گیا اور باطل نہ پہلی بار پیدا کر سکتا ہے اور نہ دوبارہ (۳۴/۴۹) اس روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عیینہ سے نقل کیا ہے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابن اسحاق، عبداللہ بن ابی بکر، علی بن عبداللہ بن عباس) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن بیت اللہ میں آئے تو کعبہ کی چھت پر تین سو ساٹھ بت تھے۔ آپ ﷺ نے چھڑی پکڑی، آپ بت کی جانب اشارہ کرتے اور وہ گر پڑتا یہاں تک کہ سب بت گر پڑے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے روز جب داخل ہوئے تو وہاں ۳۶۰ بت نصب تھے۔ آپ ﷺ نے ہر بت کی طرف عصا سے اشارہ کر کے یہ پڑھا (۱۷/۸۱) "حق آ گیا ہے اور باطل مٹ گیا ہے بے شک باطل مٹنے والا تھا۔" آپ ﷺ نے جس بت کی جانب اشارہ فرمایا وہ بت بغیر عصا لگنے کے منہ کے بل گر پڑتا۔ یہ روایت ضعیف ہے مگر مذکورہ بالا روایت اس کی تائید کرتی ہے۔

نائلہ ...... محمد بن اسحاق (ابو ربیع، یعقوب بن ابی عمرو) ابن ابی نجیح سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو ایک سفید بالوں والی سیاہ فام حبشی بوڑھی عورت اپنا چہرہ نوچتے ہوئے شور مچاتے ہوئے نکلی تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ نائلہ ہے کہ مکہ میں اپنی عبادت سے مایوس ہو گئی ہے۔

بت کو اشارہ ...... ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے ایک معتبر راوی سے (ابن شہاب از عبیداللہ بن عتبہ) از ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن سوار ہو کر آئے، سواری پر طواف کیا، کعبہ کے گرد سیسہ کی تاروں سے بت جڑے ہوئے تھے۔ آپ بت کی طرف ہاتھ کی چھڑی سے اشارہ کرتے اور پڑھتے جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا (۱۷/۸۱) گدی کی طرف اشارہ فرماتے تو بت منہ کے بل گر پڑتا، اور منہ کی طرف سے اشارہ فرماتے تو بت پیٹھ کے بل گر پڑتا حتی کہ سب بت گر پڑے اور تمیم بن اسد خزاعی نے کہا۔

وفي الأصنام معتبر وعلم
لمن يرجو الثواب أو العقابا
"جو شخص آخرت میں ثواب و عذاب سے ڈرتا ہے اس کے لئے بتوں میں عبرت اور آگاہی ہے"۔

سعی کے بعد دعا ...... صحیح مسلم میں (شیبان بن فروخ، سلیمان بن مغیرہ، ثابت، عبداللہ بن رباح) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث فتح مکہ میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ میں تشریف لائے حجر اسود کا بوسہ لیا اور طواف کے بعد ایک بت کے پاس آئے جس کی قریش عبادت کرتے تھے آپ ﷺ کے ہاتھ میں جو کمان تھی آپ اس کا ایک کنارا پکڑے ہوئے تھے آپ ﷺ جس بت کے پاس آتے اس کی آنکھ میں مارتے اور پڑھتے جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا (۱۷/۸۱) طواف سے فارغ ہو کر صفا کی پہاڑی پر آئے، اس پر چڑھ کر بیت اللہ کی طرف دیکھا اور ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔

بزرگوں کی مورتیاں ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (اسحاق بن منصور، عبدالصمد، ابوہ، ایوب، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں تشریف لائے تو کعبہ میں بت ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ نے اس کے اندر داخل ہونے سے انکار کر دیا پھر آپ ﷺ کے حکم سے وہ بت باہر نکال دیئے گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی مورتیاں بھی نکالی گئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ مشرکین کو برباد کرے وہ خوب جانتے تھے کہ ان بزرگوں نے کبھی فال نہیں نکالا پھر آپ ﷺ بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے بیت اللہ کے چاروں کونوں میں اللہ اکبر کہا، باہر نکل آئے اور نماز نہیں پڑھی۔ (تفرد بہ البخاری)

۶ ستون ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبدالصمد، ہمام، عطاء) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے اندر داخل ہوئے اور اس میں چھ ستون تھے۔ ہر ستون کے پاس کھڑے ہو کر دعا کی لیکن نماز نہیں پڑھی اس روایت کو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے (شیبان بن فروخ، ہمام، عن عطاء) بیان کیا ہے۔

بیت اللہ کے کونوں میں دعا ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ہارون بن معروف، ابن وہب، عمرو بن حارث، بکیر، کریب) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت اللہ میں داخل ہوئے تو اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کی تصاویر تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا ان لوگوں کو معلوم ہے کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو یہ ابراہیم کی تصویر ہے "وہ فال نکال رہے ہیں" ان کو فال سے کیا نسبت۔ اس حدیث کو بخاری اور نسائی نے ابن وہب سے بیان کیا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبدالرزاق، معمر، عثمان جزری، مقسم) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے اس کے کونوں میں دعا کی اور

باہر نکل آئے پھر آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی۔ (تفرد بہ احمد)

دو رکعت نماز پڑھی۔۔۔۔۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (اسماعیل، ایوب، مجاہد) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے اندر دو رکعت نماز پڑھی۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے داخل ہوئے۔۔۔۔۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (یونس، نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے روز "اعلیٰ مکہ" سے اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھائے ہوئے سواری پر تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے ساتھ عثمان بن طلحہ بھی جو کلید بردار بیت اللہ بھی تھے آپ ﷺ نے سواری بٹھائی اور کعبہ کی کلید لانے کا حکم دیا چنانچہ آپ کے ساتھ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن طلحہ بھی تھے۔ آپ ﷺ اس کے اندر دیر تک ٹھہرے پھر باہر تشریف لائے۔ لوگ اندر جانے کے لئے لپکے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اندر داخل ہوئے دروازے کے پیچھے حضرت بلال کو کھڑے پایا تو ان سے پوچھا، رسول اللہ ﷺ نے نماز کہاں پڑھی ہے؟ انہوں نے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں آپ نے نماز پڑھی تھی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رکعت کی تعداد پوچھنے سے بھول گیا۔

دو ستونوں کے درمیان۔۔۔۔۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ہشیم، ابن عون وغیرہ، نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے آپ ﷺ کے ساتھ اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید، فضل رضی اللہ عنہ بن عباس، عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا اور انہوں نے دروازہ بند کر دیا آپ ﷺ دیر تک وہاں ٹھہرے پھر باہر آ گئے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سب سے پہلے بلال رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی میں نے پوچھا رسول اللہ ﷺ نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ بتایا یہاں دو ستونوں کے درمیان۔

نماز کی جگہ کی کیفیت۔۔۔۔۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ صحیح بخاری وغیرہ میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی۔ دروازے کے سامنے غربی دیوار سے تین ہاتھ کے فاصلہ پر، بیت اللہ کے چھ ستون تھے۔ شرقی تین ستونوں کو پیچھے کیا اور غربی دو ستونوں کو دائیں جانب اور ایک ستون کو بائیں جانب۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (اسماعیل، ایوب، مجاہد) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے اندر دو رکعت نماز پڑھی۔

کعبہ میں اذان اور کفار کے تبصرے۔۔۔۔۔ ابن ہشام نے بعض اہل علم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال کعبہ کے اندر داخل ہوئے۔ آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کا حکم فرمایا، ابوسفیان بن حرب، عتاب بن اسید اور حارث بن ہشام بیت اللہ کے صحن میں موجود تھے۔ عتاب بن اسید نے کہا اللہ تعالیٰ نے اسید کو یہ اعزاز بخشا کہ اس نے یہ اذان نہیں سنی ورنہ تو اسے تکلیف دہ گزرتا۔ اور حارث بن ہشام نے کہا واللہ! اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ وہ سچے ہیں تو میں آپ ﷺ کی پیروی کر لوں گا۔ ابوسفیان نے کہا میں کچھ نہیں کہوں گا۔ اگر میں نے کوئی بات کی تو یہ کنکریاں بھی میرے بارے میں بتا دیں گی۔ پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ان کو کہا جو تم نے باتیں کی ہیں وہ مجھے معلوم ہو گئی ہیں پھر آپ ﷺ نے ان کو وہ باتیں بتا دیں یہ سن کر حارث اور عتاب نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ خدا کے رسول ہیں۔ واللہ! ان باتوں کا کسی کو علم نہ تھا کہ ہم کہتے کہ اس نے آپ ﷺ کو بتایا ہے۔

کفار کا دل جلانا۔۔۔۔۔ یونس بن بکیر نے آل جبیر بن مطعم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کہنے کا حکم دیا۔ آپ نے کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دی۔ یہ سن کر سعید بن عاص کے کسی بیٹے نے کہا کہ اللہ نے

سعید اموی نے ذکر کیا کہ اس حبشی کی کعبہ پر اذان سننے سے پہلے ہی فوت ہو گیا۔ عبدالرزاق نے معمر کے ذریعے ایوب سے روایت کی ہے کہ ابن ابی ملیکہ نے بتایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا اور انہوں نے کعبہ کی چھت پر فتح مکہ کے دن اذان کہی۔ ایک قریشی نے حارث بن ہشام کو کہا کیا تم دیکھتے نہیں ہو یہ غلام کہاں چڑھ گیا ہے تو اس نے کہا چھوڑو اگر اللہ کو ناپسند ہوا تو اس کو بدل دے گا۔

یونس بن بکیر وغیرہ نے (ہشام بن عروہ از ابیہ) سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے کعبہ کی چھت پر اذان کہی۔ مشرکوں کا دل جلانے اور انہیں غصہ دلانے کیلئے۔

رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان کو اس کے ارادے کا انجام بتایا...... محمد بن سعد نے (واقدی از محمد بن حرب از ابو مجلی بن ابی خالد از ابو اسحاق) سے روایت کی ہے کہ ابوسفیان فتح مکہ کے بعد بیٹھا ہوا تھا اس نے اپنے دل میں کہا "اگر میں محمد ﷺ کے خلاف فوج جمع کر لوں" ابھی اسی کشمکش میں تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے کندھوں کے درمیان ہاتھ مار کر فرمایا۔ تب اللہ تجھے ذلیل کر دے گا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ اس کے پاس کھڑے تھے تو ابوسفیان نے کہا مجھے یقین آیا کہ آپ نبی علیہ السلام ہیں۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابو عبداللہ الحافظ ابو حامد احمد بن حسن مقری احمد بن یوسف سلمی محمد بن یوسف فریابی یونس بن ابواسحاق ابوالسفر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوسفیان نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے لوگ چل رہے ہیں تو اس نے اپنے دل میں سوچا "اگر میں اس شخص سے دوبارہ جنگ شروع کر دوں" اسی دوران رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور اس کے سینے پر ہاتھ مار کر کہا تب اللہ تجھے رسوا و ذلیل کرے گا۔ یہ سن کر ابوسفیان نے کہا کہ میں اللہ کی طرف توبہ و رجوع کرتا ہوں اور اپنی گفتگو سے معذرت کا طلب گار ہوں۔

بیہقی ابن خزیمہ وغیرہ (ابو حامد بن شرقی محمد بن یحییٰ ذہلی موسیٰ بن اعین جزری ابن اسحاق ابن اشرس) حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کی رات جب لوگ بیت اللہ میں آئے تو صبح تک تہلیل و تکبیر اور طواف میں مصروف رہے۔ یہ منظر دیکھ کر ابوسفیان نے ہند سے پوچھا کہ تیرے خیال میں کیا یہ اللہ کی جانب سے ہے؟ اس نے کہا ہاں یہ منجانب اللہ ہے۔ صبح کو ابوسفیان رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے ہند کو کہا کیا خیال ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے؟ اس نے کہا "ہاں" یہ اللہ کی جانب سے ہے تو ابوسفیان نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ بخدا میری یہ بات ہند کے سوا کسی نے نہیں سنی۔

مکہ ہمیشہ سے حرم ہے...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (اسحاق ابو عاصم ابن جریج حسن بن مسلم) حضرت مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین آسمان کی تخلیق کے وقت ہی مکہ کو حرم قرار دے دیا تھا اور یہ قیامت تک حرم ہے۔

حرم میں پابندیاں...... اس میں جنگ و جدال کسی کے لئے نہ مجھ سے پہلے حلال تھا اور نہ میرے بعد اور میرے لئے بھی اس میں مختصر وقت میں جنگ کرنا حلال ہوا۔ اس کے اندر شکار نہ بھگایا جائے اور نہ اس کا کانٹا کاٹا جائے اور نہ اس کی گھاس کو کاٹا جائے اور نہ اس کا لقطہ اور گرا ہوا سامان اٹھایا جائے البتہ اس کے مشہور کرنے والے کے لئے جائز ہے۔ یہ سن کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب نے عرض کیا: رسول اللہ ﷺ اذخر اور گھاس کو مستثنیٰ قرار دیں کہ وہ لوہاروں اور گھروں کی ضروریات کے لئے ناگزیر ہے آپ نے استثنا کرتے ہوئے کہا کہ اس کا کاٹنا حلال ہے۔

ابن جریج نے عبدالکریم بن مالک جزری کی معرفت عکرمہ از ابن عباس اسی طرح کی روایت بیان کی ہے اور اس کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی بیان کیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو کئی سند سے بطور مرسل بیان کیا ہے اور اس کو دوسری سند سے بھی بیان کیا ہے۔

مکہ صلح سے فتح ہوا یا بزور شمشیر...... ان روایات سے جمہور نے یہ استدلال کیا ہے کہ مکہ بزور شمشیر فتح ہوا اور "خندمہ" کا واقعہ بھی اس امر کی دلیل ہے جس میں تقریباً ۲۰ آدمی کام آئے۔ یہی جمہور علماء کا مسلک ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور قول یہ ہے کہ مکہ صلح سے فتح ہوا کیونکہ یہ بعد میں تقسیم نہیں کیا گیا نیز آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ امان میں ہے اور جو شخص حرم میں پناہ لے لے وہ بھی محفوظ ہے

اور جو شخص یہاں جوار و پناہ کرے وہ بھی امن و امان میں ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیلی بحث ان شاء اللہ ”کتاب الاحکام الکبیر“ میں ہوگی۔

ابو شریح اور امیر مدینہ: ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ابو شریح خزاعی سے روایت کرتے ہیں کہ عمرو رضی اللہ عنہ بن سعید امیر مدینہ مکہ کی طرف یزید کے زمانے میں فوج بھیج رہے تھے۔ میں نے کہا جناب امیر! مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو رسول اللہ ﷺ کی وہ بات بتاؤں جو آپ ﷺ نے فتح مکہ کے دوسرے دن فرمائی تھی جس کو میرے کانوں نے سنا، میرے دل و دماغ نے یاد رکھا اور میری آنکھوں نے آپ کو دیکھا جب رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا آپ ﷺ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ اللہ نے مکہ کو محترم بنایا ہے لوگوں نے محترم نہیں کیا۔ کسی مسلمان شخص کے لئے جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے جائز نہیں کہ اس میں خون ریزی کرے اور اس کا درخت کاٹے۔ اگر کوئی رسول اللہ ﷺ کے قتال سے جنگ کی رخصت پر دلیل پکڑے تو تم اس کو کہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اجازت دی تھی اور تم کو اجازت نہیں دی اور مجھے بھی صرف دن کا کچھ حصہ اجازت ملی اور آج اس کی حرمت کل کی طرح لوٹ آئی۔ حاضر کو چاہئے کہ وہ غائب کو بتادے۔

ابو شریح سے کسی نے پوچھا عمرو بن سعید امیر مدینہ نے آپ کو کیا جواب دیا۔ اس نے کہا اے ابو شریح! مجھے اس مسئلہ کے بارے میں آپ سے زیادہ معلوم ہے۔ حرم کسی نافرمان کو پناہ نہیں دیتا اور نہ ہی خون خرابہ کرکے بھاگ آنے والے کو۔ اس روایت کو بخاری اور مسلم نے قتیبہ از لیث کی نقل کیا ہے۔

خراش خزاعی: ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن اثوع نے جاہلی دور میں احمر خزاعی کو قتل کر دیا تھا۔ فتح مکہ کے روز خزاعہ قبیلے نے ابن اثوع کو مکہ میں قتل کر دیا۔ اس کا قاتل خراش ابن امیہ خزاعی ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قتل سے رک جاؤ، اگر قتل مفید ہوتا تو بہت ہو چکا ہے تم نے ایک آدمی کو قتل کر دیا ہے میں اس کا خون بہا ادا کروں گا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمن بن حرملہ اسلمی کی معرفت سعید رضی اللہ عنہ بن مسیب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو خراش بن امیہ کے قتل کرنے کی خبر معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا خراش قتال آدمی ہے۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن ابی سعید مقبری کی معرفت حضرت ابو شریح خزاعی سے روایت کی ہے کہ عمرو بن زبیر ”جس کو کہا جاتا اشدق“ کہ کی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن زبیر سے جنگ کے لئے آئے تو میں نے کہا جناب! ہم لوگ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ فتح کے دوسرے دن خزاعہ نے ایک ہذلی مشرک کو قتل کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطاب فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا کرنے کے دن سے ہی مکہ کو محترم بنا دیا ہے۔ یہ تا قیامت حرم ہے، کسی شخص کے لئے جو اللہ اور آخرت پر یقین رکھتا ہے جائز نہیں کہ اس میں خون ریزی کرے اور اس کا درخت کاٹے اور یہ حرم نہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال ہوا اور نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا اور میرے لئے بھی صرف کچھ دیر کے واسطے اہل مکہ پر اللہ کے غیظ و غضب کی وجہ سے حلال ہوا۔ سنو! اس کی حرمت کل کی طرح واپس لوٹ آئی ہے۔ حاضر کو چاہئے کہ غیر حاضر و غائب کو بتا دے، اور جو شخص تمہیں یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اس میں جنگ کی (لہذا ہم بھی اس میں جنگ کرتے ہیں) تو اس کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے رسول کے لئے حلال کیا تھا تمہارے لئے حلال نہیں کرتے ہیں) تو اس کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے رسول کے لئے حلال کیا تھا تمہارے لئے حلال نہیں ہے۔

اے بنو خزاعہ! تم قتل سے ہاتھ روک لو، اگر قتل مفید ہوتا تو بہت ہو چکا ہے۔ تم نے ایک شخص کو قتل کیا ہے میں اس کا خون بہا ادا کروں گا۔ جس نے اس کے بعد قتل کیا تو مقتول کے وارثوں کو اختیار ہے کہ وہ قاتل سے قصاص لے لیں یا ان سے خون بہا لے لیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس مقتول کا خون بہا دیا جس کو خزاعہ نے قتل کیا تھا...... یہ سن کر عمرو اشدق نے ابو شریح خزاعی سے کہا، جناب شیخ! آپ تشریف لے جایئے ہم کو آپ سے زیادہ معلوم ہے کہ خون بہانے والے کو پناہ نہیں، یہ حرم کسی باغی کو اور نہ جزیہ روکنے والے کو پناہ دیتا ہے۔

حضرت ابو شریح کہتے ہیں کہ میں وہاں حاضر تھا اور تم غائب تھے۔ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ حاضر غیر حاضر کو بتا دے میں نے تمہیں بتا دیا ہے اب تم جانو اور تمہارا کام۔

مقتول کی دیت: ... بقول ابن ہشام جس پہلے مقتول کی رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن دیت ادا کی تھی وہ جنیدب بن اکوع ہے جس کو بنی کعب نے قتل کیا تھا اور سو اونٹ دیت میں ادا کئے۔

خصوصی اجازت: ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ، حسین، عمرو بن شعیب، ابیہ، جدہ) سے روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوائے خزاعہ کے سب لوگ ہتھیار بند کر لیں، آپ ﷺ نے ان کو نماز عصر تک جنگ کی اجازت دی پھر ان کو بھی ہتھیار بند کر لینے کا حکم دیا، چنانچہ ایک خزاعی نے دوسرے روز مزدلفہ میں بنی بکر میں سے ایک آدمی کو مار دیا۔ آپ ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطاب فرمایا (راوی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کعبہ سے پشت لگائے ہوئے دیکھا) کہ سب سے ظالم وہ شخص ہے جو حرم میں قتل کرے یا اپنے قاتل کے علاوہ کسی اور کو قتل کرے یا جاہلیت کے قتل کے بدلے کسی کو قتل کرے، یہ حدیث نہایت غریب ہے اور اصحاب سنن نے اس حدیث کے بعض اجزا بیان کئے ہیں۔ باقی رہا فتح مکہ کے دن عصر تک خزاعہ کو بنی بکر سے بدلہ لینے کی اجازت دینا، یہ صرف اسی حدیث میں دیکھا جا رہا ہے، اگر یہ محفوظ ہو تو گویا اجازت ان کو "شب وتیر" کے بدلے جیسے خصوصی اجازت تھی واللہ اعلم۔

آج کے بعد قیامت تک اس میں جنگ نہ ہوگی ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ بن سعید، سفیان بن عیینہ، یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ، وکیع، محمد بن عبید، زکریا بن ابی زائدہ، عامر شعبی) حارث بن مالک بن برصاء خزاعی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے فتح مکہ کے دن سنا "لا تغزی ھذہ بعد الیوم الی یوم القیامۃ" آج کے بعد قیامت تک اس میں جنگ نہ ہوگی۔

صحیح مسلم میں (زکریا بن ابی زائدہ، عامر شعبی، عبداللہ بن مطیع) حضرت مطیع بن اسود عدوی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ آج کے بعد قیامت تک کوئی قریشی باندھ کر قتل نہ ہوگا اور ان کا مفہوم بھی مذکورہ بالا حدیث کی طرح ہے۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے وقت مکہ میں تشریف لائے، صفا کی پہاڑی پر دعا کی اور انصار آپ کے گرد و پیش دائرہ کی طرح تھے، انہوں نے آپس میں بات کی۔ کیا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ اب فتح کے بعد مکہ میں ہی قیام فرمائیں گے؟

میرا مرنا جینا تمہارے ساتھ ہے ..... آپ ﷺ نے دعا سے فارغ ہونے کے بعد پوچھا تم لوگوں نے کیا بات کی؟ عرض کیا، کچھ نہیں یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ مسلسل ان سے پوچھتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے بتا دیا تو آپ نے فرمایا معاذ اللہ تمہارے ساتھ میرا مرنا جینا ہے۔

دعوت میں تبلیغ کا اہتمام ...... اس مذکورہ بالا روایت کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں عبداللہ بن رباح سے نقل کیا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس رمضان کے مہینہ میں کئی وفد گئے۔ میں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ان میں موجود تھے، ہم ایک دوسرے کی دعوت کرنے لگے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بکثرت دعوت کا اہتمام کرتے اور اپنے گھر میں بلاتے۔ میرے دل میں آیا کہ دعوت کا اہتمام کروں اور ان کو اپنی رہائش گاہ پر بلاؤں۔ میں نے کھانا تیار کیا، عشاء کے وقت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ میں نے کہا جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! آج رات کو میرے ہاں دعوت ہے۔ انہوں نے کہا تم نے مجھ سے پہلے ہی دعوت کا انتظام کر لیا، میں نے اثبات میں جواب دیا، چنانچہ حسب دعوت سب لوگ میرے پاس تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے قوم انصار! کیا میں تمہیں تمہارے بارے میں ایک حدیث نہ سناؤں، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کا تذکرہ کیا، فرمایا رسول اللہ ﷺ مکہ میں تشریف لائے تو زبیر رضی اللہ عنہ کو ایک بازو کا امیر بنایا اور خالد رضی اللہ عنہ کو دوسرے بازو پر امیر مقرر کیا اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بے زرہ لوگوں پر امیر مقرر کیا، یہ لوگ وادی کے اندر گئے۔ رسول اللہ ﷺ ایک لشکر میں تھے، قریش نے اوباش لوگوں کو جمع کر رکھا تھا، ان کا خیال تھا ہم ان کو آگے کرتے ہیں، اگر ان کو کچھ فائدہ ہوا تو ہم ان کے ساتھ ہیں، اگر کوئی آفت آگئی تو آپ ﷺ نے ہم سے جو کچھ مانگا ہم اسے دے دیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھ کر پکارا ابو ہریرہ! میں نے لبیک کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا انصار کو بلاؤ اور ان

کے ساتھ جو کوئی ملے، اسی سے ان کو ملا دیا۔ تو وہ آئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو صفا اور اپنے گھیرے میں لے لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم قریش کے اوباش کمینے لوگوں اور ان کے پیروکاروں کو دیکھ رہے ہو؟ پھر آپ ﷺ نے ایک ہاتھ دوسرے پر مارتے ہوئے کہا ان کو کاٹ کر صفا میں میرے پاس پہنچ آؤ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم وہاں سے روانہ ہوئے جو کوئی ہم میں سے کسی کو قتل کرنا چاہتا تھا مار ڈالتا اور کوئی ہمارے مقابل نہ آتا تھا، یہ دیکھ کر ابوسفیان نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! قریش کا گروہ تباہ کر دیا گیا آج کے بعد قریش نہ رہیں گے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے وہ مامون ہے اور جو شخص ابوسفیان کی حویلی میں داخل ہو جائے وہ بھی محفوظ ہے۔ یہ سن کر سب لوگوں نے اپنے اپنے دروازے بند کر لیے۔

رسول اللہ ﷺ حجر اسود کی طرف تشریف لائے اس کو بوسہ دیا پھر بیت اللہ کا طواف کیا۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں کمان تھی اور آپ اس کا کونہ تھامے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ طواف کے دوران بیت اللہ کے پہلو میں ایک بت کے پاس سے گزرے جس کی وہ عبادت کرتے تھے آپ ﷺ اس کی آنکھ میں مارتے ہوئے پڑھ رہے تھے (جاء الحق) حق آ گیا ہے اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل مٹنے والی چیز تھی۔ پھر آپ ﷺ صفا پر چڑھے جہاں سے بیت اللہ نظر آتا تھا آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور اللہ کی حمد و ثنا کی، انصار آپ کے نیچے تھے وہ ایک دوسرے کو کہہ رہے تھے رسول اللہ ﷺ کو اپنے شہر سے الفت اور محبت پیدا ہو گئی ہے اور اپنے قبیلے پر شفقت و رحمت آ گئی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی اتری، جب آپ پر وحی نازل ہوتی تو ہم سب کو معلوم ہو جاتا تھا کہ دوران وحی آپ ﷺ کی جانب کوئی نظر اٹھا کر نہ دیکھ سکتا تھا یہاں تک کہ وحی ختم ہو جاتی۔ جب وحی نازل ہو چکی تو آپ ﷺ نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا اے گروہ انصار! کیا تم نے یہ کہا ہے کہ اما الرجل فادرکته رغبة في قريته ورأفة في عشيرته۔ اس کا ترجمہ مذکورہ بالا سطور میں گزر چکا ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے یہ بات کہی ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تب میرا نام کیا ہوگا۔ (میرے نام میں کوئی تبدیلی نہیں) ہرگز نہیں میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، میں نے اللہ کی طرف ہجرت کی ہے اور تمہاری طرف میری زندگی بھی تمہارے ساتھ ہے اور میرا مرنا بھی تمہارے ساتھ۔ یہ سن کر انصار آپ کی طرف روتے ہوئے آئے اور کہنے لگے واللہ! ہم نے جو کچھ کہا اس کا مقصد صرف اللہ اور اس کے رسول سے عقیدت و محبت اور حرص و لالچ تھا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ اور اس کا رسول تمہاری بات کی تصدیق کرتے ہیں اور تمہیں معذور قبول کرتے ہیں۔

اس روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے (عن) حماد بن سلمہ اور سلیمان بن مغیرہ سے اور نسائی نے سلیمان بن مغیرہ اور سلام بن مسکین سے اور ان تینوں نے ثابت از عبداللہ بن رباح انصاری نزیل بصرہ از ابوہریرہ اسی طرح بیان کیا ہے۔

فضالہ لیثی اور ارادۂ قتل...... ابن ہشام نے بعض اہل علم سے روایت کی ہے کہ فضالہ بن عمیر بن ملوح لیثی نے رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کے دن طواف کے دوران قتل کرنے کا ارادہ کیا اور آپ ﷺ کے قریب ہوا تو آپ ﷺ نے کہا کیا فضالہ ہے؟ اس نے کہا ہاں فضالہ ہوں یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے پوچھا تو دل میں کیا کہہ رہا تھا؟ اس نے کہا کچھ نہیں، اللہ کا ذکر کر رہا تھا یہ سن کر رسول اللہ ﷺ مسکرائے۔ پھر آپ نے کہا اللہ سے مغفرت کا طالب ہو۔ پھر آپ ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھا تو اس کے دل کو قرار آ گیا۔ فضالہ کہتے ہیں کہ واللہ رسول اللہ ﷺ نے جب میرے سینے سے ہاتھ اٹھایا تو آپ ﷺ مجھے تمام مخلوق سے محبوب تھے۔ پھر میں اپنے گھر کی طرف آیا، راستے میں ایک عورت ملی جس سے میں دل لگی کی باتیں کیا کرتا تھا اس نے مجھے بات کی دعوت دی میں نے اس کی دعوت کو ٹھکرا دیا اور کہا:

قالت هلم الى الحديث فقلت لا
يأبى عليك الله والاسلام
او ما رأيت محمدا وقبيله
بالفتح يوم تكسر الاصنام
لرأيت دين الله اضحى بينا

والشـــرک یغشـــی وجهــــه الاظــلام

"اس نے مجھے باتوں کی طرف دعوت دی جس نے انکار کیا وہ بدبخت اور ملامت زدہ ہے ان باتوں سے منع کرتا ہے اگر تم محمد ﷺ، ان کی جماعت کو فتح مکہ میں دیکھتی جب بت توڑ دیے گئے۔ تو تو اللہ کے دین کو واضح اور عیاں دیکھتی اور شرک کے چہرے پر تاریکی چھائی ہوئی ہے"۔

امن کی علامت...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے (محمد بن جعفر بن زبیر سے عروہ کی معرفت) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ صفوان بن امیہ جدہ چلا گیا کہ یہاں سے سمندر کے ذریعہ یمن چلا جائے۔ عمیر بن وہب نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ صفوان بن امیہ قوم کا سردار آپ کے خوف سے بھاگ گیا ہے کہ خود کو سمندر میں پھینک دے یا رسول اللہ ﷺ آپ اس کو امان دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ امان میں ہے۔ پھر عمیر نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ امن کی کوئی علامت عطا فرما دیں کہ جس کو معلوم ہو جائے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنا وہ عمامہ دے دیا جس کو باندھ کر آپ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تھے۔ یہ نشانی لے کر عمیر چلا آیا اور اس کو وہاں پا لیا وہ سمندر میں سوار ہونا چاہتا تھا تو عمیر نے کہا اے صفوان! تجھ پر میرے ماں باپ قربان! اللہ سے ڈر، خودکشی سے باز آ جا، یہ رسول اللہ ﷺ کی امان کا نشان ہے جو میں تیرے پاس لایا ہوں۔

یہ سن کر صفوان نے کہا میری نظروں سے دور ہو جا مجھ سے بات نہ کر۔ عمیر نے پھر کہا صفوان! تجھ پر میرے ماں باپ قربان! آپ ﷺ سب لوگوں سے افضل ہیں، سب سے نیک اور سب سے بڑھ کر بردبار ہیں تمہارے چچازاد ہیں ان کی عزت تمہاری عزت ہے وہ غالب آئے تو یہ تمہارا غلبہ ہے ان کا شرف تمہارا فخر اور وقار ہے ان کا ملک تمہارا ملک ہے۔ یہ سن کر صفوان نے کہا مجھے ان سے جان کا خطرہ لاحق ہے۔ عمیر نے کہا آپ ﷺ اس سے زیادہ حلیم و بردبار اور مہربان ہیں چنانچہ وہ اس کے ساتھ واپس چلا آیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا عمیر کہتا ہے آپ ﷺ نے مجھے امن دے دیا ہے آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے۔ یہ سن کر اس نے دو ماہ کی مہلت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں چار ماہ کا اختیار ہے۔

پہلا نکاح بحال رکھا...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ صفوان کی بیوی، فاختہ بنت ولید اور عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی ام حکیم بنت حارث بن ہشام دونوں مسلمان ہو گئیں ام حکیم رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے عکرمہ کے لئے امان مانگی تو آپ ﷺ نے اس کو امان دے دی تو وہ عکرمہ کو یمن سے واپس لے کر آئی اور وہ مسلمان ہو گیا پھر جب وہ دونوں مسلمان ہو گئے تو آپ نے ان کا پہلا نکاح بحال رکھا۔

ابن زبعری کا مسلمان ہونا...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن عبدالرحمن بن حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے ابن زبعری کے بارے میں جو نجران میں مفرور ہو کر بدحالی کی زندگی گزار رہا تھا صرف ایک شعر کہا:

لا تعدمن رجلا احلک بغضه   نجران فی عیش احذ لئیم

"تو ایسے شخص کو معدوم نہ پائے جس کے بغض نے تجھے نجران کی غیر پسندیدہ ناقص زندگی میں اتار دیا ہے"۔

یہ شعر جب ابن زبعری نے سنا تو نجران سے لوٹ آیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا اور مسلمان ہونے کے وقت کہا:

یــا رســول الــمـلــیــک ان لــســانــی
راتــــق مــــا فــتــقــت اذ انــــا بــور
اذ ابــــاری الشــیــطــان فــی ســنــن الــغــی
ومــــن مـــــال مــیــلــه مــثــبــور
امــــن الــلــحــم والــعــظــام لــربــی
ثــم قــلــبــی الشــهــیــد انــت الــنــذیــر

انني عنك زاجر ثم حيا
من لؤي وكلهم مغرور
منع الرقاد بلابل وهموم
والليل معتلج الرواق بهيم

"اے رسول اللہ! میری زبان بند ہے جس نے ان کو کھولا نہیں کہ میں جو ہلاک ہوں۔ جب کہ میں شیطان سے گمراہی کے راہ میں مقابلہ کرتا تھا اور جو شخص اس کی طرف مائل ہو جائے اس کا میلان ہلاکت ہے۔ میرا گوشت پوست میرے رب پر ایمان لے آیا ہے پھر میرا دل بھی گواہ ہے کہ آپ نذیر اور رسول ہیں۔ میں آپ سے لؤی کے قبائل کو روکنے والا ہوں اور یہ سب فریب خوردہ ہیں۔ رنج و غم نے مجھ سے نیند دور کر دیا ہے جبکہ رات تاریک اور گھپ ہے"۔

مما أتاني أن أحمد لامني
فيه فبت كأنني محموم
يا خير من حملت على أوصالها
عيرانة سرح اليدين غشوم
إني لمعتذر إليك من الذي
أسديت إذ أنا في الضلال أهيم
أيام تأمرني بأغوى خطة
سهم وتأمرني بها مخزوم
وأمد أسباب الردى ويقودني
أمر الغواة وأمرهم مشؤوم

"اس خبر سے کہ احمد ﷺ نے اس کے بارے میں مجھے ملامت کی ہے میں نے رات بخار کی سی گزاری گویا میں بخار زدہ ہوں۔ اے ان لوگوں سے بہتر اور برتر جن کو تیز رفتار مضبوط پنجے والی اونٹنی نے اٹھایا۔ میں آپ کی طرف معذرت خواہ ہوں اس جرم سے جس کا میں نے گمراہی میں ارتکاب کیا جبکہ میں گمراہی میں سرگرداں تھا۔ جب سہم مجھے انتہائی غلط راہ کی جانب حکم اور مخزوم قبیلہ راہنمائی کرتا تھا۔ اور میں ہلاکت کے اسباب میں اضافہ کرتا تھا اور گمراہ لوگوں کا حکم میرا قائد تھا اور ان کا امر منحوس ہے"۔

فاليوم آمن بالنبي محمد
قلبي ومخطئ هذه محروم
مضت العداوة وانقضت أسبابها
ودعت أواصر بيننا وحلوم
فاغفر فدى لك والدي كلاهما
زللي فإنك راحم مرحوم
وعليك من علم المليك علامة
نور أغر وخاتم مختوم
أعطاك بعد محبة برهانه

شرفا وبرهان الاله عظيم

"آج نبی محمد ﷺ پر میرا دل ایمان لے آیا ہے اور اس سے غافل محروم ہے۔ بغض و عداوت ختم ہو گیا اور اس کے اسباب ختم ہو گئے باہمی رشتہ داری اور عقل و خرد نے دعوت دی ہے۔ آپ پر میرے ماں باپ دونوں قربان میری لغزش معاف فرمائیے آپ مہربان اور رحمت یافتہ ہیں۔ آپ پر اللہ کے علم کی چھاپ عیاں نور ہے اور آپ پر ختم کی مہر لگی ہوئی ہے محبت الٰہی کے بعد اس نے آپ کو اپنی برہان کے شرف سے نوازا ہے اور اللہ کی برہان اور دلیل عظیم ہے۔"

ولقد شهدت بان دينك صادق
حق وانك في العباد جسيم
والله يشهد ان احمد مصطفى
مستقبل في الصالحين كريم
قرم علا بنيانه من هاشم
فرع تمكن في الذرى واروم

"میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرا دین سچا اور برحق ہے اور آپ بندوں میں عظیم ہیں اللہ گواہ ہے کہ احمد ﷺ مصطفیٰ اور کائنات کے بہترین اور نیک آدمیوں کے منظور نظر ہیں، سید و عالم جن کی بنیاد ہاشم قبیلے سے بلند ہوئی ہے اور وہ شاخ ہے جو بلندیوں اور اصولوں پر مشتمل ہے۔"

بقول ابن ہشام اکثر شعراء ان اشعار کی ابن الزبعری کی طرف نسبت سے انکار کرتے ہیں۔ بقول امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ بن زبعری اسلام کے بدترین دشمنوں میں سے تھا اور ان شعراء میں سے تھا جنہوں نے اپنی طاقت اور قوت کو مسلمانوں کی توہین میں استعمال کیا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو توبہ، انابت، اسلام کی جانب رجوع نصیب کیا اور اسلام کی مدد و اعانت پر آمادہ کیا۔

مجاہدین کی تعداد ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ فتح مکہ میں مجاہدین کی تعداد دس ہزار تھی۔ بنی سلیم میں سے ایک ہزار بنی غفار میں سے چار سو، اسلم میں سے چار سو اور مزینہ میں سے ۱۰۰۳ اور باقی چھ ہزار قریش، انصار ان کے حلیف، تمیم، قیس، اسد کے قبائل عرب میں سے اور بقول عروہ و زہری اور موسیٰ بن عقبہ فتح مکہ کے موقع پر بارہ ہزار مسلمان رسول اللہ کے ساتھ تھے واللہ اعلم۔

شعراء اسلام کے فتح مکہ پر کہے گئے اشعار … بقول ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے موقع پر کہا۔

عفت ذات الاصابع فالجواء
الى عذراء منزلها خلاء
ديار من بني الحسحاس قفر
تعفيها الروامس والسماء
وكانت لا يزال بها انيس
خلال مروجها نعم وشاء
فدع هذا ولكن من لطيف
يورقني اذا ذهب العشاء
لشعثاء التي قد تيمته

فليس لقلبه منها شفاء

"ذات اصابع اور جواء سے لے کر عذراء تک تمام مقامات تبدیل ہو چکے ہیں۔ بنی حسحاس کے علاقے خالی پڑے ہیں۔ اندھیریاں اور بارشیں ان کے نشانات کو مٹا رہی ہیں۔ ان میں لوگ آباد تھے اور ان کی چراگاہوں کے درمیان اونٹ اور بکریاں چرا کرتی تھیں۔ ان باتوں کو چھوڑو! لیکن جب عشاء کا وقت گزر جاتا ہے تو کس کا خیال بیدار رکھتا ہے۔ وہ شعثاء بنت سلام کا تصور ہے جو اس کا قصد کرتا ہے اس کے دل کو اس سے شفا نصیب نہیں۔"

كأن خبيئة من بيت رأس
يكون مزاجها عسل وماء
اذا ما الأشربات ذكرن يوما
فهن لطيب الراح الفداء
نوليها الملامة إن ألمنا
اذا ما كان مغث أو لحاء
ونشربها فتتركنا ملوكا
وأسدا ما ينهنهنا اللقاء
عدمنا خيلنا إن لم تروها
تثير النقع موعدها كداء

گویا کہ مقام "بیت راس" کی شراب محفوظ پڑی ہے اور اس میں پانی اور شہد کی ملاوٹ ہے۔ جب تمام شرابوں کا بھی ذکر ہو تو وہ سب اس شراب "بیت راس" پر قربان ہو جائیں۔ اگر ہم تند و تیز گفتگو کریں تو ہم ان شرابوں کی ملامت کرتے ہیں جب ہاتھا پائی اور گالی گلوچ ہو۔ ہم ان کو پی لیتے ہیں تو وہ ہمیں بادشاہ اور شیر بنا دیتی ہیں ہمیں جنگ پیچھے نہیں کرتی۔ ہم اپنے گھوڑوں کو معدوم پائیں اگر تم ان کو غبار اڑاتا نہ دیکھو۔ ان گھوڑوں کا مقام وعدہ مقام کداء ہے۔"

ينازعن الأعنة مصعدات
على أكتافها الأسل الظماء
تظل جيادنا متمطرات
يلطمهن بالخمر النساء

"وہ لگاموں کو کھینچتے ہیں تیزی کی طرف روانی کرتے ان کے کندھوں پر پیاسے نیزے والے سوار ہیں۔ ہمارے گھوڑے ایک دوسرے سے آگے بڑھتے ہیں۔ عورتیں اپنے دوپٹوں سے ان کے چہرے صاف کر رہی ہیں۔"

نکتہ: ...... رسول اللہ ﷺ اس شعر کا مصداق دیکھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر مسکرائے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصیدہ فتح مکہ سے پہلے کہا گیا جیسا کہ ابن ہشام کا قول ہے۔

فإما تعرضوا عنا اعتمرنا
وكان الفتح وانكشف الغطاء
وإلا فاصبروا لجلاد يوم
يعز الله فيه من يشاء

وجبریل رسول الله فینا
وروح القدس لیس له کفاء
وقال الله قد ارسلت عبدا
یقول الحق ان نفع البلاء

"اگر تم نے ہم سے اعراض کیا تو ہم نے عمرہ ادا کیا اور مکہ فتح ہوا اور پردہ کھل گیا۔ اگر کوئی اور بات نہیں تو قوم کی لڑائی میں میری منتظر ہو کہ اللہ اس میں جس کو چاہے سرفراز کرے گا۔ اور جبرائیل علیہ السلام بھیجا ہوا ہم میں ہے اور روح القدس ہے جس کا کوئی ہمسر نہیں۔ اور اللہ نے فرمایا میں نے ایک بندہ کو رسول بنایا جو حق کہتے ہیں اگر آزمائش مفید ہو۔"

شهدت به فقوموا صدقوه
فقلتم لا نقوم ولا نشاء
وقال الله قد یسرت جندا
هم الانصار عرضتها اللقاء
لنا فی کل یوم من معد
سباب او قتال او هجاء
فنحکم بالقوافی من هجانا
ونضرب حین تختلط الدماء

"میں اس بات کا شاہد ہوں پس تم کھڑے ہو جاؤ اور اس کی تصدیق کرو۔ مگر تم نے کہا ہم نہ کھڑے ہوں گے اور نہ ہی کرنا چاہتے۔ اور اللہ نے فرمایا میں نے ایک لشکر تیار کیا ہے وہ انصار ہیں جن کا کام جنگ کرنا ہے۔ ہمارا ہر روز معد قبیلے سے لڑنا جھگڑنا ہے۔ ہم اشعار سے ہجو کرنے والوں کو روکتے ہیں اور جب جنگ ہو تو ہم تلوار سے مارتے ہیں۔"

الا ابلغ ابا سفیان عنی
مغلغلة لقد برح الخفاء
بان سیوفنا ترکتک عبدا
وعبد الدار سادتها الاماء
هجوت محمدا واجبت عنه
وعند الله فی ذاک الجزاء
اتهجوه ولست له بکفء
فشرکما لخیرکما الفداء

"سنو! میری طرف سے ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب کو ایک واضح پیغام پہنچا دو اب پردہ کھل چکا ہے کہ ہماری تلواروں نے تجھ کو غلام بنا دیا ہے اور عبدالدار لونڈیوں کی آقا بنی ہوئی ہیں۔ تو نے محمد ﷺ کی ہجو کی۔ میں نے اس کا جواب دیا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا معاوضہ ملے گا۔ کیا تو ان کی ہجو کرتا ہے حالانکہ تو ان کا ہمسر نہیں تم سے بہتر پر تم میں بدتر قربان ہو۔"

هجوت مبارکا برا حنیفا
امین الله شیمته الوفاء

امن یهجو رسول الله منکم
ویمدحه وینصره سواء
فان ابی ووالده وعرضی
لعرض محمد منکم وقاء
لسانی صارم لا عیب فیه
وبحری لا تکدره الدلاء

"تو نے بابرکت نیک مسلمان اور اللہ کے امین کی ہجو کی جس کی عادت اور خو وفاداری ہے کیا تم سے رسول اللہ ﷺ کی ہجو کرنے والا ایمان کی مدح وستائش اور مدد کرنے والا یکساں اور برابر ہے بے شک میرا باپ اور اس کا باپ اور میری آبرو محمد ﷺ کی آبرو کے لئے تم سے بچاؤ ہے میری زبان عیب سے پاک شمشیر ہے اور میرے گہرے سمندر کو ڈول گدلا نہیں کرتے"۔

انس بن زنیم دیلی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ان اشعار سے معذرت چاہی جو عمرو بن سالم خزاعی نے آپ سے مدد طلب کرنے کے وقت کہے تھے

أأنت الذی تهدی معد بامره
بل الله یهدیهم وقال لک اشهد
وما حملت من ناقة فوق رحلها
ابر واوفی ذمة من محمد
احث علی خیر واسبغ نائلا
اذا راح کالسیف الصقیل المهند
واکسی لبرد الخال قبل ابتذاله
واعطی لراس السابق المتجرد

"کیا آپ وہی ہیں جن کے حکم سے معد قبیلہ ہدایت پاتا ہے بلکہ اللہ ان کو ہدایت دیتا ہے اور آپ کو کہا ہے کہ گواہ رہو اور کسی سواری نے اپنے کجاوے پر آپ سے زیادہ نیک اور عہد کو وفا کرنے والا نہیں اٹھایا۔ نیکی پر ابھارنے والا بخشش اور عطیہ دینے والا جب وہ خوش ہو تو وہ ہندی چمکدار تلوار کی طرح ہے اور یمنی چادروں کا عطیہ دینے والا ان کے استعمال سے پہلے اور سبقت لے جانے والے تیز رو گھوڑے کا عطیہ دینے والا ہے"۔

تعلم رسول الله انک مدرکی
وان وعیدا منک کالاخذ بالید
تعلم رسول الله انک قادر
علی کل صرم متهمین ومنجد
تعلم ان الرکب رکب عویمر
هم الکاذبون المخلفو کل موعد
ونبوا رسول الله انی هجوته
فلا حملت سوطی الی اذن یدی

سوى أنني قد قلت ويل ام فتية
أصيبوا بنحس لا بطلق وأسعد

"یا رسول اللہ ﷺ آپ کو معلوم ہے کہ آپ مجھ کو پکڑنے والے ہیں اور آپ کی دھمکی بالکل ایسے ہے جیسا ہاتھ میں پکڑی ہوئی چیز۔ اے اللہ کے رسول! معلوم ہے کہ آپ تہامہ اور نجد میں آباد ہر قوم کے پکڑنے پر قادر ہیں۔ یقین ہو کہ عویمر کا قافلہ جھوٹا اور ہر وعدہ کی خلاف ورزی کرنے والا ہے۔ ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی ہے کہ میں نے ان کی توہین کی ہے تب میرا ہاتھ کوڑا نہ اٹھا سکے۔ سوائے اس بات کے کہ میں نے کہا نوجوانوں کی ماں پر افسوس ہو جو نحوست سے قتل کر دیئے گئے نہ معتدل ہوا اچھے موسم میں"۔

أصابهم من لم يكن لدمائهم
كفاء فعزت عبرتي وتبلدي
وإنك قد أخفرت إن كنت ساعيا
بعبد بن عبد الله وابنة مهود
ذؤيب وكلثوم وسلمى تتابعوا
جميعا فإلا تدمع العين أكمد
وسلمى وسلمى ليس حي كمثله
وإخوته وهل ملوك كأعبد
فإني لا ذنبا فتقت ولا دما
هرقت تبين عالم الحق واقصد

"ان کو ایسے لوگوں نے قتل کیا جو ان کے خون کے ہم پلہ نہیں میرے آنسو رک گئے اور حیرت زدہ ہوں۔ تو نے عہد کی خلاف ورزی کی ہے اگر تو نے عبد بن عبداللہ اور بنت مہود پر بہتان لگایا ہے۔ ذؤیب کلثوم اور سلمیٰ یکے بعد دیگرے ہلاک ہو گئے اگر آنکھ اشکبار نہ ہو تو بہت غم ہوتا ہے اور سلمیٰ کیا کہنا سلمیٰ اور اس کے بھائی بے مثال تھے کیا شاہ غلاموں کی طرح ہوتے ہیں۔ میں نے کوئی گناہ کیا ہے اور نہ خون ریزی کی ہے۔ اے حق بین! سوچ لے اور اعتدال کی راہ اختیار کیجئے"۔

بجیر بن زہیر بن ابی سلمیٰ کا قصیدہ...... بجیر بن زہیر بن ابی سلمیٰ نے فتح مکہ کے روز یہ کہا۔

نفى أهل الحبلق كل فج
مزينة غدوة وبنو خفاف
ضربناهم بمكة يوم فتح النبي
الخير بالبيض الخفاف
صبحناهم بسبع من سليم
وألف من بني عثمان وافي
نطا أكتافهم ضربا وطعنا
ورشقا بالمريشة اللطاف
ترى بين الصفوف لها حفيفا كما

للمصاع الفراق من الرجال

"عوف اور بنی خفاف نے بحرین والوں کو برابر بدلہ چکا دیا، صاحب خیر، کی فتح کے روز ہم نے ان کو مکہ میں بجلی کی تلواروں سے مارا۔ ہم نے ان پر سات سو بنی سلیم کے ساتھ حملہ کیا اور پورے ایک ہزار بنی عثمان میں سے۔ ہم ان کے کندھوں پر تلواریں غیرے اور نرم پہلو والے تیر سے مارتے تھے۔ تم دشمن کی صفوں میں ان کی آواز سنو گے جیسا کہ غزے کی ڈر سے سال کہ گھر پھٹ جائے"۔

فرحنا والجياد تجول فيهم
بأرماح مقومة الثقال
فأبنا غانمين بما اشتهينا
وآبوا نادمين على الضلال
وأعطينا رسول الله منا
مواثقنا على حسن التصافي
وقد سمعوا مقالتنا فهموا
غداة الروع منا بانصراف

"ہم ان کی طرف سیدھے غزے سے لوٹ گئے اور ہمارے گھوڑے ان میں گردش کر رہے تھے۔ ہم حسب خواہش مال غنیمت لے کر لوٹے اور وہ خلاف ورزی پر شرمندہ ہو کر لوٹے۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی طرف سے اچھی طرح سے پختہ عہد و پیمان دیئے۔ انہوں نے ہماری بات سنی اور لڑائی کی صبح کو انہوں نے فرار کا ارادہ کر لیا"۔

عباس بن مرداس سلمی کے اشعار ...... حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن مرداس سلمی نے فتح مکہ کے بعد کہا:

منا بمكة يوم فتح محمد
ألف تسيل به البطاح مسوم
نصروا الرسول وشاهدوا أيامه
وشعارهم يوم اللقاء مقدم
في منزل ثبتت به أقدامهم
ضنك كأن الهام فيه الحنتم
جرت سنابكها بنجد قبلها
حتى استقام لها الحجاز الأدهم

"ہم میں سے مکہ میں "فتح محمد ﷺ" کے روز ایک ہزار معرکہ آرا لوگ تھے جن کا ان کا سیلاب بہہ رہا تھا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی مدد کی اور ان کے معرکوں کا مشاہدہ کیا اور جنگ کے دن ان کا شعار "مقدم" تھا۔ ایسے مشکل مقام میں ان کے قدم جمے گویا کھوپڑیاں ان میں اندرائن ہیں جو کیچڑ میں پڑے ہیں۔ اس سے پہلے ان گھوڑوں نے نجد کو اپنے قدموں سے پامال کیا حتیٰ کہ سیاہ حجاز ان کے لئے سیدھا ہو گیا"۔

الله مكنه له وأذله
حكم السيوف لنا وجد مزحم

عـــود الـــمـــرء لـــه شـــامـــخ فـــربـــه
مـــتـــطـــلـــع نـــمـــر الـــمـــكـــارم خـــضـــرم

"اللہ نے ان کے بیٹے اس کو مستحکم کیا اور تلواروں کے حکم سے اور شدید مزاحمت نے ان کو ذلیل کر دیا۔ مجرب حکمران کی ناک اونچی ہے۔ وہ حسن اخلاق کی حدود کو پہنچا ہوا بے نیاز ہے"۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن مرداس سلمی کے غزوات کے ذکر سے پہلے حنین سے مسلمان ہونے کا واقعہ "باب ہواتف جان" میں مفصل بیان ہو چکا ہے وللہ الحمد والمنۃ۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید بحیثیت مبلغ: ... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم بن حکیم بن عباد بن حنیف کی معرفت ابو جعفر محمد بن علی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو مبلغ بنا کر روانہ کیا اور جنگ کی غرض سے نہیں بھیجا ان کے ساتھ قوم کے عرب، سلیم بن منصور اور مدلج بن مرہ بھی تھے۔ وہ بنی جذیمہ بن عامر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے پاس پہنچے لوگوں نے ان کو دیکھ کر ہتھیار تھام لئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا تم ہتھیار رکھ دو سب لوگ مسلمان ہو چکے ہیں۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے بنی جذیمہ کے بعض اہل علم حضرات سے نقل کیا ہے کہ جب خالد نے ہمیں ہتھیار رکھ دینے کا حکم فرمایا تو ہمارے ایک آدمی جحدم نے کہا افسوس! اے بنی جذیمہ! یہ خالد ہے، ہتھیار رکھ دینے کے بعد گرفتاری عمل میں آئے گی اور اس کے بعد گردنیں کٹیں گی۔ واللہ! میں تو ہتھیار نہ رکھوں گا چنانچہ اس کو قوم کے چند افراد نے پکڑ کر کہا تو قوم کا خون بہانا چاہتا ہے لوگ مسلمان ہو چکے ہیں لڑائی ختم ہو چکی ہے اور لوگ امن وامان سے ہیں۔ وہ برابر اس سے ایسی باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ اس سے اسلحہ چھین لیا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے حکم کی وجہ سے سب لوگ ہتھیار رکھ چکے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی بیزاری: ... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم بن حکیم کی معرفت ابو جعفر سے روایت کی ہے کہ بنی جذیمہ نے اسلحہ رکھ دیا تو خالد رضی اللہ عنہ کے حکم سے ان کی مشکیں باندھ دی گئیں پھر ان کو قتل کر دیا چنانچہ ان کے کافی لوگ قتل ہو گئے رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے اوپر ہاتھ اٹھا کر فرمایا یا اللہ! میں خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کے اس فعل سے بیزار ہوں۔ ابن ہشام نے بعض اہل علم سے روایت کی ہے کہ ان میں سے ایک آدمی بھاگ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اس نے پورا ماجرا سنایا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کیا کسی نے اعتراض بھی کیا تو اس نے کہا جی ہاں! ایک آدمی سفید فام میانہ قد تھا اس نے اعتراض کیا تو خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو ڈانٹ دیا تو وہ چپ ہو گیا اور ایک اور آدمی دراز قامت نحیف ونزار مضطرب نے بھی اعتراض کیا ان کی آپس میں خوب بحث ہوئی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور سالم رضی اللہ عنہ کا اعتراض: ... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پہلا معترض تو میرا بیٹا عبداللہ رضی اللہ عنہ ہے اور دوسرا سالم مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ ہے۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم بن حکیم کے ذریعہ ابو جعفر سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا بنی جذیمہ کے پاس جاؤ۔ ان کے معاملہ میں غور وفکر کرو اور جاہلی باتوں کو نظر انداز کر دو۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے بہت سا مال ان کے ہمراہ کر دیا وہ پہنچے تو ان کے مقتولوں کی دیت ادا کی اور ان سے جو مال ومتاع چھین لیا گیا تھا اس کا بھی پورا معاوضہ دیا یہاں تک کہ انہوں نے کتے کے پینے کے برتن کی قیمت بھی ادا کر دی۔ ان کا سب نقصان پورا کرنے کے بعد کچھ مال باقی بچ رہا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کیا کوئی چیز ابھی باقی رہ گئی ہے جس کا معاوضہ ادا نہ کیا گیا ہو۔ سب نے کہا جی نہیں! تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ باقی ماندہ مال بھی احتیاطاً رسول اللہ ﷺ کی خاطر تمہارے حوالے کرتا ہوں، جس نقصان کا تمہیں علم نہ ہو اس کے معاوضے کے طور پر۔ چنانچہ وہ یہ کاروائی کر کے واپس چلے آئے اور رسول اللہ ﷺ کو صورت حال سنائی تو آپ ﷺ نے فرمایا تم نے

درست کیا جو ادا کیا جا سکتا تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ بلند کر کے کہ آپ کے کندھوں کے پیچھے سے بغلوں کی سفیدی نظر آ رہی تھی تین مرتبہ فرمایا اے اللہ! میں خالد رضی اللہ عنہ کے فعل سے بری ہوں۔

نوٹ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بعض لوگ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ معذرت پیش کرتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ عبد اللہ بن حذافہ سہمی کے حکم سے میں نے جنگ شروع کی اور اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جنگ کرنا۔

ابن ہشام نے ابو عمرو مدنی سے نقل کیا ہے کہ خالد رضی اللہ عنہ ان کے پاس پہنچے تو وہ صبانا صبانا... ہم بے دین ہو گئے... کہنے لگے۔ یہ روایات مرسل اور منقطع ہیں۔

اسلمنا اور صبانا میں فرق ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبد الرزاق، معمر، زہری، سالم بن عبد اللہ بن عمر) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو بنی جذیمہ کی جانب بھیجا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی تو وہ بخوبی نہ اسلام کا اظہار کر سکے اسلمنا (ہم مسلمان ہو گئے) کی بجائے صبانا صبانا (بے دین ہو گئے) کہنے لگے حضرت خالد ان کو گرفتار کرنے لگے؛ ان کو قتل کرنے اور قیدی بنانے کا حکم دے دیا۔ ہر مسلمان کے حوالے ایک قیدی کر دیا صبح ہوئی تو خالد رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ ہر مسلمان اپنا قیدی قتل کر دے۔ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ! میں اپنا قیدی قتل نہ کروں گا اور میرے ساتھیوں میں سے بھی کوئی اپنا قیدی قتل نہ کرے گا۔

چنانچہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا ماجرا سنایا تو رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دو مرتبہ فرمایا اے اللہ! میں خالد رضی اللہ عنہ کے فعل سے بری ہوں۔ اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور نسائی نے عبد الرزاق سے بیان کیا ہے۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ قوم نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے تیور بھانپ کر کہا اے بنی جذیمہ! کیا وقت آ پہنچا تھا کہ میں نے تمہیں اس خطرے سے آگاہ کیا تھا۔

صحابی کا مرتبہ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید اور حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ بن عوف کے درمیان اس بات پر تکرار ہوئی۔ حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا خالد رضی اللہ عنہ تم نے اسلام میں جاہلیت کا کام کیا۔ یہ سن کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے تمہارے والد کے قاتل کو مارا ہے۔ حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے غلط کہا ہے میں نے تو اپنے والد کے قاتل کو قتل کر دیا تھا لیکن تم نے اپنے چچا فاکہ بن مغیرہ کا بدلہ لیا۔ ان کے درمیان بہت گرم گفتگو ہوئی۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوئی تو فرمایا اے خالد! میرے اصحاب کو چھوڑ دو واللہ! اگر تم احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرو تب بھی میرے ایک صحابی کے صبح و شام کے سفر کے اجر کو نہیں پا سکتے۔

عوف اور فاکہ کے قتل کا قصہ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کا چچا فاکہ بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم، عوف بن عبد عوف بن عبد الحارث بن زہرہ اور عبد الرحمن، عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس اور عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان یمن میں تجارت کے لیے گئے تھے۔

واپسی میں ان کے پاس بنی جذیمہ کے ایک آدمی کا مال تھا جو یمن میں فوت ہو گیا تھا اور اس کے ورثاء کو مال واپس پہنچانے کے لیے لا رہے تھے۔ راستے میں بنی جذیمہ کے علاقہ میں خالد بن ہشام نے روک کر پہنچنے سے پہلے ہی اس مال کا مطالبہ کیا مال دینے سے انکار پر باہمی لڑائی ہوئی لڑائی میں عوف اور فاکہ دونوں مارے گئے اور ان کا مال بھی چھین لیا گیا عثمان رضی اللہ عنہ اور عفان دونوں باپ بیٹا بھاگ کر بچ کر چلے آئے۔ حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کے قاتل خالد بن ہشام کو قتل کر دیا قریش نے بنی جذیمہ کے ساتھ جنگ کا ارادہ کیا تو انہوں نے معذرت کی کہ یہ جنگ بنی جذیمہ کی جماعت کے مشورہ کے بغیر ہوئی ہے چنانچہ انہوں نے مقتولوں کی دیت ادا کی اور لوٹا ہوا مال بھی واپس لوٹا دیا اور جنگ کا خطرہ ٹل گیا۔ اسی وجہ

سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو کہا تھا کہ میں نے تیرے والد کا بدلہ لیا ہے تو انہوں نے جواب میں کہا میں نے اپنا بدلہ لے لیا تھا تم نے اپنے چچا فاکہ کا بدلہ ضرور لیا ہے۔

دونوں صحابہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مناسب گمان یہی ہے کہ ان کا یہ مقصد نہ تھا بلکہ یہ تو معاصرانہ چشمک اور ہنگامی جواب ہے۔ بنی جذیمہ کے قتل سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مقصد اسلام اور اہل اسلام کی مدد تھا۔ گو ان سے غلطی ہوگئی اور انہوں نے سمجھا کہ وہ صبانا صبانا کہہ کر اسلام کی توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں اور یہ بات نہ سمجھ سکے کہ وہ مسلمان ہونے کا اعلان کر رہے ہیں چنانچہ کچھ لوگ قتل ہوئے اور کچھ قیدیوں میں سے بھی بیشتر قتل ہو گئے۔ اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو معزول نہیں کیا، بلکہ ان کو منصب امارت پر بدستور قائم رکھا گو ان کے اس فعل سے براءت کا اظہار کیا اور ان کے مقتولوں کی دیت ادا کی اور اس واقعہ میں اہل علم کے اس مسلک کی دلیل ہے کہ امیر کی خطا اور غلطی کا تاوان بیت المال سے ادا ہوگا نہ کہ اس کے ذاتی مال سے، واللہ اعلم۔

یہی وجہ ہے کہ امام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت خالد کو معزول نہ کیا تھا جب ارتداد کے زمانے میں حضرت خالد نے مالک بن نویرہ کو قتل کر کے اس کی بیوی ام تمیم کا اپنے لئے انتخاب کر لیا تھا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا تھا کہ اس کو معزول کر دیں اس کی تلوار میں جلد بازی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس تلوار کو نیام میں نہیں کر سکتا جس کو خدا نے مشرکین پر بے نیام کیا ہے۔

سچی محبت: ..... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ (یعقوب بن عتبہ بن مغیرہ بن اخنس کے ذریعے) ابن ابی حدرد اسلمی سے روایت کرتے ہیں کہ خالد رضی اللہ عنہ کے لشکر میں، میں بھی بنی جذیمہ کے خلاف لڑائی میں شامل تھا، بنی جذیمہ کے ایک نوجوان کے جو میرا ہم عمر تھا، ہاتھوں کو گردن کے ساتھ رسی سے کس کر باندھ دیا گیا اور قریب ہی چند خواتین کھڑی تھیں، اس نے مجھے مخاطب کیا، میں نے پوچھا کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا کیا آپ یہ رسی پکڑ کر مجھے ان عورتوں کے پاس لے چلتے ہیں، مجھے ان سے ایک ضروری کام ہے پھر واپس لا کر جو چاہو کرو، چنانچہ میں نے اس کو لے جا کر ان کے پاس کھڑا کر دیا تو اس نے کہا اے حبیش تا حیات سلامت رہو اور کہا۔

أريتك إذ طالبتكم فوجدتكم
بحلية أو ألفيتكم بالخوانق
ألم يك أهلا أن ينول عاشق
تكلف إدلاج السرى والودائق
فلا ذنب لي قد قلت إذ أهلنا معا
أثيبي بود قبل إحدى الصفائق
أثيبي بود قبل أن يشحط النوى
وينأى الأمير بالحبيب المفارق

"میں نے تجھے دیکھا جب میں نے تمہارا تعاقب کیا اور حلیہ یا خوانق میں پایا۔ کیا عاشق صلہ کے لائق نہیں جس نے رات کو چلنے اور دوپہر کی دھوپ کی تپش برداشت کی۔ جب ہمارے خاندان اکٹھے تھے تو میرا اس معاملے میں کوئی جرم نہ تھا کسی حادثے سے قبل الفت اور محبت کا اظہار کر دے تو اپنی محبت اور پیار کا تحفہ دے قبل اس کے کہ فراق ہو جائے اور امیر محبوب مفارق کو جدا کر دے"۔

فإني لا ضيعت سر أمانة
ولا راق عيني عنك بعدك رائق

سوى أن ما نال العشيرة شاغل
عن الود إلا أن يكون التواصل

"میں نے رازداری کی امانت کو ضائع نہیں کیا علاوہ ازیں مجھے تمہارے بعد کوئی خوشنما چیز اچھی نہیں لگی بجز اس بات کے کہ قبیلہ کی مصیبت سے محبت کا ہوش نہ رہا، الا یہ کہ وصل میں محبت ہو"۔

یہ اشعار سن کر محبوبہ نے کہا تم بھی ۱۹ سال طاق اور ۸ سال جفت جیتے رہو۔ راوی کہتے ہیں کہ بعد ازاں ہم اس کو واپس لائے اور سر قلم کر دیا۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے ابو فراس بن ابی سنبلہ اسلمی کی سند سے ان کے قبیلے کی معرفت حاضرین جنگ سے نقل کیا ہے کہ جب اس کا سر قلم کر دیا گیا تو وہ اس پر اوندھی گر پڑی اور اس کو مسلسل بوسے دیتی رہی یہاں تک کہ وہ بھی اس کے پاس مر گئی۔

اذان کے وقت کسی کو قتل نہ کرو..... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (حمیدی، سفیان بن عیینہ، عبدالملک بن نوفل بن مساحق، ابن عصام مزنی) عصام مزنی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی سریہ روانہ فرماتے تو نصیحت فرماتے جب تم مسجد دیکھو یا اذان کی آواز سن لو تو کسی کو قتل نہ کرو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک سریہ میں روانہ کر کے یہ نصیحت فرمائی۔ چنانچہ ہم تہامہ کی جانب روانہ ہوئے۔ ہم نے ایک آدمی کو پایا جو اپنی سواریوں کو ہانک کر لے جا رہا تھا ہم نے کہا اسلام قبول کر لو اس نے پوچھا اسلام کیا ہے؟ ہم نے اس کو بتایا تو معلوم ہوا کہ وہ کچھ نہیں جانتا۔ پھر اس نے کہا اگر میں اسلام قبول نہ کروں تو تم میرے ساتھ کیا سلوک کرو گے ہم نے کہا قتل کر دیں گے۔

یہ سن کر اس نے کہا ان عورتوں کے پاس چلے جانے تک مجھے مہلت دو گے ہم نے کہا مہلت ہے وہ ان عورتوں کے پاس چلا گیا اور اس نے کہا "اسلمی حبیش قبل نفاد العیش" "اے حبیش! اختتام حیات سے پہلے سلامت رہو" دوسری عورت نے کہا تم بھی ۱۹ سال طاق اور آٹھ سال جفت جیتے رہو۔ مذکورہ بالا اشعار پڑھنے کے بعد وہ ہمارے پاس چلا آیا اور اس نے کہا جو کام کرنا چاہو ہم نے اس کو قتل کر دیا تو ایک عورت اپنے ہودج سے اتر کر اس کے پاس آئی اور اس کے پاس بیٹھ کر فوت ہو گئی۔

کیا تم میں کوئی رحم دل آدمی نہ تھا..... امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ (ابو عبدالرحمان نسائی، محمد بن علی بن حرب مروزی، علی بن حسین بن واقد، ابوہ، یزید نحوی، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ روانہ کیا اس نے مال غنیمت حاصل کیا ان میں ایک آدمی تھا اس نے بتایا کہ میں اس قبیلے سے نہیں ہوں مجھے ایک عورت سے عشق ہے میں اس کے پاس آیا ہوں۔ مجھے ایک نظر اسے دیکھنے کی اجازت دو، پھر جو چاہو میرے ساتھ کر لینا۔ وہ گیا دیکھا تو وہ دراز قامت گندمی رنگ کی خاتون ہے۔ اس نے کہا اے حبیش! اختتام حیات سے پہلے سلامت رہو اس نے یہ سن کر کہا ہاں ہاں! میں تم پر قربان ہوں وہ اس کے بعد اس کو قتل کر دیا پھر وہ عورت آئی اور اس پر گر کر اس نے دو یا تین مرتبہ سسکی کی آواز نکالی اور مر گئی۔ یہ لوگ واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو سارا ماجرا سنایا تو آپ نے فرمایا اما کان فیکم رجل رحیم "کیا تم میں ایک آدمی بھی مہربان نہ تھا۔"

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا عزیٰ کو مسمار کرنا..... بقول ابن جریر بت عزیٰ کو ۲۵ ماہ رمضان ۸ھ میں مسمار کیا گیا۔ بقول ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو عزیٰ کے گرانے کے لئے بھیجا یہ مقام نخلہ میں بت خانہ تھا قریش کنانہ اور مضر اس کی خوب تعظیم کرتے تھے اس کے مجاور بنی شیبان کے قبیلے میں سے، بنی سلیم حلیف قریش تھے اس کے مجاور سلمی کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی آمد کا علم ہوا تو وہ اپنی تلوار وہاں پر لٹکا کر یہ کہتے ہوئے پہاڑ پر چڑھ گیا:

أيا عز شدي شدة لا سوى لها
على خالد ألقي الخمار وشمري
أيا عز إن لم تقتلي المرء خالداً

فبوئی باثم عاجل او تنصری

"اے عزیٰ! تو خالد پر ایک ناقابل شکست حملہ کر اپنی اوڑھنی اتار دے اور کمر کس لے، اے عزیٰ! اگر تم نے خالد کو قتل نہ کیا تو تو
اپنے سر جلد گناہ کا بوجھ لے یا مدد طلب کر"۔

جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ اس کے پاس پہنچے تو اس کو گرا دیا اور واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے آئے۔

واقدی وغیرہ کہتے ہیں کہ ۲۵ رمضان ۸ ھ میں عزیٰ کو مسمار کر کے حضرت خالد رضی اللہ عنہ واپس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلے آئے اور آپ ﷺ کو ماجرا سنایا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تم نے کچھ دیکھا؟ عرض کیا نہیں فرمایا پھر جاؤ جب دوبارہ گئے تو اس بت خانہ سے ایک برہنہ کالی کلوٹی عورت پراگندہ سر چیختی چلاتی باہر نکلی اس پر تلوار کا وار کر کے کہا:

یا عزی کفرانک لا سبحانک انی رأیت اللہ قد اھانک

"اے عزیٰ! تیرا انکار ہے تیری پاکیزگی کا اعتراف نہیں ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ اللہ نے تجھے رسوا کر دیا ہے"۔

اس بت خانہ کو منہدم کر دیا اور جو اس میں مال و دولت تھا وہ اٹھا لیا اور واپس آکر رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہی عزیٰ تھی، اب عرب میں اس کی عبادت کبھی نہ ہوگی۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن ابی بکر فقیہ، محمد بن ابی جعفر، احمد بن علی، ابو کریب، ابن فضیل، ولید بن جمیع) ابو الطفیل سے روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے خالد رضی اللہ عنہ کو مقام نخلہ کی طرف روانہ کیا وہاں عزیٰ تھا جس پر کیکر کے تین درخت تھے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے درخت کاٹ دیئے اور بت خانہ گرا دیا رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی تو آپ نے فرمایا پھر جاؤ تم نے کچھ نہیں کیا چنانچہ خالد رضی اللہ عنہ واپس آئے اور پجاریوں نے ان کو آتے دیکھا تو بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گئے اور وہ کہہ رہے تھے اے عزیٰ! اس کو دیوانہ بنا دے ورنہ اس کو اندھا کر دے ورنہ خود ذلت سے ہلاک ہو جا۔ چنانچہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ آئے تو وہاں ایک برہنہ ننگی عورت ہے جو اپنے سر اور منہ پر خاک ڈال رہی ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو تلوار کے ایک ہی وار سے قتل کر دیا پھر رسول اللہ ﷺ کو بتایا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا (تلک العزی) وہی عزیٰ تھی۔

قصر کی مدت ...... یہ بات متفق علیہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ماہ رمضان کے باقی ایام مکہ میں قیام فرمایا آپ نے نماز قصر پڑھی اور روزہ نہ رکھا۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ عمل اس بات کی دلیل ہے کہ مسافر جب تک اقامت کا ارادہ نہ کرے تو وہ دو اقوال میں سے ایک کے مطابق افطار بھی کرے اور نماز قصر کرے اور افطار کرے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ابو نعیم، ابو شہاب، سفیان، یحییٰ بن ابی اسحاق) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دس دن تک نماز قصر پڑھی۔ اس روایت کو باقی محدثین نے متعدد اسناد سے (یحییٰ بن ابی اسحاق الحضرمی البصری عن انس) اسی طرح نقل کیا ہے۔

مکہ میں حضور اکرم ﷺ کے قیام کے بارے میں اقوال ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (عبدان، عبداللہ، عاصم، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں ۱۹ روز قیام فرمایا اور دو رکعت پڑھتے رہے۔ یہ روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرے سند سے بھی بیان کی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (ابو حصین، ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے عاصم بن سلیمان احول از عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ابو داؤد کی روایت میں ۱۷ یوم مذکور ہیں۔ (احمد بن یونس، احمد بن شہاب، عاصم، عکرمہ) حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں ۱۹ دن گزارے اور نماز قصر کرتے رہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ہم انیس دن تک قیام میں نماز قصر کرتے ہیں اس سے زیادہ قیام کا ارادہ ہو تو پوری نماز پڑھتے ہیں۔ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ (ابراہیم بن موسیٰ، ابن علیہ، علی بن زید، ابو نضرہ) عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ فتح مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھا رسول اللہ ﷺ نے ۱۸ دن قیام فرمایا اور نماز قصر کرتے رہے اور یہ اعلان کرتے تھے۔ اے اہل بلد! تم لوگ پوری نماز پڑھو ہم مسافر لوگ ہیں۔ اس روایت کو ترمذی نے علی بن زید بن جدعان سے نقل کر کے حسن کہا ہے۔ محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے (زہری از عبید اللہ بن عبد اللہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال مکہ میں ۱۵ دن قیام کیا اور نماز قصر کی۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے مختلف راویوں نے یہ روایت بیان کی ہے مگر اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا نام نہیں ہے۔ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ (ابن اسحاق، زہری، محمد بن علی بن حسین، عاصم بن عمرو بن قتادہ، عبداللہ بن ابی بکر) عمرو بن شعیب وغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں ۱۵ دن ٹھہرے۔

بیٹے کا فیصلہ ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (عبداللہ بن مسلمہ، مالک، ابن شہاب، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں (لیث از یونس از عروہ از عائشہ) کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی باندی کا بیٹا اپنے قبضہ میں کر لے وہ میرا بیٹا ہے۔ رسول اللہ ﷺ جب فتح مکہ میں مکہ تشریف لائے تو سعد رضی اللہ عنہ ابن ولیدہ زمعہ کو پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عبد بن زمعہ بھی ساتھ آ گئے۔ سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ میرا بھتیجا ہے اس نے مجھے بتایا تھا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ عبد بن زمعہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ میرا بھائی زمعہ کا بیٹا ہے اس کے گھر پیدا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ولیدہ زمعہ کے بیٹے کو غور سے دیکھا تو نظر آیا کہ عتبہ بن ابی وقاص کے ہم شکل ہے۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عبد بن زمعہ! وہ تیرا ہے اور تیرا بھائی ہے اس وجہ سے کہ وہ اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے سودہ ام المؤمنین! تم اس سے پردہ کرو کیونکہ وہ عتبہ بن ابی وقاص کی شبیہ ہے۔ ابن شہاب نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اولاد صاحب فراش کی ہوتی ہے اور زانی کا مقدر پتھر ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی بصراحت سے بتایا کرتے تھے۔ اس حدیث کو مسلم، بخاری، ابوداؤد اور ترمذی نے [illegible] بیان کیا ہے اور ابن ماجہ نے بھی یہ حدیث بیان کی ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت مالک رحمۃ اللہ علیہ از زہری رحمۃ اللہ علیہ روایت کی ہے۔

شرعی حدود میں سفارش ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن مقاتل، عبداللہ، یونس، ابن شہاب) عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دنوں میں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں کسی عورت نے چوری کر لی تو اس کے لواحقین اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس سفارش کے لیے آئے۔ اسامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں بات کی تو رسول اللہ ﷺ کے چہرہ اقدس کا رنگ تبدیل ہو گیا اور فرمایا کیا تو مجھ سے اللہ تعالیٰ کی حدود اور شرعی احکام کے بارے میں سفارش کرتا ہے؟ اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے لیے بخشش کی دعا فرمائیں۔

پچھلی قوموں کی تباہی و بربادی کا سبب ...... شام ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حمد و ثنا کے بعد خطاب فرمایا اما بعد! تم سے پہلے کے لوگ اس وجہ سے برباد ہوئے کہ جب ان میں کوئی شریف اور سرمایہ دار چوری کرتا تو اس کو سزا نہ دیتے یونہی چھوڑ دیتے اور جب کوئی غریب اور مفلس چوری کرتا تو اس کو سزا دیتے تھے۔ اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ چوری کر لیتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالتا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا اس کے بعد اس کی توبہ بڑی اچھی ثابت ہوئی اور اس نے شادی کر لی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس قصے کے بعد وہ عورت میرے پاس آتی اور میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کی ضرورت پیش کر دیتی۔ اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرے مقام پر بھی بیان کیا ہے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے۔ (ابن وہب از یونس از زہری از عائشہ)

متعہ کتنی بار حرام اور مباح ہوا ...... صحیح مسلم میں سبرہ بن معبد جہنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال جب مکہ میں داخل ہوئے تو متعہ کی اجازت فرمائی اور روانگی سے قبل منع فرما دیا ...... اور ایک روایت میں ہے ...... آپ نے فرمایا سنو! یہ حرام ہے آج سے لے کر قیامت تک ہے۔ مسند احمد اور سنن میں مروی ہے ...... کہ یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔ واللہ اعلم۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (ابوبکر بن ابی شیبہ، یونس بن محمد، عبدالواحد بن زیاد، ابو عمیس، ایاس بن سلمہ بن اکوع) حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ اوطاس میں متعہ کی تین دن تک اجازت دی پھر منع فرما دیا۔ (غزوہ حنین، غزوہ اوطاس اور فتح مکہ کا زمانہ ایک ہی ہے) امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ متعہ کے بارے میں غزوہ خیبر میں جس نے ممانعت نقل کی ہے اسے کہا جاتا ہے کہ وہ دو مرتبہ مباح ہوا اور دو مرتبہ حرام۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے

مروی ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ وہ دو دفعہ حلال ہوا اور دو دفعہ حرام ہوا۔ امام بیہقی کا خیال ہے کہ یہ صرف ایک بار حرام ہوا اور یہ بات فتح مکہ کے دن اور بعض کا قول ہے کہ یہ بسبب ضرورت مباح ہوا اس لئے بوقت ضرورت مباح ہے اور یہ روایت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ مطلق حرام نہیں ہوا بلکہ مباح ہے اور یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے (ازالۃ الخفاء (حصہ دوم ص ۱۲۱) پر مذکور ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس فتوی سے توقف اور رجوع کر لیا تھا۔ (از مترجم) (تفسیر میں مفصل ہے)۔

بیعت...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبدالرزاق، ابن جریج، عبداللہ بن عثمان بن خثیم، محمد بن اسود بن خلف) حضرت اسود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کے روز لوگوں کی بیعت لیتے ہوئے دیکھا۔ آپ علیہ السلام "قرن" کے پاس تشریف فرما تھے تو آپ نے اسلام اور "شہادت" پر (بقول راوی محمد رحمۃ اللہ علیہ ...... اور شہادت کیا ہے؟ مجھے بتایا ہے کہ چھوٹے بڑے مرد و عورت سب سے رسول اللہ ﷺ نے اسلام اور شہادت پر بیعت لی۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اسلام پر بیعت لینے کے لئے مکہ میں لوگ جمع ہو گئے۔ آپ صفا کی پہاڑی پر تشریف فرما تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کی مجلس سے ذرا نیچے بیٹھے ہوئے تھے اور آپ نے لوگوں سے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت (فرمانبرداری) پر حسب استطاعت عہد و پیمان لیا۔

ہند بنت عتبہ...... جب آپ مردوں کی بیعت سے فارغ ہو چکے تو عورتوں سے بیعت لینی شروع کی۔ ان عورتوں میں ہند بنت عتبہ بھی نقاب پوش ہو کر آئی تھی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کے ساتھ بے ادبی کی وجہ سے اس کو خطرہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ گرفت نہ کر لیں۔ بیعت کے لئے جب عورتیں رسول اللہ ﷺ کے قریب ہو گئیں تو آپ نے فرمایا تم میری اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گی۔ یہ سن کر ہند نے کہا واللہ! آپ خواتین سے وہ عہد و پیمان لیتے ہیں جو مردوں سے نہیں لیتے۔ پھر آپ نے فرمایا اور چوری نہ کرو گی۔ یہ سن کر ہند نے کہا واللہ! میں ابوسفیان کے مال سے تھوڑا بہت لے لیتی ہوں معلوم نہیں کہ وہ میرے لئے حلال ہے یا نہیں۔ یہ سن کر ابوسفیان نے کہا (جو وہیں موجود تھا) جو تم نے اس سے پہلے لیا تھا وہ تمہارے لئے حلال ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تم ہند ہو؟ اس نے اثبات میں جواب دے کر عرض کیا آپ گزشتہ خطائیں معاف فرما دیجئے اللہ آپ کو معاف فرمائے۔ پھر آپ نے فرمایا اور زنا نہ کرو گی تو ہند نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آزاد عورت بھی زنا کرتی ہیں؟ پھر آپ نے فرمایا اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گی۔ یہ سن کر اس نے کہا کہ ہم نے بچپن میں ان کو پالا پوسا اور بڑے ہونے پر آپ لوگوں نے بدر میں قتل کر ڈالا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خوب ہنسے۔ پھر آپ نے فرمایا اور کوئی بہتان بازی نہ کرو گی تو اس نے کہا واللہ! بہتان تو بڑی ایک گھٹیا حرکت ہے اور کچھ درگزر کرنا بہتر ہوتا ہے۔

بیعت کا اصول...... رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تم ان سے بیعت لو۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے بیعت لے لی اور رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ کسی عورت سے مصافحہ نہیں کرتے اور آپ غیر محرم عورت کو نہ چھوتے۔ مسلم، بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ واللہ! رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ نے کسی اجنبی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ زبانی بیعت لیتے تھے اور فرماتے کہ میری زبانی ایک عورت کے لئے بیعت سو عورتوں کی بیعت کی مانند ہے۔

بیوی شوہر کی دولت سے معروف طریقے سے بقدر کفالت بلا اجازت لے سکتی ہے...... متفق علیہ روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہند (ابوسفیان کی بیوی) نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا ابوسفیان کنجوس آدمی ہے بقدر کفایت خرچ نہیں دیتا الا یہ کہ میں اس کی لاعلمی میں اس کے مال سے کچھ لے لوں، تو کیا گناہ ہے؟ آپ نے فرمایا تم مشہور طریقے سے ضرورت کے مطابق لے سکتی ہو۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ بن بکیر، لیث، یونس، ابن شہاب، عروہ) حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہند بنت عتبہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! روئے زمین پر آپ کے خاندان اور اہل بیت کی ذلت سے زیادہ مجھے کوئی چیز عزیز نہ تھی مگر اب روئے زمین پر آپ کے خاندان اور اہل بیت کی عزت سے زیادہ مجھے کسی کی عزت زیادہ محبوب نہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے ہم بھی ایسے ہی ہیں۔ پھر آپ نے عرض کیا یا

رسول اللہ! ابوسفیان ایک بخیل آدمی ہے کیا مجھ پر گناہ ہے کہ میں اس کے مال سے بچوں کے لیے لوں؟ تو آپ نے فرمایا معروف طریقے سے اس روایت کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ بن بکیر سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

ہجرت کی فرضیت کا اختتام ۔۔۔امام ابوداؤد (عثمان بن ابی شیبہ، جریر، منصور، مجاہد، طاؤس) حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا اب ہجرت نہیں، بلکہ جہاد و نیت ہے جب تم کو جہاد کے لئے بلایا جائے تو جہاد کے لئے روانہ ہو جاؤ۔ اس روایت کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عثمان بن ابی شیبہ اور مسلم نے یحییٰ بن یحییٰ کی معرفت جریر رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے۔ امام احمد (عفان، وہیب، ابن طاؤس، طاؤس) صفوان رضی اللہ عنہ بن امیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کو کہا گیا تھا کہ ہجرت کے بغیر کوئی جنت میں داخل نہ ہوگا تو میں نے کہا میں گھر جانے سے پہلے ہی رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھوں گا چنانچہ میں آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا تو فرمایا فتح مکہ کے بعد ہجرت فرض نہیں رہی البتہ جہاد و نیت باقی ہے جب تمہیں جنگ کے لئے بلایا جائے تو جنگ میں جاؤ۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن ابی بکر، فضیل بن سلیمان، عاصم، ابو عثمان نہدی) مجاشع بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ میں ابو معبد کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا کہ آپ اس سے ہجرت پر بیعت لے لیں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ہجرت کا زمانہ تو مہاجرین کے ساتھ ختم ہو چکا ہے۔ میں اس سے اسلام اور جہاد پر بیعت لے لوں گا۔ ابو عثمان نہدی کہتے ہیں کہ ابو معبد سے میری ملاقات ہوئی۔ اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ مجاشع نے سچ کہا ہے۔ خالد نے ابو عثمان نہدی کی معرفت مجاشع سے نقل کیا ہے کہ وہ اپنے بھائی مجالد کو لے کر آیا تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (عمرو بن خالد، زہیر، عاصم، ابو عثمان) مجاشع سے روایت کرتے ہیں کہ میں فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے بھائی کو لایا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس سے ہجرت پر بیعت فرما لیں۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اہل ہجرت تو اپنا اجر لے چکے۔ میں نے عرض کیا آپ کس بات پر اس سے بیعت لیں گے؟ فرمایا اسلام، ایمان اور جہاد پر۔ ابو عثمان کہتے ہیں کہ بعد ازاں میری ملاقات ابو معبد سے ہوئی جو دونوں بھائیوں میں بڑے تھے میں نے ان سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ مجاشع نے سچ کہا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن بشار، غندر، شعبہ، ابو بشر) مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میں شام کی طرف ہجرت کا ارادہ رکھتا ہوں تو آپ نے فرمایا اب ہجرت نہیں جہاد باقی ہے جاؤ اور جہاد کی تلاش کرو اگر جہاد کا موقع مل گیا تو بہتر ورنہ واپس لوٹ آؤ۔ (نضر، شعبہ، ابو بشر) مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا آج کل ہجرت نہیں یا فرمایا رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ہجرت نہیں۔ (اسحاق بن یزید، یحییٰ بن حمزہ، ابو عمرو اوزاعی، عبدۃ بن ابی لبابہ، مجاہد بن جبیر) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں۔ (لا ھجرۃ بعد الفتح)

اب ہجرت نہیں ہے ۔۔۔۔۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (اسحاق بن یزید، یحییٰ بن حمزہ، اوزاعی) عطاء بن ابی رباح سے روایت کرتے ہیں کہ میں عبید بن عمیر کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، ہم نے ہجرت کے بارے میں پوچھا تو فرمایا آج کل ہجرت تو نہیں۔ پہلے مسلمان اپنا دین بچانے کی خاطر اللہ اور اس کے رسول کے پاس ہجرت کر کے چلے آتے تھے تاکہ فتنہ میں مبتلا نہ ہوں اب اللہ نے اسلام کو غالب کر دیا ہے۔ مسلمان جہاں چاہے اپنے رب کی عبادت کر سکتا ہے البتہ جہاد و نیت جاری ہے۔

تبصرہ ۔۔۔ ان احادیث و آثار سے واضح ہوا کہ کامل ہجرت یا مطلق ہجرت فتح مکہ کے بعد ختم ہو چکی ہے کیونکہ لوگ اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہو چکے ہیں۔ اللہ نے اسلام کو غالب کر دیا ہے اور اس کی بنیاد اور ستونوں کو مضبوط کر دیا ہے۔ یہ ہجرت باقی نہیں، ہاں مگر یہ کہ غیر مسلموں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے دینی شعائر کا اظہار مشکل ہو جاتا ہے تو ایسے حالات میں دارالاسلام کی طرف ہجرت ضروری امر ہے۔ یہ ایک مستقل علیحدہ مسئلہ ہے لیکن یہ ہجرت قبل از فتح مکہ ہجرت جیسی نہیں جیسا کہ جہاد اور فی سبیل اللہ خرچ تا قیامت مشروع اور مرغوب ہے لیکن یہ فتح مکہ سے قبل کے جہاد اور فی سبیل اللہ خرچ کرنے کے برابر نہیں (حدید: ۱۰) میں ہے۔

فتح مکہ کے پہلے ہجرت اور انفاق کرنے والے بعد والوں کے برابر نہیں ہیں۔ ۔۔۔ بڑا درجہ ہے ان میں جس نے کہ خرچ کیا فتح مکہ سے پہلے اور لڑائی کی۔ ان لوگوں کا درجہ بڑا ہے ان سے جو کہ خرچ کریں اس کے بعد اور لڑائی کریں اور سب سے وعدہ کیا اللہ نے خوبی کا۔"

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی بات ۔۔۔۔ امام احمد (محمد بن جعفر، شعبہ، عمرو بن مرہ، ابو البختری طائی) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب سورۃ النصر (۱-۱۱۰) نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو مکمل تلاوت فرما کر کہا لوگ ایک جانب ہیں اور میں اور صحابہ کی جماعت ہیں۔ اب فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں البتہ جہاد اور نیت جہاد باقی ہے۔ یہ سن کر مروان بن حکم نے کہا تم غلط کہتے ہو۔ اس مجلس میں رافع بن خدیج اور زید بن ثابت بھی موجود تھے تو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا اگر یہ دونوں صاحب چاہیں تو تجھے یہ حدیث سنا سکتے ہیں لیکن ان کو اپنی قوم کی عرافت اور زکوٰۃ کی وصولی کے چھن جانے کا خطرہ لاحق ہے اور دوسرے کو زکوٰۃ کی تحصیلداری کے چھن جانے کا خوف دامنگیر ہے۔ یہ سن کر مروان نے اس کو مارنے کے لیے کوڑا اٹھایا تو ان دونوں صحابیوں نے تصدیق کی اس نے سچ کہا ہے۔ (تفرد بہ احمد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی فضیلت۔۔۔۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (موسیٰ بن اسماعیل، ابو عوانہ، ابو بشر، سعید بن جبیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے اصحاب بدر کی مجلس میں شامل کر لیتے تھے۔ بعض کو میری شمولیت ناگوار گزری کہ اس کو کیوں شامل کر لیتے ہو جبکہ ہمارے تو اس کے برابر کے بیٹے موجود ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ اس خاندان سے ہے جس کو تم خوب جانتے ہو چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دن ان کو بلایا اور مجھے بھی ان کے ساتھ بلا لیا میرا خیال تھا کہ ان کو میری شمولیت کی وجہ سے آگاہ کرنا چاہتے تھے۔

سورۃ النصر کے نزول کا مقصد۔۔۔۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا اذا جاء نصر اللہ والفتح کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ کسی نے کہا مکہ فتح ہو گیا اور ہماری نصرت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں حمد و ثنا اور مغفرت طلب کرنے کا حکم دیا اور اکثر خاموش رہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا اے ابن عباس! کیا تم بھی ایسے ہی کہتے ہو؟ میں نے عرض کیا نہیں تو پوچھا تم کیا کہتے ہو؟ میں نے عرض کیا یہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ سورت اتار کر موت سے آگاہ کیا۔ یہ سورت آپ کی اجل کی علامت ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے بھی اس سورت کے بارے میں یہی کچھ معلوم ہے۔ الغرض یہ روایت حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مختلف اسنادات سے مروی ہے اور مجاہد، ابو العالیہ، ضحاک وغیرہ بکثرت اہل علم کا یہی مسلک ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

ایک غلط روایت۔۔۔۔ وہ حدیث جو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے (محمد بن فضیل، عطاء، سعید) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "مجھے میری موت کی خبر دے دی گئی ہے۔ میں اسی سال فوت ہو جاؤں گا۔" اس میں امام احمد منفرد ہیں۔ اس کی سند میں عطاء بن ابی مسلم خراسانی ضعیف راوی ہے اور متعدد اہل علم نے اس کو مجروح کہا ہے۔ اور حدیث کے الفاظ میں بھی نکارت اور عجیب بات پائی جاتی ہے کہ اس میں مذکور ہے کہ "آپ اسی سال فوت ہوں گے" اور یہ غلط ہے کیونکہ مکہ کی فتح کا واقعہ رمضان ۸ھ کا ہے اور رسول اللہ ﷺ ربیع الاول ۱۱ھ میں فوت ہوئے۔ اسی طرح وہ روایت بھی غلط ہے جو طبرانی نے (ابراہیم بن احمد بن عمر الوکیعی، ابیہ، جعفر بن عون، ابو العمیس، ابو بکر بن ابی الجہم، عبید اللہ بن عتبہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے "کہ سورۃ النصر سب سے آخر میں نازل ہوئی" اس سے معلوم ہوا کہ یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ ممکن ہے کہ آخری سورت جو مکمل نازل ہوئی ہو۔ واللہ اعلم۔ ہم نے تفسیر میں اس پر مفصل بحث کی ہے۔ وللہ الحمد والمنة۔

فتح مکہ کا انتظار۔۔۔۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (سلیمان بن حرب، حماد بن زید، ایوب، ابو قلابہ) حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ایوب کہتے ہیں کہ مجھے ابو قلابہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر کے ان سے یہ بات کیوں نہیں پوچھتے۔ میں نے ان

سے مل کر یہ پوچھو تو بتایا کہ ہم ایک چشمہ پر (جو لوگوں کی گزرگاہ تھا) آباد تھے ہمارے پاس سے قافلے گزرتے ہم ان سے پوچھتے رہتے: لوگوں کا کیا حال ہے؟ اس شخص (محمد ﷺ) کا کیا حال ہے؟ لوگ بتاتے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ نے اس کو مبعوث کیا ہے اور اس کی طرف یہ وحی کی ہے۔ میں ان سے وہ کلام حفظ کر لیتا گویا وہ میرے سینے میں پیوست ہو گیا ہے۔ پورا عرب اسلام کے اظہار و قبول کرنے میں فتح مکہ کا منتظر تھا وہ کہتے تھے اسے اور اس کی قوم کو آپس میں جنگ وجدال کرنے دو۔ اگر وہ اپنی قوم پر غالب آ گئے تو وہ سچے نبی ہیں۔ جب مکہ فتح ہو گیا تو ہر قوم نے اسلام کے قبول کرنے میں جلدی سے کام لیا اور میرے والد نے بھی اپنی قوم کے مسلمان ہونے کی خبر دینے میں جلدی کی۔

امامت کا حقدار کون؟ ... چنانچہ والد صاحب آئے تو بتایا واللہ! میں سچے نبی سے مل کر تمہارے پاس آیا ہوں ان کا فرمان ہے کہ تم "ظہر" نماز زوال کے بعد پڑھو اور نماز مغرب غروب کے بعد پڑھو، جب نماز کا وقت آئے تو ایک شخص اذان کہے اور جس کو زیادہ قرآن یاد ہو وہ امامت کرائے۔ سب نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ مجھ سے زیادہ کسی کو قرآن یاد نہیں کیونکہ میں قافلوں سے سن سن کر یاد کر لیتا تھا۔ چنانچہ انہوں نے مجھے امام بنا لیا اور میری عمر اس وقت چھ سات سال کی تھی، میرا لباس صرف ایک چادر تھی، جب میں سجدہ کرتا تو وہ سمٹ جاتی اور یہ منظر دیکھ کر قبیلہ کی ایک خاتون نے کہا تم اپنے امام کے چوتڑ اور ستر ڈھانکو چنانچہ انہوں نے ایک کپڑا خرید کر میری قمیص بنوائی، اس سے میری خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا۔

غزوہ ہوازن اور غزوہ حنین ... "اور بہت سے میدانوں میں اللہ نے تمہاری مدد کی اور حنین کے دن جب تم اپنی کثرت پر خوش ہوئے۔ پھر وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے، پھر اللہ نے اپنی طرف سے اپنے رسول پر اور ایمان والوں پر تسکین نازل فرمائی اور ایسے لشکر اتارے جنہیں تم نے نہیں دیکھا اور کافروں کو عذاب دیا، یہی کافروں کی سزا ہے۔" (۹/۲۵، ۲۶)

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے سیرت میں تحریر فرمایا ہے کہ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ ۵ شوال ۸ھ کو روانہ ہوئے اور فتح مکہ کا واقعہ اس سے پندرہ دن پہلے ۲۰ رمضان کو رونما ہو چکا تھا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے اور عروہ رحمۃ اللہ علیہ بن زبیر کا بھی یہی قول ہے، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے، ابن جریر طبری نے بھی تاریخ میں اسی کو نقل کیا ہے۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہوازن کی طرف ۶ شوال ۸ھ کو روانہ ہوئے اور ۱۰ شوال کو پہنچے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آج ہم تعداد کم ہونے کی وجہ سے مغلوب نہ ہوں گے لیکن شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہونے میں سب سے پہلے بنو سلیم بھاگے اس کے بعد اہل مکہ اور باقی لوگ۔

ہوازن اور اس کے ساتھیوں کا اجتماع ... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہوازن کو رسول اللہ ﷺ کی آمد اور فتح مکہ کا علم ہوا تو ان کے رئیس مالک بن عوف نصری نے ان کو جمع کیا۔ چنانچہ اس کے پاس ہوازن کے ساتھ سارا ثقیف قبیلہ بھی جمع ہو گیا نصر، جشم، سعد بن بکر کے قبائل اور بنی ہلال کے چند افراد بھی اس کے پاس جمع ہو گئے، قیس عیلان کے قبائل میں سے صرف یہی لوگ اس کے ساتھ شامل ہوئے کعب اور کلاب دونوں قبیلے اس میں شامل نہ ہوئے اور درید جشم قبیلے سے تھا۔

درید بن صمہ جشمی اور مالک بن عوف نصری کا اختلاف: ایک بوڑھا ماہر جنگ تھا، تجربہ کار اور جنگجو تھا، وہ بہت بڑی عمر کا تھا۔ صرف اس کے مہارت جنگ اور طویل تجربے سے استفادہ مقصود تھا اور بنی ثقیف کے دو رئیس بھی ساتھ تھے اور احلاف میں سے قارب بن اسود بن مسعود بن معتب بھی شامل تھا اور بنی مالک میں سے ذوالخمار سبیع بن حارث اور اس کا بھائی احمر بن حارث بھی موجود تھا۔ ان سب افواج کا سپہ سالار مالک بن عوف نصری تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہونے کا ارادہ کیا تو اپنے سب مال و دولت اور بال بچے بھی ساتھ لے آیا اور اوطاس میں فروکش ہو گیا، ہماری فوج بھی اس کے ساتھ خیمہ زن تھی ان میں درید بن صمہ کی بھی پالکی تھی، وہ سب سے آگے سوار تھا۔ جب وہ سواری سے اترا تو اس نے پوچھا تم کس وادی میں ہو؟ بتایا اوطاس میں، تو اس نے کہا گھڑ سواروں کی جولانگاہ ہے نہ سخت پتھریلی ہے نہ بہت نرم ہے۔ کیا بات ہے کہ میں اونٹوں کی بلبلاہٹ، گدھوں کی ڈھینچوں ڈھینچوں، بچوں کے رونے کی آواز اور بکریوں کی ممیاہٹ سن رہا ہوں؟ لوگوں نے کہا سپہ سالار مالک بن عوف لوگوں کے ساتھ ان کا مال و دولت، اہل و عیال اور بکریاں بھی ہانک لایا ہے۔ پوچھا مالک کہاں ہے؟ اس کو میرے پاس بلا لاؤ، جب اسے بلایا گیا تو درید نے

کہا جناب مالک آپ قوم کے رئیس ہیں یہ ایک جنگ ہے جس کے اثرات آئندہ جنگوں پر مرتب ہوں گے، یہ اونٹوں کی بلبلاہٹ، گدھوں کی ڈھینچوں ڈھینچوں، بچوں کے رونے اور بکریوں کے ممیانے کی آواز کیوں سن رہا ہوں؟ یہ سن کر مالک نے کہا میں لوگوں کے ساتھ ان کے بیوی بچوں اور مال مویشی کو بھی ہانک لایا ہوں، پوچھا کیوں؟ تو اس نے کہا میرا ارادہ ہے کہ میں ہر آدمی کے پیچھے اس کا اہل اور مال لگا دوں تاکہ وہ اپنی حفاظت کرے۔ پھر درید نے کہا تو بھیڑ بکری چرانے والا ہے، بخدا! بھلا شکست خوردہ کو کوئی چیز بھاگنے سے روک سکتی ہے۔ سنو! جنگ میں تمہاری کامیابی ہوئی تو بھی تیغ و سنان سے مسلح شخص ہی تمہارے لئے سودمند ثابت ہوگا، اگر ناکامی ہوئی تو اہل و مال کے سلسلے میں مزید ذلیل ہوگے۔ درید نے پوچھا کعب اور کلاب کا کیا حال ہے؟ بتایا گیا ان میں سے ایک آدمی بھی موجود نہیں۔ یہ سن کر درید نے کہا جرأت اور جسارت سے محروم ہو گئے اگر آج عزت و وقار کا دن ہوتا تو کعب اور کلاب غیر حاضر نہ ہوتے اور میری آرزو تھی کہ تم بھی وہی کرتے جو کعب اور کلاب نے کیا ہے۔ درید نے پوچھا تم میں سے اور کون لوگ اس میں شریک ہیں؟ بتایا گیا کہ عمرو بن عامر اور عوف بن عامر۔ درید نے کہا یہ لوگ ہیں کہ ان کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ پھر اس نے کہا، مالک! تم نے ہوازن کے خود وطن کو دشمن کے سامنے لاکر اچھا کام نہیں کیا، ان کو محفوظ مقام اور بلند چوٹیوں میں بھیج دو، پھر گھوڑوں کی پشت پر بیٹھ کر بے دینوں کا مقابلہ کرو، اگر کامیابی ہوئی تو پیچھے والے بھی تم سے آملیں گے اگر ناکامی ہوئی تو یہ صرف تمہارے تک محدود رہے گی اور اپنے اہل و مال کو ان کی زد سے بچا پاؤ گے۔ یہ سن کر مالک نے کہا بخدا! میں ایسا نہ کروں گا تم بوڑھے ہو چکے ہو اور تمہارا علم اور فراست بھی۔ پھر مالک نے کہا واللہ! اے جماعت ہوازن! یا تو تم میری اطاعت کرو گے یا میں تلوار پر ٹیک لگا دوں گا اور وہ میرے جسم کے آر پار ہو جائے گی۔ (مالک نے اس جنگ میں درید کے نام اور کام کو پسند نہ کیا) یہ سن کر سب نے کہا ہم آپ کے تابع فرمان ہیں تو درید نے کہا یہ ایسی جنگ ہے کہ نہ تو اس میں میں شریک ہوں اور نہ غیر حاضر:

یا لیتنی فیہا جذع اخب فیہا واضع
اقود وطفاء الزمع کانہا شاۃ صدع

’’کاش میں اس وقت نوجوان ہوتا دوڑتا اور بھاگتا، پاؤں کے پیچھے بالوں والے گھوڑے کو چلاتا گویا وہ نو عمر پہاڑی بکری ہے۔
پھر مالک نے لوگوں کو حکم دیا کہ تم دشمن کو دیکھتے ہی اپنی تلواروں کے نیام توڑ دو اور ایک ساتھ حملہ آور ہو جاؤ۔‘‘

مالک کے جاسوسوں کی بے بسی: ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے امیہ بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے روایت کی ہے کہ مالک بن عوف نے اپنے کچھ جاسوس روانہ کئے وہ واپس آئے تو ان کے جسم اور جوڑ کٹ پھٹ چکے تھے، اس نے پوچھا افسوس! تمہیں کیا ہو گیا؟ انہوں نے کہا ہم نے گورے لوگ چتکبرے گھوڑوں پر سوار دیکھے ہیں واللہ! ان کو دیکھتے ہی ہمارے یہ حالات ہو گئے تھے واللہ! پھر تاب مقابلہ کی اطلاع پانے سے بھی وہ اپنے ارادے سے باز نہ رکھ سکی۔

مسلمانوں کا جاسوس: ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو ان کی آمد کی خبر ہوئی تو آپ علیہ السلام نے عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی کو روانہ کیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کے درمیان گھس جائیں اور ان میں قیام کر کے پورے حالات کا جائزہ لیں پھر خبر کریں، چنانچہ ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ گئے اور ان کے مکمل حالات کا جائزہ لے کر واپس آئے اور رسول اللہ ﷺ کو سارے حالات سے مطلع کیا۔

مشرک سے عاریتاً ہتھیار لینا: ...... رسول اللہ ﷺ نے ہوازن کی طرف روانہ ہونے کا ارادہ کیا تو کسی نے بتایا کہ صفوان بن امیہ کے پاس زرہیں اور اسلحہ ہے۔ وہ اس وقت مشرک تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ابو امیہ! اپنے ہتھیار مستعار دے دو، ہم جنگ میں یہ استعمال کریں گے تو صفوان نے کہا، اے محمد ﷺ! چھین لیتے ہو؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں بلکہ مستعار ہیں اور ان کی ضمانت ہے کہ ہم ان کو واپس کریں گے تو اس نے کہا اس میں کوئی قباحت نہیں۔ چنانچہ اس نے سو زرہیں مع ان کے لوازمات کے پیش کیں۔ محدثین کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو کہا کہ یہ خود پہنچا کر دو، چنانچہ اس نے ایسا کیا۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ بغیر سند کے بیان کیا ہے اور یونس بن بکیر نے (ابن اسحاق از عاصم بن

عمرو بن شعیب از عبدالرحمان بن جابر بن عبداللہ سے بیان کیا ہے نیز اسی طرح عمرو بن شعیب، زہری، عبداللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم وغیرہ سے مذکور ہے اور اس میں یہ بات ہے کہ ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ نے واپس آ کر رسول اللہ ﷺ کو ہوازن کے کوائف و حالات سے مطلع کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات کو جھٹلا دیا تو ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ نے کہا اے عمر رضی اللہ عنہ! آپ نے مجھے جھوٹا کہا ہے حالانکہ آپ نے ایک بار حق کی تکذیب بھی کی ہے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ اس کی بات سن رہے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم گمراہ تھے اللہ نے تمہیں ہدایت نصیب کی۔

صفوان بن امیہ کا اسلحہ ...... امام احمد (یزید بن ہارون از شریک از عبدالعزیز بن رفیع از امیہ بن صفوان بن امیہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ حنین میں امیہ سے زرہیں مستعار لیں تو اس نے کہا اے محمد ﷺ! کیا غصب ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ عاریتاً ہیں اور ضمانت شدہ ہیں چنانچہ چند زرہیں گم ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا تاوان دینا چاہا تو اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آج مجھے اسلام میں رغبت اور دلچسپی ہے۔ اس روایت کو ابوداؤد اور نسائی نے یزید بن ہارون سے نقل کیا ہے نیز امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے (اسرائیل از عبدالعزیز بن رفیع از ابن ابی ملیکہ از عبدالرحمان بن صفوان بن امیہ) بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفوان سے زرہیں مستعار لیں۔ امام نسائی نے اس کو (ہشیم از حجاج از عطاء) بھی بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفوان سے زرہیں اور گھوڑے مستعار لیے۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ (ابوبکر بن ابی شیبہ از جریر از عبدالعزیز بن رفیع) آل عبداللہ بن صفوان سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صفوان! کیا آپ کے پاس کچھ اسلحہ ہے؟ اس نے پوچھا عاریتاً یا جبراً؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبراً نہیں بلکہ عاریتاً چنانچہ اس نے آپ کو تیس سے چالیس کے درمیان زرہیں دیں اور آپ نے حنین میں جنگ کی۔ جب مشرکوں کو شکست ہوئی اور زرہیں اکٹھی کی گئیں تو چند زرہیں نہ ملیں تو رسول اللہ ﷺ نے صفوان کو کہا تمہاری چند زرہیں گم ہو گئی ہیں ہم ان کا تاوان ادا کر دیں؟ تو اس نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! آج میرے دل میں جو ہے وہ اس وقت نہ تھا۔ (یہ مرسل ہے)

اسلامی لشکر کی تعداد ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے روانہ ہوئے تو دس ہزار کے علاوہ آپ کے ساتھ دو ہزار مکی لوگ تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح نصیب کی اور یہ فوج ۱۲ ہزار پر مشتمل تھی۔ بقول ابن کثیر! عروہ، زہری اور موسیٰ بن عقبہ کے مطابق مدنی اور مکی دونوں لشکروں کی تعداد ۱۴ ہزار تھی کیونکہ ان کے مطابق مدینہ سے ۱۲ ہزار فوج آئی تھی۔

ہوازن کی جانب روانگی کے وقت عتاب رضی اللہ عنہ بن اسید کو امیر مکہ مقرر کیا ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شوال ۸ھ میں مکہ سے روانہ ہوئے اور عتاب بن اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس اموی کو مکہ کا امیر نامزد کیا (بقول ابن کثیر) اس کی عمر اس وقت بیس برس کے قریب تھی اور خود ہوازن سے جنگ کے لیے روانہ ہوئے۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں عباس بن مرداس سلمی کا قصیدہ ذکر کیا ہے جس کا مطلع ہے:

أبلغ هوازن أعلاها وأسفلها
مني رسالة نصح فيه تبيان
إني أظن رسول الله صابحكم
جيشا له في فضاء الأرض أركان
فيهم سليم أخوكم غير تارككم
والمسلمون عباد الله غسان
وفي عضادته اليمنى بنو أسد
والأجربان بنو عبس وذبيان

[illegible] الأرض [illegible]

و [illegible] عثمان

" تم ہوازن کے بنی [illegible] اور [illegible] قبیلہ کو میری طرف سے خیر خواہی کا پیغام پہنچا دو، اس میں خوب وضاحت ہے، [illegible] کو رسول اللہ ﷺ پر [illegible] بڑا لشکر [illegible] زمین میں [illegible] کے قریب پہنچے ہوئے ہیں۔ لشکر میں [illegible] سلیم ہیں جو تم کو ملامت کرنے والے [illegible] اور [illegible] مسلمان [illegible] ہو گئے ہیں۔ [illegible] اسد ہیں [illegible] اور [illegible] ہیں۔ قریب ہے کہ [illegible] خوف سے زمین [illegible] ہو جائے [illegible] کے مقدمہ [illegible] میں [illegible] اور عثمان [illegible] کے [illegible] ۔"

ذات انواط ... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے (زہری سے سنان بن ابی سنان دولی کی معرفت ابو واقد لیثی سے) روایت کی ہے کہ [illegible] نے بتایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حنین کی جانب روانہ ہوئے۔ ہم نئے نئے مسلمان ہوئے تھے [illegible] راستے میں [illegible] ایک بہت بڑا سرسبز درخت نظر آیا [illegible] ہم راستے کے مختلف گوشوں سے پکارتے تھے یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لئے بھی ذات انواط مقرر کر دیجئے جیسا ان کا ہے۔ قریش اور عرب کے [illegible] "ذات انواط" [illegible] ہر سال ایک روز [illegible] آتے تھے [illegible] اپنے ہتھیار لٹکاتے تھے [illegible] آپ ﷺ نے [illegible] اللہ اکبر [illegible] قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، تم نے وہی بات کہی ہے جو قوم موسیٰ نے [illegible] کہی تھی ہمارے لئے بھی ایک معبود بنا دیجئے جیسا ان کے معبود ہیں، فرمایا تم جاہل قوم ہو [illegible] تم بھی پہلے لوگوں کے طریقوں پر چلو گے۔ اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے (سعید بن عبدالرحمن [illegible]) اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے (محمد بن رافع از عبدالرزاق از معمر) اور ان دونوں (سفیان اور معمر) نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے جیسے کہ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی ہے اور امام ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح [illegible] اور اس روایت کو ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں [illegible] محمد بن عوف [illegible] بیان کیا ہے۔

غنیمت کی بشارت امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ (ابو توبہ، معاویہ بن سلام، زید بن سلام، ابو سلام سلولی) [illegible] سے بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ حنین میں دوپہر تک چلتے رہے [illegible] نماز ظہر کا وقت [illegible] ایک سوار نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کے آگے چلا [illegible] فلاں فلاں پہاڑ پر چڑھ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہوازن سب کے سب [illegible] اپنی [illegible] حنین میں جمع ہوئے ہیں، تو آپ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا، ان شاء اللہ کل یہ سب کچھ مسلمانوں کا مال غنیمت ہوگا۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا آج رات [illegible] پہرہ کون دے گا؟ انس بن ابی مرثد غنوی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں۔

انس غنوی رضی اللہ عنہ کا پہرہ ... چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا [illegible] رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں [illegible] آپ ﷺ نے فرمایا [illegible] گھاٹی کی چوٹی پر [illegible] صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ [illegible] دو رکعت [illegible] پوچھا [illegible] سوار [illegible] پھر نماز [illegible] رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے ہوئے گھاٹی کی جانب دیکھتے رہے [illegible] نماز سے فارغ [illegible] فرمایا خوش ہو جاؤ [illegible] سوار آ گیا ہے [illegible] گھاٹی کی جانب دیکھنے لگے [illegible] رسول اللہ ﷺ کے [illegible] گھاٹی کی چوٹی پر [illegible] مجھے حکم فرمایا تھا [illegible] صبح ہوئی تو میں نے گھاٹی کے دونوں طرف [illegible] مجھے کوئی نظر نہیں آیا۔ رسول اللہ ﷺ [illegible] رات کو [illegible] نماز اور قضائے حاجت کے [illegible] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے جنت کو واجب کر لیا [illegible] کوئی عمل نہ بھی کرو تو کوئی حرج نہیں۔ اس روایت کو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی (محمد بن یحییٰ [illegible] حرانی از ابو توبہ ربیع بن نافع) بیان کیا ہے۔

ابتدائے جنگ میں شکست کے بعد فتح ...... یونس بن بکیر وغیرہ (ابن اسحاق، عاصم بن عمر بن قتادہ، عبدالرحمن بن جابر بن عبداللہ) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سپہ سالار مالک بن عوف نصری اپنے لشکر کو لے کر حنین میں خیمہ زن ہوا اور رسول اللہ ﷺ سے پہلے پہنچ گیا اور اس کے دشوار گزار تنگ مقامات اور خفیہ جگہوں میں اس نے اپنے لشکر کو تیار کر کے بٹھا دیا۔ رسول اللہ ﷺ اور اسلامی لشکر صبح کے اندھیرے میں وادی کے اندر اترے کے پس بخدا ہم نے تو سامنے سے دشمن کا لشکر آیا اور اس نے فوراً حملہ کر دیا۔ لوگوں کے پاؤں اکھڑ گئے، وہ شکست کھا کر ایسے بھاگ رہے تھے کہ کسی کو دوسرے کی پروا نہیں تھی۔

رسول اللہ ﷺ کا اعلان ...... رسول اللہ ﷺ دائیں طرف ہو کر پکار رہے تھے اے لوگو! کہاں دوڑے جا رہے ہو، میری طرف آؤ میں رسول اللہ ہوں، میں ہوں اللہ کا رسول، ہوں محمد بن عبداللہ ﷺ لیکن بے سود، کوئی کسی کی نہ سنتا تھا اونٹ پر اونٹ چڑھ رہے تھے۔

ثابت قدم لوگ ...... رسول اللہ ﷺ نے یہ منظر دیکھا تو آپ کے ساتھ اہل بیت میں سے چیدہ چیدہ لوگ تھے۔ علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حارث بن عبدالمطلب، ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب، فضل بن عباس، فضیل بن عباس، ایمن بن ام ایمن، اسامہ بن زید، قثم بن عباس رضی اللہ عنہ۔ مہاجرین میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ آپ کی اس قدر زور سے لگام تھامے ہوئے تھے کہ اس کا منہ کھول دیا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری کا کارنامہ ...... ایک ہوازنی لال اونٹ پر سوار تھا، اس کے ہاتھ میں کالا جھنڈا تھا جو لمبے نیزے کی نوک پر بندھا ہوا تھا اور وہ سب کے آگے پیش پیش تھا جب کوئی اس کی زد میں آتا تو اس کو نیزہ مارتا۔ اور وہ اپنا جھنڈا اوپر کو اٹھائے رکھتا اور لوگ اس کے پیچھے چلے آتے۔ وہ ہوازنی قوم کی اسی طرح قیادت کر رہا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری اس کی طرف لپکے۔ حضرت علی نے اس کے اونٹ کی کونچیں کاٹ دیں وہ پیچھے کو سر کے بل گرا، انصاری نے چھلانگ لگا کر اس کے پاؤں پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ اس کی پنڈلی کٹ گئی اور وہ اپنے کجاوے سے نیچے گرا اور لوگوں میں جنگ شروع ہو گئی، واللہ! شکست خوردہ لوگ ابھی واپس نہ آئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس قیدیوں کی مشکیں بندھی ہوئی تھیں۔ اس روایت کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے یعقوب بن ابراہیم زہری کے واسطہ سے عن محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے۔

ابوسفیان ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حارث بن عبدالمطلب ان لوگوں میں سے تھے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس یوم ہوازن میں ثابت قدم رہے تھے۔ وہ مسلمان ہونے کے بعد اسلام پر مضبوط اور پختہ تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی سواری کی زین کا پچھلا حصہ پکڑا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ! میں ہوں آپ کی ماں کا بیٹا۔

غبار خاطر ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے تو سرکش لوگوں نے اپنی دلی دشمنی اور کینے کا اظہار کیا، چنانچہ ابوسفیان بن حرب نے (جو نو مسلم تھا اور اس وقت قسمت آزمائی کے تیر بھی اس کے ساتھ تھے) کہا یہ شکست خوردہ لوگ سمندر سے ادھر نہیں رکیں گے۔ کلدہ بن حنبل صفوان بن امیہ کے اخیافی بھائی نے (جو صفوان کے ساتھ تھے اور صفوان مدت مہلت میں ابھی تک مشرک تھے) چلا کر کہا آج جادو کا زور ٹوٹ گیا ہے۔ تو صفوان نے کہا چپ، خدا تیرے دانت توڑ دے واللہ! مجھے قریش کی حکومت ہوازن کے کسی آدمی کی حکومت سے محبوب تر ہے۔

ابوطلحہ، ابوقتادہ اور ام سلیم رضی اللہ عنہم کے واقعات ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عفان بن مسلم، اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہوازن جنگ حنین میں اپنے بال بچے، اونٹ، بکریاں سب مال و متاع ساتھ لائے اور ان کو صف بستہ کر دیا تاکہ رسول اللہ ﷺ پر کثرت کا رعب بیٹھ جائے۔ جب جنگ میں آمنا سامنا ہوا تو مسلمان پیٹھ دکھا کر بھاگ اٹھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ثم ولیتم مدبرین (۹/۲۵) اور رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرمایا اے اللہ کے بندو! میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے گروہ انصار! میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں بالآخر اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو شکست سے دوچار کر دیا اور نبی علیہ السلام نے خود تیغ و تفنگ سے کام نہیں لیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس دن فرمایا جو شخص کسی کافر کو قتل کرے گا اس کے لئے اس کا سامانِ جنگ ہے۔ چنانچہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس روز بیس کافر قتل کئے جن کا سامان حرب حاصل کیا۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ایک کافر کے کندھے پر وار کیا تھا وہ زرہ پوش تھا میں اس کا کام تمام نہیں کرسکا معلوم کیجئے وہ زرہ کس نے اتاری ہے تو ایک آدمی نے اقرار کیا وہ میں نے پکڑ لی تھی، آپ ﷺ اس کو مجھ سے راضی کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا جب آپ علیہ السلام سے کسی چیز کا سوال کیا جاتا تو آپ عطا فرما دیتے یا خاموش رہتے چنانچہ آپ خاموش رہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ! اللہ کے شیر کو محروم کر کے تجھے نہیں دے دیں گے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے۔ نوٹ: اس قول کی نسبت عمر کی طرف عجیب معلوم ہوتی ہے۔ مشہور یہ ہے کہ یہ قول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور اس کے ہاتھ میں خنجر دیکھ کر پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا اگر کوئی مشرک میرے قریب آیا تو اس کے پیٹ میں گھونپ دوں گی۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کا یہ مقولہ رسول اللہ ﷺ کو بتایا تو آپ علیہ السلام مسکرائے۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس ہزیمت کے بعد ان طلقاء (جو فتح مکہ کے روز غلام بنائے بغیر چھوڑ دیے گئے تھے) کو قتل کر دیں جو شکست کا سبب بنے ہیں، تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اے ام سلیم اللہ تعالیٰ نے کفایت کردی ہے اور احسان فرمایا ہے۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا خنجر والا واقعہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے اور امام ابو داؤد نے "من قتل قتیلا فلہ سلبہ" والا واقعہ بیان کیا ہے اور یہ دونوں حماد بن سلمہ سے مروی ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ اور علاء بن زیاد عدوی کی گفتگو...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبد الصمد بن عبد الوارث، ہمام، نافع ابو غالب) ابو غالب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے علاء بن زیاد عدوی نے پوچھا جناب ابو حمزہ! رسول اللہ ﷺ کس عمر میں مبعوث ہوئے بتایا چالیس برس کی عمر میں پوچھا اس کے بعد کیا ہوا؟ بتایا کہ مکہ میں دس برس قیام پذیر رہے اور مدینہ میں بھی دس برس رہے آپ ﷺ کی وفات ساٹھ برس کی عمر میں ہوئی۔ پوچھا آپ علیہ السلام کی بوقت وفات صحت اور حالت کیسی تھی؟ بتایا کہ نوجوانوں کی طرح حسین و جمیل اور صحت مند، پھر پوچھا جناب ابو حمزہ! کیا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے ہو؟ بتایا ہاں! میں غزوہ حنین میں آپ کے ساتھ تھا۔ سب مشرک اکٹھے ہو کر نکلے اور اچانک حملہ کیا یہاں تک کہ ہم ان کے گھیرے میں آ گئے اور ایک مشرک ہم پر بار بار حملے کر رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ یہ صورتحال دیکھ کر سواری سے اتر آئے، اور اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دی اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ ایک صحابی نے نذر مانی تھی اگر اس بار بار حملہ کرنے والے مشرک کو قیدی بنا کر لایا گیا تو اس کا سر قلم کر دوں گا، رسول اللہ ﷺ یہ سن کر خاموش رہے۔ جب اس مشرک کو قیدی بنا کر لایا گیا تو اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اللہ کی طرف رجوع کرتا ہوں (اور مسلمان ہوتا ہوں) نبی علیہ السلام یہ سن کر رک گئے کہ وہ صحابی اپنی نذر پوری کرلے اور صحابی رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھنے لگا کہ آپ قتل کا حکم فرمائیں اور وہ رسول اللہ ﷺ سے خوفزدہ بھی تھے چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ نے محسوس کیا کہ وہ کچھ نہیں کر رہا تو آپ علیہ السلام نے اس مشرک کی بیعت لے لی۔ پھر اس صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میری نذر؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا میں تیری نذر کی تکمیل کے لئے رکا رہا تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اشارہ کیوں نہ فرمایا تو رسول اللہ نے فرمایا کسی نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ مخفی اشارہ کرے۔ (تفرد بہ احمد)

دعا...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (بہز، حماد، حمید طویل) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حنین میں دعا فرمائی یا اللہ! اگر تو چاہتا ہے کہ آج کے بعد روئے زمین میں تیری عبادت نہ ہو تو...... اس حدیث کی سند ثلاثی ہے اور شرط شیخین کی حامل ہے اور اس سند سے کسی محدث نے اسکو بیان نہیں کیا۔

رسول اللہ ﷺ کی بہادری...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن بشار، غندر، شعبہ، ابو اسحاق) رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ براء بن عازب سے کسی قیسی نے پوچھا کیا تم حنین میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے؟ تو اس نے بتایا لیکن رسول اللہ ﷺ ثابت قدم رہے۔ ہوازن والے تیر انداز تھے جب ہم ان پر حملہ آور ہوئے تو وہ منتشر ہو گئے، ہم مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے تو انہوں نے ہم پر تیروں کی بارش کر دی۔

انا النبی لا کذب ...... میں نے رسول اللہ ﷺ کو سفید خچر پر سوار دیکھا ابو سفیان رضی اللہ عنہ لگام تھامے ہوئے تھے اور رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے انا النبی لا کذب میں سچا نبی ہوں جھوٹا نہیں۔ اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو الولید از شعبہ بھی نقل کیا ہے اور اس میں ہے انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اسرائیل اور زہیر نے ابو اسحاق از براء رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ "رسول اللہ ﷺ خچر سے نیچے اترے" اس روایت کو نسائی نے بندار سے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بندار اور ابو موسیٰ سے عام بیان روایت کرتے ہیں۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے (زکریا بن یحیی از عمر بن ابی اسحاق از براء بن عازب) نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اتر کر اللہ تعالیٰ سے مدد کی دعا مانگی اور آپ علیہ السلام پکار رہے تھے:

انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب اللھم انزل نصرک
میں سچا نبی ہوں جھوٹا نہیں ہوں عبد المطلب کا بیٹا ہوں یا اللہ اپنی مدد نازل فرما۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب لڑائی تیز ہوتی تو ہم رسول اللہ ﷺ کی آڑ لیتے، بہادر وہی ہوتا جو آپ کے ساتھ برابر ہوتا۔

میں عاتکہ نامی خواتین کا فرزند ہوں ...... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کئی طرق سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ حنین میں فرمایا "میں عاتکہ کا فرزند ہوں" اور طبرانی نے اپنی سند سے (ابن عاصم سلمی رضی اللہ عنہ) سے نقل کیا ہے غزوہ حنین میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "انا ابن العواتک" (عاتکہ بنت ہلال والدہ عبد مناف، عاتکہ بنت مرہ والدہ ہاشم، عاتکہ بنت اوقص والدہ آمنہ)۔ (مترجم)

ابو قتادہ نے زرہ کے بدلے باغ خریدا ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (عبد اللہ بن یوسف، مالک، یحیی بن سعید، عمر بن کثیر بن افلح، ابو محمد مولی ابو قتادہ) حضرت ابو قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ حنین میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے، جب آمنا سامنا ہوا تو مسلمانوں کو شکست ہوئی میں نے ایک مشرک کو دیکھا وہ ایک مسلمان کے تعاقب میں ہے میں نے اس کے پیچھے سے کندھے پر تلوار کا وار کر کے زرہ کاٹ دی وہ میری طرف پلٹا اور مجھے اس قدر دبوچا کہ مجھے موت یاد آگئی پھر وہ مر گیا اور اس نے مجھے چھوڑ دیا بعد ازاں میری عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ میں نے پوچھا لوگوں کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا "امر اللہ" اللہ کا حکم۔ اور جن لوگوں کے پاؤں اکھڑ گئے تھے وہ واپس پلٹ آئے اور رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوئے اور فرمایا جو شخص کسی کافر کو قتل کرے گا اس کا "سلب" مال و سامان اسی کو ملے گا یہ حدیث سن کر میں نے کھڑے ہو کر عرض کیا میرے قتل کی کون گواہی دیتا ہے؟ یہ اعلان کر کے میں بیٹھ گیا رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ یہی اعلان کیا پھر اعلان فرمایا تو میں نے پھر کھڑے ہو کر وہی بات دہرائی اور بیٹھ گیا پھر رسول اللہ ﷺ نے تیسری بار یہ اعلان دہرایا اور حسب سابق میں نے اٹھ کر عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کیا بات ہے؟ تو میں نے سارا قصہ آپ علیہ السلام کو سنا دیا، ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! یہ درست کہتے ہیں اس کا "سلب" میرے پاس ہے آپ اس کو میری طرف سے راضی فرما دیجئے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ! اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لڑتا ہے ایسا نہیں ہو سکتا کہ اس کا حق تجھے دے دیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابو بکر نے درست کہا ہے یہ سلب ابو قتادہ کو دے دے چنانچہ اس نے وہ سامان مجھے دے دیا میں نے اس کے عوض بنی سلمہ میں ایک باغ خریدا اور یہ پہلا مال تھا جو میں نے اسلامی دور میں حاصل کیا۔ اس روایت کو بجز امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ سب اصحاب ستہ نے یحیی بن سعید سے نقل کیا ہے۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی بہادری ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (لیث بن سعد، یحیی بن سعید، عمر بن کثیر بن افلح، ابو محمد مولی ابی قتادہ) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ حنین میں میں نے دیکھا کہ ایک مسلمان مشرک سے لڑ رہا ہے اور پیچھے سے ایک اور مشرک مسلمان کو دھوکے سے قتل کرنا چاہتا ہے میں اس دھوکے باز کی طرف بڑھا اس نے مجھے مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا میں نے وار کر کے اس کا ہاتھ کاٹ دیا پھر اس نے مجھے ایسا بھینچا کہ میں ڈر گیا کہ اب موت آئی پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اس کا جسم بے جان ہو گیا تو میں نے اسے دھکیلا اور قتل کر دیا مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور میں بھی ان کے ساتھ بھاگ نکلا لوگوں میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر پوچھا کیا حال ہے؟ اس نے کہا

اللہ کا حکم۔ پھر کیا تھا لوگ رسول اللہ ﷺ کی طرف پلٹ آئے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مقتول پر بینہ پیش کردے کہ اس نے اسے قتل کیا ہے تو اس کا سلب اور سامان حرب کا مستحق ہے۔ میں نے اپنے مقتول کے بارے میں گواہی کی تلاش کے لئے کھڑا ہوا، میں نے دیکھا کہ کوئی گواہی نہیں دیتا تو میں بیٹھ گیا پھر مجھے خیال آیا میں نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کو بتایا مجلس میں سے ایک آدمی نے کہا اس مقتول کا سامان حرب میرے پاس ہے آپ اس کو میری طرف سے راضی فرما دیجئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہرگز نہیں کہ آپ قریش کے ایک بجو کو دے دیں اور اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کو نظر انداز کردیں جو اللہ اور اس کے رسول کا دفاع کرتا ہے، بالآخر رسول اللہ ﷺ نے وہ سب مجھے دلوا دیا میں نے اس کے بدلے ایک باغ خریدا وہ اسلامی دور میں پہلا باغ تھا جو میں نے خریدا۔ اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف مقامات پر درج کیا ہے نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم نے اس کو تفصیل سے بیان کیا ہے لیث از یحییٰ از ابی محمد مولیٰ ابی قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یوں ہوتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہی۔ شاید حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حمایت اور موافقت میں یہ بات کہی ہو یا راوی کو اشتباہ اور غلطی پیدا ہوگیا ہو واللہ اعلم۔

یوم حنین ...... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (حاکم، اصم، احمد بن عبدالجبار، یونس بن بکیر، محمد بن اسحاق، عاصم بن عمر، عبدالرحمان بن جابر) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ حنین کے میدان سے لوگوں کے پاؤں اکھڑتے دیکھ کر فرمایا اے عباس! بلند آواز سے پکارو: اے اصحاب سمرہ! اے اصحاب بیعت رضوان! آواز سنتے ہی لوگ لبیک لبیک کہتے ہوئے دوڑتے ہوئے آئے، اگر کوئی اپنا اونٹ نہ موڑ سکا تو وہ اپنی زرہ اس کی گردن میں پھینک دیتا تھا اور تلوار اور ڈھال لے کر کود پڑتا اور آواز کی طرف دوڑتا، اسی طرح آپ کے پاس سو آدمی جمع ہوگئے، لوگ مد مقابل آئے تو لڑائی شروع ہوگئی سب سے پہلے مطلق انصار کو پکارا گیا پھر خصوصی خزرج کو پکارا، وہ لوگ لڑائی میں نہایت پامردی اور استقلال کا مظاہرہ کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے رکابوں میں کھڑے ہوئے میدان کارزار کی طرف دیکھ کر فرمایا الان حمی الوطیس اب لڑائی کا میدان خوب گرم ہے۔ واللہ! بھاگنے والے لوگ ابھی واپس آرہے تھے کہ آپ علیہ السلام کے پاس مشکیں کسے ہوئے قیدی موجود تھے بعض ان میں قتل ہوگئے اور بعض شکست کھا کر بھاگ نکلے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے مال، دولت اور زن و بچہ رسول کو مال غنیمت بنا دیا۔ ابن لہیعہ نے ابوالاسود کی معرفت عروہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ مغازی میں موسیٰ بن عقبہ نے زہری سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے بعد ... ہوازن کی جانب پیش قدمی فرمائی۔

مکی لوگوں کی روانگی ...... رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مکہ سے پیدل اور سوار سب لوگ نکلے حتیٰ کہ مشرک عورتیں بھی قریش میں سے اور غنیمت کی امید پر بھی ساتھ ہولیں۔ وہ یہ امید لگائے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اور اسلامی لشکر کو شکست ہو جائے اور بدلہ لے سکیں۔ ان میں ابوسفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ جس کی بیوی مسلمان تھی بھی ساتھ تھے۔ اس جنگ میں ہوازن کا رئیس مالک بن عوف نصری تھا، ان کے ہمراہ درید بن صمہ بھی تھا جو بڑھاپے کی وجہ سے لاغر ہوگیا تھا اور عورتیں بچے اور مال مویشی بھی ساتھ تھے۔

جاسوس ...... رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ بن ابی حدرد اسلمی کو جاسوسی کے لئے روانہ کیا اس نے وہاں ان کے ہاں رات گزاری اور مالک بن عوف نصری کا خصوصی پیغام سنا کہ صبح سویرے ہی تم ان پر ایک ساتھ واحد شخص کی طرح حملہ کردو اور تلواروں کے نیام توڑ دو اپنے مویشیوں کو ایک قطار میں کھڑا کردو اور ایک قطار میں بال بچوں کو۔

آغاز جنگ ...... ابوسفیان، صفوان اور حکیم بن حزام مسلمانوں سے الگ بیٹھے اس بات کے منتظر تھے کہ کس کی فتح ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سفید خچر پر سوار تھے اور مسلمان صف بستہ تھے، جب دونوں فریق مقابل آئے تو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو جنگ پر ابھارا اور بشرط صبر ان کو فتح کا مژدہ سنایا۔ مسلمان اسی طرح صف بستہ تھے کہ مشرکوں نے اچانک مرد واحد کی طرح یکبارگی حملہ کردیا۔ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ حارثہ بن نعمان کا قول ہے، مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میرے اندازے کے

ستائیس سوار تھے۔

صفوان کا قول ... ایک قریشی نے صفوان بن امیہ کو اسلامی لشکر کی شکست کا مژدہ سنا کر کہا خدا کی قسم! اس سے بہتر ہرگز نہیں ہو سکتی تو صفوان نے خفا ہو کر کہا تو مجھے دیہاتیوں کی فتح کی خوشخبری سناتا ہے واللہ! مجھے قریشی حکمران اعرابی حکمران سے عزیز ہے۔ صفوان نے اپنا غلام بھیجا کہ دیکھ کس کے شعار کی آواز آ رہی ہے۔ اس نے آ کر بتایا کہ لوگ یا بنی عبدالرحمن، یا بنی عبید اللہ، یا بنی عبداللہ پکار رہے ہیں تو وہ سمجھ گیا کہ اسلامی لشکر غالب ہے کیونکہ یہ اس وقت مسلمانوں کا شعار تھا۔

تیز جنگ ... جب جنگ تیز ہوئی تو رسول اللہ ﷺ خچر پر سوار، رکابوں پر پاؤں رکھ کر کھڑے ہو گئے اور ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی یا اللہ! میں تجھ سے تیرا وعدہ مانگتا ہوں یا اللہ! ان کو غلبہ نہ دے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو آواز دی اے سمرہ کے نیچے بیعت کرنے والو! اللہ سے ڈرو تمہارے نبی پر حملہ ہے اور آپ علیہ السلام نے جنگ پر آمادہ کیا اے اللہ اور اس کے رسول کے مددگار! اے بنی خزرج! اے سورۂ بقرہ کے پڑھنے والو! اور دیگر لوگوں کو بھی پکارا ان کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے کنکریوں کی ایک مٹھی مشرکوں کی طرف پھینکتے ہوئے فرمایا ان کے چہرے بگڑ جائیں جس طرف بھی کنکریاں پہنچیں اللہ نے ان کو پسپا کر دیا اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے قتل کیا اور مال غنیمت جمع کر لیا۔ جو لوگ بھاگ کھڑے ہوئے تھے وہ بھی پلٹ آئے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "الآن حمی الوطیس" اب لڑائی کا میدان گرم ہے۔ مالک بن عوف اور دیگر اشراف نے بھاگ کر طائف میں پناہ لی۔ معاویہ بن ... اور اسلامی نظم سے متاثر ہو کر اکثر اہل مکہ مشرف با اسلام ہوئے۔ اس روایت کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔

حضرت عباس کی منظر کشی ...... ابن وہب (یونس، زہری) کثیر بن عباس بن عبدالمطلب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بتایا میں غزوہ حنین میں موجود تھا۔ میں اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حارث رسول اللہ ﷺ سے چمٹے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سفید خچر پر سوار تھے جو فروہ بن نفاثہ جذامی نے بطور ہدیہ پیش کیا تھا۔ جب قریش سے مقابلہ ہوا تو مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ رسول اللہ ﷺ تنہا اپنے خچر کو کفار کی طرف ایڑ لگا رہے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں خچر کی لگام کو پکڑے ہوئے تھا کہ وہ تیز نہ دوڑے اور ابوسفیان رکاب تھامے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو کہا، بیعت رضوان والوں کو پکارو! واللہ! وہ میری آواز سنتے ہی لبیک لبیک پکارتے ہوئے اس طرح پلٹے جس طرح گائے اپنے بچوں پر پلٹتی ہے۔ پھر فریقین میں لڑائی ہوئی۔ پہلے مطلق انصار کو پکارا اے معشر انصار! پھر بنی حارث بن خزرج کو خصوصی طور پر پکارا اے بنی حارث بن خزرج! رسول اللہ ﷺ نے میدان کارزار کی طرف بلند ہو کر فرمایا اب لڑائی کے گرم ہونے کا وقت ہے۔ پھر آپ نے ہاتھ میں کنکریاں لے کر کفار کے سامنے پھینک کر فرمایا رب محمد ﷺ کی قسم وہ شکست کھا گئے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ لڑائی خوب تیز اور بدستور ہے واللہ! رسول اللہ ﷺ نے کنکریاں پھینکیں تو میں برابر دیکھتا رہا کہ ان کی دھار کند ہو رہی ہے اور ان کا معاملہ پسپائی ہو رہا ہے۔ اس روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے (ابوطاہر از ابن وہب) اسی طرح بیان کیا ہے نیز امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے (محمد بن رافع از عبدالرزاق از معمر) از زہری اسی طرح نقل کیا ہے۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کا قصہ ...... امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے (عکرمہ بن عمار سے ایاس بن سلمہ بن اکوع) کی معرفت حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع سے روایت کی ہے کہ غزوہ حنین میں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب دشمن کا سامنا ہوا تو میں آگے بڑھ کر ایک چوٹی پر چڑھ گیا میرے سامنے ایک مشرک آیا میں نے اس کو تیر مارا اور وہ چھپ گیا پھر معلوم نہیں ہوا وہ کدھر گیا۔ پھر میں نے دیکھا بہت سے لوگ دوسری چوٹی سے نمودار ہو رہے ہیں ان کی صحابہ رضی اللہ عنہم کی باہمی جنگ ہوئی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم بھاگ کھڑے ہوئے تو میں بھی شکست کھا کر بھاگ رہا تھا۔ میں ایک چادر کا تہبند باندھے ہوئے اور دوسری اوڑھے ہوئے تھا میرا تہبند کھل گیا تو میں نے دونوں چادروں کو اکٹھا کر لیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے (شکست خوردہ حالت میں) گزرا (آپ سفید خچر پر سوار تھے) تو آپ نے فرمایا ابن اکوع پریشان اور گھبرایا ہوا ہے۔ جب کفار نے

رسول اللہ ﷺ کو گھیر لیا تو آپ نے خچر سے اتر کر زمین سے ایک مٹھی خاک اٹھائی اور ان کے منہ پر ماری اور فرمایا منہ بگڑ گئے، چنانچہ ان میں سے کوئی آدمی ایسا نہ رہا جس کی آنکھ میں اس مٹھی سے خاک نہ بھر گئی ہو۔ بالآخر اللہ نے ان کو شکست دے دی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے مال غنیمت کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

حضرت ابوعبدالرحمان فہری کی روایت ...... ابو داؤد طیالسی (حماد بن سلمہ، یعلی بن عطا، عبداللہ بن یسار) ابو عبدالرحمان فہری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ حنین میں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے شدید گرمی کے روز ہم لوگ سفر کے دوران کیکر کے سایہ کے نیچے اترے جب زوال ہو گیا تو میں زرہ پہن کر گھوڑے پر سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا آپ اپنے خیمہ میں تھے میں نے سلام عرض کر کے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کوچ کا وقت ہو چکا ہے؟ تو آپ علیہ السلام نے ہاں میں جواب دیا، پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا اے بلال! بلال ایک کیکر کے سایہ کے نیچے سے اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ گویا اس کا سایہ پرندے جیسا ہے اور اس نے عرض کیا میں قربان ہوں، لبیک وسعدیک۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا گھوڑے پر زین ڈالو اس نے زین ڈال کر لایا تو آپ گھوڑے پر سوار ہو گئے ہم دن بھر چلتے رہے، جب دشمن کے قریب آئے فریقین باہم قتال ہوئے اور جنگ شروع ہوئی تو مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے ثم ولیتم مدبرین (۹/۲۵) اور رسول اللہ ﷺ ان کو پکارنے لگے اے اللہ کے بندو! (ادھر آؤ) میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں اور رسول اللہ ﷺ اپنی سواری سے اترے تو آپ رسول اللہ ﷺ کے قریب ترین آدمی کہتے ہیں کہ آپ نے خاک اٹھائی اور دشمن کے منہ پر ماری اور کہا شاھت الوجوہ چہرے بگڑ گئے۔ یعلی بن عطا کہتے ہیں کہ ان کے بچوں نے اپنے آباء سے بتایا ہے کہ ہر شخص کی آنکھیں اور منہ اس کی خاک سے بھر گئے اور آسمان سے ایک آواز سنی جیسا کہ کانسی کی تھالی پر لوہا گرے اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دے دی، اس روایت کو امام بیہقی اور امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ سجستانی نے سنن میں (موسیٰ بن اسماعیل، حماد بن سلمہ) اسی طرح بیان کیا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ...... امام احمد (عفان، عبدالواحد بن زیاد، حارث بن حصین، قاسم بن عبدالرحمان بن عبداللہ بن مسعود، عبدالرحمان) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ حنین میں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے لوگوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور صرف آپ علیہ السلام کے پاس اسی (۸۰) مہاجر و انصار باقی رہ گئے اور ہم لوگ صرف اسی (۸۰) قدم آپ علیہ السلام سے پیچھے ہٹے پشت دے کر بھاگے نہیں۔ یہی وہ لوگ تھے جن پر اللہ نے اپنا اطمینان اور سکون اتارا۔ رسول اللہ ﷺ خچر پر سوار تھے آگے بڑھتے ہوئے خچر ایک طرف جھکا تو آپ زین سے سرکنے لگے میں نے کہا بلند ہو جائیے اللہ آپ کو بلند فرمائے پھر آپ ﷺ نے فرمایا مجھے خاک کی مٹھی اٹھا کر دو، چنانچہ آپ علیہ السلام نے وہ خاک ان کے منہ پر ماری ان کی آنکھیں خاک سے بھر گئیں آپ نے پوچھا مہاجر و انصار کہاں ہیں؟ عرض کیا وہ یہاں ہیں فرمایا ان کو آواز دو وہ ہاتھوں میں تلواریں سونتے ہوئے آئے گویا وہ آتشیں شعلے ہیں پھر مشرک شکست کھا کر بھاگ [illegible]۔

ستر (۷۰) قتل ہوئے ...... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابو عبداللہ الحافظ، ابوالحسین محمد بن احمد بن تمیم قنطری، ابو قلابہ، ابو عاصم، عبداللہ بن عبدالرحمان طائفی، عبداللہ بن عیاض بن حارث انصاری) عیاض سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہوازن میں بارہ ہزار فوج لے کر آئے تو حنین میں اہل طائف میں سے غزوہ بدر کے مقتول مشرکوں کے برابر قتل ہوئے اور آپ علیہ السلام نے کنکریوں کی ایک مٹھی لے کر منہ پر ماری اور بھاگ گئے۔ اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ میں بیان کیا ہے اور مزید کوئی بات بیان نہیں کی۔

کلام کی تاثیر ...... مسدد (جعفر بن سلیمان، عوف بن عبدالرحمان غلام ام برثن) ایک آدمی مشرکین ہوازن سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارا اور رسول اللہ ﷺ کا حنین میں مقابلہ ہوا تو بکری کے دوہنے کے عرصہ تک بھی ہمارے سامنے نہ ٹھہر سکے۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے سامنے تلواریں چلاتے ہوئے آئے یہاں تک کہ ہم نے ان کو گھیر لیا تو ہمارے اور آپ کے درمیان خوبصورت چہرے والے لوگ حائل ہو گئے انہوں نے کہا شاھت الوجوہ چہرے بگڑ گئے ہم اس کلام سے شکست کھا گئے۔

(جاری ہے)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ۔ یعقوب بن سفیان (ابوسفیان یا ابوسعید عبدالرحمن بن ابراہیم ولید بن مسلم محمد بن عبداللہ شعیثی) حارث بن بدل نصری سے کہ وہ حاضر تھے غزوہ حنین میں اور عمرو بن سفیان ثقفی سے روایت کرتے ہیں کہ مسلمان غزوہ حنین میں شکست کھا گئے بجز حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حارث بن عبدالمطلب آپ علیہ السلام کے پاس رہ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے کنکریوں کی مٹھی بھر کر ان کے منہ پر ماری، ثقفی کہتے ہیں کہ ہم لوگ پسپا ہو گئے، ہمیں ہر پتھر اور درخت گھڑ سوار محسوس ہوتا تھا ہمارے تعاقب میں، اور میں گھوڑا دوڑا کر طائف کے اندر داخل ہو گیا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ ..... "مغازی" میں یونس بن بکیر نے یوسف بن صہیب بن عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ غزوہ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف زید نامی شخص باقی رہ گیا تھا۔

ٹھیکری کی حکایت ..... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (مدینی، موسیٰ بن مسعود، سعید بن سائب بن یسار طائفی، سائب بن یسار) یزید بن عامر سوائی (جو حنین میں مشرکوں کے ساتھ تھا اور بعد میں مسلمان ہوا) ہم ان سے اس کی کیفیت کے بارے میں پوچھا کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ نے حنین میں مشرکوں کے دلوں میں ڈالا تھا، چنانچہ وہ ایک کنکر اٹھا کر طشتری میں پھینکتے اور اس سے آواز پیدا ہوتی تو کہتے اس طرح کی آواز ہم اپنے دلوں سے محسوس کرتے تھے۔

حافظ بیہقی نے (یوسف، ابوحذیفہ، سعید بن سائب بن یسار طائفی، سائب بن یسار) یزید بن عامر سوائی (جو حنین میں مشرکوں کے ساتھ تھا اور بعد میں مسلمان ہوا) ہم ان سے اس کی کیفیت کے بارے میں دریافت کرتے جو اللہ نے حنین میں مشرکوں کے دلوں میں ڈالی تھی چنانچہ وہ ایک کنکر اٹھا کر طشتری میں پھینکتے اور اس سے آواز پیدا ہوتی تو کہتے اس قسم کی آواز ہم اپنے دلوں میں محسوس کرتے تھے۔

مقبول دعا ..... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابوعبداللہ الحافظ، ابوعمرو محمد بن موسیٰ بن فضل، ابو العباس محمد بن یعقوب، العباس بن محمد، محمد بن بکیر حضرمی، ایوب بن جابر، صدقہ بن سعید، مصعب بن شیبہ) شیبہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، واللہ! میں اسلام اور اس سے محبت اور دلچسپی کی وجہ سے آپ کے ساتھ نہ تھا بلکہ مجھے قریش پر ہوازن کے غلبے سے نفرت تھی، چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑا تھا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں چتکبرے گھوڑے دیکھ رہا ہوں، آپ علیہ السلام نے فرمایا شیبہ! وہ کافروں کو ہی نظر آتے ہیں، پھر آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر دعا کی یا اللہ! شیبہ کو ہدایت نصیب کر، پھر دوبارہ ہاتھ مار کر دعا کی "اللھم اھد شیبة" پھر تیسری بار ہاتھ مار کر دعا کی یا اللہ! شیبہ کو ہدایت دے، یا اللہ! آپ نے تیسری بار ہاتھ مار کر اٹھایا نہ تھا کہ آپ علیہ السلام تمام کائنات سے مجھے محبوب تھے۔

شیبہ اور اس کا ارادہ ..... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابوعبداللہ الحافظ، ابو محمد بن عبداللہ مزنی، یوسف بن موسیٰ، ہشام بن خالد، ولید بن مسلم، عبداللہ بن مبارک، ابوبکر ہذلی، عکرمہ مولیٰ ابن عباس) شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے غزوہ حنین میں رسول اللہ ﷺ کو غیر محفوظ دیکھا تو میرے دل میں والد اور چچا کے علی رضی اللہ عنہ اور حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہونے کا خیال آیا تو میں نے کہا آج رسول اللہ ﷺ کو موت کے گھاٹ اتار کر (نعوذ باللہ) اپنا انتقام لے لوں گا۔ چنانچہ میں نے آپ کے دائیں طرف سے حملہ کا عزم کیا تو دیکھا وہاں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں چاندی جیسی سفید زرہ پہنے ہوئے ہیں، ان کے چچا ہیں، بہرحال مدد کریں گے۔ پھر میں آپ علیہ السلام کے بائیں طرف آیا تو معلوم کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حارث بن عبدالمطلب موجود ہیں آپ کے چچازاد ہیں کسی صورت امداد سے نہ رکیں گے۔ پھر میں آپ علیہ السلام کے پیچھے سے آیا، میں تلوار سے حملہ کرنے والا ہی تھا کہ میرے اور آپ علیہ السلام کے درمیان آتشیں شعلہ بجلی جیسا حائل ہو گیا مجھے خطرہ لاحق ہو گیا کہ وہ مجھے جلا کر خاک کر دے گا چنانچہ آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر پیچھے ہٹ آیا اور رسول اللہ ﷺ نے متوجہ ہو کر کہا شیبہ! میرے قریب ہو جاؤ، یا اللہ! اس سے شیطانی وسوسہ دور کر دے، اس کے بعد میں نے آپ علیہ السلام کو آنکھ اٹھا کر دیکھا تو آپ مجھے میرے سمع و بصر یا آنکھ اور کان سے بھی زیادہ عزیز تھے اور آپ نے فرمایا اے شیبہ! کفار سے جنگ کرو۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شیبہ بن عثمان بن

[illegible] آپ کو فرماتے ہوئے سنا [illegible]

آسمان سے چیونٹیوں کا اترنا: ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ [illegible] جبیر بن مطعم سے روایت کی ہے [illegible] حنین [illegible] رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے [illegible] آسمان سے [illegible] دیکھی یہاں تک کہ وہ ہمارے اور کافروں کے درمیان آ پڑی تو وہ چیونٹیاں تھیں [illegible] مجھے یقین تھا کہ [illegible] ابن اسحاق [illegible] ان کے بارے میں کہا:

ولما دنونا من حنين ومائه
رأينا سوادا منكر اللون أخصفا
بملمومة شهباء لو قذفوا بها
شماريخ من عزوى إذا عاد صفصفا
ولو أن قومي طاوعتني سراتهم
إذا ما لقينا العارض المتكشفا
إذا ما لقينا جند آل محمد
ثمانين ألفا واستمدوا بخندفا

"جب ہم حنین [illegible] کے قریب ہوئے تو ہم نے [illegible] اگر میری قوم کے سردار میری بات مانتے تو [illegible] جب ہم آل محمد کے لشکر [illegible] اسی ہزار [illegible] سے مدد طلب کی۔"

مالک بن عوف نصری کے اشعار ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے مالک بن عوف نصری کے [illegible] اشعار نقل کئے ہیں جو اس نے [illegible] جنگ میں کہے:

اقدم محاج إنه يوم نكر
مثلي على مثلك يحمي ويكر
إذا أضيع الصف يوما والدبر
ثم احزألت زمر بعد زمر
كتائب يكل فيهن البصر
قد أطعن الطعنة تقذي بالسبر
حين يذم المستكين المنجحر
وأطعن النجلاء تعوي وتهر

"[illegible] اے محاج آگے بڑھ [illegible] جب [illegible] بعد [illegible]"

میں خون بہہ رہا اور زخم ہیں۔ جب کہ ایک کونے میں پیپ رستا ہے کہ تیری قسمت کی جانب ہے اور تمہیں وحشی تیز مارتا ہوں
جس سے خون جوش مار رہا ہے"۔

لهفا من الحروف زمان مهجر
لهفي لـــزت رمحنا أسفجر
والمطلب النعمان فيها مكسر
يا زين يا ابن عمه ابن لبير
لذا الخلد البحري ولد عان السمر
لد عمه الهمي الخير بلات الحسر
انى لمي أعطا الهيم غير حصر
اذا يخرج الحيا طي لن كعت العسر

"بہت سے شامی مجھ سے قریب ہی پیچھے تھے۔ تو ان کی لاشوں کا خون رستا ہے اور بکھر گیا۔ یہ تیری عزت کی جان کی بہ شمار نیز
کی جانب سے نیزے اسے اس حکم کو بہا کر سے جاتے رہتے ہیں اور بہادروں سے اور ان کا جسم عقیدہ کی طرح بہا دیا ہیں۔
کہتی ہیں ان میں کی عورتوں میں تو تجھ کیا ہوں جب یا کہ ان عورتوں سے پیچھے پھر گئی ہے"۔

امام ابن جریر نے ابن اسحاق کی روایت سے مالک بن عوف کے دو شعر بھی نقل کئے ہیں جو انہوں نے مصعب بن عمیر کے بعد کہے
جب ان کے ساتھی شکست کھا کر بھاگ گئے۔

الا كر منهم عصبة ثم كلهم
وما لك فو لمه علم ابات لمحفو
وما لك ما لك فو له احب
يوم حسين حلبه العاج بها الشر
حتى تطلوا الشام من البأس بها
عنهم الهم ولا انار السرى
لمعزهم الناس حتى لم يروا احد
حول النبي وحتى عنه السبق

"ان کی مدد کی لوگوں کے بیچ میں جب وہ قتل ہو گئے اور مالک کے اوپر جھنڈا لہرا رہے تھے۔ اور مالک (ان سے
کوئی ہوا تھا) جنگ حنین میں جس پر تاج چمک رہا تھا۔ تو اس کے وقت جب لوگوں کے سامنے آئے ہوا تھا تو وہ خود
اور زرہ سے بس تھے۔ انہوں نے لوگوں کو مار دوڑ کے آگے تو انہوں نے کسی کو نہ دکھائی۔ کہ آپ یا ب اور ان پر
تاریکی چھا گئی"۔

حتى لـــزت جهل بنصر هم
لنا القوم منهزم منا ومعلق
منا رأس طهر جهل يطلنا
لعنكم الا امنا فنا الخلق
ولد وفي عمر الطروق الا هم منوا

بطعنه كان منها سرجه المعلق

"پھر جبرائیل علیہ السلام ان کی مدد کے لئے اترے بعض شکست کھا گئے اور بعض ہم میں سے قید ہوئے۔ اگر جبرائیل علیہ السلام کے بغیر ہم سے کوئی اور لڑتا تب ہماری عمدہ گھوڑیاں ہم کو محفوظ رکھتیں اور شکست کے وقت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس تیزی سے تعاقب کیا جس سے اس کی زین خون سے تر ہو جاتی"۔

ایک مسلمان خاتون کا شعر...... بقول ابن اسحاق جب مشرک شکست کھا گئے اور اللہ نے اپنے رسول کو فتح یاب کیا تو کسی مسلمان خاتون نے کہا:

قد غلبت خيل الله خيل اللات   و خيله احق بالثبات

"لشکر مشرکات کے لشکر پر غالب آ گیا ہے اور اللہ کا لشکر ہی ثبوت کا زیادہ حقدار ہے"۔

بد دعا...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب ہوازن کے پاؤں اکھڑ گئے تو ثقیف کے بنی مالک قبیلے میں خوب قتل و غارت ہوئی ان کے ستر آدمی "ذی الخمار" کے جھنڈے تلے مارے گئے۔ ذوالخمار کے بعد عثمان بن عبداللہ بن ربیعہ بن حارث بن حبیب نے جھنڈا تھام لیا وہ بھی لڑتا ہوا مارا گیا (بقول عامر بن وہب بن اسود) رسول اللہ ﷺ کو اس کے قتل کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا اللہ اس کو ہلاک کرے وہ قریش سے بغض و دشمنی رکھتا تھا۔

عیسائی ختنہ نہیں کرتے...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے یعقوب بن عتبہ سے روایت کی ہے کہ عثمان مذکور کے ساتھ اس کا عیسائی غلام مارا گیا۔ ایک انصاری نے اس کا سامان حرب اتارا تو معلوم ہوا وہ بے ختنہ ہے اس نے بلند آواز سے کہا کہ ثقیف لوگ بے ختنہ ہیں۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس کو خطرہ لاحق ہوا کہ یہ بات عرب میں مشہور ہو جائے گی اور اس کو کہا فداک ابی وامی "ایسی بات نہ کرو، وہ عیسائی غلام تھا چنانچہ اس نے اس کو کئی مقتول دکھا کر کہا کیا ان کو ختنہ شدہ نہیں دیکھتے۔

قارب رضی اللہ عنہ کے بارے میں عباس رضی اللہ عنہ کے اشعار...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ احلاف کا علم قارب بن اسود کے ہاتھ میں تھا جب لوگوں کے پاؤں اکھڑ گئے تو اس نے علم ایک درخت کے ساتھ کھڑا کر دیا اور خود مع قوم بھاگ گیا چنانچہ ان میں سے صرف دو آدمی ... وہب از بنی غیرہ اور جلاح از بنی کنہ قتل ہوئے رسول اللہ ﷺ کو جلاح کے قتل کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا سوائے ابن ہنیدہ یعنی حارث بن اویس کے آج ثقیف کے جوانوں کا رئیس قتل ہو گیا ہے۔ حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ نے قارب کے فرار اور ذوالخمار کے قتل کے واقعہ بیان کیا ہے:

ذوالخمار کے قتل کا واقعہ:

الا من مبلغ غيلان عني
وسوف اخال ياتيه الخبير
وعروة انما اهدي جوابا
وقولا غير قولكما يسير
بان محمدا عبد رسول
لرب لا يضل ولا يجور
وجدناه نبيا مثل موسى
فكل فتى يخايره مخير

و الامور
یر الا الامور

"سنو! قبیلہ ہمدان میں سے ہر شخص کو میری بات کون پہنچائے گا کہ ان کا گمان ہے کہ عنقریب کوئی بڑی خبر ان کے پاس آئے گی اور جو امور محقق ہو چکے ہیں ان میں تمہاری بات کے علاوہ ایک بات کہتا ہوں۔ کہ محمد ﷺ اور اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں جو گمراہ اور غالی ہیں۔ ہم نے ان کو جیسا پایا ہے ہر شخص جو ان سے جنگ میں مقابلہ کرتا ہے وہ مغلوب ہوتا ہے۔ بنی قیس کی لعن بنی ثقیف کا جانی مرتد ہو گئی ہے اور اعراب تقسیم کئے گئے"۔

ا لقوم
و ا و
ا ا
و
م
ا
و ا ا
و
ا
ا ا ا

"انہوں نے اپنے کام کو ضائع کر دیا اور ہر قوم کا امیر ہوتا ہے اور صاحب آ کے جاتے رہے ہیں۔ ہم ان کی طرف جنگل کے شیروں کو لے کر الاہواز اور الاشعث سے آگے گئے اور اللہ کا لشکر وہاں رواں تھا۔ ہم بصرہ سے بجانب بنی قیس کے لشکر کا ارادہ کر رہے تھے قریب تھا کہ ہم ان کے باعث برباد کر جائیں۔ میں حلفاً کہتا ہوں اگر وہ تتر جاتے تو ہم ان کی طرف لشکر لے کر چلتے اور غرور ہوتے۔ وہاں ہم ایک مقام کے تیر تھے یہاں تک کہ ہم نے ان کو قتل کیا اور ہر قبیلے سے بدلا لیا"۔

م
و ا
ا
و
ا ا
ا و ا
و ا
ا
ا ا ا
و ا الامر

"حسن کے پاس ایک دن سے جنگ ختم ہوئی اور ان کا خون بہہ رہا تھا۔ وہ ثقیف الثقاب جنگوں میں سے تھی اس کی بنیاد قوم سے تھی۔ ہم نے ان علیہا کو جنگ میں ان کے جھنڈوں کے پاس قتل کیا اور لشکر میں بھاگنے کی طرف میلان تھا اور وہ انجام

قتل ہو گیا جو قوم کا رئیس تھا کیا شکوہ ارادی ہوئے۔ اس نے ان ذمات کے راستوں پر قبضہ کیا اور یہ تمیز جگہیں ہو لے کے لیے واضح تھیں''۔

فسائلت من لقيت منهم حمر بغضا
وقل منهم بشر كبير
ولا يمضي الامور لأمر ترضى
ولا تشفى النفوس بسرة العمور
أحاط بهم رجال ذو ملكوه
أمورهم والسلطان الغفور
بسر عول يصيح بهم جهاد
لهن بها السطف والشعير
ليبلو لا يفارق يتوا به
بقتت العزاع والقصور

'' بعد ازاں مسجد کیا وہ اصلحت بغاوت تھا اور ان سے بہت لوگ قتل ہوئے۔ سست اور بزدل ہر مرد تھی جو ہے اور کو انجام تک نہ دے سکا۔ خود ہلاک کیا انہوں نے اس کا اپنا اسود کا سر بلند کیا اور شاہین بھاگ گئے۔ بنی ... کے ... رہے تا حتی کے جانے پر جن کا چارہ بہم اور جو تھے اگر قارب ہوا اس کا خاندان تو قرآن کے کلمات اور کعبہ تقسیم ہو جاتے''۔

ولكن الرياسة عمرها
على يمن القارب الشهير
أطاعوا القارب ولهم جلود
والاسلام لبني عزلهم
لئن بهروا الى الاسلام يلقوا
اشرف الناس مامعشر الشمر
لئن لم يسلموا أنهم أمان
بحرب الله ليس لهم نصير
كما حكمت بني سعد وجرت
بسر بطن بني خزيمة قشعير

'' لیکن کم عمری کی وجہ سے قیادت ان کے حوالے کر دی گئی جن کا شیر نے مشورہ دیا۔ انہوں نے قارب کی اطاعت کی اور یا نصیب اور با شعور عزت والا ہوں کی جانب مائل تھیں۔ اگر ان کو اسلام نصیب ہوا تو وہ دنیا سے لوگوں میں معزز ہوں گے۔ اگر وہ مسلمان نہ ہوئے تو ان کو حکومت کی طرف سے امان ملے گی جہاں ان کو کوئی مدد گار نہ ہوگا۔ جیسا کہ ہلاک کر دیا ہے بنی سعد کو اور قریہ قبیلوں کو حد سے ... قیادت کیا''۔

كان بني معاوية بن بكر
الى الاسلام ضائقة تغور

فقلنا اسلموا إنا أخوكم
وقد برأت من الإحن الصدور
كأن القوم إذ جاءوا إلينا
من البغضاء بعد السلم عور

گویا بنی معاویہ بیل ہیں جو اسلام کی طرف کھنچ رہے تھے۔ ہم نے ان کو کہا تم مسلمان ہو جاؤ ہم تمہارے بھائی ہیں اور ہمارے دل کینہ سے پاک ہیں۔ گویا کہ لوگ جب ہماری طرف آتے ہیں تو دل بغض سے پاک ہوتے ہیں"۔

مالک کی ذہانت اور زبیر رضی اللہ عنہ کی بہادری...... ہوازن کے پاؤں اکھڑ گئے تو مالک بن عوف نصری اپنے ساتھیوں کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا تھا۔ اس نے کہا ٹھہرو کہ تمہارے کمزور لوگ آگے گزر جائیں اور باقی ماندہ مل جائیں (بقول ابن اسحاق) ایک لشکر رونما ہوا تو مالک نے پوچھا اس کو کس حالت میں دیکھ رہے ہو۔ انہوں نے کہا کہ گھوڑ سواروں نے اپنے نیزے گھوڑوں کے کانوں کے درمیان رکھے ہوئے ہیں۔ ان کے ران لمبے ہیں تو اس نے بتایا یہ بنی سلیم ہیں تمہیں ان سے کوئی خطرہ نہیں وہ آگے بڑھے اور وادی کے اندر چلے گئے پھر ایک اور لشکر اس کے پیچھے آیا اس نے پوچھا ان کو کس حالت میں دیکھ رہے ہو۔ انہوں نے بتایا کہ وہ بغیر کسی مخصوص نشانی کے اپنے نیزوں کو سامنے عرض اور چوڑائی میں رکھے ہوئے ہیں اس نے بتایا یہ اوس اور خزرج ہیں ان کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں جب وہ چوٹی کے دامن میں آئے تو بنی سلیم کے راستے پر چلے گئے۔ پھر ایک شاہ سوار سامنے آیا پوچھا کیا دیکھ رہے ہو تو انہوں نے کہا ایک شاہ سوار ہے لمبے لمبے ران والا کندھے پر نیزہ رکھے ہوئے سر پر لال رومال باندھے ہے تو اس نے کہا یہ ہے زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام لات کی قسم! یہ تم سے مقابلہ کرے گا۔ تم ثابت قدم رہنا جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ چوٹی کے دامن میں آئے تو لوگوں کو دیکھ کر ان کی طرف آئے اور لگاتار تیر مارتے رہے یہاں تک کہ ان کو چوٹی سے بھگا دیا۔

غنیمت کے مال کا نگران...... رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت کے جمع کرنے کا حکم دیا چنانچہ سب اونٹ بکریاں اور مال غلام جمع کر دیئے گئے اور آپ کے حکم کے مطابق جعرانہ میں ٹھہرا دیئے گئے (بقول ابن اسحاق) مسعود رضی اللہ عنہ بن عمرو غفاری مال غنیمت کا نگران تھا۔

اجیر، بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنے کا حکم...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کسی سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ ہوازن میں ایک عورت کے پاس سے گزرے جس کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا اور لوگ لاش کے گرد جمع تھے آپ علیہ السلام نے کسی صحابی کو کہا خالد رضی اللہ عنہ کو کہو کہ رسول اللہ ﷺ تجھے بچے اور عورت اور اجیر کے قتل سے منع فرماتے ہیں۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو منقطع سند سے بیان کیا ہے۔ امام احمد (ابو عامر عبدالمطلب بن عامر، مغیرہ بن عبدالرحمان، ابو الزناد، مرقع بن صیفی) اپنے دادا رباح بن ربیع کاتب برادر بنی حنظلہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک غزوہ سے واپس لوٹ رہے تھے لشکر کے مقدمہ اور اگلے حصہ پر خالد رضی اللہ عنہ امیر تھے رباح اور صحابہ رضی اللہ عنہم ایک عورت کی لاش پر کھڑے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے آئے اور وہ لوگ لاش سے دور ہٹ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی لاش پر کھڑے ہو کر فرمایا یہ لڑنے کے قابل نہیں تھی اور کسی کو کہا کہ خالد رضی اللہ عنہ کو جا کر کہو کہ بچے اور اجیر کو قتل نہ کرے۔ اس روایت کو ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے مرقع بن صیفی سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

غزوہ اوطاس...... ہوازن کے جب پاؤں اکھڑ گئے تو ایک گروہ مالک بن عوف نصری کی قیادت میں طائف میں پناہ گزین ہوا اور ایک گروہ اوطاس میں خیمہ زن ہوا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف ایک سریہ ابو عامر اشعری کی قیادت میں بھیجا ان سے جنگ ہوئی اور مسلمان ان پر غالب آ گئے پھر رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس طائف کی جانب روانہ ہوئے اور ان کا محاصرہ کیا۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ غزوہ حنین میں شکست کھا کر مالک بن عوف کے ساتھ طائف چلے آئے اور بعض اوطاس میں خیمہ زن ہو گئے اور کچھ لوگ نخلہ کی جانب چلے گئے نخلہ کی طرف ثقیف میں سے صرف بنی غیرہ گئے اور جو لوگ ثنایا اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے اسلامی لشکر نے ان کا تعاقب کیا۔

درید بن صمہ کا قتل...... ربیعہ بن رفیع بن اُہبان سلمی عرف ابن دغنہ نے درید بن صمہ کے اونٹ کی مہار پکڑ لی اس نے سمجھا کہ یہ ایک عورت ہے جو ہودے پر سوار ہے دیکھا تو وہ آدمی ہے۔ اونٹ کو بٹھایا تو معلوم ہوا کہ یہ بوڑھا شخص ہے وہ درید بن صمہ تھا مگر ابن دغنہ اس کو جانتا نہیں تھا درید نے اس سے پوچھا میرے ساتھ کیا سلوک کرے گا اس نے کہا میں تجھے قتل کروں گا درید نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے بتایا میں ربیعہ بن رفیع سلمی ہوں پھر اس نے تلوار سے وار کیا مگر کارگر نہ ہوا تو درید نے کہا تیری ماں نے تجھے کند ہتھیار دیا ہے۔ میرے کجاوے کے پیچھے سے میری تلوار نکال اور دماغ کے نیچے اور ہڈیوں سے اوپر وار کر میں اسی طرح آدمیوں کو قتل کیا کرتا تھا جب اس کے پاس جاؤ تو اس کو بتانا کہ درید بن صمہ کو تو نے قتل کیا ہے اور واللہ! بہت سی جنگوں میں، میں نے تمہاری خواتین کی حفاظت کی ہے۔ چنانچہ بنو سلیم کہتے ہیں کہ اس نے قتل کیا تو وہ گر پڑا اور اس کی شرمگاہ کھل گئی تو دیکھا کہ بغیر زین کے گھوڑوں پر سواری کرنے کی وجہ سے اس کے جسم کا نچلا حصہ کاغذ کی طرح سفید اور باریک ہو چکا تھا۔ ربیعہ سلمی نے آ کر اپنی والدہ کو بتایا تو اس نے کہا واللہ اس نے تیری تین ماؤں (والدہ، دادی اور نانی) کو آزاد کیا تھا۔ چنانچہ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عمرہ بنت درید نے اپنے والد کا مرثیہ کہا:

قالوا قتلنا دريدا قلت قد صدقوا
فظل دمعي على السربال منحدر
لولا الذي قهر الاقوام كلهم
رأت سليم وكعب كيف تأتمر
إذا لصبحهم غبا وظاهرة
حيث استقرت نواهم جحفل ذفر

”وہ کہتے ہیں ہم نے درید کو قتل کر دیا ہے تو میں نے کہا انہوں نے سچ کہا اور میرے آنسو میری قمیص پر بہہ رہے ہیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ نہ ہوتا جس نے اقوام عالم کو زیر کر رکھا ہے تو سلیم اور کعب دیکھ لیتے کہ وہ کیسے مشورہ کرتے ہیں۔ تب ان پر روزانہ صبح و شام بہت بڑا اور خطرناک لشکر آ کر حملہ آور ہوتا جہاں ان کی سواریاں ٹھہری ہوئی ہیں۔“

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اوطاس میں پسپا ہونے والوں کے تعاقب میں ابو عامر رضی اللہ عنہ اشعری کو جو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے چچا تھے، بھیجا۔ ان کی ”شکست خوردہ لوگوں سے لڑائی ہوئی۔ کسی نے ان کو تیر مار کر شہید کر دیا تو ابو موسیٰ اشعری نے علم پکڑ لیا اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں ان کو شکست دی۔“ ابن ہشام کا قول ہے کہ سلمہ بن درید بن صمہ نے حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ کے گھٹنے پر تیر مار کر شہید کیا اور کہا:

ان تسالوا عني فاني سلمه ابن سمادير لمن توسمه اضرب بالسيف رؤوس مسلمه

”اگر تم مجھ سے پوچھو تو میں ابن سمادیر ہوں جو مجھے دیکھے میں مسلمانوں کے سروں پر تلوار سے حملہ آور ہوتا ہوں۔“

ابو عامر رضی اللہ عنہ نے دس مشرک بھائیوں سے جنگ کی...... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اوطاس میں شکست خوردہ لوگوں کے تعاقب میں ابو عامر رضی اللہ عنہ اشعری کو روانہ کیا تو ابو عامر نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ دس بھائی تھے ابو عامر رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کیا اور کہا یا اللہ! تو اس پر گواہ رہنا اس کو قتل کر دیا۔ پھر دوسرے نے حملہ کیا تو ابو عامر رضی اللہ عنہ نے اس کو اسلام کی دعوت پیش کر کے حملہ کیا اور ”اللّٰھم اشھد علیہ“ کہہ کر قتل کر دیا اسی طرح نو بھائیوں کو قتل کیا۔ دسویں نے حملہ کیا تو ابو عامر نے اس کو دعوت اسلام پیش کرتے ہوئے حملہ کیا اور کہا یا اللہ تو اس پر گواہ رہنا اس نے کہا یا اللہ تو مجھ پر گواہ نہ رہنا تو ابو عامر اس سے رک گئے اور وہ بھاگ گیا بعد میں مسلمان ہو گیا اور پکا مسلمان ہوا نبی علیہ السلام اس کو دیکھ کر فرمایا کرتے تھے یہ ابو عامر رضی اللہ عنہ سے بھاگا ہوا ہے۔ علاء اور اوفی پسران حارث کی نے ابو عامر رضی اللہ عنہ کو تیر مارا ایک تیر دل پر لگا اور دوسرا گھٹنے پر اور آپ کو شہید کر دیا پھر امیر لشکر حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اشعری نے ان پر حملہ کر کے قتل کر ڈالا۔ ایک کی لاش

دونوں کا مرثیہ کہتا ہے:

إن الرزية قتل العلاء
وأوفى جميعا ولم يسندا
هما القاتلان أبا عامر
وقد كان ذا هبة أربدا
هما تركاه لدى معرك
كأن على عطفه مجسدا
فلم تر في الناس مثليهما
أقل عثارا وأرمى يدا

> "علاء اور اوفی دونوں کا قتل بڑی مصیبت ہے اور ان کو کوئی سہارا نہیں دیا گیا۔ یہ دونوں ابو عامر رضی اللہ عنہ کے قاتل ہیں حالانکہ وہ ایک دانا، گندمی رنگ والا تھا۔ ان دونوں نے اس کو میدان کارزار میں چھوڑ دیا گویا اس کے کندھے پر زعفران پڑا ہے۔ ان دونوں جیسا لوگوں میں غلطی سے محفوظ اور تیر انداز نہیں دیکھا"۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن علاء، ابو اسامہ، یزید بن عبد اللہ، ابو بردہ) ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اشعری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ حنین سے فارغ ہوئے تو ابو عامر رضی اللہ عنہ کو اوطاس کی طرف ایک لشکر پر امیر مقرر کر کے روانہ کیا وہ درید بن صمہ سے مقابل ہوا اور درید قتل ہوا اور اللہ نے ان کو شکست دی۔

ابو عامر رضی اللہ عنہ کی شہادت ..... حضرت ابو موسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ ابو عامر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھی روانہ کیا۔ ابو عامر رضی اللہ عنہ کے گھٹنے پر ایک جشمی نے تیر مارا اور اس میں پیوست کر دیا۔ میں ان کے پاس آیا۔ میں نے پوچھا اے چچا! کس نے تیر مارا ہے؟ تو انہوں نے ابو موسیٰ کو اشارہ کر کے بتایا یہ ہے میرا قاتل جس نے مجھے تیر مارا۔ میں نے اس کا پیچھا کیا اور اس کے قریب آیا تو وہ مجھے دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ میں نے اس کا پیچھا کرتے ہوئے کہا شرم نہیں آتی تو بہت قوم ہو کر کیوں نہیں ڈٹا رہتا؟ چنانچہ وہ رک گیا۔ ہم نے ایک دوسرے پر تلوار سے حملہ کیا بالآخر میں نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر میں نے ابو عامر رضی اللہ عنہ کو کہا اللہ نے تیرے قاتل کو قتل کر دیا ہے۔ پھر انہوں نے کہا یہ تیر نکال۔ میں نے تیر نکالا تو اس سے پانی نما خون کے پانی نکلا تو انہوں نے کہا اے بھتیجے! میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو سلام کہنا اور کہنا کہ میرے لئے دعا مغفرت کریں اور ابو عامر رضی اللہ عنہ نے مجھے لوگوں پر امیر مقرر کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ابو عامر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے۔ واپسی میں میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور رسول اللہ ﷺ گھر میں چارپائی پر تشریف فرما تھے جس پر بستر تھا..... مگر ایک صاحب نے لکھا ہے کہ یہاں ما؛ نافیہ راوی سے چھوٹ گیا ہے، یعنی بستر نہ تھا۔ "(ترجمہ) بان کی رسی کے نشان آپ کی پشت اور پہلوؤں پر ظاہر تھے۔ میں نے اپنا قصہ اور ابو عامر رضی اللہ عنہ کا واقعہ اور ان کا دعا کا پیغام رسول اللہ ﷺ کو سنایا تو آپ علیہ السلام نے وضو کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ یا اللہ عبید ابو عامر رضی اللہ عنہ کی مغفرت فرما۔ اللہ! ان کو قیامت کے روز بہت سی مخلوق پر فوقیت دے۔ پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے لئے بھی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے دعا کی اے اللہ عبد اللہ بن قیس کے گناہ بخش دے اور اس کو قیامت کے روز جنت اور عزت کی جگہ میں داخل کر۔ بقول ابو بردہ پہلی دعا ابو عامر رضی اللہ عنہ کے لئے اور دوسری ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے ہے۔ اس روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابو کریب محمد بن علاء اور عبد اللہ بن ابی براد سے ابو اسامہ کی معرفت کی طرح بیان کیا ہے۔

باندیوں کا مسئلہ ..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے (عبد الرزاق، سفیان ثوری، عثمان بتی، ابو الخلیل) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جنگ اوطاس میں ہم نے ایسی کنیزیں حاصل کیں جن کے خاوند موجود تھے، ہم نے ان سے اختلاط کو ناپسند سمجھا اور رسول

نبی ﷺ سے سوال کیا تو والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم (۴/۲۴) نازل ہوئی یعنی اس وجہ سے ہم نے ان کے ساتھ اختلاط مباح سمجھا۔ اس روایت کو ترمذی اور نسائی نے عثمان بتی سے نقل کیا ہے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اپنی صحیح میں (شعبہ از قتادہ از ابو الخلیل از ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ) روایت کی ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، مسلم رحمۃ اللہ علیہ، ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے (سعید بن ابی عروبہ) سے بیان کیا ہے۔ (نیز امام مسلم نے شعبہ بھی اس میں اضافہ کیا ہے) اور امام ترمذی نے ہمام از قتادہ بیان کیا ہے۔ اور تینوں (شعبہ، سعید بن ابی عروبہ اور ہمام) نے (قتادہ از ابو الخلیل از ابو علقمہ ہاشمی از ابو سعید خدری) بیان کیا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہ نے غزوہ اوطاس میں مشرک خاوندوں والی لونڈیاں پائیں اور صحابہ رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ اختلاط کو گناہ سمجھا تو (۴/۲۴) آیت نازل ہوئی کہ شوہروں والی عورتیں حرام ہیں مگر جن کے تم مالک ہو جاؤ۔

لطیف نکتہ ...... یہ الفاظ امام احمد کے ہیں اور اس سند میں ابو الخلیل اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے درمیان ابو علقمہ ہاشمی کا اضافہ ہے اور یہ ثقہ راوی ہے۔ اور یہی سند محفوظ ہے۔ واللہ اعلم۔ مذکورہ بالا آیت سے اسلاف نے یہ استدلال کیا ہے کہ لونڈی کا فروخت کرنا طلاق کے قائم مقام ہے۔ یہ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ابی بن کعب، جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ، سعید رضی اللہ عنہ بن مسیب اور حسن بصری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور جمہور نے ان کے خلاف حدیث بریرہ رضی اللہ عنہا سے استدلال کیا ہے کہ فروخت کے بعد اس کو نکاح کے فسخ اور قائم رکھنے کے درمیان اختیار دیا گیا اگر اس کا فروخت کرنا ہی طلاق ہوتا تو اس کو اختیار نہ دیا جاتا۔ یہ مسئلہ ہم نے بالاستیعاب تفسیر میں بیان کیا ہے اور ان شاء اللہ الاحکام الکبیر میں بھی بیان کریں گے۔ بعض اسلاف نے اس حدیث اوطاس سے مشرک لونڈی کے ساتھ مباشرت کے مباح ہونے پر استدلال کیا ہے اور جمہور نے اس کی تخصیص کی ہے کہ یہ ایک مخصوص واقعہ تھا یا وہ مسلمان ہو گئی ہوں یا کتابیہ ہوں، احکام الکبیر میں تفصیل ملاحظہ ہو۔

شہدائے حنین اور اوطاس ...... ایمن رضی اللہ عنہ بن عبید، ام ایمن کا بیٹا رسول اللہ ﷺ کا غلام، یزید رضی اللہ عنہ بن زمعہ بن اسود بن مطلب، اس کا گھوڑا جناح نامی لے دوڑا اور وہ فوت ہو گیا، سراقہ رضی اللہ عنہ بن مالک بن حارث بن عدی انصاری عجلانی اور ابو عامر رضی اللہ عنہ اشعری امیر سریہ اوطاس۔

بجیر بن زہیر بن ابی سلمیٰ کے اشعار ...... بجیر بن زہیر بن ابی سلمیٰ نے کہا:

لولا الالہ وعبدہ ولیتم
حین استخف الرعب کل جبان
بالجزع یوم حیالنا اقراننا
وسوابح یکبون للاذقان
من بین ساع ثوبہ فی کفہ
ومقطر بسنابک ولبان
واللہ اکرمنا واظہر دیننا
واعزنا بعبادۃ الرحمن

”اگر اللہ تعالیٰ اور اس کا بندہ نہ ہوتا تو تم پیٹھ پھیر جاتے جب ہر بزدل کو رعب نے ہلکا اور مرعوب کر دیا تھا۔ جزع کے مقام میں جب ہمارے مدمقابل اور تیز رفتار گھوڑے جو منہ کے بل گر رہے تھے سامنے آ گئے۔ بعض دوڑ رہے تھے ان کا لباس ان کے ہاتھ میں تھا اور بعض گھوڑوں کے سموں اور سینے سے پچھاڑ کے منہ کے بل گر پڑے تھے۔ اللہ نے ہمیں عزت بخشی اور اپنے دین کو غالب کیا [illegible] سے ہمیں معزز کیا۔“

والله أهلكهم وفرق جمعهم
وأذلهم بعبادة الشيطان
إذ قام عم نبيكم ووليه
يدعون يا لكتيبة الإيمان
أين الذين هم أجابوا ربهم
يوم العريض وبيعة الرضوان

اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا ہے اور ان کی جماعت کو متفرق کر دیا ہے اور شیطان کی پرستش کی وجہ سے ذلیل کر دیا ہے۔ جب تمہارے نبی کے چچا اور ان کے ولی نے کھڑے ہو کر پکارا: اے ایمان والے لشکر! کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے عریض اور بیعت رضوان کے دن اپنے رب کا حکم مانا"۔

عباس بن مرداس سلمی نے کہا:

فإني والسوابح يوم جمع
وما يتلو الرسول من الكتاب
لقد أحببت ما لقيت ثقيف
بجنب الشعب أمس من العذاب
هم رأس العدو من أهل نجد
فقتلهم ألذ من الشراب
هزمنا الجمع جمع بني قسي
وحكت بركها ببني رئاب

"قسم ہے مزدلفہ میں چلنے والوں اور رسول اللہ ﷺ کی تلاوت کی، میں پسند کرتا ہوں جو ثقیف نے شعب کے پہلو میں کل عذاب برداشت کیا۔ وہ اہل نجد میں سے شدید ترین دشمن اور سربراہ ہیں، ان کا قتل شراب سے بھی لذیذ ہے۔ ہم نے بنی قسی کے لشکر کو شکست دی اور وہ بنی رئاب پر بھی جا پڑے"۔

وصرما من هلال غادرتهم
بأوطاس تعفر بالتراب
ولو لاقين جمع بني كلاب
لقام نساؤهم والنقع كابي
ركضنا الخيل فيهم بين بس
إلى الأورال تنحط بالنهاب
بذي لجب رسول الله فيهم
كتيبته تعرض للضراب

"ہم نے بنو ہلال کی ایک جماعت کو بھی مقام اوطاس میں خاک آلود چھوڑا ہے، اگر وہ بنی کلاب کے لشکر کے مقابل ہوتے تو ان کی عورتیں ماتم کے لئے کھڑی ہو جاتیں اور میدان جنگ کا غبار تاریکی کا منظر پیش کرتا۔ ہم نے ان میں بس اور اورال کے درمیان گھوڑے دوڑائے جو ان غنیمتوں سے لدے جا رہے تھے۔ بہت بڑے لشکر میں رسول اللہ ﷺ ان میں موجود ہیں

ان کا لشکر مقابلے پر تلا ہوا ہے"۔
عباس بن مرداس سلمی نے مزید کہا:

يا خاتم النبآء إنك مرسل
بالحق كل هدى السبيل هداكا
إن الإله بنى عليك محبة
في خلقه ومحمداً سماكا
ثم الذين وفوا بما عاهدتهم
جند بعثت عليهم الضحاكا
رجلاً به ذرب السلاح كأنه
لما تكنفه العدو يراكا

"اے خاتم النبیین اور آخری رسول! آپ اللہ کے رسول برحق ہیں ہر ہدایت کا راستہ آپ کے لیے ہموار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں آپ کے ساتھ محبت کی بنیاد رکھی ہے اور آپ کا نام محمد رکھا ہے۔ پھر وہ لوگ جنہوں نے آپ کے عہد کا ایفا کیا وہ ایسا لشکر ہے جن پر آپ نے ضحاک کو امیر مقرر کیا ہے وہ ایسا آدمی ہے جو عمدہ ہتھیار سے مسلح ہے جب اس کو دشمن گھیر لیتا ہے گویا وہ آپ کو دیکھتا ہے"۔

يغشى ذوي النسب القريب وإنما
يبغي رضا الرحمن ثم رضاكا
أنبيك أني قد رأيت مكره
تحت العجاجة يدمغ الإشراكا
طوراً يعانق باليدين وتارة
يفري الجماجم صارماً بتاكا
يغشى به هام الكماة ولو ترى
منه الذي عاينت كان شفاكا

"اور قریبی رشتہ داروں پر حملہ آور ہوتا ہے وہ اللہ کی رضا کا طالب ہے اور اس کے بعد آپ کی رضا کا۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میں نے اس کا حملہ جنگ کے غبار کے نیچے دیکھا ہے جو مشرک کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے۔ کبھی وہ ہاتھوں سے پکڑتا ہے اور کبھی کھوپڑیوں کو قطع کرتا ہے۔ بہادروں کے سروں کو اس کے ساتھ ڈھانپ لیتا ہے اگر آپ وہ ملاحظہ فرمائیں جو میں نے دیکھا ہے تو وہ آپ کے لیے شفا بخش ہے"۔

وبنو سليم معنقون أمامه
ضرباً وطعناً في العدو دراكا
يمشون تحت لوائه وكأنهم
أسد العرين أردن ثم عراكا
ما يرتجون من القريب قرابة
إلا لطاعة ربهم وهواكا

فتلك مشاهدنا التي كانت لنا
معروفة وولينا مولاكا

"اور جو سلیم ان کے سامنے گھوڑوں اور نیزوں کے دشمن پر استعمال کرنے میں مسلسل پیش قدم ہیں۔ وہ دین کے علم کے نیچے نکل رہے ہیں۔ گویا وہ کچھار کے شیر ہیں جنھوں نے دفاع کا عزم کیا ہے۔ وہ اپنے عزیزوں سے رشتہ داری کی امید نہیں رکھتے سوائے اپنے رب کی اطاعت اور آپ کی خواہش کے۔ یہ ہمارے جنگوں کے منظر جو مشہور ہیں اور ہمارے والی آپ علیہ السلام کا مولیٰ اللہ عزوجل ہے"۔

عباس رضی اللہ عنہ بن مرداس کے قافیہ عین کے اشعار ...... عباس بن مرداس سلمی نے قافیہ عین میں کہا:

عفا مجدل من أهله فمتالع
فمطلا أريك قد خلا فالمصانع
ديار لنا يا جمل إذ جل عيشنا
رخي وصرف الدار للحي جامع
حبيبة ألوت بها غربة النوى
لبين فهل ماض من العيش راجع
فإن تبتغي الكفار غير ملومة
فإني وزير للنبي وتابع

"مجدل اور متالع مقامات اپنے اہل سے خالی ہو چکے ہیں اور اریک کا گھر ساحلی علاقہ اور مصانع بھی ویران ہو چکے ہیں اے جمل! ہمارے علاقے کے گھر لوگ خوشحال ہیں اور حوادثات زمانہ قبیلے کو اکٹھا کرتے ہیں۔ مجھے جدائی نے جدا ہونے پر مجبور کیا کیا گزشتہ زمانہ واپس آنے والا ہے اگر تم کفار قریش سے ملامت کے کسی بات کے طلبگار نہیں تو دائم رہے گی میں نبی علیہ السلام کا وزیر اور تابع ہوں"۔

دعانا إليه خير وفد علمتهم
خزيمة والمرار منهم وواسع
فجئنا بألف من سليم عليهم
لبوس لهم من نسج داود رائع
نبايعه بالأخشبين وإنما
يد الله بين الأخشبين نبايع
فجسنا مع المهدي مكة عنوة
بأسيافنا والنقع كاب وساطع

"ان کی جانب ہمیں بہترین وفد نے جن کو میں جانتا ہوں بلا کر دعوت دی ہے خزیمہ مرار اور واسع نے۔ ہم بنی سلیم کے ایک ہزار افراد داؤد علیہ السلام کی بنی ہوئی خوشنما زرہیں پہنے ہوئے تھے ہم نے مکہ کے اخشبین پہاڑوں میں ان سے بیعت کی ہم نے اللہ کے ہاتھ پر اخشبین میں بیعت کی ہم مکہ میں بزور ہادی ﷺ کے ساتھ داخل ہوئے اپنی تلواروں کے ساتھ غبار چھایا اور پھیلا ہوا تھا"۔

علانية والخيل يغشى متونها
حميم وآن من دم الجوف ناقع
ويوم حنين حين سارت هوازن
الينا وضاقت بالنفوس الاضالع
صبرنا مع الضحاك لا يستفزنا
قراع الاعادي منهم والوقائع
امام رسول الله يخفق فوقنا
لواء كخذروف السحابة لامع

"اعلانیہ اور گھوڑوں کی پشتوں کو پسینے نے اور بہت سے پیٹ کے گرم خون نے ڈھانپا ہوا تھا۔ جنگ حنین میں جب ہوازن ہماری جانب آئے اور پسلیوں میں سانس تنگ ہو گیا۔ ہم نے ضحاک کے ساتھ صبر کیا، ہمیں دشمنوں کی گرج اور جنگوں نے دل برداشتہ نہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہمارا جھنڈا بادلوں کے کنارے کی طرح لہراتا، چمکتا اور حرکت کرتا تھا۔"

عشية ضحاك بن سفيان معتص
بسيف رسول الله والموت كانع
نذود اخانا عن اخينا ولو نرى
مصالا لكنا الاقربين نتابع
ولكن دين الله دين محمد
رضينا به فيه الهدى والشرائع
اقام به بعد الضلالة امرنا
وليس لامر حمه الله دافع

"جب ضحاک رضی اللہ عنہ بن سفیان رسول اللہ ﷺ کی تلوار سے مارتے تھے اور موت قریب تھی۔ ہم اپنے مسلم بھائیوں کا مشرک بھائی سے دفاع کرتے ہیں اگر ہم کوئی پناہ دیکھتے تو قریبی عزیزوں کی پیروی کرتے۔ لیکن اللہ کے دین یعنی محمد ﷺ کے دین کو ہم نے پسند کیا جس میں ہدایت اور شرعی احکام ہیں۔ گمراہی کے بعد انہوں نے ہمارے دین کو درست کیا اور اللہ کی تقدیر کو کوئی ٹالنے والا نہیں"۔

تقطع باقي وصل ام مؤمل
بعاقبة واستبدلت نية خلفا
وقد حلفت بالله لا تقطع القوى
فما صدقت فيه ولا برت الحلفا
خفافية بطن العقيق مصيفها
وتحتل في البادين وجرة فالعرفا
فان تتبع الكفار ام مؤمل
فقد زودت قلبي على نايها شغفا
وسوف ينبيها الخبير باننا

أبينا ولم نطلب سوى ربنا حلفا

"ہمارا [illegible] کا آئینہ دار [illegible] منقطع ہو چکا ہے [illegible] عہد کی [illegible] ہے۔ اس نے [illegible] عہد و پیمان [illegible] اس نے [illegible] کی طرف نہیں ہے۔ [illegible] رسول اللہ کا [illegible] اجازت [illegible] کی محبت سے [illegible] ہے [illegible] ہم نے [illegible] کیا ہے اور ہمارے [illegible] کی کوئی محبت نہیں مانگی"۔

وإنا مع الهادي النبي محمد
وفينا ولم يستوفها معشر ألفا
بفتيان صدق من سليم أعزة
أطاعوا فما يعصون من أمره حرفا
خفاف وذكوان وعوف تخالهم
مصاعب زافت في طروقتها كلفا
كأن النسيج الشهب والبيض ملبس
أسودا تلاقت في مراصدها غضفا

"ہم ہادی نبی محمد ﷺ کے ساتھ ہیں، ہم نے آپ سے وفا کی ہے اور کسی قوم نے ہزار کا عدد پورا نہیں کیا۔ سلیم کے سچے نوجوانوں کے ساتھ جنہوں نے اطاعت کی اور کسی بات میں آپ کی نافرمانی نہیں کی۔ خفاف، ذکوان اور عوف قبائل، ان کو [illegible] وہ [illegible] میں چلتے ہیں۔ گویا [illegible] اور [illegible] ان کا [illegible] کمین گاہوں میں [illegible] لٹکے ہوئے کانوں والے ببر شیر ہیں"۔

بنا عز دين الله غير تنحل
وزدنا على الحي الذي معه ضعفا
بمكة إذ جئنا كأن لواءنا
عقاب أرادت بعد تحليقها خطفا
على شخص الأبصار تحسب بينها
إذا هي جالت في مراودها عزفا
غداة وطئنا المشركين ولم نجد
لأمر رسول الله عدلا ولا صرفا

"ہمارے ساتھ اللہ کا دین غالب ہوا [illegible] اور ہم نے اس قبیلے میں جو ان کے ساتھ تھا دوچند اضافہ کر دیا۔ مکہ میں جب ہم آئے گویا ہمارا جھنڈا عقاب ہے جس نے پرواز کے بعد جھپٹنے کا ارادہ کیا۔ چندھیائی ہوئی آنکھوں پر جو ان کے درمیان [illegible] ہے جب وہ اپنی جولان گاہ میں [illegible] کرتے ہیں۔ جب ہم نے مشرکوں کو روند دیا تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے کوئی [illegible] یا بدلہ قبول نہ کیا"۔

بمعترك لا يسمع القوم وسطه
لنا زجمة إلا التذامر والنقفا

يبيت لتطير الهام عن مستقرها
وتستطير لعنت في تلك الكتابة بها قطعا
لكان الذي تركنا من قبل ملحب
وادركنا البعض على بعلها الهما
وما الملك تنوي لا رضا الناس نبتغي
ولله ما نبدو ونجمعنا وما نخفي

"ہم ایسے میدان جنگ میں کہ گویا ان کے درمیان میں سانپ لگا اور گھوڑیوں کے کانوں نے کوئی آواز کے کھٹکے سنتے تھے۔ تو ان کے ساتھ ہم سروں اور گردنوں سے حملہ کرتے ہیں اور بہادروں کی گردنیں کاٹتی ہیں۔ بہت سے قبیلے احبار مقتول ہم نے وہاں چھوڑ کے حالات ہیں اور تمہیں جتا ہے خاندانوں پر شور مچا رہی ہیں۔ ہم خدا کی رضا کی نیت کرتے ہیں اور لوگوں کی رضا کے طالب نہیں اور ہر ظاہر اور پوشیدہ سب جانتا ہے"۔

کعب بن معدان اشقری نے کہا:

ما بال عينك ليلها ما تسهر
مثل السقيمة لا تغمض فوقها الشفر
حسنا وبها من ضميرها ارق
لما لما بها هم خاطر او يستطر
كانه نظم ترعد نا قمه
تطلع الملك منه لهو منتشر
ما بعد منزل من لم جومر تكه
ومن اتى دونه الصيمان لا البحر
دع ما تقدم من عهد الشباب فقد
ولى الشباب وزار الشيب والزعر

"تجھے کیا آنکھ کا کیا حال ہے جس کے بعد پلکیں بند نہیں اس میں تنکا ہے یا کسی طرح ڈالا۔ آنکھ اس کے غم سے بہہ رہی ہے تو بھی اس کو صاحب بنے ہیں اور بھی چھلک جاتے ہیں۔ کیا وہ نے دل کے پاس کا ہار ہے جس کا دھاگا ٹوٹ گیا جہاد سے دکھ رہے ہیں سال سے گی حرکی ... مسافت، جس کی محبت کا تو طالب ہے اور جہاد جس کے ... اور معتبر مقام ہیں۔ گزری جوانی کی یاد میں بڑھاپے کا ارادہ چلا گیا وہ جاتا ہے اور گئی پھر نہ آتا"۔

واذكر بلاء سليم في مواطنها
وفي سليم لاهل الفخر مفتخر
قوم هم العز والرحمن ربهم
بهم الرسول وهم الانصار مشتجر
لا يفخرون بفضل النصل ويسطهم
ولا تنهاون في ضعف هم القدر
الا سريع كما الهيجان مستعر

في تربة حرها الأعطار والسكر
تنمي [illegible] في جوانبها
و[illegible] ذكرها لا [illegible] ولا [illegible]

[illegible]

لمن [illegible] جنود الشرك [illegible]
يسطون [illegible] والأرواح تبتدر
حتى رأينا رقابهم كأنهم
نخل بصحراء البطحاء منقعر
ونحن [illegible] كان مشهدنا
لله [illegible]
للشرك [illegible]
والأهل [illegible]
تحت اللواء [illegible]
كما [illegible] الدهر

[illegible]

في [illegible] من [illegible] الحرب [illegible]
تكاد تكسف منها الشمس والقمر
ولقد صبرنا بها [illegible]
لله [illegible]
حتى [illegible] الروم [illegible]
لولا الملائك ولولا النصر ما ظفروا
لما ترى [illegible]
إلا [illegible]

[illegible]

میں جو ہیں آتے اگر اللہ کی مدد نہ آتی اور ہم حاضر نہ ہوتے تو وہ واپس نہ آتے۔ مجھے میری عمر کی قسم کوئی قبیلہ نکل کر ان میں اتارا جاتا تا روانہ ہو جاتا"۔

عباس بن مرداس سلمی رضی اللہ عنہ نے کہا:

يا أيها الرجل الذي تهوي به
وجناء مجمرة المناسم عرمس
إما أتيت على النبي فقل له
حقاً عليك إذا اطمأن المجلس
يا خير من ركب المطي ومن مشى
فوق التراب إذا تعد الأنفس
إنا وفينا بالذي عاهدتنا
والخيل تقدع بالكماة وتضرس

"اے وہ شخص جس کو مضبوط جبڑوں والی اور سخت پاؤں والی اونٹنی دوڑا رہی ہے اگر تو نبی علیہ السلام کے پاس حاضر ہو۔ جب مجلس مطمئن ہو جائے تو لازماً ان کے سامنے عرض کر اے سواریوں پر سوار ہونے والوں سے افضل اور زمین پر چلنے والوں سے بہتر جب لوگ شمار ہوں۔ ہم نے وعدہ پورا کر دیا ہے جو آپ نے ہم سے کیا تھا اور گھوڑے بہادروں کو روک رہے تھے اور زخمی کر رہے تھے"۔

إذ سال من أفناء بهثة كلها
جمع تظل به المخارم ترجس
حتى صبحنا أهل مكة فيلقا
شهباء يقدمها الهمام الأشوس
من كل أغلب من سليم فوقه
بيضاء محكمة الدخال وقونس
يروي القناة إذا تجاسر في الوغى
وتخاله أسداً إذا ما يعبس

"جب بہثہ قبیلہ کے اطراف سے فوج آئی جس کے باعث اونچے راستے حرکت میں آ گئے۔ یہاں تک کہ ہم اہل مکہ کے پاس مسلح فوج لائے جس کا قائد بہادر اور متکبر تھا۔ سلیم قبیلے کے ہر مضبوط جوان سے اس کے جسم پر مضبوط زرہ ہے اور خود ہے۔ جب جنگ میں حملہ آور ہوتا ہے تو نیزے کو خون سے سیراب کرتا ہے جب وہ تیوری چڑھاتا ہے تو اسے شیر گمان کرتے"۔

يغشى الكتيبة معلماً وبكفه
عضب يقد به ولدن مدعس
وعلى حنين قد وفى من جمعنا
ألف أمد به الرسول عرندس
كانوا أمام المؤمنين دريئة
والشمس يومئذ عليهم أشمس
نمضي ويحرسنا الإله بحفظه

والله ليس بضائع من يحرس

"وہ لشکر پر نمایاں ہو کر حملہ آور ہوتا ہے اس کے ہاتھ میں تیز شمشیر تلوار ہے اور چمکدار نیزہ۔ اور حنین میں ہماری جماعت سے ایک ہزار طاقتور جوان تھے جن کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا تعاون کیا گیا۔ وہ مسلمانوں کے سامنے فاتح کرنے والے تھے اس روز سورج ان پر خوب روشن تھا۔ ہم روک دیئے گئے اور اللہ ہماری حفاظت کرتا ہے جیسا کہ ہم ان سے اللہ جس کی حفاظت کرے وہ ضائع نہیں ہوتا"۔

ولقد حبسنا بالمناقب محبسا
رضي الإله به فنعم المحبس
وغداة أوطاس شددنا شدة
كفت العدو وقيل منها يا احبسوا
تدعو هوازن بالإخاوة بيننا
ثدي تمد به هوازن أيبس
حتى تركنا جمعهم وكأنه
عير تعاقبه السباع مفرس

"ہم مناقب کے راستے میں ایک جگہ روک دیئے گئے اللہ اس پر راضی ہوا اور یہ رکنے کی جگہ اچھی ہے اوطاس میں ہم نے شدید حملہ کیا جو دشمن کو کافی ہو گیا اور کہا گیا ان کی جانب سے اے لوگو! رک جاؤ۔ ہوازن قبیلہ بھائی کا واسطہ دیتا ہے ہمارے درمیان اور دودھ کا خشک رشتہ ہے جس کا ہوازن اظہار کرتا ہے حتیٰ کہ ہم نے ان کے لشکر کو ایسی حالت میں چھوڑا گویا وہ گدھا ہے جس کو کاٹ کاٹ کر درندے شکار کر رہے ہیں"۔

من مبلغ الأقوام أن محمدا
رسول الإله راشد حيث يمما
سرينا وواعدنا قديدا محمدا
يؤم بنا أمرا من الله محكما
دعا ربه واستنصر الله وحده
فأصبح قد وفى إليه وأنعما
تماروا بنا في الفجر حتى تبينوا
مع الفجر فتيانا وغابا مقوما
على الخيل مشدودا علينا دروعنا
رجالا كدفاع الأتي عرمرما

"تمام عالم کو کون بتائے گا کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں وہ جہاں کا عزم کریں کامیاب ہیں۔ اس لئے اپنے رب کو پکارا اور اس سے مغفرت مانگی۔ پس انہوں نے اپنا وعدہ پورا کیا اور خوب پورا کیا۔ ہم رات چلے اور محمد ﷺ سے قدید مقام کا وعدہ کیا وہ ہمارے ساتھ اللہ کے محکم امر کا قصد فرماتے تھے۔ ان کو ہمارے بارے میں فجر کے وقت شک ہوا یہاں تک کہ انہوں نے فجر کے ساتھ ہی نوجوانوں اور سیدھے نیزے کو دیکھ لیا جو گھوڑے پر سوار تھے زرہ پوش اور بہت سے پیدل چلتے ہوئے سیلاب کی طرح"۔

فان سراة الحي ان كنت سائلا
سليم وفيهم منهم من تسلما
وجند من الانصار لا يخذلونه
اطاعوا فما يعصونه ما تكلما
فان تك قد امرت في القوم خالدا
وقدمته فانه قد تقدما
بجند هداه الله انت اميره
تصيب به في الحق من كان اظلما
حلفت يمينا برة لمحمد
فاكملتها الفا من الخيل ملجما

”اگر تم پوچھتے قبیلے کے سردار سلیم ہیں ان میں بعض ایسے ہیں جو سلیم کی طرف منسوب ہوتے ہیں نیز انصار کا لشکر بھی ان کا سہارا نہیں چھوڑتا اور ان کے حکم میں جب تک وہ ہیں وہ ان کی نافرمانی نہیں کرتے۔ اگر آپ نے قوم کا امیر خالد کو مقرر کیا ہے اور ان کو آگے بڑھایا ہے بلاشبہ وہ پہلے ہی مقدم ہے جو ہدایت یافتہ لشکر کے ساتھ ہے آپ اس کے امیر ہیں آپ ہر ظالم کی اس کے سبب سے حق رسی کرتے ہیں۔ میں نے محمد ﷺ کے پاس سچی قسم اٹھائی میں نے ایک ہزار لگام والے گھوڑے پورے کر دیئے“۔

وقال نبي المؤمنين تقدموا
وحب الينا ان نكون المقدما
وبتنا بنهي المستدير ولم يكن
بنا الخوف الا رغبة وتحزما
اطعناك حتى اسلم الناس كلهم
وحتى صبحنا الجمع اهل يلملما
يضل الحصان الابلق الورد وسطه
ولا يطمئن الشيخ حتى يسوما
سمونا لهم ورد القطا زفه ضحى
وكلا تراه عن اخيه قد احجما

”مسلمانوں کے نبی نے کہا تم آگے بڑھو ہمیں آگے بڑھنا محبوب تھا۔ ہم نے گول تالاب پر رات گزاری ہمیں رغبت اور عزم واحتیاط کے علاوہ کسی کا خوف نہ تھا۔ ہم نے آپ کی اطاعت کی حتی کہ سب لوگ مسلمان ہو گئے اور حتی کہ اہل یلملم کے لشکر پر صبح کو حملہ کیا۔ ابلق سرخ گھوڑا اس کے درمیان میں چھپ جاتے تھے اور شیخ بغیر علامت کے پرسکون نہ ہوتا تھا۔ ہم ان کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے قطا جانور کی طرح تھے جس کو چاشت کے وقت ہنکا دیا ہو“۔

لدن غدوة حتى تركنا عشية
حنينا وقد سالت دوافعه دما
اذا شئت من كل رايت طمرة
وفارسها يهوي ورمحا محطما

ولقد احمرت منا هوازن سربها
وحبب إليها أن نخيب ونحرما

"صبح سے شام تک ہم نے دشمن کو اسی حالت میں چھوڑا کہ اس کے نالوں میں خون بہہ رہا تھا۔ جب تو چاہے ہر ایک کو تیز رفتار گھوڑے کا شہسوار دیکھے گا جو آگے بڑھ رہا ہے اور لڑنے والے تیز نیزے کو دیکھے گا۔ ہوازن نے ہم سے بچ رہنے ہی کو غنیمت کرلیا اور ان کو محبوب تھا کہ ہم نامراد و محروم ہوں"۔

امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عباس بن مرداس سلمی رضی اللہ عنہ کے متعدد قصیدے نقل کیے ہیں۔ ہم نے بخوف طوالت ان میں سے بعض کو نظر انداز کر دیا ہے اور یہی کافی ہیں واللہ اعلم۔

غزوۂ طائف...... عروہ رضی اللہ عنہ اور موسیٰ رضی اللہ عنہ بن عقبہ نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ ماہ شوال ۸ھ میں رسول اللہ ﷺ نے جنگ حنین کا معرکہ سر کیا اور طائف کا محاصرہ کیا بقول ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ ثقیف کے شکست خوردہ لوگ طائف میں پناہ گزیں ہو گئے اور شہر کے دروازے بند کر لیے اور جنگ کے لیے مختلف طریقے استعمال کیے۔ عروہ رضی اللہ عنہ بن مسعود ثقفی اور غیلان رضی اللہ عنہ بن سلمہ جنگ حنین اور طائف کے محاصرے کے وقت موجود نہ تھے وہ جرش میں دبابہ، منجنیق اور ضبور کی صنعت کی تعلیم کے لیے گئے ہوئے تھے۔ آپ علیہ السلام غزوہ حنین سے فارغ ہو کر طائف کے محاصرے کے لیے روانہ ہوئے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اسی سلسلہ میں کہا:

کعب رضی اللہ عنہ بن مالک کے قصائد:

قضينا من تهامة كل ريب
وخيبر ثم أجممنا السيوفا
نخيرها ولو نطقت لقالت
قواطعهن دوسا أو ثقيفا
فلست لحاضن إن لم تروها
بساحة داركم منا ألوفا
وننتزع العروش ببطن وج
وتصبح دوركم منكم خلوفا
ويأتيكم لنا سرعان خيل
يغادر خلفه جمعا كثيفا

"ہم نے تہامہ اور خیبر کے ہر خطرہ کو دور کر دیا ہے پھر ہم نے تلواروں کو آرام دیا ہے ہم ان کو اختیار دیتے ہیں اگر ان کو قوت گویائی میسر ہو تو وہ کہیں کہ ہم دوس یا ثقیف سے جنگ کریں گی۔ میں شریف ماں زادہ نہیں اگر تم ہم میں سے ہزاروں لوگ اپنے صحن اور علاقہ میں نہ دیکھو۔ ہم وادی وج کی چھتوں کو اتار پھینکیں گے اور تمہارے گھر تم سے خالی اور ویران ہو جائیں گے۔ تمہارے پاس ہمارے لشکر کا ہراول دستہ آئے گا جو اپنے پیچھے بڑی جمعیت کو چھوڑ جائے گا"۔

إذا نزلوا بساحتكم سمعتم
لها مما أناخ بها رجيفا
بأيديهم قواضب مرهفات
يزرن المصطلين بها الحتوفا

[illegible]
[illegible]
[illegible]
غداة الزحف [illegible]
[illegible]
من الأكرام كان [illegible]

"جب وہ تمہارے علاقے میں اتریں گے تو ان کی آمد ہی کے خوف سے [illegible] ہو گئے، ان کے ہاتھوں میں کاٹنے والی تلواریں ہیں جو [illegible] موت کا مزہ چکھاتی ہیں۔ [illegible] کی طرح چھاڑتی ہیں۔ [illegible] نے خوب بنایا ہے [illegible] بنائی گئی ہیں۔ [illegible] کے وقت زعفران سے لت پت [illegible] کیا [illegible] کوئی [illegible] ہوتا۔"

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

"[illegible] جوان [illegible] صاحب [illegible] کرتے ہیں [illegible] ہے۔"

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
الى الإسلام [illegible]
[illegible]
[illegible]

وکم من معشر ألبوا علینا
صمیم الجذم منہم والحلیفا

"اگر تم صلح کا پیغام بھیجو تو ہم قبول کر لیں گے اور تم کو اپنا بازو بنا لیں گے اور تمہیں آسودگی دیں گے اور اگر انکار کرو گے تو ہم تم سے جہاد کریں گے اور صبر کریں گے اور ہمارا عزم غیر متزلزل ہے جب تک زندہ رہے ہم لڑائی کریں گے یا تم اسلام کی طرف مراجعت کی سعی کرو۔ جو ہمارے سامنے آئے ہم اس سے جہاد کرتے ہیں۔ ہم اس بات سے بے نیاز ہیں کہ ہم نے قوم جاہلیت یا جدید کو ہلاک کر دیا کتنے ہی لوگ ہمارے خلاف جمع ہوئے ہیں مضبوط بنیاد کے ساتھ اور ہر کی طرح ہے"۔

أتونا لا یرون لہم کفاء
فجدعنا المسامع والأنوفا
بکل مہند لین صقیل
نسوقہم بہا سوقا عنیفا
لأمر اللہ والإسلام حتی
یقوم الدین معتدلا حنیفا
وتنسی اللات والعزی وود
ونسلبہا القلائد والشنوفا
فأمسوا قد أقروا واطمأنوا
ومن لا یمتنع یقبل خسوفا

"وہ آئے وہ ان کو اپنے ہم پلہ نہیں سمجھ رہے تھے ہم نے ان کے کان اور ناک کاٹ دیے۔ ہر چمکدار، چمکدار اور ہندی تلوار سے جو ان کو اس کے ساتھ سختی سے ہانکیں گے۔ اللہ کے حکم اور اسلام کے لئے یہاں تک کہ یہ دین قائم کر دے، لات عزی اور ود کو بھلا دیے جائیں گے اور ہم ان کے زیورات چھین لیں گے۔ انہوں نے اقرار کر لیا ہے اور مطمئن ہو گئے ہیں اور جو اپنی حفاظت نہ کرے وہ ذلیل ہو جاتا ہے"۔

اشعار کا جواب...... بقول ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ ان اشعار کا جواب کنانہ بن عبد یالیل بن عمرو بن عمیر ثقفی نے دیا۔ بقول ابن کثیر موسیٰ بن عقبہ، ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ، ابو عمر بن عبد البر اور ابن اثیر وغیرہ کہتے ہیں کہ وہ بعد میں ثقیف کے وفد میں آیا اور ان کے ساتھ مسلمان ہو گیا۔ مدائنی کا خیال ہے کہ اس نے اسلام قبول نہیں کیا بلکہ روم کے علاقے میں چلا گیا اور عیسائی ہو گیا اور وہیں اس کی موت واقع ہوئی۔

من کان یبغینا یرید قتالنا
فإنا بدار معلم لا نریمہا
وجدنا بہا الآباء من قبل ما تری
وکانت لنا أطواؤہا وکرومہا
وقد جربتنا قبل عمرو بن عامر
فأخبرہا ذو رأیہا وحلیمہا
وقد علمت إن قالت الحق أننا
إذا ما أبت صعر الخدود نقیمہا

"جو ہم سے لڑائی کو ترجیح دیتا ہے تو جان لے ہم مشہور مقام میں ہیں ہم اس سے منتقل نہ ہوں گے تمہارے دیکھنے سے پہلے ہم نے یہاں اپنے آباکو موجود پایا اس کے کنوئیں اور نخلستان ہمارے ہیں۔ اس سے پہلے بنی عمرو بن عامر نے ہمارا تجربہ کیا ہے ان کے دانا اور حلیم نے ان کو بتایا ہے۔ اگر اس نے سچ کہا ہے تو اسکو معلوم ہے کہ ہم مغروروں کی گردنیں سیدھی کر دیتے ہیں"۔

نقومها حتى يلين شريسها
ويعرف للحق المبين ظلومها
علينا دلاص من تراب محرق
كلون السماء زينتها نجومها
نرفعها عنا ببيض صوارم
اذا جردت في غمرة لا نشيمها

"ہم ان کو اسی طرح سیدھا کرتے ہیں کہ ان کی شدت دور ہو جاتی ہے اور واضح حق ظالم پہچان جاتا ہے محرق کے ترکہ کی آسمانی رنگ کی زرہیں ہمارے پاس ہیں جن کو ان کے ستاروں نے آراستہ کیا ہے۔ ہم کاٹنے والی تلواروں سے ان کو اپنے سے دور کر دیتے ہیں جب وہ نیام سے باہر کر دی جائیں پھر ہم ان کو بند نہیں کرتے"۔

شداد جشمی ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ شداد بن عارض جشمی نے رسول اللہ ﷺ کی طائف روانگی کے وقت کہا:

لا تنصروا اللات ان الله مهلكها
وكيف ينصر من هو ليس ينتصر
ان التي حرقت بالسد فاشتعلت
ولم تقاتل لدى احجارها هدر
ان الرسول متى ينزل بلادكم
يظعن وليس بها من اهلها بشر

"تم لات کی مدد کرو اللہ اس کو ہلاک کرنے والا ہے جو خود تمام قوتیں لے سکتا اس کی کیسے مدد کی جائے۔ بیشک وہ عزیٰ جو سد میں جلی تو آگ پکڑ گئی اور اس کے پتھروں کے پاس لڑائی نہیں لڑی گئی بیکار ہے۔ رسول اللہ ﷺ جب تمہارے علاقے میں آئیں گے پھر وہاں سے روانہ ہوں گے تو وہاں ان کے باشندوں میں سے کوئی بشر نہ ہوگا"۔

اسلام کا پہلا قصاص ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ حنین سے طائف کی جانب روانہ ہوئے۔ راستہ میں نخلہ یمانیہ پھر قرن پھر ملیح پھر لیہ کے مقام بحرۃ الرغاء میں پہنچے۔ وہاں مسجد بنائی اور اس میں نماز پڑھی۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن شعیب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس روز بحرۃ الرغاء میں قیام کے دوران قصاص کا فیصلہ کیا۔ ایک لیثی نے ہذیلی کو قتل کر دیا تھا۔ چنانچہ لیثی کو بطور قصاص قتل کر دیا یہ اسلامی تاریخ میں پہلا قصاص تھا۔ یسریٰ کی تحقیق ۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ ضیقہ نامی راستہ پر چلے تو دریافت کیا اس راستہ کا نام کیا ہے جواب دیا گیا "الضیقہ" تو آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اس کا نام ہے یسریٰ "آسان" پھر آپ نخب کے راستہ سے ہوتے ہوئے نخب پہنچے تو سادرہ کی بیری کے درخت کے نیچے ٹھہرے۔ ایک ثقفی کے باغ کے پاس پڑاؤ کیا۔ ثقفی کو پیغام بھیجا کہ تم سامنے آ جاؤ ورنہ ہم تمہارا باغ ویران کر دیں گے اس نے آپ کی خدمت میں آنے سے انکار کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے خراب کرنے کا حکم دیا۔

ابو رغال ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اسماعیل بن امیہ بن بجیر من ابی بجیر کی معرفت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو سے روایت

کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ طائف کی جانب روانہ ہوئے تو ایک قبر کے پاس سے گزرے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ابو رغال کی قبر ہے جو ثقیف کا والد ثمودی تھا حرم میں رہائش کی وجہ سے عذاب سے محفوظ تھا حرم سے باہر نکلا تو اس کو بھی اس مقام میں وہی عذاب پہنچا جو اس کی قوم کو پہنچا تھا۔ اور یہاں دفن ہوا اور اس بات کے صحیح ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس کے ساتھ طلائی چھڑی بھی دفن ہے۔ اگر تم اس کی قبر کھودو گے تو تمہیں ملے گی۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے وہ سونے کی چھڑی نکال لی۔ اس روایت کو ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے (یحییٰ بن معین از وھب بن جریر بن حازم از ابیہ از) محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ بیان کیا ہے اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے (یزید بن زریع از روح بن قاسم از اسماعیل بن امیہ) بیان کیا ہے۔

ستون میں سے آواز...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے طائف کے قریب پڑاؤ کیا اور چند صحابہ رضی اللہ عنہ تیروں سے شہید ہو گئے کیونکہ آپ علیہ السلام کا پڑاؤ طائف کے متصل تھا پھر آپ اس جگہ سے پیچھے ہٹ آئے۔ جہاں آج آپ ﷺ کی مسجد ہے جس کی تعمیر عمرو بن امیہ بن وھب ثقفی نے کی تھی اس میں ایک ستون ہے اس پر دھوپ پڑنے کے وقت روزانہ اس سے چٹخنے کی آواز آتی ہے۔

محاصرہ کی مدت...... رسول اللہ ﷺ نے طائف کا محاصرہ بیس دن سے زائد کیا۔ بقول ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ سترہ دن۔ عروہ اور موسیٰ بن عقبہ نے زہری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مال غنیمت جعرانہ میں چھوڑ کر طائف کی طرف روانہ ہوئے اور قلعہ طائف کے پاس کم و بیش بیس سے زیادہ دن تک قیام کیا۔ ان سے جنگ ہوتی رہی۔ وہ آپ علیہ السلام سے قلعوں کے اندر جنگ کرتے تھے متعدد مسلمان زخمی ہوئے، ماسوائے ابو بکرہ بن مسروح، زیاد کے اخیافی بھائی کے کوئی شخص بھی آپ کے پاس نہیں آیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو آزاد فرما دیا۔ مسلمانوں نے ان کے انگور کے باغات کاٹے تو ثقیف نے عرض کیا، باغات خراب نہ کرو چاہے وہ آپ کے ہوں یا ہمارے۔

جو قلعہ سے اتر آئے گا وہ آزاد ہے...... عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر مسلمان کو حکم دیا کہ وہ کھجور کے پانچ درخت اور انگور کی پانچ بیلیں کاٹ دے اور اعلان کروایا کہ جو شخص قلعہ سے اتر کر ہمارے پاس آ جائے گا وہ آزاد ہے۔ چنانچہ چند لوگ اتر کر آپ علیہ السلام کے پاس آئے آپ نے ان کو آزاد کر کے مسلمانوں کی تحویل میں دے دیا ان میں ابو بکرہ بن مسروح، زیاد بن ابوسفیان کے اخیافی بھائی تھے۔

غلاموں کی آزادی...... امام احمد (یزید، حجاج، حکم، مقسم) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس طائف میں کسی کا غلام مسلمان ہو کر آ جاتے تو آپ ﷺ اس کو آزاد کر دیتے آپ ﷺ نے طائف میں دو غلام آزاد کئے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبد القدوس بن بکر بن خنیس، حجاج، حکم، مقسم) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے طائف کا محاصرہ کیا تو آپ کے پاس دو غلام نکل کر آ گئے آپ علیہ السلام نے ان کو آزاد کر دیا ایک ان میں سے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ غلاموں کو آزاد کر دیتے تھے جب وہ مسلمان ہو کر آپ کے پاس آ جاتے تھے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (نصر بن رئاب، حجاج، حکم، مقسم) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم طائف میں فرمایا جو غلام ہماری طرف چلا آئے گا وہ آزاد ہے چنانچہ چند غلام نکل کر آپ ﷺ کے پاس آئے آپ علیہ السلام نے ان کو آزاد کر دیا ان میں ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے اس روایت میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ منفرد ہیں اور اس حدیث کی صحت کا مدار حجاج بن ارطاۃ پر ہے اور وہ ضعیف ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے کہ جو غلام دار الحرب سے فرار ہو کر دار الاسلام میں داخل ہو جائے وہ مطلقاً شرعی طور پر آزاد ہے اور بعض کا قول ہے کہ وہ مطلقاً آزاد نہ ہوگا بلکہ مشروط طور پر اگر مذکور بالا حدیث صحیح ہو تو مطلقاً آزادی مشروع ہوگی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ قتیل کا سلب قاتل کے لئے ہے۔ یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی معرفت عبد اللہ بن مکرم ثقفی سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طائف کا محاصرہ کیا تو حارث بن کلدہ کا غلام ابو بکرہ آپ ﷺ کے پاس آ گیا ایک غلام مضطجع نامی آیا آپ علیہ السلام نے اس کا نام منبعث رکھ دیا۔ یحنس اور وردان بھی آئے اور سب مسلمان ہو گئے جب طائف کا وفد آیا اور وہ مسلمان ہو گیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا، یہ

رسول اللہ ﷺ کے پاس سے غلام جتنے بھی تھے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ آزاد ہیں اور بایں ہمہ ان غلاموں کی ولاء کا حق ان کے آقاؤں کو دے دیا۔

جنت حرام ہے:...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن بشار، غندر، شعبہ، عاصم) ابوعثمان سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سعد سے سنا جس نے سب سے پہلے اللہ کی راہ میں تیر چلایا اور ابوبکرہ سے جو طائف کی دیوار پر چند ساتھیوں کے ساتھ چڑھے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ دونوں کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جو شخص جان کر غیر باپ کی طرف منسوب ہو اس پر جنت حرام ہے۔ اس روایت کو مسلم نے عاصم سے بیان کیا ہے۔

قصر طائف سے اترنے والوں کی تعداد:...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ہشام، معمر، عاصم) ابوعثمان نہدی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سعد رضی اللہ عنہ اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، عاصم کہتے ہیں کہ میں نے کہا ان دو آدمیوں کی گواہی کافی ہے تو ابوعثمان نے کہا ہاں! ایک ان میں سے وہ شخص ہے جس نے اللہ کی راہ میں سب سے پہلے تیر چلایا اور دوسرا وہ شخص ہے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس طائف سے اترنے والوں میں ۲۳ واں آدمی تھا۔

منجنیق:...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں۔ ان دونوں کے لئے دو خیمے نصب تھے۔ آپ ان خیموں کے درمیان نماز پڑھتے تھے۔ آپ علیہ السلام نے طائف کا محاصرہ کیا اور ان میں شدید جنگ ہوئی اور تیروں کا تبادلہ ہوا (القول من حرب سے مراد تیر اندازی ہے) آپ علیہ السلام نے ان پر منجنیق سے گولہ باری کی اور آپ نے اسلامی تاریخ میں پہلی بار اہل طائف پر منجنیق استعمال کی۔

انگور کے درخت کاٹنے کا حکم فرمایا:...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ چند صحابہ رضی اللہ عنہم دبابہ کے نیچے اٹھا کر لے چلے تاکہ طائف کی دیوار کو توڑیں۔ اہل طائف والوں نے اوپر سے لوہے کے گرم ٹکڑے پھینکے وہ اس کے نیچے سے باہر نکل آئے تو ثقیف نے ان پر تیر برسائے اور ان کے کئی آدمی مار ڈالے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے ثقیف کے انگور کے باغات کاٹ دینے کا حکم دیا چنانچہ لوگ ان کو کاٹنے لگے۔

ابوالاسود کے باغات:...... حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حرب اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ نے ثقیف سے بات چیت کے لئے امان مانگی۔ ماتحتوں نے امان دے دی تو قریش اور بنی کنانہ کی خواتین کو بلایا کہ وہ ان کے پاس آجائیں (انکو طائف کے فتح ہونے پر ان کی غلامی کا خطرہ تھا) تو انہوں نے انکار کر دیا تو ابوالاسود بن مسعود نے ان دونوں کو کہا کیا میں تم کو ایک بات اس سے بھی بہتر بتاؤں۔ رسول اللہ ﷺ وادی عقیق میں خیمہ زن تھے اور یہ وادی ابوالاسود کے باغات اور طائف کے درمیان واقع تھی۔ ابوالاسود کے باغات پانی دار تھے اور ثقیف میں کوئی باغ اس سے بڑھ کر نہ تھا۔ اگر محمد ﷺ نے ان باغات کو کاٹ دیا تو کبھی آباد نہ ہوں گے آپ ان سے بات کرو کہ وہ ان پر قبضہ کر لیں یا اللہ اور قرابت کے لئے ان کو چھوڑ دیں چنانچہ لوگ کہتے ہیں آپ نے قرابت کے لئے چھوڑ دیا۔

منجنیق کس نے بنائی:...... واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیوخ سے اس غزوہ کا واقعہ بیان کر کے کہا ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے منجنیق خود بنائی اور اسے استعمال کا مشورہ دیا بعض طفیل اور بعض خالد بن سعید لایا تھا۔

عیینہ کی خیانت:...... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن لہیعہ سے بواسطہ ابوالاسود عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ عیینہ بن حصن نے رسول اللہ ﷺ سے اہل طائف کو اسلام کی دعوت پیش کرنے کی اجازت مانگی اور آپ علیہ السلام نے اس کو اجازت دے دی چنانچہ وہ ان کے پاس گیا اور ان کو اسلام کی دعوت دینے کے بجائے قلعہ میں ڈٹے رہنے کا مشورہ دیا اور ان کو کہا کہ چند درختوں کو کٹتے دیکھ کر پریشان نہ ہونا۔ جب واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا تم نے کیا کہا تو اس نے بتایا کہ میں نے اسلام کی دعوت دی

کی جہنم سے ڈرایا اور جنت کا شوق دلایا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم جھوٹ بول رہے ہو تم نے تو ایسا ایسا کہا ہے تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اس جرم سے اللہ تعالیٰ اور آپ ﷺ سے توبہ کرتا ہوں۔

اعمال جہاد کا ثواب ...... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (حاکم، اصم، احمد بن عبد الجبار، یونس بن بکیر، ہشام دستوائی، قتادہ، سالم بن ابی الجعد، معدان بن ابی طلحہ) حضرت ابن ابی نجیح سلمی رضی اللہ عنہ (یعنی عمرو بن عبسہ) سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قلعہ طائف کا محاصرہ کیا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جو شخص اپنا تیر "قلعہ طائف" پر پہنچائے گا اس کے لئے جنت میں ایک درجہ ہے چنانچہ میں نے اس روز سولہ تیر پھینکے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا جو اللہ کے راستہ میں ایک تیر چلائے گا۔ اس کا ثواب ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ جس شخص کے اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے ہوئے اس کے بال سفید ہو گئے اور یہی اس کے لئے قیامت کے روز نور روشنی ہوں گے جس شخص نے مسلمان غلام آزاد کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے اس کے اعضا کو آگ سے بچائے گا۔ اسی طرح مسلمان عورت، مسلمان لونڈی کو آزاد کرے تو اسکو بھی یہی ثواب ملے گا۔ اس روایت کو ابوداؤد، نسائی اور ترمذی نے قتادہ سے بیان کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔

چار اور آٹھ شکنیں ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (حمیدی، سفیان، ہشام، عروہ، زینب بنت ام سلمہ) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس ہیجڑا تھا جو عبداللہ بن ابی امیہ کو بتا رہا تھا اگر کل طائف فتح ہوا تو بادیہ بنت غیلان کو لے لینا وہ سامنے آتی ہے تو پیٹ پر چار شکنیں پڑتی ہیں، پیٹھ موڑ کر چلتی ہے تو آٹھ شکنیں دکھائی دیتی ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ لوگ تمہارے پاس نہ آئیں، (بقول ابن جریج ہیجڑے کا نام "ھیت" ہے بادیہ بنت غیلان، عبدالرحمان رضی اللہ عنہ بن عوف کی بیوی سے جو یہ بنت عبد الرحمان پیدا ہوئی جو مسور بن مخرمہ کی بیوی تھی۔ (مترجم) اس روایت کو بخاری اور مسلم نے مختلف طرق سے (ہشام بن عروہ از ابیہ) بیان کیا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اس کو خادم مردوں میں سے سمجھتے تھے جس کو عورتوں کی خواہش نہ ہو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں اس کو نہیں دیکھ رہا کہ وہ ایسی باتیں جانتا ہے یہ آئندہ آپ کے پاس نہ آئیں یعنی جب وہ جنسی باتوں سے آگاہ ہے تو وہ (۲۴:۳۱) یا ایسے لڑکوں سے جو عورتوں کے پردے کی باتوں سے نہ واقف ہوں) میں داخل ہے او الطفل الذین لم یظھروا علی عورات النساء (۲۴:۳۱) ہیجڑے سے مراد عرف سلف میں وہ ہیں جس کو عورت کی خواہش نہ ہو وہ مراد نہیں ہے جس سے جماع ہو سکے اگر ایسا ہو تو وہ واجب القتل ہے جیسا کہ حدیث سے مفہوم ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو اسی جرم میں قتل کر دیا تھا۔

ہیجڑے کی آمد و رفت میں پابندی ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ہیجڑے کا نام ابن جریج سے حدیث نقل کیا ہے مگر یونس بن بکیر نے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ ایک ہیجڑا مانع نامی تھا جس کی رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا کے پاس آمد و رفت تھی۔ ہم نہیں سمجھتے تھے کہ وہ جنسی معاملات سے آگاہ ہو گا اور نہ ہی اس کو ایسی بات سے دلچسپی ہوگی رسول اللہ ﷺ نے اس کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے یہ کہتے سنا کہ جناب خالد! اگر رسول اللہ ﷺ نے طائف کو فتح کر لیا تو بادیہ بنت غیلان تمہارے ہاتھ سے نکل نہ جائے وہ سامنے آتی ہے تو اس کے شکم پر چار سلوٹیں ہوتی ہیں اگر پیٹھ پھیر کر چلے تو آٹھ سلوٹیں دکھائی دیتی ہیں۔۔۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا میں نہیں سمجھتا تھا کہ وہ یہ باتیں جانتا ہے پھر آپ ﷺ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ آئندہ وہ تمہارے ہاں نہ آئے۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کے پاس آنے سے روک دیا گیا۔

کل ہم یہاں سے چلے جائیں گے ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (علی بن عبد اللہ، سفیان، عمرو، ابو العباس شاعر اعمیٰ) حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے طائف کا محاصرہ کیا اور کچھ کامیابی نہ ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرمایا ان شاء اللہ کل ہم یہاں سے روانہ ہو جائیں گے تو یہ بات مسلمانوں کو گراں گزری اور انہوں نے کہا کہ ہم بغیر فتح کئے چلے جائیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کل لڑائی پر چلنا چنانچہ دوسرے روز لڑائی پر گئے تو دشمنوں سے زخمی ہو گئے تو پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا ان شاء اللہ کل ہم واپس جائیں گے تو وہ یہ سن کر خوش ہو

گئے تو رسول اللہ ﷺ یہ سن کر ہنس دیئے، سفیان نے ایک بار مسکرانے کا لفظ بھی بیان کیا ہے۔

ایک نکتہ ... اس روایت کو امام مسلم نے سفیان بن عیینہ سے بیان کیا ہے اور انہوں نے یہ حدیث حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمر بن خطاب کی طرف منسوب کی ہے۔ بخاری کے نسخہ جات میں بھی یہ اختلاف مذکور ہے اور ایک نسخہ میں صرف عبداللہ بن عمرو بن عاص ہی مذکور ہے واللہ اعلم۔

بھٹ میں لومڑی ... واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے کثیر بن زید بن ولید بن رباح کی معرفت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ طائف کے محاصرہ کو پندرہ دن ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے نوفل بن معاویہ دیلی سے مشورہ کیا کہ نوفل! طائف پر محاصرہ رکھنے کے بارے میں کیا خیال ہے تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ لومڑی اپنے بھٹ میں ہے محاصرہ رکھو تو پکڑ لیں گے اگر نظر انداز کر دو تو نقصان نہ دے گی۔

خواب اور اس کی تعبیر ... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ثقیف کے محاصرہ کے دوران رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ مجھے خواب آیا ہے کہ مکھن سے لبریز پیالہ مجھے تحفہ میں دیا گیا ہے مرغ نے چونچ مار کر مکھن گرا دیا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرا گمان ہے کہ آپ حسب ارادہ آج ان پر قابو نہ پا سکیں گے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بھی اس میں کامیابی نہیں دیکھتا۔

عیینہ بن حصن ... عثمان بن مظعون کی بیوی خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم سلمیہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح نصیب کی تو بادیہ بنت غیلان یا فارعہ بنت عقیل ... جو قبیلہ ثقیف میں سب سے زیادہ زیورات رکھتی ہیں ... کے زیورات مجھے عطا کر دیں۔ یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے خولہ رضی اللہ عنہا! اگرچہ مجھے اس کی اجازت نہ دی گئی ہو۔ یہ بات خولہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتائی تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ خولہ نے جو مجھے بات بتلائی ہے وہ کیا آپ ﷺ نے فرمایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا ان کے بارے میں آپ کو اجازت نہیں ملی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کیا میں روانگی کا اعلان نہ کر دوں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کیوں نہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوچ کا اعلان فرما دیا۔ جب لوگ جانے کے لئے تیار ہو گئے تو سعید بن عبید بن اسید بن ابوعمرو بن علاج ثقفی نے اعلان کیا سنو! ثقیف قبیلہ خیریت سے مقیم ہے۔ یہ سن کر عیینہ بن حصن نے کہا ہاں! واللہ! یہ شکست خوردہ ہے تو کسی مسلمان نے اس کو کہا عیینہ تجھے اللہ ہلاک کرے کیا تو مشرکوں کی تعریف و توصیف کرتا ہے حالانکہ تو رسول اللہ ﷺ کی نصرت و حمایت میں آیا تھا؟ تو عیینہ نے کہا واللہ! میں تمہارے ساتھ ثقیف سے لڑنے کے لئے نہ آیا تھا بلکہ میرا ارادہ تو یہ تھا کہ محمد ﷺ طائف فتح کر لیں گے تو میں ایک ثقفی لڑکی حاصل کر لوں گا ممکن ہے کہ اس کے شکم سے میرے ہاں لڑکا پیدا ہو کیونکہ ثقیف قبیلہ بڑا ہوشیار اور عقلمند ہے۔

بددعا کے بجائے دعا ... ابن لہیعہ نے ابوالاسود کی معرفت حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے خولہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے روانگی کے اعلان کا واقعہ بیان کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ لوگ اپنی سواریوں کو چرنے کے لئے چھوڑ دیں۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم روانہ ہوئے اور روانگی کے وقت دعا فرمائی۔ یا اللہ! ثقیف کو ہدایت نصیب کر اور ان کی محنت اور مشقت سے ہمیں کفایت کر۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ثقیف کے تیروں نے جلا کر رکھ دیا ہے آپ ﷺ ان پر بددعا فرمائیں تو آپ علیہ السلام نے بددعا کے بجائے یہ دعا فرمائی یا اللہ! ثقیف کو ہدایت دے۔ اللّٰھم اھد ثقیفا امام ترمذی نے یہ حدیث حسن غریب کہی ہے۔ ابن اسحاق عبداللہ بن ابی بکر اور عبداللہ بن مکدم کی معرفت [illegible] سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے [illegible] تک محاصرہ کیا پھر واپس مدینہ تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ ان کے بارے میں جنگ کا عہد [illegible] تو ان کا وفد رمضان میں آیا اور مسلمان ہو گیا اس کی تفصیل ان شاء اللہ ۹ھ کے وفود میں بیان ہو گی۔

طائف کے شہداء کی تعداد ... بقول ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ قریش میں سے:

(۱) سعید بن سعید بن عاص بن امیہ۔

(۲) عرفطہ بن جناب حلیف بنی امیہ۔

(۳) عبداللہ بن ابی بکر صدیق کو تیر لگا اور وہ اس تیر کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد فوت ہوئے۔

(۴) عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ مخزومی۔

(۵) عبداللہ بن عامر بن ربیعہ حلیف بنی عدی۔

(۶) سائب بن حارث بن قیس بن عدی سہمی۔

(۷) اخوہ عبداللہ۔

(۸) جلیحہ بن عبداللہ از بنی سعد بن لیث لیثی۔

اور خزرج میں سے،

(۱) ثابت بن جذع سلمی۔

(۲) حارث بن سہل بن ابی صعصعہ مازنی۔

(۳) منذر بن عبداللہ بن ساعدی۔

(۴) رقیم بن ثابت بن ثعلبہ بن زید بن لوذان بن معاویہ اوسی۔ چنانچہ بارہ صحابہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے سات قریشی ایک لیثی اور ایک اوسی اور تین خزرجی۔

بجیر شاعر: بقول ابن اسحاق جب آپ رسول اللہ ﷺ طائف سے روانہ ہوئے تو بجیر بن زہیر بن ابی سلمیٰ نے حنین اور طائف کا حال بیان کرتے ہوئے کہا:

کانت علالة یوم بطن حنین
وغداة اوطاس ویوم الابرق
جمعت باغواء هوازن جمعها
فتبددوا کالطائر المتمزق
لم یمنعوا منا مقاما واحدا
الا جدارهم وبطن الخندق
ولقد تعرضنا لکیما یخرجوا
فتحصنوا منا بباب مغلق
ترتد حسرانا الی رجراجة
شهباء تلمع بالمنایا فیلق

"جنگ حنین، اوطاس اور ابرق یکے بعد دیگرے جنگ ہوئی۔ ہوازن نے بے وقوفی سے اپنی فوج کو اکٹھا کیا لیکن وہ شکستہ پھٹے ہوئے پرندے کی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ ہم سے کوئی مقام محفوظ نہیں رکھ سکے سوائے اپنی دیوار طائف اور بطن خندق کے۔ ہم ان کے سامنے آئے کہ وہ باہر نکلیں مگر وہ دروازہ بند کر کے قلعہ میں مقید ہو گئے۔ وہ تھکے ماندے ایک بڑے لشکر کی طرف لوٹتے ہیں جو جولان کی موت کی چمک سے پر ہے"۔

ملمومة خضراء لو قذفوا بها

حصينا لظن كأنه لم يخلق
مثل الغدير على الهواء كأنها
لم يفر في الفيافي ويلتقي
في كل سابغة اذا ما استحصنت
كالنهي هبت ريحه المترقرق
جدل تمس فضولهن نعالنا
من نسج داود وآل محرق

"وہ ایک سا لگتا ہے گویا وہ اس کے لئے اگر کوئی پوشیدہ ہو تو عیب ہو جائے گویا وہ تعمیری نکلی ہو۔ جیسے کہ جالا رکھا ہو پہنچے ہیں گویا کہ ہم گھوڑوں پر سوار ہیں جو پیچھے وقت جدا ہوتے ہیں اور سٹے ہیں۔ پہلی اور ایسی زرہیں جب کہ وہ کھلی ہوا تالاب کی طرح جھلکتی ہے جس پر ہوا چلتی ہو۔ یہ زرہیں لمبی ہیں اور داؤد علیہ السلام اور آل محرق کی زرہیں ہیں جو ہمارے جوتوں کو چھوتی ہیں"۔

صخر کا حلف ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عمر بن خطاب ابو حفص فریابی) ابن عمرو بن عبداللہ بن ابی حازم عثمان بن ابی حازم سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا صخر ابو العیلہ احمسی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ثقیف سے جنگ کی۔ صخر کو معلوم ہوا تو وہ ایک فوجی دستہ لے کر رسول اللہ ﷺ کے تعاون کے لئے آیا۔ جب وہاں پہنچا تو رسول اللہ ﷺ فتح کئے بغیر واپس ہو چکے تھے تو صخر نے اس وقت حلف اٹھایا کہ جب تک رسول اللہ ﷺ کے حکم پر بات کر کے بیٹھ نہ جائیں گے میں اس قلعہ کو چھوڑ کر نہ جاؤں گا۔ وہ ان کا محاصرہ کئے رہا تا آنکہ وہ رسول اللہ ﷺ کا حکم تسلیم کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور صخر نے رسول اللہ ﷺ کی جانب اس کے متعلق مکتوب بھیجا۔

صخر کا مکتوب ...... اما بعد یا رسول اللہ! ثقیف قبیلہ آپ کا حکم اور فیصلہ تسلیم کرنے کے قصد سے نیچے اتر آیا ہے میں ان کو اپنے ساتھ لا رہا ہوں اور وہ میرے لشکر میں ہیں۔ جب یہ خبر رسول اللہ ﷺ نے "الصلوۃ جامعۃ" کا اعلان کر کے جماعت بلوایا اور احمس کے لئے دس بار دعا کی یا اللہ احمس قبیلہ کے مردوں اور گھوڑوں میں برکت فرما۔ صخر آیا اور مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! صخر نے میری پھوپھی کو گرفتار کر لیا ہے حالانکہ وہ مسلمانوں کے ہمراہ شامل ہو چکی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو بلا کر فرمایا اے صخر! لوگ جب مسلمان ہو جاتے ہیں تو وہ اپنے جان و مال کو محفوظ کر لیتے ہیں چنانچہ صخر نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کو اس کی پھوپھی واپس کر دی۔ صخر نے رسول اللہ ﷺ سے بنی سلیم کے چشمہ کی درخواست کی جو چھوڑ کر چلے گئے ہیں اور عرض کیا کہ مجھے اور میری قوم کو وہاں آباد فرما دیجئے آپ علیہ السلام نے اس کی درخواست قبول کر لی اور اسکو اسلم قبیلہ کو وہاں رہنے کی اجازت دے دی۔

حضور ﷺ کا صخر سے شرمانا ..... پھر لوگ بنی سلیم صخر کے پاس آئے اور اس سے چشمہ کی واپسی کا مطالبہ کیا تو اس نے واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ مسلمان ہو چکے ہیں اور ہم نے صخر سے اس چشمہ کے واپسی کا مطالبہ کیا ہے اور اس نے انکار کر دیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے صخر! لوگ جب اسلام قبول کر لیتے ہیں تو وہ اپنے جان و مال کو محفوظ کر لیتے ہیں۔ تم ان کا چشمہ ان کے حوالے کر دو یہی کرو اس نے کہا بہتر یا رسول اللہ ﷺ! میں نے دیکھا کہ اس سے لڑکی اور چشمہ لے لینے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک شرم و حیا سے سرخ ہو رہا تھا (غریب ابوداؤد میں اسناد اختلاف ہے)۔

رعد کا اثر ..... بقول امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ حکمت یہی کا تقاضا تھا کہ طائف کی فتح کو مؤخر اور ملتوی کر دیا جائے تاکہ وہ قتل و غارت سے تباہ نہ ہو جائیں جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ابو طالب کی وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ طائف تشریف لے گئے اور ان کو اللہ کے دین کی دعوت پیش کی اور ان کو

کہا کہ جب آپ ﷺ رسالت تبلیغ کیلئے پہاڑ والے ابن عبد کلال کے پاس گئے تو اس نے بدترین جواب دیا تو آپ رنجیدہ ہو کر رسول اللہ ﷺ بہت غمزدہ اور فکرمند ہو کر واپس چلے آئے۔ قرن ثعالب کے پاس پہنچ کر رنج و الم سے افاقہ ہوا اور دیکھا تو ایک بادل ہے اس میں جبرائیل علیہ السلام موجود ہیں پھر آپ کو پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی۔ اے محمد ﷺ تیرا رب تجھے سلام کہتا ہے مختصر یہ کہ آپ کی تبلیغ اور ان کے غلط جواب سے خوب باخبر ہے۔ چنانچہ اگر آپ کہیں تو میں ان دونوں پہاڑوں کو ملا کر ان پر ڈال دوں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ میں ان کے بارے میں انتظار کرتا ہوں۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان کی پشت سے ایسے لوگ پیدا کرے جو صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کریں۔ چنانچہ آپ علیہ السلام کے فرمان "بل استانی بہم" کے سبب تو کہ طائف فتح نہ ہوا نہ ہی وہ قتل ہوئے یہاں تک کہ وہ نادم اور مطیع ہو کر حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے جیسا کہ بیان ہو گا ان شاء اللہ۔

طائف سے واپسی اور ہوازن کے مال غنیمت کی تقسیم...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ طائف سے روانہ ہوتے ہوئے جعرانہ میں خیمہ زن ہو گئے آپ کے ساتھ اسلامی لشکر اور ہوازن کے بے شمار قیدی تھے ایک صحابی نے روانہ ہوتے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ان پر بد دعا فرمائیں۔ یہ سن کر آپ علیہ السلام نے دعا فرمائی یا اللہ ثقیف قبیلہ کو ہدایت نصیب کر اور ان کو لے آ۔ آپ علیہ السلام جعرانہ میں تھے کہ آپ علیہ السلام کے پاس ہوازن کا وفد آیا۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوازن کے چھ ہزار اسیر اور بے شمار مال مویشی تھا۔ یونس بن بکیر (محمد بن اسحاق عمرو بن شعیب اپنے باپ دادا سے) بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ علیہ السلام نے ہوازن سے مال غنیمت میں قیدی اور مال مویشی حاصل کئے۔ ہوازن کا وفد مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم شریف خاندانی لوگ ہیں۔ ہم مصیبت میں مبتلا ہیں جو آپ ﷺ سے مخفی نہیں آپ ہم پر احسان فرمائیں۔ اللہ آپ پر احسان فرمائے گا۔ زہیر بن صرد کی درخواست: ان کے خطیب ابو صرد زہیر بن صرد نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان مکانات میں آپ کی خالائیں اور پرورش کنندہ دائیاں بھی ہیں۔ اگر ہم ابن ابی شمر یا نعمان بن منذر کو دودھ پلاتے اور ان سے ہم ایسے مصائب میں مبتلا ہو جاتے جیسے آپ سے ہیں۔ تو ہم ان کے احسان اور مروت کے طلبگار ہوتے حالانکہ آپ تو اللہ کے رسول ہیں اور سب سے بہتر کفیل ہیں:

زہیر بن صرد کے اشعار:

امنن علینا رسول اللہ فی کرم
فانک المرء نرجوہ وننتظر
امنن علی بیضۃ قد عاقہا قدر
ممزق شملہا فی دہرہا غیر
ابقت لنا الدہر ہتافا علی حزن
علی قلوبہم الغماء والغمر
یا خیر طفل ومولود ومنتجب
فی العالمین اذا ما حصل البشر
ان لم تدارکہا نعماء تنشرہا
یا ارجح الناس حلما حین یختبر

"یا رسول اللہ ہم پر مہربانی سے احسان فرمائیے آپ ہی وہ مرد ہیں جن سے ہم امیدوار ہیں اور ان کے انتظار میں ہیں۔ ایسے قبیلہ پر احسان کریں جس کی قدر ٹوٹ چکی ہے اس کا شیرازہ بکھر گیا ہے اس کے دل شکستہ ہیں جو حادثات زمانہ نے ان کو دیئے ہیں کر دی ہے ان کے دلوں میں آفت اور پریشانی ہے اے بچوں میں بہتر نو مولود اور منتخب عالم جب انسان کا خلاصہ نکالا جائے۔ اگر ان کا آپ کے وسیع احسانات سے تدارک نہ کیا تو وہ مٹ جائے گا سب سے زیادہ بردبار جب آپ کی آزمائش ہو۔"

امن على نسوة كنت ترضعها
اذ فوك تملؤه من محضها الدرر
امنن على نسوة قد كنت ترضعها
واذ يزينك ما تاتي وما تذر
لا تجعلنا كمن شالت نعامته
واستبق منا فانا معشر زهر
انا لنشكر الآء وان كفرت
وعندنا بعد هذا اليوم مدخر

"آپ ان عورتوں پر احسان کیجئے جو آپ کو دودھ پلاتی تھیں، جب آپ اپنے منہ کو ان کے خالص دودھ سے پُر کرتے تھے۔ ان عورتوں پر احسان فرمائیے جن کا آپ دودھ پیتے تھے اور جب آپ کا فعل اور عدم فعل آپ کو زینت دیتا ہے آپ ہمیں ایسا نہ کریں جن کی جماعت منتشر ہو گئی ہو اور ہم پر رحم فرمائیے ہم عالی خاندان ہیں۔ ہم احسانات کے شکر گزار ہیں اگرچہ اور ناشکری کریں ہمارے نزدیک آج کے بعد یہ بات ذخیرہ اور ناقابل فراموش ہوگی"۔

رسول اللہ ﷺ کی تدبیر ..... پس رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تمہیں اپنی عورتیں اور اولاد پسند ہے یا مال و دولت؟ ان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے ہمیں مال و دولت کے درمیان اختیار دیا ہے۔ ہمیں اولاد اور عورتیں محبوب اور پسند ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سنو! جو میرا اور بنی عبدالمطلب کا حصہ ہے وہ تمہیں دیا۔ جب میں نماز پڑھ کر فارغ ہو جاؤں تو تم کھڑے ہو کر کہنا ہم رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے ہاں اور مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کے ہاں اپنی اولاد اور عورتوں کے بارے میں سفارشی لاتے ہیں۔ پس میں اس وقت میں تمہیں دے دوں گا اور تمہاری سفارش کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز سے فارغ ہوئے تو ان لوگوں نے کھڑے ہو کر وہ جملہ کہا جو آپ نے ان کو بتایا تھا پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو میرا اور بنی عبدالمطلب کا حصہ ہے وہ تمہارا ہے تو مہاجرین نے کہا ہمارا حصہ رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے اور انصار نے بھی کہا جو ہمارا ہے وہ سب رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے کہا میرا اور بنی تمیم کا حصہ آپ کا نہیں۔ عیینہ رضی اللہ عنہ نے کہا میرا اور بنی فزارہ کا حصہ آپ کا نہیں۔ عباس بن مرداس السلمی نے کہا میرا اور بنی سلیم کا حصہ آپ کا نہیں۔ پس بنی سلیم نے کہا، نہیں! بلکہ جو ہمارا حصہ ہے وہ رسول اللہ ﷺ ہی کا ہے تو عباس سلمی نے کہا تم لوگوں نے میری بے عزتی کی ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص تم میں سے اپنا حصہ چاہتا ہے ہم اس کو سب سے پہلی غنیمت میں سے ہر قیدی کے چھ اونٹ دیں گے پس سب لوگوں نے ان کی عورتیں اور بچے واپس کر دیئے۔

مجھے بخیل نہ پاؤ گے ..... پھر رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے اور لوگ آپ کے پیچھے چلتے ہوئے کہہ رہے تھے یا رسول اللہ! آپ مال غنیمت تقسیم فرما دیں یہاں تک کہ انہوں نے آپ ﷺ کو ایک درخت کی طرف مجبور کر دیا اور درخت سے آپ کی چادر اٹک گئی تو آپ نے فرمایا اے لوگو! میری چادر مجھے دو اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میرے پاس تہامہ کے درختوں کے جتنے جانور ہوں تو وہ تم پر تقسیم کر دوں پھر بھی تم مجھے بخیل، بزدل یا جھوٹا نہ پاؤ گے پھر رسول اللہ ایک اونٹ کے پہلو میں کھڑے ہوئے اور اس کی کوہان سے بالوں میں سے ایک بال پکڑ کر اٹھایا اور فرمایا اے لوگو! اللہ کی قسم! تمہارے مال غنیمت اور اس بال میں سے میرے لئے سوائے خمس کے کچھ نہیں ہے اور وہ خمس بھی تم ہی میں تقسیم کر دیا جاتا ہے پس تم سوئی اور دھاگے تک بھی لا کر ادا کرو۔ بے شک خیانت دنیا اور قیامت کے دن عیب، بے عزتی اور آگ کا سبب ہوگی۔ پس ایک انصاری بالوں کا گچھا لایا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے یہ اپنے زخمی اونٹ کے پالان کی مرمت کے لئے لیا تھا پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس میں میرا حصہ تمہارا ہے تو اس آدمی نے اس کو ہاتھ سے پھینک دیا اگر اس کی اس قدر اہمیت ہے تو مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے ہوازن کے قیدیوں کو مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے ہی واپس کر دیا تھا جیسا کہ امام محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ موسیٰ بن عقبہ وغیرہ کے برخلاف۔

ہوازن کا وفد: ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (لیث، عقیل، زہری، عروہ) مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم۔ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوازن کا وفد آیا اس نے درخواست کی کہ آپ ان کے مال اور قیدی ان کو واپس کر دیں آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا تم دیکھ رہے ہو میرے ساتھ جو لوگ ہیں ان کو تم دیکھ رہے ہو۔ مجھے سچی بات کہنا پسند ہے اس لئے تم دو میں سے کوئی ایک چیز پسند کر لو یا قیدی یا مال میں نے تمہارا بہت انتظار کیا رسول اللہ ﷺ نے طائف سے واپسی پر ان کا دس روز سے زیادہ روز تک انتظار کیا تھا جب ان کو معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ صرف ایک چیز لوٹائیں گے تو انہوں نے عرض کیا ہم اپنے قیدیوں کو پسند کرتے ہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر حمد و ثناء کے بعد خطاب کیا فرمایا امابعد! آپ کے یہ بھائی کفر سے توبہ کر کے آگئے ہیں میرا خیال ہے کہ میں ان کے قیدی ان کو لوٹا دوں، جو کوئی یہ خوشی سے کرے بہتر ہے اور جو شخص اپنے حصے کو نہ دینا چاہے تو ہم اس کو پہلی غنیمت سے اس کا معاوضہ دیں گے وہ اپنے حصے کو لوٹا دے۔ یہ سن کر لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے یہ خوشی سے دے دیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا معلوم نہیں ہوتا آپ میں سے کون راضی ہے اور کون نہیں تم جاؤ۔

قیدیوں کی واپسی کے بارے میں بات چیت: ...... تمہارے نقیب ہمارے سامنے اس کا ذکر کریں چنانچہ لوگ واپس آئے۔ ان کے نمائندگان نے ان سے بات چیت کی پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ وہ راضی ہیں اور انہوں نے قیدی واپس کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ ہوازن کے قیدیوں کے بارے میں یہی معلوم ہوا ہے جو بتا دیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اقرع، عیینہ اور عباس وغیرہ کا قصہ بیان نہیں کیا اور اس سے خاموشی اختیار کی ہے اصول یہ ہے کہ مثبت حالت مقدم ہوتا ہے بہ نسبت سکوت اور خاموشی۔

جبیر رضی اللہ عنہ کی روایت: ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (زہری، عمر بن محمد بن جبیر بن مطعم، محمد) جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ حنین سے واپسی کے وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے دیہاتی لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چمٹ گئے وہ آپ سے مانگ رہے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے آپ کو ایک درخت کی طرف مڑنے پر مجبور کر دیا اور آپ کی چادر درخت سے الجھ گئی چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ٹھہر کر فرمایا مجھے میری چادر دے دو اگر ان جھاڑیوں کی تعداد میں بھی میرے پاس جانور ہوتے تو میں ان کو تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا پھر بھی تم مجھے بخیل، جھوٹا اور بزدل نہ پاتے۔ (تفرد بہ البخاری) ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابو وجزہ یزید بن عبید سعدی نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ریطہ بنت ہلال بن حیان بن عمیرہ کنیز عطا کی۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کو زینب بنت حیان بن عمرو بن حیان لونڈی عطا کی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک کنیز عطا کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو عطیہ میں دے دی۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے نافع رحمۃ اللہ علیہ کی معرفت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ یہ لونڈی کہتے ہیں میں نے اپنے ماموں کی طرف بھیج دی کہ وہ اس کو سجا دیں اور میں طواف کر آؤں۔ میں واپس شب اس کے ساتھ ہمبستر ہونا چاہتا تھا۔ میں طواف سے فارغ ہوا تو لوگ دوڑتے آ رہے تھے میں نے پوچھا کیا بات ہے تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے قیدی واپس کر دیئے ہیں۔ میں نے ان کو بتایا تمہاری ایک خاتون فلاں جگہ ہے جاؤ اس کو پکڑ کر لے جاؤ۔ چنانچہ وہ اس کو بھی لے گئے۔

عیینہ فزاری کا انکار: ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عیینہ بن حصن فزاری نے ہوازن کی ایک عمر رسیدہ خاتون پکڑ لی۔ اور کہا کہ بوڑھی ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ قبیلہ میں عالی نسب ہوگی اس لئے اس کا زر فدیہ خوب ہوگا جب رسول اللہ ﷺ نے ایک ایک قیدی کے چھ چھ اونٹ کا معاوضہ دے کر سب کو آزاد کر دیا تو عیینہ نے واپس کرنے سے انکار کر دیا تو زہیر بن صرد نے عیینہ کو کہا یہ معاوضہ قبول کر لو بخدا یہ نہ منہ کے لحاظ سے قابل ہے اور نہ اس کا خاوند غمگین ہے اور نہ ہی اس کا جسم پرکشش ہے تو نے درمیانی عمر کی کوئی کنواری مانند موتی اور قریب یہ خاتون کسی کام کی نہ نکلی۔ چنانچہ عیینہ نے اس کو چھ اونٹ کے عوض واپس کر دیا۔

حصہ کی مقدار واقدی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت حنین میں تقسیم کیا ہر مجاہد کے حصے میں چار اونٹ اور چالیس بکریاں آئیں۔

کوڑے کا بدلہ ۔۔ محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی معرفت حنین کے ایک مجاہد سے روایت کی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی سواری پر سوار رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں سفر کر رہا تھا۔ میرا جوتا کھردرا تھا۔ جب میری سواری رسول اللہ ﷺ کی سواری کے بالکل قریب آئی تو میرے جوتے کی رگڑ رسول اللہ ﷺ کی پنڈلی پر لگی اور آپ کو تکلیف ہوئی تو آپ نے میرے قدم پر کوڑا مارا اور کہا تم نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔ پیچھے ہٹ جاؤ چنانچہ میں دور ہو گیا دوسرے دن رسول اللہ ﷺ مجھے ڈھونڈ رہے تھے۔ مجھے معلوم ہوا تو میں نے دل میں کہا واللہ یہ کل والا معاملہ ہے چنانچہ میں ڈرتے ڈرتے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا تم نے مجھے جوتا رگڑ کر تکلیف پہنچائی تھی اور میں نے تیرے قدم پر کوڑا مارا تھا اب میں نے تجھے بلایا ہے تاکہ تمہیں اس کا معاوضہ دوں۔ چنانچہ آپ نے اس ضرب کے بدلے مجھے اسی (۸۰) بکریاں دیں۔

قیدیوں کی واپسی کے بارے میں اختلاف ۔۔۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قیدیوں کو تقسیم کرنے کے بعد ہوازن کو یہ قیدی واپس کیے جیسا کہ اس بیان سے واضح ہے اور عمرو بن شعیب کی وہ روایت جو ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے از ابیہ از جدہ بیان کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہوازن کے قیدی غنائم کی تقسیم سے پہلے واپس کر دیے تھے۔ علاوہ ازیں جب قیدی واپس کر دیے اور رسول اللہ ﷺ سوار ہو کر چلے تو اعراب نے آپ کو گھیر لیا کہ ہماری غنیمت تقسیم فرما دیجئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے آپ علیہ السلام کو ایک کیکر کے درخت کی طرف مڑنے پر مجبور کر دیا اور آپ کی چادر اس سے الجھ گئی تو آپ نے فرمایا اے لوگو! میری چادر مجھے دے دو۔ بخدا والذی نفسی بیدہ! اگر میرے پاس ان پہاڑوں کی تعداد کے برابر جانور ہوتے تو میں تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا پھر تم مجھے بخیل بزدل اور جھوٹا نہ پاتے جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جبیر رضی اللہ عنہ بن مطعم سے بیان کیا ہے۔

نومسلم کی دل جوئی ۔۔ گویا ان کو خطرہ لاحق تھا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے مویشی بھی واپس کر دیں گے جیسا کہ ان کے قیدی واپس کر دیے ہیں چنانچہ انہوں نے آپ علیہ السلام سے مال غنیمت کی تقسیم کا مطالبہ کیا اور آپ نے حسب امر الٰہی جعرانہ میں یہ اموال ان میں تقسیم فرما دیے۔ غنیمت تقسیم ہوئی تو اس میں چند لوگوں کو جن میں قبائل کے امراء شامل تھے تالیف اور دل جوئی کی وجہ سے زیادہ دیا گیا تو بعض حضرات نے نکتہ چینی کی تو آپ نے خطاب فرمایا اور اس ترجیحی سلوک کی حکمت بیان کی۔ بعض جاہل کم عقل خارجی اور خوارج ذوالخویصرہ وغیرہ نے بھی آپ کی اس تقسیم پر اعتراض کیا جیسا کہ مفصل بیان ہوگا۔ وباللہ المستعان۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کی متعدد اسناد ۔۔۔۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عارم، معتمر بن سلیمان، سلیمان، سمیط سدوسی) حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے بعد ہم غزوہ حنین میں گئے۔ مشرک لوگوں نے خوب صف بندی کی تھی۔ پہلی قطار میں گھوڑ سوار تھے دوسری میں پیدل ان کے بعد عورتوں کی صفیں تھیں پھر بکریوں کے ریوڑ اس کے بعد اونٹ ہم بھی کثیر تعداد میں تھے مسلمانوں کی تعداد چھ ہزار پر مشتمل تھی۔ لشکر کے ایک پہلو پر خالد رضی اللہ عنہ بن ولید امیر تھے۔ یہ حملہ آور ہوا اور ہمارا لشکر ہمارے پیچھے پناہ لینے پر مجبور ہو گیا۔ معمولی تھوڑی دیر میں ہمارے لشکر کے پاؤں اکھڑ گئے اعراب بھاگ گئے اور جن کو جانتے ہو وہ بھی فرار ہو گئے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے پکارا یاللمہاجرین یاللمہاجرین یاللانصار یاللانصار۔ پھر کہا یہ مہاجرین اور انصار کو آواز دی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ان کی چچا کی سے مروی ہے اور ہم نے آواز دی لبیک یا رسول اللہ ﷺ حاضر ہیں یا رسول اللہ ﷺ آپ کے آگے ہم حاضر ہیں۔ واللہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست سے دوچار کر دیا۔ ہم نے مال غنیمت پر قبضہ کر لیا اور طائف کی طرف چلے گئے اور ان کا چالیس دن تک محاصرہ کر کے واپس مکہ چلے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے کسی کو سو اونٹ دیے اور کسی کو دو سو اونٹ دیے۔ انصار نے اس تقسیم پر اعتراض کیا کہ جو لوگ آپ ﷺ سے جنگ لڑتے رہے ہیں ان کو زیادہ دے رہے ہیں اور جو لوگ آپ علیہ السلام کے مددگار ہیں ان کو محروم کر رہے ہیں۔ جب یہ بات رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ نے

مہاجر اور انصار کے کچھ لوگوں کو بلایا اس کے بعد آپ نے فرمایا صرف انصار ہی آئیں چنانچہ ہم لوگ ایک خیمہ میں اکٹھے ہو گئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے گروہ انصار! مجھے ایک عجیب بات معلوم ہوئی ہے۔

انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا بات معلوم ہوئی ہے؟ آپ علیہ السلام نے پھر فرمایا "کیا بات تھی" انہوں نے پھر پوچھا آپ کو کیا بات معلوم ہوئی ہے؟

اس کے بعد آپ نے فرمایا اے انصار! کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ لوگ مال و دولت لے جائیں اور تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو لے کر اپنے گھر میں داخل ہو۔ یہ سن کر سب نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم راضی ہو گئے۔ چنانچہ وہ سب خوش و خرم ہو گئے۔ اس روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے معتمر بن سلیمان سے بیان کیا ہے اس میں یہ بات خلاف واقعہ ہے کہ غزوہ ہوازن میں مسلمان چھ ہزار تھے واضح ہے کہ مسلمانوں کی فوج بارہ ہزار پر مشتمل تھی۔ اسی طرح اس میں ہے کہ آپ نے طائف کا محاصرہ چالیس دن تک جاری رکھا حالانکہ یہ محاصرہ بیس دن سے کم تقریباً ایک مہینے کا تھا واللہ اعلم۔

انصار کی بے صبری ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (عبداللہ بن محمد، ہشام، معمر، زہری) حضرت انس بن مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب قبیلہ ہوازن کا مال غنیمت جمع ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے تقسیم شروع کی۔ کچھ لوگوں کو سو سو اونٹ دیئے تو انصار نے کہا اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو معاف کرے قریش کو مال دے رہے ہیں اور ہمیں محروم کر رہے ہیں حالانکہ ہماری تلواروں سے اب بھی ان کے خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ بات ہوئی تو آپ علیہ السلام نے ان کو ایک چمڑے سے بنے ہوئے خیمے میں بلوایا صرف انصاری تھے اور کوئی نہ تھا جب آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر فرمایا وہ کیا بات ہے جو مجھے آپ کے متعلق معلوم ہوئی ہے۔ تو انصار کے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے قائدین لوگوں نے ایسی کوئی بات نہیں کی البتہ ہاں۔ ہمارے نوجوان طبقے نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو معاف کرے قریش کو مال دے رہے ہیں اور ہمیں محروم کر رہے ہیں حالانکہ ہماری تلواروں سے ان کے خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نو مسلم لوگوں کو ان کی دل جوئی اور تالیف قلبی کے لئے مال دے رہا ہوں۔ کیا تم کو یہ بات پسند نہیں کہ لوگ مال و دولت لے جائیں اور تم لوگ رسول اللہ ﷺ جیسی بابرکت ذات کو اپنے گھروں اور وطن میں لے جاؤ؟ واللہ! جو چیز تم لے جاؤ گے وہ ان کے مال و دولت سے بہت بہتر ہے یہ سن کر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم دل و جان سے راضی ہو گئے۔

حضور کی انصار کو صبر کرنے کی تلقین ...... پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب تم کو بعد میں تم پر لوگوں کو ترجیح دی جائے گی۔ تم صبر کرنا یہاں تک کہ تم اللہ اور اس کے رسول سے ملاقات کرو میں حوض کوثر پر ہوں گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انصار نے صبر نہ کیا۔ (تفرد به البخاري من هذا الوجه)

تحقیقی مقال ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے (ابن عون، ہشام بن زید الاھوی) حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت کی ہے کہ غزوہ حنین میں ہوازن والے آئے اور نبی علیہ السلام کے ساتھ دس ہزار اور طلقاء تھے یہ چند دن بعد پیچھے مڑ گئے تو نبی علیہ السلام نے اعلان کیا کہ اے انصار! تو انہوں نے کہا لبیک یا رسول اللہ ﷺ وسعدیک ہم آپ کے سامنے حاضر ہیں چنانچہ حضور رسول اللہ ﷺ سواری سے اترے اور فرمایا میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ پھر مشرک شکست سے دوچار ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت طلقاء و مکہ اور مہاجرین میں تقسیم کر دیا اور انصار کو کچھ بھی نہ دیا تو انصار نے اعتراض کیا تو ان کو خیمہ کے اندر بلا کر کہا کیا تم پسند نہیں کرتے کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے جائیں اور تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو اپنے ساتھ لے جاؤ تو سب نے کہا کیوں نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسری گھاٹی میں تو میں انصار کے ساتھ چلوں گا۔ بخاری میں اسی سند سے مروی ہے کہ غزوہ حنین میں ہوازن اور غطفان وغیرہ اپنے مویشی اور بال بچوں کو ساتھ لے کر آئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دس ہزار اور طلقاء کے علاوہ تھے جنگ شروع ہوئی تو وہ لوگ پیچھے ہٹ گئے یہاں تک کہ رسول اللہ اکیلے رہ گئے

آپ نے اس روز پے در پے دو اعلان کئے دائیں طرف متوجہ ہو کر پکارا اے انصار! تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم حاضر ہیں خوش ہو جائیے ہم آپ کے ساتھ ہیں پھر بائیں جانب متوجہ ہو کر فرمایا اے جماعت انصار! انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ خوش خبری قبول فرمائیے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سفید خچر پر سوار تھے آپ نے نیچے اتر کر اعلان کیا میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں پھر مشرکوں کو شکست ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس روز بہت مال غنیمت حاصل کیا پھر وہ مہاجرین اور طلقاء مکہ کے درمیان بانٹ دیا اور انصار کو کچھ نہ دیا تو انصار نے کہا جب جنگ ہو تو ہمیں بلایا جاتا ہے اور مال غنیمت اوروں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے ان کو ایک خیمہ میں جمع کر کے پوچھا اے انصار! مجھے کیا بات معلوم ہوئی ہے یہ سن کر وہ خاموش رہے تو پھر آپ نے فرمایا اے گروہ انصار! کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ لوگ دنیا کا مال و متاع لے جائیں اور تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھروں میں لے جاؤ انہوں نے کہا کیوں نہیں! پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسری گھاٹی میں تو میں انصار کے ساتھ چلوں گا۔ ہشام بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دادا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا اے ابو حمزہ! کیا آپ اس جنگ میں حاضر تھے؟ تو انہوں نے کہا میں کہاں غائب ہوتا۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے شعبہ از قتادہ از حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کو جمع کر کے فرمایا کہ قریش نو مسلم ہیں اور تازہ مصیبت کا شکار۔ تو میں نے ان کی تلافی اور دل جوئی کرنا چاہی۔ کیا تم لوگ اس پر خوش نہیں پھر آپ نے فرمایا اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسری میں تو میں انصار کے راستے اور میدان میں چلوں۔ ایک متفق علیہ روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انصار نے یہ بات کہی کیا واقعی یہ عجیب بات ہے کہ ہماری تلواروں سے ان کا خون ٹپک رہا ہے اور مال غنیمت ان کی طرف پھیر دیا جا رہا ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے خطاب فرمایا۔ (کما تقدم)

انصار کو جواب: ... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عفان حماد از ثابت بنانی) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ حنین میں ابو سفیان، عیینہ، اقرع اور سہیل بن عمرو وغیرہ کو مال غنیمت دیا تو انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان کے خون سے ہماری تلواریں ٹپک رہی ہیں اور یہی لوگ مال غنیمت لے گئے اس بات کی خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے ان کو ایک خیمہ میں اکٹھا کیا حتیٰ کہ وہ خیمہ بھر گیا پھر آپ نے پوچھا تم میں کوئی غیر انصاری بھی ہے؟ عرض کیا نہیں صرف ایک بھانجا ہے آپ نے فرمایا بھانجا قوم ہی سے ہی ہے۔ پھر آپ نے پوچھا کیا تم نے ایسی ایسی بات کی ہے۔ انہوں نے کہا جی ہاں تو آپ نے فرمایا تم میرے مخلص اور رازدان ہو۔ کیا تم لوگ یہ پسند نہیں کرتے کہ لوگ مال و متاع لے جائیں اور تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا ”کیوں نہیں“ آپ نے فرمایا انصار میرے مخلص اور معتمد اور رازدار ہیں۔ اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسری گھاٹی میں تو میں انصار کی گھاٹی میں چلوں گا۔ [illegible] انصار میں سے [illegible] کا بیان ہے کہ آپ نے [illegible] ایک کا نام لیا۔ یہ حدیث مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اس سند میں منفرد ہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ابی عدی سے حمید کی معرفت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے جماعت انصار! کیا میں تمہارے پاس اس حالت میں نہیں آیا کہ تم بھٹکے ہوئے تھے پھر اللہ نے تمہیں میرے ذریعہ ہدایت دی کیا میں تمہارے پاس اس حالت میں نہیں آیا کہ تم دشمن تھے پھر اللہ نے میری بدولت تمہیں ایک کر دیا۔ کیا میں تمہارے پاس ایسی حالت میں نہیں آیا کہ تم ایک دوسرے کے [illegible] تھے پھر اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ اس کے بعد آپ نے فرمایا تم جواب کیوں نہیں دیتے کیوں نہیں کہتے کہ آپ ہمارے پاس [illegible] آئے تو ہم نے آپ کو پناہ دی آپ خوفزدہ ہو کر آئے ہم نے آپ کو امن دیا آپ بے یارومددگار آئے تو ہم نے آپ کی مدد کی [illegible] انصار نے کہا نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول کا ہم پر احسان ہے۔ (کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لائے) یہ سند ثلاثی ہے [illegible] ہے۔ یہ حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے متعدد روایات کی سند سے مروی ہے اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔

انصار کا غم: ... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (موسیٰ بن اسماعیل، وہیب، عمرو بن یحییٰ، عباد بن تمیم) عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ حنین کے روز جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مال غنیمت سے نوازا تو آپ نے نو مسلم لوگوں کی دل جوئی کے لیے یہ مال ان میں بانٹ دیا اور انصار کو کچھ نہ دیا۔ انصار کو ناگوار ہوا کہ دوسرے لوگوں کو تو ملا ان کو نہ ملا آپ نے ان کو خطاب فرمایا اے جماعت انصار! کیا میں نے تم کو

بھٹکے ہوئے نہیں پایا کہ اللہ نے میری وجہ سے تم کو ہدایت دی اور تم لوگ الگ الگ تھے اللہ نے تم کو میری وجہ سے متحد کر دیا تم محتاج تھے اللہ نے میرے باعث تم کو مالدار بنا دیا جب رسول اللہ ﷺ کوئی بات فرماتے تو انصار کہتے اللہ اور اس کے رسول کا ہم پر بہت احسان ہے پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا ان جملوں کا اس طرح جواب دے کر احسان جتا سکتے تھے؟ پھر آپ نے فرمایا کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے کر گھروں کو جائیں اور تم رسول اللہ ﷺ کو لے کر گھروں میں جاؤ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں ایک انصاری ہوتا اگر لوگ ایک وادی اور گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی اور گھاٹی میں چلوں گا۔ انصار شعار اور محرم اسرار ہیں اور لوگ دثار اور عوام ہیں تم میرے بعد دوسروں کو فضیلت اور برتری دیتے دیکھو گے۔ تم صبر کرنا یہاں تک کہ مجھے حوض کوثر پر ملو اس روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن یحییٰ مازنی سے نقل کیا ہے۔

انصار کا رنج و غم ...... یونس بن بکیر رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن اسحاق (عاصم بن عمر بن قتادہ (محمود بن لبید (ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ حنین میں رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت پایا، قریش اور عرب کے دیگر قبائل کو تالیف قلبی اور دل جوئی کے لئے مال دیا انصار کو کچھ نہ دیا انصار رنجیدہ اور غمگین ہوئے یہاں تک کہ ان میں سے کسی نے کہا واللہ! رسول اللہ ﷺ اپنی قوم سے جا ملے ہیں۔ سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ انصار آپ سے ناراض ہیں۔ پوچھا کس وجہ سے؟ بتایا مال غنیمت کے بارے میں کہ آپ نے اپنی قوم اور قبائل عرب میں مال تقسیم کیا اور انصار کو کچھ نہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا سعد! اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے تو اس نے عرض کیا میں تو قوم کا ایک فرد ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی قوم کو اس جگہ جمع کرو جب سب جمع ہو جائیں تو مجھے بتانا۔ چنانچہ سعد گئے اور ان کو اس جگہ جمع کر لیا ایک مہاجر آیا اس کو بھی آنے کی اجازت دی چنانچہ کچھ مہاجر بھی آ گئے۔ پھر اور مہاجر آئے تو ان کو روک دیا۔ سب انصار جمع ہو گئے تو سعد رضی اللہ عنہ نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ انصار جہاں آپ نے جمع کرنے کا حکم دیا تھا وہاں جمع ہو چکے ہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے وہاں تک کھڑے ہو کر خطاب فرمایا حمد و ثنا کے بعد کہا اے جماعت انصار! کیا میں تمہارے پاس ایسی حالت میں نہیں آیا کہ تم بھٹکے ہوئے تھے پھر اللہ نے تمہیں میری بدولت ہدایت نصیب کی اور تم تنگ دست تھے اللہ نے تمہیں غنی بنا دیا ایک دوسرے کے دشمن تھے اللہ نے تمہارے دلوں میں محبت پیدا کر دی؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ پھر آپ نے فرمایا اے گروہ انصار! تم جواب کیوں نہیں دیتے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ کو کیا جواب دیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا ہم پر بہت احسان ہے پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا واللہ! اگر تم چاہو تو یہ جواب دے سکتے ہو تم سچ ہی کہو گے اور حقیقت حال کا اظہار کرو گے کہ آپ ہمارے پاس جلاوطن ہو کر آئے ہم نے آپ کو پناہ دی آپ خالی ہاتھ آئے ہم نے آپ کی غم خواری کی آپ خوفزدہ آئے ہم نے آپ کو امن و امان دیا آپ بے سہارا آئے ہم نے آپ کو سہارا دیا یہ سن کر سب نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا ہم پر بڑا احسان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے انصار! کیا تم دنیا کی دولت کی وجہ سے خفا ہو گئے ہو۔ جس کے ذریعے میں نے نو مسلم قوم کی دل جوئی اور تالیف قلبی کی اور تمہیں تمہارے اسلامی جوش و جذبے کے سپرد کر دیا۔ اے انصار! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ لوگ اپنے گھروں کو بکریاں اور اونٹ لے جائیں اور تم رسول اللہ ﷺ کو اپنے وطن لے جاؤ اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر لوگ ایک راستے پر چلیں اور انصار دوسرے پر تو میں انصار کے راستے پر چلوں گا۔ اگر ہجرت کی نسبت نہ ہوتی تو میں ایک انصاری ہوتا یا اللہ! انصار پر رحم فرما انصار کے بیٹوں پر رحم فرما اور ان کے پوتوں پر رحم فرما۔ یہ سن کر انصار زار و قطار رونے لگے یہاں تک کہ آنسوؤں سے داڑھیاں تر ہو گئیں اور انہوں نے کہا ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر راضی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی تقسیم کرنے پر راضی ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے اور وہ بھی منتشر ہو گئے۔ اس روایت کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے اسی طرح سے نقل کیا ہے اور یہ اس سند سے صحاح ستہ میں مروی نہیں ذکر دیا گیا ہے۔

تبصرہ۔ اس روایت کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے (یحییٰ بن بکیر (فضیل بن مرزوق (عطیہ بن سعد عوفی (حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ایک انصاری نے اپنے دوست انصاریوں سے کہا واللہ! میں تم سے کہا کرتا تھا کہ اگر معاملات ٹھیک ہو گئے تو آپ ﷺ دوسروں کو ترجیح دیں گے۔ چنانچہ انصار نے اس کی سخت تردید کی یہ بات رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ علیہ السلام ان کے پاس تشریف لائے تو آپ علیہ السلام نے ان سے کچھ باتیں کہیں جو مجھے یاد نہیں۔ وہ جواب میں کہتے رہے کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا "تم گھوڑوں پر سوار ہوتے تھے

تھے جب بھی آپ ان سے کچھ فرماتے تو وہ کہتے لبیک یا رسول اللہ ﷺ! پھر گزشتہ روایت کی طرح خطبہ بیان کیا ہے۔ تفرد بہ احمد رحمۃ اللہ علیہ۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو (حسن انا ابن ابی عدی الا ابو سعید خدری) کی طرح بیان کیا ہے نیز امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو (موسیٰ بن عقبہ انا ابن جریج عن ابی الزبیر عن جابر رضی اللہ عنہ) مختصر بیان کیا ہے۔

سو سو اونٹ..... سفیان بن عیینہ (عمر بن سعید بن مسروق عن ابیہ عن عبایہ بن رفاعہ بن رافع بن خدیج) سے وہ دادا رافع بن خدیج سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مؤلفۃ القلوب لوگوں کو حنین کے مال غنیمت سے سو سو اونٹ دیئے ابو سفیان بن حرب کو، صفوان بن امیہ کو، عیینہ بن حصن کو، اقرع بن حابس کو، علقمہ بن علاثہ کو، مالک بن عوف نصری کو سو اور عباس بن مرداس سلمی کو سو سے کم اونٹ دیئے تو اس نے کہا:

اتجعل نهبي ونهب العبيد
بين عيينة والاقرع
فما كان حصن ولا حابس
يفوقان مرداس في المجمع
وما كنت دون امرئ منهما
ومن تخفض اليوم لا يرفع
وقد كنت في الحرب ذا تدرء
فلم اعط شيئا ولم امنع

"کیا آپ ﷺ میری اور میرے عبید گھوڑے کی لوٹ کو عیینہ اور اقرع میں تقسیم کر دیں گے۔ حصن اور حابس مرداس سے کسی مجمع میں فائق نہیں ہوئے اور میں ان سے کم رتبہ تھا اور جو آج نیچے ہو جائے گا وہ اونچا نہ ہوگا۔ اور میں اپنی قوم کی لڑائی میں دفاع کرتا ہوں نہ مجھے کچھ دیا گیا اور نہ محروم کیا گیا۔"

اس روایت کو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عیینہ سے اسی طرح نقل کیا ہے وہذا لفظ البیہقی۔
ابن مرداس کے اشعار کو موسیٰ بن عقبہ، عروہ بن زبیر اور ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے
ابن مرداس کے اشعار

كانت نهابا تلافيتها
بكري على المهر في الاجرع
وايقاظي الحي ان يرقدوا
اذا هجع الناس لم اهجع
فاصبح نهبي ونهب العبيد
بين عيينة والاقرع
وقد كنت في الحرب ذا تدرء
فلم اعط شيئا ولم امنع

"وہ مال غنیمت تھا جس کو میں نے اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر جمع کیا اور کہیں زمین میں حملہ کر کے جمع کیا اور قوم کو سونے سے بیدار رکھ کر جب لوگ سو جاتے تھے میں نہ سوتا تھا پھر اور میرے گھوڑے عبید کا مال عیینہ اور اقرع میں تقسیم کیا۔ اور میں لڑائی میں اپنی قوم کا دفاع کرتا ہوں مجھے نہ کچھ دیا گیا اور نہ محروم کیا گیا"۔

الا افائل اعطيتها

عـــديـــد قـــوائـــمـــهـــا الاربـــع
ومـــا كـــان حـــصـــن ولا حـــابـــس
يـــفـــوقـــان مـــرداس فـــي الـــمـــجـــمـــع
ومـــا كـــنـــت دون امـــرئ مـــنـــهـــمـــا
ومـــن تـــضـــع الـــيـــوم لا يـــرفـــع

”مگر چند چھوٹے اونٹوں کے جن کی گنتی ٹانگیں چار ہیں۔ حصن اور حابس مرداس سے کسی مجمع میں فائق نہیں ہوئے۔ اور میں ان سے کمتر بھی نہ تھا اور جس کو آپ آج نیچا کردیں وہ اونچا نہ ہوگا“۔

اس کی زبان مجھ سے روک دو ...... عروہ اور موسیٰ بن عقبہ نے زہری سے نقل کیا ہے کہ جب یہ بات رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ نے پوچھا تم نے کہا ہے۔ اصبح نهبی ونهب العبید بین الاقرع وعیینہ۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ اس نے اس طرح نہیں کہا، بخدا آپ شاعر نہیں اور نہ آپ کے شایان شان ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا اس نے کس طرح کہا تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہ شعر سنایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دونوں طرح کلام کا مفہوم یکساں ہے جو بھی آگے پیچھے کہہ دو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اقطعوا عنی لسانہ" اس کی زبان مجھ سے عطیہ دے کر روک دو۔ بعض لوگوں نے سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی زبان کاٹنے کا حکم دیا ہے مگر رسول اللہ ﷺ کا مطلب تھا عطیہ دے کر زبان بند کر دو۔

بشریٰ ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن علاء، ابو اسامہ، برید بن عبداللہ، ابو بردہ) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا اور آپ جعرانہ میں مکہ اور "مدینہ" کے درمیان ٹھہرے ہوئے تھے۔ آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے ایک بدو نے آکر کہا کیا آپ اپنا وعدہ پورا نہ کریں گے؟ آپ نے اس کو کہا "بشریٰ" خوش ہو جا۔ یہ سن کر اس نے کہا آپ نے "بشریٰ" کی بات اکثر کی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے غصہ ہو کر فرمایا اس نے بشارت کو رد کر دیا تم دونوں قبول کر لو۔ پھر آپ ﷺ نے پانی کا پیالہ منگوایا اس میں ہاتھ منہ دھو کر کلی کر دی اور فرمایا تم دونوں اس میں سے پی لو اور کچھ اپنے چہروں اور سینوں پر ڈال لو اور بشارت قبول کرو۔ دونوں نے پیالہ پکڑ کر حکم کی تعمیل کی تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پردے کی آڑ سے کہا اپنی ماں کے لئے بھی بچالینا چنانچہ انہوں نے تھوڑا سا پانی بچا کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دیا۔

حضور ﷺ کی خوش اخلاقی ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ بن بکیر، مالک، اسحاق بن عبداللہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا کہ آپ پر موٹے کنارے والی نجرانی چادر تھی۔ ایک بدو نے آپ کی چادر کو سختی سے کھینچا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی گردن کو دیکھا تو اس پر سخت کھینچنے کی وجہ سے چادر کے کنارے کے نشان پڑ گئے تھے پھر اس نے کہا۔ محمد! اللہ کے مال میں سے جو آپ کے پاس ہے مجھے بھی دیجئے آپ اس کی طرف متوجہ ہو کر مسکرائے اور اس کو عطیہ دینے کا ارشاد فرمایا۔

وہ لوگ جن کو سو سو اونٹ دیئے ...... بقول ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ حنین میں درج ذیل لوگوں کو سو سو اونٹ دیئے۔ ابوسفیان بن حرب، معاویہ بن ابی سفیان، حکیم بن حزام، حارث بن کلدہ، علقمہ بن علاثہ، علاء بن حارثہ ثقفی حلیف بنی زہرہ، حارث بن ہشام، جبیر بن مطعم، مالک بن عوف نصری، سہیل بن عمرو، حویطب بن عبدالعزیٰ، عیینہ بن حصن، صفوان بن امیہ، اقرع بن حابس۔

جعیل رضی اللہ عنہ ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی سے بیان کیا ہے کہ کسی صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے عیینہ اور اقرع کو سو سو اونٹ دے دیئے اور جعیل بن سراقہ ضمری کو نظر انداز کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سنو! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے کہ

جعیل، عیینہ اور اقرع جیسے بھری زمین کے آدمیوں سے بہتر ہے۔ میں نے ان کا تالیف قلب کے لئے دیا ہے کہ اسلام پر پختہ ہو جائیں اور میں نے جعیل رضی اللہ عنہ کو اس کے پختہ اسلام کے حوالے کر دیا ہے۔

تالیف قلبی کی ایک عمدہ مثال...... صحیح حدیث میں صفوان بن امیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حنین کے مال غنیمت سے مجھے مسلسل دیتے رہے۔ مجھے آپ ﷺ سے سخت دشمنی تھی حتیٰ کہ آپ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو گئے۔

مالک بن عوف نصری رضی اللہ عنہ..... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وفد ہوازن سے مالک بن عوف نصری کے بارے میں پوچھا تو وفد نے بتایا کہ وہ ثقیف کے ہمراہ طائف میں پناہ گزین ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو بتاؤ کہ وہ مسلمان ہو کر آ جائے تو ہم اس کا اہل اور مال سب کچھ دیں گے اور مزید سو اونٹ دے دیں گے۔ مالک کو اس بات کی خبر ہوئی تو وہ ثقیف سے کھسک کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جعرانہ یا مکہ میں حاضر ہوا۔ وہ مسلمان ہوا اور اس کا اسلام پختہ تھا چنانچہ آپ نے اس کو اس کے اہل اور مال کے علاوہ سو مزید اونٹ بھی دیئے تو مالک نے کہا:

مالک کے اشعار:

ما ان رأیت ولا سمعت بمثله
فی الناس کلهم بمثل محمد
اوفی واعطی للجزیل اذا اجتدی
ومتی تشا یخبرک عما فی غد
واذا الکتیبة عردت انیابها
بالسمهری وضرب کل مهند
فکانه لیث علی اشباله
وسط الهباءة خادر فی مرصد

"میں نے کائنات میں محمد ﷺ کی مثل اور نظیر نہ دیکھا نہ سنا۔ سب سے زیادہ وعدہ وفا کرنے والے جب سخاوت کرتے تو سب سے بڑھ کر اور جب چاہو تو کل کی بات بتا دیں گے۔ جب لشکر سمہری نیزے اور ہندی تلوار سے وار کرتے تو آپ گویا اپنے بچوں پر جنگ کے غبار میں کمین گاہ میں شیر کی طرح ہوتے ہیں) پھر آپ نے اس قوم کے مسلمانوں ثمالہ، سلمہ اور فہم قبائل پر امیر مقرر کر دیا وہ ان کو لے کر ثقیف سے جنگ کرتا ان کا جو جانور باہر نکلتا اس کو لوٹ لیتا یہاں تک کہ ان کا جینا مشکل کر دیا گیا۔"

عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ کے بارے میں کلمۂ خیر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (موسیٰ بن اسماعیل، جریر بن حازم، حسن) عمرو رضی اللہ عنہ بن تغلب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چند لوگوں کو مال غنیمت دیا اور بعض کو نہ دیا۔ جن کو نہ ملا ان لوگوں نے ناراضگی کے الفاظ کہے تو آپ نے فرمایا میں ان لوگوں کو دیتا ہوں جن کی بے چینی اور گھبراہٹ اور بے صبری کا مجھے خوف ہوتا ہے اور بعض لوگوں کو ان کے دلوں کی غنا اور خوبی کے سپرد کر دیتا ہوں۔ ان میں سے عمرو رضی اللہ عنہ بن تغلب بھی ہیں پھر عمرو رضی اللہ عنہ بن تغلب نے کہا رسول اللہ ﷺ کے اس کلمہ خیر کے بدلے مجھے سرخ اونٹ بھی محبوب نہیں۔ مذکورہ بالا روایت ہے جو عاصم نے بذریعہ حسن کے بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ مال لایا گیا اور آپ نے تقسیم کیا۔ صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ مال لایا گیا آپ نے بعض کو دیا اور بعض کو نہ دیا جن کو نہ دیا تو انہوں نے عتاب کیا تو آپ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا اما بعد.... بعد ازاں مذکورہ بالا روایت کی طرح بیان کیا ہے۔

حسان رضی اللہ عنہ کے انصار کی مال غنیمت سے محرومی کے بارے میں اشعار:

زاد الهموم فماء العين منحدر
سحا إذا حفلته عبرة درر
وجدا بشماء إذ شماء بهكنة
هيفاء لا دنس فيها ولا خور
دع عنك شماء إذ كانت مودتها
نزرا وشر وصال الواصل النزر
وأت الرسول فقل يا خير مؤتمن
للمؤمنين إذا ما عدد البشر
علام تدعى سليم وهي نازحة
قدام قوم هم آووا وهم نصروا

"تو شماء کو چھوڑ دے کیونکہ اس کی محبت بہت ہی تھوڑی ہے جب ان کی [illegible] ہو جاتی ہیں۔ تو رسول [illegible] کی وجہ سے کہ اے بہترین امانت دار جب مومنوں کی گنتی کی جائے سلیم کو کیوں بلایا جاتا ہے جن لوگوں نے آپ کو پناہ دی اور مدد کی"۔

سماهم الله أنصارا بنصرهم
دين الهدى وعوان الحرب تستعر
وسارعوا في سبيل الله واعترفوا
للنائبات وما خاموا وما ضجروا
والناس إلب علينا فيك ليس لنا
إلا السيوف وأطراف القنا وزر
نجالد الناس لا نبقي على أحد
ولا نضيع ما توحي به السور

"ان کی دین ہدیٰ کی مدد کی وجہ سے اللہ نے ان کا نام انصار رکھا ہے جب کہ جنگ کی آگ جل رہی ہے۔ وہ جہاد میں جلدی کرتے ہیں اور مصائب کے سامنے آتے ہیں وہ خائف اور اکتائے ہوئے نہیں۔ آپ کے باعث لوگ ہمارے خلاف ہیں ہمارا تلواروں اور نیزوں کے سوا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ ہم لوگوں سے جنگ کرتے ہیں اور کسی پر رحم نہیں کرتے اور نہ ہی قرآنی تعلیمات کو ضائع کرتے ہیں"۔

ولا تهر جناة الحرب نادينا
ونحن حين تلظى نارها سعر
كما رددنا ببدر دون ما طلبوا
أهل النفاق وفينا ينزل الظفر
ونحن جندك يوم النعف من أحد

اذ حرست بقطر احزابها معشر
فما ونينا وما خمنا وما خبروا
منا عثار وكل الناس قد عثروا

"جنگ جو لوگ ہماری مجلس کو بدعالیں سمجھتے جب جنگ کی آگ بھڑک رہی ہو تو ہم اس کو تیز کرتے ہیں، جیسا کہ ہم نے بدر میں ان نفاق کو مطالبہ پورا نہیں ہونے دیا اور ہم میں ہی فقرہ وہ میانی نازل ہوتی ہے۔ ہم جنگ احد میں آپ ﷺ کے ساتھ تھے جب وہ ہم پر فوج در فوج جمع ہوئے ان کے احزاب معشر تھے نہ ہم ضعیف ہوئے نہ بزدل اور نہ انہوں نے ہم سے لغزش دیکھی اور سب لوگ لغزش کا شکار ہوئے۔"

رسول اللہ ﷺ کی تقسیم پر نکتہ چینی ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (قبیصہ، سفیان، اعمش، ابو وائل) عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حنین کا مال غنیمت تقسیم کیا تو ایک انصاری نے کہا: "اس سے اللہ کی رضا مقصود نہیں" میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس بات سے مطلع کیا تو آپ ﷺ کا چہرہ مبارک تبدیل ہو گیا بعد ازاں فرمایا، موسیٰ پر اللہ کی رحمت نازل ہو، ان کو اس سے بھی زیادہ اذیت دی گئی اور صبر کیا۔ اس روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اعمش سے نقل کیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (قتیبہ، جریر، منصور، ابو وائل) عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ حنین میں رسول اللہ ﷺ نے چند لوگوں کو ترجیح دی، اقرع بن حابس اور عیینہ کو سو سو اونٹ دیئے اور دوسرے لوگوں کو بھی تو ایک آدمی نے کہا اس سے اللہ کی خوشنودی مقصود نہیں۔ میں نے نبی علیہ السلام کو بتایا تو آپ نے فرمایا اللہ موسیٰ پر رحمت کرے، ان کو اس سے زیادہ تکلیف دی گئی اور صبر کیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو منصور (معتمر) سے بھی بیان کیا ہے۔ بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے کہا واللہ یہ ایسی تقسیم ہے اس میں عدل و انصاف نہیں کیا گیا اور نہ ہی اس میں اللہ کی رضا مطلوب ہے میں نے کہا میں یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتاؤں گا میں نے آپ ﷺ کو بتایا تو آپ نے فرمایا جب اللہ اور اس کا رسول عدل نہ کرے تو کون عدل کر سکے گا۔ اللہ موسیٰ پر رحمت کرے انہوں نے اس سے زیادہ تکلیف اٹھائی اور صبر سے کام لیا۔

حضور ﷺ کی پیش گوئی ...... امام محمد رحمۃ اللہ علیہ بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ (ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر، مقسم ابو القاسم) (مولیٰ عبداللہ بن حارث بن نوفل) سے روایت کرتے ہیں کہ میں اور تلید بن کلاب لیثی عبداللہ بن عمرو بن عاص کے پاس آئے وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے ہم نے پوچھا: کیا آپ موجود تھے جب ذوالخویصرہ تمیمی نے حنین میں رسول اللہ ﷺ پر اعتراض کیا تھا؟ تو کہا ہاں! ایک بنی تمیم کا آدمی آیا جس کو ذوالخویصرہ کہتے تھے وہ آپ علیہ السلام کے پاس آیا آپ لوگوں میں مال تقسیم کر رہے تھے۔ اس نے کہا، اے محمد ﷺ! آج آپ نے جو کیا ہے وہ میں نے دیکھا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا ہاں، تم نے کیسے دیکھا؟ اس نے کہا میں نہیں سمجھتا کہ آپ نے انصاف کیا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ غضبناک ہوئے اور فرمایا افسوس! جب عدل و انصاف میرے پاس بھی نہ ہو تو پھر کس کے پاس ہو گا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، کیا ہم اس کو قتل نہ کر دیں؟ تو فرمایا چھوڑ دو اس کی ایک جماعت ہو گی جو دین میں اس قدر تشدد اور تعمق کرے گی کہ دین سے اس طرح نکل جائے گی جیسے تیر شکار سے، تیر کو دیکھا جائے تو اس میں کوئی چیز نظر نہ آئے گی۔ اس کے پھل میں دیکھا جائے تو اس میں بھی کچھ نظر نہ آئے گا پھر اس کی لکڑی میں دیکھا جائے اس پر بھی کچھ نظر نہ آئے گا۔ وہ خون اور گوبر سے بھی آگے نکل جائے گا۔

میں انصاف نہیں کروں گا تو کون کرے گا؟ ...... لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ بن سعید، ابو الزبیر) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حنین سے واپسی کے بعد جعرانہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں چاندی تھی اور رسول اللہ ﷺ اس سے مٹھی بھر کر لوگوں کو دے رہے تھے۔ اس نے یہ عرض کیا اے محمد ﷺ! انصاف کیجئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیرا برا ہو، جب میں انصاف نہ کروں تو کون انصاف کرے گا۔ تو بدنصیب ہو گیا اور خسارے میں پڑ گیا جب میں انصاف نہ کروں۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیجئے میں اس منافق کو قتل کر دوں تو آپ ﷺ نے فرمایا معاذ اللہ لوگ چرچا کریں گے کہ میں اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہوں۔

یہ اور اس کے ساتھی قرآن کی تلاوت کریں گے جو ان کے حلق سے آگے دماغ تک پہنچے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسا کہ تیر نشانے سے گزر جاتا ہے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو محمد رحمۃ اللہ علیہ بن رمح از لیث بیان کیا ہے۔

ذوالخویصرہ ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابو عامر، قرہ، عمرو بن دینار) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حنین کا مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک آدمی نے کہا انصاف کیجئے تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں عدل نہ کروں تو بدنصیب ہوں گا۔ اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (مسلم بن ابراہیم از قرہ بن خالد) سے نقل کیا ہے۔ صحیحین میں (زہری از ابوسلمہ) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے، آپ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ ذوالخویصرہ تمیمی نے آ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ انصاف کریں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا افسوس! کون عدل کرے گا؟ اگر میں انصاف نہ کروں تو خائب و خاسر ہوں، جب میں عدل نہ کروں تو کون کرے گا؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ اجازت دیجئے میں اس کا سر قلم کر دوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چھوڑو اس کے ہم خیال لوگ ہوں گے تم ان کی نماز اور روزے کو حقیر جانو گے قرآن پڑھیں گے مگر حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے سے پار ہو جاتا ہے۔ تیر کے پھل اور پیکان کی طرف دیکھا جائے گا تو اس میں بھی کوئی چیز نہ ہوگی۔ پھر اس کے رصاف اور تیر کی طرف دیکھا جائے گا تو اس میں کچھ بھی نظر نہ آئے گا۔ پھر اس کے نصب اور دستہ کو دیکھا جائے اس میں بھی کچھ نظر نہ آئے گا، پھر اس کے قذذ اور پر دیکھے جائیں گے تو بھی کچھ نظر نہ آئے گا وہ گوبر اور خون سے پار ہو گیا۔ اس جماعت کی علامت یہ ہے کہ ان میں ایک آدمی سیاہ فام ہوگا۔ اس کا بازو عورت کی چھاتی کی طرح تھل تھل کر رہا ہوگا، لوگوں کے انتشار کے وقت وہ ظاہر ہوں گے۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور میں شاہد ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی۔ میں بھی آپ کے ساتھ تھا، اس آدمی کی تلاش و جستجو کا حکم دیا، اس کو تلاش کر کے لایا گیا اور میں نے اس کو وہی حلیہ دیکھا جو رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا تھا۔ اس روایت کو مسلم نے (قاسم بن فضل از ابو نضرہ از ابو سعید) بیان کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی رضاعی بہن کی جعرانہ میں آمد ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے بعض بنی سعد بن بکر سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ ہوازن میں فرمایا اگر تم بجاد سعدی پر قابو پا لو تو وہ چھوٹنے نہ پائے۔ اس نے ایک جرم کیا تھا، وہ مسلمانوں کے ہاتھ میں آ گیا تو اس کو مع اہل و عیال لے آئے اور اس کے ساتھ شیما بنت حارث بن عبدالعزی بھی تھیں۔ اس [illegible] نے کہا تمہیں معلوم نہیں کہ میں آپ ﷺ کی رضاعی بہن ہوں۔ وہ اسے چلاتی ہوئی گھسیٹتے تھے یہاں تک کہ اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔

بہن سے حسن سلوک ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے ابو وجزہ یزید بن عبید سعدی سے روایت کی ہے کہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچی تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کی رضاعی بہن ہوں۔ اس کی تحقیق کیا ہے؟ اس نے بتایا میں آپ کو ران پر بٹھائے ہوئے تھی آپ نے میری پیٹھ پر دانت سے کاٹا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو پہچان لیا تو آپ نے اپنی چادر مبارک بچھا دی اور اس پر بٹھایا اور اس کو اختیار دیا کہ اگر تو میرے پاس تعظیم و تکریم سے رہنا چاہے تو میں تجھے تحائف دیتا ہوں اور تم اپنی قوم کے پاس چلی جاؤ۔ اس نے عرض کیا مجھے تحفے دے دیں اور قوم کے پاس بھیج دیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو تحائف دے کر قوم کے پاس بھیج دیا۔ بنی سعد کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو ایک غلام مکحول اور ایک لونڈی دی، اس نے ان دونوں کی آپس میں شادی کر دی اور بنی سعد میں ان کی نسل ابھی تک باقی ہے۔ بیہقی نے حکم بن عبدالملک کی معرفت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ فتح ہوازن کے بعد ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کی رضاعی بہن ہوں، میں شیما بنت حارث ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا اگر تم سچی ہو تو تمہارے جسم پر ایک نشان ہے تو اس نے اپنا بازو ننگا کر کے دکھایا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے مجھے دانت سے کاٹا تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے اپنی چادر [illegible]

ثوبان) عمارہ بن ثوبان سے روایت کرتے ہیں کہ ابوالطفیل نے اس کو بتایا کہ میں کم عمر لڑکا تھا کہ اونٹ کے گوشت کا ایک عضو اٹھائے ہوئے تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جعرانہ میں مال غنیمت تقسیم کرتے دیکھا ایک خاتون آئی آپ ﷺ نے اس کے لئے اپنی چادر بچھادی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے تو معلوم ہوا کہ وہ آپ کی رضاعی والدہ ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ (ممکن ہے کہ اس کا مقصد بہن کہنا ہو وہ اپنی والدہ حلیمہ رضی اللہ عنہ سعدیہ کے ساتھ آپ کی پرورش میں شریک ہو)۔

حلیمہ ۔۔۔۔ اگر مذکورہ بالا حدیث محفوظ ہو تو حلیمہ سعدیہ عرصہ دراز تک زندہ رہی کیونکہ وقت رضاعت سے لے جعرانہ میں آنے تک کا عرصہ آٹھ سال سے زائد ہے اور کم از کم تیس سال کی عمر میں اس نے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلایا ہوگا بعد ازاں خدا جانے کب تک زندہ رہی (نوٹ) ایک مرسل روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے رضاعی والدین آپ ﷺ کے پاس آئے تھے واللہ اعلم۔ مراسیل میں ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ (احمد بن سعید ہمدانی' ابن وھب' عمرو بن حارث) عمر بن سائب سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن تشریف فرما تھے کہ آپ کا رضاعی باپ آیا' آپ نے اس کے لئے اپنا کپڑا بچھا دیا وہ اس پر بیٹھ گیا۔ پھر آپ کی رضاعی ماں آئی۔ دوسرے پہلو پر اس کیلئے کپڑا بچھا دیا' وہ اس پر بیٹھ گئی۔ پھر آپ کا رضاعی بھائی آگیا تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور اسکو اپنے سامنے بٹھالیا۔ اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ پوری قوم ہوازن نے رسول اللہ ﷺ کی بنی سعد میں رضاعت سے تقرب اور دوستی کا اظہار کیا حالانکہ وہ ہوازن میں بہت تھوڑے تھے۔ ان کے خطیب ابوصرد زہیر بن صرد نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان حویلیوں میں آپ کی مائیں خالائیں اور آپ کی تربیت کرنے والیاں ہیں آپ ہم پر احسان کیجئے اللہ آپ پر احسان کرے گا۔ اس نے کہا:

امنن علی نسوۃ قد کنت ترضعھا
اذ فوک یملؤہ من محضھا درر
امنن علی نسوۃ قد کنت ترضعھا
واذ یزینک ما تاتی وما تذر

"یعنی ان سب کی آزادی کا سبب ہوا آپ کے ان پر قدیم و جدید عام اور خاص بے شمار احسانات ہیں"۔

نضیر بن حارث ۔۔۔۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم بن محمد بن شرحبیل کے واسطے محمد بن شرحبیل سے بیان کیا ہے نضیر بن حارث بن کلدہ جو نہایت خوبصورت تھا کہا کرتا تھا اس خدا کا شکر ہے جس نے ہم پر اسلام کا احسان کیا اور محمد ﷺ کو نبی بنا کر احسان کیا اور ہم اپنے آباء و اجداد کی طرح شرک پر نہ مریں گے۔ اس کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دشمنی کا یہ عالم تھا کہ وہ غزوہ حنین میں کافر قریشیوں کے ساتھ گیا۔ ان کا خیال تھا اگر رسول اللہ ﷺ شکست سے دوچار ہوئے تو ہم رسول اللہ ﷺ پر حملہ کر دیں گے مگر یہ ممکن نہ ہوا۔ پھر جعرانہ پہنچے تو اللہ امر الہٰی ارادہ تھا کہ یکایک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے نضیر! عرض کیا لبیک! تو فرمایا کیا تجھے یوم حنین کے عزم سے جس کی تکمیل اللہ کو منظور نہ تھی بہتر عزم کی خواہش ہے۔ میں یہ سن کر فوراً رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کیا تجھے گذشتہ زمانہ میں نظر ثانی کا موقعہ ہاتھ نہیں آیا؟ میں نے یہ سن کر عرض کیا مجھے معلوم ہے۔ اگر اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی ہوتا تو وہ مجھے کچھ کفایت کرتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے دعا دی یا اللہ اس کے ثبات و استقامت میں اضافہ فرما نضیر کہتا ہے والذی بعثه بالحق "گویا دین کے بارے میں میرا دل ثبات و سکون کے لحاظ سے پتھر بن گیا ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے اس کو ہدایت نصیب کی۔

عمرہ جعرانہ ۔۔۔۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بہز اور عبد الصمد یعنی دونوں ہمام بن یحییٰ قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا رسول اللہ ﷺ نے کتنے حج کئے تو اس نے بتایا ایک حج اور چار عمرے عمرہ حدیبیہ ذی قعدہ میں مدینہ سے آئندہ سال ذی قعدہ میں عمرہ اور ذی قعدہ میں جعرانہ سے جہاں مال حنین تقسیم کیا اور حج کے ساتھ عمرہ۔ اس روایت کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ' مسلم رحمۃ اللہ علیہ' ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد اسناد سے ہمام رحمۃ اللہ علیہ بن یحییٰ سے نقل کیا ہے اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابوالنضر،

داؤد عطار، عمرو (عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کئے عمرہ حدیبیہ، عمرۃ القضاء، عمرہ جعرانہ اور عمرہ مع حج۔ اس روایت کو ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ، ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے داؤد بن عبدالرحمن عطار مکی کی معرفت عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو حسن کہا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ، حجاج بن ارطاۃ، عمرو بن شعیب، ابیہ شعیب) جدہ عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین عمرے کئے اور یہ سارے ذی قعدہ میں تھے آپ استلام حجر تک تلبیہ کہتے رہے۔ (غریب من ھذا الوجہ)

عمرہ کی توجیہ ...... یہ تین عمرے ذی قعدہ کے مہینے میں تھے، سوائے حجۃ الوداع والے عمرے کے، وہ ذی الحج میں حج کے ہمراہ ادا ہوا۔ اگر اس کا خیال ہو کہ ذی قعدہ میں احرام باندھا ہو تو ممکن ہے اس نے عمرہ حدیبیہ شمار نہ کیا ہو کیونکہ وہ ادا نہ ہو سکا۔ واللہ اعلم۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کنیزوں کو آزاد کرنا ...... امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نافع رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے عمرہ جعرانہ کا بالکل انکار کرتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے جاہلیت میں ایک روزہ اعتکاف کی منت مانی تھی تو آپ نے ان کو نذر کے پورا کرنے کا حکم دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غنیمت حنین سے دو کنیزیں ملی تھیں جن کو مکہ کے کسی گھر میں ٹھہرایا تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حنین کے قیدیوں کو آزاد کر دیا تو لوگ مکہ کی گلیوں میں دوڑ رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن عمر! دیکھو کیا بات ہے؟ تو اس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسیران ہوازن کو آزاد کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے کہا جاؤ ان کنیزوں کو بھی چھوڑ دو۔ نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جعرانہ سے عمرہ نہیں کیا اگر عمرہ کیا ہوتا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوشیدہ نہ ہوتا۔ اس روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے (ایوب، حماد، نافع، ابن عمر) بیان کیا ہے نیز امام مسلم نے (احمد بن عبدہ، حماد بن زید، ایوب) نافع رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے عمرہ جعرانہ کا تذکرہ ہوا تو کہا رسول اللہ ﷺ نے جعرانہ سے عمرہ نہیں کیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور نافع کا عمرہ جعرانہ کا انکار نہایت عجیب و غریب ہے۔ ان دونوں کے علاوہ سب سے صحاح، سنن اور مسانید میں یہ منقول ہے سب ائمہ مغازی اور اصحاب سنن نے بیان کیا ہے۔

استدراک ...... صحیحین میں (عطاء بن ابی رباح، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول (کہ رسول اللہ ﷺ نے رجب میں عمرہ کیا ہے) کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا اللہ ابوعبدالرحمن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو معاف فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب بھی عمرہ کیا وہ موجود تھے۔ حضور رسول اللہ ﷺ نے رجب میں عمرہ قطعاً نہیں کیا۔

حضور ﷺ نے کتنے عمرے کئے ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابن نمیر، اعمش) مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ عروہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا رسول اللہ ﷺ نے کس مہینے میں عمرہ کیا تھا تو فرمایا رجب میں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سن لی اور عروہ رضی اللہ عنہ بن زبیر نے ان سے پوچھا اماں جان کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول سنا؟ تو حضرت عائشہ نے کہا اللہ ابوعبدالرحمن پر رحمت کرے وہ رسول اللہ ﷺ کے ہر عمرے کے وقت موجود تھے رسول اللہ نے صرف ذی قعدہ میں عمرہ کیا۔

اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے (جریر، منصور، مجاہد) اس طرح بیان کیا ہے نیز ابوداؤد و نسائی نے (زہیر، ابواسحاق، مجاہد) بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا رسول اللہ ﷺ نے کتنے عمرے کئے ہیں؟ تو بتایا کہ دو۔ یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو خوب معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع والے عمرے کے علاوہ تین عمرے کئے ہیں۔

چاشت اور عمرہ جعرانہ ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ بن آدم، مفضل، منصور) مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ میں عروہ رضی اللہ عنہ بن زبیر کے ہمراہ مسجد نبوی میں آیا تو دیکھا تو ابن عمر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمرے سے ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے ہیں اور لوگ نماز چاشت

[illegible] ہیں۔ [illegible] ابو عبد الرحمٰن [illegible] ہے؟ [illegible] ابن عمر رضی اللہ عنہ نے [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کئے ہیں اور ایک ان میں سے رجب میں [illegible] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا [illegible] اللہ ابو عبد الرحمٰن پر رحم کرے [illegible] رسول اللہ ﷺ نے [illegible] رجب میں عمرہ نہیں کیا۔ [illegible] بیان کیا ہے۔

ایک وضاحت: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (روح، ابن جریج، مزاحم بن ابی مزاحم، عبد العزیز، محرش کعبی) [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] عمرہ کے لئے احرام [illegible] جعرانہ [illegible] چلے گئے [illegible] سرف [illegible] مدینہ [illegible] آپ کے عمرے کا لوگوں کو [illegible] میں ہوا۔

ایک روایت: [illegible] بیہقی نے [illegible] ابو الحسن [illegible] عثمان بن ابی شیبہ [illegible] حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ [illegible] جعرانہ [illegible] قابل نظر ہے۔

فوائد: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (یعقوب بن ابراہیم [illegible] ابن جریج، عطاء، صفوان بن یعلیٰ) حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میری خواہش تھی کہ میں رسول اللہ ﷺ کو وحی نازل ہونے کے وقت دیکھوں۔ چنانچہ آپ جعرانہ میں تھے اور آپ پر کپڑے کا سایہ کیا ہوا تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم [illegible] ایک اعرابی [illegible] آیا وہ خوشبودار جبہ پہنے ہوئے تھا اس نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ کیا فرماتے ہیں اس شخص کے بارے میں جس نے عمرے کا احرام اپنے جبہ میں باندھا ہے جو خوشبو میں [illegible] ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یعلیٰ رضی اللہ عنہ کو ہاتھ سے اشارہ کیا [illegible] انہوں نے اپنا سر کپڑے کے اندر داخل کیا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ سرخ ہو رہا ہے۔ آپ [illegible] پھر یہ کیفیت [illegible] ہوئی۔ [illegible] آپ نے پوچھا عمرے کے بارے میں پوچھنے والا کہاں ہے؟ [illegible] آپ نے فرمایا خوشبو جو تیرے جسم پر ہے اسے تین بار دھو ڈال اور جبہ اتار دے۔ پھر عمرہ میں وہی کر جو حج میں کرتا ہے۔ اس روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے [illegible] صفوان بن یعلیٰ [illegible] ہے۔

کداء و کدی: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابو اسامہ، ہشام، عروہ) حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال کداء بالائی سے داخل ہوئے اور عمرہ کے لئے کدی نشیبی سے داخل ہوئے۔

عمرہ کا طریقہ: ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ (موسیٰ [illegible] حماد، عبد اللہ بن عثمان بن خثیم، سعید بن جبیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے جعرانہ سے عمرہ [illegible] بیت اللہ کے پہلے تین چکروں میں رمل کیا اور باقی چکروں میں عام رفتار سے چلے [illegible] احرام کی چادروں کو اپنی بغل کے نیچے سے نکال کر اپنے کندھوں کے اوپر [illegible] اس روایت میں ابو داؤد متفرد ہے۔ [illegible] اور ابن ماجہ نے اس کو ابن خثیم از ابو الطفیل از ابن عباس مختصر بیان کیا ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بال کاٹے: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ بن سعید ابن جریج حسن بن مسلم طاؤس) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سر کے بال مروہ کے پاس تیر کے پھال کے ساتھ کاٹے۔ (یا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے الفاظ بیان کیے ہیں) یہ روایت مسلم اور بخاری میں ابن جریج سے مروی ہے۔ نیز اس روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے (سفیان بن عیینہ از ہشام بن حجیر از طاؤس از ابن عباس رضی اللہ عنہ از معاویہ رضی اللہ عنہ) بھی نقل کیا ہے۔ نیز ابوداؤد نسائی نے (عبدالرزاق از معمر از ابن طاؤس از ابیہ) بھی نقل کیا ہے۔ عبداللہ بن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن ابی قدامہ از ابو احمد زبیری از سفیان از جعفر بن محمد از والد از ابن عباس) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مروہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے سر کے بال میں نے کاٹے۔ یہ واقعہ اس کا واقعہ عمرہ جعرانہ پر صادق آتا ہے کیونکہ عمرہ حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل نہ ہو سکے تھے بلکہ آپ کو روک دیا گیا تھا۔ اور عمرہ قضا کے وقت امیر معاویہ مسلمان نہ تھے۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ کے داخل ہونے سے تین روز تک اہل مکہ غائب رہے۔ اور حجۃ الوداع کے ساتھ عمرے کا اتفاق اس لئے نہیں کہ آپ نے عمرے کا احرام نہیں کھولا تھا۔ پس واضح ہو گیا کہ امیر معاویہ مروہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے سر کے بال کترنے کا واقعہ عمرہ جعرانہ میں پیش آیا۔

عتاب اور معاذ رضی اللہ عنہ: ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جعرانہ سے فارغ ہو کر مدینہ واپس چلے آئے اور عتاب رضی اللہ عنہ بن اسید کو امیر مقرر کیا اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو مکہ میں دین سکھانے اور قرآن پاک کی تعلیم کے لئے چھوڑ آئے عروہ رضی اللہ عنہ اور موسیٰ رضی اللہ عنہ بن عقبہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہوازن کی طرف جانے سے پہلے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو عتاب رضی اللہ عنہ بن اسید کے ساتھ منسلک کر دیا تھا۔ اور مکہ سے روانگی کے وقت ان دونوں کو مکہ میں متعین کر دیا۔ ابن ہشام نے زید بن اسلم سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عتاب بن اسید کو امیر مقرر کیا اور ایک درہم اس کا روزینہ مقرر کیا۔ پھر عتاب بن اسید نے لوگوں کو خطاب کیا اور کہا اے لوگو! جو شخص روزانہ ایک درہم پر قناعت نہ کرے۔ خدا اس کا پیٹ نہ بھرے۔ رسول اللہ ﷺ نے روزانہ میرے لئے ایک درہم مقرر کیا ہے پس اب مجھے کسی سے کوئی ضرورت نہیں۔

عمرہ سے واپسی کب ہوئی: ..... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالقعدہ کے مہینے میں عمرہ ادا کیا۔ ذوالقعدہ کے آخری ایام یا ذوالحجہ کے اوائل میں مدینہ تشریف لائے۔ بقول ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ ابو عمرو مدنی کے مطابق ۲۳ ذوالقعدہ کو مدینہ تشریف لائے۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے عرب کے دستور کے مطابق حج کیا اور اہل اسلام نے ۸ھ میں عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں حج کیا اور طائف والے طائف میں ہی ذوالقعدہ ۸ھ سے رمضان ۹ھ تک اپنے شرک پر قائم رہے۔

کعب بن زہیر کا مسلمان ہونا: ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ طائف سے واپس تشریف لائے تو بجیر بن زہیر بن ابی سلمیٰ نے اپنے حقیقی بھائی کعب بن زہیر کو خط لکھا اور اطلاع دی کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں ان آدمیوں کو جو آپ ﷺ کی ہجو کرتے تھے اور آپ ﷺ کو تکلیف پہنچاتے تھے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اور قریش کے باقی ماندہ شعراء ابن زبعری اور ہبیرہ بن ابی وہب فرار ہو گئے ہیں۔ اگر تجھے اپنی جان کی ضرورت ہے تو رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا آ۔ کیونکہ جو شخص آپ کے پاس تائب ہو کر آتا ہے آپ اسے قتل نہیں کرتے۔ اگر تو ایسا نہ کرے تو نکل کر کسی پناہ گاہ میں چلا جا۔ کعب بن زہیر نے کلام ذیل کہا۔

کعب بن زہیر کے اشعار:

الا ابلغا عنی بجیرا رسالة
فھل لک فیما قلت ویحک ھل لکا
فبین لنا ان کنت لست بفاعل

على أي شيء غير ذلك دلكا
على خلق لم يلف يوما أبا له
عليه وما تلفى عليه أبا لكا
فإن أنت لم تفعل فلست بآسف
ولا قائل إما عثرت لعا لكا
سقاك بها المأمون كأسا روية
فأنهلك المأمون منها وعلكا

سنو! بجیر کو میرا پیغام پہنچا دو افسوس! افسوس! تجھے یہ بات کس نے کہی تھی کیا اس کی تمنا ہے؟ تو نے ہدایت کی راہ کو چھوڑ دیا اور تو نے اس کے پیچھے کس بات کی راہنمائی کی ہے؟ ایسے طریق پر جس پر نہ کبھی اس کے ماں باپ تھے اور نہ تم نے اس پر اپنے باپ کو پایا۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو میں افسوس کا اظہار نہیں کروں گا اور اگر تم پھسل جاؤ تو پھر نہ تمہارا خیال رکھوں گا۔ تجھے مامون محمد نبی علیہ السلام نے سیراب کرنے والا جام پلایا ہے۔

ابن ہشام بیان کرتے ہیں کہ بعض دوسرے راوی یہ اشعار نقل کرتے ہیں۔

من مبلغ عني بجيرا رسالة
فهل لك فيما قلت بالخيف هل لكا
شربت مع المأمون كأسا روية
فأنهلك المأمون منها وعلكا
وخالفت أسباب الهدى وتبعته
على أي شيء ويب غيرك دلكا
على خلق لم تلف أما ولا أبا
عليه ولم تدرك عليه أخا لكا
فإن أنت لم تفعل فلست بآسف
ولا قائل إما عثرت لعا لكا

بجیر کو میرا پیغام کون پہنچائے گا جو تم نے خیف کی بات کہی تھی کیا اس کی طلب ہے؟ تو نے مامون محمد علیہ السلام کے ساتھ سیراب کرنے والا جام پیا، اور تجھے مامون نے سیراب کیا اور پلایا۔ تو نے ہدایت کے ذرائع کی مخالفت کی ہے اور اس کی پیروی کی ہے۔ تجھے کس کی ہلاکت ہے؟ کس نے تجھے ایسی بات کی راہنمائی کی ہے تو نے اس طریقہ پر، جس پر نہ تم نے اپنے ماں باپ کو پایا اور نہ ہی تو نے اس پر اپنے بھائی کو پایا۔ اگر تم ایسا نہ کرو تو میں متأسف نہ ہوں گا اور نہ ہی میں کہوں گا اگر تم پھسل جاؤ تو بھی تجھے شماتت، تجھے اللہ گرائے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ کعب نے یہ اشعار بجیر کو لکھ بھیجے جب اس کو موصول ہوئے تو اس نے رسول اللہ ﷺ سے ان کا پوشیدہ رکھنا پسند نہ کیا اور آپ کو پڑھ کر سنائے جب رسول اللہ ﷺ نے سقاک بہا المامون سنا تو فرمایا اس نے سچ کہا ہے گو وہ خود جھوٹا ہے واقعی میں مامون ہوں اور جب علیٰ خلق لم تلف علیہ اما ولا ابا سنا تو فرمایا ہاں اس نے اپنے والدین کو اس دین پر نہیں پایا۔ بعد ازاں بجیر نے کعب کو لکھا:

من مبلغ كعبا فهل لك في التي
تلوم عليها باطلا وهي أحزم

إلى الله لا العزى ولا اللات وحده
فتنجو إذا كان النجاء وتسلم
لدى يوم لا ينجو وليس بمفلت
من الناس إلا طاهر القلب مسلم
فدين زهير وهو لا شيء دينه
ودين أبي سلمى علي محرم

"کعب کو کون پہنچانے والا ہے کہ کیا اس کو اس بات کا جس کی تو مجھے بلاوجہ ملامت کر رہا ہے۔ تجھے اشتیاق ہے۔ تو خدا وحدہ کی طرف آ کر نجات پا سکتا ہے اور سلامت رہ سکتا ہے جب نجات مقصود ہو نہ کہ عزیٰ اور لات کی طرف۔ ابو زہیر کا دین ایک بیکار دین ہے اور ابو سلمیٰ کا دین مجھ پر حرام ہے۔"

جب کعب کو خط موصول ہوا تو اس پر زمین تنگ ہو گئی اور اس کو اپنی جان کی فکر لاحق ہو گئی اور اس کے مخالف افواہیں پھیلانے لگے کہ وہ مقتول اور مرنے کے قریب ہی ہے۔ جب اس کو کوئی چارہ کار نہ رہا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں ایک مدحیہ قصیدہ کہا اس میں خوف و تشویش اور دشمنوں کی افواہوں کا ذکر کیا پھر وہ مدینہ آیا اور اپنے ایک جہنی دوست کا مہمان ہوا وہ دوست اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس نماز فجر میں لے آیا۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی پھر دوست نے اشارہ کر کے بتایا کہ آپ ہی رسول اللہ ﷺ ہیں ان کی امان طلب کرو۔

کعب کی چال: چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کے پاس بیٹھ کر اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ آپ اس کو پہچانتے نہ تھے۔ اس نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! کعب بن زہیر تائب ہو کر مسلمان ہو کر آپ کی امان کے لئے آ رہا ہے، اگر میں اس کو لے آؤں تو کیا آپ اس کی معذرت قبول کر لیں گے؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے "ہاں" کہا تو اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں ہی کعب بن زہیر ہوں۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے روایت کی ہے کہ ایک انصاری نے اچھل کر کہا یا رسول اللہ ﷺ! اجازت دیجئے میں اس دشمن خدا کی گردن اڑا دوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، چھوڑو، یہ اپنے پرانے رویہ سے تائب ہو کر آیا ہے۔ یہ سن کر کعب بن زہیر انصار پر ناراض ہو گیا کہ کسی مہاجر نے ان کے خلاف کوئی بات نہ کی تھی۔ چنانچہ پھر کعب نے اپنا قصیدہ لامیہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا۔

قصیدہ لامیہ:

بانت سعاد فقلبي اليوم متبول
متيم عندها لم يفد مكبول
وما سعاد غداة البين إذ رحلوا
إلا أغن غضيض الطرف مكحول
هيفاء مقبلة عجزاء مدبرة
لا يشتكى قصر منها ولا طول
تجلو عوارض ذي ظلم إذا ابتسمت
كأنه منهل بالراح معلول
شجت بذي شبم من ماء محنية
صاف بأبطح أضحى وهو مشمول

"سعاد جدا ہو گئی ہے آج میرا دل پریشان اور مفتون ہے اس کی محبت کے جال میں ذلیل و خوار گرفتار ہے اور اس کا زر فدیہ

نجس دیا گیا۔ جب وہ لوگ روانہ ہوئے تو بوقت جدائی سعاد ایک گنگنانے والے نیچی نگاہ اور سرمگیں آنکھوں والے ہرن کے بچہ کی طرح شرمیلی ہو رہی تھی۔ سامنے سے دبلی ہوئی پتلی اور پیچھے سے کمر پر فربہ اور جسم پر گوشت بھرا ہوا معتدل ہے پست اور دراز قامت کا شکوہ نہیں۔ جب وہ مسکراتی ہے تو چمکدار دانت ظاہر کرتی ہے گویا اس کے دانت شراب کی جیسے پیالہ جو شراب سے تر ہیں، اس شراب کی وادی کے موڑ میں صاف شفاف ٹھنڈے پانی سے آمیزش ہے۔

تنفي الرياح القذى عنه وافرطه
من صوب غادية بيض يعاليل
فيا لها خلة لو انها صدقت
موعدها او لو ان النصح مقبول
لكنها خلة قد سيط من دمها
فجع وولع واخلاف وتبديل
فما تدوم على حال تكون بها
كما تلون في اثوابها الغول
وما تمسك بالعهد الذي زعمت
الا كما يمسك الماء الغرابيل

”ہوائیں اس پانی سے تنکے دور ہٹاتی ہیں اور صبح کی بارش سے اس میں قطرے سفید حباب اور بلبلے ہیں۔ ہائے محبوبہ اگر وہ وعدہ پورا کرے یا نصیحت کارگر ہو تو کیا عمدہ ہے۔ مگر اس کے خون میں تو بے وفائی، کذب بیانی، بدعہدی اور بے ثباتی کی آمیزش ہے۔ اس کو ایک حالت پر ثبات نہیں وہ بھوت پریت کی طرح رنگا رنگ بدلتی ہے اور اپنے عہد و پیمان میں اس طرح قائم رہتی ہے جیسے چھلنی میں پانی“۔

فلا يغرنك ما منت وما وعدت
ان الاماني والاحلام تضليل
كانت مواعيد عرقوب لها مثلا
وما مواعيدها الا الاباطيل
ارجو وآمل ان تدنو مودتها
وما لهن اخال الدهر تعجيل
امست سعاد بارض لا يبلغها
الا العتاق النجيبات المراسيل
ولن يبلغها الا عذافرة
لها على الاين ارقال وتبغيل

”اس کی آرزو مندانہ تمنا اور وعدے تجھے دھوکا اور فریب میں نہ ڈال دیں، بیشک آرزو اور خواب ضلالت کا باعث ہوتے ہیں۔ عرقوب نامی شخص کے وعدے اس کے وعدوں کی ضرب المثل ہیں اور اس کے وعدے سراسر جھوٹ ہیں۔ دنیا بھر میں اس کی محبت کا قرب امید اور خیال اور میں تمہاری طرف سے اس عطیہ کا گمان بھی نہیں کرتا۔ سعاد ایسے دور دراز

تو یہ ہے جہاں صرف مضبوط اور تیز رفتار اونٹنیاں ہی پہنچ سکتی ہیں۔ یعنی صرف تیز سواری ہی پہنچ سکتی ہے جو تکان سے بے پرواہ تیز اور تیز گام ہو۔"

من كل نضاخة الذفرى اذا عرقت
عرضتها طامس الاعلام مجهول
ترمي الغيوب بعيني مفرد لهق
اذا توقدت الحزان والميل
ضخم مقلدها فعم مقيدها
في خلقها عن بنات الفحل تفضيل
حرف اخوها ابوها من مهجنة
وعمها خالها قوداء شمليل
يمشي القراد عليها ثم يزلقه
منها لبان واقراب زهاليل

"گدی پر بہت پسینہ آتا ہے جب اس کو پسینہ آئے اس کا عزم مٹے ہوئے نشانات والے مجہول رستے ہیں۔ وہ تنہا وحشی سفید بیل گائے کی آنکھوں سے دیکھتی ہے جب سنگریزے والی سخت زمین دوپہر سے جھلسنے لگے وہ موٹی گردن والی ہے۔ اس کے پاؤں مضبوط ہیں اپنی تخلیق میں نر اونٹنیوں سے بڑھ کر ہے اس کا بھائی اس کا باپ ہے اس کا چچا اس کا خالو ہے دراز گردن تیز رفتار ہے۔ اس پر چیچڑ چلتے ہیں پھر وہ ان کو اپنے سینے اور مضبوط پہلو سے پھسلا دیتی ہے۔"

عيرانة قذفت بالنحض عن عرض
مرفقها عن بنات الزور مفتول
قنواء في حرتيها للبصير بها
عتق مبين وفي الخدين تسهيل
كانما فات عينيها ومذبحها
من خطمها ومن اللحيين برطيل
تمر مثل عسيب النخل ذا خصل
في غارز لم تخونه الاحاليل
تهوي على يسرات وهي لاهية
ذوابل وقعهن الارض تحليل

"سخت گداز بدن ہے۔ اس کے پہلو گوشت سے پر ہیں اس کے بازو گرد و اطراف سے بے جوڑ ہیں۔ پھینچنے والے اس کی شرافت دیکھنے والے کی نظر میں نمایاں ہوتی ہے اور رخسار ہموار ہیں گویا اس کی آنکھوں اور حلق سے ناک کے جبڑوں تک ایک مستطیل پتھر ہے۔ وہ پتلی بالوں والی دم کو کھجور کی شاخ کی طرح اپنے تھنوں پر گھماتی ہے جن سے دودھ نہیں دوھا گیا۔ وہ ہلکے پاؤں پر ہو کر چلتی ہے اور پتلے ہیں اور زمین پر ہاتھ رکھتے ہیں۔"

يوما تظل به الحرباء مصطخدا
كان ضاحيه بالشمس محلول

وقال للقوم حاديهم وقد جعلت
ورق الجنادب يركضن الحصى قيلوا
أوب يدي فاقد شمطاء معولة
قامت فجاوبها نكد مثاكيل
نواحة رخوة الضبعين ليس لها
لما نعى بكرها الناعون معقول
تفري اللبان بكفيها ومدرعها
مشقق عن تراقيها رعابيل

''یہ وقت میں کہ گرگٹ سخت حرارت میں رنگ بدلتا ہے گویا اس کی پشت دھوپ میں تحلیل ہو گئی ہے اور قوم کے حدی خوان نے کہا اس حال میں کہ خاکستری ٹڈے کنکریوں کو پھینکنے کے لئے تیار ہے تھے (یعنی سخت گرمی تھی) کہ اتر کر قیلولہ کرو۔ بچہ مر جانے پر بوڑھی چلانے والی عورت ہاتھوں کو حرکت دیتی ہوئی کھڑی ہوئی مرے ہوئے بچوں والی عورتیں بھی اس کی غمخواری میں ہاتھوں سے پیٹنے لگیں سو وہ نوحہ گر نرم بازوؤں والی عورت جب اس کے پہلوٹی کے بچے کی موت کی خبر لوگوں نے دی تو اس کو کوئی ہوش نہیں رہا اپنے سینہ کو اپنے ہاتھوں سے چیرتی ہے اور اس کی قمیص اس کی ہنسلیوں سے پارہ پارہ ہے''۔

يسعى الوشاة جنابيها وقولهم
إنك يا ابن أبي سلمى لمقتول
وقال كل خليل كنت آمله
لا ألهينك إني عنك مشغول
فقلت خلوا سبيلي لا أبا لكم
فكل ما قدر الرحمن مفعول
كل ابن أنثى وإن طالت سلامته
يوما على آلة حدباء محمول
أنبئت أن رسول الله أوعدني
والعفو عند رسول الله مأمول

''مفسد لوگ سواری کے دونوں جانب بھاگ رہے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ اے ابن ابی سلمیٰ تو قتل کیا جائے گا۔ اور مجھے میرے ہر دوست نے (جس سے مجھے امید تھی) کہا ہے کہ میں تجھے تیرے حال سے غافل نہیں کرتا اور مجھے تیرے معاملہ کی کچھ فکر نہیں۔ میں نے کہا تمہارا باپ مرے میرا راستہ چھوڑ دو اللہ کی ہر تقدیر واقع ہو کر رہے گی۔ ہر انسان خواہ وہ دیر تک زندہ رہے ایک دن چارپائی پر اس کی لاش اٹھائی جائے گی۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تیرے قتل کی دھمکی دی ہے مگر رسول اللہ ﷺ سے معافی کی امید ہے''۔

مهلا هداك الذي أعطاك نافلة
القرآن فيها مواعيظ وتفصيل
لا تأخذني بأقوال الوشاة ولم
أذنب ولو كثرت في الأقاويل

لقد اقوم مقاما لو يقوم به
اری واسمع ما لو يسمع الفيل
لظل يرعد من وجد موارثه
من الرسول باذن الله تنويل
حتى وضعت يميني ما انازعها
في كف ذي نقمات قوله القيل

"ذرا ٹھہریے! آپ کی رہنمائی وہ کرے جس نے آپ کو نبوت کے علاوہ قرآن کریم دیا جس میں وعظ و نصیحت اور احکام کی تفصیل ہے آپ چغل خوروں کی بات سے میری گرفت نہ کریں۔ میں نے کوئی جرم نہیں کیا اگرچہ میرے بارے میں بہت سی باتیں ہو چکی ہیں۔ میں ایسی مجلس میں کھڑا ہوا ہوں جو کچھ دیکھ رہا ہوں اور سن رہا ہوں اگر وہ ہاتھی سن لے تو رسول اللہ ﷺ کی دھمکی سے کپکپانے لگے اللہ کے حکم سے وہی صحیح ہے یہاں تک کہ میں نے اپنا دایاں ہاتھ مطیع ہوتے ہوئے انتقام لینے والے نبی کے ہاتھ میں رکھ دیا جن کا فرمان قابل قبول ہے"۔

فلهو اخوف عندي اذا كلمه
وقيل انك منسوب ومسئول
من ضيغم بضراء الارض مخدرة
في بطن عثر غيل دونه غيل
يغدو فيلحم ضرغامين عيشهما
لحم من الناس معفور خراذيل
اذا يساور قرنا لا يحل له
ان يترك القرن الا وهو مغلول
منه تظل حمير الوحش ضامزة
ولا تمشي بواديه الاراجيل

"جب میں ان سے بات کرتا ہوں تو وہ میرے نزدیک زیادہ پر ہیبت زیادہ مہیب ہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ تیری طرف کچھ باتیں منسوب ہیں اور پوچھ گچھ ہوگی اس شیر سے جو گھنے اور جنگل میں ہو جس کی کچھار علاقہ عثر میں ہو اور جنگل کے سامنے جنگل ہو۔ وہ صبح اٹھ کر اپنے دو بچوں کے لئے گوشت لاتا ہے جن کا کھانا انسانی گوشت ہے جس کے ٹکڑے مٹی سے خاک آلود ہوں۔ جب وہ اپنے ہمسر پر حملہ آور ہوتا ہے تو وہ مجبور ہی کر کے مقابل کو شکست خوردہ کرتا ہے اس سے جنگلی گدھے ڈرتے ہیں اور اس کی وادی میں لوگ پیدل نہیں چلتے"

ولا يزال بواديه اخو ثقة
مضرج البز والدرسان ماكول
ان الرسول لنور يستضاء به
مهند من سيوف الله مسلول
في عصبة من قريش قال قائلهم
ببطن مكة لما اسلموا زولوا

زالوا فما زال انكاس ولا كشف
عند اللقاء ولا ميل معازيل
يمشون مشي الجمال الزهر يعصمهم
ضرب اذا عرد السود التنابيل

'' [illegible] لڑائی میں ثابت قدم [illegible] شخص کی تعریف [illegible] ہے۔ [illegible] بے شک [illegible] سے [illegible] کی طرف [illegible] ہوتی ہے۔ [illegible] ایک [illegible] قریش کی ایک جماعت میں۔ ان میں سے کہنے والے نے کہا جب مسلمان ہو گئے [illegible] لڑائی کے موقع پر [illegible] نہ تھے۔ وہ سفید اونٹوں کی طرح چلتے ہیں [illegible] بھاگ جاتے ہیں تو [illegible] ضرب ان کی حفاظت کرتی ہے''۔

شم العرانين ابطال لبوسهم
من نسج داود في الهيجا سرابيل
بيض سوابغ قد شكت لها حلق
كانها حلق القفعاء مجدول
ليسوا مفاريح ان نالت رماحهم
قوما وليسوا مجازيعا اذا نيلوا
لا يقع الطعن الا في نحورهم
ولا بهم عن حياض الموت تهليل

'' [illegible] بہادر ہیں۔ لڑائی میں ان کا لباس داؤد علیہ السلام کی بنی ہوئی زرہیں ہیں۔ [illegible] ان کے حلقے ایک دوسرے سے [illegible] ہیں گویا وہ [illegible] کے حلقے ہیں [illegible] جب ان کے نیزے [illegible] تو خوش نہیں ہوتے اور جب وہ زخمی ہو جائیں تو پریشان نہیں ہوتے۔ نیزے صرف ان کے سینوں پر پڑتے ہیں اور [illegible] سے پیچھے نہیں ہٹتے''۔

کعب اور بجیر [illegible] محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قصیدہ [illegible] نقل کیا ہے۔ یہ قصیدہ [illegible] [illegible] ابراہیم [illegible] [illegible] کعب اور بجیر [illegible] [illegible] (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جا کر [illegible] [illegible] کعب [illegible] اسلام [illegible] تو اس نے کہا:

الا ابلغا عني بجيرا رسالة
على اي شيء ويب غيرك دلكا
على خلق لم تلف اما ولا ابا
عليه ولم تدرك عليه اخا لكا
سقاك ابو بكر بكاس روية

وانهلك المأمون منها وعلكا

"یہ اشعار [illegible] کا خون ھدر کر دیا اور فرمایا کہ جو شخص کعب کو پائے [illegible]
اطلاع [illegible] کعب کو لکھ بھیجی کہ رسول اللہ ﷺ نے تیرا خون ھدر کر دیا ہے [illegible]

بعد ازاں [illegible] رسول اللہ ﷺ کے پاس [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] معاف [illegible] مسلمان ہو کر [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] کعب [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible]

سقاك بها المأمور كأسا روية ... وأنهلك المأمور منها وعلكا

[illegible]

[illegible]

سقاك بها المأمون كأسا روية ... وأنهلك المأمون منها وعلكا

[illegible] کی بجائے مامون [illegible] رسول اللہ ﷺ نے [illegible]

پھر اس نے اپنا قصیدہ [illegible] بانت سعاد فقلبي اليوم متبول [illegible] کعب جب اس شعر پر پہنچا:

إن الرسول لنور يستضاء به
مهند من سيوف الله مسلول
نبئت أن رسول الله أوعدني
والعفو عند رسول الله مأمول

تو رسول اللہ ﷺ نے [illegible] فقلبي اليوم متبول [illegible]

انصار کی ناراضگی

[illegible]

انصار کے بارے میں مدحیہ اشعار:

من سره كرم الحياة فلا يزل
في مقنب من صالحي الأنصار

ورثوا السيادة كابرا عن كابر
إن الكرام هم بنو الأخيار
المكرهين السمهري بأذرع
كسوالف الهندي غير قصار
والناظرين بأعين محمرة
كالجمر غير كليلة الإبصار
والبائعين نفوسهم لنبيهم
للموت يوم تعانق وكرار

"جس کو عمدہ زندگی بسر کرنے کی مسرت ہو وہ انصار کے نیکوکاروں میں رہے۔ جو اچھے اخلاق کے بڑے بڑے آباء و اجداد سے وارث ہوئے ہیں یہ بہتر لوگ بہتر لوگوں کی اولاد ہے۔ یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے گندمی نیزے خوب چلاتے ہیں۔ جن کی حد ہندی کی نوک ... ہے۔ وہ انگاروں کی طرح سرخ اور تیز نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ وہ جنگ و جدال کے دن اپنے نبی کے لئے اپنے آپ کو یا اپنی جانوں کو موت کے لئے پیش کرتے ہیں۔"

والقائدين الناس عن أديانهم
بالمشرفي وبالقنا الخطار
يتطهرون يرونه نسكا لهم
بدماء من علقوا من الكفار
دربوا كما دربت ببطن خفية
غلب الرقاب من الأسود ضواري
وإذا حللت ليمنعوك إليهم
أصبحت عند معاقل الأعفار
ضربوا عليا يوم بدر ضربة
دانت لوقعتها جميع نزار

"اور اپنے دین سے لوگوں کا دفاع کرتے ہیں تلوار اور لچکدار نیزے سے۔ وہ کفار کے خون سے طہارت کو عبادت سمجھتے ہیں۔ وہ بطن خفیہ کے خونخوار موٹی گردن والے شیروں کی طرح شکار کے عادی ہیں۔ جب تو ان کے پاس اپنی حفاظت کے لئے آئے گا تو پہاڑی بکریوں کے محفوظ مقام میں آ جائے گا۔ انہوں نے بدر کے روز ... کو جنگ بدر میں مارا کہ سب قبائل نزار اس کی وجہ سے سرنگوں ہو گئے۔"

لو يعلم الأقوام علمي كله
فيهم لصدقني الذين أماري
قوم إذا خوت النجوم فإنهم
للطارقين النازلين مقاري

"اگر اقوام عالم ان کے بارے میں میری پوری معلومات جان لیں تو میری تصدیق کریں گے جن سے میرا جھگڑا ہے۔ وہ لوگ قحط سالی کے دنوں میں رات کو آنے والے مہمانوں کے لئے بڑے بڑے برتنوں میں کھانا تیار کرتے ہیں۔"

مسجد میں: ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب کعب نے رسول اللہ ﷺ کو یہ قصیدہ بانت سعاد پڑھا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا تم نے انصار کا ذکر خیر کیوں نہیں کیا وہ اس کے اہل ہیں تو کعب نے مذکورہ بالا قصیدہ والے اشعار کہے۔ علی بن زید بن جدعان سے منقول ہے کہ کعب بن زہیر نے قصیدہ بانت سعاد مسجد میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے پڑھا اور یہ بات منقطع ہے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے (ابراہیم بن منذر کی حدیث سے محمد بن فلیح از موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن عبدالرحمن المخزومی از ابن جدعان) مرسلاً بیان کیا ہے۔ استیعاب میں امام ابن عبدالبر نے کعب بن زہیر کے حالات میں بیان کیا ہے کہ کعب اور بجیر اپنے ہم عصر مشہور شعراء میں سے اعلیٰ اشعار کہنے والے پر گو اور بہت سے شعر کہنے والے شاعر تھے مگر کعب اپنے بھائی سے بھی فائق شاعر تھا اور ان کا والد زہیر بن ابی سلمیٰ ان سے بھی اعلیٰ درجے کا شاعر تھا۔ کعب بن زہیر کے عمدہ اشعار میں سے یہ شعر ہیں۔ زہیر صاحب المعلقات بعثت سے ایک سال پہلے فوت ہوا اور کعب کی تاریخ وفات کسی نے بیان نہیں کی۔

لو كنت أعجب من شيء لأعجبني
سعي الفتى وهو مخبوء له القدر
يسعى الفتى لأمور ليس يدركها
فالنفس واحدة والهم منتشر
والمرء ما عاش ممدود له أمل
لا تنتهي العين حتى ينتهي الأثر

"اگر مجھے کسی بات سے تعجب ہوتا ہے تو میرے نزدیک نوجوان کی سعی و کوشش کا انجام ہے جو اس سے بے خبر ہے نہایت تعجب خیز بات ہے۔ نوجوان بہت سے امور کی تلاش و جستجو اور حصول کی کوشش میں رہتا ہے مگر ان کو حاصل نہیں کر سکتا۔ جان ایک ہے اور خیال بہت۔ آدمی کے سانس کے ساتھ اس کی امید قائم ہے۔ اس کی امید آنکھ پاؤں کے نشان تک ختم نہیں ہوتی"۔

حضور اکرم ﷺ کی مدائح:

تجري به الناقة الأدماء معتجرا
بالبرد كالبدر جلى ليلة الظلم
ففي عطافيه أو أثناء بردته
ما يعلم الله من دين ومن كرم

"گندم گوں اونٹنی جو آپ سر پر چادر اوڑھے سوار ہیں بدر منیر کی طرح منور جو تاریک رات میں نمودار ہو۔ آپ کی چادر کے دونوں کناروں یا چادر کے بیچ میں اللہ ہی جانتا ہے کہ کس قدر دین کا جلال اور بزرگی موجود ہے"۔

۸ھ کے مشہور واقعات و اموات: ۸ھ جمادی الاول کے مہینے میں غزوہ موتہ ہوا اور اسی سال ماہ رمضان میں مکہ فتح ہوا بعد ازاں ماہ شوال میں حنین میں غزوہ ہوازن برپا ہوا اور بعد ازاں طائف کا محاصرہ کیا گیا پھر ماہ ذی قعدہ میں جعرانہ سے عمرہ کیا اور مدینہ واپس چلے آئے بقول واقدی رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں ذوالقعدہ ۸ھ کے آخر میں پہنچے

جزیہ: واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ۸ھ میں عمرو بن العاص کو جیفر اور عمرو ابنائے جلندی ازدی کی طرف روانہ کیا ان کے علاوہ گرد و نواح کے مجوسیوں اور اعراب سے جزیہ وصول کیا۔

فاطمہ کلابیہ سے شادی اور علیحدگی: ذی قعدہ ۸ھ میں رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ بنت سفیان کلابیہ سے شادی کی۔ جب اس نے آپ سے پناہ مانگی تو آپ نے اس کو الگ کر دیا۔ بعض کے نزدیک آپ نے اس کو اختیار دیا تو اس نے دنیا کے مال و دولت کو پسند کیا تو آپ نے اس کو جدا کر دیا۔

ابراہیم رضی اللہ عنہ کی پیدائش ...... ماہ ذی الحجہ ۸ھ میں ماریہ رضی اللہ عنہا قبطیہ کے شکم اطہر سے حضرت ابراہیم بن محمد ﷺ پیدا ہوئے۔ امہات المومنین نے زچہ بچہ پیدا ہونے پر اس سے رشک کیا۔ سلمی کنیز رسول اللہ ﷺ کی دایہ اور قابلہ تھی۔ اس نے ابو رافع رضی اللہ عنہ کو بتایا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کو مبارک باد دی۔ آپ نے اسکو خوشی میں ایک غلام دیا اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو رضاعت کے لئے ام بردہ خولہ بنت منذر بن اسید بن خداش بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار زوجہ براء بن اوس بن خالد بن جعد بن عوف بن مبذول کے حوالے کر دیا۔

عزیٰ کا خاتمہ ...... ۲۵ ماہ رمضان ۸ھ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نخلہ میں جو مکہ اور طائف کے درمیان واقع ہے عزیٰ کا بت گرا کر توڑ دیا۔ بقول واقدی رحمۃ اللہ علیہ ۸ھ میں بمقام رہاط ہذیل کا سواع بت، جس کی وہ پرستش کرتے تھے، حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص نے توڑا اور اسکے خزانے میں کچھ نہیں پایا اسی سال مشلل میں انصار کا بت منات سعد رضی اللہ عنہ بن زید اشہلی نے مسمار کیا اس سلسلے میں ہم (ابن کثیر) نے سورہ نجم میں ومنات الثالثۃ الاخریٰ کے ذیل میں ایک نہایت عمدہ مفصل بحث بیان کیا ہے جس کی خثعم عبادت کیا کرتے تھے اور اس کو کعبہ یمانیہ کہتے تھے جو مکہ میں واقع کعبہ کے مشابہ اور متوازی تھا اور بیت اللہ کو کعبہ شامیہ کہتے تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کیا تم ذوالخلصہ کو مسمار کر کے مجھے راحت نہ پہنچاؤ گے؟ عرض کیا، کیوں نہیں چنانچہ میں احمس قبیلے کے ڈیڑھ سو سواروں کو لے کر روانہ ہوا اور میں گھوڑے کی پیٹھ پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ میں نے اس بات کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کیا تو آپ نے میرے سینے پر اتنی زور سے ہاتھ مارا کہ ہاتھ کا نشان میرے سینے پر نمایاں ہو گیا اور دعا دی۔ خدایا اس کو گھوڑے کی پشت پر جمادے اور اس کو ہادی اور مہدی بنا۔ چنانچہ میں اس کے بعد گھوڑے سے کبھی نہیں گرا۔ ذوالخلصہ یمن میں ایک بت کدہ تھا خثعم اور بجیلہ قبیلہ اس کی پوجا کرتے تھے۔ اس میں بت تھے اور وہ اس کو کعبہ یمانیہ کہتے تھے۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ وہاں آئے اور اسکو جلا کر خاکستر کر دیا اور توڑ پھوڑ دیا۔ جریر رضی اللہ عنہ یمن میں آئے تو وہاں ایک آدمی تیروں سے فال کھولتا تھا اس کو کسی نے بتایا کہ یہاں رسول اللہ ﷺ کا قاصد موجود ہے اگر اس نے تجھے دیکھ پایا تو وہ تیرا سر قلم کر دے گا۔ وہ تیروں سے فال کھول ہی رہا تھا کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ وہاں آ گئے۔ تو آپ نے فرمایا تو ان تیروں کو توڑ دے اور کلمہ توحید پڑھ کر مسلمان ہو جا ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا چنانچہ اس نے وہ تیر توڑ ڈالے اور مسلمان ہو گیا۔

پانچ مرتبہ دعا فرمائی ...... پھر جریر رضی اللہ عنہ نے ابو ارطاۃ احمسی کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس کارنامہ کی خوشخبری سنانے کے لئے روانہ کیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ میں ذوالخلصہ کو خارشی اونٹ کی طرح سیاہ چھوڑ کر آیا ہوں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے احمس کے سواروں اور پیادوں لوگوں کیلئے پانچ مرتبہ دعا فرمائی۔ اس روایت کو مسلم نے مختلف طرق سے اسماعیل بن ابی خالد از قیس بن ابی حازم از جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ اسی طرح بیان کیا ہے۔

بحمد اللہ تاریخ ابن کثیر حصہ سوم و چہارم اختتام پذیر ہوا۔

سیرۃ اور سوانح پر دار الاشاعت کراچی کی مطبوعہ مستند کتب

سیرۃ طیبہ اردو [illegible]	[illegible]	[illegible]
سیرۃ النبی [illegible]	[illegible]	[illegible]
رحمۃ للعالمین [illegible]	[illegible]	[illegible]
محسن انسانیت اور انسانی حقوق	[illegible]	[illegible]
[illegible] رسول اکرم کی زندگی	[illegible]	[illegible]
شمائل ترمذی	[illegible]	[illegible]
عہد نبوت کی برگزیدہ خواتین	[illegible]	[illegible]
دور تابعین کی نامور خواتین	[illegible]	
جنت کی خوشخبری پانے والی خواتین	[illegible]	
ازواج مطہرات	[illegible]	[illegible]
ازواج انبیاء	[illegible]	[illegible]
ازواج صحابہ کرام	[illegible]	[illegible]
اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	[illegible]	[illegible]
اسوۂ صحابیات	[illegible]	[illegible]
اسوۂ صحابہ مع سیر الصحابیات	[illegible]	
حیات الصحابہ - [illegible]	[illegible]	[illegible]
طب نبوی [illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
حضرت عثمان ذوالنورین	[illegible]	[illegible]

اسلامی تاریخ پر مستند کتب

مقدمہ ابن خلدون	[illegible]	[illegible]
تاریخ ابن خلدون	[illegible]	[illegible]
تاریخ ابن کثیر	البدایہ والنہایہ	[illegible]
تاریخ اسلام		[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
تاریخ طبری	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

دار الاشاعت ❁ [illegible] اردو بازار کراچی ❁ مستند اسلامی و دینی کتب کا مرکز

تفاسیر علوم قرآنی اور حدیث نبوی ﷺ پر

دارالاشاعت کی مطبوعہ مستند کتب

تفاسیر علوم قرآنی

تفسیر عثمانی [illegible] جلد — [illegible]

تفسیر مظہری اردو [illegible] جلدیں — قاضی ثناء اللہ پانی پتی

قصص القرآن [illegible] — مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی

تاریخ ارض القرآن — علامہ سید سلیمان ندوی

قرآن اور ماحولیات — ڈاکٹر محمد اقتدار حسین فاروقی

قرآن سائنس اور تہذیب و تمدن — ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری

لغات القرآن — مولانا عبدالرشید نعمانی

قاموس القرآن — قاضی زین العابدین

قاموس الفاظ القرآن الکریم (عربی انگریزی) — ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

قرآن کی باتیں — [illegible]

حدیث

تفہیم البخاری مع ترجمہ و شرح اردو ۳ جلد — مولانا ظہور الباری اعظمی

تفہیم المسلم [illegible] جلد — [illegible]

جامع ترمذی [illegible] جلد — مولانا فضل احمد صاحب

سنن ابو داؤد شریف [illegible] جلد — [illegible]

سنن نسائی [illegible] جلد — مولانا فضل احمد صاحب

معارف الحدیث ترجمہ و شرح [illegible] — مولانا محمد منظور نعمانی صاحب

مشکوۃ شریف مترجم مع عنوانات [illegible] جلد — [illegible]

ریاض الصالحین مترجم [illegible] جلد — [illegible]

الادب المفرد کامل ترجمہ و شرح — [illegible]

مظاہر حق جدید شرح مشکوۃ شریف [illegible] — علامہ محمد قطب الدین خان دہلوی

تقریر بخاری شریف [illegible] کامل — حضرت مولانا محمد زکریا صاحب

تجرید بخاری شریف [illegible] — علامہ زین الدین احمد بن عبداللطیف

تنظیم الاشتات [illegible] — مولانا ابوالحسن صاحب

[illegible] — [illegible]

قصص الحدیث — [illegible]

ناشر:- دارالاشاعت اردو بازار کراچی فون ۲۶۳۱۸۶۱-۲۲۱۳۷۶۸-۰۲۱